شہر ذات

تحریر : مریم اعوان

شہرِ ذات میں ہم خود کو ڈھونڈنے نکلے،
ہم اپنے آپ سے کتنے بیگانے نکلے،

دشت میں بکھری ہوئی ریت کی مانند،
کتنے بکھرے ہوئے اُجڑے سے دیوانے نکلے،

دیکھا جس نے بھی میرے درد کا عالم،
تجھ سے منسوب میرے الفت کے فسانے نکلے،

یہ چاند، یہ غزل، یہ تنہائی میری،
ہر سمت تیری یادوں کے بہانے نکلے،

اک شخص نے لمحوں میں گنوایا تھا "امبر
اب دیکھ ڈھونڈنے مجھے کتنے زمانے نکلے،

قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اتارو۔۔۔۔۔ ہم لوگ محبت کی کہانی میں
مرے ہیں !

وہ آج کئی سالوں بعد اپنے وطن واپس لوٹ رہا تھا چہرے پر اطمینان اور خوشی کی جھلک صاف دیکھی جا سکتی تھی، فلائیٹ لینڈ ہوتے ہوتے رات کافی گہری ہو چکی تھی تبھی اسے ائیر پورٹ سے پک کرنے کے لیے بھی کوئی نہیں ایا تھا شاید اس نے خود منا کیا تھا یا وہ سرپرائیز دینا چاہتا تھا ائیر پورٹ کے احاطے سے نکل کر اس نے رینٹا گاڑی سے ٹیکسی بک کی اور اب وہ اسے میں بیٹھے اپنی منزل کی طرف گامزن تھا۔ اندھیری رات کالے رنگ سے بھی زیادہ کالی اور خوفناک تھی آسمان بادلوں سے ڈھکا پڑا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی تیز موسلادھار بارش ہو کر تھمی تھی جس نے ہر چیز کو ہی دھو ڈالا تھا سڑک پر موجود گڈھوں میں پانی جمع تھا جس پر سے اگر گاڑی کا ٹائیر گزرتا تو ایک شور کے ساتھ وہ پانی باہر کی طرف نکلتا پاکستان میں تو ویسے ہی ذرا سی بارش ہو تو سڑکوں پر یوں پانی جمع ہو جاتا تھا جیسے سیلاب ایا ہو۔ روڈ کافی سنسان تھا ایک تو ٹائم زیادہ ہو گیا تھا دوسرا بارش کی وجہ سے لوگ اپنے اپنے گھروں میں دبکے ہوئے تھے ایسے میں کوئی اکا دکا ہی گاڑی اتی اور ہوا کی تیزی سے گزر جاتی باہر چلتی خون منجمند کرنے والی ہواؤں کے بانسبت گاڑی میں چلتے ہیٹر نے اندر کا ماحول کچھ گرم بنائے ہوا تھا۔ وہ اپنے ایک ہاتھ کی کہینی

کو ونڈو پر رکھے نظریں شیشے کے باہر دوڑتے منظر پر ٹیکائے بیٹھے۔ گرے رنگ آنکھوں میں خوشی کی چمک لیے اپنے گھر والوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کی یوں اچانک آمد پر نہ جانے کیسا ریکٹ کرئے گے خوش ہو گے یا شاک میں چلے جائے گے ،اتنے عرصے کی جدائی پر غمگیں ہو گیے یا غصہ 'اسے کچھ نہیں پتہ تھا کہ آخران کا ریکشن کیسا ہو گا مگر وہ یہ جانتا تھا کہ اگر ناراضگی بھی ہو گئ تو محض کچھ دیر کی۔اپنے عزیزوں کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنے کی چاہ میں اسے یہ پھیلا اندھیرا ابھی برا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

خالی پڑی سڑک پر وائیٹ کار ولا فراٹے بھرتی اگے کی طرف بڑھ رہی تھی اور اس کے ٹائیروں کی چرچراہٹ سے ماحول میں چھائی خاموشی میں ارتعش پیدا ہو رہا تھا، ہوا کے دوش پر درخت اور جھاڑیاں رقص کرتی نظر ارہی تھی اسٹرئیٹ پولز سڑک پر پھیلے اندھیرے میں تھوڑی کمی واقع کرنے کی کوشش کر رہیں تھے ،ایکدم پھر آسمان سے مینا برسنے لگا۔ جس کے قطرے کار کے اگے کے شیشے پر گرتے اسے دھندھلا کرنے لگا تو اگے بیٹھے گاڑی ڈرائیو کرتے ڈرائیور نے وائپر بٹن اون کیا تو وہ شیشے پر گرتے بارش کے قطروں کو وائیپ

کرنے لگے بارش کو پھر برستا دیکھ اس نے منہ بگاڑا کیونکہ اسے گھر پہنچنے کی جلدی تھی اور اب بارش کی وجہ سے گاڑی سلو ڈرائیو کرنی پڑے گئی۔وہ ابھی اتنے لمبے سفر سے تھکا ایا تھا اور اب مزید اسے سفر کرنا تھا تبھی ہلکے سے گردن کو دائیں بائیں موڑتے وہ تھوڑا آرام کی غرض سے بیک سیٹ سے پشت لگا گیا البتہ نظریں ابھی بھی باہر دوڑتے منظر پر تھی ابھی اسے یوں کچھ دیر ہی گزری تھی جب اچانک کچھ اجیب سا محسوس کرتے وہ سیدھا ہوا اور شیشے پر جھکے پیچھے گزر جانے والی جگہ کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی ریورس کرو۔۔۔۔۔۔جب کچھ نظر نہ ایا تو اس نے اپنی بھاری آواز میں ڈائیور کو مخاطب کرتے کہا جس پر وہ فورا سر ہلاتا گاڑی واپس ریورس کرنے لگا جب گاڑی اسکی مطلوبہ جگہ پر پہنچی تو آنکھوں میں تحیر کی جگہ حیرانی اُمڈائی بے سختا ہاتھ دروازے کی نوب پر رکھے وہ اسے کھولتا قدم گاڑی سے باہر کی طرف رکھ گیا گاڑی سے اترتے اس نے ایک حیران کن نظر اس جگہ پر ڈالی اور ایک نظر وہاں پارک کی گئی رینج روور گاڑی پر جو کہ اس کے عزیز جاں کی تھی اس کی آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھی۔اس کے ذہن میں ائی بات کی دماغ نے نفی کی

کہ یہ وہم ہے تمہارا جبکہ دل اس کی بات جھٹلانے لگا کہ نہیں یہ ان کی ہی گاڑی ہے اس نے ایک بار پھر اس جگہ کو دیکھا دل ڈوب کے ابھرا ان کا کیا کام یہاں پر اور اس ٹائم جہاں اس اندھیری اور خوفناک رات میں کوئی پرندہ بھی پر نہ مارے تو وہ یہاں کیا کر رہیں تھے۔اس اندھیری سکون بھری نگری کو دیکھ کر ایک بار پھر اس کے دماغ نے کوشش کیئے کہا کہ تمہیں یہاں سے چلے جانا چاہیے مگر دل نے ایک بار پھر دماغ کی بات رد کر دی کہ نہیں تمہیں اندر جانا چاہیے شاید انھیں تمہاری ضرورت ہو ہو سکتا ہے وہ مصیبت میں ہو یہ خیال دل میں اتے وہ بے چین ہوا اور بغیر سوچے سمجھے قدم اندر کی طرف بڑھائے جہاں داخل ہونے کے لیے ایک پرانے طرز کا زنگ آلود سلاخوں زادہ گیٹ عبور کر گیا۔اندر کی طرف بڑھتے اس نے اطراف میں نظریں دوڑائی جہاں چاروں طرف مکمل اندھیرا تھا ایسے میں وہاں چھائی موت سی خاموشی بھیانک منظر پیش کر رہی تھی کہ کمزور دل کے لوگ محض اس جگہ کو دیکھ کر ہی خوف سے کپکپا اٹھے اندر جانا تو غنمیت کی بات ہو مگر وہ دل کے ڈر کو ڈپٹتا وہاں داخل ہو چکا تھا جہاں انے کے لیے انسانوں کو بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی تھی۔اس منظر سے خوف کھاتے اس

جھر جھری لی اور ان کو ڈھونڈنے کے لیے نظریں ادھر اودھر کے جسم نے ایک مارتا انھیں تلاشنے لگا اسی اثناء میں اسے کچھ دور ہی کسی آدمی کی پشت نظر آئی ویسے تو اس جگہ گھپ اندھیرا تھا مگر اس طرف لگے اورینج کلر کے بلب کی مدھم روشنی اطراف میں پڑھ رہی تھی جس کی وجہ سے اسے کوئی وجود کھڑا نظر آیا جو سیاہ لباس پہنے اس ہی تاریکی کا حصہ معلوم ہو رہیں تھے اس نے دل میں قرآنی آیات کا ورد کرتے اپنے اسنیکرز شوز میں مقید پاؤں اس طرف بڑھائے وہ پتھریلی روش پر چل رہا تھا بارش کے باعث ہر چیز گیلی تھی وہاں مٹی ہونے کے کی وجہ سے اب کیچڑ بن رہا تھا مگر اس کے برعکس پتھریلی روش صاف تھی جس کے دونوں اطراف میں قبریں ہی قبریں تھی جہاں ہزاروں کی تعداد میں انسان اپنی اپنی زندگیوں کی تکلیفوں اور غموں سے چھٹکارا پائے وہاں سکون بھری ابدی نیند سو رہیں تھے۔ جو اپنی زندگی میں ہسنے بولنے والے لوگ تھے اب بالکل خاموش ہوئے پڑے تھے ان میں کچھ ٹوٹی تو کوئی تازی بنی قبریں تھی۔ دل میں ان سب کی مغفرت کی دعا کرتے اس نے سامنے دیکھا تو وہ شخص اب اس سے کچھ ہی فاصلہ پر تھا وہ تھوڑا بہت دیکھ سکتا تھا وہ شاید کسی کی قبر تھی جس کی گیلی مٹی اس

بات کا ثبوت تھی کہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی کسی کو اس کے اصل مقام پر ہمیشہ کے لیے لا کر سلایا گیا تھا قبر پوری پھولوں کی چادر سے ڈھکی ہوئی تھی جیسے سونے والا ان کا بہت شوقین ہو ہاں البتہ اسے ابھی قبر کا کتبہ نظر نہیں ایا تھا جس سے معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ کس کی قبر تھی وہ اب اس شخص کے عین عقب میں آن پہنچا کہ ذرا سا ہاتھ بڑھتا تھا تو وہ انھیں چھو لیتا اس نے اپنا ہاتھ بڑھنا چاہا کے انھیں مخاطب کرے مگر دل میں اجیب اجیب سے وسوسوں نے اپنا ڈیرا ڈالا ہوا تھا ناجانے وہ کس کی قبر تھی جو وہ یہاں اس وقت موجود تھے اس نے جیسے ہی ہاتھ بڑھا کر انھیں چھونا چاہا ویسا ہی مقابل خود ہی پلٹ گیے اس سے پہلے اس ویرانے میں اس کی دل سوز چیخ گونجتی مقابل کا چہرہ دیکھ کر وہ کہی گلے میں ہی دم توڑ گئی خوبرو اور وجہیہ چہرہ اس وقت آنسوؤں سے لبریز تھا آنکھوں میں بے تحاشہ سرخی اسے کسی انہونی کا احساس دلا رہی تھی سیاہ بھیگا لباس پہنے وہ یہاں اس بھیانک خاموشی میں کس کا سوگ منا رہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ چلی گئی۔۔۔۔ان کی آنسوؤں سے بھاری ہوتی آواز نے ماحول میں چھائی طویل خاموشی میں ارتعش پیدا کیا جو قبرستان کی بھیانک خاموشی کو چیرتی ہوئی

فضا میں بکھری۔ بھیگا مگر بھاری لہجہ ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ نا جانے کب سے رو رہیں ہو۔ جبکہ اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں تو صرف ان کے وجود پر تھی اجڑا بکھرا حلیہ۔۔۔۔۔

اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گئی پر دیکھو وہ بے وفا نکلی وہ مجھ سے رخ موڑ گئی وہ دغا دے گئی مجھے۔۔۔۔۔۔وہ مسلسل اس قبر پر نظریں گاڑھے بڑبڑا رہیں تھے مگر اسے صرف ان کے ہلتے لب نظر ارہیں تھے وہ کیا کہہ رہیں تھے!! وہ کس کی بات کر رہیں تھے!! کون چھوڑ گئی انھیں ایسے بہت سے سوال تھے وہ جو ان سے کرنا چاہتا تھا مگر زبان سے ایک لفظ بھی نکلنے سے انکاری تھا جیسے اس کی قوت گوئی کی حسِ مفلوج ہو گئی ہو۔۔۔۔۔۔۔

وہ کہتی تھی کہ وہ مجھے روتا نہیں دیکھ سکتی پر دیکھو اب میں نا جانے کتنے گھنٹوں سے رو رہا ہو پر وہ نہیں اٹھ رہی وہ میرے آنسوئ نہیں پونچھے رہی دیکھو وہ بھی سب کی طرح جھوٹی نکلی ہاہاہاہا جھوٹی!!!! وہ اپنے بال نوچتے ہنستے اس وقت بالکل پاگل لگ رہیں تھے اس جگہ پر چھائی گہری خاموشی میں گونجتے ان کے کربناک قہقہے ماحول کو مزید خوفناک بنا رہیں تھے اس سے پہلے وہ اپنا ذہنی توازن کھوتا،انھیں

ہاتھ کی مدد سے پیچھے کی طرف دھکیلتے وہ خود آگے آیا تو سب سے پہلی نظر اس پھولوں سے سجی قبر پر پڑی تو ایک پل اسے لگا جیسے وہ کوئی نئی نویلی دلہن ہو جو اپنی نئی زندگی کے سہانے خواب دل میں ہی لیے دنیا سے ناراض ہوتی یہاں آ کر چھپ گئی ہو قبر سے نظر کھسکا کر اوپر کی طرف قبر پر لگے کتبہ پر پڑی تو ایکدم وہ دو قدم پیچھے ہوا کتبہ پر سجے نام کو دیکھتے اس کا ذہن ماؤف ہونے لگا تھا ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ یہاں کیوں ہے!! اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہوتی جا رہی تھی سر کو دائیں بائیں نفی میں ہلاتے وہ اس کتبہ پر سجے نام کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھنے لگا وہ یہاں منوں مٹی تلے کیسے سو سکتی ہے۔ ایکدم پاؤں بے جان ہونے لگے جیسے اگر وہ کچھ دیر مزید یوں ہی کھڑا رہا تو عنقریب وہ خود بھی اس ہی مٹی کا حصہ بن جائے گا۔ پورا جسم کپکپانے لگا تھا اسے لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے کوئی بہت ہی ڈراؤنی اور خوفناک """" ایکدم اس کے پاؤں لڑکھڑائے اگر پیچھے درخت نہ ہوتا تو وہ کب کا نیچے گر چکا ہوتا اس نے اپنے سن ہوتے دماغ کے ساتھ اس شخص کو دیکھا جو اب قبر کے نزدیک دو زانوں ہوئے بیٹھے قبر کی گیلی مٹی پر نرم انداز میں ہاتھ پھیرتے مسلسل کچھ بڑبڑا رہیں تھے ان پر سے نظر ہٹا کر اس

نے اطراف میں چاروں طرف نظر ماری جہاں اب بھی وہی خوفناک اندھیرا پھیلا تھا جو کچھ دیر پہلے اسے برا نہیں لگ رہا تھا مگر اب وہی اندھیرا اسے اپنے دل میں اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا آنکھیں آہستہ آہستہ اپنی روشنی کھوتی جا رہی تھی دل کی دھڑکن مانند پڑ رہی تھی۔ سانسیں جیسے اس سے رخ موڑتی جا رہی ہو اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگا تو لمبے لمبے سانس لینے کی کوشش کرتے گردن پر ہاتھ پھیرتے اپنا سانس بحال کرنے لگا اتنے گہرے سانس کے قبرستان میں چھائی موت سی خاموشی میں دور تک ان سانسوں کی جدوجہد کی سرگوشیاں سنائی پڑ رہی ہو پورا جسم لرزنے لگا تھا جیسے ابھی عزرائیل علیہ السلام اتے اس کی روح قبض کر جائے گے۔ بند ہوتی پلکوں کے ساتھ اس نے اس نیم پاگل ہوئے شخص کو دیکھا جو اب بھی ہنوز یونہی بیٹھے تھے اور ایک آخری نظر اس کتبے پر ماری اس کے بعد اندھیرا چھا گیا مکمل اور طویل اندھیرا!! ایک جھٹکے سے وہ اٹھ بیٹھا پورا جسم ائے ہو وہ تیز تیز سانس لیتا پسینے سے شر بور تھا حلق میں جیسے کانٹے سے اگ اپنے زندہ ہونے کی یقین دہانی کر رہا تھا بالوں سے پسینے کے قطرے بہہ کر اس کے چہرے اور گردن پر ارہیں تھے فل ائے سی چلنے کے باوجود کمرے کا ماحول حبس

اور گھٹن زدہ تھا وہ اب بھی خواب کے زیر اثر تھا حواس بحال کرنے کے لیے اس نے ہاتھ مارتے سائیڈ ٹیبل لیمپ اون کیا جو کمرے میں ہوئے اندھیرے میں ملجگہ سی روشنی کر گیا اس روشنی کو کمرے میں پھیلا تا دیکھ اسے ایک بار پھر وہی قبرستان کے اندھیرے میں چھائی وہ پیلی سی روشنی یاد ائی تو مزید حواس بختہ ہوتا وہ اب بیڈ پر لگے سوئچ بورڈ ٹٹولنے لگا جو تھوڑی دیر بعد ہی اس کے ہاتھ میں تھا بورڈ پر لگے سارے بٹنز اون کیے تو کمرہ روشنیوں میں نہا گیا مگر اتنی روشنی بھی اس کے اندر چھائے اندھیرے کو کم کرنے سے قاصر تھی اس نے تھوک نگلتے اپنے خشک پڑتے گلے کو تر کرنے کی کوشش کی اور ٹیبل پر پڑے جگ میں سے پانی گلاس میں انڈیلنا چاہا ابھی تک اس کا جسم خواب کے زیر اثر کپکپا رہا تھا جس کی وجہ پانی گلاس میں ڈالتے چھلک کر میز پر پڑی چیزیں بھگو گیا مگر چیزوں کی فکر کیے بغیر اس نے گلاس اٹھاتے اپنے سفید پڑتے لبوں سے لگایا اور گٹا گٹ سارا پانی ایک ہی سانس میں اپنے حلق میں اتار گیا۔ مگر ٹھنڈا پانی پینے کی وجہ سے بھی اس کے اندر پھیلی وحشت کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی تبھی خود پر سے بلینکٹ کو جھٹکے سے ہٹاتا وہ اب بلکینی کا دروازہ کھولتا وہاں ایا تو ایکدم ہوا کا ٹھنڈا سرد جھونکا اس

کے وجود کو چھور کر گزرا۔اس کی بلکینی سے پورے شہر کا حسین منظر نظر ارہا تھا رات کی سیاہی اب صبح کی کرنوں میں ڈھل رہی تھی یہ رات اور دن کا منظر بہت خوبصورت اور دلکش لگ رہا تھا، چڑیوں کی چہچہاہٹ، ٹھنڈی پر سکون فضائیں کے جو یہ آنکھوں کو خیر کرنے والا منظر دیکھتا تو مرائز ہو جاتا مگر اسے اس وقت کوفت محسوس ہو رہی تھی۔اس نے اپنی نائٹ ڈریس کی ان سب چیزوں سے شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے تاکہ سینے میں بڑھتی گھٹن کے اثرارت کم کیے جائے ٹھنڈی ہواؤں کے تھپیڑے اس کے زرد پڑتے چہرے اور وجود سے ٹکراتے گزرنے لگے مگر اس کے اندر پھیلی وحشت اس سکون بھری فضا میں بھی کم ہونے کے بجائے مزید اس کے اندر اپنے پنجھے گاڑھتی جا رہی تھی

میرے رب اسے اپنی حفاظت میں رکھنا اسے کچھ نہ ہوا گر اسے کچھ ہو گیا تو میں کیا کرونگا میری زندگی بھی اسے ہی لگا دے۔۔۔۔۔ایک بار پھر اس ہولناک خواب کی یاد اتے اس کے لبوں سے اس شخص کے لیے دعائیں نکلنے لگی وہ جو بھی تھا اس کے لیے بہت عزیز تھا اس بات کا ثبوت اس کی سرد پڑتی رنگت اور کیفیت

سے ہی لگایا جاسکتا تھا کچھ دیر بعد وہ قدرے پر سکون ہوتا کمرے میں ایا تو ایک بار پھر کمرے میں چھائی خاموشی کو دیکھ کر اسے وہی خوفناک خاموشی میں ڈوبا قبرستان یاد ایا تو بے سختا اس کے جسم نے ایک جھر جھری لی۔ نظر بٹھکتی ہوئی سائیڈ ٹیبل پر پڑے اپنے بھیگے فون پر پڑی تو جھٹ سے اٹھاتے اس نے اسے صاف کیا' موبائل ہاتھ میں پکڑتے اس کا ایک دل چاہا کے گھر فون کر کے خیریت معلوم کرے" فون کی اسکرین اون کی تو سب سے پہلی نظر ٹائم پر گئ اگر اس جہاں چار بج کر دس منٹ ہو رہیں تھے خوامخواہ ہی سب پریشان ہو گیے وقت کال کی تو۔۔۔۔ ٹائم کا خیال کرتے ہی اس نے موبائل واپس بیڈ پر ڈالا اور خود سگریٹ کا بوکس اٹھائے واپس بالکینی کی طرف بڑھا ممکن تھا کہ وہ اب سونے والا نہیں تھا بالکینی میں اتے اس نے سگریٹ جلائے لبوں سے لگائی اور پاس پڑی چیئر جھولے پر بیٹھتا آنکھیں موند گیا اور ایک بار پھر اس ہی دل دہلانے والے خواب کے بارے میں سوچنے لگا جس کی حقیقیت نا جانے کیا ہونے والی تھی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جس پہ پہلے بھی کئی عہدِ وفا ٹوٹیں ہیں۔۔۔اس ہی دوراہے پہ چپ چاپ کھڑا رہ جاؤں !

لاہور ڈی ایچ فیز فائیو میں واقع چار کنال کی سرخ اینٹوں سے بنی یہ جدید طرز کی کوٹھی اس علاقے کی سب سے خوبصورت اور بڑی کوٹھی تھی اس کی خوبصورتی سب سے بھی زیادہ اس لیے ہی نمایاں ہوتی تھی کہ وہ پوری سرخ اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھی اور اس کے چاروں اطراف لگے درخت اور پودے اس کے حسن کو مزید ابھارتے تھے کچھ بیلے اب پھیلتی کوٹھی کے اوپر کی طرف بڑھ رہی تھی جنھیں رسیوں کی مدد سے باندھا گیا تھا بڑے سے مین گیٹ سے انٹر ہوتے ایک پتھریلی روش تھی جو بیرونی دروازے تک جاتی تھی اس کے دونوں اطراف میں خوبصورت سدابہارے کے پودوں کے گملے رکھے ہوئے تھے جبکہ اس کے دونوں اطراف وسیع و عریض لان تھا بائیں جانب چیکو، امرود اور آم کے درخت لگے ہوئے تھے ان کے ساتھ کچھ سبزیوں کے بھی درخت اور بیلے تھی

وہاں کے مکینوں نے اپنے گھر میں ہی چھوٹا سا کیچن گارڈن بنایا ہوا تھا اس سائیڈ پر سفید لکڑیوں سے چاروں اطراف میں باڈر بنائے ہوئے تھے اور آگے ایک وائیٹ ہی سلاخوں زادہ گیٹ تھا جو کہ بند ہی رہتا تھا وہاں گھر کی خواتینوں کے علاوہ صرف مالی بابا کو جانے کی اجازت تھی اس کے سوا کوئی بھی نہیں جا سکتا تھا اب چلے دائیں جانب تو وہاں بیچ میں ایک چھوٹا سا فوراہ بنا ہوا تھا اور اس کے عین پیچھے سفید رنگ کا جھولا رکھا ہوا تھا جس کے چاروں طرف مصنوعی بیلے لگی ہوئی تھی جبکہ اس ائیرئے میں چاروں طرف بوگن ویلیا کے درخت ہر دیوار کے ساتھ اگے ہوئے تھے لان کا کوئی حصہ نہیں تھا جو گملوں اور بیلوں سے خالی ہو

۔۔۔۔۔آغا ابراہیم، آغا سکندر اور آغا فرقان کا یہ گھر "مبین منزل" کہلاتا تھا اس کوٹھی کے بالکل ساتھ ہی ایک اور کوٹھی تھی جو بالکل اس ہی کے جیسی تھی جس میں یوں تو آغا ابراہیم رہائش پذیر تھے مگر جانی وہ بھی مبین منزل کے نام بھائیوں کا بزنیس سانجا سے ہی جاتی تھی ان کے گھر الگ ہونے کے باوجود ان تھا ہر شام کو ان تینوں بھائیوں کی فیملیاں اکھٹی لان میں بیٹھ کر چائے سے لطف اندوز ہوتی تھی آغا ابراہیم کے لان سے مبین منزل کے لان میں ایک دروازہ

کھولتا تھا جہاں سے وہ لوگ آنا جانا کرتے تھے بجائے وہ مین گیٹ یوز کرنے کے

صبح کا وقت تھا مبین منزل میں اس وقت ناشتے کا ٹائم تھا چاروں طرف لذیذ ناشتے کی سحر انگیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی ہر کوئی بڑا چھوٹا سب جلدی جلدی میں تھے کسی نے آفس جانا تھا، کسی نے کالج جانا تھا تو کسی نے یونیورسٹی جبکہ گھر کی خواتین اس وقت کیچن میں گھسی سب کے پسند کے ناشتے تیار کروا رہی تھی

آغا مبین فارز" کے تین بیٹے تھے بڑے بیٹے آغا ابراہیم جن کی زوجہ کا نام" مہتاب بیگم تھا ان سے آغا ابراہیم کے دو بیٹے تھے بڑا اتنتیس سالا آغا فارذ جو کہ ایک مشہور بزنیس مین تھا اور آغا انڈسٹری کا چیئر مین ہولڈر تھا اس کا نام مبین فارذ کے نام سے آغا فارذ رکھا گیا تھا' تو ہر کوئی انھیں آغا کہہ کر پکارتے تھے فارذ اپنے بابا مرحوم کے احترام سے پکارنے سے اجتناب کیا جاتا تھا۔۔اس سے چھوٹا

بائیس سالا آغا فواد تھا جو کہ سوفٹ وئیر انجینیر یںگ کے چوتھے سال میں تھا" آغا فارذ کے بعد ان کی دو بیٹیاں بھی ہوئی تھی پر وہ انتقال کر گئی جس کی وجہ سے آغا اور فواد کے درمیاں سات سال کا فرق تھا۔۔۔۔۔۔ان سے چھوٹے آغا سکندر جن کی شادی اپنی خالہ زادہ زبیدہ بیگم سے ہوئی تھی ان کے بھی صرف دو ہی بیٹے تھے بڑا ستائیس سالا آغا تراب جو کہ وکیل کی تعلیم مکمل کیے اب اپنی ٹرینیگ اس سے چھوٹا اکیس سالا آغا داؤد تھا جو ابھی بی اے کے دوسرے سال کر رہا تھا میں تھا۔۔۔۔۔۔۔سب سے چھوٹے آغا فرقان تھے جنھوں نے سبین بیگم سے پسند کی شادی کی تھی جن سے ان کی صرف ایک اولاد تھی آغا حیدر علی جو داؤد کے ہم عمر ہی تھا اور اس ہی کے ساتھ بی اے کے دوسرے سال میں تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغا مبین کی تین بیٹوں کے بعد ایک بیٹی کی چاہ کو حورے جہاں نے اکر مکمل کر دیا تھا سب سے چھوٹی اور لاڈلی حورے جہاں کی شادی انھوں نے اپنے دوست کے بیٹے یوسف درانی سے کروائی تھی شادی کے ایک سال بعد ہی ان کے یہاں حمزہ

یوسف کی پیدائش ہوئی آغا مبین پوتی کی خواہش دل میں ہی لیے اس فانی دنیا سے کوچ کر گیے انھیں بڑی چاہ تھی پوتی کی پر وہ پوری نہ ہو سکی ان تینوں بھائیوں کی بھی خواہش تھی کہ ایک ہی سہی پر اللہ ان پر بھی اپنی رحمت کر دے مگر اتنے سال گزرنے کے بعد بھی ان کے گھر میں کوئی خوش خبری نہ آسکی دوسری طرف یوسف صاحب کے یہاں بھی حمزہ کی پیدائش کے سات سال گزر جانے کے بعد بھی دوسری کوئی اولاد نہ ہو سکی کئی علاج کروائیں گیے کوئی ایسی جگہ نہ رہی تھی جہاں سے انھوں نے بیٹی کی منت نہ مانگی ہو اور پھر ایک دن ان کی تمام تو معنوں جیسے دعائیں خدا نے قبول کی اور حورے بیگم کو بیٹی کی خوش خبری ملی ان سب کو دوسری زندگی کی نوید ملی ہو یوسف صاحب کے ساتھ ساتھ مبین منزل والوں نے بھی جشن منایا تھا جیسے ان سب کی ویران زندگی میں بہار اگئی ہو ابھی حورے بیگم کا پانچواں مہینہ تھا جب یوسف صاحب اچانک ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے جہاں فانی سے کوچ کر گیے جب حمزہ آٹھ سال کا تھا یوسف صاحب کے اکلوتے ہونے کے باعث آغا ابراہیم حورے بیگم کو مبین منزل لے ائے اور یہی انھوں نے چھوٹی سی پیاری سی مرحا یوسف کو جنم دیا مرحا نام یوسف

صاحب کی آخری خواہش پر رکھ گیا تھا جو وہ اس ہی دن سوچ گیے تھے جب اس کی شکم مادر میں ہونے کی خبر ملی تھی اس کی پیدائش مبین منزل پر خوشیوں بھری بہار لے ائی تھی بیٹی کو ترستے آغا ہاؤس کو ایک ننھی سی پری مل گی تھی

پھپھو جان روحی نہیں اٹھی ابھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تراب جو نک سک سا تیار سڑھیاں اترتا نیچے آرہا تھا آج پھر ڈائینگ پر اس محترمہ کو نہ پا کر حورے بیگم کو مخاطب کرتے پوچھنے لگا جو ناشتے کا ٹیبل لگا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اسے جب تک جا کر میں دو لگاونگی نہیں نہ اس نے ٹس سے مس نہیں ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔ انھوں نے سینٹرل ٹیبل پر پلیٹوں کو ارینج کرتے کہا جب تک وہ اپنی ماں سے صبح صبح صلواتیں نہیں سن لیتی اس کی آنکھ نہیں کھلنی تھی۔۔۔۔۔۔۔

آپ پلیز اٹھا دے روز اس میڈم کی وجہ سے لیٹ ہو جاتا ہوں اور پھر بیرسٹر فردوس سے ڈانٹ سننے کو ملتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے سنئیر کا ذکر کرتا عاجزانہ انداز میں کہتا اپنی کرسی سمنبھال گیا تو وہ سر ہلاتی کیچن کی طرف بڑھی اس کے بعد وہ میڈم کے کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اللہ اللہ 'تراب بھیا اپ روز ہماری وجہ سے لیٹ ہوتے ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ جو اپنے لیے گلاس میں جوس انڈیل رہا تھا اس کی صدامے سے بھری آواز پر اپنی مسکراہٹ چھپائے اس نے آواز کے تعاقب میں سڑھیوں کی طرف دیکھا جہاں وہ کالج کے لیے تیار کمر پر دونوں ہاتھوں کو ٹیکائے خونخوار تیور لیے اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تو اور نہیں تو کیا ایک تو تم اٹھتی روز لیٹ ہو اور اوپر سے اپنے اس دو کنال پر چھلیے منہ پر لیپا تھوپی کرنے میں دو گھنٹے لگا دیتی ہو۔۔۔۔۔۔ وہ جوس کے سیپ لیتے سنجیدہ تاثرارت چہرے پر سجائے اس کے چھوٹے سے منہ پر تبصرے کیے بولا جو کہ سفید جھوٹ تھا۔۔۔۔۔۔

واٹ """ دو کنال۔۔۔۔۔۔ باقی سب تو ٹھیک تھا کہ وہ اٹھتی لیٹ تھی مگر اس کے چھوٹے سے منہ کو دو کنال کا کہنا سراسر ناانصافی تھی تبھی پھٹی پھٹی نگاہیں تراب پر گاڑھے وہ بڑبڑائی تو مقابل دھیما سا مسکرا گیا اپنی بیوٹی کو لے کر اوور پوزیسیو مرحا یوسف کے لیے یہ بات کسی گہرے صدمے سے کم نہ تھی

۔۔۔۔۔۔۔

ارے آج یہ سورج کہاں سے نکلا ہے۔۔۔۔۔۔۔ کندھے پر بیگ لٹکائے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کی طرف دھکیلتے نک سک سا تیار حیدر فرقان نے ٹیبل پر آتے سڑھیوں میں بت بنی کھڑی مرحا کو دیکھتے طنزیہ پوچھا کیونکہ ہمیشہ وہ حورے بیگم کی ڈانٹ سنتے ہی آنکھیں کھولتی تھی اور صرف اس کی حالت سے تفریح لینے کی خاطر اس کا دشمن جلدی کلاس نہ ہونے کے باوجود صبح صبح اٹھا کر نیچے پہنچ جایا کرتا تھا تاکہ وہ کچھ اسکیپ نہ کر جائے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سورج جدھر مار ضی سے نکلا ہو تمہیں کیا تم نے کونسا شرم کر کے نہا لینا ہے آج ۔۔۔۔اپنی پونی ٹیل میں مقید گھنگریلے سنہری بالوں کو ایک ادا سے جھٹک کر کہتی وہ باقی بچی سڑھیاں بھی دھپ دھپ کرتے اترنے لگی تو وہ کندھے اچکائے اپنے ناشتے کی پلیٹ بنانے لگا۔ مرحا یوسف سے الجھنے کے لیے ایک ہی شخص کافی تھا۔۔۔۔۔۔۔

اور آپ کیا کہہ رہیں تھے ہمارا یہ مانو بلی جیسا چھوٹا سا منہ اپ کو دو کنال کا لگتا ہے

ہاں۔۔۔۔۔وہ تراب کے سر پر پہنچتی دونوں ہاتھوں کو کمر پر ٹیکائے لڑاکا

عورتوں کی طرح اس سے جواب طلب ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لو خود ہی اطراف کر لیا کے تم ایک خونخوار جنگلی بلی ہو۔۔۔۔۔۔۔حیدر کہاں باز

رہنے والوں میں سے تھا اس کی بات کو پکڑتے بولا ناشتہ کرنے والا کام بھی ساتھ

ہی جاری رکھا تھا۔۔۔۔۔

تم چپ کرو بندر۔۔۔۔۔۔اس کی بات پر وہ بل کھاتی غرائی تو وہ دونوں ہاتھوں

کو اوپر کی طرف سارینڈر کرنے کے انداز میں اٹھائے منہ پر ٹیپ لگا گیا گویا صبح صبح

وہ اسے چھیڑنا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ اسے چھیڑ کر پھر بھگتنے کا اسٹیمنا صرف ایک

ہی شخص کے پاس تھا اور وہ شاید آج کا سنہری موقع گوا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں یار یہ چھوٹی سی لڑکی جنگلی بلی تو نہیں لگتی۔۔۔۔۔۔۔تراب نے ایک گہری

نظر اس پر ڈالتے اپنی رائے بیان کی جو کالج کے سفید یونیفارم پہ پنک رنگ کی

اسٹول لگائے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔دودھیا رنگت میں گھلی سرخ رنگ کی

امتزاج جو دھوپ میں نکلنے پر مزید سرخ ہو جایا کرتی تھی گرے رنگ بڑی بڑی

جھیل جیسی آنکھیں جو اس نے اپنے بابا سے چرائی تھی اور ان پر سایہ فگن کرتی موڑی ہوئی خم دار پلکیں اس کے آنکھوں کے حسن کو مزید اجاگر کرتی تھی۔

پھولے پھولے گال جو ہر وقت سرخ رہتے تھے جیسے پٹھانی لڑکیوں کے ہوتے ہیں نازک سے چھوٹے سرخ لب وہ بہت دلکش تھی اور اس کے اس حسن کو مزید چار چاند لگاتے تھے اس کے گھٹنوں تک سنہرے گھنگریلے بال جو کہ اسے اپنے بابا یوسف صاحب سے وراثت

میں ملے تھے۔اٹھارہ سالا مرحا یوسف مکمل حسن کا شہکار تھی جیسے شاید خدا نے اسے فرصت سے بنایا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلکہ یہ ایک خونی چڑیل ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ جو اپنی تعریف کے انتظار میں تھی کے وہ کوئی اچھا سا لفظ بولے گا مگر تراب کی بات سن کر کچھ دیر تو وہ بے یقین رہی پھر جب سمجھ ایا تو جو پہلے رنگ گورا تھا اب غصے سے لال ہونے لگا تھا۔ چھوٹا سا ناک اپنی بے عزتی پر غصے سے چڑھا۔ جس پر مقابل نے اپنے لبوں کو باہم پیوست کیے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھنڈی ی ی ی ی"""۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مرحا جو تراب کی بات سن کر جوابی کاراوئی کرنے لگی تھی مگر اوپر سے اتی تیز چنگاڑھتی آواز پر اپنے لب دانتوں تلے دباتی ادھر اودھر نظریں دوڑانے لگی مقصد تھا اوپر سے انے والی آواز سے لاعلمی ظاہر کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تمہاری خیر نہیں بھنڈی۔۔۔۔۔۔ چائے کا آخری سیپ لیے کپ میز پر رکھتے حیدر نے اوپر سے اتی اس آواز میں چھپی ورانگ سمجھتے سر نفی میں ہلاتے اسے دیکھتے کہا جو اب اس بلا سے نپٹنے کا کوئی راستہ تلاش کرتی اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کو آپس میں ٹکرانے لگی وہ جب بھی کنفیوژ یا پریشان ہوتی تھی یہ ہی عمل کرتی تھی جیسے ایسے کرنے سے سر پہ ائی بلا ٹل جائے گئ جو کہ صرف و صرف اس کی حرکتوں سے ہی ایا کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بائے موم آئیم گیٹینگ لیٹ "ٹیک کیئر یور سیلف لیڈی فنگر۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے ایک تیز آواز کیچن میں مصروف سبین بیگم کو لگتے کہا اور آخر میں مرحا کی طرف ایک طنزیہ مسکراہٹ پاس کرتے وہ کندھے پر بیگ لٹکائے بولا اور بائیں آنکھ ونک کیے باہر کی طرف بڑھا کیونکہ اسے اس کا دوست رافع باہر پک کرنے

آچکا تھا اور اوپر موجود تیسرے دوست پرائی مصیبت میں اسے اکیلے چھوڑ وہ یونی کے لیے نکل چکا تھا۔ جبکہ پیچھے وہ اس سے بعد میں بدلہ لینے کا سوچ سکون سے ناشتہ کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کیا ہے روحی۔۔۔۔۔۔۔۔ تراب نے ایک نظر سکون سے ناشتہ کرتی مرحا کو دیکھتے پوچھا جو کچھ دیر پہلے تو پریشان تھی مگر اب وہ ریلکیس تھی اور اس کی یہ ہی ریلیکسینز بتا رہی تھی کہ دال میں کچھ تو کالا ہے کیونکہ اس کی خاموشی بتا رہی تھی کہ وہ کوئی کانڈ ضرور کر کے ائی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کدو نے کل ہمارے بیگ میں سے ساری چوکلیٹ نکل کر کھالی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔ بریڈ کھاتی وہ اس کی طرف دیکھتی خفاگی سے بتانے لگی مدعے کی بات کو اگنور کیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر اپ نے کیا' کیا ہے روحی۔۔۔۔۔۔۔اس کا بات بدلنا اسے بتا گیا تھا کہ ریونیج بہت برا لیا گیا تھا داؤد سکندر سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم نے "اس کے شیمو میں کلر ڈال دیا۔۔۔۔۔۔۔ایک نظر کیچن اور اطراف پر مارے وہ سر گوشیانہ انداز میں بتانے لگی اسے اس گھر میں کسی کا اتنا ڈر نہیں تھا جتنا اپنی ماں کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرحا یوسف ائے وانا کیل یو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک بار پھر وہی دھڑائی مگر اس بار آواز نزدیک سے ائی تھی مطلب وہ نیچے ارہا تھا موت قریب اتی دیکھ اس کی سٹی گم ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھیا بچالے پلیز اس کڑوے کدو سے۔۔۔۔۔۔۔داؤد کی قریب سے ابھرتی آواز پر وہ جھٹ سے اپنی کرسی سے اٹھتی تراب کی کرسی کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرتی اس کی منت کرنے لگے جو کہ اس کی 'کی گئی حرکت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

تم میرے ہی بھائی کے لیے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے پھر مجھ سے ہی مدد طلب ہو۔۔۔۔۔۔۔وہ آنکھوں میں مصنوعی خفاگی لائے اسے جتلا گیا کے مقابل اس کا بھائی ہے جسے کڑوا کدو کہا جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔

اوکے سوری نہ پلیز۔۔۔۔۔۔اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑے وہ معصومیت سے بولی تو مقابل سر تاسف میں ہلا کے رہ گیا وہ بہت بڑی ڈرامہ کوئین تھی' پہلے اس شیر سے الجھ کر پھر وہ اس سے یا اپنے آغا جان سے مدد مانگنے بھاگتی تھی۔ جانتی تھی داؤد ان دونوں کے سامنے اسے کچھ نہیں کہے پائے گا۔ مگر پھر وہ بھی داؤد سکندر تھا جس نے اس بھنڈی کو معاف کرنا بچپن سے ہی نہیں سیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

بائے داوئے کلر کونسا ملایا تھا۔۔۔۔۔۔واپس اپنے ناشتے پر فوکس کیے وہ سر سری سا پوچھنے لگا ساتھ پلیٹ میں سے ایک سینڈوچ اٹھائے اس کی طرف بڑھایا جیسے وہ لیتی کھانے لگی کیونکہ میڈم نے داؤد سے چھپنے کی خاطر ناشتہ نہیں کیا تھا۔ وہ تراب کی کرسی کے پاؤں میں ڈائینگ کے نیچے چھپی تھی ایسے کے وہ صرف اسے ہی نظر ارہی تھی جبکہ گردن باہر کو نکلے وہ اس سے بات کر رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

ہئیر ڈائے۔۔۔۔۔۔۔سینڈوچ کو منہ میں ڈالے وہ لاپراونہ انداز میں بولی پر ایکدم کچھ یاد انے پر لب دانتوں تلے دباتی بمشکل منہ میں ڈالا نوالہ نگلے وہ حیرت کی ذایتی سے خود کی طرف دیکھتے تراب کو دیکھتے جبراًًن مسکرائی۔۔۔۔۔۔۔۔

واٹ ہیر ڈائے" سیر ئیسلی روحی۔۔۔۔۔۔تراب نے چونکتے ہوئے تھوڑی کرسی پیچھے کی طرف دھکیلتے حیرت سے پوچھا تو وہ منہ پر معصومیت سجائے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کی پہلی انگلی کو آہستہ آہستہ آپس میں ٹکرانے لگی کیونکہ وہ نروس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

روحی"۔۔۔۔۔۔اس نے ہلکے سے اس کے سر پر چپت لگاتے اسے مزید کچھ کہنا چاہا پر سڑھیوں سے اترتے داؤد کو دیکھتے چپ ہو گیا جو تن فن کرتا اس ہی طرف ارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

برو کہا ہے وہ بھنڈی قسم سے آج میرے ہاتھوں سے بچے گی نہیں یہ آغا ہاؤس کی پری۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جوالہ موکھی بنا سڑھیاں اتر کر اس کے سر پر پہنچ کر غصے سے مرحا کا پوچھنے لگا تو نیچے چھپی مرحا نے تراب کے پکڑے گے ہاتھ پر زور ڈالا

مطلب کے کچھ نہ بتایا جائے کیونکہ مقابل کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

یہ تمہارے بالوں کو کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔ تراب نے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپائے اس کے کیپ کے نیچے سے نظر آتے پنک بالوں کو دیکھتے کہا تو مقابل کا پارہ مزید ہائی ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ جو وہ ٹیڑھی بھنڈی ہے نہ یہ سب اس کا کیا دھرا ہے اپ بتائے ذرا وہ ہے کہاں ۔۔۔۔۔۔۔ کیپ سر پر سے اترے وہ ایک ایک لفظ کھینچتا بولا جبکہ کیپ اتارنے کے باعث اس کے سلکی پنک بال لہرا کے کندھوں پر گرے تو تراب دبدبہ سا مسکرایا وہ پنک بال لیے کوئی اور ہی مخلوق لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ بابا کے پاس ہے۔۔۔۔۔۔۔ روحی کے ہاتھ پر دباؤ بڑھتا اس نے اپنی امڈ آنے والی ہنسی کو کنٹرول کیے بامشکل کہا اگر وہ ہنس جاتا تو روحی کی مزید شامت اتی

۔۔۔۔۔۔۔

دیکھئے گا آج میرے ہاتھوں سے یہ بھنڈی کٹ کے رہے گئی۔اور پھر بھنڈی گوشت بنا کر اسے کتوں کے اگے ڈالونگا۔۔۔۔۔وہ طوفان بنا بولتا سکندر صاحب کے کمرے کی طرف بڑھا تو وہ جلدی سے باہر نکلی۔۔۔۔۔۔۔

لیٹس گو۔۔۔۔۔۔۔اس کا ہاتھ پکڑے وہ جلدی سے باہر کی طرف بڑھا تو وہ جھٹ سے کرسی پر رکھا اپنا بیگ کو اٹھائے اس کے ساتھ بھاگی باہر پورچ میں اکر اس نے جلدی فرنٹ ڈور کھولتے اسے بیٹھایا اور خود بھی اکر ڈرائیونگ سیٹ سنمبھال گیا گاڑی اسٹارٹ کی تو گارڈ نے مین گیٹ کھولا۔۔۔۔۔۔

روحی کی بچی روک ذرا۔۔۔۔۔وہ جو اسے ڈھونڈ کر سبین بیگم کے پاس ایا تو ان سے پتہ چلا کے وہ میڈم تراب کے ساتھ فرار ہو رہی ہے جس پر وہ غصے میں بھاگ کر پورچ میں اتا ہانک لگائے بولا مگر گاڑی اب مین گیٹ کروس کر گئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

کدو یو لوک سو بیوٹیفل پنک کلر کا ڈریس پہن کر تم آج باربی مووی دیکھنے جانا بائے گوڈ پوری باربی لگو گے۔۔۔۔۔۔۔کھڑکی میں سے تھوڑا باہر کی طرف نکلتی وہ لبوں پر جاندار مسکراہٹ سجائے طنزیہ بولتی قہقہ لگا گیی۔۔۔۔۔۔

تمہیں تو میں دیکھ لونگا۔۔۔۔۔۔۔گاڑی کو روڈ پر نکلتا دیکھا وہ سلگا کر بولتا پاس پڑے گملے پر ایک زوردار ٹانگ رسید کر گیا جس پر وہ گر کر دو ٹکڑوں میں بٹ گیا اوراس میں لگا ننھا سا پودا اور مٹی وائٹ ٹائیلز سے بنے فرش پر بکھر گئی غصہ بے جان چیز پر نکالنے کے بعد واپس ہاتھ میں پکڑے اپنے کیپ کو سر پر جما گیا کیونکہ گارڈ اس کے پنک بالوں کو بڑی تعجب بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دل یہ کہتا ہے کہ شاید ہو افسردہ تو بھی۔۔۔دل کی کیا بات کرے،دل تو ناداں جاناں

وائٹ کلر کے ٹرکینگ سوٹ پہنے چھ فٹ تین انچ کی ہائیٹ کا مالک وہ یونانی دیوتا کانوں میں ہینڈ فرزی لگائے پاؤں میں اسنیکرز ڈالے خالی پڑی سڑک پر دوڑ رہا تھا اس کا پورا وجود پسینے سے بھیگا ہوا تھا بالوں سے پانی بہہ کر اب اس کی گردن کے ذریعے نیچے ارہا تھا نا جانے وہ کب سے دوڑ رہا تھا مگر اب بھی وہ اتنی ہی توانائی سے بھاگ رہا تھا جتنا کے اسٹارٹ میں بھاگا جاتا ہے خوبرو چہرے پر سنجیدگی اور کرختگی

قائم تھی کالی گہری آنکھیں ہر پہاڑ سر کرنے کا جذبہ لیے ہوئی تھی وہ خود تو جو بھاگ رہا تھا اس کے ہمقدم اس کا ٹائیگر بھی اپنے مالک کے ساتھ دوڑ رہا تھا جیسے دونوں میں مقابلہ چل رہا ہوں ٹائیگر اس کا باہر سے امپورٹ ہوا جرمن شیفڈ ڈوگ تھا جو آغا فارز کا سب سے لوئیل اور وفادار گارڈ تھا اس کے ایک اشارہ پر چلنے والا وہ جہاں جاتے تھے ٹائیگر ساتھ رہتا تھا یہاں تک کے آفس تک بھی وہ بالکل ان کا پرسنل گارڈ کے فرائض انجام دیتا تھا اور آغا فارز کے لیے بھی وہ بہت بڑھ کے تھا ٹائیگر وہ واحد تھا جو ہر جگہ آغا فارز کے ہمقدم رہا ہو آج سے نہیں بلکہ پچھلے پانچ سالوں سے وہ ان کے ساتھ تھا یہ دونوں کا روز کا معمول تھا صبح یوں جوکینگ کرنا۔۔۔۔۔

ٹائیگر ناؤ بیک ٹو ہوم۔۔۔۔۔۔۔ایک ترچھی نظر انھوں نے اپنے ساتھ دوڑتے ٹائیگر پر ڈالے اسے گھر واپس مڑنے کا کہا جس پر وہ اپنی زبان میں بھونکتا آغا فارز کے ساتھ ہی دوڑتا یوٹرن لے گیا اب وہ مخالف سمت میں دوڑتے گھر کی طرف بڑھ رہیں تھے انھیں قریب اتے دیکھا دروازے پر کھڑے گارڈ نے

جلدی سے دروازہ کھولا تو وہ دونوں اندر داخل ہوئے جیسے ہی پورچ میں ائے تو ان کا ویٹ کرتے سرونٹ جلدی سے بھاگ کر ان کے نزدیک ائے اور ان کی جانب ٹاول بڑھایا جسے تھم کر انھوں نے اپنے چہرے اور بالوں پر پھیرا جبکہ دوسرا سرونٹ اب دوسرے ٹاول سے ٹائیگر کے بال خشک کر رہا تھا چہرے صاف کرتے انھوں نے ٹاول واپس سرونٹ کو دیا اور اس کے ہاتھ سے انرجی ڈرینک لیا ٹائیگر والا سرونٹ جو خاص طور پر اس کے لیے ہی ہائیر کیا گیا تھا اب اس کے اگے انرجی ڈرینک رکھ رہا تھا جو کہ خاص اس کے لیے بنائی جاتی تھی اب میں ہی رکھی کرسی پر بیٹھے اپنی ڈرینک پی رہیں تھی ساتھ نیچے اپنی آغا فارذلان انرجی ڈرینک پیتے ٹائیگر کے بال سہلا رہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

غمِ دنیا بھی غمِ یار میں شامل کرلوں۔۔۔ نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں

ایا کیوں نہیں ابھی تک وہ۔۔۔۔۔حیدر اور رافع (داؤد اور حیدر کا دوست) کینٹین میں بیٹھے یونی کے دروازے کو تک رہیں تھے جہاں سے اسٹوڈنٹ اندر ارہیں تھے وہ دونوں کب سے داؤد کا ویٹ کر رہیں تھے پر وہ اکے ہی نہیں دے رہا تھا کچھ ہی دیر میں ان کا پہلا لیکچر شروع ہونے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں شاید آج بھنڈی نے کچھ زیادہ ہی سیریس والا کانڈ کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔

حیدر نے داؤد کا چلانا تو سنا تھا پر اسے پتہ نہیں تھا کے اصل میں ہوا کیا ہے تبھی لاعلمی ظاہر کیے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے وہ دیکھ اگیا۔۔۔۔۔۔حیدر نے ہاتھ کی مدد سے یونی کے دروازے کی طرف اشارہ کیے اسے کہا جہاں سے داؤد اپنی بائیک لیے اندر پارکینگ کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

چل آ چلے۔۔۔۔۔۔رافع کندھے پر بیگ ڈالے کھڑا ہوئے بولا تو حیدر بھی اپنا بیگ اٹھائے اس کے ہمقدم ہوا وہ دونوں اب داؤد کی طرف بڑھ رہیں تھے۔یونی میں اسٹوڈنٹس کی آمد و رفت آج کچھ زیادہ ہی تھی کیونکہ کچھ دن بعد ان سب کے ٹیسٹ شروع ہونے والے تھے جس کے مارکس ان کے سمیسٹر زمیں ایڈ

ہونے تھے اس ہی وجہ سے ہر کوئی سیریس انداز میں پڑھائی کرتا نظر ارہا تھا

تم نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے داؤد سکندر سے پنگا لے کر اب دیکھنا میں کیسے اپنا بدلہ لیتا ہوں۔۔۔۔۔۔وہ بائیک پارک کرتے مسلسل بڑبڑاتا مرحا یوسف کو کوسا رہا تھا جیسے وہ سامنے ہی بیٹھی یہ سب ملحظہ فرما رہی ہو۔۔۔۔۔۔
کیا ہوا بھائی کس سے باتیں کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جو بائیک لوک کیے مڑنے ہی لگا تھا اس کو یوں بڑبڑاتا سن رافع جا چتی نظروں سے دیکھتے پوچھنے لگا

سالے غداروں تم دونوں تو چپ ہی رہو بھائی کو دشمنوں کے نرغے میں اکیلے چھوڑ کر اگیے شرم نہ ائی تمہیں۔۔۔۔۔۔۔اپنے بیگ سے وہ ان دونوں پر پے در پے وار کرتا طیش میں ائے بولا جبکہ وہ دونوں اس اچانک ائی افتاد پر بوکھلا گیے

ابے کون ساد شمنوں کانرغہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حیدر ہاتھوں کی مدد سے اپنا بچاؤ کیے پوچھنے لگاپر سامنے والا تو جیسے سن ہی نہیں رہا تھاوہ مرحا کا غصہ ان دونوں پر نکال رہا تھااور کوئی چارہ جو نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ابے کمینے پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔۔۔۔۔۔اس کو جون سین بنے دیکھ رافع بھی میدان میں اترااب میدان میں وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔رافع زبردستی اس کے ہاتھ سے اس کا بیگ جھپٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ہو گیا ہوں وہ جو بھنڈی ہے نہ میرے ہاتھوں سے ایک نہ ایک دن کاٹ کے رہے گئی میں بتارہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے بیگ کو جھٹکتے وہ غصے سے بھینچے جبڑوں سے بولا جیسے ان کے نیچے مرحا یوسف پیس رہی ہوں۔۔۔۔۔۔

کیا کر دیا اب اس نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہی پارکینگ میں بنی سیمنٹ کی بینچ پر بیٹھتے رافع پوچھنے لگا حیدر کو کچھ کچھ تو پتہ تھا کیونکہ اس نے صبح میڈم کو ہاتھ میں کچھ پکڑے داؤد کے کمرے میں جاتے دیکھا تھا جبکہ رافع تو ہر چیز سے ہی لا علم تھا وہ ان کا فیملی فرینڈ تھا اور مرحا یوسف اور اس کی حرکتوں سے باخوبی واقف بھی تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ دیکھ۔۔۔۔۔۔۔ بالوں پر لیے کیپ کو ہٹاتے وہ دبدبہ غصے سے بولا جبکہ اس کے کیپ ہٹانے سے ایک بار پھر اس کے سلکی پنک بال لہرا کے کندھوں پر گرے تو رافع کے ساتھ ساتھ حیدر بھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کے بالوں کو دیکھنے لگا آج اس کی گئی حرکت ان سب کی سوچوں سے بالاتر تھی مرحا یوسف نے آج داؤد سکندر کو ہی سے شی بنا دیا تھا۔۔۔۔۔۔

تجھے تو بھنڈی نے داؤد سکندر سے دعا سکندر بنا دیا" ہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔ اس کے ڈرک پنک بالوں پر نظریں جمائے حیدر نے اپنے لبوں کو دبائے کہا تو اس کی بات پر رافع کا یونی پھاڑ قہقہ گونجا جس پر مقابل کے دل میں بدلہ لینے کی چنگاری مزید بڑھی۔۔۔۔

ہاہاہاہا" بھائی تجھے دیکھ کر لگا رہا ہے کہ تو باربی مووی سے کچھ زیادہ ہی امپریس ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اپنی ہنسی کو بغیر کنٹرول کیے رافع بولتا اس کے حلیے کا جائز لینے لگا جو بلو پینٹ پر بدقسمتی سے وائٹ شرٹ پہنے ہوئے تھے اوپر سے اس کے کندھوں سے اوپر تک اتے سلکی پنک بال اس کے حسن کو مزید اجاگر کرتے چار چاند لگا رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

شٹ اپ یو بوتھ اوف یو۔۔۔۔۔۔۔ داؤد غصے میں غراتا اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے بولا تو وہ جو بینچ کے کارنر پر تھا اس کے یوں دھکا دینے پر جا کر بینچ سے نیچے گرا پر اس کے یوں گرنے پر بھی اس کے قہقہوں میں ذرا فرق نہیں پڑا

۔۔۔۔۔۔۔

چِل کر یار غصے میں تو تیری رنگت بھی سرخ ہونے کے بجائے پنک ہو رہی ہے ۔۔۔۔۔۔غصے میں اس کے سرخ پڑتے چہرے کو غلط رنگ کا نام دیتے حیدر فرقان داؤد سکندر کے اندر چھپے شیطان کو جاگا رہا تھا۔۔۔۔۔۔
ہاں حیدری ٹھیک کہہ رہا ہے تو ریلکیس کر میری جان بلکہ چل چلے کہ ہم لوگ باربی مووی دیکھتے ہے تیرا موڈ سیٹ ہو گا۔۔۔۔۔۔ وہ نیچے سے اٹھ کر پہلے اپنے کپڑے جھاڑنے لگا پھر سیریس انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی آمیز لہجے میں بولا اور پھر وہ یہ کہہ کر رکا نہیں تھا کیونکہ داؤد کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر پتہ لگ رہا تھا کہ مرحا کا نمبر تو بعد میں ائے گا پہلے وہ اس کے غصے کی نظر ہونے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔

رک کمینے تو مرے گا میرے ہاتھوں سے ۔۔۔۔۔۔۔ وہ بیگ کو وہی بینچ پر چھوڑے اس کے پیچھے لپکتا بولا جو پہلے ہی اپنی بات کہے رکا نہیں تھا جبکہ حیدر اب بینچ پر آرام سے ٹیک لگائے ان دونوں کو آگے پیچھے بھاگتا دیکھ محظوظ ہو رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سیریئسلی مرحا یوسف تم سے تو پنگا بھی اب سوچ سمجھ کے لیا جائے گا ۔۔۔۔۔۔ بھاگتے ہوئے داؤد پر نظریں گاڑھے وہ بڑبڑایا جس کے پنک ڈائے بال بھاگنے سے مزید لہرا رہیں تھے جو کے آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹ کی توجہ اپنی طرف مرکوز کرواتے انھیں ہسنے پہ مجبور کر رہیں تھے جبکہ وہ ان سب کو بھلائے صرف رافع خانزادہ کو پکڑنے کی تگ و تدو کر رہا تھا ان پر سے نظریں ہٹائے اب حیدر سر کے نیچے بیگ رکھے بینچ پر لیٹا کانوں میں ہینڈ فریز لگا گیا کہ گویا جب تک وہ آتے ہیں اپنی تھوڑی نیند ہی پوری کر لی جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات ۔۔۔ تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھ کیا ہے !

تمہارے ذہن میں ایسی خرافات اتی کہاں سے۔۔۔۔۔۔وہ صدمے کے زیر اثر اپنے سامنے موجود ہستی سے دیکھتے پوچھنے لگی جو بڑے فخر سے اپنا کارنامہ اس کے گوشے گزر کرتی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اۓ تھینک تم بھول رہی ہو نوال خان کہ مرحا یوسف پیدائشی جینیس ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے بغیر کالر والے کرتے کی فرضی کالر کھڑی کیے وہ مغرورانہ انداز بولی تو نوال جو کہ اس کی بیسٹ فرینڈ تھی سر تاسف میں ہلا کے رہے گئ

۔۔۔۔۔۔۔

پر پھر بھی روحی تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مطلب ہیئر ڈائے ہی ملا دیا وہ بھی پنک کلر کا۔۔۔۔۔۔۔داؤد کے پنک بالوں کو امیجن کرتے ہی وہ براسامنہ بنائے بولی۔۔۔۔۔۔۔

ملانہ تو دوسرا تھا پر پتہ نہیں کیسے ہیئر ڈائے اٹھالیا۔۔۔۔۔بسکیٹ کے پیکٹ کو کھولے وہ لاپرواہی سے بولتی اس کی طرف پیکٹ کر گئ جس پر وہ سر نفی میں ہلا گئ تو وہ کندھے اچکاتی خود کھانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کتنا اجیب لگا رہا ہو گا۔۔۔۔۔اب کہ نوال نے اپنے دل میں مچلتے سوال کو پوچھا وہ جاننا چاہتی تھی کہ ایک لڑکا پنک بال لیے کیسا لگ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بالکل ایسے لگ رہا تھا جیسے باربی کا میل ورژن ہو داڑھی مونچھ کے ساتھ" بس اس کی داڑھی مونچھ بھی پنک ہوتی تو پھر زیادہ مزہ اتا۔۔۔۔۔۔۔داؤد کے حلیہ کو یاد کرتی وہ ایک بار پھر ہسنے لگی تو نوال سر نفی میں ہلا کے رہے گئ کہ اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔

اب وہ بھی پیچھے نہیں رہے گا بچو بدلہ تو ضرور لے گا۔۔۔۔۔۔۔۔داؤد سکندر کے بدلے کے بارے میں سوچتے وہ اسے وران کرنے لگی کیونکہ وہ کبھی بھی اپنا بدلہ ادھار نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

تو لے لے ہم ڈرتے ہیں اس سے۔۔۔۔۔اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی وہ اسٹائل سے بولی اور اپنے موبائل پر چلتی ویڈیو دیکھنے لگی ساتھ ساتھ بسکیٹ بھی کھائے جا رہیں تھے جبکہ نوال سر تاسف میں ہلاتی اپنے نوٹس بنانے لگ گی جو وہ مرحا کے کاپی کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بے قرار تنہائیوں کا سلسلہ رہ جائے گا۔۔۔۔ تیرے میرے درمیاں بس ایک خلا رہ جائے گا

آغا ہاؤس کے سب مکین اپنے اپنے کاموں پر جا چکے تھے داؤد، فواد اور حید ریونی! ورسٹی "ایڈووکیٹ تراب اپنے کورٹ اور "مرحا میڈم کالج" جبکہ مرد حضرات اپنے آفس 'ایسے میں مبین منزل کی خواتین اپنے کام سے فارغ ہوئی لاونج میں بیٹھی ٹی پارٹی کر رہی تھی ٹی وی پر کوئی پاکستانی ڈرامہ لگائے میز پر لوازمات سجائے وہ چاروں نند بھابھی بیٹھی ڈرامہ دیکھتی ساتھ ادھر ادھر کی گوسیپ کر رہی تھی جبکہ صفائی ملازمین کر رہیں تھے مہتاب مامی بھی ناشتے سے فارغ ہوئی مبین منزل اچکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے تواپنی بیٹی کی اتنی یادائی تھی کہ صبح ہوتے ہی آگئی پر یہاں تو میڈم کالج گئی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ مہتاب مامی ہاتھ میں پکڑے کپ سے چائے کے گھونٹ بھرتی حورے بیگم کو دیکھتی مرحا کے بارے میں بولنے لگی وہ پچھلے دو تین دن سے اپنی بھتیجی کی شادی میں اسلام آباد گئی ہوئی تھی۔وہاں سے کل رات ہی ان کی واپسی ہوئی تھی اوراب وہ اپنی لاڈلی کی من موہنی صورت کو دیکھنے کے لیے ناشتہ کرتے ہی یہاں چلی ائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی بھابھی وہ آج دودن بعد ہی کالج گئی ہے کہہ رہی تھی کہ آج کوئی ضروری ٹیسٹ ہے اس کا۔۔۔۔ حورے بیگم ان کی مرحا کو لے کر بے انتہا محبت دیکھتی بولی کون نہیں تھا اس گھر میں جس کی مرحا یوسف لاڈلی نہ ہو ماموں ہو یہ ممانیاں یا اگے سے ان کی اولادیں وہ سب کی چہیتی تھی اور ہوتی بھی کیوں نہیں ایک تو وہ عمر میں سب سے چھوٹی تھی اور دوسرا وہ آغا ہاؤس کی اکلوتی پری تھی جو نا جانے کتنی منتوں اور مرادؤں کے بعد ان کے نصیب میں ائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپ بتائے بھابھی شادی کیسی ہوئی اور میرال کیسی لگ رہی تھی۔۔۔۔ سبین مامی ڈرامہ دیکھتی اب ان سے شادی کے حوالے سے پوچھنے لگی تو ان کے یوں پوچھنے پر زبیدہ مامی بھی ڈرامہ سے توجہ ہٹائے ان کی طرف رخ موڑ گی یہ تو ویسے بھی ہر عورت کا پسندیدہ مشغلہ ہوتا ہے شادی کے بارے میں ایک ایک چیز پوچھنے اور سننے کا کس نے کیا پہنا، دلہن کیسی لگ رہی تھی، جہیز میں کیا دیا، کھانے میں کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔۔

ہاں ماشاءاللہ شادی بہت ہی اچھی ہوئی تھی تمہیں تو پتہ ہی ہے وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہے دل بھر کے چاہ پورے کیے ہیں بھائی نے اور میرال بھی ماشاء اللہ سے بہت ہی پیاری لگ رہی تھی اور جہیز میں تو پتہ نہیں کیا کیا دیا ہے اس کو دنیا کی ہر چیز اب بھئی ماشاءاللہ سے بھائی صاحب کو پیسے کی کمی تھوڑی ہے ۔۔۔۔۔۔ وہ بڑے جوش و خروش لیے اب انھیں ایک ایک چیز تفصیل سے بتاتی اپنے بھائی کے بڑے مالدار ہونے کے گن گا رہی تھی وہ بہت اچھی تھی پر صرف

ایک خامی تھی ان میں وہ یہ کہ وہ جہاں پیسے والی پارٹی دیکھ لیتی بس پھر اس ہی کے گن گانے لگ جاتی تھی اور یہ بات تو گھر میں سب کو اچھے سے ہی معلوم تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہر کسی کے جلنے کا اپنا انداز ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔پروانے جتنے بھی جلیں، مگر دیا نہیں ہوتے

تم نے ٹیسٹ کی تیاری کیوں نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔۔نوال کڑے تیور لیے اسے گھورتی بولی جو نا جانے ادھر اودھر نظریں دوڑاتی کیا تلاشنا چاہ رہی تھی وائٹ یونیفارم پر پنک کلر کی اسٹول پہنے ساتھ اس پر ترچھی کھلتے پیلے رنگ کی پریزڈینٹ کی اسٹول لگائے۔بالوں کو پونی میں مقید کیے جو اس کے گھٹنوں سے تھوڑے ہی اوپر ارہیں تھے گوری سرخ رنگت پر اپنی کانچ جیسی گرے رنگ آنکھیں لیے وہ نہ جانے کتنی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی ڈوپٹہ تو اس کے پاس

سرے سے ہی نہیں تھا وہ دونوں چھٹی کے وقت گیٹ پر کھڑی اپنے اپنے ڈرائیوروں کے انے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔

ٹائم نہیں ملا۔۔۔۔۔وہ سرسری سا جواب دیتی کندھے پر ڈالے بیگ کے اسٹریپ کھرچنے لگی جبکہ ان کے دائیں بائیں سے لڑکیاں گزرتی اپنے لینے انے والوں کی طرف بڑھ رہی تھی اس وقت روڈ پورا بلوک تھا گزرنے کی جگہ نہ ملنے کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو کوس رہیں تھے ان میں کچھ تو ایسے تھے جو فورا گالی گلوچ پر اترائے تھے۔۔۔۔۔۔

ایک ہفتے پہلے بتایا تھا سر اعجاز نے اور دو دن تم نے اوف کیا پھر بھی اپ کو ٹائم نہیں ملا تو مرحا یوسف کیا اپ مجھے یہ بتانے کا کشٹ اٹھائے گی کہ عمران خان کے ساتھ بیٹھ کر اپ کونسے ملک کے معاشرتی علوم پر ڈسکشن کر رہی تھی جو اپ کو ٹائم نہ ملا سکا۔۔۔۔۔اس کے ٹائم نہیں ملا کے جملے پر وہ کمر پر ہاتھ ٹیکائے وہ جو

ادھر اودھر دیکھتی اسے اگنور کررہی تھی اس کے ہاتھ کو کہینی سے پکڑے اس کا رخ اپنی طرف کیے دبدبہ غصے سے پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

یہ ہمارا اور ہمارے خان صاحب کا سیکریٹ ہے تمہیں کیوں بتاؤ تم غدر بھی تو ہوسکتی ہو۔۔۔۔۔ اپنی کہینی پر سے اس کا ہاتھ ہٹائے وہ ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں بولتی مقابل کو مزید غصہ دلانے کی کوشش تھی۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے آغا جان کو نہ تمہاری یہ حرکتیں بتانی پڑے گئی کے اب میڈم کا پڑھائی میں دل نہیں لگتا اس کو گھر میں بیٹھائے۔۔۔۔ مرحا کی لاپرواہی دیکھتے وہ سلگتے لہجے میں اسے اس کے آغا جان کی دھمکی دینے لگی کیونکہ وہ پڑھائی کو اب سیریس نہیں لے رہی تھی آج بھی ٹیسٹ میں اس نے تھرٹی مارکس میں سے بامشکل پندرہ لیے تھے اور وہ بھی صرف پاسینگ مارکس جس پر سر اعجاز نے اسے کافی سنایا بھی تھا کیونکہ وہ پہلے اچھا پڑھنے والوں میں سے تھی۔۔۔۔۔۔

خبردار نوی اگر تم نے آغا جان کے سامنے ایسی کوئی فضول بکواس کی ورنہ ہم سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔اسے دھمکی دیتا دیکھا وہ انگلی اٹھائے اسے وارن کرنے لگی کے اس کے آغا جان کے سامنے ایسی کوئی بات کرنے سے اجتناب کرے۔۔۔۔۔۔

میں تو بتاؤ نگی اور آج ہی بتاو نگی۔۔۔۔۔۔اس کی وارن کرتی انگلی کو اپنی مٹھی میں بند کیے وہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولی جس پر وہ اپنی انکھیں چھوٹی کیے اسے گھورنے لگی۔۔۔۔۔

تم بتا کر تو دیکھا و نوال خان پھر ہم بھی تمہیں یہ نہیں بتائینگے کے حمزہ بھائی کب ارہیں ہے۔۔۔۔۔۔اپنے خوبصورت لبوں پر جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے بولتی وہ اب کہ مقابل کی کمزوری پر وار کر گئ تھی۔۔۔۔۔

ہٹو پیچھے ہمارا ڈرائیور اگیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کی طرف دباؤ دیتی بولی اور آخر میں شرارتی مسکان چہرے پر سجائے اپنی گاڑی کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

اسٹوپ روحی۔۔۔۔نوال نے اسے یوں ادھوری بات چھوڑے بھاگتا دیکھ پیچھے سے ہانک لگائی پر وہ ان سنی کرتی دروازہ کھولتی گاڑی میں بیٹھ گئی

۔۔۔۔۔۔۔

بائے نوی۔۔۔۔اسے خود کو پکارتا دیکھ وہ ونڈو سے باہر کی طرف سر نکالے شرارت سے اس کی طرف دیکھتی ہاتھ ہلاتے بولنے لگی اور آخر میں اپنی آنکھ ونک کرتی جھپاک سے اندر ہوئی اور وہ اس کی چلتی گاڑی کو دیکھتے پیچھے بل کھا کر رہے گئی وہ خود تو چلی گی تھی اس کے دل میں چلتی جنگ چھیڑ کر نوال خان یوسف صاحب کے دوست علی خان کی بیٹی تھی یوں تو وہ دونوں ایک ہی کلاس میں تھی مگر نوال عمر میں مرحا سے تین سال بڑی تھی (اس کی ماما کی ڈیتھ کے بعد وہ کافی بیمار ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ کافی وقت تک پڑھ نہ سکی اس لیے وہ مرحا کی ہی کلاس میں تھی) تبھی وہ اسے بالکل چھوٹی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتی تھی دوسرا اس کا اور مرحا کا ایک اور رشتہ بھی تھا نند بھابھی کا یوسف صاحب نے اپنی زندگی میں ہی اپنے جگری دوست سے حمزہ کے لیے نوال کا ہاتھ مانگا تھا جس پر اور رشتے کو ہاں کر دی پھر یوسف صاحب انھوں نے باخوبی اس رشتے کو قبول کیا

کے گزرنے کے بعد بھی حورے بیگم نے اس رشتے کو مزید مضبوط کرنے کے لیے حمزہ کے لنڈن جانے سے پہلے انھیں رشتہ ازدواج میں باندھ دیا اور رخصتی نوال کی تعلیم مکمل ہونے پر طے پائی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جائز تھی یا نہیں' تیرے حق میں تھی۔۔۔۔۔۔ کرتا تھا جو کبھی وہ وکالت تمام شد

موسم روز کی بانسبت اج کچھ گرم تھا اگست کا مہینہ چل رہا تھا جس کا دن گرم اور رات ٹھنڈی ہو جاتی تھی دوپہر کا ٹائم تھا بچے، جوان سب اسکول کالج سے تھکے ہارے اپنے اپنے گھر لوٹ رہیں تھے حیدر اور داؤد بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی بائیک پر خوار ہوتے گھر واپس لوٹے تھے گاڑی ہونے کے باوجود بھی ان دونوں کو پرمیشن نہیں تھی گاڑی اکیلے لے کر جانے کی۔ جبکہ مرحا کے کالج کا روٹ دوسرا پڑتا تھا اس لیے کبھی اسے تراب پک اینڈ ڈراپ دے دیتا تو کبھی ڈرائیور

اور یہ بات ہی داؤد سکندر کو مزید طیش دلاتی تھی کہ وہ بھنڈی اے سی والی کار میں اۓ اور آغا داؤد سکندر بائیکوں پر رُلتا پھیرے وہ ہر وقت ایک دوسرے کے دشمن بنے رہتے تھے اس کے باوجود بھی وہ بیسٹ کرائم پاٹنر تھے

یہ اتنی گرمی میں تم نے کیپ کیوں پہن رکھی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔زبیدہ مامی لاونج کے صوفوں پر گرے حیدر اور داؤد کے لیے جوس لے کرائی تو داؤد کو سر پر کیپ پہنے دیکھے تشویش زدہ لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔۔۔۔

وہ نہ تائی ماں اس نے منت مانگی ہے کہ جب تک یہ پیپروں میں اچھے نمبروں سے پاس نہیں ہو جاتا یہ سر سے کیپ نہیں اترے گا۔۔۔۔۔۔ان کے یوں اچانک پوچھ لینے پہ جب داؤد کو کچھ نہیں سوجا تو اس نے حیدر کو آنکھ سے اشارہ کیا جس پر وہ جلدی جلدی میں جو منہ میں ایا بول گیا۔۔۔۔۔

بھلا یہ کونسی منت ہوئی ہم نے تو آج تک نہیں سنی۔۔۔۔۔۔اس کی اس عجیب و غریب منت پر وہ جانچتی نظروں سے دونوں کی طرف دیکھے ائیبرو اچکائے بولی

توداؤد نے آنکھوں ہی آنکھوں میں مقابل کو ایک لعنت سے نوازا کے بندہ بہانہ تو ڈھنگ کا بنا لے۔۔۔۔۔۔

ہاں ہوتی ہے یہ منت اپ کو نہیں پتہ یہ ایک نہ اسٹوڈنٹس کے بابا ہے جس کو کیپوں والی سرکار کہتے ہیں ان کا دم ہوا کیپ اگر سر پر پہن لو تو اپ کو پڑھائی میں آسانی ہوتی ہے اور پیپر بھی اچھے سے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔داؤد کی تنبی کرتی نظروں کو دیکھتا حیدر خود کی طرف سے ہی کہانی گڑتا کوئی کیپوں والی سرکار ایجاد کر گیا جس کا اندازہ اسے خود بھی نہ ہو سکا۔۔۔۔۔۔۔

فرڈ ہی ہو گا کوئی تم دونوں کی طرح۔۔۔۔۔۔لاونج میں داخل ہوتی مرحا حیدر کی بات سنتی طنزیہ بولی تو داؤد اور حیدر نے ایک ایک کھا جانے والی نظر اس فتنی پر ڈالی جو ہر معاملے میں اپنی چونچ اڑا لیتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

روحی کتنی دفعہ کہا ہے بالوں کو یوں کھلا چھوڑ کر مت جایا کروں میرے بچے حسین لڑکیوں کے بالوں پر جن عاشق ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔اس کے گھٹنوں سے اوپر تک اتے گھنگریلے بالوں کو پونی ٹیل میں مقید دیکھتے زبیدہ مامی ٹوکتے بولی وہ خود تو حسین تھی اس کے بال اس سے بھی زیادہ حسین تھے۔۔۔۔۔۔

ہاں چڑیل پر کوئی جن ہی عاشق ہو گا کوئی شہزادہ تو ہونے سے رہا۔۔۔۔۔۔۔

اپنی ماں کو اس بھنڈی پر یوں محبت نچھاور کرتے دیکھ داؤد سکندر کلس کر بولا اس کا تو ابھی صبح والا غصہ بھی تازہ تھا۔۔۔۔۔

مامی دیکھے کیسے مجھے چڑیل کہہ رہا ہے یہ کدو۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ زبیدہ مامی کے سامنے اپنے پہلے سے معصوم منہ پر مزید معصومیت سجائے اپنی گرے رنگ انکھوں کو پٹپٹاتی ان سے شکایت کرتے بولی تو داؤد اور حیدر عش عش کر اٹھے اس پدی کی اداکاری پر۔۔۔۔۔۔۔۔

بری بات داعی دیکھنا میری شہزادی کو تو کوئی شہزادہ ہی لینے ائے گا اور سفید گھوڑے پر بیٹھا کر اپنے شیشہ محل لے جائے گا۔۔۔۔۔۔۔مرحا کو اپنے سینے سے لگائے وہ محبت سے بولنے لگی تو وہ اپنی مامی کے سینے سے لگی جتلاتی نظروں سے داؤد کو دیکھنے لگی تو وہ جلتا کڑتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو میری جان جلدی سے فریش ہو کر آؤ میں جب تک ٹیبل سیٹ کرتی ہو ۔۔۔۔۔۔۔اس کی پیشانی کو چومتے وہ صوفے سے اٹھتے بولی جس پر وہ تابعداری سے سر ہلاتی اپنے بیگ کو لیے کھڑی ہوئی تو وہ کیچن کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔

تم بڑی ہی کوئی ڈرامہ کوئین ہو بھنڈی۔۔۔۔۔۔۔ سڑھیوں کی طرف بڑھتی مرحا کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی طرف اس کا رخ کیے حیدر اس کے ڈرامہ پرستائشی انداز میں آئیبرو چڑھائے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

آئیم داون اینڈ اونلی کوئین اوف آغا' زہاؤس۔۔۔۔۔۔۔ لبوں پر حسین مسکراہٹ سجائے اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی وہ مغرورنہ انداز میں بولتی سڑھیاں چڑھنے لگی تو مقابل اس کی خود پسندی کا اسیر اہوا مرحا یوسف کو آغا ہاوس کے مکینوں کی محبت پر غرور تھا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ حقیقت ہے جہاں ٹوٹ کے چاہا جائے۔۔۔۔۔ وہاں بچھڑنے کے بھی امکان ہوا کرتے ہیں

شام کا پہر تھا سروج غروب ہوتا اپنے زوال کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دوپہر والی گرمی اب بھی برقرار تھی پر پہلے سے شدت تھوڑی کم ہو گئی تھی۔ دور دور سے عصر کی آذانوں کی آواز ہوا کے دوش پر اڑتی کانوں تک رسائی پا رہی تھی۔ وہ

مبین منزل کے لان میں لگے گیٹ کو کروس کرتی ابراہیم ہاؤس کے لان میں داخل ہوئی تھی۔

دوپہر کے برعکس اب وہ بلیک پینٹ جو اوپر سے تنگ جب کے نیچے پائینچوں سے اتی لوز تھی اس کے اوپر آتشی رنگ کا سندھی کڑاہی والا کرتا زیب تن کیا ہوا تھا پاؤں میں اونچے سول والی سوفٹی پہنے۔ گھنگریلے بال لوز سے جوڑے میں مقید تھے جنھوں نے اس کی پوری گردن ڈھنپ رکھی تھی جبکہ کچھ لٹیں گالوں پر جھول رہی تھی فریش سے چہرہ لیا وہ ڈوپٹے سے بے نیاز ابراہیم ہاؤس کے لان میں چلتی گھر کے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی وہ کالج سے ائی تو اسے حورے بیگم نے بتایا کے اس کی چہیتی مامی اسے یاد کر رہی تھی اور ملنے بھی ائی تھی پر وہ کالج تھی تبھی وہ ان سے ملنے کے لیے آپہنچی۔۔۔۔۔۔وہ گیٹ کھولتی اندر ائی تو سامنے سیٹینگ ائیرئے میں ہی اسے مہتاب مامی بیٹھی نظر ائی جو کہ فون کان سے لگائے کسی سے فون پر بات کر رہی تھی سامنے ہی میز پر شام کی چائے کا بھاپ اڑاتا کپ رکھا ہوا تھا۔

اسلام و علیکم" وہ ان کی طرف قدم بڑھاتی چہرے پر مسکراہٹ سجائے بولی "

میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں" وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ------ مرحا کو دیکھتے ان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ فون کے دوسری موجود ہستی سے الوادعی کلمات کہتی فون رکھتی اس کے سلام کا جواب دیتی اسے سینے سے لگا گی------

ہم ٹھیک ہے اپ کیسی ہے"-----ان کو اپنا گال چومتے پیچھے ہٹتے دیکھ وہ پوچھنے لگی ساتھ نظر ادھر اودھر بھی ماری پر گھر میں شاید اس وقت کوئی نہیں تھا تبھی نیچے والا پورشن پورا سنسان تھا-----

میں ٹھیک ہوں گڑیا تم سناؤ کیسی جا رہی ہے پڑھائی------اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے اسے اپنے قریب ہی صوفے پر بیٹھاتی پوچھنے لگی جس پر وہ محض ہلکے سے سر کو خم دئے گی اب انھیں کیا بتاتی اپنے کارناموں کا------

بہت اچھی" آپ بتائے میرال اپی کیسی لگ رہی تھی۔۔۔۔ وہ پڑھائی کا مختصر سا بتاتی سیدھے اپنی مطلب کی بات پہ اتی ان کی طرف دیکھتی اشتیاق سے پوچھنے لگی" اگروہ کبھی کسی کی شادی کا سن لیتی تو اسے یہ پریشانی لاحق ہو جاتی تھی کے وہ کیسی لگ رہی ہوں گی دلہن بنے۔۔۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی تھی 'تمہارے نہ انے کی وجہ پر غصہ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

میرال کا بتاتی اب کہ وہ اسے اس کے ناراض ہونے کا بتانے لگی کیونکہ میرال اور مرحا کافی اچھی دوستی تھی پر وہ اپنے ٹیسٹ کی وجہ سے جا نہ سکی ورنہ اس کی تو فل تیاری تھی۔۔۔۔۔

ارے واہ آج تو میرا بچہ ایا ہے"۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ مہتاب مامی کی بات کا کوئی جواب دیتی تبھی بڑے آغا صاحب کی آواز پر وہ ان کی طرف متوجہ ہوئی جو ہاتھ میں چائے کا بھاپ اڑاتا کپ ہاتھ میں پکڑے کوٹن کا سفید کلف لگے سوٹ پہنے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

ماموں جان"۔۔۔ان کو پکارتی وہ ان کے سینے سے لگی" اس گھر میں آغا فارذ کے بعد اگروہ کسی کی حد سے زیادہ لاڈلی تھی تو وہ ابراہیم ماموں کی تھی ہاتھ میں

پکڑے چائے کے کپ کو مہتاب مامی کو پکڑتے وہ اسے اپنے حصار میں لے گیے

۔۔۔۔۔۔

اپ لوگ بیٹھے میں اپنی گڑیا کے لیے کچھ بنواتی ہوں۔۔۔۔۔ان ماموں بھانجی کے پیار کو وہ مسکراتے ہوئے دیکھتے بولی اوران کے کپ کو میز پر رکھے کیچن کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔

کہاں تھی دو دن سے۔۔۔۔۔۔صوفے پر بیٹھتے وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے خفا انداز لیے بولے جوان کے سینے پر سر رکھے بیٹھی تھی آغا ابراہیم میں اسے اپنے بابا کی جھلک نظر اتی تھی۔۔۔۔۔۔

ٹیسٹ تھے نہ ان کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔یونہی سر رکھے وہ بولی وہ ایک دن بھی اگر چکر نہ لگائے نہ تو وہ یونہی پوچھا کرتے تھے۔مہتاب مامی تو پہلے ہی چلی گئی تھی شادی میں جبکہ وہ صرف ٹائم کے ٹائم گیے تھے تبھی اس کا نہ انا انھیں زیادہ محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

پھر کیسا ہوا ٹیسٹ "۔۔۔۔ میز پر سے کپ اٹھائے وہ لبوں سے لگاتے پوچھنے لگے تو اس نے نظریں ادھر ادھر ماری وہ اب انھیں کیسے بتاتی اپنے شاندار رزلٹ کا یہ ہی سوچ دماغ میں گردش کرنے لگی۔۔۔۔۔

ففٹین مارکس ائے تھے۔۔۔۔۔۔ اپنے دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کو آپس میں ٹکرائے وہ نروس ہوتی بولی وہ بغور اس کے فیس ایکسپریشن دیکھ رہیں تھے وہ نروس ہوتی تھی تو یونہی کرتی تھی اور یہ بات سب ہی جانتے تھے سوائے اس کے خود کے۔۔۔۔۔

ففٹین آوٹ اوف ففٹین۔۔۔۔۔ چائے کا ایک اور گھونٹ بھرے وہ اسے جانچتی نظروں سے دیکھتے پوچھنے لگے تو مقابل پریشان ہوئی کے اب کیا کہے عزت کا سوال تھا اس کی "۔۔۔۔۔

تھرٹی آوٹ اوف ففٹین "پر پلیز ماموں جان آغا جان کو نہ بتائیگا۔۔۔۔۔۔ انگلی دانتوں تلے دبائے وہ ہچکچاتے ہوئے بولی تو ان کے تاثر حیرت میں تبدیل ہوئے جسے دیکھتی وہ فورا اسے ان کے ہاتھ پکڑتی منت کیے بولی۔۔۔۔۔

کیا نہیں بتانا آغا جان کو۔۔۔۔۔ ابراہیم ماموں کے کچھ کہنے سے پہلے ہاتھ میں پکڑی ڈش کو لے کر کیچن سے اتی مہتاب مامی پوچھنے لگی جس پر اس نے لبوں کو باہر کی طرف نکلے مدد طلب نظروں سے ان کی طرف دیکھا اس کی معصومیت پر وہ دھیما سا مسکراتے اپنی باقی بچی چائے پینے لگے تو وہ خوشی سے ٹمٹماتا چہرہ لیے ان کی طرف متوجہ ہوئی جواب ڈش کو میز پر رکھ رہی تھی جس میں ایک جوس کا گلاس تھا (کیونکہ وہ چائے نہیں پیتی تھی) ساتھ ایک پلیٹ میں مافن جبکہ دوسری پلیٹ میں اس کے فیورٹ چکن ودا ایکسٹر مئیونیز سینڈوچیز تھے۔۔۔۔۔

ہم نہ آغا جان کے لیے رشتے ڈھونڈ رہیں ہے 'بس اس بارے میں ہی بتانے سے منع کر رہیں تھے ماموں جان کو۔۔۔۔۔ اپنے ماموں جان کی طرف دیکھتی وہ سمائل پاس کرتی مہتاب مامی کی طرف موڑتی سفید جھوٹ بول گیی تو بدلے میں وہ اس کے جھوٹ پر مسکرا گیے۔۔۔۔

ارے واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے 'پھر کوئی ملی۔۔۔۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھتی مرحا کے بولے گے جھوٹ پر مزید پوچھنے لگی

۔۔۔۔

ابھی کہاں ہمارے آغا جان کے لائق کوئی لڑکی ڈھونڈنہ آسان کام ہے کیا"
۔۔۔۔ڈش میں سے جوس کا گلاس اٹھتی وہ لبوں سے لگائے مسکراتے ہوئے
بولی توانھوں نے بھی اس کی بات کی تائید کی بے شک ان کا بیٹا لاکھوں میں ایک
تھاتو اس کے لیے لڑکی بھی تو کوئی اس جیسی ہی لائے گے امیر ،مالدار ،اکلوتی
۔۔۔۔مرحا کی بات پر وہ اپنے دماغ میں کوئی ایسی لڑکی سوچنے لگی جبکہ وہ اپنی
مامی کو مصروف کیے پلیٹ میں سے مافن اٹھائے کھاتی اپنے ماموں جان کے ساتھ
گپوں میں مصروف ہوگی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خبر ہوتی اگر بعد از محبت یہ جنون ہو گا۔۔۔۔۔تو ہم راستہ بدل لیتے برے
انجام سے پہلے

سب کچھ کلئیر ہے ایجینٹ زیرو سیون۔۔۔۔۔۔وہ اپنے سامنے کھڑے
نوجوان سے مخاطب ہوئی جو کے ان کے ٹیم کا ایک خاص ممبر تھا وہ سب اس

وقت کسی گھر کے بیک یارڈ میں کھڑے ناجانے کیاڈسکس کر رہیں تھے

یس کیپٹن روٹ کلئیر ہے۔۔۔۔۔اس ایجینٹ نے تابعداری سے اپنے سامنے کھڑے کیپٹن کو حالات بتائے جواس وقت اپنے نائیٹ ڈریس میں ملبوس بال کھلے چھوڑے کسی بھٹکی ہوئی آتما سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

گھر کے اندر سب سو چکے ہیں ایجینٹ ٹو فائیو۔۔۔۔۔اس بار وہ اس کے ساتھ کھڑے دوسرے سپاہی سے مخاطب ہوئی پوچھنے لگی جو کہ نیند میں اونگھ رہا تھا وہ بھی ٹرروٗازرٹی شرٹ میں ملبوس کھڑا نیند میں جھول رہا تھا جیسے اسے زبردستی نیند سے اٹھا کر یہاں لایا گیا ہو۔۔۔۔۔

ائیم اسکینگ یو ایجینٹ ٹو فائیو۔۔۔۔۔اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پاتے دیکھے وہ اس کے قریب پہنچتی تیز آواز میں چیخی تو وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا

سوری"سوری کیپٹن۔۔۔۔۔۔اسے نے اپنی طرف خونخوار تاثرات لیے کیپٹن کو گھورتا دیکھا تو آنکھوں کو مسلتا سیدھا ہوتے منمنایا۔۔۔۔۔

گھر کے اندر سب سو چکے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ایک بار پھر اس نے اپنی بات دہرائی مگر اس بار لہجا تھوڑا سخت تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو میں نے "چیک نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔اپنے کیپٹن کی تنبی کرتی نظروں کو دیکھتے وہ منہ کو نیچے کیے آہستہ آواز میں معصومیت سے بولا وہ اپنے کیپٹن سے عمر میں بڑا تھا مگر اس کا کیپٹن ذرا جو اسے بڑا ہونے کے باعث عزت دے جائے

۔۔۔۔۔۔۔۔

جاؤ اور سب کو چیک کر کے آؤ فاسٹ ۔۔۔۔۔۔۔اندر کی طرف اشارہ کیے وہ دبدبہ غصے میں بولی تو مقابل یس کیپٹن کرتا اندر کی طرف بھاگا پیچھے اب وہ دو تھے

۔۔۔۔۔۔۔

ایجینٹ نائن زیرو کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔اپنے ایک سپاہی کو اس جگہ پر نا پا کر وہ ایجینٹ زیرو سیون کی طرف مڑتی پوچھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیپٹن وہ"۔۔۔۔۔۔۔اس نے انگلی اوپر کی طرف اٹھاتے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیے کہا تو وہ اس کی ادھوری بات سمجھتی سر ہلا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بھولنے والا لوٹ تو آیا۔۔۔۔۔وقت مغرب یا عشاء کا تھا

لاڈو کہاں ہے میری۔۔۔۔۔وہ بیڈ کروان سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی ان کے دائیں ہاتھ میں موبائل تھا جس پر کسی کی ویڈیو کال چل رہی تھی وہ کافی خوبرو تھا سنہرے رنگ کے بال تھے گورے سرخ رنگ پر گرے رنگ آنکھیں جن پر نظر کا چشمہ ٹیکا یا ہوا تھا اوورل پہنے گلے میں اسٹھتھواسکوپ ڈالے وہ اون ڈیوٹی تھا۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں ہے کہی رہی تھی کچھ کام ہے کالج کا۔۔۔۔۔۔۔حورے بیگم نے حمزہ کو مرحا کے بارے میں پوچھتے دیکھ بتایا کہ وہ کالج کے کام میں مصروف ہے پر انھیں کیا پتہ باہر ان کی بیٹی کیا کرتی پھر رہی تھی پورے گھر میں۔۔۔۔۔۔۔

چلے کوئی بات نہیں اسے دل لگ کر پڑھنے دے اس کا کالج مکمل ہونے کے بعد میں ویسے بھی اپ کو اور اسے یہاں اپنے پاس بلاونگا۔۔۔۔۔حمزہ نے اسے ڈسٹرب نہ کرنے کا سوچتے کہا اس کا ارادہ تھا کے وہ ان دونوں کو اپنے پاس لنڈن بلالے گا پھر مرحا اپنی باقی کی اسٹڈی یہاں سے کمپلیٹ کرے گی۔۔۔۔۔۔۔

تم ہمیں چھوڑوں یہ بتاؤ تم کب ارہے ہو تین سال ہوگیے ہے ایک بھی چکر نہیں لگایا۔۔۔۔۔وہ اس کی بات کو بدلتی اس کی واپسی کا پوچھنے لگی وہ ہمیشہ ہی اس کی اس بات پر بات ہی بدل دیتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی تو پتہ نہیں ماں ہسپتال والے اتنی چھٹیاں ابھی آلاو نہیں کر رہے ہیں پر میں نے ایپلیکیشن دی ہوئی ہے اب دیکھے کب اپروو ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ان کے یوں بات بدلنے پر سر نفی میں ہلاتے انھیں بتانے لگا جس پر وہ سر ہلاتی اب مرحا کی شکایتوں کی پٹاری کھول بیٹھی تھی جس پر حمزہ یوسف صرف مسکرانے پر اتفاق کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دل تجھ سے بچھڑ کر بھی۔۔۔۔۔کہاں جائے گا اے دوست!

روٹھے ہو تم 'تم کو کیسے مناؤں کدو بولو نہ بولو نہ "۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کے سامنے بیٹھی اپنی پھٹی سریلی آواز میں الٹا سیدھا گنگناتی اپنے روٹھے پارٹنر کو

منانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ تھا کے مان کے ہی نہیں دے رہا تھا

اب مان بھی جاؤں کدو کیوں لڑکیوں کی طرح ناسیے پھولائے بیٹھے ہو
------اسے بھاو کھاتا دیکھ روحی میڈم بھی اپنی پر اترائی کے بس بہت ہو گیا
چوچلے بازی کرنا کیوں کہ داؤد سکندر کو عزت راس جو نہیں آ رہی تھی

ضرور کوئی کام ہیں تمھیں اس لیے مجھے منایا جارہا ہے ورنہ مرحا یوسف کسی کی
یوں ترلے منت کرے میں نہیں مان سکتا---------اس کے حسین
چہرے پر وہ اپنی جانچتی نظریں جمائے اس کی مطلب کی بات کو ڈھونڈنے لگا
جس کی وجہ سے میڈم رات کے اس پہر اس کے کمرے میں موجود یوں بے
ڈھنگے گیت گاتی اسے منانے کی کوشش کر رہی تھی--------
نہیں تو ہم تو ویسے ہی ائے تھے کہ ہمارا پیارا کدو 'مطلب راج دلار بھائی ناراض
تھا پھر ہمیں نیند کیسے آجاتی جب تک تمھیں منا نہیں لیتی-------اپنے لبوں
پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے وہ اس کے دونوں گالوں کو پکڑا کر زور سے

کھینچتی لاڈ سے بولی مگر غلط لفظ بولنے پر فوراً اپنی تصیح کر گئی مقصد مقابل کو ابھی پانی پر چڑھانہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرحا یوسف سیدھے سیدھے کام کی بات پر آؤ اور یہ جو فضول میں مجھ پر اپنا بلو بینڈ خرچ کر رہی ہو نہ بچا کر رکھو باقی لوگوں پر کام ائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنے گالوں کو سہلاتا وہ تیوری چڑھائے بولا بھلے ہی وہ مرحا یوسف تھی پر مقابل بھی داؤد سکندر تھا جو اس کی رگ رگ سے واقف تھا آہی نہ جاتا اس کی باتوں کے جھانسے میں۔۔۔۔۔۔۔۔

گیارہ تیس ہو گیے ہے صرف آدھا گھنٹا رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کو یوں پولیس کی طرح تفتیش پر اترتا دیکھا وہ اپنی اصل بات پر ائی جس کی وجہ سے پچھلے بیس منٹ سے وہ اس کچے کدو سے مغزماری کر رہی تھی۔۔۔۔۔

تمہارے مرنے میں اور تم مجھے اپنی آخری وصیت لکھوانے آئی ہو "ڈونٹ ' ڈونٹ وری بھنڈی میں سب کو تمہاری وصیت بتا دونگا بس تم جاتے جاتے ایک نیک کام کرتی جاؤ اپنا لیپ ٹوپ، ائی پیڈ (جو حمزہ بھائی نے لنڈن سے بھیجا تھا) اور یہ کمرہ میرے نام کر جاؤ قسم سے ساری زندگی تمہارا مقروض رہونگا بلکہ روز

تمہاری قبر پر ایک سرخ گلاب رکھ کر جاؤنگا یہ وعدہ ہے داؤد سکندر کا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرحا کی آدھی بات کے اگے اپنے مطلب کی بات جوڑے

وہ ایکسائیمنٹ سے بولتا چلا گیا جبکہ وہ صرف مقابل کا منہ دیکھتی رہی وہ ڈیش

انسان کیسے اس کے مرنے کے بعد کی پلینیگ کیے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

تھپڑ چاہیے ہو تو بات کرو لیپ ٹوپ اور ائی پیڈ تمہیں دینے سے پہلے ہم آگ

میں نہ جھونک دے اور مرونگی تو میں تمہیں مار کر سمجھے ایا بڑا داؤد سکندر بھوتی

دیکھی ہے اپنی نام اتنا بڑار کھ لیا اور شکل سوکھے ہوئے چھورے جیسی ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے یوں چپڑ چپڑ بولنے پر مرحا یوسف اپنے جلالی روپ میں

اتی اسے ذلیل کرنے لگی تو وہ صرف اس کا منہ دیکھ کر رہے گیا جب وہ بولنے پر اتی

تھی تو داؤد سکندر کو چپ کرواجاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

شرافت سے اٹھ کر نیچے چلو ہمیں دوبارہ نہ کہنا پڑے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس پر

یوں حکم چلارہی تھی جیسے وہ مالکن ہو اور بیچارہ داؤد نوکر۔۔۔۔۔۔۔۔

کام بتاو پہلے کونسا تمہارا عاشق تم سے ملنے ہماری چھت پلھنگ کرایا ہے جس

سے ملنے کے لیے تم میری منتیں کرتی پھر رہی ہو کہ ایک ملاقات

کروادوں۔۔۔۔۔اس کو اب بھی اصل بات نہ بتاتے دیکھ داؤد غصے سے بولا تو اس نے ایک بے تاثر نگاہ اس پر ڈالی اور اپنے موبائل پر انگلیاں چلاتی اسکرین اس کے اگے کر گئی۔۔۔۔۔۔۔

ناؤ ہیپی اب نیچے آجاو۔۔۔۔۔۔۔اسکرین کو بند کرتے وہ اسے دیکھتے طنزیہ بولی اور جانے کے لیے مڑی۔۔۔۔۔۔۔اور ہاں ہماری قبر پر روز ایک نہیں پورے دس گلاب رکھ کر جانا تاکہ ان کی خوشبو ہم تک بھی باآسانی پہنچ سکے۔۔۔۔۔۔

جاتے ہوئے کچھ یاد اتے وہ ہلکے سے پیچھے مڑتی بے تاثر لہجے میں بولی تو مقابل ایک پل کو ساکن ہو گیا وہ مزاق میں بول گیا تھا پر شاید اسے برا لگ گیا تھا اس کا یوں بولنا۔۔۔۔۔۔۔

اور ایک اور بات۔۔۔۔۔۔ایک بار پھر وہ جاتی کچھ یاد انے پر اس بار پوری طریقے سے پیچھے کی طرف مڑتی بولی تو وہ جو اپنے یوں بولنے پر شرمندہ ہو گیا تھا اس کو یوں پھر مڑنے پر اسے پر سوچ انداز میں دیکھنے لگا کے اب کیا کہہ دیا میں نے جو میڈم کی شان میں گستاخی کر گیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نیو ہئیر کلر میں تم بالکل زنانہ لگ رہیں ہو۔۔۔۔۔۔۔اس کے پنک بالوں کو شرارتی انداز میں دیکھتی اپنے لبوں پر مچلتی مسکراہٹ کو دبائے بولتی گنگنانے لگی

۔۔۔۔۔۔۔

I’m barbie girl in the barbie world “ life in plastic
‘ its fantastic “you can brush my hair ‘ and undress me everywhere
“Imagination’ that’s is your creation’

اس کے بالوں پر نظریں جمائے وہ لہک لہک کر گاتی اسے چھیڑ کر فورا اسے پہلے کمرے سے باہر بھاگی۔۔۔۔۔۔۔۔

بھنڈی تمہارا اگلا تو میں خود اپنے ان ہاتھوں سے دباؤنگا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جو اپنے بولے گے لفظوں پر شرمندہ سا بیٹھا تھا کہ اسے یوں نہیں کہنا چاہیے تھے پر روحی کے اس طرح اس کے بالوں پر طنزیہ گانا گاتے دیکھ اس کا پارہ ہائی ہوا اور پاس پڑا کشن اٹھا کر اس کی طرف اچھلا مگر وہ کشن لگنے سے پہلے ہی کمرے سے بھاگ چکی

تھی تبھی پیچھے کھلے دروازے کو دیکھا کر کلستا بولا اسے ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنی ان سوچوں پر غصہ آرہا تھا جو وہ اس بلا کی ہمدردی میں سوچے جارہا تھا۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! مرے شوق کی یہیں لاج رکھ !۔۔۔۔۔ وہ جو طور ہے، بہت دور ہے

موسم میں خنکی تھی ٹھنڈی ہوائیں چلتی دن بھر پڑنے والی گرمی اور تپش کو کم کرنے کی کوشش کررہی تھی آسمان بالکل صاف تھا نیلے آسماں پر ٹمٹماتے ستارے ایسے لگ رہیں جیسے نیلے گہرے سمندر میں پڑے موتی چمک رہیں ہو چاند بھی اپنی پوری آب وتاب سے چمکتا زمیں زادوں پر اپنی چاندنی برسا رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ بڑا سا ہرا ابھرا لان بہت خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا چاروں طرف موجود درختوں اور پودوں پر لائیٹینگ کی گئ تھی مین لان میں رکھے سفید رنگ جھولے کو بھی برقی قمقوں سے سجایا ہوا تھا اور اس کے اطراف میں لکڑیوں سے سجاوٹ کر کے ان پر سفید پردے لگا کر ان پر بھی لائیٹوں کی لڑیاں

ڈالی ہوئی تھی جھولے کے سامنے رکھے میز پر دو باسکیٹس رکھی ہوئی تھی ایک میں چوکلیٹس اور دوسرے میں برتھ ڈے پروپس تھے اوران دونوں کے بیچ میں جگہ خالی تھی' جھولے کی سیٹ پر ایک بڑا سا بلور یپر میں ریپ ہوا گیفٹ بوکس رکھا ہوا تھا ساتھ ہی اس کے پاس ایک برتھ ڈے وش کارڈ رکھا ہوا تھا جس کے فرنٹ سائیڈ پر ایک ریڈ روس کو گلو کیا ہوا تھا تیاری سمپل تھی پر بہت اٹریکٹیو تھی چاندنی رات میں لان کی یہ سجاوٹ کچھ زیادہ ہی پیاری اور دلکش لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

سب ریڈی ہے بندر۔۔۔۔۔وہ اپنے کھلے بالوں کو آگے کی طرف ڈالے ان کو لوز سی چوٹی میں مقید کرتی حیدر کی طرف آتے جلدی جلدی اس سے پوچھنے لگی۔ تو اس ساری تیاریوں کے پیچھے مرحا یوسف کا مسٹر مائینڈ تھا تبھی ہر چیز اتنی اٹریکٹیو لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

یار بھنڈی آل موسٹ سب ڈن ہے بس تم نے جا کر انھیں لے کر آنا ہے۔۔۔۔۔حیدر چیئر پر کھڑا اپر دوں پر لائیٹوں کی لڑیاں ڈالتے انھیں ترتیب دیتے بولا تو وہ سر ہلاتی اطراف کا جائزہ لینے لگی۔۔۔۔۔۔

بیکری بوائے کیک دے گیا فادی بھیا۔۔۔۔وہ اس بار دوسری ارینجمینٹس کرتے فواد سے مخاطب ہوئی اس کو وہ کسی الٹے سیدھے نام سے نہیں پکارتی تھی وجہ ان کے بیچ عمر کا فرق جو کہ داؤد اور حیدر میں بھی تھا وہ سب اس سے بڑے تھے پر پھر بھی ان تینوں کی بونڈینگ بہت اچھی تھی پر ان دونوں کے بیچ یوں بے تکلفی نہیں تھی بس کام کی بات اور یہ تکلف کی دیوار فواد کی طرف سے تھی اسے پسند نہیں تھا لڑکی کا یوں فرینک ہونا۔۔۔۔۔۔

ہاں ابھی کچھ دیر پہلے ہی دے کر گیا تھا سیفلی فریج میں رکھ دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ فواد ٹیبل پر پڑی چیزوں کو ایک بار پھر صیح سے اپنی طریقے سے ارینج کرتا تفصیل سے بولا تو وہ سر ہلاتی اب اطراف میں گول گول چکر لیتی باریک بینی سے ساری تیاریوں کا جائزہ لینے لگی۔ حیدر کوئی چیز سیٹ کر کے دوسری طرف جاتا تو فواد اکر اس چیز کو اپنی مرضی سے سیٹ کر جاتا جیسے ابھی وہ حیدر کا پہلے سے ارینج کیے ٹیبل کو اپنی مرضی سے سیٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ایئم ریڈی گائیز۔۔۔۔۔وہ ابھی گھومتی ہر چیز دیکھ ہی رہی تھی جب موصوف کی فریش سی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ماری باقی وہ

دونوں بھی اپنا کام چھوڑے اس کی طرف متوجہ ہوئے جو یوں تیار ہو کر ایا تھا معنوں بر تھ ڈے نہیں ولیمہ ہو۔۔۔۔۔۔۔

ابے کمینے تیاری تو ایسے کر کے ایا ہیں جیسے تیرا ولیمہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔ایک بھرپور نظر اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھ حیدر نے ٹو کا وائٹ پینٹ پر مسٹرڈ کلر کی شرٹ پہنے جس کی آستین کہینوں تک فولڈ تھی پاؤں میں وائٹ جو گرز پہنے بالوں کو اچھے سے وائیٹ کلر کے ہی کیپ سے کور کیے فریش دھلا دھلا یا منہ لیے وہ بہت ڈیشینگ لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہینڈ سم لگ رہا ہوں نہ۔۔۔۔۔۔۔داؤد سکندر رفرضی کالر کھڑی کیے ایک اسٹائل سے بولے واقعی میں ہی وہ ان تینوں میں سب سے زیادہ پیار الگ رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

ہینڈ سم نہیں ہینڈ پمپ لگ رہیں ہو۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے یوں اترانے پر جواب فواد کی طرف سے ایا تھا کیونکہ وہ بیچارہ گھٹنوں تک اتتے شورٹ پر ہاف سلیو پولو شرٹ پہنے ہوئے تھا بکھرے بال جو ہوا سے مزید بکھرتے جا رہیں تھے سوئی سوئی آنکھیں اس بیچارے کو تو فون کر کے نیند سے اٹھایا گیا تھا آغا ہاؤس میں سب

جلدی ہی سویا جایا کرتے تھے یہ اصول آغا مبین نے بنائے تھے جوان کے بعد بھی فولو کیے جا رہیں تھے ہاں البتہ سٹر ڈے نائیٹ یہ سب مل کر خوب ہلا گلا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چل سالے جلتے ہی رہنا میری بیوٹی سے ۔۔۔۔۔۔فواد کے یوں بولنے پر وہ منہ بنایا بولا اور اپنا کیمرہ اون کیے وہاں کی پکچر بنانے لگا جبکہ اس کی خود پسندی پر وہ دونوں منہ بنا گیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روحی ہم بھی جا رہیں ہے فریش ہونے یہ تو کمینہ یوں تیار ہو کر آیا ہے جیسے کسی کو پرپوز کرنا ہو۔۔۔۔۔۔ حیدر جھولے کی تصویریں بناتے داؤد کو دیکھتے غصے سے کڑتے بولا اسے یوں تیار دیکھ وہ دونوں کڑ کر رہیے گے تھے مطلب وہ بیچارے کب سی تیاری کر رہیں تھے اور یہ صاحب آخر میں یوں تیار ہو کر آتے سب پر نمبر لے گیے تھے اور مرحا بھی تیار ہو کر آچکی تھی۔ کائی رنگ کی ٹخنوں تک اتے سمپل سے فراک پہنے ساتھ ہی اس کے ہم رنگ ڈوپٹے کو گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ گھنگریلے بالوں کو لوز سی چوٹی میں مقید کیے پیچھے کمر پر کھلا چھوڑا ہوا تھا جو اس کمر سے نیچے تلک ارہی تھی پاؤں میں موٹے سول والی ہلکی سی سوفٹی جوتی پہنے وہ سادگی میں بھی دلکش لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے جاؤ پر جلدی آنا۔۔۔۔۔۔۔ان دونوں کو پرمیشن دیتی وہ داؤد کی طرف قدم بڑھا گئی تو وہ دونوں بھی جھپاک سے غائب ہوئے کیونکہ ٹائم کم تھا اور ان کی بھوتیوں کو دھونے میں ٹائم لگنا تھا۔۔۔۔۔۔

خبردار کدو جو ایک بھی واٹس ایپ اسٹوری پر لگائی"۔۔۔۔۔۔اس کے عقب میں اتی وہ کھڑی ہوئی تو موصوف کو واٹس ایپ اسٹیٹسٹس پر ڈیکوریٹ لان کی پکس لگاتے دیکھ وہ پیچھے سے اس کے سر پر تھپڑ مار کر بولتی اگے ائی۔۔۔۔۔۔

کیوں یار۔۔۔۔۔وہ خاصا بدمزہ ہوا تھا اس کے منع کرنے پر۔۔۔۔۔۔

ہماری پارٹی ہماری مرضی "اور اب تم اٹھو صرف پانچ منٹ رہتے ہیں چلو جلدی ۔۔۔۔۔کندھے اچکائے وہ مقابل کو چیڑاتی بولی ساتھ اسے اٹھنے کا کہتی خود میز پر رکھے سامان کو اٹھانے لگی۔۔۔۔۔

اوکے لیٹس گو۔۔۔۔۔وہ موبائل کو جیب میں اڑاتا اس کے پیچھے لپکا اب کام کرنے کی باری داؤد سکندر کی تھی۔۔۔۔۔۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پرچھائیوں کے شہر کی تنہائیاں نہ پوچھ۔۔۔۔۔اپنا شریکِ غم۔۔۔۔کوئی اپنے سوا نہ تھا

گہری کالی رات زمین زادوں پر اپنے پر پھیلائے اتر چکی تھی ایسے میں چاند کی چاندنی نے اندھیری رات کی رانگنی کو کم کرنے کا بیڑا اپنے ذمہ اٹھا رکھا تھا۔ ٹھنڈی ہواؤں نے موسم میں خنکی پیدا کر دی تھی۔ آج آسماں بھی بادلوں کی کالی چادر کی اوٹ سے باہر نکلا ہوا تھا۔۔۔۔ کچی مٹی کا بنا وہ گھر پورا اندھیرے میں ڈوبا پڑا تھا وہ گھر ہی کیا وہاں کے آس پاس کے اور گھر بھی اس ہی کی طرح اندھیرے میں ڈوبے تھے بس ایکا دکا گھر میں لینٹین ہی تھے جس کی ہلکی پیلی رنگ کی روشنی نے انسانی آنکھ کو کچھ دیکھنے کے لائق بنا رکھا تھا۔۔۔۔ لینٹین نے اس گھر میں بھی اپنی تھوڑی روشنی کر رکھی تھی اور کچھ چاند اماما کی مہرباں چاندنی نے اپنا کرم کیا ہوا تھا۔۔۔۔ لمبے گھٹنوں تک اتے بال ہوا کی دوش پر لہراتے ہواؤں کے سنگ کبھی ادھر تو کبھی اودھر ڈول رہیں تھے اور کبھی وہ جو کھیلتے کھیلتے راستہ بھٹکتے اس کی سرخ رخساروں پر آن ٹیکتے تو وہ اپنی سنگ مرمر سے تراشی انگلیوں سے انھیں واپس راہ راست پر لے اتی۔۔۔ سفید پاؤں تک کو چھوتے فراک میں وہ کوئی بھولی بھٹکی پری معلوم ہو رہی تھی جو غلطی سے اس

اندھیری اور بے وفا دنیا میں آن پھنسی ہو اور اب اپنی واپسی کی راہ تک رہی تھی کہ کوئی شہزادہ ائے اور اسے یہاں سے لے جائے۔۔۔۔۔۔وہ اپنے اندر اچھلتے کودتے دل کی دھڑکنوں کے شور کو سننے میں اس قدر گم تھی کے اسے اپنے پیچھے چھائے اس گھرے اندھیرے کا خوف بھی یاد نہیں تھا۔اس چینی گڑیا کی خوشی سے چمکتی آنکھیں اس چاند کی چاندنی میں ڈوبی ان کچی مٹی کی بنی سڑھیوں پر تھی جس کے اس پار اس کے لیے خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔۔۔۔چمکتی گہرئی آنکھوں میں جیسے جگنو ناچ رہیں ہو،امر حی لب اس وقت ایک جاندار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے'چاندنی جیسی رنگت لیے وہ معصوم شہزادی اس راہ پر چلنے کو بے قرار تھی جس پر چلنے والے اکثر بے سکون اور بے چین ہی پائے جاتے تھے''پر ابھی وہ ان سب چیزوں سے نابلد تھی اس کے کچے ذہن میں تو اس وقت صرف مستقبل کی روشنیاں اور خوشیاں نظر ارہی تھی جسے پانے کے لیے وہ کچھ بھی کر جاتی۔۔۔اس نے ایک ہاتھ سے اپنی گھیر دار فراک کا کونا پکڑتے اسے ایک طرف سے اٹھایا تو ذرا سا رخ اٹھا'سفید مومی پاؤں کھسے میں مو قید تھے جس میں ایک چاندنی کی پازیب پہنی ہوئی تھی جو خود پر سے رخ اٹھنے پر اس اندھیرے میں

بھی چمک اٹھی تھی" لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے آنکھوں میں خوشیوں کی امید کے دیئے جلائے وہ نازک پری پاؤں اوپر جانے والی سڑھیوں کی پہلی منزل پر رکھ گئی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شہر میں ہمدم دیرینہ بہت تھے ناصر۔۔۔۔۔وقت پڑنے پہ میرے کام نہ آیا کوئی

!

مبین منزل کی طرح ابراہیم ہاؤس میں بھی سب یونہی وقت کی پابندی کرتے تھے ابراہیم ہاؤس میں بھی اس وقت خاموشی اور اندھیرے نے اپناڈیراڈال رکھا تھا سرونٹس بھی سارے اپنے اپنے کواٹرز میں چلے گے تھے آغا ابراہیم اور مہتاب مامی اپنے کمرے میں تھے آغا فارذ اپنے کمرے میں جبکہ آغا فواداس وقت حیدر کے کمرے میں موجود تیار ہورہیں تھے۔خاموشی میں ڈوبے لاونج میں کوئی دبے پاؤں داخل ہوا ہاتھ میں کوئی چیز تھی اس کے پیچھے ہی اس کا دوسرا ساتھی بھی ایاچاروں طرف احتیاط بھری نظر دوڑاتاوہ قدم بہ قدم بالائی منزل پر

جانے والی سڑھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا اس کا دوسرا ساتھی کیچن کی طرف بڑھا جبکہ وہ اب سڑھیاں چڑھنے لگا تھا سڑھیاں چڑھتے اوپر ایا اور ایک بار پھر سنسان پڑے کوریڈور میں نظر ماری کسی کو نہ پا کر وہ اب کوریڈور میں چلنے لگا کچھ قدم ہی چلا تھا کے اس کی مطلوبہ جگہ اتی اس کے قدم خو بخود رک گیے اس نے ایک بار پھر اپنی نظر ادھر اودھر دوڑائی اور ریلینگ کے نیچے جھکتے اپنے دوسرے ساتھی کو تھمبز اپ کا اشارہ دیا جس پر وہ اوکے کا سائین دۓ گھر کی الیکٹر سیٹی کے پاور ہاؤس کی طرف بڑھا اور دوسرا نفوس اب ہلکے سے دروازہ کھولے اندر کی طرف بڑھا ہلکی سی آواز پر وہ دروازہ کھولے اندر ایا تو کمرے میں لائیٹ اون تھی سامنے پڑا بیڈ خالی تھا جبکہ اس کمرے کا مالک صوفے پر بیٹھا ٹانگوں کو میز پر رکھے ہوئے تھا اور لیپ ٹوپ اس کی گود میں تھا جس کے کئی بورڈ پر اس کی انگلیاں رقص کر رہی تھی وہ اتنے محتاط اور بلی کی چال چلتی اندر ائی تھی کہ کمرے میں موجود نفوس کو خبر ہی نہ ہو سکی یا شاید وہ اپنے کام میں اتنے محو تھے۔اس کے اندر قدم رکھتے ہی ایکدم لائیٹس اوف ہوئی صرف اس کمرے کی نہیں بلکہ پورے گھر کی

\-\-\-\-\-\-

ڈیم اٹ "اب یہ لائٹ کو کیا ہو گیا۔۔۔۔۔لائٹ اوف ہوتے ہی ان کی جھنجھلاتی آواز خاموش پڑے کمرے میں گونجی تو مقابل نے اپنی مسکراہٹ کو دبایا کے کہی اس کی مسکراہٹ کی مدھم سی بھی آواز وہ سن نہ لے کیونکہ ان کی سننے کی حس کچھ زیادہ ہی تیز تھی اور وہ تو مقابل کی خوشبو سے ہی اسے پہنچان جاتے تھے۔۔۔۔۔لال بخش "۔۔۔۔انھوں نے اپنے ملازم کو آواز دیتے پکارا کیونکہ پورے گھر کی لائٹس اوف ہونے کی وجہ سے کمرے میں بالکل گھپ اندھیرا تھا اور ایسے میں وہ اپنے موبائل کی ٹورچ بھی اون نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ بھی بیڈ پر ہی کہی پڑا تھا اور لیپ ٹوپ بھی چارج نہیں تھا کیونکہ وہ پہلے ہی اسے چارج پر لگا کر اپنا کام کر رہیں تھے اس سے پہلے وہ ایک بار پھر لال بخش کو آواز دیتے اچانک انھوں نے اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں اگ کا چھوٹا سا آلاو جلتا دیکھا پھر وہی چھوٹی سی اگ کی لو دھیرے سے بڑتی کسی چیز کی طرف ائی شاید کوئی موم بتی جلا رہا تھا اور پھر ایکدم کمرے میں موم بتی جلنے سے مدھم سی روشنی ہوئی۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" ہیپی برتھ ڈے ٹو یو' ہیپی برتھ ڈے ڈیئر آغا جان،ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔۔۔۔۔۔ شمع کے جلتے کمرے کی خاموشی میں ایک سریلی سی آواز گونجنے لگی تو وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس چہرے کو دیکھنے لگے جو شمع کی روشنی میں مزید دمک رہا تھااس اندھیرے کمرے میں اس وقت وہ دو ہی تھے کہ اچانک ساری لائیٹس اون ہوئی اور کمرہ ایک بار پھر روشنیوں میں نہا گیااب وہ بالکل ان کے سامنے ہاتھ میں کیک پکڑے کھڑی تھی۔۔۔۔

گڑیا"۔۔۔۔۔۔ آغا فارذ حیران و پریشان والے تاثرارت لیے صوفے سے اٹھے اور قدم اس کی طرف بڑھائے جو ہاتھ میں پلیٹ لیے کھڑی تھی جس میں ایک چوکلیٹ پیسٹری پر موم بتی لگائی ہوئی تھی جو کہ جل رہی تھی ساتھ باقی بچی خالی پلیٹ پر چوکلیٹ سے ہیپی برتھ ڈے آغا جان لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیسا لگا ہمارا سرپرائیز۔۔۔۔۔۔۔ انھیں اپنی طرف یوں دیکھتے دیکھ وہ چہک کر پوچھنے لگی پوچھنا تو بنتا تھا آخر کو سارا پلین اس کا تھااور سب سے بڑی بات انھیں وہ سب پسند بھی ایا تھا کہ نہیں جس کے لیے وہ کتنے دنوں سے پلیننگ کررہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت اچھا تھا" شکریہ میری چھوٹی سی گڑیا۔۔۔۔۔۔اس کے چمکتے چہرے کو آنکھوں میں بسائے وہ محبت سے بولے ساتھ جھک کر اس کی پیشانی چوم ڈالی تو مرحا یوسف کی کئی دن کی محنت پوری ہوگی اس کے آغا جان کو یہ سرپرائیز پسند ایا تھا مطلب اس کی محنت وصول ہوگئی تھی۔۔۔۔۔۔

چلے اب کیک کاٹے۔۔۔۔۔۔اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑی منی نائف کو ان کے اگے بڑھاتے وہ پہلے سے زیادہ پر جوش لہجے میں بولنے لگی تو وہ سر ہلاتے اس کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑ گیے ساتھ اس کے دوسرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے وہ صوفے پر اکر بیٹھے اور پلیٹ ٹیبل پہ رکھی۔۔۔۔۔۔۔۔

آغا جان اپ"۔۔۔۔۔انھیں اپنے ہاتھ میں نائف پکڑاتے دیکھا وہ اپنا ہاتھ چھوڑواتی کچھ بولنے لگی پر مقابل اس کی بات بیچ میں سے کاٹ گیا۔۔۔۔۔۔۔

میری ہر خوشی میری گڑیا کے بغیر ادھوری ہے۔۔۔۔۔۔۔اس کے ہاتھ کو واپس اپنے ہاتھ میں لیے اسے نائف پکڑتے بولے تو وہ ان اس قدر پیار سے بولنے پر دوبارہ منع نہ کر سکی اس کے ہاتھ کے اوپر ہی اپنا ہاتھ رکھے انھوں نے پیسٹری کٹ کئی اور نائف کو سائیڈ پر ڈالے وہ ایک چھوٹا سا کیک کا پیس اٹھائے

اس کے منہ کے قریب لے ائے جس پر روحی نے مسکراتے ہوئے تھوڑا سا کیک کھاتے پھر وہی ٹکڑا اپنے ہاتھ میں لیے ان کے منہ میں ڈال گئی۔۔۔۔۔۔

سر ئیسلی "مجھے یاد بھی نہیں تھا میرا برتھ ڈے اور میری چھوٹی سی روحی کو یاد تھا اپنے آغا جان کا برتھ ڈے۔۔۔۔۔۔وہ صوفے پر ترچھے ہوئے اس کی طرف رخ موڑ کر بیٹھتے بولے ایک ہاتھ ان کا صوفے کی بیک پر تھا جبکہ آنکھیں اپنی گڑیا پر۔۔۔۔۔

جی بھلا ہم اپنے کیوٹ سے ڈئیرینگ آغا جان کا برتھ ڈے کیسے بھول سکتے ہیں ۔۔۔۔۔شرارتی انداز لیے لبوں پر اور آنکھوں میں مسکراہٹ سجائے وہ ان کے دونوں گالوں کو کھینچتی بولی تو وہ اس کے بچپنے پر مسکرا گیے اور اسے مسکراتا ہوا سننے لگے جو اپنے لبوں پر حسین مسکراہٹ سجائے انھیں اپنی اور اپنے تین پاٹنرز کی کہانی سنا رہی تھی مرحا یوسف آغا فارذ کے لیے بہت خاص تھی اتنی کے اس کا کہنا آغا فارذ کے لیے پتھر پر لکیر ہوتا تھا جو ان کی گڑیا نے کہہ دیا بس وہی ہو گا اور صرف وہی ہی نہیں بلکہ اس کے لیے بھی اپنے آغا جان سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا

یہاں تک کے اس کا سگا بھائی بھی کبھی تو حمزہ یوسف کو آغا فارذ سے چیڑ ہوتی تھی کے وہ اس کی اکلوتی بہن کو اس سے چھین رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

لو ٹائیگر تم بھی اپنے مالک کی برتھ ڈے کا کیک کھاو۔۔۔۔۔۔وہ باقی بچی پوری پیسٹری کو اٹھائے اس کی طرف بڑھی جو وہی اس کمرے میں اپنے بستر پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا جو اس کے مالک کے پاس بیٹھی تھی ان کے بیڈ کے دائیں جانب ہی ٹائیگر کا ایک خوبصورت سی گول سی بڑی س ٹوکری رکھی ہوئی تھی جس میں بیچ میں نرم بستر بچھا ہوا تھا اس ٹوکری کے پیچھے کی طرف لکڑیوں سے اسٹینڈ بنا تھا جو کے اوپر کی طرف جاتا آپس میں مل رہا تھا ساتھ انھیں وائٹ اور گولڈن پردوں سے کور کیا ہوا تھا اور ان کے بیچ میں ایک پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر ٹائیگر لکھا ہوا لٹکا رہا تھا آغا فارذ کے بیڈ کی طرح ہی اس کے منی بیڈ کا کلر بھی سیم تھا۔

مرحا کے کیک بڑھاتے ہی وہ جھٹ سے اس کے ہاتھ سے کیک کھانے لگا اسے انسانوں والی چیزیں کھانے کا بہت شوق تھا اور یہ شوق ڈالا بھی اس ہی نے تھا جو وہ مزے لے لے کر کھا رہا تھا اور وہ ابھی اسے چوکلیٹ کیک کھلا رہی تھی جو صرف سر نفی میں ہلاتے اسے دیکھا رہیں تھے۔۔۔۔۔

چلے۔۔۔۔ٹائیگر کو کیک کھلا کر وہ ان کی طرف ائی اور ان کے بازو کو اپنے ہاتھ میں لیے پکڑے وہ انھیں صوفے سے اٹھاتی بولی تو وہ نا سمجھ نظروں سے اسے دیکھنے لگے جس کے چہرے پر ایک پیاری سی چمک تھی۔۔۔۔

پر کدھر"۔۔۔۔۔صوفے کے پاس ہی رکھی اپنی سلیپرز کو پاؤں میں اڑاستے وہ پوچھنے لگے پر وہ زبردستی انھیں کھینچتی ہوئی باہر کی طرف بڑھی تو وہ بھی اپنی گڑیا کی ضد مانتے اس کے ساتھ کھیچے چلے گے ان کے پیچھے ہی فورا سے ان کا ٹائیگر بھی بھاگا وہ ایک منٹ کے لیے بھی انھیں اکیلے نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فادی ویرے بستر دے دوں اندر۔۔۔۔وہ دروازے کو نوک کیے اندر بیٹھے شخص سے پوچھنے لگا بیچارا حیدر کب سے کمرے میں ٹہل مارتا فواد کے واش روم سے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا مگر وہ تھا کے پچھلے بیس منٹ سے واش روم میں گھسا بیٹھا تھا

اور مزے کی بات اندر سے کوئی آواز بھی نہیں ارہی تھی جسے سن کر حیدر کو تسلی ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔

او کوئی ہوں ہاں میں ہی جواب دے۔۔۔۔۔دوسری طرف مکمل خاموشی پا کر وہ ایک بار پھر دروازہ پیٹتا بولا مگر جواب نادار تھا وہ تو بیچارا مروت میں مارا گیا تھا کہ پہلے اپنے خود سے صرف ایک سال بڑے کزن کو بھیج کر کے بڑے کی کوئی عزت کر لے مگر اب تو وہ پچھتا ہی رہا تھا اسے بھیج کر۔۔۔۔۔۔

اندر کہی وہ گر ٹک تو نہیں گیا۔۔۔۔۔۔اندر سے کوئی جواب نا پا کر اب وہ نئ پریشانی میں مبتلا ہو گیا کے کہی وہ واش روم میں پھسل کے اوپر تو نہیں فلائے کر گیا ود آوٹ وینگز۔۔۔۔۔۔

بندے میں تھوڑا صبر بھی ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔گلے میں لٹکے ٹاول کے دوسرے سرے سے وہ اپنے بال خشک کرتا حیدر کی بے صبری پر باہر اتا طنزیہ بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔

بندے میں تھوڑی شرم بھی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔اس کو اپنے اوپر ہی چڑھائی کرتا دیکھ حیدر دانت پیستے دوبدو بولا اور اس کے کندھے پر اپنا کندھا مارتے واش

روم میں گھسا تو پیچھے وہ منہ بناتا ڈریسنگ کے اگے کھڑا ہوتا اپنے بال بنانے لگا

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا۔۔۔۔۔وہ بات ان کو بہت نا گوار گزری

آغا ہاؤس کے سب مکین رات کے اس پہر لان میں کرسیوں پر بیٹھے سامنے ہوئی تیاری نا سمجھ نظروں سے دیکھ رہیں تھے ٹھنڈی ہوا چلتی موسم بہت خوشگور بنا رہی تھی لان میں لگی ٹمٹماتی روشنیاں بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔
" تم کچھ بولو گے یہ مجھ سے کچھ کھا کر بتاؤ گے۔۔۔۔جب کافی دیر گزرنے کے بعد بھی ان سب کو جمع کرنے کا مقصد نہ بتایا گیا تو سکندر ماموں غصے سے بھینچے جبڑے لیے اپنے اس سپوت کو دیکھتے بولے جوان سب کو ایمرجینسی کا کہہ

کر یہاں لان میں اٹھالا یا تھااور اب ان کو کچھ بتائے بغیر مزے سے جھولے پر بیٹھا جھولا جھولتا ٹک ٹوک بنا رہا تھا وہ بھی آئیم باربی گال ران دا باربی ورلڈ "سونگ پر مگر سر پر کیپ اس وقت بھی سجی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

چِل پوپسی ابھی پتہ لگ جائے گا۔۔۔۔۔۔یونہی فیس پر کمرہ سیٹ کیے پاؤں کو جھلاتا وہ لاپراوہ انداز لیے بولتا سکندر صاحب کا پارہ ہائی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

انسان کے بچے بن کر تمیز سے بابا بولنا ہوا کرے تو بولا کرو ورنہ یہ الٹے سیدھے ناموں سے مت پکارا کروں۔۔۔۔۔اس کے پوپسی کہنے پر وہ غصے سے اسے گھورتے بولے جو ہمیشہ ایک نئے اور اجیب نام سے انھیں پکارتا تھا کبھی ڈیڈو کبھی پوپا تو کبھی پوپس اور آج نیا پوپسی۔۔۔۔۔

اوکے ڈن کل سے سکندر صاحب کیسا۔۔۔۔۔۔ان کے غصے کو کسی خاطر میں لائے بغیر وہ ڈھیٹائی سے بولا جس پر وہ سلگ کر رہے گے داؤد سکندر ان کی پہنچ سے باہر کی گندی چیز تھی جبکہ باقی سب ان کی باتوں پر ہنس رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔

اوئے اٹھ چل بہت بنالی ویڈیو۔۔۔۔۔۔فرقان ماموں داؤد کا بازو پکڑ کر جھولے سے اٹھاتے بولے تو وہ منہ بسور کر رہے گیا ابھی تو اسے ٹھنڈی ہوا میں جھولا جھولنے کا مزہ انے لگا تھا اور ابھی وہ ہٹلر بنے اس کا مزہ خراب کر گیے تھے۔۔۔۔۔۔

ارے یہ کیا کر رہیں ہے آپ۔۔۔۔۔۔انھیں جھولے پر لیٹتا دیکھ سبین مامی ہنستی ہوئی پوچھنے لگی ان کے ساتھ زبیدہ مامی اور حورے بیگم بھی وہاں رکھی کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھی باقی سب ابھی منظر عام سے غائب تھے۔۔۔۔۔

جب تک یہاں موجود ہونے کا ریزن پتہ چلتا ہے تب تک ذرا نیند ہی پوری کر لی جائے "یار ذرا سا جھولا دینا۔۔۔۔۔سر کے نیچے دونوں ہاتھوں کو فولڈ کیے ان کا تکیہ بناتے وہ اپنی بیگم کو وہاں لیٹنے کا مقصد بتاتے ساتھ پاس کھڑے داؤد سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔۔

ساتھ لوری نہ دے دوں۔۔۔۔۔۔اپنی جگہ پر ان کو یوں قبضہ جماتے دیکھا وہ بھنیچے جبڑوں کے ساتھ بولا اور جا کر سبین مامی کی گود میں سر رکھ کر نیچے گھاس پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔وہ جھولے پر لیٹے ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرتے نیند میں اترنے ہی لگے تھے جب اچانک بڑے آغا صاحب کی تیز روب دار آواز پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھے۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں بھائی یہ بچے نیند سے اٹھالائے کہہ رہیں تھے کوئی ایمرجینسی ہوگی ہے پر اب پتہ نہیں کہاں غائب ہے۔۔۔۔۔۔ان کے روب دار اور سنجیدہ چہرے کو دیکھتے سکندر ماموں نے بتایا ان کے غصے سے اس گھر میں سب ڈرتے تھے سوائے روحی میڈم کے۔۔۔۔۔۔

بھائی جان یہاں بیٹھے۔۔۔۔فرقان ماموں جھٹ جھولے سے کھڑے ہوتے آغا ابراہیم کو وہاں بیٹھنے کا کہنے لگے تو وہ ہنکارا بھرتے اپنی روبدار پرسنیلٹی کے ساتھ وہاں براجمان ہوئے جبکہ ان کے ساتھ ائی مہتاب مامی خواتین کی طرف رکھی کرسی پر بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔

نہ اب بھی بیٹھے رہتے۔۔۔۔۔۔۔ان کی تابعداری پر داؤد منہ بناتا ان کے کان میں گھستا سرگوشی کیے بولا۔۔۔۔۔۔

یار بڑے بھائی کا احترام بھی ہوتا ہے ورنہ تو تمہیں پتہ ہی ہے اپنے چاچو کا ۔۔۔۔۔۔ فرضی کالر کھڑی کیے اپنے اس بھتیجے کے سامنے اپنی ٹور بنانے کے لیے بولے جو پہلے ہی ان کی ساری دادا گری سے واقف تھا۔۔۔۔۔۔

ایڈے تسی ٹارزن دی اولاد۔۔۔۔۔ان کی بزدلی پر وہ طنزیہ مسکراہٹ سے بولا یہ سارا چکر صرف اپنی جگہ چھین جانے کے غم میں تھا۔۔۔۔۔۔

کوئی ماڑی موٹی شرم کر لینی چاہیے بندے کو کونسا تم نے اپنے دادا مرحوم کو جنگل ڈائری میں لنگوٹ پہنے درختوں پر رسیوں سے جھولا جھولتے دیکھ لیا ہے ۔۔۔۔۔ آنکھوں میں مصنوعی خفگی لیے وہ داؤد کی بات پکڑتے بولے اب اگے سے وہ بھی کچھ بول رہا تھا ان چچا بھتیجے کو تو پوری رات یونہی کھڑے لڑوالوں یہ دونوں لڑتے رہے گے۔۔۔۔۔۔۔۔

اپ سب کونسے مہینے کی سحری کرنے کے لیے اس وقت اٹھ کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔۔۔۔۔ نیند میں بند ہوتی آنکھوں کو رگڑتا تراب نیچے لان میں لگی رونق کو دیکھتے پوچھنے لگا اس غریب کو بھی نیند سے جاگا کر یہاں بولایا گیا تھا۔۔۔۔

چودہ اگست کی آؤں تم بھی کرو۔۔۔۔۔ سکندر ماموں جو کے پہلے ہی داؤد پر بھرے بیٹھے تھے تراب کے یوں پوچھنے پر طنزیہ بولے جس پر داؤد صاحب نے اپنی مسکراہٹ دبائی اس کی حرکتوں پر آنے والا غصہ ہمیشہ ہی تراب پر اترتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

چلے پھر اپ لوگ ہی کرے۔۔۔۔۔ان کی بات پر وہ کندھے اچکائے کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھتا ریلیکس سا بولا اور آنکھیں موندتا سر کرسی کی پشت سے ٹیکا گیا اس کا دل چاہا کے وہ یہی بستر ڈال کر سو جائے کتنی پر سکون فضا تھی وہاں کی

۔۔۔۔۔۔

حیدر بچے اپ بتائے کہ کیوں بولایا ہے سب کو۔۔۔۔۔ حیدر کو لان کی طرف اتا دیکھ مہتاب مامی اپنے شیریں میں ڈوبے لہجے میں پوچھنے لگی تو باقی سب کی نظروں کا فوکس بھی حیدر فرقان کی طرف ہوا۔۔۔۔۔۔

وہ ایکچیولی تائی جان آج بھیا کا برتھ ڈے ہیں تبھی یہ سرپرائز ارینج کیا ہے۔۔۔۔۔

اس نے بات تھوڑی ہچکچاتے ہوئے شروع کی تھی اسے ڈر تھا کے اس کے بتانے پر کہی وہ چڑیل اسے گنجا نہ کردے۔۔۔۔۔۔

ارے ہاں آج تو میرے آغا کا برتھ ڈے میں کیسے بھول گئی۔۔۔۔۔۔اس کی بات پر پل میں ان کے چہرے پر روشن دیے جلے انھیں بہت پیار تھا ان سے آخر کو وہ آغا خاندان کے پہلے وارث تھے اور اپنی ماں کے حد سے زیادہ فرمانبردار۔۔۔۔۔

گڑیا میں گر جاؤنگا۔۔۔۔۔وہ ان کی آنکھوں پر پٹی باندھے ان کے بازو میں اپنا بازو الجھائے وہ اب لان کی طرف اگی تھی ان کے ہمقدم ساتھ ہی ان کا ٹائیگر چل رہا تھا جیسے اسے ڈر ہو کے وہ لڑکی اس کا مالک لے کے نہ بھاگ جائے

۔۔۔۔۔۔

ہم کبھی بھی اپنے آغا جان کو گرنے نہیں دینگے۔۔۔۔۔۔ان کی بات پر وہ مدھم سا مسکراتی قطعیت سے بولی اور بہت محتاط انداز میں انھیں لان میں اتی سڑھیاں اتارنے لگی جبکہ پٹی کے نیچے چھپی آنکھوں سے وہ ارگرد دیکھنے کی بھرپور کوشش کر رہیں تھے! پر صرف کوشش۔۔۔۔۔۔۔

یہ لان ہیں چاندا ہم لان میں کیا کرنے ائے ہیں۔۔۔۔۔لان کی بڑھی ہوئی ٹھنڈی اور نرم گھاس اپنی دوپٹی والی چپل میں مقید پاؤں پر محسوس کرتے وہ چونکتے ہوئے اس کی طرف گردن موڑے پوچھنے لگے جیسے کہ وہ اسے نظر ارہی ہو۔۔۔۔۔۔ مورننگ واک کرنے ائے ہیں 'اب اپ کچھ نہیں کہے گے آغا جان اگر ہم اپ کی باتوں میں آکر گرے نہ تو پھر گرنا اپ نے بھی ساتھ ہی میں ہے۔۔۔۔۔۔آغا فارذ کے بار بار سوال پر وہ اپنے چھوٹے سے ناک کو پھولاتی انھیں وارننگ دئے گئی کہ اگر اب وہ چپ نہ ہو تو پھر گرنے کی اس کی طرف کوئی گرینٹی نہیں ہو گی جبکہ وہ اپنی گڑیا کے غصے میں انے پر اپنی مسکراہٹ دبائے اپنے منہ کو زیپ کر گیے۔۔۔۔۔۔۔

تو بھئی جا کر روحی کو تو اٹھاؤ اس کے چہیتے آغا جان کا برتھ ڈے ہے اور وہ بے خبر سو رہی ہے۔۔۔۔۔۔ آغا کی برتھ ڈے کا سنتے سب کے چہرے کھل اٹھے وہ سب کو بہت عزیز تھا جبکہ آغا صاحب کی لاڈلی کو وہاں نہ پا کر فرقان ماموں حیدر کو دیکھتے کہنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ورنہ صبح اٹھ کر اسنے شور ڈال لینا ہے۔۔۔۔۔ حورے بیگم بھی اس کی غیر موجودگی کو دیکھتی بولی اس گھر میں سب جانتے تھے کہ مرحا یوسف کے لیے آغا فارذ کس اہمیت کا متحمل تھے۔۔۔۔۔۔۔

یہ سارا پلان اس بھنڈی کا ہی ہے۔۔۔۔۔ داؤد سب کو مرحا کے بار بار بولانے کی لاگ لپیٹا دیکھ کڑتے ہوئے بولا کے ان سب کو نیند سے اٹھا کر یہاں جمع کرنے والی وہ ہی میڈم تھی۔۔۔۔۔۔

ہیں سچی اس نے کب کی۔۔۔۔۔ زبیدہ مامی نے حیرت سے لان کی ارینجمیٹس کو دیکھتے پوچھا حیران تو سب ہی ہو گیے تھے اس کی کارکردگی پر

۔۔۔۔۔

پر وہ تو پڑھ رہی تھی اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔ حورے بیگم بھی اپنی حیرت چھپائے بغیر بولی انھیں تو اس نے یہ ہی کہا تھا کہ میں پڑھ رہی ہوں اور انھوں نے حمزہ سے بھی یہ ہی کہا اب انھیں کیا پتہ تھا ان کی لاڈلی اپنے کمرے سے غائب نیچے کیا کرتی پھر رہی ہے۔۔۔۔۔۔

واہ بھئی ہماری لاڈو نے تو کمال کر دیا۔۔۔۔۔ سبین مامی آنکھوں میں ستائش لیے وہاں کی سجاوٹ کو نہارتے بولی تو سب نے پھر دوبارہ باری باری وہاں ارد گرد نظر ماری۔۔۔۔۔

ہیلو لیڈیز یہ ارینجمینٹس اس بھنڈی نے نہیں کی اس کا صرف پلان تھا باقی یہ سب میں نے اور حیدر نے کیا ہے۔۔۔۔۔ مرحا کو سارا کریڈیٹ ملتا دیکھا فواد جو کہ ابھی نیچے ایا تھا جھٹ سے بولا ایک تو ان دونوں نے اپنی نیند خراب کی دوسری اتنی محنت سے یہ سب ارینج کیا اور آخر میں واہ واہ اس بھنڈی کی نہ ممکن !!!

اور میں۔۔۔۔۔داؤد صاحب اب سارا کریڈیٹ ان دونوں کو لیتے دیکھا بیچ میں بولا تو دونوں نے ایک ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور دوسری نظر اس میل ورژن باربی پر ماری جس کے پنک بال اب بھی کیپ کے نیچے تھے۔۔۔۔۔۔

کدو تمہیں میں دیتی ہو کریڈیٹ۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ دونوں کچھ داؤد سکندر کی شان میں پیش کرتے لان کے گیٹ سے اندر اتی مرحا کی آواز پر چپ ہوتے اسے دیکھنے لگے جو آغا فارذ کا ہاتھ تھمے ان سب کی ہی طرف ارہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

گڑیا یہ داؤد یہاں کیا کر رہا ہے"۔۔۔۔۔۔داؤد کی آواز وہ سن چکے تھے تبھی تفشیشی انداز لیے اس سے پوچھنے لگے جوان کے بازو سے اپنا ہاتھ نکالے ایک مسکراتی ہوئی نظر وہاں موجود لوگوں پر ڈالے ان کے عقب میں اتی کھڑی ہوئی اور اپنے لبوں پر انگلی رکھے وہ سب کو خاموش ہونے کا کہتی خود ایڑھیوں کے بل اونچی ہوئی تاکہ ان کی آنکھوں پر بندھی پٹی کو کھول سکے۔۔۔۔۔۔

سرپرائز۔۔۔۔۔ان کی آنکھوں پر بندھی پٹی کھولتے وہ زور سے چیخی تو داؤد حیدر اور فادی جوان کے ارد گرد ہی کھڑے تھے مرحا کے بولنے پر ہاتھ میں

پکڑے پارٹی پوپر بلاسٹ کر گیے ، داؤد سب پر اسنو اسپیرے کر رہا تھا جبکہ باقی سب تالیاں بجاتے انھیں اپنی اپنی طرف سے وش کر رہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو "ہیپی برتھ ڈے ڈیئر آغا ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔۔۔۔۔ سارے مل کر تالیاں بجاتے انھیں وش کر رہیں تھے پیچھے چلتا ہلکی بیٹ پر برتھ ڈے سونگ فضا میں ہوتے اسنو اسپرے اور پارٹی پوپر پھٹتے سب پر اپنی چمک چھوڑ رہیں تھے چاندنی رات میں لان کی سجاوٹ میں ٹمٹماتی لائٹوں میں وہاں موجود سب لوگ خوش ہوتے انھیں جنم دن وش کر رہیں تھے ان سب کے خوشی بھرے چہروں سے نظریں ہٹائے انھوں نے اس کی طرف دیکھا جو ان سب کے ساتھ ہی کھڑی چہرے پر جاندار مسکراہٹ سجائے تالیاں بجاتی لہک لہک کر انھیں برتھ ڈے وش کر رہی تھی لان میں چلتی ٹھنڈی روح کو سکون بخشنے والی ہوا بھی جیسے انھیں مبارک باد دے رہی تھی یہ رات ان کی زندگی کی سب سے سہانی اور خوبصورت رات اور اسے خوبصورت بنانے والی بھی جیسے معنوں اس ہی چاندنی بھری رات کا حصہ معلوم ہو رہی تھی آج ان کا دل چاہا تھا کے یہ وقت یوں ہی تھم جائے اور وہ اپنوں کے مسکراتے چہروں کو یوں ہی تا عمر

دیکھتے رہیں ایک سحر تھا جو آغا فارذ کو اپنے ارد گرد چھاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا یہ برتھ ڈے ان کی زندگی کی سب سے یادگار برتھ ڈے تھی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کوئی آج تک نہ سمجھ سکا یہ اصول گلشن زیست کا۔۔۔۔۔وہی پھول نذر خزاں ہوا جسے اعتبارِ بہار تھا

صبح نئی سی اتری تھی چڑیاں چہچہاتے ہوئے اپنی منزلوں کی طرف اڑ رہی تھی سیاہ بادل اب نیلی چادر سے قدرے سرک گیے تھے اور آج موسم بھی عام دونوں کے برعکس خاصا خوشگوار تھا ایک حسین اور یادگار رات کے بعد اب ایک نیا سورج سرخ اینٹوں سے تراشی گئی حویلی پر اترا تھا روز کی طرح گھر بھر میں ناشتے کی دلفریب خوشبو چاروں اوور پھیلی ہوئی تھی سب لوگ ڈائینگ پر موجود ناشتے سے انصاف کرتے نظر ارہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔

بھیا آج اپ نہ آیئے گا ہمیں پک کرنے۔۔۔۔۔۔۔۔منہ میں انڈے بریڈ کا نوالہ ڈالے روحی چائے پیتے تراب سے مخاطب ہوئی تو اس نے کپ سے نظریں ہٹائے اس کی طرف دیکھا جو کالج جانے کے لیے تیار بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

کیوں آج کالج والوں نے کھانے پر دعوت دی ہے۔۔۔۔۔۔حیدر اس کے یوں بولنے پر آئیبرو اچکائے پوچھنے لگا جس پر اس نے ایک گھوری اس پر ڈالتے وہاں تمام نفوسوں کو دیکھا جن کی نظریں بھی اس پر اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

مینیو میں بھنڈی فرائے بنائے گے بھنڈی کے لیے!!۔۔۔۔۔۔۔ناشتہ کرتے داؤد کی زبان پر کھجلی ہوئی مرحا کی بات میں جب تک وہ اپنی ٹانگ نہیں اڑا لیتا تھا اسے سکون نہیں ملتا تھا۔۔۔۔۔

داؤد""۔۔۔۔۔اس کی بات پر مرحا میڈم کے اندر کی ڈرامہ کوئین جاگی تو آنکھوں میں حد درجہ معصومیت لیے وہ سکندر ماموں کی طرف دیکھنے لگی مطلب تھا خود کو معصوم دیکھانے کا اور اس کی اداکاری دیکھتے سکندر ماموں کی تنبی کرتی آواز گونجی جس پر داؤد اس چڑیل کو گھور کر رہے گیا۔وہ اپنے ماموں کے سامنے

ان دونوں کی ہر بات کو اگنور کر دیتی تھی البتہ بعد میں ان کے سر کے بال کھینچ کھینچ کر انھیں گنج ہونے کی نوبت تک لے اتی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ نہ ماموں جان آج صرف اسائیمنٹ سبمینٹ کروانا ہے تو ہم آغا جان کو فون کر کے بلا لینے گے۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک ہاتھ میں بریڈ سلائس پکڑے سکندر ماموں کی طرف دیکھتی کہنے لگی۔۔۔۔۔۔

ہاں اور وہ بچہ تمہارے لیے ویلا ہی بیٹھا ہو گا کے کب روحی میڈم مجھے فون کرے اور میں اڑ کر پہنچو۔۔۔۔۔چائے کی کیتلی ہاتھ میں لیے کیچن سے نکلتی حورے بیگم نے اس کا حکم سنتے اسے لتاڑا جس پر داؤد اور حیدر کی بتیسی نکلی۔ انھیں بہت کم دیکھنے کو ملتی تھی روحی میڈم کی ذلالت۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہمارے آغا جان ہے ان کے لیے سب زیادہ ضروری ہم ہے۔۔۔۔۔۔وہ ماں کی بات سنتی فخر سے بولی انھیں مان تھا ان پر اور ہوتا بھی کیوں نہیں ان کے لیے ساری دنیا ایک طرف اور مرحا یوسف ایک طرف تھی اپنی گڑیا کا کہنا تو جیسے ان کے لیے پتھر پر لکیر ہوتی تھی بچپن سے لے کر آج تک آغا فارذ نے اس کے تمام لاڈ اٹھائے تھے اس کی ہر چھوٹی موٹی خواہشات پوری کرنا جیسے ان پر فرض ہوا ہو

اور اسے بھی جو چاہیے ہوتا تھاماں اور بھائی کو چھوڑے کھٹک سے ان کے کمرے میں جا گھستی تھی۔۔۔۔۔۔بیٹاجی وہ مصروف ہو گا۔۔۔۔۔اس بار فرقان ماموں نے اسے سمجھنا چاہا کیونکہ ان دنوں اس پر آفس کا برڈن بہت زیادہ تھا جس کی وجہ سے وہ رات کی فیملی گیدرنگ میں بھی موجود نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔۔

یہ تو رہنے دے وہ جتنا بھی مصروف رہیں مگر اپنی لاڈلی کے ایک فون پر بھاگا ائے گا۔۔۔۔ڈوپٹہ سے چہرے پر ائی نمی کو صاف کرتی کیچن سے باہر نکلتی سبین مامی فرقان ماموں کی بات سنتے بولی جس پر مقابل کی گردن مزید فخر سے اونچی ہوئی

۔۔۔۔۔

چلو روحی لیٹ ہو جائینگے۔۔۔۔۔۔تراب ٹشو سے اپنے ہاتھوں کو پونچھتا کرسی سے اٹھتے بولا تو وہ سر ہلاتی جلدی سے اٹھی جبکہ داؤد اور حیدر تو باہر نکل چکے تھے ان غریبوں کے نصیب میں گاڑی میں گھومنے کے چکر لکھے ہی نہیں تھا انھوں نے تو بائیک پر ہی خوار ہونا تھا۔۔۔۔۔

اوکے موم۔۔۔۔کندھے پر بیگ ڈالے وہ حورے بیگم کے گلے لگتی بولی جو اس ہی کی کرسی کے پاس کھڑی پلیٹے سمیٹ رہی تھی وہ صبح نماز کے لیے اٹھتی

تھی تواس لیے جلدی ہی ناشتہ کر لیتی تھی جبکہ سبین مامی اور زبیدہ مامی بچوں اور مرد حضرات کو رخصت کر کے آرام سے کرتی تھی۔۔۔۔

روحی ناشتہ تمیز سے کیا کروں یہ کیا چوہوں کی طرح بریڈ کتری ہوئی ہیں ۔۔۔۔۔وہ جو برتن سمیٹ رہی تھی روحی کی پلیٹ میں موجود بریڈ کے بقایا جات دیکھتی غصے سے بولی وہ بریڈ کا سفید حصہ کھا کر براون حصے کو یونہی چھوڑ دیتی تھی۔۔۔۔

اوکے کل سے سیکھونگی بائے۔۔۔۔۔۔۔ان کے مصنوعی غصے سے پھولے گال کو چومتی وہ باقی سب کی طرف ہاتھ ہلاتی جھپاک سے باہر کی طرف بھاگی

۔۔۔۔۔۔

اللہ کی امان میں بچے۔۔۔۔۔۔اس کو باہر کی طرف بھاگتا دیکھ زبیدہ مامی نے پیچھے سے آواز لگاتے کہا جس پر وہ ذرا سا مڑے انھیں فلائنگ کس دیتی پورچ میں کھڑی گاڑی کی جانب بھاگی جس میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تراب محترمہ کے انے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجھ کو ایسا سفر در پیش ہے جس میں اگر۔۔۔۔۔راستہ کٹ بھی گیا تو فاصلہ رہ جائے گا !

مبین منزل کی طرح ابراہیم ہاؤس پر بھی صبح نے اپنی چاندی بکھیر دی تھی کچن سے اٹھتی لذیذ ناشتے کی خوشبو اور دھواہوا کے ذریعے پورے گھر بھر میں پھیلا ہوا تھا مبین منزل کی خواتین کے برعکس مہتاب مامی ڈائینگ پر بیٹھی ناشتے کی لیے آوازیں دے رہی تھی یہاں ہر کام ملازموں کے ہاتھ میں تھا کیچن تک کا بھی۔ سربراہی کرسی پر آغا ابراہیم استادہ پذیر تھے ان کی بائیں جانب مہتاب مامی اور ان کے برابر میں فواد بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا آغا فارذ کی کرسی ابھی خالی پڑی تھی

____

گڈ مارننگ موم اینڈ ڈیڈ۔۔۔۔۔وہ آفس کے لیے تیار اپنی خوبرو پرسنیلٹی لیے ڈائینگ پر اتے ان دونوں کو مشترکہ مورننگ وش کرتے اپنی کرسی سنمبھال

گیے ان کے بیٹھتے ہی پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی ملازمہ میری نے اگے اتے انھیں ناشتہ سرو کرنا چاہا۔۔۔

نو تھینکس میری" بلیک کوفی لادے۔۔۔اس کو اپنی پلیٹ بناتے دیکھ انھوں نے ہاتھ کھڑا کرتے اسے روکا اور اپنے لیے کوفی لانے کا کہا جس پر وہ یس سر کرتی کیچن کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔

بیٹا جی ناشتہ تو پیٹ بھر کے کرے۔۔۔۔۔مہتاب مامی نے انھیں ناشتہ نہ کرتے دیکھ ٹوکا۔۔۔۔۔۔

ایکچویلی موم آج گڑیا کو برتھ ڈے کی ٹریٹ میں لنچ کروانا ہے اینڈ یو نو میں بریک فاسٹ کے بعد لنچ نہیں کرتا اس لیے آج بریک فاسٹ نہیں کر رہا لنچ کرنے کے لیے۔۔۔۔۔میری کی لائی گیی کوفی کے گھونٹ بھرتے وہ دھیمہ سا مسکراتے بولے۔۔۔۔۔

پھر تو بھیا ریڈی رہیں وہ چڑیل آج بہت خرچا کروائے گئی اپکا۔۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑے جوس کے گلاس کو لبوں سے لگاتا وہ آغا فارز کی بات پر ہنستا ہوا بولا۔۔۔۔

فواد بہن ہے وہ اپ کی ۔۔۔آغا صاحب فواد کے چڑیل کہنے پر ناشتے سے ہاتھ روکتے سرد تاثرات لیے اس کی طرف دیکھتے بولے وہ بہت کم گو تھے دوسرے بھائیوں کے بر عکس وہ زیادہ خاموش رہنے کو ترجیح دیتے تھے صرف کام کی بات کرتے تھے مگر جہاں بات آجائے مرحا کی تو وہ سب سے پہلے اس کی حمایت میں بولتے تھے۔۔۔۔۔

اوکے سوری ڈیڈی اپ کی لاڈلی کی شان میں گستاخی کردی۔۔۔۔۔ان کی تنبی کرتی پکار پر وہ ہاتھوں کو اٹھائے سرینڈر کرنے کے انداز میں مسکراتے ہوئے بولا اس گھر میں ہر کوئی بیٹوں کو چھوڑ کر اس بھنڈی کا حمایتی تھا

۔۔۔۔۔۔۔

چلے ڈیڈ۔۔۔۔آغا فارذ کرسی کی پشت پر سے اپنا کوٹ اٹھائے آغا صاحب کو ساتھ چلنے کا کہتے خود بھی ویسے تو وہ آفس کم جایا کرتے تھے پر آج ایک ضروری میٹینگ تھی جس میں آغا انڈسٹری کے سارے شئیر ز ہولڈرز کا ہونا ضروری تھا

۔۔۔۔۔۔۔

ہمہمم چلو" وہ بھی اپنے کوٹ کو ہاتھ میں پکڑے کھڑے ہوئے سوٹ بوڈ میں وہ کافی ڈیشینگ لگ رہیں تھے وہ عمر کے اس حصے میں آجانے کے بعد بھی کافی ینگ لگتے تھے۔۔۔۔۔وہ بیرونی گیٹ کروس کرنے ہی لگے تھے جبکہ اچانک کچھ یاد اتے وہ پیچھے مڑے جبکہ آغا ابراہیم گیٹ پار کرتے پورچ میں کھڑی گاڑی کی طرف بڑھے۔

لیٹس گو ٹائیگر" انھوں نے پیچھے مڑتے ڈائینگ پر اپنی کرسی جس پر وہ کچھ دیر پہلے بیٹھے ہوئے تھے اس کے پاؤں میں بیٹھے ٹائیگر کو مخاطب کیا جوان کی طرف ہی ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا بلیک کوٹ پہنے اس پر سفید کلر کی گردن میں بو باندھے ٹائیگر صاحب آفس جانے لیے بالکل تیار تھے ان کی آواز پر وہ بھاگتا ہوا ان کی جانب لپکا جس پر آغا فارذ نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو وہ اپنے دو پاؤں پر کھڑا ہوتا ان کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ٹکراتا ہائے فائے کر گیا۔وہ مسکراتے اب باہر کی طرف بڑھے تو وہ بھی ان کے پیچھے چلنے لگا جب تک وہ اسے خود نہیں کہتے تھے ساتھ چلنے کا وہ یونہی بیٹھا انھیں دیکھتا رہتا تھا۔۔۔۔۔

اوکے بائے موم۔۔۔۔ مہتاب مامی کا گال چومتے فواد بیگ کو کندھے پر ڈالے بولتا باہر کی طرف بڑھا اس کی اپنی گاڑی تھی یونی جانے کے لیے۔ پیچھے وہ ان سب کو خدا حافظ کرتی اب اپنا ناشتہ خاتم کرنے لگی جبکہ میری اب برتن سمیٹ رہی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! تحریر بیچ کر تو کبھی بات بیچ کر۔۔۔۔ پاتے ہیں رزق صورت حالات بیچ کر

یہ منظر ہے گالز کالج کا جہاں گروانڈ میں تھوڑی بہت ہی گالز چلتی پھرتی نظر ا رہی تھی کیونکہ کالج اسٹارٹ ہو چکا تھا اور سب اپنی اپنی کلاسسز میں موجود لیکچرز اٹینڈ کر رہیں تھے ان کے پہلے پریڈ کے بعد دوسرا سر اعجاز کا پریڈ فری تھا کیونکہ وہ لیو پر تھے جس کی وجہ سے ان کی کلاس کی گالز نیچے گروانڈ میں موجود تھی جو کوئی گھر سے ناشتہ نہیں کر کے ائی تھی وہ کینٹین میں بیٹھی نظر ا رہی تھی کچھ پھولوں والی

سائیڈ پر بیٹھی تھی تو کچھ کلاس میں ہی تھی ان سب میں وہ دونوں گروانڈ کے قدرے خالی پڑے ائیرے میں سر جوڑے بیٹھی تھی نظریں ہاتھ میں پکڑے موبائل پر تھی پاس ہی ان کی بوکس اور بیگ رکھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

یار کیا رومینٹک ارینجمنٹس کی تھی تم نے ایسا لگا رہا ہے برتھ ڈے نہیں بلکہ کسی کپل کی اوفیشل ڈیٹ ہو۔۔۔۔۔۔اسکرین پر چلتی رات والی برتھ ڈے کی پکس دیکھتی نوال ستائشی انداز میں بولی مرحا اسے رات کو لی گئی پچرز دیکھا رہی تھی جو وہ بڑے مزے سے دیکھتی ان پر تبصرے کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

ہاں نہ آغا جان کو بھی بہت پسند ائی تھی۔۔۔۔۔۔اس کے تعریف کرنے پر وہ خوشی سے چہکتی اسے اپنے آغا جان کو پسند انے کا بتانے لگی جب انھوں نے رات اس کے یوں سرپرائز دینے پر اسے خوب سراہا تھا۔۔۔۔

خوش تو ہونگے آخر کو اتنی پیاری اور پیار کرنے والی گڑیا جو انھیں ملی ہے "پر تمہیں نے مجھے تو کبھی نہیں دیا یوں سرپرائز۔۔۔۔۔۔۔اس کے پھولے نرم گالوں کو دونوں طرف سے پکڑ کر کھینچتی وہ شرارت سے کہنے لگی اور آخر میں خائف سے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

جب تم ہمارے گھر آجاؤ گی نہ ہمیشہ کے لیے تب ہم اور حمزہ بھائی مل کر دینگے ۔۔۔۔۔آنکھوں میں شوخ پن لیے وہ لہجے کو معنی خیز رکھتی بولی تو پل میں مقابل کے چہرے پر گلال بکھرا۔۔۔۔۔

نوی آر یو بلاشینگ۔۔۔۔اس کے سرخ پڑتے گال کو کھینچتے وہ ہنستی ہوئی بولی تو نوال نے گھور کر اسے دیکھا۔مقابل کو عادت تھی ہر کسی کے گال پکڑ کر کھینچنے کے۔۔۔۔۔

جب تمہارا وقت ائے گا پھر بتاونگی بچو۔۔۔۔۔۔روحی کے یوں چھیڑنے پر وہ آنکھوں میں مصنوعی خفگی سجائے بولی۔۔۔۔۔

اچھا یہ چھوڑو تمہیں پتہ ہے نوی آغا جان نے وعدہ کیا تھا کے وہ آج ہمیں ہمارے فیورٹ ریسٹورینٹ میں لنچ کروائے گے کتنا مزہ ائے گا نہ۔۔۔۔اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھتی وہ ایکسیٹمینٹ لیے بتانے لگی تو نوال مدہم سا مسکراتے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی جو آغا فارذ کے ذکر پر یوں ہی کھل اٹھتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

واہ بھئی کر لو خوب مزے جب تک ان کی شادی نہیں ہوتی پھر تو بیٹا جی وہ اپنی بیگم کو گھومائے پھرائے گے اور روحی میڈم کی چھٹی۔۔۔۔۔نوال اس کے یوں ہر روزان کے ساتھ گھومنے پر ہنستی ہوئی بولی تو مقابل کے ہنستے لب ایک دم سکڑے۔۔۔۔۔

کیوں وہ ہمارے آغا جان ہے ان پر صرف ہمارا حق ہے۔۔۔۔۔نوال کی بات پر وہ آنکھوں میں دبدبہ غصہ سجائے بولی تو وہ ایک پل کو سکت ہوئی اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر۔۔۔۔۔۔

ارے جان کیا ہو گیا میں مذاق کر رہی تھی۔۔۔۔اس نے اسے یوں خفا ہوتے دیکھ بات خاتم کرنا چاہی کیونکہ وہ جانتی تھی مرحا یوسف خود سے جڑے رشتوں کو لے کر کتنی پوزیسیو تھی اور یہ بات تو پھر اس کے جان سے بڑھ کر آغا جان کی تھی۔۔۔۔

آؤں تمہیں داؤد کے پنک ہیر کی پیچر دیکھاؤ۔۔۔۔اس کی بات پر پل میں اپنا موڈ بدلتی وہ تصویریں اسکرول کرتی داؤد کی پیچر ڈھونڈنے لگی تو وہ بھی سب کچھ

چھوڑے ایک بار پھر اس کے سر سے اپنا سر جوڑے داؤد کی پنک بالوں والی تصویر دیکھتی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بلند ہاتھوں میں زنجیر ڈال دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔ عجب رسم چلی ہے، دعا نہ مانگے کوئی

یہ شہر کی مشہور انجینئرنگ یونیورسٹی تھی جہاں زیادہ تر امیر ماں باپ کے بچے ہی پڑھنے ائے کرتے تھے یہ اکا دکا کوئی اسکولرشیپ والے ہوتے تھے۔ یونی کے بڑے وسیع گروانڈ میں اسٹوڈنس کی ایک بھیڑ نظر ارہی تھی چاروں طرف نت نئی ڈریسنگ کیے لڑکے لڑکیاں گھومتے نظر آرہیں تھے آج عام دنوں سے زیادہ چہل پہل تھی وجہ نیو کمر کی ریگینگ ہو رہی تھی جو کے ان کے سنئیر ز کرتے پھر رہیں تھے۔

کوئی کسی کو غلط کلاس کا راستہ بتاتے اسے اسٹورروم میں بھیج دیتا تھا تو کسی لڑکے یا لڑکی کو کسی نک چڑھے انسان کو پرپوز کرنے کو بھیج دیتے تھے ہر یونی کا حال اب یوں ہی ہو گیا تھا جوں ئیرز کی ریگینگ کرنا جیسے سنئیرز نے خود پر فرض کر لیا تھا یونی کے مین ہال کے دروازے پر اسٹوڈنٹس کا ایک جم غفیر لائن میں لگا اپنی باری انے کا منتظر یہ دعا کر رہا تھا کے گویا اس سے کوئی ایزی ہی ٹاسک کروائیں' وہی ریگینگ کرتے سنئیرز کے گینگ میں وہ بھی موجود تھا ان کا سربراہ بنے ان کا گینگ پوری یونی میں مشہور تھا وجہ ان کی دہشت تھی وہ نیا ہو یا پرانہ کسی کو نہیں چھوڑتے تھے بلاوجہ سب کو تنگ کرنا انھوں نے اپنا حق سمجھا ہوا تھا پروفیسرز بھی ان سے تنگ آ چکے تھے وہ سڑھیوں کے قریب کرسی پر بیٹھا سر پیچھے کی طرف گرائے چہرے کو کیپ سے ڈھانپا ہوا تھا پاس ہی اس کے ساتھی کھڑے تھے اس کی گینگ میں ٹوٹل چار لوگ تھے اور نیو اسٹوڈنٹس کو منہ دے رہیں چاروں ہی لڑکے "درید خان' معتصم شاہ' حارث ملک اور آغا فواد یہ چاروں بیسٹ فرینڈز تھے چار وجود اور ایک جاں ان کی دوستی کی مثالیں پوری یونی میں مشہور تھی۔۔۔۔۔

آغا دیکھ کیا چیز ہے۔۔۔۔حارث جو کے اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا پاس سے گزرتی ایک حسین لڑکی کی طرف دیکھتا اس کو کونی مارتا بولا تو اس نے منہ پر ڈالا کیپ اٹھایا۔۔۔۔۔

آغا فواد کے ٹائیپ کی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔اس نے ایک نظر اس لڑکی کی بے باک ڈریسنگ پر ماری جو گھٹنوں سے پھٹی بلو جینز پر سلو لیس وائٹ کلر کی ٹی شرٹ پہنے ہوئی تھی بالوں کو کھلا کمر پر چھوڑے بولڈ میک اپ میں وہ کافی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی اس نے ایک نظر اس کے حلیے پر مارتے تنفر سے کہا اور واپس سر پیچھے کی طرف کیے منہ پر کیپ ڈال گیا۔۔۔۔۔۔

ہاں تیرے لیے تو جنت سے حور آئے گئی۔۔۔۔۔اس کے یوں بولنے پر حارث سر تاسف میں ہلاتا بولا پوری یونی کی لڑکیوں کا کرش تھا آغا فواد پر مگر ایک وہ تھا کے کسی کو ایک نظر اٹھا کر بھی دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

ہاں جنت سے ہی آئی گی حور۔۔۔۔۔۔ منہ پر ڈالے کیپ کے نیچے سے آواز ابھری تو حارث منہ بنا گیا جبکہ وہ دو جونیئرز کے سروں پر کھڑے ان کی جان نکلنے کے در پہ تھے۔۔۔۔۔۔۔

چل تو ڈانس کر کے دیکھا منی بدنام ہوئی پر۔۔۔۔۔ معتصم جوہر کسی کو ان کے کام بتا رہا تھا جب ایک پتلے کمزور سے لڑکے کی باری ائی تو وہ اس کی لڑکیوں جیسی سمارٹنیس کو دیکھتے بولا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے جانے دو ورنہ "میں ڈین کے پاس جاؤنگا۔۔۔۔۔۔ اس نے اپنے منہ سے بڑے آنکھوں پر لگے چشمشے کو انگلی کی مدد سے پیچھے کرتے اسے دھمکی دی شاید وہ جانتا نہیں تھا کے سامنے کون تھے اگر جانتا تو یہ غلطی نہ کرتا۔۔۔۔۔

یار بھائی میری مان پہلے تو' تو کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس جا۔۔۔۔۔۔۔ درید نے اس لڑکے کی جسماعت کو دیکھتے مشورہ دیا بلیک پینٹ پر بلیک ہی چیک والی شرٹ پہنے بالوں کو جیل کی جگہ تیل سے سیٹ کیے آنکھوں پر بڑے بڑے نظر کے چشمے لگائے کندھے پر بھاری بیگ اور ہاتھ میں موٹی بوکس تھمے وہ شکل سے

ہی کتابی کیڑا الگ رہا تھا اور اوپر سے اس کی سمارٹ سی جسماعت دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا جیسے کتابوں نے اس کا سارا رس نچوڑ لیے ہو۔۔۔۔۔۔

ابے منہ سے بڑا تو تو نے چشمہ لگایا ہوا ہے تو' تو پلاسٹک کی ڈبیوں پر رسی باندھ کر وہ لگائے کر آنکھوں پر۔ جتنی تیری صحت ہے نہ کسی دن چشمہ کے وزن سے ہی بیہوش پڑا ملے گا۔۔۔۔ معتصم اس کے چھوٹے سے منہ پر بڑا بلیک کلر کے چشمہ کو دیکھتے اس کے کندھے پر زور سے ہاتھ رکھتے اسے مشورہ دیے بولا جبکہ وہ اپنا کندھا سہلانے لگا جس پر معتصم نے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

جانی تو' تو ماچس کی ڈبیا میں بھی کتاب رکھ لے گا تو تیرے کام چل جائے گا پھر کیوں اپنے ان نازک کندھوں پر اتنا بوجھ ڈالتے ہوں۔۔۔۔۔ درید اس کے گرد گول گول چکر کاٹتا اب اس کے کندھے پر لٹکے بھاری بیگ کو دیکھتے بولا جو ایسے لگ رہا تھا جیسے اسکول ایا ہوا۔۔۔۔

یار مجھے تو ایک بات سمجھ نہیں لگی تیری تو ابھی پولیو ویکسین مکمل نہیں ہوئی ہوگی تو انجینیرئینگ یونی ورسٹی میں کیا کر رہا ہے۔۔۔۔۔ حارث بھی اپنے جگر ز کے ساتھ ملے اس کی پتلی جسماعت کا مذاق بناتے بولا جس پر ان باقی دو کی ہنسی گونجی

جبکہ وہ پچھتا گیا انھیں چھیڑ کر مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کے اصل شیر تو ابھی سو رہا تھا اگر وہ جگ جاتا تو اس کی خیر نہیں ہونی تھی۔۔۔۔

سر پلیز 'مجھے جانے دے۔۔۔۔۔۔پوری یونی کے سامنے اپنی اتنی انسلٹ پر وہ لڑکا ان تینوں سے بولتا رو دینے کو تھا۔۔۔۔۔۔

ارے ارے "میرا بابو تو رونے لگا ڈونٹ وری ہم اتنے بھی ظالم نہیں ہے تم جا سکتے ہو پر !۔۔۔۔۔۔اس چڑیا جیسا دل رکھنے والے لڑکے کی روہانسا آواز پر درید چہرے پر ہمدردی بھرے تاثرات لائے بولا تو مقابل کا حوصلہ بڑھا

۔۔۔۔۔

پر کیا سر "۔۔۔۔۔اس کے یوں ادھوری بات چھوڑ دینے پر وہ نا سمجھی والے تاثرات سجائے بوچھنے لگا۔۔۔۔۔

پر یہ کے تمہیں صرف ایک کام کرنا ہے وہ جو کینٹین میں لڑکی بیٹھی ہوئی ہے نہ جس کا چہرہ دوسری طرف ہے اسے صرف تم نے جا کر اتنا کہنا ہے کہ میڈم پلیز مجھے سے دوستی کر لے اپ مجھے اچھی لگتی ہیں۔۔۔۔۔ان دونوں کو آنکھ مارتے حارث اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کینٹین کی طرف اشارہ کیے بولا جہاں ایک

لڑکی اپنے کندھوں تک اتے بالوں کو کھلا چھوڑے چہرہ دوسری سمت کیے بیٹھی تھی اس کے سمجھانے پر وہ سر ہلا گیا۔۔۔۔۔

سنو وہاں سے گلاب کا پھول توڑ لینا وہ گلاب کا پھول دیکھتی بلکل گلاب کے پھول جیسے پھول جاتی ہے۔۔۔۔۔اس لڑکے کو کینٹین کی طرف جاتے دیکھا پیچھے سے معتصم نے ہانک لگائی تو وہ سر ہلاتا اگے کی طرف بڑھا اس نے سوچا ڈانس کروانے سے اچھا ہے وہ کسی لڑکی سے فرینڈشیپ کر لے جو اس کے اگے بھی کام ائے گئی مگر وہ یہ جانتا نہیں کے اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔۔۔۔

سر پلیز مجھے ڈانس نہیں اتا۔۔۔۔اس لڑکے کی یوں درگت بنتے دیکھا جو اس کے پیچھے کھڑی تھی اپنی باری اتے دیکھا وہ معتصم کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتے بولنے لگی کہ شاید ان کو اس پر رحم آ جائے۔۔۔۔

تو پھر گانا سناؤ۔۔۔۔درید نے اس کے ڈانس نہ کرنے پر اسے دوسرا اوپشن دیا وہ ڈانس لڑکیوں سے تو ویسے ہی نہیں کرواتے تھے تو اس سے کیا کرواتے

۔۔۔۔۔۔۔

وہ بھی نہیں آتا"۔۔۔۔۔۔درید کے دوسرا اوپشن دینے پر بھی وہ سر جھکائے نفی کرتی بولی تو ان دونوں نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اس کو۔۔۔۔۔

جاؤ اس کے پاس وہ بتائے گا کے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔ معتصم نے منہ کو کیپ سے چھپائے فواد کی طرف اشارہ کرتے کہا تو اس لڑکی نے نظریں اٹھائے اس کی طرف دیکھا جس نے بلو جینز پر بوٹم گرین کلر کی شرٹ پہن رکھی تھی پاؤں میں سفید اسنیکرز ڈالے ہوئے تھے البتہ چہرہ اس کے منہ پر رکھی کیپ کے نیچے چھپا تھا وہ اس حلیے میں اسے ان تینوں سے قدرے بہتر لگا تھا تبھی سر ہلاتی اس کی طرف بڑھی اب وہ دوسرے اسٹوڈنٹس سے نیپٹ رہیں تھے۔۔۔۔۔

سر پلیز مجھے ڈانس یہ گانا گانا نہیں آتا۔۔۔۔۔۔فواد کی طرف اتی اس سے تھوڑے سے فاصلہ پر کھڑی وہ کہنے لگی وہ جو سکون سے آنکھیں موندے پڑا تھا کسی نسوانی آواز کو اپنے قریب سے ابھرتے سن منہ پر سے کیپ ہٹائے اپنے سامنے موجود ہستی کو دیکھا بلیک پینٹ پر مسٹرڈ کلر کا سمپل سا کرتا پہنے سر کو کالے رنگ کے حجاب سے ڈھنپا ہوا تھا سانولا رنگ اس پر اس کی چمکتی بروان آنکھیں اور تیکھے نین نقوش 'وہ بہت حسین نہیں تھی پر پر کشش تھی۔۔۔۔۔۔

تو پھر کیا اتا ہے میڈم کو اپ وہ بتا دے ہم اپ سے وہی کر والے گے۔۔۔۔۔

اس کی نہ نہ کی گردان پر حارث چڑتا بولا وہ اس کی وہاں پر کھڑی کی بھی بحث سن رہا تھا جبکہ وہ حارث کی آواز پر اپنے ہوش میں لوٹا۔۔۔۔۔

کو کینگ "۔۔۔۔۔ حارث کے کیا کرنے اتا ہے پر وہ تھوڑا ہچکیچاتے ہوئے بولی تو درید نے بھی ایک نظر اس پر ماری جو اتنی بھولی کہی سے لگ نہیں رہی تھی جتنی وہ بن رہی تھی۔۔۔۔۔

میں کیا یہاں بیٹھا ماسٹر شیف انڈیا کے انٹرویو کر رہا ہوں جو اپنی کو کینگ اسکل کا بتا رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کی بات پر فواد اپنی جون میں لوٹا جھنجھلاتے لہجے میں بولا جس پر حارث نے بھی اس کی تائید میں سر ہلایا جبکہ وہ اپنی جگہ پر شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔۔۔

.

ان چاروں کے کہنے پر اس نے قدم کینٹین کی طرف بڑھائے جہاں وہ لڑکی بیٹھی تھی جس کو اس نے فرینڈ شپ کرنے کی آفر کرنی تھی وہاں گروانڈ میں نہ ایک بیچ میں چھوٹا سا گول پارک ٹائپ بنا ہوا تھا اس میں ہر قسم کے پودے لگے ہوئے تھے نیچے گھاس کی چادر بچھی ہوئی تھی اس میں لگے رنگ برنگی پودے اور پھول اس جگہ کو یونی کا سب سے خوبصورت حصہ بناتے تھے اس کی کیئر کرنے والے مالی بابا وہاں ہر کسی کو جانے نہیں دیتے تھے پر پھر بھی ڈھیٹ اسٹوڈنٹ ان کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے وہاں گھس کر سلیفیز اور پچرز بناتے تھے وہ لڑکا جس کا نام عمیر تھا وہاں سے گزرنے لگا تو اسے حارث کی بات یاد ائی اس نے کہا تھا کے گلاب لے کر جاؤ نگا تو وہ جلدی مان جائے گئ گلاب کے پھول پر نظر پڑی تو وہ حارث کی بات یاد کرتا خوشی سے پھول توڑنے لگا کے اب تو وہ لڑکی ضرور مجھ پھول کو توڑتے وہ واپس اپنی سے دوستی کرے گئ۔ایک خوبصورت کھلے ہوئے منزل کی طرف بڑھا کیٹین میں اب زیادہ رش نہیں تھا ایکا دکا ہی اسٹوڈنٹس بیٹھے نظر ارہیں تھے وہ لڑکی اب بھی یو نہی پیٹھ کیے بیٹھی تھی شاید اگے اس کے دوست بیٹھے ہوگیے مگر پیچھے سے اس کی جسماعت کافی چوڑی معلوم

ہو رہی تھی 'کھاتے پیتے گھرانہ سے ہو گئی۔۔۔۔ عمیر نے اس کی چوڑی پشت کو دیکھتے دل میں سوچا 'یونی میں پہلے ہی دن آغا گینگ سے پنگا لینے کے جرم میں اس کی زندگی کا گولڈن پیریڈ شروع ہونے والا تھا جس کی ابتداء تو ابھی کچھ ہی دیر پہلے ہی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ایکسیوزمی میڈم "کیا اپ مجھ سے دوستی کرئے گئی 'اپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں ۔۔۔۔۔اس کے عقب میں کھڑا وہ ہاتھ میں پکڑے پھول کو اگے کیے بولنے لگا جبکہ اچھی لگتی ہے پر وہ تھوڑا ہچکچایا اس نے تو ابھی تک اس کا منہ ہی نہیں دیکھا تھا اگر وہ عجیب سی نکلی تو پھر 'ان لوگوں نے کہا ہے تو شاید وہ یونی کی سب سے خوبصورت لڑکی ہو جو کسی سے بھی نہیں پٹ رہی ہو۔۔۔۔۔۔اس کے دماغ نے گرین اسگنل دیا کے واپس چلے جاؤ مگر دل فورا دماغ کی بات رد کر گیا اور یہ دل ہی ہے جو انسان کو سب سے زیادہ زلیل کرواتا ہے "۔۔۔۔۔۔

ہیی اٹس ٹوکینگ ٹو یو۔۔۔۔۔ایک لڑکا جو اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا عمیر کے بولنے پر اپنے ساتھ والے کے کندھے کو ہلاتا اسے مخاطب کیے بولا تو وہ کندھوں

تک اتے کالے بال والی لڑکی بینچ پر سے چھلانگ لگائے نیچے اتری اس کی اب بھی پیٹھ تھی عمیر کی جانب۔۔۔۔۔۔

کیااپ مجھ "۔۔۔۔۔اس کی پیٹھ کو دیکھتے اس نے ایک بار پھر ہمت کیے پھول کو اس کی طرف بڑھائے بولنے کی کوشش کی مگر جیسے ہی وہ اس کی طرف مڑا اس کے بولتے لب سکڑے آنکھوں میں حیرانی امڈائی وہ بے یقین نظروں سے اپنے سامنے کھڑی ہستی کو دیکھنے لگا جو کہ ہستی نہیں بلکہ ہستا تھا وہ چوڑی بوڈی بلڈر جیسی بوڈی لیے ایک لڑکا تھا جس نے کندھوں تک بال بڑھائے رکھے تھے اور اس کے ان ہی بالوں کو دیکھتے وہ نجانے اپنے دل میں کیا کیا خواب بن گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تمھیں لڑکی نظر اتا ہوں چشمیش۔۔۔۔۔وہ لڑکا بوبی جو یونی کا سب سے زیادہ لڑنے جھگڑنے والا بندہ تھا عمیر کے میڈم کہنے پر کڑے تیور لیے اسکے گریبان کو دبوچتے دھڑا جس پر ایک پل کو تو وہ پوری طریقے سے ہل کے رہ گیا

۔۔۔۔۔۔۔

میڈم 'مطلب سر سوری۔۔۔۔بوبی کے خونخوار تیور دیکھتے اس نے بولنا چاہا مگر ایک بار پھر وہ اسے غلط نام سے پکار ابیٹھا پھر جلد ہی اپنی غلطی کو سدھارتے بولا مگر جب تک دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔

آؤ تمہیں اپنے ان نازکوں ہاتھوں کی مار کا مزہ چکھاؤں۔۔۔۔۔اس کے دوبارہ میڈم کہنے پر وہ بھینچے جبڑوں کے ساتھ بولتا اسے یوں ہی گریبان سے ہی پکڑے گھسیٹتے ہوئے بولا جس پر عمیر کی سٹی گم ہوئی اسے کیا پتہ تھا کہ وہ اسے چھیڑ کر اپنی شامت کو آواز دے رہا اور وہ جس نے صبح سے ایک بھی اسٹوڈنٹ کو نہیں مارا تھا اب ہاتھ آیا شکار کیسے چھوڑ دیتا۔۔۔۔۔

سر "پلیز جانے دے مجھے 'توان لوگوں"۔۔۔۔۔وہ اس کے ساتھ گھسیٹتا چلا جاتا اس سے فریادیں کر رہا تھا مگر وہ ایک پر بھی بغیر کان دھرے اپنے اڈے کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں پر وہ اسٹوڈنٹس کی چھترول کرتا تھا" وہ تینوں جانتے تھے بوبی کو تبھی تو اسے اس کا شکار بھیجا تھا گلاب کا خوبصورت پھول وہی کہی کینٹین کی زمین پر گرا لوگوں کے پاؤں تلے اتنا کچلا جا رہا تھا !!!

سوری پر پلیز مجھے جانے دے۔۔۔۔۔فواد کے یوں جھنجھلانے پر ان تینوں کی دبی دبی ہنسی کو سنتی وہ تھوڑی روہانسی ہوئی بولی وہ کنفیڈینٹ لڑکی تھی پر نہ جانے کیوں وہ ان چاروں کے سامنے کمزور پڑ گئی تھی آج اس کا پہلا دن تھا اور ہر کسی کی طرح اس کا بھی یہ ہی خیال تھا کے سب سنئیرز مل کر جونئیرز کو ویلکم کریئے گے انٹروڈکشن ہوا گا نئی جان پہچان ہو گئی نئے دوست بنے گے پر یہاں اتے ہی اس کی ساری خوب و خیالی ملیامیٹ ہوئی صبح سے وہ نہ ختم ہونے والی ایک لائن میں لگی اپنے ساتھیوں کو اجیب اجیب حرکتیں کرتا دیکھتی پریشان ہو رہی تھی کے نہ جانے اس کی باری پر کیا ہو گا اسے کیا کرنے کا کہہ گیے۔۔۔۔۔۔

ایسے کیسے جانے دے کچھ تو کرنا پڑھے گا۔۔۔۔۔درید اس کی جانے کی بات سنتا اس کے سر پر اتا بولا تو وہ اس کی نزدیکی پر دو قدم پیچھے ہوتی فاصلہ مزید بڑھا گئی اس کا یہ گرایز دو آنکھوں نے بڑی غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔

پر مجھے 'کچھ نہیں اتا۔۔۔۔ان چاروں کو اپنی طرف یوں متوجہ پاتے وہ نظریں جھکائے شرمندگی سے بولی وہ اپنے کالج کی ہونہار اور باعتماد اسٹوڈنٹ تھی پر یہاں

اتے اس کا سارا اعتماد اڑن چھوا ہو گیا تھا اور وجہ وہ چار ہستیاں تھی جو خوبرو شکل لیے اچھی ڈریسنگ کرنے کے باوجود بھی اسے گنڈے ہی لگ رہیں تھے

کوئی جوک سناؤ" اور اگر جوک اچھا ہوا اور ہم چاروں ہنس دیئے تو تم جا سکتی ہوں

-----معتصم باقی سارے اسٹوڈنٹس کو بھیجے درید کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے بولا اب وہ چاروں لائن سے کرسیوں پر بیٹھے تھے اور وہ ان کے بیچ میں کھڑی بار بار اپنا پہلے سے صیح حجاب سیٹ کیے جارہی تھی وہ کنفیوژ ہورہی تھی" آج جو اسٹوڈنٹس رہے گیے تھے ان کی کل لگنی تھی کلاس------

ایک چیونٹی ہوتی ہے 'اس کے نہ سر پر صرف تین بال ہوتے ہیں اسے نہ ایک دن" کسی شادی میں جانا تھا تو وہ تیار ہونے کے لیے پارلر میں جاتی پارلر والی کو کہتی کے نہ میرا اچھا سا ہئیر اسٹائل بنادوں 'وہ لڑکی اچھا کہتی اس کے بال بنانے لگی تو کنگھا کرتے اس کا ایک بال ٹوٹ" جاتا تو وہ کہتی چلو جوڑا بنادوں پارلر والی جوڑا بنانے لگتی تھی تو پھر ایک بال ٹوٹ جاتا" پارلر والی اسے دیکھنے لگتی تھی کے اب کیا کروں جس پر وہ کہتی فرینچ چوٹیاں بنادوں" وہ چوٹیاں بنانے لگتی تو وہ

آخری بال بھی ٹوٹ کر زمین پر گر جاتا' جس پر وہ کرسی سے اٹھتی بولی کے رہنے دوں میں بال کھول کر ہی چلی جاونگی۔۔۔۔ایکسائیٹمینٹ بھرا لہجہ لیے وہ گھسا پٹا جوک سناتی ان چاروں کی طرف دیکھنے لگی جو چاروں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ہاتھ کی مٹھی بنائے لبوں پر رکھے سیریس انداز لیے اس کی طرف متوجہ تھے انھیں دیکھ کر کہی سے بھی نہیں لگ رہا تھا کے وہ ہنس رہیں ہو۔۔۔۔۔

جاؤ۔۔۔۔بے تاثر لہجہ لیے فواد اس کی طرف دیکھتے بولا جو اپنی ناکامی پر سر جھکا گئی تھی اس کے کہنے پر اس نے جھٹکے سے سر اٹھائے پہلے اسے دیکھا نظروں کا بری طرح سے تصادم ہوا'' اسے دیکھتے ایکدم اس کے امرحی لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ فورا تھینکیو کرتی وہاں سے بھاگی جیسے موت کے چنگل سے نکل کر بھاگ رہی ہو وہ چاروں اپنی اپنی گردنوں کو ذرا سا ترچھا کیے اسے یوں بھاگتا دیکھ رہیں تھے' چاروں کی آنکھیں ہر قسم کے تاثر سے بے نیاز تھی کون جانتا ہو گا کے گھر میں خاموش رہنے والا آغا فواد پوری یونی کا بھائی بنا بیٹھا ہے اور مزے کی بات آج تک اس کی کوئی شکایت آغا فارذ تک پہنچ نہیں پائی تھی کیونکہ یونی کے ڈین

حارث ملک کے ماموں تھے پروفیسر حشمت ملک جن کی وجہ سے ہی وہ چار شیطان اپنی دہشتگردی کرتے پھر رہیں تھے۔۔۔۔۔۔۔

بال کھلے چھوڑ کر جاؤ نگی۔۔۔۔اس بھاگتی ہوئی لڑکی کی پشت دیکھتے حارث بڑبڑایا اور پھر یکدم فضا میں ان چاروں کا یک جان جاندار قہقہ گونجا تو آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹس نے تعاجب بھری نظروں سے ان کی جانب دیکھا" اب پتہ نہیں وہ ہنسی انھیں اس کے جوک پر ائی تھی یہ اس لڑکی کی بیوقوفی پر!!!!!

۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میرے ہاتھوں کی لکیروں میں یہ عیب ہے *محسن*۔۔۔۔میں جس کو چھولوں وہ میرا نہیں رہتا !!

اگست کا مہینہ تھا موسم دن میں ٹھنڈا اور رات میں سرد ہو جاتا تھا دن بھر آسمان بادلوں سے ڈھکا رہتا تھا بارش کی بھی پیشنگوئی کی تھی محکمہ موسمیات نے آج بھی موسم کافی سہانہ تھا ٹھنڈی ہوائیں چلتی سورج کی شعاوں کو پیچھے دھکیل رہی تھی وعدہ کے مطابق آغا فارذ اسے کالج سے پک کیے ریسٹورنٹ لے ائے تھے لنچ کے لیے۔ بادشاہی مسجد کے سامنے بنے حویلی ریسٹوریںٹ کے اوپری فلور پر وہ بیٹھے تھے جو بغیر کسی چھت کے تھا یہاں سے بادشاہی مسجد سے لے کر مینار پاکستان اور لال قلعہ بھی صاف نظر اتا تھا اس موسم میں وہ نظارہ دیکھنے کا بھی الگ ہی مزہ تھا وہ دونوں بالکل ریلینگ کے ساتھ والے ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے تھے آغا فارذ کے ساتھ ٹائیگر صاحب بھی کرسی پر اپنی چاروں پیروں کے ساتھ چڑھ کر بیٹھا تھا لوگ آتے جاتے اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہیں تھے وہ ویسے ہی صبح والے ڈریس میں تھا۔۔۔۔

ہاں جی تو کیا کھانا ہے گڑیا نے۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑے مینیو کارڈ پر سرسری سے نظر مارتے اسے ٹیبل پر ڈالے انھوں نے اپنے سامنے کالج یونیفارم میں بیٹھی

مرحا کو مخاطب کرتے پوچھا جو ریلینگ کے ساتھ چپکی وہاں سے نظراتے مناظر دیکھ رہی تھی ان کے مخاطب کرنے پر وہ سیدھی ہوئی۔۔۔۔۔

آج اپ کا برتھ ڈے ہے تو اپ کا فیورٹ فوڈ کھائے گے۔۔۔۔۔وہ ہوا کے باعث اڑتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑاستی ہوئی بولتی فیصلہ ان پر چھوڑ گئی

۔۔۔۔۔۔

تو پھر بل بھی اپ ہی دینگی کیونکہ میرا برتھ ڈے ہے نہ۔۔۔۔۔۔ٹیبل پر ڈالے مینیو کارڈ کو ایک بار پھر ہاتھ میں اٹھائے وہ مسکراتے ہوئے شرارت سے بولے۔۔۔۔

ٹھیک ہیں پر بل ہمارے آغا جان دے گے کیونکہ ہم تو غریب ہیں۔۔۔۔

ایک طرف ان کی بات مانتی دوسری بات پھر وہ بات ان پر ڈال گئی۔اس کی چالاکی پر وہ ہنستے مینیو کارڈ چیک کرنے لگے تو وہ ایک بار ریلینگ پر جھکے نیچے چلتے پھرتے لوگوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

ویٹر"۔۔۔انھوں نے پاس سے گزرتے ویٹر کو آواز دی"یس سر۔۔۔

ویٹر ان کے بلانے پر اتا مودبانہ انداز لیے بولا تو وہ مینیو کارڈ سے اسے آڈر

لکھوانے لگے ون چیکن ششا لک، ون گارلک بریڈ، ون ماٹن کڑاہی اینڈ ون چوکلیٹ لاوا کیک۔۔۔۔ وہ کارڈ پر دیکھتے اسے آڈر لکھوا رہیں تھے جو وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی ایک چھوٹی سی نوٹ بوک پر لکھ رہا تھا آڈر لکھ کر وہ انھیں انتظار کرنے کا کہتا چلا گیا۔۔۔ ویٹر کے جاتے وہ اس طرف متوجہ ہوئے جو ریلینگ پر دونوں ہاتھوں کو ٹیکائے ان پر اپنی تھوڑی رکھے آنکھیں بند کیے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا خود پر محسوس کر رہی تھی وائیٹ یونیفارم میں اس کی سفید رنگت مزید سفید لگ رہی تھی گھنگریلے بال جو آج چوٹی میں مقید تھے ہوا کے باعث لہرا رہیں تھے جبکہ کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے پر جھول رہی تھی۔۔۔۔

یہ داؤد کے بالوں کے ساتھ کیا کیا ہے اپ نے۔۔۔ وہ ٹائیگر کی جانب مڑے اس کے گردن کے بال سہلاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے۔ آغا فارذ کی آواز پر وہ سیدھی ہوتی بیٹھی منہ پر آئے بالوں کو دونوں ہاتھوں کی مدد سے کان کے پیچھے اڑاسا۔۔۔۔۔

جو اپ دوبئ سے چوکلیٹز لائے تھے ہمارے لیے وہ ساری کی ساری وہ کدو کھا گیا تھا۔۔۔ ان کے پوچھنے پر وہ منہ پھولائے بتانے لگی مرحا یوسف کو چوکلیٹ

سے بنی ہر کھانے کی چیز سے عشق تھا اور بغیر اجازت اس کی چوکلیٹ کھانے والے کو سزا تو ملنی تھی جبھی وہ داؤد سکندر سے اپنا ریونیج لے گئی تھی۔۔۔۔۔۔

پر بچے ایسا تو نہیں کرتے یو نو وہ پنک بال لیے کس قدر کا اجیب لگا رہا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ پیار بھری ڈانٹ پلاتے آخر میں داؤد کے پنک بالوں کو ایمیجن کیے جھرجھری سی لیتے بولے انھوں نے صبح ہی اسے کالج جاتے دیکھا تھا پنک بال ہوا کے دوش پر اڑ رہیں تھے۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا" وہ میل ورژن ہے باربی کا۔۔۔۔ آغا فارذ کی طرف دیکھتی وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولی تو وہ بھی اس کی مسکراہٹ دیکھتے مسکرا گیے جبکہ ٹائیگر ادھر اودھر نظر مارتا اپنے لیے کوئی پارٹنر ڈھونڈنے لگا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ دوستی، یہ مراسم، یہ خلوص اور یہ چاہتیں۔۔۔۔ کبھی کبھی مجھے یہ سب کچھ عجیب لگتا ہے !!!

اندھیرا پوری طریقے سے اپنے پر پھیلا چکا تھا دن کی سفیدی کو رات کا اندھیرا نگل چکا تھا آسمان کالے سیاہ بادلوں سے پوری طریقے سے ڈھکا پڑا تھا کہ چاند تو بہت دور کی بات ایک ٹمٹماتا ہوا تارہ بھی نظر نہیں آرہا تھا پیشنگوئی کے مطابق ہلکی ہلکی بارش برس رہی تھی سرخ اینٹوں والی حویلی بھی بارش کے باعث باہر سے گیلی ہوتی مزید سرخ نظر انے لگی تھی جہاں باہر بادلوں نے اپنی پچر لگائی ہوئی تھی وہی آغا ہاؤس کے مکین بھی لاونج میں موجود بڑی سی ایل ای ڈی پر "ہم ساتھ ساتھ ہے" مووی لگائے بارش کے مزے لے رہیں تھے اور آج سٹر ڈے نائیٹ بھی تھی "تینوں بھائی بڑے صوفے پر براجمان تھے ان کے ساتھ رکھے ٹو سیٹر صوفے پر زبیدہ مامی اور سبین مامی بیٹھی تھی ان کے سامنے والے صوفے پر مہتاب مامی اور ان کے ساتھ کچھ دیر پہلے حورے بیگم بیٹھی تھی جو ابھی اٹھ کر کیچن کی طرف گئی تھی جبکہ فواد داؤد اور حیدر نیچے فلور کشن رکھے ان پر بیٹھے ہوئے تھے اور مرحا ابھی نیچے ائی نہیں تھی۔۔۔۔۔

ماں آغا جان نہیں ائے۔۔۔۔۔ مرحا نیچے اتر کر ائی تو لاونج میں سب لوگوں کو موجود پایا سوائے اپنے آغا جان کے تبھی ڈائینگ ٹیبل پر گلاس میں جوس ڈالتی حورے بیگم کے پاس اتی پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

اسے ضروری کام تھا کوئی آفس کا۔۔۔۔۔۔جوس سے بھرے گلاس ڈش میں سیٹ کر کے رکھتی وہ سرسری سا بتانے لگی اب وہ سینڈوچیز اور پکوڑوں کی پلیٹ ڈش میں رکھ رہی تھی جو رانی بنا کر ٹیبل پر رکھ کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ہم لے کر اتے ہیں انھیں۔۔۔۔۔۔ حورے بیگم کی بات پوری ہوتے وہ بولتی اگے بڑھنے لگی پر وہ اس کا ہاتھ پکڑتی اسے جانے سے روک گئی۔۔۔۔۔

اپ نہیں جائینگی ان کے کمرے میں۔۔۔۔۔اس کے ہاتھ کو پکڑے اسے اپنی طرف موڑتی وہ نرم مگر اٹل سے لہجے میں بولی۔۔۔۔۔۔

کیوں نہیں جائینگے۔۔۔۔۔ان کے یوں منع کرنے پر وہ حیران بھری نظریں لیے پوچھنے لگی آج پہلی بار انھوں نے اسے وہاں جانے سے روکا تھا تو پھر کوئی تو خاص وجہ ہو گی۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اس لیے کل کو اس کی شادی ہو گئی اس کی بیوی آجائے گی پھر اپ یوں بے دھڑک ان کے کمرے میں جاتی اچھی لگو گئی' ابھی سے اپنی عادتیں بدلنا شروع کر دو وہ اپ کے لیے بہتر ہے۔۔۔۔۔۔اس کے حیران چہرے کو دیکھتی وہ اپنے منع کرنے کے پیچھے چھپی بات اسے سمجھنے لگی کل کو اس کی بیوی تھوڑی برداشت کرئے گی اس کا اس طرح کمرے میں انا۔۔۔۔۔۔

آغا جان ہمیں کبھی منع نہیں کرئے گے۔۔۔۔اپنے آغا جان کی محبت پر وہ اتراتی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔۔۔

مانا وہ نہیں کرئے گا پر اپنی بیوی کے کہنے پر تو ضرور کرئے گا" کیونکہ مرد شادی کے بدل جاتے ہے۔۔۔۔پل میں وہ اس کا سارا غرور ملیامیٹ کر گئی جس پر وہ کچھ دیر تو کچھ بول ہی نہ سکی واقعی اگر ایسا ہوتا تو وہ کیا کرتی پھر۔۔۔۔۔۔

چلو شاباش جاؤ یہ سرو کرو سب کو۔۔۔۔۔۔ان کی بات پر شاک کی کیفیت میں کھڑی مرحا کا بازو ہلاتی وہ اسے جوس والی ڈش لے جانے کا کہنے لگی اور خود باقی دوسری پلیٹس لے کر چلی گئی جب کے وہ وہی اسٹل سی کھڑی ان کی کہی بات سوچنے لگی شادی کے بعد اس کے آغا جان اس سے دور ہو جائینگے اور پھر وہ مرحا

یوسف جس کے وہ بچپن سے لاڈ اٹھاتے ائے تھے اسے چھوڑے اپنی بیوی کے لاڈ اٹھائے گے ان کے کمرے پر اور ان پر بھی کسی اور کا حق ہو گا۔۔۔۔۔

بھنڈی لے بھی آؤ جو س۔۔۔۔۔وہ جو اپنی سوچوں میں غلطاں تھی داؤد کی تیز آواز پر اس نے اپنے بے جان ہوتے ہاتھوں میں ڈش پکڑے لاونج کی طرف بڑھی۔ڈش لے کراتے بجائے اس نے سب کو سرو کرنے کے اسے لا کر ٹیبل پر رکھ دیا جس پر حورے بیگم نے اسے گھورا بھی پر وہ ان کی گھوری کو اگنور کرتی داؤد اور فواد کے بیچ خالی پڑے اپنے کشن پر اکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

فواد چینل جینج کرو۔۔۔۔فلم میں گانے کے شروع ہوتے ہی آغا ابر ہیم نے فواد کو آواز لگائی انھیں یہ گانے وانے ذرا پسند نہیں تھے اور پھر انڈین فلموں میں ہیر وئن کی ڈریسینگ۔۔۔۔۔۔

نظرین اپ کو ایک اہم خبر سے اگاہ کرتے چلے "رانی پور میں ایک پچیس سالا نوجوان مہنگائی اور گھر کے حالات سے تنگ اتا چوہے مار ازہر کھا کر خودکشی کر گیا "حاضرین کا کہنا ہے کہ ان کے گھر میں روز جھگڑے ہوئے کرتے تھے جس کی

وجہ اب تک سامنے نہ آسکی۔۔۔۔۔۔ فواد نے چینل جینج کیا تو پہلا ہی چینل نیوز کا تھا جہاں پر آٹھ بجے والی بریکینگ نیوز چل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اللہ اللہ کیسا زمانہ اگیا ہے لوگ حرام موت کو منہ لگانے لگے ہیں۔۔۔۔۔ مہتاب مامی نیوز پر چلتی بریکینگ نیوز پٹی پر اس جواں سالا نوجوان کی تصویر کو دیکھتی بولی جو نا جانے کن حالاتوں سے تنگ اتا زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔۔۔۔۔

بھابھی پتہ نہیں اس بچے کو کیا مسئلہ درپیش تھا جو وہ یوں حرام موت مر گیا زندگی سے چھٹکارا پانے کے لیے۔۔۔۔۔

حورے بیگم ان کے یوں کہنے پر افسردہ سا سر ہلاتی بولی بظاہر خوش نظر انے والا شخص نا جانے اپنے اندر کتنے دکھوں اور تکالیفوں کا وزن اٹھائے پھرتا ہے یہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔۔۔

اس مہنگائی نے کمر توڑ دی ہے غریبوں کی 'نوجوان ہاتھوں میں ڈگریاں لیے سڑکوں پر گھومتے ہے پر انھیں کوئی نوکری تو کیا دیھاڑی پر بھی نہیں رکھتا" ۔۔۔۔۔ سکندر ماموں بھی ان کی بات کی حامی کرتے بولے" بالکل بھائی صیح

کہہ رہیں ہے۔۔۔۔ان کی بات پر فرقان ماموں نے بھی ان کی تائید کی

۔۔۔۔۔۔

" یہ نسلیں بہت خسارے میں ہے 'گھر والے سمجھتے ہے کہ وہ سب جانتے ہیں

پر ان کے بچے رات کو اس امید کے ساتھ سوتے ہیں کہ صبح ان کی آنکھ نہ کھولے

"جوب، گھر کے کرائے، بجلی کے بل، روز کا کھانا، باہر کے سو مسئائل وہ یہ سب

اپنے اندر ہی رکھتے ذہنی دباؤ کا شکار ہونے لگتے ہے اور مسلسل ٹیشن میں ایک دن

اکر وہ یہ قدم اٹھا جاتے ہیں۔۔۔۔آغا صاحب ٹی وی پر چلتے اس لڑکے کی تصویر

کو دیکھتے کہنے لگے جو اپنے پچھلوں کا سوچے بغیر اپنی آزادی پا گیا تھا وہ بھی حرام کی

صورت میں واقعی ہی یہ نسلیں بہت خسارے میں تھی۔۔۔۔

مجھے تو کوئی عشق کا معملا لگتا ہے گھر والے مانے نہیں پسند کی شادی کو تو بر و یہ کام

کر گیا۔۔۔۔ بڑوں کی ساری باتوں کو پیچھے دھکیلے داؤد صاحب اپنی ہانکنے لگے تو

وہ جو کب سے غائب دماغی سے بیٹھی تھی اس کی بات پر ہوش میں اتی اس کی

طرف اچنبھے سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

ہاں برو یہ ہو سکتا ہے "اور شاید ابھی کچھ ہی دیر میں ایک اور بریکینگ نیوز ائے جس میں کسی لڑکی کی خودکشی کی خبر ہو تو پھر پکا مہنگائی اور گھر کے حالاتوں کو مہرا بنائے یہ دونوں اپنی محبت نبھا گیے ہو۔۔۔۔۔۔ حیدر بھی داؤد کی بات پر راضی ہوتا اب اپنے تکے لگانے لگا۔۔۔۔۔۔

یوں کوئی کسی کے لیے کیسے مر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ جوان کی باتیں بڑی غور سے سن رہی تھی اپنے دل میں اٹھتا سوال پوچھ بیٹھی کہ کوئی اتنا پاگل بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کے لیے اپنی جان دے دے اسے موت سے ڈر نہ لگا۔۔۔۔۔

گڑیا" جب انسان عشق جیسے مرض میں مبتلا ہوتا ہے نہ تو پھر اسے صرف اس انسان کی ہی چاہ رہتی ہے جو اس کے مرض کی دوا ہے اور اگر وہ نہ ملے "تو مرض بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا کے پھر اس کے بعد اسے واحد ذریعہ موت کا نظر اتا ہے" من چاہے شخص کی جدائی انسان کو اندر سے خاتم کر دیتی ہے اسے زندگی خود پر تنگ ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جس کے بعد اسے موت بہترین ذریعہ لگتا ہے ان ساری تکالیف سے نکلنے کا۔۔۔۔۔۔۔ فواد اپنے ساتھ بیٹھی مرحا کے سوال

پوچھنے پر نہایت نرم اور پیار بھرے لہجے میں اسے سمجھنے لگا تو وہ اپنا سارا دھیان اس کے منہ سے نکلنے والے الفظوں پر لگا گیی۔۔۔۔

بر و تجھے بڑی نو لیج ہے "خیر ہے۔۔۔۔۔ فواد کے یوں بولنے پر حیدر ستائشی انداز میں ائیبر واچکائے بولا تو اس کے ساتھ داؤد بھی بولا اب وہ ان دونوں کو صفائی دے رہا تھا کہ ایسا کوئی سین نہیں ہے پر وہ نفی کرتے اس سے سارے راز اگلوانہ چاہتے تھے جو سرے سے تھے ہی نہیں ان سب میں وہ خاموش ٹی وی پر نظریں جمائے بیٹھی تھی جہاں اس لڑکے کی تصویریں دیکھائی جارہی تھی جبکہ دماغ میں فواد کی باتیں گردش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجھ سے میرے زنگ آلود ہونے کا سبب نہ پوچھے کوئی۔۔۔۔۔ میں وہ کشتی ہو جسے کبھی ساحل پر لایا نہ گیا!! (از خود)

بارش اب زور پکڑ چکی تھی ساری سڑکیں اور گھر دھل کر نئے ہو چکیں تھے ہر چیز آسماں سے برستی بارش نے دھو ڈالی تھی۔ٹراؤزر ٹی شرٹ پہنے پاؤں میں نائٹ سلیپرز اڑائے وہ رات کے اس پہر نیم اندھیرے میں ڈوبے گھر میں گھومتی پھرتی آتما لگ رہی تھی بالوں کا میسی سا جوڑا بنایا ہوا تھا خالی مدھم سی لائٹ میں ڈوبے کوریڈور میں وہ بنا کسی ڈر کے چل رہی تھی ابھی کچھ قدم ہی چلی تھی جب اچانک اس کے بڑھتے قدم ایک کمرے کے اگے رکے اس نے ایک نظر ادھر اودھر ماری کسی کو نہ پا کر اس نے ہاتھ دروازے کی نوب پر رکھا اور تھوڑا سخت ہاتھ کیے اسے گھومایا تاکہ آواز نہ پیدا ہو سکے روم لوک نہیں تھا تبھی فورا سے دروازہ کھل گیا گیٹ کو دھکیلے وہ اندر ائی تھی تو پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا پڑا تھا بیڈ کے سائیڈ پر رکھے جلتے لیمپ نے ہلکی سی روشنی کی ہوئی تھی "دروازے کو بند پر لیٹا وجود پوری طریقے سے نیند میں غرق کیے وہ بیڈ کے قریب ائی تو دیکھا اس تھا۔۔۔۔

بھیا"۔۔۔اس سوئے ہوئے وجود کے بازو کو ہلاتے اس نے مدھم سی آواز میں پکارا جو گہری خاموشی ہونے کے باعث پر سرار سی سرگوشی میں بدل گئی۔۔۔۔

بھیا!!!!"۔۔۔۔اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ اس بار اس نے قدرے تیز آواز میں کہا جس پر اس وجود میں جنبش ہوئی۔۔۔۔۔

ابے یار 'کیا ہے سوہنی۔۔۔۔۔۔ نیند سے بھاری آنکھوں کو کھولے وہ اپنے سامنے بیٹھی چڑیل کو دیکھتے منہ بنایا بولتا کروٹ لے گیا۔۔۔۔۔

بھوک لگی ہے '۔۔۔۔۔اسے کروٹ لیتا دیکھا وہ اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے منہ پر معصومیت سجائے بولی جس پر وہ اسے گھور کر اٹھ بیٹھا اور ایک نظر گھڑی پر ماری رات کے دو بجے اس نے اسے اپنی بھوک کی وجہ سے اٹھایا تھا یہ ہر دو دن بعد کی کہانی ہوتی تھی کے بے وقت بھوک لگنے کی وجہ سے وہ اپنے بھیا کے کمرے میں یوں چڑیلوں کی طرح پہنچی ہوتی تھی۔۔۔۔۔

تو جاؤ جا کر کچھ بناؤ اپنے لیے بھی اور میرے لیے بھی۔۔۔۔۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھتے اس نے اپنے بکھرے بالوں کو انگلیوں کے مدد سے سنوراتے کہا تو مقابل نے گھور کر اسے دیکھا وہ جانتا تھا کے سامنے والی کو کوکینگ نہیں اتی پھر بھی!!۔۔۔۔۔

یو نو مجھے کو کیننگ نہیں اتی" پلیز دری بھیا۔۔۔۔۔ منہ پر حد درجہ معصومیت سے سجائے وہ اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ریکویسٹ کرنے لگی جبکہ بھیا لفظ میں پیار محبت اور شہد کا تڑکا بھی لگایا تھا تاکہ مقابل جلدی پھنسے۔۔۔۔

درید نام ہے یہ دری کیا ہوتا ہے خبر دار آئیندہ بولا تو"۔۔۔اس کی اتنے پیار سے کہنے پر وہ بیڈ سے اترتا پاؤں میں سلیپرز ڈالے خفا خفا انداز لیے بولا جس پر وہ سر ہلاتی اس کے ساتھ ہی اٹھی۔۔۔۔۔

اور اپنی یہ لیٹ نائیٹ کریئوینگ کا کچھ علاج کرو حمزہ بھائی نے نہیں اٹھانے تمہارے یہ نخرے" وہ پلیز بھیا کے جھانسے میں نہیں ائے گے سمجھی چڑیل ۔۔۔۔۔۔اس کے سر پر چپت لگاتے وہ پیاری بھری ڈانٹ پلاتے بولا ساتھ اسے حمزہ کی بھی دھمکی لگانے لگا کہ صرف وہی ہے جو اس کی باتوں میں آجاتا ہے

۔۔۔۔۔۔

اللہ وہ بھیا تھوڑی ہونگے وہ تو سائیں ہے۔۔۔۔۔ درید کی بات پر نوال منہ میں انگلی ڈالے شرمانے کی ایکٹینگ کیئے بولی تو درید نے سر نفی میں ہلاتے اسے دیکھا نوال خان بہت بڑی فلم تھی۔۔۔۔۔

او سستی ایکٹر ہو گیا' ڈرامہ تو چلو۔۔۔۔اس کی سستی ایکٹینگ پر درید نے ایک اور چپت اس کے سر پر لگائی اور باہر کی جانب بڑھا تو وہ بھی ہنستی ہوئی اس کے پیچھے لپکی امان خان کے صرف یہ دو ہی بچے تھے جبکہ بیگم وفات پا چکی تھی ان دونوں میں ہی ان کی جان بستی تھی اور یہ دونوں بہن بھائی ایک دوسرے سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

" لنڈن

ہر حسن سادہ لوح نہ دل میں اتر سکا۔۔۔۔۔کچھ تو مزاج یار گہرائیاں بھی ہوں !

یہ منظر ہیں لنڈن کے مشہور دار وئل لنڈن ہسپیٹل کا جہاں اس وقت خوب چہل پہل تھی پاکستان کے بر عکس یہاں صبح تھی کیونکہ ٹائیمینگ کے حساب سے لنڈن،انگلینڈ،اور یونیٹڈ کینڈم پاکستان سے سات گھنٹے اگے تھا" جیسے " پاکستان میں ابھی اگر رات کے دو بج رہیں ہے تو وہاں صبح کے نو بج رہیں تھے وہاں سب فریش سے اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے ڈاکٹرز اپنے کیبینز میں بیٹھے پیشنٹس چیک کر رہیں تھے یہاں پر سردی بھی خوب تھی سبھی گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے"بلیک ہائینیک بلو جینز کے ساتھ زیب تن کیے اس کے اوپر گھٹنوں تک اتا بروان اوور آل کوٹ پہنے گلے میں اسٹھیتو اسکوپ ڈالے۔ دائیں ہاتھ میں رو یلکیس گھڑی پہنے پاؤں میں کوٹ شیوز ڈالے وہ ایک شان کے ساتھ کوریڈور سے گزرتا جارہا تھاڈاکٹرز،نرسیز سب اسے مورننگ وش کر رہیں تھے جس پر وہ رکتا نہایت شفقت بھری مسکراہٹ سے جواب دے رہا تھا" گرے رنگ چمکتی آنکھیں سنہری گھنگریلے بال جنھیں جیل لگا کر سیٹ کیا

ہوا تھا میدے جیسی سفید رنگت میں گھلی قدرتی سرخی کالے رنگ میں مزید نکھر رہی تھی وہ چلتا ہوا اپنے کیبین کی طرف بڑھا رہا۔۔۔۔

گڈ مارننگ ڈاکٹر حمجا۔۔۔۔اس نے جیسے ہی دروازے کی نوب پر ہاتھ رکھا ڈاکٹر اسٹیلا جو کے اس ہی کے ساتھ کام کرتی تھی اپنے خالص انگلش میں ڈوبے لہجے میں پکارتی اسے حمزہ سے حمجا کر گئی۔۔۔۔

گڈ مارننگ ڈاکٹر اسٹیلا۔۔۔۔اس کے نام بگاڑنے پر کوئی بھی تاثر دئے بغیر وہ مسکراتا ہوا بولا اور دروازہ دھکیلتے اندر ایا تو وہ بھی اس کے پیچھے ہی ائی۔۔۔۔۔

ٹیل می اباوٹ ٹوڈے۔۔۔۔۔اپنے لونگ کوٹ کر اتارتے اسے روم کے سائیڈ میں کھڑے ایک اسٹیچو پر ڈالا اور اپنا سفید ڈاکٹر کا کوٹ اٹھائے پہنتے وہ اسٹیلا سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

ڈاکٹر تھومس ہیز اور گینیز ڈ ڈا کو نفرنیس۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر حمزہ کے آج کے بارے میں پوچھنے پر ڈاکٹر اسٹیلا آج ہونے والی میٹینگ کے بارے میں بتانے لگی جسے ان کے سنئیر ڈاکٹر "ڈاکٹر تھومس نے لیڈ کرنا تھا۔۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔اس کے بتانے پر سر ہلاتا وہ اپنی آفس چیئر پر بیٹھتا میز پر رکھی پیشنٹس کی فائلیز چیک کرتا انھیں ارینج کرنے لگا جبکہ وہ بھی اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھنے لگی۔۔۔۔

آئے ہیو آ بگ گڈ نیوز فور یو۔۔۔۔اس کے بالکل سامنے والی کرسی پر بیٹھتی وہ چہرے پر مسکراہٹ لائے بولی تو وہ جو ٹیبل پر اپنی چیزیں ارینج کر رہا تھا مسکراتا ہوا اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔

اینڈ واٹ ایز دا نیوز"۔۔۔۔۔چیئر کی بیک سے پشت ٹیکائے وہ ریلیکس سے انداز لیے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی سے پوچھنے لگا جو بلیک جینز پر لیمن کلر کی چیک شرٹ پہنے ہوئی تھی اس کے اوپر ڈاکٹر کا آوور آل' گہری سنہری آنکھیں جن میں اسے دیکھتے ایک عجیب سے چمک دراتی تھی کھڑا پتلا سا ناک، قدرتی سرخ لب، گوری رنگت پر آنکھوں جیسے بال لیے وہ کسی کی بھی پہلی پسند ہو سکتی تھی پر افسوس سے وہ سامنے بیٹھے شخص کی نہیں تھی۔۔۔۔

یور ریو اپیلیکشن از آپرو"۔۔۔۔۔ڈاکٹر اسٹیلا نے مسکراتی آنکھوں کے ساتھ اسے خوشی کی نوید سنائی تو وہ جو آرام سے اسے سن رہا تھا اس کے بولنے پر یکدم سناٹے میں ایا اور چیئر کی بیک چھوڑی۔۔۔

سیر یئسلی"۔۔۔۔وہ یکدم چیئر سے کھڑا ہوتا بے یقینی سے اسٹیلا سے پوچھنے لگا جیسے اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہ ہو

یس۔۔۔اسٹیلا کے ہاں میں سر ہلانے پر حمزہ یوسف کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ کتنے ٹائم سے اس کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ یہاں پر اتنی چھٹیاں ایک ساتھ ملنا مشکل ہوتا تھا پر اب فائینلی وہ اب اپنے گھر جائے گا اپنے اپنوں کے پاس وہ خوشی سے ٹمٹماتے چہرے کے ساتھ موبائل پر کوئی نمبر ملا رہا تھا جبکہ وہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی اسے مسکراتا ہوا دیکھ رہی تھی سامنے کھڑا خوبرو شخص کس کا آئیڈیل نہ ہوگا وہ اس کا بھی ڈریم مین تھا پر شاید وہ اس تک انے سے پہلے ہی کسی کے نصیب میں لکھا جا چکا تھا اور وہ وہاں اس کی راہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!! یہ ذرا ذرا سی الجھنیں، یہ خفا خفا سی زندگی

یک اور دن اپنے پورے اپنے آب وتاب سے چمکا تھا سفید سنہری دھوپ میں سرخ اینٹوں والی حویلی کا خوبصورت باغیچہ دھوپ میں جھلس رہا تھا ننھے ننھے پودے تپش سے مرجھائے پڑے تھے چودہ اگست کی وجہ سے آج پورا شہر بند تھا روڈوں پر چھوٹے چھوٹے بچے سبز اور سفید رنگ کے ملبوسات پہنے۔ ہاتھوں میں جھنڈے اور پاں پاں کرنے والے بجے پکڑے شور کرتے گلیوں سے گزر رہیں تھے جس کی آواز گھر میں بیٹھے لوگوں کو سخت ناگوار گزر رہی تھی۔ بڑی سڑکوں پر جشن آزادی کی ریلیاں نکل رہی تھی فضاؤں میں چلتے ملی نغمے ہر محبانِ وطن کے اندر جوشوں ولولہ پیدا کر رہیں تھے۔

ایسے میں نظر مبین منزل پر ڈالے جہاں آج سارے مرد حضرات چھٹی ہونے کے باعث گھر میں موجود تھے جہاں ہر کوئی جشن آزادی منانے باہر نکلے ہوئے تھے وہی وہ سب ایل ای ڈی پر شکرپڑیاں گراؤنڈ میں ہوتا چودہ اگست کا شو دیکھ رہیں تھے سکندر ماموں، فرقان ماموں اور تراب لاونج میں بیٹھے تھے وہ تینوں

اپنے رات والے حلیے میں ہی تھے خواتین کیچن میں تھی جبکہ داؤد، حیدر اور مرحا تیار ہو رہیں تھے کیونکہ ان کے کالج اور یونی میں جشن آزادی کا پروگرام تھا

روحی یہ کیا کر رہی ہو"------ وہ جو لاونج کے سامنے بنے سیٹینگ ایئریے میں صوفے پر دونوں پاؤں اوپر کیے بیٹھی پاؤں کے ناخنوں پر سفید اور سبز رنگ کی نیل پینٹ لگانے میں مصروف تھی جب حورے بیگم نے اتے اسے نیل پینٹ لگاتے دیکھ پوچھا------

نیل پینٹ لگا رہیں ہے ماں------ بڑے ہی انہمکانہ انداز میں احتیاط سے ناخنوں پر برش پھیرتی وہ مصروف سے انداز میں بولی وہ ابھی اپنے نائٹ ٹراؤزر ٹی شرٹ میں ہی ملبوس چہرے پر چار کول مکس لگائے بیٹھی تھی---

کیوں نماز نہیں پڑھنی ہے کیا" تم ویسے بھی دو تین دن سے مجھے کوئی نماز پڑھتی نظر نہیں ائی ہو' کیا مسئلہ ہے آخر---------اس کی نماز کے لیے یوں لاپرواہی دیکھتے وہ قدرے غصے سے پوچھنے لگی وہ نماز روزے کے معملے میں کافی سخت تھی اور انھوں نے یہ سختی اپنے خود کے بچوں کے ساتھ ساتھ گھر کے تمام بچوں پر

دیکھائی تھی جس کی وجہ سے سب ہی نماز کے پابند تھے سوائے مرحا میڈم کے وہ دن میں ایک دو ہی نماز پڑھ پاتی تھی جبکہ اس کے برعکس حمزہ نماز کا کافی پابند تھا اور حافظ قرآن بھی۔۔۔۔۔۔

ماما پڑھتے تو ہیں عصر اور مغرب کی۔۔۔۔۔۔ان کے ڈانٹنے پر وہ خفگی سے منہ پھولا کر کہتی اپنی دو پڑھنے والی نمازوں کا حساب دینے لگی فجر کے وقت وہ سو رہی ہوتی تھی، عشاء کے وقت اسے نیند آجاتی تھی، ظہر میں وہ کالج سے تھک کر آتی تھی یہ ہے وہ بہانے جو وہ اپنے نماز نہ پڑھنے کے حورے بیگم کو پیش کیا کرتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

ہاں اور ان دو نمازوں سے ہی تو تمہاری بخشش ہو گئی۔۔۔۔۔۔اس کے یوں کہنے پر وہ اسے گھوریوں سے نوازتے بولی پر اس سے پہلے وہ مزید سامنے والی کو ذلیل کرتی کیچن سے اتی اپنے نام کی پکار پر وہ ایک سخت نظر اس پر ڈالتی اگے بڑھ گئی جبکہ پیچھے وہ نیل پینٹ کو ٹائٹ سے بند کرتی میز پر ڈال گئی اور خود اب آرام سے ٹیبل پر ٹانگ پر ٹانگ رکھتی سر پیچھے صوفے کی بیک پر رکھ گئی کیونکہ کالج میں

فنکشن گیارہ بجے شروع ہونا تھا اور ابھی تو بس نو ہی بجے تھے تبھی وہ ریلیکس تھی

چلے جی اب اپ لوگ دیکھے میں تو چلا ریڈی ہونے۔۔۔۔۔۔ سکندر ماموں اور فرقان ماموں کو یونہی ایل ای ڈی پر نظریں مرکوز کیے دیکھتے وہ صوفے سے کھڑے ہوتے بولا۔۔۔۔۔۔

کہاں تمہارا آج اوف نہیں تھا۔۔۔۔ اس کی بات پر سکندر ماموں اچنبھی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے پوچھنے لگے جبکہ اب چینل پر چلتے بریک کو دیکھتے فرقان ماموں ہاتھ میں ریموٹ لیے چینل تبدیل کرنے لگے۔۔۔۔

ہاں جی اوف تو ہے مگر بیرسٹر فردوس کے ساتھ کسی کلائینٹ سے ملنے جانا ہے ۔۔۔۔۔ ٹیبل پر پڑے گلاس میں اپنے آدھ بچے جوس کو اٹھائے وہ ان کے پوچھنے پر بتانے لگا جس پر وہ سر ہلاتے اسکرین پر چلتے شو کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ کندھے اچکائے گلاس کو ہاتھ میں پکڑے اوپر کی طرف بڑھا ابھی وہ سڑھیوں

کے وسط میں ہی تھا جب اوپر سے اترتے ان دو شیطانوں پر اس کی نظر پڑی

۔۔۔۔۔۔

بیٹا خیریت بڑے لشکارے مار رہے ہو دونوں۔۔۔۔۔۔ان دونوں کو سر سے پیروں تک گہری نظر سے دیکھتا وہ تشویشی انداز لیے ان کی تیاری پر چوٹ کرتا پوچھنے لگا وہ دونوں سفید کرتے پاجامے پر گرین ویسٹ کوٹ پہنے ہوئے تھے کلائیوں میں مختلف اقسام کے بینڈز۔دل کی سائیڈ پر لگا پاکستان کے جھنڈے کا بیج وہ دونوں آج پکے پاکستانی لگ رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

بروشاید اپ بھول رہیں ہے آج آزادی کا دن ہے۔۔۔۔۔۔تراب کے یوں ٹوکنے پر حیدر ایک اسٹائل سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اسے یاد دلانے لگا کہ شاید وہ بھول گیا ہو کہ آج کیا دن ہے۔۔۔۔۔

بالکل یاد ہے پر تم دونوں یہ آزادی کا بہانہ بن کر کہی اپنی ہی تو آزادی منانے نہیں نکل رہے۔۔۔۔۔ان کی اس قدر کی تیاریوں کو دیکھتا وہ شکی نظروں سے ان دونوں کو گھورتا پوچھنے لگا کے شاید وہ آزادی کا بہانہ بنائے اپنی جانو شونا مونا سے ملنے جا رہیں ہو۔۔۔۔۔۔

خدا کا خوف کرے ہم سچے اور پکے محبانِ وطن ہے اپ ہماری محبت پر شک نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ تراب کے تشویشی نظریں لیے دیکھتے حیدر فرقان کے اندر کا پاکستانی جاگا تو سینہ چوڑا کیے وہ اس کی بات پر بگڑا۔۔۔۔

ہاں ایڈے تسی سچے تے پکے۔۔۔۔۔ حیدر کی بات پر وہ طنزیہ بولا کیا وہ نہیں جانتا تھا ان دونوں کی کرتوتوں کو ایک آخری نظر ان پر ڈالتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا جبکہ وہ دونوں کندھے اچکائے نیچے ائے۔۔۔۔۔

ہر دل کی آواز 'دل دل کی آواز پاکستان زندہ باد" پاکستان" شیششش۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی پرجوش آواز میں گاتا سڑھیاں اتر کر کیچن کی طرف بڑھنے لگا تھا جبکہ اپنے پیچھے سے انے والی آواز پر اس نے مڑتے اچنبھے سے حیدر کی طرف دیکھا

۔۔۔۔۔۔

بھنڈی"۔۔۔۔۔ داؤد کے یوں دیکھنے پر اس نے لاونج سے تھوڑی دور بنے سٹینگ ائیرئے کی جانب انگلی کرتے ہلکی سی آواز میں کہا کے کوئی سن نہ لے۔

حیدر کے اشارے پر اس نے اس کی انگلی کے سمت دیکھا جہاں روحی میڈم میز پر ٹانگیں رکھے۔ منہ پر ماسک اور آنکھوں پر کھیرے کے ٹکڑے رکھے بیٹھی تھی

سر صوفے کی پشت پر ٹیکا یا ہوا تھا جو کانوں میں لگی ہینڈ فرزی میں چلتے سونگ پر ہلکے ہلکے موو کر رہا تھا اسے دیکھتے داؤد سکندر کی باچھیں کھلی اور آنکھوں میں شرارت لیے حیدر کو اپنے پیچھے انے کا کہتا قدم اس کی طرف بڑھا گیا جو اپنے قریب اتے خطرے سے بے خبر تھی۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں دبے پاؤں اس کی طرف ائے تاکہ کوئی دیکھ نہ لے ایک احتیاط بھری نظر لاونج سے لے کر کیچن تک ماری پر کوئی ان کی طرف متوجہ نہ تھا۔ داؤد نے ایک نظر اسے دیکھا جو یونہی پہلے والی پوزیشن میں تھی البتہ اب لب بھی گانے کے بول گنگنا رہیں تھے۔۔۔۔

ہائے بھنڈی واٹس اپ۔۔۔۔۔ حیدر اس کے کان کے قریب تیز آواز میں بولتا دھڑام سے صوفے پر گرا تو وہ جو سکون سے بیٹھی تھی اس افتاد پر بوکھلاتی ایک دم سے اٹھنے لگی پر اس کی یہ کوشش بھی اس کے گود میں سر رکھتا داؤد ناممکن بنا گیا جس پر وہ ناسمجھ نظروں سے ان دو آفتوں کو دیکھنے لگی گویا اب انھیں کیا دورہ پڑھ گیا ہے جو ایک اس کے کانوں سے ہینڈ فرزی نکلے اپنے کانوں میں لگا گیا جبکہ

دوسرا اس کی آنکھوں پر رکھے کھیرے کے ٹکڑے کو اٹھا کر منہ میں ڈال گیا

۔۔۔۔۔

کیا ہے "۔۔۔۔۔ان دونوں کی حرکت پر وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں چیخی جس پر داؤدا اپنے کانوں پر یوں ہاتھ رکھ گیا جیسے واقعی ہی اس کی آواز کافی تیز ہو البتہ حیدر کانوں میں لگی ہینڈ فرزی کی وجہ سے اس کا چلانا اگنور کر گیا۔۔۔۔

بری بات 'ابھی میرے کانوں سے خون نکل جاتا تمہارے چیخنے پر"۔۔۔۔اس کے یوں چیخنے پر وہ سر تاسف میں ہلاتا اٹھ کر سیدھا ہوا ساتھ ہاتھ بڑھا کر دوسرا کھیرا اٹھانا چاہا جو آنکھ سے پھسل کر اس کی گود میں آ گرا تھا۔۔۔۔

واٹس رونگ ود ایو کدو۔۔۔۔کھیرے کی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ پر وہ اپنا ہاتھ مارتی دبے دبے غصے سے دانت پیجتی پوچھنے لگی پر سامنے والا بھی ڈھیٹ تھا وہ چھوڑ کر میز پر رکھی پلیٹ میں سے کھیرے کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھ گیا۔۔۔۔

ہمارا مسئلہ تم ہو بھنڈی۔۔۔۔۔۔روحی کے اس طرح پوچھنے پر جواب حیدر کی طرف سے ایا تھا مطلب وہ میسنا سب سن رہا تھا۔۔۔۔۔

ارے یہ کیا ہے "۔۔۔۔۔اس کے سوال کو مکمل اگنور کیے وہ میز پر پڑی وائٹ اور گرین نیل پینٹس کی بوٹل اپنے ہاتھ میں لیے انھیں گول گول گھوماتے اس کا جائز لیتے یوں پوچھنے لگا جیسے اس نے اس سے پہلے اس طرح کی کوئی چیز نہیں دیکھی ہو۔۔۔۔

پاگل انسان یہ نیل پینٹ ہے جس سے لڑکیاں اپنے لمبے لمبے چڑیلوں جیسے ناخن رنگتی ہے۔۔۔۔۔داؤد کی بات پر حیدر اس کی کم عقلی پر ماتم کیے بولا جس پر وہ سمجھ کر سر ہلا گیا جبکہ مرحا نے خونخوار تیور لیے حیدر کو دیکھا تھا جو بیچاری معصوم لڑکیوں کے ناخنوں پر یوں چوٹ کر گیا تھا۔۔۔۔۔

واپس کرو فورا۔۔۔۔اسے نیل پینٹ کا اوپری حصہ کھولتے دیکھا وہ لمبا ہاتھ کیے بولتی جھپٹنے لگی مگر وہ ہوشیار اس کی ہوشیاری سمجھتا ہاتھ اس کی پہنچ سے دور کر گیا۔۔۔۔۔

نیل پینٹ 'ناخن کا رنگ "ارے واہ جس نے بھی یہ نام رکھا ہے وہ شاید کوئی لڑکی ہو گی تبھی تو یوں آداب و احترام والا رکھا ہے اگر میں ہوتا نہ تو میں رکھتا' ناخنوں کے رنگ حیدر فرقان کے سنگ "ہاہاہا۔۔۔۔وہ ان دونوں کی چھینا

جھپٹی کو مکمل طور پر ڈُر دفعہ کیے ہاتھ میں پکڑی دوسری نیل پینٹ کی شیشی پر غور و فکر کرتا اس کے نام کے بارے میں سوچنے لگا اور آخر میں وہ اس کا نیا نام رکھتا قہقہ لگا گیا۔ دوسری طرف جنگ ہنوز جاری تھی۔۔۔۔۔۔

کدوائم سینگ 'ریٹرن مائے نیل پینٹ !!۔۔۔۔۔ داؤد کو صوفے پر سے اٹھ کر بھگتا دیکھ وہ بھی تیز آواز میں بولتی اس کے پیچھے بھاگی اب وہ دونوں لاونج کے صوفوں پر چڑھتے ایک دوسرے کو پکڑنے کی کوشش کرتے گھر سر پر اٹھائے ہوئے تھے جبکہ حیدر وہی بیٹھا صوفے پر دارز ہوتا گانے سننے لگا۔ نیل پینٹ کی دوسری شیشی اس کے ہاتھ ہی میں تھی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجھے کہاں فرصت میں موسم سہانہ دیکھو۔۔۔۔۔۔ میں اپ کی یاد سے باہر نکلو تو زمانہ دیکھو

وہ تیار ہوئی گھٹنوں تک اتی وائیٹ فراک کے ساتھ چوڑی دار پاجاما پہنے ہوئی تھی ۔جس کی فراک کی پٹی پر لائین سے چھوٹے سبز گول بٹن لگے ہوئے تھے کندھے پر وائیٹ اور سبز رنگ کا ڈوپٹہ ڈالا ہوا تھا ہاتھوں میں مکس سفید اور ہری

چوڑیاں تھی۔ چہرہ صاف وشفاف تھا جبکہ گھنگریلے بالوں کی آج خوبصورت سی فرنچ چوٹی بنائی ہوئی تھی جس میں سفید نکلی چھوٹے چھوٹے پھول لگے ہوئے تھے۔ دل کے مقام پر لگا پاکستان کا بیج وہ مکمل سا تیار ہوئی ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں صیح کرتی جلدی جلدی سڑھیاں اتر رہی تھی جب اچانک وہ دوسری طرف سے انے والی سڑھیوں سے اترتے تراب سے ٹکرائی۔۔۔۔

ارے گڑیا آرام سے مانا کے آج جشن آزادی ہے پر اس خوشی میں کہی تم اپنی دو تین ہڈیاں نہ تڑواں لینا سڑھیوں سے گر کے۔۔۔۔۔اس کی خوبصورت سی تیاری پر وہ ایک گہری نظر ڈالتا مسکراتا ہوا بولا تو وہ جو اپنا سر پکڑے ہوئی تھی اس کے بولنے پر نظریں اٹھائے اسے گھورنے لگی۔۔۔۔

قاتلانہ اداؤں سے ایک دن اس دل کو ہسائے گے رلائے گے مار ہی ڈالے گے ۔۔۔۔روحی کے یوں گھورنے پر تراب کے پیچھے سے اترتے داؤد نے اس کے گھورنے پر گنگنایا تو اب کی باران دونوں نے مل کر اسے یوں گھورا کے بیچارے نے چپ چاپ کھسکنے میں ہی اپنی عافیت جانی۔ وہ اپنا موبائل بھول ایا تھا جسے لینے کی خاطر وہ پھر اوپر واپس گیا تھا۔۔۔

اور آپ کیا پتھر کے بنے ہے اتنے سخت بائے گوڈ ہمارا سر گھوم گیا۔۔۔۔داؤد کے جاتے وہ کمر پر لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ رکھے میدان میں اترتی تراب سے دو دو ہاتھ کرنے لگی۔۔۔۔

میں تو مٹی سے ہی بنا ہوں گڑیا پر "شاید اللہ نے اپ کو روئی سے بنایا ہے ۔۔۔۔اس کی اتنی نازک مزاجی پر وہ دھیما سا مسکراتا گویا ہوا کیونکہ ان کی ٹکر بہت ہلکی ہوئی تھی پر پھر بھی اس کا ماتھا لال ہو گیا تھا وہ واقعی بہت نازک تھی تھوڑی دیر دھوپ میں کھڑی ہو جانے سے اس کی سکن ریڈ ہونے لگ جاتی تھی اور پھر الرجی 'جس کی وجہ سے وہ باہر کم ہی نکلتی تھی اور کالج بھی ڈرائیور چھٹی سے پہلے پہنچ جاتا تھا تا کہ اسے ویٹ کرنا نہ پڑے اور یہ انسٹرکشن آغا فارز کی طرف سے تھی تا کہ ان کی گڑیا کو کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہ ائے

۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ تو ہے 'آپ کافی جینیس ہے "۔۔۔۔تراب کی بات پر وہ فخریہ انداز میں گردن ہلاتی بولی اور پھر اس کی طرف دیکھ کر اس کی ذہانت پر کمینٹ دیتی

سڑھیاں اترنے لگی جبکہ وہ بھی اس کی باتوں پر مسکراتا اس کے پیچھے ہی لپکا

ارے تم دونوں کہاں ناشتہ تو کرتے جاؤ"۔۔۔۔۔داؤد اور حیدر کو اجلت بھرے انداز میں گیٹ کی طرف جاتا دیکھ پیچھے سے سبین مامی آواز دیتی کہنے لگی۔ ماموں لوگ ابھی تک ایل ای ڈی کے اگے بیٹھے تھے ان کی چائے انھیں وہی بھجوا دئی گئی تھی۔۔۔۔۔

ارے پیاری چچی جان آج یونی میں فنکشن ہے تو کھانا تو ہو گا نہ تبھی آج ہم یونی کے خزانے سے پیٹ پوجا کرئے گے"اب اتنی فیسے لیتے ہیں اتنا تو حق بنتا ہے نہ ہم غریبوں کا۔۔۔۔ان کی پکار پر داؤد مڑتا چہرے پر شرارتی مسکان سجائے یوں گویا ہوا جیسے کیٹرئینگ کا آڈر وہی دے کر ایا ہو۔۔۔۔۔

تمہارے ارادے دیکھ کر لگ رہا ہے کہ آج تم اپنی جنموں کی بھوک مٹاؤ گے کدو"خیال سے کھانا کہی بعد میں یونی ورسٹی والے دیگوں کے پیسے بھی دینے کے قابل نہ رہے۔۔۔۔اس کی بات سنتی ڈائینگ کی کرسی دھکیلتی روحی منہ پر یونی

ورسٹی والوں کے لیے ہمدردی بھرے تاثرات سجائے طنزیہ بولی وہ اپنا فرض سمجھتی تھی داؤد سکندر کی ہر بات میں بولنا۔۔۔۔۔۔

اور تم بھی خیال رکھنا کہی بریانی شاپر میں ہی بھر نہ لانا بلکہ برو'میں تو کہتا ہوں جاتے ہوئے اس کے کالج والوں کو مطلع کرتے جائے گے کے دیگوں کو زنجیرے ڈال لے مرحا یوسف اپنے پنجرے سے نکلتی ان کے کالج پر حملہ وار ہونے والی ہے۔۔۔۔۔اور پھر اگر چنگاری مرحا میڈم کی طرف سے چھوڑی جائے نہ تو داؤد سکندر اپنے جملوں سے بھرپور کوشش کرتا تھا اگ لگانے کی کیونکہ وہ داؤد سکندر عرف کدو تھا جس نے مرحا یوسف عرف بھنڈی سے ہارنا سیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے ساری آوازیں ارہی ہے داؤد "۔۔۔۔۔اس کی زبان کے جوہر چلتے دیکھا سکندر ماموں نے ذرا سی گردن ترچھی کئے گیٹ کے قریب کھڑے داؤد کو ٹوکا کے وہ اس کی ساری بکواس سن رہے ہیں جو وہ ان کی لاڈلی کے خلاف بول رہا ہے ۔۔۔۔۔

اب جاشو کا والیم تھوڑا تیز کرتا کہ کچھ دیر تک یہ کچھ نہ سن سکے۔۔۔۔ سکندر ماموں کے یوں ٹوکنے اور گھورنے پر وہ حیدر کو لاونج کی طرف دکھیلتا بولا تاکہ وہ مزید کوئی گوہر افشانی کر سکے۔۔۔۔۔

داؤد آج مجھے ضروری کام ہے تو روحی کو پک نہیں کر سکوں گا اس لیے تم اسے لے کر آؤں گے آج۔۔۔۔۔ ناشتہ کرتے تراب نے ان دونوں کو باہر نکلتا دیکھا تو پیچھے سے آواز لگائی جبکہ ایک بار پھر روکنے پر وہ دانت پیستا مڑا۔۔۔۔
نہیں ہم اس کدو کے ساتھ نہیں آئے گے "ہمیں آغا جان پک کر لے گے ۔۔۔۔ تراب کی بات پر اس نے ایک نظر داؤد کو دیکھا جو پہلے ہی خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا' اس کے ساتھ وہ اۓ گئ نو نیور' وہ فوراً انکار کر گئ

۔۔۔۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تم جیسی سڑی ہوئی بھنڈی کو اپنے ساتھ لے کرانے کا۔۔۔ مرحا کے یوں انکار کرنے پر وہ بھی تپتے لہجے میں بولا "وہ انکار تو یوں کر رہی تھی جیسے وہ مرا جا رہا تھا اسے اپنے پیچھے بیٹھانے کے لیے ہنہہ "یہ سوچ اتے ہی اس نے ہنکار ابھرا تھا۔۔۔

گڑیا بھیا کا بھی آج کسی پاٹنر کے ساتھ آفیشل لنچ ہے وہ بھی نہیں آ سکتے۔۔۔۔۔

اس کے آغا فارذ کے پک کرنے کا بولنے پر وہ فوراً سے ان کے بھی نہ انے کی وجہ پیش کرنے لگا کیونکہ وہ رات ہی اسے اس لنچ کے بارے میں بتا رہیں تھے اور مرحا کا ڈرائیور بھی چھٹی پر تھا تبھی داؤد کے ذمے لگایا تھا اسے پک کرنے کا

۔۔۔۔۔۔

ہاں ہاں لے ائے گا تم فکر نہ کرو۔۔۔۔ سبین مامی تراب کو یوں فکر مند ہوتا دیکھ بولی کہ داؤد کر لے گا پک اسے کالج سے 'ساتھ دروازے میں کھڑے داؤد کو بھی دو گھوریوں سے نواز جس پر وہ صرف خون کے گھونٹ بھر کے رہ گیا تھا۔۔۔۔

او کے بر و میں کر لو گا اسے پک۔۔۔۔۔ وہ بات خاتم کرنے والے انداز میں بولتا جلدی سے باہر بھاگا تا کہ پھر کوئی آواز دے کر انھیں روک نہ لے

۔۔۔۔۔۔۔

ڈراپ تو آپ ہی کرینگے نہ۔۔۔۔ وہ معصومیت سے تراب کی طرف دیکھتی پوچھنے لگی کیونکہ اسے صرف آغا غارذ اور تراب کے ساتھ کی ہی عادت تھی داؤد

وغیرہ کے ساتھ وہ کبھی باہر نہیں نکلی تھی تبھی اسے تھوڑا عجیب لگ رہا تھا

سوری لینے نہیں آسکتا" پر ڈراپ تو میں ہی کرونگا چندا۔۔۔۔۔ ہلکے سے اسکی گال تھتھپاتا وہ معزرت بھرے لہجے میں بولا جس پر وہ دھیما سا مسکرا گئی اس کے یوں پوچھنے کی وجہ وہ جانتا تھا اسے عادت نہیں تھی ان دونوں کے علاوہ کسی اور کے ساتھ جانے کی تبھی یوں فکر مند تھی اور داؤد کے ساتھ تو بالکل ایکسپیرنیس نہیں تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

صحرا میں جی رہا تھا جو دریا دلی کے ساتھ۔۔۔ دیکھا جو غور سے تو وہ پیاسا بہت لگا

دری بھیا پلیز اب آبھی جائے"۔۔۔۔ وہ تیار شیار سے ہوئی ہلکا پھلکا ناشتہ کیے لاونج میں بیٹھی کب سے درید کو آوازیں لگا رہی تھی مگر وہ تھا کے اتر کے ہی نہیں ارہا تھا۔۔۔ ایک بھر پھر اس نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں سڑھیوں کی طرف

منہ کیے اسے آواز لگائی یہ اس کی کوئی چھٹی پکار تھی پر اوپر والا بھی فل ڈھیٹائی کا مظاہرہ کیے اسے تپانے کے لیے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

بابا دیکھے نہ میں لیٹ ہو رہی ہو "روحی ویٹ کر رہی ہو گئی میرا۔۔۔۔۔درید کو نہ آتا دیکھ نوال نے اپنے سامنے صوفے پر بیٹھے اخبار پڑھتے امان صاحب کو متوجہ کیے روہانسی سی آواز میں اس کی شکایت لگائی۔۔۔۔۔

درید د د د "۔۔۔۔۔اپنی لاڈلی کو یوں پریشان ہوتے دیکھا انھوں نے اخبار نیچے کیے سڑھیوں کی طرف منہ کیے اتنی تیز آواز لگائی جو اوپر والے کو باخوبی سنائی پڑھ گئی ہو گی جبکہ نوال اب مطمین ہوتی بیٹھ گی کیونکہ اسے پتہ تھا اب تو پکا اس نے دو منٹ میں نیچے حاضری لگوانے آجانا تھا۔۔۔۔

اگیا ہوں یار اپ دونوں بھی ایک ساتھ ہی لگ جاتے ہیں "بندہ تیار ہوتے ہوئے ٹائم تو لگاتا ہے نہ۔۔۔۔۔۔آستینوں کے کف فولڈ کرتے وہ جھنجھلاتے لہجے میں بولتا سڑھیاں اتر رہا تھا اس کے یوں بیزار ہونے پر نوال نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

۔۔۔۔۔

ارے واہ ویر واپ تو بڑے ہینڈ سم لگ رہیں ہے۔۔۔۔۔۔اس کی تیاری پر ایک بھرپور نظر مارتی نوال ستائشی انداز میں آنکھوں کو مٹکائے بولی تو سامنے والے نے اپنی پہلے سے صیح کالر کو مزید درست کیا۔۔۔۔۔

میں تو چلو آج ہینڈ سم لگ ہی رہا ہوں "پر تم آج بھی مکرانن ہی لگ رہی ہوں ۔۔۔۔۔۔اس کے اتنے پیارے تیار ہونے کو بھی وہ اگنور کیے اسے چھیڑنے کی خاطر بولا اس کی اور مرحا کے کپڑوں سے لے کر ہر چیز میچینگ کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

جیسی بھی ہوں اپنے بابا کی تو جان ہوں "ہے نہ بابا۔۔۔۔۔۔درید کی بات پر وہ اتراتی ہوئی بولتی امان صاحب کے گرد اپنے بازو حمائل کرتی لاڈ سے پوچھنے لگی

۔۔۔۔

بالکل میرے بچے۔۔۔۔۔اس کے ماتھے کو چومتے انھوں نے شفقت سے بھرپور لہجے میں کہا تو وہ جتاتی نظروں سے درید کو دیکھنے لگی کہ اب بولو بچو میرے ساتھ ہائی کورٹ ہے۔۔۔۔۔۔

بابا کو مکھن آکر لگا لینا میں لیٹ ہو رہا ہوں۔۔۔۔اس کی چاپلوسی پر وہ اسے گھورتا ہوا کہتا باہر پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا جس پر وہ بھی اپنے بابا کا گال چومتی خدا حافظ کہتی اس کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! غم کی حدت سے کوہسار پگھلتے دیکھے۔۔۔۔انسان تو پھر انسان ہوا کرتے ہیں

یہ منظر ہے انجینیئرینگ یونی ورسٹی کے اوڈیٹوریم کا جہاں سفید اور سبز رنگ کا سیلاب امڈا یا تھا وسیع اوڈیٹوریم اس وقت اسٹوڈنٹس کی تعداد سے کھچا کھچ بھرا پڑا تھا ہر کوئی سفید اور سبز رنگ کے ملبوسات میں تھے۔اسٹیج کے بالکل سامنے پروفیسرز اور چیف گیٹس کے بیٹھنے کے لیے صوفے رکھے ہوئے تھے جن کے اگے رکھے چھوٹے چھوٹے میزوں پر پانی اور جوس کی بوتلوں کے ساتھ ٹیشوں پیپرز کے بوکس بھی پڑے تھے اسٹیج پر پاکستان بنتے وقت جو دشواریاں اور

قربانیاں ہمارے بزرگوں نے برداشت کی تھی اس پر اسٹوڈنٹس ٹیبلو پیش کر رہیں تھے۔ڈین کے ساتھ چیف گیسٹ میں لاہور کے ڈی ایس پی اور ایچ اوز بھی اپنی اپنی مخصوص نشستوں پر برجمان تھے۔۔۔۔۔۔

گائیز ایم گو گینگ"۔۔۔۔اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے انے والی جمائی کو روکتے اپنے ساتھیوں سے کہا وہ اب مزید یہ ڈرامہ نہیں دیکھ سکتا تھا" وہ چار شیطان ایک لائن میں بیٹھے تھے اور سامنے چلتے فنکشن کو دیکھتے بامشکل اپنی نیند بھاگا رہیں تھے اور اوپر سے وہ یونی کی چیپکو گالز جوان سے بات کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی وہ ایسے تیار ہو کر ائی تھی معنوں آزادی نہیں ان کی بارات ہو۔۔۔۔۔

لیٹس گو"۔۔۔۔ معتصم جواب بیٹھ بیٹھ کر اور اپنے پیٹ کے اندر اچھلتے کودتے چوہوں سے تھک چکا تھا اپنی نشست پر سے اٹھتا ان تینوں کو اشارہ کیے بولا جس پر وہ تینوں بھی عمل کیے کھڑے ہوئے وہ اب مزید اپنی بھوک کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

بیٹھو نیچے مجھے نظر نہیں آرہا"۔۔۔۔ عمیر جو بڑی دلجمعی سے سامنے ہوتا ڈرامہ دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کا فرسٹ ٹائم تھا یونی کے ایسے فنکشن میں تبھی ان چاروں کی شکلیں دیکھے بغیر جھنجھلاتے لہجے میں بولتا اپنی موت کو آواز دے گیا تھا اس کے تو ابھی بوبی والے پرانے زخم بھی تازہ تھے۔۔۔۔۔

ارے واہ چشمیش بڑے شوق سے دیکھ جا رہا ہے چل آ تجھے اسٹیج کے سامنے جو مہمان خصوصی بیٹھے ہے ان کے ساتھ بیٹھ کراتا ہوں تاکہ میرے ویر کو دیکھنے میں کوئی دکت پیش نہ ائے۔۔۔۔۔ وہ جو پہلے ہی کافی اکتایا ہوا تھا ایک نیند اور دوسرے اتنی بھگدڑ اور شور کی وجہ سے اپنے پیچھے ابھرنے والی آواز پر وہ جبڑے بھینچتا پیچھے مڑا پر سامنے سفید کرتے پاجامے پر گلے میں سبز چنری ڈالے سر پر لگے ایک کلو کے تیل کے ساتھ عمیر صاحب کافی اچھے لگ رہیں تھے اس کو دیکھتے فواد کے بھینچے جبڑے مدھم مسکراہٹ میں ڈھلے کہ چلو کچھ دیر کی تفریحی تو ملی۔۔۔۔۔

سر کیا لے گے ٹھنڈا یہ گرم"۔۔۔۔۔ فواد کی بات کو ہی کنٹینور کھے حارث سینے پر ہاتھ رکھے اس کی طرف قدرے جھکتے پوچھنے لگا جبکہ پیچھے وہ دونوں کھڑے مسکرا رہیں تھے کہ ان کے دوست کمال کے سیچویشن ارٹیسٹ تھے ایک کی بات کو کیسے کمبیٹینور کھنا ہے وہ کوئی ان سے سیکھے۔۔۔۔۔۔

ٹھنڈا" وہ گرمی ہے نہ۔۔۔۔۔۔ حارث کے اس قدرے فرمانبرداری سے پوچھنے پر وہ اپنی کالر ٹھیک کرتا خود کو مہمان خصوصی ہی سمجھتے بولا جبکہ آس پاس کے اسٹوڈنٹس شو چھوڑے ان کی باتیں اینجوائے کر رہیں تھے۔۔۔۔۔

اووہو سر کو گرمی لگ رہی" ارے بھی کوئی اے سی چلا دے۔۔۔۔۔۔ اپنی جیب سے ٹشو نکالے وہ اس کے ماتھے پر ائے تیل پلس پسینے کو صاف کرتا ارد گرد نظریں دوڑاتے بولا تو اسٹوڈنٹس کی دبی دبی ہنسی نکلی۔۔۔۔۔۔

سر اپ ٹھنڈا یہاں لے گے کے باہر۔۔۔۔اب کی بار درید حارث کے کندھے پر ہاتھ رکھتا آئیبر و چڑھائے پوچھنے لگا تو باقی سب کی رو کی گئی ہنسی فضا میں بلند ہوئی تو وہ جوان کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا پل میں سٹپٹا یا

۔۔۔۔۔۔۔

وائے آر یو اسٹینڈ ینگ گائیز"۔۔۔۔۔۔ فنکشن کی ساری ار ینجمینٹسسم کرنے والے ان کے پروفیسر غفور احمد ان چاروں کو یوں لائن میں کھڑے دیکھ پوچھنے لگے وہ بہت اچھے سے جانتے تھے ان کی حرکتوں کو۔۔۔۔۔

پروفیسر 'یہ نیو ائیر اسٹوڈنٹ کو گرمی لگ رہی تھی تو ہمیں کہنے لگا کے ڈی ایس پی کے اگے سے کوک کا کین اٹھا کر لا دو" ہم تو بس اسے مینرز سیکھا رہیں تھے ۔۔۔۔فواد منہ پر حد درجہ معصومیت (جو صرف نام کی ہی ہوتی تھی) سجائے عمیر کی طرف اشارہ کرتے بولا جیسے واقعی ہی اس نے خدمت خلق کا ٹھیکا اپنے

ناتواں کندھوں پر اٹھار کھا ہو۔ جبکہ عمیر ان کے جھوٹ پر ہکا بکا کھڑا ان چاروں کو دیکھ رہا تھا جو کہ سنجیدہ سے کھڑے تھے۔۔۔۔

ہیے یو گیٹ آوٹ فروم ہیر "۔۔۔۔۔ فواد کی بات پر یقین کرتے وہ گھورتی ہوئی آنکھوں سے عمیر کو انگلی کی مدد سے باہر نکل جانے کا بولے تو سب کے سامنے اپنی انسلٹ پر وہ لال منہ لیے باہر کی طرف قدم بڑھا گیا تو وہ چاروں بھی مسکراتے ہوئے واپس بیٹھ گیے جانا تو انھوں نے بھی باہر ہی تھا پر وفیسر غفور کی نظروں کا ارتکاز اس وقت وہی چاروں تھے تبھی بیٹھنے میں ہی انھوں نے اپنی عافیت جانی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جہنم ہو کہ جنت ، جو بھی ہو گا، فیصلہ ہو گا۔۔۔۔۔ یہ کیا کم ہے کہ ہمارا اور اس کا سامنا ہو گا!

بڑا اساوسیع حال سفید سبز جھنڈیوں اور غباروں سے سجا ہوا تھا لڑکے لڑکیاں کچھ اسٹیج پر اپنی پرفورمینس دے رہیں تھے جبکہ کچھ بیک اسٹیج کھڑے اپنی ریہرسل کرتے اپنی باری کے انتظار میں تھے ملی نغمے، ٹیبلو، ڈرامہ، اسپیچ سب میں اسٹوڈنٹس کا جوش قابل دید تھا۔۔۔۔اب ہم مشہور ملی نغمہ "پاکستان زندہ باد" کو پیش کرنے کے لیے اسٹیج پر دعوت دیتے ہیں اپنی یونی کے لائق وفائق اسٹوڈنٹ عبدالرفع کو کے وہ اۓ اور اپنی خوبصورت آواز میں اپنے وطن کو خراج عقیدت پیش کرے"۔۔۔۔۔۔ڈائس کے پیچھے کھڑی ایک فیمل ٹیچر مائیک میں اپنی دلکش آواز میں بولتی اسے اسٹیج پر انے کی دعوت دے رہی تھی جو پردے کے پیچھے کھڑا نروس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

ڈرنا نہیں میرے شیر 'اسٹیج پر آگ لگا دینا"۔۔۔۔۔۔تالیوں کے شور میں اسٹیج پر اتے نروس سے ہوتے رافع کو دیکھتے داؤد اپنی نشست سے کھڑا ہوئے منہ پر

دونوں ہاتھوں کو گول شیپ کی صورت میں رکھتے تیز آواز میں چیختا اسے چیراپ کرنے کو بولا جبکہ اس کی آواز پر آگے بیٹھے سبھی ہی لوگوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا تھا

وہ شیر تو تب بنے گا جب تو اپنی زبان بند کرئے گا"-----ٹیچرز اور اسٹوڈنٹس کی اپنی طرف اٹھتی نظروں سے حیدر سٹپٹائے پیچھے سے داؤد کی کرتے کو پکڑ کر کھینچتا اسے کرسی پر بیٹھائے بولا تو وہ غصے سے اپنے کرتے کو صیح کرتا نظریں اسٹیج پر کھڑے رافع پر ٹیکا گیا جو اپنا نغمہ شروع کرنے لگا تھا----

دل کی ہمت وطن،

اپنا جذبہ وطن من کی سچی لگن،

سیدھا راستہ وطن کھائی ہے یہ قسم،

کھائی ہے باخدا اسن لے دشمن کوئی،

یہ وطن ہے سدا

" ہر دل کی آواز " دل دل کی آواز پاکستان زندہ باد

' پاکستان زندہ باد پاکستان زندہ باد

پاکستان زندہ باد

رافع کی بھاری اور دلکش آواز نے ماحول کو چار چاند لگا دئے تھے اسٹوڈنٹس سب اس کے ساتھ لہک لہک گاتے اس کے حوصلے کو مزید بڑھا رہیں تھے پیچھے چلتی بیٹ پر مائیک میں گونجتی اس کی مردانہ آواز سب کے اندر جوش وولولہ پیدا کر رہی تھی " جبکہ وہ دونوں ابھی تک شاک کی حالت میں پھٹی پھٹی نظروں سے اسٹیج پر مائیک ہاتھ میں پکڑے رافع کو دیکھ رہیں تھے کے یہ ہیڈن ٹیلینٹ بھی تھا ان کے یار میں اور وہ کتنے سالوں سے بے خبر تھے کیونکہ اس نے کبھی اس پہلے بتانا تو دور کبھی ایک لائن بھی نہیں گنگنائی تھی اور اب بھی اگر ان کی کلاس ٹیچر کلاس کو فورس نہ کرتی تو وہ اس کی اتنی پیاری آواز کو شاید کبھی نہ سن سکتے

ایک آغاز کی،

داستاں ہم سبھی ایک ہی اپنا گھر،

پاسباں ہم سبھی ایک ہی سوچ ہے،

! ایک پہچان ہے اے

وطن سب سے اوپر تیرا نام ہے کھائی ہے یہ قسم،

کھائی ہے باخدا سن لے دشمن کوئی،

" یہ وطن ہے سدا ہر دل کی آواز

" دل دل کی آواز پاکستان زندہ باد

" پاکستان زندہ باد پاکستان زندہ باد

پاکستان زندہ باد

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہو گلہ کسی سے کیوں اپنی مات کا ہی جب۔۔۔۔ شہہ جو دلا دیں وہ اپنے ہی تو مہرے ہیں

گرمی کی حدت اب زور پکڑ چکی تھی سفید سی دھوپ دیکھنے میں تو نہیں لگ رہی تھی کے باہر گرمی ہے مگر جو بیچارے روزی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے پسینے سے شر بور جسم لیے مزدوری کر رہیں تھے آفس میں اے سی میں بیٹھے لوگ ان کا مقابل نہیں کر سکتے تھے لاہور کے فینس ریسٹورنٹ پلس کوفی شوپ میں اس وقت کم ہی لوگ موجود تھے کچھ لنچ کرنے والے جبکہ کچھ کوفی کریزی فین جو اس قدر گرمی میں بھی کوئی بلیک کوفی تو کوئی کولڈ کوفی پیتے نظر ارہیں تھے " قدرے خالی پڑے ائیرے میں دور ایک ٹیبل پر اس وقت کوئی چار سوٹ بوڈ میں لوگ بیٹھے تھے جہاں ان کے ٹیبل پر ویئٹر ان کا آڈر سرو کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

دیکھے مسٹر آغا ہمیں اپ کے آئیڈیز تو بہت پسند ائے ہیں پر "ڈی اے کمپنی اپ کے ریٹس سے کم ریٹس میں بھی یہ پروجکیٹ کرنے کو تیار ہیں 'تو اگر اپ پشاور

والے ٹینڈر ہماری کمپنی کو پاس کر دے تو یہ کروڑوں کے پروجیکٹس اپ کے

۔۔۔۔۔ایک درمیانی عمر کے بلیک تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے شخص نے

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اپنے بالکل سامنے بیٹھے آغا فارذ کی طرف دیکھتے مدھم سی

مسکراہٹ لبوں پر سجائے اپنے دوغلی پولیسی اپلائے کیے کہا تو مقابل نے اس کے

لالچ پرستانہ انداز میں آئیبرو اچکائے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

پہلی بات مسٹر کاظمی کہ آغا انڈسٹری کے پروجیکٹس اور آئیڈز کو کوئی بھی

انڈسٹری بیٹ نہیں کر سکتی پھر چاہے وہ یہ کوئی بھی سستی سی ڈے اے کمپنی ہی

کیوں نہ ہو اور دوسری بات ہمارے ریٹس اور ہماری قابلیت پر جنھیں یقین ہے وہ

یوں ریٹس اوپر نیچے کروانے کے لیے اس طرح کا کوئی لنچ یا ڈنر آرینج نہیں کرتے

"اور تیسری اور اہم بات کے آغا فارذ کسی بھی ایرے غیرے بندے کی وجہ سے

اپنے کسی اصول کو نہیں توڑتا۔۔۔۔

یہ پروجیکٹس اپ کی اور اپکی کمپنی کی قسمت بدل سکتے ہیں کرڑوڑوں کے پروجیکٹس بننے کے بعد اربوں میں بیکے گے "اور اس کے بدلے ہم اپ سے مانگ ہی کیا رہیں ہے ایک معمولی سی کوئلے کی کان کا پروجیکٹ۔۔۔۔۔آغا فارز کے یوں منہ پر ہی بے عزت کرنے پر وہ شخص بھینچے جبڑوں کے ساتھ بولا اسے تو پہلے ہی سامنے بیٹھا شخص ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور اب بھی اگر یہ قیمتی پروجیکٹ اس کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو وہ اس کے سامنے بیٹھے یوں سن نہ رہا ہوتا۔۔۔۔۔

اپ اپنے یہ کرڑوڑوں کے پروجیکٹس کسی اور کو دے دے کیونکہ "افسوس کے ساتھ میں یہ پروجیکٹ پہلے ہی نوشیرواں انڈسٹری کو پاس کر چکا ہوں۔۔۔۔۔۔ مسٹر کاظمی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ مصنوعی افسردگی چہرے پہ سجائے بولے اور اپنی کہی گئی بات پر ان کی متحیر ہوتی رنگت کو انجوائے کرتے میز پہ رکھے کولڈ کوفی کے مگ کو اٹھائے لبوں سے لگا گیے۔۔۔۔۔۔

آپ ہمارے ساتھ یوں نہیں کر سکتے اس ٹینڈر پر صرف و صرف ہمارا حق تھا"
اگر اپ چاہے تو میں منہ مانگی!!!۔۔۔۔۔۔دونوں کہینوں کو ٹیبل پر ٹیکائے وہ
قدرے ان کی طرف جھکتے بولتے مقابل کو لالچ دینے لگے کیونکہ انہیں کسی بھی
قیمت پر یہ اربوں کا پروجیکٹ حاصل کرنا تھا۔پر سامنے والے کی بات مکمل
ہونے سے پہلے وہ اس کی بات کاٹتے دھڑے۔۔۔۔۔

اپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے رشوت دینے کے بارے میں سوچنے کی بھی"اپ
مجھے ایک مشہور بزنیس ٹائیکون آغا فارز کو رشوت دینے کے جرم جیل بھی
جا سکتے ہیں یہاں جہاں اپ بیٹھے ہے نہ یہاں بھی کیمرز موجود ہے جن میں اپ
کی رشوت دینے والی بات باخوبی سنی جا سکتی ہے اور اگر میں چاہو نہ ایک سیکنڈ میں
اپ کو جیل بھی بھجوا سکتا ہوں۔۔۔۔
کاظمی صاحب کی پیسوں کی بات پر وہ دونوں ہاتھوں کو ٹیبل پر مارتے بھینچے
جبڑے اور سرخ چہرے لیے غصے سے بولے بلند آواز کا خیال نہیں رکھا تھا جس
کی وجہ سے ارد گرد اکا دکا بیٹھے لوگ ان کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے۔۔۔۔

دیکھئے مسٹر "۔۔۔۔۔ سامنے والے کے چہرے پر چھائی سنجید گی اور غصے کو دیکھ وہ نرم لہجا کیے بولنے کی کوشش کرنے لگے کیونکہ سامنے والا ان کی کے لیے سونے کی چابی تھی وہ کسی طور اسے کھونا نہیں چاہتے تھے۔۔۔۔

اپ نے غلطی کر دی مجھے رشوت کا جھانسا دے کر کیونکہ شاید اپ کو پتہ نہیں ہے آغا فارذا اپنے اصولوں کا پکا ہے اب اپ کی کمپنی کو ایک کوئلے کی کان کیا 'اب ایک معمولی سے روڈ کا بھی ٹینڈر آغا فارذ اپ کو لینے دے دوں تو بات کریئے گا۔۔۔۔ بھینچے جبڑوں کے ساتھ وہ ایک ایک لفظ پر خاصا زور ڈالتے کرسی سے کھڑے ہوئے بولے غصے سے ماتھے کی اور گردن کی نسیں ابھر رہی تھی انھیں کھڑے ہوتے دیکھ کاظمی صاحب بھی اپنی نشست سے اٹھے اور ان کے ساتھ ان کا سیکڑی بھی۔۔۔

چلو ہارون۔۔۔۔ کوٹ کا بٹن لگائے وہ ایک قہر برساتی نظر شاک کی کیفیت میں کھڑے کاظمی صاحب کو دیکھتے اپنے سیکٹری کو بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر کی طرف بڑھے تو ہارون بھی پروجیکٹ فائل سینے سے لگائے ان کے پیچھے بھاگا۔۔۔۔۔

اپنے کیئے پر تم بہت پچھتاؤ گے آغا فارز "۔۔۔۔۔۔ان کی چوڑی پشت کو وہ دیکھتے بڑ بڑایا کالی آنکھیں اپنی انسلٹ پر سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عکس چننے میں عمر گزری ہے۔۔۔۔ایسا ٹوٹا ہے آئینہ مجھ سے

آؤ آؤ پریزیڈینٹ صاحبہ ہو گی تمہاری کیمپین۔۔۔۔۔ مرحا کو تھکے ہارے اپنی طرف اتے دیکھ نوال اس کی بکھری حالت پر طنزیہ بولی وہ صبح سے ٹیچرز کے

ساتھ فنکشن کے کام سنبھال رہی تھی جو گھر میں ایک گلاس پانی خود اٹھ کر نہیں پیتی تھی یہاں ادھر سے اودھر کام کرتی گھن چکر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

ہائے نوی یہ ٹیچرز بھی نہ ہم معصوموں کو کوئی روبوٹ سمجھتی ہے کہ ایک کام ہوا نہیں تو دوسرا لا کر سر پر پھینک دیتی ہیں ذرا ترس نہیں اتا انھیں ہم پر۔۔۔۔ وہ گرواں ڈ میں اس کے قریب ہی گھاس پر بیٹھتی تھکن سے چور لہجے میں بولی اور ساتھ ہی پاؤں کو اسنیکرز سے آزاد کیا۔ شادابی بھرے چہرے پر حد درجہ تھکاوٹ کے اثار نظر ارہیں تھے۔۔۔

تو اور پوری کلاس میں کسی ایک کو چن کر پریزیڈنٹ بناتی ہے اور بعد میں اسے کلاس کے کم اور اپنے کاموں کے لیے زیادہ خجل کرتی ہے " تمہیں ہی شوق تھا خدمت خلق کا اب بھگتو۔۔۔۔۔ اس کے صبح تک جوراپیزنل کی طرح خوبصورت طرح سے بال سجائے ہوئے تھے اب وہ چڑیا کا گھونسلا معلوم ہو رہیں

تھے جسے دیکھتے نوال اس کے پیچھے اتی اس کے بال کھولتی اسے جھڑ کنے لگی

اب تو پاؤں میں ذرا ہمت نہیں ہے کہ گیٹ سے کار تک بھی چلے جائے "کیا تم ہمیں کار تک چھوڑ آؤں گی ۔۔۔۔پاؤں کو سیدھ میں پھیلاتی وہ اپنا وزن آہستہ آہستہ پیچھے بیٹھی نوال پر ڈالتے پوچھنے لگی اس جیسی نازک مزاج لڑکی کہاں اتنی محنت کا کام کر سکتی تھی اور اگر اس کی یہ حالت گھر کا کوئی فرد دیکھا لیتا تو کالج والوں کی شامت آجاتی اور آغا ابراہیم تو ویسے بھی اس کالج کے ٹرسٹی تھے اگر انھیں بھنک بھی پڑ جاتی کہ ان کی لاڈلی بھانجی سے یوں کام کروائے گیے ہیں تو وہ ٹیچرز تو پہلی فرصت میں کالج سے نکلوا دی جاتی جنھوں نے مرحا یوسف پر حکم چلایا تھا۔۔۔۔

ہاں چھوڑ آؤ گی پہلے صیح سے ہو کر تو بیٹھو"۔۔۔۔۔نوال اس کے بالوں کو رف سے جوڑے میں مقید کرتی ساتھ اسے اگے کی طرف دھکیلتی بولی تو وہ جواب سارا وزن ہی اس پر ڈال گئی تھی فورا سے سید ھی ہوئی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سمجھتا کیا ہے تو دیوانہ گان عشق کو زاہد۔۔۔۔۔یہ ہو جائیں گے جس جانب، اسی جانب خدا ہو گا !

چلو یار کیفٹیریا چلتے ہیں۔۔۔۔۔وہ چاروں بمشکل پروفیسر غفور کی چیل جیسی نگاہوں سے بچ کر باہر اۓ تو سب سے پہلی نظر گروانڈ پہ پڑی جہاں جتنے اندر آوڈیٹوریم میں اسٹوڈنٹس موجود تھے اس سے زیادہ یہاں باہر چلتے پھرتے نظر ارہیں تھے دو بج رہیں تھے اور ابھی بھی فنکشن چل رہا تھا تبھی اسٹوڈنٹس یونی

کیفٹیریا میں بیٹھے پیٹ پوجا کر رہیں تھے ان کو کھاتا دیکھ حارث کی بھی بھوک چمکی تو وہ اپنے ساتھ چلتے ان تینوں کو مخاطب کئے بولا۔۔۔۔

ہاں بہت بھوک لگ رہی ہے "لیٹس گو۔۔۔۔ حارث کی بات سنتے معتصم کی بھی بھوک ایک بار پھر جاگ اٹھی اور وہ حارث کے کیفیٹیریا کی طرف بڑھتے قدموں کے ہمقدم ہوا جبکہ وہ دونوں پیچھے تھے "بوٹم گرین کلر کی ڈریس پینٹ پر ان چاروں نے سفید سلک کی شرٹس پہن رکھی تھی جن کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے ایک جیسی گھڑی اور جوتے پہنے وہ چاروں بلا کے ہینڈسم لگ رہیں تھے کہ پوری یونی کی لڑکیوں کی نگاہوں کا مرکز بس وہی چار تھے۔۔۔۔

ہائے آغا'۔۔۔ وہ دونوں ان کے پیچھے ہی تھے جب عقب سے اتی کسی نسوانی آواز پر ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں ان کی کلاس فیلو اریبہ کھڑی تھی وائٹ پینٹ پر گرین شرٹ پہنے بال کمر پر پھیلائے تیز میک اپ کے ساتھ لبوں پر مسکراہٹ سجائے وہ آغا فواد کی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔

اٹس آغا فواد نوٹ آغا" آغا صرف مجھے میرے اپنے کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔اسے اپنا نام اتنا بے تکلفانہ انداز میں لیتے دیکھ وہ سرد سے لہجے میں گویا ہوا اس کے اتنے میک اپ کو دیکھتے اسے کراہیت محسوس ہوئی تھی اس کی تائیس سالا زندگی میں اس نے کبھی اتنا میک اپ ایک ساتھ نہیں دیکھا تھا جتنا سامنے والی نے ایک دن میں ہی اپنے منہ پر تھوپ رکھا تھا کیونکہ ان کے گھر کی لیڈیز تو ایک طرف اس نے کبھی مرحا کے بھی لیپسٹک کے علاوہ کچھ لگا نہ دیکھا تھا اور اب یہاں یونی میں اسے ایک سے ایک نمونے نظر اتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

تو میں بھی تو تمہاری دوست ہی ہوں۔۔۔۔۔وہ اس کے یوں بولنے کا بھی برا منائے بغیر ڈھیٹائی سی مسکراتی اس کے قریب ہوئی ایک ادا سے بولی اگر کوئی اور ہوتا تو فورا اس کے عشق میں مبتلہ ہو جاتا مگر مقابل کوئی دل پھینک عاشق نہیں بلکہ آغا فواد تھا جسے لڑکیوں میں رتی برابر بھی انٹرسٹ نہیں تھا" اس سے پہلے وہ اس کے زیادہ قریب اتی درید کو فواد کے سامنے اتا دیکھا بے سختا دو قدم پیچھے ہوئی

۔۔۔۔۔۔

اس کے دوست صرف ہم ہے تو اس لیے اس سے سوفٹ کی دوری پر رہو ورنہ

مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔اریبہ کے یوں فری ہونے پر وہ بھینچے بھینچے

جبڑوں کے ساتھ بولا' جیسے انساں محبت میں شراکت داری برداشت نہیں

کر سکتا ویسے ہی وہ چاروں اپنی ایک دوسرے کو لے کر اوور پوزیسیو یاری میں

کسی پانچواں کا وجود برداشت نہیں کر سکتے تھے کالج لائف سے لے کر اب تک

وہ صرف ایک دوسرے کے ہی دوست تھے انھیں کسی دوسرے سے دوستی

کرنے کی بالکل چاہ نہیں تھی۔۔۔۔

کم آغا"۔۔۔۔فواد کا ہاتھ پکڑے وہ ایک جتاتی نظر اریبہ پر ڈالے کیفیٹریا کی

جانب بڑھا جہاں وہ دونوں بو کھڑ آڈر دے ان کے منتظر تھے۔۔۔

کہاں رہے گیے تھے تم دونوں۔۔۔۔۔ان دونوں کو اتا دیکھ معتصم ان کے دیر

سے انے کا سبب پوچھنے لگا کہ تبھی وہاں کام کرتا لڑکا ان کا آڈر لے کر آتا ٹیبل پر

سرو کرنے لگا۔۔۔۔

وہ چیپکواریبہ مل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔درید نخوت سے بولتا کرسی دھکیلنے لگااس کے ساتھ ہی فواد بھی چیئر کھسکاتا بیٹھاوہ چاروں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔۔۔۔۔۔

ایک تو یہ امیر پاپا کی پری نہ یونی ورسٹی صرف اس لیے اتی ہے کہ روز اچھے سے کپڑے پہن کر منہ پر دو کلو کا میک اپ تھوپ کر بندریاں بنے لڑکوں کے پیچھے اچھلتی پھیروں۔۔۔۔۔اپنے زنگر برگر کی پلیٹ اپنی طرف کھسکاتے حارث بھی درید کی بات پر چیڑتا بولا انھیں لڑکیوں کی ذات میں ذرا دلچسپی نہیں تھی گالر فرینڈ بنانا تو دور" وہ چاروں دوست ہی گالز الرجک تھے۔۔۔۔۔

آغا"۔۔۔۔۔وہ جو باتوں کو چھوڑے اپنا پورا فوکس صرف ہاتھ میں پکڑے برگر پر کیے کھانے میں مصروف تھا حارث کی اتنی سنجید گی بھری آواز پر برگر سے نظریں اٹھائے تعجب سے اسے دیکھا اس کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی متوجہ ہوئے۔۔۔۔۔

چیونٹی"۔۔۔۔۔اس نے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ سجائے آنکھ کا اشارہ ان کے ٹیبل کی اوپوزیٹ روکی طرف کیا تو اس کے ساتھ ساتھ ان تینوں نے بھی

نظر چوتھے نمبر کے ٹیبل پر ماری جہاں دو لڑکیاں بیٹھی تھی ان میں سے ایک وہ تین بال والی چیونٹی کی فین بھی تھی اس کا صرف سائیڈ پوز ہی انھیں نظر آ رہا تھا مگر حارث کی نظر عقاب جیسی تیز تھی سالا سائیڈ پوز سے بھی اسے پہچان گیا تھا

چشمش سے تو کر لی تفریح اب چیونٹی سے بھی حال احوال کر لے "آخر کو سنئیرز کے بھی کچھ فرائض ہوتے ہیں۔۔۔ فواد آدھ بچے برگر کو واپس پلیٹ میں رکھتے ٹشو سے ہاتھ اور لب صاف کرتا کرسی سے اٹھتے معنی خیزی سے مسکراتے بولا اور ساتھ ان تینوں کو بھی کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ حارث اور درید جو کے جلدی ہی اپنی پلیٹ خاتم کر چکے تھے اپنی اپنی جگہ سے اٹھے مگر معتصم کا برگر ابھی آدھا تھا۔۔۔۔

بروتم لوگ جاؤ میں ذرا یہ فنیش کر لوں "رزق کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہی بہت گناہ ملتا ہے۔۔۔۔ فواد کی پلیٹ میں رکھا آدھا بچا برگر اٹھائے اپنی پلیٹ میں ڈالتے معتصم نے سمجھداری کا مظاہرہ کیے کہا تو ان تینوں نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔

چل اوندیدے وہاں جا کے کھالیو کونسا وہ چیونٹی تجھ سے چھین لے گی۔۔۔۔

اس بھکڑ کا ندیدہ پن دیکھتے درید بازو سے پکڑے اسے زبردستی کھڑا کیے بولا تو اس نے ایک ہاتھ میں اپنی پلیٹ اٹھائی۔۔۔۔

تجھے دیکھ کر کہی سے لگتا نہیں ہے کہ تو شاہوں کی اولاد ہے۔۔۔۔اس کو یوں برگر کی پلیٹ اٹھاتے دیکھ فواد ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالے طنزیہ بولا اور قدم اس ٹیبل کی طرف بڑھائے۔۔۔

ابے چھوڑ سالے کیچپ رہے گئی میری۔۔۔درید کے ہاتھ سے زبردستی وہ اپنا بازو چھڑواتا بولا اور ٹیبل پر سے کیچپ کا سا شیشے اٹھایا جس پر وہ تینوں سر تاسف میں ہلا کے رہے گے وہ اتنے بڑے خاندان سے ہونے کے باوجود کھانے کی چیزوں کو دیکھ کر یوں آپے سے باہر ہوتا تھا معنوں پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں

۔۔۔۔۔

وہ چاروں ٹیبل پہ پہنچتے جا کر اس کے عقب میں کھڑے ہوئے ایسے کے وہ انہیں دیکھ نہیں سکتی پر جو اس کے مقابل لڑکی بیٹھی تھی وہ باخوبی انھیں دیکھ سکتی تھی۔اسے خود کی طرف دیکھتے درید نے آنکھ کے اشارے سے وہاں سے جانے کا

کہا"اوکے بائے پھر ملے گے" وہ لڑکی یونی ورسٹی کے فیمس گینگ کو یوں سامنے دیکھ ہڑ بڑاتے ہوئے بولتی جلدی سے اپنا بیگ اٹھائے مقابل کی کوئی بات سنے بغیر وہاں سے بھاگ گئ" اسے کیا ہوا 'وہ اسے یوں جاتا دیکھ حیرانی سے بولی کے اچانک ان چاروں کو اپنے پیچھے سے نکل کر سامنے اتا دیکھ وہ چونکی۔۔۔

ہیلو چیونٹی"ہاؤ آر یو۔۔۔۔۔۔اسے خود کی جانب پریشانی سے تکتا دیکھا حارث دوستانہ انداز میں پوچھتا اس کے سامنے والی کرسی سنمبھال گیا جیسے ان کی دوستی کو نہ جانے کتنا ٹائم ہو گیا ہو۔اس کے ساتھ فواد بیٹھا جبکہ معتصم حارث کے پیچھے اور درید فودا کے گلے میں بانہیں ڈالے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

ہم نے سوچا ہم سنئیر ز ہے تو کچھ ذمہ داریاں ہماری بھی بنتی ہے"بس اس لیے ہی جو ئیز ز کو آزادی وش کرتے پھر رہیں تھے" بائے داوئے آزادی مبارک چیونٹی۔۔۔۔۔۔فواد نے گہری نظر اس کے سفید حجاب کے ہالے میں مقید چہرے پر ڈالتے کہا جو یوں انکی اچانک آمد پر قدرے پریشان تھا وہ پاؤں تک اتی سفید فراک میں ملبوس تھی اور سبز رنگ کا ڈوپٹہ شانے پر تھا جبکہ چہرے کے گرد حجاب بھی سفید ہی تھا۔۔۔۔

میرا نام چیونٹی" نہیں ہے۔۔۔۔۔انھیں بار بار چیونٹی کی گردان کرتے دیکھ وہ آخر میں تھوڑا خفا سے لہجے میں بولی جبکہ وہ معصوم جانتی نہیں تھی ان کی چالا کی کو وہ محض اس کا نام جاننے کے لیے ہی تو اسے چیونٹی کہہ رہیں تھے اس ہی دوران معتصم موقع پاتا وہاں برابر میں ہی رکھے ٹیبل پر بیٹھتا اپنا فوڈ وہی سے کنٹینو کر گیا جہاں سے چھوڑا تھا۔۔۔۔

اچھا پھر کیا ہے"۔۔۔۔۔اس بار فواد کے گلے میں بازو ڈالے درید نے سوالیہ انداز لیے پوچھا جبکہ دو نظریں تو صرف اس کے چمکتے چہرے پر ٹکی تھی میک اپ سے عاری صاف و شفاف وہ چہرہ ضرورت سے زیادہ چمکدار تھا۔۔۔۔۔

حِ'حور۔۔۔۔۔۔ان چاروں کی بے باک نظروں سے وہ ہچکچائے بولی جو اسے یوں گھور کر دیکھ رہیں تھے جیسے اسے دیکھنے پر انھیں پیسے ملنے ہو۔۔۔۔

جنت کی حور"۔۔۔۔اس کا نام سنتے بے اختیار حارث کے منہ سے پھسلا جس پر پاس بیٹھے فواد نے اس کے پیٹ میں کہنی مارتے اسے اپنا منہ بند رکھنے کہا تو وہ فورا اپنے لب دبا گیا۔۔۔۔۔

جی '۔۔۔۔وہ جو اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھ پائی تھی نا سمجھ نظروں سے اس کی طرف دیکھتی پوچھنے لگی اسے ان ویل ایجوکیٹڈ، ویل مینرڈ، ڈیشنگ ٹال اینڈ ہینڈسم اور ویل ڈریسنگ کیے ان یونانی دیوتاؤں میں سے نا جانے کیوں ہولی وڈ کے ہیروز والی فیلینگز آ رہی تھی اور اوپر سے ان کے لہجے میں انگلش کا ایکسنٹ کمال کا تھا یونہی تو نہیں پوری یونی کی لڑکیاں ان کی دیوانی تھی۔۔۔۔

تم نے کہا تھا تمہیں کوکینگ اتی ہے۔۔۔۔اسے حارث کی طرف دیکھتا پا کر فواد نے اسے مخاطب کرتے پوچھا جس پر وہ اپنا سر ہاں میں ہلا گئی وہ بری طریقے سے نروس ہو رہی تھی ان کی بے باک اور گہری نظروں سے۔گھبراہٹ سے ہتھلیاں نم ہونے لگی تھی۔۔۔۔

دیکھو تم نے اس دن اپنا ٹاسک صیح سے پورا نہیں کیا تھا تو تمہیں اب اپنا ٹاسک مکمل کرنا پڑھے گا" تم نے کہا تھا مجھے کوکینگ اتی ہے تو اب تمہارا چیلینج یہ ہی کے تم گھر سے کچھ اچھا بنا کر لاؤ ہمارے لیے سمجھی '۔۔۔۔اس کے سر ہلانے پر وہ اسے پچھلی ملاقات کا حوالہ دیتے اب اسے ایک نیا ٹاسک دے رہیں تھے جو وہ باآسانی کر سکتی تھی۔۔۔۔

کیا' بنانا ہے۔۔۔۔۔ مقابل کی خود پر ٹیکی نظروں سے گھبراتی وہ نیچے منہ کیے اپنی انگلیاں مڑوڑتے پوچھنے لگی اس نے یہاں انے سے پہلے کبھی کسی لڑکے سے یوں اکیلے گفتگو نہیں کی تھی اوراب تو سامنے ایک نہیں بلکہ چار چار تھے اور وہ بھی اس قدر کے ہینڈ سم وہ تو ان کی پر سنیلٹی کے اگے ہی زیر ہو گی تھی کجا کے وہ ان کے سامنے کوئی بات یا اجتاج کرتی اس سے توصیح سے بولا بھی نہیں جارہا تھا

۔۔۔۔

کچھ بھی اچھا سا۔۔۔۔۔ اس کے یوں گھبرانے اور پریشان ہونے پر وہ بات اس پر ڈالتا کھڑا ہوا تو ایکدم وہ بھی احترامِ کھڑی ہوئی اس کی اس حرکت پر وہ چاروں لب دبائے مسکائے اور بغیر اسے مزید تنگ کیے اپنی مغرورنہ اور وجاہت سے بھرپور چال چلتے وہاں سے چلتے بنے۔ حور کی نظروں نے دور تک ان چاروں کی پشت کو گھورا تھا" پیچھے ہی پڑ گیے ہے یہ مغرور ہیروز" وہ صرف خود تک محدود آواز میں ہی بڑبڑائی یہ سب وہ ان کے سامنے بولنے کی کہاں ہمت رکھتی تھی

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کہ تجھے کیا خبر میرے ہمسفر، میں بکھر گیا کدھر کدھر۔۔۔۔۔۔جو ہو سکے تو مجھے پھر بنا، میری ساری خاک سمیٹ کر

دری بھیا کہاں ہے آپ، کب سے ویٹ کر رہی ہوں میں۔۔۔۔۔۔وہ کالج کے گیٹ کے پاس کھڑی روڈ پر نظریں دوڑاتی جھنجھلاہٹ سے بولی تو دوسری طرف فون پر موجود شخص نے کچھ کہا جس پر وہ یونہی غصے کے تاثرارت سے سر ہلائے فون کھٹک سے بند کرتی واپس بینچ کی طرف ائی۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا!۔۔۔۔۔۔گیٹ کے قریب بنی سیمنٹ کی ویٹنگ بینچ پر بیٹھی مرحانوال کو یوں فکر مند ہوتے دیکھ پوچھنے لگی ان کا اوف آدھے گھنٹے پہلے ہی ہو چکا تھا اور تقریبا سارا ہی کالج خالی ہو گیا تھا بس کچھ ہی گالز موجود تھی جنھیں لینے والے ابھی تک ائے نہیں تھے دری بھی آج تھوڑا لیٹ ہو گیا تھا تبھی وہ یوں پریشان تھی لینے تو روحی کو بھی ابھی کوئی نہیں ایا تھا پر وہ ریلیکس سی بینچ پر بیٹھی موبائل یوز کر رہی تھی۔۔۔۔۔

کہہ رہیں گاڑی کا ٹائیر پنچر ہو گیا تھا بس آ رہیں ہے۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ ہی بینچ پر بیٹھتی وہ درید کے لیٹ انے کا سبب بتانے لگی ساتھ اپنے بیگ سے چپس کا پیکٹ نکال کر کھولتے مرحا کی طرف بڑھایا۔۔۔

ہم نے تو پہلے ہی کہاں تھا 'تم خوامخواہ ہی ٹیشن لے رہی تھی۔۔۔۔ چپس کے بڑھائے پیکٹ میں سے چپس نکال کر وہ منہ میں رکھتی نوال کے اتنی سی بات پر پریشان ہونے پر بولی جس پر وہ تائید بھرا سر ہلاتی چپس کھانے لگی وہ اب قدرے پرسکون ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں کون لینے ائے گا۔۔۔۔۔ادر گرد نظریں دوڑاتے اچانک نوال کو یاد ایا کے روحی کو لینے بھی کوئی نہیں ایا تھا ابھی تک تبھی موبائل میں گم مرحا کو دیکھتے اس نے پوچھا کیونکہ آج پہلی بار ہی وہ یوں اس کے ساتھ بیٹھی انتظار کر رہی تھی ورنہ اس کے تراب بھیا اور آغا جان نے کبھی اسے یوں انتظار کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا اور تو اور اس کے اکرم چچا (ڈرائیور) بھی چھٹی سے پہلے ہی آجایا کرتے تھے۔۔۔۔۔

کدو'۔۔۔۔۔۔انسٹا گرام کی ریل کو اسکرول کرتی وہ مختصر سا بولی ساتھ ہاتھ بڑھا کر اس کے چپس کے پیکٹ میں سے چپس نکال کر منہ میں ڈال گئی۔۔۔۔۔

تو اسے فون کر کے پوچھو کے کیوں نہیں ایا ابھی تک "۔۔۔۔۔۔اس کے اس قدر ریلکیس انداز پر نوال تعجب بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی جہاں تک وہ اسے جانتی تھی مرحا یوسف کو انتظار کرنے سے سخت چڑ تھی اور اب وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے داؤد کا انتظار کر رہی تھی وہ بھی پیشنز کے ساتھ

۔۔۔۔۔۔۔

ہم کیوں کرے فون اسے "اسے ریسپونسبیلٹی دی ہیں بھیا نے ہمیں پک کرنے کی تو وہ کرے۔۔۔۔۔۔نوال کی بات پر وہ ناک چڑھاتے بولی وہ خود بھی آج بہت تھک چکی تھی اگر کو تراب انے والا ہوتا اسے پک کرنے کو تو وہ فون کر کر اس کا دماغ کھا جاتی پر آج داؤد نے آنا تھا اور اسے فون کرنا مرحا میڈم کو گوارا نہیں تھا کے وہ کیا سوچے گا وہ اس کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔۔۔

تو ہو سکتا ہے وہ بھول چکا ہوں 'یار تم لاسٹلیسٹ اسے یاد تو کرواؤ۔۔۔۔۔۔۔اس کی بے تکی بات پر وہ اسے گھورتے ہوئے بولی اپنے جانی دشمن کو ایک فون کال

کرتے میڈم کی جان جارہی تھی نوال کی بات کو اگنور کیے وہ اس کی طرف سے قدرے رخ پھیر کر بیٹھ گئی مطلب صاف تھا وہ اسے مزید سننا نہیں چاہتی تھی

اس کی پیٹھ موڑ کر بیٹھنے کی حرکت پر
مقابل سلگ کر رہے گی پر کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ گرد بادِ تمنا میں گھومتے ہوئے دن۔۔۔۔۔ کہاں پہ جا کے رکیں گے یہ بھاگتے ہوئے دن

چل جلدی کچھ اسپایسی سا کھانا آڈر کر ساتھ میٹھا بھی۔۔۔۔۔۔ وہ تینوں ایک فینسی ریسٹورنٹ ایک ٹیبل پر بیٹھے تھے رافع کی فرسٹ پوزیشن لینے کی خوشی میں وہ ان دونوں کو ٹریٹ دے رہا تھا اگر یہ کہا جائے کے زبردستی وہ دونوں لے رہیں تھے تو غلط نہ ہوگا۔۔۔۔

سالوں ابھی کالج کی کینٹین میں تو تم دونوں نے اتنا کھایا ہے اور یونی والوں کی بریانی پھوڑی وہ الگ 'اتنا کھانا تمہارا پیٹ اسٹور کیسے کر لیتا ہے۔۔۔۔۔رافع منہ پر بیچارگی سجائے ہاتھ میں پکڑے مینیو کارڈ پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالتے اپنے سامنے بیٹھے ان دونوں افلاطونوں کو دیکھتے بولا جو آج یوں کھا رہیں تھے جیسے جنموں کے بھوکے ہو پہلے تو ان دونوں نے اس سے کالج میں پارٹی لی ہے جو وہ اپنی جیت کی خوشی میں خوش ہو کر دئے بھی گیا اس کے بعد یونی والوں کی طرف سے ملی بیف بریانی کھائی۔ پھر یونی سے گھر کے لیے نکلے تو بائیک اکر یہاں ائیرے کے مہنگے ترین ہوٹل کے سامنے روک کر جیت کی دوبارہ پارٹی مانگنے لگے وہ دونوں تو یوں کر رہیں تھے جیسے وہ ایک معمولی سا فرسٹ پوزیشن آورڈ نہیں بلکہ اوسکر جیت کر ایا ہو سالوں کی پارٹی ہی خاتم نہیں ہو کے دے رہی تھی

۔۔۔۔۔۔

بروی وڈونٹ وری 'تو مانگا کھانا خاتم کرنا ہماری ذمہ داری ہو گئی تیرے باپ کی کمائی ضائع نہیں جانے دینگے۔۔۔۔۔ ٹیبل پر سے مینیو کارڈ اٹھا کر ایک بار پھر داؤد اس کے ہاتھ میں پکڑاتا اس کا شانہ تھتھپاتا بولا جیسے وہ اس کو پیسے خرچ

کرنے پر زور دے رہا ہوں کہ آج اس نے اپنی جیب خالی کرنی ہے تو بس کرنی ہے۔۔۔۔۔

خود ہی کر لو۔۔۔۔ایک نظر کھانوں کے ریٹس پر ڈالتا وہ مینیو کارڈ ٹیبل پر پھینکنے کے انداز سے ڈالتا بولا اور خود اپنی چھ مہینے کی پوکٹ منی کے خرچ ہونے کی ٹیشن میں میز پر رکھا پانی جگ اٹھا کر پانی گلاس میں ڈالنے لگا تاکہ کچھ دیر میں انے والے بل کے لیے خود کو ریلیکس کر سکے۔۔۔

چل میں کرتا ہوں۔۔۔۔اس کے کارڈ پھینکنے پر حیدر جھپٹنے کے انداز میں اسے اٹھاتا بولا ساتھ اسے کھول کر وہ اب کھانوں کی ورائیٹیز چیک کر رہا تھا جس پر داؤد بھی اس کا بھرپور ساتھ دے رہا تھا۔۔۔۔

ایکسیوزمی'۔۔۔۔آڈر فائنل کرتے اس نے پاس سے گزرتے وئیٹر کو ہاتھ سے اشارہ کرتے آواز لگائی تو وہ یس سر کہتا مودبانہ انداز لیے ان کے ٹیبل کے قریب ایا۔۔۔

ٹو پیپرونی پیزا، ٹو فجیتا پیزا ود ایکسٹرا چیز، ون گارلک بریڈ، ٹو ایکسٹرا چیز کوٹیڈ فرائز، ون پلیٹ ڈرم اسٹیک، اینڈ دی لاسٹ چوکلیٹ میکرونز" اور ہاں ساتھ

ایکسٹرا کیچپ اور سوس کے ساتھ کوک بھی۔۔۔۔۔۔حیدر صاحب ہاتھ میں پکڑے مینیو کارڈ پر نظریں جھکائے آڈر کی ایک لمبی سی لسٹ ویٹر کو لکھوانے لگے جسے وہ اپنی ہاتھ میں پکڑی نوٹ بوک پر اترنے لگا جبکہ رافع صرف پیسوں کا حساب لگا رہا تھا۔۔۔۔

ویٹ "اوئے تو کچھ آڈر نہیں کر رہا۔۔۔۔ویٹر کو جاتا دیکھ داؤد اسے رکنے کا کہتا سامنے چپ چاپ بیٹھے رافع سے مخاطب ہوئے بولا تو وہ جو پہلے ہی اپنی پوکٹ منی یوں اڑاتے دیکھ ان دونوں کو گھور رہا تھا داؤد کی بات پر جھٹکے سے سیدھا ہوا

۔۔۔۔۔

کیا مطلب 'یہ اتنا سب کچھ صرف تم دونوں ہی کھاؤ گے۔۔۔۔۔۔داؤد کی بات پر وہ صدمے کے زیر اثر پوچھنے لگا انھوں نے اتنا کھانا صرف خود کے لیے آڈر کیا تھا کیا۔۔۔۔۔

ہاں 'وہ کینٹین میں برگر اور پھر بریانی کھالی تھی نہ اس لیے ابھی زیادہ بھوک نہیں ہے یہ تو ہم صرف تیری خوشی میں خوش ہو کر چکھ لے گے۔۔۔۔اس کو یوں صدمے میں جاتے دیکھ حیدر نے احسان کرنے والے انداز میں جتایا جیسے وہ

یہ سب صرف اس کی خوشی کے لیے کر رہیں ہو اور وہ انھیں زبردستی یوں کرنے کا کہہ رہا ہو۔۔۔۔

اونلی جوس" ویٹر کو سر پر کھڑا دیکھ جو وہ انھیں کچھ سخت کہنے والا تھا خون کے گھونٹ بھر کر وہ ویٹر کی طرف متوجہ ہوئے بولا تو وہ سر ہلاتا مڑ گیا" کھانے کا انتظار کرتے وہ دونوں اب ریسٹورینٹ کی انٹریر ڈیزائینگ اور اس کی ارینجمینٹس پر تبصرے کر رہیں تھے جبکہ وہ اپنے موبائل پر انے والی کال پر مصروف ہو گیا۔دور کسی کی نظریں ان پر ہی ٹکی تھی اس شخص نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ماری اور دوسری اس غافل وجود پر۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ دیکھنے ایا تھا کہ کس حال میں ہیں ہم

یہ ایک بڑی سی اونچی اور چوڑی عمارت تھی جواب تھوڑی خستا حالت میں تھی دیوروں کے رنگ اب ہلکے ہلکے اترتے نیچے کیے گئے سیمنٹ کی جھلک دیکھلا رہیں تھے۔ تیز دھوپ دار تپیش میں وہ بڑا سا صحن جھلس رہا تھا ایسے میں اطراف میں لگے بڑے قد آوار نیم کے درختوں نے جگہ جگہ اپنا سایہ کیا ہوا تھا۔ سفید اور کالی دھاریوں والے سوٹوں میں ملبوس کئ لوگ ان درختوں کی چھاوں میں بیٹھے اپنے ان گزرے ماہ سال کے بارے میں سوچ رہیں تھے جو وہ اس جیل کی ان اندھیر زدہ کوٹھریوں کی نظر کر چکے تھے۔۔۔۔۔

فردوس صاحب مجھے نہیں پتہ اپ کیا کر رہیں ہے مجھے صرف اتنا پتہ ہیں کہ دو دن کے اندر اندر مجھے باہر انا ہے اور کس طرح آنا ہے یہ اپ جانتے ہیں ۔۔۔۔۔ قیدی کی وردی کی جگہ بادامی رنگ کے سوٹ میں ملبوس ملاقاتی کمرے میں ایک درمیانی عمر کا شخص سرخ چہرہ لیے بھینچے جبڑوں کے ساتھ اپنے سامنے وکیل کی یونیفارم میں ملبوس بیریسٹر فردوس صاحب کو دیکھتے ہوئے بولے۔ آواز میں دبہ غصہ، غرور اور خودسری کی جھلک تھی ۔۔۔۔۔ دیکھئے رانا صاحب میں کوشش کر رہا ہوں "پر کیا کروں نیب نے اپ کے تمام اثاثوں کو

ضبط کر لیا ہے جن کے نام وہ پروپرٹی ہے انھیں اگلے ہفتے سے پیشی کے لیے نامزد کیا گیا ہے۔ان تماموں کے بیان لیے جائیے گے اور جب تک یہ بات کلئیر نہیں ہو جاتی کہ وہ سارے اثاثے اپ کے لیگل ہے تب تک اپ کی رہائی مشکل ہے

بیرسٹر فردوس نے اپنے دائیں جانب بیٹھے تراب سے ایک خاکی رنگ کی فائل لیتے رانا شجاعت کے اگے ٹیبل پر ڈالتے انھیں تمام حالات سے وقف کیا اس فائل میں ان کی تمام پروپرٹی جو پاکستان میں اور باہر کے ملکوں میں تھی ان سب کے ریکوڈس موجود تھے۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے 'جب تک فیصلہ نہیں ایا گے کیا میں یہی لٹکا رہونگا۔۔۔۔ان کی بات پر وہ اپنے لہجے کی حیرانی چھپائے بغیر بولے وہ جانتے تھے کہ ان کے کتنے اثاثے تھے اور ان کی تفشیش میں کتنا وقت لگنا تھا۔ مگر وہ یہ بھی اچھے سے جانتے تھے کہ قلم کیسے بکتا ہیں۔۔۔۔

نہیں میں کوشش کر رہا ہوں انشاءاللہ جلد ہی جج صاحب کوئی فیصلہ کرئے گے ۔۔۔۔۔۔فردوس صاحب ان کی پریشان ہونے پر تسلی آمیز لہجے میں بولے۔

اب وہ دونوں کوئی اور باتیں بھی کر رہیں تھے رانا شجاعت اپنی دو دن کے اندر رہائی پر بضد تھے تو دوسری طرف بیریسٹر فردوس اپنے نرم لہجے میں انھیں تسلی اور یقین دلانے کی بھرپور کوشش کر رہیں تھے، جبکہ تراب کوفت سے ارد گرد نظریں دوڑاتا اپنا ٹائم پاس کر رہا تھا کیونکہ یہ فردوس صاحب کا پرسنل کیس تھا اس کے متعلق جتنا ورک تھا انھوں نے خود کیا تھا شاید وہ کلائینٹ ان کے لیے بہت خاص تھا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بچھڑے لوگ کبھی بھی لوٹ کے نہیں اتے دوست۔۔۔۔بس فقط یادوں کے کچھ نشان ہوا کرتے ہیں

تھینکیو‘‘۔۔۔۔۔۔ان کا آڈر آچکا تھا جسے ویٹر ٹیبل پر سیٹ کر کے جانے لگا تو رافع نے تہذیب کا مظاہر کرتے کہا جس پر وہ یور ویلکم سر‘‘ کہتا چلا گیا اس کے جاتے وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا جو کھانے پر یوں ٹوٹ پڑے تھے جیسے پہلی دفعہ کھا رہیں ہو۔۔۔۔۔۔

واہ بھائی کیا لذیذ پیزا ہے‘‘۔۔۔۔۔پیزا کا سلائس کھاتے حیدر دوسرے ہاتھ سے واہ کا اشارہ کرتے تعریفی انداز لیے بولا تو ساتھ داؤد نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

بالکل اس جیسا پیزا آج تک نہیں کھایا !!!!

واہ کے بچے ایک نظر گھڑی پر بھی مار لے۔۔۔۔۔۔ان کو خود کو لیفٹ نہ کروانے پر رافع نے ہاتھ میں پکڑے جوس کے گلاس کو ٹیبل پر رکھتے داؤد کی طرف دیکھتے طنزیہ کہا۔۔۔۔۔

چار بج رہیں ہے‘ اور وہ تو روز ہی بجتے ہے۔۔۔۔۔لاپراونہ انداز میں گھڑی پر نظر مارتے وہ کندھے اچکائے بولا اسی اثناء میں اس کے فون کی بیپ بجی تو دوسرے فری ہاتھ سے اس نے فون اٹھا کر اسکرین کو گھورا اور اگلے ہی پل

موبائل سائیلنٹ پر لگاتا گود میں رکھ گیا جس کا ان دونوں نے خاصا نوٹس نہیں لیا

اگر یاد ہو تو تجھے روحی کو کالج سے پک کرنا تھا آج۔۔۔۔اس کے یوں لاپرواہی سے بولنے پر وہ قدرے تیکھے لہجے میں بولا وہ اتنی بڑی بات کیسے بھول سکتا تھا آخر

بلکل یاد ہے ڈوڈ' پر وہ کیا ہے نہ اٹس ٹائم ٹو ریوینج۔اس نے میرے بالوں کا کیا حشر کیا تھا تم دونوں کو یاد ہے نہ۔کب سے میں ویٹ کر رہا تھا موقعے کا اور اب فائینلی مجھے مل گیا۔۔۔۔کھانے سے ہاتھ روکے وہ منہ اور لہجے کو حتہ الامکاں سنجیدہ کیے ان دونوں کی طرف باری باری دیکھتے بولنا شروع ہوا۔۔۔۔
تو کیا تو اسے لینے نہیں جائیگے۔۔۔۔رافع حیران سا اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا یہ وقت نہیں تھا داؤد سکندر کے ریونیج کا۔۔۔۔
جب وہ میرا انتظار کر کر تھک جائے گی تب جاؤنگا۔۔۔۔منہ پر طنزایہ مسکراہٹ سجائے بولتا وہ دونوں کو حیران کے ساتھ ساتھ پریشان بھی کر رہا تھا

یہ غلط ہے داعی "تو جانتا ہے دھوپ میں کھڑے رہنے کے باعث اسے الرجی ہو جاتی ہے پھر بھی۔۔۔۔۔اس کی یہ باتیں حیدر کو ذرا نہ بھائی تھی تبھی وہ ملامتی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے بولنے لگا روحی کا مذاق ایک طرف پر وہ اس کی صحت کے ساتھ یوں ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔

شٹ اپ حیدر "زیادہ اس کا حمایتی نہ بنا جب وہ میرے ساتھ اس طرح کے پرینک کرتی ہے تب تو تو نہیں بولتا بیچ میں۔۔۔۔۔حیدر کو مرحا کی سائیڈ لیتے دیکھ وہ غصے سے بولتا دونوں کو چپ کرواتا واپس اپنی کھانے میں مصروف ہو گیا جبکہ وہ دونوں صرف ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گیے وہ غلط کر رہا تھا جس کا اندازا اسے جلد یا بدیر پتہ لگا جانا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب کے ہم بچھڑے تو شاید خوابوں میں ملیں۔۔۔۔جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

میڈم جی کالج بند ہونے والا ہے "اپ کو لینے اب تک کوئی ائے کیوں نہیں ۔۔۔۔ گیٹ کا واچ مین دروازے کے قریب ہی بینچ پر بیٹھی مرحا کے پاس اتے پوچھنے لگا چار بج چکے تھے اور سارا کالج ہی خالی ہو گیا تھا اب صرف وہ بیٹھی تھی داؤد کے انتظار میں ۔۔۔۔

پتہ نہیں واچ مین انکل ۔۔۔۔ ان کے پوچھنے پر وہ قدرے روہانسی ہوتے بولی خالی کالج سے اسے اب وحشت ہونے لگی تھی وہ کتنی دفعہ داؤد کا نمبر ٹرائے کر چکی تھی پر دوسری طرف سے جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔اسے نوال نے کتنا کہا تھا ساتھ چلنے کا پر وہ انکار کر گئی صرف اس کدو کے چکر میں اور اب وہ پچھتا رہی تھی نوال کے ساتھ نہ جانے پر ۔۔۔۔

بیٹے پر مجھے اب تال لگا کر اپنے گھر جانا ہے کالج کا ٹائم ختم ہو چکا ہے' آپ کہو تو میں رکشہ کروا دوں ۔۔۔۔ واچ مین انکل نے شفقت بھرے لہجے میں کہتے

اپنی مجبوری بتائی وہ زیادہ دیر یوں رک بھی نہیں سکتے تھے'' ساتھ اس کو یوں پریشان ہوتے دیکھا انھوں نے راکشہ کروا کر دینے کو بھی کہا۔۔۔

نہیں انکل شکریہ'' ہم پیدل چلے جائیں گے۔۔۔۔ کندھے پر بیگ ڈالے وہ بینچ پر سے کھڑی ہوئی وہ جو پہلے ہی تھکی ہوئی تھی اب پیدل گھر جانے کا سوچتے اس کی ننھی سی جاں ہوا ہونے لگی تھی۔ راکشہ میں وہ جا نہیں سکتی تھی کیونکہ اسے اکیلے راکشہ میں جانے سے ڈر لگتا تھا کہ کہی راکشہ والے اسے کہی اور ہی نہ لے جائیں وہ اکثر ایسی نیوز سنتی رہتی تھی تبھی اسے گھر والوں نے بھی منا کر رکھا تھا یوں اکیلے آنے سے۔۔۔۔

اپ کی مرضی بیٹے۔۔۔۔ وہ اس کے پیدل چلے جانے کی بات پر کہتے اپنے گیٹ کے قریب بنے کیبن مین تالا اور چابی لینے کے لیے بڑھے تو وہ خود کے اندر ہمت پیدا کرتی دروازے سے نکلتی مین روڈ پر ائی جو کے سنسان پڑا تھا۔۔۔۔

اللہ جی پلیز ہیلپ می"۔۔۔۔۔دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے ایک نظر خالی روڈ پر ماری اور ایک نظر گیٹ کو تالا لگاتے واچ مین انکل کو اب کوئی راہ نہیں بچی تھی اس کے پاس سوائے پیدل جانے کے دل میں آیتوں کا ورد کرتے اس نے قدم اگے کی طرف بڑھائے ہی تھے جب اچانک ایک تیز رفتار بائیک اتی زن سے اس کے قریب سے گزر گئی اتنے قریب سے کے اگر ایک انچ کا بھی اور فاصلہ نہ ہوتا تو وہ اس بائیک سے ٹکرا جاتی۔۔۔۔

یا اللہ خیر۔۔۔۔اس بائیک کے یوں اچانک گزرنے پر وہ بے سختا دو قدم پیچھے لیتی سینے پر ہاتھ رکھتے بولی دل ایک سو بیس کی رفتار پر دوڑ رہا تھا' ٹریفک سے ڈرتے اس نے اپنے چھوٹے سے دل کو راکشہ میں جانے پر آمدہ کرتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو واچ مین انکل اب وہاں نہیں تھے نا جانے وہ کب چلے گے اب تو لازم اسے پیدل ہی سفر کرنا تھا اللہ کا نام لیتے وہ خالی پڑے روڈ کے بالکل کونے کے ساتھ چلنے لگی تاکہ اگر ٹریفک ائے بھی تو اس سے کوسوں دور رہیں وہ اپنے بے جان ہوتے پاؤں میں ہمت پیدا کرتی چل رہی تھی پر اس کی اندرونی کیفیت سے

صرف وہ واقف تھی یا اس کا خدا، اسے آج تک کبھی ایسی اسیچویشن کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی ڈری ہوئی تھی۔ اللہ اللہ کر کے وہ روڈ پار کیا تو اگے ایک اس سے بھی بڑا اور خالی روڈ تھا وہ علاقہ ڈیفینس کا تبھی وہاں ٹریفک صرف نام کی تھی بڑے بڑے خوبصورت بنگلے اور ان کے اگے پارک ایک سے ایک نیو موڈل کی گاڑیاں وہ علاقہ کافی خوبصورت تھا آج وہ بڑی غور سے ہر چیز دیکھ رہی تھی وجہ اس کا اکیلا پن تھا جسے دور کرنے کے لیے وہ اطراف میں نظریں دوڑاتی ہر چیز پر تبصرے کر رہی تھی ابھی وہ تھوڑا ہی دور گی تھی کے اسے ایک طرف تین لڑکوں کا گروپ کھڑا نظر ایا

جنھیں دیکھتے اس نے فوراً کندھے پہ لیے ڈوپٹہ کو درست کیا اور بیگ پہ گرفت مضبوط کی۔ وہ بس یہاں سے جلد از جلد نکل جانا چاہتی تھی تبھی نظریں جھکائیں وہ قدموں میں تیزی لے آئی۔۔

ہیلو حسینہ کہاں جارہی ہو۔۔۔۔۔ابھی وہ ان کے تھوڑا ہی قریب پہنچی تھی جب ان میں سے ایک لڑکے کی آواز اپنی سماعتوں سے ٹکراتی محسوس ہوئی جس پر ایکدم اس کا دل بند ہوتے پھر دھڑکنے لگا ہاتھ کپکپانے لگے تھے جن کی کپکپاہٹ کو قابو کرنے کے لیے اس نے بیگ کے اسٹریپ پر گرفت مضبوط کی اور بغیر ان کی طرف دیکھتے اس نے اپنے قدم اگے کی طرف بڑھائیں۔۔۔

اکیلی ہو' آؤ ہم چھوڑ دیتے ہے جان۔۔۔وہ ان سے تین چار قدم ہی اگے بڑھی ہو گئی کے ایک بار پھر کسی دوسرے لڑکے کی مسکراتی آواز نے اس کے قدم زنجیر کیے خوف سے اس کی پورا جسم کپکپانے لگا تھا آنکھوں سے گرم سیال بہتے رخساروں کو بھگونے لگے تھے۔آج صیح معنوں میں مرحا یوسف کو خوف محسوس ہوا تھا اپنی جان کا،اپنی عزت و ناموس کا اج اگر اس کے پر ہوتے تو وہ ان لوگوں کی نظروں سے کہی دور جا کر چھپ جاتی۔۔۔۔۔

ساتھ مزہ بھی کرینگے' آؤنہ جانم۔۔۔۔۔ تیسرے لڑکے کی خباثت سے بھری سرگوشی اپنی نزدیگ سے ابھرتی سن کے اس کی روح فنا ہونے لگی تھی دل بری طریقے سے دھڑکنے لگا تھا وہ تینوں اب اس کے عقب میں آکھڑے ہوئے تھے آج اسے تراب، حمزہ اور آغا فارذ کی شدت سے ضرورت تھی پر آج وہ اس کے پاس نہیں تھے۔۔۔۔۔۔

آجاؤ وہ رہی گاڑی"۔۔۔۔۔ پہلے لڑکے نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کرتے کہنا چاہا پر وہ ایک دم مڑتے اپنے بیگ سے اس کے منہ پر وار کرتی سرپٹ اگے کی طرف بھاگنے لگی نا جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے اگئی تھی جو ہو یہ قدم اٹھا گئی۔۔۔۔۔

پکڑو اس سا* کو۔۔۔۔ ایک دم اپنے منہ پر لگنے والے بیگ کے باعث اس کے ناک سے خون نکلنے لگے تھے تبھی ناک پر ہاتھ رکھے وہ اپنے ساتھیوں پر چیخا تو باقی دونوں بھاگتی ہوئی مرحا کے پیچھے بھاگے۔۔۔۔

اۓ روکا جا، ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا تیرا۔۔۔۔ مرحا کے پیچھے بھاگتے لڑکوں میں سے ایک نے اس کی تیز ہوتی اسپیڈ کو دیکھتے چلاتے کہا پر اس کی دھڑ پر اس نے قدم روکنے کے بجائے ان میں مزید تیزی لے ائی ڈھیلے جوڑے میں مقید بال کھل کر آدھے کمر پر اگیے تھے جبکہ آدھے کیچر میں مقید تھے چہرہ دھوپ سے سرخ اور آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔۔

پلیز آغا جان آجائۓ، تراب بھیا پلیز،، بچالے ہمیں۔۔۔۔ آنسوؤں سے رندھی کپکپاتی آواز میں وہ ان دونوں کو مدد کے لیے پکار رہی تھی جو اس سے کوسوں دور تھے سنسان روڈ پر بھی اس کی مدد کو کوئی موجود نہ تھا جو اسے ان حواس کے پجاریوں سے بچا سکتا۔ اس وقت ٹانگیں بھاگنے کے باعث اب لڑکھڑانے لگی تھی وہ کبھی زندگی میں اتنا نہیں بھاگی تھی جتنا آج اپنی عزت بچانے کے لیے بھاگ رہی تھی پر آخر کب تک وہ نازک سی لڑکی ان ہٹے کٹے مردوں کی پہنچ سے دور بھاگ سکتی تھی۔۔۔۔۔

بھاگتی کہاں ہے سا*۔۔۔۔۔۔پیچھے بھاگتے شخص نے ایک ہی جست لگاتے اس کی پیچھے سے گردن دبوچتے اپنی طرف کھینچا تو وہ جو اپنی عزت کی حفاظت کی دعائیں مانگتی بھاگ رہی تھی کہ اچانک اس کے یوں کھینچنے پر اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلتی فضا میں بلند ہوئی۔۔۔۔۔

پلیز تمہیں' اللہ کا واسطہ ہمیں" جانے دوں۔۔۔۔۔وہ تیز جھٹکا لگنے کے باعث سر میں اٹھتی ٹیسوں کو بھلائے اس کے ہاتھ کی گرفت سے اپنے بالوں کو آزاد کرنے کی تگ وتدو میں وہ ان درندہ صفت انسانوں کو اللہ کا واسطہ دینے لگی جو کہ خدا کے عذاب کو بھلائے وقت کے فرعون بنے بیٹھے تھے بھلا ان پر کیا اثر ہوتا اس کی باتوں کا۔۔۔۔

بکواس بند کر کمینی بہت دیکھی ہے تیری جیسی' ب۔۔۔۔وہ جوان کے سامنے ہاتھ جوڑتے کوئی منت کرنے لگی تھی جب اچانک منہ پر پڑنے والے زوردار

تھپڑ سے اس کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گے اور وہ لہراتی ہوئی زمین بوس ہوئی۔ نازک سے چہرے پر زندگی میں پہلا مردانے ہاتھ کا تھپڑ پڑتے اس کا پورا چہرہ سن ہو گیا تھا جبکہ نیچے گرنے کے باعث کہنی، گھٹنوں اور کمر میں روڈ پر موجود پتھر چبے تھے جن کا درد تھپڑ کے اگے تھوڑا کم ہی تھا۔۔۔۔

تیری اتنی ہمت تو نے شیرا بھائی پر ہاتھ اٹھایا" تیرا تو میں وہ حشر کرونگا کے خود کو پہچان نہیں پائے گئی۔۔۔۔۔ وہ پہلا آدمی جو کے خود کو شیرا بھائی کہہ رہا تھا زمین پر گری مرحا کو بالوں سے پکڑ کر اٹھاتا اپنے سامنے کھڑا کرتے اس کے منہ پر پھنکارا جب کے جڑوں سے کھینچتے بالوں میں ہوتے درد پر اس نے ایک سسکی بھری اس کا نازک وجود اس دیو قامت شخص کے سامنے زخمی چڑیا جیسا لگ رہا تھا جو اس کی قید سے نکلنے کے لیے پھڑپھڑا رہی ہو۔۔۔۔
پلیز، ہمیں پچ چھوڑ دوں" رحم کرو تمہیں اللہ کا واسطہ۔۔۔۔ اپنے گردن کی طرف سے بال اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتی وہ ان کافروں کے

سامنے سسکتی روپڑی اس کی اتنی سخت گرفت اپنے بالوں پر محسوس کرتے اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ابھی اس کے بال جڑ سے نکل ائے گے۔۔۔۔

ایسے کیسے چھوڑ دے جو تو نے اتنا اپنے پیچھے بھگایا ہے اس کا جرمانہ ادا کیے بغیر تو بالکل نہیں چھوڑے گے۔۔۔۔وہ شخص اس کے بالوں پر زور دیتا خود کے قریب کیے اس کے نازک سراپائے پر ایک گہری نظر ڈالتے خباثت سے بولا تو وہ اس کی اس قدر نزدیک ہونے پر گھبراتے پیچھے ہونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

ہے تو تو بلا کی حسین وقت اچھا گزرے گا تیری قربت میں"۔۔۔۔اس کے تھپڑ سے سرخ ہوتے گال پر ہاتھ پھیرتا وہ حوس سے بولا تو اس کا وحشت اور گندگی سا بھرا لمس اپنے گال پر محسوس کرتے اس نے اس کے ہاتھ کو خود سے دور جھٹکا اسے کراہئیت محسوس ہو رہی تھی اس شخص سے اور اس کے لمس سے

۔۔۔۔۔

کمینی تجھے عزت راس نہیں ہے نہ اب دیکھ میں کیا کرتا ہوں پہلے تو میں تیرے ساتھ وقت گزر کر تجھے چھوڑ دیتا پر اب "اب نہیں اب تجھے مار کر تیری اجڑی لاش کو کچرے کے ڈھیر میں پھینکو نگا۔۔۔۔ مرحا کے یوں ہاتھ جھٹکنے پر اس نے طیش میں اتے ایک اور تھپڑ اس کی گال کی زینت بنایا اور اس کو بغیر سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے گھسیٹتا ہوا نا جانے کہاں لے کر جانے لگا اس کے وہ دو ساتھی بھی اس کے اگے چلتے بے بس سی روتی مرحا پر نظر ڈالتے کمینگی سے ہنس رہیں تھے کیونکہ شیر کے بعد ان کی باری جوانی تھی۔ان جیسے حوس زدہ مرد عورت کو بے بس کر کے نہ جانے کیوں خود کو فاتح سمجھنے لگتے ہیں یا وہ شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ ان سے بھی بڑا دو جہانوں کا مالک اوپر موجود ہے جس کے صرف ایک اشارے کی دیر ہے اور ان کے گندگی سے لتھڑے وجود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صفحے ہستی مٹ جائے گے کبھی نہ ہونے کے لیے۔۔۔

چھوڑ دوں مجھے "میں نے تمہارا کیا بگڑا ہے۔۔۔۔ میرے 'آغا جان تمہیں نہیں چھوڑے گے' رحم کرو مجھ پر۔۔۔ آغا جاننن 'تراب بھیاااا پلیز ہیلپ می

۔۔۔۔تمہاری بھی تو بہن ہو گئی تمہیں اس کا واسطہ پلیز مجھے بخشش دو مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔۔وہ مسلسل اس کے ساتھ کھینچتی چلی جاتی اسے نہ جانے کس کس کے واسطے دے رہی تھی پر وہ اپنے کانوں کو بند کیے اسے ساتھ کھینچتے چلتا جا رہا تھا۔۔۔۔

ہاہاہا' میری کوئی بہن نہیں ہے جان' اپنی رہائی کے لیے کچھ اور ٹرائے کر ۔۔۔۔روحی کے بہن کے واسطہ دینے پر وہ اپنے قدم روکتا اس کی طرف مڑتا قہقہ لگائے بولا اس منحوس کی ہنسی اتنی بدصورت تھی اس کو یوں ہنستا دیکھ اس نے بے ساختہ جھرجھری سی لی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں'' تمہاری ماں۔۔۔۔اس کو یوں خود کی طرف ہنستا دیکھ اس نے اس کی ماں کی قسم دینا چاہی کے بہن ہو یہ نہیں ماں تو ضرور ہو گئی پر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی مقابل اپنی ماں کا نام سنتے غصے میں اتا ایک بار پھر اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھا گیا پر ایک تیز رفتار گاڑی اپنی سمت اتی دیکھ اس کا ہاتھ ہوا میں ہی

معلق رہے گیا۔وہ جو ایک بار پھر اسے خود پر ہاتھ اٹھاتا دیکھ سختی سے اپنی آنکھیں میچ گئی تھی جب تھوڑی دیر گزرنے کے باوجود اس پر کوئی حملہ نہ ہوا تھا اس نے تھوڑی سی آنکھیں واں کیے اپنے سامنے کھڑے اس بد صورت کردار کے مالک شخص کو دیکھا جو بظاہر بد صورت نہیں تھا پر اپنی حرکتوں کی وجہ سے اس وقت مرحا یوسف کو شیطان سے بھی زیادہ برا لگ رہا تھا اس کی ٹھہری نظروں کے تعاقب نے اس نے گردن کو ذرا سا ترچھا کیے پیچھے کی سمت دیکھا جہاں سے وہ بلیک پراڈو میں سے اپنے خوبرو چہرے پر جاہ وجلال لیے نکلتے ان کی سمت بڑھ رہیں تھے چہرے پر آج ان تینوں کو موت کے گھاٹ اترنے کے قہر تھا

پولیس، استاد چھوڑ لڑکی کو بھاگ یہاں سے۔۔۔۔۔اس کے باقی دونوں ساتھوں نے بلیک پراڈو کے ساتھ آکر رکتی پولیس کی موبائل دیکھتے شیرا کے کندھے کو جھنجھوڑتے کہا۔اتنی حسین لڑکی کے یوں ہاتھ سے نکل جانے کا اسے

دکھ تھا پر جان اس سے بھی کئی زیادہ عزیز تھی تبھی فوراً ہوش میں آتا جھٹ مرحا کو آزاد کیے دوسری سمت میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھاگا۔۔۔۔۔۔۔

کیچ دیم"آئی وانٹ اول تھری اوف دیم آلائیو (پکڑو انھیں، مجھے وہ تینوں زندہ چاہیے ہیں)۔۔۔۔۔ان تینوں کو بھاگتا دیکھ وہ بھینچے جبڑے اور سرخ چہرہ لیے ان تینوں کے تعاقب میں بھاگتے اہلکاروں کو دیکھتے ٹھر ٹھرا دینے والے لہجے میں بولے تو وہ یس سر کہتے ان کے پیچھے لپکے۔ان گنڈوں کے تعاقب میں بھاگتے اہلکاروں سے نظریں ہٹائے انھوں نے اس کی طرف دیکھا جو بکھری حالت میں ان کو پتھرائی نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کو یوں اس حالت میں دیکھتے ان کی رگیں تنی چہرہ پر حد درجہ پتھریلے تاثرات اڈائے تھے۔بھاری بھاری قدم اٹھاتے وہ اس کے قریب بڑھ رہیں تھے پولیس موبائل کے ساتھ کھڑے مزید سپاہیوں میں سے کچھ اور ان کے پیچھے بھاگے جبکہ ان میں سے ایک بادامی رنگ کے کلف کے لگے کڑکڑتے سوٹ میں ملبوس شخصت دوسری طرف منہ کیے کسی سے کھڑی تھی وہ شاید ایچ او صاحب تھے جو کہ کان سے موبائل لگائے بات کر رہیں تھے۔۔۔۔

آغا" جان۔۔۔۔اپنی طرف قدم بہ قدم بڑھتے آغا فارذ کو دیکھتے اس کے لب پھڑپھڑائے اس نے اس وقت کتنی شدت سے دعائیں کی تھی کہ وہ آجائے اور وہ اگیے تھے آنسوؤں سے دھندھلاتی اپنی آنکھوں کو اس نے ہاتھ کی مدد سے صاف کرنے کی کوشش کی پر وہ صاف ہونے کے بجائے مزید برسنے لگی تھی خود پر سے ضبط ٹوٹ دیکھ اس نے قدم اٹھائے۔۔۔۔۔۔

آغا جان""""" پلیز' سیومی۔۔۔۔۔اپنی طرف اتے آغا فارذ کو دیکھتے وہ روتی ہوئی پکار میں انھیں پکارتی بھاگ کر جا کر ان کے سینے سے لگتی سسکیوں سے روئی۔اپنی گڑیا کو یوں ہچکیوں کے ساتھ روتا دیکھ انھوں نے خود پر ضبط کے پہرے بٹھاتے اس کے ہچکولے کھاتے وجود کے گرد اپنے آہنی بازوں کا حصار کھینچا

۔۔۔۔

ہششش ریلیکس' میں اگیا ہوں نہ میری جان۔۔۔۔۔اس کے گرد حائل بازو پر سخت گرفت کیے جھک کر اس کے بکھرے بالوں پر نرمی سے لب رکھتے انھوں

نے اسے اپنے ہونے کا یقین دلایا جو کسی اپنے کو پاکر بکھرنے لگی تھی۔اس سسکتے وجود کو خود میں بھینچتے وہ اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کرنے کی کوشش کر رہیں تھے ورنہ وہ ان تینوں کی جسم کی ایک ایک بوٹی نوچ ڈالتے۔۔۔۔۔

اس نے ""ہم پر ہاتھ اٹھایا آغا' جان پپ 'پر اپ نہیں ائے بچا' نے۔۔۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں کی موٹھیوں میں سختی سے ان کا کوٹ دبوچتی وہ بچوں کی طرح روتی خود کو ان کے سینے میں چھپانے کی کوشش کرتی ان کے دیر سے انے کا شکوہ کرنے لگی اسے ابھی بھی ڈر تھا کے وہ واپس اکر اسے پھر سے نہ واپس لے جانے لگے جبکہ اس کی روتی کانپتی آواز سنتے انھیں خود پر کیے گے ضبط کی طنابیں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اگر وہ کچھ دیر اور نہ اتے تو نا جانے ان کی گڑیا کے ساتھ آج کیا ہو جاتا یہ جان لیوا سوچ دماغ میں اتے ہی ان کی شر نیں پھٹنے کے قریب ہوئی بے سختا دماغ کی اسکرین پر کچھ وقت پہلے کا منظر لہرایا۔۔۔۔۔

وہ غصے سے کوٹ درست کرتے اپنی جگہ سے اٹھے اور ایک تنفر بھری نظر اپنے سامنے کھڑے کاظمی صاحب کو(دیکھتے وہ تن فن کرتے ہوٹل سے باہر کی

جانب بڑھے ان کے پیچھے ہی ان کا سیکڑی ہارون بھی پروجیکٹ فائل سینے لگائے ان کے پیچھے بھاگا۔وہ غصے سے موٹھیاں بھینچتے باہر ائے تو گیٹ کے قریب کھڑے ڈرائیور نے ان کے تنے تیور دیکھتے مودا بانہ انداز میں پچھلی سائیڈ کا دروازہ کھولا تو وہ اکر ایک شان سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر براجمان ہوئے ڈرائیور کے ساتھ اگے والی سیٹ ان کا سیکڑی سنمبھال گیا تو اس کے بیٹھتے ڈرائیور نے گاڑی اگے بڑھائی۔۔۔۔۔

سر''آفس چلے یا گھر۔۔۔۔۔۔وہ مقابل کے غصے کو دیکھتے ڈرتے لہجے میں پوچھنے لگا آغا فارز کے غصے سے بھینچے جبڑوں سے وہ ان کے غصے کا انداز لگا سکتا تھا مونچھوں کے نیچے چھپے عنابی لب باہم ایک دوسرے میں سختی سے پیوست تھے

۔۔۔۔۔۔

کسی ریسٹورنٹ پر روکو گاڑی' لنچ ٹائم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی شہادت کی انگلی اور انگھوٹے کی مدد سے انھوں نے شرٹ کے اوپری بٹن کھولتے کہا انھیں تو بھوک

نہیں تھی پر ڈرائیور اور ہارون کی بھوک کا احساس کرتے انھوں نے ہاتھ میں پہنی راڈو کی بلیک ڈائل والی گھڑی میں ٹائم دیکھتے کہا جوان کی چوڑی کلائی میں کافی جچ رہی تھی جبکہ ان کی بات پر ہارون سر ہلاتا ڈرائیور کو کوئی ہدایت دینے لگا

ان کے جسم میں موجود خون کے آخری قطرے کو بھی اس تکلیف کا حساب دینا پڑے گا جوان کی وجہ سے آغا فارذ کی گڑیا کو برداشت کرنی پڑی ہے۔۔۔۔اس کے چہرے کو اپنے سینے سے نکالے وہ اس کے چہرے کو دونوں اطراف سے اپنے ہاتھوں میں بھرتے اس کے آنسوؤں سے تر مومی گالوں کو اپنے کھردرے ہاتھوں کے انگھوٹے سے پونچھتے جنون آمیز لہجے میں بولے تو وہ اپنی نم گھنری پلکیں لیے مقابل کو ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔۔۔۔

سر آڈر کیا کرے۔۔۔۔وہ تینوں ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں بیٹھے تھے آغا فارذ کے سامنے والی چیئر زپر ہارون اور (ڈرائیور بیٹھے تھے ریسٹورینٹ میں کافی چھل پہل تھی ہارون نے مینیو کارڈ ایک نظر دیکھتے اپنے سامنے ٹانگ پر ٹانگ

چڑھائے کرسی کی دائیں جانب اس کے اسٹینڈ پر بازو ٹیکائے بیٹھے آغا فارذ سے پوچھا جو موبائل میں مصروف تھے آج ان کے ساتھ ان کا پاٹنر نہیں تھا وجہ اس کی طبعیت خرابی تھی۔۔۔۔

تم لوگ کرو آڈر'۔۔۔۔۔کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے (مالربورو) برینڈ کا سگریٹ نکالتے ہاتھ کی دو انگلیوں کی مدد سے سگریٹ انگلیوں میں دبائے مینیو کارڈ کی طرف اشارہ کیے بولے۔اور خود ساتھ ایک خوبصورت مہنگا آتش لائیٹر نکالے عنابی لبوں میں دبی سگریٹ کی طرف لے کر جاتے سگریٹ اور ہونٹوں سے تھوڑا اوپر ہاتھ کی پرچھائی کرتے لائیٹر کا بٹن پریس کیا جو ایک آواز کے ساتھ دبا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا آلاو جلا جسے وہ سگریٹ کے قریب لے جاتے اس کے اوپری حصے کو جلا گیے۔سگریٹ جلاتے لائیٹر واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالے ایک گہرا سانس اندرونی طرف کھینچتے انھوں نے لبوں میں دبی سگریٹ دو انگلیوں سے پکڑتے لبوں سے جدا کی اور لبوں کو تھوڑا سا واں کرتے پھیپھڑوں میں موجود دھوائے کو فضا کے سپرد کیا۔۔۔۔۔

ویٹر۔۔۔ان کی بات پر ہارون نے تائید بھرا سر ہلاتا ویٹر کو اپنی طرف انے کا اشارہ کیا تو وہ جی سر کہتا ان کے ٹیبل کی طرف ایا۔۔۔۔

گڈ ایوننگ سر"۔۔۔۔۔ویٹر ہونٹوں پر پروفیشنل مسکراہٹ سجائے سگریٹ کا دھواں ہوا کی نظر کرتے آغا فارذ کی جانب متوجہ ہوئے نہایت اُداب سے مخاطب ہوئے بولا جو ارد گرد نظریں دوڑاتے وہاں موجود لوگوں کا جائزہ لے رہیں تھے وہ ان کے ایک خاص کسٹمر تھے جو زیادہ تر یہی آیا کرتے تھے اور ان کا سارا اسٹاف ہی ان کے بزنیس کی مقبولیت سے اچھے سے واقف تھے"وہ ویٹر کے وش کرنے پر محض سر ہلاتے دوبارہ اپنی نظروں کا ارتکاز ایک ٹیبل پر کر گیے۔۔۔۔

سر اپ کیا لے گے"۔۔۔۔ہارون نے اپنا اور ڈرائیور (علی بخش) کا آڈر ویٹر کو نوٹ کرواتے آغا فارذ کی طرف متوجہ ہوئے پوچھا جس کی نظریں نا جانے کہاں پر ٹکی تھی ہارون کے پوچھنے پر وہ ہاتھ اٹھاتے اسے منع کر گیے تو ہارون نے ویٹر کو بس یہ ہی لانے کا کہا تو وہ سر ہلاتا انھیں کچھ دیر ویٹ کرنے کا کہتا چلا گیا)ا

وہ،ہمیں واپس،، لے جائے گے ،اور بیڈ،، بیڈ والا۔۔۔۔۔۔ان کی سرخ ہوتی آنکھوں میں وہ اپنی گرے رنگ آنکھیں ڈالتی خوف زدہ لہجے میں بولنے لگی اس کے دل میں ابھی بھی یہ ڈر بیٹھا تھا کے وہ اسے آغا فارز کی پنہاؤں سے بھی نہ لے جائے جبکہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ اس کے لبوں پر اپنی انگلی رکھتے اسے مزید بولنے سے روک گیے۔۔۔۔

اب کوئی میری گڑیا کو ہاتھ تو دور کی بات اسے چھونے کا تصور بھی اپنے دل و دماغ میں لایا تو آغا فارز اس کے جسم سے اس کا دل اور دماغ نوچ کر کتوں کے اگے ڈال دے گا پر اپنی روحی پر ایک آنچ بھی نہیں آنے دے گا۔۔۔۔۔اس کی خوف سے بھری گرے رنگ آنکھوں کی گھنی پلکوں کی نمی اپنی انگلیوں کے پوروں پہ جذب کرتے وہ پیار اور محبت کی شاشنی کے ڈوبے لہجے میں بولے تو وہ ایک بار پھر ان کے سینے سے لگتی ان کے کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔۔

آغا وہ تینوں پکڑے گے ہیں اور انھیں پولیس موبائل کے ذریعہ تھانے شیفٹ کر رہیں ہے" میری معنوں تم ابھی سیدھا گڑیا کو لے گھر جاؤں وہ بہت زیادہ گھبرائی ہوئی' شی نیڈ آریسٹ۔۔۔۔۔ ایچ او طلال چودھری جو کے آغا فارذ کا بچپن کا بیسٹ فرینڈ تھا اس نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے انھیں مخاطب کیا کہا تو انھوں نے ایک نظر خود کے ساتھ لگی مرحا کو دیکھا جو واقعی ہی اس واقع سے بہت ڈسٹرب تھی اور اسے اس وقت ذہنی سکون کی ضرورت تھی تبھی وہ پر سوچ انداز میں سر ہلا گیا۔۔۔۔

ا(ان کا آڈر آچکا تھا اور وہ دونوں اپنا اپنا کھانا جلدی خاتم کرنے کی کوشش کر رہیں تھے کیونکہ انھیں اچھا نہیں لگ رہا تھا ان کے سریوں بیٹھے تھے اور وہ لوگ کھا رہیں تھے ایسا نہیں تھا کہ انھوں نے پوچھا نہیں تھا پر وہ انکار کر گے تھے۔
وہ اپنے پہلے والے اسٹائل میں بیٹھے تھے سرد ٹھٹھراتی نظریں کسی پر ٹکی تھی جو ان خونخوار نظروں کی تپیش سے بے خبر ہنسی مذاق میں پورا تھا انگلیوں میں دبی سگریٹ اب اپنے اختتام پر تھی۔انھوں نے اس شخص پر سے نظریں ہٹائے ایک

نظر اپنی چوڑی کلائی کی زینت بنی گھڑی کو دیکھا جو چار کا ہندسہ اب عبور کرنے لگی تھی ٹائم کو دیکھتے انھوں نے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر ٹائپنگ کرتے کسی کو ٹیکسٹ کیا اور سگریٹ ایک بار پھر لبوں میں دبائے ایک گہرہ سانس بھرتے اس بار دھواں ناک کے راستے سے نکلا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کے میسج ٹون بجنے پر انھوں نے موبائل اسکرین ان لاک کرتے نظروں کے سامنے کی جس پر آئے میسج دیکھتے پل میں ان کی آنکھوں کی سرخی بڑھی موبائل پر نظریں ہٹائے انھوں نے دور ٹیبل پر مزے سے لنچ کرتے ہر خیال سے بے فکر داؤد کو دیکھا جو خود پر ڈالی گئی اتنی بڑی ذمہ داری سے غافل یہاں بیٹھا لنچ کر رہا تھا۔۔۔

تم لوگ ٹیکسی کروا کے چلے جانا مجھے کام ہے"۔۔۔۔خود میں اٹھتے اشتعال کو قابو کیے وہ سپاٹ انداز میں ہارون کو متوجہ کیے بولا اور اپنا سگریٹ کیس اور

موبائل اٹھائے تن فن کرتے ریسٹورنیٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھے جبکہ پیچھے وہ دونوں سر سر کرتے رہے گیے۔۔۔۔۔

وہ رش ڈرائیوینگ کرتے ریسٹورینٹ سے کالج تک کا آدھے گھنٹے کا سفر محض پندرہ منٹ میں طے کرتے مرحا کے کالج پہنچے پر وہاں گیٹ پر لگے بڑے سے تالے کو دیکھتے ان کا دل پریشان ہوا جب داؤد نے اسے پک نہیں کیا تو وہ کس کے ساتھ گئی۔۔۔۔ فون پر مرحا کا نمبر لگاتے انھوں نے کان پر لگایا دوسری طرف بیل جارہی تھی پر وہ اٹھا نہیں رہی ایک ،دو، تین پھر کتنی ہی ان گنت کالز اسے کی پر دوسری طرف سے جواب موصول ہی نہیں ہو رہا تھا۔ایک اور فکر انھیں لاحق ہوئی کے وہ فون کیوں نہیں اٹھا رہی شاید ہی یہ زندگی میں پہلی بار ہوا ہو گا کے روحی اپنے آغا جان کا فون نہیں اٹھا رہی تھی ،نوال، ہاں ہو سکتا ہے گڑیا کو نوال نے ڈراپ کر دیا ہو۔۔۔ کالج کے گیٹ پر لگا تالا اور اس کا فون نہ اٹھنا انھیں فکر میں مبتلا کر رہا تھا پھر اچانک دماغ میں خیال کودا کے نوال اس کے ساتھ ہی ہوتی

کر رہی ہو اور فون بیگ میں ہونے کی وجہ سے وہ اٹھا نہ رہی ہے تو شاید وہ ڈراپ ہو یہ سوچ اتے ہی انھوں نے جلدی سے فون نکالتے نوال کا نمبر ٹرائے کیا۔۔۔

اسلام و علیکم بھیا' کیسے ہے آپ۔۔۔۔دوسری طرف سے کال اٹھاتے اسپیکر سے نوال کی تازہ دم آواز موصول ہوئی جوان سے ان کا حال پوچھ رہی تھی ۔۔۔

وعلیکم السلام بچے' روحی اپ کے ساتھ ہے۔۔۔۔اس کے حال پوچھنے والے سوال کو اگنور کیے وہ سلام کا جواب دیتے سیدھے مدعے کی بات پر ائے اگر سلام کا جواب واجب نہ ہوتا تھا تو شاید وہ اس کا بھی جواب دئے بغیر دوسری طرف سے فون اٹھاتے سیدھے اپنی بات پر اتے۔۔۔۔۔

نہیں بھیا وہ میرے ساتھ نہیں ہے' خیریت کیا ہوا ہے۔۔۔۔ان کی اتنی جلدی بازی سے پوچھنے پر وہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھتی بولی وہ کبھی یوں جلدی

بازی سے بات نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے تو لہجے میں ہی ٹھہراؤ تھا اور اگر اب یوں کر رہیں تھے تو ضرور کوئی بات تھی۔۔۔۔

نہیں بچے روحی پتہ نہیں کہاں ہے کالج بھی بند ہے' مجھے لگا کے ہو سکتا ہے اپ نے اسے ڈراپ کیا ہو۔۔۔۔۔ وہ پریشانی کے عالم میں بالوں میں ہاتھ پھیرتے نظریں کالج کے بند دروازے پر ٹیکائے بولے تو دوسری طرف نوال بھی پریشان ہوئی۔۔۔

بھیا اسے آج داؤد نے پک کرنا تھا' لیٹ ہونے کی وجہ سے میں نے کہاں بھی کے میں ڈراپ کر دیتی ہوں پر وہ نہیں مانی'' اپ گھر فون کر کے پوچھے شاید وہ داؤد کے ساتھ گھر جا چکی ہوں۔۔۔۔۔ وہ اپنی اور مرحا کی بات بتاتی بولی جب اسے درید لینے ایا تھا اس نے کتنا کہاں تھا کے وہ ساتھ چلے مگر وہ صاف انکار کر گئی ہے وہ داؤد کا انتظار کرے گئی۔۔۔۔۔

نہیں گھر میری بات ہو چکی ہے تراب سے وہ نہیں پہنچی ہے ابھی تک۔۔۔۔۔

انھوں نے ریسٹورینٹ میں بیٹھے داؤد کو دیکھتے تراب کو میسج پر پوچھا تھا مرحا کا جس پر وہ انکار کر گیا کے وہ ابھی نہیں ائی ہے اور یہ سوچ ہی آغا فارذ کو مزید پریشان کر رہی تھی کہ وہ آخر اکیلی کہاں جا سکتی ہے کیونکہ وہ اچھے سے جانتے ہے وہ راکشہ یا کیب میں کبھی نہیں جائے گئی۔۔۔۔

پولیس'۔۔۔۔ بات کرتے اچانک ان کے ذہن میں پولیس کا خیال ایا تو وہ جلدی کال کاٹتے اپنے دوست طلال چودھری کو فون ملانے لگے وہ اپنی گڑیا کے معملے میں کسی قسم کی تاخیر کرنا نہیں چاہتے تھے۔فون پر طلال سے بات کرتے اسے اس جگہ کی لوکیشن سینڈ کی اور خود فون ڈیش بورڈ پر ڈالتے گاڑی اسٹارٹ کرتے اگے بڑھائی ان کا ارادہ تھا جب تک پولیس نہیں اتی وہ خود ان روڈز پر اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرئے گے۔۔۔۔

وہ کالج کے راستے سے جاتی ہر سڑک پر گاڑی دوڑا رہیں تھے کہ شاید وہ انھیں یہی کہی مل جائے ایک تیز دھوپ اور دوسری یہ سنسان سڑکیں جو آغا فارذ کو

مزید تفشیش میں مبتلا کر رہی تھی نا جانے ان کی روحی کس حال میں ہو گئی دھوپ سے الرجی ہو جاتی تھی، یہ سوچ سوچتے ہی انھوں دوسری سڑک کی طرف یوٹرن مارا ابھی وہ سڑک مڑ ہی رہیں تھے کے دور اس ہی سڑک پر انھیں تین چار آدمی نظر ائے جو کسی کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے لے کر جا رہیں تھے دور کی باعث وہ صرف یہ ہی دیکھ سکے مگر جیسے ہی وہ مزید قریب ہوئے تو ایکدم ان کے اسٹرئینگ پر موجود ہاتھوں کی گرفت سخت ہوئی اتنی کے ہاتھوں کی نسیں ابھر کے واضح ہونے لگی تھی، غصے سے چہرے کے نقوش تنے اور خون آشنا نظروں سے انھوں نے وہ منظر دیکھا جہاں ایک آدمی مرحا کے بالوں کو دبوچے اس پر چلا رہا تھا جبکہ دو آدمی سائیڈ پر کھڑے معنی خیزی سے ہنستے ایک دوسرے کو دیکھا رہیں تھے کہ اچانک کسی آواز پر انھون نے اپنے قریب اتی پولیس موبائل میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھے طلال کو دیکھا اور ایک نظر سامنے ان آدمیوں میں گھیری اپنی گڑیا کو غصے سے تمتماتے چہرے کے ساتھ انھوں نے تیز رفتار میں گاڑی اگے بڑھائی تو طلال نے بھی ان کے غصے کو دیکھتے ڈرائیوئینگ سیٹ پر بیٹھے اہلکار کو گاڑی اگے بڑھانے کا اشارہ کیا۔

ان کا غصہ اس وقت سوا پر پہنچا جب اس گھٹیا شخص نے مرحا کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تو ایکدم انھوں نے اسپیڈ اتنی تیز کی ہے اگر مرحا ان کے ساتھ نہ ہوتی تو آج آغا فارذ کی گاڑی ان تینوں کے پرخچے ہوا میں اچھلا دیتی اور وہ ایسا کر بھی جاتے مگر اپنی گڑیا کی موجودگی کی وجہ سے انھیں نہ چاہتے ہوئے بھی بریک لگاںی پڑی۔ گاڑی کے رکتے وہ طیش کے عالم میں ایک جھٹکے سے باہر نکلے تو ان کے پیچھے ہی پولیس اہلکار بڑھے' وہ جو اپنے منہ پر پڑنے والے تیسرے تھپڑ کے انتظار میں آنکھیں میچ گئی تھی پر جب کافی دیر بعد بھی کچھ نہ ہوا تو اس نے آنکھیں کھولتے اس شخص کو دیکھا جو خوف کے عالم میں گھیرا اس کے عقب سے نمودار ہونے والی ہستی کو دیکھ رہا اس کے خوف سے سفید پڑے چہرے سے نظر ہٹائے اس نے ترچھی نظر سے انھیں دیکھا جو غصے سے سرخ اور بھینچے جبڑوں سے اس ہی طرف بڑھ رہیں تھے۔۔۔۔

پولیس" استاد چھوڑ لڑکی کو بھاگ یہاں سے۔۔۔۔ وہ جو آغا فارذ کی پرسنیلٹی کے جاہ و جلال میں کھویا ہوا تھا ایکدم اپنے ساتھی کے ہلانے اور پکار پر جھٹ

ہوش میں اتا مرحا کو چھوڑے دم دبا کر بھاگ نکلا ان کو بھاگتا دیکھ اس نے نم پلکیں اٹھائے اپنے پاس اتے شخص کو دیکھا اور بھاگ کر جا کر ان کے سینے میں سمائی

طلال، ایف اینی ون ٹا چیس دیز تھری ٹل آریٹرن ''ائے وِیل بریک ہیز ہینڈ (طلال اگر میرے واپس نے تک کسی نے بھی ان تینوں کو ہاتھ بھی لگایا نہ تو میں اس کے ہاتھ توڑ دونگا)۔۔۔۔ گاڑی کا گیٹ کھولتے انھوں نے مرحا کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا اور جھک کر اس کا سیٹ بلیٹ باندھتے وہ سیدھے ہوئے اور گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے اندر اس کا بیگ رکھتے دروازہ بند کیے وہ دو قدم اٹھائے طلال کے قریب اتے سرد تاثرارت لیے انگلی اٹھائے اسے وارن کرنے کے انداز میں بولے۔۔۔

آغا، دیسیز داورک اوف داپولیس، وی ویل سی واٹ ٹوڈو ود دیم ''یو ڈونٹ وری (آغا یہ کام پولیس کا ہے، ہم دیکھ لے گے کے ان کے ساتھ کیا کرنا ہے تم پریشان نہ ہو)۔۔۔۔ سامنے والا شاید ان کے غصے سے اچھے سے واقف تھا تبھی لہجے کو نرم کیے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے سمجھانے والے انداز میں کہنے لگے

کہ یہ پولیس کیس تھا اور پولیس اسے ہینڈل کر لیتی انھیں بیچ میں پڑنے کی ضرورت نہیں تھی، مرحا سیف تھی یہی بہت تھا۔۔۔۔

ہی ازمائے کریمنلز, اینڈ ائے ویل پنیش ہیم (وہ میرے مجرم ہے انھیں سزا بھی میں ہی دونگا)۔۔۔۔ اپنے کندھے پر رکھے اس کے ہاتھ کو نرمی سے ہٹائے وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولتے اس پر آخری نظر ڈالے گاڑی کی طرف بڑھے تو بدلے میں وہ بھی سر تاسف میں ہلا کر رہ گیا اب ان سڑک چھپ گنڈوں کی خیر نہیں تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محسن تو بھی تھا ضدی، انا مجھ میں بھی تھی۔۔۔۔ دونوں خود سر تھے، جھکا تو بھی نہیں، میں بھی نہیں

پھپھو جان '۔۔۔۔۔۔ وہ سڑھیاں اترتا حورے بیگم کو آواز دینے لگا تراب ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر لوٹا تھا اور اتے ہی اپنے کمرے میں چلا گیا فریش ہونے کی غرض سے۔ گرے رنگ ٹراؤزر پر سفید ہاف سلویس کی شرٹ پہنے جس میں سے اس کے گورے ڈمبلز والے کسرتی بازو مزید نمایاں ہو رہیں تھے۔ کالے گھنے بال جو کے ہلکے سے نم تھے کشادہ پیشانی پر بکھرے پڑے تھے۔ نورمل بڑھی داڑھی مونچھ اس کے گورے اور تیکھے نقوش والے چہرے پر کافی جچتی تھی۔۔۔۔۔

جی جاناں‘۔۔۔۔۔۔اپنے لاڈلے کی آواز پر وہ ذرا سا کیچن کے دروازے سے جھانکتی اسے دیکھتے محبت سے بولی جو لاونج کے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تھا۔۔۔۔

اپنے ہاتھ کی کڑک پتی چائے پلا دے گی تو زندگی سفل ہو جائے گئی میری ۔۔۔۔۔صوفے پر بیٹھنے کے باعث نم بال جو اس کی آنکھوں پر آن گرے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے وہ واپس انہیں ماتھے کی طرف دھکیلتے ان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھتے کہنے لگا ساتھ ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھا ایل ای ڈی کا ریموٹ اٹھاتے اسے اون کیا۔۔۔۔

بیٹا جی پہلے کھانا تو کھا لیں‘ چائے خالی پیٹ پیئے گے۔۔۔۔۔۔وہ ہاتھ میں بغیر چھیلے مٹر باؤل میں بھرتی ڈائینگ کی طرف اتی فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے بولی جبکہ پیچھے سے ملازمہ رانی ایک خالی باؤل لے کر اتی ان کے دائیں جانب والی کرسی گھسیٹتے بیٹھی اور دوسرے باؤل سے مٹر اٹھا کر چھیلنے لگی۔

زبیدہ مامی اپنے کمرے میں تھی جبکہ سبین مامی ابھی کچھ دیر پہلے ہی ابراہیم ہاؤس گئی تھی دوپہر کا کھانا ان دونوں نے مل کر بنایا تھا اور اب رات کا کھانا حورے بیگم اور رانی نے مل کر بنانا تھا۔۔۔۔۔۔۔

فردوس صاحب کے ساتھ کر لیا تھا لنچ۔۔۔ان کے یوں فکر مندی سے کہنے پر وہ مدھم سا مسکراتا گویا ہوا ان سب بچوں کو اپنی اکلوتی لاڈلی پھپھو سے بے انتہا محبت تھی اور ان کی بھی ان سب میں جان تھی۔۔۔۔۔۔

رانی تم یہ کر و تب تک میں تراب کو چائے بنا دوں پھر آکر تمہارے ساتھ کرواتی ہوں'۔۔۔۔۔وہ رانی کو مٹر چھیلنے کا کہتی خود کیچن کی طرف بڑھی چائے بنانے کی غرض سے جبکہ وہ چینل سرچ کرنے لگا مگر ہر جگہ آج صرف چودہ اگست کی ہی اپڈیٹس تھی مگر چینل سرچ کرتے اسے ایک چینل مل ہی گیا جہاں پاکستانی ٹوپ ریٹیڈ ڈرامہ عہد وفا چل رہا تھا یہ ڈرامہ ان سب نے مل کر دیکھا تھا اور سب کا ہی پسندیدہ رہا تھا۔اور اب وہ دوبارہ ریپیٹ ہو رہا تھا تبھی وہ اس ہی چینل

پر رکتا ریموٹ سائیڈ پر رکھا گیا کچھ دیر ہی گزری تھی جب حورے بیگم ایک بھاپ اڑاتا کڑک پتی چائے کا کپ لا کر اس کے سامنے رکھ گئی جس پر اس نے مسکراتے شکریہ کہا۔۔۔۔۔

بابا اور چاچو کہاں ہے"۔۔۔۔۔۔۔ چائے کا کپ اٹھاتے اس نے واپس جاتی حورے بیگم کو مخاطب کرتے پوچھا اور اس گرم مائے کو منہ لگاتا حلق میں انڈیلنے لگا۔۔۔۔

کرنل صاحب کی طرف گیے ہے آزادی مبارک کہنے۔۔۔۔۔۔ وہ واپس ڈائینگ کی طرف جاتی مڑی اور سکندر ماموں اور فرقان ماموں کی غیر موجودگی کا بتاتی واپس مڑ چھیلتی رانی کی طرف بڑھی جس پر وہ سر ہلاتا چائے کے گھونٹ بھرنے لگا کرنل صاحب آرمی کے رائیٹایڈ کرنل اور ان کے پڑوسی تھے جو عمر میں تو ایجیڈ تھے پر سکندر ماموں اور فرقان ماموں کی ان سے خوب بنتی تھی ان کا ایک ہی بیٹا تھا جو پاکستان باڈر پر ہونے والی فائرینگ کی زدہ میں آتا جام شہادت

نوش کر گیا تھا جس کے بعد کسی وجوہات کی بنا پر وہ اپنی بیگم کو لیتے مبین منزل کے برابر والے گھر میں شفٹ ہو گیے۔۔۔ڈرامہ کا بریک ہوا تو اس نے ریموٹ دوبارہ اٹھائے چینل سرچ کرنے چاہے۔چائے اب کپ میں آدھی رہ گئی تھی ابھی وہ چینل بدل ہی رہا تھا جب اچانک اس کے موبائل پر میسج ٹون بجی تو تراب نے ریموٹ ٹیبل پر ڈالتے پاس پڑے موبائل کو اٹھائے نوٹیفکیش سے ہی میسج دیکھا جہاں بگ بھیا کے نام کا میسج جگمگا رہا تھا۔اسکرین آن لاک کرتے اس نے چیٹس اوپن کی جہاں وہ اس سے روحی کی واپسی کا پوچھ رہیں تھے۔۔۔

پھپھو جان روحی آگئی کیا"۔۔۔۔اس نے وہی سے ڈائینگ پر بیٹھی حورے بیگم کو آواز لگاتے پوچھا جو کہ انکار کر گئی"۔۔۔۔۔۔

نہیں وہ ابھی نہیں ائی۔۔۔۔۔انھوں نے نظریں ہاتھوں میں پکڑے مٹر کے دانوں پر ٹیکائے کہا جو کے وہ چھیل چکی تھی اور اب وہ ان دانوں کو باؤل میں ڈال چکی تھی جو کے مٹر کے دانوں سے تقریبا آدھا بھر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

اور داعی """۔۔وہ کئی پیڈ پہ انگلیاں چلاتے آغا فارذ کو ان کے میسج کا ریپلائی دے رہا تھا۔۔۔

نہیں وہ دونوں بھی نہیں ائے''رانی تم یہ لے کر جاؤ اور انھیں اچھے سے دھولو اور مجھے پیاز وغیرہ لا کر دو میں پلاؤ کا مصالحہ بنالوں۔۔۔۔تراب کے پوچھے گے سوال کا جواب دیتی وہ رانی سے مخاطب ہوئی جس پر وہ سر ہلاتی ایک ہاتھ میں مٹر کے دانوں سے بھرا باؤل جبکہ دوسرے میں مٹروں کے چھلکایں اٹھائے کیچن کی طرف بڑھی ان کا ارادہ آج رات مٹر کا پلاؤ بنانے کا تھا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

موت سے کس کو مفر ہے مگر انسانوں کو۔۔۔۔۔پہلے جینے کا سلیقہ تو سکھایا جائے

لاونج میں اس وقت مہتاب مامی اور سبین مامی بیٹھی تھی۔ فواد ابھی تک ایا نہیں تھا اور آغا ابراہیم اپنے بھائیوں کے پاس مبین منزل جارہیں تھے جب سبین مامی نے بتایا کے وہ دونوں کرنل صاحب کے گھر گیے ہے تو وہ بھی سر ہلاتے ان کے گھر کی طرف چل دئے کرنل صاحب سے وہ بھی اچھے سے واقف تھے اور سلام دعا بھی روز ہی مسجد میں ہو جاتی تھی ان سے۔۔۔۔۔۔۔

کیا بنایا ہے بھابھی آج۔۔۔۔۔ادھر اودھر کی باتیں کرتے جب ان کی ساری باتیں خاتم ہو گئی تو وہ اب کھانے کے متعلق پوچھنے لگی زبیدہ مامی اور حورے بیگم کے برعکس مہتاب مامی ان میں اتنا زیادہ گھلتی ملتی نہیں تھی تبھی ان کے پاس ان سے کرنے کو زیادہ باتیں بھی نہیں ہوتی تھی۔۔۔۔۔

آغا اور فواد تو تھے نہیں تبھی میری سے کہہ کر میں نے شامی کباب اور نمکین گوشت بنوالیا تھا' اب رات میں دیکھو بچے اتے ہے تو کیا بنتا ہے۔۔۔۔۔وہ کلائی

میں پہنے گولڈ کے کڑوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ہلکے ہلکے گھوماتی لاپرواہی سے بولی تو وہ محض سر ہلا کے رہ گئی۔۔۔۔

اسلام و علیکم لیڈیز"۔۔۔گاڑی کی چابی کو انگلی میں ڈالے گول گول گھوماتے لاونج میں داخل ہوتا فواد لبوں پر جاندار مسکراہٹ سجائے لاونج میں بیٹھی خواتین کو سلام کرتے وہی آگیا۔۔۔۔

وعلیکم السلام میرے شہزادہ' وعلیکم السلام کیسے ہو جانان۔۔۔۔۔۔سب سے پہلے مہتاب مامی اپنے ازلی شیرے سے گوندھے لہجے میں بولی تو ان کے ساتھ ہی سبین مامی نے بھی اپنی نرم مسکراہٹ سجائے جواب دیا تو وہ اکران کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا۔۔۔

شہزادہ گلفام ہمیشہ کی طرح خوبصورت ہے۔۔۔۔۔ سبین مامی کی گود میں سر رکھ کر لیٹا تو وہ شرارت سے مسکراتا بولا تو ان کے ساتھ ساتھ مہتاب مامی بھی ہنس پڑی۔۔۔۔

اور اس شہزادہ گلفام پر یونی کی کتنی لڑکیاں مرتی ہے۔۔۔۔اس کے گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتی وہ بھی اس کی شرارت کی ساتھی بنتی پوچھنے لگی تو وہ جوان کے ممتا بھرے لمس پر آنکھیں موند گیا تھا ان کے پوچھنے پر اس کی بند آنکھوں کی اسکرین پر کسی پری پیکر کا سراپہ لہرایا تو اس کے عنابی لبوں پر ایک دلفریب سی مسکراہٹ کھلی۔۔۔۔۔

اتنی کی بہت جلد مجھ پر قاتل بے شمار کا مقدمہ ہونے والا ہے۔۔۔ آنکھیں کھولتا وہ ایک نظر اپنی ماں اور ایک نظر اپنی چچی جان پر ڈالتے مسکراتا ہوا بولا تو بدلے میں انھوں نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تو وہ مصنوعی خفا ہوتا ان کی

گود میں چہرہ چھپا گیا جبکہ مہتاب مامی کیچن کی طرف بڑھی تاکہ ملازم سے چائے کا کہہ سکے۔۔۔۔۔

بروا گیے اپنی گالر فرینڈ سے مل کر'۔۔۔۔اس نے یونہی آنکھیں موندے ان سے تراب کا پوچھا تو وہ جو اس کے سر میں انگلیاں چلا رہی تھی اس کی بات پر اپنا ہاتھ روکتی اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

وہ تو اپنے سنئیر سے ملنے گیا تھا نہ۔۔۔۔وہ اس کی طرف مشکوک سی نظروں سے دیکھتی پوچھنے لگی تو اس کے لب ان کے یوں تصدیق کرنے والے انداز میں ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے جسے وہ بروقت چھپا گیا۔۔۔۔بیرسٹر فردوس ان کی گالر فرینڈ ہی تو ہے اور کورٹ ان کا ڈیٹینگ پوائنٹ۔۔۔۔اپنی پیاری سی چچی جان کے یوں شک کرنے کے انداز پر وہ ہنستا ہوا بولا تو وہ بھی اس کی بات سمجھتی مسکراتی اس کے بالوں پر ہاتھ پھرنے لگی۔۔۔۔۔

میرا شہزادہ گلفام '۔۔۔۔اس کے خوبرو چہرے پر اٹھے تیکھے نقوشوں کو چھوتی وہ اس کی بات سوچتے مسکراتے ہوئے بولی تو بدلے میں وہ بھی دھیمیہ سا مسکرا گیا ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میرے صبر پہ کوئی اجر کیا؟ مری دوپہر پہ یہ ابر کیوں؟۔۔۔۔۔مجھے اوڑھنے دے اذیتیں، مری عادتیں نہ خراب کر !

گڑیا بس رونا بند کرے آپ 'ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔وہ گاڑی ڈرائیونگ کرتے بار بار اپنے برابر میں روتی روحی کو دیکھتے اور اسے چپ ہونے کی تلقین کرتے واپسی اپنی نظریں اپنی ونڈو پر مرکوز کر لیتے مگر کب سے

وہ بغیر ان کی باتوں کو سنے روئے جا رہی تھی اور اب تو اس کی سسکیاں گاڑی میں گونجنے لگی تھی اور آخر وہ کب تک اپنی گڑیا کا یوں رونا برداشت کر سکتے تھے سڑک پر ایک جھٹکے سے گاڑی روکتے وہ اس کی طرف رخ کرتے اس بار قدرے سخت لہجے میں بولے مقصد اسے چپ کروانا تھا۔۔۔۔

ہم 'ہم اپ سے ناراض " ہے وہ 'گندے شخص نے ہمیں مارا 'اور پنچ " چھوا بھی پر 'اپ نہیں ائے ہمارے پکارنے پر ' بھی اپ نہیں ائے آغا ' جان وہ 'بہت گندہ تھا ۔۔۔۔۔ان کے یوں غصے کرنے پر اس کے رونے میں مزید روانی ائی تو ہچکیوں کے ساتھ روتی وہ ان سے شکوہ کرنے لگی تو مقابل اس کے یوں رونے پر بے بس ہوئے انھیں پتہ تھا وہ ان پر کتنا بھروسہ کرتی ہے تبھی ایک ان کے نہ انے پر وہ ناراض تھی اور یہ ناراضگی ان کے ساتھ ساتھ تراب سے بھی بھرپور ہو گئی کیونکہ حمزہ یوسف کے بعد یہ دو شخصیات ایسی تھی جن پر مرحا یوسف آنکھیں بند کر کے اعتبار کرتی تھی۔۔۔۔

میری جان 'میری گڑیا معاف کردو اپنے آغا جان 'کو ائے پرومس جنھوں نے میری گڑیا کو تکلیف دی ہے نہ ان کا ایسا حشر کرونگا کے وہ خود بھی خود کو پہچان نہیں پائے گے ۔۔۔۔۔۔ ہاتھ بڑھا کر وہ اس کے روتے وجود کو اپنے سینے سے لگائے نرم لہجے میں اس سے اپنے تاخیر سے انے کی معافی مانگتے بولے جبکہ آخر میں غصے کی شددت سے جبڑے بھینچے اور ساتھ ہاتھ بڑھا کر اس کے نم گال صاف کیے ۔۔۔۔

ڈونٹ بی کرائے 'روحی تو بہادر ہے نہ ۔۔۔۔ اسے واپس اپنی جگہ پر صیح ہوتے دیکھ وہ اپنے مزاج کے برعکس پیار سے بولے جس پر وہ محض سر ہلا گئی تو وہ بھی اس کے اب نہ رونے کی تسلی کرتے گاڑی اسٹارٹ کر گیے وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتے تھے کیونکہ اس وقت ان کا غصہ سوا پر تھا جو صرف روحی کی وجہ سے وہ دبائے بیٹھے تھے پر ان کی انکھوں سے نکلتے شرارے دیکھتے لگ رہا تھا کے آج داؤد سکندر کی خیر نہیں تھی ۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

لغزشوں سے ماورا تو بھی نہیں، میں بھی نہیں۔۔۔۔دونوں انساں ہیں، خدا تو بھی نہیں، میں بھی نہیں

اور برو واٹس اپ '۔۔۔۔۔وہ جینج کرتا گرمی کے لحاظ سے بلیک ٹراؤزر پر سینڈ و بلو کلر کی شرٹ پہنے ماتھے پر بال بکھیرے تراب کے پہلو میں اتا گرنے کے انداز میں بیٹھتے پوچھنے لگا اس گھر کے سبھی بچوں کو یوں صوفے پر اچھل کر گرنے کی عادت تھی کیونکہ ان کے لیدر کے صوفوں پر یوں گر کر بیٹھنے سے وہ ایکدم سے نیچے جاتے اور پھر واپس اپنی اصلی حالت میں اجاتے۔ تبھی ہر کوئی فری کے جھولوں سے لطف اندوز ہوتے تھے۔۔۔۔

یار وہی پرانی وکیل اور قیدیوں والی زندگی۔۔۔۔فواد کے کندھے پر سے ہاتھ گزر کر رکھتا وہ نیند کے باعث انے والی جمائی روکتا بولا وہ رات ایک کیس اسٹڈی

کرنے کے باعث پوری رات سو نہ سکا تھا اور پھر صبح سے وہ بورینگ فردوس صاحب کے ساتھ تھا اور اب نیند کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی پر جب تک روحی گھر نہیں آجاتی وہ سو نہیں سکتا تھا کیونکہ آج فرسٹ ٹائم وہ تراب کے ساتھ نہیں ائی تھی تبھی اس کو دیکھ کر وہ تسلی کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔

یار بر واپ تھک نہیں جاتے۔۔۔۔۔وہ اس کی حالت پر ایک تفصیلی نگاہ ڈالتے پوچھنے لگا کیونکہ وہ ایک ہی کام روز روز کر کے بور ہو جاتا تھا تبھی اس سے پوچھنے لگا کہ کیا وہ اپنی اس روٹین سے بور نہیں ہوتا۔۔۔۔

میں وکلات سے کبھی بور نہیں ہو سکتا بیکوس وہ میرا پروفیشن نہیں میرا پیشن ہے' ہاں البتہ بیریسٹر فردوس کی دھیمی آواز میں ہوتی بنبنھاہٹ سے ضرور بور ہو جاتا ہوں۔۔۔۔وہ پہلی بات فخر اور جوش سے بولتا آخر میں اپنے سنئیر فردوس صاحب کا ذکر کرتا مرجھا گیا کیونکہ وہ بہت نرم اور ٹھنڈے مزاج کے مالک تھے اور بالکل ٹھنڈے ہی تھے۔۔۔

بری بات کوئی اپنے استاد کے بارے میں یوں بولتا ہے شرم کرے برو' ۔۔۔۔۔ تراب کے اکتائے لہجے کو نوٹ کرتے وہ اپنی امڈتی مسکراہٹ کو چھپائے طنزیہ اس کی بات پکڑتا بولا۔۔۔۔

تو ور غلا بھی تو تم ہی رہیں ہو' دفعہ ہو دو غلے انسان۔۔۔۔ فواد کو بات پلٹتے دیکھا وہ ایک زوردار دھموکا اس کی کمر میں جڑتا غصے سے بولا تو بدلے میں اس کا قہقہ لاونج کی فضا میں گونجا جو اندر اتے سکندر ماموں نے باغور سنا تھا۔۔۔۔

ارے واہ بڑے قہقہ لگ رہیں ہے کونسی باتیں ہو رہی ہے "۔۔۔۔انھوں نے اندر اتے فواد کو یوں صوفے پر گرے ہنستے دیکھ مسکراتے سرسری سا پوچھا ان کے پیچھے آغا ابراہیم اور فرقان ماموں بھی اندر ائے تھے وہ کرنل صاحب کے گھر سے سیدھا یہی ائے تھے۔۔۔۔

اٹس پرسنل چاچو"۔۔۔۔۔تراب کے سنجیدہ چہرے پر نظریں ٹیکائے وہ ہنستا ہوا سکندر ماموں سے گویا ہوا تو وہ مسکراتے سر نفی میں ہلائے سٹینگ ائیریا کی طرف بڑھے ان کی ہی تقلید میں آغا ابراہیم بھی چل دئے کیونکہ انھوں نے بزنیس کے حوالے سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔۔۔

کونسی پرسنل باتیں اہمممم'۔۔۔۔۔اپنے بھائیوں کے جاتے فرقان ماموں چہرے پر معنی خیزی مسکراہٹ سجائے ان کے قریب قدرے جھکتے رازدانہ انداز میں پوچھنے لگے تو تراب نے گھور کر اپنے اس جوان چاچو کو دیکھا جو کہی سے بھی ان کے چاچو نہیں لگتے تھے نہ عمر سے اور نہ حرکتوں سے وہ کافی ینگ تھے اور کچھ اپنے جوان بھاتیجوں کے ساتھ مل کر بن جاتے تھے۔۔۔۔

ہم گندی باتیں کر رہیں تھے'۔۔۔۔۔ان کے یوں دلچسپی لیتے انداز میں پوچھنے پر تراب نے آنکھیں چھوٹی کیے انھیں گھورتے کہا جس پر ان کی وہ معنی خیزی والی مسکراہٹ مزید پھیلی۔۔۔۔

کیوں کیا گالر فرینڈ کے ساتھ۔۔۔۔وہ انکھ وانک کیے شرارتی انداز میں اسے اشارہ کیے پوچھنے لگے وہ جانتے تھے ان کے یہ نیک گالزالر جک بھاتیجے ایسے نہیں ہے پر انھیں چھیڑنے میں انھیں مزہ اتا تھا۔۔۔۔

استغفاراللہ '۔۔۔۔۔ان کی بات کا مطلب سمجھتے تراب دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتا بولا اور صوفے سے اٹھتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ جب تک بیٹھا رہے گا تب تک اس کے چاچو کے اندر چھپی چھیچھوری آتما جاگی رہے گی تراب کو سڑھیاں چڑھتے دیکھ وہ اپنی نظروں کا زوایہ فواد کی طرف کر گیے

۔۔۔۔۔

ڈونٹ چاچو' مجھے سے ایسی گندی باتیں تو کیجئے گا بھی مت۔۔۔ان کی شرارت سے بھری نظریں خود پر محسوس کرتے وہ انگلی اٹھائے ان کے بولنے سے پہلے ہی وران کرتا تراب کے پیچھے ہی اس کے کمرے کی جانب بھاگا۔۔۔۔

پھٹو کہی کے ۔۔۔۔ان دونوں کو یوں جاتا دیکھ وہ مسکراتے ہوئے بولے اور ایک آخری نظر سڑھیاں چڑھاتے فواد پر ڈالتے وہ اپنے بھائیوں کی طرف بڑھے

۔۔۔۔۔۔

ان گاڑی اتی مبین منزل کے پورچ میں رکی۔اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولتے وہ نیچے اترے اور دوسری طرف سے اتے وہ اس کی طرف کا دروازہ کھول گیے اور جھک کر اس کا سیٹ بیلٹ کھولنے لگے جس پر اس نے اپنی سرخ ہوتی گرے رنگ آنکھوں کو اٹھائے مقابل کو دیکھا اور ان کے اشارہ کرنے پر وہ گاڑی کے دروازے کو تھامتی نیچے اتری۔۔۔۔

حورے روحی اپنے کمرے میں ہے کیا' نظر نہیں ائی۔۔۔۔ سبین مامی جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی واپس ائی تھی ڈائینگ پر سلاد بناتی حورے بیگم کو دیکھتی پوچھنے لگی ان کے پیچھے ہی زبیدہ مامی بھی سڑھیاں اترتی اس ہی طرف ارہی تھی۔۔۔

نہیں بھابھی وہ لوگ تو ابھی ائے ہی نہیں۔۔۔۔۔بھابھی کیسی طبعیت ہے اپکی ۔۔۔۔۔۔انھوں نے ایک نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھتے بتایا جبکہ ہاتھ میں پکڑی چھری بڑی صفائی سے کھیروں کا قتل کر رہی تھی ان سے کہتی وہ پیچھے سے اتی زبیدہ مامی سے پوچھنے لگی جو اکر ان کے بائیں جانب کی کرسی دھکیلتی بیٹھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

شکر الحمد اللہ اب ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔وہ نرم مسکراہٹ سے بولتی ہوئی بیٹھی دوپہر سے ان کا بلڈ پریشیر ہائی ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ دوائی کھا کر سو گئی تھی ۔۔۔۔

پانچ بج رہیں ہے وہ لوگ اتنا لیٹ تو کبھی نہیں ہوئے '۔۔۔۔سبین مامی وال پر لگی گھڑی پر نظر مارتے فکر مندی سے کہنے لگی جبکہ ان کے برعکس حورے بیگم پر سکون تھی کیونکہ وہ جانتی تھی ان کی بیٹی کے لیے فکر مند ہونے والے اس گھر میں بہت سے لوگ موجود تھے۔۔۔۔

آجائے گے اپ'۔۔۔۔ان کے یوں فکر مندی پر وہ مسکراتے کچھ کہنے لگی جب دروازے سے داخل ہوتے نفوسوں کو دیکھتے ان کی بات لبوں کے بیچ میں ہی ادھوری رہے گئی۔آنکھیں پتھرائی۔ان کو یوں شاک کی حالت میں جاتے دیکھے ان دونوں نے بھی ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں سے آغا فارز اس کا ہاتھ پکڑے اندر ارہیں تھے بکھرے بال، مٹی سے گندا فراک،روتی آنکھیں، کپکپاتے لب انھیں کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دے رہیں تھے۔۔۔۔

روحی"۔۔۔۔۔سب سے پہلے حورے بیگم ہوش میں اتی اس کی طرف بھاگی تو وہ بھی مزید روتی آغا فارز کی پنہاؤں میں نکلتی اپنی ماں کی نرم آغوش میں اتی سمائی اپنی لاڈلی کو یوں روتا دیکھ سبین مامی اور زبیدہ مامی بھی پریشانی سے اگے بڑھی

۔۔۔۔۔۔

آغا کیا ہوا ہے گڑیا کیوں اس طرح سے رو رہی ہے۔۔۔۔۔اس کو ہچکیوں سے روتے دیکھ زبیدہ مامی آغا فارذ کی جانب دیکھتی نم سے لہجے میں پوچھنے لگی اس کے یوں رونے پر وہ خود بھی رونے کے قریب تھی۔۔۔۔

روحی میری جان کیا ہوا'میرا دل دہلا رہا ہے کچھ تو بتاؤ بچے۔۔۔۔۔اس کی پیٹھ سہلاتی حورے بیگم اس کے اس طرح سے رونے پر پوچھنے لگی وہ کبھی اس طرح سے نہیں روتی اور آج اس کا رونا سب لوگوں کو فکر میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔۔

آغا کیا بات ہے'۔۔۔۔۔آغا ابراہیم نے ایک نظر حورے بیگم کے سینے سے چمٹی مرحا کو دیکھتے آغا فارذ کی طرف رخ موڑتے سرد سے لہجے میں پوچھا اس کے انسوان کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہیں تھے وہ جو ہاتھوں کی موٹھیاں بھینچتے بامشکل اس کا رونا برداشت کر رہیں تھے اپنے بابا کے پوچھنے پر ضبط کی انتہا کرتے ایک ایک بات انھیں بتانے لگے جیسے جیسے وہ بتا رہیں تھے ویسے ویسے ہی وہاں کھڑے نفوس صدمے کی کیفیت میں جا رہیں تھے۔۔۔

کون تھے وہ جنھوں نے آغا خاندان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ۔۔۔۔۔آغا فارذ کے بتانے پر آغا ابراہیم غصے کی شدت سے دھڑے ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ان آدمیوں کی جسم کے پرخچے اڑا دیتے جنھوں نے ان کے گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی جرات کی تھی اور ایسا ہی حال سکندر ماموں اور فرقان ماموں کا بھی تھا۔۔۔۔۔۔

چپ میری جان میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے'۔۔۔۔وہ اب زبیدہ مامی کے سینے سے لگی ہوئی تھی جب وہ اس کے سر پر بوسہ دیتی روتے ہوئے کہنے لگی ان کے خود اپنی لاڈلی پر گزری تکلیف کا سنتے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔۔

ریلیکس بابا'طلال انھیں لے گیا ہے پولیس اسٹیشن'۔۔۔۔۔۔ان کے غصہ کرنے پر وہ انھیں ریلیکس ہونے کا کہتے خود جا کر صوفے پر سر جھکا کر بیٹھ گیے ان کا ضبط جواب دے رہا تھا مقابل کے بہتے آنسو دیکھ کر۔۔۔۔

چلیے بھائی پولیس اسٹیشن میں ان حرام خوروں کو زندہ نہیں چھوڑونگا۔۔۔۔ سکندر ماموں طیش میں اتے ان سے کہنے لگے جن کا تو پہلے ہی غصہ سوا پر تھا ان کے برعکس فرقان ماموں نے خود پر کنٹرول کیا ہوا تھا شور کی آوازیں سنتے اوپر سے تراب اور فواد بھی اچنبھے سے لاونج میں کھڑے نفوسوں کو دیکھتے سڑھیاں اترتے اس ہی طرف انے لگے۔۔۔۔۔

بھائی ابھی وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا ہے وہ ویسے ہی ابھی پولیس کی تحویل میں ہے ہمیں چاہیے ہم اس وقت گڑیا کو سنمبھلے اسے ابھی ہماری ضرورت ہے۔۔۔ سکندر ماموں کو غصہ کرتا دیکھ وہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے نرم سے لہجے میں سمجھتے ان کی توجہ صوفے پر زبیدہ مامی کے سینے میں چھپی مرحا کی طرف کرواگیے جو جب سے ائی تھی صرف روئے جارہی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا اپ لوگوں اس طرح کیوں کھڑے ہے"۔۔۔۔۔تراب ان کی طرف اتا ایک نظر سر جھکائے بیٹھے آغا فارذ کو دیکھتے ان تینوں کی طرف مشترکہ دیکھتے پوچھنے لگا روحی پر ابھی اس کی نظر نہیں پڑی تھی جبکہ فواد فورا سے آغا فارذ کی طرف لپکا تھا۔تراب کے پوچھنے پر فرقان ماموں نے اسے ساری بات بتادی جو آج ان کی لاڈلی پر گزری تھی ان کی بات سنتے اس نے بے یقینی سے روتی روحی کو دیکھا جس کا منہ تو نہیں نظر ارہا تھا البتہ اس کا باقی سراپہ دیکھتے وہ سمجھ گیا تھا کے وہ سب سچ کہے رہیں تھے۔۔۔۔۔

بھیا اپ ٹھیک ہے '۔۔۔۔۔ان کے قریب بیٹھتا وہ نرمی سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے استفار کرنے لگا پر وہ اس وقت کچھ بولنے کی کنڈیشن میں نہیں تھے تبھی یونہی سر جھکائے بیٹھے رہیں۔۔۔۔۔

گڑیا '۔۔۔۔۔اس نے صوفے کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھتے پیار سے اس کے بال سنوارتے اسے پکارا تو وہ جو کب سے ان سے لگی روئے جارہی تھی تراب

کی آواز سنتے اس نے اپنا چہرہ اٹھائے اس کی طرف دیکھا سفید چہرہ رونے کے باعث سرخ ہو چکا تھا جبکہ گرے رنگ نمی لیے آنکھوں میں اس کو لے کر شکوہ تھا جسے دیکھتے تراب نے اسے خود سے لگایا۔۔۔۔

بھیا'انھوں نے ہمیں چھوا تھا اور 'اور تھپڑ بھی مارے 'وہ بہت گندے تھے ۔۔۔۔تراب کے سینے میں منہ چھپاتی وہ ایک بار پھر سسکتی ہوئے خود پر گزری قیامت کے متعلق اسے بتانے لگی تو اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی زبیدہ مامی تو خود اپنے انسو پونچھ رہی تھی جبکہ سبین مامی روتی حورے بیگم کو چپ کروا رہی تھی۔۔۔

ان کی وجہ سے میری گڑیا کی انکھوں سے جتنے آنسوئں بہے ہے نہ انھیں ان سب کا حساب دینا پڑے گا۔۔۔۔اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ سرخ ہوتی انکھوں کے ساتھ بولا اس وقت اس کا غصہ بھی آغا فارذ سے کم نہ تھا۔۔۔

آج تو مزہ ہی آگیا رافع کی جیب خالی کروا کے '۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہنستا ہوا حیدر کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتا بولتا اندر داخل ہوا جہاں اس کے لیے پنچائیت تیار بیٹھی تھی سب کو یوں ایک ساتھ اکٹھا دیکھ ان دونوں نے ایک ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور ایک نظر ان سب لوگوں کو جن کا دھیان بھی ان کی طرف ہو گیا تھا۔۔۔۔

ارے واہ یہاں تو سب ایسے موجود ہے جیسے بھیا کا رشتہ کر رہیں ہو۔۔۔۔ داؤد نے اپنے ازلی مزاحیہ لہجے میں ان سب کی طرف دیکھتے ہنستے ہوئے کہا وہ ابھی اپنے دوسرے جانب بیٹھے آغا فارذ کو دیکھ نہ سکا تھا جو کہ سرد نگاہوں سے اسے گھور رہیں تھے۔۔۔۔

کہاں تھے تم '۔۔۔۔ اس سے سب سے پہلے سوال پوچھنے والے سکندر ماموں تھے جو اپنے اس نکمی اور ڈھیٹ اولاد کو تند ہی نظروں سے گھور رہیں تھے جبکہ وہ ان کی گھوری کو اوائیڈ کیے مسکرا رہا تھا۔۔۔

ڈیٹ کرنے گیا تھا گالر فرینڈ '۔۔۔۔۔ماحول میں چھائے معنی خیز سکوت کو سیریس لیے بغیر وہ ڈھیٹائی سے مسکراتا سکندر ماموں کو چھیڑنے کے انداز میں کہنے لگا مگر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ایک زناٹے دار تھپڑ اتا اس کی گال پر اپنا نشان چھوڑ گیا تھپڑ کی گونج اتنی تھی کہ تراب کے سینے سے لگی مرحا بھی نظر اٹھائیں داؤد کو پڑنے والے تھپڑ پر ششدر رہے گی تھی ایسا ہی کچھ حال داؤد کا بھی تھا جو اپنے سنسناتے ہوئے گال پر ہاتھ رکھے آنکھوں کو پھیلائے اپنے سامنے کھڑی ہستی کو دیکھنے لگا جیسے یقین چاہ رہا ہوں کہ اسے تھپڑ مارنے والے وہی ہی تھے۔۔۔۔

بھیا"۔۔۔۔بے یقین نظریں آغا فارذ کے غصے سے تمتماتے چہرے پر ٹکائے اس نے صدمے سے بھری آواز میں پکارا مگر اس کی یہ پکار اان کی دھڑ میں کہی دب کے رہے گئی۔۔۔۔

کہاں تھے تم داؤد سکندر """""۔۔۔۔۔ وہ اتنی زور سے چلائے کے بے ساختہ داؤد نے اپنے قدم پیچھے لیے باقی سب بھی حیران و پریشان انھیں دیکھ رہیں تھے جن کا غصہ آج آسماں کو چھو رہا تھا آج سے پہلے کسی نے انھیں اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

بھیا" مم 'میں دوس 'دوستوں کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ ان کے جاہ جلال سے بھرے چہرے کو دیکھتے اس نے اپنی صفائی دینی چاہی وہ ابھی مرحا کے ساتھ ہوئی ٹریجیڈی سے لاعلم تھا دوسری طرف حیدر دل میں کلمہ پڑھ رہا تھا کے شاید اگلا نمبر اس کا تھا۔۔۔۔۔۔

دوستوں کے ساتھ تھے لنچ کر رہیں تھے 'خود پر ڈالی ذمہ داری کو فراموش کیے موصوف دعوتیں اڑا رہیں تھے گریٹ !۔۔۔۔۔ اس کی بات پر انھوں نے ایک زہریلی مسکاں لبوں پر سجائے سب کی طرف دیکھتے تالی بجاتے کہا تو وہ سمجھا کے شاید وہ یہ سب مزاق کر رہیں تھے اس کے ساتھ ابھی وہ اس ہی خوش فہمی میں تھا جب ایک اور سنسناتا زوردار تھپڑ اتے اس کی دوسری گال پر بجا اب کے مارے

گے تھپڑ میں اتنی شدت تھی کے وہ ایک لمحے کو ڈگمگایا۔ایک اور تھپڑ داؤد کے گال کی زینت بنتا دیکھ روحی نے آغا فارذ کے غصے کو دیکھتے اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تراب کی شرٹ دبوچی وہ جو داؤد اور آغا فارذ پر نظریں ٹیکائے ہوئے تھا روحی کو ڈرتا دیکھ اپنی شرٹ دبوچے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتا اسے اپنے ساتھ کی تسلی دینے لگا۔۔۔

جناب لنچ کر رہیں تھے بھلے اپنے گھر کی عزت روڈوں پر رلتی پھریں، دوستوں کے ساتھ پارٹی کرتے ان حواس پرست مردوں کو دعوت دے رہیں تھے کے آو اور ہمارے گھر کی عزت کو روڈ پر نیلام کر وہاں۔۔۔۔۔وہ اس کے گریبان کو دبوچے اتنی تیز بول رہیں تھے کہ ان کا ایک ایک الفاظ فضا میں چھائی خاموشی میں گونج رہا تھا باقی سب خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔وہ جو اسے دوستوں کے ساتھ لنچ کرتے دیکھ چکے کہ وہ آرام سے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور ان کی گڑیا دھوپ میں سڑکیں ناپ رہی تھی انھیں اس وقت مقابل پر اتنا غصہ ا رہا تھا کے وہ مار امارا کے اس کا برا حال کر دیتے۔۔۔

۔نہین 'بھیاوہ کلاس فیلو'کک ''کاڈرائیور ننن'نہیں ایا تھاتو'ہم اسے ''ڈراپ کرنے '' گیے تھے۔۔۔۔۔حیدر جسے ابھی بھی معملے کی نازکت کی سمجھ نہیں لگی تھی بس اپنے یارا کو بچانے کی خاطر ایک نیا جھوٹ گڑ گیا اس کے بولے گے جھوٹ پر آغا فارذ نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے گھور کر اسے دیکھا جس پر وہ فورا ابوکھلاتا نظریں چرا گیا۔۔۔۔۔

واہ دوسروں کی عزتوں کی بڑی پرواہ ہے اپنی عزت چاہے باہر سڑکوں پر نوچی جائے اس سے فرق نہیں پڑتا تم لوگوں کو۔۔۔۔۔۔وہ جانتے تھے حیدر نے بس ایک بہانہ گڑھا ہے پر پھر بھی اس کے یوں جھوٹ بولنے پر انھیں مزید پتنگہ لگے تھے تبھی ایک زوردار تھپڑاب کی بار حیدر کے رخسار پر بجا تھا وہ اس پر ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتے تھے پر داؤد کی بے جا حمایت لیتے دیکھا ان کے غصے کا گراف مزید بڑھا تھا جبکہ ان کی بات سمجھتے داؤد نے ایک حیران کن نظر تراب کے سینے سے لگ کر کھڑی مرحا کو دیکھ جس کا ہچکیاں کھاتا وجود اسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا داؤد

کے دیکھنے پر اس نے بھی اپنی پر نم شکوہ کن نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا اس کی شکوہ و شکایت کرتی نگاہوں میں دیکھتے اس نے بے ساختہ اپنی نظریں پھیری۔۔۔۔

سوچا ہے ذرا اگر آج میں وہاں نہیں پہنچتا تھا تو وہ گھٹیا شخص اس کے ساتھ کیا کر جاتا تمہیں اندازہ ہے پر! پر تمہیں کیوں اندازہ یا احساس ہو گا تم تو پارٹی انجوائے کرو دوسروں کی عزتوں کو سر پر چڑھا کر انھیں پک اینڈ ڈراپ کرو پھر بھلے کوئی نیچ خاندان کا گندہ خون آکر آغا ہاؤس کی عزت کو نوچ کر کسی کچرے کے ڈھیر میں پھینکے جائے ہمیں کونسا فرق پڑتا ہے ہیں نہ داؤد سکندر۔۔۔۔۔۔ان دونوں کے شرمندگی سے جھکے سر کو دیکھتے وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولتے جہاں وہ اپنے ادا کیے گے الفظوں سے وہاں کھڑے لوگوں کے رونگھٹے کھڑے کر رہیں تھے وہی وہ دیوانہ وار ان کے سرخ بھینچے جبڑے لیے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو ابھی کچھ نہ ہونے پر یوں قہر بنے برس رہیں تھے اگر اس کے ساتھ آج کچھ ہو جاتا تو وہ کیا کرتے شاید اس دنیا کو تہس نہس کر کے اگ لگا دیتے" اور یہ وہ وقت تھا جب دل پلٹا تھا۔۔۔۔ آغا فارز کو لے کر مرحا یوسف کا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

: پہلی سیڑھی

(Attractions)

' حب

پرچھائیوں کے شہر کی تنہائیاں نہ پوچھ۔۔۔۔۔اپنا شریک غم۔۔۔۔کوئی اپنے سوا نہ تھا

گہری کالی رات زمین زادوں پر اپنے پر پھیلائے اتر چکی تھی ایسے میں چاند کی چاندنی نے اندھیری رات کی رانگنی کو کم کرنے کا بیڑا اپنے ذمہ اٹھا رکھا تھا۔

ٹھنڈی ہواؤں نے موسم میں خنکی پیدا کر دی تھی۔ آج آسماں بھی بادلوں کی کالی چادر کی اوٹ سے باہر نکلا ہوا تھا۔۔۔۔

کچی مٹی کا بنا وہ گھر پورا اندھیرے میں ڈوبا پڑا تھا وہ گھر ہی کیا وہاں کے آس پاس کے اور گھر بھی اس ہی کی طرح اندھیرے میں ڈوبے تھے بس ایکا دکا گھر میں لینٹین ہی تھے جس کی ہلکی پیلی رنگ کی روشنی نے انسانی آنکھ کو کچھ دیکھنے کے لائق بنا رکھا تھا۔۔۔۔ لینٹین نے اس گھر میں بھی اپنی تھوڑی روشنی کر رکھی تھی اور کچھ چاندا ماما کی مہرباں چاندنی نے بھی اپنا کرم کیا ہوا تھا۔۔۔

لمبے گھٹنوں تک اتے بال ہوا کی دوش پر لہراتے ہواؤں کے سنگ کبھی ادھر تو کبھی اودھر ڈول رہیں تھے اور کبھی وہ جو کھیلتے کھیلتے راستہ بھٹکتے اس کی سرخ رخساروں پر آن ٹپکتے تو وہ اپنی سنگ مرمر سے تراشی انگلیوں سے انھیں واپس راہ راست پر لے اتی۔ سفید پاؤں تک کو چھوتے فراک میں وہ کوئی بھولی بھٹکی پری معلوم ہو رہی تھی جو غلطی سے اس اندھیری اور بے وفا دنیا میں آن پھنسی اب

اپنی واپسی کی راہ تک رہی تھی کہ کوئی شہزادہ ائے اور اسے یہاں سے لے جائے ـــــ

وہ اپنے اندر اچھلتے کودتے دل کی دھڑکنوں کے شور کو سننے میں اس قدر گم تھی۔ کے اسے اپنے پیچھے چھائے اس گہرے اندھیرے کا خوف بھی نہیں یاد تھا۔اس چینی گڑیا کی خوشی سے چمکتی آنکھیں اس چاند کی چاندنی میں ڈوبی ان کچی مٹی کی بنی سڑھیوں پر تھی جس کے اس پار اس کے لیے خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔

چمکتی گہرئی آنکھوں میں جیسے جگنو ناچ رہیں ہو،امرحی لب اس وقت ایک جاندار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے 'چاندنی جیسی رنگت لیے وہ معصوم شہزادی اس راہ پر چلنے کو بے قرار تھی جس پر چلنے والے اکثر بے سکون اور بے چین ہی پائے جاتے تھے" پر ابھی وہ ان سب چیزوں سے نابلد تھی اس کے کچے ذہن میں تو اس وقت صرف مستقبل کی روشنیاں اور خوشیاں نظر ارہی تھی جسے پانے کے لیے وہ کچھ بھی کر جاتی۔۔۔اس نے ایک ہاتھ سے اپنی گھیر دار فراک کا کونا پکڑتے اسے

ایک طرف سے اٹھایا تو ذرا سا رخ اٹھا' سفید مومی پاؤں کھسے میں موقید تھے جس میں ایک چاندنی کی پازیب پہنی ہوئی تھی جو خود پر سے رخ اٹھنے پر اس اندھیرے میں بھی چمک اٹھی تھی "لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے آنکھوں میں خوشیوں کی امید کے دیئے جلائے وہ نازک پری پاؤں اوپر جانے والی سڑھیوں کی پہلی منزل پر رکھ گئی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب تو ضبطِ غم نے پتھر کر دیا ورنہ فراز۔۔۔۔دیکھتا کوئی کہ دل کے زخم جب آنکھوں میں تھے

آغا ہاؤس پر اس قیامت خیز واقع کو گزرے آج تین دن ہو گیے تھے۔ سب اس واقع کے بعد مرحا کا بہت خیال رکھ رہیں تھے جس کی وجہ سے وہ بھی کافی حد تک سنمبھل چکی تھی البتہ ابھی تک آغا غارذ اور تراب کا غصہ ڈھنڈا نہیں ہوا تھا جس کی بنا پر ابھی تک مرحا کو کالج جانے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ ان گنڈوں کو مار امارا کا نیم مردہ حالت میں پہنچ کر بھی ان کا غصہ جوں کا توں وجہ وہ خود کو اس سب کا ذمہ دار مانتے لاپرواہ ٹھہرا رہیں تھے۔ اور دوسری طرف تراب خود کو قصوار ار سمجھ رہا تھا کے کیسے وہ اپنے کام کو روحی پر فوقیت دے گیا جبکہ وہ تو ان سب کے لیے پہلے نمبر پر اتی تھی۔ اس کی حفاظت ان کے سروں پر تھی تو وہ کیسے لاپرواہی برت گیے اگر اس دن اس کے ساتھ کچھ ہو جاتا تھا تو وہ کیا جواب دیتے حمزہ اور اس کے مرحوم والد کو جن کے لیے روحی کا وجود بہت اہمیت رکھتا تھا۔ بس یہ ہی سوچا ان تین دن سے بچین کیے ہوئے تھی۔ دونوں کو

روحی کے ساتھ ہوئے سانحہ کے بعد حیدر اور داؤد بھی کافی ڈپریسیڈ تھے کیونکہ ان دونوں کی ہی غلطی کی وجہ سے ہی اس کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا تھا۔ ان دونوں کے معافی مانگنے پر گھر کے بڑوں کے ساتھ ساتھ خود روحی بھی انھیں

معاف کر گئی تھی مگر ان کھر دماغ والے انسانوں نے ان کی طرف دیکھنا بھی گوار نہیں کیا تھا۔۔۔

دوپہر شام میں ڈھل چکی تھی موسم دوپہر کی لو برساتی ہواؤں سے باہر نکلتا اب شام کی ٹھنڈی ہواؤں میں بسیرا کر چکا تھا۔ وقفہ وقفہ سے چلتی ہواؤں میں سرخ اینٹوں والی حویلی کے باہر لگے درخت اور بیلے ہوا کے دوش پر لہراتی رقص کرتی نظر ارہی تھی اور کچھ ایسا ہی حال اندر لان میں لگے چھوٹے بڑے تمام پودوں کا تھا جو دن کی برستی گرمی سے چھٹکارا پائے اب ٹھنڈی پر سکون ہواؤں کو انجوائے کرتے ناچتے گاتے لہرا رہیں تھے۔ کچھ مرد حضرات ابھی تک افس میں تھے جبکہ کچھ لوٹ ائیں تھے۔ اندر لاونج کی طرف بڑھے جہاں بڑی سی دیوار گیر ایل ای ڈی پر جیو چینل پر وہاج علی اور یمنہ زیدی کا فیمس ڈرامہ "تیرے بن" چل رہا تھا لاونج کے صوفوں پر اس وقت سبین مامی بیٹھی ہوئی تھی اور ان کی گود میں سر رکھے ٹراوزر ٹی شرٹ میں گھنگریلے بالوں کی آج چوٹی کیے مرحا لیٹی ہوئی تھی گہرے رنگ آنکھیں اس وقت چلتے ڈرامہ کے منظر پر ٹیکی تھی۔ عصر کی آذان

ہو چکی تھی اس لیے حورے بیگم اور زبیدہ مامی نماز ادا کرنے کے پریئر روم میں گئی تھی جو صرف عبادت کے لیے ہی بنایا گیا تھا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی کورٹ سے لوٹا تھا اور لاونج میں بیٹھی سبین مامی کو سلام کیے وہ اوپر اپنے روم میں چلا گیا تھا فریش ہونے کو اور اب وہ فریش سا فورمل ٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے گیلے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے سیٹ کیے نیچے ایا تو مرحا کو بیٹھا دیکھ سلام کیا کیونکہ جب وہ ایا تھا اس وقت مرحا وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ فوراً سے اٹھ کر بیٹھتی وہ سلام کا جواب دیتی صوفے پر اس کے لیے جگہ بنا گئی جس پر وہ مسکراتا ہوا اس کی بنائی گی جگہ پر بیٹھا اسی اثنا میں نیچلے پورشن میں بنے پریئر روم کا دروازہ کھولتی سفید ڈوپٹے کو نماز کی صورت میں باندھے ہاتھ میں پکڑی تسبیح پر کچھ پڑھتی زبیدہ مامی باہر نکلی۔۔۔

طبعیت کیسی ہیں۔۔۔ تراب اس کے قریب بیٹھتے صوفے کی پشت پر اپنا بازو پھیلائے اس کے مرجھائے سے چہرے پر نظریں ٹیکائے پوچھنے لگا جس کی چہرے کی شادابی پہلے سے کم ہو گئی تھی۔۔۔۔

ٹھیک ہیں۔۔۔ مختصر سا جواب دیتی وہ ترچھی سی ہوئی اور اس کے کندھے پہ سر رکھ گئی جس پر وہ مدھم سا مسکراتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔ زیبدہ مامی اب ان کے قریب آچکی تھی اور اپنی تسبیح خاتم کرتی انھوں نے پہلے تسبیح کو لبوں سے اور پھر اپنی آنکھوں سے لگائے چوما اور پھر مرحا کے نزدیک ائی اور جھک کر اس کے چہرے پر پھونک مارنے لگی اور ساتھ ہی تراب کے بھی پھونک مارتی سیدھی ہوئی۔۔۔

چائے پیوئے گے تراب۔۔۔۔ سبین مامی صوفے سے اٹھتی اس کی طرف دیکھتی پوچھنے لگی کیونکہ وہ سب تو چائے پی چکے اس لیے اس سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

نیکی اور پوچھ پوچھ۔۔۔۔۔۔مرحا کے سر میں انگلیاں چلاتا وہ نظریں ڈرامے پر جمائے بیٹھا تھا جب سبین مامی کے پوچھنے پر وہ لمحہ بھر کے لیے نظریں ہٹائے لبوں پر نرم مسکراہٹ لیے جواب دیتا دوبارہ نظروں کا ارتکاز وہی کر گیا۔ سر میں انگلیاں چلانے والا کام ہنوز جاری تھا۔۔۔۔۔

دن کیسا گزرا میری گڑیا کا۔۔۔۔۔۔ نظریں ڈرامے پر سے ہٹائے وہ اس کے سر میں اپنی مووکرتی انگلیوں کو کچھ پل کے لیے روکے اس کی طرف دیکھتے پوچھنے لگا تو اس نے بھی ذرا سا سر اوپر کو اٹھائے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

بھیا ہم کالج کب جائے گے۔۔۔۔۔اس کے سوال کے جواب دینے کے بجائے وہ اپنے دل میں مچلتا سوال پوچھنے لگی کیونکہ وہ اب گھر میں بیٹھ بیٹھ کر تنگ آچکی تھی اور نوال کی بھی یاد آرہی تھی ویسے تو وہ دو دفعہ اس سے ملنے آچکی تھی پر کالج والی بات نہیں تھی جہاں وہ موج مستی کرتے تھے۔۔۔۔۔

بڑے بھیا جب کہے گیے۔۔۔۔۔۔اس کے سوال پر وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا دھیرے سے مسکراتا گویا ہوا جن میں نیند کی سرخی اتر رہی تھی اس کی بات پر وہ منہ بناتی واپس سر اس کے کندھے پر رکھ گئی جس پر وہ مسکرا گیا وہ جانتا تھا وہ اب گھر میں رہے رہے کرا کتا چکی تھی پر آغا فارذ نے ابھی تک کوئی مثبت جواب نہیں دیا تھا اور وہ ان کی اجازت کے بغیر اسے چاہ کر بھی لے کر نہیں جا سکتا تھا ورنہ انھوں نے داؤد کا غصہ اس پر اتار دینا تھا۔۔۔

روحی نیند آرہی ہے تو بچے کمرے میں جا کر سکون سے سو۔۔۔۔۔حورے بیگم نماز پڑھ کر آئی تو اسے تراب کے کندھے سر رکھے آنکھیں موندے دیکھا تو منہ میں کچھ پڑھتی ان دونوں پر پھونک مارتے سیدھی ہوئی اور اس کے کندھے کو ہلاتی اسے کمرے میں جانے کا کہنے لگی۔۔۔

چھوڑ دے پھپھو سونے دے" سکون سے سوئی ہوئی ہے۔۔۔۔ان کے اٹھانے پر جب وہ نیند میں کسمتی مزید تراب کے قریب ہوئی تو وہ اس کی نیند خراب ہونے کا سوچتے ان سے بولا۔۔۔۔

بچے اپ بھی تو تنگ ہو گیے ابھی تھکے ہوئے آئے ہو"۔۔۔۔اس کے چہرے پر تھکن کے اثرارت دیکھتی وہ اس کی تھکن کا احساس کرتی بولی کہ وہ بھی تو سارا دن کا کام کرتا ابھی گھر لوٹا تھا اور یہاں اس کے لاڈ ختم نہیں ہو رہیں تھے۔۔۔

اٹس اوکے پھپھو" گڑیا کے لیے کچھ بھی۔۔۔۔وہ اپنے کندھے پر سر رکھے سوئی روحی کے چہرے پر بکھرے سکون واطمینان کو دیکھتے مسکراتا ہوا بولا۔ پچھلے تین دن سے وہ دونوں اس کو بے سکون دیکھتے خود بھی بے سکون تھے مگر آج وہ اسے قدرے فریش دیکھتا ہلکا پھلکا ہو گیا تھا اس کے بولنے پر وہ سر ہلاتی سبین مامی کی چھوڑی گی جگہ پر جا کر بیٹھ گئ۔۔۔۔

ہیلو لیڈیز۔۔۔۔۔نک سک سا تیار فریش سا فواد کانوں میں ائیر بڈز لگائے ہاتھ میں موبائل پکڑے اندر داخل ہوا تو سامنے ہی آغا ہاؤس کی لیڈیز کو بیٹھا دیکھ مسکراتا ہوا لاونج میں اتا بولا۔۔۔۔۔

سلام کرتے ہیں فادی۔۔۔۔۔۔ہمیشہ کی طرح اسے ہیلو بولتا دیکھ زبیدہ مامی اسے ٹوکتے بولی تو بدلے میں وہ برا ماننے کے بجائے ڈھیٹائی سے مسکرا دیا ۔۔۔۔۔

کیا کروں بیوٹیفل لیڈی میں ہوں عادت سے مجبور۔۔۔۔ان کی گردن کے گرد اپنے دونوں بازو حائل کرتا شرارت سے بھرے لہجے میں بولا تو تراب نے مسکراتے ہوئے اس ادکار کو دیکھا۔یونی میں سنجیدہ نظرانے والا آغا فواد کو کوئی یونی کی لڑکی اس طرح بات کرتے دیکھ لے تو ضرور چکرا کر رہے جائے۔۔۔۔

چل ہٹ بے شرم '۔۔۔۔۔ مصنوعی گھوری سے نوازتی وہ اپنی گردن کے گرد حائل اس کے بازو پر چپیڑ لگاتے بولی ''آغا' زہاؤس کے بچے گھر سے باہر جتنے سنجیدہ اور خشک مزاج نظراتے ہو مگر گھر میں اتنے ہی شرارتی اور ہنس مکھ پائے جاتے تھے اگر کوئی باہر والا بندہ انھیں گھر میں یوں مستیاں کرتا دیکھ لے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہ کر سکے کے یہ وہی ہے اڑیل کھڑوس آغا' ز۔۔۔۔۔

ارے کیا کرتی ہیں زبیدہ بہن 'کتنا بھاری ہاتھ ہے اپکا۔۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھ پر پڑنے والے ان کے معمولی تھپڑ پر وہ اپنا بازو سہلاتا ڈرامائی انداز میں بولتا جلد ان کی پہنچ سے دور ہوا کیونکہ ان کا ہاتھ صوفے کے قریب پڑی اپنی چپل تک رسائی پا چکا تھا۔۔۔۔۔

بروا پکی والدہ محترمہ کے اندر کافی انتقامی جذبے ہیں۔۔۔۔۔ زبیدہ مامی کو ہاتھ میں چپل پکڑے خود کو گھورتا دیکھ وہ تراب کے قریب صوفے کے بازو رکھنے والے اسٹینڈ پر بیٹھتا اس کے کان میں پھسپھسایا تو وہ سر نفی میں ہلاتی ہاتھ میں پکڑی چپل کو واپس اس کے مقام پر رکھ گئی۔۔۔

۔طبعیت ٹھیک ہیں اس کی۔۔۔۔اپنی بات پر محض تراب کو مسکراتا دیکھ اس کی نظر اس کے کندھے پر سر رکھے سوئی مرحا پر پڑی تو تھوڑا تراب کے اوپر جھکتا اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے پوچھنے لگا کہ کہی بخار و خار تو نہیں ہے۔۔۔

ہمم آج کچھ بہتر ہے"۔۔۔۔۔فواد کے پوچھنے پر اس نے ایک نظر خود کے ساتھ لگی بے خبر سوئی مرحا پر ڈالتے بتایا تو وہ سمجھتا سر ہلاتا باقی خالی پڑے صوفوں کو چھوڑے مزید تراب پر پھیلا۔ایک طرف وہ نازک سا وجود تو دوسری طرف وہ بھاری بھر کم مردانہ وجود بیچارا تراب تو بیچ میں پھسا سا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

ابے سالے ہٹ تو کیا بیویوں کی طرح چپکتا ہی چلا جا رہا ہے۔۔۔۔۔فواد کی ٹانگیں اپنی ٹانگوں پر سے جھٹکتے وہ وہاں بیٹھی اپنی ماں اور پھپھو کا بھی لحاظ کیے بغیر چڑتا ہوا بولا جو تھوڑی دیر میں ہی پوری طریقے سے اس پر چائے کی طرح پھیل چکا تھا۔۔۔۔

تو جسے سینے سے لگایا ہوا ہے وہ بیوی ہے کیا۔۔۔۔۔۔ تراب کے یوں جھڑکنے کا برا منائے بغیر وہ اس کے کان میں گھستا شرارت سے سوئی ہوئی مرحا کی طرف آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیے بولتا آنکھ ونک کر گیا جس پر تراب نے گھور کر اس ذلیل انسان کو دیکھا جو کسی کی بھی موجودگی کا لحاظ ہی نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔

فادی"۔۔۔۔۔۔اس کی یوں بے باکی پر تراب بھینچے بھینچے جبڑیں لیے غرایا تو وہ بے غیرتوں کی طرح ہنستا اس سے پہلے تراب کے ہتھے چڑھتا شرافت سے اٹھ کر جا کر دوسرے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا پر پھر بھی وہ تراب کی گھوریوں کے سائے میں ہی تھا۔۔۔۔۔

میرا گلا سوکھ رہا ہے کوئی چائے پلا دے یار۔۔۔۔۔ تراب کی طرف معنی خیز سے دیکھتے وہ کچن کی طرف منہ کیے فقیر کی طرح صدا لگانے والے انداز میں بولا تو تراب اس کے چالو ڈرامے پر سے نظریں ہٹائے ایل ای ڈی پر چلتے پروفیشنل

فنکاروں کا ڈرامہ ملحاظ کرنے لگا جن کی اداکاری آغا فواد کی اداکاری سے زیادہ بہتر تھی۔۔۔۔۔۔۔

رانی فادی کے لیے چائے اور اسنیک لے کر آو۔۔۔۔۔۔ حورے بیگم کیچن میں سبین مامی کے ساتھ کام کرتی رانی کو آواز لگائے بولی جس پر وہ کیچن میں ہی کھڑی جواب دیتی تراب کے ساتھ ساتھ فواد کے لیے بھی بن چکی چائے کپ میں ڈالنے لگی۔۔۔۔۔۔

ماما" باباوالے کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔ سکندر ماموں اور فرقان ماموں کو نہ پاتے تراب زبیدہ مامی کی طرف دیکھتے ان دونوں کا پوچھنے لگا کیونکہ وہ لوگ اس وقت تک آجاتے تھے آفس سے البتہ آغا فارذ لیٹ اتے تھے سب سے۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اسٹڈی میں ہے شاید کوئی آفس کا کام کر رہیں ہے۔۔۔۔۔۔ تراب کے پوچھنے پر وہ مصروفانہ انداز میں جواب دیتی بولی البتہ نظروں کا ارتکاز اسکرین پر چلتے سین پر تھا۔ فواد اپنے موبائل میں مصروف تھا۔ اور وہ مرحا کے سر میں

انگلیاں چلانے میں گویا سب ہی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے' اور اتنے میں ہی رانی بھی ان دونوں کے لیے چائے کے ساتھ شام کے دیگر لوازمات لاتی ٹیبل پر سجا گئی۔ جس پر سب سے پہلا حملہ فواد صاحب کی طرف سے ہوا تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! ہر حسنِ سادہ لوح دل میں نہ اتر سکا۔۔۔ کچھ تو مزاج یار میں گہرائیاں بھی ہو

کہانی سنو زبانی سنو' ہمیں پیار ہوا تھا اقرار ہوا تھا۔۔۔۔۔ تیز آواز والے بوفرز میں گانا لگائے وہ بیڈ پر چڑھے ایک ہاتھ کا مائیک بنائے لبوں کے قریب کیے گانے

کے بول گنگناتا دوسرے ہاتھ سے خالی پڑے کمرے میں چاروں طرف نہ جانے کس کو دیکھتا ہاتھ ہلا رہا تھا۔ مگر یہ تو ہمیں دکھ رہا تھا نہ کے کمرہ خالی ہیں کوئی اس سے پوچھتا جسے ہر طرف اپنے نا نظر انے والے خلائی مخلوق فینز نظر ا رہیں تھے جو جوش و خروش لیے اپنے موسٹ فلوپ سنگر کو گاتا دیکھ شور مچا رہیں تھے

ہیے یو دیس لائین از فور یو'۔۔۔۔۔اپنی گمنام کریزی فین جو کہ صرف و صرف اس بندے کو ہی نظر ا رہی تھی اتنے ہجوم میں اس کی طرف انگلی کیے وہ اسے اپنی طرف متوجہ کیے بولا تو وہ لڑکی اتنے ہجوم میں خود کو منتاخب ہوتا دیکھ زوردار چیخ مارتی منہ پر دونوں ہاتھ جما گئی تاکہ اپنی خوشی کو چیخوں کے ذریعہ باہر انے سے روک سکے 'اور اپنی خوبصورت آنکھوں میں حسرت لیے وہ اسٹیج پر کھڑے اپنے ہینڈسم کرش کو دیکھنے لگی جو کہ خود بھی اس کی ہی طرف متوجہ تھا

ہے تمنا ہمیں تمہیں دلہن بنائے' تیرے ہاتھوں پہ مہندی اپنے نام کی سجائے تیری لے لے بلائیں" تیرے صدقے اتارے ہے تمنا ہمیں تمہیں خود ہم ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھیں اس خوبصورت لڑکی کی گلیٹر سے سجی آنکھوں میں گاڑھے مخمور لہجے میں گاتا دھیرے دھیرے اسٹیج سے نیچے کی طرف جاتی سڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا تو وہ لڑکی بھی لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے ہجوم کو چیرتی اس کی طرف قدم بڑھانے لگی وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں یوں ڈوبے ہوئے تھے کہ معنوں یہاں ان کی ذات کے علاوہ کوئی ہو ہی نہ اس سے پہلے وہ اس لڑکی تک رسائی پاتا کہ اچانک پیچھے بیک گراونڈ میں چلنے والا میوزک رکا تو ایکدم مائیک سے اس کی بے سری آواز ابھری تو باقی سب کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی ہوش کی دنیا میں لوٹا۔۔۔۔۔

معتصم صاحب اگر اپ کا کنسرٹ خاتم ہو گیا ہو تو برائے مہربانی کیچن کی سنیک میں پڑے صبح کے لاوارث برتن دھو دے آکر وہ اپ کو اور اپکی جادوائی آواز کو کافی مس کر رہیں ہے۔۔۔۔ گھٹنوں تک اتے شورٹ پر بلیک لوز سی ٹی شرٹ

پہنے بکھرے بکھرے بال اور سرمائی آنکھوں میں کچی نیند سے اٹھنے کی خماری لیے وہ بیچ دروازے میں کھڑا دانت پیستے ہوئے بولا اس کے دھماکہ دار کنسرٹ نے بیس منٹ پہلے سوئے حارث کی نیند اڑادی تھی۔۔۔۔۔

سالے تو جلتا ہے مجھ سے میری ساحرانہ آواز سے اور میرے کریزی فینز سے بھی۔۔۔۔۔اپنے زوردار چلتے کنسرٹ میں اسے حارث ملک کی مداخلت رتی برابر بھی پسند نہیں ائی تھی اور دوسرا اس گھوچوں کی وجہ سے وہ اس بیوٹیفل لڑکی کے قریب جاتا جاتا رہ گیا تبھی خونخوار نظروں سے وہ اسے بھسم کردینے کے انداز میں بولا۔۔۔۔۔

ہاں اور کچھ۔۔۔۔اس ڈرامے باز کے ڈرامہ پر وہ ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں بولا۔ایک بار کی بات ہوتی تو وہ اس سے دکھ کا اظہار کرتا مگر یہاں تو معمول کی بات تھی کب ایسا نہیں ہوتا تھا کہ معتصم شاہ کسی لڑکی کے خوابوں میں نہ کھویا ہوا ہو۔اسے سوتے میں سے جگادوں تو وہ کسی لڑکی کے ساتھ ہوتا تھا، تیز

چلتے میوزک سے تنگ اتے اس کا کنسرٹ روک دوں تو وہ اپنی کسی پاگل اور اندھی فین کے قریب ہوتا تھا نہ جانے ان لڑکیوں کو کیا نظر اتا تھا اس میں جو وہ یوں منہ اٹھائے چلی اتی تھی اس کی ہیلو سینیشنز میں ،اور تو اور معتصم شاہ صرف سوتے میں ہی نہیں بلکہ واش روم میں بیٹھا بھی کسی نہ کسی لڑکی کے قریب ہی پایا جاتا تھا۔اور جہاں حقیقی لڑکی نظر اتی تھی (یونیورسٹی میں)وہاں معتصم صاحب کا لیول ہائی ہو جاتا تھا۔۔۔۔

تجھے پتہ ہے کمینے تیری وجہ سے میں۔۔۔۔۔اس کے یوں کہنے پر وہ چڑتا اسے اپنے خسارے کے بارے میں بتانے لگا جو کہ صرف وصرف اس کی بے جا مداخلت پر معتصم صاحب کو سہنا پڑا تھا۔۔۔۔

کسی بیوٹیفل لڑکی کے قریب نہ جا سکا' ہیے نہ۔۔۔۔اس کی منہ سے نکلنے والی بات وہ بیچ میں سے ہی اچکتا اگے کی لائن خود مکمل کر گیا جس پر وہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

تجھے کیسے پتہ۔۔۔۔اس نے حیران کن نظروں سے اپنے حسن سے بے پرواہ بنے حارث کو دیکھتے پوچھا گویا اس کی ہیلو سینیشن اس کو کیسے نظر اگئی جبکہ اس کے یوں شاک سے پوچھنے پر وہ سر نفی میں ہلاتا رہ گیا جانتا تھا سامنے کھڑا انسان کس قدر کا کمینہ اور ڈرامے باز تھا۔۔۔۔۔

اپ ذرا اپنے اس تھوبڑے کا دیدار سنیک میں پڑے برتنوں کو تو کروائے جو کہ چیخ چیخ کر معتصم شاہ' معتصم شاہ کے نعرے لگا رہیں ہے۔۔۔۔اس کے حیران ہونے کی ایکٹینگ پر وہ سرد لہجے میں بولتا مڑا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا اس کے جاتے ہی وہ جمپ لگاتا بیڈ سے اترا اور ماتھے پر بکھرے بالوں کو سیٹ کرتا وہ بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکلا جو کہ کیچن کی طرف جارہا تھا شاید اپنے لیے کافی بنانے کیونکہ وہ عموما اس ہی وقت کوفی پیتا تھا۔

معتصم اور حارث دونوں خالہ زاد کزن تھے ویسے تو وہ گوجرانوالہ کے معزز خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے پر وہ اپنے شہر کو چھوڑے تعلیم کے لیے یہاں لاہور آگیے جہاں آکر انھوں نے میٹرک میں ایڈمیشن لیا اور یہاں ان کی ملاقات اپنے جیسے دو اور بندروں سے ہوئی راسمی علیک سلیک سے ان کی دوستی بڑھی اور پھر بڑھتی ہی چلی گئی اور پھر کیا تھا وہ یہی کے ہو کے رہے گیے کالج سے یونیورسٹی کے سفر میں انھوں نے ہوسٹل سے لے کر اپنے ذاتی فلیٹ تک کا سفر بھی بڑی مشکل سے کیا تھا گھر والوں کی ناراضگی مول لے کر۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! کوئی تعویذ ہو ردِ بلا کا۔۔۔ میرے پیچھے محبت پڑ گئی ہے

آغا کوفی پیؤ گے۔۔۔۔حورے بیگم نے سامنے سنگل صوفے پر اپنی تمام تر وجاہت لیے بیٹھے آغا فارذ کو مخاطب کرتے پوچھا جن کی نظریں کہی اور تھی وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس سے سیدھا مبین منزل ائے تھے وجہ اپنی گڑیا کی خیریت دریافت کرنی تھی مگر یہاں ائے تو اسے تراب کے کندھے پر سر رکھے سوتا پایا تو دل میں ایک جیلیسی سی پیدا ہوئی اور تب سے ہی وہ یوں ہی ہونٹوں پر ہاتھ کی مٹھی رکھے بیٹھے سرد نظروں سے ان دونوں کو گھور رہیں تھے تراب ان سے سلام دعا کرتا اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا اگر وہ آغا فارذ کی نگاہوں میں چھپا سرد پن دیکھ لیتا تو پہلی فرصت میں وہ مرحا سے دور ہو جاتا۔۔۔۔۔۔

نہیں شکریہ '۔۔۔۔۔۔ان کے پوچھنے پر وہ ذرا سا سر کو ترچھا کیے سنجیدہ سے لہجے میں بولے اور واپس نظروں کا ارتکاز اس وجود پر کر گیے جو کہ نیند میں بھی اپنے وجود پر پڑنے والی ان کی سرد و سپاٹ نظروں سے ڈسٹرب ہو رہا تھا۔۔۔۔

روحی اٹھ جاؤاب '۔۔۔۔۔۔ حورے بیگم آغافارذ کے چہرے پر چھائے تاثرارت دیکھتی اسے ایک بار پھر اٹھانے کی کوشش کرنے لگی انھیں لگا کے وہ اس سے ملنے ائے اور اسے یوں سوتا پایا دیکھ شاید انھیں برالگا ہو پر ان کے اس قدر سرد تاثرارت کی وجہ کچھ اور تھی جس کے متعلق وہ خود بھی نہیں جانتے تھے ۔۔۔۔

یس گڑیا ویک اپ سی ' بھیاائے ہیں۔۔۔۔۔ ان کے اٹھانے پر بھی وہ جب نہ اٹھی تو اب کہ تراب اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے اس کے منہ پر پھیلی بالوں کی لٹوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کیے وہ اس کا گال تھتھپاتا ہوا بولا تو وہ کچی نیند کے ٹوٹنے پر کسملندی آنکھوں کو بامشکل کھولنے کی کوشش کرتی سیدھی ہوئی تو پہلے ہی نظر خود کو محویت سے تکتی ان کالی برف کی مانند سرد آنکھوں سے ٹکرائی تو اس کی نیند بھک سے اڑی ان نظروں میں نہ جانے ایسا کیا تھا جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔۔۔۔

دیکھے گے تیری آنکھوں کا حسن۔تجھے کچی نیند سے جاگا کر۔۔۔۔۔۔اپنی کالی آنکھیں نیند کی خماری لیے سرخ ڈوروں والی گرے رنگ آنکھوں میں ڈالے وہ محویت سے ان آنکھوں کا حسن دیکھ رہیں تھے جو اسوقت قیامت ڈھا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

کیسی طبعیت ہیں گڑیا۔۔۔۔اس کے پہلے سے قدرے فریش چہرے پر نظریں ٹیکائے وہ اس بات پر ائے جس کی وجہ وہ یہاں موجود تھے ان کی عقاب سی نظریں اس کے سراپہ کا جائزا لے رہی تھی وہ اب تراب سے قدرے فصلہ پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

ہہ 'ہم ٹھیک ہیں آغا جان۔۔۔۔۔ان کے خوبرو چہرے پر سے نظریں ہٹائے وہ منہ پر ائے بالوں کو کان کے پیچھے اڑاستی بولی بچپن سے لے کر آج تک میں یہ پہلی بار ہوا تھا کہ مرحا یوسف آغا فارذ سے بات کرتی ہچکچائی ہو پر آج شاید وہ اپنی دل کے بدلتے جزبات کی وجہ سے جھجھکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کم ہیر"۔۔۔۔۔اس کے لہجے میں چھپا اس کا جھجھکنا نوٹ کیے بغیر وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے قریب انے کا کہنے لگے تو اس نے ایک گھبرائی ہوئی نظر ان پر ماری جہاں پہلے جیسے ہی تاثرارت تھے اور دوسری نظر وہاں موجود نفوسوں پر جو کہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے سبین اور زبیدہ مامی کیچن میں رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی اور ابھی کچھ ہی دیر پہلے حورے بیگم بھی اٹھ کر کیچن کی طرف بڑھی تھی وجہ اپنے لاڈلے آغا کے لیے کچھ بنانا تھا جبکہ تراب اب روحی کے سیدھا ہو کر بیٹھنے سے صوفے پر پھیل چکا تھا البتہ اس کی نظریں ان دونوں پر نہیں ہاتھ میں پکڑے موبائل پر تھی۔۔۔۔۔

اطراف کا جائزہ لیتی گھومتی ہوئی نظر ان پر آن ٹیکی جو کہ اس کے اپنے پاس انے کے منتظر بیٹھے تھے۔بلیک پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنی رکھی تھی جس کے اوپری بٹن کھلے تھے۔شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے جس کی وجہ سے ان کی ڈمبلز والے اور بالوں سے گھیرے بازو نمایاں ہو رہیں تھے۔چوڑی کلائی

میں چمچتی بلیک ڈائل والی گوچی کی گھڑی۔ کوٹ اور ٹائی غائب تھی شاید وہ اسے گاڑی میں اتار آئے تھے۔ کالے ریشمی بال جو صبح جیل سے اچھے سے سیٹ تھے مگر اب ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔ کھڑا اونچا مغرور ناک جو یوں کھڑا تھا جیسے اسے غرور ہو کہ وہ آغا فارذ کے چہرے کی زینت ہے۔ گندمی رنگت پر ان کی کالی گھنی داڑھی مونچھ اور ان کے نیچے چھپے عنابی لب جو کہ ہلکے ہلکے براؤن سے تھے جو کہ سگریٹ کی کثرت سے اپنا رنگ کھو رہیں تھے۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بلیک چمچماتے شوز میں مقید پاؤں جھلاتے وہ نظریں اس پر گاڑھے بیٹھے تھے جس کے تیور آج کچھ الگ الگ سے لگ رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت یوں غرور سے صوفے پر بیٹھے اپنی شخصیت سے بیگانہ مرحا یوسف کو آج دنیا کے حسین ترین مردوں میں سے ایک لگ رہیں تھے کہ اس کی نظر ان پر سے ہٹنے کے نام تک نہیں لے رہی تھی۔ وہ تو ہمیشہ سے ہی اتنے ہی وجیہہ اور شاندار پرسنیلٹی کے مالک تھے کہ پہلی بار میں ہی انھیں کوئی دیکھتا تو ان کی روبدار اور مغروریت سے بھری شخصت کا اثیر ہو جاتا وہ خود بھی تو ان کی پرسولیٹی کی فین

تھی پر آج وہ اسے حسین سے حسین ترین مردوں سے بھی زیادہ دلکش اور دل کو چھو جانے والے لگ رہیں تھے' اوپر سے مرحا کو لے کر ان کی محبت وہ اس سے کتنے پیارے سے پیش اتے تھے۔ مرحا یوسف کی ذات کو ہمیشہ آغا فارذ نے سب سے اگے رکھا تھا" اور اس دن ان کا پہلے ان آوار گنڈوں اور پھر داؤد پر ان کا وہ عتاب بن کر نازل ہونا اسے ان کی نظروں میں اپنی اہمیت جتا گیا تھا" پتہ نہیں کیوں پر شاید آج اس کی نظروں کا انداز بدل گیا تھا آج ان نظروں میں سامنے بیٹھی شخصیت کے لیے عزت و احترام کے ساتھ ساتھ ان گرے چمکتی آنکھوں میں آغا فارذ کو لے کر کچھ اجیب سی اٹریکشن بھی تھی جس کا اندازا اسے خود بھی نہیں تھا کہ اس کی یہ بدلتی نظریں اگے جا کر اس کے لیے کیا قیامت لانے والی تھی' اگر معلوم ہوتا تو مرحا یوسف اس لاحاصل مرض کی پہلی ہی سیڑھی سے اپنے قدم واپس لے لیتی۔۔۔۔۔۔۔۔

گڑیا کیا سوچنے لگ گی۔۔۔۔۔ اسے اپنی طرف یوں محویت سے تکتا دیکھتے وہ لبوں پر نرم مسکراہٹ (جو کہ صرف و صرف اس ہستی کے لیے ہی مخصوص تھی

)سجائے پوچھنے لگے جو نا جانے ان پر نظریں ٹکائے کن سوچوں میں گم تھی۔
آغا فارز کی بھاری سوال کرتی آواز کانوں سے ٹکرائی تو وہ ایکدم اپنے ہوش و حواس میں لوٹتی شرم سے سر جھکا گئی اور صوفے پر براجمان آغا فارز کی طرف چور نظروں سے دیکھنے لگی کے کہی وہ اس کے دل کی بدلتی دھڑکنوں کے شور کو سن تو نہیں گیے پر ان کے چہرے کے تاثرات بالکل ویسے ہی تھے سرد و سپاٹ کے کوئی تاثر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے' ان کے چہرے سے نظریں پھیرتے اس نے دوبارہ سر جھکایا اور ایک ٹھنڈی سانس بھرتی وہ اپنی جگہ سے اٹھی ان کی طرف بڑھتے اس کے قدم من من کے ہو رہیں تھے دل کی دھڑکنوں نے الگ شور مچا رکھا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کے وہ ان نظروں اور اپنے دل میں اٹھتی فیلینگز سے رخ موڑتے جا کر کہی چھپ جائے جہاں نہ کوئی ایسی ساحرانہ نگاہیں ہو اور نہ ہی ایسے کوئی جذبات پر ایسا ہونا ناممکن تھا۔ وہ ان تک پہنچ چکی تھی کے ذرا سا ہاتھ بڑھانے سے وہ یا یہ ایک دوسرے کو چھو سکتے تھے اور پھر ہمیشہ کی طرح انھوں نے بڑے مان اور پیار سے اس کا ہاتھ تھمتے اسے اپنے پہلو میں بیٹھایا اور اس کے جھکے سر کو دیکھنے لگے۔ اس کے اندر چھیڑ چکی جنگ سے آغا فارز انجان تھے ورنہ

کبھی اپنے لمس کے نشاں اس پر نہ چھوڑتے جس کی وجہ سے ان کی معصوم گڑیا اگے جا کر کن تکلیفوں سے گزرنے والی تھی۔۔۔۔

شکر بخار تو نہیں ہے پر پھر آغا جان کی گڑیا اس قدر اداس کیوں ہے 'اور یہ بے وقت کیوں سو رہی تھی جانتی ہے نہ پھر اپ کو رات میں نیند نہیں اۓ گئ اور پھر روحی میڈم آدھمکے گئ اپنے آغا جان کے کمرے میں اپنی لیٹ نائیٹ کریئوینگ لے کر۔۔۔۔۔اس کی ٹھنڈی پڑتی پیشانی پر ہاتھ رکھے وہ چیک کرنے لگے کے تھا کے وہ ٹھیک تھی تبھی وہ ریلیکس Craving ہی اسے بخار تو نہیں پر شکر سے ہوتے اس کے پھولے روئی جیسے گال کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوتے اس کے یوں بے وقت سونے کا پوچھنے لگے جبکہ آخری بات کہتے وہ دھمیہ سا ہنسے تھے۔۔۔۔

وہ 'وہ ہمیں نیند ائی تو سو گیے۔۔۔۔۔وہ شرمندہ سی سر جھکاۓ بولی پہلے اپنے ماتھے اور پھر اپنی گال پر محسوس ہوتے ان کے لمس نے اس کے اندر کے ایک

اجیب سے کیفیت پیدا کر دی تھی جس سے وہ خود بھی ناواقف تھی ایسا نہیں تھا کے انھوں نے آج سے پہلے اس کا ہاتھ یہ یوں گال نہ چھوا ہو بلکہ وہ تو یہ بچپن سے کرتے ائے تھے تو پہلے کیوں نہیں اس کے دل میں یہ گدگدا سا احساس پیدا ہوا جیسے آج ہو رہا تھا آغا فارز کا لمس آج اسے اچھا لگ رہا تھا اور وہ اس لمس کو اپنے دل کی گہرائیوں میں ہمیشہ کے لیے قید کر لینا چاہتی تھی۔۔۔۔

اوکے اس میں یوں شرمندہ ہونے والی کیا بات ہے پرنس۔۔۔۔۔اس کے کا یوں شرمندہ ہو کر سر جھکانہ انھیں شاید پسند نہیں ایا تھا تبھی اس کے جھکے سر کے بالوں پر اپنے لب رکھتے وہ اسے ہلکا پھلکا کرنے کو بولا۔آج اس کا اپنے سامنے یوں خاموش رہنا ان کی بات کا جلدی جواب نہ دینا، اس کا یوں ٹکٹکی باندھے خود کو محویت سے دیکھنا انھیں اجیب لگ رہا تھا جیسے وہ ان کی گڑیا نہ ہو بلکہ کوئی اور ہو۔پر پھر اس کے ساتھ ہوئی ٹریجیڈی یاد کرتے وہ دماغ میں انے والی تمام منفی سوچوں کو جھٹکتے اس کے گرد اپنا حصار قائم کرتے ہمیشہ کی طرح چاہت سے محبت سے مان سے احترام سے اسے سینے سے لگا گیے۔۔۔

اس کا سر اپنے سینے سے لگاتے وہ اس کے بالوں کو سہلانے لگے اور خود پیچھے صوفے کی پشت پر سر گرا گیے وہ ریلکیس تھے کیونکہ ہمیشہ ہی وہ جب بھی اداس یا فکر مند ہوتی تھی تو وہ اسے کالم کرنے کے لیے یونہی کرتے تھے اور یہ بات سب ہی جانتے تھے کہ آغا فارز کے لیے ان کی مصری گڑیا کس قدر اہم ہے۔ وہ اپنے اس عمل سے مطمین تھے کیونکہ اج ان کا نظریہ تھوڑی بدل رہا تھا اور جس کا بدل رہا تھا اس کا سانس لینے بھی مشکل ہو گیا تھا ان کی اس قدر نزدیکی پر 'ان کے جسم کی گرمائش سے اسے اپنا اپ پگھلتا ہوا محسوس ہوا رہا تھا' شرٹ پر لگے ان کے فیورٹ بربری سگنیچرز پرفیوم کی خوشبو نے جیسے اسے چاروں طرف سے گھیرتے اس کی سوچنے سمجھنے کی حس مفلوج کر دی تھی اور یہ سب پہلی بار ہوا تھا ۔پہلے تو وہ ان کے سینے سے لگتے ہی اپنی تمام پریشانی داؤد کا تنگ کرنا سب ان کے گوشے گزر کر دیتی تھی پر آج اس میں بولنے کی ساکت نہیں تھی۔ پہلے تو وہ ان کے جسم سے پھوٹتی اسٹرونگ پرفیوم کی خوشبو پر چڑتی انھیں پرفیوم چینج کرنے کے مشورے دیا کرتی تھی کیونکہ وہ صرف ایک ہی پرفیوم یوز کرتے تھے جو کہ

ان کا موسٹ فیورٹ تھا مگر آج اسے وہ خوشبو دنیا کے مہنگے ترین پرفیومز، عطر اور گلابوں کی خوشبو سے بھی کئی گنا زیادہ اٹریکٹ کر رہی تھی۔ان کا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنا اور ان کی اس قدر نزدیکی پر اس کے سفید گالوں میں چیریز گھلنے لگی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مسکراتے چہرے اکثر چھپاتے ہیں راز گہرے !!!!

سفید شیشے کی طرح چمچماتے ٹائیلز کا بنا کوریڈور اس وقت قدرے سنسان پڑا تھا ایکا دکا ہی لوگ تھے جو کچھ دیر بعد وہاں چلتے پھرتے نظر آ رہیں تھے۔ماحول میں

ایک اجنبی سی سوگوریت چھائی ہوئی تھی کہ انسان پر ایک کپکپی سی طاری کردے۔خالی سردپڑے کوریڈور میں ایک بینچ پر ایک لڑکی بیٹھی تھی سر جھکائے ، نظریں گود میں رکھی ایک نیلے رنگ کی فائل پر ٹکی تھی جس سے اس کی زندگی اور موت جڑی تھی۔اس نے اپنے میدے جیسی رنگت لیے پتلی پتلی انگلیوں والے ہاتھ سے اس فائل کے اوپر لگی چٹ پر ہاتھ پھیرا جہاں اس بدقسمت کا نام درج تھا۔یہ ہسپتال کی بالائی منزل تھی جہاں صرف مہنگے ترین سرجن بیٹھا کرتے تھے۔وہاں جتنے بھی کمرے تھے اس وقت اندر سے بند تھے شاید وہاں ڈاکٹرز موجود ہو۔یہاں اس کی ذات کے سوا کوئی نہ تھا بس اس کوریڈور کے لوگ کھڑے نظر اختتام پر دور ایک چھوٹی سی ڈسپینسری بنی ہوئی تھی جس پر دو ارہیں تھے جنھیں دیکھتے وہ اپنے خوف سے بند ہوتے دل کو تسلیاں دے رہی تھی

اسکیوزمی میم"۔۔۔۔۔۔بینچ کے سامنے بنے ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور وہاں سے ایک نرس نکلی جس نے آکر اس لڑکی کو مخاطب کیا۔کسی کے پکارنے پر اس

نے اپنی اداس نمی سے بھری آنکھیں اٹھائے سامنے کھڑی نرس کو دیکھا۔ بلو لوز جینز پر سفید چکن کا گھٹنوں تک اتا کرتا پہنا ہوا تھا جس میں اس کی سفید رنگت مزید سفید لگ رہی تھی۔ بالوں کو اچھے سے حجاب سے کور کر رکھا تھا۔ بڑی بڑی سونی آنکھیں دنیا جہاں کی اداسی لیے اس کے حسن کو مزید چار چاند لگ رہی تھی

ڈاکٹر آپ کو بلا رہیں ہے۔۔۔۔۔۔اس لڑکی کے اس قدر مکمل حسن سے نظریں چرائے وہ اسے ڈاکٹر کے بلانے کا بتاتی بولی اسے اس لڑکی کی حالت پر ترس آ رہا تھا پر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی سوائے اس کے لیے دعا کرنے کے۔اس کے لیے دل میں دعا کرتی وہ دوسرے روم کی طرف بڑھی۔اس کے جاتے ہی وہ اپنے بے جان ہوتے پاؤں پر کھڑی ہوئی اور اس بند دروازے کے قریب آئی نہ جانے اس بند دروازے کے پار کیا تھا اس کے لیے "موت اس کے لیے اپنے پر پھیلائے کھڑی تھی یا پھر زندگی اپنی باہیں کھولے کھڑی تھی کے وہ اے اور اس میں سما جائے۔اس نے ایک نظر اس دوراوزے پر چسپا اندر موجود ڈاکٹر کے نام پر

ڈالی "ڈاکٹر موکیش" ہاں وہ ایک ہندو ڈاکٹر تھے پر کہتے تھے کے ان کے ہاتھ میں اللہ نے بڑی شفاء رکھی ہے جو بھی ان کے پاس اتا تھا اگر اس کی زندگی ہوتی تھی تو وہ ضرور شفیاب ہوتا تھا تبھی وہ بڑی امید اور دل سے یہاں اپنی زندگی اور قسمت آزمانے آئی تھی کے شاید وہ بھی اس بیماری سے آزاد ہو جائے" پر اب وہ تو اس کی قسمت بتاتی کے وہ اس بیماری سے جیتی ہے یا ہار جاتی ہے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وابستگیاں ہمیشہ تکلیف دہ ہوتی ہیں !!!

بلیک جینز پر لیمن کلر کی اونچی فراک کے ساتھ بلیک پلازو پہنے ہمیشہ کی طرح سر کو بلیک حجاب سے کور کیے بغیر کسی عارضی چیز کا سہارے لیے وہ اپنے مومی نقوش کے ساتھ بہت پیاری اور انوسینٹ لگ رہی تھی۔اس کی رنگت یا نقوش اتنے خوبصورت نہ تھے پر اس میں ایک اجیب سی چمک تھی یا کہے کشش جو ہر کسی کو اپنی جانب اٹریکٹ کرتی تھی۔۔۔

دونوں ہاتھوں میں ایک بوکس پکڑے وہ کنفیوڈ سی کوریڈور میں ادھر سے اودھر نگاہیں دوڑاتی ناجانے کس کی تلاش میں تھی۔اس کے آس پاس سے بہت سے لڑکے لڑکیاں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے دوسروں سے لاپرواہ بنے گزر رہیں تھے۔یہاں کا ماحول ہی کچھ ایسا تھا لڑکے لڑکیوں کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے گھومنا اور باتیں کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا پر وہ جس گھرانہ سے تعلق رکھتی تھی وہاں یہ سب برا سمجھا جاتا تھا۔وہ حیران و پریشان تاثرات لیے نظریں گھوما گھوما کر وہاں قیامت بنی چلتی پھرتی لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی جن کی ڈریسنگ ان کی نظروں میں ٹھیک جبکہ اس کی نظر میں بولڈ سی تھی کیونکہ اس نے آج تک ایسے آدھے سلیویس اور گہرے گلوں والے کپڑے گھر میں بھی نہیں پہنے تھے کجا کہ

اتنے مردوں میں پہنتی جو کہ نامحرم تھے۔اسے یہاں ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا پر وہ ابھی تک یہاں صیح سے اڈجیسٹ نہیں کر پائی تھی۔اس کی یہاں ابھی تک کوئی دوست بھی نہیں بنی تھی جس کے ساتھ اس کا دل لگ سکتا وہ کلاس میں بھی اکیلی اور خاموش ہی نظراتی تھی۔۔۔۔۔

اف یہ مغرور ہیروز آخر کہاں گم ہے۔۔۔۔۔وہ کافی دیر سے مختلف کوریڈورز میں گھومتی ان چار شیطانوں کو ڈھونڈ رہی تھی جو کہ ناجانے یونی کے کونسے کونے میں گھسے بیٹھے تھے۔ایسا نہیں تھا کے وہ آئے ہی نہیں تھے وہ اۓ تھے صبح جب وہ یونی میں داخل ہوئی تو وہ چاروں ہاف ٹروازر ٹی شرٹ میں اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر فٹبال کی پریکٹیس کر رہیں تھے کیونکہ کچھ ویکس میں سالانہ گیم ویک شروع ہونے والا تھا جس میں مختلف کالجز اور یونیورسٹیز کی ٹیمس نے ان کی یونی میں انا تھا گیمز کھیلنے کے لیے۔۔۔۔۔

کسی سے پوچھ لوں "اگر نہ بتایا تو' اور غلط بتا دیا پھر۔۔۔۔۔وہ جب ایک بار پھر اپنے ہی ڈیپارٹمینٹ کے سامنے آ کر رکی جہاں سے اس نے ڈھونڈنے کا سفر جاری کیا تھا تو وہ جو پہلے ہی کنفیوژڈ ہو رہی تھی اور اب تو وہ تھک بھی چکی تھی۔ تبھی پہلا ارادہ دل میں ایا کے چھوڑو ان کی تلاش کو آرام سے بیٹھ کر وہ اس بمبئ بریانی کا خود ہی لنچ کر لیتی ہے مگر پھر دماغ میں ان کی وہ پر اسرار سی سرد نظریں لہرائی جو کہ سامنے والے کا ایکسرا کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔ یہ سوچتے اتے ہی اس کے جسم نے ایک جھرجھری لی اور کسی سے پوچھنے کا ارادہ کیے وہ کوئی ایسے شخص کو ڈھونڈنے لگی جو کہ اسے صیح راستہ بتا دے مگر دل میں یہ بھی خیال آ رہا تھا کے کہی کوئی غلط راستہ ہی نہ بتا دے۔۔۔۔

اسکیو'زمی۔۔۔۔اسے زیادہ ڈھونڈنے میں دقت نہیں ہوئی تھی کیونکہ سامنے ہی سے ان چاروں کی کلاس فیلو اریبہ اتی نظر ائی۔ بروان پینٹ پر سلیو لیس سائین کلر کی شرٹ پہنے ہوئی تھی جو کہ اونچی سی تھی جس سے چلتے ہوئے اس کا پیٹ واضح ہو رہا تھا۔ بالوں کو کھلے چھوڑے مناسب سے کچھ زیادہ ہی میک اپ

کیے وہ ایک ادا سے کوریڈور میں چل رہی تھی کے لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیاں بھی مڑ مڑ کے اس غرور کا پیکر بنی لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو کہ ناک کی سیدھ میں چل رہی تھی۔اس کی اس قدر بولڈ ڈریسنگ دیکھ کر اس کا دل تو نہ چاہا کے وہ اس سے کچھ پوچھے پر پھر وہ ان کو کیسے ڈھونڈتی کچھ دیر میں اس کا لیکچر شروع ہونے والا تھا تبھی خود میں ہمت مجتمع کرتی وہ اس کے قریب گئی اور جھجھکتے ہوئے اس کو مخاطب کر گئی۔۔۔۔۔۔

اریبہ جو کہ غصے میں سرخ چہرہ لیے پارکینگ کی جانب بڑھ رہی تھی جب اچانک کسی نرم سی آواز میں پکارنے پر اس کے بڑھتے قدم روکے اور اس نے ہلکی سی گردن ترچھی کیے اپنے دائیں جانب کھڑی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو کے ہاتھوں میں کچھ پکڑے آنکھوں میں معصومیت کے ساتھ ساتھ پریشانی بھرے تاثرارت بھی لیے اس کی طرف متوجہ تھی۔۔۔

یس"۔۔۔۔وہ مغرور حسینہ روکنا تو نہیں چاہتی کیونکہ اس وقت اس کا غصے سے براحال تھا پر نا جانے کیوں وہ اس کی معصومیت کو دیکھتے خود کو روکنے کا سبب پوچھا بیٹھی۔۔۔۔

وہ 'وہ اپ ان 'ان کی چاروں کک 'کی کلاس فیلو ہے نہ "تتت 'تو وہ کہاں" ہے ۔۔۔۔۔وہ سامنے کھڑی خوبصورت لڑکی کی پرسنیلٹی اور ڈریسنگ سے اتنا تو اندازہ لگا ہی چکی تھی کہ وہ کوئی امیر باپ کی بگڑی اولاد ہے اور اوپر سے اس کا یہ غرور حور کو خوامخواہ ہی کومپلیکس کا شکار کر رہا تھا تبھی اس کی پرسنیلٹی کے روب میں اتی ہچکچاتے اور بے ڈھنگ انداز میں بولنا شروع ہوئی۔۔۔۔

واٹ "واٹ یو سے ینگ "(کیا 'کیا کہاں تم نے)۔۔۔۔۔۔وہ اس کے بے ربط جملوں سے کچھ اخذ نہ کر سکی تو اجیب سی بیزاریت اپنی آنکھوں میں لیے بولی پتہ نہیں وہ کیوں اس کی بات سن رہی تھی جبکہ اس کی آنکھوں میں چھائی ناگوریت پر سامنے کھڑی لڑکی کی پلکیں نم ہوئی۔وہ اسے روکنے پر دل ہی دل میں پچھتانے

لگی تھی اور ساتھ ان چاروں کو بھی کوسنے لگی جن کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا۔ وہ ان کی بات ماننا نہیں چاہتی تھی پر پھر اپنی کزن کی بات یاد آئی کہ پہلے سمیسٹر میں ہی کسی گینگ سے پنگا نہ لے لینا ورنہ وہ پورا سال تمہارا جینا حرام کیے رکھے گے۔ بس پھر اس ہی وجہ سے وہ ان کی بات مان گئی تھی کہ چلو ایک دفعہ میں ہی جان چھوٹ جائے تو اچھا ہے کم از کم باقی سال تو سکون آور ہونگے۔۔۔۔۔۔۔

واٹ ربش" پتہ نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہے یہ پینڈو لوگ۔۔۔۔۔۔ جب کافی دیر اس کے بولنے کا انتظار کیے بھی جب وہ کچھ نہ بولی تو جس کا پہلے ہی میٹر ان چاروں کی انسلٹ کرنے کی وجہ سے گھوما ہوا تھا اب وہ سامنے کھڑی لڑکی اس کا ضبط آزما رہی تھی تبھی دانت پیستے وہ اس کے حلیے کو دیکھتے ناگواریت سے بولی اس کی آواز کافی اونچی تھی کہ آس پاس سے گزرنے والے اسٹوڈنس بھی رک کر ان کی باتیں سننے لگے جبکہ اس کے پینڈو بولنے پر وہ جو خود کو رونے سے روک رہی تھی پل میں پلکوں پر ٹھہرے آنسو رخسار پر بہہ نکلے' ہاتھ میں پکڑے بوکس پر گرفت سخت ہوئی۔۔۔۔۔۔۔

ہیے واٹس گو گینگ اون ہیر "(اوئے کیا ہو رہا ہے یہاں)۔۔۔۔دریدجو کہ کیفیٹریا سے سب کے لیے لنچ لینے جا رہا تھا کہ کوریڈور میں یوں سب اسٹوڈنٹس کو کھڑا دیکھ وہ ایک لڑکے کے قریب آتا پوچھنے لگا جو کہ خود بھی اس ہی چکر میں یہاں کھڑا تھا کہ پتہ چل سکے کے کیا ہوا ہے۔۔۔۔

فولیش گلر"۔۔۔۔۔وہ اتنی سی بات پر سامنے کھڑی لڑکی کو یوں روتا دیکھ سخت نظروں سے اسے گھورتے بولی (پر یہ اس کے لیے معمولی سی بات تھی پر جس سے کبھی کسی نے گھر میں اونچ آواز میں بھی بات نہ کی ہو اس کے لیے تو بہت زیادہ ہی تھی)اور اپنا ٹائم ضائع ہونے پر وہ ایک کھا جانے والی نظر اس کے جھکے سر پر ڈالتی پیر پٹاکنے کے انداز اگے بڑھی پیچھے اس کے اتنے اسٹوڈنٹس کے سامنے ہوئی اپنی انسلٹ پر رونے میں روانی ائی۔۔۔۔

ائے ڈونٹ نو کوئی بیچاری معصوم سی لڑکی اریبہ کے ہتے چڑھی ہوئی ہے ۔۔۔۔درید کے پوچھنے پر وہ لڑکا لاعلمی کا ظاہر کیے بولا کیونکہ وہ مسئلہ نہیں جانتا

تھا جبکہ اریبہ کو تو تقریبا سبھی جانتے تھے تبھی وہ اس کا ضرور بتا گیا کیونکہ اپنی مغروریت اور انا کی وجہ سے وہ ہر روز ہی کسی نہ کسی کو ذلیل کرتی رہتی تھی جبکہ اس کے بتانے پر وہ کندھے اچکائے واپس کیفیٹریا کی طرف بڑھنے لگا جب اچانک حور کے اگے کھڑے اسٹوڈنٹس ہٹے تو اس کے گزرتے ہوئے نظر سر جھکائے کھڑی حور پر پڑی جو کہ شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھی پر پھر بھی وہ اسے پہچان گیا تھا اور پتہ نہیں کیسے وہ جو کے کسی کے معملے میں گھسنا پسند نہیں کرتا تھا اس کی جانب قدم اٹھا گیا۔۔۔۔

واٹ ہیپینڈ 'اینڈ وائے یو آر اسٹینڈینگ از ہیر " (کیا ہوا ہے 'اور تم یہاں کیوں کھڑی ہو)۔۔۔۔وہ لمبے لمبے ڈھگ بھرتا اس کے قریب پہنچتے سرد سے لہجے میں بولا۔ وہ جو سر جھکائے ہوئی تھی اس نے پہلے اپنے قریب مردانہ شوز آکر رکتے دیکھے اور پھر ایک بھاری سرد سی آواز میں پوچھے گے سوال پر اس نے نم گری پلکیں اٹھائے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو کہ سنجیدہ سا نظریں اس پر ٹیکائے کھڑا اس کے بولنے کا منتظر تھا۔۔۔

وہ" وہ۔۔۔۔گلے میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو بمشکل حلق میں اتارتے اس نے بولنے کی کوشش کی پر آنکھوں سے گرتے گرم سیال کی وجہ سے کچھ بول نہ پائی تو دُرید نے غور سے اس کی سرمائی آنکھوں میں دیکھا جو کہ رونے سے ہلکی سی سرخ ہو چکی تھی۔اس کی آنکھیں سرمائی رنگ کی تھی اور یہ بات اسے آج پتہ چلی تھی شاید پچھلی دو ملاقاتوں میں اس نے اس لڑکی کو اتنی غور سے دیکھا نہیں تھا۔۔۔

ائے اسکینگ یو سمتھینگ '(میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں)۔۔۔۔اسے یوں بچوں کی طرح روتا دیکھ وہ اس بار تھوڑا خوفت زدہ لہجا لیے بولا پیار سے تو وہ پوچھ ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ پیار ان کی نظر میں صرف ان کے گھر والوں کے لیے وقف تھا۔۔۔۔۔

وائے آر یو کرائینگ لائک آ چائلڈ ؟(اور یہ بچوں کی طرح رو کیوں رہی ہو)

۔۔۔۔اس کو یوں سر جھکائے بچوں کی طرح روتا دیکھ وہ حیرانگی سے پوچھنے لگا کیونکہ آج تک اس کا جتنی بھی لڑکیوں سے پالا پڑا تھا وہ تو رلانے والوں میں سے تھی اور ایک یہ سامنے کھڑی لڑکی تھی جس کے یوں رونے سے اسے لگ رہا ہے کہ عنقریب یہ یونیورسٹی سیلاب کی نظر ہو جائے گئ۔۔۔۔

وہ'وہ لڑکی 'ببب 'بہت بد تمیز ہے "اس نے 'مجھے پینڈو کک "کہا۔۔۔۔گالوں پر بکھرتی نمی کو ہاتھ کی پشت سے رگڑتی وہ درید کے پوچھنے پر اریبہ کی بات یاد کرتی نچلے ہونٹوں کو باہر کی جانب نکلتی بولی تو اس نے غور سے اس کی حرکت نوٹ کی جو یوں کرتی بالکل پانچ سالا معصوم بچی جیسی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

شی ٹولڈ یو اینڈ یو لیسنیڈ "(اس نے تمھیں بتائیں سنائی اور تم نے سن لی)

۔۔۔۔۔وہ حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیے بولا۔یہاں کسی کو اگر ایک بات کہو تو اگلا بندہ دس سنائے کے جاتا ہے اور ان محترمہ نے بغیر اپنی غلطی

کے اتنی باتیں بھی سن لی اور آگے سے کچھ بولنے کے رونے کا شغل فرما رہی تھی وہ بھی اتنے اسٹوڈنٹس کے سامنے مطلب واہ" شاید سامنے کھڑی لڑکی عقل سے پیدل تھی یہ حد سے زیادہ سیدھی' یہ بات درید نے آنکھوں کو چھوٹا کیے اسے گھورتے ہوئے سوچی۔۔۔۔۔

تت' تو میں کیا کرتی۔۔۔۔۔اس کی غصے سے بھری آواز پر وہ سر اٹھایا اس کی طرف دیکھتی منمنائی۔ گرے رنگ کی پینٹ پر بلو اور ریڈ چیک والی شرٹ پہنے جس کے بازو کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے۔ صبیحہ پیشانی پر بکھرے ہلکے براون بال درمیانی کانچ جیسی شہد رنگ آنکھوں پر لگائے گلاسس جو کہ کھڑے ناک کی چونچ پر ٹیکائے تھے۔ بالوں کے ہم رنگ کی ہی ہلکی بڑھی داڑھی مونچھ جو کہ دھوپ سے سرخ ہوتی اس کی رنگت پر کافی جچ رہی تھی وہ بلاشبہ بہت خوبصورت تھا مگر اپنے حسن سے لاپرواہ بنے وہ اس وقت اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس کی گھورتی آنکھوں کو دیکھتے اس نے پل میں اپنا سر جھکایا اور اپنی آنکھوں کی بے اختیاری پر خود کو دل بھر کے کوسا۔۔۔۔

آر یو میڈ 'اس نے تمہیں ایک بات کہی تو تم اسے دس سناتی '' اگر یہاں رہنا ہے تو خود میں کنفیڈینس پیدا کرو ورنہ ہر روز کسی نہ کسی کی باتوں اور طنزوں کا شکار ہو گی 'اور ہر دفعہ کوئی درید خان نہیں اۓ گا تمہیں سمجھنے 'الگی سمجھ مس انوسینٹ۔۔۔۔۔۔۔اس کی اس قدر معصومیت سے پوچھنے پر وہ اپنی مسکراہٹ لبوں میں دبائے بولا جبکہ وہ اس کا خود یوں غور سے دیکھنا بھی باخوبی دیکھ چکا تھا پر کوئی ایکسپریشن لائے بغیر وہ اسے نرم سے لہجے میں سمجھانے لگا جس پر وہ محض سر ہلانے لگی۔۔۔۔۔۔

اس کا سمجھنا اسے بہت اچھا لگا تھا تبھی اس سے پہلے وہ اسے شکریہ کہتی اس کو واپس موڑتے دیکھ وہ اچانک سے اسے پکار بیٹھی۔۔۔

سنیں ''۔۔۔۔تو وہ جو لیٹ ہونے کی وجہ سے جلد از جلد کیفیٹریا پہنچنا چاہتا تھا کیونکہ ضرور ان تینوں میں سے دی بھکڑ معتصم شاہ شدت سے اس کی واپسی کا منتظر ہو گا پر پھر اپنی پشت پر اس کی نرم سی آواز پر وہ ترچھا سامڑ تا ائیبر واچکائے اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس کے روکنے کا سبب پوچھ رہا ہو۔۔۔۔۔۔

وہ اپ لوگوں نے کہا تھا" کہ کچھ بنا کے لانا۔۔۔۔۔اس کی نظروں سے وہ ناجانے کیوں کنفیوژڈ ہو رہی تھی مگر اس کی نظروں میں ایسا کچھ تھا نہیں پر پتہ نہیں کیوں حور اس کی نظروں سے خود میں سمیٹ رہی تھی۔۔۔۔۔

تو کیا"۔۔۔۔اسے دیر ہو رہی تھی تبھی اس کی بات پر با غور کیے وہ اجلت بھرے لہجے میں بولا اسے یاد نہیں تھا کے انھوں نے اسے کچھ کہا تھا کرنے کو

۔۔۔۔۔

وہ یہ کھانا لائی تھی"۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑے بوکس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتی وہ اس کے اگے بڑھائے بولی تو اس کے ذہن میں اچانک سے کچھ کلک ہوا تو لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ اس سے بولا۔۔۔۔

فولو می۔۔۔۔ہاتھ کی مدد سے وہ اسے اپنے پیچھے انے کا کہتا مسکراتا ہوا خود اگے کی طرف بڑھا اسے ہنسی اس بات پر ارہی تھی کے وہ واقعی ہی اتنی سیدھی تھی کے فوراان کی بات مان گئی جبکہ وہ کھانے کے باؤل پر گرفت سخت کرتی تابعداری سے اس کے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔۔

میں کب سے اپ لوگوں کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔وہ جانے انجانے میں اس کے قدموں کے پیچھے ہی اپنے قدم رکھتی چل رہی تھی جب ایکدم اس کے ذہن میں کچھ دیر پہلے ان کی تلاش میں ہوئی اپنی خواری یاد ائی تو منہ پر ذرا سے خفگی بھرے تاثرات سجائے بولی۔۔۔۔۔

توذرا اپنے اوپر والے پورشن کو چلاتے کلاس روم بھی چیک کر لینی تھی۔۔۔۔

کلاس روم کے گیٹ پر پہنچتا وہ اس کی عقلمندی کو سراہے بولا تو وہ بیچاری شرمندہ سی ہو گئی کیونکہ واقع ہی اس نے کلاس روم چھوڑے باقی پوری یونی ورسٹی ہی چھان ماری تھی"پر بندہ یہ بات پیارے سے بھی کہہ دیتا ہے۔۔۔۔درید کے

طنز کرنے پر وہ دل میں سوچتی منہ پھولا گئی جس پر وہ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا سر نفی میں ہلاتا گیٹ کھولے کلاس میں داخل ہوا۔۔۔۔۔

یار جانِ من کہاں رہے گیا تھا تو۔۔۔۔ وہ جیسے ہی اندر آیا تو وہ جو بڑی بے صبری سے اس کی راہ تک رہا تھا اس کو دیکھتے پوچھنے لگا پر جیسے ہی نظر اس کے خالی ہاتھوں پر پڑی ویسے ہی بینچ پر سے چھلانگ لگاتا نیچے اترا پر اس سے پہلے وہ درید پر چڑھائی کرتا اس کے عقب سے نکل کر آتے وجود کو دیکھتا وہی تھم گیا۔۔۔۔۔

یہ چیونٹی یہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔۔۔ حور کو درید کے پیچھے اندر آتا دیکھ معتصم کڑے تیوروں سے اس کی طرف دیکھتے پوچھنے لگا۔ جبکہ حارث اور فواد جو کہ کسی بات کے متعلق ڈسکشن کر رہیں تھے وہ ابھی ان کی طرف متوجہ ہوتے سوالیہ نظروں سے حور کی طرف دیکھنے لگے (کیونکہ وہ چاروں لڑکی نام کی بلا سے کوسوں دور پائے جاتے تھے)" جو کہ ان چار ہینڈسم ترکش ایکٹرس جیسے مردوں کو دیکھتے کنفیوڈ ہو رہی تھی اس نے لڑکے اور وہ بھی اتنے پیارے آج

تک دیکھے جو نہیں تھے ان کی گلی میں تو وہ کالے پیلے پوڑیاں اور گڈ کا کھانے والے لڑکے رہتے تھے جو کے بولتے تھے تو لال پیلے گندے سے دانت پہلے اپنا نظارہ کرواتے تھے کہ بات سننے والے تج کر کے رہ جائے۔۔۔۔۔

شٹ اپ معتصم '' کھانا بنا کر لائی ہے تجھ جیسے بھکڑ کے لیے۔۔۔۔اس کے چیونٹی بولنے پر وہ اسے گھرا کتے ہوئے بولا کیونکہ اس کے چیونٹی بولنے پر میڈم حور نے منہ بسور لیا تھا اور اس سے پہلے وہ برا مان کر خود تو جاتی ساتھ ان کا لنچ بھی لے جاتی۔ درید نے معتصم کو آنکھیں دیکھائے کہا کے پلیز بھائی زبان پر کنڑول رکھ ورنہ گھر کا بنا لذیذہ کھانا نکل جانا ہے ہاتھ سے۔۔۔

ارے واہ بہنا اپنے بھائیوں کے لیے کھانا بنائے کے لائی ہیں '' آؤ آؤ یہاں آؤ ۔۔۔۔ سدا کا ندیدہ معتصم اس کے ہاتھوں میں موجود بوکس کو دیکھتا آؤٹ اوف کنڑول ہوا اور اس کے ہاتھ سے بوکس پکڑتے اور دوسرے ہاتھ میں اس کا ہاتھ پکڑے وہ فواد اور حارث جہاں بیٹھے تھے وہاں لے کر چلا۔ اس کے ہاتھ پکڑنے پر وہ ایک پل کو گھبرائی تھی کیونکہ کلاس میں ان چاروں کے علاوہ کوئی نہ تھا اور وہ

سب اس کے نامحرم تھے تبھی ایکدم اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ گئی جس کا اگلے بندے نے ذرا ایکشن نہیں لیا تھا کیونکہ اس وقت اس کے پاس اس کا پہلا پیار "بریانی" جو موجود تھی۔۔۔۔

ارے واہ دل خوش کر دیا بہنا "اللہ تمہیں مجھ جیسا ہینڈسم اور نیک شوہر عطا کرے ۔۔۔۔بوکس کو سیٹ پر رکھے اس نے بے صبری کا مظاہرہ کرتے جیسے ہی اس کا ڈھکن ہٹایا تو اندر براؤن پیاز سے ڈھکی بریانی کی لذیذ خوشبو اس کے ناک کے نتھوں سے ٹکرائی تو وہ ایکسیڈیڈ سا ہوتے بولا جبکہ اس کے یوں کہنے پر وہ ذرا خفیف سا مسکرا گئی البتہ دو چہرے سپاٹ تھے۔۔۔۔

ساتھ بھکڑ، ندیدہ اور موٹا لگانا بھول گیا تو۔۔۔۔۔حارث نے اسے اپنے منہ میاں میٹھو بنا تا دیکھ اپنا حصہ ڈالا کہی وہ پیچھے نہ رہ جائے۔۔۔۔

اس کی ضرورت نہیں تھی ہم نے جسٹ مذاق کیا تھا۔۔۔۔یہ کہنے والا فواد تھا کیونکہ انھوں نے واقعی ہی یہ بات ایسے ہی اسے تنگ کرنے کو کی تھی اور وہ تو خود بھی بھول چکے تھے پر اب اسے یوں بریانی لاتا دیکھ اسے اچھا نہیں لگا تھا کیونکہ

اتنی مہنگائی میں کسی نے ان کے لیے اتنا خرچا کیا تھا جبکہ وہ جانتے بھی تھے وہ ڈریسنگ سے کسی بہت امیر گھر کی نہیں لگتی جہاں ہزار دو ہزار معنی نہ رکھتے ہو

پر اب آپ لے ہی ائی ہو تو تھینکیو لٹل سسٹر------ معتصم کو یوں بریانی پر ٹوٹتا دیکھ بامشکل اپنے لبوں پر مسکراہٹ سجائے حارث فواد کی بات پر اس کا اترتا ہوا چہرہ دیکھتے بولا ظاہر سی بات تھی اس نے محض ان کے مذاق میں پیسے کے ساتھ ساتھ اپنی محنت بھی سرف کی تھی----

یہ تم نے بنائی ہے------ معتصم منہ میں بھرے چاولوں کے ساتھ ہی شاک کی کیفیت میں سامنے کھڑی چھٹانک سی لڑکی کو دیکھتے پوچھنے لگا اب حارث اور درید بھی بریانی ٹیسٹ کر رہیں تھے۔ جبکہ معتصم کے پوچھنے پر اس نے یوں سر ہلایا جیسے اپنے کسی جرم کا اعتراف کر رہی ہو-----

اٹ ڈازِن نوٹ لوک لائک اٹ واز میڈ بائے یو" (تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں ہے کہ یہ تم نے بنائی ہے)۔۔۔۔۔حارث بھی حیران تھا کیونکہ واقعی ہی بریانی بہت لذیذ تھی تبھی وہ بھی تفتیشی انداز لیے بولا تو حور نے منہ بسور جبکہ اس کی یہ حرکت دو مسکراتی آنکھوں نے بڑی غور سے دیکھی تھی۔۔۔۔

بٹ اٹس گڈ"۔۔۔۔۔۔درید نے بھی منہ میں چاول ڈالتے ستائشی انداز میں آئیبر واچکائے کہا تو مقابل کے لب خوبخود مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

اب کل کچھ میٹھا بنا کر لانا۔۔۔۔اوپر نیچے چاولوں کے بھر بھر چمچے منہ میں ڈالتے معتصم شاہ نے ایک اور فرمائش نوٹ کروائی جس پر فواد اور درید نے گھور کر اس موٹے کو دیکھا جس کی ٹنکی کبھی فل نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔

شی'ز نوٹ یور سرونٹ معتصم'۔۔۔۔۔اس کی فرمائش لسٹ پر فواد نے اس کے پاؤں پر پاؤں مارتے اسے گھورتے ہوئے کہا جس پر وہ ناک چڑھاتا بریانی پر فوکس

کر گیا جبکہ حور کی توجہ تو اب اس ایرانی شہزادے پر گئی تھی۔ بلو پینٹ جو کہ گھٹنوں سے اسٹائل کے طور پر ڈیمج تھی اس پر ایوا گاڈو کلر کی ٹی شرٹ پہنے جس سے اس کے بائیں سیپ ڈمبلز والے گورے بازو نمایاں ہو رہیں تھے۔ کالے بال بلوں والی پیشانی پر بکھرے پڑے تھے۔ چمکتی کالی آنکھیں جن کی پلکیں لڑکیوں سے بھی زیادہ گھنی اور خم دار تھی جو کہ اس کے حسن میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔ ہلکی بڑھی داڑھی مونچھ لیے آغا فارذ جیسا کھڑا مغرور ناک لیے وہ مغرور شہزادہ منہ پر بیزاریت سجائے نا جانے کتنی لڑکیوں کر کرش بنا بیٹھا تھا

ارے کہاں کھو گئی لڑکی۔۔۔۔۔۔ حارث نے اس کی آنکھوں کے اگے چٹکی بجائی تو وہ اس شہزادے کے سحر سے باہر نکلی جو کہ چہرے پر سنجیدہ تاثرات سجائے درید سے کچھ کہہ رہا تھا البتہ اس نے بریانی ابھی تک ٹیسٹ نہیں کی تھی بس چمچ یوں ہی ہاتھ میں پکڑے بیٹھا تھا۔ جسے دیکھتے اسے دکھ ہوا کہ وہ امیر ہے شاید اس طرح کی چیزیں مہنگے ہوٹلوں سے کھاتا ہوا اور پھر یہ تو گھر کی بنی عام سی

بریانی تھی۔ یہ بات وہ صرف اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے بول رہی تھی جبکہ بات اس کے بالکل برعکس تھی۔۔۔۔

کک "کچھ نہیں۔۔۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں کی بے اختیاری پر خود کو ایک دفعہ پھر لعنت ملامت کرتی حارث کی طرف دیکھتے بولی۔۔۔

یہ سب اتنے پیارے ہے تو ڈراموں میں کیوں نہیں اتے۔۔۔۔ ان چاروں کی پرسنیلٹی کو دیکھتے اس نے دل میں سوچا جبکہ وہ چاروں اپنے حسن سے بے پراوہ تھے۔۔۔۔۔۔

اس بریانی کا نام کیا تھا۔۔۔ حارث کو نا جانے کیا سوجھی جو وہ اب بوکس میں پڑے بریانی نامی چیز کے بقیاجات کو دیکھتے پوچھنے لگا۔۔۔۔
بمبئ بریانی "۔۔۔۔۔ وہ ان کے سوال اور نظروں سے پریشان ہوتی اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رب کرتے بولی۔۔۔

کیوں تو نے دیگ کا آڈر دینا ہے۔۔۔۔۔ فواد اس کے کنفیوڈ ہونے پر حارث کو دیکھتا دانت کچکاتے پوچھنے لگا کیونکہ وہ چاہتا تھا کے وہ جلد از جلد یہاں سے چلی جائے۔وہ ایک لڑکی تھی اور یہ چار لڑکے کوئی بھی اگر اچانک آجاتا تو انھیں کسی نے کچھ نہیں کہنا تھا بدنامی صرف اس کی ہوتی مگر یہاں تو ان دو گدھوں نے اپنی ہی رام لیلا شروع کر رکھی تھی۔۔۔۔

بندے کو پتہ ہونا چاہیے کہ وہ کیا کھا رہا ہے۔۔۔۔اس کے پوچھنے پر حارث نے گویا اپنی الگ ہی منطق پیش کی جس کا نہ کوئی سر تھا نہ کوئی پیر۔۔۔۔۔۔
تھینکیو حور فور دس ڈیلیشس بریانی۔۔۔۔۔ان دونوں کا موڈ تو اور باتیں بگھارنے کا تھا جب فواد کے اشارے پر درید اس کا بوکس اس کی طرف بڑھاتے نرم مسکراہٹ لیے بولا تو اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے وہ بوکس تھما اور محض سر کے اشارے سے اس کا شکریہ وصول کرتی کلاس سے باہر کی جانب بڑھی۔۔۔۔

یار تو ایک بائیٹ تو چیک کرتا سیر ئیسلی بہت مزے کی تھی۔۔۔۔اس کے کلاس سے جاتے درید موبائل پر ٹائیپینگ کرتے فواد کی جانب مڑتا بولا کیونکہ اس نے بریانی چکھی تک نہیں تھی جبکہ وہ دونوں اب چائے کا انتظام کرنے کیفیٹریا بھاگے تھے۔۔۔۔۔

وہ شکل سے ہی بہت اسپائسی لگ رہی تھی اور یونو میں تیز مرچ مصالحہ نہیں کھاتا ۔۔۔۔اس نے ذرا سی نظریں موبائل پر سے ہٹائے اپنے نہ کھانے کی وجہ بتائی اور یہ بات تو وہ اچھے سے جانتے تھے کہ اسے تیز مرچی بالکل نہیں پسند ۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حسابِ عشق دیکھا، عجب دیکھا، غضب دیکھا۔۔۔! سب نفی، تجھے واحد، خود کو صفر دیکھا۔۔۔۔ !

دن کی تپش آہستہ آہستہ کم ہوتی اپنادم توڑتی جارہی تھی، آسمان پر چھائی اورنج اور سفید کرنیں اب صاف نیلے آسمان میں بدلنے لگی تھی، خوشگوار ہواؤں نے موسم میں تھوڑا ردوبدل کردیا تھا۔ جہاں ہر چیز دھوپ کی شعاؤں کو خود کے اندر جذب کرتی جارہی تھی وہی سرخ اینٹوں والی حویلی بھی اپنی پوری شان وشوکت سے غرور سے کھڑی تھی البتہ سورج کی مدھم کرنیں اب بھی کہی کہی سے اسے خود میں گھیرے ہوئی تھی ایسے میں دوسری منزل کی بالکنی میں کوئی وجود دھوپ اور چھاؤں کے امتزاج لیے چمکتے آسماں پر نظریں ٹیکائے بیٹھا تھا۔

لان میں بڑے بڑے درخت ہونے کے باعث بالکنی میں ہلکی ہی دھوپ کا عکس پڑتا تھا۔ ہلکے آسمانی رنگ کے سادے کرتے پہ فلیپر جینز پہنے چئیر جھولے پہ وہ اپناپرکشش اور بے داغ حسن لیے اداس سی بیٹھی تھی، سرخ وشاداب سا چہرہ ہر قسم کی زیب وآرائش سے پاک دھوپ کی کرنوں میں مزید دمک رہا تھا،

آسماں پر اڑتے بدلوں پر ٹیکی گرے رنگ آنکھیں جو سورج کی چمکتی شعاؤں میں مزید چمکتی ایسا منظر پیش کر رہی تھی جیسے نیلے سمندر کی لہروں پہ پڑتی سورج کی روشنی گہرے سمندر میں چھپے موتی کو بھی چمکا دیتی ہیں۔۔۔۔۔۔

جان"۔۔۔۔۔۔پر سکون اور خاموش فضا میں اچانک ایک گھمبیر اور مردانہ آواز گونجی تو آسمان پر ٹیکی اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں جنبیش ہوئی اور دھیرے سے ان گہرے سمندروں کا رخ میز پہ رکھے فون کی جانب ہوا جہاں کوئی ویڈیو کال پر بیٹھا فرصت سے اس خوبصورت مجسمے کو نہار رہا تھا۔۔۔۔

کیا بات ہے نورِ زندگی "کیوں اداس ہے میری جان۔۔۔۔۔۔اس مجسمہ حسن کو اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھا مقابل جو کہ کب سے اسے یونہی آسمان پر نظریں جمائے بیٹھا دیکھ رہا تھا بلا آخر اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر اس نے دل میں مچلتا سوال پوچھا جس کی وجہ سے اس کی ننھی سی جان اداس نظر آ رہی تھی

۔۔۔۔۔

ائے نیڈ یو سو مچ بھیا"۔۔۔۔۔۔اداس گرے رنگ آنکھوں میں نمی کے ساتھ حسرت بھرا لہجا لیے بولتی وہ سمندر پار بیٹھے حمزہ یوسف کو بے چین کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔

بھیا کے بچے، بھائی بہت جلد ائے گے اپنی گڑیا کے پاس۔۔۔۔۔۔۔اس کے لہجے کی حسرت اور اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی کو دیکھتے مقابل مضطراب سا ہوتے بولا اسے کہاں گوارا تھا اپنی گڑیا کی حسین آنکھوں میں نمی دیکھنا جو کہ اس کی پرچھائی تھی۔۔۔۔۔

اپ 'اپ ہمیشہ یہ ہی کہتے ہے پر "پراتے نہیں ہے ججج "جب مرحا یوسف کو اپ کی ضرورت ہوتی ہے اپ نہیں "ہوتے پاس۔۔۔۔آنکھوں میں ائے نمکین پانی کو اپنے گالوں پر پھیلتا محسوس کرتے وہ رندھے لہجے میں لڑکھڑائے بولی آج پہلی بار اس کی زبان سے حمزہ یوسف کے لیے شکوہ پھسلا تھا جو کہ مقابل کو ایک

پل کو ساکن کر گیا وہ صیح تو کہہ رہی تھی جب جب اسے باپ یا بھائی کی سرپرستی کی زیادہ ضرورت ہوئی تھی وہ پاس ہی موجود نہ تھا۔ باپ تو حیات تھا نہیں پر بھائی تو تھا نہ جو ہوتے ہوئے بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔۔۔۔

سوری ایم سوری بھائی کی جان 'ائے نو کے میں اپنی ذمہ داریاں بھلائے بیٹھا ہوں پر یہ پڑھائی یہ ڈبل ڈبل جوبز بھی تو میں صرف اس لیے کر رہا ہوں تا کہ میری گڑیا اعلی تعلیم حاصل کر سکے۔ میری ماں کی ہر وہ خواہش پوری ہو سکے جو وہ ہماری اچھی پرورش کی وجہ سے اپنے دل میں دبا گئی تھی۔ میں تمہیں اور ماں کو ایک اچھی اور ائیڈیل لائف دینا چاہتا ہوں گڑیا۔۔۔ مقابل کا شکوہ بھرا لہجے سنتے نا جانے کیوں اسے خود پر اپنی کوتاہیوں پر جی بھر کر غصہ ایا تھا کہ وہ کیوں نہیں تھا اپنی گڑیا کے پاس اس کی حفاظت کو۔۔۔۔

ائے "ننن 'نو بھیاپپپ " پلیز سوری ہم نے 'اپ کو ہرٹ کر دیا پلیز سوری "
۔۔۔۔۔اس کے لہجے کی اداسی محسوس کرتے وہ اپنے بھیگے گالوں کو پونچھتی

اس سے اپنی بولی گئی باتوں کی معافی مانگتی شرمندہ سی ہوئی کیا وہ جانتی نہیں تھی کہ اس کا بھائی دور پردیس میں غیروں کے بیچ کیوں رہے رہا تھا پر نا جانے کیوں وہ آج حمزہ کو کال پر موجود دیکھ آبدیدہ سی ہوتی اس کے ناانے پر شکوہ کن ہو گئی

نوائے ایئم سوری جان "بٹ ائے پرومس یو، ائے ویل بی ودیو مائے ڈول ویری سون 'انشاءاللہ" -----۔ مرحا کی سرخ بھیگی آنکھوں میں اپنی گرے رنگ آنکھیں گاڑھے وہ اپنی غلطی پر نادام نظر اتا آخر میں اپنی واپسی کا کہتا پختہ سے لہجے میں بولا تو مقابل بھیگتی آنکھوں سے مسکرائی اس دھوپ چھاؤں والے منظر کو حمزہ یوسف نے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا-----۔

روحی بھائی کی جان کبھی اپنے بھیا سے بدگمان نہ ہونا کہ وہ اپ کے قریب اس وقت نہ تھے جب اپ کو ضرورت تھی "اپ اور ماما تو میری زندگی جینے کی وجہ ہے 'اپ دونوں کے بغیر حمزہ یوسف کا وجود بے معنی سا ہے۔ ماما میرا دل ہے تو

اپ میری آنکھوں کا نور ہو' دل اگر مر جائے توانساں ایک دفعہ ختم ہوتا ہے مگر جب آنکھوں کا نور کہی کھو جائے نہ توانسان اپنی آنکھوں کی اندھیری دنیا میں پل پل مرتا ہے۔ مجھے قبر کے اندھیرے سے اتنا خوف نہیں اتا جتنا یہ سوچ کر اتا ہے کبھی اگر میری آنکھوں کا نور کہی کھو گیا تو میں کیا کرونگا کہاں سے لاونگا اسے واپس جس کے بغیر دنیا کی یہ چکا چوند میرے لیے محض اندھیر نگری کے علاوہ کچھ نہ ہو گی۔۔۔۔۔ وہ اس کے معصوم پر نور چہرے پہ نظریں ٹیکائے سنجیدگی سے اپنے دل میں ائے خدشات بیان کر رہا تھا نا جانے کیوں حمزہ یوسف کو موت کے خوف سے زیادہ اس چیز کا خوف تھا کہ وہ اپنی گڑیا کو کہی کسی موقعے پر کسی مقام پر کھو نہ دئے۔۔۔۔

بب' بھیا۔۔۔۔۔ حمزہ کی اتنی سنجیدگی بھری باتیں سنتے نا جانے کیوں اسے خوف کے ساتھ ساتھ رونا بھی انے لگا تھا اس نے پہلے کبھی اس طرح کی سنجیدگی سے بھری باتیں نہ کی تھی۔۔۔۔۔

اپ کو پتہ ہے 'اپ تب ہماری زندگی میں ائی تھی جب ہر طرف صرف مایوسی تھی۔ مرحا یوسف ہماری بے رونق زندگی میں بہار بن کر ائی تھی بہت منتوں و مردوں کا حصول ہو آپ 'ماما بابا کی دعاؤں کی قبولیت ہو اپ 'اور میری زندگی کا نور ہو اپ۔ اپنے دوستوں کی بہنوں کو دیکھ کر میں بہت ضد کیا کرتا تھا کہ مجھے بھی ایک فیری چاہیے جو صرف میری ہو۔ جس پر بابا ہمیشہ کہتے تھے کہ تم اللہ تعالی سے دعا مانگو کے وہ اپ کو ایک پیاری سی پری دے دیں کیونکہ اللہ تعالی بچوں کی دعائیں جلدی سنتے ہیں۔ اور اپ کو پتہ اس دن سے لے کر اپ کی پیدائش تک میں نے دن رات اللہ سے صرف ایک چیز مانگی تھی ایک پیاری سی کانچ کی گڑیا۔ جو کچھ ٹائم بعد ہمیں عطا کر دی گئی مگر افسوس پری کو دے کر مجھ سے میرے آئیڈیل مین لے لیے گیے تھے جس کا خسارہ میں آج تک بھر نہ سکا اگے بھر سکوں گا۔۔۔۔۔۔ نہ اپنی زندگی میں نہ اپ کی زندگی میں اور نہ کبھی

وہ آج اپنی زندگی کی تمام باتیں اس کے گوشے گزر کرنا چاہتا تھا وہ اسے بتانہ چاہتا تھا کہ وہ کتنی منتوں مرداوں اور دعاؤں کی قبولیت ہے وہ اسے بتانہ چاہتا تھا کہ مرحا یوسف کا وجود اس کے لیے کس قدر اہمیت رکھتا ہے جبکہ اپنے والد کا ذکر

کرتے اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی جسے دیکھتے آج روحی کو بھی اپنے بابا کی یاد شدت سے ائی تھی۔۔۔۔۔۔

اپنی وفا'ت سے محض ایک دن پہلے بابا نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر کہا تھا کہ حمزہ" اپ جانتے ہیں نہ ماما بابا نے فیری کے لیے کتنی دعائیں کی ہے اللہ سے اور اب اپ کو اللہ تعالی ایک ننھی سی پری گیفٹ کر رہیں ہے جس کا خیال اور حفاظت کرنی اپ کے ذمے ہیں۔ وہ اپکی چھوٹی سی کانچ کی گڑیا ہوگی جسے اپ اپنے پاس کسی قیمتی متاع کی طرح سنمبھال کر رکھے گے تاکہ کوئی اسے اپ سے چھین کر توڑ نہ دے۔ بہنوں تو ایک دوسرے کی رازدار اور اچھی دوستیں ہوتی ہے جو ہر مشکل وقت میں ایک دوسرے کو اچھے مشورے دے سکے ایک دوسرے کو سنمبھل سکے مگر اپ کی گڑیا کی کوئی سسٹر نہیں ہوگی جو اس کی راہنمائی کر سکے۔ ماں ہوگی مگر ماں اور بیٹی کے درمیاں ایک جھجھک ہوتی ہے جس کی بنا پر بیٹی اپنی ماں سے سب کچھ شیئر کرنے پر ہچکچاتی ہے۔ مگر اپ اپنی فیری کے بھائی، بہن، دوست سب کچھ بنے گے تاکہ وہ اپنے رازدار کہی باہر نہ تلاش کرتی پھیرے

اسے اپنی ذات کا تحفظ فراہم کرنا تاکہ وہ اپ سے ہر بات بغیر کسی شرم کے کر سکے "۔۔۔۔۔۔اور اس نے ان کی ہدایتوں پر عمل بھی کیا تھا حمزہ نے کبھی اسے کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی تھی جہاں مرحا یوسف کو ایک باپ کے پر شفقت سایہ کی ضرورت ہوتی تھی حمزہ یوسف ایک ذمہ دار اور اپنی اولاد کے مستقبل کے لیے اچھے فیصلے لینے والا باپ بن جایا کرتا تھا اور جہاں اسے کسی راز دار، کسی سہیلی اور بہن کی ضرورت پیش ہوئی تھی وہاں حمزہ یوسف ایک بہن اور دوست کا کردار بھی خوش اسلوبی سے نبھایا کرتا تھا' جہاں گھر کے تمام بچے کرکٹ اور فٹبال کھیلا کرتے تھے وہاں حمزہ یوسف اپنی گڑیا کے ساتھ مل کر گھر گھر کھیلا کرتا تھا تو کبھی مرحا یوسف کے ننھے ننھے ہاتھوں سے اپنا میک اوور کرواتا خوش ہوا کرتا تھا۔۔۔۔۔

جب بابا نے مجھ سے یہ ساری باتیں کی تو میں کوئی اتنا سمجھدار بچہ نہیں تھا بلکہ محض سات اٹھ سال کا کم عمر تھا مگر مجھے آج بھی ان کی وہ تمام باتیں حرف بہ حرف یاد ہے جن کو بولنے کے بعد وہ پھر کبھی نہ بول سکے۔ان کی وہ آخری

نصیحتیں اپ کو لے کر ساری احتیاطی تدابیریں حمزہ یوسف کے کچے ذہن پر اپنے پکے نشاں چھوڑ گئی تھی۔آج بھی کبھی وہ باتیں یاد اتی ہے تو وہ منظر آنکھوں کی اسکرین کے اگے لہرا جاتا ہے جب بابا دوسرے شہر کسی آفس میٹینگ کے لیے جانے کو تیار لاونج کے صوفے پر بیٹھے ایک اسکول یونیفارم میں تیار بچے کو اس کی اگے کی ذمہ داریاں سمجھا رہیں تھے شاید وہ جانتے تھے کہ وہ اس سفر سے کبھی واپس لوٹ نہیں پائے گے تبھی اپنی ذمہ داریاں کسی ناتواں کندھے پہ چھوڑے جا رہیں تھے۔۔۔۔۔

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتا جیسے آج پھر ان تلخ یادوں اور لمحات میں گم ہو گیا تھا جب ایک صبح یوسف صاحب اس ننھے سے لڑکے پر اس کی عمر سے بھی زیادہ ذمہ داری سونپتے خود ہر پریشانی ہر فکر اور ہر ذمہ دار سے آزاد ہوتے ابدی نیند جا ئے سوئے تھے۔۔۔۔لہجے میں دکھ،افسردگی اور غم کے ملے جلے تاثرارت لیے وہ گہرے رنگ آنکھوں میں ضبط سے ابھرتے سرخ ڈورے لیے آج سے تقریبا انیس سال پہلے زندگی کے اس سیاہ باب میں الجھ گیا جس میں وہ اپنے

آئیڈیل مین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سپرد خاک کرتے یتیمی کا تاج سر پر سجا گیا

پیپ "پلیز بھیا۔اپ اس 'طرح کک 'کی باتیں مت "کرے۔۔اس کے نرم لہجے میں ادا ہونے والے تلخ جملے مرحا یوسف کا دل ہلا رہیں تھے اس کے ساتھ آج سے پہلے کبھی بھی اس کے بابا کو لے کر کسی نے کوئی بات نہیں کی تھی گویا ان کی وفات کو لے کر باتیں کرنا تو دور کی بات تبھی حمزہ کی باتیں اس کے قدموں سے جان نکال رہی تھی۔۔۔۔

روحی اپ کو لے کر میں نے بہت خواب دیکھے ہے کہ میری گڑیا اعلی تعلیم حاصل کرئے گی ،لوگوں کے کام انے والی ڈگری لے کر غریب اور مستحقوں کی مدد کرئے گئی بابا کا ماما کا اور میرا نام روشن کرئے گئی ،ہمارا سر کبھی شرم سے جھکنے نہ دینا کہ کوئی بھی ماما کی تربیت پہ کبھی سوال نہ اٹھا سکے۔ہمیشہ ثابت قدم اور حق پر رہیے گا میری جان پھر چاہے کوئی بھی ایرا غیرا اپ کے متعلق کچھ بھی بولتا

رہیں اپ بس اپنے رب کی دی گئی ہدایت پر عمل پیرا رہیے گا کیونکہ جس راستے پہ اپ کے ساتھ چلتا ہمسفرہ اپ کا ساتھ چھوڑ جائے نہ پھر وہاں سے وہ بے عیب ذات اپ کا ہاتھ تھم لیتی ہے بس اپ کا عقیدہ اس ذات کے رحمن ور حیم ہونے پر ہونا چاہیے کہ وہ کبھی اپ کو گرنے نہیں دئے گا جس نے آگ کے آلاوے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے گل وگلزار بنادیا تھا، جس نے مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی حفاظت کی تھی، جس پاک ذات نے کوہ طور پر حضرت موسی علیہ السلام کے قدم ڈگمگانے نہیں دئے تھے۔۔۔۔

زندگی کے کسی بھی موڑ پر کسی بھی سفر پر اپ کو کہی بھی لگے کے لوگ اپ کے خلاف ہے اپ کی ذات پر انگلیاں اٹھارہیں تو یہ سوچ کر اداس نہ ہویئے گا کہ آپ اکیلی ہے، اپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ جہاں اپ کے ساتھ کوئی نہیں ہو گا وہاں اتنا یاد رکھیے گا کہ حمزہ یوسف ہمیشہ ہر دکھ وتکلیف میں اپنی گڑیا کے لیے بانہیں پھیلائے کھڑا ہو گا پھر چاہے اپ غلط ہو یہ صیح میں ہمیشہ اپ کو اپ کے ساتھ کھڑا ملونگا۔ بس جہاں اپ کو لگے کہ حالات اب اپ کے کنڑول میں نہیں

ہے اپ صرف مجھے یاد رکھئے گا کہ چاہے ساری دنیا ہی مر حا یوسف کے خلاف ہو جائے حمزہ یوسف تا قیامت تک اپنی جان سے عزیز بہن کے لیے کھڑا ہو گا۔ اپ کو جو چیز بھی چاہیے ہو اپ مجھے بتاییںگی پھر چاہے وہ فرمائش کسی چیز کی ہو یہ کسی انساں کی ہو حمزہ یوسف اسے لا کر اپ کے قدموں میں ڈھیر کر دے گا ۔۔۔۔اپنے لہجے کی مخصوص نرماہٹ لیے لفظ بہ لفظ ادا کرتا ان گرے رنگ آنکھوں میں جھانکتا وہ اسے اپنی محبت اور اعتماد کا مان بخش تھا کہہ رہا تھا جن میں سرخ ڈوروں کے ساتھ نمی لیے سرخ ہونٹوں کو باہم ایک دوسرے میں پیوست کیے وہ بڑے ضبط سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ اج اس سے یہ ساری باتیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ ماما کو کچھ بتائے یا نہیں پر اس سے کچھ نہ چھپائے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ہوئے واقعے سے ڈر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

ان سب باتوں میں محض مجھے اپ کا ایک وعدہ چاہیے کہ اپ کبھی کوئی غلط کام نہیں کرے گئی چاہے جو بھی مسئلہ ہو اپ مجھے بے جھجھک بتائینگی حتہ کہ کسی کو لے کر اپنی پسندیگی کا بھی" اپ یا نہ سوچنا کہ میں ایک مرد ہوں ایک غیرت

مند بھائی ہوں تو بہن کی کسی غیر مرد میں پسندیدگی کو جانتے اپنی انا میں اپنی بہن کی خوشیاں اور زندگی قربان کردونگا۔۔۔

میں ہوں ایک غیرت مند بھائی پر جب مجھے اختیار ہے اپنا ہمسفر چننے کا تو اسے کیوں نہیں یہ اختیار دونگا جو میری زندگی جینے کی وجہ ہوں جو داؤد سکندر کو ہی سے شی بنانے والی اس کی بھنڈی ہوں۔۔۔۔۔ گہری مونچھوں کے نیچے چھپے لب آہستگی سے مسکراہٹ میں ڈھلے آخری بات وہ مسکراتے گویا ہوا تو وہ جو کب سے اس کی دل چیر دینے والی باتیں سنتی اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر رو رہی تھی حمزہ کی آخری بات پہ گہرا سا مسکرا گی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں گاؤں لوٹا تو وہی منظر پرانہ تھا۔۔۔ کئی لوگوں سے ملنا تھا کئی قبروں پہ جانا تھا!

گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں اگے پیچھے کھڑی تھی کے دور سے دیکھنے پر یوں لگتا جیسے گاڑیوں کا سیلاب امڈ ائے ہو۔لاہور کی بڑی شاہراہ پر اس وقت ٹریفک جام تھا بائیک سواروں کے ساتھ ساتھ بڑی بڑی گاڑیوں والے بھی یوں ہی گاڑی روکے کھڑے ٹریفک کے کھلنے کا ویٹ کر رہیں تھے کیونکہ اگے کسی ٹرک کے اوپر لوڈ سامان روڈ پر گر گیا تھا جس کی وجہ سے روڈ بلوک تھا۔ایک دو گاڑیوں والے بھی اپنی اپنی گاڑیوں کو لوک کیے اس ٹرک ڈرائیور کی مدد کو چل دیۓ تھے ۔جہاں سب یہاں سے جلد از جلد نکلنے کی دعائیں کر رہیں تھے وہی وہ بھی منہ پر بیزاریت سجاۓ آنکھوں پر بلیک شیڈز لگاۓ بیٹھے تھے اگے ان کا پی اے اور ان کے ساتھ ان کا کرائم پاٹنر سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔ان کی آج بہت ضروری میٹینگ تھی جو آج اس ٹریفک کی نظر ہو چکی تھی تبھی ان کا غصہ سوا پر تھا کیونکہ جہاں انھوں نے جانا تھا اس کا دوسرا روٹ یہاں سے دور تھا اور اگر وہاں سے جاتے بھی تو تب بھی ان کی میٹینگ نہ ہو پاتی۔۔۔۔۔

ہارون مزید کتنا انتظار کرنا پڑے گا۔۔۔۔ان کا پی اے جو گاڑی کا دروازہ کھولتا اندر بیٹھا ہی رہا تھا اسے دیکھتے وہ اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگے کیونکہ وہ باہر کے حالات چیک کرنے کے لیے گیا تھا کہ کتنی دیر اور انتظار کرنے پڑے گا

۔۔۔۔

سر بس بیس سے پچیس منٹ اور۔۔۔۔ہارون ان کے لہجے کی اکتاہٹ نوٹ کیے بولا آدھے سے زیادہ سامان اٹھا لیا گیا تھا اور اب صرف کچھ ہی باقی تھا۔اس کی بات پر کوئی جواب دیے بغیر وہ ٹائیگر کے گردن کے بال سہلانے لگے تو وہ لاڈ کرنے کے انداز میں ان کے بازو سے اپنا منہ سہلانے لگا جس کی اس حرکت پر آغا فارذ کے بھینچے جبڑے ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے کہ اچانک ان کی سائیڈ کا شیشہ نوک ہوا اور وہ ٹائیگر پر سے نظریں ہٹائے کھڑکی کی طرف متوجہ ہوئے جہاں چھ سے سات سال کا بچہ ہاتھوں میں کچھ پکڑے کھڑے تھا وہ شکل اور حلیے سے ہی مجبور لگ رہا تھا جبکہ اب ہارون بھی ان کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

صاحب جی خدا کا واسطہ یہ لے لو" گھر میں راشن نہیں ہے ماں بہنیں بھوکی بیٹھی ہے۔۔۔۔۔۔ان کے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتراتے ہی وہ بچہ ہاتھوں میں تھمے پھولوں کی ٹوکری کو ان کی طرف کرتا اپنے گھر کے حالات بتانے لگا جبکہ وہ سنجیدگی سے کبھی اس کے چہرہ تو کبھی وہ پھول دیکھتے جو کہ گرمی کی وجہ سے مرجھا رہیں تھے ممکن تھا بچہ صبح سے ایک پھول بھی نہیں بیچ پایا تھا۔۔۔۔۔۔

نہیں چاہیے جاؤ"۔۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتے ہارون پیچھے کی طرف مڑتا اس بچے کو دیکھتے حقارت سے گویا ہوا تو اس کی آنکھیں پل میں لبالب پانی سے بھر گئی اتنی تذلیل غریبوں کی کیا یہ امیر لوگ خود کو خدا سمجھ بیٹھے ہیں جو خود سے کمتر لوگوں کو حقیر جانتے ہے۔۔۔۔

شٹ اپ ہارون۔۔۔۔ناجانے کیوں بچہ کی آنکھوں میں نمی دیکھتے وہ ہارون پر چیخے جس پر وہ ایکدم چپ ہوا آج سے پہلے انھوں نے کبھی بھی اس سے اس طریقے سے بات نہیں کی تھی۔۔۔۔

کتنے کے ہیں"۔۔۔۔ہارون کو خونخوار نظروں سے گھورتے وہ اس بچے کی طرف مڑے اور اس کی آنکھوں میں ائے خوف کو دیکھتے نرم سے لہجے میں پوچھنے لگے جس پر وہ تھوڑا سا اگے ہوتے چہرے پر ہشاش باش تاثرارت لیے انھیں پھولوں کی قیمت بتانے لگا۔۔۔۔

یہ سارے دے دو"۔۔۔۔۔انھوں نے انگلی کے اشارے سے اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹوکری کی طرف دیکھتے کہا جو الگ الگ رنگ کے پھولوں سے بھری پڑی تھی ہر پھول کا الگ ڈھیر تھا مگر وہ بالکل فریش نہیں تھے پر انھیں اندازہ تھا اوپری پھول دھوپ کی وجہ سے مرجھائے پڑے ہیں البتہ ان کے نیچے والے فریش ہونگے۔۔۔۔۔

سارے 'پر صاحب پھر میں کیا بیچونگا۔۔۔۔وہ بچہ ان کی بات پر فق ہوتی رنگت لیے بولا تو وہ اس کے ایکسپریشن پر دھیمہ سا مسکرا گیے اور اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے والٹ نکالتے اس میں سے پیسے نکالنے لگے۔۔۔۔۔

یہ لوان سب کی قیمت "اور آج تم چھٹی کر کے اپنے گھر والوں کے ساتھ ٹائم گزاروں۔۔۔۔والٹ سے چند ہزار کے نوٹ نکالتے وہ اس کی طرف بڑھائے اپنے مزاج کے بر خلاف مدھم سا مسکراتے گویا ہوئے تو بچہ کبھی ان کا چہرہ تو کبھی ان پیسوں کو دیکھتا وہ چھوٹی عمر کا تھا پر اتنا جانتا تھا کہ یہ قیمت ان پھولوں کی قیمت سے کئی گنا زیادہ تھی۔۔۔

رکھو شاباش "اور یہ کارڈ رکھو اس پر میرا نمبر ہے مجھے اس اڈریس پر اکر ملنا اور ' اسکول جاتے ہو۔۔۔۔۔زبردستی اس کے ہاتھ میں پیسے پکڑتے وہ ساتھ اپنا کارڈ بھی اس کی طرف بڑھاتے پوچھنے لگے اور اس کی بڑھائی گی ٹوکری پکڑتے وہ ٹائیگر کے قریب سیٹ پر رکھ گیے۔۔۔۔

دو جماعتیں پڑھی تھی پھر اباں کا انتقال ہو گیا اور پڑھائی چھوڑ کر میں یہ کام کرنے لگ گیا۔۔۔۔۔۔ آغا فارز کے پوچھنے پر وہ تھوڑا افسردہ سا ہوتے بتانے لگا آج پہلی بار ہی تو کسی نے انسانیت اور ہمدردی کا مظاہرہ کیا تھا ورنہ تو جتنے بڑی بڑی گاڑیوں والے اتے تھے وہ تو شیشہ ہی نیچے نہیں کرتے تھے احساس کرنا تو دور کی بات۔ٹریفک میں پھنسی گاڑیاں اب دھیمی رفتار سے اگے بڑھنے لگی تھی کیونکہ اگے روٹ کلئیر ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

چلو اس اڈریس پر انا کسی بڑے کو ساتھ لے کر۔۔۔۔۔۔اس کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ بولے تو وہ بچہ جلدی سے سر ہلاتا ان کی گاڑی سے دو قدم دور ہوا کیونکہ ڈرائیور گاڑی اگے بڑھا چکا تھا۔گاڑی کے اسپیڈ بھرتے ہی انھوں شیشہ واپس اوپر چڑھایا اور اس پھولوں کی ٹوکری کو مسکراتی نظروں سے دیکھنے لگے یہ انھوں نے جھانسی کی رانی کے لیے لئے تھے جو کہ ان پھولوں کی دیوانی تھی۔جبکہ پیچھے وہ بچہ ہاتھ میں پکڑے کارڈ پر مضبوطی کرتا امید بھری نظروں سے دور جاتی دھول

اڑاتی گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔ان کا اپنا ذاتی ٹرسٹ کے ساتھ ساتھ ایک اسکول بھی تھا جہاں غریب بچوں کی تعلیم بالکل مفت تھی تبھی انھوں نے اسے اپنا کارڈ دیا اس جیسے کئ بچوں کے گھر کی ذمہ داری اور ان کی تعلیم کسی کی نظر میں اۓ بغیر آغا فارذ خوش اسلوبی سے نبھا رہیں تھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!!! عشق موت سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے

کالج کب سے آؤ گی تمھاری وجہ سے میں بھی کتنے دن سے کالج اوف کر رہی ہوں۔۔۔۔۔زیرہ والے بسکیٹ چاۓ میں ڈوبو کر منہ میں ڈالتی نوال اپنے برابر میں صوفے پر دونوں ٹانگیں اوپر کیے بیٹھی مرحا سے مخاطب ہوئی جو ہاتھ میں پکڑے جوس کے سیپ لیتی گود میں رکھے وہ نوٹس جو کہ نوال نے بناۓ تھے

ان کا جائزہ لے رہی تھی۔نوال ابھی کچھ دیر پہلے ہی ائی تھی سب سے مل کر روحی اسے ڈرائینگ روم میں لے ائی کیونکہ لاونج میں ہر کسی کا انا جانا ہوتا تھا اور پھر دوستوں کے اگر کچھ سیکریٹس نہ بھی ہو تو تب بھی اپنی فیملی کے سامنے اسے بیٹھانے میں فکر لاحق ہوتی تھی کہ نا جنے کب وہ اپنے منہ سے ایسا کچھ اگل دے جو اسے اپنے گھر والوں کے سامنے ذلیل کروادے۔۔۔۔

پتہ نہیں، آغاجان کب پرمیشن دینگے۔۔۔۔ وہ نظریں نوٹس پر جمائے مصروفانہ انداز میں پیج پلٹتی بولی ساتھ ایک جوس کا سیپ لیا۔لوز ساٹراؤزر جو کہ حمزہ کی واڈروب سے چوری کیا گیا تھا اس پر سفید رنگ کی ٹی شرٹ جس کے بالکل سینٹر میں گول سے دائرہ میں باربی کا لوگو بنا ہوا تھا۔بال ہمیشہ کی طرح میسی سے جوڑے میں مقید کیے وہ دوپہر والے حلیے سے یکسر مختلف حلیے میں بیٹھی تھی البتہ خوبصورت گرے رنگ آنکھیں رونے کی وجہ سے ابھی بھی ہلکی سوجن زدہ تھی۔۔۔۔۔

اب یہ نہ ہو کے تمہارے ڈئیر آغا جان اپنی پیاری سی گڑیا کے لیے ایک عدد گارڈ ہائیر کر دے جو کہ ہر وقت تمہارے سر پر موجود رہے بالکل بوڈی گارڈ فلم کی طرح اور پھر شاید لاسٹ میں تمہیں تمہارا ہیرو بھی مل جائے ٹرین میں۔۔۔۔ چائے کے کپ کے کناروں پر انگلی پھیرتی وہ ایک اجیب سا نقشہ کھینچتی اس کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھتے بولی جسے سنتے ہی روحی نے کپکپی سی لی کیونکہ وہ آزاد رہنے والی انسان تھی اور کوئی گارڈ ہر وقت اس کا سایہ بن کے رہے ناممکن !!!

تم کچھ زیادہ ہی نہیں انسپائر سلمان خان دی گریٹ بوڈی گارڈ سے۔۔۔۔ پاس پڑا کشن نوال کے بازو پر مارتی وہ اس کی طرف خشمگین نظروں سے دیکھتی بولی جس پر اس نے اپنے دانتوں کی نمائش کی اور ہاتھ میں پکڑے سینڈوچ کو اپنے دانتوں میں لیے اس کی گردن دبوچ گئی۔۔۔۔

روحی ''بی بی۔۔۔۔۔ابھی وہ مزید کچھ کہتی جب ہانپتی ہوئی رانی اتی اسے مخاطب کیے بولی اور ایک لمبا سا سانس لیتے ہوا کے سپرد کیا تو ان دونوں نے چونک کر اسے دیکھا وہ سانس یوں لے رہی تھی معنوں اولمپکس کی ریس جیت کر ارہی ہو۔۔۔۔

یس کوئین الزبتھ''۔۔۔۔مرحا لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ سجائے اس کو دیکھتے شرارت سے بولی وہ اکثر اسے رانی نام کی وجہ سے اس طریقے سے پکارتی جس پر رانی میڈم کا سینہ فخر سے چوڑا ہو جاتا تھا آخر کو مرحا میڈم اسے رانی سے کوئین جو بنا دیتی تھی

وہ جی 'وہ نہ اپکو باہر بلا رہیں ہے۔۔۔۔۔کمر کے گرد باندھے ڈوپٹے کے پلو کو ہاتھوں میں لیے مڑوڑتی وہ نظریں جھکائے لبوں پر شرمیلی سی مسکان لیے یوں بولی جیسے باہر اس کے رشتے والے آئے ہو۔رانی کی سستی سی ایکٹینگ اور اس کے یوں شرمانے پر وہاں کی پر فضا ماحول میں ان کی جلترنگ ہنسی گونجی۔۔۔

کیا باہر تمہارے 'وہ' ائے ہوئے ہیں جو یوں شرما رہی ہو۔۔۔۔اس کو شرماتا دیکھ نوال اپنی ہنسی کو کنٹرول کیے اس کی طرف دیکھتی سوالیہ انداز میں پوچھنے لگی جبکہ مرحا آنکھوں میں ہسنے کی وجہ سے نمی لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔۔

نہیں جی "وہ روحی بی بی کے آغا' جان ائے ہیں۔۔۔۔۔۔نوال کے پوچھنے کے انداز پر وہ ایک پل کو سٹپٹائی پھر خود کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھتی مرحا کی طرف اشارہ کیے تھوڑا ہچکچاتے ہوئے بولی جبکہ ان کا نام لیتے ایک پل کو اس کا دل دھڑکا تھا اور ایسے ہی حال کسی اور کا بھی ہوا تھا۔۔۔

تو اس میں شرمانے والی کونسی بات ہے۔۔۔۔۔اس کو پھر شرماتا دیکھ اب کہ نوال اسے گھوری سے نوازتے پوچھنے لگی اسے اس کے شرمانے کی منطق ابھی تک سمجھ نہیں ائی تھی

۔۔۔۔۔

نن" نہیں جی کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔نوال کو تفتیشی انداز پر اترتا دیکھ وہ بوکھلاتے ہوئے بولتی فوراوہاں سے رفو چکر ہوئی تو وہ اس کو کمرے سے بھاگتا دیکھ گھور کر رہے گئی۔۔۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے ملکہ برطانیہ کا کرش ہے تمہارے آغا جان پر۔۔۔۔۔۔۔رانی کی پشت پر سے نظریں ہٹائے وہ سوچوں کے محور میں ڈوبی مرحا کی طرف مڑتی رانی کے یوں شرمانے والے انداز سے کچھ کھوجتی ہوئی بولی تو اس نے اپنے ہاتھوں پر ٹیکائی نظریں اٹھائے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

میں اتی ہوں ان کی بات سن کر۔۔۔۔۔۔اس کی بات کا جواب دئے بغیر وہ نوٹس صوفے پر رکھتی اٹھی اور صوفے کے قریب پڑی اپنی چپل پاؤں میں اڑاستی ہوئی بولی۔۔۔۔

سنوا نھیں اپنے کالج کے لیے بھی منا لینا۔۔۔اس کو کمرے سے نکلتا دیکھ وہ پیچھے سے ہانک لگائے بولی جس پر وہ محض سر ہلاتی باہر کی طرف بڑھی تو پیچھے نوال صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھتی رانی کے بارے میں سوچنے لگی۔ایک معمولی سی نوکرنی ایک عربی شہزادہ کی محبت میں گرفتار ہو رہی تھی جو کہ اس کی پہنچ اور سوچ دونوں سے ہی بالاتر تھا۔۔۔۔۔

وہ باہر ائی تو سامنے ہی لاونج میں وہ اپنی وجاہت سے بھرپور پر سنیلٹی لیے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے براجمان سامنے بیٹھی زبیدہ مامی سے باتیں کر رہیں تھے۔انھیں دیکھتے نامحسوس انداز میں اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے کچھ دیر پہلے چہرے پر چھائے اضطربی تاثرارت اب سکون میں بدل گیے تھے۔پر کیوں "کیوں آغا فارذ کو دیکھتے وہ مسکرائی کیوں،ان کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھتے اس کے دل میں سکون سا اترا تھا۔جس راہ وہ چل پڑی تھی اس راہ کی وہ اکیلی مسافر تھی اور اکیلا مسافر منزل کی تلاش میں نگر نگر بھٹکتا ہے۔اور اس تلاش میں اپنے پاؤں اور روح دونوں زخمی کرنے کے بعد بھی وہ لاحاصلِ منزل رہتا ہے پر اسے یہ سب سمجھانے والا شاید کوئی نہیں تھا۔۔۔

اسلام و علیکم "۔۔۔۔۔ان کے قریب اتے وہ چہرے اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے اپنی نرم مگر مدھم آواز میں سلام کیے بولی توزبیدہ مامی سے بات کرتے آغا فارذ اس کی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

وعلیکم السلام کیسی ہے میری گڑیا۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں اپنی مصری گڑیا کے لیے محبت، پیار، عقیدت سموئے آغا فارذ اس کی طرف دیکھتے پوچھنے لگے تو مقابل نے اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ بمشکل اپنی پلکیں اٹھائے سامنے بیٹھی ہستی کو دیکھا جو کہ پہلے ہی جی جان سے اس کی طرف متوجہ تھے۔ نظروں سے نظریں ملی تو اس نے فوراواپس اپنی پلکیں جھکا لی اور محض سر کے اشارے سے کہا کے وہ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔

چلو تم دونوں بیٹھو میں ذرا نماز پڑھ لوں۔۔۔۔زبیدہ مامی ان دونوں کو کہتی اٹھ کر کیچن کی طرف بڑھی ان کا ارادہ رانی کو چائے وغیرہ کا کہہ کر پھر نماز ادا کرنے کا تھا۔۔۔۔

یہ لو۔۔۔۔۔اپنے دائیں جانب پڑھی وہی پھولوں والی ٹوکری جو کہ وہ کچھ دیر پہلے ہی خرید کر لائے تھے اور اب ان پھولوں کے اوپر ہی بڑی بڑی چوکلیٹس رکھی ہوئی تھی۔ٹوکری کو اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے بولے تو اس نے نظریں اٹھائے ان کے ہاتھ میں پکڑی باسکیٹ کو دیکھا جس میں پھول اور چوکلیٹس تھی جن کی مرحا یوسف شیدائی تھی تبھی ساری شرم ولحاظ سائیڈ پر رکھتی فوراان سے وہ ٹوکری پکڑ گئی۔۔۔۔

تھینکیو آغا جان 'اٹس سوپریٹی۔۔۔۔۔خوبصورت رنگ برنگے پھولوں کو نہارتی وہ خوشی سے ان کی طرف دیکھتی بولی تو وہ اپنی گڑیا کے خوش ہونے پر خود

بھی مسکرا گیے اب وہ ان پھولوں کی نرماہٹ اپنے ہاتھوں سے چھو کر محسوس کرتی ان کی خوشبو کو سینے میں اتار رہی تھی۔۔۔

کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔۔۔وہ جو کیچن میں رانی کو چائے کا بولنے ائی تھی پر اسے کیچن میں موجود کھڑکی پہ کھڑا دیکھ اس کے عقب میں ائی جہاں سے لاونج کا وہ منظر نظر ارہا تھا جدھر آغا فارز اور مرحا موجود تھے۔اسے یوں جاسوسوں کی طرح کھڑا دیکھ وہ تیوری چڑھائے بولی رانی جو کہ انھیں نہارنے میں مگن تھی ایکدم کسی کے بولنے پر ہڑبڑاتی ہوئی مڑی تو سامنے زبیدہ مامی کو خود کو گھورتے پایا

۔۔۔۔۔

کلک "کچھ نہیں بی بی 'جی۔۔۔۔ان کے گھورنے پر وہ شرمندگی سے سر جھکائے منمنائی تو انھوں نے ہنکارا ابھراا اور اسے چائے کے ساتھ کباب اور نگٹس تلنے کا کہتی کیچن سے باہر نکلی۔ان کے جانے کی یقین دہانی کرتے اس نے جھکا سر

اٹھایا تو وہاں سچ مچ کوئی نہ تھا۔ایک بار پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس نے " کھڑکی سے باہر جھانکا جہاں اب مرحا ان کے قریب بیٹھی کچھ کہہ رہی تھی

روحی بی بی کتنی خوش نصیب ہے نہ اس عربی شہزادے کو کتنا نزدیک سے دیکھ سکتی ہے ان سے باتیں کر سکتی ہیں اور ایک میں ہو جو محض انھیں دور سے دیکھ کر ہی خود کو تسلی دے دیتی ہوں۔۔۔۔۔ان دونوں کو آپس میں باتیں کرتا دیکھ وہ ایک ٹھنڈی ہوا فضا کے سپرد کرتی سوچنے لگی۔۔۔۔

پر چاند بھی تو ہم سب کی پہنچ سے دور ہی ہوتا ہے پر پھر بھی اس کی چاندنی ہم سب پہ ایک جیسی پڑتی ہے نہ کسی پہ کم نہ کسی پہ زیادہ۔وہ بھی میرے لیے چاند کے ہی جیسے ہیں دیکھنے میں قریب اور چھونے کا سوچوں تو صدیوں کی مسافت۔۔۔۔

وہ ان کے مسکراتے چہرے پر نظریں ٹیکائے اپنے اور ان کے درمیاں یہ ذات پات اور امیری غریب کا فرق کرتی سوچنے لگی پر پھر ان کو چاند سے تشبیح دیتی وہ اپنے دل کو تسلیاں دینے لگی کہ چاند بھی تو دور ہی ہوتا ہے پر اسے پانے کی چاہ ہر

کوئی رکھتا ہے کوئی پیسے کے زور پر اسے فتح کرلیتا ہے تو کوئی محض ساری زندگی صرف اسے دیکھنے میں گزر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔

ہم کالج کب جائینگے آغا جان"۔۔۔۔۔۔صوفے پر ان کے نزدیک بیٹھی اپنے بدلتے دل و سوچ کو ایک سائیڈ پہ رکھے ہمیشہ کی طرح دنیا جہاں کی باتیں کر رہی تھی جب اچانک ذہن میں نوال کی بات یاد ائی تو ہنستے منہ پر مسکینات سجائے وہ ان سے گویا ہوئی جو کہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔
اپ گھر میں ہی اپنی اسٹڈی کنٹینو کرئے گئی اب اور صرف پیپر ز دینے کے لیے کالج جائینگی۔۔۔۔۔۔اس کے منہ کے بدلتے تاثرارت وہ دیکھ چکے تھے تبھی وہ اسے تنگ کرنے کو بولے وہ اپنی گڑیا کی ایک ایک حرکت سے بخوبی واقف تھے ۔ان کی بات پر پل میں اس کے مسکنیات بھرے تاثرات خفاگی میں ڈھلے جسے دیکھتے وہ مدھم سا مسکرائے۔۔۔۔

تو ہم نے کالج جانا ہے پرائیوٹ نہیں پڑھنا۔۔۔۔ خفگی سے منہ پھولائے بولتی وہ سامنے بیٹھے شخص کو بہت پیاری لگی تھی اتنی کی ایک پل کو آغا فارذ کا دل چاہا کے وہ اپنی شہزادی کو دنیا کی ہر بری نظر سے کہی چھپا لے تا کہ کوئی بھی ان کی گڑیا کو گندی نظروں سے نہ دیکھ سکے۔۔۔۔

میں اب اپ کو لے کر کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتا" پلیز ٹرائے ٹو انڈراسٹینڈ بچی ۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں کو اپنے کھردرے ہاتھوں میں لیے وہ اس کی گرے رنگ آنکھیں جہاں غصہ نہیں محض خفگی تھی ان میں اپنی سحر زدہ کالی سرخ ڈوروں والی آنکھیں ڈالے وہ اپنی کم عقل گڑیا کو سمجھنے کی خاطر نرم سے لہجے میں بولے۔ وہ واقعی ہی اس واقع کے بعد ڈر گیے تھے کہ پھر کوئی نہ اکران کی گڑیا کے ساتھ یہ سب کچھ کر دے۔ تراب اور حمزہ تو اس کے کالج جانے کی حامی بھر چکے تھے بس آغا فارذ ہی تھے جو اسے گھر سے باہر بھی جانے نہیں دینا چاہتے تھے ۔۔۔۔۔

ائے پرامس جب تک اپ یا بھیا لینے نہیں ائے گے ہم کالج سے باہر بھی قدم نہیں نکالے گے پلیز آغا جان اپ تو ہمارے پیارے آغا جان ہے نہ۔۔۔۔۔۔ ان کے بازو سے لگتی وہ لاڈ کرنے کے انداز میں بولتی انھیں منانے کی کوشش کررہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے ڈئیر آغا جان کیسے مانے گے۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے زیادہ مکھن نہ لگائے کل سے چلی جائے کالج پر میری ایک شرط ہے ۔۔۔۔اسے یوں اپنے بازو سے چپکتا پھر اس کے منت بھرے لہجے میں بولنے پر بلا آخر وہ حامی بھر ہی گیے وہ آغا فارذ ہی کیا جو مرحا یوسف کی کوئی بات رد کر جائے۔ پر اخر میں وہ کالج جانے کی پرمیشن دیتے دیتے شرط پر اتار ائے۔۔۔۔

ائے ایگری ٹو ایوری کنڈیشن۔۔۔۔۔۔ شرط سنے بغیر وہ فٹ سے مانتی بولی اور ہاتھ میں پکڑی چوکلیٹ جو کہ پہلے سے ہی ان ریپ تھی اور اسے تھوڑا سا کھایا بھی ہوا تھا وہ ان کے لبوں کے قریب کر گئی۔ وہ چوکلیٹ کھاتے نہیں تھے پر پھر بھی اس کے یوں پیش کرنے پر جسٹ ایک چھوٹی سی بائیٹ لے گیے تاکہ ان کی

یہ چھوٹی سی خرگوشنی نہ ناراض ہو جو آج کئی دنوں بعد اپنی پہلی والی جون میں لوٹی تھی۔۔۔۔

جب تک میں یاتراب اپ کو لینے نہیں ائے گے تب تک اپ کالج کے گیٹ سے قدم بھی باہر نہیں نکالے گئی "اور کالج خالی ہونے کی صورت میں واچ مین کے قریب ہی رہے گئی اس سے میری بات ہو چکی ہے اپ اس کے پاس سیو ہو گئی اور کسی کے کہنے پر بھی کالج کے اندر یا باہر کہی نہیں جائے گئی انڈرا سٹینڈ ۔۔۔۔۔۔اس کے بالوں میں دھیمے دھیمے انداز میں انگلیاں چلاتے وہ اسے ایک ایک بات سمجھانے لگے جس پر وہ اچھے بچوں کی طرح محض سر ہلانے پر اکتفاق کرنے لگی تھی۔۔۔۔

سنا ہے لوگ اسے آنکھ بھر کر دیکھتے ہیں۔۔۔۔ سو اس کے شہر میں کچھ دن ٹھر کے دیکھتے ہیں

خوبصورت سلکی کا سوٹ پہنے جس پر زری کے کام سے کاری گری کئ گی تھی

۔ہلکے میک اپ میں نفیس گولڈ کی جیولری پہنے۔ہاتھوں اور پاؤں پر مٹی مٹی

مہندی کے نشانات لیے میرال نئ نویلی دلہن کی طرح شر میلی سی مسکان چہرے

پہ سجائے اپنے میاں جی کے پہلو میں بیٹھی تھی اور مہتاب مامی تجسس سے اس سے

سوال جواب کر رہی تھی جس کا وہ مسکرا کر جواب دیتی تو کبھی ان کے پر سنل

سوالوں پر تھوڑا سا شرماتے اپنے پہلو میں بیٹھے احد کو دیکھنے لگ جاتی۔۔۔۔۔

اور کہاں کہاں جانے کا ارادہ ہے۔۔۔۔مہتاب مامی اشتیاق سے اس کے کھلتے

چہرے کو دیکھتے پوچھنے لگی دراصل وہ پرسوں کی فلائیٹ سے ہنی مون پر ورلڈ ٹور

پر جا رہیں تھے جبھی آج اس کی دلعزیز پھپھو نے انھیں دعوت پر اینوائیٹ کیا تھا

جس میں احد اور میرال کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے والدین کو بھی انوائیٹ کیا

گیا تھا پر دونوں کی ہی طرف سے مصروفیات کی وجہ سے صرف وہ دونوں ہی

آ سکے۔۔۔۔۔

ویسے تو سبھی ہی کنٹریز گھومنے کا پلین تھا پر اتنے دن مینجر آفس اکیلے مینج نہیں کر پائے گے تبھی ابھی صرف میرال کے ڈریمز کنٹریز کو پوائینٹ کیا ہے باقی انشاءاللہ بعد میں۔۔۔۔ بڑی مامی کے پوچھنے پر میرال کی جگہ احد بڑے ٹھہراؤ اور نرم لہجے میں ایک نظر اپنی بیوی پر ڈالتے بولا تو وہ اس کے نرم مزاجی پر مسکراتے سر ہلا گی۔۔۔

بالکل بیٹا جی انشاءاللہ "بس خدا تم دونوں کی جوڑی صدا اسلامت رکھے آمین ۔۔۔احد کو میرال کی پسند کو ترجیح دیتا دیکھ وہ مسکراتی ان دونوں کی بلائیں لیتے بولی۔انھیں احد کا نرم لہجا اور سلجھا پن کافی بھایا تھا ممکن تھا آگے جا کر وہ ان کی لاڈلی بھتیجی کے لیے ایک اچھا ہمسفر ثابت ہوتا۔۔۔۔۔

پھپھو جانی گھر میں کوئی نہیں ہے کیا۔۔۔۔۔ وہ جب سے ائے تھے صرف مہتاب مامی ہی ان کے پاس بیٹھی تھی یا ملازمہ آکر چائے اور دیگر لوازمات میز پر سجا گئی تھی اور باقی گھر کے افرادوں میں سے کوئی نہیں ایا تھا۔اور بیچارہ احد بھی

خواتین میں بیٹھا بور ہو رہا تھا تبھی اپنے سرتاج کی فکر کرتی وہ ارد گرد نظریں گھومائیں پوچھنے لگی۔۔۔۔

تمہارے پھوپھا جی تو ابھی کچھ دیر پہلے ہی آفس گیے تھے کوئی ضروری میٹینگ تھی جس میں کمپنی کے شئیرز ہولڈرز کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے تو سکندر بھائی اور فرقان بھائی بھی ساتھ ہی گیے تھے۔فواد اپنے دوستوں کے ساتھ باہر گیا ہے اور آغا ابھی ائے نہیں ہے آفس سے۔ویسے میں نے تینوں کو فون کر دیا ہے بس کچھ دیر تک آجائے گے۔۔۔۔اپنے ازلی انداز میں چہرے پر خوبصورت مسکان اور میٹھے لہجے میں وہ گھر میں کسی کے نہ ہونے کی وجہ بتانے لگی انھیں خود بھی علم تھا کے گھر مہمان آئے ہو اور میزبان ہی موجود نہ ہو تو یہ کتنی سبکی کی بات تھی اور وہ شرمندہ بھی تھی۔۔۔۔

اٹس اوکے آنٹی کام تو زندگی کا حصہ ہے۔۔۔۔احدان کو یوں شرمندہ سا ہوتا بولتے دیکھے تحمل مزاجی سے بولا جس پر وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔۔وہ تینوں باتوں میں مصروف تھے جب لاونج میں داخل ہوتے آغا فارذ نے ان کو دیکھتے بلند آواز میں سب کو مشترکہ سلام کیا۔ان کی آواز پر سب کی نظر اس طرف گئی جہاں سے وہ چلے آ رہیں تھے۔۔۔۔

وعلیکم السلام کیسے ہیں بھائی۔۔۔۔۔۔آغا فارذ کے سلام کا جواب دیتے احد صوفے سے کھڑا ہوتا ان سے بغلگیر ہوتا گرمجوشی سے پوچھنے لگا۔احد اور وہ دونوں راشتے دار ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے دوست بھی تھے یہ الگ بات تھی کہ آغا فارذ اپنی ماں کی سائیڈ کی فیملی گیدرنگ میں کم ہی شامل ہوتے تھے مگر پھر بھی ان کا تعلق اچھا تھا۔۔۔

الحمداللہ تم سناؤ نئے دلہے راج۔۔۔۔۔۔اس کی پیٹھ تھپتھپاتے وہ اس کو دیکھتے شرارت سے پوچھنے لگے جس پر وہ مسکراتا ان کے کان کے قریب جھکتا کچھ کہنے لگا جس پر آغا فارذ کا پر مسرت قہقہ لاونج کی فضا میں گونج تو مہتاب مامی کے ساتھ ساتھ میرال نے بھی ان کی ہنسی حسرت بھری نظروں سے دیکھی تھی۔اور ناجانے کتنی لڑکیاں جن کا آغا فارذ پر کرش تھا ان میں سے ایک میرال فاطم بھی تھی جس کا ان پر صرف کرش نہیں بلکہ وہ اس کی محبت تھے اور یہ بات وہ باخوبی

جانتے بھی تھے۔ میرال کی اس خواہش میں مہتاب مامی اور اس کے والد فاطم صاحب بھی اس کا بھرپور ساتھ دینا چاہتے تھے کیونکہ انھیں آغافارذ جیسا ہونہار اور لائق داماد ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا، مہتاب مامی کو ان کی اکلوتی کڑوڑوں کی جائیداد کی وارث بھتیجی بہو کی صورت میں مل جاتی اور میرال فاطم کو اس کی محبت۔ مگر ان سب کی امیدوں اور آسوں پر آغافارذ کا انکار روح افزا پھیر گیا جس کا داغ بھی چھپتی نہیں اترنا تھا مگر پھر وہ برائیٹ والے کہتے ہیں نہ کہ برائیٹ سب رائیٹ کردے گا ہاں جی او ہی۔۔۔۔ خیر برائیٹ تے داغ دوناں تے مٹی پاؤ ایتھا کیڑا اسی ایڈ شوٹ کر رہیں وا۔۔۔۔ آغافارذ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کے میرال ان کے لیے چھوٹی بہنوں جیسی ہے اور وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتے ۔جس کے بعد فاطم صاحب نے اپنے سالے کے بیٹے احد سے میرال کی شادی کردی۔ ویسے دیکھا جائے تو احد بھی کافی اچھا نیک اور سلجھا ہوا انسان تھا مگر میرال کی محبت نہ تھا۔۔۔۔

آغا بابا نہیں ائے۔۔۔۔۔ان دونوں کو صوفے کی طرف بڑھتا دیکھ مہتاب مامی اپنے شہزادے بیٹے کو دیکھتے پوچھنے لگی۔وہ دونوں اب اکھٹے تھری سیٹر صوفے پر آبیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

ہم اکھٹے ہی نکل رہیں تھے پر انھیں راستے میں فاروقی صاحب مل گیے تو انھوں نے کہا وہ کچھ دیر بعد آجائے گے۔۔۔۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھتے وہ اپنی ماں کے سوال کا جواب دئے بولے اور واپس احد کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گیے تو وہ دونوں بھی آپس میں گفتگو کرنے لگی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہوتی ہے لاکھ غموں کی دوا نیند بھی مگر۔۔۔ہوتے ہیں کچھ ایسے غم بھی جو سونے نہیں دیتے !

وہ دونوں خالی پڑے لاونج میں احتیاط سے چلتے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہیں تھے۔دونوں کے چہروں پر اس وقت گھبراہٹ اور ٹیشن تھی کے کہی کوئی دیکھ

نہ لے۔ایک دوسرے کا سختی سے ہاتھ سے تھامے وہ لاونج عبور کرنے ہی والے تھے کہ سامنے کیچن کی سائیڈ سے سبین مامی نکلتی ہوئی ان کی طرف انے لگی

۔۔۔۔

گئی بھینس پانی میں۔۔۔۔۔موت کو قدم بہ قدم اپنی طرف اتا دیکھ حیدر بڑبڑایا تو داؤد نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔

اگر تو نے ایک لفظ بھی منہ سے نکلا نہ تو بیک سائیڈ والے سوئیمینگ پول میں تیرے اس جمعلے کا لائیو پریکٹیکل کر کے دیکھاؤں گا سمجھا۔۔۔۔۔حیدر کے بازو پر چٹکی کاٹتے وہ اسے دھمکی دینے والے انداز میں باور کرواتا بولا کے اگر غلطی سے بھی ایک لفظ بولا نہ تو خیر نہیں تیری۔۔۔۔

کہاں سے آرہیں ہو دونوں۔۔۔۔۔۔مامی ان کے قریب پہنچتی ان دونوں کی طرف تفشیشی انداز میں دیکھتے پوچھنے لگی تو دونوں نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر سبین مامی کی طرف۔۔۔۔

وہ ہم جلال پہ گیے تھے۔۔۔۔۔۔حیدر کے بولنے سے پہلے ہی داؤد بول پڑا کیونکہ اسے خدشہ تھا کے وہ اپنی ماں کے سامنے سچ بول کر اس کا سارا پلین چوپٹ کر دے گا۔۔۔۔

کس خوشی میں؟؟؟؟

وہ بھنڈی" مطلب روحی کو اس کے کیک پسند ہے نہ۔۔۔۔۔وہ روانی میں بول رہا تھا جب آغا ہاؤس کی پری جو داؤد کے لیے کسی چڑیل سے کم نہ تھی اسے غلط نام سے پکارنے کی غلطی کر بیٹھا اور پھر سبین مامی کی گھوری نے اسے اپنی غلطی درست کرنے کی توفیق عطا کی۔۔۔۔۔۔

روحی کو جلال کے کیکس پسند ہے تو تم دونوں نے اس لیے وہاں نوکری کر لی ہے۔۔۔۔۔۔داؤد کی فر فر چلتی زبان کو دیکھتے وہ آئبر وا چکائے پوچھنے لگی ساتھ چپ کھڑے حیدر کو بھی ایک نظر دیکھا جس نے ہاتھ میں پکڑے جلال سنز بیکر کے کیا بوکس پر گرفت مضبوط کر رکھی تھی۔۔۔۔

اللہ نہ کرے ہم کیوں کرے کوئی جوب ووب۔ ہم تو اپنے بھائیوں اور باپ کی دولت پر عیش کرئے گے۔۔۔۔ان کی کی گی بات پر چپ کھڑے حیدر نے فورا سر اٹھایا یوں کہا جیسے وہ انھیں کوئی گناہ کرنے کی ترغیب دے رہی ہو۔۔۔ شرم تو نہیں ائے گئی باپ بھائیوں کے پیسے پر ہڈ حرامی کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ حیدر کی بات پر وہ اس کے بازو پر ایک تھپڑ مارتی بولی تو وہ منہ بنا کر رہے گیا۔۔۔ وہ کیا ہوتی ہے۔۔۔ڈھیٹوں کی طرح اپنے بتیس دانتوں کی نمائش کرتے داؤد نے پوچھا جس پر وہ خلس کر رہے گئی یہ دونوں واقعی ہی سامنے والے کو کسی جوک کی طرح چپکا ہی جاتے تھے۔۔۔۔

اس میں کیا ہے۔۔۔۔داؤد پر دو حرف بھیجتی وہ اب حیدر کی طرف مڑتی کڑے تیوروں سے اس کے ہاتھ میں پکڑے بوکس کی طرف اشارہ کیے پوچھنے لگی۔۔۔

روحی کے لیے ہے۔۔۔ان کو ڈائیریکٹ خود سے مخاطب ہوتا دیکھا وہ ہڑ بڑایا

۔۔۔۔

دیکھاؤ مجھے۔۔۔۔۔وہ اگے ہوتی اس سے وہ بوکس لینے لگی پر ان سے پہلے ہی داؤد فورا اسے جھپٹ گیا۔۔۔۔

یہ روحی کے لیے سرپرائز ہے اپ نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔۔اپنے لمبے قد ہونے کا فائدہ اٹھاتے وہ بوکس پکڑے ہاتھ کو سر سے اوپر کی طرف بلند کر گیا جس پر وہ سوچ میں پڑھ گئی کہ داؤد سکندر اور مرحا یوسف کے لیے سرپرائز گیفٹ لائے ناممکن ضرور کوئی گڑبڑھ ہے جبکہ ان کو سوچتا دیکھ وہ دونوں فورا وہاں سے رفو چکر ہوئے۔۔۔۔۔

ادھر دے مجھے۔۔۔۔۔۔وہ باخیر و عافیت جب اور کسی کی نظر میں ائے بغیر اوپر پہنچے تو اس کے کمرے کے نزدیک پہنچتے داؤد حیدر سے وہ بوکس پکڑنے کی خاطر بولا جسے فورا حیدر اپنے پیچھے کر گیا۔۔۔۔۔۔

کیوں تجھے کیوں دوں تو میرا بھنوئی لگتا ہے۔۔۔۔اس کو باپ بنتا دیکھ وہ کڑے تیور لیے بولا تو بدلے میں داؤد نے گھور کر اسے دیکھا وہ جانتا تھا کے اس کی کوئی بہن نہیں ہے تبھی سامنے والے کو راضی خوشی بہنوئی بنا رہا تھا۔۔۔۔

آئیڈیا میرا تھا۔۔۔۔داؤد نے دانت پر دانت چڑھائے کہا پہلے چاچی اور اب ان کا یہ بیٹا دونوں اس کا ضبط ازمائے رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

اور اس دھا سو کیک کا آئیڈیا میرا۔۔۔۔اس نے بھی بدلے میں گردن اکڑے کہا۔۔۔۔۔

پکڑلے سالے مریو رہا ہے جیسے اس میں تیری سانسیں بند ہو۔۔۔۔۔حیدر کو کیک کا ڈبے پکڑنے پر یوں شودا ہوتا دیکھ وہ دب دبہ غصے سے بولا تو بدلے میں اس نے دانتوں کی نمائش کی اور اس کے کمرے کا دروازہ نوک کیا۔۔۔۔

ہنہہ بجانا و جانا اتا ہے نہیں ایا بڑا۔۔۔۔۔حیدر کے نوک کرنے پر جب دروازہ نہ کھولا تو داؤد اسے کندھے سے پکڑ کر پیچھے دھکیلتے بولا اور خود دروازہ نوک کیا جو کہ دو سکینڈ بعد ہی کھل گیا" ہنہہ اسے کہتے ہیں کوئیک سروس۔۔۔فورا دروازہ کھل جانے پر وہ طنزیہ نظروں سے حیدر کی طرف دیکھتے بولا۔۔۔۔

کیا کام ہے "۔۔۔۔۔۔دروازے کے بیچو بیچ کھڑی مرحا کمر پر دونوں ہاتھ ٹیکائے ان کی آمد کا سبب پوچھنے لگی داؤد سکندر اور حیدر فرقان بغیر کسی مطلب کے اس کے کمرے میں پرویش تو کبھی نہیں کرتے تھے۔۔۔۔

بھنڈی سائیڈ پر ہو بھائی ائے ہیں تمہارے اور تم یوں دروازہ بلوک کیے کھڑی ہو

۔۔۔۔۔اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے کی طرف دھکیلتے داؤد اندر داخل

ہوئے بولا تو اس نے بدلے میں گھور کر اس کڑوے کدو کو دیکھا جو بغیر بولے ہی

اس کے نفاست سے صاف بیڈ پر شوز سمیت لیٹ گیا تھا۔۔۔۔

لڑکی تم تو صدمے میں ہی چلی گئی۔۔۔۔۔اس کو یوں بت بنا داؤد کو گھورتا دیکھ

حیدر اس کی گھورتی آنکھوں کے اگے چٹکی بجائے بولا تو وہ داؤد کو چھوڑے اب

حیدر کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

تمہیں ذرا مینرس نہیں ہے لیٹنے کے۔۔۔۔۔اس کو شوز سمیت بیٹ پر لیٹا دیکھ

وہ تن فن کرتی ائی اور جھٹکے سے اس کی ٹانگیں بیڈ سے نیچے دھکیلی چھوٹا سا ناک

غصے سے پھول چکا تھا۔۔۔

نہیں وہ جب مینرز بانٹے جا رہیں تھے تب میری شاپر پھٹ گئی اور میرے

سارے مینرز تمہاری شاپر میں گر گیے اس لیے جانو میں اِل مینرڈ ہوں

۔۔۔۔۔اس کے غصے کو کسی خاطر میں لائے وہ سر کے نیچے دونوں ہاتھوں کا

تکیہ بنائے سامنے غصے سے لال پیلی ہوتی مرحا کو مزید تنگ کرتے مزہ سے بولا

جبکہ حیدر پاس پڑے صوفے پر بیٹھتا ٹانگیں میز پر رکھ گیا۔ وہ یہ جاہلانہ طریقے صرف اسے تنگ کرنے کو اپناتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیا جاہلوں کی طرح بیٹھے ہو" اٹھو یہاں سے اور نکلو ہمارے کمرے سے باہر ۔۔۔۔ وہ داؤد پر دو حرف بھیجتی اب حیدر کی طرف مڑتی ناک سکوڑتے بولی تو بدلے میں اس نے بغیرتوں کی طرح اپنے بتیس دانتوں کی نمائش کر ڈالی جیسے یہاں ٹوتھ پیسٹ کا ایڈ ہو رہا ہوں اور اس کی اس مسکراہٹ نے جلتے پر تیل کا کام کیا تھا۔۔۔۔

تم دونوں ایک سیکنڈ کے اندر اندر اپنی یہ شیطانی بوتھیوں کو غائب کر و ورنہ ہم نے بھیا کو فون کر دینا ہے۔۔۔۔۔ ان دونوں کو ڈھیٹ بنا دیکھا وہ اب کہ ایک ہاتھ کمر پر ٹیکائے جبکہ دوسرا ہاتھ کی انگلی اٹھائے ان دونوں کو تراب کی دھمکی لگائے بولی۔۔۔۔۔

ارے ریلکیس جاناں ہم تو اپنی پیاری سی بہنا کے لیے گیفٹ لائے تھے اور یہاں تو تم ہمیں اپنے بھیا کی دھمکیاں دے رہی ہو ڈیٹس نوٹ فیئر نہ۔۔۔۔۔ آرام سے بیڈ پر سے اٹھتے وہ اس کے روبروائے یوں بولا جیسے وہ واقعی ہی بہن کا سگا ہو

جبکہ گیفٹ والی بات پر مرحا نے یوں شکی نظروں سے اسے دیکھا جیسے مقابل کا ذہنی توزان ٹھیک نہ ہو جبکہ ایک پل کو اس کے ایکسپریشن دیکھتے داؤد کو بھی ہنسی انے لگی تھی جسے وہ بر وقعت چھپا گیا۔۔۔۔

تم کنجوسوں کے کینگ" بنا مطلب کے لیے ہمارے لیے گیفٹ لائے ہو نا ممکن ضرور کوئی بات منوانی ہو گئی بھیا یا آغا جان سے ہیے نا۔۔۔۔۔وہ حیدر اور داؤد کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھتی پوچھنے لگی وہ دونوں ہمیشہ یہ ہی کرتے تھے جب ہائی کورٹ سے انکار ہو جاتا تھا تو وہ لوگ پھر یوں سپریم کورٹ میں پیش ہوتے تھے۔۔۔

یار تم ہمیں اتنا مطلبی سمجھتی ہو۔۔۔۔۔اس کی بات سنتے حیدر منہ پر افسوس بھرے تاثرارت سجائے دکھی دل سے بولا،ڈرامے بازوں کی ایکٹینگ بھی کمال کی تھی اگلا بندہ واقعی ہی شرمندہ ہو جائے۔۔۔۔

تم دونوں کی سوچ سے بھی کئی گنا زیادہ۔۔۔۔اس نے ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں ان دونوں کو ان کی حقیقت یاد دلوائی۔۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے ہم یہ جلال کا کیک جنرل صاحب اور ان کی وائف کو گیفٹ دے اتے ہیں۔۔۔۔اسے یوں اتراتا دیکھا داؤد کیک کا ڈبا ہاتھ میں اٹھائے بولا اور باہر کی طرف بڑھنے لگا جبکہ اس کے ساتھ ہی حیدر بھی اپنی ہنسی چھپائے اس کے پیچھے لپکا۔۔۔۔

روکو کدو۔۔۔داؤد کے ہاتھ میں اپنے فیورٹ کیک کا ڈبا دیکھ وہ نہ چاہتی ہوئی بھی انھیں روک بیٹھی جبکہ اپنے پیچھے سے انے والی آواز پر اس کے لب شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلے اور ایک ترچھی مگر مسکراتی نگاہ وہ حیدر پر ڈالتے پلٹا۔۔۔

ہنہہ اب کیا۔۔۔مکمل مغرورانہ انداز اپنائے پوچھا۔۔۔

اچھا سوری 'اب کیک تو دے دو۔۔۔وہ مر کر بھی کبھی اس شیطان کو سوری نہ بولتی مگر بات ابھی اس کے فیورٹ جلال سنز کے کیک کی تھی تبھی تھوڑی دیر کے لیے اپنی انا پینڈینگ پہ ڈال گئی۔۔۔۔

اچھا مگر ہماری ایک شرط ہے۔۔۔۔وہ بغیر مزید بھاو کھائے کام کی بات پر ایا وہ جانتا تھا اگر زیادہ اترئے تو مرحا یوسف نے اپنی انا اور غرور کے چکر میں اس کیک کو ٹھکرا دینا تھا اور یہ ریجیکشن داؤد سکندر برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

وہ کیا!! تم یہ کیک آنکھوں پر پٹی باندھے کاٹو گئی اور اسے ٹیسٹ بھی ہمارے ہاتھوں سے کرو گئی۔۔۔۔۔وہ اب بھی دروازے میں کھڑا ہی اپنی شرط اس کے اگے رکھ رہا تھا کے اگر تم نہ مانی تو تم یہ کیک ہمیشہ کے لیے کھو دوں گی ۔۔۔۔

منظور ہیں!۔۔۔۔اسے اس وقت صرف اس ڈبے میں موجود کیک سے غرض تھی اس لیے مان گئی اس نے وہ کیک کھانا تھا پھر چاہے وہ اس کڑوے کدو کے ہاتھ سے ہی کیوں نہ کھانا پڑے مگر وہ اپنی جلد بازی میں یہ بھول گئ تھی کے سامنے کھڑا شخص کس قدر کا شیطانی دماغ رکھتا ہے۔۔۔

او کے بیٹھو "حیدر۔۔۔۔اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے اس نے حیدر کو پکارا جو جلدی سے مرحا کی طرف بڑھتے جیب میں ہاتھ ڈالے آنکھوں پر باندھنے والی پٹی نکال کر اس کی آنکھوں پر باندھنے لگا۔۔۔

بھنڈی یہ کتنے ہیں "۔۔۔۔بوکس کو کھولنے سے پہلے وہ اس کی آنکھوں کے اگے ہاتھ کیے پوچھنے لگا کہ کہی اس کو کچھ نظر تو نہیں آ رہا۔۔۔

ائے ڈونٹ نو"۔۔۔۔۔۔پکا بتاؤ نو چیٹینگ اچھا۔۔۔۔۔وہ اب بھی مطمین نہیں ہوا تھا۔۔۔کدو ہمیں تو کچھ نظر نہیں ارہا مگر تمہیں ضرور دن میں تارے دیکھا دینگے اگر ایک اور بار یہ سوال پوچھا۔۔۔۔۔اسے جتنی کیک کھانے کی جلدی تھی وہ شخص اتنا ہی لیٹ کر رہا تھا جبکہ اس کے غصہ ہونے پر داؤد نے جلدی سے بوکس کھولا تو ایک پل کے لیے وہ دونوں واقعی ہی ڈر گیے پھر نقلی کا سوچ کر روحی کے ہاتھ میں نائف پکڑائی اور اس کے اوپر داؤد نے اپنے ہاتھ کی گرفت کرتے حیدر کی بتائے گئی جگہ سے کیک کٹ کیا۔۔۔۔۔

لو بھنڈی تم یہ کیک کھا کر خوش ہو جاؤ گی "اور بھائی کو دعا دوں گی۔۔۔حیدر کو ویڈیو بنانے کا اشارہ کرتے وہ جس جگہ سے کیک کٹ کیا گیا تھا وہاں سے کیک اٹھائے وہ اس کے لبوں کے قریب کیے بولا جس پر اس نے مسکراتے ہوئے کیک کی بائٹ لی تو دونوں نے بچ کرنے والے تاثرات بنائے۔۔۔۔۔

واؤ وو واٹس یمیی "اب آنکھیں کھول سکتی ہو۔۔۔۔کیک کا ذائقہ منہ میں گھلا تو وہ ستائشی انداز اپنائے بولی ساتھ آنکھوں پر بندھی پٹی اتارنے کی بھی بات کی

۔۔۔۔

ویٹ جب میں بولو تب۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑے کیک کا بقیا حصہ واپس کیک کے ساتھ جوڑتے وہ بنا آہٹ پیدا کیے بند دو روازے کے قریب ایا جو اس نے خود حفاظتی تدابیر کی خاطر بند کیا تھا کہ کوئی آ کر ان کا پلین نہ خراب کر دے۔

اس دروازے کو بنا آواز کے کھولا اور حیدر کو اشارہ کیا جو یونہی ویڈیو بناتے ہوئے ہی بالکل کمرے کی چوکھٹ پر کھڑا ہو گیا البتہ کیمرے کا فوکس اب بھی مرحا پر تھا ۔۔۔۔

اب تم اپنی آنکھیں کھول سکتی ہو۔۔۔ اس نے وہی سے ہی آواز لگائے کہا جبکہ پیروں کو الرٹ کر دیا کے اب بھاگنے کے لمحات قریب ترین ہے۔داؤد کی آواز پر اس نے جلدی سے آنکھوں پر بندھی پٹی اتاری تو سب سے پہلی نظر اپنے سامنے پڑے کیک کے بوکس میں پڑی جسے دیکھتے ہی اس کی بے ساختہ چیخ نکلی اور وہ ایکدم بیڈ سے اٹھی اور ایک ہراساں نظر کمرے کے گیٹ پہ ماری جہاں سے وہ دو شیطان مسکراتے ہوئے اپنا کام انجام دئے بھاگ چکے تھے۔۔۔۔

داؤد سکندر رائے وانا کل یو"۔۔۔۔۔ وہی پر کھڑے وہ زودرار آواز میں چیخی ان کے پیچھے بھاگ تو سکتی نہیں تھی البتہ اس کی دھمکی بھری آواز ضرور ان کا پیچھا

کرتی ان تک پہنچ گئی ہو گئی۔ گیٹ پر سے نظریں ہٹائے اس نے ایک بار پھر اس کیک پر نظر ماری جہاں کیک کی شکل لیے ایک گندے کلر کی موٹی سی چھپکلی رکھی ہوئی تھی اس کا سر اس کے تن سے جدا تھا۔ جس کا آدھا حصہ غائب تھا ممکن تھا وہ سر کا آدھا حصہ اس وقت مرحا یوسف کے اسٹامک کی سیر کر رہا ہو گا اپنی ایک آنکھ کے ساتھ۔ یہ گندی سوچ اتے ہی وہ ابکائی کرنے کے لیے واشروم کی طرف بھاگی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!! محبت کو چھوڑ کر میرے سب کام اچھے تھے

رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا ایسے میں روشنیوں میں نہائے یہ منظر ہے فٹبال اسٹیڈیم کا جہاں چیمپیئنز اپنی پوری ٹیم کے ساتھ مل کر کچھ دن بعد شروع ہونے والے گیم ویک کے لیے پریکٹیس کر رہیں تھے۔ یہ اسٹیڈیم بھی یونی کا اپنا ذاتی تھا اور یہی پر ہر سال یہ گیم ویک کھیلا جاتا تھا۔ وہی وہ چاروں مغرور ہیروز بھی ٹیم

کٹ پہنے پسینے سے شر بور اپنا بیسٹ دینے کی بھرپور کوشش کر رہیں تھے۔

چاروں طرف موجود کرسیاں خالی پڑھی تھی بس ایکادکا ہی لوگ موجود تھے ان میں کچھ ان کی ٹیم ایکسٹر ممبر بیٹھے تھے جو کہ میچ کے دوران اگر بائے چانس کوئی کھلاڑی انجرڈ ہو جاتا ہے تو وہ پھر اس کی جگہ پر کھیلتے تھے اور ان کے ساتھ ان کے دو کوچ بھی بیٹھے تھے جو انھیں بار بار گائیڈ کر رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

بوائز ٹیک آ ریسٹ بریک 'ناؤ۔۔۔۔۔۔ ٹیم کے مین کوچ نے اپنی جگہ سے اٹھتے گلے میں ڈالی ریفری جیسی سیٹی بجائی تو فٹبال کے پیچھے بھاگتے کھلاڑیوں کے پاؤں ایکدم رکے اور سب کے سب سوالیہ نظروں سے اپنے کوچ کی طرف دیکھنے لگے تو وہ گیم روکنے کا سبب بتاتے خود بھی ریسٹ روم کی طرف بڑھے تو ان کی تقلید میں باقی کھلاڑی بھی ریسٹ روم کی طرف اپنے قدم بڑھا گیے وہ سب کافی تھک چکے تھے۔۔۔۔۔

بڈھے کو دو گھنٹے بعد یاد ایا ہے ریسٹ دینے کا۔۔۔۔۔ ہاتھ کی مدد سے اپنے ماتھے اور آئیبروز پر آئے پسینہ کو پونچھتے درید کوچ کی پشت کو گھورتے بولا جو کہ تقریباً دو گھنٹوں سے ان کی ایک بے جان چیز کے پیچھے یوں دوڑیں لگوا رہا تھا جیسے

وہ کوئی فٹبال نہیں بلکہ ایک ارب پتی باپ کی اکلوتی خوبصورت بیٹی ہو کہ جس نے پکڑی اس کی۔۔۔۔

ہاں خود تو ریسٹ کرنے یوں گیا ہے جیسے پریگنیٹ ہو۔۔۔۔۔۔ معتصم بھی اس کی بات پر اتفاق کرتا کوچ کی باہر نکلی توند پر تبصرہ کیے بولا تو ٹاول سے منہ صاف کرتے فواد کی ہنسی نکلی۔۔۔۔

ابے کوچ کے باہر نکلے پیٹ کو دیکھ کر تو یوں لگتا ہے جیسے ٹوینس ہو۔۔۔۔۔۔ پھر ڈھیٹائی اور بے باکی میں حارث کونسا کسی سے کم تھا فوراً کوچ کے پیٹ پر کی گئی اپنی اوبزرویشن کو ان کے سامنے رکھ گیا۔۔۔۔۔

شرم کر لو اگر کوچ نے اپنی توند پر ہوئی اتنی ریسرچ کے بارے میں سن لیا تو پھر تم ہی سننا ان کی گلابی اردو۔۔۔۔۔۔ گردن میں ٹاول لٹکائے فواد وہی گھاس پر ہی نیم دراز ہوتے بولا دراصل ان کے کوچ صاحب پٹھان تھے جس کی وجہ سے ان کی اردو ٹھیک نہیں تھی البتہ انگلش صیح بول لیتے تھے پر جہاں زیادہ انگلش آجاتی وہاں وہ اپنی اردو لے اتے جسے وہ چاروں گلابی اردو کہتے تھے کیونکہ

ان کے مذکر مونث کا تھوڑا مسئلہ تھا وہ پل میں سامنے والے آدمی کا جینڈر بدل دینے کا ہنر رکھتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

خانہ خراب کی بچی تم ہماری اردو پر باتیں کرتی ہو' ہم تمہارا شکایت ڈین سے لگائے گا۔۔۔۔۔اپنے کوچ کی آواز پر ان تینوں نے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں کمر پر ہاتھ ٹیکائے باہر نکلی توند کو لیے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ معتصم شاہ اپنی اداکاری کا نمونہ پیش کر رہیں تھے۔۔۔

کمینے ایک پل کو واقعی ہی لگا کے کوچ اگیے ہیں"۔۔۔۔۔اس کی کمر پر دھموکا جڑتے سب سے پہلے حارث نے اپنی حالت پتلی ہونے کا بدلہ لیا اگر واقعی ہی کوچ سن لیتے تو ان کی واٹ لگ جانی تھی ڈر ان کو ان کی ڈانٹ اور ذلیل ہونے کا نہیں تھا کیونکہ انھیں تو عادت تھی ان سب کی۔ڈر تو انھیں اس بات کا تھا کے اگر وہ سن لیتے تو پھر ایک گھنٹے ان چاروں نے سر جھکائے ان کی گلابی اردو سننی تھے "تم یہ کیا کرتی ہے۔ تمہیں استاد سے بات کرنے کی مینرز نہیں۔استاد ماں باپ جتنا مرتبہ رکھتی ہے۔ان کی عزت کرنا تم پر فرض ہے۔یہ الگ بات تھی وہ استاد نہیں تھے پر وہ خود کو ڈین سے بھی اوپر کی چیز سمجھتے تھے۔۔۔۔

دیکھا کیسا ایکٹر ہے تمہارا بھائی ڈرا دیا نہ سب کو۔۔۔۔۔۔ درید کی ٹانگ پر سر رکھ کر لیٹا وہ ستائشی انداز میں اپنی شرٹ کی کالر کھڑی کیے بولا جس پر انعام کی طور پر فواد نے اپنی گردن سے ٹاول نکلتے گول گھوما کر پوری طاقت سے اس کے منہ پر دے مارا۔ وہ چاروں اب گول دائرے کی صورت میں بیٹھے تھے البتہ معتصم درید کی پھیلائی گئی ٹانگ پر سر رکھے لیٹا تھا۔۔۔۔۔۔

اوئی ماں یہ تم کیا کرتی ہے ٹیچر کی ذرا ریسپیکٹ نہیں تم کو۔۔۔۔۔ منہ پڑ پڑے والے ٹاول کو ہٹاتا وہ خوانخور نظروں سے فواد کو گھورتا بولا جو کہ بدلے میں اپنے دانتوں کی نمائش کرنے لگا اس کے اندر ابھی بھی کوچ کی آتما گھسی بیٹھی تھی

۔۔۔۔۔

اوئے یہ پیٹ میں کیا ڈالا ہے۔۔۔۔۔۔ حارث اس کے باہر نکلے بے ترتیب پیٹ کو دیکھتے پوچھنے لگا کیونکہ اس کا پیٹ ذرا بھی باہر نہیں تھا اور اب یوں جھانک رہا تھا جیسے باہر انا ہو۔ حارث کے پوچھنے پر اس نے ہنستے ہوئے اپنی ٹی شرٹ کے اندر ہاتھ ڈالا اور کچھ دیر پہلے جس سے وہ اپنا پسینہ پونچھ رہا تھا وہ ٹاول باہر نکلتے حارث کی طرف اچھلا۔۔۔۔۔

تم چاروں کو کوچ اندر بلا رہیں ہے۔۔۔۔ منہ پر پڑنے والے اس کے پسینے سے بھیگے تولیے پر حارث اس کی شان میں قصیدے پڑھتا اس سے پہلے ان کا ٹیم ممبر اتا انھیں کوچ کے بلانے کا بتاتا واپس مڑ گیا تو وہ بھی سنجیدہ سے ہوتے اٹھے اور ریسٹ روم کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔

تمہارا بچہ ہم کو بہت تنگ کرتی ہے خان صاحب۔۔۔ایک بار پھر ٹاول کو شرٹ کے اندر ڈالتے کمر پر پیچھے کی جانب ہاتھ رکھے وہ اپنے ساتھ چلتے فواد کے گلے میں ہاتھ ڈالتے یوں نقاہت سے بولا جیسے خدانخواستہ وہ واقعی ہی میں پریگنیٹ ہو جبکہ اس کی اتنی اچھی اداکاری پر حارث اور درید نے ستائشی انداز میں ائیبرو اچکائے "واہ' کہا تھا۔۔۔

استغفار اللہ' دفعہ ہو گھٹیا انسان۔۔۔۔اس کی اتنی بے باک بھری حرکت پر وہ اس کی کمر میں کھینچ کر ایک لات رسیدہ کرتا بولا اور لمبے لمبے ڈھاگ بھرتے اگے کی طرف بڑھا پیچھے اس کی ایکٹینگ ابھی بھی چالو تھی۔۔۔

بہن تمہارا شوہر تو بڑا ظلم ہے۔۔۔۔ ہمدردی کرنے کے ہاتھوں فوراً دریدا اس بیچاری کمبخت ماری عورت کو گرنے سے بچاتے بولا اور ساتھ اسے کمر سے بھی تھماتا سہارا دینے لگا۔۔۔

یہ تم کیا کرتی ہے بھائی۔۔۔۔اپنی کمر پر اس کی بڑھتی گرفت پر وہ مچلتی اس سے دور ہونے کی کوشش کیے بولی مگر اس کی یہ کوشش دوسری طرف سے اتے حارث نے ناممکن بنادی۔۔۔

ہمارے ساتھ چلے گئ۔مزہ کر گیے مل کر۔۔۔۔منہ پر خباثت بھرے تاثرات سجائے حارث اس کی سرخ گال پر سطر کھینچتے بول تو وہ اس کے لمس پر بدکی۔۔۔

ابے ہٹو 'ٹھرکی اپنے جزبات باہر نکل رہیں ہے مجھ معصوم پر۔۔۔۔اپنے ہی جال میں خود کو پھنستا دیکھا معتصم زور لگا کر ان دونوں کی گرفت سے نکلتا چیخا اور ٹاول نکلا کر ان دونوں کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ ان پر پھینکتا وہاں سے بھاگا جبکہ پیچھے وہ دونوں گھاس پر گرے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہیں تھے آج پہلی بار معتصم شاہ اپنی ایکٹینگ میں خود پھنسا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

طعنہ زن تھا ہر کوئی ہم پر دلِ ناداں سمیت..... ہم چھوڑ گے شہرِ رسوائی درِ جاناں سمیت

وہ دونوں شرمندگی سے سر جھکائے ہاتھ باندھے یوں کٹھرے میں کھڑے تھے جیسے اب سے کچھ دیر بعد انھیں سزا موت دے کر قلم توڑ دیا جائے گا۔ لاونج میں اس وقت تقریباً سب ہی لوگ موجود ان دونوں کو باری باری ثواب کمانے کی نیت سے رج کے ذلیل کر رہیں تھے اور وہ بھی آج ایسے پکی فرمانبرداری کا مظاہرہ کر رہیں تھے کہ ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکلا تھا۔ وہی وہ بھی سکندر ماموں کے سینے سے لگی طنزیہ نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جس کی نظریں وہ دونوں سر جھکائے بھی خود پر اچھے سے محسوس کر رہیں تھے

یہ سب کیا ہیں داؤد سکندر "۔۔۔۔۔ سکندر ماموں دانت پر دانت چڑھائے اپنی گندی اولاد کو دیکھتے پوچھنے لگے ان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ داؤد سکندر کی گردن دبوچ لیتے جو ہر وقت ان کی لاڈلی کے پیچھے پڑا رہتا تھا۔۔۔

یہ کیک ہے بابا۔۔۔۔ نہایت معصومانہ انداز لیے وہ فرمانبرداری کی ایک اعلی مثال قائم کیے بولا تو سر جھکائے کھڑے حیدر کی ہنسی نکلی جسے وہ مزید گردن نیچے کیے چھپا گیا ورنہ اگر فرقان صاحب اس کی یہ ڈھیٹائی والی ہنسی دیکھ لیتے تو داؤد کا کچھ ہوتا یہ نہیں مگر اس غریب کے ضرور اگلے تین چار دانت ٹوٹ جانے تھے

۔۔۔۔۔۔

بھائی اپ رکے میں پوچھتا ہوں "تم بتاؤ حیدر۔۔۔۔۔۔ داؤد کے جواب پر اس سے پہلے سکندر ماموں اپنا ٹیمپر لوز کرتے داؤد سکندر کو اپنے گوڈوں تھلے لیتے۔ فرقان ماموں انھیں پرسکون ہونے کا اشارہ کیے خود اس بار حیدر کے روبرو آئے تو اس نے اپنے نام کی پکار پر دل میں کلمہ شہادت کا ورد شروع کیا۔۔۔۔

بابا میرے بتانے سے کیک چکن تکہ میں تھوڑی بدل جائے گا۔۔۔۔۔۔ وہ بھی تو پھر اس کا ہی ساتھی تھا ڈرامے بازی میں حیدر فرقان کا بھی کوئی ثانی نہیں

تھا جبکہ اس کے جواب پر داؤد نے نا محسوس انداز میں حیدر کی پیٹھ پر تھپکی دیتے آئیپریشیٹ کیا جیسے کہہ رہا ہوں جیتا رہیں میرے شیر۔۔۔۔

بکواس کرتے ہو باپ کے اگے۔۔۔۔۔۔اس کے جواب پر فرقان ماموں تلملاتے ہوئے اٹھے مگر سکندر ماموں نے ہاتھ اٹھا کر انھیں بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ محض حیدر کو بھسم کر دینے والے انداز میں گھورتے واپس صوفے پہ بیٹھے تو دونوں نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔۔

تم دونوں کو شرم نہیں اتی بہن کے ساتھ ایسے مذاق کرتے ہوئے۔اللہ نے اتنی منتوں مرادوں سے ایک بہن دی ہے اور تم ناشکروں کو قدر نہیں ہے۔۔۔۔

اس بار زبیدہ مامی ان دونوں کی ہٹ دھرمی دیکھتی انھیں ذرا سی شرم دلانے کی خاطر بولی کیونکہ اس کیک کی وجہ سے وہ دل خراب کرتی دو الٹیاں بھی کر چکی تھی جس کی وجہ سے اس کی رنگت پیلی ہو رہی تھی مگر یہ ان کی غلط فہمی تھی کہ ان کے شرم دلانے پر ان ڈھیٹوں کو شرم آجائے گئ۔۔۔۔۔

ہنہہ بھوتی دیکھو بہن کی۔۔۔۔۔۔مامی کے بہن کہنے پر داؤد دنت پیستا ایک نظر اپنے باپ کی پناہوں میں چھپی اس چڑیل کو دیکھتے بولا جو کہ گھر کے ہر فرد پر کالا

جادو کیے انھیں اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیوں پر چلا رہی تھی اور یہ نادر سوچ صرف داؤد سکندر اور حیدر فرقان کی ہی تھی کہ وہ کسی بنگلی بابا کی شاگرد ہے۔۔۔۔۔
اصلی چڑیل اور پچھل پیری کو بھی مات دے دی اس چڑیل نے تو۔۔۔۔۔ حیدر بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائے بولا، مرحا کی شان میں قصیدے وہ دونوں سر جھکائے ہی بڑبڑا رہیں تھے سرعام کہنے کی جرات نہیں تھی ان میں۔۔۔۔
جب چلی جائے گی نہ یہ اپنے گھر پھر یاد ائے گئی تم لوگوں کو۔۔۔۔۔ مرحا کی پیلی ہوئی رنگت کو دیکھتے سبین مامی آبدیدہ سے لہجے میں بولی توزبیدہ مامی بھی اس کی طرف اداس سی نظروں سے دیکھنے لگی۔ماں سے زیادہ مامیوں کو ہول اٹھتا تھا اس کی رخصتی کا سوچ کر۔۔۔۔
ہائے یہ سنہرے دن آخر کب ائے گا جب یافسادن یہاں سے رخصت ہو کر جائے گئی۔۔۔۔۔۔ حیدر داؤد کو کہنی مارتا خیالوں میں گم ہوتا پوچھنے لگا تو وہ بھی ان خیالوں میں کھویا جہاں مرحا یوسف نہ تھی صرف عیش ہی عیش تھا۔گھر بھر کے لاڈلے۔جو دل کیا کھایا پیا موج مستی کی۔نو ڈانٹ اونلی پیار۔اوئے ہوئے

مزہ ہائے مزہ۔۔۔۔۔۔وہ دونوں اپنے رنگین خیالوں کی دنیا میں اس قدر مگن تھے کہ انھیں خود کی طرف اتے خطرے کی بو بھی نہ محسوس ہو سکی۔۔۔۔

آہہھہ پوس یار"۔۔۔۔ان دونوں کو سر گوشی میں باتیں کرتا دیکھ سکندر ماموں نے اپنی پشاوری چپل اتاری اور داؤد کی کمر کا نشانہ لیتے ایسے پھینکی جو کہ سیدھی جا کر اس کی کمر پر بجی۔خود پر ہوئے حملے پر وہ خیالوں سے نکلتا اپنی کمر سہلاتا خفاگی سے بولا تو اس کے پوس کہنے پر انھوں نے دوسری چپل اتارنی چاہی۔۔۔۔۔

بس بھی کرے اپ لوگ بچوں کے پیچھے ہی پڑھ گیے۔ایک مذاق ہی تو کیا تھا اس میں کیا بڑی بات ہو گی"۔۔۔۔اپنے لاڈلوں کو یوں سولی پر چڑھا دیکھ حورے بیگم آخر کار بول ہی پڑی تو دونوں نے سر فخر سے اونچا کرتے اپنی پھپھو جان کو دیکھا جو ہمیشہ اپنی بیٹی کو چھوڑے انھیں سپورٹ کرتی تھی ان کی فضول حرکتوں پر۔۔۔۔۔

حرکت دیکھی ہے ان کی اپنی برداری کی شکل کا کیک بنا کر لے کے آئیں ہے تا کہ کوئی کھا نہ سکے۔۔۔۔۔حورے بیگم کو ان دو شیطانوں کی حمایت لیتا دیکھ فرقان ماموں دانت پر دانت چڑھائے ان کو گھورتے ہوئے بولے تو دونوں نے منہ کے

زوائے یوں بنائے جیسے وہ مظلوم قوم ہو اور سامنے بیٹھے لوگ جابر حکمران

۔۔۔۔

ہاں اپ کی چہیتی بھی پوری ہی پڑتی ہے ان دونوں کو، اس کی حرکتیں دیکھی ہے اپ نے فضول میں بڑے بھائیوں سے الجھتی ہے۔۔۔۔۔۔ حورے بیگم ایک نظر روحی کو گھورتے بولی جبکہ ان دونوں کے بڑے بھائی کے نام پر شانے چوڑے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ اپنی ماں کو ان بندروں کی سائیڈ لیتا دیکھ وہ حیران بھری نظروں سے انھیں دیکھنے لگی۔ اور پھر یہ سوچ کر مطمین ہوگئی کہ اس کا پلڑا بھاری ہے ہر طرف سے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

زندگی خاک نہ تھی خاک اڑاتے گزر گئی !!!

گہری کالی رات ہر چیز کی طرح خان مینشن کو بھی اپنی لاپیٹ میں لے چکی تھی۔

بڑے سے گیٹ کے اگے بیٹھا چوکیدار اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہا تھا۔ گیٹ سے اندر چلے جہاں لان قدرے سنسان اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا پر اس کے برعکس خان مینشن اندر سے روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔ گھر کے مکین کھانے سے فارغ ہوئے اپنے اپنے کمروں میں گھس چکے تھے اس لیے اب گھر کے ملازم کیچن میں موجود ڈائینگ پر بیٹھے کھانا کھا رہیں تھے۔۔۔۔

بیلا"۔۔۔۔۔نوال سڑھیاں اترتی نیچے کیچن میں ائی تو سامنے گھر کی ملازمہ بیلا کو اپنے لیے چائے بناتا دیکھ متوجہ کیا۔۔۔

جی باجی"۔۔۔۔ایکدم اپنے پیچھے سے نمودار ہونے والی آواز پر وہ ہڑبڑاتی پیچھے پلٹی پر نوال کو کھڑا دیکھ ایک گہرا سانس لیے بولی۔۔۔۔

بابا کے لیے دودھ گرم کر کے انھیں بھیج دوں اور میرے لیے کوفی بھی بنا دینا پلیز۔۔۔۔اس کے پوچھنے پر وہ تفصیل سے بتاتی واپس سڑھیوں کی طرف بڑھ گیی وہ کھانے سے فارغ ہوئے خان صاحب کے کمرے میں ڈیرا ڈالے بیٹھی تھی

پھر ان کی نیند کا خیال کرتی وہ آخر کار اٹھ ہی گئی اور نیچے اتی بیلا کو دودھ اور اپنے لیے کوفی بنانے کا کہتی اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔

وہ سڑھیاں چڑھتی اوپر اپنے کمرے میں ائی جہاں بیڈ پر پڑا اس کا موبائل بج بج کر ابھی خاموش ہوا تھا۔ فون کی آواز سنتی وہ جلدی سے بیڈ کے نزدیک ائی اور فون کی اسکرین اون کیے کال کرنے والے شخص کا نام۔ دیکھا جہاں مسٹر ہسبینڈ کے نام کی یہ دسویں کال کی تھی جو بج بج کر بند ہو چکی تھی اور کوئی پچاس کے اوپر میسیجز۔۔۔۔۔

آج تو میں گئی کام سے۔۔۔۔ حمزہ کی اتنی کالز دیکھ کر وہ اندازہ لگا چکی تھی کہ مقابل اس وقت غصے سے بھرا بیٹھا ہو گا۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہی تھی جب اچانک ایک بار فون کی ٹون بجی تو وہ ایک پل کو ہڑبڑائی پر پھر خود میں ہمت مجتمع کرتی کال یس کرتی کان سے لگا گئی۔۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ فون اٹھاتے اس نے حلق تر کیے مر مری سی آواز میں سلام کیا۔۔۔۔۔

کہاں تھی"۔۔۔دوسری طرف سے ایک سرد غصیلی آواز میں سلام کے جواب میں یہ سوال پوچھا گیا تھا جس پر نوال نے اس کے غصے کا گراف ناپتے تھوک حلق میں اتارا۔۔۔۔

وہ'وہ ح'حمزہ میں" بابا کے پاس۔۔۔۔مقابل کو غصہ بہت کم اتا تھا پر جب بھی اتا تھا نوال خان کی جان نکال دیتا تھا جیسے اب اس کی جان ہوا ہو رہی تھی۔وہ کام کی مصروفیت کی وجہ سے پہلے ہی اسے دو تین دن کے بعد تو کال کر پاتا تھا اور اس پر بھی وہ فون نہ اٹھائے تو پھر اس کا غصہ دیکھنے کے لائق ہوتا تھا۔۔۔۔
جانتی ہوں کتنی کالز کر چکا ہوں۔۔۔۔۔۔بابا کے ذکر پر اس کا غصہ تھوڑا نیچے ایا تو پہلے سے قدرے کم سرد لہجے میں پوچھنے لگا جس پر اس نے اپنی نم ہوتی آنکھوں کے ساتھ ہاں میں سر ہلایا جیسے وہ سامنے بیٹھا اس کو دیکھ رہا ہوں

۔۔۔۔۔

تو پھر میری جان جانتی ہوں نہ کتنی مشکل سے ٹائم نکال پاتا ہوں۔۔۔۔۔

اسے محسوس ہو گیا تھا کہ اس کے پوچھنے پر مقابل نے کیسے جواب دیا ہے اور وہ یہ بھی اندازہ لگا گیا تھا کہ شہد رنگ آنکھوں میں اس وقت نمی ہو گئی جس کی وجہ

سے وہ اب ہلکے پھلکے انداز میں بولا پر اس بار بھی اس نے سر ہلانے پر اکتفاق کیا

سر نہیں ہلاؤ منہ سے جواب دوں۔۔۔۔۔ وہ اس کی آواز سننے کو ہی فون کرتا ہے اور یہاں یہ میڈیم منہ پر تالا لگائے صرف منڈی ہلا رہی تھی جس پر وہ خوفت بھرے لہجے میں بولا جس پر مقابل نے ناک سکوڑا۔۔۔۔۔

اپ ڈانٹ "رہیں تھے 'ح'حمزہ۔۔۔۔۔ نم آنکھیں لیے لبوں سے اس کے غصے بھرے لہجے پر شکوہ پھسلا تو مقابل نے آنکھیں بند کر کے کھولی اس کے صرف کال نہ اٹھانے کا ریزن پوچھنے کو وہ ڈانٹ کہہ رہی تھی اور اگر وہ اسے سچ مچ کا ڈانٹ دیتا تو پھر کیا کہتی پھر تو شاید وہ اس پر مارنے کا الزام لگا دیتی۔۔۔۔۔۔

حمزہ کی جان 'میں نے کب ڈانٹا۔۔۔۔۔ وہ لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے بھاری گھمبیر لہجے میں حیرانی سموئے پوچھنے لگا تو اس نے روتے ہوئے منہ بسورا۔۔۔۔۔

ڈانٹا نہیں غصہ تو" کر رہیں تھے نا۔۔۔۔۔۔ اس کے میری جان کہنے پر پل میں اس کے رخساروں میں سرخی گھلی اور پلکیں عارضوں پر جھکی جس کا اندزہ وہ دور

بیٹھے بھی لگا چکا تھا۔پر ایکدم وہ شرم کو بھلائے دوبارہ اس کا ڈانٹنا یاد کیے اپنی بات پر اڑی۔۔۔۔۔

اچھا اب ختم کر دو یہ بات میں نے اس لیے فون نہیں کیا ہے۔۔۔۔۔اس کو پھر وہی بات دہراتے دیکھ وہ بیزاری سے بولا تو وہ منہ بناتی اپنے بھیگے گال صاف کرنے لگی۔اب اپنی بات ائی تو بات ہی بدل ڈالی ہوشیار نے۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کب آئینگے '۔۔۔۔۔۔جب اسے کچھ سمجھ نہیں ایا کے کیا پوچھے تو وہ اس کی واپسی کا پوچھتے اداس سی ہو گی۔کتنے سال ہو گے تھے اسے گیے نا جانے کب وہ اسے روبرو دیکھ پائے گئ۔۔۔۔۔

کیوں میری یاد آرہی ہے کیا میری لٹل وائفی کو۔۔۔۔وہ اس کی اداسی نوٹ کیے شرارتی سے لہجے میں بولا تو وہ جو اس کے نہ انے پر اداس تھی اس کی بات سنتے سٹپٹائی۔۔۔۔

نن 'نہیں تو۔۔۔۔۔اس کے لہجے میں چھپی گھمبیرتا کو محسوس کیے اس کی ہتھیلیاں بھیگنے لگی تھی جنہیں وہ اپنی قمیض سے صاف کیے لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تو مقابل کھل کر مسکرایا اس کے حواس بختا ہونے پر۔۔۔۔

اچھا مجھے لگا کہ میری چھوٹی سی مسسز مجھے یاد کر رہی ہو گئ۔۔۔۔۔۔۔ وہ مصنوعی اداسی سے بھری آواز میں مسکراہٹ دبائے بولا وہ جانتا تھا کہ اس کے ذرا سے پیارے بھرے لہجے میں بولنے سے اس کی کیا حالت ہوتی تھی پر پھر بھی وہ اسے جانتے بوجھتے یوں تنگ کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

نہیں حمزہ میں' نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔۔۔۔اس کے اداس ہونے کی ایکٹینگ پر وہ دل بڑا کیے بولی مطلب اس کی اداسی خاتم کرنا تھا پر وہ جانتی نہیں تھی کہ وہ اپنی کہی بات میں پھسنے والی تھی۔۔۔۔۔

اچھا اگر ایسی بات ہیں تو جلدی سے ایک میٹھی سی کسی دوں تا کہ میری اداسی خاتم ہو۔۔۔۔اس کے شرمانے کا سوچتے وہ لبوں پر خوبصورت سی مسکان لاتا بولتا لب دبا گیا اس کے ایکسپریشن کا سوچتے ہوئے ہی اسے مزہ ارہا تھا جبکہ اس کی بے باکی پر مقابل کے اوسان خطا ہوئے۔۔۔۔۔۔

ہنی جلدی کروں میں بزی بندہ ہوں تمہاری ایک چھوٹی سی کسی کی وجہ سے میرے کتنے پیشنٹ بیٹھے میرے فری ہونے کا ویٹ کر رہیں ہے۔۔۔۔دوسری جانب سے ہوئی خاموشی پر وہ مسکراتے لہجے میں بولتا اسے مزید تنگ کرنے لگا

جبکہ وہ اس کی پاگل ہوتی دل کی دھڑکنوں کو باخوبی سن سکتا تھا جو اس کی اتنی سی فرمائش پر یوں پاگل ہو رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑے باہر آ جائے گا جبکہ وہ ابھی تک پریشان سی لب کاٹتی سوچ رہی تھی کے کیا کرے۔۔۔۔

نوال"۔۔۔۔۔وہ اس کی طرف ہوئی طویل خاموشی سے پریشان ہوئے اسے پکارتے مزید اسے تنگ نہ کرتے ہوئے اپنی بات بدلتا پر اچانک اسپیکر سے ایک ہلکی سے آواز سنائی دی اور اس ہی کے ساتھ ہی کال بند ہونے کی ٹون ٹون بجی۔۔۔۔حمزہ نے حیرت سے کال بند ہوئے موبائل کو اپنے سامنے کیے دیکھا جیسے سامنے نوال ہو اور وہ اس کے تاثرات دیکھنا چارہا ہوں اور پھر اس کی حالت دیکھتے اس کا دلکش قہقہ کمرے میں گونجا۔۔۔۔

☆☆ ☆☆☆☆☆☆

مرنے سے کونسے دکھ خاتم ہو جائیں گے۔۔۔۔ وہاں بھی پوچھی جائے گی وجہ زندگی خراب کرنے کی !

سنہرے دن کی ایک سنہری صبح طلوع ہوئی تھی۔ آسمان پر چھایا جامنی رنگ اب سورج کی مدھم شعاؤں سے سنہرے میں بدل رہا تھا۔ روز کی طرح ہر ذی نفس اپنے اپنے کاموں پر کمانے کی غرض سے نکل چکے تھے پرندے بھی اپنے گھونسلوں سے پرواز ہ بھر چکے تھے شام میں واپس انے کے لیے۔ پورے گھر میں ناشتے کی لزیز خوشبو اور پراٹھوں کا دھواں پھیلا ہوا تھا کہ ہر کوئی اس خوشبو کے سنگ اڑتا ہوا اپنے حجرے سے باہر نکل رہا تھا۔ ہمیشہ کی طرح خواتین کیچن میں مصروف تھی جبکہ مرد حضرات بنائے گے ناشتے پر کمینٹ پاس کرتے ان کے ہاتھ کی لذت کو سراہا رہیں تھے۔ ٹیبل پر اس وقت سکندر ماموں اور فرقان ماموں اپنی اپنی وجہیہ پرسنیلٹی لیے آفس ڈریس میں ایکدم تیار شیار ناشتے سے نبرد آزما تھے ان کے ساتھ ہی تراب بھی اپنے وکیل یونیفارم میں ایک دم لش پش تیار ناشتے سے انصاف کرتا نظر ارہا تھا جبکہ گھر کے شرارتی اور لیٹ لطیف

عوام ابھی تک غائب تھی آٹھ بج چکے تھے مگر انھوں نے نیچے تب ہی آنا تھا جب کالج کا ٹائم ختم ہونے میں کچھ ہی وقت رہے جانا تھا۔۔۔۔

سوری بھیا"۔۔۔۔۔۔کالج کے لیے تیار کندھے پر بیگ ڈالے وہ ہڑ بڑی میں سڑھیاں اترتے نیچے ائی اور کرسی پر بیگ رکھتے وہ تراب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتی اس سے اپنی دیری کی معزرت کرنے لگی جس پر وہ لبوں پر نرم مسکراہٹ سجائے سر ہلاتا وصول کر گیا۔۔۔۔

ماموں کو سلام کون کرئے گا۔۔۔۔۔کیچن سے چائے کا تھرماس لے کر نکلتی حورے بیگم اس کو یونہی اجلت بھرے انداز میں بیٹھتا دیکھ ایک گھوری دیکھاتی بولی تو اس نے جھٹ سلام جھاڑا۔۔۔۔

اسلام و علیکم ماموں جان۔۔۔۔۔۔کرسی سے اٹھ کر وہ پہلے سکندر ماموں اور پھر فرقان ماموں کا گال چومتی بولی تو بدلے میں ان دونوں نے بھی اس کی پیشانی چومی۔مرحا کی وجہ سے انھیں کبھی یہ احساس نہ ہوا کے ان کی اپنی کوئی بیٹی نہیں ہے اس نے چھوٹے ہوتے سے ہی اپنا باپ نہیں دیکھا تھا اس لیے اس کے یہ ماموں ہی اس کے سب کچھ تھے مامیوں نے بھی بالکل ماں کی طرح اس کی ہر

خواہش ہر ضد پوری کئی تھی اور صرف داؤد اور حیدر کے علاوہ وہ اپنے بھائی اور کزنوں کی بھی لاڈلی تھی۔۔۔۔۔

ماما ناشتہ۔۔۔۔۔۔خالی پلیٹ میں چمچہ بجاتی وہ کیچن کی طرف رخ کیے بچوں کی طرح چلائی تو دونوں ماموں نے مسکراتے ہوئے اس کی حرکت دیکھی اور تراب نے چائے کے کپ سے سیپ لیتے اس کے بچپنے کو دیکھتے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی جس پر وہ مسکرا گئی اور اگر یہ ہی حرکت داؤد یا حیدر کرتے تو اس نے بدلے میں انھیں مار مار کے لال کر دینا تھا۔۔۔۔۔

ماہیہیییی'''''''ناشتہ ائم ہنگری۔۔۔۔۔۔۔زوردار آواز میں چیختی وہ فورا تراب کے پیچھے ہوئی کیونکہ حورے بیگم پراٹھے تلتا گرم گرم چمٹا ہاتھ میں پکڑے اس کی بچوں جیسی حرکتوں پر خلستی ہوئی باہر نکلی تھی۔۔۔۔۔۔

شرم اتی ہے کچھ اتنی بڑی گھوڑی ہو گئی ہوں مگر حرکتیں اب بھی وہی پانچ سالا والی۔۔۔۔۔اس کو تراب کے پیچھے سے سر نکل کر ہنستا دیکھ وہ چمٹا اس کی طرف کیے غصے سے بولی تو اس کے حمایتی فورا بول پڑے۔۔۔۔۔۔

کیا ہو گیا صبح صبح بچی کے پیچھے ہی پڑھ گی ہو۔۔۔۔ سکندر ماموں کرخت لہجے میں انھیں غصے سے دیکھتے بولے تو وہ مرحا کو گھورتی ہاتھ میں پکڑے چمٹے کو نیچے کر گئی۔۔۔۔

اور بچوں جیسی حرکتیں اگر وہ نہیں کرئے گی تو کیا تم کرو گی۔۔۔۔ فرقان ماموں نے بھی اپنی لاڈلی کی حمایت میں بولنا فرض سمجھا جبکہ وہ اپنے ماموں کے ہاتھ اپنی ماں کو ڈانٹ کھاتا دیکھ تراب کے بازو میں چھپی دانت نکلے ہنس رہی تھی اور دیکھنے والے سمجھ رہیں تھے کہ وہ اپنی ماں کے غصے سے ڈر رہی ہے۔۔۔۔۔

بس اپ سب کے بے جا لاڈ پیار نے اسے اتنا بد تمیز بنا دیا ہے کل کو پرائے گھر جانا ہے وہاں جا کر بھی اپنی ماں کو جوتیاں پڑوائے گی کے میں نے کچھ سیکھا کر نہیں بھیجا' خود تو جو ذلیل ہو گی اس عمر میں ماں کو بھی کروائے گی۔۔۔۔۔ وہ انھیں اس کی سائیڈ لیتا دیکھا غصے سے کڑتی بولی۔ یہ نہیں تھا کے انھیں وہ عزیز نہیں تھی عزیز تھی بہت جان سے بھی زیادہ ان کے شوہر کی آخری نشانی تھی وہ اور انھیں کتنی خواہش تھی بیٹی کی پر وہ کیا کرتی گھر کے ہر فرد کی محبت نے اسے مغرور بنا دیا تھا۔ یہ بھی نہیں تھا کہ وہ لاڈ پیار میں بدتمیز ہو گئی ہی مگر جوانی میں اس کو یوں

داؤد اور حیدر سے الجھتا دیکھ وہ پریشان ہوتی تھی۔ایسا نہیں تھا کہ انھیں اپنے بھا تیجوں پر اعتبار نہیں تھا مگر وہ اس کے سگے بھائی بھی تو نہیں تھے اور جو سگا بھائی تھا وہ پردیس میں بیٹھا تھا جہاں سے وہ اس کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا تھا۔اور جو سانحہ کچھ دن پہلے ہوا تھا اسے سے وہ مزید ڈر گئی تھی انھیں مرحا یوسف کے بے عیب حسن سے بھی اب ڈر لگنے لگا تھا گھر میں اس کے کتنے نا محرم تھے اور پھر شیطان کے بہکاوے میں اکر تو اچھے اچھے دین دار بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔سب اس سے بہت پیار کرتے تھے بالکل ایک گڑیا کی طرح مگر کل کو کوئی اونچ نیچ ہو جاتی تو ان ہی لوگوں نے بیری بن جانا تھا اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی کے ان کے رشتے خراب ہو تبھی وہ اسے سنجیدہ اور کم گو رہنے کا کہتی تھی مگر وہ مرحا یوسف ہی کیا جو ان کی بات مان جائے اب بھی وہ یوں تراب کے پیچھے چھپتی ان کا غصہ مزید ابھار رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

روحی رو کو۔۔۔۔۔۔۔اسے غصے سے کھڑے ہوتے کرسی سے بیگ اٹھائے باہر کی جانب بھاگتا دیکھ تراب نے پیچھے سے ہانک لگائی جو وہ ان سونی کرتی باہر نکل گی

تو وہ بھی یونہی ناشتہ چھوڑے اس کے پیچھے لپکا کے کہی وہ غصے سے پیدل ہی نہ نکل جائے۔۔۔۔

مل گیا سکون لو کر لو اب ناشتہ۔۔۔۔۔۔غصے نے نیپکین ٹیبل پر پھینکتے سکندر ماموں ایک کھا جانے والی نظر اپنی بہن پر ڈالے تن فن کرتے پورچ کی جانب بڑھے تو فرقان ماموں بھی ایک افسوس بھری نظر خود پریشاں کھڑی حورے بیگم پر ڈالتے ان کے پیچھے ہو لیے۔۔۔

بچی ہیں ابھی 'اس کی عمر نہیں ہے ابھی ان چیزوں میں پڑنے کی اسے ٹائم دوں رشتوں کی نزاکت سمجھنے کی" ہماری روحی ایسی نہیں ہے حورے کہ وہ کہی جا کر ہماری عزت پر کوئی آنچ بھی انے دے۔۔۔۔۔زبیدہ مامی شاک کی کیفیت میں کھڑی حورے بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے دھیمے سے انداز میں سمجھاتی بولی تو وہ نم نگاہیں اٹھائے ان کی طرف دیکھتی بولی۔۔۔۔

میں دشمن نہیں ہوں اسکی "آج کی دی عقل اس کے کل میں کام ائے گی بھابھی ۔۔۔۔وہ گلوگیر لہجے میں بولتی نا جانے کیوں اپنی صفائی دے رہی تھی اور یہ سچ ہی تو تھا اگر ماں ہی اپنی اولاد کو بڑے چھوٹے کا ادب اور زندگی کی اونچ نیچ کے

بارے میں نہیں بتائیگی تو کون بتائے گا مگر یہ بات آجکل کی نسل کو غصہ اور اریٹیٹ کر دیتی تھی ان کے لیے یہ سبق آموز باتیں محض لیکچر کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی۔۔۔۔۔

پر کبھی کبھی تم موقع محل نہیں دیکھتی بس اسے ڈانٹ دیتی ہو پھر چاہے سامنے کوئی بھی کیوں نہ موجود ہو۔ تمہارا ہر چیز سے روکنا اور سختیوں سے وہ تم سے بدظن ہو جائے گئ اور اگر اولاد ماں باپ سے بدظن اور بدگمان ہو جائے نہ تو پھر وہ اپنی ہر تکلیف اور دکھ خود تک محدود کر لیتے ہیں کیونکہ انھیں ڈر ہوتا ہے کہ اگر ماں یا باپ کو بتائی تو وہ ڈانٹ دے گے جھڑک دے گے اور اس ہی ڈر میں وہ خود کو ختم کر لیتے ہے۔۔۔۔ کیچن کے دروازے میں کھڑی سبین مامی اپنی لاڈلی کو بغیر ناشتے کیے ہی کالج جانے پر ان کو ان کی غلطی کا احساس دلوائے بولنے لگی اور اپنی بات ختم کیے ایک نظر حورے بیگم پہ ڈالے وہ واپس کیچن میں چلی گی جبکہ پیچھے زبیدہ مامی اب سب کے آدھے بچے ناشتے کے برتن سمیٹ رہی تھی کیونکہ رانی طبعیت خرابی کی وجہ سے ابھی تک نہیں ائی۔ حورے بیگم وہی کرسی پر بیٹھی اب خود کے یوں غصہ کرنے پر ملامت کر رہی تھی کیونکہ اسے بہت بھوک لگی

ہوئی تھی اور ان کی ڈانٹ پر وہ غصہ ہوئے بغیر ناشتے کے ہی چلی گئی تھی اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ کینٹین سے بھی کچھ نہیں کھائے گی کیونکہ وہ جب بھی غصہ ہوتی ہے تو کھانا پینا ترک کر دیتی تھی" ان کی لاڈلی جو ناراض ہوئی تھی ان کے بھائی الگ ان سے ناراض ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جب سمجھ آنے لگتی ہے کتابِ حیات کی۔۔۔ تب اکثر زندگی ورق پلٹ دیتی ہے!

بلیک کارولا فراٹے بھرتی اپنی منزل کی طرف گامزن تھی۔ صبح کا وقت تھا تو ٹریفک زیادہ نہیں تھی بس وہی لوگ تھے جو اپنے بچوں کو اسکول کالجز چھوڑنے جارہیں تھے یا یونی کے پوائینٹس اور اسکول وینز تھی۔ صبح کی ٹھنڈی ہوائیں جھومتے درخت اور پودے لہراتے بچوں کو الوداع کر رہیں تھے۔ باہر کے

خوشگوار موسم کے برعکس گاڑی کے اندر کا ماحول کچھ حبس زدہ تھا دو نفوسوں کے ہونے کے باوجود آج گاڑی میں غیر متوقع خاموشی تھی ایک ناراض سی ونڈو کی طرف منہ کیے بیٹھی تھی تو جبکہ دوسرا مصروف سا ڈرائیونگ کر رہا تھا البتہ ہر تھوڑی دیر بعد وہ ایک نظر اٹھا کر اپنی روٹھی گڑیا کو دیکھ لیتا تھا پر دوسری طرف سرد ہی خاموشی تھی جس کی وجہ سے وہ محض مسکراتا واپس نظروں کا ارتکاز ڈرائیونگ پر کر لیتا۔۔۔۔

یہ ہم کہاں جا رہیں ہے '۔۔۔۔۔ گاڑی کو کالج کے روٹ کی جگہ دوسری طرف کا موڑ کاٹتے دیکھ وہ حیرانی بھری نظروں سے اس کی طرف منہ کیے پوچھنے لگی۔

یہ اتنی دیر میں اس کی پہلی بات تھی۔۔۔۔

آج ہم اسٹریٹ حلوہ پوری کھائے گے۔۔۔۔۔۔اسٹیرینگ کو کنڑول کیے تراب نے سرسری سی نظر اس پر ڈالتے بتایا۔۔۔

پر ہمیں نہیں کھانی"۔۔۔۔۔ پل میں دوبارہ غصہ عود آیا تو وہ ناک کے نتھنے پھلائے خفاگی بھرے لہجے میں بولی تو وہ دھیمہ سا مسکاں گیا۔۔۔۔۔

پلیز گڑیا مجھے بہت بھوک لگی ہے یار۔میں نے ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا ۔۔۔اس کو پھر ناراض ہوتا دیکھ وہ منہ پر بیچارگی بھرے تاثرات سجائے بولا جانتا تھا اس حرابے پہ وہ پل میں پگھلے گئی۔۔۔۔۔

اوکے بس اپ کی خاطر ورنہ ہمیں ذرا بھوک نہیں لگی۔۔۔۔۔۔دراصل بھوک اسے بھی کافی لگی تھی تبھی ایک سکینڈ میں وہ مان گئی پر پھر بھی اپنی ٹانگ اونچی رکھنے کو اس پر احسان کرنے کے انداز میں بولی جس پر وہ ہنستا سر ہلانے لگا وہ اچھے سے جانتا تھا اس کی سبھی چلاکیوں کو۔۔۔۔۔

واپسی پر ہم مال روڈ کے دہی بھلے ٹرائے کرئے گے۔ہماری کلاس فیلو بتا رہی تھی وہاں کے دہی بھلے بہت مزے کے ہوتے ہیں۔۔۔۔اس کو ہنستا دیکھ وہ اپنی ایک اور شرط اگے رکھتی اس اسٹریٹ فوڈ لاور کو دہی بھلو کا جھانسا دینے لگی تراب اور مرحا اکثر گھر والوں سے چھپ کر یونہی فینس اسٹریٹ فوڈ ریویو کیا کرتے تھے۔۔۔۔

اور قریشی کے گول گپے "یو نو گڑیا اس کی چٹنیاں کیا اعلی قسم کی ہوتی ہے اور گول گپے کی گارنیشنگ اففففف "اور راجو کا پیزا اسینڈوچ بھی ٹرائے کرئے گے

وہ چیز سینڈوچ بناتا ہے جس میں سارے پیزا کے انگریڈینٹس ہوتے ہے اولیوز سے لے کر سوسیز تک۔۔۔۔۔وہ سموتھ ڈرائیوینگ کیے اس کی طرف منہ کیے اپنی ریسرچ کے مطابق ایکسائیٹیڈ سا بتاتا اور پھر احتیاط سے نظریں روڈ پر جما جاتا۔۔۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہیں پر یہ کونسی گالر فرینڈ ہے جسے قریشی کے گول گپے کھلائے جا رہیں ہے۔۔۔۔وہ اس کی تمام باتوں کو چھوڑے بیچ میں سے اپنے مطلب کی بات نکالتی اسے شکی نظروں سے گھورتے پوچھنے لگی تو تراب نے ہونک سامنہ لیے اسے دیکھا مطلب ساری باتوں کو بھاڑ میں جھونکے وہ گول گپوں کی تفشیش پر اترائی تھی۔۔۔۔

استغفار اللہ گڑیا میں اپ کو ایسا لگتا ہوں'۔۔۔۔۔وہ صدمے کے زیر اثر اپنی صفائی میں بس یہ ہی کہنے کے قابل ہوا۔اس معصوم وکیل کی معصومیت کو جانتے ہوئے بھی وہ ایسے پوچھ رہی تھی کہ نا جانے تراب سکندر کتنی گالر فرینڈز کو ساتھ لیے گھومتا ہوا۔۔۔

بالکل اتنے ہینڈ سم اور ڈیشنیگ لوکز ہے اپ کی اوپر سے ایڈوکیٹ اور سب سے بڑی بات مرحا یوسف کے بھیا ہے تو لڑکیاں تو ضرور اپ پر فلیٹ ہوتی ہو گی ۔۔۔۔اس کی تاثرارت کو انجوائے کرتی وہ اس کی پڑسینلٹی کی تعریف کے ساتھ اپنی تعریف کیے بولی تو مقابل نے گھور کر اسے دیکھا جو سرخ لبوں کو دبائے اپنی مسکراہٹ روک رہی تھی ۔۔۔۔۔

میں گالر فرینڈ نہیں سیدھا بیوی بنانے پر یقین رکھتا ہوں ۔۔۔۔اس کی شرارت سمجھتے وہ قدرے اس کی طرف جھکتا معنی خیز لہجے میں بولا تو مقابل اس کی بات کا مطلب سمجھے بغیر کھکھلائی۔گاڑی اپنی منزل پر اتی رک چکی تھی ۔۔۔

افففف بھیا اپ ڈر گیے ۔۔۔۔۔اس کے دونوں گالوں کو پکڑ کر کھینچتی وہ ہنستی ہوئی بولی تو وہ اس کے یوں گال کھینچنے پر خفاگی دیکھتا گاڑی سے اترا تو وہ بھی مسکراتی نیچے اتری۔(اسے ناجانے یہ گال کھیچنے والی عادت کہاں سے لگ گئی تھی وہ جس سے مرضی بات کر رہی ہو بات کرتے ضرور سامنے والے کے گالوں کو پکڑ کر یوں کھینچتی تھی پھر چاہے سامنے اس کے ماموں ہو یہ اس کے آغا جان)۔۔۔اور نظر بھر کر اس جگہ کو دیکھا جو نہ ہوٹل تھا اور نہ ڈھابہ وہ ایک

میٹھائی کی دکان تھی جس کے بائیں جانب پلاسٹک کی کرسیاں اور میز رکھے ہوئے تھے جن پر کافی آدمی بیٹھے حلوہ پوری کا ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔

جی صاحب۔۔۔۔۔ان دونوں کو گاڑی کے قریب کھڑا دیکھ ایک درمیانی عمر کا لڑکا اپنے گیلوں ہاتھوں کو قیمض کے اوپر باندھے ایپرن سے صاف کرتا ان کے قریب ائے بولا تو تراب نے اس سے فیملی روم کے بارے میں پوچھا جس پر وہ سر ہلاتا انھیں اپنے پیچھے انے کا کہتا خود اگے بڑھا۔۔۔۔

صاحب اپ بیٹھے بس پانچ منٹ میں اپ کے لیے گرما گرم حلوہ پوری لے کر اتا ہوں۔۔۔۔وہ دائیں جانب بنی ایک چھوٹی سی دکان کے قریب ائے بولا اور اس ڈبے نماں فیملی روم کے اگے ڈالے کالے رنگ کے پردے کو قدرے ایک سائیڈ پہ کیا جس کا رنگ بار بار ہاتھ لگنے کی وجہ سے میل والا ہو رہا تھا اس پر ایک کراہیت بھری نظر ڈالتی وہ تراب کے قریب ہوئی جو اس لڑکے کو کچھ بتا رہا تھا جس پر وہ سر ہلاتا چلا گیا اور وہ روحی کا ہاتھ پکڑے اس روم میں داخل ہوا جہاں تین ٹیبل لگے ہوئے تھے بالکل باہر جیسے اور ایک اسٹینڈ فین بھی تھا۔وہ اسے لیے ایک قدرے صاف ٹیبل پر بیٹھا جس کے میز پر ایک پلاسٹک کے جگ کے

ساتھ ساتھ دو گلاس بھی پڑے تھے بلکہ دوسرے ٹیبلوں پر بھی رکھے تھے۔وہ اب ارد گرد نظریں دوڑاتی ناشتے کا ویٹ کرنے لگی تھی جبکہ تراب کی ایک ضروری کال اگی تھی وہ اس میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چلیں تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ !!

گیم ویک دن بادن نزدیک اتا جا رہا تھا ایسے میں کھلاڑیوں کی پریکٹس اور یونی ورسٹی کی تیاریاں عروج پر تھی۔پوری یونی میں الگ الگ ٹیمس کے بینرز لگا دئے گیے تھے جن کے نیچے اس ٹیم کو سپورٹ کرنے کے لیے کوڈز بھی موجود تھے تاکہ میچ کے دوران بھی اپ اپنی ٹیم کو جیتانے کے لیے اون لائن ووٹینگس کر سکے۔پوری یونی رنگ برنگے جھنڈوں سے سجائی جا رہی تھی جو ہر ٹیم کا الگ تھا

اسٹوڈنٹس اپنی فیورٹ ٹیم کی ٹی شرٹس پہنے انھیں سپورٹ کرتے نظر آ رہیں تھے۔ ٹیمز کی پریکٹس اسٹیڈیم میں ہی ہو رہی تھی اور اب اسٹیڈیم بھی ٹیمز بینرز اور جھنڈوں سے سجنا شروع ہو چکا تھا کچھ اور کالجز اور یونی جن کے اپنے اسٹیڈیم موجود نہیں تھے وہ بھی اب یہی پریکٹس کے لیے آ رہیں تھے۔ ایسے میں پڑھائی تو صرف نام کی ہو رہی تھی مگر کچھ ایسے پروفیسرز اور اسٹوڈنٹس بھی موجود تھے جو سب کچھ آگ میں جھونکے اپنی اپنی کلاسس لے رہیں تھے۔۔۔۔

یونی کی اسپورٹس بس گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو تمام اسٹوڈنٹس کی توجہ اس طرف گئی جس کے ایک طرف میں چیمپینز ٹیم کے کھلاڑیوں کی ٹیم کٹ میں تصویریں لگی ہوئی تھی اور دوسری طرف ٹیم کے کیپٹن کے ہاتھ میں ٹرافی تھی جس کے اوپر فٹبال بنی ہوئی تھی۔ فواد ہاتھ میں ٹرافی پکڑے سیلفی لے رہا تھا جبکہ باقی ٹیم ممبرز پیچھے کھڑے اپنے اپنے خوشی سے بھرپور پوز دے رہیں تھے سپورٹس بس روٹ پر چلتی گول دائرہ میں بنے آرٹیفیشل فونٹین سے گول گھومتی آ کر پارکنگ میں رکی جہاں پہلے ہی کرکٹ ٹیم کی بس کھڑی تھی۔ اس کے رکتے ہی ایک ایک کر کے تمام ممبرز نیچے اترنے لگے سب پسینوں میں نہائے ہوئے

تھے کسی کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تو کسی کے گلے میں ٹاول لٹک رہا تھا وہ ابھی اپنی پریکٹیس کر کے لوٹے تھے۔۔۔۔

ہائے یہ کوچ پریکٹیس کروا کروا کر ہمیں بوڑھا کر دے گا۔۔۔۔بس کے دروازے کو پکڑ کر نیچے اترتا معتصم اگے جاتے کوچ کی پشت کو دیکھ کر کڑتا ہوا بولا اس کا اور کوچ کا ایک الگ ہی قسم کا بیر تھا وہ کوچ کو اپنی گلابی اردو سے بے چین کیے رکھتا تھا تو دوسری طرف وہ اس سے زیادہ پریکٹیس کروا کے اپنا حساب بے باک کر لیا کرتے تھے۔۔۔

تو تو بھی تو انسان کا بچا بن کر رہا کر ان کے سامنے۔۔۔۔۔اس کے پیچھے حارث اس کی پیٹھ پر دھپ کرنے کے انداز میں ہاتھ مارتا نیچے اترتا بولا تو اس کی حرکت پہ وہ گرتے گرتے بچا اور سیدھا ہوئے اسے آنکھیں چھوٹی کیے گھورنے لگا۔۔

کوچ کو دیکھ کر ماڑا ہمارا اردو خو بخود باہر نکلنے کو کرتا ہے۔۔۔۔۔حارث کو خود پر سے جھٹکتے وہ ہاتھ میں پکڑے ٹاول کو انگلیوں میں لپیٹتے شرمانے کی ایکٹینگ کیے بولا تو ان کے پیچھے اترتے درید اور فواد نے گھور کر اس آفت کو دیکھا جو کہی پر بھی اسٹارٹ ہو جاتا تھا۔۔۔

اردو نہ ہو گئی سالے تیرے جذبات ہو گیے جو کسی بھی لڑکی کو دیکھ کر باہر نکلنے کو کرتے ہیں۔۔۔۔۔اس کی بات پر درید اسے گھورتے ہوئے بولا ایک اس کمینے کی وجہ سے کوچ ان تینوں سے بھی ایکسٹرا ورک آؤٹ لیا کرتے تھے جس کا بدلہ پھر وہ تینوں اس کی دھلائی کیے وصول کرتے تھے پر وہ بھی صدا کا کوئی ڈھیٹ تھا مجال ہے جو اپنی حرکتوں سے باز آجائے۔۔۔۔

ہاں تجھے بڑا پتہ ہے کے کسی لڑکی کو دیکھ کر جذبات کیسے باہر نکلتے ہے۔۔۔۔

سب باتوں کو چھوڑے معتصم ان میں سے اپنے مطلب کی بات کو پکڑے بولا تو باقی ان دونوں نے بھی اسے یوں گھورا جسے کہہ رہیں ہو کہ ہاں بتا تجھے کیسے پتہ

۔۔۔۔۔

سالے تو ہمیشہ اپنی طرف ایا سونامی مجھ معصوم کی طرف موڑ دیا کر۔۔۔۔وہ سب کو اپنی طرف گھورتا پا کر خوفت سے بولا جس پر ان تینوں نے ایک ایک سنجیدہ نظر ایک دوسرے پہ ماری اور پھر ان سب کا مشترکہ قہقہ پارکنگ میں گونجا اور اس ہی کے ساتھ وہ تینوں اگے لگ کر بھاگے تو درید ان کی شرارت سمجھتا ان کے پیچھے لپکا وہ تینوں اب اگے اگے بھاگ رہیں تھے جبکہ درید ان کے

پیچھے بھاگ رہا تھا اور آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹس کے ہاتھوں میں سے پانی کی بوتلیں چھینتا ان پر پھینکنے لگا وہ چاروں اب پورے گراونڈ میں بھاگ رہیں تھے اور اسٹوڈنٹس رک رک کر ان کے چوہے بلی کے کھیل کو انجوائے کر رہیں تھے جبکہ کچھ تو فورا کینٹین سے پانی کی بوتلیں لاتے درید کو دے رہیں تھے تا کہ وہ ان کو مزید نہلا سکے۔وہ ان تینوں کو تقریباسارا ہی گیلا کر چکا تھا۔۔۔

ابے بس کر چھ مہینوں کا تو نہلا ہی چکا ہے اب کیا پورے سال کا نہلانا چاہتا ہے ۔۔۔۔۔ گروانڈ میں اتنا بھاگ کر تو وہ پہلے ہی تھکے پڑے تھے اور رہی سہی کسر اب درید نے اولمپکس میں بھاگوا کر پوری کر دی تھی تبھی یونی کے بائیں جانب بنے گھاس والے گروانڈ میں گرنے کے انداز میں لیٹتے فواد نے گہری سانس لیے کہا، معتصم اور حارث تو دوسری طرف بھاگ گیے تھے جبکہ درید اس کے پیچھے ہی پڑا تھا۔۔۔۔۔

تجھے تو میں پورے سال کا نہلانے کا اردہ رکھتا ہوں جان من۔۔۔لیٹے ہوئے فواد کے پاؤں کے نزدیک پہنچتے وہ شیطانی سا مسکراتا بولا ساتھ ہاتھ میں پکڑی

بڑی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولتا بوتل اوپر کی طرف کیے اس پر الٹ گیا جس سے پانی تیز فوارے کی مانند نکلتا فواد کا منہ اور سینہ بھیگو گیا۔۔۔۔۔

آہہہ ابے ہٹ موٹے۔۔۔۔۔۔ پانی کی بوتل خالی کیے وہ نیچے گرے فواد پر خود کو ڈبلیو ڈبلیو ای کا ہیرو سمجھتے ہوئے سیدھے ہاتھ کی کہنی کو فولڈ کیے اس کے پیٹ پر گرا تو درد کی شدت سے اس کی آہہہ نکلی ساتھ اس کے کسرتی جسم کا وزن خود پر محسوس کرتے وہ اسے خود پر دھکے دیتے غصے سے بولا جس پر وہ ڈھیٹائی سے مسکراتا دوسری طرف گرتا چت لیٹا۔۔۔۔

درفٹے منہ " کمینوں یار کو اس منحوس کے چنگل میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ گیے ۔۔۔۔۔ حارث اور معتصم کو اپنی طرف اتا دیکھ فواد اٹھ کر بیٹھتا ان دونوں کو ہنستا ہوا دیکھ کر کڑ کر بولا تو درید نے بھی یونہی لیٹے لیٹے ان دونوں کے چہرے پر ائی پر اسرار شیطانی مسکراہٹ کو دیکھا۔۔۔۔

ویرو تیرا ہی ریونج لینے کی تیاری کر رہیں تھے تیرے یار۔۔۔۔۔ حارث درید پر نظر ڈالے معنی خیز لہجے میں بولتا فواد کو دیکھنے لگا جس پر اس نے اچنبھے سے ان کے ہاتھوں کی طرف دیکھا جو کے کمر کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ فواد کے دیکھنے پر

معتصم نے اسے آنکھ سے اشارہ کیے درید کو دیکھنے کا کہا جو کہ تھک کر سیدھا لیٹا ہوا تھا۔اس کا اشارہ سمجھتے وہ اٹھا اور درید پر حملہ آوار ہوا۔۔۔۔۔۔

اوئے یہ کیا کر رہا ہے چھوڑ میرے پاؤں۔۔۔۔۔فواد کو اپنے پاؤں پکڑتے دیکھ وہ ہڑبڑاتا اپنے پاؤں اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کیے بولا پر وہ اس کو زیادہ اچھلتا دیکھ اس کی ٹانگوں کو لاک کرتا ان پر آن بیٹھا۔۔۔۔۔

کیا کر رہیں ہو چھوڑوں مجھے حرامیوں 'دیکھ فادی تو اچھا نہیں کر رہا چھوڑ مجھے" دیکھ میں تو تیرا یار ہوں نہ۔۔۔۔۔فواد کو اپنی ٹانگیں اور حارث کو اپنے ہاتھ قابو کرتے دیکھ وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتا بولتا خود کو ان کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے چلا رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اس کے یہ کمینے دوست بدلہ بہت برا لینے والے تھے۔۔۔۔

تیری عزت لوٹ رہیں ہے"ہاہاہاہا۔۔۔۔۔دھیمے دھیمے اگے بڑھتے معتصم اس کو یوں قید میں چلاتا دیکھ خونخوار سا قہقہ لگائے بولا ساتھ اپنے پیچھے کیے ہاتھوں کو باہر نکلا۔۔۔۔

دیکھ یہ اب زیادہ ہو رہا ہے تیصم میں نے صرف پانی کا مذاق کیا تھا۔۔۔۔۔اس کے ہاتھوں میں انڈے اور کولڈ رنک کی بوتل پکڑے دیکھ درید صدمے کی زیادتی سے بولا مگر وہ نور سپونس دئے یونہی بغیر توں کی طرح ہنستا اس کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔۔۔

یار چھوڑ دے فادی دیکھ کتنی لڑکیوں کا کرش ہے تیرے بھائی پر اس حال میں دیکھے گی تو ان کا کرش سے ایمان اٹھ جانا ہے۔۔۔۔وہ معتصم کے اگنور کرنے پر اپنی ٹانگوں کو جکڑ کر بیٹھے فواد کی طرف دیکھتے منت بھرے لہجے میں بولا جس کے خود بالوں سے پانی ٹپکتا اس کے چہرے پر گر رہا تھا۔۔۔۔

تو نے مجھے نہلانے سے پہلے سوچا تھا کہ آغا فواد کے کتنے چاہنے والے ہیں ۔۔۔۔اس کی کرش والی بات پر وہ اس کے پیٹ میں پنچ مارتا اپنے گیلے ہونے کا غصہ نکالنے لگا تو وہ سر پر انے والے خطرے کو بھلائے اپنا پیٹ پکڑ گیا۔۔۔۔

یار حارثہ تو ہی رحم کر لے ویر"۔۔۔۔وہ دونوں طرف سے اپنی دہائیوں کو رجیکٹ ہوتا دیکھ اب کہ اپنے ہاتھوں کو قابو کیے حارث کی طرف متوجہ ہوئے چہرے پر معصومیت سجائے بولنے لگا مگر معصومیت کچھ خاص بچ نہیں رہی تھی

اس کے منہ پر۔اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا اور حارث کا دل پگھلا جاتا ویسے ہی ایک اڑتا ہوا انڈا ایا جو کہ اکر سیدھا اس کے سینے پر بجا اور پھر یہ سلسل رکا نہیں تھا ایک کے بعد ایک دیگر انڈے اتے اسے نہلا رہیں تھے اور اوپر سے ستم یہ کمینوں کا "انڈے ختم ہوئے تو جامبو سائز کی فنٹا کولڈرنک کھولتے اس پر الٹ گیا اور انڈے اور کولڈرنک کے انوکھے ملاپ سے پیدا ہوئی سفید جھاگ جس نے درید خان کی آج تمام جسم کے بالوں کی ناراشینگ کا ٹھیکہ اٹھالیا تھا۔جہاں وہ تینوں اپنا کام کیے اب کھڑے ہوئے ایک تمسخر بھری نظر اس پر ڈالتے اپنے ہاتھ جھاڑ رہیں تھے تو وہی دوسری طرف کچھ اسٹوڈنٹس بھی کھڑے درید کی ائی شامت ملاحظہ فرمارہیں تھے۔۔۔۔

دیکھ ایسے دوست کہی ملے گے جنھوں نے تجھے سندھر کرنے کے لیے یونی میں ہی پارلر جیسا تیار کردیا'۔۔۔۔۔۔فواد ہنستی آنکھوں سے سنجیدہ سا ہوتا ایک بھرپور نظر اس پر ڈالتا گردن اکڑئے بولا جو کے ایسا لگ رہا تھا جیسے فنٹا سے اسنان (نہا) کر کے ایا ہو اور جگہ جگہ انڈوں کی چیچپاہٹ اور اوپر سے اس کا کمر پر دونوں ہاتھ

ٹیکائے ان تینوں کو گھور ناوہ بامشکل اپنی اپنی مسکراہٹ چھپائے کھڑے تھے

۔۔۔۔

تو گائیز یہ میں ہو، حارث موبائل کا فرنٹ کیمرہ خود پر سیٹ کیے ویڈیو کی شروعات کرتا بولا، اور یہ میرے دوست ہیں'اب کی بار کیمرے کا فوکس حارث اور فواد کی جانب ہوا جس پر ان دونوں نے وکٹری کا سائن بناتے خوبصورت انداز میں پوز دیا، اور یہاں درید کی پھاری ہو رہی ہے"اب وہ کیمرہ یونہی اپنے منہ پر کیے خود کی طرف گھورتے درید کی طرف اۓ بولا تو وہ دونوں بھی ہنستے ہوئے فریم میں اۓ جب اچانک ہوئے حملے پر سب ہڑ بڑائے کیونکہ درید یونہی گندا مندا سا پیچھے سے اتا ان تینوں سے لپٹا ان کی گردنوں میں ہاتھ ڈال گیا جس پر ان تینوں کی بروقت چیخ نکلی اور ساتھ ہی تماشہ دیکھتے اسٹوڈنٹس کے قہقہ'اب حال یہ تھا کے وہ تینوں اگے بھاگ رہیں تھے اور پچھلی بار کی طرح درید ان کے پیچھے۔ پہلے میں اور اب میں بس اتنا فرق تھا کہ وہ تینوں پہلے پانی سے بھاگ رہیں تھے اور سے لت پت دی ہینڈسم کرڈیوں کے کرش درید خان اب انڈیں اور کولڈرنک سے

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ایک مدت سے اجڑتے ہی چلے ائے ہیں۔۔۔۔ایک لمحے میں ہم نے کہاں سنور جانا ہے۔

یہ منظر ہے ایک بڑے سے حال نماں کمرے کا جہاں قطار در قطار کرسیاں لگی ہوئی تھی اور ان پر سر جھکائے بیٹھے اسٹوڈنٹس۔ایک رو کا فاصلہ دوسری رو سے کم از کم پانچ ہاتھ کا تھا اور اتنی بڑی کلاس میں محض پانچ روز بنائی گی تھی جن پر بیٹھے اسوڈنٹس اپنے سامنے پڑے پیپر پر بالکل غرق تھے۔کچھ اسٹوڈنٹس تو دھنا دھن لکھنے میں لگے ہوئے تھے تو کچھ ہماری طرح غیبی امداد کے سہارے پر بار بار آسمان کی طرف نظریں اٹھائے دیکھ رہیں تھے جیسے ابھی کوئی ابابیلوں کا لشکر ائے گا اور ان کے منہ میں کنکر کی جگہ پیپر میں ائے سوالوں کے جواب ہونگے جو وہ ان پر پھینک جائے گے۔۔۔۔جہاں کچھ اگے پیچھے نظریں مارتے دوسروں کے

پیپر میں سے دیکھنے کی کوشش کر رہیں تھے وہی وہ بھی دو انگلیوں میں پین پکڑے ڈیسک پر ہاتھ رکھے اسے ہلاتا نظریں ادھر سے ادھر مدد کی تلاش میں انسان اس کی مدد کرتا جنت میں جائے گا مگر دوڑا رہا تھا کہ کوئی تو جنت کا طلبگار یہاں تو سب اس کی سوچ سے الٹ ہو رہا تھا وہاں دور دور تک بھی کوئی ایسا انسان نظر نہیں ارہا تھا جو داؤد سکندر کی مدد کرتے جنت میں جاتا۔۔۔۔

ہیے یو' واٹس رونگ ودیو۔۔۔۔۔ کلاس میں چکر کاٹتے پروفیسر جو کہ بار بار اس کا ادھر سے اودھر دیکھنا نوٹ کرتے اگنور کر رہیں تھے کہ خود ہی سیدھا ہو جائے گا مگر جب وہ کافی دیر بعد بھی اپنی حرکت سے باز نہ ایا تو وہ غصے سے دندناتے اس کے سر پہ پہنچتے دھاڑے۔ تو وہ جو اپنے سے چار کرسیاں پیچھے بیٹھے حیدر کو اشارے کرتا ٹیسٹ کے حوالے سے پوچھنا چارہا تھا کہ کے ایکدم پروفیسر کے ڈیسک بجانے اور یوں دھڑنے پر اپنی جگہ سے اچھلا۔۔۔۔

یی "یس سر۔۔۔۔۔ ہمارے بہادر دلیر اور کنفیڈینٹ داؤد سکندر جو کہ اپنے باپ آغا سکندر سے بھی نہیں ڈرتا تھا پروفیسر کے غصے کو دیکھتے ہکلا یا اور حیدر نے حیرت سے اس کی پشت دیکھی۔۔۔۔

میں کب سے تمہیں دیکھ رہا ہوں یہ اگے پیچھے ہوتے آخر تم کونسے ایٹم بمب کے نسخے تلاش کر رہیں ہو ذرا مجھے بھی بتاو۔۔۔پروفیسر کو کب سے وہ لڑکا جان پہچانہ لگ رہا تھا مگر انھیں سمجھ نہیں ارہا تھا کہ آخر انھوں نے اسے کہاں دیکھا ہے مگر قریب انے پر وہ پل میں اس بلا کو پہچان گیے تھے جس نے ان کی گاڑی کے پیچھے اپنی کرستانی کی تھی'آج کے ٹیسٹ سے تین چار دن پہلے کی بات ہے جب ان کے کلاس پروفیسر نے داؤد کو کچھ نوٹس پروفیسر سلمان کو دینے کے لیے بھیجا تھا جس میں ان کے ٹیسٹ کے متعلق انفارمیشن تھی کیونکہ پروفیسر سلمان ان کی کلاس کو کوئی سبجیکٹ نہیں پڑھتا تھے اور یہ اس یونی کا رول تھا کہ ماہانہ ٹیسٹ ہر کلاس کا وہ پروفیسر زیا ٹیچر ز لیتی تھی جو کہ ان کو کوئی سبجیکٹ نہ پڑھاتے ہو اس لیے پروفیسر اجمل کا ٹیسٹ پروفیسر سلمان کو اٹینڈ کرنا تھا جس کے لیے ہی انھوں گیا سلیبس بھیجا تھا جس کے اکوڈینگ پروفیسر سلمان کو نے انھیں اپنا پڑھایا ٹیسٹ پیپر بنانا تھا۔داؤد پرمیشن لیتا ان کے آفس میں داخل ہوا جہان وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے کچھ ٹیسٹ پیپرز چیک کر رہیں تھے۔۔۔

سر یہ پروفیسر اجمل نے نوٹس بھیجے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ بڑی فرمانبرداری سے ان کے اگے ہاتھ میں پکڑے نوٹس کیے بولا جس پر انھوں نے وہ پکڑ کر ٹیبل پر ڈالے اور داؤد اچھے بچوں کی طرح سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھا جب اچانک موبائل فون پر ہونے والی بیل نے داؤد سکندر کے قدم زنجیر کیے۔۔۔۔۔

منی بدنام ہوئی، ڈرلنگ تیرے لیے "منی کے گال گلابی، نین شرابی، چال نوابی "۔۔۔۔۔۔اور بس وہ یہ ہی دو بول سن سکا اس کے بعد پھر شاید سر نے کال کاٹ دی تھی۔ جس پر وہ اپنے قہقہ کا گلہ گھونٹتا بمشکل باہر نکلا اور باہر نکل کر جو وہ پیٹ پکڑ کر ہنسا کے آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹس اسے پاگل سمجھنے لگے "اس کے جاتے ہی سر خود بھی شرمندہ ہوگیے یہ گانا سن کر دراصل ان کی ایک پانچ سالا بیٹی تھی جو اکثر اس طرح کا کچھ میس کر دیتی تھی ان کے موبائل میں مگر آج سے پہلے وہ کبھی اتنا شرمندہ نہ ہوئے جتنا آج اس گانے پر ہوئے تھے

۔۔۔۔۔

پھر ایک ایسا دن طلوع ہوا پروفیسر سلمان کی زندگی میں جس دن سے انھیں اس گانے سے نفرت ہوگئی۔اس دن صبح انھوں نے داؤد کو اسمبلی کے دوران باتیں

کرتا دیکھ ڈانٹ دیا اور پھر اس دن منی بدنام ہوگئی "اس شیطان کے اسسٹنٹ نے ان کی برینڈ نیو گاڑی پر اسپرے پینٹ سے بڑا بڑا جلی حرفوں میں منی بدنام ہوئی ڈرالنگ تیرے لیے ! لکھ دیا جس کو دیکھتے نہ صرف اسٹوڈنٹس کے قہقہ گونجے بلکہ پروفیسرز بھی خوب محظوظ ہوئے تھے اور اس دن سب کو خود پر ہنستا دیکھ پروفیسر صاحب نے یہ اعلی کارنامہ انجام دینے والے شخص کو ڈھونڈنا چاہا جس کی تلاش میں انھیں کافی مشکل کے بعد داؤد سکندر کا نام ملا۔ پروفیسر سلمان نے جب اس کا ذکر پروفیسر اجمل کے سامنے کیا تو انھوں نے بتایا کے یہ تو وہی ہے جسے انھوں نے نوٹس دے کر بھیجا تھا پر افسوس وہ ابھی چھٹی پر اور اس کی چھٹی کا سامنے تھا اور اٹس ٹائم ٹو ریوینج سن کر وہ خلس کر رہے گیے "مگر آج وہ ان کے

""""" برو

اپ نے اگر وہ دشمن ممالک کو بیچ دئے تو میرے معصوم ملک کا کیا ہوگا۔۔۔۔۔

وہ پھر اپنی پہلے والی جون میں لوٹا سر کے ایٹم بمب والے نسخے کی بات پر آئیبرو چڑھائے تیکھے نقوشوں سے انھیں گھورتے بولا جیسے وہ واقعی ہی کوئی ملک غدر ہو

۔۔۔۔۔

تم نے جو میری گاڑی کا حال کیا تھا نہ اس سے تو کم ہی برا ہو گا۔۔۔۔۔وہ بھی پیچھے کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو باندھے اس ہی کی طرح گھورتے بولے تو داؤد سکندر کا کنفیڈنٹ ڈگمگایا۔۔۔۔

کککک "کیا مطلب۔۔۔۔۔ان کی بات پر وہ جو انھیں گھور رہا تھا پل میں گرتے گرتے بچا اور ڈیسک کا سہارا لیے سیدھے ہوتے لڑکھڑاتے لہجے میں بولا۔ ایسا پہلے کبھی ہوا نہیں تھا کہ داؤد سکندر اوٹ پٹنگ حرکتیں سر عام کرنے کے باوجود کبھی پکڑا گیا ہو اکیونکہ اس کے سپورٹر بہت تھے یہاں مگر سامنے کھڑے شخص کی بات سن کر لگا رہا تھا جیسے وہ جان چکے ہو کہ منی بدنام کیسے ہوئی

۔۔۔۔۔

مطلب یہ مسٹر داؤد سکندر جو تم نے بغیر سوچ سمجھے شیر کی کھچار میں ہاتھ ڈالا ہے نہ کمینگ سون اس کے اثرارت اپ پہ ظاہر ہونگے۔۔۔۔پیچھے باندھے ہاتھوں کو کھول کر ٹیبل کے دونوں اطراف میں ٹیکائے وہ خود کی طرف حیران بھری نظروں سے دیکھتے داؤد کے قریب جھکتے سر گوشیانہ انداز میں بولے، سب اپنے ٹیسٹ پیپر پر جھکے ہوئے تھے کسی کو کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا حیدر خود بھی

جلدی جلدی پیپر بھرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ اسے پیچھے والے نے اپنا پیپر دے دیا تھا لکھنے کو۔۔۔۔۔

اسٹوڈنٹس ٹائم از اوور "ناؤ اسٹوپ رائیٹینگ۔۔۔۔۔ خونخوار نظریں وہ خود کی طرف تکتے داؤد پر ٹیکائے تیز مگر روبدار آواز میں بولے تو دھڑ دھڑ چلتے اسٹوڈنٹس کے ہاتھ یکلخت رکے اور جن کو اب غیبی امداد نصیب ہوئی تھی وہ سب بمعہ حیدر فرقان کے شاک بھری نظریں اٹھائے پروفیسر کو دیکھنے لگے جبکہ جن کے ٹیسٹ مکمل ہو چکے تھے وہ اب اپنا سامان سمیٹ رہیں تھے۔۔۔۔۔

بچے اپ یہاں سے سب کہ ٹیسٹ اکھٹے کرے۔۔۔۔ پروفیسر صاحب فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ایک لڑکی کی طرف مڑتے نہایت پیار اور شفقت بھرے لہجے میں بولے جس پر داؤد صدمے میں جاتے جاتے بچا، پروفیسر کی بات پہ وہ لڑکی سر ہلاتی اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنا پیپر ہاتھ میں پکڑے وہ اب اپنی رو کے پیپر جمع کرنے لگی تو پروفیسر دوسرے طرف کے ٹیسٹ شیٹس لینے لگے۔۔۔۔۔

اوئے پروفیسر کیا کہے رہیں تھے تجھے۔۔۔۔۔ حیدر اپنا ادھورا ٹیسٹ اس لڑکی کے مانگنے پر اس کے منہ پر پھینکنے کے انداز میں دیتا۔ سامان جو کے صرف ایک

پین پر مشتمل تھا اسے اپنی شرٹ پر لٹکائے وہ پروفیسر کی پشت کو گھورتے داؤد کے قریب ائے یوں تفشیشی انداز لیے اولا جیسے وہ دونوں مل کر اس کے خلاف پلیننیگ کر رہیں ہو۔۔۔۔۔

اپنی بہن کا نمبر دے رہیں تھے۔۔۔۔وہ جس کا پہلے ہی دماغ پروفیسر کی باتوں نے گھما دیا تھا حیدر کے پوچھنے پہ پھاڑ کھانے کا انداز لیے بولا۔۔۔

تو پھر لے لیا"۔۔۔۔۔اس کے غصے بھرے طنز کو اگنور کیے وہ ڈیسک پر دونوں ہاتھوں کو ٹیکائے اگے کی طرف جھکتے رازدانہ انداز لیے یوں پوچھنے لگا جیسے واقعی ہی سارے کالج کے پروفیسرز کی بہنوں کے نمبر ہو داؤد صاحب کے پاس

۔۔۔۔۔۔

چل شکل گم کر۔۔۔۔۔ایک ضبط بھری نظر وہ امید بھری نظروں سے خود کی طرف دیکھتے حیدر پر لعنت بھیجنے کے انداز میں بولتا اپنا ٹیسٹ پیپر اور پین اٹھائے گیٹ کی طرف بڑھا جب پیچھے سے اس ہی استادوں کی چمچی کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

پیپر گھر لے کر جاؤ گے کیا"۔۔۔۔۔اس کو کلاس سے نکلتا دیکھ ان کی کلاس فیلو ثمن اس کے ہاتھ میں پکڑے ٹیسٹ شیٹ کو دیکھتے طنزیہ بولی جس پر وہ خونخوار تیور لیے ایڑھیوں کے بل گھوما۔۔۔۔۔

میں چاہو نہ اسی وقت تمھیں بھی اٹھا کر اپنے گھر لے جا سکتا ہوں مگر وہ کیا ہے نہ ابھی ہمیں میڈ کی نیڈ نہیں ہے"۔۔۔۔۔اس کے طنز پر وہ سرد تاثرات سجائے ایک گہری نظر اس کے سراپہ پر ڈالے مغنی خیزی سے بولا جس پر وہ غصے سے سرخ ہوئی۔۔۔۔۔

سرررر"۔۔۔۔داؤد کی طرف تمسخر بھری نظر ڈالتے وہ کلاس کے کونے میں لگی سیٹس پر بیٹھے اسٹوڈنٹس کے پیپر لیتے پروفیسر کو آواز دینے کی کوشش کرتے قدرے دھیمی آواز میں بولی مگر دور ہونے کی وجہ سے وہ سن نہیں سکے یا شاید اس نے صرف مقابل کو ڈرانے کی کوشش کی تھی پر وہ یہ نہیں جانتی تھی وہ ڈرنا نہیں صرف ڈرانا جانتا ہے۔۔۔۔اس کی چمچہ گری پر کڑتا وہ بھینچے جبڑے لیے ہاتھ میں پکڑا پیپر اس کے منہ پر اچھلا گیا جو ہلکا سا اس کے چہرے سے مسخ ہوتا بالکل داؤد کے عین پاؤں کے قریب گرا۔ پیپر جو بالکل کورا تھا اس پر ایک

پاؤں رکھتے وہ فق نگاہوں سے خود کی طرف دیکھتی ثمن کے کان کے قریب جھکتے بولا "بلڈی پروفیسر زاسپون "اور سیدھا ہوئے ایک طنزیہ مگر مسکراتی نظر اس پر ڈالتے لمبے لمبے ڈھگ بھرے کلاس سے باہر کی جانب بڑھا اس کے پیچھے ہی حیدر بھی لپکا جبکہ ثمن جلتی کڑتی نہ چاہتے ہوئے بھی وہ پیپر جس پر ہلکا سا جوتے کا نشان تھا وہ اٹھا کر اسے خود سے دور کیے جھاڑتی باقی پیپروں کے ساتھ رکھ گی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محبت سچی ہو تو مل جاتی ہے۔۔۔ اللہ ہدایت دے اسے جس نے یہ جھوٹ بولا ہے۔

سپورٹس روم کے واش روم سے فریش ہوئے وہ گھر سے پہن کر آئے کپڑے پہنے چکے تھے اور وہ گندے انڈیں اور کولڈرنک سے خراب اسپورٹس کیٹ وہ لوگ ڈسٹبین میں پھیک چکے تھے۔ گیم ویک کی وجہ سے اسپورٹس کی کسی بھی ٹیم سے لنک کرنے والے ممبرز کی کوئی کلاس نہیں ہو رہی تھی پروفیسرز نے بھی ان سب کو اسائیمینٹس سے ریلیز دے رکھا تھا کیونکہ اس وقت ان سب کی پوری اٹینشن صرف و صرف اپنے گیم کی اسٹریٹیجی پر ہونی چاہی تھی اور یونی چانسلر تو خود خاص طور پر آکر ان کی گیم پریکٹس اسٹیڈیم میں ملاحظہ کرتے تھے کیونکہ وہ چاروں ان کے لیے خاص تھے ایک تو وہ ان کے بھانجے حارث اور معتصم کے دوست تھے دوسرا وہ لوگ کوئی میچ نہیں ہارتے تھے جس کی وجہ سے وہ انھیں کچھ زیادہ ہی عزیز ہو گیے تھے اور اس ہی بات کا وہ لوگ فل فائدہ اٹھا کر یونی میں گنڈہ گردی کرتے نظر آتے تھے۔۔۔۔۔

چل یار اب کچھ کھانے کو لے آؤ قسم سے پیٹ میں چوہوں کا ورلڈ کپ چل رہا ہے انڈیا سے۔۔۔۔ اپنے مخصوص مقام پر آکر وہ ہری بھری گھاس پر گرنے

کے انداز میں لیٹتے معتصم اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے بھوک سے بے حال ہوئے بولا باقی تین بھی اس کے پیچھے ائے۔۔۔۔۔

تو کچھ کھائے یا نہیں پاکستان نے تیرے پیٹ کے چوہوں کی طرح ورلڈ کپ ہارنا ہی ہے لکھوا لے مجھ سے۔۔۔۔۔ نم گیلے بالوں کو ماتھے سے ہٹا کر انگلیوں کے مدد سے انھیں اوپر کی جانب سیٹ کیے حارث اس کے قریب ہی گھاس پر بیٹھتا اپنی رائے دئے بولا تو معتصم صاحب کا منہ بگڑا کیونکہ اس بیچارے کو اس بار پاکستان سے اتنی امید تھی اتنی امید تھی کے اسے لگتا تھا کے اس بار ایشیاء کپ پاکستان ہی جیتے گا۔۔۔۔۔

ہاں اس بات کی تو تاریخ بھی گواہ ہے۔۔۔۔ان کے ساتھ ہی بیٹھے فواد نے موبائل پر ٹائیپینگ کرتے ہاتھوں کی جنبیش کو روکے موبائل کی اسکرین پر جھکے سر کو اٹھائے حارث کی بات کی حامی بھری، درید کو اس کے فادر کی کال اگی تھی جس کی وجہ سے وہ ان سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑا جیب میں ہاتھ ڈالے دوسرے سے موبائل کان سے لگائے خوبصورت نقوش والے چہرے پر سنجیدگی سجائے کئی لڑکیوں کی نگاہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ وہ کیا باقی وہ تین مغرور

شہزادے بھی کیی نازک دلوں کی دھڑکن بڑھارہیں تھے اپنے سنجیدہ اور لاپرواہ حسن سے۔۔۔۔

تم دونوں نہ اپنی اپنی منحوس زبانوں کوتالا لگالو خبردار اگر ایک لفظ بھی تم نے پاکستانی ٹیم کے خلاف کہا، یہاں خون کی ندیاں بہہ جائے گیی۔۔۔۔۔۔ فواد کی بات نے جلتی پہ پیڑول کا کام کیا تھا جس پر وہ بھڑکتا انگلی اٹھائے انھیں وارن کرنے کے انداز میں بولا جس پر ان دونوں نے پہلے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور ایک نظر اس پاکستانی ٹیم کے کریزی فین کو پھر دونوں اس پر مٹی ڈالتے اپنے اپنے موبائلوں میں گم ہوگیے مطلب صاف تھا درفٹے منہ۔۔۔۔۔

کچھ کھانا نہیں ہے تم لوگوں نے یا اچھی بیوی ملنے کے لیے ورات رکھا ہے۔۔۔۔کال ختم کیے فون جیب میں ڈالتا وہ ان تینوں کے قریب ائے پوچھنے لگا جو دو تو موبائل میں مصروف تھے جبکہ ایک ان دونوں کے جھکے سر کو کینہ دوز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ہم نے تو نہیں رکھا البتہ معتصم نے ضرور پاکستان کو ایشیا کپ جیتوانے کے لیے ورات رکھا ہے۔۔۔۔فواد درید کی بات پر موبائل بند کیے ایک مسکراتی نظر معتصم پر ڈالے بولا جس کا مطلب سمجھتے درید بھی مسکرا اٹھا۔۔۔۔

پھر اس کا مطلب ہے اب یہ بھو کا مرنے والا ہے۔تو اس کو دفعہ کرو ہم تو چل کے کھائے۔۔۔۔۔حارث فورا معتصم پر لعنت بھیجنے کے انداز میں اٹھتا اپنی پینٹ جھاڑتے بولا تو وہ عش عش کر اٹھا ان کمینوں کی کمینی یاری پہ۔۔۔۔۔۔

سالوں اگر میرے بغیر کھایا تو دیکھنا ہضم نہیں ہو گا۔۔۔۔۔پکی بھوک کا مالک ان کی باتوں پر فورا اپنا موڈ (جو کہ پاکستان ہارے گا کی بات پر بنا تھا) ٹھیک کیے تھوڑا خفاگی سے بولا جس پر ان تینوں نے گھور کر اسے دیکھا اور مسکرا گیے

۔۔۔۔۔

ابے بھکڑ تیرے بغیر تو ویسے بھی نہیں کھا سکتے۔ہمیں تو پہلے ہی ہر وقت یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ کہی ہمارے کھانے پر معتصم صاحب کی نظر نہ لگی ہو اور بعد میں ہم الٹیوں سے بے حال ہوتے پھیرے۔۔۔۔وہ جانتے تھے مقابل بھوک کا کس

قدر کچا ہے تبھی اسے مزید تنگ کرنے کا انداز لیے فواد درید کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے چھیڑنے کے لیے بولا۔۔۔۔۔

ہاں صرف میں ہی تو کھاتا ہوں کمینوں تم لوگ تو جیسے سونگھ کر چھوڑ دیتے ہو ہے نہ۔۔۔۔فواد کے کندھے پر وہ پنچ مارتا غصے سے بڑبڑایا۔اسے غصہ صرف اس بات پر ایا تھا کہ وہ تینوں ندیدے جو اس غریب کو بھکڑ بولتے تھے اس کے کھانے پر نظر لگائے بیٹھے اس کے نوالے گنتے تھے۔۔۔۔

چل پھر آج تو ہمیں اپنی جیب سے کھلا تا کہ تجھے بھی پتہ چلے کہ ہم لوگ کھاتے ہے یا سونگھتے ہیں۔۔۔۔۔اس کو غصے میں اتا دیکھا فواد کام کی بات پر اترا جس کی وجہ سے وہ لوگ اسے غصہ دلانا چاہ رہیں تھے۔فواد کی بات پر ان دونوں نے بھی تائیدی بھرا سر ہلایا۔۔۔۔

مممم "میں۔۔۔۔۔۔اور پھر بات اپنی جیب پر اتے دیکھا معتصم گڑبڑایا اس نے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا کہ کچھ یوں بھی ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔

ہاں تو ہی 'اب کیا روز ہم ہی تجھے کھلائے کسی دن تو تو اپنی جیب ہلکی کر لیا کر ۔۔۔۔۔۔اس کے لہجے میں چھپی حیرانگی کو محسوس کرتے حارث بھی

میدان میں اترے کمر پر ہاتھوں کو ٹیکائے فل لڑاکا موڈ میں اتے بولا۔ ہر دفعہ نہیں بلکہ ہر روز ہی وہ تینوں اپنی اپنی جیب سے کھلاتے اور کھاتے تھے سوائے معتصم شاہ کے کیونکہ بقول ان کے ہر روز وہ کبھی والٹ گھر بھول ایا کرتے تھے تو کبھی پیسے اکاؤنٹ میں ہوتے تھے اب یونی میں کوئی بینک تو موجود تھا نہیں جس سے وہ بر وقعت نکال لیا کرے، اور کبھی اس کی پوکٹ منی خاتم ہو جائے کرتی تھی۔ جس پر وہ بغیر چوچراں کیے اسے بھی ساتھ کھلا لیا کرتے تھے مگر اب یہ تو صرف اسے ہی پتہ تھا کہ یہ سب محض اپنے پیسے بچانے کے چکر میں بہانے ہوا کرتے تھے یہ کچھ حقیقیت بھی تھی ان میں۔۔۔۔۔۔

پر میں "۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی کان کی لو کو دو انگلیوں سے مسلتا کچھ بولنے لگا مگر اس کی بات درید کے بولنے پہ ادھوری رہے گئی۔۔۔۔۔

سالے امیر باپ کا بیٹا ہونے کے باوجود تیرا کنجوس پنا خاتم نہیں ہوتا کبھی ۔۔۔۔۔ وہ ضرور اس بار بھی کوئی بہانہ بنانے لگا تھا مگر اس کے دماغ میں انے والا نیو بہانہ اون دا روٹ رہے گیا۔۔۔۔۔۔۔

چل یار اب تیرے پاس دوستوں کے لیے بھی پیسے نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ معتصم کے چہرے کے کنفیوژ تاثرات کو دیکھتے فواد نے اس بار ایموشنل ہتھیار آزمایا، وہ جانتے تھے کہ وہ کیوں کچھ خرچ کرتے یوں سوچتا تھا مگر وہ چاہتے تھے کہ وہ یہ بات خود ان کے ساتھ شئیر کرے مگر مقابل ایسا نہیں چاہتا تھا شاید۔۔۔۔

میری پوکٹ منی خاتم ہو گئی ہیں اور ابھی اپنے والد محترم کو فون کر کے پیسوں کا نہیں بول سکتا ورنہ انھوں نے جھنڈ پلا دینی ہے اے بغیر میری پوری بات سنے تو اس لیے تم ادھار دے دوں پھر لا کر کھلا دونگا تم نددے لوگوں کو۔۔۔۔۔

گردن کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرتے وہ ضطرابی سی کیفیت میں بولتا آخر میں ان تینوں کو گھورتا بولا جو خود پیسے ہونے والے ہونے کے باوجود اس کے پیچھے پڑھے ہوئے تھے۔۔۔۔

ادھار ایک ایسا جادو ہے، جو لیتا ہیں غائب ہو جاتا ہے 'سو میری طرف سے انکار ہے بیڑو۔۔۔۔۔۔۔ معتصم کو ادھار مانگتا دیکھ درید سب سے پہلے اسے منع کرتا دونوں ہاتھوں کو اٹھائے بولا جیسے نا جانے اس نے پہلے کتنی ہی دفع اس سے ادھار لے رکھا ہو۔۔۔۔

اور تجھے تو پتہ ہی ہے میں جہان سکندر کی طرح ایک غریب آدمی ہوں اس لیے میری طرف سے بھی کورا انکار ہی سمجھ۔۔۔۔۔۔۔ درید کا انکار سنتے معتصم کی نظروں کا رخ اپنی طرف ہوتا دیکھ حارث منہ پر غریبی والے تاثرات سجائے مسکینت سے گویا ہوا جس پر معتصم کا دل چاہا ان دونوں حرامیوں کو کچا چبا جائے جو یوں پرٹینڈ کر رہیں تھے جیسے ان دونوں کے علاوہ اس جہاں میں کوئی غریب ہی نہ ہو پر وہ بھی اچھے سے سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ صرف اسے زچ کر کے اپنے اپنے بدلے نکال رہیں تھے۔۔۔۔

تم جیسے دو چار اور غریب انساں پیدا ہو جائے نہ تو یہ ملک بک جائے "چل معتصم کچھ لے کرائے ان کی جنموں کی بھوک مٹانے کے لیے۔۔۔۔۔۔ فواد ان کے چہروں پہ چھائے جھوٹے غریبی کے ڈھونگ کو دیکھتے سر نفی میں ہلائے معتصم کا کندھا ہلایا بولا تو وہ ان پر ایک گہری غصے بھری نظر ڈالتے کیفیڑیا کی طرف بڑھتے فواد کے ہمقدم ہوا جبکہ پیچھے ان دونوں نے ایک ایک نظر ان کی پشت پر ڈالی اور ایک نظر ایک دوسرے پر پھر ایک فلک شگاف قہقہ اس خالی پڑے گرواونڈ میں

گونجا اور ساتھ ہی وہ آرام سے اس نرم گھاس پر دونوں بازوؤں کا تکیہ بنائے لیٹتے ان کی واپسی کی راہ تکنے لگے۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نہ اتے شبِ ہجراں تو کیا کٹتی فراز۔۔۔۔۔بجھ گئی آخر کو سبھی شمعیں چراغِ جاں سمیت۔

صبح کے سورج کی میٹھی کرنیں اب دوپہر کی تپیش زدہ کڑک دھوپ میں منتقل ہو چکی تھی۔ ہر کوئی اپنے مخصوص کام کی طرف لوٹ چکا تھا کیونکہ پیٹ کے دوزخ کو کسی بھی صورت بھرنا لازم تھا۔ بھوک غریب کی ہو تو اسے صرف عزت کے ساتھ دو وقت کی روٹی درکار ہوتی ہے مگر یہ ہی بھوک جب امیر کو لگتی

ہے نہ تو اسے مال و دولت کی حوس کی ہوتی ہے اور جب پیسے کی بھوک لگتی ہے نہ تو پھر وہ حلال اور حرام نہیں دیکھتی اسے بس خود کو مٹانہ ہوتا ہے پھر چاہے انسان اسے مٹانے کے چکر میں خود مٹ جائے یا کسی اور کو مٹا دے۔۔۔۔

بڑے سے کمرے نماں کیچن میں اس وقت مختلف قسم کی خوشبوؤں کے مرغولے اٹھتے کیچن کے کھلے دروازے سے باہر نکلتے پورے گھر میں آزادانہ پرواز بھر رہیں تھے۔وہاں موجود دو نفوس بڑے انہمکانہ انداز لیے بڑی پھرتی سے اپنا اپنا کام کرتے نظر آ رہیں تھے ایک چولہے پہ چڑھے پین میں چمچ چلا رہا تھا تو دوسرے کے ہاتھ بڑی تیزی سے کٹنگ بورڈ پر لیٹے کھیرے کے بڑے ظلمانہ انداز میں ٹکڑے کر رہیں تھے۔پین سے اٹھتا دھوا چولہے کے عین اوپر لگے ٹربو کی مدد سے باہر نکل رہا تھا جبکہ کچھ اپنا بچ بچاؤ کرتا کیچن کی سیر کو نکلا ہوا تھا۔۔۔

چکن کے لمبے لمبے پیس کٹ کرنا اور اولیوز کے گولائی میں۔۔۔۔۔۔کٹنگ بورڈ پر موجود اس معصوم نہاتے کھیرے کی لاش کے ٹکڑوں کو سفید ماربل کی پلیٹ میں طریقے سے سیٹ کرتی حورے بیگم اپنے پاس کھڑی رانی کو مخاطب کیے بولی جو کے چکن تکہ کی بوٹیوں کو چھری کی مدد سے ایک سائز میں کٹ

کرنے کے بجائے اسے الگ الگ قسم کی شیپ میں کٹ کر رہی تھی جسے دیکھتے انھوں نے اسے تنبہی کی۔۔۔۔۔

جی بیگم صاحبہ '۔۔۔ان کی ہدایت پر فورا سر ہلاتی وہ چکن کو لمبے رخ میں لیے طریقے سے کاٹنے لگی کیونکہ جس کے لیے یہ بن رہا تھا اسے چکن کا سائز بھی اپنی فیورٹ ڈش میں ایسا ہی پسند تھا۔ چکن کے بعد اس نے ایک پلیٹ میں الگ سے پڑے بلیک اولیوز کٹ کرنے تھے جو کہ اس سے بہت مشکل سے کٹتے تھے کیونکہ وہ چھری کے نیچے سے اپنی جان بچانے کی خاطر بار بار پھسلتے رہتے تھے اور ایسا صرف ہماری ملکہ برطانیہ کو لگتا تھا۔۔۔۔

چکن کو پاستا میں اچھے سے مکس کر کے اسے باؤل میں شیفٹ کرو اور اولیوز سے گارنیشنگ کر کے فروٹ چاٹ میں کریم مکس کرو۔۔۔۔۔۔ حورے بیگم سلاد کو سیٹ کر کے سائیڈ پہ رکھتی رانی کو پین میں موجود پاستا میں چکن ڈالنے کا کہتی اسے اب آگے کی ہدایت دیتی خود اب ایک باؤل میں تین انڈے شکر اور شوگر پاؤڈر کو ڈالتی الیکٹرک بیٹر سے انھیں مکس کرنے لگی تھی۔ آج صبح اپنی لاڈلی کے بھوکے پیٹ کالج چلے جانے کی وجہ سے وہ کافی پریشان ہوئی تھی کیونکہ ان کی

نخریلی بیٹی نے جلد مانا بھی نہیں تھا اور اوپر سے مترادف ان کے بھائی بھی خفا ہو چکے تھے جس کی وجہ سے وہ خود سے روٹھے لوگوں کے لیے ان کے پسند کے کھانے بنا رہی تھی تاکہ انھیں منا سکے۔

روحی کے لیے چکن کریمی پاستا جو کہ رانی باؤل میں ڈال کر اسے گارنیشنگ کر رہی تھی اور حورے بیگم اس کے فیورٹ چوکلیٹ براؤنیز بنا رہی تھی جن کا میکسچر تقریبا بن ہی چکا تھا اب بس اسے مولڈ میں شیفٹ کر کے بیک کرنا باقی تھا۔ سکندر ماموں کی فیورٹ مٹی کی ہانڈی میں مٹن کڑاہی تیار کی گیی تھی جبکہ فرقان ماموں کے لیے بنائی گئی سندھی بریانی دوسرے چولہے پر دم پر رکھی ہوئی تھی سیلڈ رائتہ سب کچھ تیار تھا بس انتظار تھا تو ان روٹھے لوگوں کا جن کی فکر میں وہ اپنے دو لاڈلوں کو بالکل فراموش کر چکی تھی جنھوں یہ سب اہتمام دیکھ کر جل بھن کر راکھ ہو جانا تھا۔۔۔۔۔

کچھ ہیلپ چاہی حورے۔۔۔ کیچن کی دہلیز پہ کھڑی زبیدہ مامی چولہے کی طرف پشت کیے کھڑی اپنی نند صاحبہ کو دیکھتی پوچھنے لگی جو کب سے رانی کو ہمراہ لیے

بس کیچن کی ہی ہو کے رہے گئی تھی ان دونوں کا داخلہ تو جیسے ممنوع کر دیا گیا تھا

شکریہ بھابھی 'بس ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ مولڈ میں براؤنیز کا میکسچر ڈالے وہ مولڈ کو دائیں بائیں سے پکڑے اسے ہلکا سا سلیب پر ٹیپ ٹیپ کر رہی تھی تاکہ براؤنیز اسپنج میں ببلز نہ بنائے۔ جب اپنے عقب سے ابھرتی آواز سنتی وہ نرم مسکراہٹ لیے ہلکا سا ٹرن ہوتے بولی اور واپس مڑتی اوون مٹ پہنے سیدھے ہاتھ میں براؤن میکسچر سے بھرا مولڈ اٹھائے اسے پہلے سے پری ہیٹ اوون میں منتقل کرتے اس کا ہیٹ ٹائیمر سیٹ کرنے لگی۔ رانی اب جلدی جلدی آٹے کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا رہی تھی تاکہ باہر گیے لوگوں کی واپسی سے پہلے پہلے چپاتیاں بنا سکے۔۔۔۔۔

چلو آو کچھ دیر پنکھے میں بیٹھو صبح سے گرمی میں گھن چکر بنی ہوئی ہو۔۔۔۔۔۔

ٹائیمر سیٹ کیے وہ رانی کو ایک دو اور ہدایت دیتی ان کے قریب ائی تو وہ ان کا ہاتھ تھامے باہر لاونج کی طرف لے جاتی احساس فکر مندی سے بولی تو وہ ان کی فکر کرنے کے انداز کو دیکھتی مسکراتی لاونج کی طرف ائی جہاں سبین مامی بیٹھی اپنا

کوئی ساس بہو والا ڈرامہ سریل بڑی محویت سے دیکھ رہی تھی۔وہ دونوں بھی ہمراہ اتی ان کے ساتھ بیٹھی اور ایل ی ڈی پہ چلتا وہ ڈرامہ ملحظہ کرنے لگی جس کی اسٹوری ہمیشہ سے ہی وہی گھسی پٹی ساس بہو کی لڑائی پر مبنی تھی۔

ناجانے کب ہمارے معاشرے میں یہ شعور ائے گا کہ ساس بہو بھی ماں بیٹی بن سکتی ہے نند بھابھی مل کر بہنوں جیسا رہے سکتی ہے اور کئی ہے جو رہتی بھی ہے مگر پتہ نہیں کیوں کچھ کے لڑائی جھگڑوں کو ہم سچ مان کر رشتوں کا تقدس پامال کرتے ہیں۔ماں جیسا رتبہ لیے ساس کو فساد تو بہن جیسی دوست کو گند بنا رکھا ہے یہ سب ہمارا نظریہ ہے اگر ہم اپنا نظریہ بدلے تو سسرال میں ہی ہمیں میکے جیسا ہر رشتہ مل جاتا ہے ماں کی شکل میں ساس، باپ کی شفقت بھرے درخت کی چھاؤں لیے سسر، بھائی کا مان رکھتا دیور، اور بہن جیسی راز دار نند۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یوں تو غلط نہیں چہروں کا تصور بھی مگر۔۔۔۔لوگ ویسے بھی نہیں، جیسے نظر اتے ہیں۔

وہ ترکش ایکٹر جیسی مشابہت لیے نوجوان بڑے غرور سے ناک کی سیدھ میں چل رہا تھا۔اس کے ایک ہاتھ میں پلیٹ سے تھوڑی بڑی ڈش تھی جس میں چار برگر فل تیار شیار مزے سے گراؤنڈ میں اڑتی پھرتی رنگ برنگ تتلیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے اپنے قریب انے والی موت سے بے بہر بنے بیٹھے تھے جبکہ اس کے دوسرے راڈو کی مہنگی گھڑی پہنے ہاتھ میں اس وقت چار الگ الگ قسم کی کولڈ رنک کی منی بوٹلز تھی جس نے بڑی مہارت سے ان کی گردنیں دبوچے رکھی تھی کہ ان بچاریوں کی چیخ تک نہیں نکل پائی تھی۔اس کے عین پیچھے اس کے قدم پہ قدم رکھے کے چلنے والا مشہور فلوپ سنگر بھی اپنی مغروریت کو لیے ہر لڑکی کو اگنور مارے بہت محتاط انداز میں چل رہا تھا کیونکہ اس کے دونوں ہاتھوں میں ڈیسپوزیبل پلیٹس تھی جن میں بروان پیاز کے تلے سے جھانکتی چکن بریانی بار بار اس کا دھیان بٹکاتی اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کر رہی

تھی مگر وہ بھی اپنے نام کا صرف ایک ہی تھا مجال تھی جو اس نے ایک بھی استحاق بھری نظر اس پر ڈالی ہو۔

اس کا دھیان اس وقت صرف و صرف اپنی منزل پر تھا جہاں پہنچتے ہی وہ اپنا صبر آزمانے والی اس چیز کو چھوڑنے والا نہیں تھا جس نے کیفیڑیا سے گروانڈ تلک کے سفر کو اس کے لیے کسی پل صراط سے کم نہ بنا دیا تھا۔ کیفیڑیا سے گروانڈ تک اتنے میں صرف پانچ سے چھ منٹ لگتے ہے مگر آج وہ چند منٹس معتصم شاہ کو صدیوں کے مترادف لگے تھے کیونکہ آج اس کے ہاتھوں میں اس کا پہلا پیار بڑی نرم نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا اسے اپیل کر رہا تھا اور وہ بے بس اپنی منزل تک پہنچنے کا انتظار کرتا اپنا صبر آزما رہا تھا۔

وہ ابھی اپنی مخصوص جگہ جس کا نام ان چاروں نے 'پیراڈائز پوائنٹ' رکھا ہوا تھا اس کے قریب ہی پہنچے تھے جب دائیں جانب بنے میتس ڈیپارٹمنٹ کے رش بھرے کوریڈور میں اسے اس چیونٹی کا گمان ہوا تو چلتے قدم ایک جھٹکے سے رکے کے اس کے قدم بہ قدم چلنے والا معتصم اگر محتاط نہ ہوتا تو سیدھا اتے اس کی کمر میں بجتا۔۔۔

اوئے پاگل ہے کیا'' ابھی تیری وجہ سے میری چکن بریانی زمین بوس ہو جاتی ۔۔۔۔فواد میں ٹھکنے سے پہلے وہ بر وقعت اپنے قدموں کو زنجیر کرتا اس کے کندھے سے کندھا مارتا غصے سے بولا کہ اگر خدانخوستہ اس کے پیار کو کچھ ہو جاتا تو وہ کیا کرتا۔۔۔۔۔

وہ دیکھ چیونٹی'۔۔۔۔۔اس بھکڑ کے ندیدے پن پر ایک سخت گھوری ڈالے وہ بوتلوں کی گردن دبوچے ہاتھ کو تھوڑا سا اوپر اٹھاتے کوریڈور کی سمت کیے بولا جہاں اسٹوڈنٹس کی آمدورفت جاری تھی۔۔۔۔

ارے ہاں یہ تو وہی بمبئی بریانی والی ہے' پر یہ رو کیوں رہی ہے۔۔۔۔حور کو ایک اور نئے لقب سے نوازتا وہ اس کے فیس ایکسپریشنز نوٹ کرتا سوالیہ انداز میں بولا جو نم آنکھیں لیے کندھے پہ لٹکائے بیگ پر ہاتھ کی گرفت سخت کیے تلاش کرتی نظروں سے ارد گرد شاید کچھ ڈھونڈ رہی تھی جو آتے جاتے اسٹوڈنٹس کے باعث مل نہیں رہی تھی۔۔۔۔

تو یہ لے کر جا میں آتا ہوں۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑی بر گرڈش اور کولڈ ڈرنکس کو اس کی طرف بڑھائے وہ بغیر اس کی طرف دیکھے بولا جو فواد کی بات پر اسے

تعجب بھری نظروں سے دیکھنے لگا تھا گویا دونوں ہاتھوں میں بریانی کی پلیٹس پکڑے وہ یہ سب کونسے سے اسٹینڈ پہ لٹکا سکتا تھا۔۔۔۔

سر پہ رکھ دے کیونکہ ہاتھوں میں تو جگہ نہیں ہے بیڑو۔۔۔۔۔طنز سے بھرا لہجہ لیے وہ اس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے بولا تو فواد نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی جو معصومیت سے اسے یہ سب اپنے سر پہ رکھنے کی آفر دے رہا تھا۔ پھر وہ اگے بڑھا اور وہی گروانڈ میں سنگی سمینٹ کی بینچ پر ڈش اور بوتلز رکھتا سیدھا ہوا۔۔۔۔

اب مینج کر لے گا۔۔۔۔۔۔سیدھے ہوتے وہ ہاتھ جھاڑنے کے انداز میں ایک تمسخر بھری نظر اس پر ڈالتا مطمین سا بولا تو مقابل خلس کر رہے گیا یہ سوچ کے وہ اب دو دو چکر لگانے والا تھا۔۔۔۔

ہماری کونسی بہن لگتی ہے جس کی مدد کرنے کو تو مرا جا رہا ہے۔۔۔۔۔فواد کی چوڑی پشت کو دیکھتے وہ ناک سکوڑتے ہوئے بولا تو وہ جو ڈیپارٹمنٹ کی طرف قدم بڑھا رہا تھا پل بھر کو رکا اور ذرا سی گردن ترچھی کیے بولا تو مقابل کا دل چاہا اس مغرور کا سر پھاڑ دے۔۔۔۔۔

میری تو نہیں البتہ تیری ضرور لگتی ہے (بہن)۔۔۔۔۔۔۔۔خوبصورت کٹاؤدار لبوں کو ایکطرفہ مسکراہٹ میں ڈھالے وہ مقابل کو تیلی لگانے کے انداز میں بولا تو معتصم نے اس کے بہن کہنے پہ جبڑے بھینچے جس پر وہ مسکراتا اس طرف بڑھا جہاں وہ اب بھی قدرے نیچے جھکتی کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔

جانتا ہوں کمینے کونسا تجھے خدمت خلق کا بخار چڑھا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔اس کی پیٹھ کو گھورتا وہ باآواز بلند چلایا پر وہ نو رسپونس کا بورڈ لگائے اپنی منزل کی طرف بڑھا رہا تھا جس پر وہ پیچ و تاب کھاتا اس ہی بینچ پر بیٹھا اور پینٹ کی جیب سے موبائل نکلتا حارث کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جتنی وہاں کی عوام بھوکی تھی نہ وہ یہ سب یوں چھوڑ کر جا نہیں سکتا تھا تبھی حارث کو یہاں بلانا صیح سمجھا۔۔۔۔

وہ اجیب سے انداز میں کوریڈور میں ہر طرف نظر دوڑاتی اگے بڑھ رہی تھی جب اچانک اسے اپنے کندھے پہ کسی کا مردانہ لمس محسوس ہوا جسے محسوس کرتے اس کا دل خوف کے زیر اثر ایک دم رکا کر پھر دھڑکا۔ نامحرم کے لمس پر وہ بدک کر مڑتی اس اجنبی کو دیکھنے لگی جس نے اسے گنہگار کرنے کی کوشش کی

تھی مگر وہاں کسی اجنبی کے بجائے شناسا چہرہ دیکھتے وہ مزید تھوڑا پیچھے کھسکی۔اس کی یہ حرکت دو آنکھوں نے بڑی غور سے دیکھی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے۔۔۔۔اس کی احتیاط بھری حرکت کو اگنور کیے وہ لہجے کو قدرے نرم کیے اس کے روئے روئے چہرہ کو دیکھتے پوچھنے لگا جو ہمیشہ کی طرح آج بھی پنک کلر کے حجاب کے ہالے میں گلاب جیسی شادابی لیے جاذب نظر لگا رہا تھا۔ بڑی بڑی جھیل جیسی آنکھیں رونے سے مزید خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

ووو''وہ مممم 'میرا۔۔۔۔۔۔فواد کے نرم لہجے میں پوچھنے پہ اس نے بامشکل اپنے امڈانے والے آنسوؤں کو حلق میں اتارتے بولنے کی کوشش کی مگر نم ہوتی آواز اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی۔کپکپاتے لب خود کو مزید رونے سے روکنے کی جدوجہد کرتے بے حال ہوتے نظر آ رہے تھے،سانولے پھولے نم گال رونے سے سرخ ہو رہے تھے مقابل بامشکل اس بلیک بیوٹی کے حسن سے نظریں چرا پایا تھا۔۔۔۔

کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔اس کے یوں رونے سے وہ یہ ہی اخذ کر پایا تھا کہ پہلے کی طرح اب بھی اریبہ یہ اس جیسی کسی اور پیسے کا گھمنڈ کرنے والی نے اس

کی انسلٹ کی ہوگئی کیونکہ پہلے والا واقع بھی درید نے اس کے جاتے ہی ان تینوں کے گوش گزرا کر دیا تھا جسے سنتے انھیں اریبہ پر کافی غصہ ایا تھا جس نے ان کا غصہ اس معصوم پہ اتار دیا تھا۔۔۔۔

تو پھر """"۔۔۔۔۔۔فواد کے پوچھنے پر وہ اپنا بھیگا گال صاف کرتی سر نفی میں ہلائے بولی جس پر وہ آئیبر واچکائے پھر اس کے رونے کی وجہ پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

میرا"ووو'ولٹ گگ'گم ہو"گیا ہے۔۔۔۔۔سر شرمندگی سے جھکائے وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو مڑوڑتی پلکوں میں اۓ آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتی اٹکتے لہجے میں بولی تو حور کی بات سمجھتے مقابل کے آئیبر واوپر کو اٹھے۔۔۔۔

کہاں گم ہو گیا'اور سر کو اوپر کروں یہ کیا بچوں کی طرح جھکائے کھڑی ہو ۔۔۔۔۔اس کے گم ہو جانے کی بابت سنتے وہ تھوڑے سخت سے لہجے میں بولا تو وہ مزید شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی اسے یوں مجرم کی طرح اپنے سامنے سر جھکائے کھڑا دیکھ وہ خوفت سے بھرے لہجے میں بولا تو وہ بچوں کی طرح ڈرتی فورا سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی مگر اس کی سنجیدہ بھری نظروں کا فوکس خود پر پاتے لمحے کے ہزراویں حصے میں آنکھوں پر سایہ فلگن پلکیں عارضوں پہ واپس جھکاتی وہ اب

رونا بھولے نروس ہونے لگی کیونکہ مقابل سے یوں فیس ٹو فیس بات کرنے کا یہ اس کا پہلا تجربہ تھا۔۔۔۔۔۔

وہ میرے بیگ 'میں تھا' ڈیورینگ دا لیکچر پین ڈھونڈتے میں نے " سارا سامان باہر نکالا تھا پر واپس اسے بیگ میں رکھا بھی تھا پر کیفیٹریا میں جا کے " لنچ کرنے کے لیے اسے ڈھونڈا تو 'بیگ میں نن 'نہیں تھا۔۔۔۔ دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسلتی وہ کنفیوزڈ سی ہوتی اپنے ساتھ ہوئے واقع کی ساری تفصیل اسے بتا رہی تھی جو وہ کوریڈور کی دیوار سے ہلکی سے ٹیک لگائے بڑی غور سے سن رہا تھا

۔۔۔۔

کلاس چیک کی پھر '۔۔۔۔ اس کی اتنی لمبی بات پر اس نے محض چار لفظوں کا ایک سوال پوچھا جس پر وہ سر نفی میں ہلا گئی تو اس کی دماغی حالت پر اس نے سر نفی میں ہلایا مطلب حد نہیں تھی والٹ کلاس میں گم ہوا ہے اور وہ یہاں کوریڈور میں اسے تلاش کرتی پھیر رہی تھی جیسے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے پاؤں سے چلتا یہاں تک ایا ہو گا۔۔۔۔

میں نے خود بیگ میں رکھا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب بھی یونہی اپنے اسٹیٹمینٹ پر پکی تھی۔۔۔۔

واٹ ہیپینڈ گائیز '۔۔۔۔۔۔ معتصم جو کہ کسی اسٹوڈنٹ کی ہیلپ کے ذریعے بینچ پر رکھے کھانے کے سامان کو لیے ان دو مخلوقوں کے پاس پہنچا تو فواد کو اس کے ساتھ نا پاکر درید نے اس کی غیر موجودگی کا سبب پوچھا جس پر وہ جلے دل کے ساتھ اس کی حرکت بتانے لگا کے کیسے وہ ایک کل کی لڑکی کی ہیلپ کرنے کے چکر میں اپنے بچپن کے دوست کو وہاں سنسان پڑے گرواںڈ میں تن تنہا اکیلا چھوڑ گیا۔ معتصم کے حور کی بابت بات کرنے پر درید ان دونوں سے اسکیوز کرتا حور کے ڈیپارٹمینٹ کی طرف بڑھا جہاں کوریڈور میں کچھ دور ہی وہ دونوں کھڑے نظر آگیا تو وہ ان کے قریب اتا پوچھنے لگا۔۔۔۔۔۔

میڈم کا والٹ گم ہو گیا ہے 'اس لیے روتی پھیر رہی ہے۔۔۔۔۔ اپنے قریب سے ابھرتی درید کی آواز سنتے وہ ترچھی سی نظر اس پر ڈالے حور کی طرف دیکھتے عام سے لہجے میں بولا پر نا جانے کیوں اس کا یہ لہجا مقابل کھڑی صنف نازک کو طنزیہ لگا تھا جبکہ فواد کے قریب کھڑے درید کو خود کی طرف دیکھتے وہ مزید

شرمندہ سی ہوئی کے وہ کیا سوچتا ہوگا کے جب بھی اس لڑکی سے ملنا ہوا ہے اسے روتا ہی پایا ہے۔۔۔۔۔

کتنی اماؤنٹ تھی والٹ میں '۔۔۔۔۔۔۔اس کی جھیل جیسی آنکھوں پر سایہ فگن گھنی گامژنوں کی نمی سے نظریں چرائے اس نے اپنی کان کی لو مسلتے پوچھا اب ان دونوں کی گہری نظروں کا ارتکاز وہ وجود تھا جو پہلے ایک کی نظروں سے بری طرح کنفیوزڈ ہو رہی تھی اور اب ایک اور اس جیسی نظروں میں اگئی تھی جس کی شہد رنگ آنکھیں اسے دنیا کی خوبصورت ترین آنکھیں لگتی تھی تو دوسری سرد گہرے سیاہ رنگ کی آنکھیں اسے اپنا تمسخر اڑاتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تت "تین ہزار '۔۔۔۔۔ان شہد رنگ آنکھوں سے آنکھیں ملا کر بات کرنے کی اس نے پوری کوشش کی تھی پر ان نظروں کی سنجید گی نے اسے اپنی نظریں دوبارہ جھکانے پہ مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔

اتنی رقم لے کر ائی تھی تو ایک عدد بوڈی گارڈ بھی رکھ لینا تھا۔۔۔۔اس کو اتنے سے پیسوں کو لے کر یوں کوریڈور میں کھڑا روتا دیکھ اسے ذرا اچھا نہیں لگا

تھا۔اس کے لیے بھلے ہی تین یا چار ہزار کی کوئی وقعت نہ تھی پر اس کے لیے تو تھی جس کی مہینے بھر کی محنت تھی وہ تین ہزار۔اس کے لبوں سے یہ تلخ جملعہ صرف و صرف اس کے یوں رونے کی وجہ سے ادا ہوا تھا مگر مقابل صنف نازک کو اس میں اپنے لیے ہمدردی کے علاوہ سب کچھ محسوس ہوا تھا اس کی تمسخر بھری نظریں 'غربت کا احساس 'اپنی تذلیل 'اس کا اپنے پیسوں کو لے کر گھمنڈ '

۔۔۔۔۔

ریلیکس ڈونٹ بی کرائے 'مل جائے گا۔۔۔۔۔۔فواد کی طنزیہ بات پر اس نے باخوبی نوٹ کیا تھا اس کا احساس سبکی سے سرخ ہوتا چہرہ تبھی اس کی شرمندگی کو کم کرنے کے لیے وہ اسے ہلکے پھلکے کرنے کو بولا جس پر اس نے سر ہلاتے اپنی نم گال صاف کیے۔۔۔۔۔

فادی تو جا میں حور کے ساتھ اس کی کلاس چیک کر کے اتا ہوں شاید وہاں سے مل جائے اگر کسی نے نہ اٹھایا ہو۔۔۔۔۔فواد کی طرف مڑتے درید اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے بولا تو وہ ایک سنجیدہ سرد بھری نظر حور پہ ڈالے درید کی بات ہلکا سے سر کو خم دیتا گروانڈ کی طرف بڑھا تو حور نے اس دیو کے جاتے ہی

ایک شکر بھری سانس خارج کی اور درید کی طرف لپکی جو کہ اس کی کلاس کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے اگے۔۔۔۔ ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے اگے

۔

سفید سنگ مرمر سے بنے اس وسیع ہال نماں کمرے میں اس وقت تقریباً تمام لائیٹیں جلتی سفید چمکتی ٹائیلز کو مزید روشن کر رہی تھی۔ کمرہ خوبصورت اور مہنگی ترین چیزوں سے ویل فرنیشنڈ وہاں رہنے والے شخص کی اعلی ذوقی کا منہ بولتا ثبوت تھا کمرے کے وسط میں درمیانی سائز کا ڈرک براؤن صندل کی لکڑی سے بنا ایک میز رکھا ہوا تھا جس کے ایک اگے دو آرام دہ صوفے ضرور کسی کلائینٹ کے بیٹھنے کے لیے رکھے گیے تھے۔ بائیں جانب گرے اور گولڈن کی

تھیم کا صوفہ سیٹ موجود تھا جس کے آگے ایک کانچ کے گول میز پہ مانچسٹر کے سالانہ فیسٹیول کا لہراتا گولڈن ڈریگن کا خوبصورت مجسمہ رکھا آفس کی خوبصورتی کو مزید ابھار رہا تھا۔ میز پہ اس وقت الگ الگ قسم کے رنگوں کی فائلوں کا ایک ڈھیر ترتیب سے رکھا ہوا تھا، اس کے قریب سال کا کلینڈر اور ایک اسٹینڈ واچ بھی رکھی ہوئی تھی جو کے دو بج کے دس منٹ کا ٹائم شو کروا رہی تھی۔ بائیں جانب منی پاکستانی جھنڈے کے ساتھ ایک پین ہولڈر موجود تھا جس میں دو پین تو اپنی جگہ پر موجود تھے پر ایک پین کا ہول خالی تھا اور اس ہول کا پین ایک فائل کے اوپر پڑا تھا جس کے ورق پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ میز کے درمیان میں سفید رنگ کا ایپل کا لیپ ٹوپ رکھا ہوا تھا جس کے کئی پیڈ پر کسی کی مردانہ انگلیاں بڑی برق رفتاری سے محو رقص تھی۔۔۔۔

کالے رنگ کی بڑی سی آفس چیئر پہ اس وقت وہ یونانی دیوتا اپنی تمام تر سنجیدگی اور خوبرو شخصیت لیے براجمان تھا۔ گھنے کالے بال اس وقت شکنوں سے بھری صبیحہ پیشانی پر بکھرے پڑے تھے جو کہ بار بار اڑتے پھرتے روشن اسکرین پہ جمی ان سیاہ آنکھوں پر اتے پردہ حائل کرنے کی کوشش کر رہیں تھے جس سے

اکتاتے وہ ہر تھوڑی دیر بعد ہاتھ کی مدد سے انھیں پیچھے کرتے واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو جاتے تو کبھی سیدھے ہاتھ کو روکتے فائل پہ پڑے پین کو اٹھا کر اس آدھے پڑے کورے غذا پہ قلم گھسیٹنے لگتے۔

بلیک پینٹ پہ آنکھوں کے ہم رنگ شرٹ پہنے جس کے اوپری دو بٹن کھلے ان کا کسرتی سینہ واضح کر رہیں تھے۔ کف کو کہینوں تک فولڈ کر رکھا تھا جس کے باعث چوڑے نسیں ابھرتے بازوؤں پہ سجے بال اپنی پرسنیلٹی نمایاں کرتے نظر ارہیں تھے۔ چوڑی کلائی پہ سجتی گوچی کی بلیک ڈائل والی گھڑی ان کی کلائی کی زینت بنی مزید مہنگی لگ رہی تھی۔ شرٹ اور پینٹ کا ہم رنگ کوٹ کچھ دور کھڑے بوک شیلف کے قریب اسٹیچو کو پہنایا ہوا تھا۔ پورے آفس میں چلتے اے سی کی خنکی میں بربری اسگنیچر پرفیوم کی مہک رچی بسی ہوئی تھی کہ کوئی بھی اندر اتا تو سب سے پہلے اس خوشبو کا شکار ہوتا جو بڑے مہارانہ انداز میں اپنا جال بچھائے بیٹھی تھی اور اگر کوئی خوش نصیب اس خوشبو سے جیسے تیسے بچ بھی جاتا تو وہ بڑی بیک والی چیئر پہ بیٹھے اس بے تاج شہزادے کو دیکھتے مارا جاتا جو اپنی مردانہ

وجاہت لیے بیٹھے صنف نازک کا نازک دل بند کردینے کا ہنر رکھتے تھے

۔۔۔۔

سر مے ائے کم ان "۔۔۔۔۔۔۔ہارون گلاس ڈور کو نوک کیے اندار انے کی اجازت طلب کرتا بولا تو وہ جو بڑی محویت سے اپنے کام میں گم تھے اس ڈسٹا بینسن پہ روشن پیشانی پہ لکیروں کا جال بچھائے دروازے کی سمت ہوئے جو بظاہر تو بند ہارون کے وجود کو چھپائے ہوئے تھے پر ان سیاہ عقاب جیسی آنکھوں سے چھپانے سے قاصر رہا تھا۔۔۔۔

کم ان "۔۔۔۔۔۔۔غصے کو ضبط کیے بڑی مشکل سے وہ دو لفظ بولے 'انھیں اپنے کام دوران اپنے ماں باپ کی بھی مداخلت پسند نہ تھی کجا کہ کسی آفس ممبر کی وہ برداشت کرتے۔گھر سے آفس تلک کے ہر ممبر کو پتہ تھا کہ آغا فارذ اپنے کام کو لے کس قدر اوبسیسڈ ہیں۔۔۔۔۔۔

سر سوری فور ڈسٹا بینس پر بات ہی کچھ ایسی تھی کہ مجھے اپ کو ڈسٹرب کرنا پڑا ۔۔۔۔۔اجازت ملتے ہی وہ ڈور دھکیلتا اندر داخل ہوا تو سامنے ہی سر دتا ثرارت لیے اپنے بوس کو خود کو گھورتا پایا تبھی سر جھکائے سزا ملنے سے پہلے ہی معزرت

کرتا اس بات پہ ایا جس کی وجہ سے اس نے آغا فارز کو ڈیورینگ داورک ڈسٹرب کرنے کی حماقت کی تھی۔۔۔۔۔۔

ایسی کونسی قیامت اگئی جو میرے منع کرنے کے باجود تم نے میرے کام میں دخل دیا۔۔۔۔۔۔ہارون کے بتانے پہ بھی ان کے تاثرارت میں رتی برابر فرق نہیں ایا تھا الٹا اس کی بات پر مزید ماتھے پہ شکنیں ڈالے وہ اس سے مخاطب ہوئے۔۔۔۔۔۔

سر وہ جو فورن ڈیلیکشیز ائی تھی ہماری کمپنی سے میٹینگ کرنے کے لیے پتہ نہیں کیسے پر وہ اب اعوان کمپنی کے ساتھ ڈیل کرنے کے خواہشمند ہے ۔۔۔۔۔۔اس نے تھوک نگلتے اپنی بات شروع کی جسے سننے کے بعد اسے پکا یقین تھا کہ مقابل پیپر ویٹ اٹھا کر اس کے منہ پہ دے مارے گے' پر یہ کیا ہوا جب وہ بولے تو ہارون کو اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔۔۔۔۔۔۔پین پکڑے انگلیوں سے انھوں نے اپنا ماتھا مسلتے پہلے خود کو کمپوز کیا اور پھر ہارون کے خیالوں کو جھوٹ ثابت کرتے اسے

جانے کو کہا تو وہ حیرت کی زیادتی سے پھٹی پھٹی نظروں سے مقابل کو دیکھنے لگا کہ کہی انھوں نے آج غلطی سے کوئی نشہ وشہ تو نہیں کر لیا۔۔۔۔

روکو۔۔۔۔وہ جو اپنی حیرت کو پینڈینگ پہ ڈالے موقع پاتے ہی یہاں سے بھاگنے کی کر رہا تھا اپنے پیچھے سے ابھرتی ان کی بھاری آواز پہ سانس روک گیا گویا نشے کا اثر صرف اتنا ہی طویل تھا۔۔۔۔

يي 'یس سر۔۔۔۔۔ بامشکل حلق سے پھسے پھسے سے یہ دو لفظ ہی نکل سکے

۔۔۔۔

یہ ڈیل کون ہینڈل کر رہا تھا۔۔۔ لہجہ کافی سراسر سا تھا مگر چہرے کے تاثرارت بالکل نورمل نہیں تھے۔۔۔

سر سفیان صاحب '۔۔۔۔۔۔ہارون نے ڈرتے ڈرتے آغا ابراہیم کے دوست کے بیٹے کا نام لیا جو اپنی قابلیت کے بجائے اپنے باپ کے نام کی وجہ سے آغا فارذ کے ساتھ کام کر رہا تھا۔۔۔۔

ان سے کہیں کے ڈیل نہ ملنے کی صورت میں پچاس ہزار کمپنی فائن اکاونٹس میں جمع کروا کے مجھے سے اپنا استعفی لے جائے۔۔۔ سیدھے ہاتھ کی دو انگلیوں

میں پین پکڑے اسے ہلکے ہلکے سے میز کی سطح پہ ٹیپ کرتے وہ چیئر کو دائیں بائیں جھلاتے سرد ٹھہراتے لہجے میں بولتے ہارون کا سانس خشک کر رہیں تھے کہ گویا اس کی غلطی پہ وہ اسے کیا سزا دینے والے تھے جس نے ایک ڈیل نہ ہونے کے باعث سفیان شیرازی کو کمپنی سے باہر نکل کیا تھا تو وہ اس معمولی سے سیکڑی کے ساتھ کیا کرنے والے تھے جس نے ان کے منع کرنے کے باوجود ان کی حکم عدولی کی۔۔۔۔۔

او'او کے سر۔۔۔۔۔۔اس نے جلدی سے سر ہلائے بھاگنے کی کی کہ کہی وہ اسے ہی نہ پکڑ لے۔۔۔۔

اور تم'۔۔۔۔۔وہ پاؤں دروازے کی سمت موڑنے والا ہی تھا جب ایک بار پھر ان کی آواز نے اسے قدم اٹھانے سے باز رکھا۔۔۔۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد دو ہزار بار 'سوری سر' لکھا ہوا نوٹ میرے ٹیبل پہ موجود ہونا چاہیے سمجھے۔۔۔۔اس کی طرف دیکھتے وہ ویسے ہی اپنی سابق پوزیشن میں بیٹھے اب اس کے حق میں سزا سن رہیں تھے جو کہ وہ سر جھکا کر سنتا شکر کر رہا تھا کہ بچت ہو گئی کم از کم نوکری تو نہیں گئی اور رہی بات دو ہزار بار لکھنے کی تو اسے

اس چیز کی عادت ہو چکی تھی وہ دن میں اتنی غلطیاں کرتا تھا کہ اس سے روز آغا فارذ کو پانچ سے چھ ایسے ہی سوری بھرے لیٹرز ملا کرتے تھے اور اب تو وہ اتنا پکا ہو گیا تھا کہ آفس میں غارغ وقت میں وہ اپنے بعد میں کام انے والے سوری پہلے سے ہی تیار کر لیا کرتا تھا۔ بس آج ہزار کے بجائے اسے دو ہزار کا ٹاسک ملا تھا ایک اس کے پاس پہلے سے تیار شدہ تھا بس ایک ہزار ہی اور مزید لکھنا تھا وہ ایسے ہی دل ہی دل میں خوش ہوتا آفس سے نکلا تو وہ بند دروازے پہ ایک نظر کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھوں کو ایک بار پھر کئی ڈالے واپس سے اسکرین بورڈ پہ پھسلنے کے لیے چھوڑ دیا۔ سیاہ عقابی آنکھوں کا مسکن اس وقت صرف و صرف روشن اسکرین پہ نظراتی درانی گروپس کی انفارمیشن تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پھر ہوئی شین۔ الف۔ میم خدا خیر کرے۔۔۔۔ ہاتھ میں اگیا پھر جیم۔ الف۔ میم خدا خیر کرے۔

ارے یار مجھے تو ایک تم لوگوں کی سمجھ نہیں لگتی آخر ضرورت ہی کیا تھی اس تین بال والی چیونٹی کی ہیلپ کرنے کی۔ تم دونوں رولز بھول رہیں ہو بیڈ بوائیز گینگ کا پہلا رول ہی ان شہد کی مکھیوں سے دور رہنا ہے جو ہر لڑکے کو دیکھتے اس سے چپکنے کی کرتی ہیں۔۔۔۔ وہ تینوں کب سے درید کا ویٹ کر رہیں تھے پر پتہ نہیں وہ حور کا والٹ ڈھونڈنے کے لیے کونسی خندق کھودنے بیٹھا گیا تھا کہ اب تک واپس نہیں ایا تھا اور اوپر سے حارث کی زباں سے ادا ہوتے لڑکیوں کی شان میں قصیدے فواد تنگ اگیا تھا اب اس سے جو ہر دو منٹ بعد اسے گینگ کے رولز بتا رہا تھا جو محض اس نے یہاں بیٹھے بیٹھے ہی لکھے تھے۔۔۔۔۔۔۔

حارث کین یو شٹ یور موتھ فور آوایل'۔۔۔۔۔۔ بلا آخر وہ تنگ ائے جھنجھلاتا ہوا لہجہ لیے حارث کی طرف بیزاریت بھری نظر ڈالتے بولا اور ایک نظر سب سے لاپراوہ لاتعلق بنے بیٹھے معتصم پہ ڈالی جو درید پہ دو حرف بھیجے چیکن بریانی سے دو دو ہاتھ کرنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

ایک یہ ہے کمینہ جسے یاروں کی نہیں صرف اپنی پیٹ کی پڑی ہے"۔۔۔۔۔۔

فواد پہ جب زور نہ چلا تو حارث اپنے پنجھے جھاڑتا اس بار معتصم کے دوالے ہوا تو

اس نے لیگ پیس منہ میں ڈالے سر کو اٹھائے معصومیت سے بھری نظر حارث پہ ڈالی' گویا جب وہ شیر قابو نہیں ایا تو مجھ جیسے معصوم سے خرگوش کے پیچھے پڑ گیا

" بلڈی وولف

بھوک لگی ہے تو کیا کروں میں مر جاو' میری کوئی فیلینگز نہیں ہے۔۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے جن کانچ جیسی آنکھوں میں معصومیت تھی اب وہی وہ خونخوار تیور لیے آدھی کھائی لیگ پیس کو پلیٹ میں رکھے حارث کے مقابل ائے بولا جبکہ فواد ان دونوں سے بے بہر بنا بیٹھا وہ راہ تک رہا تھا جہاں سے اس شیطان نے انا تھا جو بڑا باپ بنتا حور کا پرس ڈھونڈنے ایسے نکلا تھا جیسے شہر میں اب تک کی ہوئی پرس اسنیچینگ کے کیس وہ ہی صول کرتا ایا تھا۔۔۔

تیری صرف ایک فیلینگز ہے اور وہ ہے کرِیئوینگ "۔۔۔۔اس کی پلیٹ میں سے ایک بڑا چمچہ بریانی کا بھرتا وہ اپنے منہ میں ڈالتا بولا جبکہ اس کی بات اور اس کی حرکت پہ شاہ صاحب کا دل کیا اس ڈیش انسان کا منہ توڑ دے جو اس کے کھانے کو نظر لگائے بیٹھا تھا۔۔۔

سالے میرا انتظار تو کر لیتا پہلے ہی ٹھوسنے بیٹھ گیا ہے۔۔۔۔۔۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھسائے درید ان کی طرف ایا تو معتصم کو بریانی سے انصاف کرتا دیکھ سر نفی میں ہلائے بولا جس پہ معتصم کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔۔۔

ہم سمجھے تو چیونٹی کے ساتھ ڈیٹ پہ گیا ہے۔۔۔۔۔۔ اس کے طنز کو محسوس کرتے معتصم نے بھی دل جلادینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو بدلے میں اس نے آنکھیں نکالتے اپنے پیچھے اشارہ کیا جہاں سے وہ سست روی کے ساتھ درید کے مقابل آن ٹھری تھی۔۔۔۔۔۔

والٹ مل گیا۔۔۔۔۔ نظریں اس کے حجاب سے ڈھکے سر پہ ٹیکائے اس نے بظاہر سوال درید سے پوچھا تھا۔۔۔۔

ہاں مل گیا محترمہ نے بر گر والے اسٹول کے قریب گرادیا تھا وہ تو شکر انکل نے اٹھا کر رکھ لیا ورنہ آجکل کون اتنا ایماندار ہوتا ہے۔۔۔۔۔ فواد کے قریب ہی گھاس پہ بیٹھتے درید نے حور کی طرف مسکرا کر دیکھتے بتایا تو بدلے میں وہ بھی اپنی کم عقلی پہ خفیف سا مسکرا گئی۔۔۔۔۔

آؤ ہمارے ساتھ لنچ کرو۔۔۔۔۔۔اس کو کھڑا دیکھ درید نے اسے اپنے ساتھ لنچ کرنے کی آفر دی تو باقی ان تینوں نے گھور کر اسے دیکھا جو ضرورت سے زیادہ ہی اس معمولی لڑکی کے پیچھے فلیٹ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

نو تھینکس 'اپ کا شکریہ میری ہیلپ کرنے کے لیے۔۔۔۔۔۔۔وہ نرم سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس کی طرف دیکھتی بولی کیونکہ وہ اب زیادہ ان چار ہیروز کے سامنے کھڑی نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

اٹس مائے پلیژر لٹل گالر 'بٹ یو ویل ہیو ٹو لنچ ود آس "اینڈ پلیز ڈونٹ بی شائے معتصم کو اپنا بھائی ہی سمجھے۔۔۔۔۔اس کے شکریہ کہنے پر وہ لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ سجائے اسے اپنے ساتھ لنچ کرنے کو فورس کرنے لگا جبکہ اس کی جھجھک محسوس کرتے درید نے کولڈ رنک کی بوتل لبوں سے لگائے معتصم کی طرف اشارہ کیے کہا تو وہ جو بوتل منہ کو لگائے سکون سے گھونٹ گھونٹ بھر رہا تھا درید کی بات کان میں گھستے ہی منہ میں اسٹور کولڈ رنک کسی فاؤنٹین کی مانند نکلتی سامنے بیٹھے حارث کی پینٹ بھگو گئی سکون پل میں غارت ہوا تھا۔۔۔۔

کمینوں تم لوگوں کے ساتھ مسئلہ کیا ہے جہاں کوئی خوبصورت لڑکی نظر آتی ہے اسے اٹھا کر میری بہن کیوں بنا دیتے ہو 'سوری براؤنی پر میں خوبصورت لڑکیوں کو قطعی بہن نہیں بناتا البتہ تم حارث کی بہن ضرور بن سکتی ہوں ۔۔۔۔۔۔ درید کے کندھے پہ دھموکا جڑتے وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں بولا اور ساتھ اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکتی حور کی طرف متوجہ ہوئے وہ قطعیت بھرے لہجے میں بولتا اسے حارث کی بہن بنے کی آفر دے گیا مطلب صاف تھا بہن کی کوئی گنجائش نہیں تھی ۔۔۔۔۔۔

وائے نوٹ ویسے بھی مجھے گالر فرینڈز بنانے میں کچھ خاص دلچسپی نہیں ہے 'اور بہن میری ہے نہیں ۔۔۔۔۔ معتصم کی طرف معنی خیزی سے دیکھ کر مسکراتا وہ حور کی طرف نرم نگاہوں سے دیکھتے بولا ساتھ تھوڑا اگے کی طرف ہوتا اس کے حجاب سے کور سر پہ شفقت سے بھرا ہاتھ رکھ گیا تو وہ جو بچپن سے ایک بھائی کے سایہ سے محروم رہی تھی پل میں اس کی سرمئی آنکھوں کے اگے دھند چاہی تھی

۔۔۔۔

بہنااس بھکڑ کو اگنور مارنا یہ شروع سے ہی ایسا ہے (حارث کا اشارہ معتصم کے کھانے کی طرف تھا جو کہ ایک بار پھر ویسے ہی شروع ہوا تھا جیسے ابھی کھانا اسٹارٹ کیا ہو) جبکہ معتصم کی طرف دیکھتے وہ نم آنکھوں سے مسکائی جو منہ میں لیگ پیس ڈالے خونخوار نظروں سے حارث کو گھور رہا تھا دریداور فواد بھی اب وقفے وقفے سے اس سے چھیڑ خانی کر رہیں تھے جس کے جواب میں وہ اینٹ کے بجائے پتھر مار رہا تھااور حوران چاروں کی بے مثالی دوستی دیکھتی مسکرا رہی تھی آج سے پہلے اس نے ایسی دوستی کی جھلکیاں کہاں دیکھی تھی بھلا۔ان چاروں کے ساتھ اس کے وجود کو یوں بیٹھا دیکھا دو آنکھیں غصے سے جلنے لگی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

روگ عمر نہیں دیکھتے۔۔۔بس لگ جایا کرتے ہیں۔

کالی اندھیری رات نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ایسے میں وہ نیم اندھیرے میں ڈوبا کمرہ بھی کھڑکی سے باہر نظر اتے اندھیرے کے مترادف لگ

رہا تھا جسے چاند کی چاندنی بھی کم کرنے سے قاصر تھی۔ کمرے میں جلتے لیمپ کی زرد مدھم روشنی میں کوئی وجود ڈریسنگ اسٹول پہ بیٹھا دھندلے شیشہ میں اپنا اندھیرے میں ڈوبا عکس دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہاں سے صرف اس کی پشت نظر آرہی تھی جس پر لہراتے بالوں پہ کالی ناگن کا گماں ہو رہا تھا۔ کندھے پہ ڈالے بالوں کی لٹ میں سفید مومی ہاتھ میں تھما ہیر برش بڑی سست روی سے اپنا کام کر رہا تھا جیسے یہ کام اگر احتیاط سے نہ ہوا تو بگڑ جائے گا۔ بالوں کی حدود خاتم ہوتے ہی وہ چلتا ہاتھ یکلخت رکا اور وہ برش جو کچھ دیر پہلے ان کالی گھٹاؤں سے نبرد آزما تھا اب اس کا رخ ان جھیل جیسی اداس آنکھوں کی طرف تھا جن کا پیشہ خیمہ تھی۔۔۔۔ میں چھائی خاموشی ایک انے والے طوفان

وہ اداس گہری آنکھیں جو نا جانے خود میں کتنے غم اور دکھ چھپائے ہوئی تھی ان کا مسکن اس وقت برش میں اٹکے وہ ٹوٹیں بال تھے جو جڑوں سمیت اب اس سے اکتائے یو ٹوٹتے تھے جیسے اس کا معصوم دل ہر اپنے عزیز کے دئے گے زخم پہ ٹوٹتا تھا۔ مگر وہ نازک لڑکی تو پھر ہر نئی صبح اپنے کرچی ہوئے دل پہ پیوند لگا کر خود کو جوڑنے کی کوشش کرتی تھی تو یہ بال کیوں نہیں واپس خود کو جوڑنے کی تگ و

تدو کرتے پر شاید اب ان کی قوت برداشت ختم ہو چکی تھی اور جس دن اس کی بھی برداشت خاتم ہوتی وہ بھی ان ہی کی طرح بے جان ہوتی ٹوٹتی چلی جائے گئ جس کے بعد جڑنے کی امید مفقود ہو گئ۔۔۔۔

جھیل جیسی آنکھوں میں سناٹوں جیسی خاموشی لیے وہ یک ٹک کنگھے میں الجھے اپنے ریشمی بال دیکھ رہی تھی جن کی کئیر کے لیے وہ دن میں کتنے جتن کیا کرتی تھی پر آج وہ بے بس سی نگاہوں سے انھیں یوں جڑوں سمیت اترتا دیکھ بھی مجبور تھی جن کی کھوکھلی ہوتی جڑوں کے ساتھ اس مضبوط لڑکی کی بھی جڑیں کمزور ہونے لگی تھی۔ان پر سے نظریں ہٹائے اس نے ایک بار پھر شیشے میں ابھرتا اپنا دھندلہ عکس دیکھا اور سفید مومی ہاتھ کو حرکت دئے اپنے سر کے قریب کرتی نہایت نرم انداز میں اپنے بال چھونے لگی جیسے اگر ان کے ساتھ زرا برابر بھی سختی برتی گئی تو وہ مزید ٹوٹتے چلے جائے گے۔ لمبی مخروطی انگلیوں کے نیچے اسے ریشمی تاروں کے ساتھ ساتھ سر کی جلد بھی واضح محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

تمہارے اس پاماما کے جنگلات میں تو جوئیں بھی راستہ بھٹک جاتی ہو گئ

۔۔۔۔دور کہی کانوں میں ایک مانوس سی آواز کی بازگشت ہوئی تو ضبط کرتی

آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹتا اس کے روئی جیسے گال پہ پھسلتا چلا گیا اور پھر یہ سلسلا رکا نہیں تھا ایک کے بعد ایک شفاف موتی جھیل کے کناروں سے بہتے بے مول ہوتے جا رہیں تھے۔ کپکپاتی انگلیاں ابھی تک اپنے بالوں کے لمس کو محسوس کر رہی تھی جیسے وہ بہت جلد یہ احساس کھو دینے والی تھی۔ بہتی آنکھوں کے اگے شیشہ میں ابھرتا عکس اب مزید دھندلا ہوتا اندھیری رات میں چھائی دھند کی نظر ہونے لگا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کال کوٹھڑی جیسے کمرے میں اکیلی اپنی ہارتی ہوئی زندگی کا سوگ منا رہی تھی کہ دماغ میں کہی دور کسی نے اسے شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہونے کا احساس دلایا۔۔۔۔۔

" لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا

کہہ دو میرے ان بندوں سے جو ہار گیے ہیں میں کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ نہیں ازماتا "

(سورۃالبقرۃ 286)

ذہن کے پردے پہ کچھ مہینوں پہلے پڑھی گئی آیات لہرائی تو درد سے پھٹتے دل پہ ان لفظوں سے ٹھنڈی پھوار اپڑتی ہوئی محسوس ہونے لگی بے سختا سر دپڑتے

ہاتھوں نے اپنے بھیگے گال صاف کیے اور ایک آخری نظر شیشہ میں نظر آتے اپنے عکس پہ ماری جو پہلے کی طرح اب دھندلہ نہیں بلکہ صاف و شاداب نظر آرہا تھا جسے دیکھتے اس کے پپڑی زدہ لب مدھم مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ اپنے پیروں پہ وزن ڈالتی اٹھی اور الماری کی طرف بڑھی۔اسے کھولتے ہی اس کی نظر وہاں ہینگ شدہ رنگ برنگی حجاب 'ز پہ پڑی جن کے رنگ اس کی بے رونق زندگی کو نکھارنے کا سبب بنتے تھے۔ہاتھ میں تھم کر وہ ان کی نرماہٹ کو محسوس کرتی سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

دنیا میں موجود ہزاروں کتابوں میں سے واحد قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جسے غلاف چڑھایا جاتا ہے کیوں! کیونکہ وہ اللہ کے محبوب نبی کی محبوب کتاب ہے، رحمت والے نبی کی رحمت سے بھری کتاب ہے، پاک نبی کی مقدس کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے سپرد لیا ہے، کڑوڑوں اربوں عمارتیں ہونے کے باوجود کالی کملی صرف خانہ کعبہ کی زینت ہے کیوں! کیونکہ وہ اس محبوب باری تعالیٰ کا پاک گھر ہے جس کی ذات بے عیب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔۔۔۔

تو ایسے ہی دنیا میں ہزاروں مخلوقات ہونے کے باوجود پردہ صرف عورت کی ذات کے لیے ہی کیوں مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ وہ کسی کی عزت ہے کسی کی آبرو ہے کسی کی ماں ہے تو کسی بیٹی اور عورت تو ہے ہی سراسر چھپانے والی چیز پھر چاہیے وہ کسی بھی روپ میں کیوں نہ ہو۔۔۔ وہ یونہی ٹہلتے ٹہلتے ایک کمرے کے اگے سے گزر رہی تھی جب اندر سے اتی کسی کی شیریں بھرے لہجے میں ادا ہونے والے لفظوں نے اس کے چلتے قدم زنجیر کیے۔۔۔۔

ایک مسلمان لڑکی کو اس بات کا ادرک ہونا چاہیے کہ وہ مسلمان ہے۔ وہ اس نبی کی امت میں سے ہے جن کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال تک کسی انسان و جن نے تو کیا کسی فرشتے نے بھی نہیں دیکھے تھے جو بلا ضرورت گھر سے کبھی نہیں نکلی تھی اور اگر کبھی نکلی بھی تو خود کو جنت کی سیاہ چادر میں ایسے چھپا کر نکلتی تھی کوئی ان کے سر کے بال سے لے کر پاؤں کے نخن تک بھی نہ دیکھ سکے۔ یہ حال تھا ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اور ایک حال ہماری اس جاہلانہ سوچ لیے ان عورتوں کا ہے جو عورت مارچ کی آڑ میں خود کو حواس زدہ بھیڑیوں کے لیے گوشت کے لوتھڑے بنا کر پیش کرنا چاہتی ہے کوئی ان سے پوچھنے والا

ہو تو پوچھے آخر انھیں کسی بات کی آزادی چاہی۔ باپ کے سایہ سے یا بھائی جیسے حفاظت دار سے یا شوہر جیسے عزت کے رکھوالے سے جس کی غیر موجودگی میں یا اس بات سے کہ ماں کے نام پر جو تم اس کے گھر کی اور اس کی عزت کی امین ہو تمہارے قدموں تلے رتبہ رکھا گیا آخر وہ کس چیز سے آزادی چاہتی ہے۔۔۔۔

ارے احسان معنوں فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بابا محترم کا جو اس دور میں عورت کے حق کے لیے کھڑے ہوئے تھے جب عرب میں بچیوں کی پیدائش ہوتے ہی انھیں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، جب عورت کو پیر کی جوتی سے بھی زیادہ حقیر سمجھا جاتا تھا اگر تم ساری زندگی بھی سجدے میں رہ کر ان کا شکر گزر کرتی رہو تو بھی ادا نہیں کر پاؤ گئ۔۔۔۔ان کی ساحرانہ دلکش آواز پورے کمرے گونجتی سکوت پیدا کر رہی تھی پتہ نہیں ان کی باتوں اور ان کے الفاظوں میں ایسے کونسا جادو تھا کہ باہر کھڑی اس لڑکی کے رونگھٹے کھڑے ہو رہیں تھے۔ آنکھیں ساکت سی سامنے دیوار گیر شیشہ میں نظر اتے اپنے عکس پہ ٹھہری ہوئی تھی جو ڈوپٹہ نامی چیز سے بالکل نابلد تھا۔۔۔۔

لڑکیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کوئی عام نہیں ہے ان کی خوبصورتی اتنی ارزاں نہیں کے اسے ہر کوئی دیکھے۔اس خوبصورتی کے قابل صرف وہی ہے جسے اللہ نے اپ کے لیے چنا ہو گا۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہے اور خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے۔۔۔۔۔اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھ کو اٹھا کر اپنے دل کے مقام پہ رکھا جس کی رفتار آج معمول سے زیادہ تیز چل رہی تھی۔سرخ ہونٹ دبائے وہ اپنی امڈانے والی سسکیوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی جب ان کے یہ الفاظ اس کے کانوں میں گونجے تو اسے لگا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں پگھلتا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو کہ پاک مرد صرف پاک عورتوں کے لیے تھے ان عورتوں کے لیے جن کا ظاہر و باطن صاف تھا جو اللہ کی خوشنودی کے لیے وہ سب کچھ کرتی تھی جو اس کا احکام ہوتا تھا تو کیا وہ جو خود بھی اتنی خدا سے دور ہو گئی تھی کہ اس کے نصیب میں ایک خبیث مرد اتا رحمن کے رحم سے دور ہوتا تو وہ اس کی کیا رہنمائی کرتا۔یہ سوچ اتے ہی اس کے آنسوؤں لڑیوں کے مانند اس کے گال بھگوتے چلے گے۔۔۔۔۔

پر میم کچھ خواتین کہتی ہے کہ حیا آنکھوں میں ہونا ضروری ہے پردے سے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔وہاں بیٹھی ایک لڑکی نے بیان کرتی معلماء کو مخاطب کیے آجکل بہت زیادہ کہنے والا جواب کہا تو باہر کھڑی لڑکی کی سماعتیں بھی ان کے جواب کی طلبگار ہوئی۔۔۔۔

اگر دنیا میں موجود سارے مرد اندھے بھی ہو جائیں تو تب بھی عورت پہ پردہ واجب ہے' میں اپ کو حضور کے زمانے کی ایک بات بتاتی ہوں کہ ایک بار آپ ﷺ کے پاس ان کے ایک نابینہ صحابی ملنے کے لیے ائے تو آپ نے تمام پاک بیبیوں کو اندر جانے کا حکم دیا جب وہ صحابی چلے گیے تو بیبیوں میں ایک بی بی آکر آپ ﷺ سے پوچھتی کے حضور وہ صحابی تو نابینہ تو آپ نے ہمیں اندر جانے کو کیوں کہا' ان کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کے بی بی وہ اپنی قوت بینائی سے محروم تھا اپ تو نہ تھی جتنا گناہ ایک مرد کو ایک نا محرم عورت کو دیکھنے پہ ملتا ہے اتنا ہی گناہ عورت کو ایک نا محرم مرد کو دیکھنے پہ ملتا ہے اور میں نہیں چاہتا تھا کے آپ گنہگار ہو۔۔۔۔۔۔اس لڑکی کے پوچھے گے سوال کا جواب مقابل نے

بڑی خوبصورتی سے دیا تھا کہ سمجھنے والوں کو سمجھ آجائے اور جو سمجھنا ہی نہ چاہتے ہو ان کے لیے قرآن کی کھلی دلیلیں بھی ناکافی ہوتی ہے۔۔۔۔

میں نے ایک جگہ کچھ سنہری الفاظ پڑھے تھے جنھیں پڑھنے کے بعد وہ اقعی ہی میرے لیے انمول موتی ثابت ہوئے تھے انھیں پڑھنے سے پہلے میں پردہ نہیں کرتی تھی اور شرائعی پردہ تو دور کی بات تھی مگر ان کے بعد نا صرف میں پردہ شروع کیا بلکہ اب میں اپنی جیسی بہت سی عورتوں اور بچیوں کو پردے کی خوبصورت دعوت دیتی ہوں "آج بھی جب میرے ذہن کے پردے پہ وہ لفظ ابھرتے ہے تو میرے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آنکھوں سے اشک خوبخود جاری ہو جاتے ہے۔وہ لفظ یہ تھے کہ "اے بنت حوا ذرا سوچو کہ اس دن کیا ہو گا جب قیامت کے روز حضرت فاطمہ زہر پوچھے گئ کہ کیا میرے بابا کا دین اتنا مشکل تھا کہ تم پردہ نہ کر سکی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مزید بول رہی تھی پر باہر کھڑی اس لڑکی کا سیاہی میں ڈوبا دل نور مصطفیٰ کے نور سے چمکتا روشنیوں سے منور ہو چکا تھا اب اسے مزید کسی دلیل یہ کسی آیت کی ضرورت نہیں تھی اور 'بے

دل اللہ بدلنا چاہے اس کے لیے کوئی بھی کسی بھی روپ میں وسیلہ شک جس کا بن جاتا ہے۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں کھولی اور ہاتھ میں پکڑے حجاب کو پہلے ہونٹوں سے چوتی اپنی آنکھوں سے لگ گئی۔ جو آنکھیں کچھ دیر پہلے اپنے اکیلے پن کو محسوس کرتی بھیگ رہی تھی اب وہ اپنے رب کے ساتھ ہونے پہ مسکا رہی تھی۔ دھیرے سے ایک سفید رنگ کے حجاب کو ہینگر سے نکال کر اپنے سر پہ اوڑھتی وہ وضو بنانے کی نیت سے واش روم کی طرف بڑھی۔ اس کے جاتے ہی کمرے میں چاہی نور کی روشنی ایکدم ماندپڑی اور کمرہ ایک بار پھر نیم اندھیرے کی نظر ہو گیا۔ اس ہی اندھیرے میں نظر دیوار پہ لگی گھڑی پہ پڑی جو ٹک ٹک کرتی چار کا ہندسہ دیکھا رہی تھی 'تو وہ تہجد گزر بن گئی تھی کسی نا محرم کی محبت میں نہیں بلکہ اپنے اللہ اور اس کے محبوب کے عشق میں گرفتار ہو کر اسے اب نہ اس مٹی سے بنی دنیا کی چاہ تھی نہ یہاں کی بے لباس کرتی محبت کی اسے کی خوشنودی مل گئی جس کی چاہ تھی وہ اسے مل چکا تھا اسے اللہ اور اس کے نبی

تھی اور جو اس بے وفا دنیا میں کہی کھو چکا تھا اس کا وعدہ اس کے رب نے کر لیا تھا

۔۔۔۔

" مَافُقدَ بلارض ؕ یوُستَردُ بالسِماء "

جو کچھ اس زمین پر کھو گیا ہے جنت میں مل جائے گا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! زخم جو دِکھتے نہیں، وہ دُکھتے بہت ہیں

وہ دونوں کندھے پہ بیگ لٹکائے جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو کیچن سے اٹھتی انواع قسم کے پکوانوں کی گھر بھر میں پھیلی خوشبو نے ان کے قدم پتھر کیے اور کھانے پینے کے شوقین داؤد سکندر اور حیدر فرقان کی بھوک چمکی۔۔۔۔۔

یار آج کچھ زیادہ ہی خوشبوئیں نہیں پھیلی ہوئی جیسے کوئی ارہا ہو۔۔۔۔۔۔۔

خالی پڑے صاف چمکتے لاونج اور سٹینگ ائیرے پہ ایک طائرانہ نظر دوڑاتے حیدر نے کیچن سے اٹھتی لزیز کھانوں کی خوشبوؤں کو محسوس کرتے اپنے اندر امڈتا خدشہ پیش کیا۔۔۔۔۔

ہو سکتا ہے بھنڈی کے رشتے کے لیے کوئی ارہا ہو کیونکہ دور کے عزیزواقارب تو ہمارے ہے نہیں جن کے لیے یہ اہتمام کیا جائے۔۔۔۔داؤد نے بھی حیرانی بھری نظر اطراف میں ڈالتے بیچ میں اپنی ہی منطق پیش کی جیسے اگر گھر صاف ہو یا کھانے اچھے بنے ہو تو کوئی مہمان یا رشتے والے ہی آ رہیں ہو۔۔۔۔۔

اگر ایسا ہو جائے تو قسمے مزہ ہی آجانا ہے۔۔۔۔۔مرحا کے رشتے کی بابت سنتے حیدر کی باچھیں کھلی، کہ چلوان کے سر کی بلا آخر کوکسی اور کو برباد کرنے چلی تھی۔۔۔۔۔

چل پھر اس خوشی میں اپنے دشمن کی خوشی حرام کرتے ہے۔۔۔۔کندھے پہ سے پھسلتے بیگ کو جھٹکے سے واپس اس کے مقام پہ سیٹ کرتے وہ آنکھوں میں

روحی کا عکس لیے لبوں پہ شیطانی سی مسکراہٹ لیے گویا ہوا تو حیدر سر ہاں میں ملاتا اس کے ہمقدم اپنے کمروں کی طرف بڑھے ۔۔۔۔۔

رانی ٹیبل لگاؤ ۔۔۔۔۔۔ سبین مامی سڑھیاں اترتی نیچے ائی تو سامنے ہی ملکہ الزبتھ کو ڈائینگ کی کرسی پہ بیٹھا موبائل یوز کرتا دیکھ اسے کھانا لگانے کا بولتی خود بھی اس کی مدد کو آئی تو وہ بھی جلدی سے فون رکھتی کیچن کی طرف بھاگی

۔۔۔۔۔

بھابھی روحی آگئی" ۔۔۔۔۔۔ حورے بیگم نماز پڑھ کر باہر ائی تو انھیں ڈائینگ پہ نیپکین سیٹ کرتا دیکھ پوچھنے لگی کیونکہ اس کے انے کا ٹائم تو ہو چکا تھا پر وہ حسابِ عادت آج لاونج کے صوفے پہ نڈھال سی گری ہوئی نہ تھی ۔۔۔

ہاں اگئی کمرے میں ہے 'اور پیار سے بات کرنا خبر دار اسے ذرا سا بھی ڈانٹا ۔۔۔۔۔ ہر چیئر کے اگے پلیٹ اور چمچہ وغیرہ سیٹ کرتی وہ انھیں اپنی لاڈلی کا بتانے لگی جس پہ وہ سر ہلاتی سڑھیوں کی طرف بڑھی جب پیچھے سے ان کی تنبی کرتی آواز پہ مسکرا کر سر ہلاتی سڑھیاں چڑھنے لگی ۔۔۔۔

وہ کمرے کا دروازہ دھکیل کر اندر آئی جہاں وہ یونہی یونیفارم میں ملبوس بیڈ پہ الٹی ہو کر لیٹی موبائل چلا رہی تھی لمبے بال اب چٹیاں سے آزاد یونہی کھلے بیڈ پہ پڑے تھے جبکہ بیگ کتابیں اور اسٹولز وغیرہ بیڈ پہ بکھری ہوئی تھی۔۔۔

روحی چینج کیوں نہیں کیا ابھی تک '۔۔۔۔۔۔بیڈ پہ بکھری اس کی کتابوں کو اٹھا کر ارینج کرتی وہ انھیں اسٹڈی ٹیبل پہ رکھتی پوچھنے لگی ساتھ ہی بیگ اٹھا کر چیئر پہ رکھا پر وہ یونہی اپنی پہلے والی پوزیشن میں رہی جسے دیکھتے وہ مسکرائی مطلب ناراضگی زیادہ تھی۔۔۔۔۔

میری جان ماما سے ناراض ہے۔۔۔۔۔اس کے سرہانے بیٹھتی حورے بیگم پیار سے اس کے بکھرے بال سمیٹتے پوچھنے لگی تو وہ اس بار بھی بغیر جواب دئے ان کی گود میں سر رکھ گئی۔۔۔۔

ماما شرمندہ ہے جاناں پلیز اپنی ماما کو معاف کر دو۔۔۔۔اس کی چمکتی پیشانی کو چومتے وہ اس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتی افسردہ سی بولی تو وہ اپنی روشن آنکھوں کو اٹھائے ان کے چہرے کو خفاگی سے دیکھنے لگی جس پہ انھوں نے جھک کر وہ

گرے نگینے چومے جنھیں دیکھ کر انھیں اپنے مرحوم شوہر کی شدت سے یاد اتی تھی۔۔۔۔

اٹس اوکے ماما بٹ آئیندہ اپ ہمیں یوں نہیں ڈانٹے گئی اور کدو اور بندر کے سامنے تو بالکل بھی نہیں آفٹر اورل ہماری بھی کوئی عزت ہے۔۔۔۔ان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتی وہ انھیں تاکید کرتی بولنے لگی جبکہ آخر میں داؤد اور حیدر کا احوال دیا گیا تھا جس پہ وہ مسکراتی سر ہلا گئی۔۔۔۔

اوکے پرومس۔۔۔۔اسے سینے سے لگتی وہ اس کے بالوں پہ لب رکھتی بولی تو اس نے بھی مسکراتے ان کے گرد اپنا حصار کھینچا۔وہ زیادہ دیر کسی سے بھی ناراض نہیں رہ سکتی کیونکہ اسے ناراض ہونا اتا ہی نہیں تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ مبین منزل کے مکینوں نے کبھی اسے ناراض ہونے ہی نہیں دیا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ذرا سی بات پہ محسن ' بھیگو لیتے ہو آنکھوں کو۔۔۔ سنو ایسا نہیں کرتے زمانہ پیچ کھائے گا

ہمیشہ کی طرح وہ چاروں آج بھی اپنے مخصوص مقام پہ حاضر کسی پانچواں کا انتظار کر رہیں تھے جی ہاں آج کئی سالوں بعد ان چاروں کی ایک دوسرے کو لے کر اوور پوزیسیو یاری میں کوئی داخل ہوا تھا وہ بھی ان کی خوشی کے ساتھ تو مطلب وہ نفوس شاید ان کے لیے پہلے سے ہی خاص تھا یا اب بن گیا تھا جو بھی تھا اب وہ بھی ان کا ساتھی تھا جن کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا کئی لوگوں کی خواہش تھی اور ایک ایسی ہی خواہش کی مالک پیسے کا گھمنڈ لیے وہ اریبہ بھی تھی جس کے لہجے میں اپنے باپ کا غرور بولتا تھا مگر ان کے سامنے اس کی یا اس کے پیسے کی کوئی وقعت نہیں تھی۔۔۔۔۔

انتہا ہو گئی انتظار کی آئی نا کچھ خبر میرے یار کی '۔۔۔۔۔ گرے پینٹ پہ وائٹ شرٹ پہنے جس کے بازو ہمیشہ کی طرح کہنیوں تک چڑھائے ہوئے تھے اس کے ساتھ وائٹ ہی اسنیکرز پہنے خوبرو شخصیت کے ساتھ معتصم شاہ ٹانگ پہ

ٹانگ چڑھائے بیٹھا یونہی گنگنایا تو حارث نے گھور کر اسے دیکھا جس کی تنبیہی کرتی نظروں کو دیکھتے مقابل نے فورا سے پہلے اپنی لائین بدلی۔۔۔۔۔۔

مطلب تیری بہن کی"۔۔۔۔حارث کی گھوری کو دیکھتے وہ فورا پٹڑی پہ ایا تو وہ ایک ہنکارا ابھرتا واپس نظریں ہاتھ میں پکڑے موبائل پہ کر گیا جس پر وہ حور کے نمبر پہ ٹیکسٹ کر رہا تھا فواد اس کے سامنے جبکہ درید معتصم کے سامنے بیٹھا تھا۔ روز کے بر عکس آج انھوں نے کیفیٹیریا والے چھوٹو کو کہہ کر اپنے پر اڈائیز پوائنٹ پہ کچھ دیر کے لیے پانچ کرسیوں کے ساتھ ایک عدد ٹیبل کا بھی اضافہ کروالیا تھا۔۔۔

اسلام وعلیکم '۔۔۔۔ہلکے آسمانی رنگ کا لونگ کرتا جس کے دامن پہ ہینڈ پینٹنگ کے فلاور بنے ہوئے تھے اس کے ساتھ سفید پلازو پہنے سر پہ سفید حجاب اور کندھے پہ شرٹ کے ڈایزائن کا اور ینگزا کا ڈوپٹے ٹیکائے وہ کافی سوبر اور ڈیسنٹ لگ رہی تھی کہ ان چاروں کی نظر اٹھی تو ٹھر سی گئی۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام '۔۔۔۔۔بھائی ہونے کے ناطے سب سے پہلے حارث نے ہوش کرتے نہایت آدب سے اس کے سلام کا جواب دیا تو باقی تین بھی خجل سے ہوتے جواب دینے لگے۔۔۔۔۔

سوری فور لیٹ ایکچیولی مجھے اپنی کلاس میٹ سے کچھ نوٹس لینے تو اس لیے دیر ہو گئی۔۔۔۔حارث اور درید کے درمیان میں پڑی کرسی وہ بغیر کسی جھجھک کے سنبھالتی اپنے لیٹ انے کا بتانے لگی تقریبا تین دن سے وہ لوگ روز اکٹھے لنچ کرتے تھے وہ ان سے کافی حد تک فرینک ہو چکی تھی کیونکہ وہ ویسے تو بالکل بھی نہیں تھے جیسے اپنے حلیے سے ظاہر کرواتے تھے اور کچھ ان کا اس کو عزت سے مخاطب کرنا بھی حور کو کافی اچھا فیل کرواتا تھا۔۔۔۔

نیو رمائینڈ براؤنی 'یہ ڈبے میں کیا ہے آج پھر کچھ بنا کے لائی ہو۔۔۔۔۔فون کو سائیڈ پہ ڈالتے وہ اس کے ہینڈ بیگ کے قریب پڑے وائٹ اور پنک کلر کا امتزاج لیے ٹیفن کو دیکھ کر چہکتے ہوئے پوچھنے لگا تو بدلے میں حور ہلکا سا مسکرائی

۔۔۔۔۔

میں نے منع کیا تھا نہ کچھ لانے کو'۔۔۔۔۔۔۔اسے آج پھر کچھ لاتا دیکھ حارث خفا ہوتے بولا وہ روز گھر سے کچھ نہ کچھ ان کے لیے بنا کر لاتی تھی جس کو دیکھتے سوائے معتصم کے ان تینوں نے منع کیا تھا مگر وہ آج پھر کچھ لے ائی تھی

۔۔۔۔۔۔

میری ماما ایک ہوم شیف ہے اس لیے جو بھی آڈر ہوتا ہے تو وہ میں کچھ زیادہ بنا لیتی ہوں اپ لوگوں کے لیے اپ لوگ بھی تو میرے بھائی ہی ہے۔۔۔۔۔۔

حارث کے خفا ہونے پہ وہ خفیف سا مسکراتی مدھم سے لہجے میں بولتی کسی کو دل و جاں سے پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

صرف اس کی۔۔۔۔۔۔اس کے بھائی کہنے پہ سب سے پہلے معتصم نے اس کو ٹوکتے ہاتھ کی انگلی سے حارث کی طرف اشارہ کیے کہا تو وہ مطلب سمجھتی لب دباتے مسکرا گئی اور اس کی اس حرکت پہ مقابل کے دل نے کروٹ سے لی تھی

۔۔۔۔۔۔

اس گول سی شے کو آخر کہتے کیا ہے۔۔۔۔۔۔معتصم نے ٹیفن کھولا تو اس کے اندر براؤن گول جیسا کچھ تھا جو بسکیٹ سے قدرے بڑی بڑی تھی۔۔۔۔۔

یہ میٹھی ٹیکیاں ہے (جو زیادہ تر کونڈوں کی نیاز میں بنا کرتی ہے پر ہمارے گھر وہ فرمائش پہ بنتی ہے)۔۔۔۔۔۔ تھوڑا سا آگے کو جھکتے اس نے میز پہ رکھے بوکس میں سے ایک خستا سی ٹیکی اٹھتے بتایا جو کہی سے لائٹ تو کہی سے تھوڑی ڈراک بروان سی تھی اور کہی کہی ان پہ تل بھی لگے ہوئے تھے۔۔۔۔

ہاں جب ہم چھوٹے تھے تو ہماری دادی بنایا کرتی تھی یہ۔۔۔ فواد ایک ٹیکی اٹھائے اس کا معائنہ کرتا پر سوچ اور سنجیدہ سا لہجے لیا بولا تو حور نے حیرت سے اس مغرور شہزادہ کی طرف دیکھا تین دن میں یہ پہلی بات تھی جو اس نے اس سے ڈائریکٹ کی تھی۔ایش براؤن پینٹ پر ہاف سلیویس پولو کی کریم شرٹ پہنے ، بالوں کو جیل سے اچھے سے سیٹ کیے خوبصورت تیکھے نقوش اور اپنی خم دار لمبی پلکیں (جو حور کو ہمیشہ جیلیسی فیل کرواتی تھی کہ لڑکی ہونے کے باوجود اس کے پاس کیوں نہیں تھی ایسی پلکیں) لیے ہمیشہ کی طرح مصری شہزادہ لگ رہا تھا جس کے دیکھنے اور بات کرنے کے انداز کو دیکھتے وہ اسے دیکھتی ہی رہے جاتی تھی۔

بلاشبہ وہ چاروں ہی خوبصورت تھے مگر وہ خوبصورت ترین تھا اور ایک اس کے لہجے میں ابھرتا کمبخت انگلش کا ایکسنٹ اسے مزید مغرور بناتا تھا۔۔۔

ویسے براؤنی تم یہ (حجاب) کیوں کرتی ہو۔۔۔۔۔۔ٹیکیوں سے بھرپور انصاف کرتا معتصم اس کے چہرے کے گرد لپیٹے اس سفید ہالے کی طرف انگلی سے سرکل کی شیپ میں اشارہ کرتا کریوسٹی کے باعث پوچھنے لگا کیونکہ پوری یونی میں شاید اس نے یہ پہلی ہی لڑکی دیکھی تھی حجاب میں۔۔۔۔۔

کیونکہ میں اس میں خود کو محفوظ سمجھتی ہوں۔۔۔۔نرم مسکراہٹ سے لبوں کا احطاطہ کیے اپنے حجاب کو وقار سے چھوتی بولی تو اس کے جواب پہ مقابل نے ستائشی انداز میں ائیبروریز کیے۔۔۔۔۔

تو عبایا کیوں نہیں لیتی۔۔۔۔۔ہاف بچی ٹیکی کو واپس ٹیفن میں ڈال کر ٹیشو سے اپنے ہاتھ صاف کرتا دریداتنی دیر میں پہلی بار بولا تھا۔۔۔۔

اس کے لیے پہلے خود تیار کرنا پڑتا ہے اور وہ شاید میں ابھی تک ہوئی نہیں ہو۔۔۔۔۔اپنا مخصوص بچوں جیسا معصوم لہجا لیے وہ ٹیفن کا ڈھکن واپس بند کرتی بولی تو اس کے یوں کرنے پہ معتصم نے منہ بنایا۔۔۔۔۔

عبایا کے لیے" ۔۔۔۔۔اس کی بات پہ وہ تھوڑا حیرت سے بولا بھلا عبایا پہننے کے لیے بھی خود کو تیار کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔

نہیں لوگوں کے ججمینٹس بھرے کمینٹس کے لیے۔۔۔۔۔۔یہ کہتے ہوئے وہ افسردہ سی مسکرائی تھی۔۔۔ابھی میں ٹائٹ پینٹ پہ فیشن کے نام پہ کوئی بیہودہ سی شرٹ کے ساتھ ڈھیر اسارا میک اپ کر آؤنگی تو دیکھنا کتنی آنکھوں میں میرے لیے ستائش ابھرے گئ کتنے لبوں سے میرے لیے تعریفی بھرے جملے ادا ہونگے اور یہی اگر میں نقاب کے ساتہ عبایا پہن آؤں تو تعریف کرتے لبوں سے میرے لیے حاجن اور مولانی جیسے جملے نکلے گے ستائش بھری نظروں میں میرے لیے تمسخر امڈ ائے گا جس کے بعد میں دل برداشتہ ہوتی پردہ چھوڑ دونگی

۔۔۔۔۔

مگر پردہ کوئی مذاق تھوڑی ہوتا ہے یہ تو حضرت فاطمہ زہر کی چادر کا صدقہ ہے جسے ایک بار پہن کر اتار دیا جائے تو یہ اس کی بے حرمتی کہلاتی ہے اور میں تو پہلے ہی گنہگار بندھی ہو مزید گناہوں کا بوجہ نہیں اٹھا سکتی۔۔۔ٹہر ٹہر کے وہ بڑے خوبصورت انداز میں بولتی پردے کی اہمیت بتا رہی تھی جسے سنتے وہ لڑکے ہونے کے باوجود مرعوب ہونے لگے تھے۔۔۔

اور جس دن میں نے ہمت کر کے یہ چادر پہن لی اس کے بعد کسی نامحرم سے بات تو کیا کسی نامحرم کو دیکھنا بھی مجھ پہ حرام ہو گا۔۔۔۔ایک نظر ان چاروں پہ ڈال کر بولتی وہ نا چاہتے ہوئے بھی بہت کچھ ان پر آشکار کر گئی تھی جس کے بدلے میں انھیں برا لگنے کے بجائے خوشی محسوس ہوئی تھی کہ وہ واقعی ہی دین اسلام کی شہزادی ثابت تھی۔۔۔۔۔

ڈونٹ وری لٹل پرنسس یہ بھائی ہے نہ تمہارے پردے کی حفاظت کرنے کے لیے۔۔۔۔اس کی اتنی اچھی باتیں سن کر حارث کو پراؤڈ سا فیل ہوا تھا تبھی کھڑے ہو کر اس کے سر پہ شفقت سے بھرا ہاتھ رکھ کر کہتا وہ اسے ایک بھائی کا مان بخشش رہا تھا،اور اچھا تو ان تینوں کو بھی لگا تھا پچھلے چار سالوں میں ان لوگوں نے اس یونی میں صرف وہ بے حیا بولڈ لڑکیاں ہی دیکھی تھی جو اپنے جسم کی نمائش کرتی خود لڑکوں کو دعوت عام دیتی تھی اور آج ایک یہ ملی تھی جو بظاہر تو صرف سر کو ڈھانپے ہوئی تھی مگر اس کے دل کے ارادے بہت جلد اپنے ناخن تک چھپا لینے کے تھے جس میں اللہ اس کا ساتھ بھی دینے والا تھا اور بے شک 'وہ جسے چاہے ہدایت دے'۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بات کے اندر کی بات کو سمجھنے کے لیے۔۔۔۔ذات کے اندر کی ذات سے رابطہ ہونا ضروری ہے۔

کھانے سے فارغ ہوتی وہ تھریٹر روم میں ائی تاکہ وہ اپنی ترکش سیریز دیکھ سکے مگر دروازہ کھولتی وہ اندر ائی جہاں پہلے سے ہی فواد، تراب، حیدر اور داؤد بیٹھے نیٹ فیلیکس پہ کوئی ویب سیریز دیکھ رہیں تھے۔۔۔۔فل گرے اور بلیک کومبینیشن لیے وہ وسیع کمرہ ہر جدید چیز سے آراستہ تھا۔سامنے والی دیوار پہ بڑا سا پروجیکٹر لگا ہوا تھا جہاں کوئی ایکشن سین چل رہا تھا۔اس کے بالکل سامنے دو تھری سیٹرز صوفہ رکھے ہوئے تھے جن کے اگے دو کانچ کے ٹیبلوں پہ اس وقت مووی دیکھتے لوگوں کے لیے کئی لوازمات رکھے ہوئے تھے۔ان کے عقب میں لائن میں سات آرام دہ سنگل صوفے رکھے ہوئے تھے جو کہ صرف گھر کے بڑوں کے لیے مخصوص تھے۔مدھم روشنی میں چلتے ائے سی کی خنکی اور پروجیکٹر

پہ چلتے سین کی جگمگ کرتی روشنیاں بالکل تھریٹر جیسا ماحول پیدا کر رہی تھی

چلے مرد حضرات بہت ہو گیا اب ہمارا ٹائم ہے ------ ایک جلاتی ہوئی نظر داؤد اور حیدر پہ ڈالتی وہ مغرورانہ انداز میں چلتے آ کر پروجیکٹر کے عین سامنے سینے پہ دونوں ہاتھوں کو باندھے کھڑے ہوتے بولی تو وہ جو فل موڈ میں بیٹھے خود کو فلم کے اداکار ہی سمجھ رہیں تھے مرحا کی بے وقت انٹری پہ اپنی اوقات میں واپس لوٹے------

بھنڈی کیا مسئلہ ہے آخر۔کیوں ہماری فلم کا ولن بنے سامنے کھڑی ہو-----

سب سے پہلے ہمیشہ کی طرح داؤد سکندر کی چنگھاڑتی ہوئی آواز مرحا یوسف سے جواب طلب ہوئی تھی----

ہیلو شاید تم بھول رہیں ہو کہ اب ہماری باری ہے ڈرامہ دیکھنے کی-----کمر پہ ایک ہاتھ رکھے وہ مقابل کے چیخنے کو اِگنور کرتی بولی'ہمیشہ کی طرح وہ آج بھی اپنے اوور سائز ٹراؤزر کے ساتھ حمزہ کی ایک ٹی شرٹ پہنے ہوئی تھی جو کہ وہ بھی اس کے گھٹنوں تلک آ رہی تھی وہ اپنے کپڑوں سے زیادہ حمزہ کے کپڑے پہنا پسند

کرتی تھی، بالوں کا گردن پہ جھولتا میسی سا جوڑا بنا رکھا تھا جس میں سے کچھ چھوٹے بالوں کی لٹیں اس کے چہرے پہ جھول رہی تھی، پاؤں میں تراب کی سوفٹی چپل اڑا سے جو کہ اسے کافی بڑی بھی تھی پر پھر بھی وہ یہ چپل پہنے اس ڈھیلے سے حلیہ میں کیوٹ سی بچی لگ رہی تھی۔۔۔۔وہ کھڑی اب بھی ان کی فلم کے اگے تھی تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور باقی وہ تین فلم کی لڑائی چھوڑے اب اپنے سامنے چلتا یہ لائیو دنگل دیکھتے ساتھ پوپ کارن سے بھی لطف اندوز ہو رہیں تھے

۔۔۔۔۔۔

پر ابھی ہماری فلم تھوڑی سی رہتی ہے تو ویٹ کرو۔۔۔۔۔صوفے سے اٹھ کر وہ اس کے مقابل اتے بولا اور ساتھ کہنی سے اس کا بازو پکڑتے اسے پروجیکٹر کی حدود سے باہر کھڑا کرتا واپس اپنی نشست پہ ایا تو اس نے اپنا چھوٹا سا ناک غصے سے چڑھایا جسے دیکھتے دو جانثار نظروں نے اس کی نظر ہی نظر میں نظر اتاری

۔۔۔۔۔

تمہاری اس فضول سی فلم کے لیے ہم اپنے یمن کو ویٹ کروائے نو نیور داؤد سکندر۔۔۔۔۔۔اس کے اگے ٹیبل پہ پڑے پروجیکٹر کے کنٹرولر کو اچکتی وہ

قطعیت بھرے لہجے میں بولی اور ان سب کو اگنور کیے وہ اب اپنے پسندیدہ ٹرکیش ایکٹر کین یمن کا ڈرامہ لگانے میں مصروف تھی۔۔۔

یمن 'کون یمن۔۔۔۔۔ حیدر جو اس نام سے ناواقفیت رکھتا تھا سوالیہ انداز لیے اس کی پیشت کو دیکھتے پوچھنے لگا جو اپنا ڈرامہ لگا چکی تھی جبکہ داؤد کو اس کے خلاف کوئی سخت کاروائی کرنے سے تراب کی موجودگی نے روک رکھا تھا

۔۔۔۔۔

ہمارا پہلا پیار '۔۔۔۔۔ تراب اور فواد کے بیچ پڑی خالی جگہ کو سنبھالتی وہ اپنی اٹرکیشن کو جان بوجھ کے پیار کا نام دے گئی تو داؤد اور حیدر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

تمہیں شرم نہیں اتی بھائیوں کے سامنے یوں کھلم کھلا اپنے پیار کا اظہار کرتے ہوئے۔۔۔پل میں خود کو دشمن کہنے والے بھائیوں کی انا جاگی تھی تبھی اس کی طرف دیکھتے حیدر غصے سے بولا اور پوپ کارن کے باؤل سے کچھ مٹھی میں لیتے اس کی طرف اچھالے اور داؤد نے پاس پڑا کشن اچھالا جو کہ بروقت تراب اگے ہاتھ بڑھاتا کیچک کر گیا۔۔۔۔۔۔۔

بھائیوں 'فادی بھیا اور تابی بھیا کو سچ میں ذرا سا بھی برا نہیں لگا ہو گا ہے نہ بھیا'

ز۔۔۔۔لبوں پر ایکطرفہ مسکراہٹ سجائے وہ معصومیت سے پہلے تراب اور پھر فواد کی جانب دیکھتے پوچھنے لگی جس پہ ان دونوں نے بھرپور سنجیدہ تاثرات سجائے نہ میں سر ہلایا تو وہ دونوں اس کی بات پہ خلستے واپس نظریں پروجیکٹر پہ ٹیکا گیے جہاں اب ٹرکش ایکٹر کین یمن کا کوئی ڈرامہ چل رہا تھا جبکہ وہ اب آرام سے دونوں پاؤں ترچھے کیے صوفے پہ بیٹھتی سر تراب کے کندھے پہ رکھ گئی جس پہ وہ دھیمہ سا مسکراتا اس کے سر میں ہاتھ چلانے لگا۔تراب کے ساتھ اس کا بیٹھنا اور اس کا اس کے سر میں انگلیاں چلانے مست تھا۔۔۔۔۔

وہ آرام سے تراب کا لمس اپنے سر میں محسوس کرتے گہرے رنگ آنکھوں کا مسکن وہ تیکھے نقوش والا شخص بنایے ہوئے تھی جو اپنے لائٹ براؤن بالوں کی پونی کیے گلے میں لٹکتی چین ڈالے نہایت ہینڈسم لگ رہا تھا۔وہ محویت سے اس ڈرامے میں کھوئی ہوئی تھی جب اسے اپنے پیروں کے تلوں پہ کچھ رینگتا سا محسوس ہوا تو اس نے ذرا سی نظروں کا رخ پھیرے اپنے پیروں کی سائیڈ دیکھا

جہاں فواد صوفے کی بیک پہ ہاتھ رکھے بظاہر خود کو ڈرامے میں گم دیکھا رہا تھا مگر وہ اس کے ہاتھ میں وہ چیز دیکھ چکی تھی جسے سے وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔

تابی بھیا دیکھیے یہ ہمیں تنگ کر رہیں ہے۔۔۔۔ مصنوعی بھنوئیں اچکائیں وہ تراب کی طرف دیکھتی اوورلوڈ معصومیت سے بولی تو اس کی بات پہ تراب نے فواد کی طرف دیکھتے گھورا جو کہ اس کی گڑیا کو ڈیورینگ ڈاڈرامہ تنگ کر رہا تھا جس کے بدلے میں وہ اس میسنی پہ ایک کڑک دار گھوری ڈالتا اپنے موبائل میں بزی ہو گیا اپنے آغا جان اور تابی بھیا کے ہوتے وہ یونہی لاڈ کیا کرتی تھی جبکہ ان کی غیر موجودگی میں مرحا یوسف خود کو تنگ کرنے والوں کو پورا پڑتی تھی۔ وہ دونوں پورپ کارن کھاتے اب مرحا یوسف کے کرش کین یمن کو دیکھتے اس میں سے گن گن کے کیڑے نکال رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ اداس اداس سے بام دور، یہ اجاڑ اجاڑ سی راہ گزر !

اٹھ گیا میرا شیر " کیسی طبعیت ہے اب۔۔۔۔اونچا قد اور چوڑی بوڈی بلڈرز جیسی بوڈی لیے وہ روز کے برعکس آج کیجول ڈریس پہنے ہوئے تھے، کالے سلکی بال شکنوں والے ماتھے کو چھپائے ہوئے تھے، آنکھوں میں سرخی لیے وہ سڑھیاں اتارتے نیچے ائے تو صوفے پہ بیٹھ کر ڈرامہ دیکھتی مہتاب مامی اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھتے پوچھنے لگی جو دھیمی چال چل کراتے صوفے پہ آن بیٹھے تھے

۔۔۔۔

شکر اللہ کا " اب بہتر ہے۔۔۔۔۔ہاتھ کی مدد سے بالوں کو واپس ان کی جگہ پہ سیٹ کرتے وہ دھیمی سی مسکان لیے بولے تو انھوں نے دل ہی دل میں اپنے خوبصورت بیٹے کی نظر اتاری جو ہمیشہ خود کی ذات سے غافل رہتے تھے۔۔۔۔

پہلے کچھ کھالو آغا 'بھوکے پیٹ اس مضر صحت کو پی کر مزید بیمار پڑنا ہے کیا۔۔۔ مامی نے انھیں سگریٹ جلاتے دیکھ ٹوک تو وہ اپنی ماں کی فکر مندی پہ بغیر کچھ کہے بوکس سے نکالی گی سگریٹ واپس رکھ گیے۔۔۔۔

کیا بنواؤں تمہارے لیے۔۔۔۔وہ صوفے سے اٹھ کر پاؤں میں چپل اڑاستی پوچھنے لگی آج وہ عادت کے برخلاف آفس سے جلدی لوٹ ائیں تھے وجہ ان کے

سر کا درد تھا جو آج کچھ زیادہ ہی ہو رہا تھا۔ آفس سے آ کر وہ کچھ دیر ریسٹ کرتے ابھی نیچے ائے تھے۔۔۔۔۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں میں ذرا اپنی گڑیا سے ملنے جا رہا ہوں تو وہی کچھ کھا لونگا۔۔۔۔۔ صوفے سے اٹھ کر وہ ان کے روبرو کھڑے ہوئے بولے اور موبائل وغیرہ جیب میں ڈالتے داخلی دروازے کی طرف بڑھے۔۔۔۔

اس سے کہنا میں ناراض ہوں اتنے دن سے چکر جو نہیں لگایا۔۔۔۔۔ان کو جاتا دیکھ مہتاب مامی نے پیچھے سے ہانک لگائے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتے گیٹ کے باہر کی تین چار سڑھیاں اترنے لگے۔۔۔۔۔

کہاں تھی تم "۔۔۔۔۔ وہ مزے سے اپنا ڈرامہ مکمل کر کے تراب کی سنگت میں تھریٹر روم سے باہر نکلتی لاونج میں ائی تو سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی تسبیح کرتی حورے بیگم کی تیز وارننگ کرتی آواز پہ اس نے معصومیت سے بھرے منہ پہ مزید معصومیت سجاتے ان کی طرف دیکھا۔۔۔

تھریٹر روم میں بیٹھی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ان کے ساتھ بیٹھا داؤد بول پڑا جس پہ اس نے ایک گھورتی نظر اس پہ ماری جو اپنی فلم نہ مکمل ہونے کا بدلہ اس کی ماں کے کان بھرتا نکال رہا تھا۔۔

نماز پڑھنے کا کہا تھا نہ تمہیں تو ڈرامہ کس سے پوچھ کر دیکھا'۔۔۔۔۔۔چہرے پہ غصہ والے تاثرات سجائے وہ اپنی اس ڈرامے باز اولاد کی طرف دیکھتے پوچھنے لگی جو ہمیشہ کی طرح معصوم بنے کا ناٹک کرتی انھیں تراب کی نظر میں ظلم ماں ثابت کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

جی وہ' ہم جا ہی رہے تھے۔۔۔۔ایک کھا جانے والی نظر وہ خود کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے داؤد پہ ڈالتی ان کی طرف دیکھ کر منمنائی۔۔۔۔

تمہاری عقل گھاس چرنے گئی ہے کیا ہے اب اس وقت کون سی نماز پڑھنے چلی ہو'۔۔۔اس کی بات پر ان کا غصہ مزید بڑھا تو اس بار وہ اسے اچھے سے لتاڑتی بولی جس نے ان کا غصہ بڑھتا دیکھ ہڑبڑاتے ہوئے ایک نظر گھڑی کو دیکھا جو مغرب کے بعد اور عشاء کی نماز سے پہلے کا ٹائم دیکھا رہی تھی۔ٹائم دیکھتے اس نے اپنی امڈ اتی مسکراہٹ کو روکنے کے لیے لب دبائے۔۔۔۔

اسلام و علیکم '۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے حورے بیگم اسے ڈھیٹائی سے ہنستا دیکھ اپنی چپل اتارتی تبھی داخلی دروازے سے کسی مانوس آواز میں کیے گیے سلام کو سنتی وہ ساکت ہوئی توان کے ساتھ ہی وہاں موجود باقی نفوس بھی حیرت کی زیادتی سے دروازے میں کھڑے اس شخص کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

صحیح 'حمزہ۔۔۔۔۔۔ہاتھ میں بیگ پکڑے وہ بالکل گیٹ میں کھڑا تھا براون جینز پہ لیمن کلر کی چیک شرٹ اور اس کے اوپر ہلکے آسمانی رنگ کی جینز کی جیکٹ ڈالے پاؤں میں سفید اسنکیرز اور کلائی میں مہنگی واچ پہنے وہ شخص متاثر کر دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا، گرے رنگ آنکھوں پہ بلیک گلاسس لگائے اور گھنگریلے بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے حمزہ یوسف ٹرکش ایکٹر کیوانس سے مشابہت رکھ رہا تھا۔اپنی ممتا سے بھری آنکھوں میں وہ نمی لیے ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی جو لبوں پر دھیمی پر وقار مسکراہٹ سجائے ان کے روبرو تھا' آج کتنے سالوں بعد وہ ان کے سامنے تھا کہ وہ دل بھر کر اسے چھوتی اپنی ممتا کو ٹھنڈک پہنچا سکتی تھی

۔۔۔۔

جی میری جنت اپ کا یوسف '۔۔۔۔۔۔بیگ کو وہی زمین پہ رکھے وہ قدم بہ قدم چلتا ان کے قریب اتا محبت سے بولا۔ حورے بیگم اکثر اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر اسے یوسف کے نام سے پکارتی تھی بے شک حضرت یوسف کی خوبصورتی بے مثال تھی مگر انھوں نے اپنی زندگی میں حمزہ یوسف جیسی خوبصورتی بھی نہیں دیکھی تھی جو کہ ان ہی کی خوبصورتی کا صدقہ تھی اس لیے وہ اکثر اسے یوسف بلاتی تھی اور دوسرا وہ اپنے بابا مرحوم کی شبیہہ تھا

۔۔۔۔۔۔۔

میرا بیٹا' میرا شیر 'کدھر تھے حمزہ تمہیں ذرا ماں کی یاد نہیں ائی۔ کہ وہ کیسے اپنی آنکھوں کے نور کو دیکھنے کے لیے تڑپتی ہو گئی "۔۔۔۔۔اس کے سینے کا حصہ بنتی وہ تڑپ کر روتے ہوئے بولی۔ ہاتھ کبھی اس کے کندھے پہ پھیرتی تو کبھی اس کے چہرے پہ۔۔۔۔۔

ائی تھی نہ بہت یاد اتی تھی پر اپ کا ازل سے نکما بیٹا مجبور تھا ماں 'پر اب آ گیا ہوں نہ اب نہیں جاؤنگا۔۔۔۔۔ان کے چہرے پہ بکھری نمی کو صاف کرتے وہ عقیدت سے اپنی ماں کی روشن نور سے منور پیشانی کو چومتے انھیں اپنے دوبارہ واپس نا

جانے کی یقین دہانی کرواتا بولا جبکہ وہ اس کی باتیں سنتے کبھی اس کے ماتھے کو چومتی تو کبھی اس کے پہلے سے بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیرتی' وہ ماں بیٹے اپنے ایموشنل لمحات میں ایک وجود سے ایکسر غافل ہو گیے تھے۔۔۔۔

اب تم جانا بھی چاہو تو تب بھی جانے نہیں دونگی سمجھے۔۔۔۔اس کے خوبصورت چہرے پہ نظریں گاڑھے وہ انگلی اٹھائے قطعیت سے بولی جس پہ وہ مسکراتا فرمانبرداری سے سر جھکا گیا جب ایک دم اس کی نظر سڑھیوں کی طرف اٹھی جہاں وہ آنکھوں میں نمی لیے چہرے پہ خفگی بھرے تاثرات سجائے تراب کے قریب کھڑی تھی اس کے ناراض ہونے پہ وہ ہلکا سر مسکراتا اس کی طرف بڑھا جو اسے اپنے نزدیک اتا دیکھ غصے سے تراب کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔

کیسی ہے میری نورِ زندگی'۔۔۔۔۔۔۔اس کے قریب پہنچتے وہ ہلکا سا سر کو جھکائے اس کی طرف دیکھتے پوچھنے لگا تو وہ جو اس سے ناراضگی ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس کے عزت اور محبت سے بھرے جملے میں پکارنے پہ سر

نفی میں ہلاتے روتے ہوئے اس کے کشادہ سینے کا حصہ بنی تو مقابل اس کو روتا دیکھ اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔۔۔۔۔

ہہہ 'ہم نے اپ کو ببب 'بہت یاد کیا بھیا۔۔۔۔۔اس کے سینے میں منہ چھپاتی وہ سسکی آج کتنے دن کتنے ہفتے، مہینوں اور سالوں بعد یہ باپ کی شفقت کے نعم البدل سے بھری نرم گرم گود میسر ائی تھی تو اس کا دل چاہا وہ اس دنیا کی تمام تلخ حقیقتوں سے چھٹکارا پائے اس سینے میں سما جائے جو بالکل باپ جیسا تحفظ لیے ہوئے تھا۔۔۔۔۔۔

بھائی کا معصوم بچا' بھیا نے بھی اپنی لٹل اینجل کو بہت یاد کیا تھا۔۔۔۔۔ بالکل ماں کی طرح اپنی لاڈلی کے بھی آنسو سمیٹتے اس نے محبت سے اس کی پیشانی چومتے کہا تو وہ ایک بار پھر اس کے سینے سے لگی۔۔۔۔

بھائی کی آنکھوں کا نور صدا اسلامت رہے۔۔۔۔۔۔اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے اس نے عقیدت اور محبت سے ان کی پشت پہ بوسہ دیتے کہا تو وہ اس کی حرکت پہ روتے ہوئے کھکھلائی 'تو جہاں حمزہ نے دل میں اس کی نظر اتارتے اسے ایک بار پھر اپنے حصار میں لیا تھا تو وہی دو آنکھوں نے مبہوت

ہو کر اس دھوپ چھاؤں والے منظر کو سب کی نگاہوں سے چھپ کر اپنے دل میں اتارا تھا۔۔۔

کیسے ہو یار "روحی کو یونہی خود سے لگائے حمزہ نے تراب کے بغلگیر ہوتے پوچھا جو مسکراتی نظریں روتی ہوئی مرحاپہ ٹیکائے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

الحمداللہ "رونا بند کرو گڑیا ورنہ مبین منزل طوفان کی نظر ہو جائے گئی۔۔۔۔۔

حمزہ کے پوچھنے پہ وہ مسکرا کر جواب دیتا اس کی طرف دیکھتے اسے ہنسانے کی خاطر بولا جو دوسروں کو رلانے کا کام کرتی تھی پر آج یوں بھائی کے گلے لگ کر روتی بالکل پانچ سالا بچی لگ رہی تھی جو اپنا پسندیدہ کھلونا نہ ملنے کی صورت میں اپنے باپ کے سینے سے لگی رو رہی ہو۔۔۔۔۔۔

بھنڈی کیا ہو گیا بس کرو۔۔۔۔۔۔داؤد حمزہ سے مل کے دور ہوا تو اس کی سسکیوں کو سنتا اس کے سر کے بالوں میں مکڑی کی طرح ہاتھ پھیرتا بولا وہ جو ہمیشہ مرحا یوسف کو یوں روتا دیکھنا چاہتا تھا اس کا محض پانچ منٹ کا رونا بھی برداشت نہیں کر پایا تھا۔وہ تو ہمیشہ ہی داؤد سکندر کا جینا حرام کیے رکھتی اور اب یوں بچوں کی طرح روتی اس ذرا اچھی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔

نور زندگی کیا ہو گیا میرے بچے '۔۔۔۔۔۔۔اس کا رونا سسکیوں میں بدلتا دیکھ وہ فکر مندی سے اس کی طرف سر جھکاتے پوچھنے لگا تو وہ یونہی روتے میں نہ میں سر ہلا گی بولنا بہت مشکل لگ رہا تھا اسے۔۔۔۔

بھائی یہی ہے اپ کے پاس چلے شاباش رونا بند کرے"۔۔۔۔۔۔اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اسے اپنی موجودگی کا احساس دلاتا بولا تو وہ یونہی اپنے بھیگے گال صاف کرتی سر ہلا گئی البتہ اس سے دور اب بھی نہیں ہوئی تھی جیسے اگر وہ دور ہوئی تو ایک بار پھر یہ شفقت سے بھرا شجر کھو دے گئی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تو ہے وہ قیمتی نقصان جو راس آیا ہے۔۔۔۔اچھے لگتے ہیں تیرے بعد کے

خسارے ہم کو

نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں صوفے پہ بیٹھا ایک نفوس آج پھر ماضی کے پنوں میں الجھا ہوا تھا جو صرف اس کے لیے باعثِ تکلیف تھا مگر پھر بھی وہ ہر روز کی طرح یہ رات بھی اس تکلیف کی نظر کرنے والا تھا۔اس کا ماضی بالکل اس اندھیری رات کی طرح تاریک تھا مگر نا جانے کیوں وہ مشہور ترین انسان اس تاریک ماضی کے ساتھ اپنا روشن مستقبل بھی سیاہ کرنے پہ تلا تھا۔اس کے نام اور اس کے پروفیشن کو ایک دنیا جانتی تھی پر اس اندھیر کمرے میں وہ ایک بے بس اور گمنامے زمانہ شخص بن جایا کرتا تھا جسے اس دنیا کی ہر روشنی اپنی آنکھوں میں چھبتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔جسے اس بھری دنیا میں اپنا اپ خالی لگتا تھا، اتنا مالدار ہونے کے باوجود اسے ہاتھ میں پکڑا اپنا کشکول خالی نظر اتا تھا۔بے تحاشہ پیسا اور کئی رشتے ہونے کے باوجود اس مکمل انسان کی ذات میں ایک خلا سا تھا جو کوئی پیسہ یا رشتہ نہیں بھر سکتا تھا اور جو بھر سکتا تھا وہ وجود تو خود ریزہ ریزہ ہوتا بکھرا کر ہواؤں کی نظر ہو چکا تھا جو نہ خود کو بچا سکا تھا نہ اس لا حاصل مرض میں مبتلا شخص کو۔۔۔۔۔

صوفے کی ہتھی سے نیچے لٹکتے ہاتھ کی انگلیوں میں دبا سگریٹ اب اپنے اختتام کو پہنچتا ایک آخری بار خود کی ٹوٹتی سانسوں کو بچانے کی تگ و تدو کر رہا تھا مگر مقابل بے بہر بنا بیٹھا تھا اسے اب کسی کی بھی ہارتی ہوئی زندگی کی کوئی پرواہ نہ تھی کیونکہ وہ تو خود نا جانے کب سے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی زندگی کی ڈور کو آہستہ آہستہ ٹوٹتا دیکھ رہا تھا۔ ٹیبل پہ رکھی ایش ٹرے میں سگریٹ کے بقیاء جات اس بات کی غمازی تھے کہ ہر رات کی طرح آج بھی وہ مضر صحت چیز اس شخص کے غم میں شریک اسے کم کرنے کی کوشش کرتی خود اپنی جان سے ہاتھ دھو رہی تھی مگر اس کا غم جوں کا توں زندہ نا جانے اور کتنی جانیں لینے کے درپہ تھا۔۔۔

میں تجھے ڈھونڈنے یادوں کی کھلی راہوں پر،

خشک پتوں کی طرح روز بکھر جاتا ہوں،

سر صوفے کی بیک پہ ٹیکائے وہ بند آنکھوں کے ساتھ نا جانے کس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دیکھ رہا تھا۔ بند پلکوں سے آنسو بہتے داڑھی میں جذب ہو رہیں تھے، لبوں پہ آسودہ سی مسکراہٹ کا بسیرا تھا جیسے خواب دیکھنے والا جانتا ہوں کہ وہ

صرف ایک نامکمل ہونے والی حقیقت ہے جواب کبھی چاہ کر بھی مکمل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی کہانی کا وہ کردار ہی مر دہ ہو چکا تھا جس کے ہونے سے کہانی میں جاں اور اس کی زندگی میں بہار ہوا کرتی تھی، اس کے ساتھ گزرے لمحات کو سوچتے ایک بار اس کی بند پلکوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کی داڑھی میں جذب ہونے لگے تھے وہ کڑیل جواں مرد رو رہا تھا' ہاں مرد بھی روتے ہے جب دل میں بڑھتا درد حد سے تجاوز کر جائے تو مرد بھی یونہی بچوں کی طرح روتے ہے، جب اس شخص کی جدائی برداشت کرنی پڑھے جس کے ہونے سے سانسوں میں وجود کو روانگی تھی تو وہ یونہی تڑپا کرتے ہے کہ کوئی ہو جوان کے بکھرے سمیٹ لے سنبھالے ان کے وجود میں یہ لاحاصل مرض کے سرائیت کرتے درد کو نوچ کر دور پھینک دے جس کا علاج نہ کوئی طبیب، حکیم ڈھونڈ سکا نہ یہ ایکسیویں صدی کی چاند اور مارس پہ اترتی ترقی یافتہ سائنس۔

یہ مرض ایکدم انساں پہ حملہ آور نہیں ہوتا یہ آہستہ آہستہ کسی آوکٹوپس کی طرح انساں کے وجود کو جکڑتا ہے، اسے بے بس کرتے خوش ہوتا، دھیرے دھیرے اسے اندر سے کھوکھلا کرنے لگتا ہے اور وہ عشق کا بیمار شخص ہر گزرتے

دن کے ساتھ خود کو ختم ہوتا محسوس کرتے نا جانے کس اذیت سے گرزتا ہے۔ بظاہر باہر سے دیکھنے والا شخص اندر سے کس مرض سے لڑ رہا ہوتا ہے ہم نہیں جان سکتے۔ یہ مرض ازل سے لاعلاج تھا اور قیامت تک اس نے لاعلاج ہی رہنا تھا جس کی نظر نہ جانے کتنے عظیم، بہادر، دلیر شخص مٹی کی نظر ہوتے ہمیشہ کے لیے بے نشاں ہو گیے تھے جیسے شاید ان کا کوئی وجود کبھی اس دنیا میں ایا ہی نہ ہو --

وہ مغرور شہزادہ جو دنیا کے سامنے کڑوس اور سنجیدہ سا رہتا تھا وہ جس کے غصے کی وجہ سے لوگ اس سے بات کرنے میں ہچکچاتے تھے وہ آج ایک صنف نازک کے لیے رو رہا تھا جس سے اس نے محبت نہیں عشق کیا تھا اور عشق بھی وہ جس کے بعد اب کسی اور سے محبت اس پہ حرام تھی۔ جس کے اگے ایک دنیا جھکتی تھی وہ صرف ان غزال آنکھوں پہ ہار بیٹھا تھا جس میں ائی نمی دیکھتے وہ تڑپ اٹھتا تھا۔ محبت میں حصول لازم ہوتا ہے پر عشق میں حصول نہیں صرف محبوب کی خوشی دیکھی جاتی ہے اور اس مغرور شخص نے بھی اپنی سانسوں کی امید، اپنے وجود کی روح اور اپنی سالوں کی محبت کو فقط اس لیے چھوڑ دیا کہ اس کے روح

جاں کی خوشی کسی اور میں تھی جس کے بعد وہ بھری دنیا میں بھی خالی ہاتھ رہے گیا تھا اور شاید کہ کبھی وہ اپنی زندگی میں اس خسارے کی بھرپائی کر پاتا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم چیخ کے کانوں پہ ہاتھ رکھ دوں گے۔۔۔۔ میرے ساتھ ایک ایسا حادثہ پیش ائے گا۔

نیوی بلو سادہ ٹو پیس سوٹ پہ وہ ہم رنگ حجاب اوڑھے بغیر کسی میک اپ کے اپنی خوبصورت آنکھوں اور سوگوار حسن کے ساتھ دلکش نظر ارہی تھی۔ وہ آج ایک بار پھر اس ہی بلڈنگ کے اس ہی سفید چمچماتے ٹائیلز سے بنے کوریڈور کی اس ہی چیئر پہ بیٹھی تھی جہاں پہلے روز بیٹھی تھی وہ جگہ شاید اس وجود کے لیے مختص کردی گئی تھی۔ آج پھر وہ خوبصورت کوریڈور خالی تھا، دور کوریڈور کے

اختتام پہ بنی وہ چھوٹی سی ڈسپینسری پہ صرف دو سے تین افراد موجود تھے، آج پھر ان کمروں کے دروازے بند تھے جو خود تک انے والوں کے لیے ناجانے کونسی صورت لیے کھلنے والے تھے۔

پچھلی بار کی طرح آج میں صرف اتنا فرق تھا کہ آج وہ اس کوریڈور میں اکیلی نہیں تھی بلکہ ایک اور نفوس بھی موجود تھا جو شاید اس جیسا ہی تھا۔اس کے سامنے بنی بینچ پہ ایک دس سے بارہ سالا کا بچا بیٹھا تھا پینٹ پہ گھٹنوں تک اتی شرٹ پہنے، کالے بالوں کو ماتھے پہ بکھیرے، اندر کو دھنسی چھوٹی آنکھوں پہ نظر کا چشمہ لگائے وہ کوئی کتابی کیڑا معلوم ہو رہا تھا صرف معلوم ہی نہیں بلکہ وہ کتابی کیڑا تھا جہاں وہ اتنی بڑی ہو کر بھی اس جگہ پہ بیٹھی خوف کھاتی تھی وہی وہ ننھا سا بچہ پر سکون سا گود میں رکھی کسی کتاب کی روح گردانی کر رہا تھا اس کے پاس ہی ایک درمیانی عمر کی عورت برقع حجاب میں بیٹھی اپنے بیٹے کو نہار رہی تھی کبھی جو زیادہ پیار اتا تو وہ اس کے بال سنوارنے لگ جاتی مگر اس خلل کے دوران بھی وہ ذرا سا بھی ڈسٹرب نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

آپ کتابیں پڑھتی ہے؟ وہ جو یک ٹک سی اسے دیکھ رہی تھی اچانک سر اٹھا کر اس کے پوچھے گیے سوال پہ گڑ بڑائی۔۔۔۔۔

نہیں!!!!! مختصر مگر شرمندہ سا جواب دیتے وہ ادھر اودھر دیکھنے لگی کہ وہ کیا سوچتا ہو گا کے وہ اتنی بڑی ہو کر کتاب نہیں پڑھتی۔۔۔

آپ کو کتابیں پڑھنی چاہی کیونکہ یہ انسان کی واحد دوست ہوتی ہے جو ہر جگہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتی ہے۔۔۔اس کے جواب میں وہ بغیر کوئی ٹیز کیے اسے مخلصانہ مشورہ دیتا اس کی نظر زندگی کے اس موڑ پہ کروا گیا جس کے متعلق سوچنا ہی انسان کو تکلیف دیتا ہے۔اس بچے کی بات پہ بے سختا اس نے نظر اپنے ارد گرد ماری جو بالکل خالی تھی کسی لمس اور کسی کی موجودگی سے عاری 'اس کے وہ اپنے کہاں گیے جو ہر موڑ پہ اس کے ساتھ کھڑے رہنے کا وعدہ کرتے تھے اس کے وہ دوست جو کہا کرتے تھے کہ تیری ائی ہم مر جائے وہ سب اب کہاں گیے تھے۔

جب اسے ان وعدوں اور ان جملوں کی اشد ضرورت تھی اب وہ کہاں کھو گیے جب وہ تن تنہا زندگی اور موت کے دہانے پہ کھڑی انتظار میں تھی کہ نا جانے کب قبر کا اندھیرے اسے اپنی اوور کھینچ لے 'وہ اکیلی تھی اور اسے اکیلا ہی رہنا تھا

جو ساتھ جینے اور مرنے کے کیونکہ انسان آتا بھی اکیلا ہے اور جاتا بھی اور جھوٹے وعدے اور دھکوسلے دیتے ہے وہ خود کو اور اپ کو فریب دے رہیں ہوتے کیونکہ اس فریب سے بھری دنیا سے جانے کی آخر کب کسی نے خواہش کی ہے۔۔۔۔

ڈونٹ بی آسیڈ کیوٹ گلر' دیز از دا کیورل ریلٹی اوف دا ورلڈ۔۔اس کی خوبصورت آنکھوں میں چھاتی نمی کو دیکھتے وہ اس بار تھوڑا سا اس کے قریب جھکتا بولا جس پہ اس نے اپنا جھکا سر اٹھائے اسے دیکھا' وہ کیا تھا وہ کوئی معلم تھا یہ کوئی استاد جو اتنی گہری باتیں کر رہا تھا پر وہ ان میں سے کچھ نہیں تھا وہ صرف ایک دس سے بارہ سال کا بچا تھا اور کچھ نہیں پر یہ کہہ سکتے ہے کہ زندگی کو لے کر اس کا تجربہ شاید سامنے بیٹھی لڑکی سے کئی گنا زیادہ تھا۔۔

تم نے کہاں سے سیکھی ہے یہ باتیں'۔۔۔۔۔آنکھوں میں ائی نمی کو رگڑتے اس نے اپنے دل میں مچلتا سوال پوچھا۔۔۔۔

زندگی سے"جواب تلخ مگر انداز معصومانہ تھا۔۔۔

اور اس کے حاضر جواب کے بعد وہ کچھ پوچھ ہی نہ سکی' پوچھتی بھی تو کیا کچھ تھا ہی نہیں پوچھنے کو تبھی آنکھوں میں حیرت اور تجسس سموئے اسے دیکھنے لگی جو ایک بار پھر اپنی کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا تھا اسے اس کتاب کا نام تو نظر نہیں آ رہا تھا البتہ وہ سائیڈ کور سے رائٹر کا نام ضرور پڑھ سکتی تھی وہ کتاب ورلڈ کے بیسٹ رائٹر "جورج میتھیو ایڈ مس" کی لاتعداد عظیم شہکاروں میں سے ایک تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"" دوسری سیڑھی

انس ‘)Infatuation(

'

طلب موت کی کرنا گناہِ کبیر ہے غالب !۔۔۔۔ مرنے کا شوق ہے تو آو تمہیں تعلیم 'عشق کی دوں۔

چمکتے چاند کی روشنی میں وہ گہری آنکھیں اندھیری رات میں جگنوؤں کی طرح چمک رہی تھی۔ نازک سراپہ پہ زیب تن کیا سفید لباس ہواؤں کے سنگ اڑنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر زمیں پہ جمے اس کے مخملی قدموں نے اس کی کوشش ناکارہ بنائی ہوئی تھی۔ گھیر دار فراک کا کونا تھمے ہاتھ کی مخروطی انگلیاں سفید اور سرخ رنگ سے تراشی لگ رہی تھی۔ پاؤں میں پہنی پازیب کی چمک چاند کی روشنی کو مات دینے کے درپہ تھی مگر ان کا مقابلہ ہنوز جاری تھا ایک کو غرور آسماں پہ ہونے کا تھا تو دوسرے کو ان گداز پاؤں کی زینت بنے پہ "
خوبصورت بال اس کے گلابی گالوں کو چومتے اپنی خوش نصیبی پہ خوش ہو رہیں

تھے کیونکہ اس وجود کا دھیان ان پہ نہیں تھا ورنہ تو وہ انھیں اپنی سنگ مرمر سے تراشی انگلیوں سے راہ راست پہ لے آتی۔ مگر ان جگنوؤں سی روشنی لیے آنکھوں کا مسکن سڑھیوں سے اوپر نظر اتا وہ چاند تھا جو اسے اپنی جانب انے کا اشارہ کر رہا تھا اور وہ بھی بے تاب سی اس تک راسائی پانا چاہتی تھی۔ جب زیادہ دیر وہ اپنی خواہش دل میں دبا نہ سکی تو قدم پہلی منزل سے دوسری منزل کی طرف بڑھائے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں ہوں آدم بیزار۔۔۔ میں بیزاری میں ہی مر جاؤنگا !

کتنے دنوں کے لیے ائے ہیں ہو برخودار'۔۔۔ سکندر ماموں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے صوفے پہ براجمان اپنے سامنے بیٹھے حمزہ سے مخاطب ہوئے جو روحی کو

سینے سے لگائے بیٹھا تھا دوسرے میں ہاتھ میں اس کے چائے کا کپ تھا جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی سبین مامی پکڑا کر گئی تھی۔۔۔۔۔

آپ اب نہیں جائے گے '۔۔۔۔۔ حمزہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ سینے سے منہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے قطعیت سے بولی جبکہ آنکھوں میں خفاگی بھرے تاثرات رقم تھے۔۔۔۔

ڈن میرے بچے '۔۔۔۔۔ اس کے خوبصورت چہرے پہ خفاگی دیکھتے وہ جھک کر اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا بولا تو وہ خوشی سے نہال ہوتی دوبارہ اس کے سینے سے چمٹی تو ان دونوں کا پیار دیکھتے حورے بیگم نے ان کی نظر اتاری۔ چاہے جتنے بھی کزن بھائی بن جائے پر جو اپنے بھائیوں سے بہنے لاڈ اور پیار کرتی ہے نہ وہ ان سے نہیں کر سکتی۔۔۔۔

اب چھوڑ بھی دو بھیا کو تم تو ان کے پیچھے ہی پڑھ گئی ہوں چڑیل۔۔۔۔ وہ جو ہر وقت اس سے بات کرتے ہوئے کوئلے چبائے رکھتی تھی اب حمزہ سے یوں شیریں بھرے لہجے میں بات کرتی داؤد سکندر کو زہر لگ رہی تھی۔۔۔۔

تمہیں اس سے کیا کدو یہ ہمارے بھیا ہے لگی سمجھ ۔۔۔داؤد کے کہنے پہ وہ پھاڑ کھانے کے انداز کو بولی تو حورے بیگم نے گھور کر اپنی بد تمیز اولاد کو دیکھ جس پہ حیدر اور داؤد کا احترام کرنا حرام تھا۔۔۔۔

تم تو ہر کسی پہ اپنا قبضہ جمالیا کروں پہلے بڑے بھیا اس کے بعد برو اور اب حمزہ بھیا ہمارا ابھی کچھ رہنے دوں جو برے وقت میں ہماری بھی سپورٹ کر سکے۔۔۔

اس قبضہ مافیا کو گھر کے ہر فرد پہ قبضہ جماتا دیکھ اس بار حیدر دہائی دیتا بولا۔وہ جو کچھ غلطی کر دے تو سارے گھر والے اس کی سپورٹ کرنے اٹھ جاتے تھے جبکہ اگر وہ دونوں کچھ غلط کر دے تو سب سے پہلے ان کے گھر والے ہی ان کے بیری بنتے انھیں مارنے انے والے لوگوں کے سپرد کرتے کہتے تھے کہ دو ہماری طرف سے بھی لگنا۔۔۔۔

نہ یار یہ چڑیل نہیں یہ تو میری جان ہے'۔۔۔۔داؤد اور حیدر کے جلنے پہ حمزہ اس کو مزید اپنی بانہوں میں بھرے محبت سے بولا تو وہ ان دونوں کو زبان دیکھا کر چڑانے لگی جس پہ وہ خلس کر رہے گیے۔۔۔۔

بھیا ہم اپکی جان ہے۔۔۔۔اس کے جان کہنے پہ وہ چہرے کو اٹھائے یوں معصومیت سے بولی کہ ایک پل کو حمزہ کا دل چاہا اپنی چھوٹی سی گڑیا کو دنیا کی ہر تکلیف و غم سے اپنے سینے میں چھپا لے جہاں اس کی گڑیا کو کوئی بھی ہرٹ نہ کر سکے۔۔۔

یس افکورس مائے لٹل اینجل '۔۔۔۔۔اس کے چھوٹے سے ناک کو دو انگلیوں سے دباتے وہ مدھم سا مسکراتا بولا تو مقابل کی چمکتی آنکھیں مزید چمکی جیسے کوئی شرارت کرنے والی ہوں۔۔۔۔

تو پھر نوی کیا ہے۔۔۔۔۔اس کے کان کے قریب جھکتے وہ کافی رازدانہ انداز میں بول رہی تھی جبکہ داؤد اور حیدر کو اس کے یوں مشکوک قسم کے انداز میں بات کرنے پہ لگا کہ وہ ان کی شکایتیں لگا رہی ہے اپنے بھیا سے۔۔۔۔

اپ میری جان ہو اور وہ میری جان کی جان ہے 'اور جو میری جان کی جان ہے وہ میری جان ہے۔۔۔۔۔نہایت خوبصورت انداز میں اس نے بہن کے ساتھ ساتھ زوجہ کا بھی مان برقرار رکھا تھا۔اور ایک اچھے مرد کو ہونا بھی ایسا ہی چاہیے کہ وہ ہر رشتے میں اعتدال رکھ سکے۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔وہ اپنی شہانہ چال چلتے لاونج میں ائے جہاں آج پہلے سے ہی محفل جمی ہوئی تھی اور وجہ ان کی گڑیا کو سینے سے لگائے بیٹھا چائے اور دیگر لوازمات سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔

و علیکم السلام۔۔۔۔۔۔ان کے سلام کا جواب سب نے مشترکہ دیا تھا جبکہ حمزہ روحی کو ذرا سا سائیڈ کیے اٹھ کر ان سے بغلگیر ہوا۔۔۔

کیسے ہیں بھائی جان۔۔۔۔ان کے گلے سے لگتے اس نے دریافت کیا جس پہ انھوں نے اس کی پیٹھ تھتھپاتے جواب دیا۔۔۔۔۔

کیسی ہے میری گڑیا۔۔۔۔۔حمزہ اور روحی کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھتے انھوں نے سر جھکائے بیٹھی مرحا سے پوچھا تو اس نے محض اثبات میں سر ہلا کے جواب دیا۔آغا فارذ کے سامنے کچھ بولنے کا حوصلہ اب اس میں نہیں تھا یا دل کی پاگل ہوتی دھڑکنیں اب اسے ایسا کچھ کرنے نہیں دیتی تھی۔۔۔

لگتا ہے روحی ناراض ہے اپنے آغا جان سے '۔۔۔۔ہمیشہ کی طرح لاڈ سے اسے اپنے آغا جان کے سینے سے نہ لگتا دیکھ سبین مامی مسکراتی ہوئی بولی تو باقی سب کی توجہ بھی اس کی طرف ہوئی جو کہ ان کے اتنے نزدیک بیٹھنے پہ ہی

کنفیوژڈ ہوتی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی سینے سے لگتی تھی تو روح ہی پرواز کر جاتی

۔۔۔۔

نن 'نہیں ایسا تو کک 'کچھ ۔۔۔اس نے سر اٹھائے بولنے کی کوشش کی مگر ان کی سنجیدہ سی نگاہوں کو خود پہ جما دیکھ الفاظوں کی ٹرین راستے میں ہی ٹوٹ گئ اور وہ اپنے دھڑکتے دل اور کپکپاتے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پہ قابو کیے بامشکل جسم کو حرکت کیے نا چاہتے ہوئے بھی ان کے سینے سے لگی تو وہ اس کی دل کی حالت جانے بغیر ہمیشہ کی طرح مسکراتے اس کے گرد اپنی محفوظ گرفت کر گیے ۔۔۔۔

گڑیا ناراض ہے ۔۔۔اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انھوں نے نہایت مدھم آواز میں پوچھا جو کہ اس کے بغیر کوئی اور سن نہ سکا جبکہ ان کے پوچھنے پہ اس نے سر بلند کیے ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔سیاہ بال آج کچھ زیادہ ہی پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے ،ہمیشہ کی طرح غرور سے کھڑا ناک آج بھی سر تانے کھڑا تھا،سیاہ سنجیدہ آنکھوں میں نزدیکی کی وجہ سے ابھرتے سرخ ڈورے مزید نمایاں ہو رہیں تھے ،ہمیشہ کی طرح لب آج بھی اپنی گڑیا کے لیے ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ،رف سے حلیے میں وہ مقابل کی سانس ساکن کر گیے

تھے اتنی خوبصورتی سے بھری وجاہت اس نے آج سے پہلے کہی نہیں دیکھی تھی، آغا مبین کے تمام پوتے خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے مگر آغا فارذ مرحا یوسف کی نظر میں دنیا کے حسین مردوں میں سے ایک تھے۔۔۔۔۔۔

ہینڈسم لگ رہا ہوں۔۔۔۔۔اس کو اپنی چہرے کی جانب یوں محویت سے تکتا دیکھ وہ اس کی ناک کو کھینچتے بولے تو وہ ایکدم ہوش میں اتی آنکھوں کے ساتھ ساتھ چہرہ بھی جھکا گئی، دل کی تیز چلتی دھڑکنیں اب اسے اپنے کانوں میں دھڑکتی محسوس ہو رہی تھی، ناک پہ محسوس ہوتا ان کا لمس روح تک اترتا جسم میں سرشاری سی بھر رہا تھا، ان کے لمس اور ان کے اس قدر نزدیکی کو محسوس کرتے پہلے سے سرخ گالوں میں مزید چیریز گھلنے لگی تھی جبکہ وہ اپنی ننھی سی گڑیا کے دل میں ابھرتے ان نئے جذباتوں سے ناواقف اب اس کے سر میں انگلیاں چلانے لگے تھے مگر دو آنکھوں نے آغا فارذ کی قربت کے رنگ اس نازک پھول پہ اترتے باخوبی دیکھے تھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!! محبت کو چھوڑ کر میرے سب کام اچھے تھے

ٹھنڈی ہواؤں کے سنگ لان میں لگے تمام چھوٹے بڑے پودے جھوم رہیں تھے
۔یہ منظر ہے خان حویلی کے کشادہ لان کا جہاں بیچ وسط میں ایک گول سا میز رکھا
ہوا تھا جس کے ارد گرد چار کرسیاں پڑی تھی، کچھ نوکر ٹیبل پہ کھانے کے
لوازمات سیٹ کر رہیں تھے نا جانے یہ تیاریاں کس لیے تھی۔۔۔

اب خیال رکھنا کوئی ہمیں ڈسٹرب نہ کرئے اور اگر کچھ چاہیے ہو گا تو میں آواز لگا
دونگا گوٹ اٹ۔۔۔ کھانا سیٹ کر کے جاتے ملازم کو روک کر دریداسے
انسٹرکشن دیتے بولا جس پہ وہ سر ہلاتا اندر کی طرف بڑھا جبکہ اب وہ پینٹ کی
جیبوں میں ہاتھ ڈالے انھیں دیکھنے لگا جو کہ خراماں خراماں چلتے آ رہیں تھے جیسے
یہاں کوئی فیشن شو ہو رہا ہوں اور وہ تین دنیا کے ٹاپ مڈلز ہو۔۔۔۔

ارے واہ اتنا سارا اور لذیذ کھانا میرے لیے۔۔۔یونی کے برعکس سمپل سے
ٹروازر پہ ہاف سلیویس شرٹ پہنے اپنی مردانہ وجاہت لیے معتصم ٹیبل کے

نزدیک اتا وہاں چننے لوازمات کو دیکھتا پر شوخ لہجے میں بولا "اچھا تو یہ تیاری درید کے ان ہنڈسم ٹرکش ایکٹر جیسے نمونوں کے لیے تھی۔۔۔۔

ہاں تیرے لیے کیونکہ باقی ہم سب تو گرےدوارے جا رہیں ہے۔۔۔۔اس بھکڑ کی پیٹھ پہ مکہ جڑتا حارث دانت پیستا بولا تو وہ اپنی کمر سہلاتا اسے گھورنے لگا جو اس کا کزن + لنگوٹیا یار ہونے کے باوجود اس کے کھانے پہ نظر لگائے رکھتا تھا۔۔۔۔

ہاں تو چلا جا تیری مسکینیت بھری شکل دیکھ کر ویسے بھی سکھ پا جی کو رحم آ ہی جانا ہے۔۔۔۔۔وہ بھی ترکی بہ ترکی بولتا اپنا حساب بے باک کر گیا۔۔۔۔

بس کرو کیا ہو گیا ہے اتنا کھانا پڑا ہے پر تم دونوں کی پھر بھی نیت نہیں بھرنی۔۔۔۔ان دونوں کو کھانے پہ یوں لڑتا دیکھ اس بار درید تھوڑا سختی سے بولا" یونی کے یہ مغرور ہیروز جن کے پیچھے نا جانے کتنی لڑکیاں پاگل تھی وہ تنہائی میں کھانے پہ یوں لڑا مرا کرتے تھے۔۔۔۔

چلو اب یہ مراقعبہ میں چلے گیے ہو۔۔۔۔ معتصم کو یونہی اسٹل حارث کو گھورتا دیکھ فواد اس کا بازو پکڑ کر ہلاتا بولا تو وہ حارث پہ لعنت بھیجتا اپنے کھانے پہ فوکس

کر گیا گویا جس کے لیے ائے ہے وہ تو کرے جبکہ اس کو بیٹھتا دیکھ وہ تینوں بھی اپنی اپنی جگہ سنبھال گیے۔۔۔۔

ارے واہ بریانی تو بہت لذیذ ہے' دل چاہ رہا ہے بنانے والے کے ہاتھ چوم لوں ۔۔۔۔۔ پلیٹ میں ڈالی بریانی سے بھرپور انصاف کرتا معتصم بریانی کے ساتھ بنانے والے کی بھی تعریف کرتا ستائشی انداز میں بولا۔۔۔۔۔

بھلے بنانے والے کالے مردانہ ہاتھ ہو'' اس کی بات سنتے فواد نے بیچ میں لقمہ لیا ۔۔۔

ہماری میڈ بیلا نے بنائی ہے' اب بتا ہاتھ ابھی چومے گا کہ کھانے کے بعد۔۔۔۔۔ درید کی طرف سے کافی سنجیدہ سا سوال ایا تھا۔۔۔۔۔

بیلا پور کی ڈائن' والی ہیروئن ہے تو ٹائم ضائع نہ کرتے میں ابھی اپنی بات پوری کرنا چاہو گا۔۔۔۔ ہاتھوں کو ٹیشو پیپر سے صاف کرتے وہ یوں بولا جیسے واقعی ہی اندر امر خان بیٹھی اس ہی کی راہ تک رہی ہو۔۔۔۔

توہاتھ چومنے کی بات کرتا ہے خوش فہم وہ تجھے اپنے پیر بھی نہ چومنے دے

۔۔۔۔۔حارث نے بھی معتصم کی بات میں اپنا بولنا ضروری سمجھا اور ڈیکا کے

بے عزتی کی۔۔۔۔

ابے سالے !!!!

معاف کیجئے گا وہ نہ ہم ذرا غصے میں ادھر اودھر نکل جاتے ہے۔۔۔۔فواد اور

درید کی گھوریوں پہ وہ لائن پہ اتا بولا تو اس موئین اختر کے فین کے ڈائیلوگ پہ

ان دونوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔

فوکس اون فوڈ"۔۔۔۔فواد نے سنجیدہ ہونے کی بھرپور ایکٹنگ کرتے کہا کیونکہ

معتصم کو دیکھ کر اسے بار بار ہنسی آرہی تھی کہ اللہ نے کیا عجوبہ دوست دیا تھا

انھیں۔۔۔۔

جو حکم پاپا جی۔۔۔۔اپنی مسکراہٹ دبائے وہ فواد کے آڈر کرنے پہ چوٹ کرتا

جلدی سے اپنی پلیٹ پہ جھکا کیونکہ اندیشہ تھا کہ وہ اپنی آنکھوں کی گھوریوں سے

ہی نہ مارے ڈالے۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!!! اسکے کن کی امید مجھے تھکنے نہیں دیتی

آج کا ہمارا ٹاپک ہے ''نا محرم'' مطلب 'قبر کا سانپ' جہنم کی آگ 'برائیوں کی غار' آخرت کی رسوائی! میم وائٹ بورڈ پہ بلیک مارکر سے آج کا ڈسکس ہونے والا ٹاپک لکھتی ساتھ اس کے متزاد معنی بھی بول رہی تھی۔مارکر ہنوز بورڈ پہ چل رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ کئی بچیوں کے بھی پین اپنے اپنے رجسٹرڈ پہ چلتے وہ الفاظ نوٹ کرنے کی کوشش کر رہیں تھے جو ان کے لبوں سے ادا ہو رہیں تھے

ـــــ

چلے اب کون مجھے بتائے گا کہ محرم اور نا محرم میں کیا فرق ہوتا ہے؟؟ مارکر کو بند کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑتی وہ ان حجاب سے ڈھکے سروں کی طرف دیکھتی پوچھنے

لگی جو کہ اپنے اپنے نوٹس پہ جھکے ہوئے تھے۔ان کی آواز پہ آہستہ آہستہ سبھی چہرے اوپر کو اٹھنے لگے۔۔۔۔

جی عائشہ '۔۔۔۔۔ سبھی بچیوں کے اٹھائے گیے ہاتھوں کو ایک نظر دیکھتی وہ سیکنڈ رو کی تھرڈ بینچ پہ بیٹھی بچی سے مخاطب ہوئی جو پنک کلر کے حجاب میں خود کو ڈھانپے بہار کے موسم کا کھلتا ہوا پھول لگ رہی تھی۔۔۔۔

میم نا محرم وہ ہوتے ہے جن سے نکاح ہو سکے، جن کے سامنے ہم بغیر پردے کے نہیں جا سکتے جیسے '' چچا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، بھنوئی، جیٹھ، دیور ۔۔۔۔اور محرم وہ ہے جن سے نکاح نہ ہو سکے، جن کے سامنے جاتے ہوئے ہمیں خود کو سر سے پیر تلک ڈھپنے کی ضرورت نہ ہو جیسے باپ، دادا، نانا، ماموں ، چچا، بھائی، بہن کا بیٹا، بھائی کا بیٹا یہ سب عورت کے محرم ہے اور ان کے علاوہ سب نا محرم ایسے ہی مرد کے لیے محرم اور نا محرم کا فرق واضح کر دیا گیا ہے۔۔۔

شاباش بچے بیٹھئے۔۔۔۔اس بچی کے اتنے اچھے سے عورت کے محرم اور نا محرم کے فرق بتانے پہ میم شاباشی دینے والی مسکراہٹ لیے بولی تو عائشہ خوشی

خوشی اپنی جگہ پہ واپس پیٹھی' اسی اثناء میں کلاس روم کے باہر کوئی وجود آکر ٹھہرا

--

جیسے عائشہ نے بتایا کے ہمارے محرم وہ ہے جن سے نکاح حرام ہو اور اس کے علاوہ یہ جتنے بھی کزن وغیرہ ہوتے ہے جو چاہے اپ کو اپنی بہن سمجھے یا اپ ان کو بھائی کہے وہ اپ کے نامحرم ہے۔ بہن بھائی کہنے لینے سے محرم اور نامحرم کا فرق جو اللہ تعالی نے اپنی روشن دلیلوں میں واضح کیا ہے وہ ختم نہیں ہو جاتا۔۔۔

حدیث مبارک ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کے لیے یہ بہتر ہے کہ اس کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے بجائے اس کے کہ وہ کسی نامحرم کو چھوئے (البطرنی، ۴۸۶ صیح الجامع ۵۰۴۵) اور اس ہی حدیث سے ایک اور حدیث ہے ملتی جلتی سی: حضرت فاطمعہ زہرا فرماتی ہے، عورت کیلئے سب سے بہترین یہ ہے کہ نہ وہ کسی نامحرم کو دیکھے اور نہ کوئی نامحرم اس کو دیکھئے (آیت الاحزان، ص ۲۲) کسی نامحرم اجنبی کو چھونا اور دیکھنا تو دور کی تو اس پر بھی اللہ کا عذاب ہے۔ مُفَسِّر بات کوئی نامحرم اپ کی آواز بھی سن لے شَہِیرحکِیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمتہ الحنان فرماتے ہیں:

عورتوں کو آذان دینا، تکبیر کہنا، خوش الحانی سے اجنبیوں کے سامنے تلاوتِ قرآن کرنا سب ممنوع ہے، عورت کی آواز بھی ستر ہے (مراۃ المناجیح ۴/۷۵/۷)

مفتی صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں: جو عورت قاریہ ہو وہ بھی اپنی قرآت عورتوں کو سنائے مردوں کو نہ سنائے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے (مراۃ المناجیح ۸/۹۵)

میم نامحرم (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) سے مصحافہ کرنا بھی ممنوع ہے ؟؟؟

جی بالکل نامحرم سے مصحافہ کرنا بھی اسلام میں جائز نہیں ہے۔ اور آجکل تو یہ ہمارا ٹرینڈ بن گیا ہے کہ کزنوں سے مصحافہ ہوتا ہے ہاتھ ملائے جا رہیں ہوتے ہے۔ دوست مرد ہو یا عورت ہاتھ ملاتے ہے، کیوں بھئی جب ہمارا رب ہمارا دین اس بات کی اجازت نہیں دیتا تو کیا یہ ٹرینڈ یہ ہائی کلاس لوگوں کا کلچر ان سے بڑھ کر ہے جو ہمارے رب نے ہماری حدود قائم کردی ہے، جب ہمارے نبی نے نامحرم کو چھونے سے پرہیز کا کہا ہے تو کیوں ہم لوگ ایسا کرتے ہے جس کو کرنے کے بعد ہم گناہ کے مرتکب کہلاتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ "اللہ کی قسم! بیعت کرتے وقت بھی آپ کے ہاتھ نے

کسی نامحرم عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا، بلکہ آپ عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیا کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل کچھ آیات اور احادیث ہیں جن میں مرد اور ہمارے لیے عورت کے پردے کا خاص ذکر اور ہدایتیں قابل غور ہیں جن میں رہنمائی ہے۔

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۳۱" سورہ النور

اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی]
شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو ان میں سے کھلا رہتا ہو۔ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں

اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹیوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجیوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں (کہ جھنکار کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے۔ اور اس ہی وجہ سے عورت کو تیز خوشبو لگانا بھی ممنوع ہے۔ اور مومنو! سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ ہر جگہ ہر کوئی یہ سوال پوچھتا ہے کہ عورت کا پردہ کیا ہے اسے کس طرح پردہ کرنا چاہیے، بے شک قرآن میں عورت کے پردے کا ذکر کئی جگہ ہوا ہے پر جیسے عورت پہ پردہ واجب ہے کہ وہ اپنا آپ کو چھپا کر رکھے، نظریں جھکی اور باحیا ہو، شخصیت باکردار ہو اس ہی طرح مرد پہ بھی کچھ واجبات فرض ہوتے ہے، سورہ النور اور سورہ النساء میں اگر عورت کے پردے کا ذکر ہوا ہے تو سورہ یوسف اور سورہ النور میں مرد کے پردے کا ذکر ہے بلکہ ایک اعلی مثال بھی حضرت یوسف کے اعلی

اور باکردار کردار کی دے رکھی ہے۔ ''مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں'' (سورہ نور آیت نمبر-30) یہ آیت کریمہ سے اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اسلام میں مرد کو اپنی حدود و قیود میں رہنے کی طرف اشارہ دیا گیا ہے اور لازم قرار دیا گیا ہے کہ مرد بھی خواتین کی عزت و احترام کا خیال رکھتے ہوئے اپنی نظریں جھکائے رکھیں تاکہ گناہوں سے بچ سکیں۔ قرآن کریم میں مرد و زن کے پردے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے (۱) اور تقویٰ کا لباس (۲) یہ اس سے بڑھ کر (۳) یہ اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ یاد رکھیں'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر-26) عورت اور مرد کے پردے کے متعلق اور بھی بہت سی احادیث اور روایت ہے جس میں چند میں آپ کو بتانے لگی ہو کہ: قرآن پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ ''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی

آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد یا اپنے خسر کے یا اپنے بہن، بھائیوں اور بچوں کے"

اسلام نے عورتوں کے ساتھ مردوں کو بھی ستر پوشی کے ساتھ شرم وحیا کو مقدم رکھنے کا حکم دیا گیا یہی وجہ ہے کہ مرد کے لئے کسی بھی عورت پر دوسری نگاہ ڈالنا جائز نہیں، اس حوالے سے حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرمؐ سے دریافت کیا کہ اگر اچانک کسی غیر محرم عورت پر نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے تو نبی کریمؐ نے فرمایا... اپنی نظر کو پھیر لو، اچانک اگر کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن اگر دوبارہ جان بوجھ کر اس کی طرف دیکھے گا تو گنہگار ہوگا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جیسے کسی بھی مرد کا کسی عورت پر نظر ڈالنا درست نہیں اور پہلی نظر کی معافی کے بعد دوسری نگاہ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے ایسے ہی عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ مردوں پر نظر نہ ڈالیں، اس حوالہ سے حدیث پاک میں آتا ہے کہ "حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول کریمؐ کے پاس تھی اور آپؐ کے پاس حضرت میمونہؓ بھی تھیں۔ سامنے سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (جو نابینا تھے) تشریف لائے

اور یہ واقعہ پردہ کا حکم دیئے جانے سے بعد کا ہے، حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ''ان سے تم دونوں پردہ کرو، ہم نے عرض کیا یارسول اللہؐ کیا یہ نابینا نہیں؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی اندھی ہوا نہیں نہیں دیکھتی ہو'' (سنن ابو داؤد، جلد نمبر سوم، حدیث نمبر-720) تو اس حدیث سے ثابت ہے کہ خواتین کو بھی مردوں سے پردہ کرنا چاہیئے اور نگاہ نہیں ڈالنی چاہیئے چاہے وہ مرد بصارت سے محروم ہی کیوں نہ ہو۔ عورتوں کے پردے کے حوالے سے ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ''عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے کیوں کہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بہکانے کے لئے موقع تلاش کرتا ہے'' (جامع ترمذی، جلد نمبر اول، حدیث نمبر-1181)۔ اسلام میں عورت کے پردہ کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ اس کے لئے عبادت بھی پردہ کے بغیر اور بے پردہ جگہ پر کرنا منع فرمایا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ''عورت کا کمرہ میں نماز پڑھنا گھر (آنگن) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور (اندرونی) کوٹھڑی میں نماز پڑھنا کمرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے'' (سنن ابو

دائود، جلد نمبر اول، حدیث نمبر-567)یعنی عورت جس قدر بھی پردہ کرے گی اسی قدر بہتر ہے، صحن میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں کمرہ میں نماز پڑھنا افضل ہے اور کمرہ میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں کمرہ کے اندر بنی ہوئی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔۔۔۔

میم رقیہ پوری کلاس کی ہر بینچ کے پاس سے گزرتی ان سلام کی شہزادیوں کو پردے کی اہمیت بتارہی تھی جنھوں نے آنے والے وقت میں گھر کی ایک ایسی اینٹ بنا تھا کہ جب وہ اینٹ کمزور پڑھے گی تو وہ بلند و بالا عمارت ایک جھٹکے سے زمین بوس ہو جائے گی، ایک عورت کیا کچھ نہیں ہوتی کسی کی بیوی، کسی کی ماں، کسی بہن، کسی کی بیٹی اور جب یہ بہن بیٹی ہی راہ راست پہ نہ ہو گئی تو وہ آنے والی نسل کی کیا تعلیم و تربیت کر سکے گئی۔اگر ہم چاہتے کہ ہم بھی ترقی یافتہ ہو ہماری نسلیں بھی انے والے کل کے فاتح ہو تو سب سے پہلے ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے کیونکہ جس کی ماں ہی جاہل ہو گئی جسے خود نہیں پتہ ہو گا کے کسی سے بات کیسے کرنی، اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ نہ ہو گا تو وہ خاک نئ نسل کی راہنمائی کرے گی۔۔۔۔

کسی کو کچھ پوچھنا ہے"۔۔۔۔ تمام بچیوں کو دم سادہ کر خود کو سنتا دیکھ دھیمی سی مسکراہٹ لیے انھوں نے شفقت سے بھرے لہجے میں پوچھا انھیں اس کلاس اور یہاں کی بچیوں سے ایک الگ ہی قسم کی دلی وابستگی تھی کیونکہ وہ لوگ دھیان اور سیریس ہو کر نہ صرف ان کے تمام باتیں سنتی بلکہ ان کے نوٹس اور ہر ٹیسٹ میں بھی ان کے نمایاں نمبر اس بات کے ثبوت تھے وہ جو کچھ بھی پڑھاتی تھی وہ نہ بس وہ سنتی تھی بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہوتی تھی۔۔۔

جی بچے'۔۔۔۔ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی لڑکی کو ہاتھ اٹھاتا دیکھ انھوں نے پوچھا

۔۔۔۔۔

مس کیا نامحرم سے دوستی کی جا سکتی ہیں؟؟؟؟؟

کیوں تم نے کرنی ہے۔۔۔۔ فرسٹ بینچ پہ بیٹھی لڑکی نے سوال کیا تو اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی نے ہنساتے ہوئے کہا جس پہ سبھی کے چہروں پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔۔

بری بات ملیحہ "میم نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا جب اچانک ان کی نظر دروازے کے باہر کسی کا عکس پہ پڑی جو کے ٹھرا ہوا تھا۔۔۔

ویٹ "کون ہے باہر۔۔۔۔انگلی اٹھا کر بچیوں سے چپ رہنے کا کہتی وہ دروازے کی سمت بڑھتے بولی 'تو وہ جس کی ٹانگیں اب کھڑے کھڑے شل سی ہو گئی تھی ایکدم سے ان کی ابھرتی آواز پہ لڑکھڑائی اس سے پہلے وہ بھاگنے کا سوچتی کالے رنگ کے عبایا پہنے سر کو حجاب اور ہاتھوں کو کالے دستانے سے چھپائے مس رقیہ اسے کلاس سے باہر نکلتی نظر آئی۔۔۔۔۔

بیٹے آپ ادھر کیا کر رہی ہیں '۔۔۔۔دوسری ٹیچروں کے برعکس ان کا لہجہ ماں جیسی شفقت لیے ہوئے تھا۔۔۔

وہ '۔۔۔اپنے ہاتھوں کو مسلتی اسے سمجھ نہ ایا کے وہ کیا بہانہ لگائے۔۔۔

لیکچر سن رہی تھی "۔۔۔۔لہجہ ہنوز یونہی تھا خوبصورت اور شاشنی میں ڈوبا جس پہ بے اختیار اس کا سر ہاں میں ہلا تو وہ دھیم سا مسکرائی۔۔۔

چلے آئیں اندر "۔۔۔۔کلاس میں جاتے انھوں نے اسے بھی اندر انے کا کہا تو وہ جھجھکتی ان کے پیچھے چل پڑی، کلاس کے اندر اتے اسے لگا کہ وہ کسی اور ہی دنیا میں آگئی ہوں یہ وہ جگہ تو نہ تھی جہاں وہ روز آیا کرتی تھی، ہر کالا، گورا، لمبا چھوٹا وجود عبائے میں چھپا ہوا تھا ہر سر پہ ایک الگ رنگ کا حجاب سجا تھا جنھیں دور

سے دیکھنے پہ ایسے لگتا جیسے وہ کوئی ہرا بھرا سا باغ ہوا جہاں ہر رنگ کا پھول کھلا ہو ،ان سب سے نظریں سرکتی خود کے وجود کی طرف ائی جو آج بھی ڈوپٹہ سے بے نیاز تھا اسے اچانک سے ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا۔۔۔

کسی کے پاس ایکسٹرا اسکارف ہو گا۔۔۔انھوں نے شاید اس کی شرمندگی محسوس کرلی تھی جبھی ایک طائرانہ نگاہ پوری کلاس میں دوڑاتے ہوئے پوچھا تو دور کی بینچ پہ بیٹھی ایک لڑکی نے ہاتھ اٹھایا اور میم کے اشارے پہ حجاب بیگ سے نکال کر ان کی طرف بڑھی ،اس بچی سے اسکارف پکڑ اکر وہ سر جھکائے کھڑی لڑکی کی طرف متوجہ ہوئی اور خود اگے بڑھ کر اس کا حجاب کرنے لگی۔۔۔

ماشاءاللہ" یہ بی بی فاطمہ کی چادر ہے اسے کبھی اپنے تن سے جدا نہ کرنا۔۔۔ سفید رنگ کے حجاب میں اس کی کھلتی رنگت کو دیکھتے انھوں نے بے ساختہ کہا اور آخری میں اسے ہدایت دیتے کہا تو اس نے یونہی جھکے سر کے ساتھ ہی سر ہلا دیا جبکہ دل نے چھپ کر انشاءاللہ کی سرگوشی سی کی تھی۔۔۔۔

اسلحان کے ساتھ بیٹھ جائے۔۔۔۔ میم نے سکینڈ رو کی فرسٹ بینچ پہ بیٹھی ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیے کہا جو کہ پلکیں جھپاک کر اس ہی کی طرف دیکھ

رہی تھی اور ساتھ ساتھ انگلی سے ناک پہ پھسلتے چشمے کو بھی درست کر رہی تھی، میم کی بات پہ وہ سر ہلاتی اس کی طرف بڑھی اور جا کر بغیر کچھ کہے سیٹ کے ایک کونے میں ٹک گئی۔۔۔۔

ہاں جی تو کیا پوچھ رہی تھی آپ کشف۔۔۔۔۔وہ ایک بار پھر لیکچر کی طرف متوجہ ہوئی اور کشف سے اس کا سوال پوچھنے لگی جو کہ رہے گیا تھا۔۔۔۔

نامحرم سے دوستی کر سکتے ہیں؟؟؟؟؟

اس کے جواب میں آپ کو کچھ آیات سناتی ہوں جس میں آپ کے سوال کے جوابات ہوں گے "مُحۡصَنٰتٍ غَیۡرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخۡدَانٍ (وہ عفیفہ ہوں نہ ایسی کہ کھلم کھلا بدکاری کریں اور نہ در پردہ دوستی کرنا چاہیں) مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ وَلَا مُتَّخِذِیۡۤ اَخۡدَانٍ اور ان سے عفت قائم رکھنی مقصود ہو نہ کھلی بدکاری کرنی اور نہ چھپی دوستی کرنا) المائدہ ۵:۵) اور جن بیٹیوں کو باپ، بھائیوں کی عزت کی پرواہ ہوتی ہے وہ یوں چھپے ہوئے دوست نہیں بنایا کرتی۔اور جو بناتی ہے وہ خود کو تباہی کے راستے پہ ڈال دیتی ہے، آدھی آدھی راتوں کو ویڈوں کال اور میسیجز پہ بات کرتی باپوں کی عزت نیلام کر رہی ہوتی

ہے یہ کونسی محبت یا دوستیاں ہوتی ہے جو یوں اندھیروں کی زد میں پروان چڑھتی ہے اور جو چڑھ بھی جاتی ہے پھر ان کا مستقبل بھی یونہی سیاہی کی نظر ہوتا ہے 'سنا ہے محبت اندھی ہوتی مگر اللہ نے تو اندھوں کو بھی ایک خاص حسِ سے نوازا ہوتا ہے جس سے وہ اپنے صیح غلط کا پتا لگا لیتے ہے تو یہ جو قوتِ بینائی سے آشنا لوگ ہے وہ کیسے خود کو اس آگ میں جھونک دیتے ہے جس سے نکل پانا مشکل نہیں ناممکن ثابت ہوتا ہے "نامحرم کی محبت ایک ایسا کیچڑ سے بھرا دلدل ہے جو آہستہ آہستہ خود میں گرنے والے کو نگلتا چلا جاتا ہے، ایک ایسی اندھیری کال کوٹھری ہے جس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔۔۔ کچھ نادان لڑکیاں جو نئ نئ عشق کے چنگل میں گرفتار ہوتی ہے ان کے لیے یہ سمجھ بوجھ والے الفاظ بے معنی ہوتے ہے کیونکہ انھیں اس وقت صرف وہ باتیں سننا اچھا لگتا ہے جو ان کے محبوب کے لبوں سے انکلتی ہے، پہلے پہل وہ جھوٹی حواس زدہ محبت چین و سکون اور خوشیوں کی ضامن لگتی ہے مگر جب یہ ہی محبت رسوا کرتی ہے تو وہی اور الجھنوں کی شکل اختیار چین اور خوشیوں والی محبت اضطراب، بے چینیوں

کر لیتی ہے' انھیں اس وقت صرف وہی نظر آرہا ہوتا ہے جیسے وہ کوئی شہزادہ ہو یا اس دنیا کا آخری مرد جنھیں ان کے گھر والے بھی منہ نہ لگاتے ہو۔۔۔۔

میں یہ نہیں کہتی کہ محبت حرام ہے یا کوئی بہت بڑا گناہ، اسے نہیں کرنا چاہیے اور یہ خود چاہ کر انسان کر بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ ایک فطری عمل ہے کب، کہاں، کیسے کوئی اپ کے دل میں سما جائے یہ آپ ڈیسائیڈ نہیں کر سکتے' محبت تو کرنی چاہی کیونکہ یہ ایک خوبصورت رشتہ ہے مگر نکاح کے بعد اپنے شوہر سے کیونکہ وہ اپ کا محرم ہو گا جسے سے محبت کرنے سے اپ گنہگار نہیں بلکہ اللہ کے نزدیک ان اچھی بیویوں میں شامل ہو جائے گی جو اپنے محرم سے پاک وصاف دل کے ساتھ محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔

نامحرم کی محبت انسان کو خوار کرتی ہے کیونکہ اللہ نامحرم سے محبت کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور جو لوگ اللہ کے حکم کو نہیں مانتے وہ یونہی بے سکون رہتے ہیں " محبت دھوکہ دے کر چلی جائے تو شکوہ شکایت اللہ سے کیوں بھئی جب اللہ نے ایک چیز کی اجازت ہی نہیں دی تو محبت سچی ہو یا جھوٹی کیا فرق پڑتا ہے۔ایک بار آپ اس فانی دنیا کی چاہ کو بھولا کر اپنے رب کی محبت مانگے اس کا قرب مانگے تو

صیح وہ اپنی محبت کے ساتھ آپ کو ایک ایسا محرم عطا کرئے گا جو آپکو سہی معنوں میں سچی محبت کا مفہوم سمجھائے گا۔۔۔۔ محبت میں دھوکہ کھانے سے اچھا ہے کہ جب آپکو یہ احساس ہو جائے کہ وہ نا محرم اپ کا محرم نہیں بن سکتا تو اللہ کی رضا کی خاطر پیچھے ہٹ جائے اپنے رب کی محبت میں اپنی محبت قربان کر دے کیونکہ جب روز قیامت وہ رب ذوالجال آپ سے پوچھے گا کہ بتا اے بندے ! میری خاطر تو نے اپنی کونسی پسندیدہ چیز قربان کی ہے تو اس دن ہم خالی و دامن نہ ہو بلکہ اس دن ہمارا دامن اپنے رب اور اس کی محبت سے بھرا ہوں۔۔۔۔

ان کی سحر زدہ آواز نے پوری کلاس پہ ایک سحر سا پھونک دیا تھا ہر وجود صرف ٹکٹکی باندھے ان کی طرف متوجہ ان کے لبوں سے ادا ہوتا ہر لفظ خود میں جذب کرنا چاہتا تھا۔ وہی وہ بھی آنکھوں کی پتلیوں کو حرکت دئے بغیر انھیں دیکھ رہی تھی جیسے اگر پلک بھی جھپکائی تو یہ منظر ہوا میں تحلیل ہو جائے گا اور وہ پھر اپنی اس ہی دنیا میں لوٹ جائے گئ جہاں اب اس کا دل نہیں لگتا تھا ایک بے چینی سی تھی اس کے وجود میں جسے وہ سمجھ کر بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی مگر اب وہاں بیٹھے اس کالے رنگ کے کپڑے میں چھپے وجود اور ان کی باتیں سنتے اسے اپنا وجود ہلکا

پھلکا سا لگنے لگا تھا جیسے نا جانے کتنے ٹن وزن اس کے وجود سے سرک گیا ہو، اس وہ یونہی بغیر پلکوں کو کا دل چاہ رہا تھا کہ سامنے موجود ہستی صرف بولتی رہیں اور جنبیش دیئے انھیں سنتی رہیں تاعمر !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خود کو برباد کرنے کے اور بھی تو بہت راستے تھے۔۔۔ پر ہمیں خیال صرف محبت کا ہی کیوں آیا۔

وہ ایک خوبصورت ویل فرنیشڈ روم تھا اس کی ہر چیز پنک اور گولڈن کا امتزاج لیے اس میں رہنے والی کی شخصیت کا پتہ دے رہی تھی کہ وہ ان رنگوں کی ہی طرح ہر کسی کو جلد پسند آجانے والی تھی پنک رنگ کی طرح پولیٹ نیچر اور گولڈن کی طرح چمکتے کردار کی مالک تھی وہ صنف نازک۔۔ کمرہ اس وقت روشنیوں میں نہائے ان نفیس رنگوں کو مزید اجاگر کر رہا تھا، کھڑکیوں پہ بھاری

پردے گرائے رکھے تھے تاکہ چاند کی چاندنی اس کے کمرے میں بنا اجازت اتے اس کے سوچوں کے تسلسل کو نہ توڑے، پورے کمرے میں دبیز قالین کی تہے بچھی ہوئی تھی کہ اس پہ پاؤں رکھنے والا خود کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کرے، جہازی سائز گول بیڈ پہ بچھی مخملی چادر میں کوئی نفوس چت لیٹا چھت پہ چھومتا چھ پروں والا پنکھا دیکھ رہا تھا مگر اس کی سوچیں دور کسی شخص پہ ٹھری ہوئی تھی جو اس کی ان سوچوں سے لاعلم خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا مگر اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔۔۔۔

گڑیا ناراض ہے"۔۔۔۔۔ کانوں میں کچھ وقت پہلے ہوئی اس سحر کن آواز کی سرگوشی لہرائی تو گلابی لبوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی آنکھوں میں ابھرتے نئے جذباتوں کی چمک سے وہ لاعلم ننھی لڑکی ان کا لمس اپنے بالوں میں رینگتا ہوا محسوس کرنے لگی، گرے رنگ آنکھیں ہنوز پنکھے پہ ٹیکی تھی جس کی رفتار آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی اور پھر اچانک اس نے پنکھے کو غائب ہوتے اور اس کی جگہ کسی کی شبہیہ اترتے دیکھی۔ جسے دیکھتے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور حواس بختہ

سی چھت پہ جھولتے پنکھے کو دیکھنے لگی جس میں کچھ لمحے پہلے اسے آغا فارذ کی شبیہ نظر آئی تھی۔۔۔۔

افففف اللہ یہ ہمیں کیا ہو رہا ہے 'ہمیں ہر جگہ صرف آغا جان ہی کیوں نظر آ رہیں ہے۔۔۔ دونوں ہاتھوں میں سر گرائے وہ پریشان کن لہجے میں بولی جیسے اپنی حالت کا اسے خود بھی اندازہ نہ ہو کے اسے کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔

ہمیں کیوں اب وہ اتنے اچھے لگنے لگے کہ دل چاہتا ہے کہ صرف انھیں ہی دیکھتے رہیں ان کا لہجا، ان کے الفاظ، ان کا لمس، ان کی موجودگی، ان کی خوشبو کیوں ہمیں یہ سب اب اپنی جاں سے زیادہ عزیز ہونے لگے ہے کیوں ان کے لمس پہ ہمارا دل بے اختیار ہونے لگتا ہے ان کے سینے سے لگتے ہیں تو کیوں ایک اجیب سی کیفیت میں شکار ہو جاتے ہے۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تو اب کیوں مرحا یوسف کے لیے آغا فارذ خاص ہوتے چلے جا رہیں ہے۔۔۔۔ وہ مسلسل خود سے سوالات کر رہی تھی جس کے جوابات ابھی اس کے پاس تو کیا کسی اور کے پاس بھی موجود نہیں تھے، کیوں اس کے دل میں یہ لاعلاج مرض کے جذبات ابھرنے لگے ہے جس کے معنی تک نہیں پتہ اس ننھی لڑکی کو، مگر

بہت جلد وہ ایک ایسے مقام پہ پہنچنے والی تھی جس کے بعد اس کی مثالیں دی جانے تھی پر شاید ابھی وہ وقت بہت دور تھا کیونکہ ابھی تو وہ پہلی منزل پہ پہنچ کر بھی لاعلم سی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز۔۔۔۔دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والے

ایسے کیا دیکھ رہی ہے میری جنت۔۔۔۔۔اپنے سامنے بیٹھی اپنی ماں کو یوں خود کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا کیونکہ پچھلے بیس منٹس سے وہ اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے کوئی لڑکا پہلی بار کوئی خوبصورت لڑکی دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔

کیا مطلب ہے اب میرے دیکھنے پہ بھی پابندی لگاؤ گے۔۔۔۔۔اس کی بات پہ وہ کڑے تیور لیے بولی تو بیچارہ حمزہ اپنی جگہ شرمندہ سا ہو گیا۔۔۔

اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کہا۔دیکھے دل بھرا کے بلکہ یہ لے اب نزدیک سے نہارے۔۔۔حورے بیگم کے خفا ہونے پہ وہ مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھ کر ان کے پاؤں کے پاس بیٹھتا ٹھوڑی ان کے گھٹنے پہ ٹیکائے بولا

۔۔۔۔

حمزہ آپ بلکل اپنے بابا کی پرچھائی ہے۔۔۔اس کے شہد رنگ بالوں کو بکھیرتی وہ ایک جذب سے بولی تو گرے رنگ آنکھوں میں خوشی کے ساتھ اداسی سی بھی چھائی۔خوشی اس بات کی کہ وہ اپنے بابا جیسا تھا اور اداسی اس وجہ سے کہ وہ اپنے ہونہار بیٹے کی کامیابیاں دیکھنے سے پہلے ہی ان سے بہت دور چلے گیے تھے

۔۔۔

نہیں ماما میں بابا جیسا کبھی نہیں بن سکتا وہ حمزہ یوسف کے آئیڈیل مین تھے اور ان جیسا دوسرا کوئی نہیں۔۔۔۔۔نرمی سے ان کی گود میں سر رکھتے اس نے کہا جبکہ آنکھوں کے پردے پہ ایک شفیق سا پر وقار چہرہ لہرایا جسے دوبارہ دیکھنے کی چاہ

اسے دن رات تڑپاتی تھی مگر یہ تو ناممکن سی بات تھی کیونکہ گئے ہوئے لوگ بھی کبھی لوٹ کے آئے ہیں۔۔۔

یوسف میں نے ایک فیصلہ لیا ہے اور میں چاہتی ہوں آپ اس میں میرا ساتھ دے۔۔۔۔۔ ہلکے ہلکے سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے انھوں نے کہا تو اس نے یونہی سر رکھے ہاں میں سر ہلاتے کہا۔۔۔۔

!!!! آپ حکم کرے

خیر سے اب آپ واپس اگیے ہے تو میں چاہتی ہوں کہ ہم نوال کی رخصتی لے لے اور ساتھ روحی کا بھی کسی اچھی جگہ دیکھ کر شادی کر دے۔۔۔۔۔ اس کے حکم کرنے والی بات پہ انھوں نے ہمت کر کے کہہ تو دیا تھا مگر اس کا سر اٹھا کر ان کو حیران بھری نظروں سے دیکھنے پہ وہ گڑ بڑا سی گیی۔۔۔۔

یہ سوچا کیسے آئی۔۔۔۔ لہجہ ہنوز یونہی تھا نرم مگر چہرے کے تاثرات سپاٹ سے ہوئے تھے۔۔۔۔

!!!! آپ کی عمر ہے شادی کی

اپنی نہیں روحی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ اچانک اس کی شادی کا خیال آپ کو کیونکر آیا۔۔۔اس نے ان کی بات کی نفی کرتے سوال داغا۔۔۔

کیوں کیا اسے رخصت نہیں کرنا۔۔۔اس کے سوال پہ انھوں نے بھی الٹا سوال پوچھا۔۔۔

کرنا ہے ضرور کرنا ہے پر وقت آنے پہ یہ کوئی عمر ہے اس کی شادی کی۔ابھی تو اس نے میرے خواب پورے کرنے ہیں جو میں نے اس کے متعلق سوچ رکھے ہے اور آپ ہے کہ اس کی شادی کروانا چاہتی ہے۔۔۔پاؤں سے اٹھ کر وہ ان کے نزدیک رکھے صوفے پہ بیٹھتا سنجیدگی سے بولا تو وہ بس اسے دیکھتی رہے گی جو بات یوں کر رہا تھا جیسے ایک باپ اپنی بیٹی کا روشن مستقبل دیکھنا کا خواہشمند ہوں۔۔۔

اور رہا میری شادی کا سوال تو ابھی نوال کی اسٹڈی کمپلیٹ نہیں ہوئی ہے جب تک وہ اپنی پڑھائی مکمل نہیں کر لیتی میں رخصتی کا نہیں سوچوں گا۔۔۔ان کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ اپنی شادی کے انکار کی بھی وجہ سامنے رکھ گیا گویا نہ وہ ابھی خود کرے گا نہ روحی کی ہونے دے گا۔۔۔

پڑھائی تو شادی کے بعد بھی ہو سکتی ہے میں کونسا روایتی ساسوں کی طرح اسے کام کروانے کے لیے لے کر آؤ گی۔۔۔اس کے بھی انکار پہ وہ اس بار تھوڑا سا روڈ ہوتے بولی تو وہ اپنی جنت کے خفا ہونے پہ دھیمہ سا مسکرا گیا۔۔۔۔

آئے نو موم کے آپ بلکل ان ساسوں کی طرح نہیں ہے جو بہو کو ملازم سمجھ کر لاتی ہے پر بھلے آپ اسے پورا فریڈم دے گی پر پھر بھی میرڈ لائف بیچرل لائف جیسی نہیں ہوتی۔ سسرال اور میکے میں فرق ہوتا ہے وہ کوئی کام نہ بھی کرے تب بھی اس پہ ذمہ داری تو ہو گئی نہ میری اور ابھی تو وہ روحی جیسی ہے ناسمجھ سی وہ کیسے ابھی یہ سب مینج کرے گی۔اور اگر آپ ساس نہیں بنے گی تو کوئی اور بن جائے گا ڈونٹ فور گیٹ کہ ہم جوائینٹ فیملی کا حصہ ہے جہاں صرف ایک ساس نہیں کئی اور بھی ہوتی ہیں۔۔۔ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے وہ انھیں سمجھتا بیٹا نہیں بلکہ باپ لگ رہا تھا اور وہ اپنی جگہ ٹھیک بھی تھا کیا ہمارے معاشرے میں یہ نہیں ہوتا کہ ایک ساس کے ساتھ اور کتنی ساسوں کو منہ دینا پڑتا ہے ایک تنہا لڑکی کو۔۔۔۔

تم تو ابھی سے اس کی حمایت میں اتنا بول رہیں ہو جب وہ آ جائے گی تو کیا کرو گے۔۔۔۔ مصنوعی آنکھیں دکھاتے وہ اسے جھاڑتے ہوئے بولی تو بدلے میں وہ ہنستا اپنے ہاتھوں میں مقیدان کے ہاتھوں کی پشت پہ باری باری بوسہ دے گیا۔۔۔

اچھا روحی کی صرف انگیجمینٹ'۔۔۔۔اس کو ہنستا دیکھ انھوں نے ایک بار پھر اپنی بات دہرانی چاہی کہ شاید وہ اب کی باری میں مان جائے مگر ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ کاٹ گیا۔۔۔

موم روحی کو میں نے کبھی اپنی بہن نہیں مانا بلکہ اپنی بیٹی سمجھا ہے اور ایک بیٹی کو لے کر اس کا باپ جتنے خواب دیکھتا ہے اسے کئی گنا زیادہ میں نے دیکھے ہیں کیونکہ میں چاہتا ہوں زندگی کے کسی بھی موڑ پہ اگر میں بھی بابا کی طرح آپ لوگوں کا ساتھ چھوڑ جاؤں تو آپ دونوں میرے پیچھے بے یار و مددگار نہ رہیں بلکہ میری روحی اس قابل ہو کے وہ اپنے ساتھ ساتھ اپ کی ذمہ داری بھی بھرپور طریقے سے اٹھا سکے اسے کبھی کسی مرد کے سہارے کی ضرورت پیش نہ ائے بلکہ وہ خود کسی کا سہارا بننے کے اہل ہو۔۔۔۔۔

اللہ نہ کرے کیوں ایسی باتیں کر رہیں ہو'۔۔۔۔اس کی اتنی تلخ بات پہ وہ آنکھوں میں نمی لیے سر نفی میں ہلاتے بولی تو اس نے بے ساختہ اپنی جنت کو اپنے آغوش میں لیا۔۔۔

سوری!! اپنے لفظوں کا اندازہ اسے ہو گیا تھا تبھی ان کے سر کو چومتے انھیں خود سے لگا گیا۔۔۔

خدا میری عمر بھی تم دونوں کو لگا دے'خبر دار حمزو آئندہ اس طرح کی بات کی تو ۔۔۔۔ان کا کلیجہ دہل گیا تھا اس کی گوہر آفشانیان سن کر اور وہ کتنے آرام سے سوری بول گیا تھا۔ان کی بات پہ وہ سر ہلاتا ان کا سر سہلانے لگا اور وہ واقفے واقفے سے اسے اس الفاظ یاد کرواتی غصے سے لتاڑ رہی تھی جسے وہ اپنی مسکراہٹ دبائے چپ چاپ سن رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

> میرا عشق ہو، تیری ذات ہو، پھر حسنِ عشق کی بات ہو

کبھی تو ملے، کبھی میں ملوں، کبھی ہم ملیں اور ملاقات ہو

رفتہ رفتہ گزرتا پھر وہ دن بھی آ گیا جس کی تیاریاں کئی دنوں سے جاری تھی پوری یونی ورسٹی میں سپورٹس ویک کی دھوم مچی ہوئی تھی ہر اسٹوڈنٹس ہر پروفیسر آج تعلیم کو خیر آباد کئے اب سے کچھ دیر بعد شروع ہونے والے گیمز کے لیے پرجوش نظر آ رہیں تھے۔سب اسٹوڈنٹس نے جینز پہ مختلف ٹیمز کی شرٹس پہن رکھی تھی تو کسی کسی کے ہاتھوں میں ٹیمز کے جھنڈے تھے۔اسٹیڈیم بھی کھچا کھچ بھرا پڑا تھا۔ایکا دکا ہی سیٹس تھی جو کہ خالی نظر آ رہی تھی۔جوشیلے اسٹوڈنٹس نے ایک طوفانِ بدتمیز برپا کر رکھی تھی مگر آج کوئی انھیں ٹوکنے والا نہیں تھا کیونکہ پروفیسرز خود آج بچوں کے درمیاں بیٹھے بچے بنے ہوئے تھے اور کچھ کھڑوس پروفیسرز آج بھی منہ پہ بارہ بجائے بیٹھے خوفت سے اسٹوڈنٹس کا شور اور ان کے مزاحیہ + معنی خیز جملے برداشت کر رہیں تھے۔۔۔۔

یہ ایک وسیع و عریض سفید ٹائیلز سے بنا روم تھا جس کی تین دیواروں کے ساتھ ہلکے آسمانی رنگ کے ٹیم میمبرز کے پرسنل کبڈز بنے ہوئے تھے۔ہر پلئیر کا ایک

اپنا کبڈ تھا جس میں وہ میچ کے شروع ہونے سے پہلے اپنا سیل، والٹ اور بھی دوسری پرسنلز چیزیں رکھ کر لاک کر دیتے تھے اور ان کی کیز وہ اپنے کسی دوست یا گھر والے کو بھی پکڑا سکتے تھے تاکہ وہ گم نہ ہو جائے۔ تین میں سے ایک دیوار پہ چھت سے لے کر زمین تک کے شلیف بنے ہوئے تھے جن میں ان کے سپورٹس کا مخصوص سامان رکھا ہوا تھا۔۔۔اس وقت وہاں ہر طرف افرا تفری مچی ہوئی تھی کیونکہ اب سے کچھ دیر بعد ان کا میچ شروع ہونا تھا جس کی وجہ سے ہر پلئیر جلدی جلدی کرتا اپنی تیاری مکمل کر رہا تھا کوئی اپنی کٹ لے کر واشروم میں گھسا تھا تو کوئی شوز پہن رہا تھا اور کچھ فٹبال ہاتھ میں پکڑے اپنی پریکٹس کی ٹیشن میں تھا وہی وہ چار ریپیٹ کر رہیں تھے۔ جہاں ہر پلئیر سالانہ گیمز ریلیکس سے تیار ہو رہیں تھے بغیر جلدی جلدی کے۔۔۔۔

آپ لوگوں نے ضرور جیتنا ہے'۔۔۔ان چاروں کو تیار ہوتا دیکھ حور نے اعتماد نے کہا۔ سپورٹس روم میں ہر لڑکی کا آنا منا تھا مگر حور کو وہ بے دھڑک لے کر آئے تھے کیونکہ انھیں ڈین کی طرف سے کھلی چھوٹ تھی تبھی ان کے کوچ بھی کچھ نہ کہہ سکے اور وہ بھی اپنے چار گارڈز کے ساتھ خود کو محفوظ سمجھتی اتنے

لڑکوں کے درمیان بے خوف موجود تھی یہ الگ بات تھی کہ وہ چار اس کے اگے سایہ کی طرح کھڑے تھے اور وہ آرام سے چیئر پہ بیٹھی تھی ایسے کہ کوئی اور اسے دیکھ نہ سکے اور انھوں نے خاص کہہ بھی دیا تھا اپنے پلئیر ممبرز سے کے اس سائیڈ نہ ائے کوئی۔۔۔

ہماری بہن دعا کرے گئی تو ہم ضرور جیتے گے۔۔۔۔دیوار میں لگے چھوٹے سے شیشہ میں دیکھتے اپنے بال سیٹ کرتے حارث نے اس کی طرف نرم مسکراہٹ اچھلے کہا تو ساتھ وہ بھی مسکائی۔۔۔

صرف تیری (بہن)۔۔۔۔۔ہمارا بیوٹی کو نیشئس معتصم شاہ فیس پہ سن بلوک لگائے اس کے جملے کی کریکشن کرتا بولا تو وہ اس کے بہن والی بات پہ سر نفی میں ہلاتا رہا گیا مطلب کیا ہو جائے کہ وہ حور کو بہن مان جائے۔ جبکہ وہ دو مگن سے اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔۔

انشاءاللہ آپ ہی جیتے گے "۔۔۔۔معتصم کی بات کو اگنور کیے وہ حارث کی بات پہ دل سے دعا دیتی بولی تو سب نے زیر لب آمین کہا۔۔۔

بوائزاونلی ٹین منٹس لیفٹ ہری اپ '۔۔۔۔کوچ روم میں ائے کلاپ کیے سب کی توجہ خود کی طرف مبذول کرواۓ بولے کہ ٹائم کم ہے اپنی تیاریاں جلد مکمل کرۓ کیونکہ فرسٹ گیم ہو چکا تھااوراب ان کا گیم ہوناتھا جس کا مقابلہ اسلام آباد سے ائی ٹیم نے کرنا تھا۔۔۔

یہ لڑکی یہاں کیا کرتاہیں۔۔۔۔ سنئیر کوچ عطااللہ خان کی جیسے ہی نظر حور پہ پڑی وہ اپنی کمر پہ ہاتھ ٹیکاۓ باقی سب کو چھوڑے معتصم کو یوں گھورتے پوچھنے لگے جیسے وہ اس کی جاننے والی ہو۔۔۔۔

کوچ تم ہم سے یوں پوچھتاہے جیسا یہ لڑکی ہمارا گالرفرینڈ ہوتاہے۔۔۔وہ بھی کمر پہ ہاتھ ٹیکاۓ تن کے اپنی گلابی اردو میں بولا تو حور نے منہ پہ ہاتھ رکھتے اپنی ہنسی دبائی جبکہ کوچ نے آنکھیں چھوٹی کیے اس شیطان کے سالے کو گھورا جس میں ذرابرابر بھی لحاظ نہیں پایا جاتا تھا۔۔۔

تم میں ذرا شرم نہیں ہم تمہارا استاد ہے 'اور استاد کا رتبہ ماں باپ جتنا ہوتا ہے نالائق۔۔۔۔انھوں نے دانت پیستے اسے شرم دلانی چاہی جو کہ ایک ناکام کوشش تھی معتصم شاہ شرم نام کی چیز سے کوسوں دور پایا جاتا تھا۔۔۔

سر آناؤ سمینٹ ہو چکی ہے '۔۔۔۔اس سے پہلے معتصم ان کی بات پہ کچھ بولتا اور کوچ اور اس کی جھڑپ اسٹارٹ ہوتی جونئیر کوچ نے اتے انھیں لڑنے سے باز رکھتے باہر ہونے والی آناؤ سمینٹ کے حوالے سے بتایا جہاں چیمپینز ٹیم اور ٹائیگرز ٹیم کے مقابلہ کے بارے میں بولا جارہا تھا جواب سے صرف سے کچھ منٹس بعد اسٹارٹ ہونے والا تھا۔۔۔۔

حور یہ میرا اسیل فون اور والٹ ہے اپنے پاس احتیاط سے رکھنا ٹھیک ہے '۔۔۔ کوچ اور معتصم کو چھوڑے وہ اپنا سامان حور کے حوالے کرتا اسے احتیاط سے رکھنے کا کہنے لگا جس پہ وہ فون وغیرہ لیتی سر ہلانے لگی۔ پھر حارث کو دیکھتے درید اور معتصم نے بھی اپنے اپنے فونز اس کے حوالے کیے۔۔۔۔

اوئے ہیرو آ بھی جا نہیں ہوتی تیرے والی ناراض "۔۔۔۔ فواد کو فون پہ بات کرتا دیکھ حارث اسے ٹوکتا ہوا بولا تو اس نے وہی کھڑے کھڑے ایک لعنت اس کی طرف پاس کی جبکہ حور نے اچنبھے سے پہلے حارث اور پھر فواد کو دیکھا " کیا واقعی ہی اس مغرور کی کوئی گالر فرینڈ تھی پر وہ کبھی دیکھی کیوں نہیں 'ہائے وہ کتنی خوش نصیب ہے جسے یہ مغرور ملا ہے۔۔۔ نظریں فواد کی پشت پہ ٹیکائے

وہ اپنی ہی سوچ کے تانے بن رہی تھی جبکہ اس کی سوچوں سے پرے وہ فون پہ داؤد اور حیدر کو میچ اسٹارٹ ہونے اور جلدی آنے کی تنبیہ کرتا روحی کو بھی ساتھ لانے کا اصرار کر رہا تھا۔۔۔

براؤنی خبردار اگر میرے فون پہ اتی کسی بھی لڑکی کی کال اٹھاتے تم نے انھیں شک میں ڈالا کہ معتصم شاہ کی اور بھی کوئی گلر فرینڈ ہے سمجھی میں اپنی فینز کے ساتھ بہت سنسیئر ہوں۔۔۔اس کو فونز بیگ میں رکھتا دیکھ معتصم اس کے نزدیک اتا کڑے تیور لیے بولا تو وہ جو بیگ میں سر جھکائے ان کے قیمتی موبائل احتیاط سے رکھ رہی تھی معتصم کی بات پہ سر اٹھائے اسے گھورتی ہوئی بولی

۔۔۔۔

اپنی بھوتی دیکھی ہے فینز کے کچھ لگتے۔۔۔۔وہ بھی کمر پہ ہاتھ ٹیکائے لڑکا انداز میں بولی تو وہ اس چیونٹی کی ہمت پہ حیران رہے گیا(جو کہ ان ہی کے عزت اور اعتماد دینے پہ ائی تھی) گویا اس کے منہ میں نہ صرف زبان تھی بلکہ وہ اسے اچھے سے چلانا بھی جانتی تھی۔۔۔

ویری گڈ '۔۔۔ معتصم کو کرار جواب دیتے دیکھے درید نے مسکراتے ہوئے اسے تھمبز اپ کا اشارہ دیا تو وہ دھیمہ سا مسکرا گی جبکہ معتصم اسے انگلی اٹھا کر وارن کرنے کا اشارہ دیتا اپنی ٹیم کے پیچھے لپکا جو کہ باہر کی طرف بڑھ رہی تھی

۔۔۔۔

یہ لے اس پہ داؤد یا حیدر کے نام سے کال آئے تو پک نہ کیجئے گا اور اگر 'چینی گڑیا' کے نام سے کال آئے تو پک کر کے اسے میچ کی اپڈیٹس دے دیجئے گا '۔۔۔ فواد ان تینوں کی دیکھا دیکھی اپنا فون بھی اس کے حوالے کرتے اسے سمجھانے کی خاطر بتانے لگا جبکہ وہ اس کے اتنے احترام سے مخاطب کرنے پہ محض ہاں میں سر ہلا گئی جس پہ وہ ایک نظر اس کے جھکے سر پہ ڈالتا باہر کی طرف بڑھا۔۔۔ یہ چینی گڑیا ضرور ان کی گلر فرینڈ ہو گئی۔ جاتے ہوئے فواد کی پشت دیکھتے اس نے سوچا 'پر نام کچھ اجیب سا نہیں ہے۔ اس بار منہ کے زوائے بگاڑے سوچا گیا تھا 'ہو سکتا ہے پیار میں رکھا ہو پر ان جیسا کھڑوس انسان بھی پیار سے بات کر سکتا ہے کیا '' اسٹرینج ۔۔۔ پھر اس کا سرد رویہ اور چہرے کے تنے نقوش کو سوچتے اس نے اپنی بات کی نفی کی اور گیٹ کے قریب درید سے بات کرتے فواد کی

پشت کو گھورتے بڑبڑائی جو حور میڈم کی اعلی سوچوں سے غافل میچ کے حوالے سے درید کو انسٹرکشن دیتا ٹیم کے ساتھ گراؤنڈ کی طرف بڑھا تو سب کو جاتا دیکھ وہ بھی ہوش میں اتی ان کے پیچھے بھاگی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! دیوانہ 'دیوانگی میں بڑی بات کہے گیا۔۔۔ محشر کی گھڑی کو ملاقات کہے گیا

کالے رنگ کی پیجارو بڑی تیزی سے اپنے راستے میں انے والی ہر بے جاں چیز کو کچلتی اگے بڑھ رہی تھی، سفید چمچماتی دھوپ کار کے شیشہ پہ اترتی اپنا عکس اندر بیٹھے نفوسوں پہ چھوڑ رہی تھی مگر کار کے بند ہونے کی وجہ سے دھوپ کی تپش اندر انے سے قاصر تھی۔

آج ہم کتنے ٹائم بعد یوں ساتھ نکلے ہیں نہ۔۔۔۔ پلازو جینز کے ساتھ ریڈیش کلر کا سمپل پلین کرتا پہنے وہ ہمیشہ کی طرح ڈوپٹہ سے بے نیاز تھی، پاؤں میں

سفید اسنیکرز ڈالے، بالوں کو گردن پہ جھولتے جوڑے میں مقید کیے وہ بغیر کسی زیب و آرائش کے اپنے نوخیز حسن کے ساتھ حسین ترین لگ رہی تھی اور کچھ دھوپ میں چمکتے وہ گرے نگینے کسی کو بھی اپنی طرف راغب کرنے کا ہنر رکھتے تھے۔۔۔۔

جی 'پر انشاء اللہ ہم اب روز یونہی اکھٹے گھومے گے۔۔۔۔ڈرائیونگ پہ مرکوز نظروں کو ذرا سا ترچھا کیے وہ اپنی گڑیا کی بات پہ مبہم سا مسکراتا بولا۔ گرے ڈریس پینٹ پہ سفید ہاف سلیویس شرٹ پہنے جو کہ اس کی گوری رنگت پہ کافی جچ رہی تھی، گولڈن گھنگریلے بال سلیقہ سے سیٹ تھے (ان کے بال چھوٹے نہیں بلکہ بڑے بڑے اور کھلے گھنگریلے تھے جیسے خودرول کیے ہوئے پر ان کے قدرتی تھے)، پاؤں میں سفید جوگرز، آنکھوں پہ بلیک گلاسس لگائے حمزہ یوسف تیاری میں مرحا یوسف کو مات دینے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

بھیا آپ کی اچانک آمد پہ نوی کیسا ریکٹ کرئے گی۔۔۔۔وہ اب کی بار سیٹ پہ پوری طریقے سے مڑتی اپنے دل میں اُمڈتا سوال اشتیاق سے پوچھتی حمزہ کو دیکھنے

لگی جو پورے انہماکانہ انداز میں اپنا فوکس ڈرائیوینگ پہ کیا ہوا تھا اپنی لاڈلی کے سوال پہ دھیم سا مسکراتا بولا۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے !!!!

ہمممممم 'اۓ تھنک کے نوی اپ کو دیکھ کر کوما میں چلی جاۓ گئ ہاہاہاہا۔۔۔۔ سنگ مرمر سے تراشی انگلی کو لبوں پہ رکھتی وہ سوچنے کا ناٹک کرتی آخر میں کھلکھلائی تو حمزہ بھی سر نفی میں ہلاتا ہنس پڑا۔۔۔۔

لو جی ہم اگیے میری جان کی جان کے گھر "گاڑی خان ولاء کے سامنے روکتے وہ شرارت سے اس کی ناک دباۓ بولا جبکہ اسے دیکھتے گارڈ مین دروازہ کھولنے لگا ۔۔۔۔

اور اپ کی جان من "" ۔۔۔۔۔ سیٹ پہ اگے کی طرف جھکتے اس نے حمزہ کے دونوں گالوں کو پکڑا کر کھینچتے ہوۓ کہتے اپنے ناک دبانے کا بدلہ لیا تو وہ اس کی حرکت پہ مصنوعی آنکھیں دیکھتا گاڑی ٹریک پہ چڑھاتا خان ولاء کے پورچ میں اتا روک گیا۔۔۔

سلام یوسف صاحب' سلام گڑیا۔۔۔ گارڈ نے ڈرائیونگ سیٹ سے حمزہ کو اترتے دیکھ سلام کیا جس کا جواب اسے نے خوشدلی سے دیا تو انھوں نے اگے بڑھ کر روحی کی طرف کا گیٹ کھولتے کہا' مبین منزل ہو یا خان ولاء وہ سب کی گڑیا تھی۔۔۔۔

وعلیکم السلام بابا کیسے ہیں آپ' اور بیوی بچے ٹھیک ہیں آپ کے۔۔۔ اپنے بھائی کے برعکس وہ تو گارڈ سے گپ لگانے کی خواہشمند تھی تبھی وہی گاڑی سے ٹیک لگائے وہ سب کا حال دریافت کرنے لگی جس پہ وہ مسکراتے اس کو جواب دینے لگے۔۔۔۔

اور سنا ہے آپ کی بیٹی کی شادی ہے' ہمیں بتایا بھی نہیں۔۔۔۔ کمر پہ ہاتھ ٹیکائے ایک اور سوال پوچھا گیا۔۔۔۔

معزرت گڑیا بس سادگی سے کر رہیں ہے! وہ خوامخواہ ہی شرمندہ سے ہوتے بولے۔۔۔۔

بھلے سادگی سے کرئے یا دھوم دھڑکے سے ہمیں آپ نے ضرور انوائیٹ کرنا ہے ورنہ ہم ناراض ہو جائے گے۔۔۔ آنکھوں میں خفگی لیے وہ بیچارے گارڈ

کو فل شرمندہ کروانے کے موڈ میں تھی جبکہ حمزہ اس باتونی کی باتوں پہ کھڑا سر نفی میں ہلانے لگا ابھی اندر ایک اور اس جیسی کو منہ دینا تھا۔۔

جی ضرور بیٹیا"۔۔۔اس کے لڑنے کے انداز پہ وہ دھیمہ سا مسکراتے بولے تو وہ کھل کر مسکرائی کہ چلو میرال کی شادی نہیں دیکھی تو کیا اب گارڈ بابا کی بیٹی کی تو دیکھونگی۔۔۔

بی بی سی اگر اپ کی نیوز کور تج ہو گئی ہو تو چلے اندر۔۔۔اسے پھر منہ کھولتا دیکھ حمزہ نے بالا آخر تنگ آئے کہا اور زبردستی اس کا ہاتھ تھامے اندر کی طرف بڑھا کیونکہ اگر وہ اسے اب بھی نہ ٹوکتا تو ممکن تھا آج کی ملاقات ان کی صرف گارڈ بابا کے نام جاتی۔۔۔۔

میرا بچا آج اتنی دیر سے اٹھا طبعیت ٹھیک ہے آپ کی"۔۔۔۔شبِ خوابی کے لباس میں ہی اسے سڑھیاں اتر کر نیچے اتے دیکھ خان صاحب جو کہ لاونج میں بیٹھے نیوز سن رہیں تھے نوال کی طرف دیکھتے لہجے میں فکر مندی کے عنصر لیے پوچھنے لگے۔۔۔

جی بابا بس رات کو دیر سے سوئی تھی اس لیے۔۔۔۔ خراماں چل کراتی وہ ان کے قریب ہی صوفے پہ بیٹھتی بولی تو انھوں نے مسکراتے اس کے گرد اپنا بازو حمائل کیا اور جھک کر اس کی پیشانی چومی۔۔۔۔

بیلا نوال کے لیے ناشتہ تیار کرو"۔۔۔۔ کیچن میں موجود بیلا کو آواز دیتے وہ اسے سینے سے لگائے نظریں دوبارہ نیوز پہ ٹیکا گیے جبکہ وہ پھر آنکھیں موندتی سر ان کے کندھے پہ رکھ گئی۔۔۔۔

پر ہم تو اب لنچ کرے گے۔۔۔۔۔ حمزہ کے سنگ اندر آتی مرحا شرارت سے بولی تو وہ جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی اپنے گردے کے ٹکڑے کی آواز سنتے جھٹ سے آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی کہ واقعی ہی وہ موجود تھی کیونکہ اس نے آنے کا کوئی میسج نہیں کیا تھا۔ پھر آنکھوں کو اچھے سے یقین دہانی کرواتے وہ چیخ مارتی صوفے سے اٹھی۔۔۔۔

روحی"۔۔۔۔۔ اپنی حالت سے بے پرواہ وہ بھاگ کر جا کر اس کے گلے سے لگی تھی جبکہ پاس کھڑے اپنے شوہر نامدار کو وہ بالکل فراموش کر چکی تھی جو جانثار نظروں سے اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

تم نے کوئی ٹیکسٹ کیوں نہیں کیا انے کا۔۔۔اس سے دوری بناتے وہ تھوڑی خفاگی سے پوچھنے لگی تو وہ اپنے بھیا کے اگنور ہونے پہ دبدبہ سا مسکرائی۔۔۔

اگر بتا کراتی تو تم یہ سرپرائز کیسے دیکھتی۔۔۔۔آنکھوں میں شرارت لیے بولتی وہ حمزہ کی طرف اشارہ کیے بولی تو جسے صرف اپنی دوست ہی کھڑی نظرائی تھی روحی کی بات پہ اچنبھہ سے آنکھوں کو موڑے اس نے اپنے بابا کے ساتھ کھڑے شخص کو دیکھا جواس کی طرف ہی سنجیدہ چہرے مگر مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ایک نظراس نے اپنے سرتاج کو دیکھا اور دوسری نظر سر جھکا کر اپنی حالت کو۔جسے دیکھ کر اس کا دل چاہا کے وہ خود کو کہی چھپالے کیونکہ جیسا اس کا حلیہ تھا وہ اس کے سامنے تو کبھی ایسے آنا نہیں چاہتی۔۔۔۔

اسلام وعلیکم "اس کی شرم سے جھکتی نظروں کو دیکھتے وہ محظوظ سا ہوتے بولا اور ایک گہری نظر اسے سر سے پیر تلک دیکھا۔لوز ٹراؤزر پہ گھٹنوں تک اتی شرٹ پہنے ، بکھرے بالوں کے ساتھ وہ سیدھا مقابل کے دل میں اتر رہی تھی۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔مرمری سی آواز میں منمناتے اس نے جواب دیا جو کہ بامشکل ہی پاس کھڑی روحی سن سکی تھی جبکہ حمزہ نے صرف اس کے ہلتے لبوں کو دیکھتے گزرا کیا۔۔۔

ارے آو بیٹا یہاں کیوں کھڑے ہو۔۔۔۔خان صاحب حمزہ کو صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے بولے تو وہ سر کو خم دیتا ان کے ہم قدم ہوا جبکہ وہ ابھی تک اپنے حلیہ کی وجہ سے شرمندہ سی کھڑی تھی۔۔۔۔

آپ کے مسٹر رائیٹ چلے گے ہیں۔۔۔۔اس کے کندھے سے کندھا ٹکراتی وہ شوخ سے لہجے میں بولی تو اس نے گھور کر اسے میسنی کو دیکھا جو ہر بار انے سے پہلے اسے بتا کراتی تھی اور آج جب حمزہ ساتھ میں تھا تو یونہی بغیر بتائے اتی اسے شرمندہ کروا گئی تھی۔۔۔۔

مجھے سے بات مت کرنا اب۔۔۔۔اس کے بازو پہ تھپڑ مارتی وہ غصے سے بولی اور دھپ دھپ کرتی جینج کرنے کی غرض سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی تو وہ بھی مسکراتی اس کے پیچھے لپکی۔۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محبت دیکھ لی ہم نے جہاں بھر کے لوگوں کی۔۔۔۔ جہاں پہ دام زیادہ ہو وہاں انسان بکتے ہیں !

اوئے وہ دیکھ۔۔۔۔۔ حیدر نے اپنے ساتھ بیٹھے داؤد کو کہنی مارتے انگلی کی مدد سے اُس طرف اشارہ کیے کہا جہاں ان کی اگلی بینچ کی سیکنڈ لاسٹ سیٹ پہ ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

کیا ہے اس میں ایسا۔۔۔۔ ایک سرسری سی نظر اس لڑکی پہ ڈالتے داؤد نے سوالیہ پوچھا۔۔۔

دیکھ تو سہی کتنی خوبصورت ہے یار '۔۔۔۔ حیدر کی سوئی اور آنکھیں دونوں اب بھی اس ہی پہ ٹکی تھی جبکہ اس کے خوبصورت والے لفظ پہ داؤد نے بھی ایک گہری نظر اسے دیکھا، بلیک ٹائٹ پینٹ پہ پیٹ سے اونچی چیمپینز ٹیم کی شرٹ پہنے کھلے بال اور ہمیشہ کی طرح بولڈ میک اپ لیے اریبہ بینچ سے کھڑی فون کان

سے لگائے شاید کسی سے بات کر رہی تھی۔ جبکہ اس کی بولڈ ڈریسنگ پہ داؤد ایک ناگوار نظر ڈالتے واپس اپنا رخ گراؤنڈ کی طرف کر گیا جہاں اس کا دلبر جانی کزن اپنی ٹیم کو لیڈ کر رہا تھا جیتنے کے لیے !!!

گراؤنڈ میں اس وقت چیمپینز/ٹائیگرز ٹیمز آمنے سامنے تھی۔ اسٹیڈیم میں موجود اسٹوڈنٹس جہاں چیمپینز کے نعرے لگا رہیں تھے تو وہی اسلام آباد سے ائی ٹائیگرز ٹیم کے جیالے بھی اپنی ٹیم کی بھرپور حوصل افزائی کرتے نظر آ رہیں تھے، فٹبال کا مقصد 90 منٹ کے کھیل کا ایک ٹائم فریم ہوتا ہے جس میں اپنے حریف سے زیادہ گول کرنے ہوتے ہیں، میچ کو 45 منٹس کے دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلے 45 منٹ کے بعد کھلاڑی 15 منٹ کا آرام لیتے ہے جسے ہاف ٹائم کہتے ہیں۔۔۔۔

تو اس میک اپ کی دکان کو چھوڑ وہ دیکھ نیچرل بیوٹی۔۔۔۔ حیدر کو اریبہ کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتے وہ اسے ایک ٹھوکا مارتا خود سے دو بینچ نیچے بیٹھی لڑکی کی طرف اشارہ کیے بولا جو حجاب میں لپٹی اپنی سانولی رنگت لیے میک اپ زدہ چہروں میں امتیاز نظر آ رہی تھی۔۔۔۔

یار افادی کی یونی میں تو ایک سے بڑھ کر ایک ہے حسینائیں ہے اور ایک ہماری یونی ہے جہاں ایک بھی کام کی نہیں ہے 'اور جو ہے وہ ہمیں منہ نہیں لگاتی۔۔۔ حور کی طرف دیکھ کر وہ ایک ٹھنڈی سانس کھینچتا آخر میں اپنی قسمت کو سنے لگا تو داؤد نے بھی سرہاں میں ہلایا جیسے اس کے لفظوں کی تصدیق کر رہا ہو۔۔۔

پندرہ منٹ کا ہاف ٹائم ختم ہو چکا تھا جس کی وجہ سے گراؤنڈ میں ایک بار پھر چیمپینز اور ٹائیگرز آمنے سامنے موجود تھے پچھلے پینتالیس منٹس میں ٹائیگرز نے چھ کا سکور کیا تھا جبکہ چیمپینز نے پانچ اور اب انھیں میچ جیتنے کے لیے نہ صرف ٹائیگرز کو مزید گول کرنے سے روکنا تھا بلکہ ان کا ٹیم سکور بھی توڑنا تھا ۔۔۔ٹائیگرز کا اسکور زیادہ ہونے کے باعث فرسٹ کیک انھیں کرنی تھی جس کی وجہ سے ان کا ایک اسٹرائیکر رائنیگ کلوک پہ موجود تھا جبکہ باقی اپنی اپنی پوزیشن لیے ہوئے تھے، فٹبال میں ٹوٹل گیارہ کھلاڑی کھیلتے ہیں اور تین سبسیٹیوشن ہوتے ہیں جو کسی بھی کھلاڑی کے انجری کے بعد کھیلتے ہیں اور ایک دفعہ گیا کھلاڑی واپس گیم میں واپس نہیں آسکتا یہ فٹبال کا رول ہوتا ہے، اور فاؤل کی صورت میں کسی کھلاڑی کو دو پیلے یا ایک ریڈ کارڈ ملنے کی صورت میں

مزید میچ کھلناپڑتا ہے ،ایک ٹیم میں کل گیارہ پھراس ٹیم کوایک کھلاڑی کے بغیر کھلاڑی ہوتے ہیں جن میں سے چار ڈیفینڈرز ہوتے ہیں جو کہ گول لائن پہ موجوداپنی طرف اتی فٹبال کو گول کیپر تک جانے سے روکتے ہیں تاکہ مقابل ٹیم کا گول نہ ہوسکے ،چار میڈ فیلڈرز ہوتے ہیں جو کسی بھی ٹیم کے وہ کھلاڑی ہوتے ہیں جو حملہ اور دفاع کے مابین مرکزی حیثیت سے کھیلتے ہیں ،اور دو اسٹرائیکرز ہوتے ہیں جو کہ رائننگ کلوک پہ موجود ہوتے ہیں ان کا کام ہوتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اسکور کرے اور مقابل کی اسکورینگ روکے ،اور ایک گول کیپر ہوتا ہے جسے باقی کھلاڑیوں کے علاوہ کچھ اسپیشل پاورز دی جاتی ہے جیسے دوسری کھلاڑی فٹبال کو ہاتھ سے چھو نہیں سکتے وہ فٹبال کو صرف پاؤں ، چیسٹ ، سر یا بازو سے ہٹ کر سکتے ہیں جبکہ ان کے برعکس گول کیپر 18 یارڈ کے ایک بوکس کے اندر اپنے جسم کے کسی بھی حصے سے فٹبال کو ہٹ کر سکتا ہے ان کا ڈریس بھی باقی ٹیم کے یونیفارم سے الگ ہوتا ہے ایسے ہی حریف ٹیم کے ممبرز ہوتے ہیں اور سیم اس ہی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔۔۔

ہر گیم میں ایک ریفری اور دو اسسٹینٹ ریفریز (لائن میں) شامل ہوتے ہیں، ہر ریفری کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ ٹائم کیپر کے طور پہ کام کرے اور کوئی بھی ایسے فیصلے کرے جس کی ضرورت پڑ سکتی ہوں کہ جیسے فاؤل، فری کِکس، تھرو ان، پنالٹیز کِک اور ہر ہاف کے اختتام پر وقت شامل ہوتا ہے۔۔۔

ریفری کے سیٹی بجاتے ہی ٹائیگرز ٹیم کا کھلاڑی جو کہ رانینگ لائن پہ موجود تھا اس نے فٹبال کو ایک شاندار کک کرتے چیمپینز ٹیم کے گول کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے اپنے دوسرے ساتھی جو کہ میڈ فیلڈر تھا اس کی جانب پاس کی مگر فٹبال کی اس تک رسائی پانے سے پہلے ہی چیمپینز ٹیم کے کھلاڑی نے اسے ہٹ کرتے ٹائیگرز کی پہنچ سے دور کی اور دوسری جانب سے بھاگ کر اتے حارث کی طرف ہٹ کی۔ توجو ٹائیگرز ٹیم کے کھلاڑی محمود کے پیچھے پڑے فٹبال حاصل کرنے کی خاطر بڑھے تھے وہ اب حارث کی جانب ہوئے جبکہ ان کو خود کی طرف اتا دیکھ حارث پاؤں میں تیزی لیے فٹبال کو اپنے پاؤں کے ساتھ بھاگتا ٹائیگرز کے گول میں داخل ہوا اور ڈیفینڈرز کے فٹبال لینے کی ساری کوششوں کو ضائع کرتے اس نے فٹبال کو اتنی تیزی سے ہٹ کیا کہ وہ اڑتی ہوئی

گول کیپر کے سر پر سے گزر کر گول نیٹ سے ٹکرائی اور اس ہی کے ساتھ ایکدم گراؤنڈ میں شور اٹھا کیونکہ حارث کے گول کرنے سے اب دونوں حریفوں کا سکور ٹائے ہو گیا تھا۔۔۔

گڈ شورٹ "۔۔۔۔فواد بھاگ کر آ کر اسے گلے سے لگاتا بولا تو اس کے دیکھا دیکھی باقی پلئیر بھی اتے حارث کو اپریشیٹ کرتے پھر سے گیم کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ ابھی آخری ہدف باقی تھا۔۔۔

ایک بار پھر ان بیس کھلاڑیوں کی دوڑیں ایک بے جاں چیز کے پیچھے لگ چکی تھی جیسے وہ پورے شہر کی ایک اکلوتی خوبصورت لڑکی ہو اور وہ باقی سب اس کے عاشق۔ گول کرنے کی وجہ سے اس بار فٹبال چیئمیز کے پاس تھی جسے آہستہ آہستہ حارث اگے لے کر بڑھا رہا کیونکہ اس کے چاروں طرف بھوکے ٹائیگرز جھپلے اس فٹبال کا شکار کرنے کے درپہ تھے تبھی اسے بہت محتاط ہو کر اگے بڑھانا تھا۔۔۔۔

اوئے پاس کر مجھے۔۔۔ معتصم دوڑتے ہوئے اس کے عین برابر آئے بولا تو وہ جو چوکنا ہوئے فٹبال کو حراست میں لیے گول کی سمت بڑھا رہا تھا ایکدم اپنے

بالکل قریب سے ابھرتی آواز پہ اس نے چونک کر دائیں جانب دیکھا جہاں معتصم اسے فٹبال خود کی طرف پاس کرنے کا بولا رہا تھا، اس سے پہلے وہ اسے فٹبال دیتا یا کوئی جواب دیتا عقب سے اتے تیز رفتار کھلاڑی نے چالاکی سے حارث کے پاؤں سے فٹبال نکلتے گول کی سمت اچھلی جو ہوا کے سنگ اڑتی ہوئی گول روکنے کی کوشش کرتے گول کیپر کے بالکل پاس سے گزر کر نیٹ میں اٹکی، اور اس ہی کے ساتھ ایک بار پھر گراؤنڈ ٹائیگرز کے نہیں بلکہ چیئمپینز کے جیالوں کے شور سے گونج اٹھا تھا۔۔۔

سالے جان نکال دی تھی تو نے۔۔۔ حارث بھاگ کر جاتے فواد کے کندھے پہ مکہ جڑتے بولا کیونکہ اتنی مشکل سے وہ گول تک پہنچا تھا اور منزل کے اتنے " قریب پہنچ کر اگر وہ منزل کسی اور کی ہو جائے تو انسان کیسا فیل کرتا ہے جئیو شیر۔۔۔ درید پیچھے سے آ کر فواد کی گردن کے میں بانہیں ڈالے بولا

۔۔۔۔

اب ٹائیگرز چھ جبکہ چیئمپینز سات پہ تھے" اور اس ہی کے ساتھ ریفری کی سیٹی پہ گیم دوبارہ شروع ہو چکا تھا، فواد کے گول کرنے کے باعث اس بار فٹبال

اس کے پاس تھی جسے لیے وہ اپنے حریفوں کے علاقے میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کوشش کو ناکام ٹائیگرز ٹیم کا کپتان سالار شاہ بنا رہا تھا جو کہ ہمارے معتصم شاہ کا ڈئیر کزن تھا جسے وہ بھائی نہیں بلکہ دشمن سمجھتا تھا اور ان کی دشمنی صرف خود تک نہیں بلکہ دوستوں تک بھی منتقل ہو چکی تھی۔۔۔۔

تم رولز توڑ رہیں ہو۔۔۔۔ وہ جبڑے بھینچے فٹبال لینے کی تگ و تدو کرتے سالار سے مخاطب ہوا جو گیم جیتنے کے لیے چیٹنگ کر رہا تھا نہ وہ اسے کسی طرف سے نکلنے دے رہا تھا بلکہ وہ بار بار اس کے پاؤں سے فٹبال نکلنے کے لیے اس کی ٹانگوں کو ہٹ کر رہا تھا جو کہ گیم کے اصولوں کے خلاف تھا۔۔۔

تمہیں جیتنے تو نہیں دونگا۔۔۔۔ فواد کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھے وہ دانت پیستے بولے جبکہ باقی سب ان کی باتیں کو چھوڑے یہ دیکھ رہیں تھے کہ آخر فٹبال جاتی کس کے پاس ہیں۔۔۔

لیٹس سی"۔۔۔ طنزیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے فواد فٹبال کو پاؤں سے کیری کرتا آگے کی طرف بڑھا جب پیچھے سے سالار نے اس کی ٹانگ میں اپنی ٹانگ اڑائی تو وہ جو سالار سے اس قسم کی کسی بات کی توقع نہیں کرتا تھا اچانک

پاؤں اڑنے پہ فٹبال سمیت زمین بوس ہوا اور وہ فٹبال کو لیے حریف گول سکور کی طرف بڑھا جب پیچھے اس کی حرکت دیکھتے مین لائن پہ کھڑے ریفری نے گلے میں ڈالی سیٹی بجائی اور اسسٹنٹ ریفری نے سالار کی طرف بڑھتے ایک پیلا کارڈ ہاتھ میں پکڑ کے اوپر کو اٹھایا جس کا تھا مطلب یہ فاؤل ہے کیونکہ وہ فٹبال لینے کے لیے ٹیکل کر رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا پاؤں فٹبال کی جگہ فواد کے پیر سے ٹکرایا اور وہ گر گیا اگر مقابل کو کوئی انجری ہوتی تو اسے ریڈ کارڈ دے کر گیم سے آؤٹ کر دیا جاتا چونکہ فواد انجرڈ نہیں ہوا تھا اس لیے اسے پینلٹی کِک میں ایک فری کِک دی گئی تھی جس کا بینفیٹ یہ تھا کہ وہ حریف ڈی بلوک میں کھڑے ہو کر ڈائریکٹ گول کر سکتا تھا اس کے برعکس سالار کو وارننگ دی گئی تھی۔۔۔۔

تو ٹھیک ہیں نہ "۔۔۔دریداور باقی ٹیم ممبرز فواد کے قریب اتے پوچھنے لگے جو کہ اپنے گھٹنے جھاڑ رہا تھا۔۔۔

میں تو ٹھیک ہوں پر وہ ٹھیک نہیں ہے"۔۔۔اس نے درید کے پوچھے گیے سوال پہ مطمئین کرتے خود سے دور کھڑے سالار کی طرف دیکھتے مغنی خیزی سے کہا جو کہ اپنے کسی ٹیم ممبر سے غصے میں کوئی بات کرتا نظر ارہا تھا۔۔۔

تم بھاڑ میں جھونکوا سے ہمیں فری کِک ملی ہے اسکور لازمی کرنا ہے تمہیں۔۔۔

ان کے ٹیم کا ممبر عثمان اسے سالار کی طرف دیکھتا تھوڑا فکر مندی سے بولا تو اس نے مڑ کر اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا"""گیم ہمارا ہے !!

اللہ تعالی پلیز یہ گول کر جائے اور ہم میچ جیت جائے پلیز پلیز۔۔۔۔سیاہ رنگ کے حجاب کے ہالے میں لپیٹا وہ اپنا معصومیت سے بھرے منہ پر پریشانی بھرے تاثرارت لیے کُھلے نیلے آسماں پہ نظریں ٹیکائے وہ دعا گو لہجے میں بولی،اس وقت تقریبا ہر دل ہی یہ دعا کر رہا تھا کے وہ فری کک ضائع نہ جائے۔۔۔

تجھے کیا لگتا ہے کر جائے گا۔۔۔داؤد نے میچ کو بھلائے پوپ کارن سے انصاف کرتے حیدر کی پسلی میں کہنی مارتے پوچھے تو وہ منہ میں پوپ کارن بھرے اسے گھورنے لگا جسے دیکھتے داؤد نے آئیبر وا چکائی۔۔۔۔

کر لے گا'۔۔۔منہ میں ڈالے پوپ کارن حلق سے اتارتے اس نے فقط دو لفظ کہے اور ایک نظر فواد کو دیکھا جو فٹبال کو سیٹ کیے گول کا نشانہ لے رہا تھا۔۔۔

اب گراونڈ کا یہ حال تھا کے دونوں ٹیمز کے کھلاڑی ایک طرف کھڑے تھے جبکہ فواد اور گول کیپر آمنے سامنے تھے چونکہ یہ پینلٹی کِک تھی اس ہی وجہ سے ٹائیگرز ٹیمز کے ڈیفینڈرز بھی سائیڈ پہ کر دئے گیا تھے اور یہ ایک اچھا موقع تھا چیئمپینز کے لیے کہ وہ ایک گول کر کے اپنا اسکور بڑھا سکتے تھے" فواد نے ایک نظر گول روکنے کے لیے کھڑے گول کیپر کو دیکھا جو بالکل چونکنا کھڑا تھا کہ کب فٹبال ائے اور وہ اسے روکے۔

اس پر سے نظر ہٹائے اس نے ایک نظر اپنے ان نمونوں کو دیکھا جو کہ اسے تھمبز اپ کا اشارہ دے رہیں تھے جنھیں دیکھ کر وہ دھیمہ سا مسکراتا فٹبال سے تین سے چار قدم کا فاصلہ بنانے لگا جسے دیکھتے گول کیپر نے بھی اپنے پیروں کی مومنٹ اگے پیچھے کی، کچھ سیکنڈز وہ یونہی کبھی فٹبال تو کبھی سامنے کھڑے شخص کو دیکھتا رہا پھر ایکدم وہ بھاگا جسے دیکھتے گول کیپر بھی حرکت میں آیا۔ بائیں جانب کو بھاگ کر اتے اس نے اچانک یوٹرن لیتے فٹبال کو دائیں جانب زور سے ہٹ

کیا جو کہ تیز رفتار سے گول گھومتی ہوئی گول کیپر کے دائیں جانب سے گزر کر گول نیٹ سے ہٹ ہوئی کیونکہ فواد کے پاؤں کی مومنٹ کو دیکھتے گول کیپر کا ہاتھ بائیں جانب کو اٹھا تھا گول روکنے کو جبکہ اس نے مارا دائیں کو تھا۔ گول ہوتا دیکھا ایک بار پھر تمام کھلاڑی بھاگ کر اس کے پاس آئے تھے اور چیمپینز کے حامیوں کی تالیوں کے شور سے ایک بار پھر گراؤنڈ گونج اٹھا تھا اور ٹائیگرز ٹیم کے سپورٹرز کے منہ اترے کیونکہ گیم ان کے ہاتھ سے نکلتا نظر رہا تھا۔۔۔

اب ہمارے پاس صرف بیس منٹس ہے کم از کم دو گول مزید کرنے ہیں ہمیں ۔۔۔۔ درید اپنے باقی ٹیم ممبرز کو ٹائم کی شورٹیج کے ساتھ انھیں یہ بھی بتا رہا تھا کہ ابھی دو گول مزید کرنے ہیں گیم کو جیتنے کے لیے جبکہ دوسری طرف ٹائیگرز ٹیم کا کپتان اپنے کھلاڑیوں کو گیم جیتنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔۔

چار گول ہمیں ہارا بھی سکتے ہیں اور جیتا بھی " مگر ہمیں صرف جیتنا ہے۔۔۔

سالار ایک کاٹ دار نظر فواد اور معتصم پہ ڈالے اپنے ٹیم ممبرز سے مخاطب ہوئے بولا جیسے اس نے کہہ دیا تو گیم اس کا۔۔۔

جاؤ میرے شیروں اور ٹوٹ پڑو ان ٹائیگرز پہ۔۔۔۔خود کی طرف گھور کر دیکھتے سالار کو ایک سائیڈ سمائل پاس کرتے فواد درید اور عثمان کی پیٹھ تھتھپاتے بولا تو باقی سب بھی امید کی کرن لیے دوبارہ میدان میں اترے۔۔۔فٹبال اب بھی چیمپینز کی حراست میں تھی اور مخالف اپنا پورا زور لگا رہیں تھے کہ کسی طرح ان سے فٹبال چھین لی جائے، فٹ بال اس وقت عثمان کے پاس تھی جسے وہ کیری کیے گول کی طرف لے جانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا مگر مقابل ایسا کرنے نہیں دے رہیں تھے وہ اکیلا جبکہ اس سے فٹبال لینے والے تین حریف تھے۔۔۔

عثمان پاسڈ دا فٹبال"۔۔۔۔دائیں طرف پوزیشن لیے کھڑے معتصم نے اسے فٹبال خود کی طرف پاس کرنے کی آواز لگائی جس پر عثمان اسے اوکے کا سائن دیتا فٹبال کو اس کی طرف موو کر گیا" مگر اس سے پہلے وہ معتصم تک پہنچ پاتی پیچھے سے شکار میں بیٹھے سالار نے وہ جھپٹی اور گول اسکور کی طرف اچھلی جو کہ تیز رفتار سے اڑتی ہوئی جا کر سیدھے نیٹ میں اٹکی اور اس ہی طرح سے انھیں ایک پوائنٹ مل گیا اب ٹائیگرز سات جبکہ چیمپینز آٹھ پہ تھی۔۔۔

افففف یار یہ کیا کیا""""""ان کا گول ہوتا دیکھ عثمان سر پکڑے معتصم کو دیکھتے بولا جس پہ پیچھے سے آکر درید نے اس کی پریشانی دیکھتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے کہا۔۔۔

ڈونٹ وری میچ ہمارا ہے!!! کمال کا مطمین لہجا تھا جیسے اسے پتہ ہو کہ جیت ان کی ہے۔۔۔

ہارنے کے لیے تیار رہو ڈیئر کزن۔۔۔ گول نہ ہوتے دیکھ خود کو کوستے معتصم کے پاس اتے سالار طنزیہ سا بولا تو اس نے ایک خونخوار نظر اس پہ ماری جو اس کا سگا چچازاد تھا۔۔۔

چیئمپینز ہمیشہ جیتنے کے لیے ہی میدان میں اترتے ہیں البتہ تم ذرا اپنے دل گردے سنمبھال کے رکھنا کہی ہار کے غم میں اوپر نہ فلائے کر جاؤ۔۔۔اسے غصہ تو بہت آیا تھا اس پر مگر وہ گراؤنڈ میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا تبھی اس کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر نہ نظر انے والے گرد جھاڑتے بولا تو مقابل نے جبڑے بھینچے پر اس سے پہلے وہ اپنا آپ کھوتا معتصم کا منہ سوجاتا ریفری کی سیٹی کی آواز پہ اپنی پوزیشن کی طرف لوٹا۔۔۔

یہ آخری دس منٹس تھے ٹائیگرز کو دو جبکہ مقابل کو جیتنے کے لیے ایک اور گول کرنا تھا تاکہ ایٹ دا اینڈ ٹائی نہ ہو جائے دونوں ٹیمز کے درمیاں، گول کرنے کی وجہ سے فٹبال اب ٹائیگرز کے ہاتھ میں تھی اور اب چیمپینز موقع ڈھونڈ رہیں تھے کیسے وہ اسے واپس لے مگر حریف بھی کوئی اناڑی نہیں تھے وہ پوری ٹکر دے رہیں تھے انھیں۔۔۔۔

فٹبال اس وقت سالار کے دوست بلال کے پاس تھی جو کہ کافی تیزی اور ہوشیاری سے اسے کیری کیے گول بورڈ کی طرف بڑھ رہا تھا جس کا راستہ حارث اور فواد روکنے کی فل کوشش کر رہیں تھے، وہ اب گول بورڈ کے نزدیک آن پہنچا تھا۔۔۔

ہٹ دا بول بلال"۔۔۔ سالار اسے کچھ سوچتا دیکھ وہی سے چلایا تو اس نے پوزیشن اور نشانہ لیے بغیر فٹبال گول کی جانب پھینکی' پر اس سے پہلے وہ گول سے ٹکرا کر گول کرتی دوسری جانب سے بھاگ کر اتے درید نے ہوا میں چھ سات فٹ کی بلندی جتنی چھلانگ لگاتے فٹبال کو اپنے سر سے ہٹ کرتے دوسری سائیڈ پہ کھڑے حارث کی طرف پھینکی جو فورا فٹبال کو لیے بھاگتا ہوا اگے

دوڑنے لگااس کے ایک سائیڈ عثمان جبکہ دوسری جانب ٹائیگرز ٹیم کا کھلاڑی بھاگ رہا تھا۔۔۔

کدھر بھاگ رہیں ہو ہم سے تو ملاقات کر لو پہلے۔۔۔۔اس سے پہلے وہ فٹبال کو ہٹ کرتے گول کرتا سامنے سے اتے سالار کو دیکھتے وہی اپنی جگہ پہ رکا۔۔۔

تجھ سے گیم کے بعد ملتے ہیں ابھی ہم اپنی جیت پہ فوکس کیے ہوئے ہیں۔۔۔۔

حارث اس کی طرف تمسخر بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا اور اس کے بھٹکتے دھیان سے فائدہ اٹھاتے فٹبال کو گول بورڈ کے قریب کھڑے فواد کی جانب دھکیل گیا اور اس نے بھی جھٹ فٹبال پاؤں سے پکڑتے گول کی طرف اچھالی اور یہ ہوا ان کا ایک اور گول اور اس ہی کے ساتھ چیمپینز یہ میچ جیتے اور ٹائیگرز کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔۔

یور بیڈ لاک بر واگلی دفعہ فل تیاری سے آنا۔۔۔اپنی مسکراہٹ چھپائے بغیر حارث سالار کے چہرے کے پتھر یلے تاثرات دیکھتے محظوظ ہوئے بولا تو وہ ایک کھا جانے والی نظر اس پہ ڈالتا اندر کی طرف بڑھا جبکہ پیچھے گراؤنڈ میں اسٹوڈنٹس

نے جیت کی خوشی میں طوفانِ بدتمیزی مچادیا تھا وہی وہ سب ایک دوسرے کو گلے سے لگائے مبارک باد دیتے نظر آرہیں تھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کچھ محبتیں یوں بھی نبھائی جاتی ہیں۔۔۔ عزت دے کر، دعائیں کر کے، خیال رکھ کر

مبین منزل کے لاونج میں اس وقت سب بڑے بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہورہیں تھے۔تینوں مامیوں سمیت تینوں ماموں بھی آج حاضر تھے جبکہ حورے بیگم اپنے کمرے میں آرام کررہی تھی۔اورینگ پارٹی بھی آج وہاں محفل لگانے کے لیے موجود نہیں تھی۔حیدر اور داؤد فواد کے ساتھ اس کا ٹورنمینٹ دیکھنے گیے تھے، مرحا اور حمزہ نوال کے گھر موجود تھے جبکہ آغا فارذروز کی طرح اپنے آفس۔۔۔۔۔

بچے گھر پہ موجود نہیں ہے تو کتنا ساٹا سا ہے۔۔۔۔ مہتاب مامی چائے کی چسکی لیتی گھر میں بچوں کی غیر موجودگی محسوس کرتی بولی۔۔۔۔

بالکل بھابھی بچوں سے ہی تو رونق ہیں۔۔۔۔ سبین مامی نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔

سب سے زیادہ کمی تو مبین منزل کی تتلی کی محسوس ہو رہی ہیں جو ہر وقت ادھر سے اودھر اچھلتی کودتی رہتی ہیں۔۔۔۔ فرقان ماموں نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے اپنی لاڈلی کی کمی محسوس کرتے بولے جس کی غیر موجودگی انھیں لڑکوں سے زیادہ خلل رہی تھی۔۔۔۔

جب بیاہ کے چلی جائے گئی تو پتہ نہیں ہمارے دل کیسے لگے گے۔۔۔۔ مہتاب مامی بھی فرقان ماموں کی بات پہ اداس سے دل سے بولی، اس کی مامیوں کو تو بس یہ ہی ایک فکر کھائے جاتی تھی۔۔۔۔

ہمیں اسے کہی باہر رخصت کرینگے ہی نہیں گھر میں اتنے بچے موجود ہیں ہم اپنی گڑیا کو گھر میں ہی رکھے گے۔۔۔۔ اتنی دیر میں یہ پہلی بار تھا جب آغا ماموں نے

لب کشائی کی تھی وہ بھی صرف اپنی لاڈلی کے لیے۔ جبکہ باقی سب نے ان کی بات پہ سر تائید میں ہلایا جیسے وہ لوگ بھی یہ ہی چاہتے ہو۔۔۔۔

وہ مجھے آپ لوگوں سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔۔ سب کو اکٹھے موجود دیکھ زبیدہ نے تھوڑے ہچکیچاتے اپنی بات شروع کی تو سب کی توجہ بھی ان کی طرف اٹھی ایاوہ ایسی کونسی بات کرنا چاہتی ہیں جبکہ سکندر ماموں پر سکون تھے شاید وہ بات کی نوعیت جانتے تھے۔۔۔۔

وہ کیا بھابھی'۔۔۔ سب سے پہلا سوال فرقان ماموں کی طرف سے آیا تھا۔۔۔

تراب کی خالہ ہے نہ ان کی ایک بیٹی ہے ہانیہ، ماشاءاللہ بہت اچھی بچی ہیں تو میں اور تراب کے پاپا یہ چاہتے ہے کہ ہم داؤد کے لیے اسے مانگ لے۔۔۔ انھوں نے بات آغا ماموں کی طرف دیکھتے شروع کی تھی کیونکہ فرقان ماموں تو چھوٹے تھے اس لیے آغا ماموں کی رائے اور اجازت زیادہ ضروری تھی ان کے لیے۔۔۔۔

اصولاً تو تراب بڑا ہے پہلے اس کی کی جائے کہی۔۔۔ آغا ماموں نے خالی چائے کا کپ میز پہ رکھتے سنجیدگی سے کہا کیونکہ ابھی گھر کے سب سے بڑے آغا فارذ کی ہی نہیں ہوئی تھی تو داؤد تو پھر کتنوں سے چھوٹا تھا۔۔۔

جی بھائی جان پر وہ بچی تراب سے کافی چھوٹی ہے تو اس لیے ہم نے داؤد کا سوچا، بن باپ کی بچی ہے اور اب تو ماں بھی بیمار رہتی ہے تو اس لیے میں چاہتا تھا کہ اپ کی رائے ہو تو ہم منگنی کی جگہ پاک رشتہ قائم کر کے نکاح کر دیتے ہیں، تاکہ اس نالائق کو بھی احساس ہو کہ اب اس پر بھی کسی وجود کی ذمہ داری ہے۔۔۔۔ ان کی بات پہ سکندر ماموں نے اپنے فیصلہ کی دلیل دی تاکہ انھیں لگے نہ کہ بڑے ہونہار بیٹے کو چھوڑ کر چھوٹے نکمے بیٹے کا سوچ رہیں ہے۔۔۔

چلو پھر تم لوگ دیکھ لوں اگے کا۔ میری طرف سے اجازت ہے 'بسم اللہ کرو ۔۔۔ سکندر ماموں کی بات انھیں کافی حد تک معقول لگی تھی تبھی حامی بھرتے جیب سے سگریٹ نکلے سلگا گیے۔ بھائیوں میں انھیں جبکہ بچوں میں سگریٹ پینے کی عادت صرف ان دو باپ بیٹوں کو ہی تھی۔۔۔

بھابھی اب تو آپ آغا کا بھی کہی دیکھیے بھئی ہمیں بڑھا چاہا ہے اپنے آغا کی دلہن لانے کا۔۔۔داؤد کا رشتہ ہوتا دیکھ سبین مامی اشتیاق لیے مہتاب مامی سے بولی تو وہ بدلے میں مسکراتی انھیں تسلی دینے لگی کہ عنقریب وہ اپنے آغا کی ہم پلا دلہن بیاہ کے لائے گی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سب بچھڑ جائیں گے، سب بکھر جائیں گے۔۔۔ایک دن ہم بھی یہ ہجومِ شہر ستمگراں چھوڑ جائیں گے!

دوپہر کا کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا، درید تو تھا نہیں اس لیے خان صاحب نے حمزہ کو کمپنی دینے کی بھرپور کوشش کی تھی جبکہ وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھا اپنی ایج سے پرے کی باتیں کر رہا تھا، وہ لوگ کھانے سے فارغ اب چائے

کے انتظار میں لاونج میں بیٹھے تھے جبکہ وہ دشمن جاں اپنی عزیز من نند کو لیے کیچن میں گھسی بیٹھی ناجانے کونسے راز و نیاز کر رہی تھی۔۔۔

ویسے نوی تم ہو بڑی بد تمیز۔۔۔۔ کیچن میں موجود چار کرسیوں والے منی ڈائینگ پہ بیٹھی ٹرائفل کے باؤل میں ہی سے چمچہ بھر کے منہ میں ڈالتی وہ نوال کی پشت کو دیکھتے طنزیہ سی بولی تو وہ جو بیلا کی ہیلپ کرنے کو کیچن میں بکھرا پھیلاوا سمیٹ رہی تھی اپنی دوست کی گوہر فشانی سنتے وہ کڑے تیور لیے مڑی۔۔۔

کیوں بھئی میں نے کونسی تمہاری بھینس چرالی ہے !!!!

بھینس تو نہیں چرائی البتہ تم نے ہمارے معصوم ہینڈسم بھائی کو ڈس ہارٹ ضرور کیا ہے "

ہیں میں نے 'وہ کیسے۔۔۔۔ نوال تو اس کی بات پہ دنگ سی رہے گی تھی کہ اس نے کب حمزہ سے بد تمیزی کی یا اس کا دل دکھایا جو وہ یوں اسے پہ الزام لگا رہی تھی۔۔۔

ہمارے لاڈلے پیارے نیارے بھیا تنیبیی 'دور سے صرف تم سے ملنے ائے ہیں اور ایک تم ہو کہ یوں کیچن میں گھسی پڑی ہو۔۔۔۔ باؤل میں سے ایک اور چمچہ

بھرا کر منہ میں ڈالتی وہ خفاگی سے منہ پھولائے اپنے بھیا کی حمایت میں بولی تو نوال اس کی ایکٹینگ پہ حیران ہوگئی مطلب اس کے بھیا اتنی دور سے صرف اس ہی کے لیے ائے ہیں وہ بھی پیدل۔۔۔۔

تو پھر میں کیا کروں 'تم ہی بتادوں۔۔۔ واپس سے اپنے کام میں مصروف ہوتی وہ لاپروانہ انداز میں لیے یونہی بولی اسے کیا پتہ تھا کہ وہ اپنے پیروں پہ خود ہی کلھاڑی مارنے والی ہے۔۔۔

ارے اس میں کونسی روکٹ سائنس اپلائے ہونی ہے، جاؤ جاکے ان کے ساتھ بیٹھو کچھ اپنی سناؤ کچھ ان کی رومینٹک باتیں سنو۔۔۔۔ چمچہ کو باؤل میں پھینکتے وہ کرسی پہ پوری طریقے سے مڑ کر بیٹھتی وہ اسے یوں بتانے لگی جیسے اس کا مشورہ سنتے ہی وہ بھاگی بھاگی جائے گی حمزہ کے پاس۔۔۔

تم پاگل ہو۔۔۔۔ وہ فقط اتنا ہی بول پائی مقابل کی فضول گوئی پہ۔۔۔

لو اس میں کونسی پاگل والی بات ہے، اب شوہر اتنے سالوں بعد اپنی بیوی سے ملنے آیا ہیں اور ایک تم ہو کہ نخرے ہی خاتم نہیں" بلکہ رو کو تم شرمارہی ہو ان کے سامنے جانے سے ہے نہ نوی۔۔۔ وہ بڑی بوڑھی عورتوں کی طرح اسے

سمجھا رہی تھی جب اچانک اس کے ذہن میں کچھ کلک ہوا اور وہ ایکدم سے کرسی سے اٹھ کر اس کے مقابلے اتی پوچھنے لگی جبکہ وہ ہونک سامنہ لیے اسے دیکھ رہی تھی کہ اس کے کونسے فیس ایکسپریشن سے اسے لگا کہ وہ شرما رہی ہیں۔۔۔

ڈونٹ بی شائے 'تمہاری یہ خوبصورت اور انٹیلیجنٹ نند ہے نہ تمہاری ملاقات کروانے کو جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔ اس کی گال پہ چٹکی کاٹتے چہرے پہ شرارتی مسکان لیے مرحا یوسف ہوا کی تیزی سے بولتی مقابل کو بغیر کچھ سمجھنے کا موقع دئے باہر کی جانب بھاگی جبکہ پیچھے وہ حیران وپریشان سی کھڑی دروازے کو تکنے لگی جہاں سے وہ ہوا کا جھونک بن کر گزری تھی۔۔۔

بھیاا۔۔۔ حمزہ خان صاحب کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا جب روحی کی آواز پہ چونک کے سر اٹھائے اسے دیکھا جو کیچن کے قریب کھڑی اسے اپنے پاس انے کا اشارہ کر رہی تھی، خجل سا ہوتا وہ خان صاحب سے اسکیوز کرتا اٹھا کر اس کے قریب آیا۔۔۔

بھیا نوی نے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ اس کو اپنے قریب آتا دیکھ وہ جھٹ سے بول پڑی تاکہ مقابل آکر وجہ نہ پوچھے۔۔۔

کونسی بات !!

ہیں ایک آپ بس جائے"ہم ذرا فادی بھیا کو فون کر کے اتے ہیں۔۔۔اسے زبردستی کیچن کی طرف دھکیلتے وہ خود باہر لان کی طرف جانے کا اشارہ کیے بولی تاکہ وہ دونوں ایزلی بات کر سکے۔۔۔

روح"۔۔۔اس نے اسے روکنا چاہا پر وہ ان سنی کرتی باہر کی طرف بڑھی تو وہ بھی ناچار کیچن میں موجود اپنی منکوحہ کی طرف بڑھا تاکہ پتہ تو چل سکے آخری ایسی کونسی ضروری بات کرنے کو مقابل نے کیچن جیسی جگہ کا انتخاب کیا تھا۔۔۔

اہہمممم"۔۔۔حمزہ اندر ایا تو وہ دشمن جاں سامنے ہی سلیب کی طرف منہ کیے کھڑی تھی حمزہ کی طرف اس کی پشت تھی تبھی خود کی طرف توجہ کروانے کے لیے وہ کھنکارا۔۔۔

روحی کہہ رہی تھی کوئی ضروری بات کرنی ہے۔۔۔آہستہ سے اسے خود کی طرف پلٹتا دیکھ وہ اپنے انے کی وجہ بیان کرتا بولا جبکہ نظریں تو اس پری پہ ٹیک سی گئی تھی۔نکاح کے بعد وہ آج اسے یوں روبرو دیکھ رہا تھا کتنے سالوں کی تشنگی تھی ان آنکھوں میں کہ وہ اتنی جلد سیراب بھی نہیں ہو سکتی تھی'اور ہونا بھی

کون چاہتا تھا یہ آنکھیں تو ہر روز بس اس وجود کو قریب سے دیکھنے کی خواہشند تھی، یہ دل ہر روز اسے خود سے قریب محسوس کرنا چاہتا تھا کیونکہ اب ہجر موت کے مترادف تھا۔۔۔

کیسی ہیں آپ "اس کو چپ سر جھکائے کھڑا دیکھا وہ قدم بہ قدم اس کے قریب آتا پوچھنے لگا تو مقابلہ اس کی خوشبو کو اپنے قریب سے اٹھتی محسوس کرتے گھبرائی اور دل میں اسے کوسا جو اس کی ننھی سی جاں کو یوں پھسائے خود بھاگ چکی تھی

۔۔۔

مجھے اپنے سامنے دیکھ کر خوشی ہوئی اپ کو۔۔۔وہ عین اس کے روبروائے سوالیہ انداز لیے بولا تو وہ یونہی سر جھکائے فقط ہاں میں سر ہلا گئی، دل کی دھڑکنوں میں اس کی نزدیکی پہ انتشار سا پیدا ہونے لگا تھا، ہتھلیاں پسینیے سے بھیگنے لگی تھی

۔۔۔

نوال میں اتنی دور سے صرف اپ کا یہ ہلتا ہوا سر تو دیکھنے نہیں ایا۔۔کال کی طرح یہاں بھی اسے سر ہلاتا دیکھ وہ تھوڑا خوفت اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیے بولا تو اس کی ناراضگی کو دیکھتے مقابل نے جھٹ سر اٹھائے اسے دیکھا۔۔۔

سس 'سوری میں وہ 'میرا مطلب۔۔۔اسے اتنے ٹائم بعد اپنے سامنے یوں کھڑا دیکھ وہ تو نروس سی ہو رہی تھی پر اس کو ناراض ہوتا دیکھ وہ فوراہڑ بڑاتے ہوئے اپنی صفائی میں کچھ بولنے لگی مگر اس کی بولتی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتے وہ لفظوں کی ٹرین وہی روک گئی جسے دیکھتے وہ دھیمہ سا مسکرایا اور اپنے اور اس کے بیچ حائل دو قدم کے فاصلہ کو طے کرتے عین اس کے قریب ایا اور بڑے پیار اور مان سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔

ریلیکس "میں آپ کا ہی حمزہ ہوں، یوں کنفیوژڈ ہونے کی ضرورر نہیں ہے زندگی۔۔۔نکاح کے روز کی طرح اس کے ماتھے پہ اپنا عقیدت بھرا بوسہ دیتے وہ اس کے نروس ہونے پہ اس کی پشت کو سہلائے بولا تو وہ سالوں بعد اس نرم گرم محفوظ آغوش میں اتی خود میں سیمٹی اسے مقابل سے اتنی بے باکی کی توقع نہیں تھی 'نوال خان کی نظر میں اس کا یوسف سیدھ سادھ سا تھا اور آب کہاں وہ کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اسے سینے سے لگائے کھڑا تھا جیسے کبھی چھوڑنا ہی نہ ہو۔۔۔۔

اووووومائے گوڈ لگتا ہے ہم غلط وقت پہ اگیے۔۔۔ مرحا جو فواد کو فون ملا ملا کے تھک کر کیچن میں موجود حمزہ کی موجودگی سے غافل یونہی بے دھڑک اندر ائی تھی جب سامنے کا منظر دیکھتے آنکھوں پہ ہاتھ رکھے شرارتی سے لہجے میں بولی تو وہ دونوں ایکدم ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔۔۔

گڑیا بیڈ مینرس "کسی کے پرائیوٹ مومینٹس میں یوں بغیر اجازت دخل نہیں دیتے۔۔۔ نوال کے سرخ پڑتے چہرے پہ اپنی مسکاتی گہری نظریں گاڑھے وہ بظاہر مرحا سے مخاطب تھا مگر نظریں اس پہ ٹیکی تھی جس کا سر ہی شرم سے اٹھنے سے انکاری تھا۔۔۔

سوری بھیا آئندہ خیال رکھے گے "یو گائیز کیری اون۔۔۔ باقاعدہ سے اپنے کانوں کو پکڑ کر وہ معزرت بھرا لہجا لیے بولتی آخر میں معنی خیزی سے مسکرائی تو نوال عش عش کر اٹھی اپنی دوست کی گوہر افشانیاں سن کر۔۔۔

ہم کیری اون تو کر لے مگر اپ کی بھابھی "۔۔۔۔ مرحا کا ساتھ دیتا اس سے پہلے وہ کوئی بے باک سرگوشی کرتا نوال کی بس ہوئی اور وہ ان دونوں بہن بھائی

کی باتوں پہ شرم سے پوری ہوتی باہر کی جانب بھاگی جبکہ پیچھے ان دونوں کے قہقہوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔۔۔ہاہاہاہا !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مثلِ شیشہ ہیں ہمیں تھام کے رکھنا محسن۔۔۔ہم جو تیرے ہاتھ سے چھُوٹے تو بکھر جائیں گے !

وہ آج پھر اس تاریک رات میں اپنا تاریک ہوتا وجود لیے تنہا تھی،اس کے پاس بہت سے عزیز رشتے تھے پر پھر بھی نا جانے کیوں وہ خود کو اس اندھیر کوٹھری میں تنہا کیے ہوئی تھی،اس وقت تو اسے اپنوں کی شدید ضرورت تھی،ان کے تسلی بھرے لفظوں کی،ان کے شفقت بھرے لمس کی،ان کے پیار و محبت بھری باتوں کی 'مگر اس کے وہ سب پیارے اس کی تکلیف سے بے بہرہ بنے خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہیں تھے اور یہاں اس کی اداس آنکھیں

رتجگوں کے نشاں لیے آج بھی ایک پر سکون میٹھی نیند کی خواہشمند ابھی تک جاگ رہی تھیں، شاید اب نیند بھی اس کی زندگی کی طرح ان آنکھوں سے آہستہ آہستہ روٹھتی چلی جا رہی تھی،

جہاں سارا عالم دنیا کے تکلیف و غم سے کچھ دیر کی نجات پائے محوِ نیند تھا وہی وہ آج پھر سجدے میں سر جھکائے کسی نامحرم کی محبت نہیں بلکہ اپنے رب کے حضور حاضر اپنا دردِ دل بانٹ رہی تھی، سجدے میں جھکا اس نازک ہچکولے کھاتا وجود اس بات کی گواہی تھا کہ وہ خود کو تکلیف دینے والے ہر انساں کی شکایت اپنے رب سے لگا رہی تھی وہ جو اپنے حقوق تو معاف کر سکتا تھا پر اپنے بندوں کے نہیں۔

اس نے سجدے میں جھکے سر کو اٹھائے دعا مانگنے کے لیے اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو بلند کیا مگر ہاتھوں کی سفید ہتھیلیوں میں اجاگر ہوتی خالی لکیروں کو دیکھتے ایک بار پھر ان سرخ ہوتی آنکھوں پہ بندھا ضبط کا بندھن ٹوٹتے آنسو لڑیوں کی مانند نم گالوں پہ پھسلتے ہاتھوں کے کشکول میں گرنے لگے جو ہر چیز سے خالی تھا' کیا وہ اتنی بے وقعت تھی کہ اسے یوں ٹھکرایا جاتا، کیا اس کا وجود اتنا ارزاں تھا کہ اس

ظالم شخص نے ایک بار بھی یہ نہیں سوچا کہ اس شہزادے کی محبت میں یہ پاگل ہوئی کنیز مر بھی سکتی تھی، کیا دولت اور پیسہ ہی آج کل بے لوث محبت سے بڑھ کر اہم ہو گیا تھا جس کے سامنے کوئی انسان 'انساں ہی نہیں رہا تھا ان دولت کے پجاریوں کی نظر میں، مگر وہ تو ایسے نہیں تھے۔ وہ تو اس ملکہ کے دل کے بادشاہ تھے تو پھر کیسے وہ اتنے سنگ دل ہو گیے "پر شاید وہ ہمیشہ سے ایسے ہی تھے ان کی سے ہی صیح پر اس کے سامنے آچکی تھی جب اس کے خود کے دل پہ حقیقت دیر اب اس کا کوئی آختیار نہ رہا تھا۔۔۔

آنسو پانی کی صورت میں بہتے اس کے ہاتھوں میں جذب ہو رہیں تھے، دل میں اس شخص کے لیے ہزاروں شکوہ شکایت تھی جس کی نظر میں اس کی یا اس کی محبت کی کوئی قدر نہیں تھی۔۔۔

" لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

تم نیکی کے آخری درجے تک پہنچ ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیز)"

(اللہ کی راہ میں قربان نہ کر دو

ماضی میں کہی پڑھی گئی آیات اس کے ذہن کے پردوں پہ لہرائی تو آنکھوں سے بہتے گرم سیال میں کچھ روانگی آئی، چیخوں کا گلہ گھوٹنے کے لیے اس نے اپنے کپکپاہٹ سے ہلتے لبوں کو سختی سے اندر کی طرف بھینچا، دعا کے لیے اٹھے ہاتھوں میں اتنی لرزش تھی کہ اب اس میں انھیں یوں اٹھائے رکھنے کی بھی ہمت نہیں بچی تھی، دل درد سے پھٹنے کے قریب تھا اور یہ اس کے ضبط کی آخری حد تھی اس کے بعد یا تو وہ ٹوٹ کر بکھر جاتی یا پہلے سے بھی زیادہ مضبوط بن کر اٹھتی۔

آج سے پہلے جب اس نے یہ آیت پڑھی تھی تو اس کے ذہن میں صرف ایک بات ائی تھی کہ اللہ کے نزدیک نیک بننے کے لیے اگر پسندیدہ چیز قربان کرنی پڑتی ہے تو ہر انساں کیوں نہیں اپنی محبوب چیز کو قربان کر کے اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو جاتا، مگر آج اس آیت کی حقیقت اس پہ کھلی تھی کہ کبھی کبھی اللہ کی رضا پانے کی خاطر انساں کو اپنی زندگی کے لیے ضروری وہ چیز بھی قربان کرنی پڑتی ہے جس کے بغیر وہ کبھی زندہ رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا" اور انسان اس امتحان میں تب تک سرخرو بھی نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی پسندیدہ

چیز اللہ کی راہ میں قربان نہ کر دے کیونکہ آزمائش تو شروع ہی پسندیدہ چیز سے ہوتی ہے۔۔۔

اور اس نے بھی تو اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی رضا کی خاطر قربان کرتے خود کو اس اذیت سے بھری آزمائش کے سپرد کیا تھا تاکہ وہ بھی اللہ کے ان نیک بندوں میں شامل ہو جائے جو اس کے محبوب ترین ہوتے ہیں، کیا پتہ کے وہ ان بندوں میں شمار کر بھی لی گئی ہو تبھی تو خدا نے اسے اپنے اگے سجدہ ریز ہونے کی توفیق عطا کی تھی، تبھی تو اسے سجدے میں سکون میسر اتا تھا، دعا مانگتے وقت تبھی تو اسے یہ گماں گزرتا تھا کہ جیسے وہ خالق اس کے نزدیک موجود اس کے آنسوؤں اور سسکیوں کو سنتے اسے اپنے ہونے کا یقین دلا رہا ہوں، اپنے کن فیکون کے فرمانے کی تسلی دے رہا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب اس کے تمام آنسوؤں، سسکیوں اور غموں کا مداوا کیا جائے گا اور ان کی رسیِ کھینچی جائے گی جو خود کو اس فانی دنیا کے خدا سمجھ بیٹھے ہیں اور اس دن ان سے حساب بہت سخت لیا جائے گا

۔۔۔درد سے پھٹتے دل کو جب یہ خیال گزرا تو ایکدم اس کے درد کو دوا ملی، کچھ

دیر پہلے روتی آنکھیں اب نم پلکوں سے مسکرا رہی تھی، بھینچے لب ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

!!! ایک عربی کہاوت ہیں

لکنها تضحک، فی قلبها جنازة الاً حلام، هذه علامته اً قوی واً جمل النساء)

!!)"

وہ ہنستی ہیں حالانکہ ؛ان کے دل میں ارمانوں کا جنازہ پڑا ہوا ہوتا ہے، یہی مضبوط

" ترین اور حسین ترین عورتوں کی نشانی ہوتی ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نہ ہے کوئی آس، نہ کوئی تقریر باقی ہے۔۔۔فقط غذا کا ٹکڑا ہوں، میری تحریر باقی ہے

کیرامیل پینٹ کوٹ پہ اندر سفید رنگ کی شرٹ پہنے، بالوں کو جیل سے سیٹ کیے اپنے وجیہہ نقوش کے ساتھ وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم دیکھ رہیں تھے، چہرے پہ سنجیدہ تاثرات قائم کیے بڑے انہمکانہ انداز میں وہ اپنے سامنے پڑی اکاونٹس کی فائیلز کا معائنہ کرتے ساتھ لیپ ٹوپ کی اسکرین پہ ابھرتے ٹیکس اکاؤنٹس بھی چیک کر رہیں تھے اور جہاں اکاؤنٹس میں میسٹک نظر آتی وہاں وہ اسے کاریکشن پین سے انڈر لائین کر رہیں تھے، اور ان کے چہرے کے پتھریلے تاثرات اور ریڈ ہوتی فائل کو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے اس فائل کو تیار کرنے والے کی اب خیر نہیں تھی۔۔۔

اسکیوزمی سر"۔۔۔۔۔اس سے پہلے وہ ماتھے پہ شکنیں لائے اپنے سیکڑی ہارون کو بلاتے، وہ پہلے ہی کو ئیک سروس کرتا دروازے کے اندر تھوڑا سا سر نکل کر ان سے مخاطب ہوا۔۔۔

اندر آؤ۔۔۔انھوں کاٹ دار نظروں سے اس کی طرف دیکھتے اسے اندر آنے کا کہا تو مقابل کی ہوائیاں اڑی انھیں غصے میں دیکھ کر کے آیا اب کس نے چھیڑ دیا اس چنگیز خان کے سپوت کو۔۔۔۔

یہ تم نے چیک کیے ہیں اکاؤنٹس، غلطیاں دیکھ رہیں ہوا گر ایسے ہی چلتا رہا تو، تم تو مجھے روڈ پہ لے آؤ گے کسی دن۔۔۔۔اسے اپنے ٹیبل کے قریب آ کر رکتا دیکھا وہ فائل کو اس کے سامنے ٹیبل پہ ڈالتے غصے سے طزیہ بولے تو مقابل نے ایک نظر اس سرخ ہوئی فائل پہ ڈالی اور دوسری اس جوالہ مکھی بنے شخص پہ ڈالتے حلق سے نیچے تھوک اتارا۔۔۔

سر 'وہ ایکچیولی 'میں میتس میں تھوڑا ویک ہوں۔۔۔ نظریں جھکائے وہ شرمندگی + معصومیت سے بولا تو آغا فارذ عش عش کر اٹھے مقابل کی انوسینس دیکھ کر مطلب اپنے بوس کو خود بتا رہا ہے کہ وہ اپنے کام پر فیکٹ نہیں ہے۔۔۔ تو پیدائشی ٹیکے کیوں نہیں لگوائے تھے "۔۔۔اس کی بات پہ وہ جلے بھنے انداز میں بولے دراصل کمپنی کا اکاؤنٹس دیکھنے والے ورکر کی شادی تھی جس کی وجہ سے وہ لیو پر تھا اور دوسرا اس کا یہ اسیسٹینٹ تھا جو معصومیت سے سر جھکائے کھڑا تھا ہارون آغا فارذ کا پرسنل سیکڑی ہونے کے ساتھ کبھی کبھی معین کی غیر موجودگی میں اکاؤنٹس کی دیکھ بھال بھی کر لیتا تھا۔۔۔

سر میتس میں کمزور ہوں، ٹانگوں سے تھوڑی۔۔۔جن کے سامنے کسی ورکر کی زبان نہیں کھلتی تھی ان کے سامنے نہ صرف اس نے جواب دیا تھا بلکہ لہجا بھی تھوڑا خفاگی بھرا تھا جیسے سامنے بوس نہیں عاشق بیٹھا ہو جو اس کے روٹھنے پہ اس کو منائے گا۔۔۔

میں ٹانگوں کی نہیں عقل کی بات کر رہا ہوں اگر وقت پہ تمہاری والدہ محترمہ نے تمہیں انجیکشن لگوائے ہوتے تو آج تم یہ سب نہ دیکھ رہیں ہوتے۔۔۔اس کی خفاگی بھرے لہجے کو اگنور کیے وہ ایک اور طنزیہ جملہ کستے ہاتھ کی مدد سے سامنے سرخ ہوئی فائل کی طرف اشارہ کیے بولے تاکہ اسے شرم آجائے مگر وہ بھی صدا کوئی ڈھیٹ انسان تھا۔۔۔

سر دیکھ تو میں آنکھوں سے رہا ہوں، عقل بیچ میں کیسے آگئی۔۔۔وہ ان کے جملے کے پیچھے چھپا طنز سمجھ چکا تھا پر پھر خود کو ڈانٹ سے بچانا بھی تو تھا اس لیے سمجھداری کو سائیڈ کیے وہ اپنی معصومیت پہ ایا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ مقابل کے عتاب سے بچ جاتا تھا۔۔۔

بالکل درست کہا عقل بیچ میں کہاں سے اگئی، کیونکہ تمہارا تو اوپر والا پورشن ہی خالی پڑا ہے، میری معنوں تو اسے کرایہ پہ داوں عقل نہ سہی پیسے تو آئینگے۔۔۔۔

ضبط سے موٹھیاں بھینچتے وہ دبدبے غصے میں مقابل کو لتاڑتے بولے جسے چھیڑنے پہ وہ انھیں کسی جوک کی طرح چیپک جاتا تھا۔۔۔۔

!!!!! اگر

شٹ اپ ہارون "دو ہزار باری سوری لکھ کر لاؤ آدھے گھنٹے میں 'ناؤ گیٹ لوسٹ۔۔۔۔ اسے دوبارہ کسی بکواس کے لیے منہ کھولتا دیکھ وہ اسے جھڑکتے سوری نوٹ لکھ کر لانے کا بولتے گیٹ کی طرف اشارہ کر گیے جیسے اب وہ مزید اسے سننے کے خواہشمند نہ ہو جبکہ ان کے کہنے پہ وہ تابعدار سے سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

اس آگ اگلنے والے ڈریگن سے بچنے کا طریقے تو کوئی مجھ جیسے جینیس سے سیکھے ۔۔۔۔لبوں پہ شرارتی مسکان سجائے وہ دل میں بڑبڑاتا خود کی چالاکیوں پہ خود ہی کوئی اپریئشیٹ کرتا ان کے آفس سے باہر نکلا جبکہ پیچھے وہ اس جوک کی پشت کو دیکھتے واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئے جو خود کو آغا فارذ کی ڈانٹ سے بچا کر

تیس مار خان سمجھا رہا تھا حالانکہ کے وہ اس کی ہر رگ سے واقف تھے پر پتہ نہیں کیوں اس کی جالی معصومیت دیکھتے وہ اسے کچھ کہے نہیں پاتے تھے جبکہ اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو وہ اس وقت کمپنی سے باہر ہوتا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بخت کے تخت سے یک لخت اترا ہوا شخص۔۔۔ تم نے دیکھا ہے کبھی جیت کے ہارا ہوا شخص !

باہر چھائے دن کے اجالے کی بانسبت اس کشادہ کمرے میں کالی گھٹا کا راج تھا جو عنقریب ہر چیز کو اپنے طوفان کی نظر کرنے والی تھی، مگر راکنگ چئیر پہ جھولتا وہ شخص انے والے طوفان کی تباہ کاریوں سے بے بہرا اپنے اندر اٹھتے طوفان سے نبرد آزما تھا جو کسی احتیاطی تدابیر یا کسی صورت ٹلنے والا نہ تھا جب تک وہ اس شخص کی ذات کو کچل کر نہ رکھ دے ''''

سر چیئر کی پشت سے ٹیکائے وہ غرور کا بے تاج بادشاہ جس کے آگے لوگ منہ کھولتے ڈرتے تھے آج پھر وہ اس خاموش تنہائی کا حصہ بنا پچھتاوں کے دلدل میں گھیرا بیٹھا تھا، جس کی نہ کوئی معافی تھی نہ کوئی ازلہ کیونکہ معاف کر دینے والا وجود اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا کبھی نہ واپس نظر آنے کے لیے اور وہ اپنے رب کے حضور اپنا یہ منہ لے کر جاتا بھی کتراتا تھا کہ کہی وہاں سے بھی وہ اپنے اعمالوں کے سبب رد نہ کر دیا جائے۔۔

کانوں میں ہوتی مانوس آواز کی بازگشت اسے مزید وحشت میں مبتلا کر رہی تھی وہ جملے، وہ ہنسی، وہ مان بھری مغروانہ باتیں اس زندہ لاش بنے وجود کی بچی کچی سانسیں بھی چھیننے کے درپہ تھی۔۔۔"اس نے کہا تھا کے وہ اس سے چھین لی جائے گی اور اس نعمت کے کفران سے وہ چھین بھی لی گئی تھی کبھی نہ واپس دینے کے لیے۔۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کی زندگی دوسروں کے ہاتھوں تباہ ہوتی ہے مگر ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی زندگی خود اپنے ہاتھوں سے تباہ کر لیتے ہے اور وہ شخص بھی ان ہی میں سے ایک تھا جس نے اپنے نصیب میں آئی رحمت خود ٹھکرا

دی تھی اوراب پچھتاؤں کے اندھیرے اس کی جاں نگلنے کے در پہ تھے 'اس کمرے کے باہر وہ بھی ایک مکمل شخص کی طرح زندگی گزار رہا تھا، وقت پہ اٹھنا۔ کام۔ کرنا۔ فیملی کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرنا وہ سب ہو رہا تھا جو پہلے ہوا کرتا تھا مگر اس آزمائش میں اس کا سکون وچین جیسے اس وجود کے ساتھ ہی اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔۔۔

رات خالی ہی رہے گئی میرے چاروں جانب،

اور یہ کمرہ تیرے خواب سے بھر جائے گا !

اب پہلے کی طرح انھیں رات میں سکون بھری نیند نہیں اتی تھی، وہ ہر روز یونہی خود کو اندھیروں کے سپرد کر دیا کرتے تھے کیونکہ اس اندھیرے میں ہی تو وہ اپنے سیاہ ہوتے وجود کی جھلکیاں دیکھتے تھے اس ہی کالے رنگ کی رات میں انھیں وہ نور سے بھرا وجود نظر اتا تھا جسے پہلے کبھی دیکھنے کے لیے انھیں اس اندھیرے کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا،

اس ہی اندھیرے میں تو وہ اپنے اعمالوں کا احتساب کیے کرتے تھے جس کے نتیجے میں انھیں صرف شرمندگی ہوا کرتی تھی کہ ان کے مشہور اور امیر ہونے کا کیا

فائدہ جب ان کے اعمال ہی نیکیوں سے خالی پڑے تھے۔۔۔روز کی طرح آج بھی دماغ میں اس وجود کی سرگوشیاں گونج رہی تھی "سب اپنی زندگی میں گم ہو جائے گے اور ایسے میں 'میں سب کے ذہنوں میں ایک دھندلی یاد بن کر رہ جاؤنگی "اس نے کہا تھا کہ اس کے وجود کو سب بھول جائینگے پر کوئی اسے جا کر بتائے کہ وہ اسے کبھی بھلا نہ سکا تھا،اس کی یادیں آج بھی اس وجود کے جسم میں موجود نسوں میں دوڑاتے خون کی روانگی میں بہہ رہی تھی، چاہے اسے سب بھول گیے ہو پر وہ اسے کبھی فراموش نہ کر سکا تھا اور اس کی یادوں کو یاد کرتے وہ شخص آہستہ آہستہ اپنی خود کی شخصیت کھوتا جا رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ قابل ہے عبادت کے، جھکتا ہوں اس لیے۔۔۔۔جنت میں تیری خاطر سجدہ نہیں کرتا !

رات کا اندھیرا اب نیلاہٹ میں بدل رہا تھا، مشرق سے ابھرتے آفتاب کی میٹھی کرنیں پہاڑوں کے عقب سے نکلتی آسمانی سطح کو چھونے کی کوشش کر رہی تھی، ٹھنڈی پر سکون ہوا کے دوش پر لہراکراتی حیّ الصلاحَ اور حیّ الفلاحَ کی آوازیں شہر خاموشاں کی ہر گلی ہر نگر میں گونجتی یہ صدا لگا رہی تھی کہ ہیں کوئی فلاح پانے والا ہے تو آؤ ہم اسے کامیابی عطا کرے، ہے کوئی سیدھے راستے پہ چلنے والا تو آؤ ہم اسے سیدھی راہ دیکھائے، یہ پکار تو سارے عالمِ جہاں کے لیے تھی مگر ان میں سے کچھ ایسے نصیب والے تھے جو اپنے نرم گرم بستروں سے نکل کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھے جبکہ باقی سب یونہی یومِ حساب سے غافل دنیا کی عارضی نیند پوری کر رہیں تھے۔ وائٹ شلوار قمیض پہ سفید ٹوپی سر کی زینت بنائے وہ مسجد سے باہر نکلا تو اس کے عقب سے آغا فارذ بھی باہر نکل کر آئے، بادامی رنگ قمیض پہنے سر کے کالے نم بال ماتھے پہ یونہی کھلے چھوڑے کے کاٹن کی شلوار ہوئے تھے، شاداب چہرہ، پاؤں میں دو اسٹریپ والی جوتی پہنے وہ آج اپنے حلیے سے یکسر مختلف نظر آ رہیں تھے بلکہ کچھ زیادہ ہی ہینڈسم لگ رہیں تھے، سر کی سفید ٹوپی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔۔۔

وہاں بھی یونہی کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے"۔۔۔۔حمزہ کے ساتھ چلتے انھوں نے سر ذرا سا ترچھا کیے سوالیہ پوچھا تو وہ جو آسمان پہ پھیلتی جامنی اور پیلی روشنیاں دیکھ رہا تھا ان کی بات پہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

اپنی پوری کوشش کیا کرتا تھا کہ دن میں پانچ وقت تو اس رب کے حضور حاضری دؤں جس کی وجہ سے میں اس مقام تک پہنچا ہوں۔۔۔۔سر جھکائے دھیمے دھیمے قدم اٹھا کر چلتے وہ کسی عارضی بناوٹ سے بالکل صاف لہجے میں بول رہا تھا نہ اِس نے یا وضاحت دی تھی کہ وہ دن میں ساری پڑھا کرتا تھا نا یا بتایا تھا کہ اُس سے دن میں کتنی چھوٹ جایا کرتی ہیں۔اور عبادت ہونی بھی ایسی ہی چاہی جو اللہ کی مخلوق کی نظروں میں امتیاز بنے کے لیے نہیں بلکہ اپنے رب کی رضا کے لیے ہو کیونکہ وہ بے عیب ذات ہی عبادت کے لائق ہیں۔۔

مورننگ واک پہ چلو گے۔۔۔۔اس کی بات پہ تائید میں سر ہلاتے انھوں نے سرسری سا پوچھا،ان کا تو یہ روز کا معمول تھا کہ وہ اپنے ٹائیگر کے ساتھ اس ٹائم واک کرنے جاتے تھے چونکہ گھر کے دوسرے الکاسی لڑکے نماز پڑھ کر دوبارہ

چادر تان کر سو جاتے تھے اس ہی وجہ سے انھوں نے آج حمزہ کو ساتھ چلنے کی آفر دی۔۔۔

جی جینج کر کے آتا ہوں '۔۔۔۔ مبین منزل کے گیٹ پہ پہنچتے وہ ان کی طرف مڑتے بولا تو وہ سر ہلا کر آغا ہاؤس کی طرف بڑھے اور وہ گیٹ دھکیل کر اندر داخل ہوا جہاں سب سے پہلے اس کا استقبال لان کی سر سبز شبنم سے نم، ہوا کے سنگ لہراتی گھاس نے کیا جو صبح صادق کی روشنی میں دلکش منظر پیش کر رہی تھی ،اس نے وہاں سے نظریں ہٹا کے کیچن گارڈن کی سمت دیکھا جہاں امرود اور چیکو کے درخت سے کچھ پکے اور کچھ کچے پھلوں کے خوشیں لٹک رہیں تھے، ہری مرچ، دھنیا، پودینہ ،اور دوسری بھی کئی سبزیوں کے پودے بالکل تیار اور صحت مند نظر آرہیں تھے جن کی انگہداشت اس کی جنت اور مالی بابا بالکل اپنے بچوں جیسی کیا کرتے تھے 'جب وہ یہاں سے گیا تھا تب ایسا کچھ نہیں تھا پر ان گزرے سالوں میں شاید اس کی والدہ نے اس کے حصے کا پیار ان پودوں کو دیا تھا تبھی تو وہ اتنے خوش اور ہرے بھرے نظر آرہیں تھے۔۔۔

ارے چندا آپ کو کونسی سزا ملی ہے '۔۔۔ وہ اندر ایا تو سامنے ہی لاونج میں اپنی گڑیا کو بیٹھا دیکھ پوچھا جو نماز چادر لیے بیٹھی اپنی ماں کو غصے سے گھور رہی تھی، پورا لاونج سنسان پڑا تھا کیونکہ باقی سب اپنی اپنی نماز ادا کر کے کمروں میں گھس چکے تھے۔۔۔

بھیا دیکھے نہ ماما کو۔۔۔ حمزہ کی آواز پہ وہ جھٹ صوفے سے اٹھ کر اس کے نزدیک ائے خفا سے بولی جسے دیکھتے حمزہ نے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا، چھوٹا سا ناک غصے سے پھولا ہوا تھا۔۔۔

کیا کر دیا صبح صبح میری گڑیا نے جو آپ یوں گبر سنگھ بنی بیٹھی ہیں۔۔۔ پہلے شرارت سے اس کے ناک کو کھینچتے وہ حورے بیگم کی طرف رخ موڑے بولا جو گود میں رکھے قرآن پاک کی تلاوت میں محو تھی۔۔۔

جب تک تمہاری یہ نکمی گڑیا یٰسین نہیں پڑھتی تب تلک یہ اپنے کمرے میں نہیں جائیں گی۔۔۔ حمزہ کے پوچھنے پہ وہ ترچھی سی نظر مرحا پہ ڈالے قطعیت سے اپنا فیصلہ سنا گی کہ وہ یہاں نہیں جاسکتی چاہے کوئی بھی سفارش کرے۔۔۔

تو بچے پڑھ لوں نہ۔۔۔خود کے ساتھ لگی روحی کی طرف دیکھتے وہ بے چارگی سے بولا،ایک طرف بہن تو مقابل ماں تھی کس کی سائیڈ لیتا وہ غریب۔۔۔

بھیا پڑھ لی ہیں 'سب کو جانے دے دیا ماما نے صرف ہمیں پکڑ کر بیٹھایا ہوا ہے۔۔۔پہلے وہ حمزہ کی بات کا جواب دیتی آخر میں حورے بیگم کی طرف دیکھتی خفاگی بھرے لہجے میں بولی جس کا وہ بغیر کوئی نوٹس لیے اپنی تلاوت میں مصروف رہی۔۔۔

دو پڑھوں گئی تو جاؤ گی۔۔۔یونہی سر جھکائے انھوں نے اس کی پہ بات فیصلہ کن جواب دیا۔۔۔

بھیاااا"۔۔۔اپنی ماں کو رحم نہ کرتا دیکھ وہ حمزہ کی طرف منہ کیے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے بولی کیونکہ اب اس کا نیند سے برا حال تھا مگر اس کی ماں جابر حکمران بنی بیٹھی تھی۔۔۔۔

اوکے آپ جاؤ۔۔۔ایک نظر اپنی ماں کو دیکھ کر وہ اسے جانے کا بولا تو مر جانے پہلے اپنی ماں کی گھورتی نظروں کو دیکھا اور پھر آئیبرو اچکائے حمزہ کو اشارہ سے

پوچھا کہ واقعی ہی وہ چلی جائے جس پہ اُس نے آنکھوں سے اسے جانے کی تسلی کروائی۔۔۔

آئی لویو بھیا"۔۔۔وہ خوشی سے اس کا گال چومتی ہوئی بولی اور بغیر اپنی ماں پہ نظر ڈالے بھاگتی ہوئی سڑھیاں چڑھنے لگی تو پیچھے اس کی بھاگنے کی رفتار دیکھتے حورے بیگم سر نفی میں ہلانے لگی کہ ان کی نکمی اولاد بھاگ تو یوں رہی تھی جیسے وہ زبردستی اسے کوئی گناہ کرنے کی ترغیب دے رہی ہو۔۔۔

میں پڑھ دیتا ہوں۔۔۔مرحا پہ سے نظر ہٹائے انھوں نے اسے گھورا جو اسے ہر بات میں شے دیتا تھا جبکہ روحی کی گھوریاں خود پہ اتے دیکھا وہ زبردستی سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولا تو وہ غصے سے رخ پھیرتی واپس اپنی تلاوت کی طرف متوجہ ہوئی اور وہ بھی جوگینگ کا ارادہ کینسل کیے مرحا کی چھوڑی گئی جگہ پہ بیٹھا اور ٹیبل پہ رکھی یٰسین کو اٹھائے اسے پڑھنے لگا کیونکہ اگر وہ بھی نہ پڑتا تو دونوں بہن بھائی کی شامت پکی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آسائشِ حیات تو مل ہی جائے گی۔۔۔ مگر سکونِ قلب مقدر کی بات ہے۔

کچھ دیر پہلے چھائے جامنی رنگ کی جگہ اب میٹھی میٹھی سورج کی کرنیں لے چکی تھی جو کسی بھی قسم کی جھلساتی تپش سے پاک اپنی روشنی دوسروں تک باآسانی پہنچا رہی تھی، سر سبز باغ اب شبنم کے نمی قطریں خشک کرنے کو دھوپ سیکھتا نظر آ رہا تھا، مالی بابا کیچن گارڈن کے پیڑ پودوں کو پانی دے رہیں تھے۔ جبکہ وہاں کے مکین ڈائینگ ٹیبل پہ موجود ناشتہ کر رہیں تھے اس وقت گھر کے سبھی افراد وہاں موجود تھے سوائے حمزہ یوسف کے۔۔۔

اور بھئی لیڈی فنگر صبح رہائی مل گئی تھی جیلر سے۔۔۔۔ جیم لگے بریڈ کو دانتوں سے توڑتے داؤد نے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھی مرحا کو چھیڑتے ہوئے پوچھا تو وہ جو بریڈ پہ فروٹ نائف سے بٹر لگا رہی تھی داؤد کی بات پہ اس کی طرف مڑی۔۔۔

ہمارے بھیا ہے نہ ہمیں ہر کسی سے بچانے کے لیے، اور ایک تم ہو بھائی کے نام پہ دھبہ۔۔۔ اس نے ایک احتیاط بھری نظر اپنی ماں پہ ڈالی جو کہ باقی سب کو

ناشتہ سرو کر رہی تھی ان کو مصروف دیکھتے وہ نائف اور بریڈ کو پلیٹ میں رکھتے دانت پیستے ہوئے داؤد سے مخاطب ہوئی اور آخر میں اسے تھوڑا شرمندہ فیل بھی کروانے کی بھی کوشش کی، کیونکہ صبح وہ اسے مشکل میں پھنسا دیکھ بغیر کوئی مدد کیے یونہی چھوڑ گیا تھا۔۔۔

پہلی بات میں تم جیسی بھنڈی کا بھائی ہر گز نہیں ہوں اور دوسری بات تمہیں مشکل میں پھنسا دیکھ مجھے بہت زیادہ خوشی محسوس ہوتی ہیں اس لیے مجھ سے مدد کی امید تو کبھی نہ رکھنا۔۔۔ بھائی والی بات پہ وہ انگلی اٹھائے مقابل کو وران کرتا بولا جبکہ دوسری بات کرتے اس کے لبوں پہ ایک کمینی سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔۔۔۔

ہمیں بھی کوئی شوق نہیں ہے تم جیسے کڑوے کدو کو بھائی بنانے کا۔۔۔ وہ بھی دوبدو بولی۔ باقی سب ان کی باتوں پہ دھیان دئے بغیر اپنے اپنے ناشتوں میں مصروف تھے۔۔۔

گڑیا جلدی کرو ں لیٹ ہو جائینگے یار۔۔۔۔ ناشتہ خاتم کر کے چائے پیتے تراب نے جب ایک نظر اپنے برابر میں بیٹھی روحی کی پلیٹ پہ ڈالی جہاں سے صرف دو

سے تین نوالے غائب تھے باقی جوں کا توں پڑا تھا اور جوس گلاس بھی منہ تک بھرا ہوا تھا۔ پلیٹ دیکھتے وہ اس کا کندھا ہلائے بولا۔۔۔

جی بھیا کر رہے ہیں۔۔۔ داؤد پہ ایک زہریلی نظر ڈالتے وہ اپنے ناشتہ کی طرف متوجہ ہوئی تو وہ بھی اپنی پلیٹ پہ فوکس کر گیا کیونکہ حیدر تو ناشتہ کیے اب ٹی وی کے اگے بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا کہ کب وہ ائے اور وہ نکلے۔۔۔۔

چلو جی خدا حافظ۔۔۔۔ سکندر ماموں اور فرقان ماموں بھی ناشتے کیے سب کو خدا حافظ کرتے اپنے آفس کے لیے نکلے پڑے۔ ان بھائیوں کی روٹین تھی جلدی آفس جانے کی، جبکہ حمزہ ابھی تک سو رہا تھا شاید وہ اپنی سالوں کی نیند پوری کرنا چاہتا تھا جو وہ پڑھائی اور جوب کی وجہ سے قربان کر گیا تھا۔۔۔

روحی کتنی دفعہ کہا ہے کہ بال نہ کھول کر جائے کروں، سنتی نہیں ہوں آپ۔۔۔

اس کے بال آج پھر پونی ٹیل میں مقید دیکھتے سبین مامی غصہ کیے بولی تو وہ گھگھیائی ہنسی ہنس گئی مقصد ان کا غصہ کم کرنا تھا۔۔۔

اب بال کھولے تو میں ناراض ہو جاؤ نگی۔۔۔۔اس کی پشت پہ آکر وہ اس کی پونی کھول کر چوٹیاں کے بل دیتی اس بار بھی خفا سی بولی کیونکہ وہ اسے کتنی دفعہ سمجھا چکی تھی پر ان کی لاڈلی کسی کی سنتی ہی نہیں تھی۔۔۔

نہیں آپ ناراض نہ ہوئے ہم دوبارہ نہیں باندھے گے یوں پکا پر ومس۔۔۔اپنی مامی کو ناراض ہوتا دیکھ وہ جھٹ سے انھیں منانے کی خاطر بولی کیونکہ اسے اپنی ماں کے ظلم سے بچانے والی اس کی یہ مامیاں ہی تو تھی جن کی ناراضگی وہ بالکل افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔اگر یہ نہ ہوتی تو اب تک مر حا یوسف اپنی ماں کے ظلم سہے سہے کر اوپر کی طرف پرواز کر چکی ہوتی۔جبکہ اس کی مکھن سے بھری باتوں پہ داؤد سر نفی میں ہلاتا حیدر کے سنگ باہر کی طرف بڑھا اور تراب بھی ایک مسکراتی نظر اس پہ ڈالے پورچ کی طرف قدم اٹھا گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اہلِ دل، دل کی نزاکت سے واقف ہے ورنہ >کام الفظوں سے بھی لے سکتے ہیں خنجر جیسا

آج وہ سب اپنے مخصوص مقام کی جگہ ایک ریسٹورینٹ میں حاضر تھے، ان کی اتنے دنوں سے کی گئی محنت رنگ لائے تھی شاندار کامیابی پہ ان کی ساری ٹیم کو چیک دئے گیے تھے اور فواد کو مین اوف دا میچ کر کے چیک کے ساتھ آوڈ بھی دیا گیا تھا۔ جس ہی کی ٹریٹ لینے کے لیے وہ تینوں آج فواد کا کباڑا کرنے کو حاضر تھے جبکہ حور آج یونی سے ایبسینٹ تھی، حارث نے اسے کال کر کے آنے کو کہا بھی تھا پر وہ کسی وجہ سے آ نہیں پائی تھی۔۔۔

دو اپنا اپنا آڈر۔۔۔ ویٹر کو پاس بلاتے فواد ان دونوں سے مخاطب ہوا جو مینیو کارڈ میں پورے طریقے سے غرق ہوئے پڑے تھے جبکہ حارث فون کان سے لگائے کسی کو فون کر رہا تھا۔۔۔

میرے لیے ایک لارج سائز پیزا اود اایکسٹرا چیز اور چوکلیٹ کیک، اور میرے لیے نلی نہاری اور خستہ گرم گرم نان ساتھ سلاد کے۔۔۔ مینیو کارڈ سے نظریں ہٹائے پہلے درید نے وائیٹر کو دیکھتے اپنا آڈر نوٹ کروایا اس کے بعد معتصم نے اپنا مینیو نوٹ کروایا۔۔۔

!!! اینڈ سر آپ دونوں کے

چکن شاشلک، فیش بریانی اور ساتھ فروٹ ٹرائفل کر دے۔۔۔حارث کے اشارہ کرنے پہ فواد اپنا اور اس کا کھانا نوٹ کروانے لگا جسے وائیٹر اپنے ہاتھ میں پکڑی نوٹ بک پہ نوٹ کرتا۔انھیں کچھ دیر انتظار کرنے کا کہتا کیچن کی جانب بڑھا۔۔۔

یار میں کب سے حور کا نمبر ڈائل کر رہا ہوں پر وہ پک ہی نہیں کر رہی۔۔۔۔

ہاتھ میں پکڑے فون کو ٹیبل پہ ڈالتے حارث اپنے فون کرنے کی وجہ بتانے لگا کیونکہ وہ کب سے اس کا نمبر ڈائل کرنے کی کوشش کر رہا تھا پر ہمیشہ کے برعکس وہ آج اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔جبکہ ایک شخص جانتا تھا اس کے نہ انے اور موبائل نہ اٹھانے کے پیچھے چھپی وجہ۔۔۔۔

ہو سکتا ہیں براؤنی بزی ہو کہیں !!!

فادی یہ تیرا موبائل کیسے ٹوٹا۔۔۔۔ ٹیبل پہ پڑے اپنے فون کو اٹھاتے درید کی نظر ساتھ پڑے فواد کے فون پہ پڑی جس کی اسکرین پہ دو جگہ بڑے بڑے سے اسکر یچ پڑے تھے جو کہ پروٹیکٹر نہیں بلکہ پینل پہ ائے تھے تبھی اس نے شاک کے عالم میں مقابل سے پوچھا کیونکہ وہ اپنے فون کی بہت کیئر کرتا تھا اور اس

طرح کے اسکریچ آنا تو دور کی بات اس نے تو کبھی اپنا فون ہاتھ سے گرنے ہی نہیں دیا تھا۔۔۔

گر گیا تھا۔۔۔ درید کے پوچھنے پہ اس نے نظر اٹھا کر فون کی اسکرین کو دیکھتے سرسری سا بتایا جبکہ آنکھوں کے پردے پہ ایک دن پہلے کا منظر لہرایا۔۔۔ وہ اپنا آوڈو غیرہ لے کر اسٹیڈیم میں بنے رومز کی طرف بڑھا کیونکہ اس نے گھر فون کر کے گیم جیتنے کی اطلاع کرنی تھی جبکہ باقی سب ابھی بھی وہی موجود تصویریں وغیرہ بنواتے انجوائے کر رہیں تھے۔۔۔

سنو حور کو بھیجنا کہو میں بلاوا رہا ہوں۔۔۔ اس نے کوریڈور سے گزرتے اپنے ایک کلاس فیلو سے کہا جو کہ باہر ہی کی طرف جا رہا تھا فواد کی بات پہ وہ سر ہلاتا چلا گیا، چونکہ اس کا فون حور کے پاس تھا تو اس ہی لیے اسے یہاں بلاونا پڑھا تھا

جی آپ نے بلائیں تھا۔۔۔ کوریڈور میں ٹہل کر اس کا انتظار کرتے ابھی اسے کچھ منٹس ہی گزرے تھے جب اپنے پیچھے سے وہی معصوم آواز ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس کے بھینچے جبڑے ہلکی مسکراہٹ میں پھیلے۔۔۔

جی مجھے میرا اسیل فون چاہیے تھا۔۔۔اس کی طرف رخ موڑ وہ اسے یہاں اس کی موجودگی کی وجہ بتانے لگا جس کی وجہ سے وہ یہاں کھڑی تھی۔۔۔

جی میں دیتی ہوں۔۔۔ فواد کے نرم لہجے اور مسکاتی نظروں کا بغیر نوٹس لیے وہ بولی اور کندھے پہ لٹکے بیگ کو ہاتھ میں پکڑے ایک ہاتھ سے اس کے اندر سے اس کا والا فون ڈھونڈنے لگی جبکہ مقابل پلک جھپکائے بغیر اس حجاب کے ہالے میں چھپے چہرے کو تک رہا تھا جو اتنا خوبصورت تو نہیں تھا پر کشش ضرور تھا

۔۔۔

یہ لے آپ ک"۔۔۔ فواد کا فون نکالے وہ اس کی طرف بڑھاتی بولی مگر اس سے پہلے فواد فون پہ اپنی گرفت کرتا وہ اسے پہلے ہی چھوڑ گئی اور ایکدم سناٹے پڑے کوریڈور کی چمچماتی ٹائیلز پہ ایک آواز کے ساتھ اس کا ائے فون ففٹین اسکرین کے بل زمین بوس ہوا۔۔۔

پاگل لڑکی یہ کیا کیا تم نے"۔۔۔اپنے فون کو لے کر اوور پوزیسیو فواد نے جب اپنے اتنے قیمتی موبائل کو یوں زمیں پہ گرا دیکھا تو چیخا نہیں بلکہ دھڑا تھا اور اس کی اس ہی دھڑ پہ نازک دل حور فق ہوتی نگاہوں سے مقابل کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

سس 'سوری مم '۔۔۔۔اس کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے اس نے بولنے کی کوشش کی مگر اس کی یہ کوشش اس کی پہلے سے بھی کئی زیادہ اونچی دھاڑ میں کہی دب کر رہے گئی۔۔۔

شٹ اپ جسٹ 'شٹ اپ۔۔۔اس کی فقط چار لفظوں کی سوری سنتے اس کا دماغ مزید گھوما اور دو قدم کا فاصلہ طے کرتے وہ اس کے قریب ائے انگلی اٹھائے غصے سے دبدبہ چیخا تو مقابل نے حلق سے نکلتی چیخ کا گلا گھوٹنے کو لبوں پہ ہاتھ جمایا ۔آج سے پہلے اس کا یہ روپ کہاں تھا۔۔۔

تمھیں پتہ ہیں یہ کتنا مہنگا تھا، تمہاری سوچ اور اوقات سے بھی کئی گناہ زیادہ مہنگا اور قیمتی تھا،اور تمہاری ذرا سی غلطی نے میرا کتنا بڑا نقصان کر دیا ہے اب وہ کون بھرے گا تم یہ تمہارا باپ ہاں۔۔۔اس کے بازوں کو سختی سے دبوچے وہ غصے میں جو منہ میں آرہا تھا بول رہا تھا بغیر یہ سوچے کہ مقابل کوئی امیر باپ کی وہ بگڑی بیٹی نہیں تھی جو ایک بات سن کر دو باتیں سنانے کا کنفیڈینس اپنے اندر رکھتی ہوں بلکہ روبرو تو وہ ایک عام سے گھر سے تعلق رکھنے والی لڑکی تھی جو کسی کی اونچی آواز سن کر ہی رونا شروع کر دیتی تھی، مقابل وہ لڑکی تھی جس کے اندر

ان چاروں کی دی گئی عزت نے اعتماد اور کنفیڈنس پیدا کیا تھا مگر آج وہ اپنے غصے سے سب خراب کر گیا تھا" جبکہ وہ اپنی آنسوؤں سے دھندھلاتی آنکھوں سے اس کے سرخ اور تنے نقشوں والے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو کہ بلا کا خوبصورت کے الفاظ،اس کے الفاظ بہت بے رحم تھے پل میں مقابل کا وجود تھا مگر اس چھلنی کر دینے کا ہنر رکھتے تھے۔۔۔۔

آآآ'آپ 'ببب "بہت برے "ہیں 'ففف "فواد۔۔۔۔ حلق میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو بڑی مشکل سے نیچے اتارتے وہ لہڑ کھڑائے لہجے میں بولی۔وہ شخص ہمیشہ اسے اس کی غربت کا طعنہ دیا کرتا تھا مگر آج حد ہو گئی تھی کیونکہ آج وہ اس کے مرحوم بابا کو بیچ میں گھسیٹ لایا تھا" اپنے جسم کی پوری طاقت سرف کیے وہ اپنے وجود کو مشکلوں سے اس کی سخت سے گرفت آزاد کروانے میں کامیاب ہوئی اور بغیر اسے ایک نظر دیکھے وہ وہاں سے بھاگتی چلی گئی اور پیچھے فواد اپنے ان ہاتھوں کو دیکھتا رہیں گیا جو اس وجود کے لمس سے خالی تھے، کچھ دیر پہلے جو بیگ اس کے ہاتھوں میں تھا اب اس شخص کے پیروں میں گرا پڑا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گیا بھائی کہاں کھو گیا ہیں۔۔۔وہ جو ایک دن پہلے رونما ہوئے واقع میں گم تھا معتصم کے کندھے ہلانے پہ ہوش میں اتا سر نفی میں ہلانے لگا۔۔

چل کھانا کھا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔۔اس کو خاموش نظروں سے کھانے کی طرف تکتا دیکھ اس بار درید نے اسے مخاطب کیے کہا تو وہ ناچار چاہتے ہوئے بھی کھانا اپنی پلیٹ میں نکلنے لگا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ محبت کو میری روح سے نچوڑ کر لے گیا۔۔ چھوڑ گیا مجھے عشق کی گلیوں میں دیوانہ کرے۔

اسلام و علیکم "گڈ مارننگ کلاس۔۔۔۔مرون عبائے پہ اس ہی رنگ کا حجاب اور چہرے پہ نقاب کیے، ہاتھوں میں سیاہ دستانے پہنے مس رقیہ سلام کرتی کلاس کے اندر داخل ہوئی جہاں تمام بچیوں کو ٹائم سے کلاس میں موجود پاتے وہ نرم مسکراہٹ لیے مسکرائی۔۔۔

کیسی ہیں آپ سب۔۔۔ بچیوں کے جواب دینے پہ وہ ایک انگلی کی مدد سے چہرے پہ کیے نقاب کو ناک سے پکڑ کر ٹھوڑی تک لاتی سب سے ان کا حال احوال پوچھنے لگی، یہ ان کا ہمیشہ کا معمول تھا۔۔۔

ارے ماشاءاللہ آج اپ بھی موجود ہیں۔۔۔ بچیوں کے جواب پہ وہ مسکراتی ہوئی نظر اطراف میں ڈالتی جائزہ لینے لگی تو انھیں دائیں جانب بنی رُو کی فرسٹ بینچ وہ بچی بیٹھی نظر ائی جو آج سب کی طرح سبز رنگ کے اسکارف سے ٹیڑھا میڑھا سا حجاب باندھے بیٹھی تھی میم کی آواز پہ بامشکل دھیمہ سا مسکرائی۔۔۔۔

بہت پیارا لگ رہا ہیں یہ اپ پہ، اب کوشش کیجئے گا کہ عبایا پہنے کی ترغیب بھی کر سکے کیونکہ پردے میں چھپی عورت پہ فرشتے سلام بھیجتے ہیں۔۔۔اس کی بینچ کے قریب ائے وہ اس کے سر پہ اوڑھے اسکارف کو صیح سے باندھتی اسے عبایا پہنے کے لیے بھی پیار سے سمجھنے لگی اور جھک کر اس کی پیشانی چومی۔ناجانے کیوں وہ انھیں بہت خاص لگتی تھی جیسے برائیوں کے دلدل میں پھنسی ایک نیک روح جسے راہِ راست پہ لانے کے لیے اللہ نے ان کی ذات کو چنا ہوا۔۔۔

چلیں اب آج کا لیکچر اسٹارٹ کرتے ہیں۔۔۔ڈائس پہ پڑے بورڈ مار کر کو اٹھائے وہ بورڈ کی طرف بڑھی تو سب بچیوں کے ساتھ ساتھ اس نے بھی اپنے سامنے پڑا رجسٹر ڈ کھولا اور آج کا دن اور تاریخ نوٹ کرنے لگی۔۔۔

" پردہ "

(حجاب ، حیا، لحاظ ، لاج ، عزت ، اللہ کے پسندیدہ کاموں میں سے ایک)

حجاب (عربی) اور پردہ (فارسی) زبان کا لفظ ہے۔یہ دونوں الفاظ تقریباً ہم معنی ہیں۔یعنی اوٹ ، پردہ ، ستر ، آڑ، حیا، شرم ، گھونگھٹ ، نقاب ، اور برقع۔ان الفاظ کے بے شمار معنی و مفہوم لغات میں درج ہیں، عورت کا غیر مردوں ، نامحرموں اور اجنبیوں سے ستر چھپانا، اپنے آپ کو پوشیدہ (ڈھکا، لپیٹا) رکھنا "پردہ یا حجاب" کہلاتا ہے۔ڈائس پہ کھڑی وہ اپنے آگے رکھی ایک کتاب سے دیکھتی اور کچھ اپنے الفاظوں کی سیرت ملتی اپنے آج کے ٹاپک کی ڈیفینیشن آسان الفظوں میں بتانے کی کوشش کررہی تھی تاکہ ہر سننے والے کان کو ان کے معنی باآسانی سمجھ آسکے۔۔۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے "اور مومن عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی اور اپنی عصمت کی حفاظت اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے سینوں پر اوڑھنی کے بکل مار لیا کرے اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، بیٹے، بھانجے، بھتیجے، سوتیلے بھائی، اپنی عورتوں اپنے غلام، مرد خدمت گار جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے وہ لڑکے وہ جو ابھی عورتوں ک پردے کی کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوئے ہیں۔ (نیز ان کو حکم دو) کو وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا اظہار ہو" (24:31)

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتون سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائے اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا مغفرات کرنے والا مہربان ہے" (الاحزاب: 59)

امام محمد بن سیرین نے جب سورہ الاحزاب کی اس آیت پر عمل کرنے کا طریقہ حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث سے دریافت کیا تو انہوں نے خود چادر اوڑھ

کر بتایا اور اپنی پیشانی، ناک اور ایک آنکھ چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی اور کہا کہ یہ بہتر طریقہ ہے خود کو چھپانے اور پردہ کرنے کا۔ قومِ جاہلیت میں اشراف کی عورتیں اور لونڈیاں کھلی پھرتی تھیں اور بدکار لوگ ان کا پیچھا کرتے تھے ۔اللہ تعالی نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈالیں۔ صحابہ اکرم کے مبارک دور سے لے کر آٹھویں صدی تک ہر زمانے میں اس آیت کا ایک ہی مفہوم سمجھا گیا اور احادیث سے بھی یہ ہی ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد سے عہد نبوی میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھی۔اور کھلے چہروں کے ساتھ پھیرنے کا رواج خاتم ہو گیا تھا۔۔

اور یہ آیت نازل ہونے کے بعد تمام مسلمان عورتوں نے پردہ کرنا شروع کر دیا ۔یہ تمام احکامات بڑی تفصیل کے ساتھ قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہین۔

اسلام میں چہرے اور ہاتھوں کے پردے میں کچھ رعایت ہے کیلن اگر عورتیں چہرے اور ہاتھوں کے پردے کا اہتمام بھی کریں تو یہ افضل ہیں۔ جاہلیت اولیٰ میں عوتیں خوب بن سنور کہ گھر سے نکلتی تھیں اور چال بھی ایسی اختیار کرتی تھی کہ راہ چلتے لوگون کی توجہ حاصل ہو۔یہی بے ہودگی اور بے حیائی ہزاروں

معاشرتی برائیوں کی اصل وجہ تھی۔اسی بے پردگی سے بچنے کی اسلام نے تلقین کی ہے۔اسلام کہتا ہے کہ عورت سکون و قار کے ساتھ گھر میں رہے کراپنی گھریلوذمہ داریان پوری کرے۔ مگرگھر سے نکلنے پہ بھی سختی نہیں ہے اگر کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلناپڑے تو یہ جائزہ ہے۔ لیکن گھر سے نکلتے وقت نہ ہو۔ اپنی پوری عصمت مآبی کو ملحفوظ رکھے تاکہ کسی برائی کا احتماں

یہ قرآن کی تعلیم ہے آیئے اب حدیث پر نظر ڈالیں کے نبی کریم ﷺ کیا طریقے رائج فرمائے ہیں "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ترجمہ: اللہ نے تم کواپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہواہے کہ حاجات وضرورت کیلئے عورتوں باہر نکلنے کی اجازت دی ہے لیکن یہ اجازت نہ غیر مشروط ہے نہ غیر محدود۔ عورت کا ستر سوائے چہرے اور ہاتھوں کے باقی پورا جسم ہے۔استشسنائی صورتحال میں مثلاً کوئی مریضہ کسی طبیب کے زیرِعلاج ہو، یا کوئی عورت کسی مقدمہ میں قاضی کے سامنے بحیثیت فریق پیش ہو یا کسی آتش زدہ مقام میں کوئی عورت گھر گئی ہو یا پنی میں ڈوب رہی ہو یا اس کی جان یا آبرو کسی خطرے میں مبتلا ہو تو پردے سے رخصت ہے۔ عورتیں اس

کی مجاز نہیں کہ جہاں چاہیں پھیریں اور مردانہ اجتماعات میں گھل مل جائیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات پر غور کرے کہ مسلمانوں پر جنگ کا زمانہ ہے عام مصیبت کا وقت ہے ایسے حالات میں اسلام مسلمان عورتوں کو عام اجازت دیتا ہے کہ وہ جنگی خدمات میں حصہ لیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرے، سپاہیوں کو پانی پلائیں، ان کے لیے کھانا پکائیں اور ان کے پیچھے ان کے خیموں کی حفاظت کرے اور اس تمام خدمت کو انجام دینے کے لیے پردے کی حدود انتہائی کم کردی جاتی ہیں۔ لیکن ساتھ یہ بھی بات پیشِ نظر رکھی جائے ماں بننے کی غرض سے تخلیق کیا گیا ہیں اس کے ہاتھ میں تلوار و خنجر نہیں دیا جاسکتا اپنی عزت و آبرو کیلئے تو عورت ہتھیار اٹھا سکتی ہیں، لیکن عورتوں کو فوج میں بھرتی کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ تمام احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ جنگ میں ازواجِ مطہرات اور خواتینِ اسلام آنحضرت کے ساتھ جاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور سپاہیوں کو پانی پلاتیں تھیں اور یہ طریقہ حجاب کے احکامات کے نازل ہونے کے بعد بھی جاری رہا (ترمذی) زمانہ جاہلیت میں پردہ اور حجاب نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ یہود و نصاریٰ، ایرانی اور ہندی معاشرے کے افراد اور

اپنی اپنی تہذیبوں اور تقاضوں کے علم بردار تھے ان کے یہاں مذہباً پردے اور حجاب کا کوئی تصور یا قانون نہیں تھا۔ زمانہ جاہلیت میں گو کہ پردے کا تصور نہ تھا لیکن وہ لباس ایسا پہنتی تھی کہ ان کی پشت تو ڈھکی رہتی تھی لیکن سینہ کھلا رہتا تھا ۔یہ لباس بالکل ایسا ہوتا تھا جیسا کہ آجکل فرانگی عورتیں پہنتی ہیں لیکن یہ جدت پسندی کے نام پر ان سے بھی دو گز آگے ہیں کہ ان کی پشت بھی ننگی ہوتی ہیں

۔۔۔

جوں جوں ان کے لبوں سے لفظ ادا ہو رہیں تھے ویسے ویسے ہی سر جھکائے بیٹھی تمام۔لڑکیوں کے ہاتھ رحسٹڑ پہ چل رہیں تھے اور ان میں آج ایک اور کا بھی اضافہ ہوا تھا جو کان سے ان کے ایک ایک لفظ کو سن کر ہاتھوں کی مدد سے اسے کورے غذا پہ اتر رہی تھی۔۔۔

دینِ اسلام نے ان کے خلاف پردے کا تصور دیا کہ پشت و سینہ سب ڈھکا ہے۔ اسلام وہ اولین مذہیب ہے جس نے حجاب کا حکم دیا اور مسلمان وہ اولین قوم ہے جس نے پردے کو رواج دیا۔ آیت و قرآنیہ کا اصل مفہوم عورتوں اور معاشرے کو فتنے سے بچانا ہے نہ کہ اعضاء کی نمائش کر کے قعر جہنم کو بھرنا۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ "اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں جمی (بیٹھی) رہو اور اگلے زمانی جاہلیت کے (سے) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھیرؤ" (33:33) اسلام۔ کی روشنی سے محروم زمانے میں پردے اور حجاب نام کی کوئی چیز نہ تھی لیکن جوں جوں مسلمانوں کے تمدن و معاشرت کی بنیاد پڑتی گیی اس کے متعلق مناسب احکام نازل ہوتے گئے۔ حتی سہ شریعت نے مسلمانوں کے شرم، حیا اور حفظ ننگ و ناموس کی پوری پوری حد بند کر دی۔

یہ تھی پردہ کرنے اور کرنے والیوں کی فضیلت اب کچھ بے پردگی کے بارے میں جان لیتے ہیں کہ پردہ کرنے پہ جب اللہ نے ثواب و اجر رکھا ہے تو پردہ نہ کرنے پہ ہم کونسے عذاب میں گرفتار ہو سکتے ہیں۔۔۔ایک بار پھر بورڈ مار کر اٹھائے وہ پردہ کے نیچے اب دوسرا ڈسکس ہونے والا ٹاپک جو کہ پہلے والے ہی کے متضاد تھا لکھ رہی تھی۔۔۔ "

" بے پردگی

بے حیائی، بغیر کپڑوں کے، اپنے حسن کی نمائش، اللہ اور اس کے فرشتوں (کی لعنت، جہنم کا عذاب)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا"عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے جب کوئی عورت اپنے پردے سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے (مشکوۃ) عورت ستر ہے اور ستر چھپانے والی چیز کو کہا جاتا ہے۔ عورت جب تک چھپی ہوئی ہے تو عورت ہے اس میں حیا ہے، پاکدامنی ہے اور اپنے مرد کے ساتھ وفاداری نبھانے کا جذبہ ہے لیکن یہی عورت جب کالج، دفتر کے ماحول میں قدم رکھتی ہے اور مختلف نظروں کا نشانہ بنتی ہے تو پھر اس کے اندر سے خاوند کی محبت اور وفاداری کا جذبہ نکل کر ہر مرد کیلئے پرکشش بننے کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

حدیث مبارکہ ہے "نبی ﷺ نے فرمایا: اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس کے باوجود ننگی ہیں۔ سیدھی راہ سے بھٹکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی، ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئیں ہوں گے، وہ عورتیں نہ جنت میں داخل کی جائیں گئ اور نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکیں گئ اور جنت کی خوشبو تو کوسوں دور سے ہی محسوس کی جاسکتی ہے" مرد کے کفن میں تین کپڑے ہوتے ہیں جبکہ مسلمان عورت کے کفن میں پانچ

کپڑے ہوتے ہیں، دوزائد کپڑوں میں ایک اسکارف اور دوسرا سینہ بند ہوتا ہے۔

افسوس ہے اس مسلمان عورت پہ جو پوری زندگی اپنا سر اور سینہ کھلا چھوڑے پھیرتی ہے لیکن مرنے کے بعد اللہ تعالی اپنے پاس اسے ان اعضاء کو ڈھک کر ہی بلاتا ہیں۔۔

اے مسلمان عورت افسوس ہے تجھ پر کہ اللہ تجھ سے کتنی حیا کرتا ہے لیکن تو اللہ سے بالکل حیا نہیں کرتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" بہت سی عورتیں جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی اور سر مٹکاتی چلیں گئ وہ ملعونہ ہیں (لعنت کی ہوئی) قرآن مجید میں مومن خواتین کو پردے کی لازمی تاکید فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ یہ ایک مسلم اور کافر عورت میں واضح فرق ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کلمہ گو خواتین کا پردہ کرنا تو دور کی بات وہ اس طرح کے مختصر اور ننگے لباس پہنتی ہیں کہ جسم واضح طور پہ نمایاں ہو رہا ہوتا ہے، بے پردگی اور بے حیائی جاہلیت کے دور کی نشانیاں ہیں اور عورت کا بے پردہ ہونا نہ صرف معاشرتی تباہی کی وجہ بنتا ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کا باعث بھی ہے اور اس ہی لیے روز بروز مسلمان اخلاقی اور معاشرتی پستی کا شکار ہو کر دنیا میں پریشاں ہیں، اللہ سے دعا ہے

کو پردے کی توفیق عطا ہو تا کہ آنے والی نسلیں ان کی گود کہ مسلمانوں عورتوں میں پروان چڑھے تو ان میں حیا اور شرم پیدائشی طور پر موجود ہوں اور جو پردہ نہیں کرتی کاش کے وہ سب مرنے سے پہلے ہدایت پا جائے۔۔۔۔

ڈائس پہ رکھی کتاب کو بند کرتے انھوں نے آخری دعا ان سب عورتوں کے لیے کی جو دینِ اسلام کی روشنی سے ابھی تک محروم تھی،ان کے ساتھ ہی تمام بچیوں نے زیر لب آمین کہا جبکہ وہ ہاتھ میں قلم پکڑے سیاہی سے بھرے اس کاغذ پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی جہاں یہ الفاظ تحریر تھے کہ 'کاش وہ سب مرنے سے پہلے ہدایت پا جائے' اگر مرنے سے پہلے انھیں ہدایت نصیب نہ ہوئی تو مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیا معاملا پیش ائے گا۔۔۔وہ یہ سوال میم سے پوچھنا چاہتی تھی پر کلاس کا وقت ختم ہو چکا تھا اور وہ کلاس سے جا چکی تھی اس ہی لیے اپنے سوال کو دوسری کلاس پہ ڈالتی وہ رجسٹرڈ کو اسکارف کے نیچے سے سینے سے لگائے کلاس سے باہر نکلی جیسے نا جانے اس میں کون سا خزانہ تھا جسے وہ کھونا نہ چاہتی ہوں۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں نے جب غور کیا زندگی کے فلسفوں پر غالب۔۔۔ بات مٹی سے شروع ہو کر مٹی میں جا ملی۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔ سکندر ماموں ایک ہاتھ میں لیپ ٹوپ بیگ اور دوسرے ہاتھ میں کوٹ تھامے کمرے کے دروازے پہ ائے تو سامنے ہی بیڈ پہ زبیدہ مامی اپنے زیور اور کپڑے سجائے بیٹھی تھی جنھیں سلام کرتے وہ کمرے کے اندر ائے ۔۔۔

ارے وعلیکم السلام 'آج اپ جلدی اگیے خیر ہے۔۔۔ سلام کا جواب دیتے وہ بیڈ سے اٹھ کر ان کے ہاتھ سے بیگ اور کوٹ پکڑتے پوچھنے لگی کیونکہ روز کے برعکس آج وہ کافی جلدی آ گیے تھے۔۔۔

ہاں خیر ہے 'رات کو جانا تھا نہ ناہید (زبیدہ مامی کی بہن) کی طرف تو میں نے سوچا کوئی کام وغیرہ نہ ہو اب بچے تو گھر ہے نہیں جو کر دے۔۔۔ کف لنکس

اترتے وہ انھیں اپنے جلدی انے کی وجہ بیان کرنے لگے جسے سنتے وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔

یہ تو بہت اچھا کیا آپ نے کے آ گیے کیونکہ رشتہ مانگنے جائیں گے تو میٹھائی اور فروٹ کے ٹوکرے تو لے کر جائیں گے نہ ایسے خالی ہاتھ تو جانا اچھا نہیں لگتا ۔۔۔ان کے کف لنکس کو ڈریسنگ پہ رکھ کر وہ بیگ کو ٹیبل جبکہ کوٹ کو الماری میں ہینگ کرتی مسلسل بول رہی تھی۔۔۔

فریش ہو جاؤں تو لسٹ بنا دینا لے آؤنگا۔۔۔ شوز کو ہاتھ میں پکڑے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے بولے جب پیچھے سے ان کی آواز پہ رکے۔۔۔

سکندر میں سوچ رہی تھی کیوں نہ ہم داؤد کے ساتھ تراب کا بھی نکاح کر دے

آخر کو وہ بڑا بیٹا ہے ہمارا !!!

اتنی جلدی کوئی اچھی لڑکی کیسے مل سکتی ہے بیگم۔۔۔ان کی بات سے انھوں نے اختلاف نہیں کیا تھا بلکہ مدعا بیان کیا تھا کے ایسا کیسے ممکن ہے۔۔۔

ڈھونڈنے کی کیا ضرورت جب اچھی سلجھی شہزادیوں جیسی بیٹی گھر میں ہی موجود ہو۔۔۔ان کے لڑکی ڈھونڈنے والی بات پر وہ دھیمی سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولی تو سکندر ماموں نے چونک کر ان کی جانب دیکھا۔۔۔

روحی کی بات کر رہی ہیں آپ؟؟؟

جی بالکل میں اپنی گڑیا کی بات کر رہی ہوں" سکندر مجھے بڑھا چاہ ہے کہ میں روحی کو اپنے تراب کی دلہن بناؤں۔۔۔ان کو کچھ سوچتا دیکھ وہ بیڈ سے اٹھ کر ان کے نزدیک اتی لہجے میں حسرت لیے بولی جیسے نا جانے کب سے وہ اس پل کا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔

پر وہ اسے بہنوں کے جیسے سمجھتا ہیں۔۔۔ان کا تو خود کا بھی دل تھا کے آغا ہاؤس کی شہزادی کو اپنے گھر ہی رکھ لے مگر تراب بچپن سے لے اب تک اسے بچوں کے جیسے ٹریٹ کرتا آیا تھا۔۔۔

بہن مانتا ہوگا پر سگی تو نہیں ہے نہ "اور اسے چھوڑے آپ صرف بھائی جان سے بات کرے تاکہ وہ حورے اور حمزہ سے ان کی رضامندی لے سکے۔۔۔۔وہ بغیر تراب اور مرحا کی رضا جانے صرف اپنا فیصلہ سنا رہی تھی۔۔۔۔

ٹھیک ہیں میں بھائی جان سے بات کرتا ہوں۔۔۔۔ مختصر لفظوں میں انھیں تسلی کی ڈور تھمائے وہ خود واش روم میں گھس گیے اور پیچھے زبیدہ مامی ایک بار پھر اپنے ان خاندانی جوڑوں اور زیوروں کی طرف ہوئی ہوئی جو وہ اپنی بہوؤں کے لیے نکال رہی تھی پر نا جانے بڑوں کا یہ فیصلہ بچے تسلیم کرتے بھی تھے کہ نہیں ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بہت کھٹن ہیں راستے حیات کے !!!!

گالز کالج میں اس وقت ہاف بریک کا ٹائم تھا اس ہی وجہ سے کلاسسز خالی جبکہ وسیع گراؤنڈ سفید رنگ کے ڈریس میں ملبوس لڑکیوں سے بھرا پڑا تھا، کچھ لڑکیاں کوریڈورز میں گھومتی پھیر رہی تھی، مگر وہ پاؤں کو پنک اور سفید کے امتزاج لیے اسنیکرز سے آزاد کیے نرم گرم گھاس پہ آلتی پالتی مارے بیٹھی کسی کی راہ تک رہی تھی، گھنگریلے بالوں کی چوٹی کمر پہ سے نیچے لٹکتی زمیں کو چھو رہی تھی، سفید یونیفارم میں اس کی گوری رنگت مزید دمک رہی تھی، آنکھیں کینٹین

کے سمت ٹکی تھی جہاں لڑکیوں کی بھیڑ میں مسز حمزہ ایسے گم ہوئی ہوئ تھی کہ اس کے ملنے کے ذرا برابر امکان نظر نہیں آرہیں تھے۔۔

آہھہ شکر ہے لڑکی کے تم آگئ ورنہ کچھ دیر بعد یہاں ہماری بھوک سے ہلاق ہوئی لاش ملنی تھی تمہیں۔۔۔ہاتھ میں دو بریانی کی پلیٹس پکڑے سنمبھال کر آتی نوال کو دیکھتے روحی شکر ادا کرتی اس سے مخاطب ہوئی جو کہ اب اس کے نزدیک آن پہنچی تھی۔۔۔

کہاں بھی تھا کے وہی بیٹھ کر کر لیتے ہیں لنچ پر تم سنتی نہیں ہو' پتہ ہیں کتنی مشکلوں سے نکلنی ہوں اس بھیڑ میں سے۔۔۔گھاس پہ پلیٹس رکھتی وہ خفاگی سے منہ پھولائے بولی کیونکہ صرف اس کی یہاں بیٹھ کر کھانے والی ضد کی وجہ سے نوال تقریبا بیس منٹ سے بریانی کی لائن میں کھڑی اپنا نمبر انے کا ویٹ کر رہی تھی

۔۔۔۔

ارے یار وہاں اتنے رش میں کھانے میں مزہ نہیں اتا یہاں دیکھو کتنی پر سکون اور خاموش فضا ہے کہ طبعیت خوش ہو جائے۔۔۔اس کے گالوں کو کھینچ کر وہ

اپنی ضد کے پیچھے چھپی اپنی ہی لوجک بیان کرتی بولی جس پہ نوال نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔

پہلے تو کبھی تمہیں وہاں پر بیٹھ کر کھاتے ہوئے شور کا احساس نہ ہوا اور نہ اس پر سکون اور خاموش فضا کی خواہش جاگی تو اب سب خیریت ہیں۔۔۔ جانچتی نظریں وہ اس کے چہرے پہ ٹیکائے تفشیشی انداز لیے پوچھنے لگی تو مقابل بریانی سے بھرا چمچہ منہ میں ڈالتی اپنے دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔۔۔

ایسے ہی۔۔۔ دو لفظوں کا جواب دیتے وہ بے شرموں کی طرح دانت دیکھاتے ہنسی تو نوال بھی اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے ہنس پڑی، اپنے "ایسے ہی" کے چکر میں اس نے نوال کو کتنا خوار کروایا تھا۔۔۔

ویسے تم کہاں گئی تھی۔۔۔ بریانی کی پلیٹ کو ہاتھ میں اٹھائے وہ چمچہ بھرا کر منہ میں ڈالتی اس کے جانے کا سبب پوچھنے لگی جب وہ دونوں اکٹھے کلاس روم سے نکلے تو وہ اسے کسی کام کا کہہ کے اسے گروانڈ میں اپنا ویٹ کرنے کا کہتی کہی چلی گئی تھی۔۔۔

سر اعجاز کے پاس گیے تھے پیچھلے لیکچرز کے نوٹس لینے۔۔۔بغیر سر کو اٹھائے وہ پلیٹ میں چمچہ چلاتی بولی جس پہ نوال مزید کوئی بحث کیے سر ہلاتی اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں خود یہ چاہتی ہوں کہ، حالات ہوں خراب
میرے خلاف زہر اگلتا پھرے کوئی
،اے شخص !اب تو مجھے سبھی کچھ قبول ہیں
یہ بھی ٹھیک ہیں کہ اسے چھین لے کوئی
،ہاں ٹھیک ہیں کہ میں ہوں اپنی انا کا مریض
آخر میرے مزاج میں کیوں دخل دے کوئی،
ایک شخص کر رہا ہے ابھی تک وفا کا ذکر
کاش اس زباں دارز کا منہ نوچ لے کوئی۔۔

خوبصورت سنگ مرمر سے تراشا یہ کمرہ روشنیوں میں نہایا ہوا تھا مگر یہ سب روشنیاں بھی وہاں بیٹھے شخص کے اندر چھائے اندھیرے کو کم کرنے سے قاصر رہی تھی، دائیں جانب بنی دیوار گیر شیشہ کی الماری میں مختلف رنگوں کی فائلز پڑی ہوئی تھی، بائیں جانب ایک تھری سیٹر صوفہ رکھا ہوا تھا جس کے اگے رکھے میز پہ کچھ نیوز پیپرز اور کچھ انگلش رسالے پڑے تھے اور سائیڈ پہ کچھ انڈور پلانٹس کے گملے رکھے ہوئے تھے، سامنے والی دیوار میں ایک بڑی سی کھڑکی تھی جس پہ اس وقت بھاری پردے ڈالے رکھے تھے، اس کے اگے ایک بلیک اور براؤن کلر کا کومبنیشن لیے ایک آفس ٹیبل کے ساتھ دو بلیک کلر میں کلائینٹ چیئرز رکھی ہوئی تھی، ٹیبل پر بھی ایک طرف فائیلز اور میڈیسنز بوکس وغیرہ رکھے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف پین ہولڈر، شوگر اور بی پی آپیرٹز پڑے تھے، رولنگ چیئر پہ جھولتا وہ سفید آوور آل اس بات کی تصدیق کر رہا تھا کے یہ روم کسی ڈاکٹر کا کیبن تھا' اور اس کیبن کا ڈاکٹر اپنی چیئر پہ استادہ پذیر نظریں ہاتھ

میں پکڑی فائل پہ جھکائے بیٹھا تھا جبکہ اس کے سامنے بیٹھا وجود اپنی سانسیں روکے، ڈاکٹر پہ نظریں ٹکائے کسی مثبت جواب کا منتظر تھا۔۔۔

اپ کی فیملی نہیں ائی ساتھ۔۔۔ نظریں فائل سے اٹھائے ڈاکٹر اپنے سامنے بیٹھی شخصیت سے مخاطب ہوا جو کہ اپنی آنکھوں میں حسرت کے دیئے جلائے ان سے کسی مثبت جواب کی خواہشمند تھی' مگر ان کے پوچھے گے سوال پہ امید کی رُت بجھائے وہ سر جھکا کر سر نفی میں ہلا گئی۔۔۔

بیٹا نیکسٹ ٹائم بھی میں نے آپ کو کہا تھا کے کسی بڑے کو ساتھ لے کر آنا پر آپ نہیں لائی کیوں '' کیا اپ کی فیملی نہیں ہیں۔۔۔ فائل کو بند کرتے۔ دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کو ٹیبل پہ رکھ کر وہ تھوڑا سا آگے کو جھکتے اس سے پوچھنے لگے انھیں سامنے بیٹھی ننھی سی لڑکی سے دلی ہمدردی تھی پر پتہ نہیں ایسا کیا تھا کے وہ اپنی کسی فیملی ممبر کو ساتھ لانے سے ڈرتی تھی۔۔۔

تو آپ کیوں نہیں لاتی '' کیا وہ جانتے ہیں آپ کی اس بیماری کے بارے میں ۔۔۔ اس کا جھکا سر نفی میں ہلتا دیکھ انھوں نے ایک اور سوال پوچھا لہجا نرم اور میٹھا تھا جیسے کسی بچے سے بات کر رہیں ہو، وہ اپنے ہر پیشنٹ کو یونہی ٹریٹ کرتے

تھے وہ نون مسلم تھے پر ان کے پیشنٹ سب سے زیادہ مسلم ہوا کرتے تھے،ان کے بات کرنے کے انداز کو دیکھ کر لگتا نہیں تھا کہ وہ ایک ہندو ہے۔۔۔

کیوں نہیں بتایا اب تک،بچے آپ جانتی ہیں کہ آپ کو کتنی بڑی بیماری ہے اس بیماری میں تو لوگ اپنوں کے سہارے ہونے کے باوجود بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور آپ ہے کہ اکیلی لڑنے چلی ہے اس سے "یقین جانے بکھر جائیں گی بغیر کسی اپنے کے سہارے کے۔۔۔۔ایک بار پھر اس کو سر نفی میں ہلاتا دیکھ وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتے اسے وہ تلخ حقیقت بتانے لگے کہ جسے سن کر ہی شاید وہ کسی اپنے کے سہارے کی خواہش مند ہو جائے۔۔۔

جج 'جب اپنے ہی "تکلیف 'دینے والے "ہوں نہ تت 'تو انساں تنہا ہی 'بہتر ' ہے "کم از 'کم ان کی غیر 'موجودگی "میں زخم 'ناسور تو نہیں بنتے نہ۔۔۔

ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں سے وہ اپنے گالوں پہ بہتے آنسوؤں صاف کرتی لڑکھڑائے لہجے میں بولی تو ڈاکٹر موکیش نے حیران بھری نظروں سے اس چھوٹی سی پری کو دیکھا،کے کیا اسے اپنوں کی طرف سے اتنے زخم ملے تھے،جو اس کے پروں کے

ساتھ اس کا پورا وجود بھی چھلنی کر گیے تھے جس سے نہ اب وہ ان زخموں کے ساتھ جیے سکتی تھی نہ اڑا کر اس دنیا سے دور جا سکتی تھی۔۔۔

کوئی دوست وغیرہ بھی نہیں ہے جن سے میں اپ کی رپورٹس وغیرہ ڈسکس کر سکو۔۔۔ اس کے آنسوؤں دیکھتے وہ نا چاہتے ہوئے بھی دوبارہ پوچھ بیٹھے کیونکہ اس کے ساتھ کسی کا ہونا ضروری تھا، جیسی اس کی کنڈیشن تھی وہ اسے چاہ کر بھی کچھ بتا نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ پہلے ہی اتنی تکلیف میں تھی اور وہ اسے اس کی میڈیکل رپورٹس کے بارے میں بتا کر مزید تکلیف میں نہیں دھکیل سکتے تھے۔۔۔

آپ مجھے بتا دے "میں ان لوگوں میں سے ہر گز نہیں ہوں جو ٹوٹ کر بکھر جاتے ہیں۔۔۔ پلکوں کی باڑ پہ سخت پہرہ بیٹھائے وہ اپنے کانپتے لہجے کو حتہ الامکاں مضبوط بنانے کی کوشش کیے بولی تو مقابل ڈاکٹر اس کی بہادری پہ مبہم سا مسکرائے وہ مضبوط بننے کی ایک اچھی اداکاری کر رہی تھی پر وہ جتنی بھی کوشش کر لے وہ اپنا دل اتنا بھی سخت نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ ایک عورت تھی بلکہ

ابھی تو وہ عورت کے درجے سے بھی نیچے تھی جو بہت نازک اور چھوٹے دل کی مخلوق ہوتی ہیں۔۔۔۔

بالکل میں جانتا ہوں کے آپ کمزور نہیں ہیں اور اس کے ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہوں کے آپ یہ روپورٹس دیکھ کر کمزور پڑھے بھی نہ اس لیے کسی فیملی فرینڈ، کالج یا اسکول فرینڈ یا کسی نئیبر کو ساتھ لے کر ائے پھر ہی ہم اگے کا پروسیجر کنٹینو کریں گے "ائے ہوپ یو انڈر اسٹینڈ۔۔۔۔اپنی چیئر سے اٹھ کر وہ اس کے نزدیک ائے بولے اور ساتھ ہاتھ بڑھا کر اس کے حجاب سے کور سر کو نرمی سے تھپکتے بولے تو وہ اپنے آنسو پیتی بامشکل سرہاں میں ہلا گئی، وہ بہت برے طریقے سے پھنس چکی تھی فیملی ممبر یا کسی دوست کو وہ لانا نہیں چاہتی تھی اور اب وہ نیبر کہاں سے لاتی اور بغیر کسی کے ساتھ کے وہ اگے کا ٹریٹمینٹ اسٹارٹ نہیں کرتے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ڈرتا ہوں کہنے سے کہ محبت ہے تم سے۔۔۔ میری زندگی بدل دے گا تیرا اقرار بھی تیرا انکار بھی !

خوبصورت مہارت سے سجا یہ ایک ویل فرنیشڈ روم تھا، صاف ستھرا کمرہ رہنے والے کی نفاست پسندی کا منہ بولتا ثبوت تھا، پورے کمرے میں پھیلی روم فریشنر کی سوتھنگ سمیل نے ایک الگ ہی ماحول بنا رکھا تھا، بڑے جہازی سائز بیڈ پہ ایک کالے رنگ کا کوٹ ایسے پڑا ہوا تھا کہ جیسے کسی نے بڑی جلدی میں اسے اپنے وجود سے جدا کر کے پھینکا ہو اور وہ وجود خود گرے رنگ کے صوفے پہ بیٹھا سر صوفے کی بیک سے ٹیکائے آنکھیں موندے پڑھا تھا، بند آنکھوں کے پیچھے کسی اپسرا کی من موہنی صورت گھوم رہی تھی جو مقابل کے سچے جذباتوں سے بالکل غافل تھی۔۔۔۔

ہے تمنا ہے ہمیں تجھے دلہن بنائے۔۔۔ پلکوں کی بند جھالر کے پیچھے چھپی حسنیہ کو سرخ رنگ کا لباس پہنائے وہ اپنے جذباتوں اور محبت کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔

تیرے ہاتھوں پہ مہندی اپنے نام کی سجائے۔۔۔آنچل کے نیچے چھپے نازک موقی ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے وہ ہلکا سا گنگنایا تو وہ نازک دوشیزہ شرم سے خود میں سمیٹی جبکہ مقابل مبہوت ہوئے کبھی اس کے گالوں پہ بکھرا گُلال دیکھتا تو کبھی گورے ہاتھوں پہ سجی مہندی کا سرخ رنگ۔۔۔

تیری لے لے بلائیں۔۔۔لال جوڑا پہنے،اپنے ہاتھوں کو اس کے نام کی مہندی سے سجائے وہ مقابل کے سیدھا دل میں اتر رہی تھی جس پہ وہ دل ہی دل میں اس کی ڈھیروں بلائیں اترنے لگا تاکہ کسی اور کی تو کیا خود اس کی نظر بھی اسے نہ لگ سکے۔۔۔۔

تیرے صدقے اتارے۔۔۔۔جیب میں موجود انگت ہزار پانچ ہزار کے کئ نوٹوں کو وہ اس کے سر پہ سے وارتے وہ ہوا میں اچھل گیا جس پہ الجھن بھری نظریں اٹھائے وہ اسے دیکھنے لگی پر اس کی اگلی سرگوشی پہ وہ شرما کر نظریں نیچے جھکا گئ۔۔۔۔

ہے تمنا ہمیں تجھے خود ہم سجائے۔۔۔ہاتھ میں پکڑی سرخ لپ اسٹک وہ اس کے لبوں کے قریب کرنے لگا تو بدلے میں اس نے گھورا اسے دیکھا جو کہ زیادہ

ہی فری ہو رہا تھا،اس کی معصوم گھوریوں پہ وہ مسکراتا لپ اسٹک واپس نیچے رکھتا آنکھ ونک کر گیا۔۔۔

تیرے ماتھے کی بندیا۔۔۔اس کی چمکدار صبیحہ پیشانی پہ جھولتی بندیا پہ نرمی سے وہ اپنے لبوں کا لمس چھوڑتے کان کے قریب جھکتے سرگوشیانہ انداز میں بولا تو مقابل اس کی بے باکی پہ سرخ اناری ہوئی۔۔۔

تیری آنکھوں میں کاجل۔۔۔اس بار کاجل پینسل اٹھائے وہ اس کی خوبصورت جھیل جیسی آنکھوں کی طرف لے جاتے گنگنایا تو وہ اسے صرف غصے سے گھور کر رہے گئی جو کے پہلے ہی اس کی کاجل سے لبریز آنکھوں پہ مزید کاجل لگتا اسے زکوٹا جن بنانا چاہتا تھا۔۔۔۔

ہے تمنا ہمیں تجھ اپنا بنائے۔۔۔دھیرے سے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے وہ مان بھرے لہجے میں پوچھنے لگا تو وہ مسکراتی سر کو خم کر گئی مطلب کہ وہ راضی تھی جبکہ اس کی معصوم سی رضامندی دیکھتے وہ اسے اپنے مضبوط حصار کے شکنجے میں لیے گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!! آنکھوں سے بہتا ہی نہیں <وہ دِل پہ گزرا ہوا دُکھ

آج ایک دفعہ پھر وہ تمام کزن بڑوں کی غیر موجودگی کو فل انجوائے کرتے تھریٹر روم میں ڈیرا اڈالے بیٹھے تھے۔ آج ان میں دو کا اضافہ مزید ہوا تھا ایک حمزہ اور دوسرے آغا فارذ جو کہ پچھلی دفعہ موجود نہیں تھے، میز پہ اس وقت کیچن میں پڑی ہر کھانے کی چیز موجود تھی جو داؤد اور حیدر یوں اکٹھی کر کے لائے تھے جیسے پہلی یا آخری بار کھا رہیں ہو، اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں اس وقت صرف تھریٹر کی لائٹس جل رہی تھی جو سین کے ساتھ کبھی تیز تو کبھی کم ہو رہی تھی، فرسٹ رو میں رکھے صوفوں پہ ہی وہ سب ایڈجیسٹ ہوئے بیٹھے تھے کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی پیچھے بیٹھ کر دیکھنے میں مزہ نہیں آتا تھا۔ تھری سیٹر صوفے پہ حیدر، داؤد، فواد اور تراب بیٹھے تھے جبکہ ٹو سیٹر صوفے پہ حمزہ، روحی اور آغا فارذ موجود تھے، ماحول میں کافی امن امان تھا وجہ وہاں آغا فارذ

تین جے ایف سیونٹین تھنڈر کی موجودگی تھی جس کی وجہ سے ہمارے ٹھنڈے ہوئے بیٹھے تھے۔۔۔

ویسے آپ سب کو نہیں لگتا ہے کہ ناہید آنٹی انکار کر چکی ہیں کیونکہ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ائی۔۔۔اسکرین پہ چلتے ایکشن سین پہ نظریں ٹیکائے وہ باؤل سے پوپ کارن اٹھائے منہ میں ڈالتی پر سوچ لہجے لیے بولی تو سب کی توجہ اسکرین سے ہٹ کر اس پہ گئی کے اتنے سسپینس بھرے لمحات میں اسے کیا سوجی، جبکہ داؤد نے گھور کر اس میسنی کو دیکھا وہ جانتا تھا کہ اب ضرور وہ کوئی نیا شوشا چھوڑنے والی تھی۔۔۔۔

ہاں بات تو سوچنے والی ہیں۔ان سب کو گیے کتنا وقت ہو گیا ہے اب تک نہ کوئی خوشخبری کا فون آیا ہے نہ وہ سب ائے ہیں۔۔۔روحی کی بات پہ حیدر بھی مونگ پھلی چھیل کر منہ میں ڈالتا سوچنے والا انداز لیے بولا تو داؤد نے ایک کھا جانے والی نظر اپنے اس لنگوٹیے یار پہ ماری جو کہ نا امیدی والی بات کر رہا تھا۔۔۔

انھوں نے انکار کر دیا ہیں۔۔۔۔اس بار اپنے ہونٹوں پہ انگلی جمائے وہ آنکھوں کو چھوٹا کیے سوچنے کی بھرپور اداکاری کرتے ٹھوس لہجے میں بولی جس پہ داؤد کا

دل چاہا کے وہ اسے اٹھا کر کہی باہر پھینک دے جو خوشی کے موقع پہ ابشا گون والی باتیں کرتی مقابل کا دل جلا رہی تھی۔۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ گڑیا کیا کوئی فون وغیرہ ایا ہے۔۔۔۔ تراب بھی اس کو اتنا پختہ لہجا لیے بولتا دیکھ صوفے پہ ذرا سا ترچھا ہوئے اس کی طرف دیکھتے پوچھنے لگا تو مقابل کی سانس سینے میں اٹکی کے کہیں واقعی ہی تو انکار نہیں ہو گیا۔۔۔۔

اہہمم نہیں بھیا" یہ ہمارا سکس سینس کہتا ہے۔۔۔۔۔۔ تراب کی بات پہ مرحا گود میں رکھے باؤل کو میز پہ رکھتے صوفے پہ چوکڑی مار کر بیٹھتے بولی تو دوسری طرف رک چکی سانسوں میں روانگی ائی کہ چلو شکر انکار نہیں کیا اور آخر کرتے بھی کیوں اتنا ہینڈسم جاوائی (داماد) جو ملنے جا رہا ہے انھیں "اس سوچ پہ داؤد سکندر نے پہنی اپنی گول گلے والی ٹی شرٹ کی کالر کھڑی کیے فخریہ سوچا

۔۔۔۔

ویسے کم عقل انساں تجھے شرم نہیں ائے گئ کہ بڑے سارے بھائی کنوارے بیٹھے ہیں اور تو شادی کرنے چلا ہیں۔۔۔۔ فواد اس کے سر کو اپنے بازو کے شکنجے

میں دبوچتے اسے شرم دلانے کے چکر میں بولا کے اس سے بڑے بیٹھے ہیں اور وہ کمینہ چھوٹا ہونے کے باوجود گھوڑی چڑھنے چلا تھا۔۔۔

نہیں بالکل نہیں اۓ گئی کیونکہ بڑے اپنی اپنی وجہ سے بیٹھے ہیں 'اگر پہلے ہی گھر والوں کے کہنے پہ شادی کر لیتے تو آج مجھے یوں شرم دلانے کی ناکام کوشش نہیں کر رہیں ہوتے۔۔۔

بیٹا شادی تو ہم ٹائم پہ کر لیتے "اگر ہمارے سر پہ عیش کروانے والے ہمارے جیسے بھائی موجود ہوتے۔۔۔ وہ جو کب سے ان سب کی نوک جھونک سن رہیں تھے داؤد کی بات پہ اپنی بھاری دلکش آواز میں اسے کچھ جتاتے بولے تو حمزہ نے مسکراتے ہوۓ ان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا واقعی ہی وہ شخص تعریف کے قابل تھا کیونکہ آغا فارذ نے اپنے سگے بھائی کے ساتھ اپنے چچازاد اور پھوپھی زاد بھائیوں کے ساتھ بھی ویسا ہی رویہ رکھا جیسا وہ فواد کے ساتھ رکھتے تھے، ان کی ہر غلطی اور ان کے ہر اسٹڈی کرائیسیس میں انھوں نے ان سب کا بھرپور ساتھ دیا تھا اور حمزہ کو تو انھوں نے ہمیشہ ایک باپ کی طرح سپورٹ اور ایک بڑے بھائی کی طرح اچھے مشورے دۓ تھے۔۔۔۔

یار بھیا آپ تو گریٹ ہیں نہ 'آپ جیسا کوئی نہیں۔۔۔۔ان کی بات پہ داؤد اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے گرد اپنی دونوں بازو پھیلائے بولا تو اس کو دیکھا دیکھی باقی وہ تینوں بھی آ کر ان سے چمٹے تو ایک پل کو وہ بھوکلا گیے اور پھر مسکراتے ان سب کے بال بگاڑنے لگے۔۔۔

اور آپ ٹینشن نہ لے پہلے اس بڑے کاڑی (جلدی) والے کے نکاح سے فارغ ہو جائے پھر ہم سب جونئیر زمل کر اپنے سنئیر کی ہوم سنئیر ڈھوڈنے نکلے گے ۔۔۔ان کے بازو سے لگے تراب نے پہلے داؤد کو ایک چپیڑ رسید کرتے آغا فارذ کو ان کی شادی کی تسلی کروائی جس پہ وہ مسکراتے سر نفی میں ہلانے لگے۔۔۔

بالکل آپ اس لنگور کی وہ چڑیل جیسی ہانیہ وانیہ کو چھوڑے ہم تو اپ کے لیے کوئی ایرانی ملکہ ڈھونڈے گے جو آپ کے سٹینڈر سے میل کھاتی ہوں، پڑھی لکھی امیر، خوبصورت، امیر باپ کی کڑوڑوں کی جائید ادر کھنے والی اکلوتی حسینہ جس کا نصیب بنے گا ہمارا یہ کیوٹ منڈا۔۔۔۔حیدر بھی فل مکھن پولوسی اپلائے کر رہا تھا اپنے بھیا پہ تا کہ وہ اس غریب کا بھی کچھ سوچ سکے۔۔۔

بھیا میں نے تھوڑی کہا ہے وہ تو ماما کو خود میری فیلینگز کا احساس ہو گیا بس ۔۔۔۔۔ گردن کو سہلاتے وہ اپنی مسکراہٹ چھپائے بولا تو اس بار سب نے مل کر اسے گھورا۔۔۔۔

بیٹا تجھ جیسے کی بھی فیلنگز ہوتی ہے جو اب بھی رات کو سوتے ہوئے انگھوٹا چوستا ہیں۔۔۔۔اس کی فیلینگز والی بات پہ اس بار فواد اس کی گردن پہ تھپڑ رسید کرتا بولا تو وہ بیچارہ اپنی گردن پہ ہاتھ رکھ گیا تاکہ مزید کسی کاروائی سے روکا جا سکے ۔۔۔

ہاں اس کی فیلنگز ہے اور ہم تو جیسے برف کی سل ہیں جس کے کوئی احساسات نہ ہو۔۔۔اب کی بار حمزہ بھی میدان میں اترتے بولا تو باقیوں نے گردن موڑ کر اسے مووی کے ویلن کی طرح گھور کر دیکھا جو سالوں پہلے ہی کا نکاح شدہ ہو کر اس بیچارے کی ٹانگ کھینچ رہا تھا جسے ابھی بھی یہ فکر لاحق تھی کہ اقرار ہوتا ہے یا انکار۔۔۔

یو گائیز کیری اون یور چھترول۔۔۔۔دونوں ہاتھوں کو سرینڈر کرنے کے انداز میں اٹھائے وہ ان تینوں کو اجازت دے گیا کہ جس کا جو دل کرے وہ داؤد سکندر

کے ساتھ کر سکتا ہے جبکہ وہ سب اپنے ہنسی مذاق میں کسی کی یہ محفل چھوڑ کر جانا بالکل محسوس نہیں کر پائے تھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

الفاظ میں کہاں اتی ہے، کیفیت دل کی۔۔۔۔ محسوس جو ہوتا ہے بتایا نہیں جاتا۔

کہاں تھی تم کب سے فون کر رہا ہوں میں۔۔۔۔۔ بالکینی میں رکھی چیئر پہ ہاف ٹراؤزر پر فورمل ٹی شرٹ پہنے بیٹھا حارث فون کان سے لگائے دوسری طرف موجود شخصیت کے فون اٹھانے پہ غصے سے بھڑکتے بولے۔۔۔۔
وہ ممم 'میں ذرا مصروف تھی"۔۔۔ مقابل کے غصے کو دیکھتے دوسری طرف موجود حور ہلکی سی آواز میں منمنائی۔۔۔
ایسی کونسی مصروفیات تھی چیف منسٹر کو جو اپنے ایک ادنٰی سے غلام کی ایک معمولی کال بھی نہ اٹھا سکی" حد ہوتی ہے لاپراوہی کی حور۔۔۔اس کی مصروف

والی بات پہ وہ اس بار تھوڑا طنزیہ لہجے میں بولا تو حور نے آنکھیں بند کر کے کھولی

اب وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ کہاں مصروف تھی۔۔۔

سوری"۔۔۔ لفظی سے جواب میں اس نے بات کو بڑھنے سے روکا تا کہ مزید کوئی اور سوال جواب نہ ہو سکے۔۔۔۔۔

تمہاری طبعیت ٹھیک ہیں' کوئی پروابلم ہے تو بتاؤ چندا ائی کین ہینڈل۔۔۔۔وہ اس کے لفظوں میں چھپی غائب دماغی نوٹ کر چکا تھا تبھی پوچھ بیٹھا کے شاید کوئی مسئلہ ہو جس کی وجہ سے وہ فون نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔۔

نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے، بس میرے سر میں ذرا سا درد تھا۔۔۔۔ایک لمبی سانس کھینچ کر وہ اپنے دل میں بیٹھے خوف کو کچھ پل کے لیے دباتی، لہجے کو سرسری سا بنانے کی کوشش کیے بولی تا کہ مقابل مطمئین ہو سکے، محض چند دن کے رشتے میں ہی حارث بالکل کسی بڑے بھائی کی طرح اس کی ہر پریشانی اور مسئلے کو حل کرتے اسے پروٹیکٹ کرنے کی بھرپور کوشش کرتا تھا اب بھی وہ اس کے کچھ دیر فون نہ اٹھانے پہ فکر مند ہو رہا تھا۔۔۔

اگر سر میں درد ہو رہا ہوں تو دوائی لی جاتی ہے نا کہ یوں فون بند کر دیا جائے 'یو نو میں کتنا پریشان ہو گیا تھا۔۔۔اس کی بات پہ وہ اب کے غصے کی جگہ لہجے میں نرم تاثرارت لیے بولتا اس وقت بالکل اس کے بڑے بھائی جیسا لگ رہا تھا"

ہماری سوچ ہے کہ لڑکا اور لڑکی صرف گالر فرینڈ اور بوائے فرینڈ ہی بن سکتے ہیں مگر ان میں کچھ لڑکیاں ہوتی ہے جو حرام اور حلال کے فرق کو دیکھتے اپنی حدود نہیں توڑتی، کچھ مرد ہوتے ہیں جو غیروں کی عزت کو بھی اپنی ہی عزت کی نظر سے دیکھتے ان کی حفاظت کرتے ہیں انھیں معاشرے کی گندی سوچ سے بچاتے ہیں کیونکہ ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا ایسے ہی ہر لڑکی ہر عورت اپنے ماں باپ کی عزت نہیں رولتی۔۔۔

سوری بھائی 'بس میں تھوڑا اپسیٹ تھی۔۔۔۔اس کو خود لیے فکر مند ہوتا دیکھ وہ دھیمے سے مسکراتی بولی، اس کا کوئی بھائی نہیں تھا اور نہ اسے پتہ تھا کے بھائی کیسے بہنوں کا مان ہوتے ہیں مگر حارث نے اس کی زندگی میں آکر اسے بھائی کے رشتے سے آشنا کروائیں تھا۔۔۔

فواد کی طرف سے دئے گیے لنچ میں تم کیوں نہیں ائی" پتہ ہے ہم سب نے تمہارا کتنا انتظار کیا تھا اور اوپر سے میڈم فون بند کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ایک بار جب اسے یاد آیا کے وہ اسے کس لیے فون کر رہا تھا تو جلد مدعے کی بات پہ اتا لہجا تھوڑا خفاگی والا کر گیا۔۔۔۔

مجھے نہیں انا تھا ان کے کسی لنچ ونچ م"۔۔۔۔وہ جو سوچ بیٹھی تھی کہ وہ پوچھے گا تو وہ کوئی بہانہ لگا دے گئی اپنے نہ آنے کا پر اس کے یوں اچانک پوچھنے لینے پہ جھٹ اس کے منہ سے دل کے الفاظ نکلے اور اسے اپنی زبان کی بے اختیاری پہ رج کے غصہ آیا۔۔۔

کیا مطلب ہے اس بات کا کیوں نہیں آنا تھا۔۔۔۔اسے پہلے تھوڑا سا شک تو پڑا تھا مگر اب میڈم کے منہ سے نکلے الفاظوں نے تصدیق کر دی تھی کہ ضرور ان کے بیچ کچھ ہوا ہے کیونکہ لنچ میں فواد بھی ضرورت سے زیادہ غائب دماغی سے بیٹھا تھا۔۔۔۔

نن" نہیں می 'میرا۔۔۔۔اس کو تفشیشی لہجا لیے پوچھتا دیکھ اسے سمجھ نہ آیا کے کون سے نیا بہانہ انوئینٹ کرے۔۔۔۔

تم دونوں کے بیچ کچھ ہوا ہے ؟؟؟؟

بب' بھیاوہ نہیں تو۔۔۔۔ حارث کے پے در پے پڑتے سوالوں پہ اس کا دماغ کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔

ہمارے میچ کے دن تم جلدی کیوں چلی گئی تھی بغیر ہمیں جیت کی مبارک باد دیئے 'اور ہم سب کے سیل فونز تم نے فواد کو کیوں پکڑائے ہمیں خود بھی تو دے کر جاسکتی تھی نہ "اور ایسی کونسی ایمرجنسی نافذ کردی تھی حکومت نے جو تم مجھے بغیر بتائے گئی۔۔۔ اس کے اٹکتے لہجے نے اسے بتادیا تھا کہ وہ اس کی چوری پکڑ چکا ہے تبھی اس سے بات اگلوانے کی خاطر وہ مزید سوال پوچھتا آخر میں سوالیہ ہوا تو حور میڈم گرتے گرتے بچی کہ یہ اس کا بھائی تھا یہ کوئی صحافی جو اسے کرپٹ آفسر سمجھے اس سے سوال پہ سوال پوچھی جارہا تھا۔۔۔

اتنے سوال ؟؟؟؟

جی اور ان سب کے مجھے جواب چاہیں بغیر کسی ملاوٹ کے۔۔۔۔ دوسری طرف سے اسے پہلے ہی وران کر دیا گیا تھا کہ نوٹ جھوٹ اونلی سچ۔ جبکہ وہ کشمکش میں مبتلا ہو چکی تھی کہ بتائے یا نہیں کیونکہ چاہے وہ خود کو اس کا بھائی کہتا ہو

مگر وہ تو اس کا بچپن کا دوست تھا اب وہ چند دن کی بہن کی باتوں پہ یقین کرتا یا اپنے سالوں کے بھائی جیسے دوست پہ۔۔۔

مجھے جس کی باتیں سچی لگی گئی اے سویر میں اس کو ہی سپورٹ کرونگا چاہے وہ میری چند ہفتے پہلے بنی بہن ہو یا سالوں پرانہ دوست۔۔۔شاید وہ اس کی خاموشی کے پیچھے چھپی وجہ جان گیا تھا تبھی اسے ایزی کرنے کی خاطر بولا تا کہ وہ بغیر جھجھکے بول سکے۔ جبکہ دوسری طرف وہ فون کان سے ہٹا کر اسے گھورنے لگی کہ اسے کیسے پتہ چلا کے وہ کیا سوچ رہی تھی، شاید وہ دماغ پڑھنا جانتا تھا۔۔۔

مجھے ٹیلی پیتھی بالکل نہیں آتی۔۔۔وہ جانتا تھا کے اسے کے صیح جواب دینے پہ میڈم کیا سوچ رہی ہوں گئی کہ وہ کوئی مائینڈ ریڈر تھا جو کسی بھی انساں کی سوچ پڑھ سکتا تھا کے اس وقت اس شخص کے دماغ میں کیا چل رہا ہیں۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ۔۔۔۔جواب کے بدلے اب اس سے سوال پوچھا گیا تھا جس پہ وہ دھیمہ سا ہنس دیا۔۔۔

پاگل لڑکی اسے کومن سینس کہتے ہیں جو کہ ہر انسان میں ہوتا ہے کہ وہ سیچویشن کے حساب سے اس بات کا اندازلگا سکے کہ مقابل شخص کے دماغ میں

کیا چل رہا ہیں۔۔۔اس کی عقل پہ حارث کا دل چاہا کے وہ اپنا سر پیٹھ لے کہ کیوں رات کو اسے فون ملا لیا جو شاید نیند کی گولیاں کھا کے بیٹھی تھی۔۔۔

پر مجھ میں تو نہیں ہیں۔۔۔۔وہ واقعی ہی نیند کی گولیاں کھا کر اس سے بات کر رہی تھی کہ مطلب واقعی ہی وہ لڑکی ہو کر یہ کہہ رہی تھی کے اس کو من سینس نہیں پایا جاتا۔۔۔۔

تم میں تو خیر عاقل کی ہی کافی کمی ہیں کو من سینس تو دور کی بات ہیں ؟؟؟

آپ میرا مذاق بنا رہیں ہے۔۔۔۔لہجے میں ناراضگی سموئے وہ حارث کو یہ یاد کروانے کی خاطر بولی کہ وہ اس کا مذاق بنا رہا ہے۔۔۔

بالکل میں بنا رہا ہوں "اب کام کی بات پہ آؤ اور جو پوچھا ہیں اس کا صیح صیح جواب دؤ شاباش۔۔۔۔اس کی بات کی حامی بھرتے۔اس سے پہلے مقابل پھر کوئی بات پوچھتی وہ جلدی سے بول پڑا تو اس کے روب دار لہجے پہ اس کو نا چاہتے ہوئے بھی سب بولنا پڑا۔۔۔۔

او کے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔اس کی پوری بات سنتے وہ چند الفظوں کا جملہ کہے اور بغیر اس کی کچھ سنے فون کاٹ گیا جبکہ دوسری طرف وہ منہ میں انگلی

دبائے فون کی بند اسکرین کو دیکھنے لگی، اس لیے تو وہ بتانا نہیں چاہتی تھی کے اس کی وجہ سے دوستوں میں کوئی لڑائی جھگڑا ہوا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ گر جائیں پھر قدموں میں، میں ہٹ جاؤں تو کیا تماشا ہو

رف سے حلیے میں وہ بیڈ پہ ٹانگیں پھیلائے پشت بیڈ کراؤن سے لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا، ذہن میں وہ آنسوؤں سے بھری شکوہ کرتی آنکھیں اور خوف سے سفید ہوتا وہ چہرہ لہرا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک پل بھی سکون سے رہ نہیں پا رہا تھا پتہ نہیں لوگ کیسے دوسروں کی زندگی تباہ کر کے مطمئین رہ لیتے ہیں، اسے کبھی اتنا برا فیل نہیں ہوا جتنا اسے رُلا کر ہو رہا تھا اس کا جو لاکھوں کا نقصان ہوا تھا وہ تو وہ تقریباً بھول ہی چکا تھا پر اب اسے رہ رہ کر اپنے لہجے اور زبان سے ادا ہوئے وہ غصے بھرے الفاظوں پہ خود پر غصہ آ رہا تھا کہ کیوں اتنا اوور ریکٹ کر گیا

ایک فون ہی تو تھا پر اس کے مقابل ایک انسانی دل دُکھانے کی کیا ضرورت تھی مجھے۔۔۔۔

آپ 'بہت برے ہیں فف 'فواد۔۔۔۔آنکھوں کی بند اسکرین پہ جب کپکپاتے لبوں سے یہ فقرے ادا ہوئے تھے تب مقابل کا دل مزید پریشاں ہوا کہ شاید اب کبھی وہ اس سے ہم کلام نہ ہو،اس کا دل چاہ رہا تھا اس سے ملنے کا پر وہ اس کی وجہ سے لنچ میں کیا یونی بھی نہیں آئی تھی،اور ملتا بھی کیسے کوئی بہانہ ہی نہیں تھا اور وہ بغیر کسی وجہ سے اس کے سامنے جا نہیں سکتا تھا انا کو بھی ساتھ رکھنا تھا نہ 'پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک منظر لہرایا جب وہ کوریڈور سے بھاگتی ہوئی باہر نکلی تھی اور اس کی نظر اس کی پشت سے ہٹتی اپنے پیروں کی طرف ائی جہاں اس کے ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہینڈ بیگ آج اس کے شانے کی بجائے مقابل کے پیروں میں گرا پڑا تھا۔۔۔۔

ہینڈ بیگ کی یاد اتے ہی وہ جھٹ سیدھا ہو کر بیٹھا اور کچھ سوچتے ہوئے بیڈ سے اتر کر اپنی الماری کی طرف ایا جہاں اس نے اپنے کپڑوں والے خانے میں حور کا وہ سستا سا لیدر کا ہینڈ بیگ رکھا تھا،ڈراک براؤن کا رنگ کا بیگ پکڑے وہ واپس بیڈ

کی جانب ایا اور سامنے رکھے بیگ کی زیپ کھولنے لگا، ویسے تو یہ بہت غیر اخلاقی حرکت تھی کہ کسی کی بنا اجازت اس کی پرسنلز چیزوں کو چھونا یا دیکھنا مگر اس وقت وہ مغرور ٹرکش ہیرو مینرز جیسی چیزوں کو بھلائے اس بیگ کو چیک کر رہا تھا جیسے حور نے اس میں قارون کا حزانہ چھپا کے رکھا ہوا۔۔۔

بیگ کو کھولے وہ حیرت سے ایک ایک کرتے اس میں پڑی چیزیں نکال کر بیڈ پہ رکھنا لگا اسے لگا تھا کہ ہر یونی اسٹوڈنٹ لڑکی کی طرح اس کے بیگ میں سے بھی میک اپ، پرفیومز، اور چوکلیٹس وغیرہ نکلے لی گئی مگر اس کی سوچ کے برعکس اس کے بیگ میں سے کچھ بلو اور بلیک پین نکلے تھے، ایک ڈیجیٹل گرے رنگ کی تسبیح اور اس کے ساتھ ایک پنک کلر کی پرسنل ڈائری نکلی تھی کہ اگر اس پہ 'ڈونٹ ٹچ' کے بڑے بڑے الفاظ نہ تحریر ہوئے ہوتے تو وہ ڈھیٹ اور اِل مینرڈ انسان اسے بھی کھول کر ضرور پڑھتا، بیگ سے ایک گولڈن رنگ کا والٹ بھی نکلا تھا جسے اس نے کھولنے کی کوشش کیے بغیر سائیڈ کر دیا تھا، قارون کے خزانے میں حجاب پینز کے ساتھ کچھ بچوں والی کینڈیز، ایک دولولی پوپ، جیلیز اور ایک چوکلیٹ کیک کے علاوہ ایک پونڈز کا منی موسچرائیزر نکلا تھا۔۔۔

بس یہ ہی کچھ۔۔۔ان مخصوص چیزوں کو دیکھتے وہ بڑبڑایا مطلب وہ یونی ورسٹی یہ سب کچھ لے کراتی تھی اپنے اس عمرو عیار کی زنبیل میں۔۔۔

سرئیسلی مس براؤنی تم یہ سب بھی کھاتی ہو اسٹرینج"۔۔۔بیڈ پہ پڑے وہ لولی پوپ اور کھٹی میٹھی چیزوں کو اٹھائے انھیں تعجب بھری نظروں سے دیکھتے تصور میں حور سے مخاطب ہوئے بولا اسے ذرا امید نہیں تھی بظاہر سنجیدہ اور میچیر و دیکھنے والی حور ذوالفقار یہ بچوں جیسی چیزیں کھاتی ہو گئی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم حقیقت نہیں ہو، حسرت ہو

جو ملے خواب میں وہ دولت ہو،

کس طرح چھوڑدوں تمہیں جاناں

تم میری زندگی کی عادت ہو،

ڈریسنگ اِسٹول پہ بیٹھی وہ مجسمہِ حسن شیشہ میں ابھرتے اپنے عکس پہ نظریں ٹکائے بیٹھی تھی، سوگوار حسن لیے اس کی سمندر جیسی گہری آنکھیں خود میں اٹھتی طوفانی لہروں پہ بند باندھے بغیر پلکوں کو جنبیش دیے یک ٹک سی اپنے عکس پہ ٹیکی تھی جیسے اگر پلک بھی جھپکی تو کب سے روکا گیا وہ طوفان ایک ذوردار جھٹکے سے تمام بندھوں کو توڑتا اپنے سامنے آنے والی ہر چیز تباہ و برباد کرتا چلا جائے گا۔ جو کہ وہ نہیں چاہتی تھی وہ تو بالکل چپ چاپ یہاں سے چلی جانا چاہتی بغیر کسی شور شرابہ کے تاکہ کوئی اسے کسی کا واسطہ دے روک نہ لے کیونکہ اب وہ یہاں رکنا نہیں چاہتی تھی چاہے کوئی روئے یا منتیں کرے، کوئی واسطیں دے یا گڑگڑائے اب کسی بات کا اس پہ کوئی اثر نہیں ہونے والا تھا۔ کیونکہ اب وہ بھی اس دنیا کی طرح پتھر دل بن چکی تھی۔۔۔۔

اس نے کبھی اپنی زندگی میں میک اپ نہیں کیا تھا مگر آج وہ کرنا چاہتی تھی کیونکہ آج بہت خاص دن تھا اس کے لیے اس لیے وہ چاہتی تھی کہ وہ دل سے تیار ہو، ہاتھوں کو حرکت دیے اس نے ڈریسنگ پہ پڑا فاؤنڈیشن اٹھایا اور کم مقدار لیے اسے اپنے چہرے پہ بیوٹی بلینڈر سے بلینڈ کرنے لگی، صاف رنگت فاؤنڈیشن

کی طے سے مزید صاف اور بے داغ نظر آنے لگی تھی، سرخ گالوں کو مزید سرخ کرنے کے لیے وہ اب برش سے بلاشن لگا رہی تھی، زخمی نازک لب جو کہ اس کے درد برداشت کرنے کے چکر میں دانتوں کے قہر کے تلے کچلے ہوئے تھے ان پر اپنے مزاج اور موڈ کے برخلاف جا کر وہ اناری رنگ کی لیپ اسٹک سے انھیں مزید سرخ کر رہی تھی کہ ایک پل کو اسے کوئی دیکھتا تو ماننے سے انکار کر دیتا کہ یہ وہی ہے جو میک اپ نامی چیزوں سے کوسوں دور پائی جاتی تھی۔۔۔ لبوں سے فارغ ہوئے وہ اب اپنے لمبے بال کھولتی انھیں برش سے سلجھانے لگی تھی، بیچ کی مانگ نکال کر وہ دونوں طرف فرنچ بریڈ بناتی انھیں نیچے سے یونہی کمر پہ آزادی چھوڑ گئی اور مانگ پہ ایک چھوٹا سبز نگینے والا مانگ ٹیکا سجاتی شیشہ میں اپنا خوبصورت عکس دیکھنے لگی۔۔۔

وائٹ پاؤں تک اتی سبز نگینوں سے جڑی فراک پہنے، سبز اور سفید رنگوں کے امتزاج لیے ڈوپٹہ کو کاندھے پہ پن کیے وہ آسماں سے اتری کوئی پری لگ رہی تھی، لمبے بال کو آزاد نہ چھوڑے، ہلکا پر دلکش میک اپ کیے اور اپنی سوگوار آنکھوں کا حسن لیے وہ آج شاید سب پہ نمبر لے جانے والی تھی، وہ مستقل اپنا عکس دیکھ

رہی جو بظاہر کسی بھی قسم کی تکلیف اور غموں سے آزاد تھا پر اگر کوئی اس کے ظاہر سے نظریں ہٹائے اس کے بطن کو دیکھتا تو وہ اندر سے کسی کانچ کے ان ٹکڑوں جیسا معلوم ہوتا تھا جو دنیا کے کسی بھی قسم کے گلو سے اپنی اصلی حالات میں واپس کبھی نہیں آسکتا تھا۔ شیشہ جڑ بھی جائیں تو اس کی دڑاڑیں اسے یہ بات ہر پل یاد کرواتی ہے کہ تم کتنے بدصورت ہو کہ کوئی تمہارے ان داڑاڑ پڑے وجود میں اپنا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتا کیونکہ تم خود تو بدصورت ہو پر اپنے ساتھ سامنے والے کے چہرے کو بھی بدصورت بنا کر دیکھاتے ہوں۔ شیشہ کے ٹوٹے ٹکڑے کو چاہے کتنی بھی احتیاط سے اٹھائے مگر وہ اپنے ٹوٹنے کا غصہ کسی اور کے اندر چبھ کر ضرور نکلتا ہے جبکہ اس کا درد ظاہر کیے بغیر اسے روز بہ روز اندر سے کاٹتا چلا جارہا تھا جس کا خون بھی نکلے تو ظاہر نہ ہو بلکہ اندر ہی اندر جمع ہو کر ایک دن کسی سمندر کی مانند بہے نکلے،

مگر اس میں اور شیشہ میں اس بات کا فرق تھا کے وہ اپنے مقابل شخص کے سامنے اپنے وجود کے اندر کی کھوکھلن ظاہر نہیں کیا کرتی تھی پر اس کے علاوہ اس میں اور ایک ٹوٹے شیشہ میں کوئی فرق نہ تھا۔۔۔ وہ نظریں خود پہ گاڑھے

ماضی کی نافراموش تلخ حقیقت میں کھوئی ہوئی تھی جب اچانک اسے اپنی ناک کے پاس کچھ گیلا سا احساس محسوس ہوا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتی سنسان نظروں سے اپنے ناک اور ہونٹوں کے درمیاں بہتی اس باریک خون کی لکیر کو دیکھنے لگی جو اس کی محویت سے فائدہ اٹھائے چپکے سے بہہ نکلی تھی۔۔۔

تو وقت آگیا ہے سمندر کے بہے جانے کا"۔۔۔ ٹیشو پیپر سے اس خون کی لکیر کو صاف کرتی وہ تلخی سے مسکراتی بولی، سرخ رنگ سے رنگے لب مسکراہٹ میں ڈھلے قیامت لگ رہیں تھے "ایک لمبی اور گہری سانس کمرے میں چھائی گھٹن بھری فضا میں بھرتے وہ اپنے شکن زدہ اصابوں کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جیسے آج کے بعد وہ کبھی اس کمرے اور یہاں چھائی گھٹن اور حبس زدہ فضا کو محسوس نہیں کر پائے گی، ٹیشو کو ٹریش میں پھینکتے وہ آخری، خاموش، اور حسرت بھری نظر اپنے حسین سراپہ پہ ڈالے کمرے سے نکلتی چلی گی کبھی نہ واپس لوٹنے کے لیے۔۔۔

داستاں خاتم ہونے والی ہے

تم میری آخری محبت ہو !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"''' تیسری سیڑھی

پیار " (Love(

عشق اک 'ع' تھی

' پھر 'ش' کچھ آگ تھی

پھر راکھ تھی،

, اک دہشت تھا

' ایک ہجر تھا

صحرا بھی تھا اور پیاس بھی،

" ایک بند گلی سا راستہ تھا
تنہائیاں تھی،
ویرانیاں بھی،
" پھر 'ق' تھا
پھر سارا منظر راکھ تھا،
سب خاک تھا۔۔۔۔۔

گلیوں، کوچوں میں چھائے گہرے اندھیرے کی بانسبت چاند کی سفیدی نے کچی مٹی سے بنے اُس بڑے سے ویڑے کو روشن کر رکھا تھا پر دیوڑی میں بنے کمروں میں گہرے اندھیرے کا راج تھا، صحن میں بچھی چارپائیوں پہ گھر کے مکین سردی سے بچنے کو گرم رضائیوں میں گھسے محوِ نیند تھے مگر ان میں ایک وجود ایسا بھی تھا جو دسمبر کی یخ بستہ سردی کو فراموش کیے خوشیوں بھری منزل کی طرف بڑے شوق وسوق سے گامزان تھا بغیر یہ سوچے سمجھے کہ اپنی واپسی

کے تمام راستے بند کر کے بھی اگر اس کے حصہ میں صرف رسوائی اور جاں لیوا ہجر آیا تو وہ کیا کرے گئی۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اور بھی دُکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا، راحتیں اور بھی ہیں' وصل کی راحت کے سوا۔

ارے شکر ہیں آپ لوگوں آگیے ورنہ ہم سمجھے تھے کہ ناہید آنٹی نے آپ سب کو باندھ لیا ہے۔۔۔۔۔ دروازے سے انٹر ہوتے اپنے ماموں اور مامیوں کے دیکھتے وہ اپنی نادر سوچ بتانے لگی جو کہ وہ ڈرامہ دیکھتی مسلسل سوچ رہی تھی۔۔ باندھنا کیوں تھا ہمیں۔۔۔۔۔ شانوں سے کوٹ اتر کر کرسی پہ ٹانگتے سکندر ماموں نے سوالیہ پوچھا' باقی لوگ صوفوں پہ یوں بیٹھے تھے جیسے رشتہ لینے نہیں جنگ کرنے گیے ہو' ویسے داؤد سکندر کا رشتہ مانگنا کسی محاذ سے کم تھوڑی تھا۔۔۔

آپ اس کچے کدو کا رشتہ جو لینے گیے تھے 'اب یہ تو قانونی جرم ہوا نہ۔۔۔۔

سڑھیوں سے اتر کر نیچے اتے داؤد کو دیکھتے وہ طنزیہ لہجے میں بولی تو باقی سب نے اپنی اپنی مسکراہٹ چھپائی داؤد کے ایکسپریشنز دیکھتے۔۔۔۔

روحی شرم کرلوں بڑا ہے وہ تم سے۔۔۔۔۔ سر سے چادر اتار کر ڈوپٹہ اوڑھتی حورے بیگم اپنی اولاد کی زبان کے جوہر دیکھتی دبدبے غصے سے بولی پر مقابل کو ذرا فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

اچھا مامی جان آپ یہ تو بتائے آنٹی نے انکار کی وجہ کیا بتائی 'کیا انھیں کدو کے بال پسند نہیں آئے، یا اس کا منہ، یا ہمارا یہ پیارا نیارا کدو پورا کا پورا ہی انھیں پسند نہیں ایا۔۔۔ خود کی طرف خشگمین نظروں سے گھورتے داؤد کی طرف وہ آنکھ ونک کیے شرارتی سے لہجے میں زبیدہ مامی سے پوچھنے لگی جبکہ آخری لائن میں لہجے میں تھوڑی مصنوعی افسردگی کی بھی جھلک ائی تھی۔۔۔

روحی ی ی ی""۔۔۔اس بار آنکھوں کے ساتھ ساتھ آواز میں بھی ورانگ ائی تھی۔۔۔

نہیں میری جان ماشاءاللہ رشتہ ہو ہی گیا ہے میرے اس نکمے بیٹے کا۔۔۔روحی کو اپنے حصار میں لیتی زبیدہ مامی سامنے کھڑے داؤد کو دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دبائے بولی تو اس بار اس نے مرحا کو چھوڑے اپنی سگی ماں کو دیکھا جو کبھی کبھی اسے بالکل سینڈریلا کی سوتیلی ماں جیسی لگتی تھی۔۔۔

وہ تو شکر ہے ناہید کا کہ اس نے رشتہ کی حامی بھر دی ورنہ اس ہڈ حرام کو کس نے اپنی بیٹی دینی تھی۔۔۔۔منہ پہ بارہ بجائے کھڑے داؤد کو دیکھتے اس بار سکندر ماموں نے بھی مرحا کا ساتھ دیتے اسے چھیڑا تو اس کا بس نہیں چلا کے وہ اس بلا کا گلہ دبا دے جس کی وجہ سے اس کے اپنے ماں باپ اس پر طعنے کس رہیں تھے

۔۔۔۔

تو آپ کسی کی بیٹی لیتے بھی کیوں اپنا شیر دیتے کسی کو۔۔۔کب سے چپ بیٹھا داؤد سکندر اپنے باپ کی بات پہ چمک کے بولا۔۔۔۔

شرم تو نہیں اتی خود کو شیر بولتے ہوئے "اور پہلے کم نکمے ہو جواب مرحوم سسر کے پیسے پہ عیاشی کرنے کا پروا گرم بنائے ہوئے ہو۔۔داؤد پہ ایک لعن طعن

کرنے والی نظر ڈالتے ان کا بس نہیں چلا کے وہ اپنی پشاوری جوتی سے اس کو مار مار کر پٹھانوں کی نسوار بنا دیتے جو گھر جامائی بننے کا ارادہ بنائے بیٹھا تھا۔۔۔

ارے آپ لوگ کب ائے "۔۔۔ تراب، حمزہ اور فواد مسجد میں نماز ادا کر کے گھر ائے تو سامنے ہی ان سب کو بیٹھا دیکھ پوچھا اور خود بھی وہ تینوں وہی آئے ۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی ائے ہیں '۔۔۔ جواب فرقان ماموں کی طرف سے آیا تھا جبکہ حورے بیگم اور سبین مامی اٹھ کر کیچن کی طرف بڑھی تھی کیونکہ مرحا یوسف سے تو اس کی ماں کو ذرا برابر بھی توقع نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر ایک گلاس پانی ہی پوچھ لیتی اس سے تو بس بیٹھ کر باتیں بنوا لوں جتنی مرضی۔۔۔

پھر کیا فیصلہ ایا ہمارے چوہے کے حق میں۔۔۔ داؤد کے ساتھ ہی صوفے پہ بیٹھتے فواد نے ایک نظر اس کے سوجے ہوئے منہ پہ ڈالتے پوچھا جو کے ایسے پھولا ہوا تھا معنوں چہرے پہ تھپڑوں کی برسات کی ہو کسی نے۔۔۔

آج اتوار ہے اور جمعہ کو اس گدھے نے گھوڑی پہ چڑھنا ہیں۔۔۔۔ایک بار پھر سکندر ماموں نے اس بیچارے کی طرف دیکھتے اسے چھیڑا تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا ۔۔۔۔

مطلب میرا بھائی صرف جمعہ تک ایک آزاد شہری ہے پھر اس کے بعد اسے عمر قید سنا کر آڈیلہ جیل میں ڈال دیا جائے گا۔۔۔اس بار فرقان ماموں کے دائیں جانب بیٹھے تراب نے بھی داؤد کی ذلالت میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا جبکہ وہ اب پچھتا رہا تھا کہ آخر وہ یہاں آیا ہی کیوں خود ہی نتیجہ پتہ لگ جانا تھا صبح۔۔۔ قیدِ بامشقت میرے بھائی سوچ لے ایک دفعہ۔۔۔دھیمی مسکراہٹ سجائے حمزہ نے داؤد کا کندھا تھپتھپاتے اسے سوچ لو والا ایک مواقع فراہم کیا تو سب کے چہروں پہ دبی دبی سی ہنسی ائی،اس وقت حمزہ فواد مصطفی سے کم نہیں لگا تھا۔۔۔ خود تو آپ تین سال پہلے ہی اس جرم میں قید ہو چکے ہیں اور مجھے سمجھا رہیں ہے بھئی میں یہ قید باخوشی قبول کرنا چاہتا ہوں۔۔۔حمزہ کی مسکراہٹ کو دیکھتے وہ اس بار جلے کٹے لہجے میں بولا مطلب حد ہو گی تھی کب سے وہ سب ایک بیچارے نہتے معصوم سے داؤد کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

ماموں' بڑے ماموں جان کہاہیں۔۔۔آغا صاحب کی کمی سب سے پہلے روحی محسوس کرتی سکندر ماموں سے مخاطب ہوئی کونکہ وہ اور مہتاب مامی بھی ان کے ساتھ ہی گیے تھے۔۔۔

بچے بھائی جان کے ایک دوست ہوسپیٹلائیز تھے تو وہ اور بھابھی وہی سے ان کی خیریت دریافت کرنے چلے گیے۔۔۔ سکندر ماموں کی جگہ جواب فرقان ماموں کی طرف سے ایا تھا جس پہ وہ سر ہلاتی اٹھ کر سکندر ماموں کے قریب ائی کیونکہ انھوں نے اشارے سے اسے اپنے پاس انے کا کہا تھا۔۔۔

جی ماموں جان"۔۔۔ان کے نزدیک بیٹھتی وہ ان کے بلانے کی وجہ پوچھتی بولی تو وہ مسکرا کر سر نفی میں ہلاتے اسے اپنے حصار میں لے گیے جس پہ اس نے بھی ان کے گرد اپنا حصار کھینچا۔۔۔

گڑیا میں کبھی آپ کے لیے کوئی فیصلہ اپنی مرضی سے لوں تو کیا آپ اسے قبول کرو گی۔۔۔اس کے سر کو اپنے سینے پہ رکھتے انھوں نے پیارے سے اس کے سر کو سہلاتے اس کی رائے جاننے کے باعث پوچھا، کیونکہ جلد یا بدیر گھر کے بڑے

اس کے لیے ایک فیصلہ لینے والے تھے جو نا جانے وہ قبول کرتی بھی تھی کہ نہیں ،اسی خدشہ کو مدِ نظر رکھتے وہ اس کی رائے پہلے جان لینا چاہتے تھے۔۔۔

آپ جو بھی ہمارے لیے سوچے گے وہ ضرور ہمارے حق میں بہتر ہو گا۔۔۔

دھیرے سے ان کے سینے پہ سے سر اٹھا کر وہ مسکراتے لب اور چمکتی آنکھوں سے بولی تو انھیں بے سختا اپنی لاڈلی پہ پیار آیا۔۔۔

اپنی جان کے لیے میں کبھی کچھ برا سوچ نہیں سکتا" آپ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہو ۔۔۔اس کی پیشانی کو چومتے وہ ایک بار پھر اسے خود سے لگاتے اس کے سر میں ہاتھ پھیرنے لگے ،اور وہ اپنی آنکھوں میں شرارت اور لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ لیے داؤد کو دیکھنے لگی مقصد صاف اسے جیلیس فیل کروانا تھا جبکہ دو نظروں نے بڑی غور سے ان ماموں بھانجی کی سیکرٹ باتیں او بزرو کی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بہت کچھ کہنا تھا تم سے لیکن تم حال نہ سمجھے تو باتیں کیا سمجھتے۔

دو کمروں پہ مشتمل اس فلیٹ میں تمام آسائشیات حیات موجود تھی، اندر داخل ہوتے سب سے پہلے ایک چھوٹا سا لاونج تھا جس میں صوفہ سیٹ کے ساتھ دیوار میں نصب ایل۔ای۔ڈی لگی ہوئی تھی، فلیٹ صاف شیشہ کی طرح بالکل نہیں چمک رہا تھا' کہی صوفوں پہ کپڑے پڑے تھے تو کہی فلور میٹ پہ جوتے 'ایل۔ی۔ڈی ٹیبل پہ کھا چکے کھانے کی گندی پلیٹوں کے ساتھ ہیر برش اور چار جر لیڈز وغیرہ الجھی پڑی تھی۔میز کے اوپر کھانے کے بقیاء جات کے علاوہ ایک ٹیشو پیپر بوکس اور پانی کی بوتل رکھی ہوئ تھی، میز کے دائیں جانب نیچے زمین پہ خالی پیزا بوکس الٹا ہوا پڑا تھا، گیلا ٹاول اسٹینڈ لیمپ پہ جھول رہا تھا جیسے اس سے اچھی جگہ تو کہی ہو ہی نہ" لاونج کا حال دیکھ کر اندازہ لگایا ہی جا سکتا تھا کہ بند کمروں میں اس سے زیدہ تباہی مچی ہو گئی۔۔۔

لاونج کے دائیں جانب بنے چھوٹے سے اوپن کیچن میں موجود وجود چھولے کے قریب رکھے کٹنگ بورڈ پہ مہارت سے ہاتھ چلا رہا تھا۔اس طرف اس کی پشت تھی مگر ٹراؤزر ٹی شرٹ پہنا وہ وجود ایک مرد کا تھا۔کیچن کے قریب ہی

رکھے چار کرسیوں والے ڈائینگ پہ دو پلیٹیں، دو چمچہ، پانی کے جگ کے ساتھ دو شیشے کے گلاس پڑے تھے۔

آج ڈنر میں کیا ہے ڈرالنگ۔۔۔۔ بائیں جانب بنے روم کا دروازہ دھکیل کر باہر اتے شخص نے آواز لگائے کیچن میں موجود شخص کو مخاطب کیا تو کٹنگ بورڈ پہ چلتے اس کے ہاتھ پل بھر کو رکے۔۔

زہر۔۔۔۔ بغیر مڑے وہ لفظی سا بولتا اپنے کام میں مصروف رہا تو دوسرا شخص چل کر اس کے نزدیک آیا۔۔۔

اپنے ان خوبصورت بالوں سے بھرے مردانہ ہاتھوں سے اگر تم زہر بھی کھلادوں تو ہم خوشی خوشی کھالینگے جانم۔۔۔۔ چھری سے کھیرے کے ٹکڑے کرتے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامتے وہ محبت کی چاشنی گھولے لہجے میں بولا

۔۔۔۔

بہت جلد تمہاری اس خواہش کا بھی احترام کرونگا"۔۔۔۔ ایک تنفر بھری نظر معتصم پہ ڈالتے حارث نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکلتے کہا تو مقابل نے ڈھیٹوں کی طرح اپنے دانتوں کی نمائش کی۔۔۔۔

ویسے جانِ جہاں تمہارا اس گھاس پھوس سے پیٹ بھر جاتا ہیں۔۔۔۔حارث کو تمام کٹی سبزیاں ایک باؤل میں ڈالتے دیکھ معتصم پیچھے سے اسے ہگ کیے ٹھوڑی اس کے کندھے پہ ٹیکاتے پر سوچ انداز میں بولا۔۔۔

میں ڈائیٹ پہ ہوں 'اور ڈائیٹ میں یہ سب کچھ ہی کھایا جاتا ہے۔۔۔سبزیوں پہ بلیک پیپر کا سپرے کرتے حارث نے، معتصم کو خود سے دور دھکیلتے اس کی نولیج میں اضافہ کرنے کی خاطر کہا۔۔۔

میری بلا سے تو ہمیشہ ہی ڈائیٹ شائیٹ پہ رہے 'مگر میں یہ پوچھنا چارہا ہوں کہ میرا ڈنر کہاں ہے۔۔۔۔اس کے پیچھے دھکیلنے پہ ایک کڑک دار گھوری وہ اس کی پشت پہ ڈالتے اپنے مطلب کی بات پہ آیا۔۔۔

یہ رہا نہ '۔۔۔۔اس کے پوچھنے پہ وہ سبزیوں سے بھرے دوسرے باؤل کی طرف اشارہ کرتے بولا اور دونوں باؤلز کو اٹھائے ڈائینگ کی طرف ایا۔۔۔۔

کیا مطلب ہے تیرا "ڈائیٹنگ پہ تم ہو تو میں کیوں کھاؤ یہ بکریوں والی غذا۔۔۔ اس کی بات پہ معتصم بگڑتا ہوا اس کے سر پہ سوار ہوتے بولا مطلب حد نہیں تھی

کہ وہ خود تو بڑے شوق سے یہ سبز پھیکی سبزیاں کھا رہا تھا تو ساتھ اسے بھی یہ کھانے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔۔

نہیں کھانا تو جاؤ مرو بھوکے مگر اس کیچن میں ڈائیٹ فوڈ کے علاوہ نہ کچھ بنے گے ،نہ باہر سے ائے گا اور نو وتیج تو بالکل نہیں سمجھے۔۔۔ فورک کو باؤل میں پٹکتے اس بار حارث بھی میدان میں اترتے مقابل کو وران کر گیا جبکہ اس کی بات سنتے اگلے بندے کا میٹر شارٹ ہوا۔۔۔

تو کیا میں بھوکا مر جاؤ صرف اس وجہ سے کے کہی لذیذ خابے دیکھ کر تیری محض ایک دن پہلے شروع کی گئی ڈائیٹ نہ ٹوٹ جائیں۔۔۔۔ معتصم آنکھیں پھاڑے صدمے کے زیرِ اثر چیخا۔۔۔

!!!! جا کر باہر سے کچھ کھا لے مگر خبر دار جو یہاں کچھ لایا

تیرے اکیلے کا نہیں ہے یہ اپارٹمنٹ سمجھا 'میرا جو دل کرے گا میں کرونگا روک کے دیکھا۔۔۔ حارث کا روب جماتا حکم معتصم شاہ کو ایک آنکھ نہ بھایا تھا

میں نہیں البتہ خالہ جان ضرور آکر تیری چھترول کرے گئی جب میں انھیں تیرے سارے کرتوں بتاؤنگا۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے حارث اب کے تھوڑا معنی خیز سے بولا۔۔۔

تیرے تو جیسے کوئی کرتوت ہے ہی نہیں نا تو تو جیسے سب کی گڈ لیسٹ میں شامل ہیں۔ مگر میں سب جانتا ہوں ایا بڑا مجھے دھمکانے والا۔۔۔۔ بات کہاں ڈنر سے شروع ہوئی تھی اور اب کہاں وہ ایک دوسرے کی پول پٹیاں کھولنے کے در پہ تھے۔۔۔

ہاں ہے میری بھی کئی سی پرسنل باتیں پر تیری طرح وہ چیپز گالر فرینڈز نہیں بناتا جن پہ تو شاہ خاندان کا پیسے پانی کی طرح بہا رہا ہے !!!!

یہ میری زندگی کی پہلی گالر فرینڈ تھی جس پر غلطی سے کچھ لاکھ خرچ کر کے میں ابھی تک پچھتا رہا ہوں اور ایک تو ہے کہ اپنے دوست کو سپورٹ کرنے کے بجائے عورتوں کی طرح یہاں بیٹھ کر طعنے کس رہا ہے۔۔۔۔حارث کے چوٹ کرنے پہ وہ ایموشنل ڈرامہ کرتے اسے شرم دلانے کی خاطر بولا مگر مقابل کوئی رسپونس دیئے اپنے ڈنر میں مصروف ہوا۔۔۔۔

جانتا ہوں میں کہ تو کتنا معصوم ہے اور تجھ سے کتنی غلطیاں ہوئی ہے' چل اب نکل مجھے سکون سے میرا ڈنر ہضم کرنے دے فضول میں اس زبیدہ آپا کی شاگرد کو چھیڑ لیا۔۔۔ ڈائننگ پہ رکھے نمک دان کو اٹھائے وہ سیلڈ پہ چھڑکتے خوفت سے بولا جیسے اسے چھیڑ کر پچھتا رہا ہوں۔۔۔

لاکھ دی لعنت۔۔۔ اپنے یاری کی سنگ دلی پہ وہ محض اتنا ہی بول پایا' زیادہ بولتا تو یہ خدشہ تھا کہ اس کی خبریں کہی گوجرانولہ میں بیٹھی اس کی اماں جاں تک نہ پہنچ جائے اور وہ اپنی چھڑی اٹھائے یہاں نہ نازل ہوئے جائے۔۔۔

تیرے اوتے (اوپر) "جو کھانا ہے وہ باہر ہی ٹھونس کر آنا خبردار جو میرے کیچن میں کچھ لائے۔۔۔ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کھول کر وہ اس کی طرف اشارہ کرتا بولا اور اسے فلیٹ کے دروازے کی سمت جاتا دیکھ ایک بار پھر وران کر گیا

۔۔۔۔

سالا وجیٹیرن کہی کا' خود پر اگر یہ بکروں جیسی غذا کھانے کا بھوت سوار ہو چکا ہے' تو ہم جیسے اعلی ذوق لیے کھانے والوں کو یہ سب کھانے پہ کیوں مجبور کر رہا ہے "بلڈی بلیک میلر۔۔۔ دروازے کی سمت بڑھتا وہ مسلسل حارث کی باتوں

پہ کرتا بڑبڑا رہا تھا" جسے ایک دن پہلے ہی ڈائیٹ کا اچھا خاصا بخار چڑھا تھا کہ وہ دوسرے کھانوں کی طرف دیکھنا تو دور کی بات معتصم کو بھی فلیٹ میں کچھ منگوانے نہیں دے رہا تھا کہ جو کھانا ہے باہر ہی کھاؤ۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملتے ہیں شب و روز سبھی لوگ شناسا۔۔اِیک تم سے ملنے کا ارماں بہت ہے۔

رات کا پہر تھا گھر کے مکین ڈنر سے فارغ ہوئے اب لان میں کرسیاں ڈالے بیٹھے تھے سوائے ینگ جنریشن کے کیونکہ وہ سب رات کا کھانا کھائے کچھ آؤٹنگ پہ نکل چکے تھے تو کچھ خوابوں کی سیر کی تیاری کر رہیں تھے، ویسے بھی اس وقت بڑوں میں جو باتیں ہونی تھی وہ ان سب کی غیر موجودگی میں آرام سے ہو جاتی۔ کیا بات کرنی تھی سکندر۔۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے آغا ماموں نے وہاں سب کی موجودگی کے متعلق پوچھا۔۔۔

بھائی جان آپ سب سے ایک مشورہ کرنا تھا!!! ہم سوچ رہیں تھے کہ داؤد کے ساتھ کیوں نا تراب کا نکاح بھی کر دے'۔۔۔انھوں نے بڑے ماموں کی طرف دیکھتے اپنی بات کہی جس کی وجہ ان سب کو یہاں بلایا تھا۔۔۔

سوچ تو سوچ لی مگر کیا لڑکی بھی ڈھونڈی ہے یہ صرف سوچ پہ ہی گزرا کر رہے ہو۔۔۔لبوں پہ مدھم تبسم بکھرے آغا صاحب تھوڑا مزاحیہ سے لہجے میں بولے۔۔۔۔

بھائی جان جب گھر میں ہی لڑکی موجود ہے تو باہر کیوں ڈھونڈنا۔۔۔۔اس بار بات میں لقمہ زبیدہ مامی نے لیا تھا۔۔۔

مطلب آپ دونوں میاں بیوی ساری پلیننگ کیے بیٹھے ہو چکے چکے۔۔۔۔

فرقان ماموں نے مصنوعی خفاگی سے پوچھا تو سکندر ماموں نے ہنستے ہوئے سر ہلایا۔۔۔

ہاں خاص تم سے چھپ کر کہی ہمارا آئیڈیا ہی نہ چوری کر لو۔۔۔۔

ویسے بھائی جان ہم لوگ بھی کچھ ایسا ہی سوچ رہیں تھے پر آپ بازی لے گیے ۔۔۔سبین مامی آسودہ سی مسکراہٹ لیے بولے،انھیں کتنی تمنا تھی مرحا کو

حیدر کے لیے لینے کی مگر وہ لوگ پہلے بات کر گیے 'مگر خیر تراب ہو یا حیدر رہتی تو وہ اس ہی گھر میں سب کی آنکھوں کے سامنے۔۔۔

ارادے تو کافی نیک ہے تمہارے پر میں کوئی فیصلہ تب تلک نہیں لے سکتا جب تک حورے یا حمزہ سے مشورہ یا ان کی رائے نہیں لے لوں ''''''''

جی جی ہم سمجھتے پر حورے سے تو آپ یہی پوچھ لے کہ اس کو تو اعتراض نہیں ۔۔۔ان کی بات کی حامی بھرتے سکندر ماموں نے پاس ہی بیٹھی حورے بیگم کی طرف اشارہ کیے کہا جو چپ چاپ سی بیٹھی اپنی بیٹی کے نصیب پہ خوش ہو رہی تھی کہ اللہ نے کتنا اچھا سوچا ہے اس کے لیے۔۔۔

ہاں حورے تم بتاؤ خوش ہو اس رشتے سے۔۔۔۔آغا ابراہیم نے انھیں مخاطب کیا تو وہ حال میں لوٹی۔۔۔۔

میں کیا بتاؤ 'آپ بڑے جو بھی فیصلہ کرینگے وہ ضرور مرحا کے لیے اچھا ہی ہو گا بلکہ بہترین ہو گا کہ اسے ساس اور سسر کے روپ میں ایسے بے انتہا پیار کرنے والے ماموں مامی ملے گے 'شوہر کے روپ میں اس کی ہر نادانی ہر شرارت پہ مسکرانے والا تراب ملے گا اسے اور کیا چاہیں۔۔۔۔

چلو یہ تو بہت اچھا ہو گیا اب تم حمزہ سے ایک دفعہ پوچھ لوں تاکہ ہم بچوں کو بھی اس فیصلہ سے آگاہ کردے۔۔۔۔حورے بیگم کی رضامندی دیکھتے وہ اب ایک آخری بار حمزہ کی رضامندی لینا چاہتے تھے۔اس کا باپ تو حیات تھا نہیں مگر بھائی تو تھا خیر سے اور اس کی رضا بہت ضروری تھی کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے

۔۔۔۔

شکریہ حورے تمہیں نہیں پتہ تم نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہیں۔۔۔۔کرسی سے اٹھ کر زبیدہ مامی حورے بیگم کے گلے ملتے خوشی سے لبریز لہجے میں بولی تو ان کی خوشی دیکھتے سب مسکرا اٹھے۔۔۔

آپ لوگوں کا شکریہ جنھوں نے میری نکمی بیٹی کی تمام نادانیوں کو بھلائے اسے اپنانے کا سوچا۔پر بھابھی اس سے کبھی کوئی غلطی ہو جائے تو اسے پیار سے سمجھا دئیجیے گا آپ کو تو پتہ ہے اس کا دماغ بالکل بچوں جیسا ہے۔۔۔ان سے جدا ہوتے وہ گلوگیر لہجا لیے درخواست کرنے کے انداز میں بولی۔ان سب کی محبت پہ انھیں کوئی شک نہیں تھا مگر شادی کے بعد تو سگی خالہ بھی بدل جاتی ہیں اور پھر یہ تو مامی تھی اس لیے وہ فکر مند تھی۔۔۔

مجھے پتہ ہیں تم اس سب کی ٹینشن نہ لو'اور خبر دار میری بیٹی کو نکمی کہاوہ تو لاکھوں میں ایک ہے۔۔۔۔۔ان کے کندھے پہ تسلی بھرا ہاتھ رکھتی وہ آخر میں مصنوعی آنکھیں نکالتے بولی تو وہ نم آنکھیں لیے مسکرا گئی۔۔۔۔

بھائی اب اپ بھی آغا کے بارے میں کچھ سوچے۔ چھوٹوں کا نکاح ہو رہا ہے اور بڑے کی ابھی منگنی بھی نہیں ہوئی۔۔۔۔تراب کا بھی کچا پکا رشتہ ہوتا دیکھ سبین مامی آغا ماموں کی طرف متوجہ ہوتے بولی تو بدلے میں وہ چائے پیتے مسکرا گئے

۔۔۔۔

اسے تو شرم آنی نہیں ہے، اب ہم ہی کوئی ہاتھ پیر مارے گے تاکہ اس کی عمر نکلنے سے پہلے اس کے پاؤں میں بھی بیوی کے نام کی زنجیریں ڈال سکے۔۔۔۔آغا فارز کی شادی میں عدم دلچسپی کو دیکھتے بڑے ماموں نے ان کی شادی کا ذمہ اب کے خود لیا تو ان کی آخری بات پہ سب ہنس پڑے۔۔۔۔

بھائی جان 'بھابھی کیوں نہیں آئی۔۔۔۔مہتاب مامی کو موجود نہ پاتے فرقان ماموں نے سوال کیا کیونکہ ان کی اپنی بھابھی سے خوب بنتی تھی۔۔۔۔

ہسپتال گیے تھے نہ تو وہاں دوائیوں کی سمیل سے ان کے سر میں درد ہونے لگا تھا اس لیے دوائی کھا کے سو گئی ہے۔۔۔۔۔چائے کے کپ سے ایک سیپ لیتے انھوں نے ان کی غیر موجودگی کا جواز پیش کیا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیے۔۔۔۔

اب کیسے ہیں آپ کے دوست۔۔۔۔ڈش جو ابھی رانی رکھ کر ہی گئی تھی اس میں سے بسکیٹ اٹھا کر چائے میں ڈبوتے سکندر ماموں نے پوچھا۔اور بسکیٹ منہ میں ڈالا۔۔۔

ہارٹ اٹیک آیا تھا ڈاکٹرز نے سرجری کہا ہے اب دیکھو کل ہوتی ہے یا پرسوں ۔۔۔۔کپ کے کناروں پہ انگلی پھیرتے انھوں نے سرسری سا بتایا اور مسکراتی آنکھوں سے خواتین کی طرف اشارہ کیا جو ابھی رشتہ پکا نہ ہونے کے باوجود منگنی سے لے کر شادی تک کی تیاریاں کرنے میں خوشاں تھی۔۔۔

وِیمن """""۔۔۔۔فرقان ماموں کے بولے گے بے سختہ جملہ پر ایکدم لان کی فضا ان تینوں بھائیوں کے مشترکہ قہقہ سے غفران بنی جس پہ خواتین نے تعجب بھری نظروں سے ان کی سمت دیکھا کہ ایسا کیا ہو گیا جو یوں قہقہ لگ رہیں تھے

۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عشق ہوتا نہیں اترتا ہے۔۔۔غارِ دل پہ کسی وحی کی طرح۔

(واہ بھئی کرلو خوب مزے جب تک ان کی شادی نہیں ہوتی پھر تو بیٹا جی وہ اپنی بیگم کو گھومائے پھرائے گے اور روحی میڈم کی چھٹی)بیڈ پہ بیٹھی وہ مسلسل ان کی شادی کے متعلق سوچ رہی تھی ذہن میں نوال اور حورے بیگم کے جمعلہ بازگشت کررہیں تھے۔۔

(اس لیے کیونکہ کل کواس کی شادی ہوگئی اس کی بیوی آجائے گی پھراپ یوں بے دھڑک ان کے کمرے میں جاتی اچھی لگوگئ' ابھی سے اپنی عادتیں بدلنا شروع کروو اپ کے لیے بہتر ہے)آغا جان کے لیے ہم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے ،وہ ہمیشہ ہمیں ہی سب سے زیادہ امپورٹنٹس اور توجہ دے گے۔۔۔۔

حورے بیگم کی گئی بات پہ اس نے جیسے اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے کہا۔۔۔

(مانا کے اس کے لیے آپ سب سے زیادہ خاص ہو پر شادی کے بعد اس کی بیوی ہو گی کیونکہ مرد شادی کے بدل جاتے ہے۔ پھر وہ آپ کو توجہ تو دے گا پر ویسی نہیں جیسی ابھی دیتا ہے)۔۔۔آنکھیں ایک مرکزی نقطہ پہ ٹیکائے وہ سوچوں کے تانے بانے بن رہی تھی۔۔۔

وہ ہمارے آغا جان ہے اور صرف ہمارے ہی رہے گے تاقیامت تک۔ان کو ہم سے کوئی چھین نہیں سکتا اور کوئی لڑکی تو کبھی نہیں کیونکہ وہ ازل سے صرف ہمارے ہے صرف مرحا یوسف کے۔۔۔ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے وہ جیسے ان تمام سوچوں کو اپنے ذہن سے جھٹکتے بولی جو اسے اس کے آغا جان سے دور کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

آغا جان تو ہم سے محبت کرتے ہیں تو ان کی شادی بھی صرف ہم ہی سے ہو گی کسی اور کی سوچ یا تصور بھی ان کے لیے حرام ہے،وہ پورے کے پورے صرف ہمارے اور ہمارے ہی رہے گے ہم انھیں کسی کا ہونے نہیں دینگے۔۔۔اس وقت وہ بالکل جنونی لگ رہی تھی جیسے محبت کا جنون اس کے سر پہ سوار ہو چکا ہوں۔۔۔۔

ہم آغا جان سے کہے گے کہ وہ ہم سے شادی کر لے، وہ ہماری کوئی بات نہیں ٹالتے یہ بھی نہیں ٹالے گے ہمیں یقین ہیں۔۔۔۔ لہجے میں وہ اپنے آغا جان کے لیے محبت سموئے بولی، اسے مان تھا جیسے وہ اس کی اس بات سے انکاری نہیں ہو گے، وہ کہہ گی کہ اسے ان سے محبت ہے تو بدلے میں وہ اس کی محبت کے اگے سر خم کر دے گے۔ یہ اس کی معصوم سوچ تھی پر نا جانے اس کا اپنے آغا جان پہ یہ پختہ یقین سلامت رہنا بھی تھا کہ ٹوٹ جانا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اِک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے

اِک درد جگر میں ہوتا ہے

ہم راتوں کو اٹھ اٹھ روتے ہیں

جب سارا عالم سوتا ہے '''

عالمِ خوماشاں میں چھائی گہری خاموشی سے فائدہ اٹھائے وہ آج پھر اپنے خدا سے باتیں کرنے میں مصروف تھی اپناہر درداس کے سامنے بیاں کررہی تھی جس پر وہ سورۃ البقرہ کی آیات ۱۸۶'میں اسے صبر اور اپنے خالق ومالک ہونے کی تلقین کرتا کہہ رہا تھا کہ

کہہ دو میرے ان بندوں سے جنھیں میں دور لگتا ہوں، میں قریب ہی ہوں " اور پکارنے والے کی ہر دعا قبول کرتا ہوں "کافی دیر سے وہ آنکھوں میں نمی لیے ایک آیت پہ انگلی رکھے اسے محسوس کررہی تھی، دل میں اٹھتی درد کی شدت۔ آنکھوں سے بہتے آنسوؤں اسے یہ محسوس کروارہیں تھے جیسے وہ بے عیب ذات اس سے ہم کلام ہوا سے سمجھارہا ہوں۔۔۔

تمہارا مستقبل تمہارے ماضی سے بہتر ہو گا" (القرآن) "

کیا مجھ جیسی گنہگار کا جہنم کے سوا بھی کوئی مستقبل ہو گا۔۔۔آیت کے نیچے لکھے ترجمہ پہ آنکھیں ٹیکائے وہ اپنے رب سے سوالیہ ہوئی تو غیب سے بڑی محبت سے پوچھا گیا۔۔۔

کیا اپنے رب کی رحمانیت پہ شک ہے ؟۔۔۔

رب کے رحمن ہونے پہ نہیں بلکہ خود پہ شک ہے کہی گناہوں کے نیچا دبا میرا یہ ناتواں وجود آتشِ دوزخ نہ کر دیا جائے۔۔۔قرآن کے صاف وشفاف پیج پہ ہاتھ پھیرتی وہ اس بار اپنے رب سے سوال گو نہیں بلکہ خود اپنی ذات کے عیبوں کا احتساب کر رہی تھی۔تو اس کے عاجز انداز پہ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والی ہستی کو اپنی اس بندی پہ ٹوٹ کر پیار آیا جس کا اظہار وہ اپنے جواب میں کر گیا

۔۔۔

توبہ کرتی رہو یقین مانو توبہ کرنے والوں کو میں کبھی رد نہیں کرتا؟؟؟

کیا میری توبہ بھی قبول ہوتی ہے۔۔۔اپنے رب کے فرمان پہ وہ آنسوؤں سے تر چہرہ لیے آسمان کو تکتے پوچھنے لگی جہاں سے سفید روشنی کی کرنیں پھوٹتی عالم جہاں کو روشن کر رہی تھی مگر وہ بے خبر سوئی مخلوق اس سب سے انجان تھی کہ

کہی کسی شہر کے کسی پوش علاقے میں فلاں مکان میں رہنے والی گنہگار سی بندی کو وہ ربِ ذوالجلال اپنی رحمت سے نواز رہا تھا۔۔

ہاں ہوتی ہے کیوں نہیں؟؟؟؟

تو پھر میری یہ تکلیف ختم کیوں نہیں ہوتی۔۔۔آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں بہنے کی وجہ سے اب ان کے نیچے گڑھے پڑنے لگے تھے پر وہ ان سب چیزوں سے غافل اس وقت اپنے رب سے مخاطب تھی۔۔۔

کیونکہ میں کچھ لوگوں کو موسی علیہ السلام کی طرح لاڈلہ رکھتا ہو،انھیں تکلیف دیتا ہوں،آزماتا ہو،انتظار کرواتا ہوں" مگر پھر ایک مدت کے بعد ان کے لیے سمندر سے راستہ نکلتا ہوں،انھیں وقت کے فرعون سے محفوظ رکھتا ہوں، انھیں نیک ہمسفر عطا کرتا ہوں،ان کے ذکر کو امر کر دیتا ہوں،ان کی آزمائشوں سے بھری زندگی کو دوسرے لوگوں کے لیے مثالِ راہ بناتا ہوں۔۔۔

تو کیا یہ تکلیف میری آزمائش ہے"اور اگر آزمائش ہے تو یہ کب ختم ہو گی'میں تھک""" چکی ہوں میرے رب خود سے اور اس' بیماری سے تنہا لڑتے لڑتے ۔۔۔۔اس بار سوال کرتے اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا اور وہ اس مقدس کتاب کو

سینہ سے لگائے سسک پڑی تھی'آج اس نازک لڑکی کا صبر خاتم ہو گیا تھا۔اب نہ اس میں مزید صبر کرنے کا حوصلہ تھا نہ اس بیماری سے لڑنے کی ہمت،اب اسے ایک سکون بھری ابدی نیند کی خواہش تھی جس کے بعد نہ کوئی آزمائش ہوتی نہ کوئی تکلیف صرف سکون ہی سکون ہوتا۔۔۔

رؤں نہیں میں ہوں نہ،سب سن بھی رہا ہوں،اور دیکھ بھی اور بہت جلد یومِ حساب ہو گا" اور آزمائش تو ہوتی ہی صرف میرے لاڈلوں کے لیے ہے اور کیا اتنی جلدی ہار گئی ابھی تو بہت طویل راستہ تمہیں طے کرنا عام سے خاص ہونے کے لیے۔۔۔

تو کیا میں آپ کی لاڈلی ہوں """ پر لاڈلوں کو تکلیفیں تو نہیں ملا کرتی۔۔۔۔

دھڑکتے دل سے وہ اپنے آنسوؤں کو سمیٹتی ایک بار پھر دل میں اُمید کی کرن لیے سوال گو ہوئی،درد کو دوا سی ملی تھی اپنے رب کریم کے ان جملوں سے کہ آزمائشیں تو ہوتی ہے میرے لاڈلوں کے لیے'جہاں دل اس بات پہ خوش تھا کہ جس کے لیے اس نے اپنی خوشیاں چھوڑی تھی وہ مقام وہ پا چکی تھی تو دوسری

طرف یہ غم تھا کہ اور کتنی تکلیف اس نے مزید برداشت کرنی تھی کیا لاڈلوں کے حصوں میں صرف غم و تکلیف ہی آتی تھی۔۔۔

کس نے کہا لاڈلوں کو تکلیفیں نہیں ملتی؟ انھیں ہی تو وقت کے فرعون سے لڑنا پڑتا ہے، تکلیفیں تو سب کو ملتی ہیں مگر ان کے حصے میں زیادہ آتی ہیں جو محبوب ترین ہوتے ہیں۔ جو اپنے رب پہ موسیٰ جیسا یقین اور بھروسہ رکھتے ہیں جو دنیا کی چکا چوند میں اپنے رب کو نہیں بھولا دیتے، جو روزِ محشر کے حساب سے غافل نہیں ہوتے، جو موت کی اٹل حقیقت کو فراموش نہیں کر دیتے وہ ہوتے ہیں اپنے خدا دو جہاں کے لاڈلے' جو اس کے قرب کو حاصل کرنے کے لیے اپنی پسندیدہ چیزیں تک قربان کر دیتے ہیں، جو لا حاصل کو حاصل کرنے کے لیے اپنے رب کی قائم کردہ حدود نہیں پھلنگتے !!!

مگر میں موسیٰ جیسا توکلّ کہاں سے لاؤں, جن کے سامنے آزمائش کی صورت میں اگر سمندر بھی ہو تو وہ بغیر کوئی سوال کیے چل پڑے کہ اللہ تعالیٰ ہے نہ اور اس کا ہونا ہی کافی ہے "میں موسیٰ علیہ السلام جیسا یقین کن کہاں سے لاؤں جو بغیر کسی ڈر اور خوف کے کوہِ طور پہ اپنے رب سے ہم کلام ہونے پہنچ جایا کرتے

تھے، میں یوسف جیسا صبر کیسے کروں جو قید میں رہ کر بھی اپنے رب کو پکارتے تھے جن کے نزدیک کوئی نا محرم عورت آتی تھی تو وہ اللہ سے پناہ مانگتے تھے'، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نظرِ آتش کیا گیا تو وہ اللہ کا حکم مانتے اس میں کود پڑے تھے ویسا یقین کیسے کرو، یعقوب علیہ السلام جیسا حوصلہ اور صبر کہاں سے لاؤں جو اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی کہتے تھے کہ 'بس تو راضی رہے'، حضرت حسین جیسی بہادری اور ہمت کہاں سے کروں جنھوں نے اپنا چھ ماہ کا ننھا شہزادہ میں شہید کرتے کوئی شکوہ شکایت نہیں کی بلکہ کہا کہ "اگر بھی میدانِ کربلاَ تیری یہ ہی رضا ہے تو میں راضی ہو"، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جیسی رحم دلی کیسے اپناؤ (بے شک ان جیسا اس جہاں میں تو کیا اس دو جہاں میں بھی کوئی نہیں ہے) جنھیں طائف میں پتھر مارے گے ان کے دادناں مبارک شہید کیے گے مگر ان کے لبِ مبارک سے اس بدبخت قوم کے لیے کوئی بددعا نہیں نکلی تھی بلکہ آپ ﷺ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی 'اے میرے رب انھیں ہدایت عطا فرما کیونکہ یہ ابھی مجھے نہیں جانتے۔۔۔۔

موسیٰ علیہ السلام نے اگر مجھ پر توکل کرتے سمندر میں قدم رکھا تھا تو میں نے بھی پھر خدا کی خدائی دیکھاتے سمندر کو دو حصوں کے تقسیم کیا تھا کہ وہ اپنی اُمت کو لیے باآسانی گزر جائے اور ملعون فرعون کو سمندر میں غرق کرتے عبرت کا نشاں بنادیا، یوسف علیہ السلام کی دعاؤں کو قبولیت بخشتے انھیں قید سے نکال کر مصر کا تخت عطا کیا، ابراھیم علیہ السلام کے بھروسہ کو قائم رکھتے سالوں کی تیاری سے تیار کردہ آتشِ آگ کو پھولوں کے باغ میں بدل دیا تھا، یعقوب علیہ السلام کی قربانیوں کے صبر میں بتیس سال بعد انھیں یوسف علیہ السلام دوبارہ سے نوازِ گیے، میرے نبی کے لاڈلے نواسے سمیت میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تمام شہداء کو تاقیامت تک سنہری الفاظوں میں یاد کیا جاتا ہے، انھیں جنت کے نوجوانوں کا سردار مقرر کردیا گیا، اپنے محبوب نبی کو تکلیف دینے والے ہر شخص کی دعاؤں کو رد کر کے ان کا ٹھکانہ جہنم مقرر کردیا جس میں کوئی رود بدل نہیں، سوہنے نبی کی پاک زبان کو یہ شرف بخشا کہ وہ جو اپنی گنہگار اُمت کے لیے دعا مانگتے تھے ان کی دعاؤں پہ تمام بہیشت کے فرشتے آمین کہا کرتے ہیں اور پل سے پہلے وہ دعا قبولیت کا درجہ پالیتی تھی" کیوں کیونکہ ان کا بھروسہ اور

یقین کامل صرف اپنے اللہ پر تھا وہ جانتے تھے کہ ہر تقدیر کا لکھنے اور بدلنے والا میں ہوں، جنات وانساں صرف میرے تابع ہیں کیونکہ میں واحد لاشریکِ ہوں

۔۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان پر بہت سی سخت آزمائشیں آئی تھی جو اگر کسی عام انساں پہ ائے تو وہ اپنے رب کے اگے سوال گو ہو جائے کہ میں ہی کیوں" شکوہ شکایت کرے کہ اس جہاں میں کیا میرا ہی وجود صرف ان پریشنیوں کی نظر کرنے کو اتار گیا ہے 'مگر میرے پیغمبروں کے لبوں پہ ایک شکوہ اور ماتھے پہ ایک شکن تک نہیں آئی وہ ہر پریشانی، ہر آزمائش کا مقابلہ صبر اور تحمل سے کیا کرتے تھے۔اپنے رب سے مدد مانگا کرتے تھے دعائیں مانگتے تھے اور اگر جب کوئی مجھے سے مدد یا دعا مانگتا ہے تو میں ضرور اس کی دعاؤں کو قبولیت بخشتا ہوں، فرشتے اس کی مدد کو بھیجتا ہوں کیونکہ میری صفات میں شامل ہے مددگار، رحم اور بخشش کرنے والا مہربان، دعا مانگا کرو کیونکہ دعائیں تقدیر بدل دیتی ہے۔۔۔

میں اپنی دعاؤں میں ذکریا علیہ السلام جیسا انداز کہاں سے لاؤں کہ میری دعائیں بھی مستجاب ہو، میرے لیے بھی کوئی معجزہ ہو!! پر نہیں معجزات تو صرف نبیوں

کے لیے ہوتے ہے نا مجھے جیسی عاصی کے لیے کیسے کوئی معجزہ ہو سکتا ہیں۔۔۔
اپنے رب کی طرف سے دی گئی تسلیوں کے باوجود وہ اس وقت مایوسی کا شکار تھی
۔۔۔
کون کہتا ہے معجزے صرف نبیوں کے لیے ہوتے ہیں، عام انساں کی عام زندگی
میں بھی معجزات ہوا کرتے ہیں !!!!
کیسے۔۔۔ آنکھوں میں تعجب لیے اس نے ایک بار پھر اوپر کی طرف نظریں
اٹھائے دیکھا۔۔۔
زندگی میں کبھی تمہیں لگے کہ یہ ہونا ناممکن ہے اور پھر کسی وقت اس کا اچانک
سے بغیر کسی کوشش کے ہو جانا تو وہ کیا ہے وہ معجزہ ہوتا ہے مگر کم عقل انساں
اسے اپنی کوشش تصور کرتا ہے جبکہ وہ ہماری طرف سے کیا گیا ایک معجزہ ہوتا
ہے !!!!
میرے ساتھ تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔۔۔ آسمان سے پھوٹتی سفید کرنوں کو دیکھتے
وہ ایک بار پھر سوال گو ہوئی؟؟؟؟

جس دن تمہارے لہجے میں مایوسی کی جگہ اپنے رب کا یقین ہوگا کے وہ ہے تو میرے ساتھ کچھ برا نہیں ہو سکتا'' اس دن تم اپنی ان آنکھوں سے دیکھو گی معجزات ہوتے، اپنے درد اور تکلیفوں کا مداوا ہوتے۔ اس دن تمہیں اپنے رب کے کن فیکون پہ یقین آئے گا، اس دن تم پاؤ گی کہ یہ دنیا محض ایک عارضی ٹھکانہ ہے جسے پانے کی خاطر انسان اپنے رب کو بھلائے بیٹھے ہیں' پر میں خدا ہوں اور خدا اپنے بندوں کو کبھی نہیں بھولتا چاہے وہ کتنے ہی گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہو بس ایک بار' ایک بار اپنے گناہوں سے اٹے وجودوں کے ساتھ میری بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی طلب کرے میں اپنے غیض و غضب پہ اپنے رحمن ور حیم ہونے کو توفیت دیتا ان کے تمام گناہ بخش دوں گا جو بخشنے کے لائق ہو گے۔۔۔۔

میں یقین کرتی ہوں''''۔۔۔۔ شرم سے نظریں جھکائے وہ دھیمی سی آواز میں بولی جیسے غیب کی ساری باتوں علم رکھنے والے خدا سے زیادہ خود کو یقین دلا رہی ہو پر اس بار غیب سے کوئی جواب یا تسلی بھرا دلاسا نہیں آیا تھا، نظریں اٹھائے اس نے اوپر کی سمت دیکھا، آسمان پہلے کی طرح بالکل سیاہ ہو چکا تھا کیونکہ غیب سے پھوٹتی وہ سفید روشنی اب غائیب ہو چکی تھی، مایوسی سے نظریں جھکاتی وہ اس

خالی پڑے کمرے کو دیکھنے لگی جو پہلے نور کی روشنی سے دمک رہا تھا مگر اب وہ اندھیرے کی نظر تھا، ایک بار پھر وہ اس اندھیرے کمرے میں تنہا ہو گئی تھی

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بن گئیں ترکِ شوق کا باعث، شوق کی بے حسابیاں۔

نئے ہفتے کی پہلی صبح کے ساتھ ایک نیا مصروفیات سے بھرا دن طلوع ہوا تھا، وہ آج روز کے برعکس یونی جلدی آگیا تھا وجہ حور سے ملاقات تھی جو وہ ان کمینوں کی موجودگی میں کر نہیں سکتا تھا۔ حارث کو پتہ چلتا تو وہ خفا ہوتا اور ان دونمونوں نے اس کا مذاق بنانا تھا کہ آغا فواد ایک لڑکی کو سوری بولا رہا ہے۔ ایسا نہیں تھا کے وہ سوری بول کر اسے منانے آیا تھا بلکہ وہ تو اس کا ہینڈ پرس اسے واپس کر کے ایک گفٹ دینا چاہتا تھا جسے دیکھ کر اگر وہ راضی ہو جائے تو وہ اس کی مرضی' یہ

تھی وہ لائینز جنھیں سوچ سوچ کر وہ اپنی ایگو کو کالم کر رہا تھا تاکہ وہ ہرٹ نہ ہو جائے۔۔۔۔

پارکنگ میں گاڑی کھڑی کیے۔دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے فواد کی نظریں مین گیٹ پہ تھی جہاں سے اسٹوڈنٹس آرہیں جارہیں تھے، گیٹ پہ سے نظریں ہٹائے اس نے ایک نظر ریسٹ واچ پہ نظر آتے ٹائم کو دیکھا جس کے مطابق تو ابھی تک اسے آجانا چاہیے تھا۔۔۔

کیا وہ آج بھی نہیں ائے گئ"۔۔۔۔ گزرتے ٹائم کو دیکھتے وہ بڑبڑیا، شیڈ کے پیچھے چھپی آنکھوں میں ہلکی سی پریشانی کی رمق تھی جو حور کے یونی نہ آنے سے زیادہ گاڑی میں رکھے اس گفٹ کی تھی، جس کے لیے وہ مسلسل دعا کر رہا تھا کہ غلطی سے بھی اس کے دوستوں کی نظر نہ اس پہ پڑے جائے خاص طور پہ اس شاہوں کے بھکڑ سپوت کی۔وہ اپنی اس ہی پریشانی میں غرق تھا جب یونی کے گیٹ سے بڑے بڑے قدم اٹھا کر اندر آتی حور نظر ائی جو کہ شاید آج اپنی کلاس کے لیے لیٹ ہو چکی تھی۔۔۔

ہیلو"۔۔۔اس کے قریب جاتے وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوا تو وہ جو اپنے دھیان میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھی رہی تھی اس کے یوں اچانک سے سامنے آجانے پہ اس سے ٹکرتے بچی۔۔۔

وعلیکم السلام "آپ کو مینرز نہیں ہے کسی لڑکی کو مخاطب کرنے کے۔۔۔۔پہلے اس کے ہیلو کے جواب میں وہ سلام کا جواب دیتی اسے شرمندہ کرنے کی خاطر بولی، جبکہ دوسری بات کرتے اس کے لہجے میں طنز بھی شامل تھا جیسے وہ اسے کچھ یاد کروانا چاہ رہی ہوں۔۔۔

نہیں لڑکوں سے مخاطب ہونا تو اچھے سے آتا ہے مجھے پر وہ کیا ہے نہ کبھی کسی صنف نازک کو مخاطب کرنے کا اتفاق ہوا نہیں ہے خاص طور پر آپ جیسیوں سے۔۔۔۔اس کے طنزیہ لہجے پہ وہ اپنی مسکراہٹ چھپائے سنجیدگی سے بولا تو مقابل نے گھور کر اسے دیکھا جو اتنا سیدھا لگ نہیں رہا تھا جتنا بن رہا تھا۔۔۔

نہیں آتا تو سیکھ لے مگر مجھ سے اب ایسے مخاطب ہونے کی کوشش نہ کیجیئے گا ۔۔۔وہ تو آج فواد سے اپنی اس دن کی انسلٹ کا سارا بدلا لینا چاہتی تھی جبکہ اس کی طرف سے ملی ورانگ پہ مقابل نے اپنے لب دبائے، پہلے تو وہ ہر بات پہ سر

ہلاتی اسے صرف ربوٹ ہی لگتی تھی پر آج وہ اسے یوں روب جماتی بالکل لڑکی لگ رہی تھی جو کہ صرف اس کے نرم انداز کی مرہوں منت تھا۔۔۔

تو تم مجھے سیکھادؤں کہ نیکسٹ ٹائم مس براؤنی کو کیسے مخاطب کروں۔۔۔۔

آس پاس سے گزرتے اسٹوڈنٹس کو پہ نظر مارتے وہ خود کی طرف گھورتی ان نگاہوں میں دیکھتے سیدھا آپ سے تم پہ اترا جو کہ اسے کچا چبا جانے کے درپہ تھی، گویا یہ سارا غصہ اسے صرف اپنی انسلٹ کا تھا۔۔۔

میرے پاس ٹائم نہیں ہے اور میں کیوں آپ جیسے اِل مینرڈ شخص کو کلاسسز دینے لگی، آپ ہٹے سامنے سے میں کلاس کے لیے لیٹ ہو رہی ہوں۔۔۔اس کی بات پہ غصے سے ناک پھولائے وہ اسے سائیڈ ہونے کا بولی مگر وہ ہٹنے کے بجائے مزید بیلڈوزر کی طرح پھیل کر کھڑا ہو گیا، آج وہ اپنی حرکتوں سے آغا فواد تو کہی سے نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

میں سب جانتا ہوں جو تم وزیر اعظم کی کرسی پہ بیٹھی ہوئی ہوں نہ، اور دوسری بات یہ کہ یہ سر مشتاق کی کلاس ہے جس میں آپ پورے پندرہ منٹ لیٹ ہیں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ سر مشتاق کے ہاتھوں آپ کی کتنی دفعہ عزت افزائی ہو

چکی ہے۔۔۔اس ہمت کو دل میں داد دیتے اسے اس کی مصروفیات گنوانے لگا جس کی وجہ سے وہ بہانہ بنائے یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔۔

آپ کو کیسے پتہ کہ یہ کلاس سر مشتاق کی ہے۔۔۔اس کی بات پہ وہ ایک پل کے لیے تو شرمندہ ہوئی تھی مگر دوسرے ہی پل وہ کمر پہ ہاتھ ٹیکائے فواد کو شکی نظروں سے گھورتے پوچھنے لگی کہ آیا اسے کیسے پتہ کے کونسے پروفیسر کی کلاس کب ہے کیا وہ اس کی جاسوسی کرتا پھیر رہا تھا۔۔۔

شاید تم بھول رہی ہو کہ میں تمہارا سنئیر ہوں 'اب فضول کی بحث چھوڑوں اور چلو میرے ساتھ مجھے بات کرنی ہے۔۔۔اس کی فضول سی بات کا جواب دیتے وہ اسے پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف چلنے کا اشارہ کرتے بولا۔۔۔

اور آپ کو کیوں لگا میں آپ کے ساتھ جاؤنگی۔۔۔اس کو روب جماتا دیکھ وہ اس بار دونوں ہاتھوں کو سینہ پہ باندھتی پوچھنے لگی۔۔۔

حور """""۔۔۔اس کی فضول سی تکرار پہ وہ اس بار آنکھوں میں غصہ اور سنجیدگی ایک ساتھ لاتا مقابل سے مخاطب ہوا تو اس کو غصے میں آتا دیکھ وہ فوراً اپنی نظریں جھکا گئی،اس کے غصے سے اسے ڈر لگنے لگا تھا جبکہ اس کی زبان کو بند ہوتا دیکھ وہ

مسکرایا مطلب اتنی دیر سے جو زبان چل رہی تھی وہ صرف اس کے نرم لہجے کو دیکھتے تھی۔اب ذرا سے غصے کو دیکھتے اس کی زبان کو کیسی بریک لگی تھی۔۔۔۔

چلو"""""۔۔۔اس کے جھکے سر کو دیکھتے وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا بولتا خود پارکنگ کی طرف بڑھا تو وہ بھی اچھے بچوں کی طرح فرمانبرداری دیکھاتے اس کے پیچھے چل پڑی۔۔۔

جو کہنا ہے جلدی کہیے مجھے لیٹ ہو""""۔۔۔۔فواد کو گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر اس میں سے کچھ نکالتا دیکھ وہ ایک بار پھر بولتی اپنی ناراضگی دیکھانے کی کوشش کرنے لگی مگر اس کی ترچھی سی گھوری پہ باقی الفاظ منہ میں ہی دبا گئی۔۔۔

کوئی میں تمہیں یہاں منانے نہیں آیا مس براؤنی جو تم یوں اپنی ناراضگی دیکھا رہی ہو۔۔۔سیدھے ہوتے وہ کافی بے مراوتی کا مظاہر کرتے گویا ہوا تو بدلے میں حور نے آنکھوں کو چھوٹا کیے اسے دیکھا کہ مقابل کتنا بدتمیز تھا جسے کسی لڑکی سے بات کرنی کی بھی تمیز نہیں تھی۔۔۔

یوں گھورو نہیں تمہیں پتہ ہیں تم نے میرا کتنا نقصان کیا تھا اب اگر بدلے میں 'میں تھوڑا سا روڈ ہو گیا تھا تو اٹس نوٹ آ بگ ڈیل۔۔۔۔اس کی چھوٹی سی

گھوری پہ وہ مزید اپنی آنکھوں کو بڑا کیے بولتا اپنا نقصان یاد کروانے لگا جو کہ صرف اس میڈم کی مرہون منت تھا۔۔۔

آپ تھوڑا نہیں بلکہ بہت زیادہ روڈ ہوئے تھے "اور نقصان کتنے کا ہو گیا ہو گا زیادہ سے زیادہ پچاس ہزار کا اس سے زیادہ کا تو لگتا بھی نہیں تھا اپ کو وہ فون 'اور اتنے امیر ہے اپ کے لیے تو یہ معمولی سی بات ہے۔۔۔ پہلے وہ اس کے جمعلہ کی تحصیح کرتی آخر میں اس کے نقصان کے رونے پہ اسے یہ بات یاد دلانے لگی کہ وہ کتنا امیر ہے اور ایسے نقصان اس سے دن میں دو سے تین دفعہ بھی ہو جائے تو اس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔

اووو میڈم کونسے زمانے میں جی رہی ہوں 'آئے فون ففٹین تمہارے ماموں کی دکان پہ بک رہا ہے پچاس ہزار کا۔۔۔ حور کی بات فواد کے سر پہ لگی تھی کہ اس کے اتنا مہنگے فون کی قیمت وہ کیا لگا گئی تھی۔۔۔

"""" پھر کتنے کا ہیں

پانچ 'پورے پانچ لاکھ کا ہے وہ برینڈ نیو ائے فون ففٹین جو ابھی کئ لوگوں کے پاس آیا بھی نہیں ہے اور تمہاری نظر میں وہ معمولی ہے۔۔۔ ہاتھ کی پانچوں

انگلیوں کو دو دفعہ کھول کر اس کو دیکھتے وہ صدمے سے بولا "ائے فونز لور کے لیے تو یہ بات کسی شاک سے کم نہیں تھی کہ کوئی ان کے برینڈ نیو فون کو معمولی کہے۔۔۔

پیپ 'پانچ "لل 'لاکھ۔۔۔ فواد کی بات پہ وہ گرتے گرتے بچی تھی اور آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھتے تصدیق کی خاطر دوبارہ پوچھنے لگی کہ کہی اس کے کانوں نے غلط نہ سنا ہو جبکہ مقابل نے دانت پیستے اس چھٹانکی کو گھورا جس کی نظر میں وہ جھوٹا تھا۔۔۔

پکڑو اپنا یہ بیگ جو تم ڈر کے پھینک گی تھی۔۔۔۔ چہرے پہ سپاٹ سے تاثرارت سجائے وہ ہاتھ میں پکڑا بیگ اس کی سمت بڑھاتا بولا تو حور نے ایک نظر اس کے چہرے کے تاثرارت پہ ماری اور دوسری اس کے ہاتھ میں پکڑے بیگ پہ پھر آہستگی سے اپنا بیگ اس کے ہاتھ سے پکڑ گئی۔۔۔

شکریہ "اور سوری میری وجہ سے آپ کا اتنا نقصان ہو گیا میرا کوئی ارادہ""""" ۔۔۔اپنے بیگ کو صیح سلامت دیکھتے اسے مزید شرمندگی نے آن گھیرا کے اس

کی وجہ سے اس کا کتنا نقصان ہو گیا تھا اور وہ اس کے غصے سے خفا ہوتی اسے کتنی باتیں سنا گی تھی۔۔۔

اٹس او کے میرا ارادہ تمہیں گلٹی فیل کروانے کا نہیں تھا" بس آئندہ میرے فون کے بارے میں کچھ نہیں کہنا۔۔۔ اسے شرمندہ ہوتا دیکھ وہ اسے ہلکا پھلکا کرنے کی خاطر بولتا آخر میں وران کر گیا کہ اگلی بار وہ اپنے فون کے بارے میں کچھ نہیں سنے گا۔ جس پہ وہ اچھے بچوں کی طرح سر ہلاتی اپنا بیگ دیکھنے لگی۔۔۔

ویسے ہر چیز ہی اس میں موجود ہے میں نے اچھے انسانوں کی طرح تمہاری کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا اور تمہاری پرسنل ڈائری کو تو بالکل نہیں" بس یہ کچھ چیزیں ہے جو بیگ گرنے کی وجہ سے میرے پاؤں میں آن پڑی تھی۔۔۔ حور کو ہینڈ پرس چیک کرتا دیکھ وہ اپنی مسکراہٹ دباتا معصومیت سے بولا کے ایک پل کو تو کوئی واقعی ہی یہ سمجھے کے وہ اتنا ڈیسنٹ اور سوبر ہے اور جو کہہ رہا ہے بالکل سچ ہو گا

۔۔۔

یہ سب !!!!

جی یہ اپ کے پرس سے گر گئی تھی۔۔۔ہاتھ میں پکڑی چیزوں کو دیکھ کر حور کی فق ہوتی رنگت سے محظوظ ہوتے وہ اپنی مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔

پر یہ میری تو نہیں ہے "مقابل کی آنکھوں میں ناچتی شرارت کو بغیر دیکھے وہ ان چیزوں سے انکاری ہوئی جو فواد کے باقول اس کے پرس سے نکلی تھی۔۔۔

ارے ایسے کیسے نہیں ہے تمہاری "بلکہ میں ان اسٹوڈنٹس سے تمہیں کو ایگری کرواتا ہوں جو اس وقت میرے ساتھ تھے۔۔۔۔اس کے انکار پہ وہ اپنے قہقہ کو روکے ان خلائی مخلوق اسٹوڈنٹس کو بلانے کی خاطر گروانڈ کی طرف بڑھنے لگا جو کہ اس کے ساتھ اس خالی پڑے کوریڈور میں موجود تھے۔۔۔

رکے آپ 'یہ میری ہی ہے "اس کے بازو کو پکڑ کر روکتی حور شرم سے لال ہوتی بولی کہ وہ کیا سوچتا ہو گا کے وہ یہ بچوں جیسی چیزیں کھاتی ہے وہ بھی اتنی بڑی ہو کر۔۔۔

!!!!! ہاہاہا""" ویسے لڑکی تمہیں شرم نہیں ائی یہ چیزیں کھاتے ہوئے چیزیں کھانا کوئی گناہ تو نہیں ہے۔۔۔اس کو ہنستے دیکھ وہ بھی غصے میں آتی بولی

۔۔۔

بالکل گناہ نہیں ہے پر بچوں والی چیزیں کھانا تو گناہ ہی ہے اور اتنییی بڑی ہو کر کھانا تو زیادہ گناہ ہے !!!!!

مجھے پسند ہے 'اس لیے میں کھاتی ہوں اور اگے سے بھی کھاؤنگی آپ یوں میرا مذاق نہیں اڑا سکتے۔۔۔۔فواد کی خوبصورتی ہنسی کو دیکھ کر وہ مزید خفاگی دیکھاتی اس بار اس کے بازو پہ ہلکا سا تھپڑ مارتی بولی تو مقابل ایک بار پھر دلکشی سے ہنسا ۔۔۔۔

کھاؤ بالکل کھاؤ میں کونسا تمہیں روک رہا ہوں """ بلکہ میں تو خود تمہارے لیے ایک ایسا گیفٹ لایا ہو۔۔۔۔حجاب میں لیپٹے اس کے سانولے سے چہرے پہ نظریں ٹیکائے وہ مسکراتی نظروں کے ساتھ بولا اور گاڑی کا پیچھلا دروازہ کھول کر اس کے اندر ذرا سا جھکا، جبکہ وہ بھی سسپینس کے ہاتھوں ارد گرد سے گزرتے اسٹوڈنٹس کی نظروں سے بے خبر اسے دیکھ رہی تھی جواب سیدھا ہو رہا تھا۔۔۔

لٹل گرل یہ تمہارے لیے۔۔۔۔بڑی سے گولڈن باسکیٹ جو کہ ارد گرد سے سنہری نیٹ سے ڈھکی ہوئی تھی حور کی طرف بڑھاتا اسے دیکھنے لگا جو اپنی سرمائی

آنکھوں میں حیرانی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے ہاتھ میں پکڑی کو باسکیٹ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

یہ کتنی پیاری ہے۔۔۔۔لبوں پہ خوبصورت مسکان سجائے وہ باسکیٹ میں موجود چیزوں کو فراموش کیے صرف اس کی باہری سجاوٹ دیکھتے بولی جہاں سنہری نیٹ پہ سنہری ہی تتلیاں لٹکتی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

اندر کی چیزیں شاید تمہیں زیادہ پسند آئے۔۔۔۔اس چھوٹی سی لڑکی کی چھوٹی سی خوشی کو دیکھتے وہ کھل کر مسکرایا اور اس کی توجہ باسکیٹ میں موجود ان ڈھیر ساری چیزوں کی طرف کروائی جس پر شاید اس کی نظر نہیں پڑی تھی۔۔

یہ سب میرے لیے ہیں۔۔۔۔الگ الگ قسم کی ڈھیروں چیزیں دیکھتے اس نے ایک بار پھر کنفرم کرتے پوچھا کے شاید وہ یہ سب اپنی اس چینی گڑیا کے لیے لے کر آئے ہو اور اسے صرف دیکھا رہا ہوں۔۔

!!!! بالکل کیونکہ میرے سر کل میں یہ بچوں والی چیزیں صرف تم ہی کھاتی ہو

پر میں کیوں لوں آپ میرے بھائی لگتے ہیں کیا۔۔۔ان سب چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتے اپنے دل کو مارتی وہ تھوڑا اکڑ کر بولی، غصہ ابھی بھی جوں کا توں تھا۔۔۔

میں تو نہیں لگتا البتہ جو لگتا ہے نہ اسے ضرور بتاؤنگا کہ اس کی یہ سنجیدہ اور ڈیسنٹ سی بہن کیا گند بلا کھاتی ہیں۔۔۔اس کی آنکھوں میں ابھرتی چمک وہ باخوبی دیکھ چکا تھا تبھی اب کہ وہ اسے بلیک میل کرنے پہ اترا۔۔۔

!!!!! آپ ایسا کچھ نہیں کرینگے

اگر تم چاہتی ہوں کہ میں ایسا کچھ نہیں کروں تو شرفت سے اسے رکھ لوں ورنہ میں نے تمہارے بھائیوں کے ہاتھ ہی یہ پارسل تمہارے گھر ڈلیور کروانا ہے ۔۔۔زبردستی اس کے ہاتھوں میں باسکیٹ تھمائے وہ اسے حارث کے نام سے فل دھمکا رہا تھا۔۔۔

آپ چاہتے ہیں کہ سب میرا" مذاق بنائے۔۔۔رونی صورت بنائے وہ بے بسی سے بولی، ابھی تو ایک کو پتہ چلا تھا اگر وہ کلاس میں یہ سب لے جاتی تو اس کی

سب کے سامنے کتنی انسلٹ ہوتی اور مذاق الگ بنا تھا، یہ سوچ ہی اسے پریشان کررہی تھی۔۔۔۔

میں گاڑی میں رکھ رہا ہوں خبردار اگر اوف کے وقت تم اسے لیے بغیر بھاگی۔۔۔۔ٹوکری کو واپس سے پیسنجر سیٹ پہ رکھتے وہ آخر میں آنکھیں دیکھاتا بولا تو وہ جھٹ سر ہلا گئی۔۔۔۔

پر آپ یہ میرے لیے کیوں لائے ہیں؟؟؟

میرے سوری کرنے کا انداز سمجھو"۔۔۔۔حور کے سوال پہ وہ عام سے لہجے میں بولتا اپنی کلاس کی طرف بڑھا، جبکہ وہ پیچھے یونہی ٹکٹکی سی باندھے اس کی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی آج سے پہلے اسے اس طرح سے گیفٹ دینا تو دور کی بات کسی نے منائے ہی نہیں تھا، مگر جسے وہ مغرور اور پیسے کا گھمنڈ کرنے والا سمجھتی تھی اس نے بے شک منہ سے سوری نہیں کہا تھا پر جاتے جاتے وہ جاتا گیا تھا کہ وہ سوری کر رہا تھا اپنے رویہ کی اور یہ احساس ہی اس کے لیے کتنا خوش کن تھا

۔۔۔

لڑکی اب کیا بت بنے کھڑی ہو "لیٹ نہیں ہو رہی یا ساری کلاسسز بنک کرنے کا ارداہ ہے۔۔۔اپنی پشت پہ پڑتی اس کی نگاہوں کی تپش سے وہ واپس مڑنے پہ مجبور ہوتا پلٹا تو گاڑی کے قریب اسے خود کو محویت سے تکتا پایا، جس پہ وہ سر نفی میں ہلاتا اس کے قریب آتا تنقیدی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولا، تو مقابل کی آواز سنتے وہ اپنے حواس میں واپس لوٹی اور جلد سے سر نفی میں ہلاتی اپنی کلاس کی طرف بھاگی، جبکہ اس کو بھاگتا دیکھ یکدم اس کی آنکھوں میں سرد پن اتار۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اُڑنے دے ان پرندوں کو آزاد فضاؤں میں غالب۔۔۔جو تیرے اپنے ہوں گے لوٹ آئیں گے کسی روز۔

نماز سے فارغ ہوئی وہ باہر لاونج میں آئی جہاں توقع کے برعکس کافی خاموشی تھی کیونکہ خواتین مارکیٹ گئی ہوئی تھی جبکہ گھر میں موجود مرد حضرات نماز ادا کرنے، خاموش پڑے لاونج پہ نظر دوڑاتی اس سے پہلے وہ اپنے کمرے میں جاتی اچانک اس کی نظر سٹینگ ایئرے میں بیٹھے داؤد پہ پڑی جو دونوں ٹانگوں کو صوفے کے اوپر رکھے بیٹھا تھا اور گود میں رکھی کسی کتاب میں بری طریقہ سے غرق تھا۔۔۔

آج سورج کہی مغرب سے تو نہیں نکلا جو داؤد سکندر آج ہاتھ میں موبائل کے بجائے کتاب تھامے ہوئے ہیں۔۔۔اس کے جھکے سر پہ وہ ایک تنقیدی نظر ڈالتے سوچنے لگی کیونکہ ایسا دن تو سال میں ایک بار ہی دیکھنے کو ملا کرتا تھا جب وہ تراب کی ڈانٹ اور اپنے باپ کی مار سے ڈرتے پیپروں کی تیاری کرنے بیٹھا کرتا تھا۔۔۔

ہائے کہی نکاح کی خوشی میں ہمارا یہ سڑیل کزن پاگل تو نہیں ہو گیا۔۔۔وہ وہی کھڑی داؤد کی مینٹل اسٹیٹ پہ تبصرے کر رہی تھی پھر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس کی طرف بڑھی۔۔۔

اوئے کدو کیا کر رہیں ہو۔۔۔اس کے قریب پہنچتے روحی اس کا کندھا جھنجھوڑتے بولی تو وہ جو اپنے کام میں مگن تھا ایکدم اس آفتاد پہ بوکھلا گیا۔۔۔

تم پاگل ہو بھنڈی" تمہاری یہ ڈراؤنی شکل دیکھ کر ابھی میرا ہارٹ فیل ہو جاتا ۔۔۔آنکھیں نکالتے وہ غصے سے گویا ہوا مگر مقابل کوئی اثر لیتی دھپ سے صوفے پہ گری۔۔۔

یہ کیا جنگلی پنا ہے 'اٹھو یہاں سے۔۔۔۔اس کو اپنی ڈائری میں جھانکتا دیکھ کہنی سے اسے پیچھے کی طرف دھکیلتا وہ اسے مینرز بتا رہا تھا جو خود ایک نمبر کا مینرز لیس انسان تھا۔۔۔۔

کیوں کیا یہ صوفہ تمہارے جہیز میں آیا ہے۔۔۔۔مزید صوفے پہ پھیلتی وہ اسے زچ کرنے کو بولی 'آج وہ اپنی ماں کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے اس سے گن گن کر بدلا لینا چاہتی تھی۔۔۔۔

میرے جہیز میں نہیں آیا تو یہ تمہاری بھی ملکیت نہیں ہے اس لیے تمیز سے بیٹھنا ہے تو بیٹھو ورنہ پھوٹو یہاں سے۔۔۔۔وہ اپنی ٹانگ پہ رکھی اس کی ٹانگوں کو غصہ

سے جھڑکتا بولا اور واپس سے ڈائری کھول گیا مگر اس کی نگاہوں سے دور کرتے

۔۔۔

""""" ویسے کیا لکھ رہیں ہو اپنی وصیت

تمہاری موت۔۔۔۔جواب برجستہ آیا تھا جس پہ اس نے اپنی مسکراہٹ دبائی

داؤد سکندر کی سنجیدگی بتا رہی تھی کہ کام بہت ضروری ہے اور اس ہی ضروری

کام کو خراب کرنے میں مرحا یوسف کو دلی سکون ملنا تھا۔۔۔

اچھا ہمیں علم نہیں تھا کہ تم نے موت کے فرشتے کے ساتھ پاٹنر شیپ کر لی ہیں

۔۔۔اس کے غصے سے محظوظ ہوتے اس نے بار پھر ڈائری دیکھنے کی کوشش کی

پر وہ فورا اسے بند کرتا ہاتھ اوپر کر گیا۔۔۔

مسئلہ کیا ہے آخر تمہارے ساتھ "کتنے سکون سے میں اپنا کام کر رہا تھا تمہارا آنا

ضروری تھا کیا !!!!

ہمارا مسئلہ یہ ہے جب تلک دیکھاؤ گے نہیں ہم یوں ہی سسپینس میں ہی مبتلا

رہتے تمہیں تنگ کرتے رہیں گے۔۔۔داؤد کے جھنجھلاتے لہجے میں پوچھنے پہ وہ

فوراً اس کے ہاتھ میں پکڑی ڈائری کی طرف اشارہ کرتی بولی """اس میں تجسس پیدا ہو رہا تھا کہ آخر وہ ایسا کونسا کام کر رہا تھا جو یوں چھپا رہا ہے۔۔۔

میں شاعری کر رہا ہوں بس خوش 'اب نکلتی بنو۔۔۔۔انکھیں بند کر کے کھولتے وہ اپنا سیکرٹ جو اس 'بی بی سی نیوز سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا فورا بتا گیا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ جونک اس کی جاں اتنی آسانی سے چھوڑنے والی نہیں تھی

۔۔۔

شاعری سرئیسلی کدو"۔۔۔آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھاڑے وہ مقابل سے تصدیق کرنے کی خاطر بولی۔پر اپنی خوشی میں وہ یہ پوچھنا تو بھول ہی گئی کہ وہ کب سے شاعری کرنے لگا گیا جسے اُردو ہی ڈھنگ سے نہیں اتی۔۔

تمہیں پتہ ہے ہمیں کتنااااشوق ہے کہ ہمارا بھی کوئی کزن شاعر ہو اور ہم اپنی فرینڈز کو فخر سے بتایا کے فلاں شاعر ہمارا کزن ہے """اووومائے گوڈ آئم سو سو ہیپی۔۔۔اس کے سنجیدہ سے ہاں پہ وہ دونوں ہاتھوں کو گالوں پہ جماتی چمکتی آنکھوں اور مسکراتے لبوں سے بولنا شروع ہوئی تو بولتی ہی چلی گی جبکہ اس کو اپنی سوچ کے برعکس خوش ہوتا دیکھ وہ بھی مسکرا گیا۔۔۔

تم سنو گئی ؟؟؟

ہاں ہاں 'تم سناؤ۔۔۔ شاعری پڑھنے کا شوق رکھنے والی کہ لیے تو یہ موقع غنیمت تھا کہ ایک شاعر اسے اپنی شاعری سب سے پہلے سنانے والا تھا۔۔۔

عرض کیا ہے '۔۔۔ مرحا کو سامع تابع بنتا دیکھ اس نے اپنا گلہ کھنکارا۔۔۔

یوں مجھے کب تلک سہو گے تم کب تلک مبتلا رہو گے تم،

دردِ مندی کی مت سزا پاؤ اب تو تم مجھ سے تنگ آ جاؤ،

میں کوئی مرکزِ حیات نہیں وجہِ تخلیقِ کائنات نہیں،

میرا ہر چارہ گر نڈھال ہوا یعنی 'میں کیا ہوا وبال ہوا،

داعی 'غم کے ہجوم سے نکلے اور جنازہ بھی دھوم سے نکلے،

اور جنازے میں ہو یہ شورِ حزیں آج وہ مر گیا جو تھا ہی نہیں۔۔۔

کیسا"""""۔۔۔اپنی غزل کا اختتام کرتے وہ خود کی طرف دیکھتی مرحا سے مخاطب ہوا جس نے کوئی خاص رسپونس ہی نہیں دیا تھا۔۔۔

شرم تو نہیں آتی کسی اور کی غزل کو اپنا کہتے ہوئے۔۔۔۔ آنکھوں میں سرد پن لیے وہ اسے شرم دلاتی ہوئی بولی تو مقابل نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

""""" یہ میری

یہ جون ایلیا کی غزل ہے لعنتی شخص 'جس میں تم اپنے نام کا ملتہ لگائے اپنی غزل کہہ رہیں ہو۔۔۔اس کے جھوٹ کے مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ صوفے سے اٹھتی طنزیہ بولی پر مقابل نے کوئی اثر نہ لیا۔۔۔

""""" تمہیں بڑا پتہ ہیں کہ جون ایلیا کون ہے

جتنے تمہارے سر پہ بال ہے نہ اتنے ہم نے شاعر پڑھ رکھے ہیں لگی سمجھ۔۔۔۔ کمر پہ ہاتھ ٹیکائے وہ اس بار فخریہ بولی۔۔۔۔

اب تم زیادہ پھینک رہی ہو۔۔۔داؤد نے ایک نظر اس کی ہائیٹ پہ ماری اور دوسری اس کے دعوے پہ۔۔۔۔

تو تم لا پیٹ لو " مگر خبر دار اب جو کسی مشہور شاعر کی شاعری چوری کی اور جون """"" ایلیا کی تو ہر گز نہیں

تمہیں بڑی جون سے رغبت ہے کہی تم اس کی روح تو نہیں 'ویسے دیکھنے میں لگتی بھی تم اس ہی جیسی ہو۔۔۔اسے بار بار جون صاحب کی طرف داری کرتا

دیکھ اس بار وہ اسے چڑانے کی غرض سے بولا تو مقابل کی سرخ و سفید رنگت مکمل سرخ ہوئی۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی دا گریٹ جون کے بارے میں یوں بولنے کی ہاں۔۔۔۔

چھوٹے سے ناک کو پھولاتی وہ دھواں دھواں ہوتا چہرہ لیے اس کی سمت بڑھتے بولی۔۔۔

مطلب تم مناتی ہوں کہ تمہاری شکل اس لائق نہیں ہے کہ کسی کو تم میں ملایا جاسکے۔۔۔ موت کو اپنی طرف آتا دیکھ بھی وہ باز نہ آیا تھا اور صوفے سے اٹھ کر بھاگتے ہوئے وہ ایک بار پھر اسے تنگ کرنے سے پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔۔۔

داؤد سکندر آئے وانا کیل یو""""" ۔۔۔اس کی بات کی سمجھ لگتے ہی وہ صوفے پہ پڑا کشن اٹھا کر اس کے پیچھے بھاگتی چلائی جس پہ وہ بغیرتوں کی طرح ہنستا اوپر کی طرف بھاگا تو وہ بھی ہاتھ میں کشن پکڑے سڑھیوں کی طرف لپکی اب ممکن تھا ان کے اس چوہے بلی والے گیم کا اینڈ کوئی بڑا ہی آکر کرتا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اُن کو بھی ہم سے محبت ہو ! ضروری تو نہیں۔۔ایک سی دونوں کی حالت ہو !
ضروری تو نہیں۔

وسیع سبز زارہ پہ گرتی سورج کی نرم گرم شعائیں بھلی سی معلوم ہو رہی تھی۔
چونکہ نیلا اُفق بادلوں سے بھرا پڑا تھا جس کے باعث دھوپ نرم سی تھی اور ٹھنڈی ہوائیں بھی چل رہی تھی۔ لنچ ٹائم ہوا تو انھوں نے کیفیٹریا کے بجائے اپنے پراڈائیز پوائنٹ کا انتخاب کرتے وہاں کی راہ لی جہاں ان چاروں کے علاوہ کوئی نہیں آتا تھا۔

داؤد کے نکاح پہ کیا وئیر کرنے کا سوچا ہے تو نے ؟۔۔۔ سبز نرم گھاس پہ نیم دارز درید نے اپنے سامنے بیٹھے فواد کو دیکھتے پوچھا جو درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔

سوچ رہا ہوں اس بار کچھ ڈیفرینٹ ٹرائے کرتے ہیں۔۔۔اڑتے بادلوں پہ نظریں ٹیکائے فواد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

میری مان تو بولڈ سی ساڑھی پہن۔لے "قسم سے لوگ تجھے ہی دیکھے گے۔۔۔
معتصم نے سنجیدہ تاثرات لیے فواد کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے یوں کہا جیسے کوئی اچھا مشورہ دینے لگا ہو مگر جب بولا تو نہایت واہیات بولا تھا۔۔
اور تو بیکنی پہن لے "" تجھ پر تو سوٹ بھی بہت کرے گی۔۔۔وہ بھی پھر دوبدو بولا تو معتصم بے باکی سے ہنس پڑا۔۔
اوئے خبیث تو کس ماں کے ساتھ لگا ہوا ہے ؟۔۔حارث کو فون میں مدغم ہوئے دیکھ درید نے پاس پڑی کتاب اٹھا کر اس کی طرف پھینکتے ہوئے کہا تو وہ بیچارا کتاب لگنے سے اپنا بازو مسلتا بولا۔۔
یار حور کا نمبر ٹرائے کر رہا ہوں مگر وہ اٹھا ہی نہیں رہی" یہ نہ ہو وہ ہمیں پوری یونی میں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔۔پریشانی سے ماتھا مسلتے اس نے فکر مندی سے کہا کیونکہ وہ کب سے اس کا فون ٹرائے کر رہا تھا مگر بند جا رہا تھا۔۔۔
چلا آاس کی کلاس چیک کر کے آتے ہیں !۔۔درید نے نیچے سے کھڑے ہوتے حارث کو ساتھ چلنے کا کہا ساتھ اپنی پینٹ جھاڑنے لگا تو وہ سر اثبات میں ہلاتا کھڑا ہوا جبکہ وہ دونوں بھی ساتھ ہی اٹھے۔۔۔

تم دونوں کہاں ؟؟۔۔۔ فواد اور معتصم کو بھی بیگ کندھے پہ ڈالتے دیکھ درید نے اچنبھے سے پوچھا۔۔۔

ساتھ ہی چلتے ہے پھر وہی سے براؤنی کو لیے کیفیٹریا چلے گیے "بھوک لگ رہی ہے شدید۔۔ جواب معتصم۔ کی طرف سے آیا تو وہ ایک کھاجانے والی نظر اس بھوکڑ پہ مارتے یونی کی مین بلڈنگ کی طرف بڑھے۔۔

لیکچر اوور ہونے کی بیل ہوئی تو رفتہ رفتہ کرتے تمام اسٹوڈنٹس کلاس سے نکلتے چلے گیے کیونکہ ایک ساتھ ہوئے چار پانچ لیکچرز نے بیچارے مظلوم اسٹوڈنٹس کا دماغ گھما کر رکھ دیا تھا۔

تم چل نہیں رہی حور۔۔۔ سکینڈ رو کی تھرڈ بینچ پہ بیٹھی حور کی دوست نے اپنا سامان سمیٹتے ہوئے اس سے پوچھا کیونکہ وہ کیفیٹریا جا رہی تھی۔۔۔

نہیں یار مجھے اپنا اسائیمنٹ کمپلیٹ کرنا ہے" سر مشتاق والا۔۔ پیج کے فرنٹ پہ ٹوپک کی ہیڈنگ ڈالتے حور مصروف سا بولی۔۔۔۔

دو دن کا ٹائم دیا تو ہے سر نے۔۔اس کی کلاس میٹ نے اسے آج ہی آسائیمینٹ سے نبرد آزما ہوتے دیکھ کہا۔۔۔

یار فری میرے ٹیوشن کے بچوں کے پیپرز ہو رہیں گھر جا کر تو بالکل ٹائم نہیں ملتا اس لیے سوچا کہ اب لاسٹ کے دو لیکچرز فری ہے تو اس میں کمپلیٹ کر لوں ۔۔۔ حور نے کتاب کے پنے پلٹتے بتایا۔ نظریں کاغذ کے ان صفحوں میں کچھ تلاش رہی تھی۔۔

تو تم لانچ نہیں کر رہی" دو بج رہیں ہیں !۔۔۔ فری نے کلائی میں پہنی گھڑی پہ نظر مارتے پوچھا۔ آج ان کا فرسٹ لیکچر نو بجے شروع ہوا تھا اور اس کے بعد ایک ساتھ کئی لیکچرز ہوئے تھے اور ایسے میں اب وہ پھر یہ آسائیمینٹ لے کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

تھیوری ورک کر لوں پھر آتی ہوں ؟۔۔۔

چلو تمہاری مرضی "زیادہ دیر اکیلا نہ بیٹھنا کلاس میں۔۔۔بیگ کندھے پہ لٹکائے فری نے اس کے لیے فکر مند ہوتے کہا تو حور نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا جبکہ وہ باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

اللہ تعالی جی ایک تو پوری کلاس میں کوئی نہیں اور اوپر سے میرا فون ہو چکا ہے میں حارث بھائی کو کیسے بتاؤں "اپسرا کی بچی تم مجھ سے بچو گی نہیں۔۔۔وسیع کلاس میں ہوتی سائیں سائیں کو محسوس کرے حور نے سہم لہجے میں کہتے پاس پڑے فون پر نظر ثانی کی جو کہ ہمیشہ وقت پہ ٹائم نہیں آتا تھا کیونکہ اپسرا میڈم اس کی چارگنگ اتنی چھوڑتی ہی نہیں تھی کہ وہ بروقت حور کے کام آسکے۔۔۔

بس حور یہ تھیوری مکمل کرلوں جلدی سے یہ نہ ہو کہ وہ چاروں غصہ ہو جائے ۔۔ان چاروں کی ناراضگی کا سوچتے اس کے ہاتھوں کی رفتار میں تیزی آئی کیونکہ وہ اپنے ان چار گارڈز کو قطعی ناراض نہیں کرسکتی تھی۔۔۔

اور بتا یار مس نوشین کی سروسز کیسی رہی پھر۔۔اپنے اگے چلتے اس غرور کے پیکر کو دیکھتے عدیل نے معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بس یار کیا بتاؤ نشہ چڑھا نہیں صیح سے "بیکار تھی تیری چوائس """۔۔ سکائے رنگ کی جینز جو کہ اگے سے کافی ڈیمج تھی اس پر وائٹ شرٹ پہنے جس کے کھلے بٹنوں سے اس کا چوڑا سینہ نمایاں ہو رہا تھا، بکھرے سیاہ بالوں میں پیچھے پونی ڈالے مغرور نقوش لیے جاذب اختر نے ناامیدی سے سر نفی میں ہلاتے بتایا۔۔

شکل سے تو پوری توپ چیز لگتی تھی !۔۔۔ کلاس میں داخل ہوتے جاذب کے پیچھے آتے عدیل نے داڑھی کھجاتے ہوئے کہا تو جاذب نے گردن ہلاتے ہنکار بھرا۔۔

بس ساری توجہ اس کی میک اپ پر ہی تھی "سا""" میرا کتنا وقت برباد کر گئی۔۔۔ اپنی مخصوص جگہ پہ آ کر بیٹھتے جاذب نے پچھلی گردن رب کرتے غصے سے کہا تو کلاس کے دوسرے کونے پہ بیٹھی حور سہمی۔۔

چل چھوڑ """ دفعہ کر۔۔ اس کے اگے آ کر کھڑے ہوتے عدیل نے جانے انجانے میں حور کو اپنے پیچھے کور کر لیا تھا جبکہ اس کی بات پر جاذب نے ایک احتیاط بھری نظر کلاس کے گیٹ پہ مارتے ڈیسک اور دیوار کے درمیان ذرا سی

جگہ پہ ہاتھ پھساتے دو انگلیوں کی مدد سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکالتے بینچ پہ رکھا ساتھ جیب میں ہاتھ ڈالتے سگریٹ نکالی جو کہ عام سگریٹ ہر گز نہیں تھی۔۔

دھیان رکھنا دروازے کا۔۔۔اس چھوٹے سے پیکٹ کو کھولتے جاذب نے عدیل کو دروازے کا دھیان رکھنے کا کہتا خود اس پیکٹ میں موجود سفید پاؤڈر کو اس خالی سگریٹ میں بھرنے لگا۔دو منٹ میں کام ختم کرتے اس نے وہ پیکٹ پھر اس ہی جگہ پہ چھپایا اور ریلکس سے انداز میں ڈیسک پہ کمر ٹیکاتے سگریٹ کو جلا کر لبوں میں دباتے ایک گہرا کش بھرا۔۔

سکون""""۔۔۔سگریٹ کے ایک کش سے جسم میں اترتے سکون کو محسوس کرتے اس نے آنکھیں موندی جبکہ عدیل اب بھی یونہی ان دونوں کے درمیان میں کھڑا تھا۔جبکہ کلاس میں بھرتے دھواں کو محسوس کرتے حور نے منہ پر ڈوپٹہ رکھا۔۔

پیے گا""""۔۔سرخی ہوتی آنکھوں کو کھولتے جاذب نے انگلیوں میں دبا سگریٹ عدیل کی سمت بڑھاتے پوچھا تو وہ فورا سر نفی میں ہلا گیا۔اس نے کبھی عام سگریٹ نہیں پی تھی کجا کہ یہ ڈرگز سے بھری پیتا۔۔۔

زندہ کیسے ہیں تو"" مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی۔۔عدیل کی نشہ ،ڈر گزاور خاص طور پہ لڑکیوں میں عدم۔دلچسپی کو دیکھتے جاذب نے تھوڑی کھجاتے ہوئے پوچھا

۔۔

میرا باپ تیرے باپ جتنا امیر ہر گز نہیں ہے کہ بیٹے کے اسکینڈلز کو افورڈ کر سکے۔وہ تو پولیس کے پکڑنے سے پہلے ہی مجھے خود اندر کروادے گا۔۔جاذب کی بات پہ عدیل منہ بناتا ہوا بولا کیونکہ ہر آئے دن جاذب اختر کا ایک نیا اسکینڈل میڈیا پر گردش کر رہا ہوتا تھا مگر مجال تھی کہ اس کے باپ نے کبھی اسے سپورٹ کرنے سے منع کیا ہو ابلکہ ہر دفعہ وہ اس کے میس کو بڑے محتاط انداز میں کور کر جاتے تھے اور یہ ہی اگر اس کا باپ ہوتا تو بچانے کے بجائے خود اسے پولیس کی کسٹڈی میں دیتے۔۔

ہاہاہاہا"""" یہ تو ہے میرا باپ ہے بڑا اچھا آدمی""۔۔عدیل کی بات سنتے خالی پڑے کلاس روم میں اس کا وحشت سے بھرا قہقہ گونجتا حور پہ کپکپی سی طاری کر گیا۔وہ اب پچھتائی تھی کلاس میں اکیلے رکنے پہ۔۔

چل آ چلیے۔۔ سگریٹ ختم کر کے اس کے بقیا جات کو کھڑکی سے باہر پھینکتے جاذب نے کھڑے ہوتے کہا تو عدیل سامنے سے ہٹا تو اچانک اپنی شرٹ اور بال س درست کرتے کی نظر کلاس کے دوسرے کونے کی بینچ پہ بیٹھی سہمی سی حور پہ پڑی۔۔

اوو تو حجابن باجی بھی یہ ہی پر ہے !! بندہِ کم تر کو پتہ ہی نہیں چلا۔۔ حور کی طرف دیکھتے اس کی سرخ آنکھوں میں کمینگی سی اتر آئی۔۔

چھوڑ جاذب وہ تیرے ٹائپ کی نہیں ہے !۔۔ عدیل نے اسے حور کی طرف بڑھنے سے روکتے کہا۔ کیونکہ وہ اس کی غلیظ عادت کو اچھے سے جانتا تھا۔

جاذب اختر ہر ڈیفرنٹ چیز کو چکھنے کا شوق رکھتا ہے۔۔۔ أنکھوں میں غلاظت لیے وہ عدیل کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کو دھکیلے حور کی طرف بڑھا جسے اپنی طرف آتا دیکھ حور خوف لرزی۔۔

کیسی ہے مس حجابن """ ۔۔اس کے قریب أتے وہ ڈیسک پہ دونوں ہاتھ جمائے قدرے اس کی طرف جھکتے بولا تو اس کے منہ سے آتی مہک کو محسوس کرتے حور کا جی متلایا۔۔

پپ "پلیز مم 'مجھے چھوڑدو!!۔۔مقابل کی سرخ آنکھوں میں چھائی شطانیت کو دیکھتے حوراس کے اگے ملتجائی ہوئی۔۔

ارے چھوڑ بھی دوں گا پہلے پکڑ تو لوں ""۔۔حور کی سہمی سی پکار پہ وہ جی جان سے ہنستا ہوا بولتا اس کے قریب بیٹھا تو وہ اپنے ڈوپٹہ پہ گرفت مضبوط کیے مزید خوفزدہ ہوتی دیوار میں سمائی۔۔

چھوڑ دے جاذب ""۔۔اس معصوم کی پکار پہ دھڑکتے دل کے ساتھ عدیل نے اسے اس کے ارادوں سے باز رکھنا چاہا۔۔

چپ کر تو اور نکل یہاں سے ""۔۔عدیل کی بات سنتے وہ غصے سے دھاڑتا بولا تو حوراس کے خوف کپکپاتی دیوار میں سمانے کی کوشش کرنے لگی۔دل نے آج شدت سے دعا کی تھی کہ کاش آج یہ دیوار اس کے وجود اور عزت کو خود میں سمولے ""اس درندے سے بچالے " مگر اس کی دعا قبول نہیں ہوئی تھی،اس سنگ دل دیوار میں کوئی شگاف پیدا نہیں ہوا تھا جو حور ذوالفقار کو پناہ دے سکے

جاذب تو"""""۔۔۔عدیل نے دیوار سے چپکی کپکپاتی حور کو دیکھتے عدیل نے پھر اسے روکنے کی کوشش کرنی چاہی۔۔۔

آئی سیڈ گیٹ آؤٹ عدیل!! وہ اس بار پورے زور سے چلایا تھا جسے سنتے وہ بے ساختہ چیخ اٹھی تھی جبکہ عدیل بے بس سا ہوتا باہر کی طرف بڑھا۔وہ مجبور تھا اس رئیس باپ کے بگڑے بیٹے کے سامنے کیونکہ اس کی اتنی مہنگی یونیورسٹی کی فیسیں جاذب اختر ہی بھرتا تھا۔وہ خود تو اتنے عالیشان خاندان سے تھا ہی نہیں کہ یہاں پہنچ پاتا سکتا۔۔

ہو تو تم بہت پیاری"""بس رنگت تھوڑی کالی ہے"مگر چلو خیر ہے تھوڑا وقت ہی گزرنا ہے"۔۔آنسوؤں سے نم ہوئے اس کے چہرے کو دیکھتے جاذب نے معنی خیزی سے کہتے اس کے مزید قریب ہوا تو وہ مزید دیوار میں سمائی۔۔۔

پلیز"""مم"مجھے جج"""جانے دو"""تم"تمہیں خدا""کا واسطہ۔۔ڈوپٹہ کو موٹھیوں میں جکڑے وہ اس کے اگے فریادی ہوئی۔دل نے شدت سے دعا کی تھی کہ کہی سے وہ چاروں آجائے۔۔

ارے میری" جان چھوڑ بھی دوں گا""" پہلے قریب تو آؤ۔۔اسے خود سے دور ہوتا دیکھ جاذب نے ایک ہی جست میں اس کی کمر کے گرد بازن حمائل کرتے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ بری طریقے سے اس کے وجود کا حصہ بنی۔۔

چھوڑ دوں"""" جانے دو مجھے گھٹیا انسان"""" چھوڑو دو"میں تمہیں جان سے مار دوں۔گی بغیرت""""۔۔اس کے ہاتھ کو اپنی کمر سے ہٹاتے وہ ہذیانی ہوتی چیخی جب ایک سنسناتا ہوا تھپڑ آتا اس کے وجود کو ہلا کر رکھ گیا۔۔

ہمت کیسے ہوئی مجھے""" یعنی جاذب اختر کو گھٹیا بولنے کی"""اب میں بتاؤں گا گھٹیا ہوتا کیا ہے۔۔اس کی نازک گردن کو اپنی وحشیانہ گرفت میں دبوچتے وہ دماغ پہ حاوی ہوتے نشہ سمیت طیش سے سرخ ہوتے چلایا تو سر پہ لیے حجاب پھسل کر شانوں پہ آن گرا۔۔

خدارا"""" رحم کرو۔۔اپنی کمر پہ رینگتا اس کا غلاظت سے بھرا لمس محسوس کرے حور گھٹی گھٹی آواز میں رحم کی بھیک مانگنے لگی مگر اس سے پہلے وہ کوئی سنگین قدم اٹھاتا پیچھے سے کسی کے کھینچنے پہ وہ حور کو چھوڑتا بری طریقے سے بینچ پہ سے نیچے گرا۔۔

حرامی """ تیری ہمت کیسے ہوئی اسے چھونے کی """ بول ہاتھ کیسے لگایا۔۔ زمین پہ گرے جاذب کے اوپر بیٹھتے پے در پے مکہ مارنے والا یہ حارث تھا جو کہ اسے لینے آیا تھا مگر کلاس کے اندر کا ماحول دیکھتے ملکوں کے خون میں ابل اٹھنے لگے اور وہ جاذب اختر پہ کسی خون آشام بلا کی طرح نازل ہو گیا۔۔

تت "تیری کیا" لگتی ہے کمینے """ تو کیوں مرا """ جا رہا ہے۔۔ دماغ پہ حاوی ہوتے نشے باعث وہ لڑ کھڑاتے ہوئے لہجے میں اپنے بے جان ہاتھوں سے حارث کے جاندار واروں کو روکنے کی کوشش کیے بولا جبکہ درید اور معتصم پر سکون کھڑے رہیں کیونکہ جتنا اس نے نشہ کیا ہوا تھا اس کے لیے حارث ملک ہی بہت تھا۔۔

خبیث کی اولاد میں تیرے یہ ہاتھ توڑ دونگا جس سے تو نے اسے چھوا تھا۔۔ وہ اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا جبکہ کچھ اس کے سر پہ نشہ حاوی ہونے لگا تھا تبھی اپنے دفع میں وہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔۔

آئی یو او کے """ حور۔۔ زارو قطار روتی حور کے قریب آتے فواد نے نرمی سے سوال کیا تو وہ معصوم خوف سے لرزتی اس کے کشادہ سینے سے لگی۔۔

وو"وہ""اس نے""مم مجھے "ب "بے حجاب کر دیا۔۔۔فواد کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچتے وہ شدتِ گریہ سے بھاری ہوتی آواز میں بولی۔۔

چھوڑ دے حارث "بس کر وہ بیہوش ہو چکا تھا۔۔حارث کو بیہوش ہو چکے جاذب کو اب بھی مار تا دیکھ درید نے پیچھے سے آتے اسے رکنے کو کہا۔۔

تم پاک تھی اور پاک ہو""گندگی کا ڈھیر تو یہ ہے""۔۔نرمی سے کہتے فواد نے اس کے کندھوں پہ گرے حجاب کو اٹھاتے اسے نرمی سے پہناتے کہا ساتھ جھک کر اس کے نم گال صاف کیے۔۔

اس "نے "پچ "چھوا بھی !! اس نے ایک اور شکایت لگائی۔۔

اب یہ کئی دنوں تک خود کو بھی چھو نہیں سکے گا۔۔۔جاذب کی ابتر ہوئی حالت کو دیکھتے درید نے تمسخر اڑانے والے انداز میں کہا۔۔

تم ٹھیک ہو بڑوانی ؟؟۔۔معتصم نے قریب آتے نرمی سے پوچھا تو اپنے گال صاف کرتے فقط سر ہلا گئی۔۔

فادی تو حور کو لے کر جا ہم ذرا یہ گندہ سمیٹو اکر آتے ہیں۔۔اس کے لرزتے وجود کو دیکھتے درید نے فواد کو یہاں سے جانے کا کہا تو وہ اس کا اشارہ سمجھتا حور کے ہاتھ

کو مضبوطی سے تھامے باہر کی طرف بڑھا جبکہ وہ تینوں اب جاذب کو ٹھکانے لگانے کا سوچنے لگے۔۔

کیا لوگ کہیں گے "کا گُماں کس لیے ہر وقت؟۔۔۔کچھ دیر زمانے کو بُھلا کیوں نہیں دیتے !

دیکھائے کیا کیا لائے ہیں"""۔۔۔تینوں خواتین کو صوفوں پہ بیٹھتا دیکھ دوسرے صوفے پہ برجمان روحی نے الگ الگ برینڈز کے انگنت شوپینگ بیگز پہ ایک اشتیاق بھری نگاہ ڈالتے حکمانہ کہا۔۔۔
جب کوئی باہر سے اتا ہے تو اسے ایک گلاس پانی کا پوچھ لیتے ہے۔۔۔۔میڈم کو صوفے پہ پھیل کر فرانچ فرائز کھاتا دیکھ ہمیشہ کی طرح حورے بیگم نے ٹوکا۔
اسے خود تو شرم آنی نہیں تھی اور انھوں نے جب تلک اسے شرم دلا نہیں دینی تھی روکنا نہیں تھا۔۔

اوئے تمہارے نکاح کی شاپینگ ہو رہی ہے نہ تو اٹھو شاباش پانی پلاؤ'' دیکھو تمہاری بیوی کی شاپینگ کے چکر میں کیسی تھکی پڑی ہیں ہماری معصوم مامی جان 'ز ۔۔۔ خود اٹھنے کے بجائے ٹی وی کے اگے بیٹھے داؤد کو وہ اس کی ذمہ داری یاد کرواتی فکر بھرے لہجے میں بولی اور ایک نظر تھکی پڑی اپنی مامیوں کی طرف دیکھنے کا کہا تاکہ وہ احساس کرتا ناچاہتے ہوئے بھی اٹھ جائے ۔۔۔

یہ لڑکیوں کے کام ہے ۔۔۔ میڈم کا حکمانہ لہجا سنتے وہ وہی سے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتا اسے اسے جتلا گیا کہ یہ سب کام کس کے ہیں ۔۔۔۔

!!!! تو پھر نکاح بھی صرف لڑکیوں کے ہی ہونے چاہیں

ہاں تو کروں نکاح اور نکلو اس گھر سے ۔۔۔۔ جتاتی نظروں سے بولتا وہ ٹی وی کا وُلیم تیز کر گیا تاکہ اس کی جوابی کاروائی سے اس کے نازک کان محفوظ رہ سکے

۔۔۔

تمہیں تو میں دیکھ لونگی سڑے ہوئے کدو ۔۔۔۔ اس کی تیز آواز کرنے والی حرکت پہ وہ سر سے پیر تک سلگتی بولی پر دوسری طرف سکون تھا جیسا کچھ سنا ہی نہ ہو ۔۔۔

کیا ہے 'لا رہیں ہے نہ """"---حورے بیگم کی تنبی کرتی نظروں سے خائف ہوتی وہ چپس کی پلیٹ میز پہ پٹھکتی ہوئی اٹھی اور پیر پٹکتی ہوئی کیچن کی سمت بڑھی، جبکہ دوسری طرف ٹی وی سے نظریں ہٹائے داؤد سکندر نے مسکراتے ہوئے اس چڑیل کی پشت کو دیکھا---

""""""" اوئے جاشکار بے یار و مددگار پڑا ہے

اگر اس کی مالکن آگئی نہ تو میرا شکار ہو جانا ہے---داؤد کی بات پہ حیدر نے ایک نظر کیچن کے دروازے پہ مارتے کہا جہاں وہ چڑیل منہ سے آگ اگلنے کو تیار بیٹھی تھی---

کچھ نہیں ہوتا جا' جتنی وہ پھوہڑ ہے نہ تین گلاس پانی لانے میں کم از کم پندرہ منٹ تو لے گئی اور جب تک ہم شکار کر چکے ہونگے---مرحا کی ہڈ حرامی دیکھتے اور دوسری نظر گھڑی پہ مارتے وہ حتمی لہجے میں بولا جیسے اس کے بتائے گے وقت سے وہ ایک منٹ بھی اوپر نیچے نہیں ہو گئ----

ساتھ کیچپ ضرور لانا۔ شکار کی ہوئی چیز کیچپ کے بغیر یوں ہے جیسے دسمبر کی سرد شام ہو اور ساتھ چائے نہ ہو--حیدر کو دشمن کے علاقے کی طرف بڑھتا

دیکھ وہ پیچھے سے ہانک لگائے بولا تو کیٹ بلا گر کی چال چلتے حیدر نے تھمبز اپ کا اشارہ دیا کہ کام ہو جائے گا۔۔۔

پانی فریج سے نکل رہی ہو یا کنویں سے۔۔۔ محض پانی لانے میں اسے اتنی دیر کرتا دیکھ حورے بیگم نے کیچن کی سمت نظریں کیے طنزیہ آواز لگائی۔اس لڑکی کو ذرا احساس نہیں تھا کہ اب ایک مامی اس کی ساس بننے جا رہی ہے تو کم از کم اب ہی اپنا پھوہڑ پن کم کر دے۔۔۔

کیا ہو گیا ہے تم ہر وقت صرف میری بچی کے ہی پیچھے پڑھی رہ کرو۔۔۔اپنی ہونے والی نازک سی بہو کی شامت آتی دیکھ زبیدہ مامی خفاگی بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوئی۔۔۔

کوئی نہیں پہلے کم بگڑی ہوئی ہے آپ مزید بگڑا لے میرا کیا بھگتنا آپ ہی نے ہے "اور خبر دار بھابھی جو بعد میں اپنی چہیتی کے سلیقہ شاری کے رونے لیے آپ میرے پاس آئی !!!

ہاں نہیں آئے گے ہم دیورانی جیٹھانی ہے نہ بس تم ہماری بچی پہ زیادہ روعب نہ جماؤ۔۔۔حورے بیگم کی بات پہ سبین مامی ہنستی ہوئی بولی توان کا دل چاہا اپنا سر پیٹھ لے۔۔۔

بس آپ لوگوں کی ہی حمایت پہ وہ اتنی کم چور بن گئی ہے "اس کی عمر کی لڑکیاں پورا پورا گھر سنمبھالتی ہے اور ایک یہ ہے جسے ابھی تک ہم سنمبھال رہیں ہے ۔۔۔سبین مامی اور زبیدہ مامی کو اپنی باتوں پہ ہنستا دیکھ وہ کیچن سے ڈش لے کر نکلتی مرحا کو اپنی گھوریوں کے حصار میں لیے بولی تو بدلے میں اس نے مدد طلب نظروں سے اپنی مامیوں کی طرف دیکھا۔۔۔

رہنے دو حورے پتہ نہیں وہ کونسی لڑکیاں ہے جو اس عمر میں گھر سنمبھال رہی ہے "

ہاں تم خود کا ہی زمانہ یاد کرلوں تمہیں ناول اور ڈائجسٹ پڑھنے کی کتنی عادت لگ گئی تھی کہ پڑھائی پہ بھی صیح سے توجہ نہیں دیتی تھی کام کاج تو دور کی بات، مگر میری بچی کو تو ایسی کوئی عادت نہیں ڈلی اور پڑھائی میں بھی ان نمونوں سے اچھی ہے 'پر پھر بھی تم ہر وقت اس کے پیچھے ہی پڑھی رہا کرو۔۔۔مرحا کو بے

چارگی سے اپنی طرف دیکھتے زبیدہ مامی ڈش میں سے پانی کا گلاس لیتی ان کی کہی بات کی نفی کرتی بولی توان کا ساتھ دیتی سبین مامی نے بھی حورے بیگم کو ان کی جوانی یاد کروائی۔۔۔۔

اب اتنی بھی کوئی عادت نہیں پڑھی تھی 'اور پڑھائی میں بھی اچھی ہی تھی میں آپ دونوں تو بس اس ہی کی سائیڈ لیا کرے """ اور تم کیا دانت دیکھا رہی ہو شرم تو نہیں آرہی ماں کی باتوں پہ ہنستے ہوئے۔۔۔۔اپنی اولاد کے سامنے اپنی بے پرواہ جوانی کا ذکر ہوتے دیکھ وہ خفت سے لال ہوتی خود کی طرف دانت نکال کر ہنستی مرحا کو دیکھتے خفاگی سے بولی جس پہ وہ مزید ڈھیٹائی سے ہنس پڑی۔۔۔۔

واقعی ماما آپ ناول پڑھتی تو پھر آپ کا کوئی نون فیکشنل کرش بھی ہو گا" ہمیں نوال بتارہی تھی کہ ناول کے ہیرو بہت خوبصورت ہوتے ہیں کیا سچ میں ایسا ہوتا ہے۔۔۔۔اپنی ماں کی سرخ رنگت کو دیکھتے وہ مزید پھیلی اور ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے اپنی ماں سے اس کے کرش کا پوچھنے لگی جیسے مقابل ماں نہ ہو دوست ہو۔۔۔

زیادہ فری نہ ہو یہ بتاؤ نماز پڑھی تھی ؟؟؟

جی پڑھ لی تھی 'اب آپ بتائے آپکا پسندیدہ ہیرو کونسا تھا سالار سکندر یا عمر جہانگیر

۔۔۔ حورے کے بات بدلنے پہ وہ فٹ سے جواب دیتی ایک بار پھر اس ہی

سوال پہ ائی جس سے بچنے کو انھوں نے بات بدل تھی جبکہ اپنی ماں سے سوال

جواب کرتی وہ اپنے ان معصوم اور کیوٹ کیوٹ سے فرانچ فرائز کو تو بالکل ہی

فراموش کر گئی تھی جنھیں کیچپ میں ڈبو ڈبو کر ٹی وی کے اگے بیٹھے شکاری

مزے سے کھا رہیں تھے۔۔۔

بتادوں اس میں کونسی شرم والی بات ہے" بلکہ چھوڑوں میں بتاتی ہوں یہ ناول

وغیرہ کا تو نہیں پتہ مگر فلموں میں ایکٹر شان بہت پسند تھا تمہاری ماں کو۔۔۔

حورے بیگم کے غصے کو شرم کا نام دیتی سبین مامی خود سے ہی بتانے لگی تو وہ

اشتیاق بھری نظروں سے انھیں سننے لگی۔۔۔

بھابھی پہلے وہ کم میری بات سنتی ہے جواب آپ اس کے سامنے اس کی ماں کی

پول پٹیاں کھول رہی ہے۔۔۔اس کو شوق بھری نظروں سے سامع تابع بناتا

دیکھ حورے بیگم نے سبین مامی کو ٹوکا۔۔۔

مامی جان آپ ماما کو چھوڑے اور بتائے۔۔۔اتنی ایکسا ئیٹمینٹ بھری باتوں میں اسے اپنی ماں کی مداخلت ذرا نہیں بھائی تھی اور اس کا یہ انداز اس کی ماں کو نہیں بھایا تبھی ایک اُڑتی ہوئی چپل آکر سیدھے اس کی ٹانگ پہ بجی تھی۔۔۔

""""""" آہھھھ

تمہیں میں سناتی ہوئی اور باتیں۔۔۔دوسرے پاؤں سے بھی چپل نکلتی وہ اسے گھورتی بولی جو زبیدہ مامی کے پیچھے روتی ہوئی چھپ رہی تھی 'وہ جانتی تھی کہ اسے چپل زیادہ نہیں لگی پر پھر بھی اس کا ڈرامہ اون ہوتا دیکھ وہ ڈرانے کی خاطر دوسری بھی اتارنے لگی۔۔۔

تم پاگل تو نہیں ہوگئی حورے"""""خبردار جواب اسے ہاتھ بھی لگایا۔۔۔روتی ہوئی روحی کو اپنے سینے سے لگاتی زبیدہ مامی غصے سے انھیں دیکھتی بولی جو ابھی بھی اسے ہی گھور رہی تھی۔۔۔

ہھہ 'ہم ممم 'ماموں کو بتا" ئینگے۔۔۔اتنا سا جملہ مکمل کرنے میں اس نے تین دفعہ ہچکی لی تھی۔۔۔

ششش 'چپ میری جان میں خود تمہارے ماموں کو بتاتی ہوں ان کی بہن کے کارنامے۔۔۔صوفے کی دوسری طرف سبین مامی پیار سے اس کا سر سہلاتے بولی تو وہ اپنی اولاد کے ڈراموں پہ سر نفی میں ہلاتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی ابھی حیدر اور داؤد اس کا رونا سنتے اس کی طرف آ رہیں تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد پورے گھر نے جمع ہو کر انھیں عدالت میں پیش کر لینا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جب تک نہیں کھلتے اسرارِ محبت۔۔۔جب تک اس راہ میں کوئی مارا نہیں جاتا۔

ہیے سنو۔۔۔ہاتھ میں صفائی کا کپڑا پکڑے سفید ماربل کی بنی سڑھیوں سے اترتی وہ نیچے آئی تو گیلے فرش میں پوُچھا لگاتی ملازمہ کو مخاطب کیا۔۔۔
بولو۔۔۔نیچے جھکی ملازمہ نے ایک نظر اٹھائے اس نئی ملازمہ کو دیکھا جو محض ایک دن پہلے ہی کسی دوسری ملازمہ کی جگہ رکھی گئی تھی۔۔۔

وہ صاحب جی کے کمرے میں تصویریں کس کی لگی ہوئی ہے۔۔۔۔ ریلینگ پہ ہاتھ جماتی وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی تو فرش صاف کرتی ملازمہ کی پیشانی پہ فکر کے بل پڑے۔۔۔۔

تم صاحب کے کمرے میں کس سے پوچھ کر گئی جانتی نہیں ہو کے ان کے کمرے میں جانے کی اجازت کسی کو نہیں۔۔۔ پوُچھے کو فرش پہ پھنکتی وہ ارد گرد احتیاط بھری نظر مارتی اس کے قریب آئی دبدبہ سا بولی جیسے اگر کسی نے سن لیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔

وہ میں اوپر والا پورشن صاف کر رہی تھی تو ان کا بھی صاف کر دیا" پر یہ تو بتاؤ وہ سوہنی سی کُڑی (لڑکی) ہے کون، قسم سے آج تک اس جیسی حسین مورت کہی نہیں دیکھی۔۔۔اس کی پریشانی کو کسی خاطر میں لائے وہ بس اس لڑکی کا پوچھنا چاہتی تھی جس کی تصویریں اس نے اپنے صاحب کے کمرے میں لگی دیکھی تھی

۔۔۔

مجھے کیا پتہ میں تو خود کبھی ان کے کمرے میں نہیں گی بس عینا (سرونٹس ہیڈ) سے سنا ہے کہ صاحب کے کمروں کی دیواروں پہ بڑے چھوٹے بہت سے فریم

لگے ہیں جن پر ہر وقت ایک پردہ سا پڑھا رہتا ہے 'آج تک عینا نے خود وہ تصویریں نہیں دیکھی اور تم نے ایک دن میں ہی دیکھ لی۔اب بتا تو ذرا وہ کیسی دیکھتی ہے کیا بہت خوبصورت ہیں۔۔۔۔اپنے نہ دیکھنے کا افسوس کرتی وہ آخر میں لہجے کو پر شوق بنائے بولی۔۔۔

خوبصورت نہیں حسین ترین بولو 'اور دِیکھتی تو وہ بالکل پریوں جیسی ہے 'اس کی جھیل جیسی آنکھیں،خوبصورت نقوش اور تمہیں پتہ ہے اسے حسین ترین کیا بناتا ہے اس ک "۔۔۔۔۔ تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتی وہ ایک بار پھر اس ساحراہ کے سحر میں جکڑتی بول رہی تھی پر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ایک روب دار دھڑ نے اس کی زبان کو قفل لگا یا۔۔۔

ہاشمممم""""""۔۔۔۔دروازے پہ کھڑے شخص نے سرخ چہرے اور بھینچے جبڑے لیے اپنے عقب میں کھڑے شخص کو پکارا جو اپنے سر کے جلال کو دیکھتے فوراً اسے پہلے اگے آیا۔۔۔

!!!! جی سر

اس عورت کو زندان میں پھینک دو تاکہ ہر جگہ میری شہزادی کے حسن کے چرچے نہ کرتی پھیرے"ایک زہریلی اور بھسم کر دینے والی نظر وہ ریلینگ کو تھامے کھڑی ملازمہ پہ ڈالتا اپنے سیکڑی سے بولا جو جی حضوری کرتا فوراًاس کانپتی ہوئی ملازمہ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

سر معاف کر دے جی غلطی ہو گی آئندہ نہیں کرونگی۔۔۔ہاشم کے ساتھ گھسیٹی چلی جاتی وہ کمسن ملازمہ اس ظالم بادشاہ کو جاتا دیکھ فریاد کرنے لگی پر وہ سرد گلئیشیر بنا رہا جسے کسی کی آہ و بکا پگھلا نہیں سکتی تھی۔۔۔

ہاشم""اس نے ابھی پہلی سیڑھی پہ قدم رکھنے کو اٹھایا ہی تھا پھر کچھ یاد آنے پہ چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے وہ مڑتا ہاشم سے مخاطب ہوا جو اس ملازمہ کو لیے پیلس کے اندرونِ بنے زندان کی طرف بڑھا رہا تھا۔۔۔

حکم سرکار"""مودبانہ انداز لیے وہ رکتا بولا تو زمین پہ گری ملازمہ کو امید سی ہوئی جیسے اس کی فریاد وہ سن چکا ہے اور اب سزا معاف کرنے کا حکم سنائے گا

۔۔۔

اسے زندان میں ڈال کر اس ملازمہ کو فارغ کرو' جو میرے اصولوں کے خلاف جائے ایسے ملازموں کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے" ان دونوں کے وجود مجھے اب پیلس کے اندر کیا پیلس کے باہر کی پچاس ایکٹر زمین تک بھی نظر نہ آئے ورنہ اگلے دن تمہارا وجود دیکھنے کے لائق نہیں رہے گا۔۔۔ پیچھے کی طرف ہاتھ باندھے حکم سناتا وہ بالکل ایک ظالم بادشاہ لگ رہا تھا جو مظلوم رعایا پہ ظلم کی انتہا کر جاتا تھا۔۔۔

سرکار غلطی معاف" خدارا رحم کرے' مجھ پر میں مر جاؤنگی۔۔۔ اپنی سزا کم ہونے کے بجائے اس کی نوکری بھی جاتی دیکھ ملازمہ اس کے پیروں میں گرتی اس سے رحم کی فریاد کرنے لگی جبکہ صنف نازک کو اپنے پیروں میں جھکا دیکھے وہ بے ساختہ پیچھے کی جانب ہٹا اور آنکھوں میں ٹھٹھرا دینے والا سرد پن لیے گویا ہوا ۔۔۔

میں بے رحم ہوں۔۔۔ بغیر کسی غرور کے بولتے وہ سڑھیوں کی طرف بڑھا کیونکہ اس کے رحم کرنے کی دہائی سنتے اسے شدت سے کسی کی یاد آئی تھی۔۔۔

میں مر جاؤنگی ماما"""۔۔۔۔ نسوانی آنسوؤں سے بھیگی آواز کانوں میں گونجی تو

سڑھیاں چڑھتے اس دِیو کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہوئی" کتنی تکلیف تھی اس

آواز میں صرف وہ جانتا تھا یا وہ وجود جو اپنی تمام تکلیفیں اس کے سپرد کیے خود ہر

چیز سے غافل ہو چکا تھا۔۔۔۔ سڑھیاں چڑھ کر وہ اپنے کمرے میں آیا جہاں اس

کے وجود سے زیادہ اس وجود کی خوشبو بسی تھی جو خود ہواؤں میں رچ بس چکا تھا

مگر اس کے اندر وہ ہمیشہ ویسے ہی مہکتا تھا جیسے پچھلے گزرے سالوں میں مہکا کرتا

تھا۔۔۔

کہاں چلی گئی ہو یار، کیوں اتنی لمبی زندگی کو ہجر کا عذاب دے گئی ہو۔۔۔۔۔

جہازی سائز بیڈ ایک دائیں جانب لگی دیوار گیر تصویر کے پاس قدم روکتا وہ

آنکھیں اس چہرے پہ ٹیکائے بے بسی سے گویا ہوا جسے دیکھے نا جانے کتنے پل،

کتنے گھنٹے اور سال بیت چکے تھے مگر آج بھی اس کی تصویر اس کے ذہن میں یوں

چسپاں تھی جیسے کل کی بات ہو۔۔۔۔

میری بے انتہا محبت کو کیوں میرے لیے سزا بنا گئی ہو کہ نہ اس کے ساتھ جی سکتا

ہوں اور نہ مر"" تنہائی میں تمہاری یادیں زہر کی مانند میری رگوں میں دوڑتی ہے'

تمہاری باتیں تمہارے وہ زندگی سے بھرپور قہقہہ ہر رات مجھے موت کی اذیت سے گزراتے ہیں۔۔۔اس کی جگنوؤں کی طرح چمکتی آنکھوں کو اپنے پوروں سے چھوتا وہ اذیت کی انتہا پہ بول رہا تھا آنکھوں سے ضبط کسی بھی وقت خون کی شکل میں بہے جانے کو تیار تھا۔۔۔

ایک بار میری جان "فقط ایک بار سب کو چھوڑ کر صرف مجھ پر بھروسہ کرتی اپنے عشق کی قسم اپنی خوشیاں اُجاڑ کر تمہاری خوشیوں کی ڈولی سجاتا، پھر یہ جدائی اور دوری بھی مجھے خوشی سے قبول ہوتی کیونکہ تم میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہنستی مسکراتی، میرا عشق تو تمہیں صرف خوش اور آباد دیکھنا چاہتا تھا پھر بھلے وہ ساتھ میرا ہوتا یہ کسی اور کا کیا فرق پڑتا تھا۔بس میری زندگی جینے کی وجہ خوش رہتی تو میں مطمین رہتا"۔۔۔تصویر میں موجود حسینہ کی گہری مسکراہٹ میں ڈھلے لبوں کی مسکان کو حسرت سے چھوتا وہ دیو باہری دنیا سے ایکثر مختلف نظر آرہا تھا،اس کی شخصیت کا روب اور دبدبہ فقط اس کمرے کی حدود سے باہر تک ہی تھا یہاں آکر تو وہ ایک بار پھر سے یونہی ٹوٹ جایا کرتا تھا جیسے پانچ سال پہلے ٹوٹا تھا۔۔۔۔

پر تم تو مجھ پر ہی میری خوشیاں حرام کر گئی'' محبت جرم کی اتنی بڑی سزا تو نہیں ہوتی میری زندگی جتنی تم دے گئی' مجھ پر میری بے بس محبت پہ تمھیں ایک پل کو بھی ترس نہ آیا، جو اتنی دور چلی گئی ہو صرف ایک بار سب کو چھوڑ کر صرف میرا سوچتی میری بے غرض محبت کا۔۔۔اب کہ ضبط ٹوٹ کر بکھر گیا تھا آنکھوں سے آنسوؤں لڑیوں کی مانند بہتے اس کی بڑھی ہوئی داڑھی میں جذب ہو رہیں تھے، چہرے پہ گردش کرتا اس کا وہ ہاتھ کپکپا رہا تھا جس نے نا جانے کتنے مجرموں کو ان کے کیفارے کردار تک پہنچایا تھا کئی معصوم لوگوں کے انصاف کے لیے ہاتھ بلند کیا تھا'' مگر خود کو انصاف دلانے میں ناکام ٹھہرا تھا'''' وہ اپنے حق میں بول نہیں پایا تھا، اسے ہر مظلوم دعا دیتا تھا خوش رہنے کی آباد رہنے کی مگر پھر بھی اس کے ہاتھ خوش قسمتی کی لکیروں سے خالی تھے، کوئی دعا اس کے لیے جیسے پانچ سال پہلے خالی الوجود اور خالی الدامن تھا وہ عرش نہیں ہلا سکی تھی وہ آج بھی یونہی تھا۔ گزرے سالوں میں بس اتنا فرق آیا تھا کہ اب وہ ہر کسی کے سامنے ٹوٹتا نہیں تھا اسے خود پر اور اپنے جذباتوں پہ پہرے بیٹھانے آ گیے تھے

اب وہ پہلے جیسا نرم دل نہیں بلکہ ایک سرد گلیئیشر بن گیا تھا جو باہر سے تو مضبوط نظر آتا ہے پر اپنے اندر نا جانے کتنی دڑاڑیں چھپائے غرور سے کھڑا ہوتا ہے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہوتی ہے محبت میں کئی راز کی باتیں۔۔۔ایسے ہی تو اس کھیل میں ہارا نہیں جاتا۔

وہ آج کلاس کے لیے پورے بیس منٹ لیٹ ہو چکی تھی اور اتنی دیر میں وہ کتنا کچھ مس کر چکی تھی۔اس ہی بات کی اسے فکر کھائے جا رہی تھی۔ایک ہاتھ سے سر پہ لیے حجاب کو پکڑے دوسرے سے سینے سے لگائے رجسٹر ڈپہ گرفت کیے وہ جلدی جلدی ڈیپارٹمینٹ کی سڑھیاں چڑھ رہی تھی،چونکہ کلاسس اسٹارٹ ہو چکی تھی تو اس وقت کوریڈور اور سڑھیوں پہ کوئی اکادکا ہی لڑکیاں نظر آ رہی تھی۔وہ کوریڈور کے اختتام پہ بنی اپنی کلاس کے نزدیک آئی تو توقع کے برعکس آج کلاس کی لڑکیاں باہر نظر آ رہی تھی،کچھ حجاب سے ڈھکی وہ نازک تتلیاں

کوریڈور کے سفید ماربل سے بنے فرش پہ بیٹھی گروپ اسٹڈی کررہی تھی تو کچھ ہنسی مذاق،ان کے پاس سے گزرتی وہ کلاس کے اندر داخل ہوئی جہاں اتنی بڑی کلاس میں صرف کچھ ہی گرلز موجود تھی۔۔۔

پتہ نہیں آج مس موجود کیوں نہیں تھی'وہ تو یہاں کسی کو جانتی بھی نہیں تھی جو مس کے نا آنے کا سبب پوچھالیتی۔۔۔۔چاروں طرف ایک خاموش نظر دوڑاتی وہ اپنے اندر اٹھتے سوالوں کے جواب چاہتی تھی پر کس سے۔۔۔۔وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ وہ کس کو مخاطب کرے جب ایک بینچ پہ اسے وہ ہی چشمہ والی لڑکی بیٹھی نظر ائی جس کے ساتھ وہ پہلے دن بیٹھی تھی۔اس کو دیکھتے اس کی اداس آنکھوں میں چمک ائی اور کچھ جھجھکتے ہوئے اس کے نزدیک جاتے اس نے سلام کیا "

اسلام و علیکم۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔اس نے سر اٹھاتے تعجب بھری نظروں سے اپنے مقابل کھڑی لڑکی کے سلام کا جواب دیا۔۔۔

وہ آپ سے پوچھنا یہ تھا کہ میم رقیہ کیوں نہیں ائی آج؟؟؟

ان کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔اس کے اتنے احترام سے پکارنے پہ اسلحان لڑکی نے حیران ہوتے کہا وہ لڑکی دیکھنے میں مغرور سی لگتی تھی اور کچھ حسین اتنی تھی کہ بندہ بات کرنے سے پہلے ایک پل کو یہ ہی سوچتا ہوگا کہ وہ بد تمیز سی بگڑی نواب زادی ہوگی۔ مگر یہاں تو الٹا ہی تھا وہ کافی سلجھی ہوئی اور تمیز دار لگ رہی تھی۔۔

تو کیا وہ آج ائی بھی نہیں ہے؟۔۔۔ان کی طبعیت خرابی کا سنتے اسے مزید اداسی سے آن گھیرا۔۔۔

جی وہ ائی ہیں "کوریڈور سے لیفٹ لے کر جو رائیٹ سائیڈ پہ روم ہوگا نہ وہ میم رقیہ کا ہے۔۔۔اس کے سوال کا جواب دیتی وہ خود سے ہی اسے راستہ بتا گی کیونکہ اس کے فیس ایکسپریشن دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اس کا اگلا سوال یہ ہی ہونے والا تھا۔۔۔

ویسے اپ کا نا !!!!

شکریہ۔۔۔اس کا سوال مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ نرم سی مسکراہٹ اس کی سمت اچھالتی جلدی سے باہر کی طرف بھاگی کہ کہی وہ وہاں سے بھی نہ چلی جائے

۔جبکہ پیچھے وہ لڑکی ہونک سا منہ لیے اسے بھاگتا ہوا دیکھتی رہ گئی۔۔۔وہ اپنی کلاس میٹ کے بتائے گے راستے پہ چلتی میم کے روم تک آخر پہنچ ہی گئی تھی۔
دل میں یہ بھی تسلی تھی کہ وہ اندر موجود تھی کیونکہ اتے ہوئے اس نے راستے میں موجود پیوٗن سے ان کی موجودگی کا بھی کنفرم کر لیا تھا۔گہری سانس بھرتے اس نے سیدھے ہاتھ کی دو انگلیوں کو موڑ کر دروازے پہ نوک دیا۔۔۔
جی آجائے۔۔۔اندر سے ان کی وہی نرم شفقت بھری آواز نے اندر انے کی اجازت دی تو وہ دھیمی سی مسکان لیے دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔۔۔
بچے آپ ہو!!!۔۔۔وہ جنھوں نے دستک پہ اپنے نقاب کو چہرے پہ درست کر لیا تھا کہ کہی مرد نہ ہو پر اندر داخل ہوتے اس کے وجود کو دیکھتی وہ مسکراتی ہوئی بولی اور چہرے پہ کیے نقاب کو نیچے کر گیی۔۔۔
اسلام وعلیکم!!!وعلیکم السلام "بیٹھئیے۔۔۔اس کے سلام کا جواب وہ خوش اسلوبی سے دیتی اسے اپنے سامنے پڑی چیئر پہ بیٹھنے کا بولی تو وہ رجسٹرڈ کو سینے سے لگائے،ہچکچاتے ہوئے بیٹھی۔۔۔۔

آپ کی طبعیت کیسی ہیں۔۔۔ کرسی پہ سلیقہ سے بیٹھتی اس نے ان کی طبعیت کا پوچھا تو ان کے لبوں پہ تبسم بکھرا۔۔۔

الحمداللہ میرے بچے اللہ جس حال میں رکھے۔۔۔۔ آپ نے کوئی سوال پوچھنا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں پین اور نوٹ بوک دیکھتے وہ یہ ہی اخذ کر پائی تھی جبکہ ان کے صیح گیس پہ وہ کچھ پل تو حیران ہوئی۔ پھر دھیرے سے سر میں ہلا گئی۔۔۔

پھر پوچھیئے۔۔۔ اس کو آج پھر سر کو ڈھانپے دیکھ انھیں بہت اچھا لگا تھا مطلب وہ ان کی باتیں غور سے سن کر اس پہ عمل پیرا ہونے کی بھی کوشش کر رہی تھی۔ جو ایک استاد کے لیے کافی خوش کن احساس تھا کہ اس کے طالبعلم نہ صرف اس کا پڑھایا گیا سق پڑھتے ہے بلکہ اپنی زندگی میں بھی اس سبق سے فائدہ حاصل کرتے ہے۔۔۔

اپ نے پیرِ ویس لیکچر میں کہا تھا کہ جو عورتیں پردہ یا حجاب نہیں کرتی وہ گنہگار ہے اور مرنے سے پہلے وہ توبہ یا ہدایت پا جائے۔۔۔ اس نے دھیرے سے لبوں کو جنبیش دیتے بولنا شروع کیا اور اپنی بات کے اختتام پہ میم کو دیکھا جنھوں سے سرہاں میں ہلاتے اسے بات جاری رکھنے کا کہا۔۔۔

تو اگر وہ مرنے سے پہلے توبہ نہ کر سکی تو ان کے ساتھ کیا معمالا پیش آئے گا کیا اللہ تعالی انھیں معاف فرمائے گے یا جہنم میں پھینک دئے گے؟؟؟

اپ کا سوال بہت اچھا ہے نیچے پر دیکھے "کہ اللہ تعالی نے انسان کو کتنی بے شمار اور ان گنت نعمتوں سے نواز ہے۔ مٹی سے بنی اس زمین سے کتنی سبزیاں اور پھل پیدا ہوتے ہیں ایسے ایسے پھل بھی اس دنیا میں موجود ہے جن کو آج تک ہم نے چکھا تو دور کی بات دیکھا بھی نہیں 'ایسی لاتعداد خوبصورت رنگوں سے مزین سبزیاں دی ہے جن میں ہر بیماری کی شفاء موجود ہے، اونچے اونچے پہاڑوں سے بہتے چشمے، دریا، سمندر اور ان میں چھپے بے بہا قیمتی پتھر، موتی "اللہ نے ہمیں کتنی لاتعداد نعمتوں سے نوازا ہے۔" اور ان سب نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت "تندرستی" ہے۔ اگر اپ کے پاس دو ہاتھ ہے دو پیر ہے، دیکھنے کو آنکھیں، بولنے کو زبان اور سننے کو کان موجود ہے تو اس پوری دنیا میں آپ جیسا خوش قسمت اور تندرشت انسان کوئی نہیں ہے کیونکہ کچھ ہے جو ہاتھوں سے محروم، کئی لوگ ایسے ہے جو قوتِ روشنی کی وجہ ہے، کچھ ہے جو پیروں سے محتاج ہے سے اللہ کی تخلیق کردہ دنیا میں اس کی قدرت کے نظارے دیکھنے سے محروم ہے

کوئی قوتِ گوئی سے محروم ہے تو ان سب لوگوں میں اگر آپ کی ہر چیز سلامت ہے تو اس رب کا شکر ادا کرے کہ اپ خوش قسمت اور نصیب والے ہے۔

اتنا سب کچھ دینے کے بعد اللہ اپ سے اپنے لیے چاہتا ہی کیا فقط کچھ عہد و پیماں، اطاعت، عبادت اور فرمانبرداری بس۔ اتنا کچھ تو اگر ہمارے والدین بھی ہمیں فراہم کرئے تو وہ بھی بدلے میں اپ سے یہ سب تو چاہیں گے ہی کہ اپ ان کے فرمانبردار رہو، ان کی باتوں پر عمل پیرا ہو، ان کی اطاعت کریں' اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو وہ کیا کہتے ہیں کہ "ہماری ہی کھلی چھوٹ نے تمہیں اتنا خود سر بنادیا ہے، اپنی دی گئی تمام آسائشیں واپس لینے کی دھمکی دیتے ہے ناراضگی ظاہر کرتے ہیں تو اگر وہ ہم سے ناراض ہو سکتے ہیں تو کیا وہ خدا اپنی ناراضگی نہیں دیکھا سکتا جس نے ہمارے لیے یہ دنیا بنائی ہے اور اس دنیا میں ہمارے کیا کچھ نہیں پیدا کیا، کیا ہم انسانوں پہ فرض نہیں کہ ہم اس اصولوں کے خلاف نہ جائے، اسکی قائم کردہ حدود نہ توڑے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ جب ہم اس کے جاتے ہے، اس کی قائم کردہ حدود توڑتے ہے، اس کی اصولوں کے خلاف اطاعت و عبادت نہیں کرتے تو کیا اس کا ناراض ہونا واجب نہیں ہوتا ہے، اس کا

ناراض ہونا تو بنتا ہے نہ اور اس کا غیض و غضب برداشت کرنا تو ہمارے ناتواں وجودوں کے لیے ناممکن سی بات ہے پھر بھی ہم اس کے غضب کو آواز دیتے ہیں اس کے حکم اور حدود توڑ کر۔۔۔اس کے سوال پہ مدھم سا مسکراتے انھوں نے اپنی بات نہایت سلیقہ اور تحمل سے شروع کی تھی تاکہ مقابل کو ایک ایک لفظ کے پیچھے چھپی وجہ اور معنی سمجھ آسکے، جبکہ وہ بنا پلکیں جھپکیں انھیں بولتا ہوا سن رہی تھی۔۔۔

اب جواب دیتے ہیں اپ کے سوال کا "ایک مضبوط چاردیواری کسی بھی شہر یا گھر کو محفوظ رکھتی ہے، لیکن اگر کسی تیز آندھی یا طوفان سے وہ مضبوط دیوار گر جائے تو لٹیرے اور چور اس گھر یا شہر میں داخل ہوتے اسے نقصان پہنچاتے ہیں" بلکل اس ہی طرح سے پردہ بھی عورت کو محفوظ رکھتا ہے اور اگر پردہ نہ کیا جائے تو آوارہ نگاہیں عورت کے پاکیزہ وجود تک پہنچ جاتی ہے اور عزت کے دشمن عورت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ معراج کی رات جب آپ ﷺ آسمانوں کی سیر کرتے واپس آئے تو اگلے دن آپ ﷺ نے کچھ صحابیوں کو جمع کرتے معراج کی رات اور آسمان پہ ہوئے تمام معجزات اور کرامات بتائے۔

جنت کی نعمتیں اور دوزخ کے عذاب بتائے ان میں سے کچھ عذاب اور سزاؤں کا ذکر انھوں نے خاص طور پہ ان کے سامنے کیا جن کا ذکر مسلم بخاری میں بھی موجود ہے کہ۔ دوزخیوں میں دو جماعتیں میں نے نہیں دیکھی (کیوں کہ ابھی نہیں ہے بعد میں ان کا وجود اور ظہور ہو گا) ایک جماعت ان لوگوں ان کا وجود کی ہو گی جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے اُن سے لوگوں کو مارے گے، اور دوسری جماعت ان عورتوں کی ہو گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باجود) ننگی ہوں گی (یہ ننگا ہونا مفلسی کی وجہ سے نہ ہو گا بلکہ مردوں کو اپنا بدن دکھانا اور دل لبھانا مقصود ہو گا) مردوں کو مائل کرنے والی یا خود ان کی طرف مائل ہونے والیوں کے سر بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہو گے جھکے ہوئے، یعنی دل لبھانے کا دوسرا طریقہ اختیار کریں گی کہ اپنے سروں کو جو ڈوپٹوں سے خالی ہوں گے مٹکا کر چلیں گی۔ جس طرح اونٹ کے کوہان تیز رفتاری کی وجہ سے زمین کی طرف جھکتے ہیں۔ اس حدیث میں دو پیشن گوئیاں کی گئی ہے، ایک ظالم گروہ کے بارے میں ہے کہ کچھ لوگ کوڑے لیے پھریں گے اور لوگوں کو اُن سے مارا کریں گے یعنی اقتدار کے نشے میں

ضیعفوں اور بے کسوں پر ظلم کریں گے۔ اور دوسری پیشن گوئی عورتوں کے متعلق ہے کہ آئندہ زمانے میں ایسی عورتیں ہوں گی، جو اس طرح کے کپڑے پہنیں ہوئے ہوں گی کہ اس کے پہننے کے باوجود ننگی نظر آئیں گی، یعنی اس قدر باریک کپڑے ہوں گے کہ ان سے جسم چھپانے کا مقصد پورا نہیں ہو گا یا کپڑے اس قدر چست ہو گے کہ ان کی ساخت نمایاں ہو گئی اور یہ وہ عورتیں ہو گی جنھیں جنت میں داخل نہیں کیا جائیں گا اور نہ اس کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالاں کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلے سے بھی محسوس ہوتی ہیں (مسلم) تمام مخلوق میں سے جب پردہ صرف عورت کے لیے اتارا ہے تو کیا وہ عام بات ہو گی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے تو عورت ذات کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ خود کو دنیا کی ہر گندی دھول سے محفوظ رکھے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے، جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک کر دیکھتا ہے۔ اور ایک ایسی حدیث اور بھی جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ، بناؤ سنگھار کر کے اترا اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس میں بالکل روشنی نہ ہو

۔۔۔کمرے میں چھائے گہرے سکوت میں صرف ان کے روح میں اتار جانے والے الفاظ گونج رہیں تھے جبکہ وہ ساکت سی بیٹھی ان کے الفاظوں کو محسوس کرتی شرمندگی اور ندامت کی گہرائیوں میں اترتی چلی جارہی تھی کیسے وہ اتنے سال خود سے ،اپنے دین سے اور اپنے رب سے دور رہی تھی کیوں کسی نے اس کی رہنمائی کرتے اسے صیح غلط کا نہ بتایا، پردے کی اہمیت نہ بتائی اور اگر وہ ایسے ہی گناہوں سے سیاہ ہوتا اپنے نامہ اعمال لیے اس دنیا سے چلی جاتی تو قبر میں کے بغیر وہ جنت میں کیا ہوتا وہ کیسے ان سوالوں کے جواب دیتی جن کے جوابات نہیں جا سکتی تھی اور غلط جواب دینے پہ اسے جہنم میں پھنک دیا جاتا تو وہ کسے پکارتی ،کسے بتاتی کے دنیا کے گنہاؤں کی وجہ سے وہ کس آگ میں جل رہی تھی۔یہ سوچ اس کے رونگھٹے کھڑے کر رہی تھی،ہاتھوں کی لرزش پاس بیٹھی وہ ہستی بھی باخوبی دیکھ سکتی تھی،آئینہ کی طرح شفاف آنکھوں میں موتی چمک رہیں تھے اور اس سے پہلے وہ اپنی حدور توڑتے باہر نکلتے دروازے پہ نوک ہوا۔۔۔

یس آجایئے"۔۔۔ایک نظر اس کے جھکے سر اور کانپتے ہاتھوں پہ گرتے آنسوؤں کو دیکھتے انھوں نے باہر کھڑے وجود کو اندر انے کا کہا۔۔۔

میم مس ذاکیہ آپ کو لائبریری میں بلا رہی ہیں۔۔۔ایک بچی نے اندر اتے انھیں کسی دوسری مس کا پیغام دیا تو انھوں نے سرہاں میں ہلاتے کہا۔۔۔

ان سے کہے میں پندرہ بیس منٹ میں اتی ہوں !!!

ویسے تو ہم اپنوں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے، باپ بھائیوں کو کچھ ہو تو ہماری جان نکلنے لگتی ہے پر آپ جانتی ہے کہ ایک عورت اپنے بے پردہ ہو کر باہر نکلنے کے سبب کتنے مردوں کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بنتی ہیں چار 'جو عورت یا لڑکی پردہ نہیں کرتی اس کے ساتھ اس کا باپ، بھائی، شوہر اور بیٹا یہ چار محرم مرد بھی جہنم میں ڈالے جائے گے صرف اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنی بیوی، ماں، بہن اور بیٹی کو پردہ کرنے اور خود کو چھپا کر باہر نکلنے کی تلقین یا سختی نہیں کی۔ان کی اگلی بات پہ اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آئی تھی جنھیں دیکھ کر انھیں اچھا نہیں لگا تھا پر اس کے لیے یہ رہنمائی بھی بہت ضروری تھی۔۔

ایک مسلمان لڑکی کو اپنی قدر و قیمت کا اندازہ ہونا چاہیے، اسے معلوم ہونا چاہیں کہ وہ کوئی حجام کا آئینہ نہیں ہے کہ ہر کوئی آ کر اس کے سامنے کھڑا ہو جائے اور نہ خوبصورتی اتنی سستی اور گھٹیا ہے کہ ہر کوئی اسے دیکھے "عورت کو اس کی

سیپ میں چھپے موتی کی مانند سات پردوں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اس کی عزت اور اس کی ذات کسی بے بہا قیمتی ہیرے کی طرح نایاب ہے جس میں اگر ایک دفعہ بال آجائے تو چاہے پھر وہ کتنا ہی قیمتی ہو یا حسین سر کی زینت نہیں بنایا جاتا۔۔۔

آپ ان خوش نصیبوں میں سے ہے جو مرنے سے پہلے ہدایت پا جاتے ہیں اور" بے شک یہ ہدایت ان کے حق پہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔۔۔اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے انھوں نے دھیمہ سے مسکراتے اسے امید کی ڈور تھمائی کہ تمہارے یہ آنسو اور یہ معافیاں ضائع ہر گز نہیں جائینگی تو ان کی تسلی پہ اس کی روتی آنکھوں میں واپس سے چمک لوٹ آئی، آنسوؤں سے تر لب مسکراہٹ میں ڈھلے جسے دیکھتے میم رقیہ نے جھک کر اس کے حجاب سے ڈھکے سر پہ لب رکھے اور اپنا نقاب درست کرتے باہر کی طرف نکلتی چلی گئی ایک ہارتی ہوئی زندگی کو جینے کی نئی اُمنگ تھمائے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

" تیرے پاس سے جو گزرے تو جنون میں تھے فراز۔۔۔جب دور جا کر سوچا تو زار زار روئے "

بڑے سے ڈائینگ ٹیبل پہ اس وقت مختلف قسم کے انواع سجے ہوئے تھے، سر براہی کرسی پہ آغا ماموں استادہ پذیز تھے اور ان کے بائیں جانب آغا فارز جبکہ دائیں جانب مہتاب مامی اور فواد اپنی اپنی نشستوں پہ بیٹھے تھے۔

بھیا اپ کی لاڈلی نے آج پھپھو سے جوتی کھائی ہے "۔۔۔فرائے قیمہ کا لقمہ بھر کے منہ میں ڈالتے فواد نے اپنے سامنے براجمان آغا فارز کو متوجہ کیے آج ان کی لاڈلی پہ ہوئے تشدد کی خبر دی۔۔۔

کیوں ! کیا بات ہوئی تھی ""۔۔۔ہاتھ میں پکڑے فورک کو پلیٹ میں گراتے وہ سنجیدہ لہجے سے فواد سے جواب طلب ہوئے۔۔۔

!!! افکورس بھیا اپنی شرارتوں سے کھائی ہو گئی "کتنا تو وہ تنگ کرتی ہے پھپھو کو

شرارتیں کرتی ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوا کے اپ اس پر ہاتھ اٹھائے' اور اس کی شوخیوں اور شرارتوں سے ہی اس گھر میں رونق ہے' پتہ نہیں پھپو آخر کب سمجھے گئی ہر وقت اس پر روک ٹوک ہی کرتی رہتی ہے۔۔۔ انھیں شاید حورے بیگم کا مرحا پہ ہاتھ اٹھانا پسند نہیں آیا تھا جبھی لہجے میں ناپسندگی لیے بولے۔ کھانے سے ہاتھ تو وہ کب کا روک چکے تھے۔۔۔

وہ اس کی ماں ہے آغا اور جب بچے غلطی کرتے ہیں تو ماں پر فرض ہے کہ وہ انھیں صیح غلط بتائے۔۔۔ مرحا کے لیے آغا فارذ کا یوں بولنا انھیں آج کچھ برا سا لگا تھا پر پھر بھی لہجے کو نارمل کیے بولی۔۔۔

تم بتاؤ اسے زیادہ تو نہیں لگی" بلکہ خیر چھوڑوں میں خود ہی دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔ ان کی بات تو جیسے انھوں سنی ہی نہیں تھی انھیں تو صرف اس وقت اپنی گڑیا کی فکر تھی۔۔۔

بیٹھو ابھی مجھے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔ آغا فارذ کو کرسی سے اٹھتا دیکھ کب سے خاموش بیٹھے آغا ماموں بولے تو ناچار انھیں ان کی بات سننے کی خاطر بیٹھنا پڑا

۔۔۔

سکندر اور زبیدہ چاہتے ہیں کہ داؤد کے نکاح کے ساتھ تراب کا بھی نکاح کر دے۔۔۔۔ نیپکین سے ہاتھ پونچھتے انھوں نے کل ہوئی بات کے متعلق بتانے کا سوچتے تمہید باندھی۔۔۔۔

تو کیا لڑکی ڈھونڈ لی انھوں نے۔۔۔۔ سب سے پہلے مہتاب مامی نے جانچتی نظروں سے انھیں دیکھتے پوچھا تو فواد کے ساتھ آغا فارز بھی ان کی جانب متوجہ ہوئے البتہ دل اپنی گڑیا کو صیح سلامت دیکھنے کے لیے مچل رہا تھا۔۔۔

حورے سے مرحا کے لیے بات کی ہے انھوں نے۔۔۔اپنی سنجیدہ نظریں وہ آغا فارز پہ ٹیکائے بولے تو ان کی بات سنتے ایک پل کو مقابل کی دل کی دھڑکن تھم سی گئی۔۔۔۔

روحی سے تو کافی بڑے ہے برو"۔۔۔ فواد نے اپنے مطابق اپنا جواز رکھا کیونکہ تراب عمر میں مرحا سے چھ سات سال بڑا تھا۔۔۔

اتنے فرق سے کچھ نہیں ہوتا ویسے بھی ہمارے گھر کی اکلوتی لاڈلی بیٹی ہے مرحا اچھا ہے نہ کہی باہر جانے سے بہتر گھر میں ہی رہے اور تراب تو ویسے بھی اچھا اور

لائق بچہ ہے خوش رکھے گا میری شہزادی کو" کیوں تم کیا کہتے ہو آغا آخر کو

!!! تمہاری وہ زیادہ لاڈلی ہے تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں

نہیں تراب اچھا انسان ہے خوش رکھے گا گڑیا کو"""۔۔۔اپنی گڑیا کی دوری کا

سنتے وہ دل کی عجیب ہوتی حالت سے انجان تحمل مزاجی سے بولے تو بڑے

ماموں نے سنجیدہ اور بے تاثر نگاہوں سے ان کی سمت دیکھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

" مجھے لمحہ بھر کی رفاقتوں کے سراب اور ستائیں گے

میری عمر بھر کی جو پیاس تھی، وہی لوگ مجھ سے بچھڑ گیے

روشنیوں میں نہائی اس لال حویلی کے باہر ڈھلتی شام رفتہ رفتہ گہری ہوتی چلی جارہی تھی۔ کھانے اور نماز سے فارغ ہوئے وہ حورے بیگم کے کمرے میں موجود ان کے پاؤں دبا رہا تھا جبکہ وہ جانثار نظروں سے اپنے بیٹے کو نہار رہی تھی۔

ماں اپ نے کیوں میری گڑیا پہ ہاتھ اٹھایا" اپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

پاؤں دباتے اچانک حمزہ کے ذہن میں روحی کی باتیں گزری جو اس نے اپنی ماں کے خلاف اس کے کانوں میں بھری تھی کہ کیسے وہ اس کی ننھی جاں پہ ظلم ڈھاتی ہے۔۔۔

پہلی بات ہاتھ نہیں چپل اٹھائی تھی اور اگے سے بھی اٹھاؤگی اگر وہ اپنے بچپنے سے باز نہ ائی اور دوسری بات اب تم نہ شروع ہو جانا اس کی حمایت میں ابھی نیچے سے سب کی باتیں اور نصیحتیں سن کر ارہی ہوں میں۔۔۔ حمزہ کی بات پہ وہ بیڈ کی ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہوتی کافی خوفت سے بولی جیسے اپنے ہاتھ کی بے خودی پہ خود بھی پچھتا رہی ہو۔۔۔۔

ہاہاہا" اپ بھی تو سوچتی نہیں ہے اور نکل جاتی ہے اس کے خلاف جس کے ساتھ ساری پارلیمینٹ کھڑی ہے۔۔۔ان کے خفا ہونے پہ وہ ہنستا ہوا ان کے گرد

حصار قائم کرتا بولا "اس کے ماموں کو اس کی مامیوں نہیں بلکہ اس کی سگی بہن نے اپنی ماں کے خلاف کیا ہوا تھا۔۔۔

اچھا تم زیادہ ہنسو نہیں مجھے بات کرنی ہے ضروری۔۔۔ مرحا کی حرکتوں کو کچھ دیر کے لیے فراموش کیے وہ حمزہ سے اس کے متعلق بات کرنے کا ارادہ بنانے لگی تو وہ بھی ان کی سنجیدگی دیکھتے سیریس ہوا۔۔۔

!!! بھائی اور بھابھی نے تراب کے لیے مرحا کا ہاتھ مانگا ہے مجھ سے

ارے میری جنت اپ کو کیوں گڑیا کی شادی کی اتنی جلدی پڑھی ہوئی ہیں۔ ہو جائے گی پہلے اسے بڑھا تو ہو لینے دے۔۔۔ اپنی ماں کو پھر روحی کی شادی کی بات کرتا دیکھ وہ عاجز سے انداز میں بولا۔۔۔

وہ بڑی ہو چکی ہیں اور اب تمہارے یا سب کے کہنے لینے سے وہ بچی نہیں بن جائے گی "ایک سال بعد بھی تو کرنی ہے تو ابھی کیوں نہیں تراب اتنا اچھا اور پڑھا لکھا بچہ ہے۔۔۔۔

میں جانتا ہوں وہ اب بڑھی ہو چکی ہے پر ماں اتنی جلدی اس پر اتنی بڑی ذمہ داری ڈالنا بھی تو ٹھیک نہیں جبکہ اپ کے بقول وہ ابھی نا سمجھ ہے۔۔۔ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیے وہ تحمل سے انھیں اپنی بات سمجھنا چاہتا تھا۔۔
ابھی صرف نکاح ہو گا رخصتی مرحا کی پڑھائی کے بعد "حمزہ میری جان آجکل تراب جیسے رشتے ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے اور اگر ہمیں مل رہا ہے تو کیوں ہم ناشکری کرتے ٹھکرائے "اور یہ بھی تو دیکھو کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہے گی کہی دور بھیجنے کی ضرورت ہی نہیں ہو گی۔۔۔وہ اس رشتے سے بالکل راضی تھی اور چاہتی تھی کہ وہ بھی ہو جائے۔۔۔
کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے میں روحی سے ایک بار پوچھوں گا اگر وہ راضی ہوئی تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور اگر اس نے انکار کیا تو میں کوئی زور زبردستی بھی نہیں کروُنگا آپ یہ بھی یاد رکھیں گا۔۔۔
وہ تو چھوٹی ہے اسے اپنے صیح اور غلط کا کیا پتہ ؟؟؟
ابھی تو اپ اس کی شادی کی باتیں کر رہی تھی اور اب جب اس سے اس کی رضا مندی پوچھنی چاہی تو وہ بچی ہو گی مگر میری زندگی، بچی بالغ ہو یا نہیں اسلام اور

شریعت میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ اپ کسی بچی پہ زور زبردستی کر کے اس کا نکاح کروائے اور میری نور تو سمجھدار اور پڑھی لکھی ہے اس کے ساتھ نہ کوئی ناانصافی کرؤنگا نہ ہونے دؤنگا۔۔۔۔

تمہاری ہر بات صیح پر مرحا کا رشتے کو لے کر کوئی بھونڈا جواز میں برداشت نہیں کرونگی "کہ وہ میرے بھیا ہے' خود بھی سمجھ جاؤ اور اپنی لاڈلی کو بھی سمجھا دینا کہ ایسے بھائی مان لینے سے کوئی اپ کا بھائی نہیں بن جاتا، صرف سگے مائے جائے اور دودھ شریک بھائی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ جانتی تھی کہ مرحا نے اس رشتے کو لے کر پہلا انکار اس وجہ سے ہی کرنا تھا تبھی پہلے ہی اسے بھی وران کرگی اور ساتھ تاکید کرگی کہ اپنی لاڈلی کو بھی سمجھادے کہ انکار کسی صورت نہ ہو۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اگر وہ پوچھ لے ہم سے کہ کیا غم ہے۔۔۔تو پھر کس بات کا غم ہے اگر وہ پوچھ لے ہم سے،

بھیاااا۔۔۔۔وہ آرام سے بیڈ پہ بیٹھا گود میں رکھے لیپ ٹوپ پہ کوئی فلم دیکھ رہا تھا جب وہ دھڑام سے دروازہ کھولتی اندر آتی چیخی تو وہ جو ہورر مووی دیکھ رہا تھا اچانک پڑی اس افتاد پہ ایکدم بوکھلا یا۔۔۔۔۔

تم پاگل ہوگئی ہو جو یو بدروحوں کی طرح گھوم رہی ہو۔۔۔۔اپنے ڈر کو ذائل کرتے وہ دروازے پہ کھڑی نوال پہ چڑھا دوڑا جو لوز ٹراؤزر ٹی شرٹ پہ بال کھلے چھوڑے رات کے اس پہرہ کسی چڑیل سے کم تو ہرگز نہیں لگ رہی تھی ۔۔۔

آپ کیا کر رہیں تھے""""۔۔۔۔اس کے غصے کو بغیر کسی خاطر میں لائے وہ اچھلتی ہوئی اس کے قریب آتی بالکل کسی چھوٹے بچوں کی طرح بولی۔۔۔۔

ڈونٹ نوی وہ گر جائیں گا۔۔۔اسے اپنی گود میں پڑے لیپ ٹوپ پہ جھپٹتا دیکھ وہ چیخا جو اسے کبھی الٹا کرتی جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی تو کبھی سیدھا کرتی اس کی بند اسکرین کو جو کہ سیاہ تھی۔۔۔۔

آپ کے بال کتنے گندے ہیں آئیں ان کی کٹنگ کرو۔۔۔اس کے سلکی بالوں کو پکڑ کر کھینچتی وہ ناک پھولائے بولی جیسے اسے اس کے بال پسند نہ آئے ہو۔۔۔

"""""" چھوڑو میرے بال "تم سے تو اچھے ہی ہیں

آپ گندے ہو "نوی بے بی کے اچھے بالوں کو گندا کہا۔۔۔لیپ ٹوپ کو غصے میں اتے بیڈ پہ پھیلے کمبل پہ پھنکتے وہ اپنے بالوں کی ایک لٹ کو لیے انگلی پہ لپیٹتے خفاگی سے بولی تو درید کا ماتھا ٹھنکا وہ ایسے باتیں تو صرف تب کرتی تھی تو کیا ایک دفعہ پھر وہ """" نہیں۔۔۔۔

آئے یو کریزی """ یہ کیا بچوں کی طرح ایکٹ کر رہی ہو اور یہ کیا لگایا ہوا ہے ۔۔۔اس کے بالوں پہ لگی بچوں جیسی رنگ برنگی پینز کو دیکھتے وہ چڑتا ہوا بولا تو مقابل نے جھٹکے سے اپنے بال اس کے ہاتھ نکالے۔۔۔

ڈونٹ ٹچ' یہ نوی بے بی کو پسند ہے۔۔۔۔دریدکی بات پہ وہ خفگی سے گالوں کو پھولائے بولی اور اپنے بالوں پر لگی پنیز پہ پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی جبکہ اس کی اس محویت کا فائدہ اٹھاتے مقابل نے احتیاط سے فون اٹھاتے اپنے کان سے لگایا اور اس کی نظر پڑنے سے پہلے ہی بالکینی کی طرف بھاگتا اس کا ڈور اندر سے لاک کر گیا۔۔۔۔

ہیلو 'ہیلو حمزہ بھائی پتہ نہیں نوال کو کیا ہو گیا ہے بچوں جیسا ریکٹ کر رہی ہے ۔۔۔۔دوسری طرف سے فون اٹھاتے ہی وہ جلد بول پڑا تو وہ جو حیرت سے اس کو بالکینی کا دروازہ لاک کرتا دیکھ رہی تھی اسے فون پہ کسی سے بولتا دیکھ جھٹ سے اس کی طرف بھاگی جبکہ مقابل نے لاک پہ گرفت سخت کی۔۔۔

پتہ نہیں بھیا اجیب اجیب سی باتیں کر رہی ہے نوی بے بی کو یہ پسند ہے، نوی بی بی کو یہ نہیں پسند !!!

ڈُری بھیا یہ آپ اچھا نہیں کر رہیں ''اوپن دا ڈور۔۔۔۔دروازے کو مسلسل اپنی طرف کھینچتی وہ درید کو وران کرتی غرائی۔۔۔۔

سنی اپ نے آواز دیکھے مجھ معصوم کو کیسے دھمکا رہی ہے آپ کی یہ پاگل ہوئی زوجہ۔۔۔منہ پر مسکینت طاری کیے وہ مقابل سے مخاطب ہوا جبکہ اس کی یہ مسکنیت دوسری طرف کھڑی نوال کو زہر لگی تھی۔۔۔

اس سے پہلے میرا میٹر شارٹ ہو دروازہ کھولے بھیا ورنہ میں مار مار کر آپ کو گنجا کردونگی !!!

بھیا یہ پاگل میرے سلکی بالوں کی طرف یوں دیکھ رہی ہے جیسے قصائی قربانی سے پہلے بکرے کو دیکھتا ہے پلیز حمزہ بھائی اپنے اکلوتے حسین و جمیل سالے کی ٹنڈ ہونے سے بچالے۔۔۔نوال کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے سے محظوظ ہوتا وہ آواز میں پریشانی اور گھبراہٹ لیے بولا تو مقابل نے جبڑے بینچے۔۔۔

بھائی یہ آپ کی چڑیل جیسی دیکھتی زوجہ اب اپنے قدم یوں پیچھے لے رہی ہے جیسے شیر اپنے شکار کو دیکھ کر لیتا ہے۔۔۔نوال کے قدم پیچھے لینے پہ وہ فون پہ موجود شخصیت کو پورے منظر کی عکاسی کرتا بتا رہا تھا۔۔۔

اور یہ بھوکی شیرنی اپنے شکار پہ جھپٹی!!!! ہیے نہیں جھپٹی۔۔۔نوال کو سائیڈ ڈرار کھنگالتا دیکھ وہ اچنبھے سے بولا پھر ایکدم وہ اپنی غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں سے مسکرائی اور ایک بار پھر قدم بہ قدم اس کی طرف بڑھنے لگی۔۔۔۔

پلیز بھیا بچالے اپنے سالے کو۔۔۔۔ سلو مومیں موت کو اپنی طرف آتا دیکھ درید گڑگڑایا اور ہینڈل پہ رکھے ہاتھ پہ اپنے پورے جسم کی طاقت سرف کرتے زور لگایا تاکہ دوسری طرف سے وہ کھینچ نہ سکے۔۔۔

یور گیم از اوور""""۔۔۔۔آنکھوں میں پرسراریت اور لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ سجائے اس نے ہاتھ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا جس میں چابیوں کا گچھا لٹک رہا تھا اور انھیں دیکھتے درید کو یوں لگا جیسے ان چابیوں کی جگہ اس کا اپنا وجود ہو جو اس چڑیل کے شکنجے میں دبا ہوا میں جھول رہا ہوں۔۔۔

میری پیاری بہن"میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔نوال کو چابی لاک میں ڈالتے دیکھ وہ جو کب سے پاگل پاگل کی گردان کر رہا تھا پل میں پیاری بہن پہ اترا تاکہ سزا میں کمی واقع ہو سکے۔۔۔

ہہمم تو میں پاگل ہوں۔۔۔دروازہ کھول کر اندر آتی نوال نے چابیوں کا گچھا شہادت کی انگلی میں گھوماتے پوچھا تو فوراً مقابل کا سر نفی میں ہلا۔۔۔۔

میں چڑیل جیسی دیکھتی ہوں۔۔۔۔دھیرے دھیرے قدم اگے بڑھاتے ایک اور سوال پوچھا گیا تو قدم پیچھے لیتے درید نے ویسے ہی سر نفی میں ہلایا۔۔۔

دیکھو جو تم نے کیا میں نے صرف اس کا بدلہ لیا ہے تو تم مجھے یوں ڈرا دھمکا نہیں سکتی آفٹر آل میں بڑا ہوں تم سے !!!!

میں نے کونسا اپ کی منگتیر کو فون کر کے اپ کی حرکتیں بتائی ہے جو اپ نے حمزہ کو فون کیا ہاں "یہ ہم دونوں کا مسئلہ تھا نہ تو آپ حمزہ کو کیوں لائے بیچ میں ۔۔۔۔چابیاں غصے سے زمین پہ پھینکتے وہ اصل بات پہ آئی۔۔۔

اووو تو میڈم کو سارا رونا ہی اس ہی بات کا ہے کہ کہی حمزہ بھائی میری باتیں سچ مناتے تم سے انکاری نہ ہو جائے تو اے میری بہن یقین مان وہ بیچارے اب بہت برے طریقے سے پھنس چکے ہیں وہ اب تمہیں نہیں چھوڑنے والے تاقیامت تک۔۔۔اپنی سوچ کے مطابق اس کے غصے کی وجہ جانتا درید حمزہ کے لیے یوں غمگیں لہجا بنائے بولا جیسے وہ اس کی بہن نہیں دشمن ہو۔۔۔۔

میرا رونا جو بھی ہو آپ نے حمزہ کو کال کیوں کی یہ بتائے؟؟؟

اووو میری جان کی دشمن بہن نہیں کئ کال صرف تمہیں تمہارے اصل کاریکٹر میں لانے کو مذاق کر رہا تھا۔۔۔اس کی ایک ہی گردان سنتے وہ تنگ آئے بولتا کال ہسٹری کھول کر اس کی آنکھوں کے سامنے کر گیا۔۔۔

آپ کا اور میرا مذاق ہے۔۔۔کال ہسٹری سے وہ کافی مطمین ہوئی تھی کہ شکر حمزہ کو اس کی یہ بچوں جیسی حرکتوں نہیں پتہ چلا ورنہ اس کے سامنے اسے کتنی شرمندگی کا احساس ہونا تھا یہ وہ ہی جانتی تھی۔حمزہ کی طرف سے بے فکر ہوتی وہ ایک بار پھر کمر پہ ہاتھ ٹیکائے مقابل کو گھورتے پوچھنے لگی۔۔۔

اور جو اتنی دیر سے تم مذاق کر رہی تھی کیا وہ سالی سمجھ کر رہی تھی۔۔۔درید بھی دیکھ دیکھی کمر پہ ہاتھ ٹیکائے میدان میں اترا۔۔۔کیونکہ ہر دو ماہ بعد اسے ایک پاگل بچی بنے کا دورہ پڑتا تھا اور وہ اچھلتی کودتی اس کے سر پہ آن پہنچتی تھی اس کا جینا حرام کرنے مگر اس بار پہلی دفعہ درید نے اس کا پاگل پنا اچھے سے دور کیا تھا

اچھا پہلے میں نے کیا اب آپ نے حساب کلئیر۔۔۔اس کی طرف صلح کرنے والا ہاتھ بڑھاتی وہ دشمنی یہی خاتم کر دینی چاہتی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے پر آئندہ اگر تم نے ایسا گھٹیا مذاق کیا نہ تو سوچ لینا پھر میں مذاق نہیں کرونگا۔۔۔اس کے بڑھائے گیے ہاتھ کو تھمتے وہ اگلی بار کے لیے اسے پہلے ہی وران کر گیا کہ اس کی پھر اس قسم کی کسی بھی حرکت پہ وہ صرف ڈرامہ نہیں بلکہ حقیقت میں اس چڑیل کے بھوت کو فون ملائے گا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قیس تھا لاجواب لیلٰی بھی۔۔۔جب سوال ایک کی بقا تھا

سبز زارہ پہ گرتی آنکھوں میں چبھنے والی دھوپ میں سمیسٹر سے ستائے اسٹوڈنٹس کتابوں میں سر دئے بیٹھے تھے۔کیونکہ نوٹِس بورڈ پہ اس ہی مہینے ہونے والے اگیزیمز کی ڈیٹ شیٹ لگ چکی تھی جس نے صبح خوشی سے بھرے چہرے لے کر اتے اسٹوڈنٹس کی روح تک چھین لی تھی

۔یار یہ تیرے ماموں نے اچھا نہیں کیا ہے 'بچوں کو گیم ویک میں لگا کر خود پیچھے سے ان کی موت تیار کرتے رہیں ہے۔۔۔ہاتھ میں پکڑی چار پانچ کتابوں جتنی موٹی کتاب کا معائنہ کرتے درید نے حارث سے اس کے ماموں کی شکایت لگائی

۔۔۔

بھلے وہ ہمارے ماموں ہیں پر بیٹا پیپر وہ ہم سے بھی لے گے بھانجے ہیں داماد نہیں جو بیٹی کے گھر کے چکر میں پاس کر دے۔۔۔درید کی دہائی پہ معتصم کتاب پہ جھکے سر کو اٹھاتا بولا،اب وہ بھی پڑھ رہیں تھے جو مہینوں کلاس میں پڑھتے نہیں تھے مطلب تو سمجھ ہی گیے ہونگے۔۔

توبن جاداماد "چانسلر کی کوئی بیٹی نہیں ہے کیا۔۔۔درید کی طرف سے معتصم کو فری اوف کوسٹ مشورے سے نوازا گیا۔۔۔

ایک نہیں دو دو ہے "پر مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اس گیدڑھ کو کوئی منہ نہیں لگاتا ۔۔۔گھاس پہ کھلی رکھی کتاب کے فرنٹ پیج پہ امپورنٹنٹ پوانٹس پنک ہائی لائیٹر سے نوٹ کرتے حارث نے بات میں لقمہ لیا۔۔۔

"""""" کیوں کیا زیادہ پہنچی ہوئی چیزیں ہے

ایک اوکسفورڈ سے ڈاکٹر بن رہی ہے اور دوسری ملٹی نیشنل کمپنی میں سی ای او ہے۔۔دریدکے پوچھنے پہ حارث نے تفصیلا بتایا۔جبکہ پاس بیٹھی کتاب میں غرق ہوئی حورکوان کی باتیں بری طریقے سے ڈسٹرب کررہی تھی۔۔۔

معتصم پھسالے سی ای او صاحبہ کو" گولڈن لوٹری نکل ائےگی تیری۔۔۔۔

گود میں رکھی کتاب کو بند کرکے سائیڈ پہ ڈالتے درید نے نوٹ بک پہ ہاتھ چلاتے معتصم کو ایک بار پھر اپنا مخلصانہ مشورہ دیا۔۔۔

یار جانی پھسانے کی کوشش تو بھرپور کی ہے مگر سی ای او صاحبہ ہتھے چڑتی نہیں ہے۔۔۔معتصم بھی نوٹ بک اور پین کو پرے ڈالے دونوں گھٹنوں کو ساتھ ملاتے ان کے گرد بازو باندھتاد کھی دل سے بولا جیسے ناجانے کتنی ہی دفعہ ناکام ہوا ہوا اپنی اس کوشش میں۔۔۔

اوئے آہستہ بول اگرکسی نے سن لی نہ تیری یہ دکھی داستان تو بغیر پیپروں کے فیل ہوگا" پھرکرتا پھیری سی ای او صاحبہ کو ایمپریس۔۔۔۔۔حارث نے ارد گرد بیٹھے اسٹوڈنٹس پہ ایک نظر ڈالتے معتصم کو کہنی ماری جو ہر چیز سے بیگانہ ہوا درید کے ساتھ اپنے دکھ بانٹ رہا تھا۔۔۔

توسن لے شاید پھر ہی ماموں اپنے غریب بھانجے پہ رحم کھاتے اپنی بیٹی دئے دے۔۔۔حارث کے کہنی مارنے کا بغیر کوئی اثر لیے وہ خلا میں گھورتے بولے تو حارث اس پر ایک دفعہ ہو جانے والی نظر ڈالتا اپنے نوٹس پہ جھکا اشارہ میری بلا سے بھاڑ میں جانے والا تھا۔۔۔

ویسے دِیکھنے میں کیسی ہیں چانسلر کی بیٹیاں ؟؟؟

ایک دم سیکسی اور ہوٹ""۔۔۔اپنے پاس حور کی موجودگی کو فراموش کیے وہ بے باکی کا مظاہرہ کیے بولا تو معتصم کی بات سنتے حور نے شرم سے چہرہ مزید کتاب میں چھپایا۔۔۔

حیا کر لے کوئی اب ہمارے گروپ میں ایک عدد لڑکی بھی ہے۔۔۔حور کے چہرے پہ گھلتی سرخی کو دیکھ کر حارث معتصم کو شرم دلانے کی خاطر بولا جو وہ کبھی نہیں کرتا تھا۔۔۔

اووو براؤنی سوری ہم تمہاری موجودگی کو فراموش کر گیے "پر ایک سکینڈ یہ کتاب تو نیچے کرو کیا تم شرما رہی ہو۔۔۔حارث کے کہنے پہ اس نے سوری

کرتے جیسے ہی اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پہ رکھی کتاب کو دیکھتے ایک بار پھر اس کی شرارت کی رگ پھڑکی۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے""۔۔۔۔ معتصم کو حور کے چہرے سے کتاب ہٹاتے دیکھ فواد جو کوچ کے پاس گیا ہوا تھا سرد تاثرات لیے بولا۔۔

ہاہاہا" دیکھ فادی براؤنی شرماتے ہوئے اسٹوبیری کیک لگ رہی ہے۔۔۔۔۔ فواد کے چہرے کے تاثرات دیکھے بغیر وہ اس کی سانولی رنگت میں گھلتی سرخی کو دیکھتے شوخ سا بولا جبکہ وہ اس کی توجہ خود سے ہٹتی دیکھ جھٹ سے اٹھ کر فواد کی اوٹ میں ہوئ (جبکہ دونوں کے درمیاں فاصلہ برقرار رکھا تھا)۔۔۔

یار یہ کیا بات ہوئی میں بھی تو تھا میرے پیچھے چھپ جاتی۔۔۔۔۔اس کے اچانک اس قدم پہ درید فواد کی طرف معنی خیزی سے دیکھ کر مسکراتا حور سے مخاطب ہوا

۔۔۔۔

یہ لوگ بہت گندی گندی باتیں کر رہیں ہے"""فواد کے بازو سے سر نکل کر کر وہ ان تینوں کی جانب اشارہ کرتی معصومیت سے بولی تو ان دونوں کے ساتھ ساتھ

حارث نے بھی اپنی بہن کی چالاکی پہ اسے گھورا کہ اس نے کب کی گندی باتیں۔۔۔

تم لوگوں کو شرم نہیں اتی۔۔۔ حور کے مذاق کو سچ مانتا فواد کڑے تیور لیے ان تینوں سے مخاطب ہوا تو اس نے اپنی مسکراہٹ روکی۔۔۔

ابے یہ جھوٹ بول رہی ہے دیکھ ہم معصوم تو پڑھائی کر رہیں تھے جب سے۔۔۔ کب سے درید کے ساتھ مل کر باتیں بھگارنے والا معتصم اپنی صفائی میں جھٹ سے بولا تو ان دونوں نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔

توکیا یہ """"۔۔۔ معتصم کے جھوٹ پہ اس سے پہلے وہ اسے مزید لتاڑتا اپنے پیچھے سے انے والی دبی دبی ہنسی پہ تعجب بھری نظریں لیے وہ پیچھے مڑا جہاں وہ لبوں پہ ہاتھ رکھے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

کیا ہے یہ سب "۔۔۔ اس کو یوں ہنستا دیکھ وہ دھیم سا ہنسا پر پھر ان تینوں کے چہرے کے تاثرات دیکھتے سرد سے لہجے میں گویا ہوا تو اس کی ہنسی کو اچانک سے بریک لگی۔۔۔۔

نن 'نہیں میں جھوٹ تو نہیں بول رہی یہ لوگ کر رہیں تھے۔۔۔ فواد کی سخت گھوری پہ وہ سچی ہوتی بھی سر جھکائے منمنائی۔۔۔

ان بغیر توں سے دور بیٹھا کرو۔۔۔ ایک نظر اس پہ ڈالتے وہ سنجیدہ سا بولا اور مڑ کر ان کی جانب بڑھا جواب سیریس سے اپنی کتابوں پہ جھک چکے تھے۔۔۔۔

کیا کہا کوچ نے۔۔۔ فواد کو نیچے بیٹھتا دیکھ درید نے اس سے کوچ کے متعلق پوچھا کیونکہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کوچ کے پاس پیش ہوا ہوا تھا۔۔۔

ان سے کہا ہے کہ ایگزیمز تک ہمیں ریلیف دے تاکہ پریپریشن تو ٹھیک سے ہو جائے پہلے بھی گیم ویک کی وجہ سے پورا ایک مہینہ ضائع ہوا ہے۔۔۔۔ پاس پڑی کتابوں کو سرسری سا کھول کر چیک کرتا وہ اپنے اور کوچ کے متعلق ہوئی باتوں کا بتانے لگا، جبکہ حارث اور معتصم کے ساتھ حور بھی اس کی باتیں یوں غور سے سننے لگی جیسے اس کے کام کی ہو۔۔۔۔

ہاں یار تیاری تو ذرا برابر بھی نہیں ہے اور دن کم ہے پتہ نہیں ڈین کو ابھی پیپر لینے کا کون سا کیڑا کاٹا تھا۔۔۔ فواد کی بات پہ ایک بار پھر معتصم شروع ہو چکا تھا کیونکہ اس کی تیاری تو یوں تھی جیسے آج سیمیسٹر کا پہلا دن ہو جبکہ ان کی محویت

کا فائدہ اٹھاتے اس نے گھٹنے کے قریب رکھے بیگ میں احتیاط سے ہاتھ ڈال کر کچھ نکالا اور فوراً اسے منہ میں ایسے ڈالا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔۔۔

براؤنی تم کیا کھا رہی ہو چھپکے چھپکے۔۔۔ صدا سے تیز حسِ رکھنے والے معتصم کے کان بلی کی طرح کھڑے ہوئے۔۔۔

آپ کی ناک اور کان کتنے تیز ہے اتنی تیزی پڑھائی میں بھی دیکھا لیا کریں۔۔۔ اسے خود کو چوری چھپے کھاتے پکڑتے دیکھا وہ اپنے پتلے سے ناک کو غصے سے موٹا کرتی سامنے والے کو شرم دلانے کی خاطر بولی۔۔۔

شکریہ میری تعریف کرنے کے لیے پر تم یہ بتاؤ مجھ سے چھپ کر کیا کھا رہی ہو !!!!

یہ لے "۔۔۔ معتصم کو گھورتے اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور ایک شاپر نکال کر اس کے سامنے پڑی کتاب پہ پٹکتے کہا تو سب نے ایک نظر اس کے غصے کو دیکھا اور دوسری نظر اس چیز کو۔۔۔

واہ تل کے لڈو' یہ کہاں سے لائی ؟۔۔۔۔ شاپر میں موجود چھوٹے چھوٹے تل کے لڈو دیکھتے معتصم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا جبکہ فواد اس کا بچوں جیسا غصہ دیکھتے اپنی ہنسی دبانے لگا۔۔۔

باہر بچے بانٹ رہیں تھے۔۔۔ معتصم کے سوال پہ وہ غصے سے کڑتے بولی تو درید نے اچھنبہ سے اس کی سانولی رنگت لال ہوتی دیکھی کہ اتنی سی بات پہ وہ کیوں غصہ ہو رہی تھی پر فواد جانتا تھا اس میں چھپی بچی کو جسے اپنی چیزیں شیئر کرتے ہوئے کچھ ہوتا تھا۔۔۔

تو زیادہ لے لیتی" کہتی میرے چار چھوٹے بھائی بھی ہے۔۔۔ مزے سے لڈو کھاتے معتصم نے اسے مشورہ دیا جس پہ وہ ہنہہ کرتی رہ گی۔۔۔

واہ بہنا تم تو بچپن کے دن یاد کروا دیتی ہوں۔۔۔۔ معتصم سے شاپر جھپٹتا اس بار حارث لڈو منہ میں ڈالے چباتے ہوئے بولا اور شاپر درید کو پاس کروائی۔۔۔۔

جب تک یہ ہمارے ساتھ ہے نہ ہم روز بچپن کا ایک نیا دن یاد کرے گا۔۔۔ حور کی طرف دیکھتے وہ معنی خیز سے مسکراتے بولا اور ہاتھ میں پکڑے تل کے لڈو کو منہ میں ڈالا۔۔۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔۔ فواد کا ڈھکا چھپا طنز وہ باخوبی سمجھ گئی تھی جبھی آنکھوں میں خفاگی لائے وہ اس سے مخاطب ہوئی اور معتصم کے ہاتھ سے اپنے لڈو چھن گئی۔۔۔

جیسی بھی بات ہے "پر یہ مجھے دو۔۔۔ حور کے ہاتھ سے وہ واپس شاپر کو جھپٹتا بولا پر اس کی ہوشیاری دیکھتے وہ شاپر ایک طرف سے اپنی گرفت میں لے گی اب سین ایسا تھا کہ شاپر کا ایک کونا معتصم جبکہ دوسرا حور کے ہاتھ میں تھا اور جن کی وجہ سے لڑائی ہو رہی تھی وہ بیچ میں جھول رہیں تھے۔۔۔

اے جنگلی بل چھوڑو اسے پھٹ جائیں گا۔۔۔۔ شاپر کو اپنی طرف کھینچتے اس نے اسے چھوڑنے کا کہا۔۔۔

آپ ہو گے جنگلی ریچھ۔۔۔۔ وہ بھی دوبدو بولی۔۔۔

شرم نہیں آتی اپنے سینئر کو ریچھ کہتے ؟؟؟

میں تو سانڈ بھی بولو گی۔۔۔۔ وہ اکڑتے ہوئے بولی تو معتصم ہونک نہ منہ لیے اسے دیکھنے لگا کہ وہ کہاں سے اسے سانڈ لگتا ہے۔ جبکہ وہ تین آرام سے گھاس پہ کہنی کے بل لیٹتے ان کے ڈرامے کو انجوائے کرنے لگے کیونکہ آج سے پہلے ان

کے گروپ میں ایسی کوئی لڑائی ہوئی نہیں تھی اور خاص طور پہ معتصم کی وہ بھی اس کی ٹکر کی لڑکی سے۔۔۔

پاگل چڑیل میں کہا""""۔۔۔۔وہ غصے سے ہاتھ پہ زور بڑھتا بولا پر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ پلاسٹک کی شاپر پھٹی اور اس میں موجود وہ چھوٹی چھوٹی بولے گھاس پہ بکھر گیی۔۔۔

آہہہ میرے لڈو"""""۔۔۔اپنے اتنی منت سے منگوائے لڈویوں گھاس پہ موجود چینٹیوں کی نظر ہوتا دیکھ وہ لبوں کو باہر نکل کر بالکل کسی روتے ہوئے بچے کی طرح بولی تو اس کے چہرے پہ ٹکی دو نظروں کو اس پہ ٹوٹ کر پیار آ آیا۔۔۔

ہاہاہاہا""لو اب کھالو بھوکی چڑیل۔۔۔۔اس کی رونی صورت دیکھتے معتصم پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر ہنستا ہوا بولا تو جن آنکھوں سے اپنے ضائع ہو جانے والے لڈو کے غم میں آنسو نکلنے لگے تھے ان میں وہ غضب لیے معتصم کی طرف مڑی۔۔۔

اپ ہوگے بھوکے ندیدے""""پتہ ہے کتنی مشکل سے منگوائے تھے۔۔۔۔درید کے پاس پڑی موٹی بوک کو اٹھائے وہ اس پہ کسی بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹتی بولی اور پے در پے اس پہ کتاب سے حملے کرنے لگی۔۔۔

ابے کمینوں مدد کرو دیکھو تمہارا یار ایک چیونٹی سے مار کھا رہا ہے۔۔۔ان تینوں کو خاموش تماشائی بنا دیکھ اس نے دہائی دی، اگر وہ چاہتا تو پل میں اس چیونٹی کو دبوچ لیتا جو اس کی چوڑی جسامت کے سامنے بچی لگتی تھی پر اس کے بچوں جیسے غصے کو دیکھتے وہ مار کھانے پہ مجبور تھا جبکہ وہ تین مسکراتے حور کے تاثرات دیکھ رہیں تھے جس کا غم ختم ہی ہو کے نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سلوکِ یار سے دل ڈوبنے لگا ہے فراز۔۔۔ مگر یہ محفلِ اعداء ہے، کیا کیا جائے !

نورمل سائز پہ بنے اس روم کی دیواروں پہ خاکی رنگ ہوا ہوا تھا جو اب کہی کہی سے ہلکا ہلکا جڑھ رہا تھا، کمرے کے درمیاں میں ایک لکڑی کا چھوٹا سا میز رکھا ہوا تھا۔ جس پہ کالے اور سفید جلد میں کئی فائیلز اوپر تلے رکھی ہوئی تھی۔ جو کچھ پڑھی جا چکی تھی وہ اب زمین پہ ایک سائیڈ پہ پڑی تھی، میز کے دائیں جانب پیچھے

ایک لوہے کی کافی بوسیدہ سی الماری کھڑی تھی جس پہ لگے شیشوں میں سے ایک شیشہ غائب تھا اور اس میں سے نظراتی کالے جلد والی کتابیں مٹی سے اٹی پڑی تھی جیسے سالوں سے اسے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہوا، بائیں جانب کی دیوار کے ساتھ ایک اور الماری کھڑی تھی پر وہ پہلی والی کی حالت سے کافی بہتر اور صاف تھی اور اس کے ساتھ ایک لکڑی کی پرانی بینچ پڑی تھی۔ کمرے کی حالت کے پیش نظر وہاں رکھی میز صاف ستھری تھی جیسے وہاں روز کوئی بیٹھتا ہو۔۔۔

آپ یہاں بیٹھ کر انتظار کرے میں وکیل صاحب کو بھیجتا ہوں۔۔۔۔خاکی رنگ کی وردی پہنے ایک ناتواں اور کمزور سا وجود لیے شخص نے پینٹ کوٹ پہنے اس شخص سے کہا جو دروازے کے پار ہی کھڑا تنقیدی نظروں سے کمرے کی حالت کو گھور رہا تھا، پیوُن کے کہنے پہ وہ فقط ہاں میں سر ہلاتا دہلیز پار کرتا اندر ایا

۔۔۔۔۔

آپ کچھ لے گے۔۔۔۔ مقابل شخص کے ٹھاٹ بھاٹ دیکھتے اسے یقین تو ہو چلا تھا کہ وہ شخص کوئی امیر زادہ ہے تبھی خوشامد کی خاطر پوچھا بیٹھا پر وہ ناں میں سر

ہلاتے کمرے کا جائزہ لینے لگے تو وہ کندھے اچکائیں وکیل صاحب کو بولانے کی خاطر فردوس صاحب کے چیمبرز کی طرف بڑھا۔۔۔۔

وہ یونہی ٹہلتے ٹہلتے میز کے قریب آئے جہاں ایک فائل کھلی پڑی تھی جیسے ان کے انے سے قبل کوئی اس کی روح گردانی کر رہا ہو۔انھوں نے سر سری سی نگاہ اس کے فرنٹ پیج پہ ماری" وہ ایک قاتل کیس کی فائل تھی جس کے اوپر مقتولہ کا نام 'ماہ رخ' درج تھا" عمر سترہ سال 'قاتل کے نام پہ تین چار آدمیوں کے نام درج تھے اور" وجہ قاتل "اجتماعی زیادتی کر کے قتل اپنا گناہ چھپانے کو کیا گیا تھا ۔۔۔انھوں نے تو سر سری سی نگاہ اس پہ ڈالی تھی پر اس بچی کے ساتھ ہوئے ظلم کو پڑھتے ان کے دماغ کی رگیں ابھرنے لگی،نام کے ساتھ اس بچی کی کالج یونیفارم میں ایک تصویر بھی چسپاں تھی جسے دیکھتے ان کی آنکھوں کے سامنے ایک پل کو مرحا کی تصویر گھومنے لگی۔وہی یونیفارم،وہی واقع" اگر اس دن وہ ٹائم پہ نہ پہنچتے تو کیا ان کی گڑیا بھی یوں ہی کسی فائل کی زینت بنے کسی وکیل کی آس میں پڑی ہوتی" ایکدم انھوں نے فائل بند کی اور ایک لمبا میز پہ انصاف کی سانس کھینچا جیسے فضا میں اکیسجن کی کمی ہو۔۔۔۔

بھیا آپ یہاں " خیریت۔۔۔۔ پیون کے بتانے پہ وہ اپنے روم میں آیا تو وہاں آغا فارذ کی موجودگی کو دیکھتے اس نے سوالیہ پوچھا کیونکہ وہ اس سے ملنے یوں کورٹ میں تو کبھی نہیں آئے تھے۔۔۔۔

ہاں خیریت ہے۔۔۔۔ شرٹ کے اوپری بٹن کھولتے انھوں نے اضطراب بھری کیفیت میں کہا تو وہ ان کی گھبراہٹ دیکھتے قریب آیا۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں ؟؟؟

یہ سب کیسے پڑھ لیتے ہو ؟۔۔۔۔ تراب کے پوچھنے پہ وہ ٹیبل پہ رکھی فائل کی طرف اشارہ کیے بولے جس نے اچانک ان کے جسم سے روح کھینچ لی تھی

۔۔۔۔

یہ ہی تو ہماری زندگی ہیں۔۔۔۔ ان کی حالت وہ سمجھ چکا تھا تبھی ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے آسودہ سے مسکراتے بولا۔۔۔۔

ڈر نہیں لگتا ؟؟؟

نہیں اب ڈر کس بات کا جب یہ ہی ہمارا فرض اور روزی روٹی ہے" خیر آپ بتائے آج کیسے آ گیے۔۔۔ان کے سوالے پہ وہ مسکراتا ہوا اپنی کرسی پہ بیٹھتا ان کی اچانک آمد کا سبب پوچھنے لگا۔تاکہ وہ ایزی ہو جائے۔

بس یہاں قریب میں میٹینگ تھی تو سوچا جاتے جاتے تم پر بھی ایک نظر مار لو کہی کسی مجرِمہ سے عشق تو نہیں لڑاتے پھیر رہیں۔۔۔اس کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھتے وہ مدھم سے مسکراتے بولے تو ان کی بات پہ تراب کا قہقہ گونجا۔ وہ اب پہلے سے سنمبھل گیے تھے۔۔۔

یار کیا بھیا عشق لڑانے کے لیے کوئی مجرِمہ ہی ملی ہے مجھے" خیر شکریہ کے اپ نے بھی ہمارے غریب خانے میں قدم رکھا۔۔۔آغا فارذ کی بات پہ وہ خفیف سا مسکراتا آخر میں ان کے نہ آنے پہ طنزیہ بولا۔۔۔

آجکل جیسے حالات ہے کوئی بھی کسی سے بھی عشق لڑا سکتا ہے 'اور یہ خوب کہی تم نے یہ لگتا بھی غریب خانا ہی ہے۔۔۔کمرے کی غربت پہ ایک تفصیل بھری نظر ڈالتے وہ ایکطرفہ مسکراہٹ مقابل کی سمت اچھلتے بولے۔۔۔

آپ جانتے تو ہے سرکاری وکیلوں کے حالات !!!

رہنے دو۔۔۔تراب کی مسکنیات بھرے چہرے پہ ایک نظر ڈالتے وہ کچھ جتلاتے بولے تو وہ لبوں کو دبائے مسکراہٹ روک گیا۔۔۔

یہ سب چھوڑے" یہ بتائے کچھ لیئنگے۔۔۔میز پہ رکھے کریڈل کو اٹھائے وہ کان سے لگاتا ان سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

لوئنگا ضرور لونگا سرکاری پیسہ ہے' چائے کے ساتھ بیسکٹ بھی منگواؤ۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے وہ تراب کو اپنا آڈر بتاتے بولے ساتھ کوٹ کی اندروانی جیب سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دبائی جبکہ دوسری طرف تراب نے پیون کو دو چائے لانے کا کہا۔۔۔

ویسے خود اتنے لش پش ہو کراتے ہوئے کبھی اس کمرے میں بھی رنگ روگن کروالو' تمہارے آدھے کلائینٹ تو آفس کی حالت دیکھ کر ہی بھاگ جاتے ہوں گے۔۔۔لائیٹر سے ہونٹوں سے میں دبی سگریٹ کو شعلا دیتے وہ ایک بار پھر اس کے آفس کے درو دیوار دیکھتے بولے۔۔۔۔

آچھا ہے نہ میں ویسے بھی غریبوں کی مدد کو بیٹھا ہوں۔۔۔۔ان کے طنز کا وہ بغیر برا مانے بولا تو انھوں نے سگریٹ کا گہرہ کش بھرتے منہ سے دھواں باہر نکلا

۔۔۔

غریبوں کے چکر میں خود کسی سے مدد نہ مانگتے پھیرنا۔۔۔۔اس کے جذبے کو دیکھتے وہ سر نفی میں ہلاتے بولے اور سانس بھرتے اس بار دھواں ناک سے نکلا

اسی اثنا میں وہی خاکی لباس میں ملبوس پیون ایک ڈش میں دو چائے کے کپ کے ساتھ ایک پِیرچ میں چند بسکیٹ لیے حاضر ہوا۔۔۔۔۔۔

آپ چائے لے۔۔۔۔پیون کے چائے سرو کرنے پہ وہ انھیں مزید خود پر طنز کرنے کو منہ کھولتا دیکھ جھٹ سے بولا۔ جبکہ پیون ڈش لیے جا چکا تھا۔۔۔

دیکھ لو غریبوں کی مدد کرنے والے وکیل کے مہمانوں کو ان چند بسکیٹس پہ ٹرخایا جاتا ہے یہ ہی اگر میں کسی بڑے وکیل کے چیمبرز میں بیٹھا ہوتا تو دودھ پتی چائے کے ساتھ کئی لوازمات بھی آرہیں ہوتے۔۔۔۔چائے کے کپ کو اٹھا کر منہ سے لگاتے انھوں نے پلیٹ میں پڑے چند بسکیٹس کی طرف اشارہ کیے کہا تو وہ بیچارہ خفت سے مسکرا دیا،اب وہ انھیں کیا بتاتا کہ وہ ابھی صرف اسسٹینٹ کے

طور یہاں کام کر رہا تھا تو عزت بھی تو ویسی ہی ملنی تھی جب آفیشل وکیل بن کر ہائی کورٹ میں کیس لڑتا تب ویسی عزت ملنی تھی ابھی وہ صرف لوئر کوٹ میں اپنی دو سال کی ٹریننگ مکمل کر رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! تُو محبت سے کوئی چال تو چل !۔۔۔۔ہار جانے کا حوصلہ ہے مجھ کو

آنکھوں میں کڑے تیور لیے وہ اس وقت بریانی سے بھرپور انصاف کرتے شخص کو کینہ توز نظروں سے گھور رہا تھا جو اس کی گھوریاں کو نظر انداز کیے اپنی پلیٹ پہ جھکا ہوا تھا۔۔۔

چل اب کھا بھی لے یا اسے کھانے کا ارادہ بنائے بیٹھا ہے۔۔۔اس کے سائیڈ پہ بیٹھے حیدر نے داؤد کو خشمگین نظروں سے گھورتے رافع کو مخاطب کیا جو اپنی بریانی کو چھوڑے داؤد کو چکن تکہ سمجھے گھور رہا تھا، جبکہ اس کی بات پہ پلیٹ پہ

جھکے داؤد نے سر اٹھا کر پہلے رافع کے سنجیدہ تاثرات کو دیکھا، پھر ہاتھ بڑھا کر پیالے سے رائتہ کا چمچہ بھر کر اپنی پلیٹ میں ڈالا۔۔۔

تجھے بالکل شرم نہیں ارہی ؟۔۔۔داؤد کی ہٹ دھرمی دیکھتے رافع دانت پیستے بولا ۔۔۔۔

کیوں میں کیا بغیر کپڑوں کے بیٹھا ہوں۔۔۔۔چمچہ سے رائتہ چاولوں میں مکس کرتے وہ سوالیہ ہوا؟۔۔۔۔

تیرا جمعہ کو نکاح ہے اور مجھے یعنی تیرے بیسٹ فرینڈ کو یہ بات دو دن پہلے پتہ چل رہی ہے "آخر کو ایسی کون سی ایمرجنسی آن پڑی تھی جو یوں چوروں کی طرح نکاح کرنے چلا ہے۔۔۔

میں دولہا ہوں اور دولہا اپنے نکاح کی بات اپنے منہ سے بتاتا اچھا لگتا ہے کیا" اور تو کیسا بیسٹ فرینڈ ہے جو دوست کی آنکھوں سے نہیں پہچان سکا۔۔۔چاول سے بھرا چمچہ منہ میں ڈالتے وہ ایک ہاتھ سے اپنے ماتھے پہ ائے بالوں کو درست کیے الٹا اس پہ ہی چڑھ دوڑا۔۔۔

میں دوست ہوں شاہ نجومی نہیں جو تیری آنکھوں میں دیکھ کر نکاح کی تاریخ بتا دیتا۔۔۔داؤد کو خود پر ہی چڑھائی کرتا دیکھ وہ غصے سے دبدبہ بولا، ان سب میں حیدر پرسکون سا اپنے کھانے میں مگن تھا۔۔۔

دوستی میں تو دل کو دل سے راہ ہوتی ہے !!!

تیرے دل کا راستہ ذرا ٹیڑھا ہے تبھی اسے پتہ نہ چل سکا۔۔۔داؤد کی بات سنتے حیدر نے جھکے سر کو اٹھائے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

دیکھ صاف بات ہے جتنا تو کالی زبان والا ہے نہ۔ میں تو تجھے جمعہ کو بھی نہیں بتاتا یہ تو اس کمینے نے بتا دیا جس کے پیٹ میں کوئی بات ہی نہیں ٹکتی۔۔۔ کھانے سے فارغ ہوئے وہ ٹیشو سے ہاتھ صاف کرتے نہایت بے مروتی سے بول رہا تھا جبکہ مقابل بیٹھے رافع کا دل چاہا اس دو دن بعد بننے والے دولہے کا ابھی گلہ دبا دئے جس کی زندگی میں اس نے نا جانے کونسی نحوست پھیلائی ہوئی تھی۔۔۔۔

کیوں جب میں پیدا ہوا تھا تیری چلتی فیکٹری بند ہو گئی تھی یا تیرے گھر میں آگ لگ گئی تھی ؟؟؟

نہ فیکٹری بند ہوئی تھی نہ گھر میں آگ کیونکہ یہ دونوں چیزیں ہی ابھی میرے پاس موجودہ نہیں ہے ،البتہ تیری کالی زبان کا اندازاس واقع کے بعد ہوا تھا جب تو نے ٹیسٹ کی وجہ سے دعا کی تھی کہ پلیز اللہ تعالی سر نعمان کی گاڑی پنچر ہو جائے وہ بھی کسی سنسان علاقے میں پر دوسرے دن ان کے ایکسیڈنٹ کی خبر آئی تھی۔۔۔

ہاں وہ تو میں نے سب کی بھلائی میں مانگی تھی مجھے کیا پتہ تھا کہ سر بستر سے ہی لگ جائے گا۔۔۔وہ بغیر کسی شرمندگی سے بولا تھا۔۔۔

جو بھی تھا بس اس دن سے مجھ جیسے نازک دل انساں کو تجھ سے ڈر لگنے لگا ہے ۔۔۔اپنے دل والی سائیڈ کی جانب ہاتھ رکھتے وہ کمال کی اداکاری سے بولا تو رافع کے ساتھ ساتھ حیدر نے بھی اس نوٹنکی کو گھورا جو معصوم تو کسی سائیڈ سے نہیں لگتا تھا۔۔۔۔

معصوم اور تو رہنے دے سالے تو تو پھپھو کو بھی پیچھے چھوڑ دے آگ لگانے میں۔۔۔اس کی معصومیت کو دیکھتے رافع نے اسے لتاڑا۔۔۔

تو مجھے پھوپھی کہے یا پھوپھا میرے نکاح میں تو نہیں آئے گا بس بات ختم، بلکہ سکیورٹی گارڈ کو خاص تیری تصویر دیکھا کر وارن کروں گا کہ یہ شخص کسی طور اندر آنا سکے۔۔۔ کلاس کا ٹائم ہوتا دیکھ وہ حتمی لہجے میں بولتا ہوا کھڑا ہوا اور رافع کے شاک بھرے تاثرات کو بغیر دیکھے اپنی شرٹ کے کف موڑنے لگا۔۔۔

ٹھیک ہیں مت بلا، پر پھر مجھے مرحا تو ضرور انوئیٹ کرے گی جب میں اسے فون کر کے یہ بتاؤ گا کیسے تو نے اس کے بیگ سے نکالی چوکلیٹس یونی کے باہر پھیرتے آوارہ کتوں کو کھلائی تھی اور یہ بھی بتاؤ نگا کہ تو نے اس کی کیمسٹری کی آسائیمینٹ کو کیسے نظرِ آتش کیا تھا !!!!

تو اپنے بیسٹ فرینڈ کو بلیک میل کر رہا ہے" ابے دوستوں کی خاطر تو بندہ جان بھی دے دیتا ہیں۔۔۔ اس کی دھمکی پہ وہ پل میں لہجا بدلتا گویا ہوا کیونکہ اب تو اس بھنڈی کا ایک اور گارڈ آ گیا تھا اس لیے وہ کوئی پنگا لینا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

وہ کیا ہے نہ میں تھوڑے الگ قسم کا یار ہوں میں دوستی میں جان دینا نہیں بلکہ لینا جانتا ہوں' جیسے تیری لونگا مرحا کے ہاتھوں۔۔ طنزیہ مسکان سجائے وہ مقابل سے گویا ہوا۔۔۔

ہاہاہا' پاگل میں تو مزاق کر رہا تھا" بھلا تیرے بغیر میں نکاح کر سکتا ہوں۔ تیرے لیے تو اسپیشل گولڈن کارڈ بنوایا ہے !!!

پر بڑے پاپا والوں نے تو کارڈ بنوائے ہی نہیں ہے ' دعوت تو سب کو فون پہ دی جا رہی ہے۔۔۔ اس کے جھوٹ پہ حیدر نا سمجھی والے تاثرات لیے بولا جس پہ مقابل نے گھور کر اس ذلیل انسان کو دیکھا جو نا سمجھی کی ایکٹینگ کرتا داؤد سکندر کو زہر جتنا برا لگا تھا۔۔۔

جانو یہ تو چھوٹا ہے اسے کیا پتہ بڑوں کی باتوں کا" میں نے خود تیرے لیے اسپیشل کارڈ بنوایا ہے۔۔۔ رافع کے سپاٹ تاثرات کو دیکھتے وہ اسے سمجھانے لگا، کیونکہ اگر وہ نہ مانا تو اس کا نکاح خطرے میں پڑھ سکتا تھا۔۔۔

اس اسپیشل گولڈن کارڈ پہ اپنی آخری وصیت لکھ لینا!۔۔۔ آنکھوں میں خطرناک اور پراسرار تاثرات لیے وہ گویا ہوا اور طنزیہ سی مسکراہٹ داؤد پہ ڈالتے وہ کینٹین کے بنے شلیڈر سے باہر نکلتا اپنی کلاس کی جانب بڑھا تو کزن کو سنگین حالات میں چھوڑے حیدر بھی اس کے ہمقدم ہوا، جبکہ پیچھے داؤد کو اپنے آس

پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی جو کہ صرف ایک صدا لگا رہی تھی "مرحا یوسف۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اتار لیتے ہیں دنیا کو یوں تو شیشے میں۔۔۔ اکیلے ہوں تو آئینے سے ڈرتے ہیں

لاونج کی فضا آج ایک عجیب سی خوشی خود میں سموئے ہوئی تھی جس کی نہ کوئی کیفیت تھی نہ اظہار بس ہر فرد کے اندر یہ رقص کر رہی تھی، چاروں خواتین اپنے من پسندیدہ کام میں مشغول تھی یعنی کی گیی خریداری کا رِویوُ۔ صوفوں اور میز پہ کئی الگ الگ رنگ اور ڈائیزاین کے ملبوسات بکھرے ہوئے تھے کوئی بھرے ہوئے تھے تو کوئی ہلکے پھلکے، لاونج کے دوسری طرف بنے سٹینگ ائیریا میں دو حسینہ ایل ای ڈی میں گانا لگائے ڈانس پریکٹیز کر رہی تھی۔

بھابھی میں تو کہہ رہی ہوں یہ جوڑا آپ ہانیہ کی امی کو لگا دے۔۔۔۔میز پہ پڑے ہلکے بادامی رنگ کے جوڑے کو اٹھاتے حورے بیگم زبیدہ مامی سے بولی جو کہ اپنی گود میں دو سوٹ رکھے ان کا معائنہ کر رہی تھی۔۔۔۔

اچھا'پر میں یہ والا سوچ رہی تھی۔۔۔۔اپنی گود میں پڑا اسی گرین سوٹ وہ انھیں دیکھاتی بولی۔۔۔۔

یہ بھی اچھا ہے پر ناہید پہ یہ زیادہ کھلے گا"اور دیکھے یہ کام میں بھی اس سے زیادہ بھاری ہے۔۔۔اس بار سوٹ وہ ان کی طرف اچھلتی بولی کیونکہ وہ دونوں آمنے سامنے والے صوفوں پر بیٹھی تھی۔۔۔

ہاں زبیدہ یہ زیادہ کام دار ہے اور رنگ بھی انگلش ہے۔۔۔۔۔دونوں سوٹوں کو ہاتھ میں پکڑ کر جانچتا دیکھ مہتاب مامی نے بھی ان کی کنفیوژن دور کرنے کو مشورہ دیا۔۔۔

چلو سبین پھر یہ والا ہی پیک کر دو۔۔۔حورے بیگم کے بتائے گئے جوڑے کو وہ دلہن کا سامان پیک کرتی سبین مامی کی طرف بڑھاتی بولی تو انھوں نے جوڑا ان کے ہاتھ سے پکڑتے سائیڈ پہ رکھا۔۔۔۔

بھابھی اپ نے بنالیا جوڑا۔۔۔ سبین مامی جوڑے کو پلاسٹک بیگ میں رکھتی بولی اوراس کے اوپر لگی ایک اضافی سیدھ میں لگی شاپر کو ہٹاتی اس پلاسٹک بیگ کے سروں کو آپس میں چپکتی بند کر گئی۔۔۔

میں تو کہہ رہی تھی کہ میرال کی شادی والے جوڑوں میں سے ہی کوئی پہن لیتی ہوں مگر آغا کہنے لگا کہ نہیں یہ گھر کا فنکشن ہے تو جوڑا نیا بنائیے بلکہ کہنے لگا کہ میں خود تین چار ڈریسز بھجوادؤنگا آپ پسند کر لیجئیے گا۔۔۔۔ سیدھے ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی گولڈ کی رنگ کو دوسرے ہاتھ سے چھیڑتی وہ نازکت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔

چلے یہ بھی صیح ہے۔۔۔ انھیں کوئی دوسرا جواب نہ سوجا تو اس لیے سرسری سا بولتی دوسرا سوٹ پیک کرنے لگی۔۔

''''''''''''''''''''''''''

میرا جھمکا اٹھا کر لایا یار وے"۔۔۔خالی کان کی لو کو چھوتی وہ زمین پہ سے کچھ اٹھانے کی ایکٹینگ کیے اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو اگے پھیلاتی بولی۔نیچے سے کمر گانے کی بیٹ پہ ہل رہی تھی۔۔۔۔

جو گرا تھا بریلی کے بازار میں"۔۔۔شہادت کی انگلی کو دانتوں کے نیچے ہلکے سے دباتی وہ دونوں ہاتھوں کو دائیں جانب سے لہرا کر لاتی بائیں جانب ائی۔لب گانے کے بول کے ساتھ ساتھ ہل رہیں تھے۔۔۔۔

ہائے میں ٹھمکا لگا کے شرما گئی"۔۔۔۔کمر کو دائیں جانب نکالتے وہ دونوں ہاتھوں کو منہ پہ رکھتی شرمانے کی ایکٹنگ کرتے گنگنائی۔جب ہوا کے دوش پہ اڑتا ہوا کشن آکر اس کی کمر میں بجا۔۔۔

کیا ہے !۔۔۔وہ کمر پہ ہاتھ رکھتے پھاڑ کھانے کے انداز میں بولتی اپنے پیچھے بیٹھی ہستی کو گھورنے لگی جو مزے سے صوفے پہ پاؤں اوپر رکھ کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

تمہارے ٹھمکے میں جان نہیں ہے۔۔۔گود میں رکھے کشن پہ دونوں کہنیاں ٹیکائے وہ اس کے ٹھمکے پہ تبصرہ کیے بولی جس پہ مرحانے گھور کر اسے دیکھا جو شاید خود کو کسی ڈانسینگ شو کا جج سمجھے بیٹھی تھی۔۔۔۔

تمہارے والے سے تو اچھا ہی ہے اسے دیکھ کر تو یوں لگتا ہے جیسے کیلشئیم کی کمی ہو۔۔۔کمر پہ ہاتھ ٹیکائے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح بولی" پیچھے ایل ای ڈی پہ لہنگا پہنے لڑکی اب 'آجا نچلے نچلے میرے یار تو نچلے 'بولوں پہ اپنے لہنگے کو دونوں ہاتھوں میں تھامے جھوم رہی تھی۔۔۔

!!!! تو تم چار پانچ ڈریپیں لگوا دوں

ہم ڈاکٹر نہیں ہے'ہاں البتہ بھیا کو ضرور کہے سکتے ہیں کہ وہ اپنے پیار کی ڈریپ تمہیں لگا دے۔۔۔اس کی طرف شرارت بھری نظروں سے دیکھتی وہ ریموٹ اٹھائے اس لڑکی کو گول گھومتی ہوئی کو پوز کر گئی۔۔۔۔

زیادہ فضول مت بکو'۔۔۔۔روحی کی بے شرمی پہ وہ خفت سے سرخ ہوئی بولی۔ وہ اب صوفے پہ اس کے ساتھ ہی آن ٹیکی تھی جبکہ وہ لڑکی ہنوز ہوا میں تھی

۔۔۔۔

ویسے ڈریپ کہاں لگوانی ہے یہاں، یا یہاں۔۔۔۔آنکھوں میں بلی جیسی شرارت لیے وہ صوفے کی بیک پہ ہاتھ ٹیکائے ترچھی سی ہوئی پہلے اپنے گال پہ ہاتھ رکھتی

بولی اور اس کے بعد اپنے ہونٹوں پہ جبکہ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ کاٹ گئی۔۔۔۔

مروجا کے۔۔۔اس کے اشارے دیکھتے وہ شرم سے سرخ ہوئی بولی اور شیشہ کی میز پہ دھرا ریموٹ اٹھا کر ویڈیو کو پلے کر گئی۔ جس کے ساتھ وہ لڑکی ایک بار پھر محوِرقص ہوئی۔۔۔۔۔

''''''''''''''

ویسے حورے تم نے روحی سے بات کی۔ کیا وہ مان گئی۔۔۔ کپڑوں کو دیکھتے ان کی اچانک نظر اس پہ پڑی تھی جو کہ نوال کے ساتھ بات کرتی ہنس رہی تھی۔اور اس طرح وہ ہنستی زبیدہ مامی کو اس قدر پیاری لگی تھی کہ وہ اپنے برابر میں بیٹھی حورے بیگم سے پوچھے بنا نہ رہ سکی۔۔۔۔

بھابھی حمزہ کہہ رہا تھا کہ وہ خود بات کرے گا۔اور آپ بے فکر رہیں وہ اکی ہی بیٹی ہے اور اکی ہی رہے گئی۔۔۔ان کے لہجے میں چھپی خوشی کو محسوس کرتے وہ ان

کے ہاتھ پہ اپنا رکھتی اعتماد سے بولی۔ مہتاب اور سبین مامی ہاتھ میں پکڑے کسی جوڑے کے اسٹف کے بارے میں تبصرہ کررہی تھی۔۔۔

انشاءاللہ "بس جلدی سے وہ دن آجائے جب میرے دونوں بیٹے سر پہ سہرا سجائے کھڑے ہونگے۔۔۔ بکھرے سامان اور نوال کو چھیڑ کر مسکراتی مرحا کو دیکھتے وہ دعا گو ہوئی تو حورے بیگم مدھم سا مسکراتی اپنے ہاتھ کے نیچے دبے ان کے ہاتھ کو تھپتھپانے لگی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مریضانِ محبت کو فقط دیدارِ یار کافی ہے۔۔۔ ہزاروں طب کے نسخوں سے نگاہِ یار بہتر ہے

ڈھلتے دن کے ساتھ سورج بھی اب آہستہ آہستہ اپنے زوال کو پہنچتا مغرب کے پہاڑوں کی اُوٹ میں چھپ رہا تھا۔ سفید کرنوں سے مزین آسمان نارنجی رنگ کے رنگ میں رنگتا ساحلِ سمندر کی شور مچاتی لہروں میں ڈوبتے سورج کا عکس چھوڑ رہا تھا ایک بار پھر طلوع آفتاب کی نئی امید کے سنگ۔ اندھیرے کے پھیلتے سایہ کو دیکھتے سرخ اینٹوں والی حویلی کی باہری قندلیں روشن کردی گئی تھی جس کے باعث دن کی طرح شام میں بھی سرخ اینٹیں چمکنے لگی تھی۔

وسیع و عریض لان کی سرسبز زارہ پہ ہوا کے سنگ لہراتی گھاس آج دن میں پڑنے والی حبس زدہ گرمی کی وجہ سے کچھ نڈھال سی تھی۔ مگر باہر کے موسم برعکس اندر کا موحول ٹھنڈا اور پرسکون تھا۔ ویل فرنیشڈ اور مہنگے شوپیس سے سجا لاونج اس وقت خالی تھا، دوسرے جانب بنا سٹینگ ائریا میں بھی امن اماں تھا مگر خوبصورت طرز پہ بنے ایٹلین کیچن میں اس وقت گھر کی تمام خواتین سر جوڑے کھانے کی تیاری میں مصروف تھی کیونکہ دو دن بعد ہونے والے نکاح کی خوشی میں آج ایک چھوٹی سی ڈھولکی ارینج کی گئی تھی جس میں گھر کے افراد کے علاوہ چند ایک باہر کے تھے اور کچھ دوست وغیرہ۔

ایل ای ڈی کے سامنے گولائی کے صورت میں رکھے دو اور تھری سیٹرز صوفہ سیٹ کو تھوڑا سا ان کی جگہ سے سرکاتے اس کے آگے نیچے فلور پہ مرون اور وائٹ کڑھائی سے بنا دبیز قالین بچھایا ہوا تھا جس کے اطراف میں دو گول تکیوں کے علاوہ سات سے آٹھ الگ الگ رنگ اور الگ الگ ڈزائین کے کشن پڑے تھے۔اور قالین کے بیچ وسط میں پیلی اور لال موٹی دھاریوں والی ایک ڈھولکی پڑی تھی۔

تیاری تو یوں جاری ہے جیسے بارات کا کھانا بن رہا ہو' ویسے مجھے بھی کوئی پوچھ لے آفٹر آل دیر سے ہی صیح مگر میرے بھی نکاح کا اعلان ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ کیچن کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے تراب نے خواتین کے تیز چلتے ہاتھوں اور سلیب پہ سجے مختلف قسم کے کھانے کو دیکھتے کہا اور ایک نظر اپنے حلیے پہ بھی کروائی جو ابھی تک ٹراؤزر پہ ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

انشاءاللہ ہم بارات لے کر جائے گے' اور کیا تم چھوٹے بچے ہو جسے آ کر میں خود نہلا کر تیار کرو۔۔۔۔ تراب کی بات سنتے زبیدہ مامی نے اسے مصنوعی خفگی سے دیکھتے کہا۔چولہے پہ چڑھی ہانڈی میں اس وقت گوشت بھون رہا تھا۔۔۔۔

ہاں تراب اب اپنے کام خود کرنا سیکھو تاکہ تمہیں عادت پڑھے کیونکہ شادی کے بعد اپنے کاموں کے ساتھ تمہیں اپنی گڑیا کے کام بھی کرنے پڑھے گے ۔۔۔۔ سبین مانی کریشر میں بادام ڈالتی ہنستی ہوئی بولی اور اس کے ہینڈل کو پکڑے گول گھومانے لگی جس سے بادام کی گریاں بیلیٹس میں آتی پیسنے لگی

۔۔۔۔۔۔

(وہ تو میں راضی خوشی کروُنگا، ایک دفعہ میری تتلی میرے پاس تو آئے) ۔۔۔۔وہ یہ صرف اپنے دل میں ہی بول سکا تھا سب کے سامنے بولتا تو اس کی خوبصورت ماں نے اس کے دولہا بننے کا احساس کیے بغیر چپل اتار لینی تھی

۔۔۔۔۔

چلو زیادہ باتیں نہ بناؤ یہ کھیرے کاٹو جا کر۔۔۔۔اسے مزید بولنے کو منہ کھولتا دیکھ زبیدہ مامی پلیٹ میں کھیرے اور چھری رکھتی اس کے ہاتھوں میں زبردستی تھمائی بولی تو وہ بیچارگی بھری نظروں سے اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

یار ماں میں وکیل ہوں کوئی شیف نہیں !!!!

تو یہ کہاں لکھا ہے کہ وکیل کھیرے نہیں کاٹ سکتے "اب جلدی کاٹو مجھے سیلڈ کی ڈش تیار کرنی ہے۔۔۔اس کی دہائی کو فراموش کیے وہ اپنی سناتی واپس چولہے کے قریب گئی۔۔۔

رہنے دے بھابھی میں کاٹ لیتی ہوں، رکھ دو تراب۔۔۔اپنے بھاتیجے اور ہونے والے داماد کو اپنی طرف امید اور آس بھری نظروں سے دیکھتے حورے بیگم دھیمی سی مسکراہٹ لیے بولی تو وہ ان کی طرف فلائینگ کس کرتا پلیٹ پانی والے ڈیسپینسر پہ رکھتے باہر کو بھاگا تاکہ اب کہی اس کی ماں اسے آٹا گوندھنے کا نہ کہہ دے۔۔۔

وہ کیچن سے نکل کر لاونج میں آیا جو آج پہلے کی بانسبت زیادہ چمک رہا تھا۔ مغرب کی نماز کا سوچتا اس نے ایک نظر ایل ای ڈی کے اوپر لگی گھڑی پہ ماری جس میں بجتے ٹائم کے مطابق نماز میں تقریبا پندرہ منٹ تھے تبھی کچھ دیر صوفے پہ بیٹھ کر موبائل استعمال کرنے کا ارادہ کیے وہ قالین پہ رکھے کشنز سے بچتا بچاتا صوفے پہ نیم دراز رہوا۔

ابھی وہ انسٹا گرام کھول کر نوٹیفیکشن چیک کر ہی رہا تھا جب اچانک اسے اپنی آنکھوں پہ کسی کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا جیسے کسی نے عقب سے آکر اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا ہو۔اس حرکت پہ وہ ایکدم تو چونکا پر پھر ان ہاتھوں سے اٹھتی پھولوں جیسی مہک کو پہچانتے وہ گہرا مسکرایا اور مقابل کو تنگ کرنے کی خاطر نا سمجھنی کا ناٹک کرنے لگا۔۔۔۔

کون ہے "داؤد یہ تم ہو۔۔۔۔۔اپنی مردانہ انگلیوں سے وہ اس کے نازک ہاتھوں کو ٹٹولتا پوچھنے لگا تو پیچھے کھڑی مرحا نے ہنسی دبانے کی خاطر اپنے لب اندر کو دبائے۔۔۔۔۔

نہیں داؤد نہیں تم حیدر ہو" ہے نہ۔۔۔۔اپنے پوروں سے وہ آہستہ سے اس کی مخملی انگلیاں سہلاتا اس بار بھی غلط گیس کر گیا تو اب کہ اس کے ماتھے پہ ننھا سا بل پڑا جس کا اندازہ وہ بغیر دیکھے بھی لگاتا ہلکا سا مسکرایا۔۔۔۔

نہ یہ داؤد ہے نہ یہ حیدر "یہ تو میری چھوٹی سی کٹین ہے۔۔۔۔۔اپنی آنکھوں پہ رکھے اس کے ایک ہاتھ کو تھامتے وہ اسے اپنے پیچھے سے ہی گھوماتا اپنے روبرو لاتا

بولا تو جہاں کچھ دیر پہلے ناراضگی والے تاثرات تھے اب وہی مسکراہٹ رقص کرنے لگی تھی۔۔۔۔

ہم سمجھے اپ نے ہمیں نہیں پہچانا۔۔۔اس کے پہلو میں بیٹھتی وہ اپنے دل میں آئی بات بولی تو مقابل کا دل چاہا کے وہ اسے بتائے کہ وہ تو اس کی خوشبو سے ہی اس کی موجودگی پہچان جاتا ہے۔۔۔

ایسے بھلا ہو سکتا ہے میں اپنی گڑیا کو نہ پہچانوں۔۔۔۔آنکھوں میں مخمور جذبات لیے وہ اس کے بے داغ حسن پہ نظریں جمائے بولا تو مقابل صنف نازک کھلے دل سے مسکرائی، یہ ہی پیار، عزت اور قدر و قیمت مرحا یوسف کو مغرور بناتا تھا پر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ بہت جلد اسے اس سب کا بدلہ سود سمیت دینا پڑھے گا۔۔۔۔

تیار کیوں نہیں ہوئی اب تک۔۔۔۔اس کے لاپرواہ حلیہ کو دیکھتے اس نے دھیمے سے پوچھا جو ہمیشہ کی طرح آج بھی ٹراؤزر ٹی شرٹ میں ملبوس تھی پر آج فرق اتنا تھا کہ ٹراؤزر تو اس کا اپنا تھا پر شرٹ حمزہ کے بجائے سامنے بیٹھے شخص کی تھی جو وہ بالکل نئی اس کی الماری سے نکل کر پہن چکی تھی اور عادت سے مجبور

مرحا یوسف آج بھی تراب کی بڑی سی سوفٹی میں اپنے چھوٹے پاؤں گھسائے گھوم رہی تھی جو وہ اکثر گھر میں پہنے ہوتا تھا۔۔۔

پہلے یہ تو ڈرائے ہو جائے، پھر ریڈی ہو نگے۔۔۔۔ تراب کے پوچھنے پہ وہ اپنے بالوں کی طرف اشارہ کیے بولی اور پاوؤں کو چپل سے آزاد کیے صوفے کے اوپر رکھ گئی۔۔۔

یہ کیا لگایا ہیں ؟۔۔۔۔

پیاز کا پانی 'یو نو بھیا ہمارے بال کتنے گر رہیں ہمیں بہت ٹینشن ہو رہی ہے ۔۔۔۔ بتاتے بتاتے اس کی آواز رندھ گئی کیونکہ مرحا یوسف کو اپنے بالوں سے عشق تھا۔۔۔

ڈونٹ وری گڑیا، موسم جینج ہوتے ہے تو ایسا ہو جاتا ہے، ہم صبح ہی کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس چلے گے او کے۔۔۔ اس کے بھیا کہنے پہ وہ ایک لمبا سانس کھینچتے اسکی آنکھوں میں چمکتی نمی کو دیکھتے اسے بہلاتے ہوئے بولا (وہ ابھی تک اپنے اور تراب کے نکاح سے انجان تھی کیونکہ حمزہ کو اس سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا جبکہ سکندر ماموں کے پوچھنے پہ تراب بات ان کی مرضی اور خوشی پہ ڈال

گیا تھا، مگر دل سے تو اس نے راضی خوشی قبول کیا تھا اپنی گڑیا کو اپنی دسترس میں

ہم بائیک پہ چلے گے۔۔۔رونے کو چھوڑے وہ فرمائشی ہوئی۔۔۔
کیوں ؟؟؟
اس لیے کیونکہ ہمیں بہت شوق ہے کہ ہم چلتی ہوئی بائیک پہ کسی کی گدی پہ تھپڑ مار کے بھاگے اور فروٹ والے ٹھیلے سے فروٹ۔۔۔۔وہ آنکھوں میں پر شوق تاثرارت لیے مقابل کو اپنا ادھورا شوق بتا رہی تھی تا کہ وہ پورا کر سکے۔۔۔۔
اتنے خطرناک شوق۔۔۔اپنی نازک گڑیا کے لڑائی جھگڑے والے شوق سنتے تراب حیرت کے سمندر میں ڈوبکیاں لگاتے بولا کہ یہ کیسے شوق ہے اور اسے کہاں سے ائے۔۔۔
پلیزززززنہ بھیا' اپ کو پتہ ہے آغا جان کو بائیک چلانی نہیں آتی اور اپ کے پاس ہے نہیں، اور جس کے پاس ہے (داؤد) ہم اس کے ساتھ جانا نہیں چاہتے ۔۔۔التجائی نظروں سے وہ اس کی سمت دیکھتی بولی اور تھوڑا قریب کھسکی تا کہ مقابل اس کے معصوم منہ کو دیکھتے جلدی مانے۔۔۔

اور اگر چلتی بائیک پہ میں تمہاری اس حرکت کو دیکھتے بائیک روک دؤں تو ؟؟؟؟

نہیں ہم جانتے ہیں ہمارے تابی بھیا ورلڈ کے بیسٹ بھ "۔۔۔۔اس کے سوالیہ پوچھنے پہ وہ خوشی سی دونوں بازو کو پھیلا کر بولی پر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ کاٹ گیا۔۔۔

یہ شوق شادی کے بعد اپنے شوہر سے کہنا' وہ پورا کرے گا۔۔۔اس کو پھر تیسری دفعہ بھیا بولتا دیکھ اب کہ وہ تھوڑا روڈ ہوا۔۔

آپ کرے۔۔۔وہ باضد ہوئی۔۔۔

میں اپنی ہی بات کر رہا ہوں۔۔۔اس کی ضدی طبعیت کو دیکھتے وہ کھلے اور صاف الفظوں میں بتا گیا مگر پھر اپنی بات پہ مقابل کے چہرے پہ آئے نا قابلِ فہم تاثرارت کو دیکھتے سر نفی میں ہلاتا بولا اور صوفے سے کھڑا ہوا۔۔

ڈاکٹر کے پاس چلے گے کل" ابھی جماعت کا ٹائم ہو گیا ہے پھر بات ہو گی ۔۔۔۔دو انگلیوں سے اس کا ناک پکڑ کر کھینچتا ہوئے وہ بولا اور باہر گیٹ کی طرف بڑھا جبکہ پیچھے وہ منہ بسورتی اپنے کمرے کی طرف۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

احساسِ مروت کے روندے ہوئے ہم لوگ.... کہہ بھی پائے تو فقط اتنا کہ 'چلو خیر '

لمبے گیلے بالوں کو ٹاول میں لپیٹ کر سر کے اوپر رول کیے وہ پچھلے کپڑوں میں ہی ملبوس ڈریسنگ کے سامنے کھڑی منہ پر کلینزنگ کر رہی تھی جب دروازے پہ دستک ہوئی تو اس نے نگاہیں شیشہ پہ ہی جمائے باہر کھڑے شخص کو اندر انے کی اجازت دی، انگلیاں ناک کی مساج کرنے میں مصروف تھی۔۔۔ آجائے !!!!

روحی بی بی یہ بیگم صاحبہ نے اپ کا جوڑا بھیجا ہے اور کہا ہے کہ اپ کو یہ ہی پہن کر نیچے آنا ہے۔۔۔اس کے اجازت دیتے ہی رانی دروازہ دھکیل کر اندر ائی اور

ہاتھ میں پکڑے بیگ کو بیڈ کے کنارے پہ رکھتی اسے حورے بیگم کا حکم سنانے لگی۔۔۔۔

جو حکم آپ کا مالکہ برطانیہ 'اب یہ بتاؤ مہمان آ گیے کیا۔۔۔۔۔ڈریسنگ کی طرف پیٹھ کرتی وہ رانی کے حکم پہ سر کو خم کیے بولی اور اس سے مہمانوں کی آمد کا پوچھنے لگی۔چہرے پہ رقص کرتی انگلیوں کو وہ اب اپنے لور جا سے آپر جا کی طرف لے کر جا رہی تھی۔۔۔۔

نہیں جی مہمان تو کوئی نہیں آئے بس فادی بھیا کے کچھ دوست وغیرہ آئے ہیں ۔۔۔۔وہ عمر میں مرحا سے دو تین سال ہی بڑی تھی اس لیے اس کے دیکھا دیکھی وہ فواد اور باقی سب کو ویسے ہی بلاتی تھی جیسے کہ مرحا۔۔۔

ڈھولکی تو لیڈیز کی ہوتی ہے تو بھیا نے اپنے دوستوں کیوں بلائے کہی وہ سب ٹرنس""۔۔۔رانی کی بات پہ وہ کچھ تشویش بھرا لہجہ لیے سوچنے لگی۔ہاتھوں کی حرکت اس کے سوچنے کے باعث رک چکی تھی۔۔۔۔

اللہ کو مانے روحی بی بی وہ سب مرد ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت اور ڈیشنگ بالکل اپ کے ڈراموں کے ہیروز کی طرح۔۔۔اس کی بات مکمل

ہونے سے پہلے ہی رانی اس کی بات کاٹتی تھوڑی خفگی سے بولی تو بدلے میں روحی نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔

اب اتنے بھی کوئی وہ 'براق ڈینز' اور 'کین یمن' کے بھائی نہیں جوان کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھ رہی ہو۔۔۔رانی کو فواد کے اُن دوستوں کی تعریف کرتا دیکھ وہ نخوت سے بولی جنھیں اس نے آج تک دیکھا ہی نہیں تھا

۔۔۔۔

چلو بھاگو یہاں سے ہمیں تیار ہونے دو۔۔۔۔اس کے منہ کو فواد کے دوستوں کی تعریف کے لیے ایک بار پھر کھلتا دیکھ وہ اس پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالے بولی مطلب صاف تھا کہ وہ مزید اس کی کوئی بکواس سننے کی متحمل نہیں تھی۔۔۔

اونہوں "انھیں تو وہ لمبے بالوں والا گنڈا ہی پسند ہے، انھیں کیا پتہ نیچرل بیوٹی کیا ہوتی ہے۔۔۔ مرحا کے باہر نکل جانے کے اشارے کو سمجھتی وہ پیپر پٹکتی دروازے کی سمت بڑھتی بڑبڑائی جیسے اسے بڑا پتہ ہوں نیچرل بیوٹی کسے کہتا ہے ۔جبکہ پیچھے کھڑا وجود اب واش روم میں بند ہو چکا تھا ورنہ وہ اسے بتاتی تھی کہ اس کے کرش کین یمن کو گنڈا بولنے والے کا کیا حال ہوتا ہے۔۔۔

رانی کے جانے کے بعد وہ تھوڑی دیر بعد واش روم سے چہرہ ٹاول سے تھپتھپاتی باہر آئی اور بیڈ کے قریب اتے گیلے ٹاول بیڈ کی پائینتی پہ ڈالتے 'نومی انصاری' کے اس بیگ کی طرف ہوئی جس میں اس کا آج پہننے والا ڈریس موجود تھا۔ بیگ میں ہاتھ ڈالتے اس نے وہ ڈریس باہر نکالا جو حورے بیگم کے کہنے کے مطابق اسے ابھی پہننا تھا۔۔۔

وہ سفید شیفون سے بنی پاؤں تک آتی گھیر دار فراک تھی جس کے گلے، بازوؤں اور دامن پہ باریک گولڈن زری اور سفید موتیوں سے ہاتھ کا کام ہوا ہوا تھا اور باقی پوری فراک پہ جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے پھول تھے۔ اس کے ہم رنگ ڈوپٹے پہ بھی ویسے ہی کنارے بنے تھے سوٹ البتہ سادہ پر خوبصورت تھا کہ ہر لڑکی کو باآسانی پسند آجائے مگر اسے دیکھتے ان گرے جلد والی کھلی کتاب آنکھوں میں ستائش کی جگہ ناگواری چھائی اور لبوں کو بھینچتے اس نے اس ڈریس کو مڑوڑتڑوڑ کر واپس اس بیگ میں پڑکا اور اس کے اسٹریپ تھامے تن فن کرتی اپنے کمرے سے نکلی۔۔۔ کوریڈور میں سیدھ میں چلتی وہ حورے بیگم کے

کمرے کے دروازے پہ آکر رکی اور بغیر دستک دئے ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔ڈریس والے بیگ کو سختی سے دبوچ رکھا تھا۔۔۔

یہ کیا تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔ڈریسنگ اسٹول پہ بیٹھ کر اپنے بالوں میں برش کرتی حورے بیگم نے شیشہ میں اُبھرتے مرحا کے عکس کو دیکھتے پوچھا جو اب بھی یونہی اپنی پرانی حالت میں کھڑی تھی البتہ چہرہ فریش فریش سا لگ رہا تھا

۔۔۔

یہ کیا ہے ؟۔۔ان کے سوال کو اگنور کیے اس نے ڈریس والے بیگ کو صوفے پہ پھینکتے پوچھا۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے روحی۔۔۔۔ہئیر برش کو ڈریسنگ پہ پٹخنے کے انداز میں رکھتے وہ اس کی حرکت پہ ماتھے پہ بل ڈالے بولی۔۔۔

یو نو کہ ہمیں یہ رنگ نہیں پسند پھر بھی اُپ یہ لے کر آئی کیوں۔۔۔۔

آنکھوں میں ناگواریت والے تاثرارت لیے وہ دانت پیستے مقابل کھڑی اپنی ماں سے گویا ہوئی۔۔۔

مجھے اچھا لگا تو میں لے آئی"۔۔۔اس کے غصے کو دیکھتے اس بار انھوں نے نرم لہجے میں کہا اور اس کے نزدیک آئی۔۔۔

جب ہم یہ رنگ نہیں پہنتے تو اچھا لگا یا برا آپ کیوں لائی اور اگر لے بھی آئی تو اس پر متضاد ہمارے کمرے میں کیوں بھجوایا؟؟؟؟

میری جان یہ رنگ تم پہ پہنا بہت اچھا لگے گا'ایک دفعہ ٹرائے تو کرو۔۔۔اس کی ضد کو دیکھتے وہ تحمل مزاجی سے اسے سمجھاتے صوفے پہ پڑا بیگ اس کو پکڑنے کے لیے اٹھانے لگی جب اس نے غصے سے بھری ایک نظر اس سوٹ پہ ڈالی اور دوسری اپنی ماں پہ جو زبردستی اسے یہ سوٹ پہننے پہ مجبور کر رہی تھی۔۔۔

روحی بات تو سنو۔۔۔اسے غصے سے سرخ چہرے لیے کمرے سے باہر نکلتا دیکھ انھوں نے پریشانی کے عالم میں اسے پیچھے سے آواز لگائی پر وہ ان سنی کرتی وہاں سے جا چکی تھی اپنی ماں کو ایک نئی فکر میں مبتلا کیے (جو اپنا ایک ناپسندیدہ رنگ اپنی ماں کے کہنے پہ پہن نہیں سکتی تھی کیا وہ اپنی ماں اور بھائی کے کہنے پہ تراب سے نکاح پہ باآسانی راضی ہو جاتی)۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پھر قفس میں شور اٹھا قیدیوں کا اور صیاد۔۔۔ دیکھنا اُڑا دے گا پھر خبر رہائی کی

سفید اور گرے امتزاج لیے بنا یہ روم پوری طریقے سے روشنیوں میں نہایا پڑا تھا ،کمرے کے فلور کارپیٹ سے لے کر پردے تک ہر چیز گرے اور سفید رنگ لیے ہوئے تھی۔ کمرے کے دائیں جانب رکھے تھری سیٹر صوفے پہ اس وقت درید، فواد اور حارث بیٹھے تھے جبکہ نیچے رکھے گرے لیدر کے فلور کشن پہ داؤد، حیدر اور رافع بیٹھے تھے گویا جونیئرز نیچے اور سنیئرز اوپر بیٹھے تھے جبکہ شاہ صاحب ابھی غائب تھے۔

ویسے سوچنے کی بات ہے اس منہ کو لڑکی دے کون رہا ہے۔۔۔ حیدر کے ساتھ کسی بات پہ ہنستے داؤد کے چہرے پہ پرسوچ نظریں ٹکائے درید نے اپنے دل میں اٹھتا سوال کیا تو ایکدم داؤد کے چہرے کی مسکراہٹ پھیکی پڑی اور اس کی جگہ غصہ نے لی۔۔۔

جو آپ کو دے گا۔۔۔ داؤد بھی کہاں پیچھے رہنے والوں میں سے تھا۔۔۔

بیٹا اسے تو پھر ہانیہ نے منہ لگا لیا تجھے تو کسی مراسن نے بھی لیفٹ نہیں کروانی

۔۔۔ فواد اپنے کزن کی حمایت میں بولتا درید کو نشانہ بنا گیا۔۔۔

تو ہم مراسن کو منہ لگائے گے بھی نہیں۔۔۔ ایکطرفہ مسکراہٹ لبوں پہ

سجائے اس نے چائے کے کپ کو منہ سے لگایا۔۔۔

پھر کسے لگائے گے۔۔۔ رافع نے اس کی طرف شرارتی نظروں سے دیکھتے

پوچھا تو درید اس کی دلچسپی دیکھتے مسکرایا۔۔۔

تیری بہن کو۔۔۔ لبوں پہ بے باک مسکراہٹ سجائے وہ کمینگی سے بولا تو رافع

نے لب بھینچے پر پھر ایکدم کچھ یاد آنے پہ گہرا مسکرایا۔۔۔

میری تو خیر کوئی بہن ہے نہیں بیکوزائے یم اکلوتا پیس اوف اپنے ماں باپ" بٹ

ہمارے پڑوس میں ایک افریقن رہتی ہے اپ کہے تو بات چلاؤں۔۔۔ سنجیدہ

شوق بھرا لہجہ لیے بولتا وہ مقابل کو تپانے کی کوشش میں تھا۔۔۔

جیسی تمہاری انگلش اور منہ ہے نہ "ملنی تمہیں بھی کوئی افریقن ہی ہے !۔۔۔

وہ بھی کرارا سا جواب دیتا حساب بے باک کر گیا۔۔۔

اور آپ کو ملینگا اور کریس گیل کی بہن!!!!۔۔وہ بھی بغیر بڑے کا احترام کیے فورا بولا۔۔۔

اب بس بھی کرے آپ دونوں" جس کے کام کے لیے آئے وہ تو کر لے۔۔۔
ان کی بے جا چونچ لڑتے دیکھ حیدر تنگ آئے بولا۔ان کے ساتھ بیٹھنے سے تو اچھا وہ زنانے کپڑے پہن کر عورتوں کی محفل میں بیٹھ جاتا۔۔۔
تیرا ڈانس دیکھنے آئے ہیں چل شروع ہو جا 'لیلی میں لیلی' ایسی ہو لیلی۔۔۔۔ گود میں رکھی نگٹس کی پلیٹ سے بھرپور انصاف کرتا حارث حیدر کی طرف دیکھتے سنیجدہ سا گنگنایا۔۔۔

ہاں پر شرط ہی ہے کہ ڈریس بھی پھر ویسا ہی ہوں۔تاکہ مردانہ شکل میں ہی کچھ فیلینگز آجائے۔۔۔درید حیدر کی طرف معنی خیزی سے دیکھتے آنکھ ونک کیے بولا تو اس کا اشارہ سمجھتے وہ سرتاپیر سلگا۔۔۔
منہ سے شریف اور دماغ سے عمران ہاشمی۔۔۔درید کے چہرے سے ٹپکتی جھوٹی شرافت کو دیکھتے حیدر سلگتے لہجے میں بولا مطلب حد ہوتی ہے ایک تو وہ تین اوپر

چڑھ کر بیٹھے تھے اور دوسرا انھیں جونئیرز سمجھے کب سے ان کی ریگینگ کیے جا رہیں تھے۔۔۔

عمران ہاشمی پرانہ اور بڈھا ہو چکا ہے۔میں اس کا دو ہزار چوبیس کا نیو، ینگ اور زیادہ ہوٹ ورژن ہوں اب سوچ لے یہ ورژن کس قدر کمینہ ہو گا، کہہ تو ڈیمو دیکھا سکتا ہوں۔۔۔ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولتے وہ بے باکی کا اعلی مظاہرہ کرتے اب صوفے پہ تھوڑا اگے کو ہو کر بیٹھتا حیدر سے سوالیہ ہوا۔۔

بس کر جا بغیرت آج کے لیے اتنی بغیرتی کافی ہے۔۔۔ درید کو اپنے مزاج کے خلاف اس طرح کی بیہود گفتگو کرتا دیکھ فواد اس کی گردن دبوچتے دانت پیستے بولا تو بدلے میں وہ مسکرایا۔وہ جانتا تھا کہ اسے اس طرح کی گفتگو کس قدر زہر لگتی تھی۔۔۔

اووو میرے پالے منے کو شم آرہی ہے "حور میڈم کو پہلو میں چھپاتے تو ذرا نہ آئی۔۔ فواد کے دونوں گالوں کو کھینچتے وہ شرارت سے بولا جبکہ آخر میں آواز تھوڑی دھیمی ہوئی۔۔۔

تجھے کیوں جلن ہو رہی ہیں۔۔۔لبوں پر درید کو تپانے والی مسکراہٹ سجائے وہ کچھ نہ ہوتے بھی یوں بولا جیسے کہ کچھ ہو۔۔۔

ابے چل ہٹ خبیث تجھ سے تو ہی جلونگا۔۔۔فواد کے لبوں کی مسکان دیکھتے اس کا دل متضاد کیفیت میں مبتلا ہوا تھا پر پھر اپنے دل کی حالت کو اگنور کیے وہ اس کے سینے پہ پنچ مارے بولا تو بدلے میں وہ قہقہ لگتا پیچھے کی جانب گرا اور ساتھ درید کو بھی گرایا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس کی آنکھوں میں رکھی تھی برکتیں رب نے۔۔اس حسین شخص سے

واجب تھا محبت کرنا۔

صوفے پہ دونوں پاؤں اوپر رکھ کر گھٹنوں پہ تھوڑی ٹیکائے بیٹھی وہ تند ہی نظروں سے ڈھولکی کا معائنہ کرتی رانی کو گھور رہی تھی جو اس کی گھوریاں کو جانتی بوجھتی بھی انجان بتنی اگنور کر رہی تھی۔۔۔۔

کس خوشی میں اتنا تیار ہوئی ہو؟۔۔۔آنکھوں میں سرد تاثرارت لیے وہ آئیبرو اچکائے اس سے مخاطب ہوئی جو یوں تیار ہو کر بیٹھی تھی معنوں آج داؤد (مرحا) کی ڈھولکی نہیں بلکہ ملکہِ برطانیہ کا نکاح ہو۔۔۔

وہ آج ڈھولکی ہے ن""۔۔۔۔ایک نظر اپنے کپڑوں کو دیکھتے اس نے کنفیڈنس سے بولنے کی کوشش کی پر مقابل کی گرے آنکھوں کی ورانگ اس کے کنفیڈنس کو پل میں خاک کر گئی تھی۔۔۔

داؤد کے ساتھ تمہارا نکاح ہونا ہے جمعہ کو؟۔۔۔۔رانی کے معصومیت بھرے جواب پہ وہ خونخوار بلی کی طرح غرائی۔۔۔۔

اللہ اللہ شرم کرے روحی بی بی۔۔۔اپنے ساتھ داؤد کو ایمیجن کرتے ایک پل کو تو وہ شرمائی تھی پر پھر اپنے شہزادے کا خیال آتے وہ فورا کانوں کو ہاتھ لگاتے روحی کو شرم دلانے لگی۔۔۔۔

تمہیں پتہ ہے گھر میں ہمارے کتنے ہینڈ سم اور ینگ بھیا زہے پھر بھی یوں شتر بے مہار بنے گھومتے تمہیں ذرا شرم نہیں ارہی تو ہم کیوں کرے۔۔۔۔ دانت پیستے وہ ایک ایک لفظ چباتے بولی اور ایک اچٹتی نگاہ اس کی تیاری پہ ڈالی، ہلکے گلابی رنگ کی قیمض جس کے اوپر کالے رنگ سے ہاتھ کی کڑھائی ہوئی ہوئی تھی ہم رنگ گھیر والی شلوار پہنے کندھے پہ ڈوپٹہ جمائے رانی میڈم آج واقعی ہی کوئین لگ رہی تھی (یہ سوٹ اسے مرحا نے اس کی برتھ ڈے پہ گیفٹ کیا تھا)۔۔۔۔

اب اتنا بھی نہیں ہوئی جتنا بڑا اپ نے لفظ بول دیا ہے 'شتر بے مہار"۔۔۔۔ مرحا کی تنقید پہ وہ منہ کے الٹے سیدھے زوائے بناتی آخر میں اس کی نقل اتارتی بولی تو مقابل کے چہرے پہ اشتعال آیا۔۔۔

اور تم نے لیڈی ڈایانا بنا تھا" شرافت سے اپنے ہونٹوں پہ لگا یہ خون صاف کرو جسے دیکھ ہمیں کراہیت ہی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔۔ تھوڑا سا جھک کر وہ رانی کے منہ بنانے پہ اس کے بازو پہ تھپڑ مارتی بولی اور صوفے کے سائیڈ پہ رکھے ٹیشو بوکس میں سے ٹیشو نکال کر اسے ہونٹوں پہ لگی سرخ چمکتی (اولڈ فیشن لپ اسٹک

جو لگنے کے بعد ڈائرے نہیں ہوتی) ہوئی لپ اسٹک صاف کرنے کا کہا جسے دیکھ کر واقعی ہی لگ رہا تھا کہ وہ خون پی کر آئی ہے۔۔۔۔

روحی۔۔۔۔۔ وہ جو رانی کو ٹیشو پیپر پکڑائے اس کے لیپسٹک صاف کرنے کا انتظار کر رہی تھی سڑھیوں سے اتر کراتی سبین مامی کی آواز پہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوئی تو رانی نے اپنی لیپسٹک خراب نا ہونے کا شکر مناتے ٹیشو کو صوفے کے نیچے پھینکا۔۔۔

جی مامی !۔۔۔۔ رانی کو آنکھوں سے لپ اسٹک ریمو کرنے کی تنبی کرتی وہ لہجے میں مٹھاس لیے ان سے مخاطب ہوئی جو وائٹ سوٹ پہ مناسب سا سمپل میک اپ کیے انتہائی پر وقار اور ڈیسنٹ لگ رہی تھے۔۔۔۔۔

بچے ذرا بڑی بھابھی سے ان کا زری کے کام والا ڈوپٹہ تو لے کر آنا۔۔۔ صوفے کے نزدیک اتے انھوں نے اسے آغا ہاؤس مہتاب مامی کے پاس جانے کا کہا۔۔۔

کیوں آپ کا کہاں گیا؟؟؟؟

میرا اس رانی کی بچی نے آئران کرتے جلا دیا ہے۔۔۔مرحا کے پوچھنے پہ وہ ماتھے پہ بل ڈالے اس گھنی میسنی کی طرف اشارہ کیے بولی تو ان کی بات پہ اس نے بھی سر ترچھا کیے اسے دیکھا جو اپنی فل تیاری کیے بیٹھی تھی۔۔۔

جی ہم لاتے ہیں۔۔۔اور تم ہمارے آنے سے پہلے یہ صاف کر و ورنہ ہم نے تمہارے یہ خون سے لوتھڑے ہونٹ کاٹ کر چیل کوؤں کو صدقہ کھلا دینا ہے سمجھی۔۔۔سبین مامی کو واپس سڑھیوں کی طرف جاتے دیکھ وہ انگشت شہادت سے اسے وارن کرتی بولی جو سر جھکائے چور نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، ویسے وہ اس سے عمر میں چھوٹی تھی پر حکم بڑوں جیسا کرتی تھی۔۔۔

اونہوں خود تو سادگی میں بھی اتنی پیاری لگتی ہے انھیں کیا پتہ سانولے لوگوں کے دکھ۔۔۔باہر کی طرف جاتی مرحا کی پشت کو دیکھتے وہ بڑبڑائی اور حسرت سے اپنے سانولے گالوں کو چھونے لگی جو بیس کی تہے کے نیچے سے بھی اپنا عکس دکھلا رہیں تھے۔پر اسے کیا پتہ کہ کالے اور گورے سے کچھ نہیں ہوتا ساری بات نصیب کی ہوتی ہیں کہی سانولی کسی کی ملکہ ہوتی ہے تو کہی حسین شہزادی کسی کی پاؤں کی جوتی۔۔۔

وہ دونوں گھروں کے لان کو ملانے والے گیٹ کو کروس کیے آغا ہاؤس کے داخلی دروازے پہ آئی جہاں سے لاونج کا سارا منظر واضح ہو رہا تھا۔لاونج بالکل خالی تھا جسے دیکھتے وہ اندر آئی جانتی تھی کہ مہتاب مامی اس وقت اپنے کمرے میں موجود ہو گئی۔۔۔

ہنہہ بھینسوں جیسی آواز ہے اور انھیں وہ خون پینے والی چڑیل ہمارے ٹرکش ایکٹروں میں ملا رہی تھی۔۔۔فواد کے کمرے سے اتی مردانہ پرکشش قہقہوں کی آوازوں کو سنتے وہ بھنوئیں سکڑتے بولی اور بالائی منزل کی طرف جانے والی سڑھیوں کی طرف بڑھی۔وہ اسٹیپ پہ اسٹیپ جیسے اوپر چڑھ رہی تھی بلند ہوتے قہقوں کی آوازوں پر چہرے کے نرم نقوش تن رہیں تھے(کیونکہ واقعی ہی وہ قہقہے پرکشش تھے اور ان کے مالک بھی پھر رانی کے کہے کے مطابق ہی ہونے تھے پر مرحا یوسف یہ ماننے سے انکاری تھی کہ اس کے یمن جتنا حسین کوئی اور بھی ہو سکتا ہے)

آہہہہ""""""۔۔۔وہ اپنے دل میں فواد کے دوستوں کو مزید کوستی اوپر چڑھ رہی تھی جب دوسری سمت سے نیچے اترتے حارث کو بغیر دیکھے سیدھا اس میں

بجی چونکہ سڑھیاں گولائی کی صورت میں اوپر چڑھ رہی تھی اس ہی وجہ سے دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ نہ پائے اور وین اور رکشہ کی مانند ایک دوسرے میں ٹُھکے۔۔۔

واٹ دا""""""۔۔۔۔وہ جو سیٹی کی دھن بجائے اپنے دھیان میں نیچے اتر رہا تھا اپنے راستے میں انے والے وجود کی جرات پہ درشت سے بولنے کے لیے جوں ہی لب کھولے مقابل کھڑے وجود کو دیکھتے تمام الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گیے

۔۔۔۔۔

آنکھیں ہے یا بٹن۔۔۔۔کمر پہ ہاتھ ٹیکائے وہ اس وجود کو گھورتے بولی جو اس کے ہی ماموں کے گھر کی سڑھیوں پہ کھڑے اس پر ہی تیز آواز میں بولنے کی حماقت کر گیا تھا۔۔۔

ویسے تو آنکھیں ہے پر اپ بٹن سمجھے جو اپ کو دیکھتے ہی اون ہو گیے ہیں۔۔۔۔

ریلینگ سے کندھا ٹیکائے وہ نہایت لوفرانہ انداز لیے بولا، لہجا پل میں بدلہ تھا

۔۔۔

کیوں آنکھوں کی جگہ لائٹیں فٹ ہیں؟۔۔۔مقابل کے چیپ سے انداز کو دیکھتے وہ ماتھے پہ ننھا سا بل ڈالے بولی۔۔۔

جی لائٹیں جو لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے نہ جانے کتنے ہی سالوں سے بند پڑھی تھی پر اپ کے انے سے ان کی کھوئی ہوئی روشنی واپس آگئی ہے۔۔۔سُرمائی آنکھوں میں شوخ پن لیے اس نے باخوبی اس صبیحہ پیشانی پہ پڑنے والا ننھا سا بل ملحاظہ کیا جو اسے کافی کیوٹ سا لگا تھا۔۔۔

دیکھے آپ""""۔۔۔مقابل کی چھیچھوری باتیں مرحا یوسف کے غصے کو ہوا دے رہی تھی اس لیے اپنا روب جمانے کو وہ اسے اپنی اپروچ کا بتانے کو بولی تا کہ مقابل ڈر کر اسے سوری کہے۔۔۔

دیکھائے!۔۔۔لبوں پہ شرارتی اور آنکھوں میں معنی خیزی سی چمک لیے وہ تھوڑا سا اس کے نزدیک جھکتا بولا تو وہ حفظ ماتقدم کے طور پر ایک اسٹیپ نیچے اتری تو وہ بھی کمینگی سے مسکراتا ایک اسٹیپ نیچے اترتا فاصلہ پھر برابر کر گیا

۔۔۔۔

کیا"۔۔۔۔اس کی اس قدر نزدیکی پہ کچھ دیر پہلے والا کنفیڈنس پل میں اُڑن چھو ہوا اور وہ سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔کالے سیاہ بال ماتھے پہ بکھرے پڑھے تھے، کھڑا مغرور ناک اس کے غرور کا پتہ دے رہا تھا، گورے رنگ پہ جچتی سیاہ داڑھی مونچھ اور مونچھوں کے نیچے چھپے گلابی لب جو مقابل کی سہمی شکل دیکھ کر مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے تھے،وائٹ شرٹ جس کے اوپر تین بٹن کھلے اس کے کشادہ سینے کو واضح کر رہیں تھے ساتھ ایواگاڈو کلر کی ڈریسنگ پینٹ پہ پاؤں میں بلیک لوفرز ڈالے وہ خوبصورت اور پڑھا لکھا گنڈا لگ رہا تھا۔۔۔

جو آپ دیکھنا چاہتی ہیں۔۔۔۔چہرے پہ سنجیدگی جبکہ آنکھوں میں بے تحاشا شرارت لیے وہ مقابل کے اوسان خطا کر دینے کے در پہ تھا۔۔۔

اَپ 'انتہائی""""۔۔۔ایک اس کا آوارہ حلیہ دوسری اس کی معنی خیز باتیں سنتے مرحا کی پیشانی پہ پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے تھے، آج سے پہلے اس کی کبھی سامنے کھڑے ڈھیٹ ابن ڈھیٹ شخص سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اور نہ اس جیسے آوارہ سے بات کرنے کا تجربہ تھا۔۔۔

رومیٹنک ہوں اۓ نو "بس کبھی غرور نہیں کیا۔۔۔بیچ میں سے ہی اس کی بات اچکتے حارث اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے شانِ بے نیازی سے بولا تو مقابل نے گھور کر اس گنڈے کا کنفیڈینس ملاحظہ فرمایا جو اس کے گھر میں ہی کھڑا ہو کر اسے رو ہنسا کر رہا تھا۔۔۔

جیسا اپ کا منہ ہے نہ اس پہ غرور نچ "۔۔۔مقابل کا بے جا غرور اسے ذرا پسند نہیں آیا تھا تبھی لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ ٹیکاۓ بولنی لگی پر اپنی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ مقابل کی آنکھوں میں غصہ اور سرد پن دیکھتے سہمی

۔۔۔

شٹ اپ """""۔۔مصنوعی اشتعال لہجے میں لاتے وہ مرحا کی طرف دیکھتے انتہائی سنجیدگی سے بولا، تو جسے کبھی کسی نے غصے بھری نظروں سے دیکھا تک نہیں تھا اس کی طیش بھری آواز پہ آنکھوں میں نمی بھر لائی۔۔۔۔

ہم اپنے آغا' جان کو بتائینگے۔۔۔۔ماتھے پہ ننھے سا بل لاۓ وہ ناک سکوڑتی حارث کو آغا فارذ کے نام سے ڈرانے کی کوشش کیے بولی تو مقابل نے ایکسرا کرتی نظروں سے اس صنف نازک کا معائنہ کیے جو شیر کے سامنے کھڑی اسے

دھمکا رہی تھی، برگنڈی رنگ کی پلین شیفون کی پاؤں تک چھوتی فراک کے ساتھ پینٹ اسٹائل ٹراؤزر پہنے وہ کھلتا ہوا پھول معلوم ہو رہی تھی، لمبے بال لوز سی فرنچ چوٹی میں مقید کمر پہ لہرا رہیں تھے، جس کی لٹیں دونوں اطراف سے نکلتی اس کے گالوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھی، فراک کے ہم رنگ ڈوپٹہ کندھے پہ بے پرواہ سا پڑھا تھا، صراحی دار گردن میں نفیس سی گولڈ کی چین جھول رہی تھی جس کے لوکٹ پہ اس کا نام بڑے خوبصورت انداز میں لکھا تھا، گلاب رنگ چہرہ ہر مصنوعی آرائشات سے پاک معصومیت سے بھرپور لگ رہا تھا کہ اسے دیکھتے ایک پل کو مقابل کی دھڑکن رکی "کیا اس دنیا میں کوئی اتنا بھی مکمل حسین ہوتا ہے جتنی کہ وہ سامنے گرے رنگ آنکھوں میں نمی لیے کھڑی لڑکی تھی"

اپ کے اس 'ہم' میں اور کتنے لوگ شامل ہیں۔۔۔اس حسینہ کی حسین آنکھوں میں چمکتی نمی اس کے دل کو بے کل کر گئی تھی تبھی ایک بار پھر شرارت سے اس کا دھیان بٹانے کو بولا۔۔۔

گڑیا"۔۔۔وہ اپنے کمرے سے فواد کے روم میں جانے کا سوچ کر باہر نکلے تھے تاکہ اس کے دوستوں سے مل سکے پر سڑھیوں کے درمیان میں سر جھکائے کھڑی مرحا کو اور اس کے اگے پھیل کر کھڑے کسی لڑکے کی پشت کو دیکھتے ٹھٹکے اور سنجیدہ سی آواز میں اسے پکارا"تو وہ جو یہاں سے بھاگ جانے کے لیے پر تول رہی تھی آغا فارذ کی آواز نے گویا اسے یہاں سے نکلنے کی راہ دیکھائی تبھی جھٹ سے سر اٹھائے اس نے ایک نظر حارث کو دیکھا اور دوسری نظر آغا فارذ کو اور پھر انھیں پکارتی ان کی سمت بھاگی۔۔۔۔

آغا جان"۔۔۔۔حارث کے سائیڈ سے نکل کر وہ بھاگ کر باقی بچی سڑھیاں چڑھنے لگی جبکہ اس کے منہ سے آغا جان کا نام سن کر وہ پلٹا تاکہ دیکھ سکے کہ وہ کون ہے جس کی یہ ہرنی دھمکی دے رہی تھی پر سڑھیوں کے اوپر سنجیدہ سے تاثرارت لیے کھڑے آغا فارذ کو دیکھتے اس نے تھوک نگلا، گویا یہ حسینہ مبین منزل کی وہ اکلوتی نواب زادی تھی جسے ہر کوئی شہزادی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا اور وہ کب سے اسے اپنی بے باک باتوں سے تنگ کیے جا رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا کیوں رو رہی ہوں۔۔۔ان کی عقاب جیسی نگاہوں نے پل میں اس کی آنکھوں میں ائی نمی جانچ لی تھی تبھی اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو حمائل کرتے اسے خود سے لگاتے پوچھا تو، سڑھیوں پہ کھڑے حارث کی صیح معنوں میں سٹی گم ہوئی۔۔۔۔

اسلام وعلیکم بھیا" وہ ایکچویلی میں نیچے اتر رہا تھا اور یہ اوپر آ رہی تھی بس اس ہی آنے جانے میں ہماری معمولی سی ٹکر ہو گئی۔۔۔ مرحا کو وہ بولنے کے لیے لب کھولتا دیکھ فٹ سے دو دو سڑھیوں کو اسکیپ کرتا ان کے قریب آئے بولا تاکہ وہ نہ کچھ بول دے جبکہ اس کے اتنے بڑے جھوٹ پہ اس نے صدمے سے بھری نظریں اٹھائے اسے دیکھا جس نے اس کی طرف دیکھتے اپنی مسکراہٹ دبائی

۔۔۔۔

ارے وعلیکم السلام "کوئی بات نہیں یار وہ دراصل ہماری گڑیا ضرورت سے زیادہ حساس اور نازک ہیں اس لیے معمولی سی چوٹوں پہ بھی آنکھیں نم کر جاتی ہیں" تم سناؤ کیسے ہو۔۔۔ حارث کے سلام کا خوش دلی سے جواب دیتے وہ مرحا

کی نم آنکھیں پونچھتے بولے تو حارث نے سر ہلاتے اس نازک حسینہ کے نازک پن کا دل سے اعتراف کیا۔۔۔

جی الحمداللہ میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں اور یہ کون ہیں ؟۔۔۔۔ پینٹ کی جیب میں ہاتھ اڑاستے وہ دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں کے پیچھے اسٹائل سے کرتے آغا فارذ سے دوستانہ لہجے میں پوچھنے لگا، جبکہ اس کے 'کون ہیں' کے سوال پہ مرحا کا دل چاہا اس "زایان ملک" کی تھرڈ کلاپی کا منہ توڑ دے جسے اتنی بکواس کر لینے کے بعد یاد آیا تھا کہ وہ کون ہیں۔۔۔۔

یہ ہماری سلطنت کی شہزادی ہے "مرحا یوسف" اور گڑیا یہ فواد کا دوست ہیں" حارث ملک" بہت ہی نیک اور سلجھا ہوا بچا ہیں۔۔۔۔ حارث کے پوچھنے پہ پہلے وہ حارث سے مرحا (جس کے بارے میں وہ پہلے ہی جان چکا تھا) کا انٹروڈکشن کروانے لگے اور اس کے بعد مرحا سے حارث کا، جبکہ ان کے لفظ 'نیک' اور 'سلجھے' ہوئے پہ اس نے کینہ توز نظروں سے مقابل کو گھورا جس نے نہایت بغیرتی کا مظاہرہ کرتے آغا فارذ سے بچتے اس کے دیکھنے پہ آنکھ ونک کی، ایسی حرکتیں اس نے آج سے پہلے کبھی نہیں کی تھی پر نا جانے آج کیوں وہ یہ سب

کر رہا تھا شاید مقابل کے چہرے پہ اپنی حرکتوں کے باعث انے والے نا قابلِ فہم تاثرارت اسے مزہ دے رہیں تھے۔۔۔۔

ویسے تم کہی جا رہیں تھے ؟۔۔۔۔اس کے ہاتھ میں کار کی چابی دیکھتے انھوں نے سوال کیا۔۔۔

جی بھیا معتصم کی گاڑی خراب ہو گی ہے تو اسے پک کرنے جا رہا تھا۔۔۔۔ایک نظر مرحا پہ ڈالے اس نے اپنے باہر جانے کا سبب بیان کیا جو کہ اس کی بے باک حرکت پہ اب اس کی طرف دیکھنے سے اجتناب برت رہی تھی۔۔۔

چلو ٹھیک ہیں۔۔۔۔انھوں نے تائید بھرا سر ہلاتے کہا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی سڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔

کدھر گھومتا پھیر رہا ہے میرا یہ پنک ریبٹ ؟۔۔۔۔حارث کے جاتے وہ اب اپنا رخ اس کی طرف کرتے سوالیہ ہوئے جو تیز پنک رنگ میں ان کی قربت میں قندرھی ہوتے گال لیے واقعی ہی پنک ریبٹ کے مشبہ لگ رہی تھی۔۔۔۔

مامی 'جان کے " پاس۔۔۔۔ان کے ایک لیئے طرزِ تخاطب پہ اس کے سرخ گالوں میں مزید چیریز گھلنے لگی تھی،اب وہ انھیں دیکھ کر شرمانے لگی تھی، بات

کرتے وقت ان کی آنکھوں میں دیکھنے سے جھجھکتی تھی، ان کے چھونے پہ دل اجیب سی لے پہ دھڑکنے لگا تھا' یہ وردات یونہی تو ہوتی ہے چپکے سے دبے پاؤں اور جب تک انسان کو پتہ چلتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے تب تک یہ اس کے دل میں پوری طریقے سے اپنے پنجے گھاڑتی اسے لاحاصل کی تمنا میں مبتلا کر جاتی ہے۔۔۔۔

اچھا میں سمجھا کے گڑیا کو اپنے آغا جان کی یاد آ رہی تھی تبھی مجھ سے ملنے آئی ہے ""۔۔۔۔ لہجے میں مصنوعی اداسی لیے وہ مقابل سے گویا ہوئے، جبکہ چہرے پہ پھیلتی حیا کی لالی ان کی زیرک نگاہ سے بالکل مخفی نہیں رہ پائی تھی۔۔۔

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔۔ ان کی اداسی کو محسوس کیے وہ جھٹ سے سر اٹھاتی بولی دل کو کہاں گوارا تھا اس شخص کا اداس ہونا جس کے ہونے سے مرحا یوسف کی سانسیں چل رہی تھی۔۔۔

ارے مزاق کر رہا تھا گڑیا" چھوٹی چھوٹی باتوں پہ پریشان نہیں ہوا کرتے۔۔۔۔ اس کے لہجے اور انکھوں میں امڈ کراتی فکر کو دیکھتے وہ دھیمہ سا ہنستے بولے اور ہمیشہ کی طرح اعتماد، پیار، اور عقیدت سے اسے خود سے لگایا" پر دوسری طرف

ان کی یہ پر تپش قربت ایک پل کو مقابل کی جان حلق میں لے آئی تھی۔۔۔ آغا فارذ کی قمیض سے اٹھتی اسٹرونگ پرفیوم اور سگریٹ کی ملی جلی خوشبو اس کی سانسوں میں اترتی اس کے دل تک رسائی پاتی اسے بے بس کر رہی تھی، اپنے سر میں ان کی مردانہ انگلیوں کا لمس ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی پیدا کر رہا تھا، اوپر سے ان کی اس قدر نزدیکی کو محسوس کرتے دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا اور پیشانی غرق آلودہ ہونے۔ اس سے پہلے وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہوتی ان کے سینے میں پناہ تلاشنے لگتی فوراً حواسوں میں لوٹتی جھٹکے سے ان سے دور ہوئی۔۔۔

کیا ہوا" گڑیا آپ ٹھیک ہو۔۔۔ اسے خود سے یوں دور ہو کے گہرہ سانس بھرتے دیکھ وہ فکر مندی سے دو قدم مزید اگے اتے پوچھنے لگے اور گہری نظروں سے اس کا چہرہ تکنے لگے جس کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی، پیشانی پہ پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمک رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

کک 'کچھ نہیں" ہمیں مم،، مامی کے پاس" جانا ہے۔۔۔ وہ ان کو پھر نزدیک اتا دیکھ جلد بازی میں بولی اگر تھوڑی دیر مزید وہ ان کے قریب کھڑی رہتی تھی تو

ممکن تھا کہ اس کا وجود اس پر تپیش اور سحر زدہ قربت میں بھر بھری مٹی کی طرح اس کے ہاتھوں سے پھسل جاتا۔۔۔

گڑیا""""۔۔۔اسے کوریڈور میں بھاگ کر جاتا دیکھ وہ آنکھوں میں ناقابلِ فہم تاثرارت لیے اس کی پیٹھ کو گھورنے لگے دماغ میں اس کے رویہ کو لے کر کئ سوال اٹھ رہیں تھے جن کی دل بغاوت کرتا انھیں سمجھا رہا تھا کہ جیسا وہ سوچ رہیں ہے ویسا کچھ نہیں ہے "وہ تو ان کی چھوٹی سی گڑیا ہے' اور ایک طرف وہ بھی یہ ہی دعا کر رہیں تھے کہ واقعی ہی ایسا کچھ نہ ہو جیسا وہ سوچ رہیں ہے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق۔۔۔آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

چیٹا گُگڑ بانیرے تھے

چیٹا کُکڑ بانیرے تھے

کاشنی ڈوپٹہ والیاں

""""" منڈا صدقے تیرے تے

ڈھولکی کی تال پہ تالیوں کی گونج میں گاتے پنجابی ٹاپوں کی آواز پورے لاونج میں بکھر رہی تھی، گھر کی بڑی خواتین صوفے پہ بیٹھی ٹاپیں گا رہی تھی جبکہ نوال اور مرحا کی عمر کی کزنز نیچے بیٹھی تالیاں بجا رہی تھی، لاونج کے دوسری طرف تمام مرد حضرات اپنی اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

" اووبلے بلے

او بلے بلے

ناچے ہے یہ باوراجیا

بلے بلے لے جائے گا

سانولہ پیا

اووبلے بلے

نینوں میں جیسے پیار کا دیا

بلے بلے لے

جائے گا باورا پیا

ڈھولکی کو گھٹنے کے نیچے رکھے دونوں ہاتھوں سے اسے سائیڈ سے بجاتی نوال نے گانا ختم ہوتے ہی دوسرا گانا شروع کیا جس پہ مرحا نے اس کا بھرپور ساتھ دیا جبکہ تراب اور درید نے مسکراتی نظروں سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھے حمزہ کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا جو نظروں میں شوق لیے اسے دیکھ رہا تھا، ان کے دیکھنے پہ بے چارگی سے سر نفی میں ہلاتا اسے دیکھنے لگا کہ کہاں سے اسے اپنا پیا سانولہ نظر آرہا تھا۔۔۔

کالا شاہ کالا

" کالا شاہ کالا

میرا کالا ہے دلدار،

گوریاں نوں دفع کرو،

' میں آپ سونے دی تار

گوریاں نوں دفع کرو

نوال کے بعد ڈھولکی پہ چمچہ بجاتی مرحا نے اپنا گانا شروع کرتے 'میں آپ سونے دی تار' پہ بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو ذرا سا ترچھا کیے کندھے سے اوپر چہرے کی طرف لے جاتے آئیبرو اچکائے گایا تو اس بار تراب نے آنکھوں میں حیرانی لیے حمزہ کو دیکھا کہ تیرے والی نے تو تجھے سانولا ہی کہا تھا پر میری والی تو سیدھا ہی کالا کہہ گئی تھی وہ بھی شاہ کالا، جبکہ حمزہ نے اس کی حیرانی پہ ہنستے ہوئے کندھے اچکائیں۔اپنے نکاح سے غافل وہ اس وقت چمچہ سے ڈھولکی پیٹتی داؤد کے نکاح کی خوشی میں پوری تھی، لب اور آنکھیں بے وقعت مسکرا رہی تھی جن کی خوشی دیکھتے زبیدہ مامی نہال ہوتی جا رہی تھی جبکہ اپنی ماں کی سوٹ والی بات کو مد نظر رکھتے وہ فل ناراضگی دیکھا رہی تھی۔۔۔

رانی ذرا پانی پلاؤ"۔۔۔چند گانے گانے کے بعد ہی اس کا نازک گلا سوکھنے لگا تھا تبھی وہ منہ پر اتی لٹوں کو ہاتھوں کی مدد سے پیچھے کرتی پانی لینے کی چاہ میں ٹیبل کی

طرف مڑی جہاں پڑا شیشہ کا جگ بالکل خالی تھا تبھی رانی کو مخاطب کرتے اس نے پانی کہا تا کہ وہ کیچن سے لے آئے۔۔۔

ٹیبل پہ پڑا ہے۔۔۔ مرحا کے موبائل میں سے نوال کو اگلا گانا بتاتی وہ مصروف سا بولی تو مقابل مہمانوں کی موجودگی کے باعث زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے دانت پیستے بولی۔۔۔

ملکہ عالیہ "ٹیبل پہ پڑا جگ بالکل آپ کے دماغ کی طرح خالی ہے!!! اس کے بولنے پہ رانی نے موبائل پہ سے نظریں ہٹائے ٹیبل پہ پڑے جگہ کو دیکھا جو واقعی ہی خالی تھا، ایک غصے والی نظر اس نے مرحا پہ ماری جو کہ آنکھوں میں وارننگ لیے اسے دیکھ رہی تھی، ہاتھ میں پکڑے موبائل کو پٹخنے کے انداز میں مرحا کے قریب رکھتی وہ خالی جگ ٹیبل سے اٹھائے تن فن کرتی کیچن کی سمت بڑھی جبکہ اس کے موبائل پٹخنے کی ادا پہ روحی کا دل چاہا اس 'ملکہِ کیچن' کا منہ توڑ دے جس نے اس کا اتنا قیمتی موبائل یوں زمین پہ پٹخا تھا۔۔۔۔

روحی""۔۔۔۔ نوال رانی کی پشت کو خون آشام نظروں سے گھورتی مرحا کا گھٹنا ہلائے بولی تو وہ نظروں کا ارتکاز اس پر سے ہٹتی نوال پہ کر گئی۔۔۔

میں نوٹ کر رہی ہوں 'فواد کا یہ دوست تمہیں کب سے گھورے جا رہا ہیں۔۔۔

مرحا کو خود کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے اس نے لاونج کی دوسری جانب بیٹھے حارث کی طرف ترچھی سی نظروں سے اشارہ کیے کہا جو کب سے اس معصوم خرگوشنی کو نہارنے میں مگن تھا۔۔۔

نوال کے کہنے پہ اس نے تعاجب بھری نظروں سے اس شخص کو دیکھنا چاہا جو مرحا یوسف کے اتنے گارڈز کی موجودگی میں بھی اسے دیکھنے کی جرات کر رہا تھا' پر نوال کے بتائے گے شخص کو دیکھتے اس کا منہ ایسے بنا جیسے کڑوے بادام چبا لیے ہو جبکہ اس خرگوشنی کا خود کی طرف دیکھ کر بنتے منہ پہ وہ دھیمہ سا ہنسا اور ایک نظر باتوں میں مصروف لوگوں کو دیکھا جن کی توجہ خود پر نا پاتے دیکھ اس نے ایک بار پھر اسے دیکھتے آنکھ ونک کی تو دوسری طرف وہ اس کی ڈھیٹائی اور بہادری پہ کڑتے ہوئے بولی""" ویل ڈریسڈ چیپ گنڈا"۔۔۔

اوئے خبیث انسان بن جائے جس کی یہ مالکیت بنے والی ہیں نہ اگر اسے تیری ان حرکتوں کا پتہ چل گیا نہ تو بغیر کسی کیس کے ایسے اندر کرئے گا کہ واپسی ناممکن ہو گی۔۔۔ حارث کی حرکت کو دیکھتے درید سب کی موجودگی کے باعث

اس کی گردن میں بازو ڈالے نہایت دھیمہ پر وارننگ دیتے انداز میں بولا تو

مقابل نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

کس کی؟۔۔۔دل میں اُگتی نوخیز محبت کی کونپل طوفان کی زد میں آئی تھی

۔۔۔۔

تراب بھیا کی"۔۔۔اس کے سوال پہ درید نے دائیں جانب والے صوفے پہ

آغاماموں کے ساتھ براجمان تراب کی طرف اشارہ کرتے کہا جو سیاہ قمیض شلوار

میں سپید پاؤں میں پشاوری ڈالے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے ایک شان سے بیٹھا تھا

،اس نے ایک نظر سنجیدہ سے بیٹھے تراب کو دیکھا جو لبوں پہ ہاتھ کی مٹھی جمائے

بیٹھا تھا نظریں کہی اور تھی،اس پر سے نظریں گھومتی اس پر آئی جو ہنستی ہوئی

تالیاں بجارہی تھی جب یلحنت اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی،

گھنی گامژنوں کو اٹھائے اس نے خود کی طرف تکتی ان سنجیدہ نظروں کو

مسکراتے ہوئے دیکھا جو اس کے دیکھتے ہی دلکشی سے مسکرائی تھی"طوفان نے

ایک زوردار جھٹک دیا اور وہ نازک کمزور جڑوں والی کونپل جڑ سے اُکھڑتی ان

طوفانی ہواؤں کی نظر ہوئی۔۔۔

اس کے چہرے کو کب سے کسی کی گہری پر تپیش نظریں جھلسا رہی تھی پر وہ بھی ڈھیٹ بنی ہوئی تھی جانتی تھی کہ یہ وہی اسٹائلش گنڈا ہوگا پر جب زیادہ دیر تک برداشت نہ کر پائی تو خوانخور نظریں لیے اس نے حارث کی سمت دیکھا پر اس کا منہ درید کی طرف پاتے وہ نظروں میں الجھن لیے جیسے ہی رخ موڑنے لگی آغا ماموں کے ساتھ بیٹھے تراب کو دیکھتے ٹھٹھکی 'جو آنکھوں میں ایک عجیب سا والہاپن لیے اسے دیکھا رہا تھا۔اس کی آنکھوں کی چمک سے وہ بے بہر اس کی طرف دیکھتی ہمیشہ کی طرح کھلے دل سے مسکرائی تو وہ بھی اپنی بھولی سی کانچ کی گڑیا کی مسکراہٹ کو دیکھتے مسکرایا۔۔۔

تو ہو گی ون ٹو 'ٹو

او کڑیاں واٹ ٹوڈو

او ہو ہو گی منڈے دی

''''' '' ٹوروٹوروٹورو

چلو آؤ لڈی ڈالتے ہیں """""۔۔۔ حیدر کی کزن زبردستی اسے اور نوال کو بیچ میں گھسیٹتی ہوئی انھیں ڈانس کرنے کو اٹھانے لگی تو ان کی دیکھا دیکھی رانی بھی خود ہی سے اٹھ گیی۔۔۔

پتنگاں ور گی

تو ایوئی اوڈ دی

او ہو ہو گی منڈے دی

""""" " ٹورو ٹورو ٹورو

ڈھولکی کے گرد گول گول گھومتیں وہ ساری کزنز گانے کے بولوں پہ ہاتھوں سے الگ الگ اشارے کر رہی تھی تو دوسری طرف صوفے پہ بیٹھی خواتین تالیاں بجاتی بچیوں کی خوشیاں دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔

ہیلا دی چلدی

ٹک ٹک تو کر دی

میک اپ تو کر دی یار

انگریجی پڑھ دی

گیٹ پِیٹ تو کر دی

جیوئے کوئین ساڈی وکٹوریہ

تو کِنٹی بگ بب 'بین دی

پورا لندن ٹھمکا دا

او چدوں ناچے پچین دی

"""""""" پورا لندن ٹھمکا دا

لاونج کی فضا میں ڈھولکی کی تال اور ڈے جے میں بجتے گانے کے شور پہ رقص کرتی نازک تتلیوں کی کھکھلاہٹوں نے ایک الگ سا سحر باندھ دیا تھا، بڑے بچوں کی خوشیوں اور مسکراہٹوں کو دیکھ کر انھیں صدا خوش رہنے کی دعا دے رہیں تھے، تراب اور داؤد اپنی نئ انے والی زندگیوں کے لیے نیک خواہش مند کئ خواب بُن رہیں تھے تو دوسری طرف مرحا اپنے حق میں ہوئے فیصلہ سے لاعلم داؤد کی خوشی میں خوش تھی جبکہ دور کھڑی قسمت ان کی خوشیوں کو دیکھ کر آسودہ سی مسکائی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اُسے کہنا !

مکمل کچھ نہیں ہوتا۔

ملن بھی نامکمل ہے،

جدائی بھی ادھوری ہے۔

یہاں ایک موت پوری ہے۔

اُسے کہنا !

بساطِ عشق میں بھی مات ہوتی ہے۔

ہنسی کے شہر میں بھی رات ہوتی ہے۔

اُسے کہنا !

مکمل بس "خدا" کی ذات ہوتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا (اے اللہ! میرے دل میں نور ڈال دے) عالمِ خوماشاں کے گہرے اندھیرے میں وہ اپنا سیاہ وجود لیے اپنے رب سے دعا مانگ رہی تھی کہ وہ اس کے مرچکے دل میں اپنا نورِ روشن ڈالے دے۔

وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا (اور میری بصارت و سماعت میں نور ھو) آنکھیں بند کیے شبنم سے نم ہوتی گھاس پہ ننگے پاؤں چلتی وہ اپنے جلتے دل کو راحت پہنچا رہی تھی، وسیع سرسبز لان میں چلتے زیرو کے بلب کی زرد روشنی نے کچھ اندھیرے کو کم کر رکھا تھا۔

وَعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا (اور میرے دائیں اور بائیں جانب نور ہو)۔۔۔ سفید حجاب کے ہالے میں اس کا نور سے دمکتا چہرہ اس سیاہ رات میں بھی چمک رہا تھا۔ وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا (اور میرے اوپر نیچے نور ہو)۔۔۔ آنکھیں بند کیے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی باری تعالی سے اپنے لیے نورِ حیات مانگ رہی تھی۔۔۔

وَاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا (اور میرے اگے پیچھے نور ہو)۔۔۔ خاموشی میں ڈوبے لان میں اس کی مدھر آواز نے ایک فسوں سا قائم کر رکھا تھا۔ ٹھنڈی ہوا

کے باعث اس کالباس اور حجاب اُڑ رہا تھا پر وہ سردی اور اندھیرے کے خوف سے یکسر انجان آنکھیں بند کیے یہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ پاک اور بے عیب ذات اس کے سامنے موجود اس کی ہر پکار اور ہر دعا سن رہا ہے۔

وَاجْعَلْ """وَاجْعَلْ لِی نُوْرًا (اور میرے لیے نور بنا دے)۔۔۔۔اپنے رب کریم کو اپنی فریاد سنتا دیکھ اس بار اس کی آواز پھسا سی گئی جیسے اچانک گلے میں کچھ اٹکا سا ہو۔

وَفِی لِسَانِی نُوْرًا وَعَصَبِی نُوْرًا (اور میری زبان و اعصاب میں نور ہو)۔۔۔۔بند آنکھوں سے ایک چکر لگائے اب وہ مڑتی دوسری سی سمت سے اتی یونہی ترنم سے پڑھ رہی تھی "رات کے اس پہر سردی کی شدت تھی پر وہ رحمن کا قرب حاصل کرنے کی جستجو کے باعث کچھ محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔

وَلَحْمِی نُوْرًا وَدَمِی نُوْرًا (اور میرے گوشت اور لہو میں نور ہو)۔۔۔۔اب کہ آواز آنسوؤں کے باعث رندھ سی گئی تھی پر پڑھنے کا سلسلہ نہیں رکا تھا۔لان کی گہری خاموشی میں صرف اس کی دعا گونج رہی تھی آنکھیں ہنوز بند تھی پر اب پلکوں کی باڑ پہ شبنمی قطرے سے چمکنے لگے تھے۔

وَشعَرِی نُو ْرًا وَبشَرِی نُو ْرًا (اور میرے بال اور کھال میں نور ہو)۔۔۔ہوا سے ہوتی پتوں کی سرسراہٹ اور بلب کی روشنی سے باہر کے حدود میں چھایا خوفناک اندھیرا ابھی اس کے قدم متزلزل نہیں کر پا رہا تھا۔اپنے رب سے گفتگو کا سلسلہ یونہی جاری تھا۔

وَاجْعَلْ فِی نَف ْسِی نُو ْرًا (اور میرے نفس میں نور ہو)۔۔۔یہ کلمات ادا کرتے اس بار آواز مزید بھاری ہوئی اور دل کا غبارہ بند آنکھوں کی دہلیز کو پار کرتا گالوں پہ چمکنے لگا اور لرزتی ٹانگوں میں ہمت خاتم ہوتی دیکھ وہ وہی گھاس پہ گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

وَاَعْظِم لِی ْ نُو ْرًا (اور میرے لیے نور بڑھادے)۔۔۔آنسوؤں موتیوں کی مانند شفاف گالوں سے پھسلتے اس کی گود میں رکھے ہاتھوں پہ گر رہیں تھے۔

آنکھیں بند کیے وہ چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئی تھی۔۔۔

اَللّٰھُمَّ اَعطِنِی نُو ْرًا (اے اللہ! مجھے نور عطا کردے)۔۔۔کانپتے لبوں سے آخری التجاء نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے سسک سسک کے رودی، لان میں جہاں کچھ دیر پہلے اس کی خوبصورت آواز میں کی جانے والی دُعا گونج رہی

تھی اب وہی اس کی اذیت اور کربناک سسکیاں اور آہیں عالمِ خوماشاں میں گونجتی یہ بتارہی تھی کہ برداشت کی جب آخری حد خاتم ہوتی ہے تو انسان کیسے ریت کی مانند عرش سے فرش پہ بکھرتا اپنے پروردگار کو پکارتا ہے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"" چوتھی سیڑھی
عقیدت "(Trust)

کچھ سنبھل گئی ہے جاں بھی، بدل چکا دورِ آسماں بھی۔۔
جو رات بھاری تھی ٹل گئی ہے وہ جو دن کڑا تھا گزر گیا ہے وہ !

کھڑکیوں سے آتی ٹھنڈی ہوائیں سفید ٹائیلز سے بنے کوریڈور سے گزرتی خون منجمند کررہی تھی، گرے رنگ کے حجاب سے سر کو ڈھانپے وہ بینچ پہ سر جھکا کر بیٹھی انگلیوں کو آپس میں مسل رہی تھی کیونکہ سامنے بیٹھے شخص کی کھوجتی نگاہیں اسے اپنے وجود کے آر پار اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں، ڈاکٹر کے اصرار پہ وہ اسے لے تو آئی تھی مگر ہسپتال کے اس وارڈ کو دیکھ کر اس شخص کے چہرے پہ آتے ناقابلِ فہم تاثرات کو دیکھتے وہ اندر سے ڈر رہی تھی کہ کہی وہ کسی کو کچھ بتا نہ دے۔

تم نے کہا تھا تمہارے سر میں درد ہے تو ہم ہسپتال کے اس فلور پہ کیا کر رہیں ہے ؟اور اس ڈاکٹر کے کیبن کے باہر بیٹھ کر کس چیز کا ویٹ کر رہیں ہے؟ تمہاری یہ خاموشی مجھے سنگین لگ رہی ہے ہم یہاں کیوں موجود ہے!!! پلیز کین یو ایکسپلین می!!!۔۔۔ بینچ پہ تھوڑا سا آگے کو ہو کر گھٹنوں پہ کہنیاں ٹیکائے اس نے اس کے جھکے سر کو دیکھتے دانت پیستے ہوئے پے در پے سوالات کیے، کیبن

کے باہر لگی ڈاکٹر کے نام کی نیم پلیٹ کے نیچے درج ان کی اسپیشلائیزیشن اور کولیفیکشن کو دیکھتے اس کے دل میں کئی وسوسے سر اٹھانے لگے تھے جن کے جوابات اس لڑکی کے پاس تھے جو چپ سادھے بیٹھی تھی۔۔ جبکہ مقابل کے ہوتے تلخ سوالات پہ اس کی جھکی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے تھے. ہاتھوں میں ہوتی کپکپاہٹ کو دیکھتے وہ سختی سے موٹھیاں بھینچتی گہرے بہت گہرے سانس بھرنے لگی کیونکہ اس کے اندر کچھ ٹوٹ رہا تھا اور اس ٹوٹ پھوٹ کی ہوتی آواز اتنی تیز اور چبھن زدہ تھی کہ اسے اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہیں تھے اور دوسرا اس شخص کے سوالات اور نظریں اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے آج اس ہی وقت اس کی روح تمام تکلیفوں سے آزاد ہوتی پرواز بھر جائے گئی !

ہیلو مس بیوٹی !۔۔۔اس سے پہلے اس کا وجود گرم ہو کر سرد پڑتا دروازہ کھول کر باہر نکلتے وجود کی معصومیت بھری آواز سے وہ گہری کھائی میں اترتے اترتے واپس اس سرد کوریڈور کی تلخ حقیقت میں آن پہنچی، سرخ نم ہوتی نگاہیں اٹھائے اس نے آواز کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ بچہ اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر کھڑا اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا مگر وہ اس کی طرف دیکھتی کوشش کے باوجود

بھی مسکرا نہیں پائی تھی اور وجہ وہ شخص نہیں تھا جو کبھی اسے تو کبھی اس بچے کو نا سمجھ نظروں سے دیکھ رہا تھا وجہ وہ خود ہی تھا جس کی حالت کو دیکھتے ایک پل کو اس کا دل لرز اٹھا تھا اور بھیگی آنکھوں سے ایک باغی آنسو ٹوٹ کا گال پہ پھسل گیا ۔۔۔

ارے شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں "مائے سیلف زارون ہم پچھلی اپوئیٹمینٹ پہ ملے تھے نہ !! ۔۔۔ اسے خاموش اور ساکت نظروں سے اپنی طرف تکتا دیکھ وہ نرمی سے اپنی ماں کے ہاتھ سے ہاتھ نکلتا اس کے سامنے کھڑا ہوتے بولا ایسے کہ اب سامنے بینچ پہ بیٹھے شخص کو اس کی پشت نظر آرہی تھی ۔۔۔

ااا"آپ کے بب" بال ۔۔۔۔ گلے میں اٹکتے پھندے کو نیچے اترتے اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں اس کے سر کی طرف انگشت سے اشارہ کرتے کہا، آنسو مسلسل رخسار بھیگو رہیں تھے ، جبکہ مقابل بیٹھا شخص آنکھوں میں حیرانی اور تجسس ان کی دھیمی سرگوشیاں سننے کی کوشش میں تھا ۔۔

یو وانا نو سیکریٹ """ڈاکٹر انکل اب ہیر کٹنگ کے مشورے بھی دینے لگے ہیں ! ۔۔۔ اپنے سر پہ ہاتھ پھیرتے وہ مسکراتا ہوا اسے رازداری سے بتاتا بولا جبکہ اس

کی مسکراہٹ کو دیکھتے مقابل کے رونے میں مزید روانی آئی اور کپکپاتے ہاتھوں سے وہ اس کے بالوں کو چھونے لگی، پہلی ملاقات میں جو کالے سلکی بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے اب وہی بال اتنے ہلکے کر دئے گیے تھے جیسے گنجا ہو جانے کے ایک ہفتے بعد آتے ہیں بالکل معمولی اور کھڑے کھڑے !!!

ڈونٹ بی کرائے مس بیوٹی !! آپ اس اسٹیج تک نہیں پہنچے گئی انشاءاللہ۔۔اس کے سر سے ہاتھ کھسکتا اب حجاب کے نیچے چھپے اپنے بالوں کو چھوتے محسوس کر رہیں تھے جب وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں بھرتا امید سے بولتا اس کے بھیگے گال صاف کرنے لگا جبکہ وہ بے بسی سے بھیگتی نگاہوں سے اس کی زندہ مسکراہٹ کو دیکھنے لگی جس میں کوئی شکوہ شکایت یاد کھ نہیں تھا بلکہ وہ اپنے رب کی رحمت پہ یقین کرتا ساتھ اسے بھی دلاسا دے رہا تھا کہ وہ ہے تو کیا غم ہے !

تم "بب" بھی ٹھیک """ہو جاؤں گے !!!۔۔۔اس کے ہاتھوں سے ہاتھ نکال کر وہ اس کا گال سہلاتے بولی پر گلے میں اٹکتے آنسوؤں کے پھندے سے لہجا بار بار لڑکھڑا سا رہا تھا۔۔۔

میم آپ اندر چلی جائے۔۔۔اندر سے نکل کر آتی نرس نے اسے اندر روم میں جانے کا کہا تو زارون اسے تھمبز اپ کا اشارہ دیئے مسکراتا ہوا اپنی ماں کا ہاتھ پکڑے اپنی ماں کی ہمراہی میں اگے بڑھا تو اس کی سونی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔۔

میم!!!!۔۔۔زارون جس راستے سے گیا تھا اسے وہی راہ تکتے دیکھ نرس نے اس بار اس کے کندھے کو ہلاتے کہا تو اس نے چونکتی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف سوالیہ دیکھا جس پر ایک ایک بار پھر اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو گہرہ سانس بھرتی بینچ سے اٹھی تو وہ بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا جبکہ زارون کی وجہ سے اس کی موجودگی بھلائے لڑکی نے اسے اپنے ساتھ کھڑا دیکھ ایک لمبا سانس بھرا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا اور نوب پہ ہاتھ رکھ کر دروازہ دھکیلا۔۔

ااا""اسلام!و"علیکم۔۔۔نم گیلی سانس اندر کو کھینچتے وہ روم میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ڈاکٹر کسی پیشنٹ کی فائل پہ جھکے نظر آئے،اس کی رندھی آواز میں کیے گیے سلام پہ انھوں نے سر اٹھائے آنکھوں پہ لگے چشمے کے پار سے اس لڑکی کو دیکھا جو متذبذب سی اپنے ہاتھوں کو بری طریقے سے مسل رہی تھی،اس پر

سے ترحم بھری نظریں ہٹائے انھوں نے اس کے عقب سے اندر داخل ہوتے شخص کو دیکھا جو شاید اس سے چند سال ہی بڑا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام""""""آؤ بچے۔۔نون مسلم ہونے کے باوجود انھوں نے اس کے سلامتی بھینجنے پہ خود بھی شفقت سے مسکراتے اس ہی کے انداز میں اسے سلامت رہنے کی دعا دی، تو وہ مرے مرے قدموں سے چل کر آتی کرسی پہ بیٹھی جبکہ دوسری طرف کنفیوژڈ سا وہ!اب میز کے ایک پار ڈاکٹر موکیش بیٹھے تھے تو دوسرے پار وہ دونوں !!

آپ کیا لگتے ہیں بچی کے ؟۔۔ان کے بیٹھتے وہ سامنے کھلی فائل کو بند کرتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملائے اس شحص سے مخاطب ہوئے جو جانچتی نظروں سے روم کی ایک ایک چیز آو بزرو کر رہا تھا ان کے مخاطب کرنے پہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

کزن !!۔۔۔کچھ سوچتے اس نے جواب دیا۔۔۔

ماں کی سائیڈ کے یا باپ کے ؟۔۔۔وہ ہنوز اس ہی انداز میں بیٹھے سوال کر رہیں تھے پر وہ ان کے سوالوں پہ بار بار پریشانی کے عالم میں پہلو بدل رہی تھی۔۔۔

ماں!!۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے وہ ڈاکٹر کو تعجب بھری نظروں سے دیکھتے بولا جبکہ وہ اب مضطراب سی میز کی نچلی سطح کو ناخن سے کھرچ رہی تھی۔۔۔

آپ کے بچی کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں؟دوستانہ یا جیسے ہر کزنز میں ہوتے ہیں ؟؟۔۔۔ایک نظراس کے جھکے سر کو دیکھتے وہ ایک بار پھر سوال گوھوتے آخری بات بے معنی سے چھوڑ گیے جانتے تھے کہ مقابل شخص خود ہی معنی سمجھ جائے گا جبکہ ڈاکٹر کی بات پہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بھی جھکا سر اٹھائے ان کی سمت بے یقینی سے دیکھا۔۔۔

آپ پلیز وہ بات کرے گے جس کی بنا پہ ہم یہاں موجود ہیں!۔۔۔ایک بھسم کر دینے والی نگاہ اپنے برابر میں بیٹھی لڑکی پہ ڈالتے وہ ان کی طرف دیکھتا دانت پہ دانت چڑھائے بولا،وہ کہاں کسی کے اتنے سوال برداشت کرنے وال تھا۔۔۔

دیکھیے میں یہ سوال آپ سے اس لیے پوچھ رہا تھا کہ پتہ چل سکے آپ کے اس بچی کے ساتھ دلی وابستگی کس حد تک کی ہے پھر میں اس ہی حساب (کھلے یا ڈھکے چھپے الفاظوں میں) سے آپ سے بات کر سکو۔۔۔اس جھکے سر والی کی غائب

دماغی کو جانچتے وہ اس سے مخاطب ہوئے جو جبڑے بھینچے بیٹھا تھا" اب وہ کچھ بتاتا بھی یا نہیں بتاتا وہ سمجھ چکے تھے ان کے درمیان کیسا رشتہ قائم تھا۔۔۔

ڈاکٹر!!!!!۔۔۔پہلو میں بیٹھے شخص کی گردن کی نسیں اُبھرتی دیکھ وہ ڈاکٹر کے اگے ملتجی ہوئی تاکہ وہ مزید سوالکرنے کے بجائے کام کی بات پہ آئے کیونکہ اسے ڈر تھا کہ وہ کہی غصے میں آکر یہاں سے اٹھ کر نہ چلا جائے کیونکہ وہ پہلے ہی بہت مشکلوں سے خود میں ہمت پیدا کیے اسے اپنے ہمراہ لائی تھی" جبکہ دوسری طرف اس کا غصہ اس کی سوچ کے بالکل برعکس تھا اسے غصہ ان سوالوں پہ نہیں آرہا تھا بلگہ اس بات پہ آرہا تھا کہ وہ کیوں اس کیبن میں اس ڈاکٹر کے سامنے بیٹھی تھی جبکہ بس کے مطابق تو اسے یہاں ہونا ہی نہیں چاہیے تھا کبھی بھی نہیں!!!

یہ آپ کی کزن کی رپورٹس ہے میں چاہتا ہوں آپ پہلے اسے پڑھ لے تاکہ تفصیل سے بعد میں بات کر سکے!!!۔۔۔فائیلز کے اوپر رکھی ایک نیلے رنگ کی فائل اٹھا کر وہ میز پہ اس کی سمت بڑھاتے سنجیدگی سے بولے تو اس نے ضبط سے آنکھیں بند کرتے ایک گہرا سانس کھینچا" اس نے متفکر بھری نظروں سے

ایک نظر اسے دیکھا جو آنکھیں بند۔کیے شاید کسی چیز کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی"اس پر سے نظریں ہٹائے اس نے شیشے کی میز پہ پڑی وہ نیلے رنگ کی فائل دیکھی جس کے اوپر لگی سفید چٹ پہ اس لڑکی کا نام کالے حروفوں میں لکھا ہوا تھا ۔۔اس کا دل کسی انہونی کے خدشے کی تحت دھڑکنے لگا تھا اچانک بہت تیز!! اتنا تیز کے آج سے پہلے کبھی نہیں دھڑکا تھا پر شاید آج وہ کسی کو کھو دینے کے احساس سے یوں دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا، کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے کسی قیمتی چیز کے وہ فائل اٹھائی"وہ مرد تھا ایک جوان اور بہادر مرد پر پھر کھو جانے کے ڈر سے اس کے مردانہ ہاتھ لرز رہیں تھے تو وہی دوسری طرف ضبط کے بندھن ٹوٹنے کو تھے، آنکھیں بند کیے سر جھکا کر بیٹی لڑکی شاید قسمت کی اس تلخ حقیقت کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی کہ جب اس شخص کو پتہ چلے گا تو کیا ہو گا!!! کیا وہ بھی اسے دھتکار دے گا!!! یا موت کے دہانے پہ تنہا چھوڑ دے گا!!!!۔۔۔یہ ہی بے لاگام سوچیں اس کے پورے ذہن میں دوڑتی اس سے جینے کی شاید تمام امیدیں چھین لینا چاہتی تھیں!!! وہ جیسے جیسے پڑھتا جا رہا تھا اس کی سیاہ آنکھوں میں سناٹیں سے اترنے لگے تھے، کان سائیں سائیں کرنے

لگے تھے جیسے قوتِ سماعت چھن رہی ہو، خشک پڑتے لبوں پہ بار بار زبان پھیرتا وہ بے یقینی سے سر نفی میں ہلا رہا تھا، کیونکہ جوان۔ صحفوں پہ لکھا تھا وہ یہ مر کر بھی نہیں مان سکتا تھا، فائل پہ جھکی نظر ایک پل کو محض ایک پل کو اٹھائے اس نے اس لڑکی کو دیکھا جو اجتناب بھری کیفیت میں ناخن سے کرسی کا رنگ کھرچتی بار بار اپنی پلکیں جھپک رہی تھے تا کہ آنسوؤں کا ریلا باہر نہ نکل سکے! اس پر سے نظریں ہٹائے وہ دوبارہ ان سفید کاغذوں کی ایک چھوٹی سی چھوٹی سطر پڑھنے لگا کہ کہی لکھا نظر آجائے کہ یہ سب فیک ہیں وہ محض اسے تنگ کرنے کو یہ مذاق کر رہی تھی مگر اتنا جاں لیوا مذاق کون کرتا ہے؟؟؟ شاید قسمت !!! یہ سب کیا ہے !!!!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم تاحیات محبت کے اب قائل نہیں۔۔۔ ہر ایک عمر کے ہوتے ہیں مسائل اپنے اپنے !

کس بات کی ٹینشن لے رہی ہے آپ جو بی پی ہائے کیا ہوا ہے ؟۔۔۔بی پی اپیریسٹس سائیڈ پہ رکھتے حمزہ نے تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھی حورے بیگم سے استفسار کیا جو اپنا بلڈ پریشیر ہائی کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔۔

دو دن رہے گیے ہیں نکاح میں اور تم نے ابھی تک اس سے بات نہیں کی 'حمزہ اگر وہ عین نکاح کے وقت انکار کر گئی تو ہم کیا کرئے گے ،بھائی بھابھیوں کو کیا جواب دو نگی میں '۔۔۔اور اس کا پوچھنا تھا کہ وہ غصے سے پھٹ پڑی۔دو دن تھے اور ابھی تک اسے اس کے نکاح سے غافل رکھا ہوا تھا اس شخص نے جو نہ خود بات کر رہا تھا اور نہ انھیں کرنے دے رہا تھا۔۔۔

ریلیکس """میری جنت کیا ہو گیا ہے !!۔۔۔ان کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے حمزہ نے نرمی سے کہا۔۔ریلیکس کرو 'میری یہاں راتوں کی نیند حرام ہوئی پڑی ہے تم جانتے ہو اسے ،اس کی ضدی عادت سے بھی واقف ہوں ڈھولکی کے دن اس نے میرے کہنے پہ میری پسند کا جوڑا نہیں پہنا کیا وہ ہمارے کہنے پہ اتنا بڑا فیصلہ لے لے گئی۔۔۔ان کی پریشانی کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی حلانا کہ ان کی فکر

جائزہ تھی اسے سب کے پیار نے ضدی بنا دیا تھا اور جتنی وہ لاڈلی تھی اس نے کبھی نہیں مانا تھا۔۔

تو اگر وہ نہیں راضی ہو گئی تو یہ اس کا حق ہو گا ماما ہم زبردستی تھوڑی کر سکتے ہیں ۔۔۔ان کی پریشانی اور فکر کے برعکس حمزہ پر سکون سا بولا۔۔

تم اتنی آسانی سے یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ اگر وہ نہ مانی تو 'تم جانتے بھی ہو کہ اس کا ایک انکار رشتوں میں دڑاڑے لے آئیں گا، اسے یہ نکاح کرنا ہے چاہے وہ راضی ہو یا نہیں !!۔۔۔لہجے میں جذباتی پن لیے وہ حکمیہ انداز میں بولی تو وہ جو کب سے مطمین سا بیٹھا ہوا تھا ان کی بات پہ چہرے کے تاثرارت بدلے۔۔

میں روحی کو رشتوں کی بھینٹ نہیں چڑھنے دونگا ماما' اگر وہ راضی ہوئی تو ٹھیک ورنہ میں کوئی زور زبردستی نہیں کرونگا اس کے ساتھ۔۔۔ بھینچے جبڑے لیے وہ بامشکل لہجے کو گستاخ ہونے سے روکتے ہوئے بولا۔۔

حمزہ تم پاگل ہو چکے ہو!!۔۔۔روحی سے پہلے اسے انکار کرتے دیکھ انھیں غصہ آیا، جب وہ انکار کر رہا تھا تو اس کی لاڈلی کیسے ہاں کرتی۔۔۔

پاگل پن نہیں ہے یہ ماما یہ شریعت کا حکم ہے جس کے مطابق بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا، اور اگر یہ شریعت کا حکم نہ بھی ہوتا تو میں تب بھی اپنی گڑیا کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر ہر گز نہیں کرتا اور زور زبردستی تو بالکل نہیں اور اس کے لیے آپ مجھے بالکل فورس نہیں کرئے گئ ۔۔۔ان کے بے جا غصے کو دیکھتے وہ بیڈ سے اٹھتا سرد مگر اٹل انداز میں بولتا لمبے لمبے ڈھاگ بھرتے کمرے سے نکلتا چلا گیا پیچھے انھیں حیرت و فکر میں مبتلا کیے ۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم تیرے لاڈ میں بگڑے ہوئے ضدی بچے "ایسا بگڑے ہے کہ ہدایت کے قابل نہ رہے۔

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا جہاں میڈم بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹی موبائل چلا رہی تھی، گھنگریلے بال تکیے پہ پھیلے ہوئے تھے، پاؤں بھی ہوا میں جھول رہیں تھے۔

بری بات ہے بچے، ایسے نہیں لیٹتے۔۔۔ وہ جو حورے بیگم کی باتوں سے غصہ ہو کر کمرے سے نکلا تھا یہاں آتے ہی اسے دیکھ اس کا سارا غصہ اڑن چھو ہوا اور لہجے میں نرمی سمو آئی۔۔

سوری بھیا!!۔۔ اپنے عقب سے ابھرتی حمزہ کی آواز کو سنتے وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھتی کھگیائی سی ہنسی ہنستی بولی۔۔

کیا کر رہا تھا میرا بچا!!۔۔ اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے وہ بھی دھیمہ سا مسکراتا اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھتا استفسار کرنے لگا۔۔۔

کچھ خاص نہیں بھیا!!۔۔ اس کے بیٹھنے پہ وہ سر نفی میں ہلا کر بولتی اس کی گود میں سر رکھ گئی جس پر وہ اس کے لاڈ کرنے والے انداز پہ نرمی سے مسکرایا۔۔

مجھے ایک بات کرنی تھی اپنے بیٹے سے ""۔۔ اس کے بکھرے بالوں کو سنوارتے حمزہ نے بلا آخر بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ صرف اسے بڑوں کا پیغام

دینے آیا تھا اس کے سر پہ کوئی فیصلہ تھوپنے نہیں۔وہ نہیں چاہتا تھا ہر لڑکی کی طرح اس کی روحی بھی کسی ان چاہے رشتے کا طوق گلے میں ڈالے اپنی ساری زندگی سسک سسک کے گزار دے صرف ماں باپ اور بڑوں کی عزتوں کی خاطر۔وہ باپ نہیں تھا اس کا مگر باپ کی طرح فیصلہ کرنا چاہتا تھا۔۔

جی کہیے !۔۔ نظریں اوپر کو اٹھائے اس نے مقابل کے چہرے پہ جچتی سنہری داڑھی پہ نظریں جمائے کہا۔۔

جمعہ کو داؤد کے ساتھ ساتھ تراب کا بھی نکاح ہے۔۔۔ نظریں اپنے عکس پہ ٹِکائے حمزہ نے اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو وہ جو مطمئین سی لیٹی ہوئی تھی مقابل کی بات سنتی فورا جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتی حیرت بھری نظروں سے اس کی سمت دیکھنے لگی۔۔۔

واٹ !! یہ کب ہوا!! اور ہمیں کسی نے کیوں نہیں بتایا۔۔چہرے پہ نا قابل فہم تاثرارت اور آنکھوں میں شکایت لیے وہ مقابل سے گویا ہوئی۔اس کے سب سے فیورٹ بھیا کا نکاح تھا اور اسے کسی نے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔

لیٹ ڈیسائیڈ ہوا ہے "اور آپ کو کسی نے اس لیے نہیں بتایا کیونکہ میں خود بتانا چاہتا تھا۔۔اس کی ناراضگی کو دیکھتے حمزہ نے نرمی سے اسے اپنے حصار میں بھرتے سمجھایا۔۔

پر ہمیں تو بتانا چاہیے تھا نہ ""کون ہے لڑکی ؟۔۔۔اس کے سینے پہ سر رکھے مقابل نے خفگی بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

بڑوں نے تراب کے ساتھ آپ ""۔۔اور پھر حمزہ یوسف نے آخر ہمت کر ہی لی تھی اس سے بات کرنے کی جس کے بعد نجانے وہ کیسا ریکٹ کرئے گئ مگر اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا کھلے دروازے سے اندر آتی نوال کو دیکھتے اس کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گیے۔۔

واٹ ہیپینڈ نوال۔۔۔اس کی پھولی سانسوں کو دیکھتے حمزہ بیڈ پر سے اٹھ کر اس کے نزدیک جاتا فکر مندی سے پوچھنے لگا جبکہ پریشان تو روحی بھی ہوئی تھی۔۔

حمزہ "وہ احد بھائی اور "میرال آپی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔اکھڑے سانسوں میں بولتے اس نے ان کے قدموں تلوں تلے سے زمین کھینچی۔۔

کیا !! کب ؟آپ کو کس نے کہا۔۔۔حمزہ نے بے چینی سے پوچھا۔۔

بڑے ماموں کو اسلام آباد سے فون آیا ہے ان کی حالت کافی کریٹیکل ہے، یہاں پر ریفئیر کر دیا ہے!!۔۔وہ ایک ہی سانس میں بتاتی چلی گئی جبکہ دوسری طرف ساکت کھڑی مرحا کی آنکھوں کے اگے کچھ دن پہلے کا منظر لہرانے لگا جس دن وہ یہاں دعوت پہ آئے تھے، کتنے خوش لگ رہیں تھے وہ دونوں ایک ساتھ پرفیکٹ اور آئیڈیل کپل۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کتنے ہونٹوں سے تبسم کے جنازے لے کر۔۔۔وقت ہر روز دبے پاؤں گزر جاتا ہے۔

جہاں کچھ دیر پہلے فضاؤں میں موسیقی اور خوشی کی لہریں رقص بھر رہی تھیں اب وہی چاروں طرف سوگواریت اور سناٹیں سے اترے ہوئے تھے، خوشی بھرے ماحول میں تناؤ سا پیدا ہو گیا تھا، در و دیوار سے اداسی سی جھلک رہی تھی،

گھر کے بڑے سب ہسپتال کے لیے نکل گیے تھے کیونکہ وہ لوگ پہنچ چکے تھے جبکہ چھوٹے گھر میں موجود تھے اور ان سب کی موجودگی کے باعث بھی گھر سائیں سائیں کر رہا تھا۔ سب اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے اور وہ اکیلی خاموش پڑے لاونج میں صوفے پہ پاؤں رکھ کر گھٹنوں پہ ٹھوڑی ٹیکائے وہ اداس سی بیٹھی تھی جب گھر میں داخل ہوتے حمزہ کی نظر اس پہ پڑی تو کمرے میں جانے کے بجائے اس نے قدم اس کی طرف بڑھائے۔۔

یہاں اکیلا کیوں بیٹھا ہے میرا بیٹا؟۔۔۔ پیچھے سے گھوم کر آگے آتے حمزہ نے اس کے جھکے سر پہ نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا اور اس کے قریب ہی صوفے پہ بیٹھا۔۔

خوشیوں کی عمر طویل کیوں نہیں ہوتی بھیا؟۔۔۔ اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے اس نے سونی نگاہیں اٹھائے خالی پن سے پوچھا تو وہ جو سر پہ لی ٹوپی کو اتار کر ٹیبل پہ رکھ رہا تھا اس کے سوال پہ چونکتے ہوئے سیدھا ہوا۔۔

اگر خوشیاں دائمی ہو گئی تو پھر رب کو یاد کرنے والے مختصر ہو جائینگے!۔۔اس کے ذہنی کیفیت کا انداز لگاتے حمزہ نے آسودہ سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے کہا تو وہ مزید الجھتی نظروں سے اس کی سمت دیکھنے لگی۔۔۔

انسان رب کو تبھی یاد کرتا ہے جب اس پر کوئی آزمائش آئے بنا مطلب کے مجھے تو نہیں لگتا کے کبھی کوئی کسی غرض کے بغیر رب کے حضور پیش ہوا ہو، ہمیشہ اس سے کچھ نہ کچھ مانگنے جاتے ہیں کبھی اس سے ملنے نہیں، بس لیے تو اللہ اپنے بندوں پر آزمائش بھیجتا ہے تاکہ وہ اپنے رب کی طرف واپس آئیں اور دیکھو کہ جب ہم پر کوئی پریشانی یا مصیبت آتی ہے تو ہم سب سے پہلے اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔

آزمائش کیا ہے بھیا؟؟؟

آزمائش اللہ تعالی کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے اپنے بندوں کے لیے,

آزمائش صرف بدو پر ہی نہیں بلکہ نیکوں پر بھی آتی ہے اور وہ شروع ہی پسندیدہ چیزوں سے ہوتی ہیں!!اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں کیوں ڈالتا ہے؟؟

تاکہ وہ دیکھ سکے کہ کون اس کا صابر اور شاکر بندہ ہے، کون اس آزمائش میں بھی

صبر کا دامن تھامے ہوا ہے۔۔ وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا کہ وہ کیوں اس طرح سے بیٹھ کر کن کے حوالے سے سوچ رہی تھی تبھی نرمی سے اسے سمجھانے لگا جس پر وہ بغیر مزید کچھ کہے اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔۔۔

اتنا نہیں سوچا کرو میری جان۔۔۔اس کے گرد اپنا مضبوط حصار بناتے حمزہ نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہا تو وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیے آنکھیں موند گئی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ضبط کی آخری منزل پہ کھڑا شخص ہوں میں... اس سے اگے میری آنکھوں نے پگھل جانا ہے!

رات کا اندھیرا پھیلتے ہی روشنیوں کا شہر جگ جمگ کرتی لائیٹوں سے چمک اٹھا تھا ۔وہ سردی کے باوجود سلیولیس شرٹ پہ ٹراؤزر پہنے رف سے حلیے میں بالکینی

کی ریلینگ پہ کہنیاں ٹکائے کھڑا تھا نظریں بالکینی سے نظر آتے پورے شہر کا جائزہ لے رہی تھی جو روشنیوں اور خوشیوں سے بھرا پڑا تھا بس ایک اس کا ہی بے ضر وجود تھا جس کے اندر سناٹیں اترے ہوئے تھے۔ پاس رکھے گول اسٹول پہ ایک انڈور پلانٹ کے پوٹ کے ساتھ کوفی کا مگ پڑا تھا جس کے اوپر جمی ملائی کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اسے وہاں پڑے کافی وقت گزر گیا ہے پر ابھی تک اس وجود کی اس پر نظر نہیں پڑھ سکی، اس کی نظریں صرف شہر کے نظر آتے منظر پہ ٹیکی تھی جس کی رونق یوں برقرار تھی جیسے ہوا کچھ نہ ہو "اور یہ حقیقت ہی ہے کہ کسی کے آنے اور جانے سے نہ وقت رکتا ہے نہ زندگی۔۔۔۔

بڑے صاحب "آپ سے چھوٹے صاحب ملنے آئے ہیں۔۔۔۔ ہاشم گلاس ڈور دھکیلا کر اندر آتا مودبانہ انداز میں ہاتھ پشت پہ باندھے بولا تو جن آنکھوں میں کچھ دیر پہلے تک خالی پن تھا اب وہاں سرد پن اتر آیا اور جبڑے بھینچے۔۔۔

کہہ دو میں نہیں ہوں گھر پہ "" ۔۔۔۔ بامشکل اپنے غصے کو کنٹرول کیے اس نے ایک گہرہ سانس بھرتے کہا۔۔۔۔

صاحب وہ اپ کی گاڑی دیکھ چکے ہیں۔۔۔اس نے سر جھکائے انکار نہ کرنے کا جواز پیش کیا کیونکہ جتنا سامنے کھڑا شخص ضدی اور خود سر تھا نیچے موجود شخص بھی اس ہی کی کاپی تھا وہ چاہے ہر بار کی طرح اس سے نہ ملتا پر وہ ہمیشہ کی طرح پوری رات یونہی لاونج کے صوفے پہ بیٹھ کر اس کے انتظار میں گزر دیتا۔۔۔

تو جا کر کہہ دوں کہ میں نہیں ملنا چاہتا اس سے "اس کے اور میرے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔دل میں اٹھتی درد کی ٹیسوں کو دبائے وہ غصے سے غراتے بولا "اس شخص کے ساتھ اس کا بہت قریبی اور خونی رشتہ تھا جو صرف کہنے سے خاتم نہیں ہو سکتا تھا پر اس کی طرف سے ملی تکلیف کی وجہ سے وہ پچھلے پانچ سالوں سے اس سے رخ موڑ کر بیٹھا تھا۔۔۔

جو حکم سر!۔۔۔اس شخص کی آنکھوں میں رقم اذیت کو دیکھتے وہ سر جھکائے بولا اور بالکینی سے باہر نکل گیا پیچھے ایک بار پھر اسے اپنے دردناک ماضی میں دھکیل کر جہاں سے واپسی ہوتے ہوتے اس کی کئی راتوں کی طرح یہ رات بھی گزر جانی تھی۔۔۔

ہاشم کے جاتے ہی اس نے ایک تھکن بھری سانس خارج کی جیسے صدیوں کی مسافت کر کے آیا ہو۔اور یہ سچ بھی تھا وہ وقت کا مسافر تھا جو اپنے پیچھے بہت کچھ کھو آیا تھا جسے پانے کی اس کی چاہ اب خواہش کے باوجود پوری نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ سب بہت پیچھے رہے گیا تھا جس کے پاس جانے کے لیے اسے اپنی زندگی پہ ایک آخری جوا کھیلنا تھا۔کہتے ہے وقت بہت اچھا مرہم ہے پر اس کا ہر گزرتا دن اس کے زخموں کو نئے سرے سے اُدھیڑ کر اسے ایک کربناک درد سے آشنا کرواتا تھا۔۔۔

گلاس ڈور دھکیل کر وہ کمرے کے اندر آیا جس کی فضا میں صرف ایک وجود کی خوشبو تھی جو خود کبھی پھول کی طرح مہکا کرتا تھا۔بھاری قدم اٹھاتا وہ بیڈ کے نزدیک آیا اور ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کیس کے ساتھ موبائل نکال کر بیڈ پہ اچھلا اور خود چینج کرنے کی غرض سے ڈریسر روم کی طرف بڑھا

۔۔

چینجینگ روم میں اتے وہ دیوار گیر الماری کی طرف آیا جس کے دروازے شیشے کے بنے تھے۔ایک الماری کا دروازہ دھکیلا تو اس میں نفاست سے ہینگر شدہ

شرٹس اور ٹی شرٹس وغیرہ لٹک رہی تھی، جس میں سے اس نے ایک پلین گرے رنگ کی ٹی شرٹ نکالی اور اس سائیڈ کو بند کرتے دوسری طرف آیا تاکہ نائٹ ٹراوزر لے سکے پر جیسے ہی اس نے گلاس ڈور دھکیلا ایک خوشبوؤں کا ریلا اس کے ناک سے ٹکرایا تو پل میں اس کی دھڑکن ساکت ہوئی اور وہ خاموش نظروں سے ہینگر میں لٹکتے وہ رنگ برنگے ملبوسات دیکھنے لگا جو کبھی اس وجود کی زینت بنا کرتے تھے، کپڑوں کے نیچے ہی لیڈیز اسینڈلز اور ہینڈ بیگ پڑے تھے جو یونہی اپنی اصلی حالت میں پڑے تھے جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔ اس کے نیچے بنے شلیف پہ کتابوں کا ایک بوکس پڑا تھا۔۔۔ان سب چیزوں سے اس کی کئی پسندیدہ یادیں اور واقعات جڑے تھے جنھیں یاد کرتے اب بھی اس کے لب مسکرا جاتے تھے پر ان میں ایک چیز ایسی بھی تھی جس سے اس کی زندگی کی ایک تلخ حقیقت جڑی تھی۔ جب جب وہ اسے دیکھتا تھا وہ اس ہی قیامت خیز دن میں لوٹ جاتا تھا جب اس سے اس کا سب کچھ چھین لیا گیا تھا۔۔۔

شرٹ کو پاس رکھے صوفہ پہ پھینکتے اس نے ہاتھ بڑھا کر ہینگر میں لٹکتا وہ سفید لباس نکالا جو خوبصورت تھا پر اس سے جڑی یاد قطعی خوبصورت نہ تھی۔ ڈریس کو

اپنے چہرے کے قریب لے جاتے اس نے ایک گہرہ اور لمبا سانس بھرتے اس میں سے پھوٹتی اس وجود کی آخری خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا۔ بند آنکھوں کے سامنے وہ منظر کسی فلم کی طرح چلنے لگا تھا جب وہ یہ سوٹ پہنے اس کے سامنے کھڑی تھی، خاموش آنکھوں سے بہتے اشک وہ بار بار اپنی ہتھلیوں سے صاف کر رہی تھی پھر اچانک اس کی آنکھیں بند ہوئی اور وہ لہراتی زمین کی زینت بنی۔ اس ہی وقت اس کا فسوں ٹوٹا اور وہ خالی خالی نظروں سے اس سوٹ کو دیکھنے لگا جس کے گلے پہ ابھی بھی کچھ خون کے دھبے لگے تھے جو کہ خشک تھے پر ان کو دیکھتے اس کی خالی آنکھوں میں کانچ کی کرچیاں چبھنے لگی تھے، دل میں درد کا ایک طوفان سا اٹھ رہا تھا اس سے پہلے وہ غصے اور طیش میں آتے اس سوٹ کی دھجیاں بکھیر دیتا اس نے جھٹ سے اسے دوبارہ ہینگ کرتے سلائیڈنگ ڈور جھٹکے سے بند کیا اور بغیر کپڑے لیے وہاں سے نکلتا چلا گیا "لوگ اپنی پسندیدہ چیزوں کو سنبھال کر رکھتے تھے اور وہ اپنی ناپسندیدہ چیزوں کو" اس نے اس وجود کی ہر شے احتیاط اور پیار سے سنبھال رکھی تھی یہ اس کا عشق تھا اور وہی اس نے وہ شے بھی سنبھالی ہوئی تھی جو اس وجود کی ناپسندیدہ تھی پر پھر بھی

اس نے یہ پہنی تھی مجبوراً اور انتقاماً یہ اس کی نفرت تھی لوگ عشق میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتے اور وہ نفرت میں۔۔۔۔

یہ جو پتھر دیکھتے ہو تم یہ آدمی تھا کبھی۔۔۔اہلِ محبت کو بتا گیا ہے کہ انتظار ایسے کرتے ہیں۔۔۔!!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کہنے کو زندگی تھی بہت مختصر مگر۔۔۔۔کچھ یوں بسر ہوئی کہ خدا یاد آ گیا

سورج کے برعکس چاند آج افسردہ سا طلوع ہوا تھا۔آغا ماموں، سکندر ماموں اور مہتاب مامی ہسپتال میں ہی رکے تھے جبکہ فرقان ماموں باقی گھر والوں کو گھر واپس لے آئے تھے تاکہ وہاں رکے لوگوں کے لیے رات کے کھانے کا انتظام کر سکے۔

کیسی طبعیت ہیں میرال آپی اور احد بھائی کی۔۔۔۔ حیدر کو جب ان کی واپسی کی خبر ملی تو وہ جھٹ سے نیچے اتر کر آیا تا کہ صورتحال پتہ لگ سکے۔۔۔۔

میرال کی تو خطرے سے باہر ہے پر احد کی سیریس ہے بہت۔۔۔۔ سبین مامی پیاز کاٹتی افسردگی سے بولی۔ حورے بیگم اور زبیدہ مامی قضا نماز ادا کرنے گی تھی جبکہ وہ پڑھ کر آچکی تھی تبھی کھانے کے لیے ہرا مصالحہ کاٹنے لگی۔۔۔۔

ڈاکٹر کیا کہہ رہیں ہے۔۔۔۔ سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اس نے ٹماٹر کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالتے پوچھا۔۔۔

دماغ کی کوئی اسپائینل نروڈیماج ہو گی ہے جس کے باعث وہ ابھی کومہ میں ہے، آدھا دماغ کام نہیں کر رہا اور تین پسلیاں بھی ٹوٹ گی ہے جس کی وجہ سے یہ خطرہ ہے کہ کہی وہ دل یا انٹرنل اورگن کو زخمی نہ کر دے اور بھائی صاحب یہ بھی بتا رہیں تھے کہ اس کی گردن کی ہڈی بھی ٹوٹ گی ہے شاید کیونکہ گردن میں پلاستر لگایا ہوا ہے۔۔۔۔ کٹنگ بورڈ پہ پیاز چوپ کرتی وہ تفصیل سے بتا رہی تھی

۔۔۔

میرال آپی کے کہی نہیں لگی کیا؟۔۔۔احد کی اتنی سیریس انجریز کا سنتے وہ تشویش سا بولا۔۔۔

نہیں اس کے بھی کافی لگی! سیدھے کندھے کی ہڈی ٹوٹتی گردن کے گوشت میں پیوست ہوگی ہے اور ایک ٹانگ کی ہڈی تو اتنی بری طریقے سے ٹوٹی ہے کہ واپس جڑ نہیں سکتی راڈ لگی ہے آپریشن کے ذریعے اور بھی کئی اندرونی چوٹیں لگی ہے پر احد کے زیادہ لگی ہی کیونکہ گاڑی جیسے ہی ٹرک سے ٹکراتے اوپر کو اٹھی میرال تو دروازے کے ٹوٹنے سے باہر گر گئی جبکہ احد یونہی گاڑی کے ساتھ گھسیٹتا ہوا چلا گیا۔۔۔پیاز کو گرم تیل میں ڈال کر اسے براؤن کرتی سبین مامی یوں اس منظر کی عکاسی کرتی بولی جیسے وہ اس وقت وہاں موجود تھی جبکہ وہ ان کی باتوں پر افسردگی سے منہ بناتے وقفہ وقفہ سے پلیٹ سے ٹماٹر اٹھا کر منہ میں ڈال رہا تھا۔۔۔

اور تم کیا یہ ٹماٹر اٹھا اٹھا کر کھائے جا رہیں ہو پتہ بھی ہے کتنے مہنگے چل رہیں آجکل۔۔۔حیدر کا پھر ٹماٹر کی پلیٹ کی طرف بڑھتے ہاتھ پہ وہ پیاز براؤن کرتا

چمچہ مارتی غصے سے بولی جو تقریبا چار سے پانچ ٹماٹر کھڑے کھڑے کھا چکا تھا

۔۔۔۔

ارے مومی ڈونٹ وری اگر ٹماٹر سونے کے ریٹ پہ بھی ملے نہ تو پھر بھی میں آپ کو ٹوکری بھر بھر کر لا کر دوں تاکہ آپ سالن میں رج رج کے ڈالے ۔۔۔ایک ساتھ دو تین ٹماٹر کے ٹکڑے اٹھا کر منہ میں ڈالتے وہ اپنی ماں کی گھوریوں کو دیکھ فخریہ بولا۔۔۔۔

جتنی انسان کی اوقات ہو نہ اس سے زیادہ بڑی باتیں نہیں کرنی چاہیے۔۔۔۔ باپ بھائیوں کے پیسے پہ عیش کرنے والے انسان کی اتنی بڑی بات انھیں اچھی نہیں تھی جبکہ اپنی ماں کے طنز پہ وہ ناک بھنوئیں چڑھاتا تن فن کیے کیچن سے نکلا

۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو سبین ۔۔۔ نماز کی صورت میں باندھے ڈوپٹہ کو کھول کر سیدھے طریقے سے لیتی زبیدہ مامی کیچن میں آتی انھیں ہانڈی میں چمچہ چلاتا دیکھ بولی تو انھوں نے پلیٹ میں جمع کیے تمام مصالحہ سالن میں ڈالتے چمچہ چلاتے کہا۔۔۔۔

بھابھی گوشت بھون رہی ہو اور بریانی کا مصالحہ تیار ہے بس چاول ڈالنے ہے ۔۔۔۔

بریانی کیوں بس ایک ہی سالن بنا لیتی ہسپتال بھی کھانا جانا ہے اور دوسرے بھی کئی کام ہے ۔۔۔۔۔ بریانی کے لیے بھیگے چاولوں میں ہاتھ پھیرتی وہ انھیں سمجھنے کو بولی ۔۔۔

آپ جانتی تو ہے روحی اور داؤد گوبھی گوشت نہیں کھاتے اس لیے ان دونوں کے لیے بریانی بنا لی اور ہسپتال کے کھانے کے لیے فرقان کہہ رہیں تھے کہ گھر کے سالن کے ساتھ کچھ باہر سے لے لے گے ۔۔۔ گوشت میں گوبھی ڈال کر بھونتی وہ مصروف سا بولی تاکہ وہ کھانے کو لے کر پریشان نہ ہو ۔۔۔

چلو یہ بھی ٹھیک ہیں ۔۔۔ وہ سبین مامی کے دوسری طرف کھڑے ہوتے بولی اور بریانی کے لیے پکتے مصالحے میں بھیگے چاول ڈالنے لگی ۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خون جلانے سے 'نفیس' فاصلے کون کم کرتا۔۔۔ تماشا ہے تماشا ہے دنیا، تماشا کون کم کرتا ہے

کیا پوزیشن ہے۔۔۔۔ حیدر جیسے ہی گیٹ کھول کر اندر آیا ویسے ہی صوفے سے ٹیک لگا کر فلور پہ بیٹھے داؤد نے بے صبری سے پوچھا تو صوفے پہ بیٹھ کر گود میں رکھے لیپ ٹوپ پہ کام کرتے تراب نے مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔۔۔ پوزیشن آؤٹ اوف کنڑول ہے بھائی۔۔۔ سر مایوسی میں ناں میں ہلاتے وہ فلور کشن پہ گرا جبکہ داؤد پھر منہ پہ بارہ بجاتا چھوڑی ہوئی ٹیک لے گیا۔۔۔

کل میرا نکاح تھا!!۔۔۔۔ منہ کے الٹے سیدھے زاوئے بناتے وہ رونی صورت بنائے بولا۔۔۔

اللہ خیر کرے کل نہیں ہو گا تو پھر کبھی ہو جائے گا تو تو یوں کہہ رہا ہے جیسے کل نہ ہوا تو ہانیہ انکار کر دے گی۔۔۔ اس کی حالت سے محظوظ ہوتے حیدر تراب کے میز پہ رکھے پیروں کے قریب سے اپنا فون اٹھاتا بولا۔۔۔

ان کو بھی آج ہی ائی سی یو میں پہچنا تھا کچھ دن ٹھرا جاتا ہے بندہ۔۔۔ فلور کرپٹ کے دھاگے نوچتا وہ دانت پیستے بولا جیسے ان سب میں ان بے جان دھاگوں کا قصور ہو۔۔۔

بری بات ہے داؤد ایسا نہیں کہتے کیا انھیں شوق تھا کہ وہ جان بوجھ کر اپنا ایکسیڈنٹ کرواکر ائی سی یو میں نیم مردہ پڑھے زندگی اور موت کی شطرنج کھیل رہیں ہو""ایک صحت مند شخص کبھی نہیں چاہتا کہ وہ بیمار ہو پر جب اللہ کی رضا ہوتی ہے تو وہ بیمار ہوتا ہے اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا کہ ہمیں اسے قصوار ٹھرائے"""اور کیا دو جانوں سے زیادہ سے عزیز ہے آپکو اپنا نکاح جوان کی صحت مندی کی دعا کرنے کے بجائے آپ انھیں ہی کوس رہیں ہے۔۔۔

داؤد کی بات صوفے پہ بیٹھے شخص کو بہت ناگوار گزری تھی جبھی بغیر لحاظ کیے وہ اسے احساس دلانے کو بولا۔۔۔

بھیا ساری تیاریاں ہو گی تھی۔۔۔ تراب کے لتاڑنے پہ وہ شرمندگی سے سر جھکائے بولا تو حیدر نے اپنی ہنسی دبائی۔۔۔

ہاں بھیا اس بیچارے کی تو ساری ی ی' ہی تیاری ہو گی ہے۔۔۔داؤد کی طرف رخ کیے وہ چہرے پہ غمگیں سے تاثرارت سجائے بولا جیسے اس کے دکھ میں شریک ہو جبکہ ساری ی ی تیاری سے مراد داؤد کو وہ وائیٹنگ فیشل تھا جو وہ آج دن میں ہی کروا کے آیا تھا جس کے باعث انھیں لائٹ جلانے کی ضرورت پیش نہیں آرہی تھی۔۔۔

نکاح کی رات اور قبر کی رات مقرر ہے وہ اکے ہی رہے گی چاہے کچھ بھی ہو" اب اگر قسمت میں کل ہی تمہارا نکاح ہونا لکھا ہے تو چاہے پھر وہ چار گاواہوں کی موجودگی میں ہو یہ بھری محفل میں وہ ہو کے ہی رہے گا اسے نہ تم رو سکتے ہو نہ کوئی دوسرا۔۔۔پہلے کے برعکس وہ اب پیار اور تحمل مزاجی سے سمجھا کر بولتا ساتھ ساتھ اس کے سر میں انگلیاں بھی پھیر رہا تھا۔۔

کل تاخیرۃ فیھا خیرۃ" (اللہ کی تاخیر میں بھی خیر ہوتی ہے۔جو تاخیر خدا کی " طرف سے ہو وہ خیر لاتی ہے)۔۔۔۔اس کے سر کو سہلاتے اس نے اسکے اداس ہونے پہ قرآن پاک کی ایک آیت کا ترجمہ بیان کیا تا کہ وہ شیطان کے بہکاوے میں نہ آتے اپنے رب کی مصلحت پہ یقین کر سکے۔۔۔

چلو اٹھو شاباش جا کر نماز ادا کرو اور دعا مانگو رب سے کہ جو تمہارے اور ہم سب کے حق میں بہتر ہے وہ کرے اور میرال اور احد کو صحتِ کاملا عطا کرے۔۔۔۔

اسے نماز اور رب سے دعا مانگنے کی تلقین کرتا وہ ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا جبکہ وہ وہی جم کر بیٹھا رہا۔۔۔

چل اب اٹھ بھی جا دیوداس کے کچھ لگتے۔۔۔۔۔اسے عشق میں ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا دیکھ حیدر کشن اس کی سمت اچھلتا بولا تو وہ ایک کھا جانے والی نظر اس پہ مارتے کھڑا ہوا اور حیدر کی ہمراہی میں تراب کے کمرے سے باہر نکلا تو پیچھے وہ ایک گہری سانس فضا میں بھرتے واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تو نے چھوڑا تو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔۔۔ جیسے کوئی قیدی جیل سے رہا ہو کر جائے !!

کندھے پہ کوٹ ڈالے وہ تھکے ہارے سے اندر آئے اور آ کر لاونج کے صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھے۔آج کا دن ان کے لیے کافی چیلیجینگ تھا پہلے نکاح کی تیاریاں پھر آفس کی میٹینگز اور اب ہسپتال کے چکر۔ان کا سر اس وقت درد سے پھٹ رہا تھا جس کے لیے انھیں ایک کپ کڑک دار کوفی کی ضرورت تھی۔

ہسپتال سے آفس چلے گے تھے اور اب وہاں سے واپسی پہ وہ سیدھا آغا ہاؤس گیے تھے پر وہاں جا کر انھیں یاد آیا کے موم ہسپتال ہے اور گھر کی میڈ کو بھی وہ چھٹی دے گیے تھے جس کی وجہ سے وہ اعصابِ شکن حالت لیے مبین منزل آئے

آغا بچے کیا ہوا" ایسے کیوں بیٹھے ہو۔۔۔انھیں صوفے کی بیک پہ سر ٹیکا کر انگھوٹے اور انگشت سے اپنی پیشانی مسلتا دیکھ حورے بیگم فکر مندانہ لہجا لیے ان کے قریب آئی۔۔۔

سر میں شدید درد ہے پھپھو۔۔۔۔درد کے باعث سرخ ہوتی آنکھوں کو کھولے وہ ضبط سے بولے اور دوبارہ آنکھیں موند گیے۔۔۔

پھر مائیگرین پین اسٹارٹ ہو گیا ہو گا کتنی دفعہ کہا ہے آغا کے زیادہ کام کا برڈن نہ لیے کرو پر تم ہو کہ سنتے ہی نہیں ہو' اتنے لڑکے ہونے کے باوجود ہر کام اپنے ذمہ اٹھا رکھا ہے اور ان کو ہڈ حرام بنایا ہوا ہے۔۔آغا فارذ کے قریب صوفے پہ پیٹھ کر وہ ان کا سر دباتی انھیں نصیحت کرتی ساتھ باقی نکموں کو بھی کوسنے لگی جو باولی اوڑھے بیٹھے تھے۔۔۔

آپ کوفی" پلا وادے پلیز۔۔۔ان کی ڈانٹ بھری آواز ان کے کانوں میں چبھ رہی تھی اس لیے انھیں کوفی کا کہا تاکہ وہ کچھ دیر کے لیے چلی جائے" انھیں مائیگرین پرابلم تھی جب بھی وہ زیادہ کام یا اسٹریس لے لیتے تھے ان کی کنڈیشن یونہی ہو جائے کرتی تھی کہ کسی اور کی آواز اور موجودگی تو کیا انھیں اپنی خود کی آواز بھی کانوں میں لگتی ہوئی محسوس ہوتی تھی،انھیں جب بھی یہ اٹیک ہوتا تھا وہ لائٹ بند کر کے خاموشی سے اپنے کمرے میں موجود رہتے تھے کیونکہ لائٹس بھی انھیں ارٹیٹ کرتی تھی اور اس دوران پورے گھر میں خاموشی کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔۔۔

او کے میں لاتی ہوں۔۔۔۔وہ سمجھ گئی تھی ان کی بات کو اس لیے کسی اور کو کہنے کے بجائے وہ خود کیچن کی طرف بڑھی اور جاتے جاتے لاونج کی لائٹیں کم کر گئی

۔۔۔۔

وہ سڑھیاں اترتی نیچے آئی تاکہ کچھ کھا سکے کیونکہ اس نے دوپہر کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا پر جیسے ہی وہ لاونج میں ائی نیم اندھیرے نے اس کا استقبال کیا جو کہ پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا۔اور اس نیم اندھیرے کو دیکھتی وہ بے خوف مرحا یوسف سہمی کیونکہ دنیا میں شاید وہ واحد چیز تھی جس سے مرحا یوسف کو ڈر لگا کرتا تھا

۔۔۔۔

ماما""""۔۔۔۔اندھیرے میں ادھر اودھر دیکھتے اس نے مرمری سی آواز میں حورے بیگم کو پکارا جبکہ آواز اتنی آہستہ تھی کہ کیچن میں موجود حورے بیگم تک پہنچ ہی نہیں سکی پر البتہ لاونج میں درد کو ضبط کرتے شخص کو باخوبی سنائی پڑی تھی

۔۔۔۔

ڈوٹ بھی اسکیئیر گڑیا'آیئم ہیر۔۔۔۔وہ جنھوں نے خاموش رہنے کی خاطر حورے بیگم کو یہاں سے بھیجا تھا وہ اپنی باتونی گڑیا کو خود ہی پکار بیٹھے کیونکہ اس کا ڈرنا انھیں ہر گز قبول نہیں تھا۔۔۔

آغا جان""آپ یہاں کیا کر رہیں ہے۔۔۔۔اندھیرے میں صوفے پہ بیٹھے شخص پہ نظریں گاڑھے اس نے سوال کیا اور احتیاط سے چلتی ان کی سمت بڑھی، اندھیرہ اتنا نہیں تھا کہ کوئی دیکھ نہ سکے پر اس بہادر نازک دل کی لڑکی کو اتنے اندھیرے سے بھی ہورر مووِیز والی وائیبز آتی تھی۔۔۔

آیئم ان پین""""""گڑیا۔۔۔اسے اپنے نزدیک آتا دیکھ وہ تھوڑا سا اٹھ کر اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے بھاری لہجے میں بولے اور اسے اپنے پہلو میں بیٹھایا جبکہ مقابل تو ان کے لفظ 'پین' پہ ہی ساکت ہو گی تھی۔۔۔

کیا ہوا؟ کہاں ہو رہا ہے پین۔۔۔۔آنکھوں میں فورا نمی بھر لاتی وہ ان کے جسم کو ٹٹولتے ہوئے پوچھنے لگی تو مقابل نے اپنے سینے پہ چلتے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے سر پہ رکھا۔۔۔

یہاں !!!

مائیگرین۔۔۔۔۔ان کے سر پہ ہاتھ پھیرتی وہ بھرائے لہجے میں بولی تو بدلے میں انھوں نے ایک گہرہ سانس بھرا ان کی یہ نازک کانچ کی گڑیا ان کی ہر تکلیف پہ رو دیتی تھی۔۔۔

ڈونٹ بی کرائے بنی" آپ کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔۔۔۔اپنے درد کو بھلائے وہ اپنے روتے ہوئے پنک رابیٹ کو اپنے بازو کے حلقے میں لیے بولے تو اس نے اپنے لبوں کو بری طریقے سے کچلا" ان کے جسم سے اٹھتی پرفیوم کی مہک اور گرمائش اسے آگ کی بھٹی میں دھکیل رہی تھی، کمر پہ سرکتا ان کا بھاری مردانہ ہاتھ اسے عجیب سے احساسات سے روشنا کرواتا بے بس سا کر رہا تھا۔ان کے درد پہ رونا الگ بات تھی پر آغا فارز کی جھلسا دینے والی یہ قربت مرحا یوسف کے لیے شکنجا سا تھا جس میں قید ہو کر رہائی ملنا ناممکن تھی!!! اور اس سے رہائی تو شاید اس کے لیے بھی سوہانِ روح ہو۔۔۔۔۔۔

ہہ 'ہم آپ کا سس" سر دبائے۔۔۔۔ان کے بازو کے شکنجے سے نکلے وہ حواس بختہ سی ہوتی ہاتھوں کو آپس میں مسلتی بولی تو انھوں نے بغیر اس کے چہرے کی اڑئی ہوائیوں پہ غور کیے سر پیچھے کی طرف گراتے آنکھیں موندی جس پہ اس

نے ایک بار ان کے چہرے کے قریب جھکتے یہ دیکھا کہ ان کی آنکھیں بند ہے کہ نہیں پھر بند ہونے کی تسلی کیے وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور اپنا کپکپاتا ہوا ہاتھ ان کی تپتی پیشانی پہ رکھتی آہستہ آہستہ سے حرکت دینے لگی جبکہ دل ابھی تک پسلیوں سے سر پٹختا باہر آنے کو تھا، ان کے لمس کی حرارت اپنے بہت قریب محسوس ہوتی اس کے جسم میں برقی لہر ادوڑا رہی تھی، ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہیں تھے ان کی معمولی سی قربت وہ نازک لڑکی برداشت نہیں کر سکتی تھی اور چلی ہے ان سے محبت کرنے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شاید تمہیں بھی چین نہ آئے میرے بغیر شاید یہ بات تم بھی گوارا نہ کر سکو
ایسا نہ ہو یہ درد بنے دردِ لادوا ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

عالمِ شہر میں اترتی گہری رات میں جہاں ہر کوئی خوابِ نیند تھا وہی ایک وجود سنسان پڑے کوریڈور میں دبے پاؤں چل رہا تھا اور ہر تھوڑی دیر بعد گا بگا وہ پیچھے مڑ کر بھی نظر مار رہا تھا کہ کہی کوئی اس کے تعقب میں تو نہیں پر کسی کو نا پا کر وہ پر سکون ہوتا پھر بلی کی چال چلتا چلنے لگتا۔ اپنی منزل کے پہ پہنچتے ہی اس کے قدم آٹو میٹک ہی رکے جیسے بھری ہوئی چابی خاتم ہو گی ہو اور اس نے پھر ایک احتیاط بھری نظر اطراف میں ڈالی اور دھیرے سے ناب گھوماتے کمرے میں داخل ہوا

بکھرا حلیہ لیے کمرے میں داخل ہوتا وہ وجود کسی سیکرٹ ایجنٹ کا نہیں بلکہ مبین منزل کی شہزادی کا تھا جو حلیہ سے تو اس وقت چپڑاسن لگ رہی تھی ہاتھ میں اس کے ایک پلیٹ تھی جس میں ایک آئی سی کیک کا ہاف پیس رکھا ہوا تھا وہ کیک ہی ہاف اسٹائل کا تھا اور پلیٹ کی خالی بچی جگہ پہ چوکلیٹ سیرم سے 'ہیپی برتھ ڈے' لکھا ہوا تھا۔ اس نے دروازے میں کھڑے ہو کر ایک کھوجتی ہوئی نگاہ کمرے کے چاروں طرف دوڑائی مگر بیڈ سے لے کر صوفہ تک اس وجود سے خالی تھا۔ مگر پھر اس کی چلتی ہوئی نظریں اس دروازے پہ آن ٹیکی جس کے پار سے پانی

گرنے کی آواز آرہی تھی۔اس نے چونکتے ہوئے ایک نظر ٹائم پہ ماری اور دوسری نظر اس گیٹ کے پار موجود وجود پہ جو رات کے اس وقت باتھ لے رہا تھا۔پھر ایکدم شاور بند ہوا تو پانی گرنے کی آواز بھی تھمی اور وہی وہ الرٹ ہوتی بھاگ کر آکر دیوار کے ساتھ چیپک کے کھڑی ہوئی تاکہ باہر نکلنے والے وجود کی نظر نہ اس پہ پڑھ سکے۔۔۔۔

اسے کھڑے ابھی دو منٹ ہی گزرے تھے جب کلک کی آواز سے دروازہ کھلا اور گردن کے گرد لٹکتے ٹاول سے وہ وجود اپنے بال خشک کرتا باہر نکلا،ٹراؤزر ٹی شرٹ پہ فورمل ٹی شرٹ پہنے وہ بالوں کو خشک کیے ڈریسنگ کے قریب آیا اور گیلے ٹاول کو ڈریسنگ اسٹول پہ ڈالے بالوں میں برش کرنے لگا وہ شیشہ میں نظر آتے اپنے عکس میں اتنا محو تھا کہ اپنی پیچھے ہوتی مشقوق حرکات و سکنات محسوس ہی نہ کر پایا۔۔۔۔

ہنہہ تیار تو ایسے ہو رہیں ہے جیسے خوابوں میں گلر فرینڈ سے ملنا ہو۔۔۔۔ برش سے بال سیٹ کرتے وہ اب خود پہ بے دریغ پرفیوم کا استعمال کر رہا تھا جسے دیکھتے

وہ بھنوئیں چڑھائے تیکھی نظروں سے اس غافل کی پشت کو دیکھتے بڑبڑائی جواب ہاتھ پہ موئیسچیرزلگارہاتھا۔۔۔۔

اپنی تیاری مکمل کیے وہ خود پہ ایک تفصیلی نگاہ ڈالتے مڑا اور بیڈ کی جانب بڑھا اس کا ارادہ اتنا تیار ہونے کے بعد سونے کا تھا کیونکہ تین چار گھنٹوں سے وہ مسلسل کام کر رہا تھا اور اب تھک کر صرف آرام کرنا چاہتا تھا۔وہ موبائل چیک کرتا بیڈ کے نزدیک آیا اور بے خیالی میں نگاہ موبائل سے ہٹتی بیڈ پہ گئی جہاں بیڈ کے وسط میں ایک کیک رکھا تھا جس پہ لگی کینڈل جل رہی تھی۔اس نے حیرت سے کمرے میں دائیں بائیں نظر ماری جہاں اسے کوئی نظر نہیں آیا کیونکہ وہ تو بالکل اس کی پشت پہ کھڑی تھی۔اس نے بے ساختہ نظریں کیک سے ہٹاتے ہاتھ میں پکڑے فون کی اسکرین اون کیے نئی لگ چکی تاریخ پہ ماری 'فرسٹ اکتوبر لگ چکی تھی۔اس نے ٹائم دیکھا بارہ بج کر دس منٹ ہو رہیں تھے پھر اچانک آنکھوں کے آگے سیاہی سے چھائی اور ایک خوبصورت آواز نے اس کی کنفیوژن دوری کی

۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" ہیپی برتھ ڈیئر تابی بھیا" ہیپی برتھ ڈے تو یو۔۔۔۔ وہ قد میں اس سے چھوٹی تھی تبھی پانجوں کے بل اونچی ہوتی وہ تراب کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتی گنگنائی تو مقابل کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

تھینکیو' تھینکیو سوچ مائے لٹل اینجل فور میکینگ مائے ڈے اسپیشل""

۔۔۔۔۔ نرمی سے اپنی آنکھوں سے اس کے ہاتھ کو ہٹائے وہ گھوم کر اس کے روبرو آئے لبوں پہ گہری مسکراہٹ سجائے بولا۔ ہاتھ ابھی بھی تھام رکھے تھے

۔۔۔۔

یو ویلکم مائے میجسٹی""""" ۔۔۔۔ ہلکے سے سر کو خم کیے وہ تھوڑا سا اس کے قریب جھکتی بالکل کسی شہزادی کی طرح بولی تو مقابل مزید دلکش انداز میں مسکرایا۔ وہ لڑکی کسی کو بھی اپنا اثیر کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔۔۔۔۔

سوری چنا' سا لیٹ ہو گیا اس لیے جلدی سے پہلے کیک کٹ کر لیتے ہیں۔۔۔۔ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیاں رتی برابر فاصلہ رکھتی وہ معصومیت سے پلکیں پٹپٹائے بولی تو مقابل کا دل ایک بار پھر نئے سرِ سے اس شہزادی کا غلام بنا جبکہ وہ اس کے بازو میں ہاتھ ڈالے اسے بیڈ پہ بیٹھا گئی۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے مائے ہینڈسم بھیا'ہیپی برتھ ڈے مائے لوئیر بھیا'ہیپی برتھ ڈے کدو کے بھیا'ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔اس کے سر پہ کھڑے وہ تالیاں بجاتی لہک لہک کر تراب سکندر کو برتھ ڈے وش کر رہی تھی جبکہ وہ اس کے اجیب سے انداز پہ لبوں کو دبائے نائف سے کیک کاٹ رہا تھا۔۔۔

آ گین تھینکیو گڑیا۔۔۔۔نائف سے کٹ کیے کیک کا چھوٹا سا پیس ہاتھ میں اٹھائے تراب اس کے لبوں کے نزدیک کیے بولا تو بدلے میں اس نے مسکراتے وہ کیک کھایا اور ساتھ اس ہی کیک کو اپنے ہاتھوں میں لیے اسے کھلا گئی۔۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ میری گڑیا کو میری برتھ ڈے یاد ہو گی انفیکٹ مجھے تو خود یاد نہیں تھا۔۔۔اس کو بیڈ پہ بیٹھتا دیکھ وہ بھی اس کے روبرو بیٹھ کر کیک کو دیکھتے بولا جو کافی اچھی طریقے سے سجا ہوا تھا۔۔

ہماری زندگی میں آپ ان خاص لوگوں کی لسٹ میں شامل ہے جن کے لیے مرحا یوسف کچھ بھی کر سکتی ہے!!!کچھ بھی سے مراد اپنی جان میں بھی دے سکتی ہے تو برتھ ڈے یاد رکھنا تو معمولی سی بات تھی۔۔۔فخر سے گردن اکڑائے وہ لبوں پہ ایک گہری سی مسکراہٹ لیے بولی تو مقابل ان آنکھوں کی چمک میں کھویا۔۔۔

اور مرحا یوسف کے وہ خاص خاص انسان کون ہے؟۔۔۔ جان دینے کی بات کرتی وہ ایک پل کو مقابل کی جان حلق میں لے آئی تھی۔۔۔

بھیا، آغا جان اور آپ "اگر آپ تینوں نہ ہوتے تو شاید مرحا یوسف کا وجود ایسا نہ ہوتا جیسا آج ہے "اسکول/کالج میں جب بھی گارڈین کی ضرورت ہوئی تو ماما کی جگہ آغا جان پہنچے ہماری سرپرستی کو، جب ہمیں سیکرٹ شئیر کرنے کو ایک بہن اور سہیلی کی ضرورت ہوئی تو حمزہ بھیا ہماری سہیلی بن کر نہ صرف ہماری بچگانہ باتیں سنتے اور سمجھتے بلکہ ہمیں وہ مشورہ بھی دیتے جو ہمارے حق میں بہتر ہوتے، گھر میں جب کہی کسی مقام پہ ہمیں ایک ایسے سپوٹر کی نیڈ ہوئی جو ہر صیح غلط میں آنکھیں بند کر کے صرف ہمیں سپورٹ کرے تب آپ ہمیں اپنے ساتھ کھڑے ملے جو ہمارے ہر غلط کو صیح ثابت کرتے ہمیشہ ہمیں ماما کی ڈنٹ سے بچا کر اپنے پیچھے میں چھپا لیتے تھے """اب اگر آپ لوگوں کے اتنے پیار کے عیوض ہم اتنا چنو سا سرپرائیز ارینج کر لیتے ہیں تو اٹس نوٹ آ بگ ڈیل۔ آپ تینوں کی خوشیوں کے لیے تو ہم خود کو بھی قربان کر دے۔

ششش """" خبردار جواب ایسی باتیں کی' اتنی سمجھدار گڑیا نہیں چاہیے مجھے' مجھے وہ باولی سی معصوم گڑیا ہی پسند ہے جو شرارتیں کر کے پھر بعد میں پھپو کی ڈانٹ سے بچنے کو میرے پیچھے چھپتی ہے۔۔۔۔۔اسے اتنی بڑی اور سمجھداری والی باتیں کرتا دیکھ تراب ٹوک گیا کیونکہ اسے تو وہی مرحا یوسف پسند تھی جو بچوں جیسی معصوم باتیں کرتی ہے۔۔۔

آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کے کیک کیسا بنا ہے۔۔۔پل میں منہ پہ ازلی معصومیت لائے وہ ناک چڑھاتے بولی۔وہ ایسی ہی تھی پل میں موڈ بدل لیتی تھی

۔۔۔۔

یہ آپ نے بنایا ہے ؟؟؟؟وہ شاک کے عالم میں کیک کی طرف اشارہ کیے بولا تو مقابل نے ایک ادا سے منہ پہ آئے بالوں کو جھٹکا جس پہ اس نے غور سے اس کے سراپہ کا جائزلیا' اوور سائز ٹراؤزر پہ اوور سائز ہی گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے بالوں کو گردن پہ جھولتے جوڑے میں مقید کیے کسی اسٹولر کے بغیر اپنے خوبصورت اور تیکھے نقوش والے چہرے پہ کھلتی شادابی لیے اپنے اس عام حلیے میں بھی مقابل کو کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

جی بالکل پورے تین گھنٹے لگائے ہے بغیر رانی کی ہیلپ لیے۔۔۔تراب کی آنکھوں میں اترتی حیرانی کو دیکھتے وہ بھنوئیں سکیڑتی ہوئی بولی اور آخر پہ فخریہ کالر کھڑی کرتی مغروریت سے بولی جیسے ماؤنٹ ایوسٹ سر کر کے آئی ہو۔۔۔

سیریسلی روحی" مذاق تو نہیں کر رہی۔۔۔اس نے ایک نظر اس نازک لڑکی پہ ڈالی جو ایک گلاس پانی خود اٹھ کر نہیں پیتی تھی اور دوسری اس ہاف کیک پہ جسے پروفیشنل بیکر کی طرح ڈیکور کیا ہوا تھا البتہ پلیٹ پہ چوکلیٹ سیرم سے لکھی لکھائی میں تھوڑے زلزلے تھے۔۔۔۔

سچی ہم مذاق نہیں کر رہیں'رانی نے پہلے ہمیں کیک کا میسچر بنا کر دیا جسے ہم نے کیک باؤل میں بڑی مشکل سے شیفٹ کیا اور پھر اسے اون میں رکھا۔اس کے بعد رانی نے کریم بنائی جس کے لیے دودھ کے ڈبے ہم نے کٹ کیے تھے اور اسے بیٹر مشین میں بھی ہم نے ڈالا اور کیک تیار ہوا تو رانی نے اسے باہر نکل کر ڈش آؤٹ کیا اور پھر ہم نے اس پہ کریم شیفٹ کرتے اس پہ لیر زلگائی اس کے بعد رانی نے اس پہ یہ فلور بنا کے لگایا اور ہم نے اسپیر ینکلز اسپریڈ کیے اور یہ برتھ ڈے بھی ہم نے لکھا تھا رانی نے تو بس اوپر اوپر سے ہی مدد کی تھی۔۔۔تراب

کے فیس ایکسپریشن دیکھ کر اس نے تفصیل سے ساری روداد سنا دی تا کہ اسے پتہ چلے کے اس نے کتنے کام کیے ہیں جبکہ اب تو واقعی ہی اسے سب پتہ چل گیا تھا کہ اس نے کتنے کام کیے ہیں۔۔۔

میری وجہ سے آپ نے اتنا کام کیا ہے گیفٹ دینا تو بنتا ہے پھر۔۔۔اس کی باتوں پہ اس کا دل چاہا کے وہ قہقہ لگا کر ہنسے پر اپنی گڑیا کی سلیف ریسپیکٹ کی وجہ سے اپنے قہقہ کو کنڑول کیے بولا۔۔۔

نہیں برتھ ڈے اپکی ہے تو اس لیے گیفٹ بھی آپ کو ملنا چاہیے 'اس لیے کلوزیور آئیز۔۔۔وہ گیفٹ لینے پہ تھ۔وڑا سا کنفیوژڈ ہوئی ہوتی بولی، کیونکہ گیفٹ تو وہ لے کر آئی تھی اس کے لیے۔۔۔ا

اب کھولے آنکھیں""۔۔۔ہاتھ میں پکڑے ریڈ ویل ویلٹ کیس کو وہ اوپن کر کے اس کے سامنے کرتی بولی۔امرحی لبوں پہ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی۔۔۔

اٹس بیوٹیفل ""آپ کو کیسے پتہ کہ مجھے اسٹونز پسند ہے۔۔۔۔آنکھ جب اس نے مرحا کے کہنے پہ کھولی تو لال رنگ کے کیس میں چمکتے سرخ رنگ کے یاقوت کو

دیکھتے وہ حیران بھری نظروں سے اس کے کھلتے ہوئے چہرے کو دیکھتے بولا جو اس کے حیران ہونے پہ مزید کھلا تھا۔۔۔

بیکواز یور مائے اسپیشل پرسن """"۔۔۔ کیس سے انگھوٹی نکال کر وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑتی بولی اور اس کے سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی میں چاندنی میں چمکتے سرخ رنگ کے پتھر کو سجا گئی۔۔۔۔

چلے اَب میری باری گیفٹ دینے کی تو بتائے ہماری چھوٹی سے پنک پینتھر کیا لے گئی؟۔۔۔ سرخ ناک کو دو انگلیوں کی مدد سے پکڑ کر کھینچتے وہ شوخ لہجا لیے سوالیہ ہوا۔۔۔

!!!! پر برتھ ڈے تو آپ کی ہے نہ بھیا

افکورس برتھ ڈے میری ہے پر میری چھوٹی سی مانوں بلی نے اپنے چھوٹے چھوٹے پانجوں سے اتنا کام کیا ہے تو گیفٹ تو پھر اسے بھی ملنا چاہیے۔۔۔ اس کے روئی جیسے نرم اور اسٹوبیری جیسے لال ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے وہ ہاتھوں کی فوم جیسی سوفٹ ہتھلیوں کو سہلائے پیارے سے بولا تو مرحا یوسف کی آنکھیں چمکی۔۔۔۔

ہمیں زارا سے شوپینگ کرنی ہے۔۔۔اس کے کان میں گھستی وہ فرمائشی ہوئی"

زارا اس کا فیورٹ برینڈ تھا جس کے ڈریس کافی کوسٹلی ہوا کرتے تھے پر اسکی ہر برتھ ڈے پہ آغا فارذا سے وہی سے شاپینگ کرواتے تھے پر ابھی تو اس کی برتھ ڈے دور تھی اور اس کا ہوم سپوٹر اسے گیفٹ دینے کی بات کر رہا تھا وہ بھی بنا مطلب کے تو وہ کیوں پیچھے رہتی۔۔۔

ڈن !!!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کسی کے تم ہو، کسی کا خدا ہے دنیا میں۔۔۔مرے نصیب میں تم بھی نہیں خدا بھی نہیں !!

ہر جاندار چیز کے لیے رات پر سکون سی اتری تھی پر واحد اس شخص کے لیے جو کبھی خود بھی ہر کسی کی طرح میٹھی اور بے فکری کی نیند سویا کرتا تھا مگر اب وہ اس وجود کی نیند کے خسارے کاٹ رہا تھا جو مشکل کے بعد آسانی پا چکا تھا مگر اس کی

مشکلیں اور آزمائشیں ابھی طویل تھی اور نا جانے کب تک طویل رہنی تھی!

شاید عمر بھر!!! وہ اکیلا اس کمرے میں موجود نہیں تھا دو اور وجود بھی اس کے ساتھ اس کمرے میں اس کے نزدیک بیڈ پہ میٹھی نیند سو رہیں تھے اور وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے انھیں نہارنے میں محو تھے جبکہ ذہن میں اس کی یادیں گردش کر رہی تھی جسے دیکھے نہ جانے کتنے پل بیت گیے تھے 'لوگ کہتے ہے کہ وقت کے ساتھ انسان اپنے ماضی کو بھول جاتا ہے مگر یہ غلط ہے سراسر غلط جب ماضی کی سیاہی اپ کے دامن کے بجائے روح پہ لگی ہو نہ تو انسان جیتے جی اپنا ماضی کبھی نہیں بھولتا۔ اس کے پاس صرف دو راستے ہوتے ہیں یا تو وہ اس ہی سیاہی کے ساتھ اپنے وجود کو بھی سیاہ ہوتا دیکھے یا پھر سیاہی سے لوتھڑی اپنی روح کو نوچ کر وجود سے باہر پھینک دے کیونکہ ماضی کی کربناک یادیں قبر تک انسان کے ساتھ جاتی ہے۔۔۔۔

خوبصورت لمبے بال اور وہی نقوش لیے ان کے پہلو میں سوئی وہ نازک پری ہو بہو اس شہزادی کی کاپی تھی جو کبھی ان کے محل میں اڑتی پھرتی تھی پر اب وہ نہیں تھی کیونکہ وہ پر لگا کر اس محل کی چار دیواری سے آزاد نہ پرواز بھر چکی تھی

کبھی نہ واپس آنے کے لیے مگر اپنی سونی جگہ بھرنے کے لیے وہ اس وجود کو بھیج چکی تھی جو اس کی پرچھائی تھی۔۔۔اس ننھے وجود سے نظر سرکتی ہوئی اس کے ساتھ لیٹے وجود پہ گئی جس کے سوئے چہرے پہ بلا کی معصومیت تھی۔ وہ اس کی بہت حق تلفی کرتے تھے مگر وہ مجبور تھے کیونکہ ان کا دل ان سے بغاوت کرتا پل پل انھیں یاد دلاتا تھا کہ وہ کس کے ہے، اور آج نہیں تو کل انھیں اسے منہ دیکھنا تھا اگر وہ اس کے ہو گیے تو وہ اس کی شکوہ کرتی نگاہوں کا سامنا کیسے کرے گے

--

یہ ان کی سوچ تھی کہ وہ اس لڑکی کے حقوق مار کر اس کے اگے سرخرو ہو جائے گے جسے انھوں نے خود دھتکارا تھا اور کہہ گے کہ لوں میں صرف تمہارا ہوں اور وہ راضی خوشی اپنے تمام آنسوؤں، سسکیوں، تکلیفوں کو بھلائے انھیں قبول کرلے گی جن کے لفظ اس کے نازک دل پہ نشتر کی طرح چبھتے اسے زندہ ہو کر مرنے کی تکلیف سے دوچار کرواتے تھے!! اگر انھیں ایسا لگتا تھا کہ کسی کی حق تلفی کر کے وہ خود پہ لگے ہر الزام اور سزا سے بری الذمہ ہو جائے گے تو یہ ان کی سوچ تھی کیونکہ اس پوری کائنات میں صرف ایک ہی ایسی عدالت تھی جہاں

امیر اور غریب کے فرق کو بھلائے بغیر کسی رشوت کے غریبوں اور بے کسوں کے حق میں فیصلے ہوتے تھے جابر اور ظالموں کو سزائیں دی جاتی تھی اور بے شک وہ عدالت بڑی کھری ہے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ مقدر تھا کہ شطرنج کی تھی چالیں جاناں۔۔۔ میرے اکثر رہے گردش میں ستارے !! جاناں

نئے مہینے کی ایک نئ صبح طلوع ہوئی تھی۔ سورج کی کرنیں چار سو اپنے پنکھ پھیلا چکی تھی، آج کا دن سب کے لیے بہت سی خوشیاں اپنے سنگ لاتا مگر ہمیشہ وہ نہیں ہوتا جو ہم سوچتے ہیں اکثر انسانی سوچوں پہ تقدیر بازی لے جاتی ہے کیونکہ

ہم جتنی مرضی پلاننگ کر لے ہوتا وہی ہے جو لوحِ محفوظ میں درج ہے۔ آج جہاں ہر طرف افر تفری مچی ہونی تھی وہاں آج سناٹے اترئے ہوئے تھے، جس گھر میں خوشیوں کے گیت گونجنے چاہیے تھے وہی آج گہرہ سکوت چھایا ہوا تھا۔

ڈائینگ ٹیبل پہ اٗج چند ہی افراد موجود تھے وجہ آج جلدی ناشتے کا لگ جانا تھا کیونکہ ہسپتال ناشتہ لے کر جانا تھا (فاطم صاحب صرف دو بہن بھائی ہی تھے اور احد کی بھی صرف والدہ تھی باقی عزیز و اقارب بیرونِ ملک قیام پذیر تھے جس کی وجہ سے ان لوگ کو یہ ذمہ داری نبھانی پڑھ رہی تھی) اس لیے فرقان ماموں جبکہ باقی سب ابھی سو رہیں تھے اور گھر کی خواتین صبح سویرے ہی اٹھ گئی تھی اور ہمارے داؤد کا تو غم ہی الگ تھا۔۔۔

میں تو کہتی ہوں بچوں کو اٹھا کر اپنی نگرانی میں ناشتہ کروا دیتے ہے 'اس رانی پہ تو مجھے ذرا بھروسہ نہیں

ٹی وی میں لگی رہے گی اور بچے بھوکے ہی اٹھ کر چلے جائے گے۔۔۔ کپوں میں چائے انڈیلتی رانی کو طنزیہ نظروں سے دیکھتی حورے بیگم کیچن میں پراٹھے تلتی زبیدہ مامی سے مخاطب ہوئی۔۔۔

پورا دن تو نہیں دیکھتی میں ٹی وی۔۔۔ کیٹل کو میز پہ رکھتی رانی شکایتی نظروں سے حورے بیگم کی طرف دیکھتی منمنائی اور فرقان ماموں کے اگے چائے کا کپ رکھا۔۔۔

بس رہنے دو "نہیں دیکھتی کی بچی پورا دن تو تمہارے وہ واحیات انڈین ڈرامے چل رہیں ہوتے "میری مانے تو بھائی سمارٹ ایل ای ڈی ہٹا ہی دے تا کہ یہ محترمہ گھر پہ توجہ دے سکے۔۔۔ رانی کے جھوٹ پہ وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتی آخر میں ناشتہ کرتے سکندر ماموں سے مخاطب ہوئی۔۔۔

رانی اب تم مجھے انڈین ڈرامے دیکھتی نظر نہ آؤ ورنہ دوکان کے نیچے لگاؤ نگا۔۔۔ سکندر ماموں تنبی کرتی نظروں سے اسے گھورتے بولے تو پل میں رانی کا سر جھکا اسے اس گھر میں سب سے زیادہ ڈر سکندر ماموں سے لگتا تھا کیونکہ وہ غصے کے بہت تیز تھے۔۔۔

پاکستانی دیکھ لیا کرو میری طرح۔۔۔ اس کے جھکے سر کو دیکھتے فرقان ماموں جو اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھے تھے رانی مفید مشورے سے نوازتے بولے۔۔۔

اَپ تو انڈین دیکھتے ہیں؟؟۔۔۔وہ ہونک سا منہ لیے سب سے نظر بچاتی ماموں کی طرف رخ کیے بولی۔۔۔

ہاں پر اب پاکستانی دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔وہ فرضی کالر کھڑی کیے شان سے بولے۔ چائے کا کپ ہاتھ میں تھاما ہوا تھا۔۔۔۔

کون سا اچھا چل رہا ہے؟؟؟(وہ بچپن سے اس گھر میں تھی جس کی وجہ سے اسے کوئی بھی ملازمہ کی طرح ٹریٹ نہیں کرتا تھا بلکہ گھر کا فرد ہی سمجھتے تھے)۔

ابھی تو فلحال میں عشق مرشد دیکھ رہا ہوں۔اچھا چل رہا ہے۔۔۔چائے کی چسکی لیتے انھوں ڈرامے پر اپنا تجزیہ کیا جبکہ باقی سب ان کی باتوں پہ توجہ دیے بغیر اپنا اپنا ناشتہ خاتم کر رہیں تھے۔۔۔

وہی نہ 'تیرا میرا ہے پیار امر، تو چاہے تو قدموں سر رکھ دوں، یہ جیون کیا اگر مانگے تو یہ جاں نظر کر دو۔۔۔۔اس نے باقاعدہ ڈرامے کا گانا گنگنایا تاکہ کنفرم ہو سکے البتہ آواز دھیمی تھی۔۔۔

رانی اگر ڈرامہ پتہ چل گیا ہوں تو باقیوں کو بھی چائے دے دوں یا آج اپنے فرقان ماموں سے کلاس لینے کا ارادہ رکھتی ہوں۔۔۔۔اس کے گانے کی آواز

سے تو وہ سمجھ ہی چکے تھے کہ آج پھر فرقان صاحب رانی کو کوئی ڈرامہ دیکھنے کی تلقین کر رہیں تھے البتہ آج موضوعِ گفتگو ڈرامہ انڈین نہیں بلکہ پاکستانی تھا

۔۔۔

وہ تو ماموں ہی بتا"۔۔۔سبین مامی کے ٹوکنے پہ وہ فوراً ان کا نام لیتی بولنے لگی پر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی فرقان ماموں ٹوک گیے۔۔۔

ہاں میں تو سمجھا رہا تھا کہ وہ ڈرامے نہ دیکھا کرو خوامخواہ ہی گنہگار ہوتی ہو۔۔۔۔ فوراً سے پینترا بدلتے وہ اپنے بیان سے پھیرے تو رانی نے گردن ترچھی کیے انھیں دیکھا جو اب اس کی بے یقین نظروں کا سامنہ کیے بغیر چائے پہ فوکس کر گیے تھے۔۔۔

ہنہہ اب آئے مجھے سے گو بھی بہو کی اسٹوری سننے۔۔۔ماموں کی غدری پہ وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی اور باقیوں کے کپوں میں چائے انڈیلنے لگی (فرقان ماموں ڈراموں کے شوقین تھے اور دوسری طرف رانی جس کی وجہ سے ان کا ایکا تھا جو ڈرامے رانی دیکھتی تھی وہ انھیں بتاتی تھی اور فرقان ماموں رانی کو)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پڑھ کر انسانیت کا درس گاہ سے نکلا عارف۔۔۔ قدم بڑھایا ہی تھا! آدمیت کی' میں' نے کچل دیا

سر سے لے کر پاؤں تلک سیاہ عبائے میں خود کو چھپائے وہ کلاس کے اندر آئی جہاں بہار کے کھلتے رنگ برنگی پھول پہلے ہی ان کے منتظر دروازے پہ نظریں جمائے بیٹھے تھے۔ان میں آج بھی وہ وجود موجود تھا جو نہ اس کلاس کا تھا اور نہ اس کا اس سبجیکٹ سے کوئی لینا دینا تھا پر پھر بھی وہ اپنی پڑھائی کو اسکیپ کیے باقاعدگی سے وہ پڑھ رہی تھی جس کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔۔ وعلیکم میری پیاری شہزادیوں۔۔۔۔ اپنی سیٹ پہ آ کر ہینڈ بیگ رکھتی وہ منہ پہ کیے گیے حجاب کو ہٹائے نرم مسکراہٹ لیے کلاس میں موجود بچیوں سے مخاطب ہوئی جنھوں نے ان کے سلام کا جوش و خروش سے بھرپور جواب دیا تھا۔۔۔

میم آج ہم کونسا ساٹاپک ڈیسکس کرنے والے ہیں۔۔۔سبز رنگ کے حجاب کے گرد چمکتا چہرہ لیے یہ سوال پوچھنے والی آمنہ تھی جو تھرڈ لائین کی فرسٹ بینچ پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔

ہممم آج ہم کچھ نہیں پڑھنے والے آج آپ سب کو ریلیز ہے۔۔۔چیئر پہ اپنے پیچھے رکھے ہینڈ بیگ کو سائیڈ پہ کیے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھتی بولی تو ایکدم اس کا چہرہ مرجھایا کیونکہ وہ تو یہاں فقط انھیں اور ان کی باتیں سننے کو ہی آیا کرتی تھی کیا آج کا اس کا آنا رائیگاں جانے والا تھا۔۔۔

آج ہم سوال جواب کرئے گے' آپ لوگوں کے جو سوال جو الجھنیں ہو آپ مجھ سے پوچھ سکتی ہیں۔۔۔اس کے بجھے چہرے پہ نظریں جمائے وہ مبہم سا مسکراتی بولی تو پل میں اس کی پلکیں مسکرا اٹھی گویا جیسے وہ اس کی دل کی بات جان گئی ہو۔۔۔

مس آپ نے پچھلی کلاس میں عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی کا ذکر کیا تھا تو یہ کیا ہوتے ہیں؟۔۔۔سب سے پہلا سوال اسلحان کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھی علیشبہ نے کیا تھا۔۔۔

اشفاق احمد صاحب کہتے ہیں کہ " مجھے بہت جستجو تھی کہ عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی کا فرق جان سکوں پھر ایک دن ابو جان نے بتایا کہ اپنی انا کو ایک شخص کے سامنے ختم کرنا عشق مجازی ہے اور اپنی انا کو سب کے سامنے ختم کرنے کا نام عشق حقیقی ہے۔۔۔۔ !

عشق کیا ہوتا ہے ؟؟؟ دوسرا سوال بہار کے دوسرے پھول کی طرف سے کیا گیا تھا۔۔۔

عشق """ ۔۔۔ایک شخص نے کسی درویش سے سوال کیا، کہ بابا عشق کیا ہے ؟ اس درویش نے اس شخص کو غور سے دیکھا اور دھیمے لہجے میں پوچھا یہ بتاؤ بھوک کیا ہوتی ہے ؟ وہ شخص لاجواب ہو کر درویش کا منہ دیکھنے لگا پھر اس درویش نے کہا۔۔۔ جسے کبھی بھوک لگی ہی نہ ہو اسے کوئی کیسے سمجھا سکتا ہے کہ بھوک کیا ہے اور جسے لگتی ہے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ بھوک کیا ہے ! اس کا تو اندر بھوک کا ورد کرتا ہے۔۔۔۔ !

اتنا کہہ کر درویش گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر آہستہ سے بولا ! بابو بھوک نہ ہو تو کھانا بھی ایسے بوجھ بن جاتا ہے جیسے عشق نہ ہو تو ایمان اور انسان اس سے پہلی

فرصت میں جان چھڑا لیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب کریم ﷺ سے محبت نہ ہو تو فرائض اور سنتیں ایک بوجھ بن جاتے ہیں جن سے آگ کے ڈر کی وجہ سے ہی انسان عہدہ برآ ہوتا ہے۔جب کسی سے محبت ہو تو پھر اس کا نام سن کر جو راحت دل میں پیدا ہوتی ہے اس کا نام سکونِ قلب ہے۔"الا بذکر اللہ تطمئین القلوب "(اور لوگ اللہ اللہ کا ورد کر کے اس میں سے سکون لینا چاہتے ہیں کیا مجازی محبت میں محبوب کو یاد کرنے سے آپ کو سکون نہیں ملتا؟اسی کنوئیں سے اللہ والا سکون بھی ملتا ہے مگر پیار میں بھی شرط ہے اور جب پیار ہو جائے اور وہ بھی اصلی والا تو محبوب کے راستے میں جو تکلیفیں آتی ہیں وہ بھی سکون دیتی ہیں پھر انسان گلہ نہیں کرتا۔۔۔!!

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں" دل کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ وہ عشق کے گرد گھومے اور طواف کرے""اور وہ عشق صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہو۔

تو پھر یہ کسی اور سے کیوں ہو جاتا ہے؟۔۔۔بھیگا لہجا لیے سوال کرنے والی اس بار وہ تھی۔۔۔

ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا عشق کیوں ہوتا ہے ؟ کسی انسان کو کوئی انسان اتنا اچھا کیوں لگتا ہے کہ اس کے سامنے ساری کائنات کچھ نہیں لگتی۔۔۔اس پہ امام جعفر صادق نے جواب دیا میں نے اپنے بابا سے اور انہوں نے اپنے بابا سے اور انہوں نے اپنے بابا سے یہ کہتے سنا ہے 'ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ کوئی صفت موجود ہوتی ہے کوئی رحم دل ہوتا ہے، کوئی سخی ہوتا ہے، کوئی عادل ہوتا ہے تو کوئی شجاع 'انسان اپنے اندر پائے جانے والے اوصاف کی خوشبو کسی دوسرے میں محسوس کرتا ہے تو اسکی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اس سے بات کرنا اسے دیکھنا اور اس سے ملنا اسے اچھا لگنے لگتا ہے، اسے یہ لگتا ہے کہ یہ میرا اور میں اس کا ہوں، دراصل وہ خود کو اس میں دیکھتا اور اسے خود میں تبھی ہر جگہ اس کی کمی کو محسوس کرتا اور وہ چاہتا ہے کہ وہ ہر پل اس کے پاس ہو اس کی نظروں کے سامنے "اسی کیفیت کو زمانے والے عشق کہتے ہیں"۔۔۔۔اس کے سوال کا انھوں نے بڑی خوبصورتی سے جواب دیا تھا بالکل اسلحان کی طرح پر فرق اس بار تجربے اور علم کا تھا۔۔۔۔

میم اگر یہ ہی عشق اللہ کے بجائے کسی نامحرم سے ہو جائے تو؟۔۔۔ایک نظر اپنے برابر میں بیٹھی اس خوبصورت لڑکی پہ مارے اسلحان نے سوال کیا جو سر جھکائے بیٹھی اپنے لب کتر رہی تھی۔۔۔

نامحرم کی محبت آہستہ آہستہ سے آپ کے ایمان کو نگل جاتی ہے جیسے دیمک لکڑی کو۔پھر نمازوں سے سکون اچانک تو نہیں چلا جاتا پہلے خوفِ خدا جاتا ہے پھر نمازیں جاتی ہے پھر حیا، پھر پردہ، پھر ایمان اور آخر میں رہ جاتا ہے خالی دل بے باک باتیں اور دو نامحرم۔ کبھی سوچا ہے اللہ نے نامحرم سے دور رہنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ کیونکہ دو نامحرموں کے درمیان ہمیشہ تیسرا شیطان ہوتا اور جہاں شیطان کی موجودگی ہو وہاں کوئی خیر کا کام تو نہیں ہوتا وہاں گناہ ہوتا ہے پھر چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو۔اس لیے اپنے آپ کو نامحرم سے دور رکھیں کیونکہ اللہ نے بے وجہ کسی بھی چیز کو حرام نہیں کیا اور بے شک اللہ کی نافرمانی میں صرف خسارہ ہے۔ ہماری ایک ٹیچر ہوا کرتی تھی مس بلقیس وہ پردے کے حوالے سے ہمیں ایک مثال دیا کرتی تھی جس کی سمجھ ہمیں تب تو نہ آئی پر اب وہ کہتی تھی کہ "عورت کی حیاء شیشی میں بند ضرور آتی ہے کہ وہ صیح کہتی تھی

ایک خوشبو کی طرح ہوتی ہے، اگر وہ خوشبو اڑ جائے تو خالی شیشی کو لوگ پھینک دیا کرتے ہیں" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا" حیاء ایمان سے ہیں اور ایمان کا بدلہ جنت ہے، اور فحش گوئی جفا (ظلم وزیادتی) ہے اور جفا (ظلم وزیادتی) کا بدلہ جہنم ہے" اس لیے میری بچیوں ہمیشہ یہ یاد رکھنا کہ نامحرم کی محبت انسان کو لے ڈوبتی ہے اس جہاں میں بھی اور اُس جہاں میں بھی۔۔۔ دم سادھِ خود کو سنتی لڑکیوں کے چہروں پہ ایک نظر ڈالتے وہ افسردگی سے بولی کیونکہ ان میں کئی چہرے ایسے تھے جو اس جہاں میں رسوا ہو کر اُس جہاں کی معافی کی طلب گار تھی

۔۔۔۔

حرام اور حلال میں کیا فرق ہیں میم ؟؟؟؟

بچے حلال وہ ہوتا ہے جو ہم اپنے زورِ بازو (کما کر) سے لے اور حرام وہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے کا حق چھین کے لیا جائے' کبھی کبھی زندگی میں ایسا لمحہ ضرور آتا ہے جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو اور وہ آپ کو مل بھی رہی ہو پر اسے پانے کے لیے آپ کو حرام راستہ اپنانا پڑے' وہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے ایک امتحان" اور جب اپ اس آزمائش پہ پورا اترتے ہیں تو پھر وہ چیز آپ کو

حلال طریقے سے ہی عطا کر دی جاتی ہے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب حلال و حرام جمع ہو تو حرام غالب ہوتا ہے چاہیے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اس لیے کیونکہ حلال میں محنت و مشقت جبکہ حرام میں لذت ہے۔۔۔

مس آزمائش ہوتی کیا ہے اور یہ کن چیزوں پہ آتی ہیں؟؟۔۔۔ایک اور سوال ایک اور حجاب سے چھپے پھول کی طرف سے پوچھا گیا تھا۔۔۔

بیٹا جی آزمائش اللہ کی تخلیق کردہ ہر چیز پہ آتی ہے مال، دولت، اولاد، حسن، نعمتیں ہر چیز آزمائش ہوتی ہے نہ ان کا ملنا آپ کی اچھائی کی دلیل ہے نہ ان کا چھن جانا آپ کا گنہگار ہونا ظاہر کرتا ہے یہ تو بس صبر اور شکر کے امتحانات ہے کوئی جیت جاتا ہے تو کوئی ہار۔ کبھی کبھی ہم جو چاہتے ہے وہ نہیں ہوتا، زندگی ہمیشہ تو خوشیوں کی ڈگر پہ نہیں چل سکتی نہ 'اللہ نے ہمیں اس دنیا میں اپنی عبادت کے لیے بھیجا ہے اور اللہ کی عبادت میں اس کی آزمائش اور صبر بھی شامل ہے، ہم تو ایک معمولی انسان ہیں اللہ نے تو اپنے نبیوں اور پیغمبروں کو بھی آزمائش میں ڈالا ہے پر ان آزمائشوں کے بعد جو زندگی اللہ انعام کے طور پر آپ

کو عطا کرئے گا اس کی وجہ سے آپ اپنی ہر دکھ تکلیف بھول جائیں گے بس اللہ پہ بھروسہ رکھے کیونکہ وہی مسبب الاسباب ہے۔۔۔۔

کوئی اور سوال!!!۔۔۔۔آمنہ کے سوال کا جواب دیتی وہ ایک مسکراتی ہوئی طائرانہ نظر پوری کلاس پہ ڈالتی بولی۔انھیں امید نہیں تھی ایسے سوالوں کی جیسے آج ان سے بچیوں نے پوچھے تھے۔۔۔

زندگی کیا ہے؟؟؟؟آنکھوں میں خالی پن لیے وہ یک ٹک میم کو دیکھتی سوال گو ہوئی تو پانی پیتی میم رقیہ نے اچنبھہ سے اس کی طرف دیکھا جس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے پاک تھا جبکہ آنکھیں اور لہجا خالی تھا ہر احساس سے عاری۔۔۔

یہ سوال کیسے آیا ذہن میں؟۔۔۔اسٹیل واٹر بوٹل کی کیپ بند کر کے اسے نیچے چیئر کے قریب رکھتی وہ سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتی بولی جو سرخ رنگ کا حجاب اوڑھے گلاب کا پھول لگ رہی تھی اب پتہ نہیں وہ پھول سر کا تاج بننا تھا یہ قبر کی زینت۔۔۔

بس ویسے ہی!!! جواب انتہائی سادہ اور معصومیت سے بھرا تھا جس پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی دھیمہ سا مسکرا گئی۔۔۔

زندگی تیرے تعاقب میں لوگ

اتنا چلتے ہیں کہ مر جاتے ہیں۔

یہ معدوم سے وجود اور وجود سے معدوم ہونے تک کرب و خوشی کے بے شمار لمحات، امیدوں اور مایوسیوں کے تسلسل، محبتوں اور نفرتوں کی داستان، خوش گمانیوں اور بد گمانیوں کے طویل سلسلے سے بھرپور محدود متعین وقت کا نام ہے۔ ایک ایسی مسافت جس کی منزل (موت) تو متعین ہے، لیکن راہیں جدا جدا ہیں۔ زندگی ایک طویل انتظار اور ہر گزرتے پل ایک نئے امتحان کا نام ہے۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ زندگی فقط ایک لمحہ ہے جو پلک چھپکتے ہی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور کبھی کبھی اک صدی سی لگتی ہے جیسے انسان وہی رُک سا گیا ہو تب زندگی طویل لگتی ہے!! بہت طویل!!!!

زندگی ایک چینلج ہے جسے ہر کسی کو قبول کرنا پڑتا ہے، ایک شمع ہے جسے پگھلتے پگھلتے آخر کار ختم ہونا ہے، ایک بلبلہ ہے جو ابھرتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے، ایک چراغ ہے جو کسی بھی وقت بجھ سکتا ہے ایک ایسی عمارت ہے جو کبھی نہ کبھی مسمار ہو کر رہتی ہے، ایک ایسی خواہش کا نام ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی، ایک ایسا فریب ہے جس کی حقیقت موت کے سوا کچھ نہیں ہے!!! بہت کچھ حاصل کر کے اور بہت کچھ کھو کر انسان نہ چاہتے ہوئے بھی ہر قدم اپنی منزل کی طرف اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ کبھی زندگی کا یہ سفر اتنا خوبصورت محسوس ہوتا ہے کہ ہر انسان چاہتا ہے زندگی کے یہ خوبصورت لمحات ہمیشہ کے لیے یہیں تھم جائیں، مگر انسان ان خوبصورت لمحوں کو ہر قدم پیچھے چھوڑتے ہوئے بھی زندگی کے سفر پر گامزن رہتا ہے۔اور کبھی یہ سفر اتنا کھٹن ہو جاتا ہے کہ انسان اسے جلدی سے طے کر کے اپنی منزل کو پانے کی خواہش کرتا ہے۔۔۔ نظریں اس کے چمکتے چہرے پہ ٹکائے انھوں نے بات شروع کی تو وہ ان کے طلسم بھرے لفظوں میں گم چہرہ ہتھیلی پہ ٹکاتی بغیر پلکیں جھپکائے انھیں سننے لگی۔۔۔

اگر یوں کہا جائے تو بالکل بجا ہو گا کہ زندگی نت نئی تبدیلیوں کا نام ہے۔ زندگی اگر گلاب کی مانند ہے تو کانٹے کی چھبن بھی ہے۔ ہو شُر با خوبصورتی ہے تو گھائل کرنے والا نشتر بھی ہے۔ دل کو بھانے والی صبح کی روشنی ہے تو رات کی خوفناک تاریکی کا نام بھی ہے۔ زندگی ایک ایسی لڑائی کا نام ہے جس میں جیت بھی اپنی اور ہار بھی اپنی۔ زندگی کو جس زوائے سے دیکھا جائے وہ ویسی ہی نظر آتی ہے کیونکہ زندگی ہر انسان کی اپنی سوچ کا نام ہے اس کی کوئی بھی صورت اختیار کرنا انسان کے عقل اور عمل کے تابع ہے۔ ایک غریب مزدور شخص کی زندگی دکھوں کا میلا ہے، فقیر کی زندگی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کو سمجھا جاتا ہے، طالب علم کی زندگی ایک بڑی موٹی کتاب کا نام ہے، عشق میں گرفتار ہوئے شخص کے لیے زندگی حسرتوں کے سوا کچھ نہیں، ملاح موجوں کی اور دوائیوں کا نام روانی کو زندگی تصور کرتے ہیں، مریض کہتا ہے کہ ڈاکٹر زندگی ہے، ایک قیدی جیل کو زندگی خیال کرتا ہے، قاتل کے نزدیک زندگی دوسروں کا خون بہانے کا نام ہے اور مجاہد راہِ حق میں لڑ کر شہید ہونا یا فاتح ہو کر غازی بننے کو زندگی کا نام دیتا ہے۔

زندگی کا سفر ہے،

یہ کیسا سفر کوئی سمجھا نہیں،

کوئی جانا نہیں ہے

' یہ کیسی ڈگر چلتے ہیں سب

مگر کوئی سمجھا نہیں

کوئی جانا نہیں

معروف ادیب وافسانہ نگار سعادت حسن منٹو کہتے ہیں "زندگی کیا ہے؟ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اُونی جراب ہے، جس کے دھاگے کا ایک سرا ہمارے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے ہم اس جراب کو اُدھیڑتے رہتے ہیں، جب اُدھیڑتے اُدھیڑتے دھاگے کا دوسرا سرا ہمارے ہاتھ میں آجائے گا تو یہ طلسم جسے 'زندگی' کہا جاتا ہے ٹوٹ جائے گا۔ زندگی کو تم استعارہ کہو، تیرگی کا ایک نظارہ کہو یا شبنم کا وہ قطرہ جو سورج نکلنے تک باقی رہا پھر وصل وفراق کے بیچ الجھتا لمحہ، افلاس سے لڑتا ہوا سکہ، تمہارے قانون کی ایک حد یا مردہ تہذیبوں کی لحد تم اسے جو بھی کہو 'زندگی صرف موت تک پہنچنے کا ایک راستہ ہے'۔

!! ایک اطالوی شاعر کی زندگی پہ ایک نظم ہے

اے میرے بچے زندگی کرسٹل کی سڑھیاں تو نہیں،
یہ تو بہت سخت ہے مانند لوہے کی میز کے،
مانند بغیر قالین کے فرش کے،
مگر اے میرے بچے تو نے رکنا نہیں کہ،
رکنا زیادہ اذیت ناک ہو گا،
تجھے اگے بڑھنا ہے،
تجھے زندہ رہنا ہے،
اور آخر میں ایک ایسا وقت آتا ہے کہ دنیا کو خوش کرنے کی جدوجہد میں انسان اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے،اور جاتے ہوئے اسے یہ بھی سوچنے کا موقع نہیں ملتا کہ یہ سارا کیا تماشا تھا اور وہ جاتے ہوئے یہ کہہ رہا ہوتا ہے۔یہ زندگی کا سفر ہے یہ کیسا سفر، کوئی سمجھا نہیں کوئی جانا نہیں۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

غالب نے عشق کو جو دماغی خلل کہا ہے۔۔۔ چھوڑیں یہ رمز آپ نہیں جان پائیں گے

ٹیبل پہ کہنی ٹیکائے گال کے نیچے ہاتھ کی مٹھی بنائے بیٹھا وہ شخص آنکھیں چھوٹی کیے اپنے سامنے بیٹھی شخصیت کو گھور رہا تھا بلکہ وہ کیا اس کے برابر میں بیٹھا درید بھی اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا جو مزہ سے لچھے والے پراٹھے اور انڈے کے ساتھ بھرپور انصاف کر رہی تھی۔۔۔

لٹل چھپکلی یہ سب جا کہاں رہا ہیں"۔۔۔ آنکھوں میں حیرانگی لیے درید نے پھر حور کو پراٹھے کا نوالہ منہ میں ڈالتے دیکھ تعجب سے پوچھا۔۔۔

پیٹ میں !!!!۔۔۔ بامشکل نوالے کو ایک سائیڈ کرتے اس نے معصومیت سے بھرا جواب دیا۔۔۔

تو پتہ کیوں نہیں چل رہا۔۔۔اس نے بھی اس ہی انداز سے ایک نظر اس کے سلیم وسمارٹ سراپہ پہ ڈالتے کہا تو حور نے نوالہ چباتے ناسمجھ نظروں سے خود کو دیکھا۔۔۔۔

یہ ہماری برموڈا ٹرائینگل ہے جس کے اندر جو جاتا ہے غرق ہو جاتا ہے۔۔۔۔حور کو خود ہی کو کھوجتی نگاہوں سے دیکھتا دیکھ معتصم نے اس کے منہ چوئی اور ٹیڈ کھوئی والی مثال پہ تمسخر بھری نظروں دیکھتے کہا تو حور نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

اور آپ کا خندق ہے جس میں ہر چیز سما جاتی ہے۔۔۔سرخ چہرہ لیے وہ اسے بھسم کر دینے والے انداز میں بولی جس پہ درید نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔اب وہ پہلی والی حور نہیں لگتی تھی ان کے احترام نے اسے جے ایف سیونٹین تھنڈر بنا دیا تھا جو زیادہ تر معتصم شاہ پر ہی گرتا تھا۔۔۔

شرم کرو لڑکی میں سینئیر ہوں تمہارا" چاہو تو یوں فیل کروا دوں تمہیں۔۔۔۔

اپنے پیٹ کے بارے میں خندق لفظ سنتے وہ ماتھے پہ بل لائے چٹکی بجاتا بولا (دھمکی ماموں کی بنا پہ دی گئی تھی)۔۔۔

میں تو جب فیل ہو نگی تب کی بات ہے پر جیسی حر کتیں آپ کی ہے نہ میرے ساتھ ہی پاس ہو کر نکلے گے یہاں سے انشاءاللہ۔۔۔۔دوبارہ فوکس اپنے کھانے کی طرف کیے وہ ایک جلادینے والی مسکراہٹ لبوں پہ سجاتی بولی۔۔۔۔

اے چیونٹی کی بچی خبردار جو ایسی خوفناک بددعائیں دی" منہ تو ہے ہی چڑیلوں جیسا باتیں بھی ویسی ہی کرتی ہوں ایکدم منحوس۔۔۔۔اسے انشاءاللہ ساتھ لگاتے دیکھ وہ دانت پیستے ہوئے بولے تو مقابل کی سرخ رنگت مزید سرخ ہوئی

۔۔۔۔۔

بس کرو تم دونوں کیا ہر وقت بچوں کی طرح لڑتے رہتے ہو۔۔۔۔حور کو پھر جوابی کاروائی کے لیے منہ کھولتا دیکھ درید بیچ میں بولتا دونوں کولتاڑ گیا جس پہ وہ منہ بسورتی واپس اپنی پلیٹ پہ جھکی۔۔۔

اوئے حارث کو فون کر کے پوچھ آیا کیوں نہیں ابھی تک۔۔۔چائے کے کپ کو لبوں سے لگاتے درید معتصم سے بولا کیونکہ وہ ابھی تک آیا نہیں تھا۔۔۔

آیا تو فادی بھی نہیں ہے۔۔۔۔نمبر ڈائل کرتے معتصم مصروف سا بولا۔۔۔۔

ان کے کزن کا تو نکاح ہے نہ آج؟؟؟؟

نہیں شاید اج نہ ہو کیونکہ اس کی سسٹر اور برداران لاء کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے کریٹیکل کنڈیشن میں ہسپتال میں ایڈمیٹ ہے۔۔۔فواد کے نام پر مقابل چہرے پہ آتی چمک کو دیکھتے وہ دھیمہ سا مسکرایا اور اسے آج نکاح نہ ہونے کی آگاہی دی

۔۔۔

ان کی سسٹر بھی ہے !!!

اسے بڑاان 'ان کہہ کر مخاطب کر رہی ہو اور ہماری باری پہ میڈم کے منہ سے آگ نکلتی ہے۔۔۔اسے فواد کا نام بار بار تمیز سے لیتا دیکھ معتصم بالکل سوتن کی طرح جلے بھنے انداز میں بولا۔۔۔۔

وہ اس کا فیوچر والا وہ ہے تبھی اسے عزت سے پکار رہی ہے تو کیا اسکا وہ ہے جو تجھے عزت دے۔۔۔حور کو آنکھیں سکیڑیں معتصم کو گھورتا دیکھ درید نے صاف اور الٹے الفاظوں میں اسے بات سمجھائی۔۔۔

تو ہم بھی تو اس کے وہ ہونگے ہماری عزت بھی فرض ہے اس جلی ہوئی براؤنی پہ ۔۔۔اس کے تپتے ہوئے چہرہ پہ نظریں ٹکائے وہ درید سے مخاطب ہوا۔۔۔

وہ کیا ہونگے آپ ؟۔۔۔۔ کمر پہ ہاتھ ٹیکائے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح معتصم کو گھورتی بولی۔اسے تو درید کی ہی بات سمجھ نہیں آئی تھی کجا کہ وہ اس کی سمجھتی جو کہ سیدھا ہی اس کے پلے نہیں پڑھتا تھا۔۔۔

دیور اور کیا ہونگے گندی ذہنیت والی چیونٹی۔۔۔۔وہ جانتا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آیا پھر بھی اس کے فیس ایکسپریشن دیکھنے کو کڑے تیور لیے بولا تو پل میں اس کی بات کا مطلب سمجھتی وہ جھجھکتی جھاگ کی طرح بیٹھی،پلکیں عارضوں پہ سایہ فگن ہوئی اور چہرے کی سرخی مزید بڑھی جو دور بیٹھے شخص نے کیمرے کی آنکھ سے باخوبی دیکھی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بیتی اس کی ہی غم گساری میں۔۔۔۔ جس کو بھی چارہ گر کیا ہم نے

سرد سنسان پڑے کوریڈور کی ویٹینگ بینچ پہ اس وقت بیٹھے نفوس ائی سی یو میں زندگی کی جنگ لڑتے شخص کے لیے دعا گو تھے۔بھابھی صبر کرے انشاءاللہ ہمارا بچہ بالکل صحتیاب ہو جائے گا۔۔۔زبیدہ مامی نے احد کی روتی ہوئی ماں کو خود سے لگاتے تسلی دی جو ہاتھ میں پکڑی تسبیح کے ساتھ ساتھ اپنے آنسوؤں پہ بھی ذکر الٰہی کر رہی تھی تاکہ وہ رب کرم کرتے ان کے جگر کے ٹکڑے کو شیفا یاب کر دے۔۔۔

انشاء'اللہ بس وہ ہی''آسرا ہے۔۔۔بھیگے گالوں کو صاف کرتی وہ کوئی شکوہ شکایت کیے بغیر صبر سے بولی۔اس وقت وہاں احد کی امی کے ساتھ زبید مامی اور حورے بیگم موجود تھیں جبکہ میرال کی مادر اور مہتاب مامی میرال کے پاس گئی تھیں کیونکہ اسے کچھ گھنٹے پہلے ہی وارڈ میں شیفٹ کیا گیا تھا۔۔

اور وہ آسرا کبھی اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑتا۔۔۔ان کی ہمت بندھتی یہ کہنے والی حورے بیگم تھی۔ان کی بات پہ تائید بھرا سر ہلاتے انھوں نے ایک ٹھنڈی سانس بھری جیسے بیٹے کے ساتھ ساتھ انھیں بھی آکسیجن کی کمی ہو رہی ہو۔۔۔

آپ کچھ کھالے بھابھی 'رات بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔۔ گھر سے لائے ناشتے کو جوں کا توں پڑھا دیکھ زبیدہ مامی نے احد کی امی کو کچھ کھانے کو کہا کیونکہ وہ کل سے بھوکی بیٹھی مسلسل اپنے بیٹے کی زندگی مانگ رہی تھی۔۔۔۔

نہیں مجھے صرف اپنے احد کو دیکھنا ہے تم بھائی صاحب والوں کو کہو نہ ایک دفعہ تو ملنے دے" مجھے """ میں ماں ہوں 'اسکی۔۔۔۔ سر نفی میں ہلاتی وہ احد کو ملنے کے لیے بضد ان سے بولتی آخر میں بے بسی سے رو پڑی۔ اولاد کا دکھ بہت بڑا ہوتا ہے پر ان کے لیے تو پہاڑ جیسا ہوتا ہے جن کی اکلوتی اولاد موت کے دُہانے پہ کھڑی زندگی اور موت کی منتظر ہو۔ اس وقت ایک ماں کی کیا حالت ہو رہی ہوتی ہے وہ ہم کبھی ایمیجن نہیں کر سکتے اور رب نہ کرے کہ کبھی زندگی میں وہ وقت کسی پہ بھی آئے۔۔۔

""""""""""""""""""""

ماما احد کہاں ہے ؟ وہ ٹھیک ہیں نہ ؟ مجھے ان سے ملنا ہے۔۔۔اپنی ماں کو اپنے سامنے آتا دیکھ وہ فورا احد کو لے کر سوالیہ ہوئی۔دل بہت بری طریقے سے دھڑک رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہوں۔۔۔

وہ ٹھیک ہیں چندا پر تم سے ابھی مل نہیں سکتا۔۔کمرے میں ادھر اودھر نظریں دوڑاتی مسز فاطم نے بیٹی کی حالت کے پیشِ نظر جھوٹ بولا۔۔۔

کیوں ؟اگر وہ ٹھیک ہیں تو مجھ سے کیوں نہیں مل سکتے ؟؟؟؟

جان وہ ٹھیک ہے پر پروپر نہیں کہ آ کر تم سے ملے 'انجریز تو اسے بھی ہوئی ہے نہ ۔۔۔اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے انھوں نے نرمی سے سمجھاتے کہا۔وہ بیٹی کے دل کی حالت سمجھ رہی تھی پر مجبور تھی کیونکہ میرال احد کو کبھی اس حال میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

اوکے وہ نہیں آسکتے "پر میں تو جاسکتی ہوں نہ "" آپ مجھے ویل چیئر پہ بیٹھا کر ان کے پاس لے جائے۔۔۔وہ ان کے مسئلے کا فورا سے حل نکلتی ہوئی بولی تاکہ اب کوئی انکار کی گنجائش نہ رہے۔اسے اس وقت صرف احد کو دیکھنا تھا صیح سلامت۔۔۔۔

میرال!!!!وہ بے بس ہوئی تھی اپنی بیٹی کے اگے۔۔۔

پھپھو پلیز آپ کہے"""نہ ماما کو'ایک بار صرف ایک بار"""""مجھے احد دیکھادے کہ وہ ٹھیک ہے آئے پرومس"پھر نہیں کہونگی بس میرے بے چین کو دل قرار آجائے کہ وہ ٹھیک ہے"پلیز ماما۔۔۔۔پاس بیٹھی مہتاب مامی کو دیکھتی وہ اس بار آنسوؤں کے ساتھ فریاد کرنے لگی کہ وہ اسے اس کے شوہر سے ملادے جبکہ آخر میں وہ اپنی ماں کے اگے ہاتھ جوڑتی سسکیوں سے رو پڑی۔۔۔

""""""""""""""""

خاموشی میں ڈوبے کمرے میں دوائیوں کی بو کے ساتھ کئی الگ الگ مشنیوں کی ہوتی خوفناک ٹک ٹک نے ماحول میں ایک عجیب سا ارتعش اور تناؤ پیدا کیا ہوا تھا۔بیڈ پہ مریضوں والا لباس زیب تن کیے مشنیوں میں جکڑا زخمی وجود لیے وہ احد مرزا تھا جس کے منہ پہ آکسیجن ماسک لگا ہوا تھا، گردن میں پلاستر اور ایک ہاتھ میں بلڈ کی ڈریپ لگی تھی جبکہ اور بھی دوسری مشنیں اس کے جسم کے ساتھ جڑی اسے نئی زندگی دینے کی تگ و تدو کر رہی تھیں۔۔۔

ہارٹ ریٹ مشین میں چلتی ہارٹ بیٹ کی رفتار یکدم اوپر نیچے ہوئی تو بیڈ پہ نیم مردہ حالت میں پڑھے شخص کی سانسوں کی ڈور بھی اوپر نیچے ہونے لگی اور وہ کھینچ کھینچ کے سانس بھرنے لگا جیسے ایسے کرنے سے اسے انتہائی تکلیف سے دوچار ہونا پڑھ رہا ہوں۔۔۔

ڈاکٹر'ڈاکٹر۔۔۔ہارٹ بیٹ کی مشین کے الرٹ ہونے کی ٹوں ٹوں کی آواز پہ ائی سی یو کی نرس بھاگتی ہوئی اندر ائی جب پیشنٹ کی بگڑتی حالت کو دیکھتے وہ الٹے پیر ڈاکٹر کو پکارتی باہر کو بھاگی۔پیچھے احد مرزا اب بھی یونہی کھینچ کھینچ سانس بھر رہا تھا جیسے وہ ان سانسوں کی ٹوٹتی مالا کو جوڑنے کی ایک آخری کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔

''''''''''''''''

پھو پھو کی جان رؤمت "احد بالکل 'ٹھیک ہیں۔۔۔اپنی لاڈلی بھتیجی کو اپنے شوہر سے ملنے کے لیے ماہی بے تاب کی طرح روتا دیکھ وہ تڑپ کے اگے بڑھتی اسے خود سے لگاتی تسلی آمیز لہجے میں بولی۔۔۔

نہیں ہے" وہ ٹھیک نہیں ہے"" میں جانتی ہوں آپ دونوں جھوٹ بول رہی ہے!!! احد ٹھیک نہیں ہے ماما پلیز مجھے ان کے پاس لے چلے پلیززززپھپو مجھے احد کے پاس جانا ہے""""""" انھیں ضرورت ہے میری!!!!!! پلیز' زماماح """۔۔۔۔ بہتی آنکھوں سے سر نفی میں ہلاتی وہ بچوں کی طرح ہچکیوں سے روتی مسلسل صرف احد سے ملنے کی منتیں کر رہی تھی پر وہ دونوں مجبور تھی اگر احد کو وہ اس حال میں دیکھ لیتی تو اس سے پہلے مر جاتی، مگر اب بھی تو وہ مر رہی تھی احد کے پاس جانے کو، اسے دیکھنے کو مگر اس سے پہلے وہ دونوں اسے کوئی تسلی یا حوصلہ دیتی وہ اپنے ہوش گنواتی ان کی بانہوں میں جھول گئی، خشک لبوں پہ احد کا نام تھا جو مکمل نہ ہو سکا تھا جبکہ دماغ ہر فکر سے آزاد ہوتا گھرے اندھیرے میں اترتا چل گیا بالکل ائی سی یو میں مردہ ہوتے وجود کی طرح۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس سے ہمارا نہ پھر کبھی رابطہ ہو گا۔۔۔ گر ہو گا تو بیچ زمین و آسماں کا فاصلہ ہو گا

داعی تیرے ساتھ تو وہ ہوا ہے """ وہ کیا کہتے ہے پنجابی میں۔۔۔ گود میں رکھے کشن پہ کہنیاں ٹکائے افسردہ سے بیٹھے داؤد کو دیکھتے فواد کی شرارت کی رگ پھڑکی پر جملہ یاد نہ آنے پہ وہ مرحا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے بولا

۔۔۔۔

ناتا تو تار ہے گیا اتے مکھا (مکھی) بے گیا"" ۔۔۔ موبائل میں گم ہوئی مرحا نے فواد کے پوچھنے پہ طنزیہ مسکان لبوں پہ سجائے کہاوت کا ستیاناس مارتے الفاظوں کو خاصا کھینچتے کہا مقصد مقابل کو زچ کرنا تھا۔۔۔

زیادہ پھیلو نہیں کڑوی بھنڈی ورنہ کاٹ کر پھینک دوں گا کوڑے دان میں ۔۔۔ اسے کوئی کچھ بھی کہے لیتا اس نے رسپونس نہیں دینا تھا پر مرحا کی باتوں کا جواب دینا اس نے خود پہ فرض کیا ہوا تھا۔۔۔

ہاتھ تو لگا کر دیکھاؤ' منہ نہ توڑ دیا تو کہنا۔۔۔۔ گنڈوں کی طرح آستین اوپر چڑھاتی وہ داؤد کی دھمکی پہ غصے سے گال پھولاتی بولی۔۔۔

ویسے تو اس معصوم پہ کیوں غصہ اتار رہا ہے جن پہ اتارنا چاہیے تھا ان کے سامنے تو کچھ بولا نہیں۔۔۔ فواد اسے مرحا سے لڑتا دیکھ شیطان کا کردار نبھائے اسے بڑوں کے خلاف بڑھکاتا بولا کہ کیوں انھوں نے آج ہونے والا نکاح کینسل کیا

۔۔۔۔

تو کیا کرتا لڑتا ان سے ؟؟؟؟

ہاں ڈٹ جاتا ان کے سامنے اور کہتا کہ آج ہی میرا نکاح کرے ورنہ میں تا عمر ہانیہ کے نام پہ بیٹھ کر گزر دونگا پر شادی نہیں کرونگا۔۔۔ مرحا کی طرف دیکھتے وہ اپنی مسکراہٹ چھپائے داؤد کو مخلصانہ مشوروں سے نواز رہا تھا جبکہ اس کی بات سنتے روحی نے اپنے لبوں پہ موبائل جمایا تا کہ وہ کدو اس کی اڈتی مسکراہٹ نہ دیکھ سکے۔۔۔

کمینے بند کر اپنے خوفناک مشورے میں کوئی بیوہ ہوں جو ہانیہ کے نام پہ عمر گزارونگا۔۔۔ وہ شاطر انسان اپنے دکھ میں بھی اس کی بات کا مطلب سمجھ گیا

تھا تبھی کڑے تیور لیے گود میں پڑے کشن کو اٹھا کر اس کی سمت اچھلتا بولا جسے وہ ہنستا بر وقت کیچ کر گیا۔۔۔۔

شکل تو تازہ تازہ ہوئی بیوہ کی طرح ہی بنائی ہوئی ہے۔۔۔ کشن کو پکڑے وہ ہنستے ہوئے اس کے بارہ بجے منہ پہ چوٹ کرتا بولا جو وہ ایسے بنائے گھوم رہا تھا جیسے کسی کے مرنے پہ آیا ہوں۔۔۔

ہاں تیری ہوئی ہوں بیوہ۔۔۔ وہ بھی تپتپے لہجے میں دو بدو بولا تو فواد نے بغیرتوں کی طرح ہنستے سینے پہ ہاتھ رکھا جیسے اس کی بات کو قبول کیا ہو۔۔

تو پھر جا کر سفید چادر اوڑھو بیگم، کیوں شوہر کو قبر میں لیٹر پڑوانے والے کام کر رہی ہوں !!!!

سالے تیری قبر پہ نہ چڑوادوں پھولوں کی چادر!!۔۔۔ داؤد آج اچھا خاصا تپا بیٹھا تھا جبھی فواد کو کھا جانے کو دوڑا پر وہ پھر بھی نون اسٹوپ اپنے حرامی پنے پہ اترا ہوا تھا۔۔

ہاں سیج پہ سجنے والے پھول ویسٹ کرنے سے بہتر ہے کسی کی قبر پہ چڑھادے شادی نہ سہی ثواب تو ملے گا تجھ جیسے گنہگار کو۔۔۔وہ اب بھی باز نہ آیا تھا جبکہ وہ اس لعنتی پہ دو حرف بھیجے مرحا کی سمت مڑا۔۔۔

اور تمہاری زیادہ بتیسی نکل رہی ہے!!!!۔۔۔اب وہ خونخوار تیور لیے اپنے ساتھ والے صوفے پہ براجمان مرحا کی طرف ہوا جو موبائل منہ پہ رکھے ہنس رہی تھی۔۔۔

ہاں کیونکہ تمہارا منہ ہی ایسا ہے کہ کومے میں گیا شخص بھی اٹھ کر پاگلوں کی طرح ہنسنے لگ پڑے!۔۔۔پیٹ پہ ہاتھ رکھتی وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوئی بولی کیونکہ داؤد سکندر کی حالت اور غصے کو دیکھ کر اسے اندر سے کمینی سی خوشی ہو رہی تھی۔۔۔

گائیز ایک بری خبر ہے؟۔۔۔ہاتھ میں پکڑے موبائل کو جیب میں اڑاستا حیدر ان تینوں کے قریب آتے بولا۔وہ ابھی سبین مامی کے کمرے سے آرہا تھا۔۔۔

اپنی شکل جیسی منحوس خبر نہ سننا پلیز۔۔۔مرحا اس کے چہرے پہ چھائی سنجیدگی کو کوفت سے دیکھتی نظریں موبائل اسکرین پہ جماتی بولی۔۔۔

!!!! احد بھائی کا انتقال ہو گیا

وہ جو موبائل میں آغا فارز کی نیو اپڈیٹ اسٹوری کو اوپن کرنے لگی تھی حیدر کی بات پہ بے یقین نظروں سے سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی جس کے چہرے پہ مذاق کا کوئی شعائبہ تک نہیں تھا!! اور ہوتا بھی کیسے کیا وہ اتنا گھٹیا اور سنگ دل مذاق کر سکتا تھا بھلا۔۔۔۔

واٹٹٹٹٹ!!!!!۔۔۔داؤد کی شاک سے بھری آواز اسے اپنے کانوں کے قریب سے ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔

کس کا فون آیا ہے۔۔۔اب سوال فواد کی طرف سے پوچھا گیا تھا۔یہ خبر سب کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں تھی۔۔۔۔

تایا جان کا۔۔۔اب حیدر کی آواز غم کی وجہ سے ہلکی پڑھ گئی تھی جبکہ اس کی ساکت نظریں موبائل اسکرین پہ جمی تھی جہاں آغا فارز کی کچھ دیر پہلے اپڈیٹ کی گئی اسٹوری چل رہی تھی۔جس میں وہ اور احد ایک ساتھ کھڑے تھے وہ احد اور میرال کے ولیمہ کی تھی جس کے نیچے کیپشن میں لکھا تھا 'میرے جگری اور عزیز دوست "احد مرزا" رضائے باری تعالٰی سے اپنی حقیقی منزل کو جا پہنچے"

آپ سب سے دعاؤں کی درخواست ہے' اس کی نم ہوتی نگاہیں احد کے زندگی سے بھرپور مسکراتے چہرے پہ ٹیکی تھی جب کانوں میں فواد کے لبوں سے ادا ہوتے الفاظ گونجے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ "

زندگی کے یہی ازلے ہیں

خواب مردہ بھی ہم نے پالے ہیں

تم ستاروں میں دیکھنا ہم کو

آسماں پہ چمکنے والے ہیں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اک گردنِ مخلوق، جو ہر حال میں غم ہے۔۔۔اک بازوئے قاتل ہے کہ خوں ریز بہت

شام کے گہرے سائے چاروں او ور پھیلنے لگے تھے ایسے میں ہر شے کی طرح مبین منزل بھی سیاہ چادر میں چھپنے لگی تھی۔احد کی موت کی خبر ہر کسی کے لیے کسی گہرے شاک سے کم نہ تھی۔ تمام بڑے ہسپتال میں موجود ان کے غم میں ان کا ساتھ دے رہیں تھے جبکہ احد کی والدہ اور میرال کا غم تو ایسا تھا کہ کسی کے کسی بھی قسم کے حوصلہ اور تسلی سے کم نہیں ہو سکتا تھا جہاں ان کا واحد اکلوتا آسرا انھیں جاتا بے آسرا کر گیا تھا وہی وہ اپنے پیچھے محض چار ماہ کی نئی نویلی دلہن چھوڑ گیا تھا جس کے تو ابھی اس کے ساتھ کے ارماں بھی صیح سے پورے نہیں ہوئے تھے۔جوان موت کا غم سبھی کو تھا مگر ان دو عورتوں کو زیادہ تھا جن کے سر پہ وہ اکلوتا محرم جاتے ہوئے انھیں کئی نامحرموں میں تنہا چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔

نماز جنازہ صبح ادا ہونی تھی اس لیے گھر کے تمام چھوٹے گھر میں ہی موجود تھے البتہ اپنے اپنے کمروں میں۔گھر کی فضا میں افسردگی سی چھائی ہوئی تھی جس میں ہر کوئی ایک دوسرے سے بات کرتا ہچکچا رہا تھا وہی مرحا احد کی موت پہ رو رو کے ہلکان ہو رہی تھی۔وہ ایسی ہی تھی کہ کسی غیر کی موت کا بھی سنتے رونے لگ جاتی تھی پر اب تو بات بہت قریبی تھی۔خواتین تو موجود نہیں تھی جو اسے بھلا

پھسلا لیتی اس لیے اسے چپ کروانے والا ذمہ آج تراب، حمزہ اور فواد کے سر تھا جنھوں نے بڑی محنت و مشقت سے مرحا یوسف کو چپ کروا کے سلایا تھا تاکہ وہ کچھ دیر سکون سے سو جائے۔۔۔۔

شرٹ لیس بھیگا بدن لیے وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے نم بالوں کو ترتیب دے رہا تھا جب اچانک کمرے کی گھمبیر خاموشی میں فون کی چھنگاڑتی ہوئی رنگ ٹون بجی جس پہ اس نے مڑ کر ایک سرسری سی نگاہ بیڈ پہ پڑے فون پہ ماری پر کچھ نہ نظر آنے پہ اس نے ہیر برش ٹیبل پہ رکھتے باڈی اسپرے اٹھائے خود پہ چڑھکا۔ فون مسلسل بج رہا تھا جیسے کال کرنے والا بھی اس ہی کی طرح ڈھیٹ ہو پر وہ مہا ڈھیٹ بنا اپنی تیاری میں مگن تھا۔۔۔

خود پہ بے دریغ پرفیوم استعمال کر لینے کے بعد وہ چلتا ہوا بیڈ کے نزدیک آیا اور ایک بار بند ہو کر دوبارہ بجتے فون کو اٹھائے اسکرین نظروں کے سامنے کی جہاں 'دی بھکڑ شاہ صاحب' کالنگ سنہرے الفظوں میں جگمگا رہا تھا۔۔۔

کیا ہے!!۔۔۔۔فون یس کر کے اس نے اسکرین چہرے کے اگے کرتے سپاٹ انداز میں پوچھا کیونکہ اس وقت وہ کافی اپ سیٹ تھا۔۔۔

نہ سلام نہ دعا سیدھا ہی "کیا ہے!! کاکے تمہارے گھر والوں نے تمہیں تمیز نہیں سکھائی۔۔۔ معتصم کی جگہ اسکرین پہ ابھرتے درید نے اسے شرم دلانے کو کہا۔ موبائل اسکرین پہ اس وقت پانچ خانے بنے ہوئے تھے ایک میں درید، ایک میں حارث اور معتصم، ایک میں اس کا بیزار سامنہ نظر آرہا تھا جبکہ ایک بالکل سیاہ تھا۔۔

یار اگر کوئی کام کی بات ہے تو کرو میرا موڈ نہیں ہے فضول بکواس میں پڑنے کا !!!!

موڈ کیوں خراب ہے 'کیا کچھ ہوا ہے۔۔۔۔اس کے چہرے پہ چھائی سرد سی سنجیدگی کو دیکھتے درید نے استفار کیا کیونکہ آغا فواد کبھی کبھی ہی اتنا سنجیدہ ہوتا تھا

۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔درید کے پوچھنے پہ اس سے پہلے وہ سیریس ہونے کی وجہ بتاتا پانچواں سیاہ خانہ روشن ہوا اور اس میں سویا سویا چہرہ لے کر آتی حور نے سلام کیا پر پھر اچانک اس کی آنکھیں مقابل کی بے باکی پہ پھٹی اور کیمرے پہ ہاتھ رکھتی وہ منظرِ عام سے غائب ہوئی۔۔۔

موڈ خراب ہونا ایک طرف پر بندہ شرٹ تو پہن ہی لیتا یہ کیا جون ابراہم کی طرح اپنی باڈی کی نمائش کرتا پھیر رہا ہے۔۔۔اس کے برہنہ چوڑے سینہ کو دیکھ کر حور کو غائب ہوتا دیکھ حارث آئیبر واچکائیں اسے تند ہی نظروں سے گھورتے بولا تو فواد نے نیچے سر جھکائے خود کو دیکھا۔۔۔

ہاں بھئی پہلے تو بھلے تو پینٹ وینٹ سب کچھ ہی لیس ہمارے سامنے آجاتا تھا" وی ڈونٹ مائینڈ پر اب ہمارے گروپ میں ایک عدد شرمیلی پلس زہریلی براؤنی بھی ہے جس سے تیرا پردہ کرنا فرض ہے بروجب تک براؤنی تیرا ہوم کیک نہیں بن جاتی۔۔۔۔تکیے کو سینے کے نیچے رکھ کر نیم دارز وہ سنجیدہ چہرہ لیے غیر سنجید گی سے بات کرتا فواد کو شرم ولحاظ سیکھا رہا تھا جس کی خود کی باتیں معنی خیزی سے بھرپور تھی۔۔۔

معتصم اتنی بغیرتی بہت ہیں آج کے لیے" آئے ہوپ فادی تیری ساری باتوں کو تاعمر یاد رکھیں گے۔۔۔ویڈیو کال پہ حور کی موجودگی کے باوجود اسے کمینہ پروفیسر بنا دیکھا دریدہ دانت پہ دانت چڑھائے بولا جبکہ حارث کا دل چاہا اس پروفیسر کی گردن دبوچ لے۔۔۔

ہاں میری یہ باتیں اپنے پلو سے "بلکہ نہیں تیرے پاس تو کوئی پلو ہی نہیں ہے اس لیے میری یہ باتیں اپنے ٹراؤزر کے ناڑے سے باندھ لے "پر زیادہ ٹائٹ نہیں باندھنا یہ نہ ہو کہ ایمرجنسی کے وقت کھلے ہی نہ۔۔۔۔نہ جانے آج معتصم صاحب میں کونسی بے شرم آتما گھسی بیٹھی تھی جو وہ ایک لڑکی کی موجودگی کے باوجود ایسی باتیں کر رہا تھا۔۔۔

معتصم تو کیوں چاہتا ہے کہ میں جھاڑو پر و میکس لیے تیرے کمرے میں آؤں ۔۔۔بیچاری حور کو سرے سے ہی کال کاٹ کر غائب ہوتا دیکھ حارث معتصم کی ڈھٹائی پہ بھینچے جبڑے لیے بولا (ایک ہوتا ہیں کھجور کا جھاڑو جو کہ عام ہوتا ہے ایک ہوتا ہے فلور اسکرابر جو کہ حارث کا جھاڑو پر و میکس ہے)۔۔۔

دفعہ ہو میری سیکھایا والی باتیں تو تم لوگوں کو ویسے ہی بری لگتی ہے "خوامخواہ ہی میری مووی خراب کی چلو بھاگو یہاں سے۔۔۔حارث کی دھمکی پہ وہ منہ کے الٹے سیدھے زوائے بناتا چڑتے ہوئے بولتا کال کاٹ گیا۔اب کال پہ پانچ خانوں کے بجائے تین موجود تھے۔۔۔

توبتا کیا ہوا ہے ؟۔۔۔معتصم کے جاتے درید ایک بار پھر اس سے سوالیہ ہوا

۔۔۔۔

پہلے تم لوگ رج کے بیغیرتی کرو"میرے پاس توٹائم ہی ٹائم ہے ہم بعد میں بات کر لے گے۔۔۔۔ایک ان کی فضول تکرار اور دوسری حور کے سامنے ہوتی معتصم کی لوفرانہ باتوں سے وہ اچھا خاصا زچ ہو گیا تھا۔۔۔

چل چھوڑ نہ جانی تو بتا"احد بھائی والے ٹھیک ہیں۔۔۔۔اس کے موڈ کو فریش کرنے کو حارث اسے چیئر اپ کرتا ان کے متعلق پوچھنے لگا جن کی وجہ سے آج وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہوا ہوا تھا۔۔۔

احد بھائی کی ڈیتھ ہو گی !۔۔۔گہرہ سانس بھرتے اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بتایا۔۔۔

واٹ کب"کیا زیادہ سیریس ہو گئی تھی طبعیت۔۔۔۔۔ان دونوں نے شاک کے عالم میں آگے پیچھے سوالات کیے تو وہ بیڈ پہ بیٹھتا افسردہ سا لہجا لیے ان کے سوالوں کے جواب دینے لگا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آج تو جیسے دن کے ساتھ دل بھی غروب ہو گیا۔۔۔شام کی چائے بھی گی موت کے ڈر کے ساتھ ساتھ

گہری اندھیری رات نے ہر چیز اپنے عقب میں چھپا رکھی تھی۔ٹھنڈی ہوائیں درختوں کے پتوں کو چھو کر گزرتی عالمِ خوماشاں میں ایک عجیب سی سنسناہٹ پیدا کر رہی تھی۔سنسنان سیاہ رات میں گو نجتی جھینگر کی آوازوں سے غافل تمام نوحِ انسانی بستروں میں دبکے موت کے مترادف نیند پوری کر رہیں تھے جبکہ ان میں کچھ ایسے تھے جو گرم بستر کو چھوڑے اٹھ کر اپنے رب کے اگے سجدہ ریز اپنے سچے عاشق ہونے کی گواہی دے رہیں تھے۔ان جاگنے والے لوگوں میں آج وہ بھی شمار تھی جسے نماز کی فکر نے نہیں بلکہ موت کے ڈر نے جگائے رکھا تھا۔خاموش ساکت نظریں ایک نقطے پہ ٹیکائے وہ ٹھوڑی تک لحاف میں چھپی ہوئی ناجانے کس سے ڈر رہی تھی؟؟؟؟شاید موت سے!!!ہاں وہ نادان پری موت

جیسی اٹل حقیقت سے ڈر رہی تھی جو ہر حال میں اکے رہنی تھی پر ہر انسان کی طرح وہ بھی اس حقیقت سے خوف کھاتی پوری رات کی جاگ رہی تھی جیسے اگر آنکھیں بند کی تو کبھی کھول نہ پائے گئی اور یہ ہی خوف وحراس اس کی ننھی جان کو ختم کرنے کے درپہ تھا۔اب اس کا خوف گو ہر اندھیرے اور تنہائی میں ڈوبے کمرے میں رفتہ رفتہ مزید بڑھنے لگا تھا۔

اس نے دھندلاتی نگاہوں سے ایک نظر دیوار گیر گھڑی کو دیکھا جو چار بج کے پندرہ منٹ دیکھا رہی تھی ابھی فجر کا ٹائم نہیں ہوا تھا اور نہ وہ حورے بیگم کے کمرے میں چلی جاتی پر وہ تو گھر موجود ہی نہیں تھی یہ سوچتے ہی اس نے ہتھیلی سے اپنی آنکھیں مسلی جب اچانک ذہن میں جھماکا سا ہوا اور وہ خوف کو بالا طاق رکھتی فوراً سے اٹھ بیٹھی وہ جانتی تھی جہاں اس ٹائم گھر میں سب ہی سو رہیں تھے وہی ایک وجود ایسا بھی تھا جو اٹھ کر نمازِ تہجد ادا کر رہا ہوں گا۔اس کا خیال آتے ہی وہ بیڈ سے اٹھی اور پاؤں میں سلیپرز ڈالے جھٹ سے اس اندھیرے اور خوف میں گھیری جیل سے باہر بھاگی۔۔۔۔

وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَلَوۡلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الۡعَذَابُ ؕ وَلَيَاۡتِيَنَّهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ (اور تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا اور ضرور ان پر اچانک عذاب آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی) وہ اپنے کمرے کے ساتھ بنے تیسرے کمرے کے نزدیک آئی تو نیم اندھیرے میں ڈوبے کوریڈور میں کمرے کے اندر سے آتی تلاوتِ قرآن کی خوبصورت آواز گونج رہی تھی۔ آواز میں ایک عجیب سا سحر تھا کہ نوک کرنے کو اٹھایا گیا اس کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہے گیا اور وہ خاموش نظروں سے بند دروازے کو تکنے لگی۔۔۔

يَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ۙ (تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے) آواز ایک طلسم لیے ہوئی تھی جو سامنے والے کو مکڑی کے جالے کی طرح اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی پر اس کے اندر بیٹھا شیطان (نفس) عبادت خداوندی میں مشغول انسان کو سیدھی راہ سے بھٹکانے کو جاگا اور نا چاہتے ہوئے بھی دروازے کھٹکھٹانے کو اٹھائے گے ہاتھ سے وہ دروازہ نوک کر گئی۔ اکثر وہ کام جو ہم نہیں

کرنا چاہتے پر پھر بھی کر جاتے ہے کیوں کیونکہ ہمارا سب سے بڑا دشمن ہمارا نفس ہمیں ایسا کرنے پہ مجبور کرتا ہے ایسا ہی کچھ مرحا کے ساتھ ہوا تھا کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اندر موجود شخص کی عبادت میں رکاوٹ بن گئی اور اس کے نوک پہ اندر سے آتی ترنم بھری خوبصورت آواز یخلت رکی۔

نورِ جاں!!!۔۔۔۔ حمزہ نے جیسے ہی دروازہ کھولا اپنے سامنے کھڑی مرحا کو دیکھتے چونکا جو کہ نائٹ ڈریس میں جگی جگی آنکھیں لیے سامنے والے کو اجیبی سی لگی تھی مگر وہ بغیر کچھ کہے اپنے ڈر سے پیچھا چھڑوانے کی خاطر اس گھنے دار درخت کے آغوش میں آئی جس نے فوراً اسے خود میں چھپایا تھا۔۔۔

کیا بات ہے زندگی اس وقت آپ کیوں جاگ رہی ہوں؟؟؟ آپ بھائی کو پریشان کر رہی ہے پرنسس 'بتائے کیا ہوا ہے " کیا آپ سوتے میں ڈر گئی ہیں؟ ۔۔۔ خود سے لگی مرحا کے پیار سے بال سہلاتے وہ فکر آمیز لہجا لیے سوالیہ ہوا کیونکہ پہلے وہ کبھی ایسے اور اس وقت اس کے کمرے میں نہیں آئی تھی بلکہ وہ تو سوتی ہی بے فکری کی نیند تھی کہ اسے اٹھنا وبال ہو جاتا تھا حورے بیگم کے لیے

۔۔۔۔

ہمیں ڈر لگ رہا ہیں۔۔۔۔ رندھا لہجا لیے وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے بولی جیسے اس کے ہوتے اسے کوئی کچھ بھی نہیں کہہ پائے گا۔۔۔۔

کس سے ڈر رہا ہے میرا بہادر بچہ ؟؟؟؟

موت سے '۔۔۔۔ جواب برخاستہ آیا تھا کہ ایک پل کو وہ بھی بے یقین رہ گیا تھا کیونکہ حمزہ کو اس سے ایسے جواب کی توقع نہیں تھی پر پھر فوراً اس کے ڈر کی وجہ سے نورمل تاثرارت لیے بولا تا کہ اس کا ڈر زائعل ہو سکے۔۔۔۔

!!!! موت سے کیسے ڈرنا جان وہ تو برحق ہے

بھیا""ہہہ 'ہم مم "مرنا نہیں "چاہتے اا' احد بھا"""۔۔۔۔ حمزہ کی بات نے اسکا ڈر خاتم کرنے کے بجائے مزید بڑھا دیا تبھی آنکھوں کو لبالب پانی سے بھرتی وہ اوپر کی سمت منہ اٹھائے روتی ہوئی اس سے مخاطب ہوئی جیسے اسے اپنے بھیا پہ یقین ہو کے کہ وہ موت سے اسے بچالے گا۔۔۔۔

ششششش """"""میری جان ایسی باتیں نہیں کرتے اور خبردار آئندہ اس طرح کی بات اپنے دماغ میں لائی تو۔۔۔۔ دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھامتے وہ اس کی پلکیں پونچھتا پیار بھری ڈانٹ پلاتا بولا۔۔۔۔

خدا میری عمر بھی میری نورِ زندگی کو لگا دے""""۔۔۔۔اس کے نم گالوں پہ بکھرے آنسو صاف کرتے وہ محبت سے گوندھے لہجے میں اس کی پیشانی چومتا بولا تو وہ ہچکی بھرتی واپس اس کی پہنا میں چھپی۔۔۔۔

ڈونٹ بی آفئیرڈ' بھیا ہے نہ یہاں"آؤ ریسٹ کرو۔۔۔۔۔اسے پھر خود میں چھپتا دیکھ وہ اس کے سر پہ لب رکھتا اسے اپنے ہونے کا احساس دلائے بولا اور اسے یونہی خود سے لگائے بیڈ کے قریب لاتے لیٹنے کا اشارہ کیا تو وہ آنکھوں کو رگڑتی بیڈ کے اس ہی سائیڈ پہ لیٹی جہاں سے کچھ دیر پہلے حمزہ اٹھا تھا۔۔۔۔

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے بھیا یہی آپ کے پاس ہے اوکے۔۔۔۔۔۔اس پہ لحاف درست کرتے وہ اس کی آنکھوں میں پھیلاتے خوف کو دیکھتے اسے ریلیکس کرنے کو اس کا گال تھپتھپاتا بولا۔۔۔۔

آپ میری زندگی کا قیمتی اثاثہ ہو جسے کھونے کا خسارہ میں کبھی برداشت نہیں کر سکتا یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا گڑیا۔۔۔۔ایک بار پھر جھک کر اس کی صبیحہ پیشانی چومتے وہ اسے باوار کروا رہا تھا کہ مرحا یوسف حمزہ یوسف کی زندگی میں کیا مقام رکھتی ہے۔۔۔۔

ناؤ کلوز یور آئیز اینڈ ریسائیٹ آیۃ الکرسی """۔۔۔۔دھیرے سے اس کی آنکھیں بند کرتے اس نے اسے آیۃ الکرسی پڑھنے کا کہا اور خود اٹھ کر واپس صوفے کی جانب آیا جہاں مرحا کے آنے سے پہلے بیٹھا وہ تلاوت محو تھا۔قرآن پاک کو آنکھوں سے لگاتے اس نے چھوڑے گے صحفہ کو کھولتے ایک بار پھر سے وہی تلاوت جاری کی جہاں سے چھوڑی تھی۔۔۔

۔یَوْمَ یَغْشٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ط (جس دن عذاب انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ڈھانپ لے گا اور (اللہ) فرمائے گا: اپنے اعمال کا مزہ چکھو) ایک بار پھر اس ہی فسوں سے اس نے سورہ العنکبوت کی تلاوت شروع کی تھی مگر پہلے کی طرح اسے سننے والوں میں اس بار ایک انسانی وجود بھی شامل تھا جو یوں تو آنکھیں بند کیے پڑا تھا پر رب جانتا تھا کہ اس کے دل کی آنکھیں کھلی ہوئی تھی۔۔۔

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ (اے میرے مومن بندو! بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو) کلُّ

نف ؚ سٍ ذآیقتہُ ال ؚ موُتِ ثُمَّ اِلَی ؚ ناترُ ؚ جعُو ؚ نَ (ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف تم پھیرے جاؤ گے) وہ تو عشق و محبت میں گم اپنے رب کی آیتوں کو دہرا رہا تھا مگر بستر میں چھپا وہ وجود ان آیتیوں کے ترجمعہ کو سنتے پتھر ہوا تھا جیسے روح وجود سے پرواز کر چکی ہوں بس ساکت آنکھوں کے نم ہوتے گوشے اس بات کی گواہی دے رہیں تھے کہ وہ مردہ وجود سانسیں بھر رہا ہے۔۔

وَالذیٖ ؚ نَ اٰمَنُ ؚ وِ ؚ او عَمِلوُاا الصّٰلِحٰتِ لَنبوَ ؚ ئَنّٰھُم ؚ مِّنَ ال ؚ جنَّتہِ غُ رَفاً تجَرِی ؚ مِن ؚ تحَ ؚ تِھاالا نھرُ خٰلدی ؚ نَ فِی ؚ ھا ؕ نِعم اَج ؚ رُ ال ؚ عمٰلِ ؚ نَ (اور بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ضرور ہم انہیں جنت کے بالاخانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہو گی ہمیشہ ان میں رہیں گے، عمل کرنے والوں کیلئے کیا ہی اچھا اجر ہے) حمزہ کی تلاوت یونہی وسوق سے جارہی تھی تو وہی دوسری طرف دل میں اٹھتا درد اور آنکھوں سے بہتا پانی بھی یونہی رواں تھا!!! شاید یہ آنسوؤں دل پہ جمی میل صاف کرنے کا ذریعہ بن رہیں تھے۔۔۔

قرآنی آیتیں لکھتے وقت مجھ سے کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا زیر، زبر پیش) میں کوتاہی ہوگی ہو تو میں اپنے رب سے دعا گو ہوں کے میری غلطیوں کو میری کم عقلی سمجھ کے معاف فرما کے میرے لکھنے کے سبب کو دوسروں تک با آسانی پہنچائے" آمین)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ موقع ملاقات کا شاید دوبارہ نہ ہو۔۔۔ شاید میں دوبارہ نہ ہوں، شاید تم دوبارہ نہ ہو

آج کی صبح سوگوار سی طلوع ہوئی تھی۔ سورج کی کرنیں بھی آج روز کے برعکس مدھم تھی جیسے سورج بھی فاطم ہاؤس پہ گزری قیامت پہ اشک بار ہو۔ وہ سونی نظریں ونڈو سے باہر چلتے پیڑ پودوں پہ ٹکائے بیٹھی تھی جو کہ ان کی تیز رفتار گاڑی کے ساتھ دوڑ رہیں تھے پر صرف اسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ پیڑ پودے اس

کے ہمقدم ہیں جبکہ اصل حقیقت میں وہ جاندار اپنی جگہ پہ ہی کھڑے تھے بس وہ گزر رہیں تھے بالکل زندگی کی طرح۔

موسم سہانہ تھا ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھی پر گاڑی میں بیٹھے نفوسوں کے لیے وہ موسم بھی گھٹن لیے ہوئے تھا، ٹھنڈی ہواؤں میں ایک پراسرار سی خاموشی تھی

۔۔۔

روحی۔۔۔اسے یکاٹک نظریں باہر دوڑتے منظر پہ ٹکائے بیٹھا دیکھ ساتھ بیٹھے تراب نے نرمی سے اس کے سر میں ہاتھ پھیرتے اسے پکارا تو وہ ہوش میں آتی سیدھی ہو کر بیٹھتی اسے خاموش نظروں سے دیکھنے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پلکوں کی باڑ پہ ننھے منھے قطرے چمکنے لگے۔۔۔

کیا ہو گیا چندا" ایک نہ ایک دن تو ہر انسان کو ہی اپنے اصل کی طرف لوٹنا ہے ۔۔۔ صبح کی طرح اسے ایک بار پھر احد کی ناگہانی موت کے لیے روتا دیکھ وہ بے چارگی سے اسے خود سے لگائے زندگی کی ایک تلخ حقیقت بیان کرتا بولا جس سے کوئی بھی انحراف نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

بب' بھیاان ''ان کی تواا'' ابھی شادی 'ہوئی تھ' تھی۔۔۔۔اس کی شرٹ کو موٹھی میں جکڑتے وہ ہچکیوں سے بولی آنسوؤں میں روانی آئی تھی جبکہ اس کے آنسوؤں اپنے سینے میں جذب کرتے تراب نے سختی سے آنکھیں میچی۔اپنی ماں کے بعد یہ پہلی صنفِ نازک تھی جس کے آنسوؤں تراب سکندر کو تیزاب کی صورت میں اپنے دل پہ گرتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔۔۔

میرے بچے موت کی ایک یہ ہی بات اچھی اور بری ہے کہ نہ وہ کوئی امیر غریب دیکھتی نہ کوئی چھوٹا بڑا وہ سب کو ایک جیسی آتی ہیں'' وہ بابا بلھے شاہ کا ایک شعر ہے نہ کہ : نیند نہ ویکھے بسترا، تے بھک نہ ویکھے ماس موت نہ ویکھے عمر نوں، تے عشق نہ ویکھے ذات ڈرائیونگ کرتے حمزہ نے فرنٹ مرر سے تراب کے ساتھ لگ کر روتی مرحا کو دیکھتے نرم انداز لیے سمجھانا چاہا پر اس کے رونے میں ذرا برابر کمی نہیں آئی تھی۔وہ نرم معصوم دل رکھنے والی لڑکی رو رو کر خود کو تو جو ہلکان کر رہی تھی ساتھ ان چاروں کو بھی پریشان کر رہی تھی۔۔۔

بھنڈی یار اب رونا بند بھی کرو'' ورنہ گاڑی سے نیچے پھینک دوں گا۔۔۔گاڑی میں گونجتی اس کی ہچکیاں کو سنتے وہ مرحا یوسف سے دشمنی کا دعوی کرنے والا

شخص موم کی طرح پگھلا۔ چڑیا جتنی اس کی جان تھی اگر وہ یوں رو کر اسے بھی ضائع کر دیتی تو پھر داؤد سکندر کے ساتھ کیسے لڑتی۔۔۔

اور نہیں تو کیا بھنڈی ذرا اپنی آنکھیں دیکھو رو رو کر ایسے سوجی ہوئی ہے جیسے شہد کی مکھی نے پپی لی ہو" اور ڈرک سرکل تو بالکل ایسے بنے ہیں جیسے داؤد کے بنتے ہے تایا جان سے مار کھانے کے بعد۔۔۔ تراب کے پہلو میں بیٹھے حیدر نے اسے چپ کروانے کا صیح طریقہ ڈھونڈھا تھا کیونکہ سب جانتے تھے کہ وہ اپنی بیوٹی کو لے کر کس قدر کونشئیس تھی۔۔۔

سچی بھیا" ہماری آنکھیں سوج گئ ہے۔۔۔ حیدر کا تیر سیدھا نشانے پہ لگا تھا اور وہ رونا چھوڑے فوراً سے سر اٹھا کر تراب کی طرف دیکھتی بولی کیونکہ جب تک حمزہ یا تراب نے تصدیق نہیں کر دینی تھی وہ اس جھوٹوں کے سردار حیدر فرقان کی بات پہ کبھی یقین نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ جبکہ اس کی روئی روئی نم اور ہلکی سرخ گرے رنگ آنکھوں میں جھانکتے تراب سکندر کھویا۔ ان آنکھوں کا منظر کچھ یوں تھا۔ جیسے نیلے سمندر کے گرد پھیلی سبز گھاس پہ اڑتی سپنوں اور امیدوں کی کرنوں سے مزین رنگ برنگی تتلیاں دیکھنے والے کو اپنے سحر میں جکڑتی ہیں

ویسے ہی ایک جادو تھا ان گرے نگینوں میں جس سے با مشکل خود کو آزاد

"" کروائے وہ حیدر کی بات سچ کرتے بولا

بہت زیادہ۔۔۔۔

اوکے اب "ہہہ 'ہم نہیں رو رہیں "پر ہمیں بار بار "خود ہی رونا آرہا' ہے۔۔۔۔

اپنی آنکھوں کو سختی سے رگڑتی وہ پھر بے بسی سی نم لہجا لیے بولی جبکہ اسے بے دردی سے اپنے آنسوؤں صاف کرتا دیکھ تراب اس کے ہاتھوں کو ہٹائے خود نرمی سے اس کے نم گال صاف کرنے لگا جسے فرنٹ مرر سے دیکھتا حمزہ مسکرایا"

تراب اس کی نورِ جاں کے لیے ایک اچھا اور پیار کرنے والا ہمسفر ثابت ہوتا گر وہ نکاح کرنے کو راضی ہو جاتی تو۔۔۔۔

آپ احد بھائی کے لیے دُعائے مغفرت کرے انھیں ہمارے آنسوؤں کی نہیں بلکہ ہماری دُعاؤں کی ضرورت ہیں۔۔۔۔ موڑ کاٹتے حمزہ نے اس کی بچوں جیسی معصومیت سے کہنے پہ پیار سے سمجھایا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی تراب کے کندھے سے سر ٹیکا گئی جس پہ ان چاروں نے ایک سکون بھری سانس خارج کی اسے روتی کو چپ کروانا بہت بڑا محاذ ہوتا تھا جسے وہ چاروں سر کر ہی گئے تھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کوئی خاموش ہو جائے تو ہم تڑپ جاتے ہے فراز۔۔۔ ہم خاموش ہوئے تو کسی نے حال تک نہ پوچھا !

تراب والے آئے نہیں ابھی تک۔۔۔۔ سفید کالف لگے سوٹ پہ اپنی سنجیدگی سے بھرپور وجاہت لیے وہ اس وقت مردوں میں کھڑے تھے جب پیچھے کمر پہ ہاتھ باندھے آغا صاحب نے ان کے نزدیک آتے پوچھا۔۔۔
جی بس پہنچنے والے ہیں۔۔۔ پاس کھڑے مردوں سے اسکیوز کیے وہ ان کی طرف مڑتے چوڑی کلائی کی زینت بنی گھڑی پہ ایک نظر مارتے بولے۔ فواد رات کو ہی پہنچ گیا تھا درید کے ساتھ جبکہ باقی وہ سب صبح نکلے تھے کیونکہ نمازِ جنازہ ظہر کی نماز کے بعد رکھا گیا تھا۔۔۔

ہمممم "فواد کہاں ہے ؟۔۔۔ ہنکارا بھرتے انہوں نے ایک نظر وسیع لان میں جگہ جگہ کھڑے مردوں میں فواد کو تلاشتے پوچھا۔۔۔۔۔

وہ ماموں والوں کے ساتھ قبرستان گیا ہے "۔۔۔۔ گیٹ کے پاس آ کر رکتی گاڑی پہ نظر ٹیکائے وہ آغا صاحب سے گویا ہوئے۔ دروازے کے قریب رکتی گاڑی کا پچھلا اور اگلا دروازہ ساتھ کھلا تھا۔ جس کے پیچھے سے حیدر جبکہ آگے سے داؤد اترا تھا۔ دوسری سائیڈ سے پہلے مرحا اور اس کے ساتھ تراب نکلا تو اگے بیٹھے حمزہ نے اگے گاڑی بڑھائی تا کہ پارک کر سکے۔۔۔

اسلام وعلیکم۔۔۔۔ لان میں کھڑے آغا فارذ اور آغا صاحب کے قریب آتے سب نے مشترکہ سلام کیا جبکہ لاڈلی ان کے سینے سے لگی تو اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے وہ کڑے تیور لیے ان دونوں کی طرف مڑتے بولے جس سے ان دونوں کا دور دور تک کوئی لینا دینا نہیں تھا۔

!!!! گڑیا کیوں روئی ہے 'کیا کیا ہے تم دونوں نے

بھیا لازم تو نہیں ہے کہ ہر دفعہ اس بھنڈی کے رونے کے پیچھے ہم دو ہی معصوم ہوں۔۔۔۔ آغا فارذ کو خود کی جانب شکی نظروں سے گھورتا دیکھ وہ جالی

معصومیت منہ پہ سجائے بولا تو حیدر نے بھی افسردگی سے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

کیا ہوا میرے بچے کو ہاں"۔۔۔۔۔اپنے سینے سے لگی اپنے کینڈم کی شہزادی کو بانہوں میں بھرے آغا صاحب اس کے چہرے کے قریب جھکتے محبت سے اس کی پیشانی کو چومتے اس سے سوالیہ ہوئے تھے تو وہ محض ناں میں سر ہلاتی ان سے یونہی لگی رہی۔۔۔

گڑیا آپ جاؤ ماما والوں کے پاس" حیدر جاؤ بہن کو چھوڑ کر آؤ اندر۔۔۔۔ان دونوں کو اس کے لیے فکر مند ہوتا دیکھ تراب اسے اندر جانے کا کہتا ساتھ حیدر سے مخاطب ہوا تو وہ ایک نظر خود کو گہری نظروں سے تکتے آغا فارز کو دیکھتی تراب کے کہنے پہ حیدر کی تقلید میں گھر کی اندرونی عمارت کی طرف بڑھی

۔۔۔۔

احد بھائی کا جب سے سنا ہے یونہی وقفہ وقفہ سے روئی جا رہی ہے۔۔۔۔اپنے چہرے پہ ٹیکی دو لوگوں کی سوالیہ نظروں کے جواب میں وہ اس کے رونے کے پیچھے چھپا سبب بتاتا بولا۔۔۔۔

اسلام و علیکم ماموں"۔۔۔گاڑی پارک کر کے وہ جیسے ہی اندر آیا سامنے ہی اسے وہ تینوں کھڑے نظر آئے جن کے قریب آتے حمزہ نے پہلے آغا صاحب کو سلام کیا پھر آغا فارذ سے بغلگیر ہوتے ملا۔۔۔

وعلیکم السلام برخودار"تم لوگ پانی وغیرہ پی لو کچھ دیر میں آذان ہونے والی ہے پھر نمازِ جنازہ کے لیے چلنا ہے۔۔۔حمزہ کے سلام کا جواب دیتے وہ تراب کا شانہ تھپکتے بولے تو وہ سر ہلاتے آغا فارذ کے ساتھ مہمان خانے کی سمت بڑھے

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہے مختصر کہانی میری اس بڑی سی دنیا میں۔۔۔میرے بعد میرا ذکر شاید دوبارہ نہ ہو

وہ حیدر کے ساتھ سنگ مرمر سے بنے کشادہ ویل فرنیشڈ لاونج میں آئی جہاں پہلے کی طرح صوفے اور میز کی بجائے سفید دبیز قالین بچھے ہوئے۔ سفید ماربل سے بنا فاطم ہاؤس خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھا پر اس وقت وہ خوبصورتی اگربتی کے دھواں کے ساتھ فضا میں تحویل ہوتی سرد سی سوگوارایت چاروں جانب پھیلا رہی تھی۔ لاونج کے ایک جانب عورتیں بیٹھی سپارے پڑھ رہی تھی تو دوسری طرف گھر اور عزیز رشتہ دار خواتین جنازہ کے قریب بیٹھ کر روتی میرال اور احد کی والدہ کو تسلیاں دیتی چپ کروا رہی تھی۔۔۔

وہ رہی امی ان کے پاس جاؤ" اور خبردار اگر تم روئی بلکہ میرال آپی اور احد بھائی کی امی کو حوصلہ دینا۔۔۔ احد کی والدہ کے قریب بیٹھی سبین مامی کی طرف اشارہ کر کے جانے کا کہتے اس نے آخر میں اسے نہ رونے کی ورانگ دئے ان کے غم میں شریک ہونے کا مشورہ دیا جن کا غم بانٹنے سے بھی کم نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

حیدر کی بات پہ سر اثبات میں ہلاتی وہ سبین مامی کی طرف بڑھی۔ مہتاب مامی میرال کو چپ کروا رہی تھی زبیدہ مامی احد کی والدہ کے نزدیک بیٹھی تھی جبکہ حورے بیگم سپارہ پڑنے والی خواتین میں بیٹھی سپارہ پڑھ رہی تھی۔۔

۔مامی"۔۔۔دھیرے سے ان کے نزدیک بیٹھتے اس نے نظریں احد کی امی پہ ٹیکائے مدھم سی آواز میں انھیں پکارا تو سبین مامی نے چونکتے ہوئے سر ترچھا کیے اپنے برابر میں دیکھا جہاں ہلکے فروزی رنگ کا سوٹ پہنے سر پہ ذرا سا ڈوپٹہ اوڑھے بجھا بجھا چہرہ لیے مرحا بیٹھی تھی۔۔۔

اپ کب آئی"۔۔۔اسے اپنے بازو کے حصار میں لیے انھوں نے پیار سے اس کے چہرے پہ آئے بالوں کو سائیڈ پہ کرتے پوچھا پر ان کی بات وہ سن ہی نہ سکی کیونکہ اس کی نظریں تو اس عمر دار زعورت کے چہرے پہ ٹیکی تھی جس کے رونے کی وجہ سے آنکھوں کے نیچے گڑھے پڑنے لگے تھے اور سماعتیں ان لفظوں پہ ٹیکی تھی جو ان کانپتے لبوں سے ادا ہو رہیں تھے۔۔۔۔

احد""""امی کی جان"امی کا شہزادہ بیٹا اٹھو نہ 'کیوں یہ سفید"لباس زیب تن کک"کیے سو گیے ہو""ماں کے فر'فرمانبر دار بیٹے""امی کی بات کک"کیوں نہیں مم'مان رہیں!!!!ابھی تو"تمہاری ڈھیر"ساری خوشیاں دد'دیکھنی تھی ان"ضعیف آنکھوں نے'تم یہ کیا دیکھ"دیکھا رہیں ہو ماں کو!!!کفن میں لپیٹے نورانی چہرے پہ پیار سے ہاتھ پھیرتی وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی اور

ہوتی بھی کیسے جس کا اکلوتا وراث، جس کا زندگی جینا کے واحد سہارہ یوں بے آسرار کر جائے وہ پھر ہوش میں رہ سکتی ہے کیا۔۔۔۔

" دیکھنے سی شگن میرے

""""" بیٹے خواب تیرا رہے گیا ادھورا

تیری رضا میں راضی میرے مالک """""۔۔۔۔۔بیٹے کی میت سے نظریں ہٹائے وہ چہرہ آسماں کی سمت اوپر کرتی بولی تو اس نے بھی ان کو دیکھتے چہرہ اوپر کو اٹھایا پر اسے تو وہاں صرف چھت کے ساتھ لٹکتے فانوس نظر آئے تو پھر وہ کس سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔۔

روحی !!!!!۔۔۔۔اسے اوپر چھت کی طرف متلاشی نظروں سے کچھ ڈھونڈتا دیکھ سبین مامی نے پکارا تو اس نے نیچی گردن کیے پہلے مامی کی طرف دیکھا اور پھر احد کی والدہ کی طرف جو آنکھوں میں حسرت بھری نمی لیے اپنے بیٹے کا آخری دیدار کر رہی تھی کیونکہ جانتی تھی کہ اج کے بعد وہ کبھی اسے یوں روبرو نہیں دیکھ پائے گی۔۔۔۔

میرال سے ملی!!!!! جاؤ پھر جا کر ملو اس سے تسلی دؤ شاید تمہارے کہنے سے

تھوڑا رونا کم کرلے """"۔۔۔اس کو ناں میں سر ہلاتا دیکھ انھوں نے اسے

میرال سے ملنے کا کہا تو وہ چپ چاپ سر ہلاتی اٹھی اور کچھ دور بیٹھی میرال کی

طرف بڑھی جہاں میرال کی امی کے ساتھ مہتاب مامی بیٹھی اسے چپ کرواتی بار

بار اسے احد کو چھونے سے روک رہی تھے (کیونکہ میت کو چھونا اسے تکلیف

دینے کا باعث بنتا ہے)۔۔۔

میرال 'آپی۔۔۔اس کے نزدیک بیٹھتے اس نے دھیرے سے اس کے کندھے

پہ ہاتھ رکھتے اپنی جانب متوجہ کیا تو تو مسز فاطم کے سینے سے لگ کر روتی میرال

نے دھندلائی نظروں سے اسے دیکھا جو آنکھوں میں نمی لیے بامشکل خود کو

رونے سے روک رہی تھی۔ مرحا کو دیکھتے وہ روتی ہوئی اس کے گلے سے لگی

۔۔۔۔

احد "مجھے چھوڑ گیے روحی """اب میں کیا کروں گی!!! کیسے رہو گی میں ان کے

بغیر """"مجھے تنہا کر گیے۔ مم میں مر جاؤ گی روحی """ان سے بولو نہ کے """"" کے

اٹھ جائے"۔۔۔اس کے کندھے سے لگ کر وہ زار و قطار روتی اپنے ساتھ اسے بھی رلا رہی تھی۔۔۔۔

آپی""""آپ صص 'صبر کرے۔۔۔۔۔رندھے اٹکتے لہجے میں وہ اسے چپ کروانے کی خاطر بولی جس کے روانی سے بہتے آنسوؤں مقابل کا کندھا بھگو رہیں تھے۔۔۔۔

جی"""""۔۔۔۔۔اپنی بیٹی کی حالت پہ بہتے آنسوؤں کو صاف کرتی وہ فاطم صاحب کے قریب آتی بولی جو مرحا کے کندھے سے لگ کر روتی میرال کو ترس بھری نظروں سے دیکھ رہیں تھے۔۔۔۔

جنازے کا ٹائم ہو گیا ہے "میرال" کو پردہ کرواؤ مردوں نے اندر آنا ہے ۔۔۔۔ نظریں روتی بلکتی اپنی عزیز جاں بیٹی پہ ٹیکائے وہ سنجیدہ سا لہجا لیے مسسز فاطم سے مخاطب ہوئے پر الفظ لہجے کا ساتھ نہیں دے رہیں تھے۔ایک باپ کے لیے یہ وقت کتنا مشکل ہوتا ہے کہ چند ماہ پہلے سرخ جوڑے میں رخصت کی گئی بیٹی کو سفید چادر میں لپیٹا دیکھنا۔۔۔۔

فاطم "میرال کیسے برداشت کرے گئ"۔۔۔ان کے بازو پہ ہاتھ پھیرتی وہ آنسوؤں کے درمیان بولی تو فاطم صاحب نے ایک گہرہ صبر والا سانس بھرا۔۔۔ صبر کرو اور اسے بھی صبر کی تلقین کرو "اس نے پہلے کم تکلیف برداشت کی ہے جواب اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے مزید تکلیف دے رہیں ہو "اللہ کی امانت تھا تو اس کی طرف لوٹ گیا، میرال کو پردہ کرواؤں۔۔۔ مسسز فاطم کے آنسوؤں کو دیکھتے وہ تھوڑا سخت لہجے میں بولے کیونکہ اگر وہ ہمت ہار جاتی تو میرال اور احد کی والدہ کو کون سنبھالتا۔انھیں رونے سے باز رہنے اور میرال کو پردہ کروانے کا کہتے وہ باہر کی طرف بڑھے کیونکہ نماز کا ٹائم ہو گیا تھا جبکہ وہ بوجھل قدموں کے ساتھ اس کی طرف بڑھی جس نے ابھی ایک اور قیامت برپا کرنی تھی احد کو ھمیشہ کے لیے رخصت ہوتا دیکھ۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بندگی ہم نے چھوڑ دی ہے فراز۔۔۔ کیا کریں لوگ جب خدا ہو جائیں

قیامت آکر گزر گئی تھی پر اس کی سوگواریت نے ابھی بھی فاطم ہاؤس کو اپنی پنہاؤں میں لے رکھا تھا۔ دن ڈھلتا رات کے سفر کو نکل پڑا تھا۔ احد کو سپردِ خاک کیے کچھ گھنٹے بیت چکے تھے پر ان لوگوں کے لیے تو وقت وہی رک سا گیا تھا جب وہ سفید لباس میں سجا شہزادہ ان سب سے دور!! بہت دور مٹی کے محل میں جا سویا تھا۔۔۔ ٹھنڈی ہواؤں کے تھپیڑے اس کے گالوں کو چھو کر گزر رہیں تھے پر وہ بے حس و حرکت نظریں لان کی سبز گھاس پہ ٹیکائے بیٹھی تھی جو اندھیرے میں سرمائی سی لگ رہی تھی۔ ڈھلتے سورج کی نیم روشنی میں وہ گم صم سی جھولے پہ بیٹھی افسردہ پری لگ رہی تھی جو دنیا کے تلخ اصولوں سے خفا ہوں۔۔۔

"" گڑیا

ہمہمم "۔۔۔ اپنے نام کی پکار اپہ اس نے نظریں گھاس سے ہٹائے اپنے دائیں جانب کھڑے شخص کو دیکھا جو کرتا پاجاما پہنے سینے پہ دونوں ہاتھ باندھے کھڑا اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔چار جانب پھیلتے اندھیرے کو دیکھتے اس نے اس کی یہاں موجودگی کے پیچھے چھپا سبب پوچھا۔۔۔۔

!!!! کچھ نہیں بس ایسے ہی اندر" گھٹن ہو رہی تھی تو باہر چلے آئے

چلو آؤ کھانا کھاؤ تایا جان بولا رہیں ہے"۔۔۔۔۔ہوا کے دوش پہ اڑتے اس کے بالوں کو دیکھتے اس نے آغا صاحب کا پیغام سنایا جسے لیے وہ یہاں آیا تھا۔تراب کے کہنے پہ وہ بغیر کوئی چوں چراں کیے کھڑی ہوئی اور اس کے ہمقدم اگے بڑھی ۔۔۔۔

لاونج میں اس وقت صرف گھر والے ہی موجود تھے باقی سب تدفین کا کھانا کھائے جا چکے تھے۔خواتین ڈائینگ کی طرف تھی جبکہ میرال کی عددت کا سوچتے غیر محرم مرد حضرات لاونج کے صوفوں پہ براجمان تھے۔۔۔۔

چلو شاباش کھانا کھاؤ۔۔۔ سر پہ ڈوپٹہ اوڑھ کر خاموش بیٹھی میرال کی پلیٹ میں کھانا ڈالتے مہتاب مامی نے شفقت سے اس کے سر کو تھپکتے کہا۔۔۔

بھوک نہیں ہے پھپھو!!!۔۔۔ کھانے کی پلیٹ کو بے دلی سے اپنے اگے سے سرکاتے وہ مہتاب مامی سے بولی۔۔۔

بیٹا مانا کہ تمہارا غم بہت بڑا ہے پر کھانا نہ کھانا یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔۔۔اس کے کھانا نہ کھانے کی بات پہ حورے بیگم سالن کے باؤل کو میز میں رکھتی پیار سے اسے سمجھاتے بولی۔اس ہی اثناء میں مرحا تراب کے سنگ اندر آئی۔۔۔

مم "مجھ سے نہیں" کھایا جائے گا آنٹی 'احد کے 'بب "بغیر۔۔۔۔ سر ہاتھوں میں گرائے وہ بے بسی سے رو پڑی تو کرسی دھکیلتی مرحا کے ہاتھ ٹھہرئے۔۔۔

جانتے ہیں بچے یہ مرحلہ تمہارے لیے کٹھن ہے 'پر گزارنا تو پڑھے گا نہ مرنے والوں کے ساتھ مرا تو نہیں جاسکتا نہ "اور اگر بچے تم ہی ہمت ہار دوں گی تو احد کی امی کو کون دلاسہ دے گا۔۔۔اس کے جھکے سر کو اپنے سینے سے لگائے حورے بیگم اس کی پیٹھ تھپکتی کہنے لگی۔۔۔

بالکل چنداذرا سوچوں احد اور تمہارا ساتھ صرف چند مہینوں کا تھا پر جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا جس کے ساتھ اس نے زندگی کے چھبیس ستائیس سال گزارے، جس کا وہ زندگی جینے کا واحد سہارا تھا اس کے دل پہ کیا گزر رہی ہوں گی، کیا اس کا دل نہیں چارہا ہوں گا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ہی مٹی کے نیچے دفن ہو جائے جو اس کے جسم کی روح تھا۔۔۔۔زبیدہ مامی دور صوفے پہ سر جھکا کر بیٹھی احد کی والدہ پہ نظریں جمائے بولی جن کے پاس بیٹھی مسسز فاطم انھیں میرال کی طرح کھانا کھانے کا اسرار کر رہی تھی۔۔۔۔

مم 'میں امی کے ساتھ کھانا کھاؤ گی " پھپھو آپ مجھے ویل چیئر پہ بیٹھادے۔۔۔۔ اس ضعیف امر عورت کے غم و دکھ کا اندازہ لگاتی وہ مہتاب مامی سے بولی تاکہ وہ اسے ویل چیئر پہ بیٹھا کر ان کے پاس لے جائے (ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کے باعث وہ چل نہیں سکتی تھی جس کا علاج ڈاکٹر نے آپریشن بتایا تھا پر پھر اس سانحہ کی وجہ سے اس کا آپریشن نہیں ہو پایا تھا)

شاباش میری بیٹی " مجھے آپ سے اس ہی سمجھداری کی امید تھی۔۔۔۔میرال کے فیصلے کو سراہتی وہ اس کی پیشانی چومتے بولی اور مہتاب مامی کے ساتھ مل کر

اسے کرسی سے ویل چئیر پہ منتقل کیا تو مہتاب مامی چئیر کو دھکیلتی اگے کی طرف بڑھی جبکہ پیچھے سبین مامی ان کے لیے کھانا نکلنے لگی۔۔۔۔

روحی جان' کھانا کھاؤ۔۔۔اسے یوں ہی بیٹھا دیکھ زبیدہ مامی اب اس کی پلیٹ میں کھانا ڈالتی اسے کھانا کھانے کا بولی تو وہ فقط سر ہلاتی پلیٹ میں نکلے چاولوں میں غائب دماغی سے چمچہ چلانے لگی جبکہ خاموش نظریں لاونج کے دوسرے پار موجود میرال پہ تھی جو ویل چئیر پہ بیٹھی کھانے کا نوالہ ہاتھ میں لیے زبردستی احد کی والدہ کو کھلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خود کو بے گھر پایا تو یونہی یاد آیا۔۔۔ غم جو دل سے نکلتے کہاں جاتے ہونگے

سردی کی ٹھنڈ میں لپیٹی ایک خوبصورت دھند بھری صبح فلک پہ روشن ہوئی تھی۔آسمان بادلوں سے ڈھکے ہونے کے باعث سورج انکل بھی آج سردی کی

چھٹی پہ گیے ہوئے تھے۔ مگر باہر کے موسم کے برعکس گھر کے اندر کا ماحول اپنوں کی محبت کی گرمائش لیے ہوئے تھا۔

میری """ وائیر از مائے بریک فاسٹ۔۔۔۔ سڑھیاں اترنے کے باعث ماتھے پہ آئے بالوں کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کو جھٹکتے وہ کندھے پہ ڈالے بیگ کو صوفے پہ پھینکنے کے انداز میں رکھتا خود بھی دوسرے صوفے پہ بیٹھتا میری کو باآوازِ بلند آواز لگائے بولا۔۔۔۔

یس سر جاسٹ ان ٹو منٹس "۔۔۔۔۔ ایپرن پہنے ہاتھ میں کوفی بیٹر تھامے وہ کیچن کی دہلیز سے ذرا سا منہ نکلتی بولی تو وہ جو جھک کر اپنے بوٹس کے لیسیز باندھ رہا تھا میری کے کہنے پہ یونہی جھکے جھکے ہاتھ بلند کیے تھمب از اپ کا اشارہ کر گیا ۔۔۔ بوٹس پہن کر وہ سیدھا ہوا تو سلکی بال ایک بار پھر لہرا کر اکے ماتھے پہ بکھرے پر وہ ان کی گستاخی پہ کوئی خاص رسپونس دئے بغیر ہاتھ میں پکڑے موبائل پہ مصروف انداز میں ٹائیپینگ کرتا رہا۔ نیوی بلو پینٹ پہ گرم اوف وائیٹ اور نیوی بلو بڑے بڑے چیک والی فل سلیویس شرٹ پہ لیدر کی براون

جیکٹ اور پاؤں میں گرم بوٹس پہنے وہ ٹرکش ایکٹر لڑکیوں کو چاروں خانے چت کرنے کو بالکل تیار تھا۔

سر" بریک فاسٹ از ریڈی۔۔۔۔ناشتہ تیار کیے وہ باہر آتی بولی تو اسکرین پہ جمی اس کی سیاہ نظریں پل بھر کو اوپر اٹھی اور سر کے اشارے سے اسے ناشتہ ٹیبل پہ رکھنے کا کہتا وہ واپس سنجیدہ سی نظریں موبائل پہ جھکا گیا تو میری سر ہلاتی ڈش سے ناشتہ ٹیبل پہ سیٹ کرتی واپس کیچن کی سمت بڑھی۔۔۔۔فون جیکٹ میں ڈالتے وہ ڈائینگ کی طرف آیا۔آج ناشتے کی میز پہ اس کے علاوہ کوئی نہ تھا مہتاب مامی دو دن پہلے ہی اسلام آباد گی تھی' پچھلے ایک ماہ میں یہ ان کا کوئی تیسرا چکر تھا۔آغا فارذ کی دوسرے شہر میں ضروری میٹنگ تھی تو وہ ہارون کے ساتھ صبح سویرے ہی نکل پڑے تھے جبکہ آغا ماموں اپنے کمرے میں تھے۔

میری اس میں ڈیٹس ایڈ نہیں کی""۔۔۔کارن فلیکس کے باول میں ڈالے ڈرائے فروٹس کو دیکھتے اس نے پھر میری کو آواز لگائے پوچھا۔اور فلیکس کو دودھ میں میکس کرتے چمچہ کو بھر کر منہ میں ڈالا۔۔۔

سوری سر""""میں بھول گئی تھی۔۔۔۔شرمندگی سے سر جھکاتی وہ معزرت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔

اٹس اوکے""""۔۔۔اپنے ناشتے پہ فوکس کیے وہ مصروف سا بولا اور کوفی کا بھاپ اڑاتا ہوا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔۔۔۔۔

سر لنچ میں کیا بناؤں؟؟؟؟

دیکھ لو جو تمہاری مرضی ہو'میری تو آج ایکسٹر کلاسسز ہے میں لیٹ ہو جاؤنگا!!۔۔۔ٹھنڈ سی صبح میں ڈرائے فروٹس سے بھرے فلیکس کا ناشتہ کرتے وہ مصروف سا بولا(ان کا آخری سمیسٹر شروع ہو چکا تھا جس کی وجہ سے پڑھائی کا بہت زیادہ برڈن ہو چکا تھا پروفیسرز کی جانب سے)۔۔۔

میڈم کب تک آئے گی؟

موم کا کچھ نہیں پتہ تم جانتی تو ہو ان کی اپنی بھتیجی کو لے کر محبت کو۔۔۔۔کوفی کا آخری گھونٹ بھر کر کپ ٹیبل پہ رکھتے وہ مبہم سا مسکراتا بولا آج کا اس کا موڈ کافی فریش تھا۔۔۔

ڈیڈ اٹھے تو انھیں بتا دینا میری واپسی کا۔۔۔ صوفے سے بیگ اٹھا کر کندھے پہ ڈالتے وہ ڈش میں برتن رکھتی میری سے مخاطب ہوا اور کلائی میں چجتی گھڑی پہ ایک نظر مارے بھاری قدم اٹھاتا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں تباہ ہوں تیرے عشق میں' تجھے دوسروں کا خیال ہے
کچھ میرے مسلوں پہ بھی غور کر میری تو زندگی کا سوال ہے !

اسلام و علیکم ایوری ون"""۔۔۔ بلیک پینٹ کوٹ پہنے وہ اپنی خوبرو پرسنیلٹی لے کر سڑھیاں اترتے نیچے آیا اور ناشتے کی میز پہ موجود لوگوں کو سلام کیا۔۔۔

وعلیکم السلام"""""۔۔۔ سب نے مشترکہ سا جواب دیا۔۔۔ اُدھر کیا ہوا ہے ۔۔۔ کھڑکی کی سمت چہرہ کر کے بیٹھی مرحا کو دیکھتے اس نے آئیبرو اچکائیں سبین مامی سے دریافت کیا۔۔۔

""""""" سردی کی پہلی لہر کا پہلا زکام

اوہو ہو سیڈ 'میں ذرا تعزیت کر کے آتا ہوں۔۔۔مامی کے بتانے پہ وہ مسکراہٹ لبوں میں دبائے بولتا اس کی طرف بڑھا جو سب سے رخ موڑ کر بیٹھی اپنی ناراضگی دیکھا رہی تھی۔۔۔

گڈ مارننگ """"" ۔۔۔اس کے قریب آتے تراب نے مسکراہٹ کو روکتے بامشکل لہجے کو نورمل رکھتے کہا۔۔۔

ہم 'ناراض ہے۔۔۔۔بغیر اس کی طرف چہرہ کیے وہ خفاگی سے بھرپور لہجے میں بولی۔۔۔۔

یار گڑیا اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔اگے کی طرف آ کر وہ اس کے گھٹنوں کے قریب پنجوں کے بل بیٹھتا بولا مطلب اپنے بیمار ہونے کا غصہ بھی وہ ان لوگوں پہ اتار رہی تھی۔۔۔

ہر دفعہ یہ (زکام) ہمیں ہی کیوں ہوتا ہے۔۔۔ناراض چہرہ اس کی طرف موڑتی وہ اصل ناراض ہونے کی وجہ پہ آئی جبکہ تراب ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اس حسین مورت کے حسن میں کھویا۔ گرم ٹراؤزر شرٹ پہ وہ اسٹائلش شول

کندھوں پہ ڈالی ہوئی تھی۔ بال جوڑے میں مقید تھے پر پھر بھی اس کے چہرہ کا طواف کر رہیں تھے۔ گرے رنگ آنکھوں پہ سایہ فگن کالی سیاہ گامژنیں اور سفید و سرخ رنگت پہ زکام سے سرخ ہوا ناک لیے وہ نارض ناراض سی سیدھا مقابل کے جیل خانہ میں اتر رہی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ اُپ مبین منزل کی نازک شہزادی ہو۔۔۔۔۔ سرخ ہوئے ناک کو اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر ہلکا سا دباتے وہ مسرور سا مسکراتا بولا۔۔۔

تو پھر محل والوں پہ بھی فرض ہے شہزادی کی حفاظت کرنا۔۔۔ بالوں کو غرورانہ انداز میں جھٹکتی وہ ایک ادا سے بولی تو مقابل کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔۔۔۔

کوتاہی معاف مائے ہائی نیس"""""۔۔۔ ایک گھٹنے کو زمین پہ ٹیکا کر وہ سینہ پہ ہاتھ رکھتے ایک شاہی خادم کی طرح سر جھکا کر بولا تو کرسی پہ بیٹھی وہ لڑکی واقعی ہی خود کو شہزادی تصور کرنے لگی۔۔۔

اوکے پر اب احتیاط کیجئیے گا کہ ہمیں آئیندہ کے بعد یہ فلو نہ ہو سکے۔۔ کرسی سے کھڑے ہوتے وہ کندھوں پہ لی شال کو جھٹکے سے سیدھا کرتے بولی تو تراب نے یونھی جھکے سر اثبات میں ہلایا تو غرور سے اس کی ہنس جیسی گردن مزید تنی۔ جبکہ

ڈائننگ پہ بیٹھے لوگوں نے مسکراتے ہوئے یہ منظر دیکھا اور دل ہی دل میں دعا کی کہ وہ دونوں یوں ہی سدا ہنستے مسکراتے رہیں۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ روح ہی تو ہے جو برداشت کر جاتی ہے! ہماری کہانیاں۔۔۔
جسم تو ڈھلک جاتا ہے کہانی کے اختتام پر ہی !!

سنسان پڑی چوڑی سڑک پہ اس وقت وہ تینوں سردی سے ٹھٹھراتے کسی لیفٹ کی امید میں پچھلے پندرہ منٹ سے کھڑے تھے ایک تو وہاں کوئی گاڑی آ نہیں رہی تھی اور اگر بائے چانس کوئی بھولے سے اس طرف آ بھی نکلتا تو وہ ان ڈیشنگ بندوں کی پرسنیلٹی کو مشکوک نظروں سے دیکھتا اگنور کر جاتا کے کہی لٹیروں نے نیا طریقہ تو نہیں ڈھونڈا امیر بن کر لوٹنے کا۔۔

لعنت ہے تیری اس پھٹیچر بائیک پہ جس کی وجہ سے میں یوں سڑک پہ کھڑا لیفٹ مانگ رہا ہوں۔اور لاکھ لعنت ہے ان لوگوں پہ جو داؤد سکندر کو اگنور کیے جا رہیں ہے۔۔۔۔بوٹس میں مقید پاؤں کی ٹھوکر بائیک کے ٹائیر پہ مارتا وہ سڑک کے درمیان میں کھڑے رافع سے مخاطب ہوا جو یوں سڑک کے بیچ میں کھڑا تھا جیسے اگر لیفٹ نہ دی تو وہ اپنی جان دے دے گا اس ہی بندے کی گاڑی کے نیچے آکر۔۔۔

اور سوا لاکھ لعنت ہے تیری اس امیری پہ کے تو گوچی کے کپڑے اور نائیکی کے شوز پہنے میری اس ہونڈا پہ گھوم رہا ہے اور ڈیڑھ لاکھ لعنت تیرے ناشکرے پن پہ کہ تو میرا احسان مند ہونے کے بجائے میری نیلوفر کو ٹھوکریں مار رہا ہے۔۔۔ بائیک کے قریب آتے وہ پیار سے اس کی ٹنکی سہلاتے داؤد کو کھا جانے والے انداز میں دیکھتا ہوا بولا۔۔۔۔

سالے ٹھرکی لڑکی نہیں ملی تو بائیک سے ہی کام چلا کے فیلینگز لے رہا ہے ۔۔۔۔رافع کو بائیک کی ٹنکی پہ محبت سے ہاتھ پھیرتا دیکھ درخت سے ٹیک لگا کے کھڑے حیدر نے طنزیہ مسکراتے کہا اور پتھر کو ٹھوکر مارتے سڑک پہ اچھلا۔وہ

تینوں تیار شیار ہوئے یونی کے لیے نکلے تھے پر بیچ راستے میں آتے رافع کی نیلوفر داغا دے گی۔ایک یہاں کوئی لیفٹ نہیں مل رہی تھی اور دوسرا اس سنسان سڑک پہ کوئی مکینک نہیں تھا جو وہ اس نیلوفر کی بچی کے اسکورٹائیٹ کروا لیتے ۔۔۔۔

لڑکیاں تو بیٹا مکھیوں کی طرح ادھر اودھر گھومتی ہے وہ تو میں ہی ہوں جسے اپنی نیلوفر کے اگے کوئی لڑکی نہیں جچتی۔۔۔۔حیدر کے طنز پہ وہ گرم شرٹ کی کلر کھڑی کیے غرور سے بولتا آخر میں اپنی نیلے رنگ کی ہونڈا استر کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو جہاں حیدر سر نفی میں ہلاتا ہنسا وہی داؤد نے منہ بگاڑا۔۔۔۔

گندی چیزوں پہ مکھیاں ہی آتی!!!۔۔۔۔دھند سے گھیری سڑک پہ گاڑی کے لیے نظریں دوڑاتے داؤد نے خلستے ہوئے کہا۔۔۔۔

اوئے وہ دیکھ کیری ڈبا آرہا ہے۔۔۔۔دھند کے جالے کو چیرتی ہوئی گاڑی کو آتا دیکھ حیدر درخت کی ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوتے بولا تو داؤد اس بار رافع کے بجائے خود سڑک پہ آیا تاکہ قریب سے دیکھ کر ہی کوئی داؤد سکندر کو پہچان لے۔۔۔۔

چوڑا تو یوں بنا کر گیا ہے جیسے پرائم منسٹر کا جاوائی ہو۔۔۔داؤد کو سڑک پہ پھیل کے کھڑا ہوتا دیکھ رافع حیدر کے کندھے پہ بازو رکھتا ہوا بولا تو نیم کی ٹہنی منہ میں ڈالے حیدر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

سالا آج کا دن ہی منحوس ہے نا جانے صبح اٹھ کر کس الو کے پٹھے کا منہ دیکھا تھا ۔۔۔وہ گاڑی کو روکنے کو بڑھائے گے ہاتھ کو غصے سے جھٹکتے ہوئے بولا، کیونکہ اس کیری ڈبے کا ڈرائیور بھی داؤد سکندر کو پہچاننے میں ناکام ہوتا سائیڈ سے گاڑی بھگاتا ہوا لے گیا تھا۔۔

میرے حساب سے آج تو نے ایک گھنٹے شیشہ کے اگے کھڑے ہو کر اپنا ہی منہ نہارا تھا۔۔۔نیم کی نرم شاخ کو دانتوں کے نیچے دباتے وہ داؤد کے سوال کا سنجیدہ سا جواب دئے گیا پر دوسری طرف جواب کے صیح ہونے کی تصدیق کرنے کے بجائے وہ غصے سے پیدل ہی روڈ پہ اگے کو چلنے لگا۔۔۔

دیکھ داعی اب قصور اسارا تیری اس منحوس شکل کا ہے """میری نیلو فر ہر الزام سے بری الذمہ ہے ٹھیک ہے نہ !!!!۔۔۔بائیک کو پیدل ہی اپنے ساتھ

گھسیٹتے وہ اس کے پیچھے چلتا ہوا تیز آواز میں بولا پر وہ نو رسپونس کا بورڈ لگائے آگے بڑھتا رہا۔۔۔

صدمہ لگ گیا ہے بیچارے کو کہ معاشرے میں کوئی داؤد سکندر کو جانتا نہیں ہے حالانکہ جانتے ہم بھی نہیں ہے۔۔۔۔رافع کے ساتھ ہی چلتے حیدر نے پچھ دور اگے چلتے داؤد کی پشت کو دیکھتے کہا تو رافع افسوس بھرا سر ہلانے لگا مقابل کی سردی کی پہلی بیعزتی پہ۔خالی پڑی سڑک پہ وہ اکیلا چلتا جا رہا تھا جبکہ وہ دو زبردستی نیلوفر کو اپنے ساتھ کھینچتے چل رہیں تھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دھوکا ہے، فریب ہے، منزل کا ہر خیال۔۔۔سچ پوچھو تو سارا سفر واپسی کا ہے

ماما گڑیا کہاں ہے ؟۔۔۔اسے جب پورے گھر میں وہ کہی نظر نہ آئی تو وہ باہر لان کے پودوں کو پانی دیتی حورے بیگم کے قریب اتے مرحا کے متعلق پوچھنے لگا ۔۔۔

کالج گئی ہے'۔۔۔۔واٹر پوٹ سے ننھے منے پودوں کو پانی دیتی وہ مصروف سا بولی۔ان کے علاوہ مالی بابا بھی ہوم گارڈن کے پودوں اور درختوں کو پانی دے رہیں تھے جبکہ ایک سرونٹ پودوں میں کھاد ڈالتا ان کی صفائی کر رہا تھا۔۔۔

!!!! پر کیوں !اسے فلو ہو رہا تھا تو آپ نے کیوں بھیجا

میں نے زبردستی نہیں بھیجا خود ہی گئی ہے۔۔۔۔واٹر کین کو نیچے رکھتی وہ اب ملازم کے ساتھ مل کر پودوں کی صاف صفائی کر رہی تھی۔۔۔۔

زیادہ طبعیت خراب ہو گئی تو'آپ کو اسے روکنا چاہیے تھا۔۔۔ نظریں اس گلاب کے پودے پہ ٹیکائے وہ فکر آمیز لہجے میں بولا جس کو ایک نئ زندگی دی جا رہی تھی اس کی جڑیں ہلا کر۔کچھ ایسا ہی حال ہم انسانوں کا ہے کہ کھوٹ اور سیاہی دل میں رکھنے کے بعد ہمیں اپنے باہر کو سنورانے کی فکر میں لگی رہتی ہیں مگر تب تک اس سیاہی اور منفاقت کی جڑیں ختم نہیں ہو گی جب تک ہم باہر کے

بجائے اپنے اندر سنوارنے کا نہ سوچیں۔اور جب تک ہم اندر نہیں سنوارتے تب تک لاکھ سنوارنے کے بعد بھی ہماری ذات میں ایک خالی اور ادھورا سا پن رہتا ہے۔۔۔۔۔۔

وہ کوئی چھوٹی بچی نہیں ہے حمزہ'اب وہ بڑی ہو گی ہے اس کی فکر کرنا بند کر دو ۔۔۔۔زمین پہ رکھے اس گلاب کے پودے کو واپس سے گملے میں لگاتی وہ اسے بے جا مرحا کی فکر میں گھلتا دیکھ بولی۔۔۔

چاہے جتنی بھی بڑی ہو جائے میرے لیے تو وہ ہمیشہ وہی ننھا سا پھول رہے گا جو ریشم کے کمبل میں لپیٹا پہلی دفعہ میری بانہوں میں آیا تھا۔۔۔گلاب کے اس ننھے سے پھول کی بند پتیوں میں اپنی گڑیا کا معصوم سا عکس تصور کرتا وہ محبت سے لبریز لہجے میں بولا تو ہاتھ کی مدد سے پودے کی مٹی صیح کرتی حورے بیگم مسکرائی

۔۔۔۔

جب تمہاری اپنی بیٹی ہو گئی تو تب بھی یونہی محبت کرو گے اس سے۔۔۔۔۔ننھے گلاب کو پانی دیتی وہ آنکھوں میں دوراندیشی لیے اس کی محبت کو لے کر سوالیہ ہوئی۔۔۔۔

وہ اولاد ہو گی ماما اور اگر اولاد بیٹی ہو تو اس سے محبت کرنا تو سنتِ نبوی ہے مگر میری محبت کی پہلی وارث ہمیشہ میری پہلی بیٹی ہی رہے گئ اس کے بعد باقی کوئی دوسرا ہو گا۔۔۔ پیچھے عقب سے آتے وہ حورے بیگم کے گرد بانہوں کا حصار کرتا بولا تو انھوں نے شفقت سے مسکراتے مٹی سے خراب ہوا ہاتھ اس کے گال پہ رکھتے کہا۔۔۔۔

!!! اللہ میرے بچوں کی محبت اور جوڑی سدا اسلامت رکھے

آمین """"" اور اللہ ہماری جنت کا سایہ بھی ہم ننھے منھے پودوں پہ تا قیامت تک قائم رکھے۔۔۔۔ مٹی سے خراب ہوئے گال پہ ناک بھنوئیں چڑھائے بغیر وہ پیار سے ان کی گال پہ بوسہ دیتے بولا تو بدلے میں بدلوں کے سائے میں ڈھکے سر سبز ولان میں ان کی خوبصورت ہنسی گونجی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

صدیاں بیت جاتی ہے خیالوں سے نکلنے میں۔۔۔ مگر جب یاد آتی ہے تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں

میں اندر آجاؤں۔۔۔۔ کمرے کے دروازے میں کھڑی مہتاب مامی نے بیڈ پہ بیٹھی میرال کو سوچوں کے پندارے میں گم دیکھ دروازے پہ دستک دیتے پوچھا۔

تو وہ جو سفید لباس میں بکھری بکھری حالت لیے احد کے سنگ گزرے ان سنہری اور خوشیوں بھرے دنوں کو یاد کر رہی تھی دروازے کی نوک پہ ایک بار پھر اس ہی تلخ حقیقت میں لوٹ آئی۔۔۔

جی آجائے پھپھو۔۔۔۔ کندھوں پہ ڈھلکے ڈوپٹہ کو سر پہ اوڑھتے وہ مدھم آواز میں بولی تو وہ مسکراتی اندر آئی۔۔۔۔

کیا کر رہا تھا میرا بچہ '۔۔۔۔۔بیڈ پہ اس کے قریب بیٹھتے انھوں نے شفقت سے گوندھے لہجے پوچھا۔۔۔

کچھ خاص نہیں !۔۔۔۔ گالوں پہ لہراتی لٹوں کو ڈوپٹہ کے نیچے کان کے پیچھے اڑاستی وہ بوچھل لہجے میں بولی۔۔۔

احد کو یاد کر رہی تھی نہ۔۔۔۔ گود میں دھرے اس کے سفید مخملی ہاتھوں پہ ہاتھ رکھتی وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتی سوالیہ ہوئی تو پل میں سونی ویران آنکھیں دھندلائی۔۔۔۔

پھپھو 'احد کیوں چھوڑ گیے مجھے "۔۔۔ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرتی وہ رندھے لہجے میں سوالیہ ہوئی۔۔۔

بیٹا کسی کا بھی دل نہیں کرتا کے وہ اپنوں کو،ان کی محبت کو اور چاہت اور خوشیوں سے سجے اپنے گھروں کو چھوڑ کر دو گز زمین کے گھر میں مٹی کی چادر تان کر سو جائے پر موت کے اگے نہ کسی طاقتور کی طاقت کام آتی ہے نہ کسی مالدار کی دولت وہاں سب بے بس ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ نرمی سے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی وہ میرال کے گال صاف کرتی سمجھانے لگی۔۔۔

محبت اتنی کمزور کیوں ہوتی ہے ؟؟

محبت کمزور نہیں ہوتی بس موت کی شکل میں آنے والی جدائی کے آگے وہ ہار جاتی ہے۔۔۔اس کی پیلی پڑتی رنگت کو دیکھتے وہ آسودہ سا مسکراتی بولی۔۔۔

چلو شاباش اٹھ کر فریش ہوں، اور کمرے سے باہر نکلو ہر وقت اگر یہ ہی
درو دیوار دیکھتی رہوں گی تو پاگل ہو جاؤں گی۔۔۔اس کے اداس اور مرجھائے
چہرے پہ نظریں جمائے انھوں نے اسے کمرے سے باہر نکلنے کا مشورہ دیا۔۔۔
پھپو! میرا دل نہیں لگتا کہی بھی۔۔۔۔ مہتاب مامی کے کندھے سے لگتی وہ خالی لہجا
لیے بولی۔اب تو اس کی آنکھیں بھی خشک ہونے لگی تھی پچھلے ایک مہینے سے
اسے یاد کر کر کے روتے۔۔۔۔

بیٹا میں سمجھ سکتی ہوں پر اگر خود کو یوں کمرے میں بندھ کر کے اس کی یاد میں
روتی رہوں گی تو ان کا کیا ہو گا جن کی تم واحد اولاد ہوں۔احد کا غم بہت بڑا ہے پر
یہ تو نہیں کے اب تم خود کو اس کے غم میں ہلاک ہی کر لو۔۔۔

آئی نو کہ ماما بابا مجھے لے بہت پریشان ہے پر میں کیا کروں خود کو کیسے یہ یقین
دلاؤں کہ احداب نہیں ہے کیونکہ میرا" میرا دل یہ ماننے کو تیار ہی نہیں کے وہ
نہیں ہے ان کی خوشبو،ان کا لمس اور باتیں مجھے آج بھی اپنے اطراف میں
گردش کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔۔۔

دماغ یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ اب کبھی واپسی نہیں آسکتے "پر" پر اس دل کو کیسے سمجھاؤں جو نادان بچے کی طرح ضد لگائے بیٹھا ہے کہ دیکھنا وہ کسی روز اچانک سے سامنے آجائے گے اور کہے گے کہ میں مذاق کر رہا تھا"""""پر ان سب"""" کک' کے ساتھ میں یہ بھی' جانتی ہوں کہ """وہ دن اا" اب کبھی نہیں آئے"""گا ۔۔۔احد کے متعلق بات کرتے وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی غم کی شدت سے رو پڑی تھی جبکہ مہتاب مامی اسے تسلیاں دیتی اسے چپ ہونے کی تلقین کر رہی تھی۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ان آنکھوں میں بھی تھی،
کسی "ہیر" کی تمنا
یہ سلجھا ہوا لڑکا بھی،
ہے کبھی رانجھا رہا

بڑے سے وسیع ویل فرنیشنڈ آفس میں پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ خوبصورت نوجوان کسی فائل میں سر دئیے بیٹھا تھا۔ کھڑے نقوش والے چہرے پہ آفس میں چلتے اے سی کی خنکی جیسی سرد سی سنجیدگی تھی۔ خوبصورت طرز پہ بنا آفس بقعہ نور بنا ہوا تھا مگر اس کے باوجود بھی اس کی ذات میں چھایا اندھیرا ان سب روشنیوں پہ حاوی تھا۔۔۔

مے آئی کم ان سر""""۔۔۔ گلاس ڈور کے باہر کھڑے اس کے سیکرٹری نے ڈور ناک کرتے اندر کی اجازت طلب کی تو فائل پہ جھکے شخص نے سنجیدگی سے نظریں اٹھائے پہلے اسے دیکھا پھر دو انگلیوں کے بیچ میں دبے پین کی مدد سے اسے اندر آنے کا اشارہ دیا۔۔۔

سر ہم نے جو نیو "ویمن پروٹیکشن ویلفئیر" ویب سائیٹ بنائی ہے وہاں ہمیں کافی بے سہارا عورتوں اور بچیوں کی ویڈیوز موصول ہوئی ہے جس میں وہ اپنے مسئلے بتاتی آپ سے مدد کی درخواست کر رہی ہے۔۔۔ ہاتھ میں پکڑے لیپ ٹوپ کو وہ میز پہ رکھی فائلوں کے نزدیک رکھتا اسے تفصیل سا بتاتا بولا تو اس نے

نظریں سکیرٹری سے ہٹائے لیپ ٹوپ کی اسکرین پہ ماری جس پہ ان کی ویلفئیر کا پیج اوپن تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ" میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔۔اپنے سامنے رکھی فائلوں کو سرکاتے اس نے لیپ ٹوپ اپنے سامنے کرتے کہا جس پہ سیکٹری سر ہلاتا واپس باہر کی طرف بڑھا تو اس نے ایک بے تاثر بھری نگاہ اسکرین پہ شو ہوتی ان۔ویڈویز پہ ماری جو لگ بھگ بیس سے اوپر تھی۔۔۔۔

اس نے سرخ رنگ کے پتھر سے سجی انگلی ماؤس پیڈ پہ پھیری تو اسکرین میں نظر آتی ویڈویز میں حرکت ہوئی۔وہ اوپر نیچے کرتا تمام ویڈویز کو زیرک نگاہ سے دیکھ رہا تھا کے کہی کوئی ویڈیو فیک نہ ہو۔پھر اس نے ایک ویڈیو پہ کلک کرتے اسے کھولا۔اس ویڈیو میں ایک درمیانی عمر کی لڑکی تھی جو مکمل عبایا اور حجاب میں بیٹھی تھی کے اس کا ایک بال تک نظر نہیں آ رہا تھا۔"اسلام و علیکم میرا نام مہوش ہیں اور میرا تعلق حیدر آباد سے"میری شادی کو چھ سال ہو گیے ہے اور شوہر کے انتقال کو ڈیڑھ سال،میری ایک تین سال کی بیٹی ہے اور ایک دو سال کا بیٹا" الحمد اللہ میرے شوہر اچھا کماتے تھے ان کی اپنی دکان اور ایک گھر تھا جس

میں ہم ان کے دو بھائیوں کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ان کی زندگی میں تو وہ بہت اچھے تھے پر ان کے جانے """ کے بعد انھوں نے آنکھیں سر پہ رکھ لی ۔۔۔میرے بچوں کے نام گھر اور دکان ہونے کے باوجود میں اور میرے بچے اس گھر میں ذلت بھری زندگی گزر رہیں ہے دونوں دیوروں نے دکان پہ قبضہ کرلیا ہے اور جتنی آمدنی ہوتی ہے وہ آپس میں بانٹ لیتے ہے مجھے میرے بچوں کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیتے۔گھر میں ان کی بیویاں مجھ پر اور میرے معصوم بچوں پہ اپنی حکمرانی چلاتی ہے۔پولیس میں جانے کی نہ مجھ اکیلی میں ہمت ہے نہ میری اتنی استطاعت ہے کہ میں مہنگے وکیل کرکے اپنا حق حاصل کرلوں۔ پچھلے ایک سال سے میں محلے کے معمولی اسکول میں ماہانہ پانچ ہزار میں ٹیچری کررہی ہوں تاکہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکوں میری 'ویمن پروٹیکشین ویلفئیر " کے اونر سے درخواست ہے کہ وہ مجھے میرے بچوں کا حق دلوادے 'امید کرتی ہوں کہ میرا یہ پیغام آپ تک ضرور پہنچ جائے 'شکریہ '۔۔۔ویڈیو ختم ہوئی تو درد سے بھری وہ آواز بھی رک گئی جو امید کی روشنی لیے رولنگ چیئر پہ بیٹھے

شخص سے مدد کی درخواست کر رہی تھی جس کے چہرے کے تاثرات نہایت سرد تھے بالکل کسی برفیلے گلئیشیر کی طرح۔۔۔۔

اس ویڈیو کے ختم ہوتے ہی دوسری وڈیو پلے ہوئی جس میں ایک اٹھارہ سے انیس برس کی بچی تھی جو سر پہ ڈوپٹہ اوڑھے چہرے پہ چھائے پژمردگی والے تاثرات لیے بیٹھی تھی۔آنکھوں کے پپوٹے اوپر نیچے سے سوجے ہوئے تھے جیسے وہ مسلسل روتی رہی ہے۔۔۔

اسلام وعلیکم سر"میں رومیسا ہوں اور میں روالپنڈی کی رہائشی ہوں۔آپ کے اس ویلفئیر کا مجھے میری ایک دوست نے بتایا تھا۔چھوٹی سی تھی جب ماں باپ دونوں ہی انتقال کر گے اور میں تایا تائی کے سر پہ آگئی۔تایا تو اچھے ہے پر تائی کے اگے ان کی بھی نہیں چلتی بچپن سے لے کر اب تک میں تائی کا ہر ظلم ہر طعنہ برداشت کرتی آئی ہوں پر اب جو وہ مجھ پر ظلم کرنے جا رہی ہے اگر اس کے خلاف میں اب نہ بول سکی تو شاید ہمیشہ کے لیے قوتِ گوئی سے محروم ہو جاؤں۔ میری تائی چند پیسوں کی خاطر میری شادی ایک ساٹھ سال کے بڈھے سے کروا رہی ہے جس کی خود کی بیٹی میری عمر کی ہے۔حالانکہ ان پر میری دو وقت کی

روٹی کے علاوہ اور کوئی ذمہداری نہیں ہے کیونکہ میں کالج کے بعد ایک ٹیوشن سینٹر میں جوب کر کے اتنا کما لیتی ہوں کہ اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکوں پر پھر بھی وہ پیسوں کے عیوض میرا سودا کر رہیں ہے جبکہ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ میری "ویمن پروٹیکشن ویلفئیر" سے یہ گزرارش ہے کہ میری مدد کی جائے اور مجھے اس ظلم سے بچا لیے جائے۔۔۔۔چئیر سے ٹیک لگا کر بیٹھے شخص کے چہرے پہ بلا کی کرختگی تھی۔لبوں پہ رکھی سرخ یاقوت سے سجی انگلی مضطراب سی ہل رہی تھی۔۔۔۔

اسلا'و علیکم """میں 'ممم "میرا نام حیا ہے۔ مم 'میں نو'نوشہرہ میں "رہتی ہوں ۔۔۔ سر پہ لیے لان کے ڈوپٹہ سے سر کو اور منہ کو کور کیے وہ نازک لڑکی شاید اپنے متعلق معلومات دینے سے ہچکچا رہی تھی تبھی لہجہ بار بار لڑکھڑا رہا تھا۔۔۔۔ میرا تعلق ایک عع """عزت دار کلگ "گھرانے سے ہیں۔۔۔۔ نقاب کے پیچھے چھپے لبوں سے عزت لفظ بڑی دقت سے ادا ہوا تھا اور آنکھوں سے ایک شفاف موتی بھی پھسل کر بے مول ہوا۔۔۔۔

میں انٹر 'کی اسٹوڈنٹ ہوں 'روز چھٹی کے "وقت میں اا'ایک بات نوٹ کیا کرتی تھی کہ ایک لڑکا میرا کالج سے گھر تک پیچھا" کیا کرتا تھا'شروع شروع'میں تو مجھے لگا کہ "شاید یہ میرا وہم ہے پر پھر مسلسل ایسا ہونے لگا اور مجھے یہ فکر لاحق ہونے لگی کہ اگر گھر میں کسی "نے دیکھ لیا تو کیا ہو گا"ی'یہ بات میں کک 'کسی شئیر بھی نہیں کر سکتی تھی کک "کیونکہ اسکول کے بعد کالج کی پرمیشن مجھے بہت مشکل سے ملی تھی۔۔۔نم سانس اندر کو کھینچتے اس نے خود میں بولنے کی ہمت پیدا کرتے کہنا شروع کیا پر ڈر و خوف کی وجہ سے لہجہ اب بھی کہی کہی ڈگمگا رہا تھا

۔۔

۔پھر اا'ایک دن خود میں ہمت کرتے میں اسے مخاطب کرنے کی غلطی کر بیٹھی " اپنے پیچھے آنے کا مقصد جب میں نے اس سے "دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ 'میں تم سے محبت کرتا ہوں اور پچھلے تین مہینوں سے میں روز تمہیں کالج کے باہر دیکھنے آتا ہوں۔ ہر لڑکی کی طرح میں بھی ڈر گئی اور اسے کوئی جواب دئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے گھر کی طرف بڑھی۔ پر میرے بھاگنے سے وہ مشکل ٹلی نہیں تھی بلکہ مزید بڑھ گئی تھی. پہلے تو وہ صرف پیچھا کرتا تھا پر اس دن کے بعد سے وہ

میرا راستہ روکنے لگا' میرے لیے پھول چوکلیٹ لانے لگا' مجھے پیار بھرے لفظوں سے پکارنے لگا۔اور پھر خطا کا پتلا آخر کب تک خود کو شیطان کے وار سے بچا سکتا تھا ایک بد بخت دن میں بھی گنہاہ کرتی اس فریبی کی محبت پہ ایمان لے آئی۔۔۔۔

نمبروں کا آپس میں متبادلہ ہوا، دیر رات تک کال اور میسیجز پہ بات ہونے لگی، کالج جانے کے بجائے ہوٹلوں میں میں اس سے ملنے جانے لگی۔وہ بات پہ بات موقع ڈھونڈتا تھا مجھے چھونے کا کبھی وہ میری کمر کو ٹچ کرتا تو کبھی میری گالوں کو اور میں جس نے کبھی خود کسی کو چھونے بھی نہیں تھا اس کے لمس سے سرشار ہونے لگی ایک اجیب سی کیفیت میں مبتلا ہونے لگی۔عزت "دار گھرانے کی عزت کو روندتی میں ایک نامحرم سے عزت و محبت کی امید کرتی اس کے ہر حکم اور ہر بات پہ سر کو خم کرنے لگی تھی۔۔۔نم آنکھوں میں اب بولتے بولتے شرمندگی سی در آئی تھی نظریں زمین میں گاڑھے وہ یہ امید کر رہی تھی کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

۔ پھر ایک "سورج میری زندگی میں 'سیاہی لیے طلوع ہوا۔ میں کالج" کے لیے تیار ہو رہی تھی جج 'جب اس کا فون آیا اور مجھے ملنے کے ' لیے ایک ہوٹل میں آنے کہا اور میں جس کی آنکھوں پہ اس ذلیل کی محبت کی پٹی بندھی تھی بغیر سوچے سمجھے ہاں کر بیٹھی یہ جانے بغیر کے آج کا دن میری زندگی کا سب سے بدترین دن ثابت ہونے والا تھا۔۔۔۔ جب میں اس کے بتائے گیے ہوٹل میں پہنچی تو وہ وہی انٹرنیس پہ ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ لیے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ لبوں پہ ایک خوشگوار مسکراہٹ سجائے میرے نزدیک آیا اور پھول دیتے وہ مجھے اپنے ساتھ لیے ایک کمرے میں لائے جو جگہ جگہ سے سرخ پھولوں سے سجا ایک رومانوی ماحول بنا رہا تھا۔ وو 'وہ سب دیکھتے "میں نے "اس سے پوچھا کہ یہ سب کیا ہے 'پر وہ بغیر کچھ کہے مجھے اپنی محبت کی تصدیق کروانے لگا 'میری ہزاروں کو شیشوں کو وہ اپنے لمس سے رد کرتا میری عزت روندتا چلا گیا اور میں اسے روکنے کے بجائے خود بھی بہکتی چلی گئی۔ بند کمرے میں ہوتے گنہاہ کے ساتھ وقت بھی رفتہ رفتہ گزر رہا تھا اور ڈھلتے دن کے ساتھ باپ بھائیوں کی عزتیں بھی نیلام ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ اس کے بعد وہ اپنے عمل پہ شرمندہ ہونے کے

بجائے مجھے شادی کا جھانسا دینے لگا کہ بہت جلد میں رشتہ بھیجونگا'' آج اس '' دن کو گگ ' گزرے ایک مم 'مہینہ ہو گیا ہے پر 'نہ اا 'اس نے کوئی کال کی '' نہ وہ میری کوئی کال اٹھا رہا ہے وو'وہ بلکل لاتعلق ہو گیا تھا پھر '' میرے مسلسل فون '''''' سے تنگ آتے اس نے کال اٹھائی '''' تو میں اس سے بات ککک '''' کرتی بہت رر' روئی اس '' کی منتیں کی 'فریادیں کی پر اس نے نہیں سنی وہ اپنے ہر وعدے سے یوں مکرا جیسے کافر کعبے سے مکرتا ہے '''''' اسے میں نے خودکشی کی دد '' دھ '' دھمکی بھی دی پر وہ یہ کہہ کر ''! فون کاٹ گیا کہ '''' مم '' میری بلا سے مم مر جاؤں !!!!۔۔۔لڑیوں کی مانند ڈوپٹہ کو بھگواتے آنسو اس کی '''' تکلیف کا پتہ دے رہیں تھے کہ وہ نازک لڑکی کیسے ایک شیطان صفت مرد کی محبت میں آکر اپنا سب کچھ گنوا بیٹھی تھی ۔۔۔اس کی افسردہ اور قابل ترس حالت کو دیکھتے اس کے تاثرات غمگیں یا غصے بھرے ہونے کے بجائے سپاٹ تھے ہر احساس سے عاری پر اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک درد کی کہانی رقم تھی جو سرخ روشنائی سے تحریر اس کی آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل پہ بھی درج تھی

۔۔۔

ممم "میں مر جاؤں گی" ۔۔۔۔ آنسوؤں سے تر بھیگی آواز لیے وہ وجود کسی کے آگے گڑگڑایا تھا۔۔۔

تو مر جاؤں """ ۔۔۔ دوسری طرف سے سفکیات سے بھرپور الفاظ گونجے تو بہتی آنکھیں ایکدم خاموش ہوئی جیسے اب بولنے کو کچھ نہ بچا ہو جبکہ بہتے آنسوؤں پلکوں کی باڑ پہ یوں آکر ٹھرے جیسے اب آگے بڑھنے کی اجازت نہ ہو۔ اس نے ضبط سے آنکھیں میچیتے سر چیئر پہ گرایا۔ بس یہاں آکر وہ بہادر اور نڈر انسان ٹوٹ جاتا تھا۔ ان لفظوں کی سفاکیت کو محسوس کرتے وہ مرد ہو کر بھی رنجیدہ ہو جاتا تھا تو پھر اس نازک کانچ کی گڑیا کے چڑیا جیسے معصوم دل پہ کیا گزری ہو گی جس نے نہ صرف ان الفاظوں کی سختی کو محسوس کیا تھا بلکہ اس شخص کے تنے لبوں کو بھی دیکھا تھا جن سے ہمیشہ اس کے لیے پیار اور اعتماد بھرے الفاظ نکلتے تھے پر آج وہ اپنے ان چند لفظوں سے سب تباہ کر گیے تھے۔۔۔ ماضی کے پنوں سے الجھتے وہ اپنا ایک اور دن اس وجود کے نام کرنے والا تھا جو اس رانجھے کی محبت بڑی قیمت ادا کر چکی تھی۔۔۔ سے انجان کسی اور کی محبت میں ہیر بنی بہت

اسکرین پہ چلتی ویڈو کو دیکھے بغیر وہ لیپ ٹوپ کی اسکرین گراتا ایک سرد اور تھکان بھری سانس خارج کرتے کرسی پہ بے جان ساڈھے گیا۔۔۔

تم پھر نہ آسکوں گے "بتانا تو تھا مجھے

تم دور جاکے بس گیے "میں ڈھونڈتا رہا تمہیں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عجیب ظلم ہوئے ہے دنیا میں محبت پر۔۔۔ جنہیں ملی انہیں قدر نہیں، اور جنہیں قدر تھی انہیں ملی نہیں

آہہ شکر ہے کے مس گئی' چلو کینٹین چل کر کچھ کھاتے ہیں "۔۔۔۔ مس کے جاتے ہی نوال بو کس کتاب میں رکھتی مرحا سے مخاطب ہوئی۔ آس پاس کی بینچوں سے کئی لڑکیاں اٹھ کر کلاس سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

نوی ہمارے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔ بینچ پہ رکھی کتاب پہ سر رکھتی وہ نقاہت سے بولی۔۔۔۔۔

ادھر دیکھاؤ" تمہیں تو کافی تیز بخار ہو رہا ہے روحی۔۔۔۔اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے وہ تشویش بھرے لہجے میں بولی تو اس نے بوجھل آنکھیں کھولے اسے دیکھا۔ گرے نگنیوں میں ہلکی سی نمی تھی۔۔۔۔

ہاں اور پوری باڈی میں پین بھی ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ جلتی آنکھوں کو بند کرتے وہ ڈھیلے سے لہجے میں بولی تو مقابل کو مزید پریشانی نے آن گھیرا۔۔۔

اپنا فون دو میں تراب بھائی کو فون کرتی ہوں تا کہ وہ آ کے تمہیں ہاف لیو پہ لے جائے !!!

بیگ 'میں ہے !۔۔۔ بند آنکھوں سے ہی اس نے جواب دیا تو وہ بیگ سے فون نکلتے تراب کا نمبر ڈھونڈنے لگی (کیونکہ حمزہ آج ہی اپنے کسی دوست سے ملنے راولپنڈی گیا تھا اور آغا فارذ بھی موجود نہیں تھے) جو تھوڑی ہی مشقت کے بعد اسے مل گیا تھا۔۔۔۔

اسلام و علیکم بھائی نوال بات کر رہی ہوں۔۔۔ کال اٹھاتے ہی وہ دوسری طرف موجود شخص کو اپنی موجودگی کا بتاتے بولی جس کا مقابل نے نہایت تمیز اور سلیقہ سے جواب دیا۔۔

!!! وعلیکم السلام بیٹا" گڑیا کہاں ہے

بھائی وہ روحی کو بہت تیز بخار ہو رہا ہے اور سر میں بھی درد ہے تو آپ آجائے اسے لینے"" ۔۔۔ فکر مندانہ نظر بخار سے سرخ ہوتے اس کے چہرے پہ ٹیکائے بولتی وہ آفس میں بیٹھے کیس کی فائل ریڈ کرتے تراب کا سکون پل میں خراب کر گئی۔۔۔

کیا ہوا روحی کو" میری بات کرواؤ'۔۔۔ لہجے میں فکر اور جلد بازی لیے وہ نوال سے گویا ہوا کہ مرحا سے اس کی بات کروائے جس پہ نوال اپنے کان سے فون ہٹاتی اس کی طرف بڑھا گئی۔۔۔

ہیلو""""""" نیم واں آنکھیں کھولے اس کے گلے سے مرمری سی آواز نکلی

۔۔۔۔۔

کیاہوا ہے گڑیا'آپ ٹھیک ہو نہ۔۔۔اس کی کمزور آواز سنتے اسے مزید فکر لاحق ہوئی۔۔۔

بھیا'' سر میں بہت تیز 'درد ہو رہا ہے۔۔۔اپنے سر کو نرم ہاتھوں سے دباتی نوال کو دیکھتے وہ دھیمہ سا مسکراتی بولی تو دوسری طرف موجود شخص کا بس نہیں چلا کے وہ اس کے پاس اڑ کر پہنچ جائے۔۔۔

بس بندرہ بیس منٹس میں آرہا ہوں 'ڈونٹ وری او کے 'نوال کو پاس ہی رکھنا' ۔۔۔وہ اسے تاکید کرتے ساتھ ساتھ میز پہ بکھری فائلوں کو بند کرتے انھیں ڈار میں ڈال رہا تھا۔۔۔

او کے ائم ویٹینگ۔۔۔تراب کے سمجھانے پہ وہ اچھے بچوں کی طرح سر ہلاتی بولی اور فون پہ بجتی ٹون کی آواز پہ وہ موبائل نوال کی طرف بڑھاتی اس کے کندھے پہ سر رکھ گئی۔۔۔

کچھ کھاؤ گی میری جان۔۔۔اس کے گرد حصار بناتی وہ اس کی پیشانی کو چومتی بڑی بہن کی طرح فکر مندانہ لہجہ لیے بولی تو وہ نفی میں سر ہلاتی اس کے کندھے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔

اچھا چلو باہر چلتے ہے تراب بھائی کلاس تک کیسے آئے گے۔۔۔۔ سر کو سہلاتے نوال نے اسے گراونڈ تک چلنے کا کہا تاکہ تراب کو وہ آسانی سے مل جائے۔۔۔۔ ہمم چلو"۔۔۔۔زکام سے گھومتے سر کو تھامے وہ بامشکل سی بینچ سے کھڑی ہوئی تو نوال نے اگے بڑھ کر پہلے اس کے بکھرے بالوں کو سنوارا پھر یونیفارم کے اوپر وئیر کی گرم نیک کور شال کو ٹھیک کرتے اس کے ہاتھ کو تھامے کلاس سے باہر کی جانب بڑھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اسے ڈھونڈتا ہوں میں رات دن۔۔۔۔ وہ جو گم ہوا میری ذات میں

گاڑی ڈرائیو کرتے شخص کی فکر بھری بے تاب نظریں بار بار ڈرائیونگ سے ہٹتی فرنٹ مرر سے نظر آتے وجود پہ اٹھ رہی تھی جو مرجھائے ہوئے سفید گلاب کی مانند نوال کے کندھے سے نڈھال سے لگی ہوئی تھی۔ تراب نے پہلے

انھیں کالج سے پک کیا اور وہی سے ایک پرائیوٹ ڈاکٹر سے اس کا چیک اپ کرواتے اب وہ ان دونوں کو لیے گھر کی طرف رواں تھا۔۔۔

تابی" بھیا""""۔۔۔۔نوال کے کندھے سے لگے اس نے نیم واں آنکھوں کو کھولتے اسے مخاطب کیا جس کے کان اس کے الفاظ سننے کو بے قرار تھے۔۔۔

جی میری جان 'بولو۔۔۔۔۔فٹ سے نظریں فرنٹ مرر میں ابھرتے اس کے عکس پہ ٹیکائے وہ مضطرب سا بولا۔۔۔۔۔

کیا 'ہم 'ممم "مرنے والے 'ہیں۔۔۔۔آنکھوں میں لبالب ٔانسو بھرتی وہ خالی اداس سے لہجا لیے اس سے سوالیہ ہوئی تو وہ جو اس سے کسی اور بات کی توقع رکھتا تھا سامنے والی کی بے ڈھنگی بات پہ اس کا پیر ایکدم بریک پہ پڑا اور گاڑی ایک جھٹکا کھاتی روکی۔۔۔۔

شٹ اپ گڑیا" یہ کیا بکواس کی ہے۔۔۔۔گاڑی کو سڑک کے بیچوں بیچ روکتے وہ زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے سخت لہجے میں بولا۔زندگی میں پہلی دفعہ تراب سکندر نے مرحا یوسف سے سخت لہجے میں بات کی تھی۔۔۔۔

بب" بھیا۔۔۔وہ اپنے اس سوال پہ گھر کے کسی بھی فرد کا ایسا ریکشن سوچ سکتی تھی پر تراب سکندر کا یوں غصہ ہونا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کیونکہ وہ شخص تو ہمیشہ ہی اس کی ہر غلط بات اگنور کرتا آیا تھا جبھی اس کے چند سخت الفاظ بھی وہ سہن نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

آئیندہ اس طرح کی فضول گوئی کی تو بہت سختی سے پیش آؤنگا" گوٹ اٹ۔۔۔۔اپنے الفاظوں پہ ان گرے رنگ نگنیوں میں ابھرتی نمی وہ صاف دیکھ سکتا تھا پر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو ان الفاظوں کے پیچھے چھپے مطلب کو محسوس کرتے لرزہ گیا تھا۔۔۔

آئے یو میڈ روحی' یہ کس طرح کی منفی سوچیں سوچ رہی ہوں۔۔۔۔ مقابل کی آنکھوں میں اترتی وحشت کو دیکھتے نوال نے خفا ہوتے اس کے سر پہ ہلکی سی چپت مارتے کہا۔۔۔۔

ااا"آپ نے 'ہم" سے اا'یسے بب 'بات کک "کیوں کی۔۔۔۔نوال کے بات کو اگنور کیے وہ اپنے دکھتے سر کو تھامے بہتی شکوہ کن نگاہوں سے خود کو گھورتے

تراب سے مخاطب ہوئی جو اس کے پر مژدہ چہرے پہ بکھرتے آنسوؤں کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

۔ہم 'ہم اپ" سے بب 'بات نہیں کرئے' گے۔۔۔اسے بغیر جواب دئے گاڑی اسٹارٹ کرتا دیکھ وہ نم گالوں کو پونچھتی اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کرنے لگی جس کا دل اس خوبصورت مورت کے بے رحم لفظوں کو محسوس کرتے ابھی تک دہل رہا تھا۔۔۔

چلو' رونا بند کرو "آئیندہ ایسی بات نہیں کرنا۔۔۔اسے ڈرائیونگ کرتے تراب کی پیٹھ کو نم نظروں سے گھورتا دیکھ نوال اس کے چہرے کو صاف کرتی بولی تو وہ بغیر کچھ کہے واپس سے اس کے کندھے سے آلگی البتہ نظروں کا مرکز ابھی بھی وہ ہی شخص تھا جس کا غصہ اور اگنور کرنا مرحا یوسف سے برداشت نہیں ہو رہا تھا جبکہ دوسری طرف وہ خود پر پڑتی اس کی شکوہ کرتی نگاہیں صاف محسوس کر رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میرے پاس رہو، آس پاس رہو، میرے عشق میں دن رات ہو۔۔۔ مطلب برباد تھے، برباد ہو، برباد رہو

خوبصورت باربی تھیم سے سجے کمرے میں اس وقت گھر کا ہر فرد موجود تھا۔ سب کی اضطرابی بھری بے چین نظریں بیڈ پہ لیٹے وجود کا چیک اپ کرتے ڈاکٹر پہ ٹیکی تھی۔ کالج سے آکر بھی وہ پورا دن یونہی نڈھال رہی، نہ کچھ کھایا اور شام ڈھلتے ہی بخار پھر اس نازک سی پری پر حاوی ہو گیا۔

موسمی بخار ہے سو ڈونٹ وری" یہ دوائیاں لکھ دی انہیں کھانے کے بعد دے دیجئیے گا۔۔۔۔ اس کا تفصیلی چیک اپ کرتے ڈاکٹر نے خود پر ٹیکی سب کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے انھیں پر سکون کرتے کہا تو سب کی سولی پہ لٹکی جان میں جان آئی۔۔۔۔

شکریہ ڈاکٹر" فرقان جاؤ ڈاکٹر صاحب کو باہر تک چھوڑ کر آؤ۔۔۔۔ ان کے ہاتھ سے دوائیوں کا پر یکسیپشن پکڑتے سکندر ماموں نے ان کا شکریہ ادا کرتے

فرقان ماموں کو مخاطب کیا تو وہ سر ہلا کر ڈاکٹر صاحب کا بیگ اٹھائے باہر کی جانب بڑھے۔۔۔

روحی """"۔۔۔ڈاکٹر کے جاتے ہی حورے بیگم اس کے سرہانے بیٹھی اور ماتھے پہ بکھرے بالوں کو سنوارتے اسے پکارا جو بخار کے ڈوز کی وجہ سے غنودگی میں تھی۔۔۔۔

ما'ما۔۔۔بغیر پلکوں کو جنبیش دئے اس کے لب پھڑ پھڑائے تو وہاں موجود ہر شخص سامع تابع بنا۔۔۔

روحی "میرا بچا آپ ٹھیک ہوں نہ۔۔۔اس کی پکار پہ دوسری طرف بیٹھی زبیدہ مامی اس کے بند آنکھوں پہ بوسہ دئے بولی پر پلکوں میں ذرا سی بھی جنبیش نہ ہوئی۔۔۔

بھائی یہ ہوش میں کیوں نہیں ہے "۔۔۔اس کے وجود کو یوں بے سدھ پڑا دیکھ حورے بیگم کو فکر لاحق ہوئی تو وہ قریب صوفے پہ بیٹھے سکندر ماموں کی طرف دیکھتی تشویش بھرے لہجے میں بولی۔۔۔۔

بخار کم کرنے کا انجیکشن لاگیا ہے ڈاکٹر نے تبھی نیند میں ہے تم پریشان نہ ہو کچھ دیر میں ہوش آجائے گا۔۔۔ نظریں مبین سلطنت کی اکلوتی نازک شہزادی پہ ٹیکائے انھوں نے حورے بیگم کو ریلیکس کرنا چاہا۔۔۔

سبین سات لال مرچیں لا کر ذرا میری بچی کی نظر تو اتارو دیکھو کیسے پلکیں مڑوری پڑی ہے۔۔۔ زبیدہ مامی مخملی کمبل میں دبک کر سوئی اس گلابی خرگوشنی کو دیکھتے بولی جو دوائی کے زیر اثر سکون سے سوتی باقی تمام گھر والوں کی نیندیں اڑائے بیٹھی تھی۔۔۔

بیگم اس کی پلکیں بچپن سے ہی خم دار اور مڑوی ہوئی ہے" آپ لوگوں کیوں فضول کی ٹیشن پال رہیں ہے ساتھ بچی کی نیند بھی خراب کر رہیں ہے۔۔۔۔

ٹانک پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھے سکندر ماموں ان کی بات پہ نفی میں سر ہلاتے بولے مطلب حد تھی بخار اسے موسم کے بدلنے سے ہوا تھا اور وہ بات کہاں نظر تک لے گیے تھے۔۔۔۔

پر !!!

پر ور کچھ نہیں جائے بچی کے لیے کوئی سوپ وغیرہ بنائے جب تک میں یہاں ہی مرحا کے پاس ہوں۔۔۔انھیں پھر بولنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ وہ بیچ میں ہی سے بن کی بات اچکتے بولے تو ناچار چاہتے ہوں بھی خواتین کو اس کے سرہانے سے اٹھنا پڑا۔۔۔

ماموں کا نازک بچا" سب کو وقت ڈالا دیتا ہے۔۔۔۔حورے بیگم کی چھوڑی جگہ پہ بیٹھتے وہ اس کے سفید روئی جیسے گال کو سہلاتے بولے۔یہ تو سچ ہی تھا مرحا یوسف کی ذرا سی تکلیف پہ بھی پورے گھر میں پریشانی کی ایک لہر دوڑ جاتی تھی۔ ان کے سر سہلانے کے عمل پہ وہ ذرا سا کسمائی اور ان کی طرف کروٹ لیتی ان کی گود میں چہرہ چھپا گئی جس پہ انھوں نے مسکراتے اس کے بالوں سے ڈھکے ماتھے پہ بوسہ دیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ محبت کی شروعات، وہ بے تحاشہ خوشی دیکھ کر ان کو وہ بہک جانا دل کا

اس قدر آگے بڑھ گیے تھے ہم عشق میں سوچا ہی نہ کہ وہ شخص نصیب ہی نہیں دل کا

سنسان پڑی خالی سڑک پہ سر سے پاؤں تلک خود کو سیاہ چادر میں چھپائے وہ وجود غائب دماغی سے چلتا چلا جا رہا تھا۔ وہ اپنی کھوئی ہوئی ذات میں اس قدر گم تھی کہ اسے آس پاس سے تیز رفتار میں گزرتی گاڑیوں کے ہارن اور شور کی آوازیں بھی سنائی نہیں پڑھ رہی تھی۔ سیاہ داستانوں میں چھپے سنگ مرمر سے تراشے ہاتھوں نے ہری جلدی والی موٹی کتاب کو سینے سے لگا رکھا تھا۔ غزال خوبصورت آنکھیں حیا سے جھکی ہوئی تھی پر ان میں گہری سوچوں کے نقش رقم تھے۔۔۔ جیسے سورج دن بھر کی مشقت کے بعد اپنے گھر لوٹ رہا تھا ویسے ہی وہ بھی ڈھلتے دن کے سورج کی طرح تھکی ہاری غموں اور پریشانیوں کی آگ میں جھلسی ہوئی واپس گھر کو لوٹ رہی تھی پر اتنے تھکن بھرے دن کے باوجود اس کے دماغ میں گہری سوچوں کے سائے تھے۔۔۔

یادر کھنا جب تم کسی کو کھو رہے ہوں نہ تو خود کو سنبھال لینا۔ ایسا نہ ہو کہ تم " خود کو بھی کھو دوں کیونکہ جب تم خود کو کھو دوں گے تو ساری زندگی خود کی تلاش میں ہی لگے رہوں گے مگر خود کو کبھی ڈھونڈ نہ پاؤ گے " یہاں اکثر لوگ خود کے ہی وجود کی تلاش میں زندگی گزار دیتے ہیں' دماغ کے کورے صحفہ پہ نقش ہوئے بانو قدسیہ کے یہ سنہرے الفاظ دماغ کی نسوں میں تناؤ پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہیں تھے۔ ان الفظوں کی گہرائی کو محسوس کرتے یوں لگ رہا تھا جیسے یہ لفظ اس کی زندگی کا خلاصہ کر رہیں ہو جیسے لکھنے والے نے اس ہی کی زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ الفظ تحریر کیے ہوئے۔۔۔

سیاہ برقع میں چھپی اس نازک لڑکی نے کسی اور کے وجود کی تلاش میں اپنا وجود خاکی کر لیا تھا پر اپنے وجود اپنے دل اپنی خوشیوں کی قربانی دینے کے باوجود وہ خالی ہاتھ لیے یوں کھڑی تھی جیسے کوئی مددگار امید کی کرن لیے مسجد کے باہر اس انتظار میں کھڑا ہوتا ہے کہ باہر نکلتے نمازی اس کی مدد کرئے گے پر جب قطار در قطار نکلتے نمازیوں کو وہ یونہی جاتے دیکھتا ہے تو وہ نم پلکوں کو جھپکتے اپنے اس خالی کشکول کو دیکھتا ہے جو اللہ کی مخلوق سے امید لگانے کے باعث خالی پڑا تھا۔۔۔

ہم جن سے محبت کا دعوی کرتے ہے انھیں اتنی آسانی سے دنیا کی بھیڑ میں گم ہونے کے لیے تو نہیں چھوڑ دیتے بلکہ انھیں پاس رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہے پر اس کے ساتھ تو بلکل الٹ ہوا تھا جو شخص اسے اپنی باتوں اپنے رویہ سے یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ اس کے لیے بہت خاص ہے وہی اسے پل میں بے مول کر گیا تھا جو اس کے وجود پہ کسی کی بری نظر تک برداشت نہیں کر پاتا تھا وہ اسے یوں دنیا کے بھیڑیوں کے حوالہ کر کے گیا تھا کہ مڑ کے بھی نہیں دیکھا تھا ---وہ بھی آنکھوں میں نمی لیے سیدھی چلتی جاری تھی سر ندامت سے جھکا تھا اور جب غرور چکنا چور ہوتا ہے تو انساں کچھ یوں ہی ٹوٹتا ہے کہ ان کانچ کی کرچیوں کو چنے میں اس کی ساری زندگی گزر جاتی ہے۔

آنکھوں سے نمکین پانی کے قطرے گرتے نقاب میں جذب ہو رہیں تھے وہ بھی اس فقیر کی طرح اس مالک سے مانگنے کے بجائے اس کی مخلوق کے اگے اپنا دامن پھیلا بیٹھی تھی جو اپنے نفس کا بچاری تھا۔ جس کے اگے صرف 'میں' ضروری تھا اور اس 'میں' کے اگے ہر رشتہ ہر احساس بے ذر تھا۔اور پھر ہمیشہ کی طرح وہ بھی ہر اس فقیر کی طرح خالی الکشکول رہے گئی تھی جو اس رحمن کے بجائے اس کی اس

بے وفا مخلوق سے وفا کی امید لگاتے ہے جو اپنے بنانے والے کو بھی بے مقصد یاد نہیں کرتے۔۔۔۔

محبت کرتی ہو اس سے ؟؟؟

بے پناہ""۔۔۔۔ مقابل بیٹھی ہستی کے سوال پہ اس نے گردن فخریہ اکڑاتے بتایا تو مقابل کے لب یکطرفہ مسکراہٹ میں ڈھلے جیسے وہ اس کے جواب پہ طنزیہ ہنسی ہو۔۔۔

تو پھر اپنی اس بے پناہ محبت کے لیے تم کیا کیا کر سکتی ہو ؟۔۔۔۔ میز کی سطح پہ دونوں ہاتھوں کو باہم آپس میں پیوست کر کے رکھتی وہ نرمی سے گویا ہوئی

۔۔۔۔

اپنی جان بھی دے سک""""ان کے سوال پہ ایک بار پھر مقابل نے غرور سے بتانا چاہا پر انھوں نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے کاٹ دی۔۔۔۔

ہنہھہ "جان نہیں چاہی وہ تو اس خونی کے کھیل کے اختتام پہ خود ہی چلی جائے گئی ! کچھ اور کر سکتی ہو ؟۔۔۔۔۔ چہرے پہ پر اسرار سی مسکراہٹ لیے بولتی وہ آج اسے باقی دنوں سے یکسر مختلف لگ رہی تھی۔۔۔

!!! مم "مطلب

اپنی محبت کی خاطر اپنی محبت کو قربان کر سکتی ہو؟۔۔۔۔وہ آج بالکل اپنے مزاج سے برخلاف سوال کرتی سامنے بیٹھی لڑکی کی دھیرے دھیرے جان نکال رہی تھی۔۔۔

کیوں !!!۔۔۔اسے شاک کے عالم میں سر نفی میں ہلاتا دیکھا انھوں نے آئیبرو اچکائیں پوچھا۔۔۔

وہ جان "ہے اور اگر" جان جسم سے "سے جدا ہو جائیں تو جسم ڈھلک جاتا ہے ۔۔۔ان کے عجیب سے سوالوں پہ وہ روہنسا ہو رہی تھی کہ بھلا وہ کیوں اسے پیچھے ہٹ جانے کا کہہ رہی تھی۔۔۔۔

اور جب جسم ہی باقی نہ رہیں تو روح در در بھٹکتی ہے۔۔۔۔وہ بھی دو بدو بولی تو اس کے پیشانی پہ پسینے کے ننھے قطرے نمودار ہوئے کیونکہ وہ ان کے سوالوں سے خوف زدہ ہو رہی تھی۔۔۔۔

ہہہ 'ہم اپنی محبت سے " دستبر دار نہں " نہیں ہو سکتے 'آپ چاہے 'جو بھی کہے " ہہہ 'ہماری مم 'محبت کا اختتام " پاک رشتہ پہ ہو گا۔۔۔اس نے بلآخر ہمت کہے

بول ہی دیا جو وہ بولنا چاہتی تھی کیونکہ ان کی باتیں اسے اپنی محبت سے دستبردار ہونے کی تلقین کر رہی تھی جو وہ مر کے بھی کبھی نہیں کرتی۔۔۔

محبتوں میں نکاح نہیں ہوتے!! وہ تو ہمیشہ ہی ادھوری رہ جاتی ہے کسی کی آخری داستان بن کر تو کسی کا آخری پچھتاواں بن کر' محبت ازل سے ہی ادھوری ہے اور ادھوری ہی رہے گی ہاں مگر ادھوری محبت کا غم انسان پورا چاٹ جاتا ہے۔۔۔

محبت تو محبت ہے،

یہ کرنی تو نہیں پڑتی یہ

اکثر ہو ہی جاتی ہے

مگر ہوتی تو اندھی ہے

!! کہاں کچھ دیکھ پاتی ہے

کبھی بے درد لوگوں سے،

کبھی بے قدر لوگوں سے

کبھی بے حس لوگوں سے،

کبھی بے قول لوگوں سے

یہ اکثر ہو بھی جاتی ہے
بہت بے مول لوگوں سے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قربان کر دوں ساری زندگی تیری ان حسین آنکھوں پر۔۔۔۔تو وعدہ تو کر مجھے
عمر بھر دیکھنے کا

ہم نے نہیں کھانا" اور نہ کسی سے بات کرنی ہے۔۔۔۔ سکندر ماموں کی گود میں چہرہ چھپائے وہ کسی اور کا غصہ سب سے ناراضگی ظاہر کر کے اتار رہی تھی۔۔۔۔
کھانا نہیں کھاؤ گی تو یو نہی بیمار پڑی رہو گی"۔۔۔ بیمار ہونے کے باوجود اس کی بے وجہ کی ضد کو دیکھتے حورے بیگم سائیڈ ٹیبل پہ سوپ کا باؤل پٹکتی ہوئی بولی تو سکندر ماموں انھیں آنکھ کے اشارے سے خاموش ہونے کا کہتے خود اپنے آغوش میں چھپی اس بیمار پری کی طرف متوجہ ہوئے جو روٹھی سی انھیں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

!!!! کھانا کیوں نہیں کھانا میرے بچے نے

کیونکہ ہمارا موڈ نہیں ہے یہ بیماروں والا سوپ پینے کا۔۔۔ان کے پیار سے پوچھنے پہ وہ سر اوپر کو اٹھاتی اپنی ناں کے پیچھے چھپی وجہ بتاتی بولی ساتھ ٹیبل پہ رکھے سوپ کو دیکھتے ناک بھنوئیں چڑھائی۔۔۔۔

چکن تکن نہ منگوادوں میڈم کو"شرافت سے سوپ پیو یہاں محترمہ کے بیماری میں بھی نخرے خاتم نہیں ہو رہیں۔۔۔اپنی بیٹی کو رائتہ کی طرح پھیلا تا دیکھ وہ کینہ توز نظروں سے اسے گھورتی بولی جو ہمیشہ اپنے سپوٹرز کی موجودگی میں خود کو آسمان پہ پہنچا ہوا محسوس کرتی تھی۔۔۔

چپ کرو حورے"ایک تو میری بچی بیمار ہے اور الٹا تم اسے ہی ڈانٹ رہی ہو ۔۔۔لاڈ کرنے کے انداز میں زبیدہ مامی حورے بیگم کو آنکھیں دیکھاتی بیڈ پہ اس کے قریب بیٹھتی بولی۔۔۔

اۓ لو یو مامی 'بٹ ہم سوپ کے نام پہ یہ بدمزاج سا پانی نہیں پیئے گے۔۔۔وہ ان کا اپنے نزدیک بیٹھنے کا مقصد جان گئی تھی اس ہی لیے اس سے پہلے وہ سوپ کی بات کرتی وہ پہلے ہی اپنا فیصلہ سنا گئی۔۔۔

میری جان اپ کا فلو ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔بچوں کی طرح بہلاتی وہ اسے کسی بھی طریقے سے سوپ پینے کے لیے راضی کرنا چاہتی تھی۔۔۔

نو ہم نے نہیں پینا اور نہ کسی سے بات کرنی ہے۔۔۔زکام اور بخار سے اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا اور ایسے میں گرما گرما سوپ اسے کافی سکون دیتا پر وہ گھر کی لاڈلی بگڑی شہزادی اس وقت اس شخص کی وجہ سے ضد لگائے بیٹھی تھی جو باہر بیٹھا اس کی ضد کو باخوبی سن رہا تھا۔۔

اسے بھیجے اندر ضرور اس غلام نے ہی شہزادی کی شان میں گستاخی کی ہے۔۔۔

زبیدہ مامی کی طرف دیکھتے انھوں نے ڈھکے چھپے الفاظوں میں تراب کو اندر بھیجنے کا کہا جہاں تک ان کا اندازہ تھا ناراضگی کی وجہ کہی نہ کہی وہ ہی تھا۔۔۔

وہ پہلے ہی تھکا آیا ہے اس مہارانی کو میں ہینڈل کر لونگی آپ اسے آرام کرنے دئے۔۔۔ماں سے پہلے ماں جیسی پھپھو کی آواز اپنے بھتیجے کی فکر میں ابھری تو سکندر ماموں کے سینے سے لگی شخصیت کی آنکھوں میں اس شخص کے ذکر پہ خفگی اتری۔۔۔

وہ اپنی لاڈلی کی فکر میں باہر لاونج میں ہی ڈیرا ڈالے بیٹھا ہے 'میں بھیجتی ہوں اندر۔۔۔۔زبیدہ مامی مسکرا کر کہتی اٹھی اور باہر کی طرف بڑھی تو ان کے پیچھے ہی حورے بیگم ایک نظر ان دونوں ماموں بھانجی پہ ڈالے باہر کی جانب چل دی

۔۔۔

''''''' تابی

ہمممم۔۔۔۔دُکھتی کنپٹیوں کو دباتے اس نے ہنکارا ابھرا۔وہ ابھی تک کورٹ کے یونیفارم میں ملبوس لاونج کے صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

تمہاری لاڈلی کچھ کھا نہیں رہی " جاؤ اسے سوپ پلا کر میڈیسنیز دے دو۔۔۔۔

سر درد کی وجہ سے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے انھوں نے سنجید گی سے بتایا تو وہ بغیر کسی سوال جواب کے اس عدالت کی طرف بڑھا جہاں اس کے وکیل ہونے کے باوجود بھی اسے کئی سوالوں کے جوابات کے ساتھ ساتھ اپنے حق میں صفائی بھی دینی تھی۔۔۔۔۔۔

اچھا ویسے ناراضگی ہوئی کس بات پہ ہے ؟؟؟

آپ ڈانٹے گے۔۔۔۔بیچارگی سا منہ بناتے اس نے جواب نہ دینا چاہا۔۔۔

مطلب بات واقعی ہی ایسی تھی کہ تراب نے ڈانٹا ضروری سمجھا۔۔۔ سر پہ ہلکی سی چپت لگاتے انھوں نے مصنوعی گھوری سے اسے نوازتے کہا تو مقابل دانتوں کی نمائش کرتی زبردستی سی مسکرائی۔ اس ہی اثنا میں وہ دروازہ دھکیل کر اندر آیا تو پل میں مقابل کے مسکراتے لب سکڑے اور چہرے پہ کیوٹ سا غصہ امڈ آیا۔۔۔

چلو تم دونوں کی آپس کی ناراضگی ہے تو دونوں ساتھ ہی اسے خاتم کرو شاباش ۔۔۔ اس کے قریب سے اٹھتے سکندر ماموں اس کی طرف دیکھتے بولے جو سر جھکا کر پھولے ہوئے گال لیے بیٹھی تھی۔۔۔ ان کے جاتے ہی وہ بھاری قدم لیتا بیڈ کے نزدیک آیا اور بیڈ پہ اس کے عین کے نزدیک بیٹھتا سنجیدہ سا بولا البتہ لہجا بغیر کسی قسم کی لچک لیے ہوئے تھا """""

"""" سوپ کیوں نہیں پیا؟

ہم غصہ ہے !! ۔۔۔ سر جھکا کر بیٹھی وہ خفگی سے بولی۔۔۔۔

کیوں ! ۔۔۔۔ نظریں اس کے جھکے سر پہ ٹیکائے وہ جانتے بھی انجان بنا۔۔۔

کیونکہ 'آپ نے 'ہمیں ڈانٹا تھا۔۔۔ نم رندھ لہجا لیے وہ اس بار تھوڑا اٹکی۔۔۔

غلطی کس کی تھی۔۔۔۔ سرد نظریں اس کے سر پہ ٹیکائے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

!!! آپ "آپ کی

وہ کیسے۔۔۔اس کے جواب پہ وہ حیرت زدہ سا بولا کیونکہ میڈم اپنی غلطی اس پہ ڈال گئی تھی۔۔

آپ نے ہم سے روڈلی بات کی"۔۔۔۔اپنی غلطی دہرانے کے بجائے وہ دوبارہ اسے اس کی غلطی یاد کرواتی بولی۔خوبصورت آنکھوں میں ڈانٹ پڑنے کے غم میں اٗنسو جھلملانے لگے تھے۔۔۔

سوری!!۔۔۔ غصہ پل میں اس کے آنسوؤں کی روانی میں بہاتو وہ نرمی سے اس کی آنکھوں کو پونچتا بولا۔اس کا ارادہ نہیں تھا اتنی جلدی اسے معاف کرنے کا پر میڈم کے آنسوؤں نے نہ صرف اس کا غصہ ختم کیا بلکہ سوری کہنے پہ بھی مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔

آپ 'ہمیں مم 'مت ڈانٹا کرئے 'مرحا یوسف سب کا غصہ اور ناراضگی برداشت کر سکتی ہے پر آپ 'کی نہیں 'کوئی اور ڈڈ "ڈانٹتا تو ہمیں 'اتنا فیل نن "نہیں ہوتا" پر

آپ نے غصہ کک 'کیا تو ہمیں بب" بہت برا لگا۔۔۔اپنے آنسو صاف کرتے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے ہچکیاں بھرتی ہوئی بولی تو مقابل کو خود پر طیش آیا۔۔۔

سوری 'میری جان آئیندہ نہیں ہوگا ایسا اور اب اپ بھی پرومس کرو کہ اب کبھی ایسی باتیں منہ سے نہیں نکالو گی۔۔۔ذرا سی ڈانٹ پہ اسے بچوں کی طرح روتا دیکھ وہ جھک کر اسکی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے بولا تو وہ سرہاں میں ہلاتی ہمیشہ کی طرح اس کے کندھے سے لگی۔مرحا یوسف کی زندگی میں تراب سکندر ان گنے چنے لوگوں میں شمار ہوتا تھا جو اسے اپنی جان سے بھی بڑھ کر عزیز تھے اور ان کی ڈانٹ اور غصہ اسے ہرگز قبول نہ تھا۔۔۔

آئی نو کہ میں روڈ ہو گیا تھا پر آپ کے منہ سے نکلے لفظوں نے میرے پاؤں تلے سے زمین اور سر پہ سے آسمان سرکا دیا تھا۔۔۔خود سے لگی نڈھال سی پری کا سر سہلاتے وہ سنجیدگی سے اسے باور کرواتا بولا کہ اس کے محض چند الفاظوں نے اس کے دل کی کیا حالت کی تھی۔۔۔

اوکے سوری 'اب ہم ایسی باتیں نہیں کرئے گے۔۔۔۔ شاید وہ اس کے غصے کے پیچھے چھپی وجہ جان گی تھی تبھی فریش سا موڈ کرتی وہ اس کے دونوں گالوں کو کھینچتی ہوئی بولی تو تراب کے چہرے پہ سجی سرد سی خاموشی پل میں اڑان چھو ہوئی اور وہ مسکراتا اس کی زکام سے سرخ ہوئی ناک کھینچ گیا۔۔۔۔

چلو اب جلدی سے سوپ فینش کرو۔۔۔۔ اس کا موڈ بحال ہوتا دیکھ وہ فورا اسے سوپ کا باؤل ہاتھ میں لیے بولا تو اس کے مسکراتے لب ناپسندیگی میں ڈھلے ۔۔۔۔

آپ پلائے"۔۔۔۔ بہت سوچ وچار کے بعد آخر وہ سوپ پینے پہ راضی ہو ہی گئی مگر اپنے تابی بھیا کے ہاتھوں سے جبکہ اسے کے مان جانے پہ وہ شکر کا کلمہ پڑتا اب اسے اپنے ہاتھوں سے سوپ پلانے لگا جو وہ بغیر کسی چوں چراں کے خاموشی سے پی رہی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے ۔۔۔ منصف ہو تو اب حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے !

جیسے جیسے دن ڈھل رہا تھا سردی کی شدت اور ٹھنڈی ہواؤں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ نیلی چادر میں چھپے سورج کے باعث دن اور شام کا کچھ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا البتہ بڑھتی سردی بتا رہی تھی کہ دن اب اپنے اختتام پر ہے۔

ابے یہ تو کہاں لے آیا' ۔۔۔۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اترتے معتصم نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے روشنیوں میں نہائی اس بلڈنگ کو دیکھتے پوچھا۔

ڈرائیونگ سیٹ سے درید جبکہ پیسینجرز سیٹس سے فواد اور حارث اترے تھے ۔۔۔

دیکھ ویسے تو سامنے بڑے بڑے الفاظوں میں ریسٹورنٹ کا نام لکھا ہے پر اگر پھر بھی تجھے پڑھنے میں پریشانی ہو رہی ہے تو میں بتا دیتا ہوں کہ میں تجھے "فوجیما" لے کر آیا ہوں ۔۔۔ کار لوک کرتے وہ شاک کے عالم میں کھڑے معتصم کے

قریب آتے سادگی سے بولا تو مقابل نے خون آشام نظروں سے اس میسنے کو گھورا۔۔۔

سالوں اتنے مہنگے ریسٹورنٹ میں تم منہ اٹھا کر چلے آئے ہو نہ ان منحوس شکلوں کو دیکھ کر تو گارڈ نے اندر ہی نہیں جانے دینا۔۔۔ایک نظر فوجیا کو دیکھ کر وہ ان تینوں سے مخاطب ہوا جو آج اس کا سارا بینک بیلنس ختم کرنے کے درپہ تھے

۔۔۔۔

ڈونٹ وری ہماری بات ہو گی ہے وہ تجھے اندر جانے سے نہیں روکے گے۔۔۔۔

اس کے کندھے پہ دوستانہ طریقے سے ہاتھ رکھتے حارث نے اس کی پریشانی کا حل نکلا۔۔۔

شٹ اپ یو ایڈیٹ """ میں ہرگز تم لوگوں کو یہاں کھانا نہیں کھلاؤنگا کسی لور کلاس ریسٹورنٹ چلنا ہے تو بتاؤ۔۔۔ کندھے پہ رکھے حارث کے ہاتھ کو بے دردی سے جھٹکتے وہ ہاتھ کو ناں میں ہلاتا گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگاتے بولا تو ان تینوں کا بس نہیں چلا کے اس گیری سندھو کا منہ توڑ دے جو کہ ان کے پیسوں

پہ توڈاٹ کے کھانا کھاتا ہے اور اب کھلانے کے باری آئی تو اسے موت نظر آرہی تھی۔۔۔

کمینے جب ہمارے پیسوں پہ تو 'انداز' 'اسپیس بازار' اور کوکو 'زڈین پہ کھانے ٹھوستا ہے جب تجھے کیوں نہیں لور کلاس ڈھابے یاد آتے۔۔۔اس کی کالر کو موٹی میں جکڑتے فواد ایک ایک لفظ چباتا بولا مطلب حد کردی تھی بغیرتی کی اس شاہی صاحب نے۔۔۔۔

تو تم تینوں تو کروڑوں کے مالک ہو ایک دن بھائی کو دس بیس ہزار کا کھانا کھلا دینے سے کونسا تمہارے خزانوں میں کمی واقع ہو جائے گی۔۔۔ فواد کے ہاتھ سے کالر چھڑواتے وہ اس بار بھی ڈھیٹائی سے بولا۔دوسری طرف آتے جاتے لوگ مڑ مڑ کر ان ویل ڈریسڈ ترکی ایکٹرز کو دیکھ رہیں تھے جو اندر جانے کے بجائے پارکنگ میں کھڑے لڑ رہیں تھے۔۔۔۔

سالے بخیل انسان یہ جو تو پیسے بچا رہا ہے نہ قیامت کے دن اس کا الگ سے حساب ہو گا۔۔۔۔ گلاسز کے پیچھے چھپی آنکھوں میں ناگواریت لیے وہ معتصم کو ڈراتا

بولا کے کہی وہ خوفِ خدا کی ہی خاطر اندر جانے کا سوچ لے پر یہ اس کی بھول تھی کہ معتصم شاہ کسی باتوں میں آسکتا ہے۔۔۔

ہاں اور اس دن سارا حساب تو ہی تو کر رہا ہو گا""۔۔۔درید کی بات کو وہ ہوا میں اچھلتا ہوا بولا۔۔۔۔

بونٹ سے لگ کر تو یوں کھڑا ہے جیسے فوجیا خریدا نے کا ارادہ رکھتا ہو۔۔۔

حارث ایک جلتی ہوئی نظر اس فسادی میں مارتا ہوا بولا جو کبھی کبھی بالکل پھپھو کی طرح لگتا تھا۔ڈریس وائٹ پینٹ پہ چیک والی گرم شرٹ کے ساتھ بلیک کلر کی لیدر جیکٹ پہنے ہوئے تھے۔بالوں کو سیٹ کیے آنکھوں پہ شیڈز لگا کر وہ گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے ایک ہاتھ میں جیب میں ڈالے یوں فوجیا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا بلڈر رہو۔۔۔۔

تو اگر کہے تو تیری بہن سے لگ جاؤں"۔۔۔۔کمینے پن کا اعلی مظاہرہ کرتے وہ بغیرتی سے مسکراتا ہوا بولا۔۔۔

تمیز سیکھ لے معتصم "۔۔۔حارث کے چہرے کے تاثرات بگڑتے دیکھ فواد نے اسے آنکھیں دیکھاتے کہا تو بدلے میں وہ لاپرواہی سے ہاتھ جھلاتا بولا کیونکہ جانتا تھا کہ حارث کی کوئی بہن نہیں ہے۔۔۔۔

"" سیکھ لے گے جب کھلا ٹائم ہوا

چل فادی 'اگر اس کے آسرے میں رہیں تو یقیناً آج سگنل پہ بیٹھ کر ڈنر کرئے گے۔۔۔ریسٹورنٹ کی اندرونی منزل کی طرف بڑھتے درید نے فواد کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا تو وہ دونوں ایک ایک تنفر بھری نظر اس ڈھیٹ ابن ڈھیٹ انسان پہ مارتے درید کے ہمقدم ہوئے۔۔۔

اور تو خبردار ہمارے پیچھے آیا ورنہ بہن کیا یہ بہن کا بھائی تجھ جیسے بھکڑ اور بخیل انسان کو یوں چیپکے گا کہ تیری سات پشتیں یاد رکھ گئ "بلڈی ندیدہ "۔۔۔اندر کی طرف جاتے حارث کے دل میں نہ جانے کیا آئی کہ وہ واپس مڑتا گاڑی کے بونٹ سے ہٹ کر سیدھے ہوتے معتصم کو انگلی اٹھا کر وران کرتا بولا کہ اگر وہ ان کے پیچھے آیا تو پھر انجام کی ذمہ داری ساری اسکی اپنی ہو گی۔۔۔

ہاں میں آ بھی نہیں رہا' اور اب جانا گھر پیدل احسان فراموش کمینوں۔۔۔۔

حارث کی ورانگ پہ وہ پیر پٹکتا ہوا بولا اور گاڑی کی دھمکی دیتا وہ ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا جبکہ وہ تینوں شیطانیت سے مسکراتے ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

میری گاڑی کی چابی واپس کردرید""۔۔۔۔۔ ان کو اندر جاتا دیکھ اس نے پیچھے سے ہانک لگائی پر وہ ان سنی کرتے اگے کو بڑھ گیے جبکہ پیچھے وہ ان کی حرکت پہ بل کھا کر رہے گیا کیونکہ وہ جان کر چابی ساتھ لے کر گیے تھے۔ اب اسے مجبوراً تب تک باہر کھڑے ہو کر ان ویٹ کرنا تھا جب تک وہ لوگ آ نہیں جاتے جبکہ اندر وہ جا نہیں سکتا تھا تو کیونکہ کھانا دیکھ کر وہ خود کو روک نہیں پاتا اور یہ ہی وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے وہ جانچتی اور سوچتی ہوئی نظروں سے فوجیا کی عمارت کو دیکھنے لگا کیونکہ خود کو کنگال کہنے والے شاہ صاحب کا اندر ہی اندر اسے خریدانے کا موڈ بن رہا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وقت کی قید میں زندگی ہے! مگر۔۔۔چند گھڑیاں یہی ہے جو آزاد ہیں

نیلا بادلوں سے ڈھکا آسمان اب پورے طریقے سے سیاہی کی نظر ہو چکا تھا جبکہ ٹھنڈی ہوائیں اپنے جوبن پر تھی۔ بادل ہونے کے باعث چاند کی چاندنی بھی بادلوں کے پار سے دھندلی دھندلی سی زمین زادوں پہ پڑھ رہی تھی۔ڈی اچ ڈیفینس کی گلیاں آدم ذات کے وجود سے سنسان پڑی تھی البتہ سرد ہوائیں وہاں محورقص تھی۔ ہر کسی کی طرح سرخ اینٹوں والی حویلی کے بھی تمام افراد سردی کی شدت سے بچنے کو حویلی میں ہی محصور ہوئے بیٹھے تھے۔ کچھ ہیٹر اور کچھ رشتوں کی والہانہ محبت نے لاونج کی فضا کو خاصا گرم کیے رکھا تھا۔ وسیع لاونج میں بیٹھے مرد حضرات گرما گرما کوفی سے لطف اندوز ہوتے ملک کے حالات پہ متبادلہ خیالات کر رہیں تھے جبکہ خواتین کی اپنی ہی الگ گو سیپز تھی۔۔۔۔

کیا ہوا تھا میرے بچے کو ہاں۔۔۔اپنے سینے سے لگی مرحا کے سر کو سہلاتے آغا ماموں نے پریشانی سے استفسار کیا۔انھیں کچھ دیر پہلے ہی پتہ چلا تھا کہ مبین سلطنت کی شہزادی کی طبعیت ناساز ہے۔۔۔۔

فلو، ہیڈیک، فیور، کاف!!۔۔۔ماموں کی لاڈلی نے فوراً سے شکایت لگائی تو کوفی پیتے سکندر ماموں کے لب اس کی شکایتوں پہ مسکرائے۔۔۔۔

اتنااااسب کچھ ہو گیا میرے بچے کو اور ماموں کو پتہ بھی نہیں چلا۔۔۔مصنوعی حیرت کا اظہار کرتے وہ الفاظوں کو خاصا کھینچتے ہوئے بولے جیسے اس کے دکھ کے میں شریک ہو۔۔۔۔

تایا جان آپ کیسے بادشاہ ہے جسے اپنی نازک شہزادی کی ہی کوئی خبر نہیں۔۔۔۔

گرم چادر اپنے ارد گرد لپیٹ کر بیٹھے تراب نے اس پہ نظریں جمائے شرارت سے کہا جس کے کان اس کی بات پہ الرٹ ہوئے تھے۔۔۔۔

جی بالکل آپ کیسے بادشاہ ہے جنھیں اپنی سلطنت میں کیا ہو رہا ہے یہ ہی نہیں پتہ""""۔۔۔۔ماتھے پہ ننھا سا بل ڈالے وہ آغا ماموں سے دوری بناتے خفگی

سے بولی تو وہاں بیٹھے تمام لوگوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی کیونکہ ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ مرحا یوسف کے غصے کا شکار آغا ماموں ہو۔۔۔۔

سوری میری ننھی سی شہزادی آئندہ بادشاہ سلامت اپ کے معاملے میں محتاط رہے گے۔۔۔۔ مغرور حسین شہزادی کو واپس سے اپنی بانہوں میں بھرتے انھوں نے اپنی غلطی کی معافی مانگی تو ملکۂِ حسن کی گردن غرور سے مزید اونچی ہوئی۔۔۔

پتہ ہیں جب آپ ہمیں شہزادی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں تو ہمیں بالکل روئل پرنسس جیسی فیلینگز آتی ہے۔۔۔اپنے تینوں ماموں 'زاور تراب کی طرف دیکھ کر وہ اشتیاق سے بھری مسکراہٹ لیے بولی تو سب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کی زندگی سے بھری خوبصورت مسکراہٹ کی نظر اتاری۔۔۔

خالی فیلینگز کیوں لینی آپ تو ہماری سلطنت کی راجکماری ہو۔۔۔۔اس کی فیلینگز والی بات پہ فرقان ماموں نے مسکراتے اس کی بات کی نفی کرتے جتلایا تو مقابل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوتی سفید موتیوں کی نمائش کرنے لگی۔۔۔

داعی میں پہلے ہی بتا رہا ہوں کہ ریڈ میری ہو گی'''سڑھیاں اترتے داؤد کے پیچھے آتے حیدر نے پیچھے سے ہانک لگاتے کہا۔۔۔

کیوں منت مانگی ہوئی ہے۔۔۔۔ ترچھا سا مڑتے اس نے بھنوئیں اچکائیں پوچھا

۔۔۔

نہیں میرا لاکی کلر ہے۔۔۔۔اس کے پوچھنے پہ مقابل نے بات کو کلئیر کیا۔۔۔

شکل تیری بیڈ لاک والی ہے آیا بڑا لاکی کلر والا 'ہنہہ۔۔۔۔ ہنکار ابھرتے وہ تن فن کرتا باقی بچی سڑھیاں اترنے لگا تو وہ بھی دو دو سڑھیاں اسکیپ کرتا اس کے پیچھے لپکا۔۔۔

انسان کے بچے بن کر نہیں اتر سکتے۔۔۔۔اسے ٹھپ ٹھپ کر کے سڑھیاں اتر کر آتا دیکھ سکندر ماموں نے خالی کپ میز پہ ڈالتے سنجید گی سے پوچھا۔۔۔۔

بابا انسان ہی ہوں تبھی تو دو پیروں پہ اتر کر آیا ہوں اگر جانور ہوتا تو چار پیپروں پہ نہیں آرہا ہوتا۔۔۔ سنجیدہ سوال کے جواب میں اس نے سیریس انداز میں کہتے ان کی نولوجی میں اضافہ کیا۔۔۔

بیٹا بتانے کی ضرورت نہیں ہے بھلے تمہارے چار پیپر نہیں ہے پر حرکتیں بالکل جانوروالی ہی کرتے ہو۔۔۔کڑے چتنوں لیے انھوں نے گھور کر اپنے اس بدماغ بیٹے کو دیکھتے کہا جس کے اوپر والا پورشن میں جالے لگے ہوئے تھے۔۔۔

اچھا پھر آپ کو زیادہ پتہ ہو گا آفٹر آل یور مائے ڈیڈ۔۔۔ان کے طنز پہ وہ کندھے اچکا کر بولتا فلور کشن پہ بیٹھا۔۔۔

بھیا آئے 'جوا' مطلب ایک ایک گیم لگاتے ہے۔۔۔داؤد زمین پہ لڈو سیٹ کرتا روانی سے بولنے لگا پر ایکدم سکندر ماموں کی گھوری پہ زبردستی سے مسکراتے فورا سے بات پلٹ گیا۔۔۔

چلو آؤ تمہیں میں بتاتا ہوں کہ گیم کسے کہتے ہیں"۔۔۔۔صوفے سے اٹھ کر وہ نیچے کشن پہ بیٹھتا فخریہ بولا۔۔۔۔

اسے کہتے ہے (گیم) ہمیں مت سیکھائے۔۔۔تراب کو اوور کنفیڈینٹ ہوتا دیکھ داؤد سنجیدگی سے اس کی بات کاٹتا لڈو کی طرف اشارہ کرتا بولا تو وکیل صاحب نے دانت پیستے اس کی گردن دبوچی۔۔۔۔

!!!! زیادہ زبان نہیں چل رہی

سوری بھیا" سوری نہ پلیز۔۔۔پل میں لائن پہ آتے وہ سیدھا ہوا تو تراب نے اسے اپنے شکنجے سے رہا کیا جس پہ وہ اپنی گردن سہلاتا منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا جبکہ آغا ماموں کے بازو سے لگی روحی اس کی حالت پہ دانت نکال کر ہنسنے لگی جب اچانک اس کی نظر خود کی طرف تکتے تراب پہ پڑی جس نے اس کے دیکھتے اسے ہاتھ کی مدد سے اشارے کرتے اپنے پاس آنے کا کہا تو وہ فوراً اسے سر ہلاتی اٹھی۔۔۔

اوہیلو تمہیں کس نے بلایا ہے"۔۔۔۔ مرحا کو قریب آتا دیکھ وہ جو پہلی باری چلنے والا تھا لڑاکا عورتوں کی طرح اسے گھورتے بولا۔۔۔۔

!!!! داؤد

اوکے بھیا"۔۔۔ تراب کی وارننگ دیتی آواز پہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔۔۔

واہ برو پہلی ہی باری پہ بازی لے گیا"۔۔۔۔ داؤد کے ڈائیز پھینکنے پہ چھ تین آئے تو حیدر فخریہ اس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے بولا۔روحی تراب کے قریب ہی کشن پہ بیٹھی تھی جب اس کے بیمار ہونے کا خیال کرتے تراب نے خود پہ لی چادر کا

ایک کونا اس کے اطراف میں پھیلا یا تو وہ چھوٹی موٹی سی لڑکی مکمل طور پہ اس کی گرم براؤن چادر میں چھپ گئی۔اب منظر کچھ ایسا تھا کہ چادر کا ایک سرا تراب کے گرد تو دوسرا روحی کے اطراف میں تھا جس کی وجہ سے وہ خاصا نزدیک تھے ایک دوسرے کے۔۔۔

گیم تو میں ہی جیتونگا بیکواز ائم دا بازی گر"۔۔۔لال گوٹ کو نمبر دیتے وہ فرضی کالر کھڑی کیے بولا جیسے گنیز بوک اوف ورلڈ ریکوڈ میں بھائی نے ریکوڈ قائم کر رکھا ہو۔۔۔۔

بازی گر نہیں لیزی گر کہو""""۔۔۔۔تراب کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھی روحی نے شرارت سے آنکھیں پٹپٹاتے کہا تو داؤد نے گھور کر اس ننھی فسادن کو دیکھا جو کہ اس کے بھیا پہ فل قبضہ کیے بیٹھی تھی۔۔۔۔

ہیلو ایوری ون """ارے واہ یہاں لڈو کھیلا جا رہا ہے وہ بھی اکیلے اکیلے۔۔۔۔

جیکٹ کو کندھے پہ لٹکائے وہ ماموں کی طرف سر کے اشارے سے سلام کرتا قریب آیا تو صوفوں کے درمیان فلور کشن پہ بیٹھے لوگوں کو لڈو کھیلتا دیکھ شکایتی انداز میں بولا۔۔۔

آجاؤ کرو جوائن ابھی گیم اسٹارٹ ہی ہوا ہے۔۔۔۔ تراب نے مرحا کے قریب پڑی خالی جگہ پہ اسے بیٹھنے کا اشارے کرتے کہا تو وہ جیکٹ صوفے پہ اچھلتا مرحا کے برابر والی جگہ سنبھال گیا۔۔۔

کیسی ہے میری چینی گڑیا"۔۔۔ مرحا کے گال کو کھینچتے اس نے فکرمندی سے پوچھا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئ جبکہ تراب نے اس کے چھونے پہ پہلو بدلا۔۔۔۔

اگر اس پھپھینی کی تیمارداری ہو گی ہو تو ہم گیم اسٹارٹ کرے۔۔۔ ہر کسی کو اس بھنڈی کی فکر کرتا دیکھ داؤد جلتے توے پہ بیٹھے بولا۔ فکرمند تو وہ بھی ہوا تھا پر صرف تب تک جب تک اسے صحیح سے باتیں اور کھاتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

بھیا""""۔۔۔۔ آنکھوں میں شکایت لیے وہ فورا سے تراب کی طرف منہ کرتی بولی جس پہ مقابل نے پاس پڑا کشن اٹھا کر اس کے سر پہ مارتے کہا۔۔۔

!!!! مینرز سیکھ لو داؤد سکندر آدر وائیز مجھے سیکھانے پڑے گے

دیکھ کیسے چھپکلی کی طرح بھیا کو چپکی ہوئی ہے بنگالی بابا کی شاگرد۔۔۔۔ تراب کی جگہ اس کی باری مرحا کو چلتا دیکھ حیدر پھپھو کا کردار ادا کرتا اس کے کان میں گھستا پھسپھسایا جس کا پہلے ہی مرحا یوسف سے اینٹ کتے کا بیر تھا۔۔۔

مجھے بھی مل جائے ایک دفعہ اس بابا کا اڈریس نہ اس بھنڈی کو اپنے غلام بنایا تو میرا نام بھی داؤد سکندر نہیں۔۔۔ مرحا کے خوشی سے چمکتے چہرے پہ نظریں گاڑھے وہ دانت پیستا غرایا جس کے دو چھ آنے کی خوشی میں دانت ہی اندر نہیں جا رہیں تھے۔۔۔

دیکھا بھیا ہم آپ کے لیے کتنے لاکی ہے ""۔۔۔ڈبل سیکسر مارنے کی خوشی میں وہ غرور سے اس کی طرف دیکھتی بولی جس کی توجہ گیم سے زیادہ سرخ سیپ سے نظر آتے موتیوں پہ تھی۔۔۔

یس افکورس بیکوازیور مائے لاکی چارم "۔۔۔۔ محبت کی چاشنی میں گوندھے لفظ لیے وہ پیارے سے اس کی ناک دباتا بولا تو ہر دفعہ کی طرح مرحا یوسف ہنستی ہوئی اس کے کندھے پہ گری۔۔۔

بس بھی کرئے بروما نا کے اب یہ آپ کے نام منصوب ہونے والی ہے پر اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ سنگل لوگوں کے سامنے آپ اپنی رائٹ گرل کو یوں نہارے ۔۔۔ تراب کو ٹکٹکی باندھے اس کی طرف دیکھتا دیکھ فواد پیچھے سے ہو کر اس کے کان میں گھستا بدبہ سا اجتاج کرتا ہوا بولا۔۔۔

سنگل لوگوں کو کمیٹیڈ لوگوں پہ نظر رکھتے ہوئے شرم آنی چاہی۔۔۔اس کی کسی بھی بات پہ اختلاف کرنے کے بجائے وہ آنکھوں کو چھوٹی کیے اسے شرم دلانے کو بولا البتہ لہجے میں ہلکی سی شرارت کی رمق تھی۔۔۔۔

خود تو کرتے نہیں ہے!!۔۔۔ خفگی سے منہ پھلائے وہ دوبدو بولا۔۔۔

بھیا دیکھے اس بے ایمان کی گوٹ جا رہی ہے پر یہ مان نہیں رہا۔۔۔ان دونوں کی باتوں سے غافل وہ تراب کا فواد کی سمت ہوئے چہرے کو ہاتھ سے اپنی طرف کرتی حیدر کی طرف انگلی سے اشارے کرتے بولی جو ہاتھ میں تراب کی گوٹ پکڑے ہوئے تھا جو مرحا زبردستی اس کی گوٹ کی جگہ پہ رکھنا چارہی تھی۔۔۔۔

بھیا بھیا کرتے ہی سائیں بن جائے گے اور اس غافل اِبن غافل لڑکی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔۔۔مرحا کی بھیا بھیا کی رٹ کو دیکھتے فواد تراب کی پشت پہ ایک حوصلہ کن تھپکی مار کر کھڑا ہوتا بڑبڑایا یہ اس وکیل کی ہی ہمت تھی کہ ہونے والی منکوحہ کے منہ سے بھیا بھیا کی گردان سن کر بھی خاموش رہتا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کوئی لمحہ ہو تیرے ساتھ کا میری عمر بھر کو سمیٹ دے میں فنا بقا کے سبھی سفر اس ہی ایک پل میں گزار دوں

ایک نئی صبح نیلے فلک پہ کئی امنگیں، کئی چاہتیں اور کئی چیلنجز لیے طلوع ہوئی تھی۔ بڑھتی سردی کے باجود آج سورج صاحب وقفے وقفے سے بادلوں کی اُوٹ سے اپنا دیدار کرواتے نظر آرہیں تھے۔ ہر صبح کی طرح یہ صبح بھی مبین منزل کی خواتین کے لیے مصروفیت بھری اتاری تھی جہاں وہ سب ہر کسی کا الگ الگ ناشتہ تیار کر رہی تھی وہی مرد حضرات میز پہ بیٹھے انھیں آپریشیٹ کر رہیں تھے۔۔۔

گڈ مارننگ بھیا' آج آپ پورے دو منٹ لیٹ ہیں۔۔۔ بریڈ پہ جیم لگاتی وہ کرسی دھکیلتے تراب کو دیکھ کر چہکتی ہوئی بولی ساتھ غزال آنکھوں سے اسے گھڑی کی سمت دیکھنے کا اشارہ دیا۔۔۔

گڈ مارننگ ٹو مائے لٹل برڈ" اینڈ سوری فور لیٹ وہ کیا ہے نہ کل لڈو کھیلتے وقت کوئی ننھا سا چوزہ میری گود میں سر رکھ کر سو گیا تھا اور پھر اسے جگا کر اس کے

گھونسلے میں پہنچاتے پہنچاتے آپ کا یہ ادنہ غلام لیٹ ہو گیا تبھی صبح آنکھ جلدی نہ کھل سکی۔۔۔۔ منہ پر معزرت بھرے تاثرارت جبکہ لہجے میں شرارت سموئے وہ اس کی چھوٹی سی ناک کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔۔

آہہ بھیا "آپ کیوں کھینچتے ہیں ہماری چھوٹی سی ناک"۔۔۔۔اس کے ناک کھینچنے پہ وہ ماتھے پہ ننھا سا بل ڈالے مقابل کی طرح دیکھتی خفگی سے بولی جواب اپنی پلیٹ میں ناشتہ نکال رہا تھا۔۔

۔بھیا کوشش کرتے ہیں کہ شاید ان کے یوں کھینچنے سے تمہاری زبان کی طرح تمہاری ناک بھی لمبی ہو جائیں۔۔۔ کندھے پہ بیگ لٹکائے وہ سنجیدہ سا ڈائینگ کی طرف آتا طنزیہ بولا تو مرحا نے فورا اپنی ناک کو چھوا کہ واقعی ہی اس کی ناک چھوٹی ہے۔۔۔

اور بھیا میری مانے تو آپ یہ کوشش صدا ہی جاری رکھئیے گا۔۔۔ کلائی میں گھڑی پہنتے حیدر فرقان نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ حالانکہ اس کی ناک بہت پیاری تھی چھوٹی سی کیوٹ بالکل اس کی طرح پر پتہ نہیں کیوں یہ دو عجوبے اسے پھینی کہتے تھے۔۔۔

بھیا آپ ان پر کیس ڈال کر انھیں اندر کیوں نہیں کرواتے تاکہ کچھ ٹائم ہم سکون کی زندگی جی سکے۔۔۔۔جب اسے کنفرم ہو گیا کہ اس کی ناک پرفیکٹ ہے بلکہ سامنے والوں کے دماغ میں فطور بھرا ہے تو وہ ہاتھ میں پکڑی نائف سے ان دونوں کی طرف اشارہ کرتی تراب سے مخاطب ہوئی۔۔۔

سکون تو اب تمہیں مرنے کے بعد ہی ملے گا۔۔۔۔جگ سے جوس گلاس میں انڈیلتے داود نے پھر سنجیدگی سے بھرا لقمہ لیا۔۔کیونکہ وہاں ہم جو نہیں ہونگے ۔۔۔۔بھائی بھائی کا ساتھ دیتا جملہ مکمل کر گیا۔۔۔۔

آچھا اگر ایسا ہے تو کاش ہم جلدی مر جائے تاکہ تم دو بلاؤں سے تو پیچھا چھٹے۔۔۔ وہ ان کو زچ کرنے کو روانی میں بول گئی تھی پر اس کی بات سنتے ڈائینگ کی فضا میں اچانک سے خاموشی اتری اور اس خاموشی کی لہر کو سب سے پہلے ایک گرج دار آواز نے توڑا تھا۔۔۔

یہ کیا بکواس کی ہے" کل بھی سمجھایا تھا نہ کہ آئیندہ میں ایسے الفاظ تمہارے منہ سے نہ سنوں تو سمجھ میں نہیں آتا یا ہم سب کی فیلینگز کو ہارٹ کرنے میں تمہیں مزہ آتا ہے ہاں بولو' جب دیکھو بس ایک ہی بات اگر زیادہ مرنے کا شوق ہے تو

بتاؤ مجھے میں خود اپنے ہاتھوں سے گلہ دبادوں۔۔۔ شیشہ کے گلاس کو زمین پہ مارتے وہ طیش کے عالم میں کھڑا ہوتا چلایا تو وہ ڈر کے پیچھے کرسی سے لگی۔نہ جانے اسے اچانک کیا ہوا تھا۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے تراب""۔۔۔اس کی بات سکندر ماموں کو بھی بری لگی تھی پر اس سے زیادہ انھیں تراب کا بولنا ناگوار گزرا تھا کہ وہ غصے کے عالم میں بھی یہ بات کیسے کہہ گیا۔۔۔

میں کر رہا ہوں بد تمیزی "یہ کرتی ہے اور ہر دفعہ کرتی ہے بار بار اپنے لفظوں سے ہمارے دل کی دنیا ہلا دیتی کیا یہ نہیں جانتی کہ ہم سب اس سے کتنی محبت کرتے ہیں پر پھر بھی یہ ایسی باتیں کرتی ہے کیوں کیا یہ بچی ہے جو ہر بات سمجھائی جائے۔۔۔ان کے ٹوکنے کا بھی اسے پہ کوئی اثر نہیں ہوا تھا جبکہ دوسری طرف وہ بہتی خاموش آنکھوں سے اس کے غصے سے سرخ ہوئے چہرے کو دیکھ رہی تھی کہ کیا بات اتنی بڑی تھی جو وہ جوالہ مکھی بنا اُبل رہا تھا۔۔۔

وہ بچی ہی ہے تراب اور یہ کس طریقہ سے تم اس سے بات کر رہیں ہو شرم نہیں آرہی۔۔۔ کرسی سے چپکی اس نازک لڑکی کے لرزتے وجود کو دیکھتے اس بار فرقان ماموں سخت لہجے میں بولے۔۔۔

تراب تم پاگل ہو گیے ہو کیا اتنی سی بات پہ کیوں تماشا لگا رہیں ہو، بچی ہے ہو گئی غلطی۔۔۔ زبیدہ مامی بھی روتی مرحا کو سینے سے لگاتی اسے ہی غلط ٹھراتی بولی

۔۔۔

اتنی سی بات کو بھیا نے زیادہ نہیں بڑھا دیا۔۔۔ خوشگوار ماحول کو سناٹوں کی نظر ہوتا دیکھ حیدر داؤد کے کان کی طرف جھکتا منمنایا جس کی سنجیدہ نظریں تراب کے سرخ چہرے سے ہوتی مرحا کے آنسوؤں پہ آن ٹھری تھی۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں '۔۔۔ آنکھوں میں نیند کی خماری لیے نیچے آتے حمزہ نے ڈائینگ کی فضا میں بڑھتے تناؤ کو دیکھتے پوچھا۔۔۔۔

ہاں میں ہی برا ہوں نہ اس لیے جا رہا ہوں 'دعا کیجیئے گا کسی ٹرک کے نیچے آ جاو ۔۔۔ سب کو اس کی سائیڈ لیتا دیکھ وہ گہرہ سانس بھرتا بولا اور کرسی کو زوردار ٹھوکر رسید کرتا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔

یااللہ رحم "تراب رکو بچے کیا ہو گیا ہے۔۔۔اس کی بات پہ سب کا ہاتھ سینے پہ پڑا تھا جبکہ حورے بیگم اسے پکارتی اس کے پیچھے لپکی۔۔۔

چپ کرو میرے بچے """۔۔۔اس کے کانپتے وجود کو تھتھپاتے وہ اسے چپ ہونے کا کہہ رہی تھی جس کے آنسو سیلاب کی مانند ان کے کپڑوں میں جذب ہو رہیں تھے۔کچھ دیر پہلے جہاں نوک جھونک ہو رہی تھی اب وہی آنسوؤں کی نمی تھی اہستہ آہستہ سب مرد حضرات اسے چپ کروانے کی کوشش کیے اپنے اپنے گول کی طرف بڑھا گیے تھے جبکہ پیچھے اب بھی بارش یونہی جارہی تھی

۔۔۔۔

ببب "بھیانن "نہیں آئے گے ؟۔۔۔حمزہ کو اپنے گھٹنوں کے قریب بیٹھتا دیکھ وہ آنسوؤں سے تر چہرہ لیے اس سے سوال گو ہوئی تو زبیدہ مامی نے اپنا دل تھاما۔۔۔

نہیں انشاءاللہ وہ خیر سے گھر ائے گے۔۔۔ہاتھ بڑھا کر اس کے رونے کے باعث لال ہوئے گالوں سے نمی صاف کرتے وہ نرمی سے بولا۔۔۔

وہ غغ'غصہ ہو کر "گگ "کیے ہیں !۔۔۔ہچکیاں بھر کر بولتی وہ اس وقت معصومیت کی مورت لگ رہی تھی جس سے انجانے میں غلطی ہو گئی تھی۔۔۔

جی بالکل اگر آپ کے سامنے میں ایسی بات کرتا تو آپ کیا کرتی !!!

ہم "غغ 'غصہ ہوتے۔۔۔ ہتھلیوں سے آنکھوں کو پونچھتے وہ صاف گوئی سے مخاطب ہوئی۔۔۔ بالکل ایسے ہی اسے بھی برا لگا کیونکہ جو ہم سے محبت کرتے ہے نہ ان کے لیے ہماری ذات بہت عزیز ہوتی۔ ہماری ذرا سی تکلیف بھی انھیں غمگیں کر دیتی ہے اور ہماری ننھی سی خوشی بھی انھیں جینے کی وجہ دے دیتی ہے ۔۔۔۔۔ سفید مخملی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے وہ ان کی ہتھیلوں پہ بوسہ دیتے بولا۔۔۔۔

وہ 'ہہ "ہمیں سا 'تھ کک "کالج بھی "نن نہیں لے 'کر گیے۔۔۔اس کی سوئی اور وہ پوری کی پوری اس وقت صرف تراب سکندر کے گرد گھوم رہی تھی۔ اور آخر کیوں نہ گھومتی تراب سکندر مرحا یوسف کے لیے خاص جو تھا۔۔۔

میں چھوڑ دیتا ہوں اپنی گڑیا کو۔۔۔اس کے چہرے کی نمی صاف کرتے وہ اس کے بالوں کو سنوراتا بولا جو کالج جانے کے لیے بالکل تیار بیٹھی تھی۔۔۔

ہم 'ان کے ساتھ 'ہی جائیں گے چاہے "وہ غصہ ہوں۔۔۔ نم سانس اندر کو کھینچتی وہ فیصلہ کن لہجا لیے بولی تو وہ جو جنھیں اب مرحا یوسف کو لے کر اپنے بیٹے

کے جنون کا پتہ چلا تھا وہ اس کی بات پہ دھیمہ سا مسکراتی اندر کی طرف بڑھی جبکہ حورے بیگم حمزہ کی موجودگی کے سبب صرف ایک خونخوار نظر ہی اس پہ ڈال کر گزر گئی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وحشت نے زندگی کی روانی اُجاڑ دی
ایک واقعہ نے ساری کہانی اُجاڑ دی
کمسن بدن پہ بوجھ ہے بوڑھے دماغ کا
سنجیدگی نے میری جوانی اُجاڑ دی !!!

میم سنا ہے کہ نیکسٹ منتھ سے فائینلز اسٹارٹ ہو رہیں ہے"۔۔۔۔ڈائس کے ساتھ کھڑی مس رقیہ کو دیکھتے آمنہ نے سوال کیا جو ڈائس پہ رکھی کتاب کے ورق پلٹتی آج ڈسکس کرنے والا ٹوپک ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔

!!!! جی بیٹا سنا تو ہے پر ابھی پر نسیپل نے کوئی خاص اناؤ سمینٹ نہیں کی ہے بٹ میم ابھی تو ہمارا کافی سلیبس رہتا ہے۔۔۔ آمنہ نے پیپر ز کے متعلق سن کر فکر مندی سے کہا۔۔۔

بیٹا جی آپ کا آل موسٹ سارا ہی سلیبس کمپلیٹ ہو چکا ہے بس لاسٹ کے کچھ تین چار ٹوپک رہتے ہیں جو انشاء اللہ ہم اس ہی ویک میں ختم کر لے گے !!

میم اس کے علاوہ دوسرے بھی سبجیکٹس رہتے ہیں ابھی۔۔۔ چہرے پر پریشانی اور اضطراب بھرے تاثرات لیے وہ پوری کلاس کی زبان بن کر بول رہی تھی ۔۔۔

پھر یہ تو آپ اپنی ٹیچر ز سے کہے کہ وہ کمپلیٹ کروائیں۔۔۔ بورڈ کے سامنے اُتی وہ آمنہ کی طرف دیکھتی بولی۔ ایک ہاتھ میں کتاب تو دوسرے ہاتھ میں بورڈ مار کر تھما ہوا تھا۔۔۔

چلے جلدی سے بوکس نکالے لیکچر کا کتنا ٹائم تو آپ لوگ باتوں میں نکال دیتی ہوں'۔۔۔ بچیوں کو باتیں کرنے کے موڈ میں دیکھتی وہ سختی بھرے لہجے میں بولی تو سب نے فٹافٹ کتابیں باہر نکالی۔۔۔

صبر " تحمل، ثابت قدمی "

صبر کا مطلب کیا ہے ؟۔۔۔بورڈ پہ ہیڈ نگ ڈالتی وہ بچیوں سے سوالیہ ہوئی

۔۔۔۔

پیشنس "۔۔۔جواب فٹ سے علیشبہ کی طرف سے آیا تھا۔۔۔

شاباش "صبر کے متعلق کوئی قرآنی آیت بتائیں۔۔۔۔علیشبہ کی طرف متوجہ ہوتی وہ دوسرا سوال کر گئی۔۔۔

میم میں بتاؤں !۔۔۔۔علیشبہ کو جواب نہ آتا دیکھ اسلحان ہاتھ کھڑا کیے بولی تو انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بتانے کی اجازت دی۔۔۔

اِنَّ اللہ معَ اَلصَبرِین "اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔

شاباش میرے بچے بیٹھو "۔۔۔۔اس کے صیح جواب پہ اسے آپریشیٹ کرتے انھوں نے اسے بیٹھنے کا کہا۔۔۔۔

آپ بتایئے عائشہ کے آپ کے متعلق صبر کیا ہے ؟؟؟

مس صبر سے مراد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر دشواریوں، مصیبتوں اور آزمائشوں کو ہنسی خوشی برداشت کرنا ہے چنانچہ جو لوگ صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ

انھیں جزا عطا فرماتے ہیں۔۔۔اس کے برابر میں بیٹھی عائشہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے جواب دیا تو وہ کورے کاغذ پہ چلتے ہاتھ کو روک کر اسے سر ترچھا کیے دیکھنے لگی۔۔۔

!!! ویری گڈ' بیٹھیئے

صبر وہ خوبصورت سفر ہے جو انتہائی بھیانک ہوتا ہے پر اس کی منزل ہمیشہ حسین تر ہوتی ہے۔ صبر کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ انسان کسی صدمے یا تکلیف پہ روئے نہیں، صدمے کی بات پہ رنج کرنا انسان کی فطرت ہے پر صبر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صدمے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر انسان مکمل طور پر راضی رہے۔۔ یہ جو دوسروں کو کہتے ہے کہ نہ صبر کرو وہ نہیں جانتے کہ دل کس طرح ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوتا ہے کہ اس کو جوڑنے کے خیال سے پہلے ہی انسان ہمت ہار جاتا ہے۔ صبر کا گھونٹ دوسروں کو پلانا تو آسان ہوتا ہے مگر جب انسان خود پیتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ صبر کا ایک ایک قطرہ پینا کتنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ جو زخم گہرے ہوتے ہے نہ وہ بھرنے میں بھی وقت لیتے ہیں مگر جب انسان کو 'صبر' آجائے یعنی اللہ کا پسندیدہ ہو جانا کیونکہ کیونکہ

اللہ تو صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا اور پسندیدہ چیزوں کو بے سہارا کون چھوڑتا ہے ؟اور جسے اللہ تھام لے اسے دنیا کی کوئی بھی طاقت نہیں توڑ سکتی۔۔۔

اب ہمیں یہ تو پتہ چل گیا کہ صبر کیا ہے پر اب ہمیں یہ نہیں پتہ ہے صبر آخر کب اور کون سے مرحلے میں آتا" کیا آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ صبر کب آتا ہے ؟؟؟۔۔۔بورڈ مار کر کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پہ ہلکا ہلکا سا مارتی وہ پوری کلاس سے سوالیہ ہوئی۔۔۔

میں بتاتی ہوں'۔۔۔بچیوں کو جواب نہ آتا دیکھ انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا ۔۔۔جب آپ بالکل ہمت ہار جاؤ اور آپ کی آنکھوں میں نمی ہو، دل بے ساختہ رو رہا ہو پر زبان پر کوئی شکوہ نہ ہو اور پختہ ایمان ہو کے (اِنَّ مَعَ العُسۡرِ یُسۡرَا)۔صبر وقت گزرنے سے نہیں آتا نہ صبر رونے سے آتا ہے، جتنا مرضی خوش رہنے کی کوشش کر لو جتنا مرضی ہنسنے کی کوشش کر لو اور خود کو تسلی دوں کہ سب ٹھیک ہے۔وہ تکلیف اس وقت تو کم ہو جائے گی مگر دل کے اندر ہی کہی خاموش ہو جائے گی مگر صبر نہیں آئے گا کیونکہ صبر تب آتا ہے جب دل سے صبر کیا جاتا ہے مجبوری سمجھ کر نہیں، فرض سمجھ کر، صبر تب آتا ہے

جب ہم خود کو یہ یقین دلا لیتے ہے کہ اس ہی میں اللہ کی رضا ہے، جب ہم صبر اللہ کی رضا کی خاطر کر لیتے ہے نہ تو اللہ ہمارے صبر سے ہی ہمارے غم دور کر دیتا ہیں۔ بس اللہ پہ یقین رکھ کر خاموش ہو جانا، کوئی شکوہ شکایت نہیں کرنا اللہ پہ یقین رکھنا کہ حالات بدل جائیں گے اور اگر نہ بھی تو بدلیں تو پھر کیا میرے رب کو بہتر پتہ ہے یقیناً اس میں بہت بھلائیاں ہوں گی۔ جب اللہ تمہیں کنارے پہ لا کھڑا کر دے تو اس پر کامل یقین رکھنا کیونکہ دو چیزیں ہی ہو سکتی ہیں یہ تو وہ تمھیں تھام لے گا یا تمہیں اُڑنا سیکھا دے گا۔ صبر کے متعلق میں آپ لوگوں کو ایک خوبصورت واقعہ سناتی ہوں """ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو گالیاں دے رہا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق صبر سے برداشت کرتے رہیں اور آپ ﷺ یہ منظر دیکھ کر مسکراتے رہے۔ آخر کار جناب صدیق پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے سخت بات کہہ دی۔ حضور اکرم فوراً سے اٹھ کر تشریف لے گیے۔ حضرت ابو بکر صدیق بھی پریشانی کے عالم میں اُٹھ کر ان کے پیچھے گیے اور عرض کی اے حضور رہا تو آپ مسکراتے رہیں، میں نے جواب ! یہ کیا ماجرا ہے کہ وہ مجھے گالیاں دیتا

دیا تو آپ ناراض ہو گیے: حضور نے فرمایا کہ ابو بکر جب تک تم خاموش تھے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ تھا، تم بولے تو فرشتے کی جگہ شیطان نے لے لی' میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ یہ واقعہ امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے۔

صبر کا مطلب برداشت کرنا اور سہنا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص صبر کرئے گا اللہ تعالٰی اسے اجر دے گا (بخاری عن ابو سعید خدریؓ) سڑک پہ چلتے چلتے اگر انسان کو ٹھوکر لگ جائے پاؤں پہ سخت چوٹ آ جائے اور منہ سے بے اختیار نکلے "انا اللہ وانا الیہ راجعون" یہ ہے صبر۔۔۔ کلاس میں چاروں جانب نظر دوڑاتی وہ بول رہی تھی بغیر کسی کتاب اور صحفہ کا سہارا لیے بغیر۔۔۔ جبکہ چوٹ لگے انسان خوب روئے یہاں تک کہ آرام آ جائے اور کہے کہ وہ صابر ہے تو یہ غلط ہے۔ صابر سے مراد وہ شخص ہے جو بڑی سے بڑی تکلیف پا کر بھی اللہ سے شکوہ نہ کرے۔ قرآن پاک کے بے شمار مقامات پہ صبر کے متعلق کئی آیتیں نازل کی گئی ہیں !!!

سورہ الدھر میں ہے "اور اللہ ان کو صبر کے بدلے انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا، وہاں وہ اونچی مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔

سورہ الرعد "اور فرشتے ہر طرف سے ان کا استقبال کے لیے آئیں گے کہ تم پر سلام ورحمت ہو، یہ صلہ ہے تمہارے صبر کا۔ "

سورہ الرعد کی ایک اور آیت میں صبر کی فضیلت بیان کی گئی ہے "جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ ان سے بری طرح حساب نہ لیا جائے تو ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنے رب کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں ۔ "

سورہ النحل "اور ہم ضرور صبر سے کام لینے والوں کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق دے گے "

سورہ البقر کی آیت ۲۴۰ میں ہے "اور اللہ صابرین کے ساتھ ہیں۔

سورہ لقمان کی آیت ۱۷ نمبر میں ہے "اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے اس پہ صبر کرو بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے "سورہ الروم میں ہے "تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

سورہ المعارج "تو آپ اچھی طرح سے صبر کرتے رہیں" سورہ ق "یہ لوگ " جو باتیں بناتے ہیں ان پر صبر کرو

پر ہر چیز پہ صبر تو نہیں ہوتا؟ تکلیف اور غم پہ تو انسان جیسے تیسے صبر کر لیتا ہے پر اپنوں کے لبوں سے ادا ہوئی وہ تلخ باتیں اور لہجے کی تپش پہ انسان چاہنے کے باوجود بھی صبر نہیں کر پاتا جو انسان کا دل خاک کر دیتی ہے جس پہ وہ زہر خند الفاظ خنجر کی طرح پیوست ہوتے ہیں !

لوگ کہتے ہیں کہ پہلا اسکول، پہلا گھر، پہلا دوست، پہلے الفاظ، پہلا پیار دل پہ ہمیشہ نقش رہتے ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ آخری الفاظ، آخری ملاقات، لہجوں کے مارے گیے آخری تھپڑ، آخری محبت اور آخری زخم ہمیشہ روح پر کندہ رہتا ہیں تاکہ انسان تاقیامت تک یادوں کی آگ میں جھلستا رہے۔۔ان کی آواز کا سحر ختم ہوا تو اس کی آواز کی بے رنگینی کے جادو نے اپنا فسوں قائم کر دیا۔ کلاس کی ہر لڑکی جانچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں جو عائشہ کے ساتھ بیٹھی سنجیدہ اور سپاٹ نظروں سے میم رقیہ سے سوالیہ تھی جو ہر دفعہ کی طرح آج بھی اس کے سوال پہ دنگ رہے گئی تھی نا جانے کیسے اور کہاں سے اس معصوم لڑکی

کے ذہن میں اتنے حقیقت پسند سوال آتے تھے کہ ان کا جواب دینے سے پہلے انھیں کئی بار سوچنا پڑتا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے۔۔۔ وہ قرض اتارے ہیں کہ جو واجب بھی نہیں تھے!

کیا ہو گیا یار! آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔۔۔ صوفے پہ سر تھام کر بیٹھی حورے بیگم کو دیکھتے وہ فکر مندی سے بولا۔ایک اوپر بیٹھی رو رہی تھی اور دوسری یہاں صوفے پہ پریشان بیٹھی تھی۔۔۔

پریشان نہ ہوں تو اور کیا کروں حمزہ' وہ کتنے غصے میں گیا ہیں کچھ اندازہ ہے تمہیں۔۔۔ اس کی بات پہ وہ دبدبے غصے سے چلائی پر مقابل کے چہرے کے تاثرات بالکل نورمل ہی رہیں۔۔۔

مجھے انداز ہے ماں کہ وہ غصے میں گیا ہے پر دیکھے غلطی بھی اس ہی کی تھی اتنی بڑی بات نہیں تھی کہ وہ یوں ایشو کریئیٹ کرتا۔۔۔ تحمل بھرے لہجے میں بولتے اس نے ان کی ٹینشن کم کرنی چاہی۔۔۔۔

!!! تم کیا ہر کوئی ہی صرف اس کی حمایت کرتا ہے

ماں وہ چھوٹی ہے'اور چھوٹوں کو ہمیشہ تحمل مزاجی سے ہی سمجھایا جاتا ہے نہ کہ یوں غصہ کر کے۔۔۔اس بار اس نے بھی تھوڑی روڈلی بات کی البتہ لہجا گستاخانہ ہرگز نہیں تھا۔۔۔

اتنی بھی چھوٹی نہیں ہے جتنی تم سب نے کہہ کہہ کر بنا دیا ہے۔۔۔ بھینچے لب لیے وہ غصہ سے دانت پیستے ہوئے بولی۔۔۔۔

وہ اٹھارہ کی ہے اور تراب ستائیس کا'کتنا فرق ہے دونوں میں اب وہ اپنی عمر کے حساب سے شرارتیں کرئے گی اور تراب اپنی عمر کے حساب سے سنجید گی دیکھائے گا۔اب اسے چاہیے تھا کہ نہ وہ پیارے سے اسے ہینڈل کرتا۔۔۔اس کی نظر میں قصور صرف تراب کا تھا کیونکہ بات بڑھائی ہی اس نے تھی۔۔۔۔

وہ اس کی امانت ہے یوسف' اور اگر نوال تمہارے سامنے یوں مرنے مرانے کی باتیں کرتی تو تمہارا ریکشن بھی ایسا ہی ہوتا جیسا تابی کا تھا تم یہ بات سمجھو۔۔۔ وہ اپنی جگہ صیح تھی اگر تراب کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو وہ یونہی کرتا جیسا اس نے کیا تھا پر گھر والے یہ بات سمجھنے کے بجائے اسے ہی قصوار ٹہرا رہیں تھے۔۔۔۔

امانت جب ہوگی جب وہ اس کے نکاح میں ہوگی! اور اگر وہ ایسے کچھ حقوق چاہتا ہے تو اسے کہے نکاح لے ہم سے ورنہ آئیندہ اگر اس نے روحی سے تیز آواز میں بات بھی کی تو میری طرف سے انکار ہوگا سمجھا دیجئے گا اپنے بھاتیجے کو۔۔۔ باپ والا روعب جماتا وہ تن سے کھڑا ہوتے بولے اور ایک سرد سی نظر حورے بیگم پہ ڈالتے وہ بھاری قدم اٹھائے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔

وہ ایسے ہی غصے میں کہہ کر گیا ہیں""۔۔۔لاونج کے دروازے میں کھڑی زبیدہ مامی کو دیکھتے انھوں نے بات بنانی چاہی کیونکہ ان کے چہرے کے تاثرارت کافی سپاٹ تھے۔۔۔

چاہے غصے میں کہہ کر گیا ہو پر بات تو وہ صیح کر کے گیا ہے۔ میں خود بھی اس بات کے خلاف ہوں کہ وہ روحی پہ یوں بے وجہ غصہ کرتا پھیرے۔۔۔

حورے بیگم کے چہرے کی اڑتی ہوائیوں کو دیکھتے وہ نرمی سے کہتی آگے آئی۔۔۔

بھابھی اس کاریکشن کو من تھا کوئی بھی شخص خود سے جڑنے والی ہستی کے لیے یوں ہی پوزیسیو ہوتا ہے جیسے کہ وہ ہوا ہے۔ بس یہ بات حمزہ نہیں سمجھ رہا ہے" !!!! آپ جانتی تو ہے روحی کو لے کر وہ کس قدر ٹچی ہے۔۔۔

بہن کے معمالے میں ہر بھائی ایسا ہی ہوتا ہیں تم فکر نہ کرو تابی بھیا کی گڑیا خود ہی اسے سیدھا کر دے گی ایک دفعہ گھر تو آ لینے دو اس لاڈ صاحب کو دیکھنا بلی کیسے پنجھے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑتی ہے۔۔۔۔ مسکراتی آنکھوں سے بولتی وہ معمالا اس پہ ڈال گئی تھی جو کمرے میں بند ہو کر ندیاں بہا رہی تھی۔۔۔

تابی کو فون کیا آپ نے "پوچھے اس سے وہ ٹھیک ہے نہ۔۔۔ پھپھو کی ممتا ایک بار پھر جاگی تو زبیدہ مامی نے تنے نقوش لیے ان کی طرف دیکھتی بولی۔۔۔

وہ بھی تمہاری ہی اولاد ہے حورے جو کب سے کمرے میں بند ہے مگر اس کے پاس جانے کے بجائے تمہیں اس کی فکر ہو رہی تھی جو مردانہ طاقت دیکھا کر چلتا بنا تھا !!!!

آپ سب ہے نہ اس کی فکر کو۔۔۔ ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ ریلینگ کے پار سے نظر آتے بند دروازے کو دیکھتی بولی جہاں ایک شخص کی وجہ سے وہ سب سے روٹھی بیٹھی تھی۔۔۔

جب ماں نہیں کرئے گی تو پھر ہمیں تو کرنی ہی پڑھے گی۔۔۔ بغیر کسی لاپٹی کے وہ طنزیہ بولی تو بدلے میں وہ خفیف سا مسکرا گئی۔ان کی بیٹی بہت خوش نصیب تھی کہ اسے اتنی اچھی اور پیار کرنے والی ساس ملنے والی تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تیری تلاش میں میرا وجود ہی نہ رہا۔۔۔ تباہ کر گی میری ہستی کو آرزو تیری

ہاہاہاہاہا" واقعی آپ سچ کہہ رہیں۔۔۔۔ہنسنے کے باعث گندمی رنگ میں گھلتی سرخی لیے وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتی ہوئی بولی تو سامنے بیٹھے تین نفوس نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا پھر گرم شال کندھوں پہ لے کر بیٹھی اس لڑکی کو

۔۔۔

تم ہمیں جھوٹا سمجھتی ہو چیونٹی"۔۔۔۔آنکھوں میں کڑے تیور لیے درید اسے گھورتا بولا جو اونی سوئیٹر اور شال میں لپیٹی برفانی بھالو لگ رہی تھی۔۔۔۔

ن ن"نہیں تو۔۔۔کیوانس کی کاربن کاپی کی طرف دیکھتے وہ نروس سی ہوتی بولی۔ ہنسی فورا تھامی تھی۔۔

ڈونٹ بھی فورمل 'مذاق کر رہا ہے کمینہ۔۔۔۔حور کو چپ ہوتا دیکھ فواد درید کے کندھے پہ پنچ مارتا ہوا اس سے مخاطب ہوا جو درید کی سنجیدگی کو دیکھتے سر جھکا گئی

۔۔۔

میں انھیں ایک بوک مارلو۔۔۔۔فواد کی طرف دیکھتی وہ درید کو مارنے کے لیے پرمیشن لیتی بولی جس پہ مقابل نے سخاوت سے دل بڑا کرتے سر ہلا کر اجازت دی۔۔۔

آپ کی سنجید گی سے میں ڈر جاتی ہوں"۔۔۔فواد کے اشارے پہ وہ سامنے گھاس پہ رکھی موٹی کتاب کو اٹھا کر درید کے بازو پہ مارتی وہ اب بھی تھوڑا سہمی ہوئی ہی بولی تھی۔۔۔

اچھا پھر کیا ہوا۔۔۔درید کے کچھ نہ کہنے پہ وہ دوبارہ پہلے والے موڈ میں آتی اشتیاق سے پوچھنے لگی۔وہ تینوں مل کر اسے ریسٹورنٹ والا واقع بتا رہیں تھے

۔۔۔

ہونا کیا تھا ہم جاتے ہوئے اس کی گاڑی کی چابی ساتھ لے گے اور پھر اس بچارے کو ساڑھے تین گھنٹے پارکنگ میں گزارنے پڑھے۔۔۔گراونڈ میں دور بیٹھے معتصم شاہ پہ نظریں جمائے حارث مسکراتے ہوئے حور سے بولا۔اس دن کے بعد سے معتصم شاہ کا فل ناراضگی والا موڈ اون ہوا ہوا تھا۔۔

تجھے پتہ ہے فیصل بتا رہا تھا کہ موصوف روز یونی کے بعد فوجیا کی انٹرنیس پہ بیٹھے گارڈ سے ملنے جاتا ہے۔۔۔موبائل کی اسکرین پہ انگلی سے ٹیپ ٹیپ کرتے وہ کتاب میں سر دئے معتصم کو دیکھتے بولا جو آجکل کتابی وارم بنا ہوا تھا۔۔

۔گارڈ سے اور وہ کیوں ؟؟؟

سالے جب ہم نے اسے منہ نہیں لگائے تو ساڑھے تین گھنٹے باہر پارکنگ میں بیٹھ کر اس نے مکھیاں ماری تھی۔۔۔درید کے سوال پہ وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے دانت پیستے ہوئے بولا تو حور نے بیچ میں لقمہ دیا۔۔۔

" اٗپ کے کہنے کے مطابق انھوں نے تین

تین نہیں ساڑھے تین۔۔۔جملے کے مکمل ہونے سے پہلے ہی حارث نے اس کی کاریکشن کی۔۔۔

ہاں وہی "اٗپ کے کہنے کے مطابق انھوں نے ساڑھے تین گھنٹے گارڈ سے یاری بڑھائی تھی۔۔۔کنفیوژڈ نظروں سے وہ کبھی معتصم تو کبھی ان تینوں کی طرف دیکھتی بولی۔۔۔

جی بالکل معتصم کی مس بروانی۔۔۔درید نے اس کی کنفیوژن کو دور کرتے کہا جبکہ اس کے بروانی کہنے پہ اسے دور بیٹھے معتصم کی یاد شدت سے آئی تھی۔

جب سے وہ ان کے گروپ میں آئی تھی ہمیشہ ہی ان چاروں کو اپنے گرد ساتھ پایا تھا پر اب وہ ناراض ہو االگ ہو گیا تھا۔۔۔

کیا ہم اس کے پاس نہیں جا سکتے ؟۔۔۔تینوں کی طرف باری باری دیکھتی وہ معصومیت سے بولی تو ان تینوں نے بھی باری باری ایک دوسرے کو دیکھا پھر اس """"""" کی طرف دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

نہیں پر کیوں !۔۔۔اس نے دبدبہ سا احتجاج کیا۔۔۔

کیونکہ ناراض وہ ہوا ہے ہم نہیں اور دوسری بات جب تک یہ ہمیں فوجیما میں کھانا نہیں کھلا دیتا یہ گینگ میں واپس نہیں آئے گا۔۔فواد دوٹوک بولتا بات ہی ختم کر گیا مطلب پہل اس ناراض پانڈا کو ہی کرنی تھی۔۔۔

گینگ تو یوں کہا جیسے اس شہر میں ڈرگز سپلائی اور غیر قانونی کام آپ لوگ ہی تو کرتے ہیں "اور دوستی کی شرط کھانا رکھتے ہوئے آپ لوگوں کو شرم آنی چاہی ہے ۔۔۔فواد کی بات پہ وہ غصے سے ناک کو پھلاتی ہوئی بولتی انھیں شرم دلانے لگی جن کا شرم سے دور دور تک کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔۔

ہاں کچھ ایسا ہی سمجھو اور دوسری بات شرم آنے والی تو ہم بغیرت لوگ ہے ہمیں شرم نہیں آتی۔۔۔شیڈز کی عقب میں چھپی ایکسرا کرتی نظریں وہ اس کے حجاب

کے ہالے سے نظر آتے چہرے پہ ٹیکائے بولا جس پہ کہی کہی خفگی بھرے تاثرات تھے۔۔۔

اور رہی بات کھانے کی تو لڑکی جانتی نہیں ہو کہ مہنگائی کتنی بڑھ گئی اور ایسے میں جو اس پیٹو شاہ صاحب کو کھلایا ہے ہم وہ سود سمیت واپس لینا چاہتے ہیں۔۔۔وہ لوگ آج بات کرتے وہ لگ ہی نہیں رہے تھے جن کے درمیان وہ کتنے مہینوں سے رہ رہی تھی۔وہ چاروں صرف دیکھنے میں ہی نہیں بلکہ اپنی حرکتوں سے بھی ایکٹر لگنے لگے تھے۔۔۔

سود حرام ہے جانتے نہیں ہے کیا !!!

اور بخیل انسان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ نہیں پتہ"۔۔۔۔آج حارث بھی بولتا اسے اپنے بھائی سے زیادہ ایک سود خور لگ رہا تھا۔۔۔

خود ہی کھائے حرام اور جائے جہنم میں میری بلا سے۔۔۔ان تینوں سے سر کھپانے کے بعد وہ اپنی کتابیں سمیٹتی چیخ کے بولی اور تن فن کرتی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھی جبکہ وہ تینوں بے تاثر نگاہوں سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہیں تھے۔

پھر یکدم گروانڈ میں ان تینوں کا مشترکہ قہقہ گونجا اس لڑکی کی ذہانت اور بزدلی

پہ۔۔۔۔

""""""" کیوٹنیس از اوور لوڈیڈ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہ نرم لہجا، پیاری باتیں تیرے لیے ہیں۔۔۔۔ ہم اس لہجے میں سب سے بات

نہیں کرتے

اسلام و علیکم پھپھو""""۔۔۔۔ڈراک براؤن پینٹ پہ اوپر سفید کلر کی شرٹ کے ساتھ ڈراک براؤن گھٹنوں تک آتا کوٹ پہنے، کھڑے فریش نقوش لیے بالوں کو جیل لگ کر سیٹ کیے وہ آفس جانے کے لیے بالکل تیار نظر آرہیں تھے۔۔۔۔

و علیکم السلام کب آئے واپس۔۔۔ وہ جو زبیدہ مامی کی بات پہ مسکرا رہی تھی گیٹ پہ کھڑے آغا فارذ کے سلام کا پرتپاک انداز میں جواب دیتی سوالیہ ہوئی

۔۔۔

جی میں لیٹ نائیٹ آیا تھا" کیسی ہیں چچی جان۔۔۔اندر آتے انھوں نے پہلے ان کے سوال کا جواب دیا اور پھر زبیدہ مامی سے پوچھا۔۔۔

الحمداللہ چچی کی جان آپ سناؤ!!!!رات دیر سے آئے ہو اور اب پھر آفس جا رہیں ہو' اتنا کما کر کیا کرنا ہے آغا۔۔انھیں کٹ شیٹ میں تیار صوفے پہ بیٹھتا دیکھا انھوں نے مسکراتے طنزیہ پوچھا تو بدلے میں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے آغا فارذ سر نفی میں ہلاتے مسکرائے۔۔

!!! تاکہ کوئی باپ اپنی بیٹی دے سکے

وہ تو الحمداللہ ہمارے بیٹے کو برابری کی ملے گی۔اس کے لیے یوں خود کو ہلکان نہ کرو۔۔ان کے شرارتی جواب پہ زبیدہ مامی بھی ہنستی ہوئی بولی۔عام دنوں کے برعکس آج ان کا موڈ کافی خوشگوار لگ رہا تھا۔۔۔

اور نہیں تو کیا میرے بیٹے میں کوئی عیب تھوڑی ہیں جو پیسا چھپا لے گا۔میرا شہزادہ تو لاکھوں میں ایک ہیں۔۔۔زبیدہ مامی کی بات پہ وہ بھی اتفاق کرتی اپنے خوبرو بھاتیجے کے صدقے واری جاتی بولی تو بدلے میں وہ سر نفی میں ہلاتے مسکرائے۔۔۔

میڈم کالج گئی ہیں۔۔۔اردگرد نظر دوڑاتے انھوں نے مرحا کی غیر موجودگی کا سبب پوچھا۔۔۔

!!!! نہیں لاڈلی صاحبہ کمرے میں بند ہے

کیوں کیا ہوا ہے؟آپ نے کچھ کہا ہو گا۔۔۔پل میں خوشگوار موڈ بدلا اور وہاں سنجیدگی در آئی۔۔۔۔

بس مجھے ہی برا سمجھا کرے ہر کوئی اب اتنی بھی ظالم نہیں ہو کہ ہر وقت بیٹی کا جینا ہی حرام کیے رکھونگی۔۔۔آغا فارذ کو شکی نظروں سے خود کی طرف دیکھتا دیکھ حورے بیگم شکایتی انداز لیے بولی تو زبیدہ مامی نے یوں ترچھا سر کیے انھیں گھورا جیسے کہہ رہی ہوں کہ ہاں تم اتنی ہی ظالم ہو۔۔۔۔

آج شہزادی صاحبہ کے کمرے میں بند ہونے کی وجہ شہزادہ وکیل صاحب ہیں جو غصے میں آکر بغیر اسے ساتھ لیے اکیلے جانے کی حماقت کر چکے ہیں۔۔۔۔

حورے بیگم کے بولنے سے پہلے ہی زبیدہ مامی کسی نیوز اینکر کی طرح انھیں گھر کے حالات کی بولیٹین دیتی بولی۔۔۔

ایسا بھی کون سا غصہ تھا جو وہ اسے ساتھ لے کر نہیں گیا۔۔۔ بھینچے جبڑیں اور سرد وسپاٹ نظروں سے وہ ان دونوں کی طرف دیکھتے بولے تو حورے بیگم نے صبح رونما ہوا واقع ان کے گوشِ گزر کیا۔۔۔

زیادہ دکھ تو اسے اس بات کا ہی ہے کہ وہ ساتھ لے کر نہیں گیا۔۔۔ مرحا کا شکوہ یاد کرتے وہ دھیما سا مسکراتی بولی پر مقابل کے چہرے کے سرد تاثرات میں کوئی کمی نہیں آئی۔۔۔

مجھے بتا دیا ہوتا میں چھوڑ آتا!!۔۔۔ تراب کی حرکت پہ انھیں دل بھر کے طیش آرہا تھا۔۔۔

وہ تو حمزہ نے بھی کہا تھا پر میڈم نے اسے ہی کے ساتھ جانا تھا۔۔۔اس بار حورے بیگم اپنی بیٹی کی ضد یاد کرتی بولی جو وہ تراب کے غصے میں لگا کر کالج سے بھی چھٹی کر بیٹھی تھی۔۔۔

آلینے دے اس جعلی وکیل کو آج اس کی پیشی میری طرف ہی پڑھنی ہیں" میں ذرا موقع واردات کے گواہ سے مل کر آتا ہوں۔۔۔ صوفے سے کھڑے ہوتے وہ تراب کی خدمت کرنے کا سوچتے ہوئے طنزیہ بولے اور ان دونوں سے اسکیوز

کیے وہ ریلینگ کے پار سے نظر آتے اس بند دروازے کی طرف بڑھے جس کے اندر سونامی تیار بیٹھا تھا بہے جانے کے لیے۔۔۔۔

وہ سڑھیاں چڑھا کر اوپر آئے تو کوریڈور بالکل سنسان پڑا تھا اور وہ کمرہ بھی اندر سے بند تھا جس میں موجود ہستی کی وجہ سے وہ اپنی ایک امپورٹنٹ میٹنگ کینسل کر چکے تھے۔۔۔۔

گڑیا جان گیٹ کھولو۔۔۔۔دروازے پہ دستک دیتے انھوں نے اندر بیٹھی لڑکی کو دروازہ کھولنے کا کہا۔۔۔۔

چندا کیا ہوا ہے آغا جان کو تو بتائے"۔۔۔دو تین منٹ انتظار کرنے کے باوجود جب دروازہ نہ کھولا گیا تو انھوں نے ایک بار پھر نوک کرتے اسے پکارا جو شاید آج کچھ زیادہ ہی خفا ہوئے بیٹھی تھی۔۔۔۔

روحی""""۔۔۔۔ ہلکی سی کلک کی آواز پہ دروازہ کھول کر باہر نکلتے وجود کو دیکھتے انھوں نے شاک کے عالم میں اسے پکارا۔ سفید شکن زدہ یونیفارم میں بکھرے بال اور روئی روئی لال آنکھیں لیے وہ معصومیت سے اسے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

آغا جان کے پانڈا نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔۔۔اس کی بکھری حالت کو دیکھتے وہ جھٹ سے اندر آئے اور اسے کندھوں سے تھامتے استفسار کیا پر وہ بغیر کچھ کہے ہونکے بھرتی ان کے سینے سے لگی۔۔۔

میرے بچے آپ مجھے پریشان کر رہی ہیں"""ٹیل می کیا ہوا ہے۔۔۔کمر کو سہلاتے انھوں نے فکر مندانہ لہجا لیے سر کو جھکاتے اس سے پوچھا جو کہ رونے کا شغل فرماتی ان کی برنیڈ نیو شرٹ اور کوٹ کا ستیاناس مار رہی تھی۔۔۔

تت 'تابی ب 'بھیا نے """بہت غصہ کیا"' ببب 'بہت زیادہ۔۔۔۔کوٹ کو پیچھے سے موٹھیوں میں جکڑے وہ ہچکیوں کے درمیان بولتی آغا فارذ سے تراب کی شکایت لگانے لگی۔۔۔

میں ڈانٹ دوں گا اسے آپ رؤں مت """ میرے بچے "۔۔۔اسے خود سے جدا کرتے وہ اس کے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتے اس کی آنکھوں کو پونچھتے بولے۔چھوٹا سا ناک رونے سے سرخ قندھاری بنا ہوا تھا۔۔۔ہ

ہہ "ہم تو صرف """ مم 'مذاق کر 'رہیں تھے """ پر انھوں نے 'ہہہ 'ہمیں بہت ڈانٹا' اور تت "تم کہہ کر 'بات کی "ہم اب 'ان سے بات نہیں کریۓ گے """"" وہ کک کالج بھی "نہیں 'لے کر گیے 'ہمیں "کوئی ایسا 'کرتا ہے بھلا۔۔۔۔ان کے آنسوؤں صاف کرنے کی محنت کو ذائع کرتی وہ ایک بار پھر دکھ کے زیرِ اثر رونے لگی کہ آنسوؤں کی روانی میں ان کے انگھوٹے بھی بھیگنے لگے تھے۔۔۔۔

اوکے میں اس جعلی وکیل پہ کیس کر کے اسے جیل میں ڈال کر بہت ماروٗنگا کہ کیوں اس نے ہماری شہزادی پہ غصہ کیا """ بس آپ رونا بند کرو۔۔۔۔ایک بار پھر اسے باتوں میں الجھا کر وہ اسے چپ کروانے کی کوشش کرنے لگے۔اور اسے بازو سے تھام کر بیڈ پہ بیٹھایا۔۔۔۔

رو رو کر کیا حالت کر لی ہے آغا جان کی ننھی جان نے "بلی کیوں چھوٹی چھوٹی باتوں پہ خود کو ہلکان کرتی ہو۔۔۔۔اس کے چہرے کو صاف کرتے وہ اس کے

بکھرے بالوں کو سمیٹتے پیار سے بولے پر وہ جواب دینے کے بجائے ایک بار پھر اداسی سے ان کے سینے سے لگی۔ وہ اس وقت بہت اداس تھی تبھی یہ محسوس نہیں کر پائی کے وہ کس کے ساتھ اور کس کے سینے سے لگ کر اپنا دکھ ہلکا کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

آغا 'جان بب 'بھیا نے "کہا کک 'کے وہ "ٹرک کے """ننن 'ینچے آجائے """ہہ 'ہمیں ڈر "لل 'لگ رہا ہے۔۔۔۔اس کے دماغ پہ اس وقت صرف وہ سوار تھا اور سوچیں اس کے لفظوں اور جملوں کے گرد گھوم رہی تھی۔۔۔۔

آجائے ایک بار یہ الو کا پٹھانہ اسے میں نے بلڈوزر کے ینچے کچلا "اس کی ہمت کیسے ہوئی شہزادی سے بد تمیزی کرنے کی۔۔۔اس کے سر کو سہلاتے وہ دانت پیچتے ہوئے بولے جیسے ان کے ینچے تراب سکندر کا سر ہو۔۔۔

اب نہ 'ہم ان سے بات کرئے گے "اور نہ ان کے """"روم میں جائیں گے ۔۔۔۔ان کے سر سہلانے والے عمل پہ وہ دماغی کافی پرسکون ہوئی تھی پر اب بھی اسے رہ رہ کر تراب سکندر کا غصہ یاد آرہا تھا۔ وہ یہ بھول ہی نہیں پا رہی تھی

کہ اس کے تابی بھیاجو ہمیشہ اس سے پیار سے مخاطب ہوتے تھے وہ یوں اس پہ غصہ کرئے گے۔۔۔

بالکل ناراضگی سخت ہی ہونی چاہی۔۔۔انھوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی ۔اس کی توجہ وہ تقریبا ہی بھٹکا چکے تھے اور بارش بھی تھم چکی تھی۔اور اب میڈم سر درد سے سکون پاتی ان کے سینے پہ ہی سر رکھ غنودگی میں اترنے لگی تھی ان کا لاکھوں کا نقصان کیے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجھ میں نہیں تھے عیب، کسوٹی میں عیب تھے۔۔۔میرا تھا یہ قصور کے پر کھا گیا غلط

وہ گاڑی پارکنگ میں کھڑی کیے نیچے اترے اور گلاسس سے جھانکتی آنکھوں سے ایک نظر اس وسیع عمارت کو دیکھا جو پرانی ہونے کے باعث بھی روب سے

کھڑی تھی پر صرف باہر یا کچھ کمروں کی حدود تک ہی جہاں انھوں نے جانا تھا وہ تو ایک بوسیدہ سا کمرہ تھا جہاں مٹی سے آٹی الماریاں پڑی تھی۔۔۔

سنو تراب اپنے روم میں ہے۔۔۔ وہ چند قدم ہی چلے تھے جب فردوس صاحب کے چیمبر کے پیون کو چائے لے جاتا ہوا دیکھا تو انھوں نے اسے مخاطب کرتے پوچھا۔ کیونکہ وہ اچھے سے انھیں جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ایڈوکیٹ تراب سکندر کے والد محترم تھے۔۔۔

جی وہ اپنے روم میں ہیں۔۔۔ ایک نظر ان کی گریس فل رعب دار پرسینلٹی پہ مارتے اس نے ان کے سوال کا جواب دیا اور چائے کی ڈش پکڑے وہ اس طرف بڑھا جہاں اس نے جانا تھا جبکہ وہ تراب سکندر کے غریب خانے کی طرف بڑھے ۔۔۔۔ وہ کمرے کے اندر آئے تو سامنے ہی وہ لکڑی کی کرسی پہ بیٹھا میز پہ رکھی کسی فائل پہ مارکنگ کر رہا تھا وہ اپنے کام میں اتنا مصروف تھا کہ اس نے اندر آنے والی ہستی کو دیکھنے کے لیے سر بھی نہیں آٹھایا تھا بلکہ پیون سلام کا تصور کرتے وہ اس چائے کا بول پڑا " یار ایک کڑک پتی چائے تو پلاو سر میں شدید درد ہو رہا ہے ""

دودھ سوڈانہ پلاؤمیں آپ کو سرجی"""""۔۔۔اس کی طرف قدم بڑھاتے وہ طنزیہ بولے تو فائل پہ جھکا سر جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔۔۔

بابا'آپ یہاں۔۔۔۔سکندر صاحب کو اپنے آفس میں اپنے روبرو کھڑا دیکھ اسے نے چونکتے ہوئے پوچھا کیونکہ پچھلے ڈیڑھ سال میں یہ ان کا دوسرا چکر تھا اس کے آفس میں'پہلا وہ جس دن تراب سکندر کی ٹریننگ کا پہلا دن تھا اور دوسرا آج کا۔۔۔

ہاں میں کیونکہ صبح جو تم کلیش کر کے آئے ہو نہ گھر پر اس پہ آپریشیٹ کرنے آیا ہوں۔۔۔۔اس کے کہنے سے پہلے ہی وہ خود ہی اس کے سامنے والی کرسی سنبھالتے یوں سنجیدگی سے بولے جیسے واقعی ہی وہ اسے کسی اچھے کام پہ شاباشی دینے آئے تھے۔۔۔

بابا پلیز! میں اس ٹوپک پہ بات نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔سردتاثرات چہرے پہ سجائے وہ رسانیت سے بولا۔۔۔۔

اس ٹوپک پہ کیا میں تو تم سے کسی بھی ٹوپک پہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا'پر اپنی بچی کی وجہ سے مجبور ہو کر آیا جو صبح سے رو رو کر خود کی جان ہلکان کیے جا رہی ہے تم

جیسے گدھے کی وجہ سے۔۔۔ تراب کی بات پہ وہ اپنا باپ والے روعب میں آتے ہوئے بولے اور سچ بھی یہی تھا کہ وہ یہاں واقعی ہی مرحا کی وجہ سے آئے تھے اس الو کو لینے جس کی وجہ سے وہ کسی سے بھی بات نہیں کرتی کمرے میں محصور ہوئے پڑھی تھی۔۔۔

بس سارا قصور تو میرا ہی تھا نہ،اس کی باتیں نہیں سنتے آپ لوگ۔۔۔اس کے رونے کا سنتے اس کا دل بے چین تو ضرور ہوا تھا پر پھر اس کی بات کے اگے وہ دل کی حالت فراموش کرتا بولا۔۔۔

سنی تھی اس کی بات پر بیٹا ایسے ڈانٹ اور غصے سے سمجھاؤ گے تو وہ کیسے سمجھے گئ" جسے بچپن سے لے کر اب تک شہزادیوں کی ٹریٹ کرتے آئے ہو کیا وہ تمہاری ڈانٹ اور غصہ برداشت کر سکتی ہی!!! نہیں بالکل نہیں جا کر ایک دفعہ اس کی حالت دیکھو نہ خود کو ملال ہوا تو کہنا۔۔۔۔وہ جانتے تھے کہ سامنے بیٹھا شخص بھی ضدی اور اڑیلا تھا تبھی گہری سانس بھرتے انھوں نے پہلے اپنے عصاب پر سکون کیے پھر اس کے کم کروانے چاہے۔۔۔۔

مجھ سے بہتر کون جانتا ہوگا پر وہ بار بار وہی بات ریپیٹ کرتی ہے جس سے اسے منع کرتا ہوں۔۔۔۔ کرسی کی پشت سے کمر لگاتے وہ شرمندہ سا بولا۔

شرمندگی اسے اس بات کی تھی کہ اس کی وجہ سے اس نے ناجانے اپنے کتنے آنسوؤں بہائے ہوگیے۔۔۔

بچی ہے خود ہی سمجھ جائے گی جب تمہاری زوجیت میں آئے گی !!!!

تو پھر کب دے رہیں اپنی شہزادی کو میری زوجیت میں ؟۔۔۔ان کے کہنے پہ وہ شرارت سے مسکراتا بولا تو سکندر ماموں نے گھور کر اسے دیکھا جو صبح تک اس پہ غصہ کر رہا تھا اور اب صاحب کو شہزادی اپنے نکاح میں چاہیے تھی۔۔۔

ابھی تو فلحال دو جوتے دوں گا تمہاری زوجیت میں """جب تک تم خود کو اس کے لائق نہیں بنا لیتے تب تک وہ تمہیں نہیں ملے گئ سمجھے۔۔۔اس کی شرارت پہ وہ بھینچے جبڑیں لیے بولتے اپنے پیروں میں موجود شوز کی طرف ہاتھ بڑھاتے بولے۔۔۔

اور کتنا لائق بنو؟ وکیل بن تو گیا ہوں اب آپ کی شہزادی کا پرنس بنا چاہتا ہوں

۔۔۔۔ صبح سے غصے کی وجہ سے تنے چہرہ پہ اس وقت دلفریب سی مسکراہٹ جبکہ

آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔

پہلے تو خود کو انسان بناؤ پھر پرنس بھی بنا جانا۔۔۔ طنزیہ مسکراہٹ لبوں پہ سجائے

وہ تراب کی طرف کینہ توز نظروں سے گھورتے بولے جس کے شادی کے نام پر

دانت ہی اندر نہیں جا رہیں تھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مرمتیں کر کر کے روز تھکتا ہوں میں۔۔۔۔ روز میرے اندر نیا نقص نکل آتا

ہے!

آ گیے ہو لارڈ صاحب۔۔۔۔دن بھر کی تھکن کے بوجھ کو کندھوں پہ لادے وہ پورچ سے جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوا تو ہوا پر ایک اڑتا ہوا طنزیہ تیر آ کر اس کے کانوں سے ٹکرایا تو مقابل نے سرخ ہوتی نظریں اٹھائے اس تیر مارنے والے کو دیکھنا چاہا جو سٹینگ ایئریا کے صوفہ پہ بیٹھا شکایتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یار ماں پلیز """اب بابا کی طرح آپ نہ شروع ہو جائے گا میں پہلے ہی تھکا ہوا آیا ہوں۔۔۔لہجے میں ہلکی سی بیزاریت کی رمق لیے وہ زبیدہ مامی کو خود کی طرف گھورتا دیکھ بولا۔اس وقت وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ اسے اپنے وجود کا وزن بھی کندھوں پہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اچھا جاؤ کمرے میں 'میں چائے بھجواتی ہوں۔۔۔اس کے چہرے سے وہ اس کی تھکن کا اندازہ لگا چکی تھی تبھی نرمی سے اسے کمرے میں جانے کا کہتی خود بھی چائے بنانے کے لیے صوفے سے کھڑی ہوئی۔۔۔نہیں چائے کی ضرورت نہیں ہے کچھ دیر سونا چاہتا ہوں بس۔۔۔انھیں کیچن کی سمت بڑھتا دیکھ وہ سڑھیوں چڑھتا ہوا بولا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

سڑھیاں چڑھتا وہ اوپر آیا تو سب سے پہلی غیر ارادی نظر اس پنک اور سفید دروازے پہ پڑی جس کے پار وہ روٹھی ہوئی خرگوشنی بیٹھی تھی جو کہ شاید نہیں بلکہ یقیناً بہت زیادہ ہی ناراض تھی پر وہ بھی تو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا وہ ناسمجھ شہزادی سمجھتی ہی نہیں تھی کہ اس کے الفاظ اس غلام کے دل پہ کیسا وار کرتے تھے۔ گہرہ سانس بھرتے اس نے نظریں پھیریں اور دروازے کی نوب پہ ہاتھ رکھتے اسے ہلکا سا پش کیا تو دروازہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ وہ سیاہ بوٹس میں مقید بھاری قدم اٹھاتا اندر آیا تو اسے کمرے میں کچھ اجیب سا محسوس ہوا۔ تراب نے ارد گرد نظر ماری پر کمرے میں سب کچھ سہی تھا پر فضا میں کچھ الگ تھا اس نے اوپر کو منہ کرتے ایگ گہرہ سانس بھرا اور فضا میں گردش کرتی اس بھینی بھینی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا جو آج سے پہلے اس نے کبھی اپنے کمرے میں محسوس نہیں کی تھی۔ کیا کوئی اس کے کمرے میں آیا تھا" یہ سوچ دماغ میں آتے ہی جاسوس وکیل صاحب کی آنکھ فٹ سے کھلی اور ایک بار پھر طائرانہ نگاہ کمرے کے چاروں سمت دوڑائی اب کی بار میں نظروں میں کسی چیز کی کھوج تھی۔ نظر گھومتی ہوئی کمرے کے درمیان میں رکھے بیڈ پہ آئی جہاں

بلینکٹ اوڑھے کوئی چھوٹا سا وجود محوِ نیند تھا اور اس وجود کے سائز کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوئی گیا تھا کہ وہ کون تھا۔۔۔ سفید کمبل میں چھپے اس گلابی وجود کو دیکھ کر اسے ایک سکون سا ملا تھا پر جب کانوں میں ایک بار پھر اس کا جملہ گردش کیا تو چہرے کا اطمینان پل میں خاک ہوا اور وہ سرد سنجیدگی لیے بھاری بھاری قدم اٹھاتا اس کے سر پہ پہنچا۔۔۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو""""""۔۔۔۔ جھٹکے سے بلینکٹ اس کے چہرے پہ سے کھینچتے وہ دھیما مگر سخت لہجا لیے اس سے سوالیہ ہوا جو کچی نیند کی خماری لیے اسے انجان نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ جو کچھ گھنٹوں پہلے اس کے کمرے میں نہ جانے کی باتیں کر رہی تھی اب وہی اس کے کمرے میں اس کے بیڈ پہ ہی مالک کی طرح سو رہی تھی۔۔

سو رہیں ہے""۔۔۔ انداز اور الفاظ دونوں معصومیت لیے ہوئے تھے۔۔۔۔

تو اپنے کمرے میں جائیں میرے کمرے میں کیوں سو رہی ہے!!۔۔ اتنی معصومیت کو دیکھتے اس بار تو مقابل کا دل بھی پگھلا تبھی پہلے سے کم سختی لیے وہ کمر پہ دونوں ہاتھوں کو باندھتا ہوا بولا۔۔۔

یہ ہمارا کمرہ ہے !۔۔۔ گرے آنکھوں میں کچی نیند کی سرخی لیے وہ اس بار خفگی بھرے لہجے میں بولی تو مقابل نے ایک بھرپور نظر اس چہرے پہ ڈالی جو آدھا کروٹ کے بل سونے سے ہلکا سرخ ہو رہا تھا اور اس پہ متضاد میڈم کی ناراضگی ۔۔۔۔

یہ کمرہ میری بیوی کا ہو گا۔۔۔۔اس کا اتنا حق جاتا لہجا اسے اندر سے سرشار کر گیا تھا۔۔۔

یہ کمرہ ہمارا ہے اور صرف ہمارا ہی رہے گا" اور آپ زیادہ ہم سے فری مت ہوئے ہم أپ کا صبح والا غصہ ابھی تک بھولے نہیں ہے سمجھے۔۔۔۔۔انگلی اٹھا کر اسے وران کرتی وہ اسے صبح والی اس کی غلطی یاد کروا رہی تھی۔۔۔۔

بھولا تو میں بھی نہیں ہوں !!!

اچھی بات ہے چلیے اب جلدی سے ہمیں سوری کہیے۔۔۔ کمبل خود پہ سے ہٹاتی وہ اس کے روبرو کھڑی ہوتی شانِ بے نیازی سے بولی البتہ یہ بات الگ تھی کہ شہزادی صاحب غلام کے سینے تک آتی تھی۔۔۔۔۔

میں سوری کہو؟۔۔۔اس کے غرور سے کہنے پہ وہ انگشت شہادت اپنے سینے پہ رکھتا حیرانی سے بولا۔ میڈم کا قد پانچ فٹ کا تھا پر ان کا نکھرا ماؤنٹ ایوریسٹ کی بلندیوں کو چھوتا تھا۔۔۔

جی آپ جعلی وکیل صاحب جج صاحبہ کو سوری کہیے۔۔۔۔ بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی وہ تراب کو شاک میں ڈالتی بولی۔۔۔۔

!!!!! کیا کہا جعلی وکیل

کیا کہا جعلی وکیل !!!!۔۔۔ بھینچے جبڑے لیے وہ دو قدم اس کی طرف بڑھتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔

جی آپ""۔۔۔۔اس کے تنے نقوش اور اسے خود کے قریب ہوتا دیکھ بھی وہ بہادری کا مظاہرہ کرتی کمر پہ ہاتھ ٹیکائے بولی۔۔۔۔

کس نے کہا ہے ؟۔۔۔اپنی لاڈلی کی دیدہ دلیری آج اسے بتا رہی تھی کہ داؤد

کیوں اس کی باتوں سے زچ ہوتا تھا۔۔۔

آغا جان نے۔۔۔اس کے غصے کو ہوا میں اڑتی وہ اس بار بھی رعب بھرا لہجا لیے

بولی تو مقابل نے آئیبرو اچکائی۔۔۔

خود تو وہ بڑے 'بل گیٹس' اور 'امبانی' کے بزنیس پاٹنر ہے جیسے۔۔۔۔۔آغا

جان اور اپنی لاڈلی کی باتوں پہ وہ جلا بھنا لہجا لیا بولا۔ جتنا وہ تھکا ہوا تھا مقابل اتنا ہی

اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔

آپ ہمارے آغا جان کو کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔تراب کی عام سی بات پہ بھی

وہ ماتھے پہ ننھا بل ڈالے اس کے سینے پہ انگلی رکھ کر وران کرتی بولی۔۔۔

تو جب آپ کے آغا جان میری شان میں قصیدے پڑھا رہیں تھے تب انھیں تو

نہیں روکا۔۔۔۔ گردن جھکائے وہ اس ننھی مافیا بوس کو دیکھتے بولا جو غصہ سے

ناک پھلائے اپنے تابی بھیا کو گھور رہی تھی۔۔۔

توتب 'تو ہم غصے میں تھے نہ۔۔۔۔ کیوٹ سے غصے سے تنے چہرے کو ڈھیلا چھوڑتی وہ سر جھکائے بولی تو مقابل کا دل چاہا اس کی معصومیت پہ اسے اوسکر سے نوازے۔۔۔۔

اچھا آپ جب بھی غصے میں ہوں گی تو یونہی میری برائیاں کرتی پھیر گی سب سے !۔۔۔ اس کی بات پہ تراب کا دل چارہا تھا کہ وہ تالیاں بجائے مطلب ناراضگی میں سب پیار فراموش کیے وہ اپنے آغا جان کے ساتھ مل کر اس کی ڈگریوں کو سکین کر رہی تھی۔۔۔۔

نہیں آپ غصہ 'نہیں کیجئیے گا ہم پر صبح کی طرح"" ہہ 'ہمیں بب" بہت ' انسلٹ 'فیل " ہوئی"" تت ' تھی۔۔۔ شرمندگی سے سر جھکائے وہ وضاحت دیتی آخر میں ہچکیاں بھرتی روپڑی کچھ دیر پہلے کی بہادری آنسوؤں میں جا بہائی تھی۔ جبکہ اس کے رونے پہ وہ ایک گہرا سانس بھرتے اس کے مزید قریب ہوا اور اسے اپنے احصار میں لے گیا۔۔۔

سوری فور آل دس"" بٹ ناؤ یو آلسو پرومس ڈیٹ آے ویل نوٹ سے اینیتھینگ لائک ڈیٹ (سوری اس سب کے لیے، پر اب آپ بھی پرومس کرو

کہ اب ایسا ویسا کچھ نہیں بولوں گی)۔۔۔ خود سے لگائے وہ نرمی سے اس کا سر سہلاتا بولا تو مقابل نے جھٹ سے ہاں میں گردن ہلائی۔۔۔

او کے "پرومس اب "نہیں کہیئے گے "" "بٹ "آپ نے ہمہ "ہمیں بہت ہرٹ "کیا تھا"" "ہم آپ سس' سے "سخت ناراض ہے۔۔اس کے اعتماد اور نرم حصار میں کھڑی وہ اس کی شرٹ بھگوتی اب بھی ناراضگی کا دعویٰ کر رہی تھی۔۔۔

آپ کی باتیں بھی تو مجھے ہرٹ فیل کرواتی ہے تو کیا مجھے ناراض نہیں ہونا چاہیے ۔۔۔اس کے یوں کہنے پہ اسے شرمندگی کے ساتھ ساتھ اس پری پہ پیار بھی آیا تھا جو ایک دیو کی قید میں کھڑی اس ہی سے ناراضگی کا کھلا اظہار کر رہی تھی

نہیں !!!۔۔۔اس کے سوالیہ کہنے پہ وہ نم چہرہ مقابل کے چہرے کی طرف کرتی روعب سے بولی تو مقابل اثیر ہوا محترمہ کے غرور کا۔۔۔

کیوں ؟؟؟

کیونکہ یہ صرف ہمارا رائیٹ ہے !۔۔۔ ہتھیلوں سے آنسووں پونچھتی وہ مقابل کے گالوں کو کھینچتی نم سے لہجے میں بولی۔۔

سارے رائیٹس آپ کے ہی ہے میری" بابلس "بس آپ یوں رویا مت کرو کیونکہ آپ جب بھی روتی ہو آپ کی یہ چونوسی نوزی لال ہوتی مجھ بیچارے کو مجبور کرتی ہے کہ میں اسے کھینچوں جیسے کہ ابھی یہ مجھے مجبور کر رہی ہے۔۔۔

اس کے چہرے کو صاف کرتے اس کی نظر جب اس چھوٹی سے سرخ پہاڑی پہ پڑی تو وہ بیچارگی منہ پہ سجاتا اسے اپنی پریشانی بتاتا بولا اور اسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ایک بار پھر اس نازک سرخ پہاڑی کو اپنی انگلیوں میں دبا کر کھینچتا وہ اسے مزید سرخ کر گیا۔۔۔

بابلس آپ کو نہیں چھوڑے گئ "موجوجو"۔۔۔اپنی ناک پہ ہاتھ رکھتی وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے تراب کو دیکھتے چلائی۔۔۔

یار 'بٹر کپ' کچھ خدا کا خوف کرو کہاں میں چھ فٹ سات انچ کا قد آور انسان اور کہاں وہ ڈیڑھ فٹیا موٹا بندر! ملانا ہی تھا تو جون سینا میں ملا دیتی۔۔۔اس کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر محظوظ ہوتے تراب نے چہرے پہ مصنوعی خفگی سجائے کہا تو مقابل کے چہرے کے کیوٹ سے ایکسپریشن میں اضافہ ہوا

۔۔۔

بڑ کپ خوف نہیں کھاتی۔۔۔ مغرورنہ انداز میں بالوں کو جھٹک کر بولتی وہ مقابل کو بہت کیوٹ سی لگی تھی۔۔۔۔

اور موجوجو کو اپنی بابلس بے خوف ہی پسند ہیں۔۔۔۔ غرور سے تنے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ اس کے بالوں پہ عقیدت بھرا لمس چھوڑتے بولا تو مقابل کھل کر کھلائی۔۔

ہاہاہا"""ڈیڑھ فٹیا جوجو۔۔۔۔اسے خود کو ہی موجوجو بولتا دیکھ وہ اس کی ہائیٹ پہ قہقہ لگاتی بولی تو مقابل نے غور سے اس چہرے کو دیکھا جو رونے اور ہسنے کی وجہ سے سرخ پڑھ رہا تھا بالکل کسی پھول کی طرح۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میزان ٹھیک تھا، پلڑے درست تھے۔۔۔ لیکن یہ کون دیکھتا ہے کہ تولہ گیا غلط !

اُج بڑوں کی محفل مبین منزل کے بجائے آغا ہاؤس میں لگی تھی۔تینوں ماموں اس وقت ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے چونکہ انھوں نے بات کچھ ایسی کرنی تھی کہ وہ وہاں تمام بچوں کے درمیان نہیں کر سکتے تبھی آغا ابراہیم نے انھیں یہاں آنے کا مشورہ دیا۔۔۔

بھائی جان احد کی ناگہانی موت کی وجہ سے نکاح کی تقریب جو کینسل ہو گی تھی ہم چاہتے ہے کہ وہ اب بھلے سادگی ہی سے سہی پر اس ہی ہفتے کرلی جائے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ دعوت تمام رشتوں داروں میں جانے کے ساتھ ساتھ ساری تیاریاں بھی مکمل ہے۔۔۔۔ سکندر ماموں نے سامنے والے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھے اُغا ماموں کو مخاطب کرتے بات شروع کی۔۔۔۔

ہمممم کہہ تو تم ٹھیک رہیں ہو 'اور پھر جو چلے گیے ہے ان کے دکھ میں زندوں کی خوشیوں کو تو فراموش نہیں کر سکتے "میری طرف سے اجازت ہے تم لوگ دیکھ لوں باقی سب۔۔۔۔ وائٹ کاٹن کے سوٹ پہ پاؤں میں پشاوری چپل ڈالے، سنجیدہ بھاری لہجا لیے بولتے انھوں انگلیوں میں دبی سگریٹ کو ایش ٹرے میں ہلکا سا جھٹکا تو راکھ کے چند ٹکڑے ٹوٹتے ایش ٹرے کی زینت بنے۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہیں بھائی جان پر بھابھی """ ۔۔۔اس بار سوال فرقان ماموں کی طرف سے آیا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے اپنی بھابھی کی عادت کو اگر ان سے پوچھا نہ جاتا تو ایک واویلہ برپا ہوتا تھا مبین منزل میں۔۔۔۔

ارے اس کی فکر نہ کرو میں بتادوں گا تم دونوں بس دن ڈسائیڈ کر کے تیاریاں شروع کرو۔۔۔۔ سگریٹ کا گہرہ کش بھر کر دھواں ناک کے ذریعے نکالتے انھوں نے ان دونوں کو بے جا فکر کرتا دیکھ ریلیکس کیا۔۔۔

شکریہ بھائی جان بس اپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔۔۔ان کے ریلیکس کرنے پہ سکندر ماموں کافی حد تک پر سکون بھی ہو گیے تھے۔۔۔۔

شکریہ تک تو ٹھیک ہیں پر دعاؤں کا کہتے تم مجھے ان ڈائیریکٹلی بوڑھا کہہ رہیں ہو ۔۔۔۔ مکمل جل چکی سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلتے وہ سنجیدہ سا لہجا لیے شرارت سے بولے۔۔۔

نہیں بالکل نہیں آپ بوڑھے تھوڑی ہے بلکہ اُپ تو ہم سے بھی جوان لگتے ہیں ۔۔۔۔ان کے مزاحیہ کہنے پہ سکندر ماموں دھیمہ سا ہنستے ہوئے بولے۔۔۔

بھائی جان آپ تو پینٹ شرٹ پہن کر بائیک پر گھومتے یہ گانا گایا کرے 'ابھی تو میں جوان ہوں '۔۔۔فرقان ماموں شرارت بھرے لہجے لیے آغا موماں کو لے کر نہایت مزاحیکہ خیز تصور کرتے گنگنایا تو بدلے میں بڑے بھائی نے بڑی گھوری سے نوازتے ان کی ہنسی کو بریک لگائی۔۔۔

اپنا بڑھاپا نہ بتاو سمجھے !۔۔۔کڑے چتوں لیے وہ انھیں گھورتے ہوئے بولے

۔۔۔

بھائی آپ اسے چھوڑے مجھے بتائیں کہ جمعہ کا دن ٹھیک رہے گا۔۔۔فرقان ماموں کی طرف انھیں مصنوعی خفگی سے دیکھتا دیکھ سکندر ماموں نے انھیں اپنی طرف متوجہ کرتے ان کی رائے لینی چاہی۔۔۔

تین دن میں ہو جائے گی تیاریاں ؟۔۔۔

جی بھائی کر لے گے آپ کی طرح بوڑھے تھوڑی ہوں گے ہیں۔۔۔فرقان ماموں نے ایک بار پھر شرارت کرتے ان کی ٹانگ کھینچی۔۔۔

بھائی کے بچے! بیٹا چاہے تیرا ایک ہیں پر عمر تیری بھی بون کیئر سپلیمینٹ والی ہے۔۔۔ وہ بھی تو پھر بڑے بھائی تھے تبھی فوراً طنزیہ جملہ کستے انھیں کچھ جتلایا کہ اکثر وہ جوائینٹ پین کی وج سے سپلیمینٹس یوز کرتے تھے۔۔۔

ہاہاہا کیا خوب کہاں ہے آپ نے۔۔۔ آغا ماموں کے طنز پہ سکندر ماموں قہقہ لگا کر ہنسے تو وہ بھی مدھم سا مسکراتے انھیں دیکھنے لگے جو مصنوعی شکایتی نظروں سے ان دونوں کو گھور رہیں تھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہمارے سامنے کچھ مبتلائے غم گزرے۔۔۔ پھر اس کے بعد اس ہی راستے سے ہم گزرے

وہ گھر کے تمام کاموں سے فارغ ہو کر کمرے میں آئی اور آتے ہی پلنگ پہ گرنے کے انداز میں لیٹی۔ دن بھر کی تھکاوٹ کی وجہ سے اس کا انگ انگ دکھ رہا تھا جسے

کم کرنے کے لیے وہ پینڈول بھی کھا چکی تھی تا کہ کچھ آرام آنے کے بعد وہ یونی کی طرف سے ملا آسائیمینٹ ترتیب دے سکے جس کی لاسٹ ڈیٹ اس ہی ہفتے کی تھی۔۔۔ کچھ دیر وہ یونہی آنکھیں موندے بے سدھ لیٹی رہی۔ پھر کچھ منٹس گزرنے کے بعد وہ تھکاوٹ سے ٹوٹتے بدن کے باوجود ہمت کرتی اٹھی تو اس کی نظر کچھ دور سنگل بیڈ پہ سوئے اس وجود پہ پڑی جو بچوں جیسی معصومیت لیے دورِ حاضر سے غافل فینٹسی کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔ وہ حور ذوالفقار کی چھوٹی بہن اپسرا ذوالفقار تھی جو کہ بالکل اپنے نام کی طرح خوبصورت اور حسین تھی۔

چونکہ حور کی والدہ ایک پٹھان فیملی سے تعلق رکھتی تھی جس کی وجہ سے اپسرا اپنی والدہ جبکہ حور اپنے والد ذوالفقار جیسی دکھتی تھی۔

اس پر سے نظر ہٹاتے اس نے سب سے پہلے ڈوپٹہ کے نیچے نظر آتے بکھرے بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کرنے کے لیے سر پہ لیا ڈوپٹہ سرکیا تو سیاہ بالوں کا ایک بے ترتیب جوڑا گردن پہ جھولتا نظر آیا جس میں سے لمبی لمبی لٹیں نکلتی ادھر ادھر کھلے عام گھوم رہی تھی۔ اس نے پیچھے ہاتھ لے جاتے جوڑے کے اوپر لگے کیچر کو نکالا تو سلکی بال ایک لہر کے ساتھ بہتے آبشار کی طرح بکھرتے

اس کی پوری کمر ڈھک گیے۔ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو رول کرتی وہ آہستہ آہستہ انھیں اوپر کی طرف لے جاتی جوڑے کی شکل میں مقید کر رہی تھی پھر آخری بل دینے کے بعد اس نے پاس رکھ کیچر اٹھایا اور ایک بار پھر انھیں ٹائٹ سے اس نوکیلے کیچر کے شکنجے میں جکڑا جس سے وہ باآسانی نکل آیا کرتے تھے۔

بالوں کو سنوارنے کے بعد اس نے پھر سلیقہ سے سر پہ ڈوپٹہ لیا اور بیڈ سے اٹھتی وہ دیوار کے ساتھ بنی اس اسٹڈی ٹیبل کی طرف آئی جو کہ ایک چھوٹے سے میز اور کرسی پہ مشتمل تھی شاید وہ تب کی تھی جب وہ کالج یا اسکول میں پڑھا کرتی تھی مگر کہتے ہے نہ چیزوں سے بھی بے شمار یادیں جڑی ہوتی ہے اور ان ہی یادوں کو سمیٹنے کے لیے ابھی تک اس نے وہ پرانی سی ٹیبل کو کمرے میں سجائے رکھا تھا ۔۔۔ وہ دو تین قدم چلتی اسٹڈی ٹیبل کی طرف آئی جس پہ اس کے نوٹس اور یونی کا بیگ رکھا ہوا تھا۔ حور نے ہاتھ بڑھا کر بوکس میں سے اپنی مطلوبہ کتاب اٹھائی اور بیگ کو لیے بیڈ پہ واپس آئی۔

سرہانے کی سائیڈ پہ بیٹھتی وہ بیگ سے کورے صحفہ اور پین وغیرہ نکل رہی تھی جب اچانک اس کے ذہن میں کسی کی یاد لہرائی تو بیگ میں چلتا ہاتھ تھما اور اس نے

سب سے پہلے نظر اٹھائے وال کلک کو دیکھا جہاں رات کے بارہ بج رہیں تھے۔ یہ وقت ٹھیک نہیں تھا کسی کو فون کرنے کا پر وہ کیا کرتی صبح یونی کے وقت اس پر وہ تین گارڈ فل ٹائم مسلت رہا کرتے تھے اور گھر واپسی پہ اس کے لیے اتنے کام پڑھے ہوتے تھے کہ اسے پھر ٹائم نہیں ملتا تھا پر یہ وقت مناسب نہ ہونے کے باوجود بھی اسے صیح لگا تھا۔۔

بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پہ چارج پہ لگے موبائل کو اٹھایا اور اس کی پن نکالتے وہ تھوڑی سی اونچی ہوئی اور بیڈ کے اوپر لگے سوئچ بورڈ کا بٹن بند کر گئی۔ موبائل پہ پاسورڈ انٹر کرتے اس نے اسکرین ان لاک کی اور کال ہسٹری میں اس کا نمبر تلاشنے لگی جو کہ کچھ ہی سیکنڈز میں اس کے سامنے تھے۔ حور نے پہلے ایک گہرہ سانس بھرا پھر نمبر پہ کلک کرتی کال ملا گئی۔۔۔

ہیلو""""۔۔۔ کچھ دیر کی رنگ ٹون کے بعد اس کے کانوں میں نیند کے خمار سے بھری ایک آواز گونجی تو اس نے سر پہ ہاتھ مارا کے وہ اس کی نیند خراب کر بیٹھی تھی۔۔۔

کیسے ہوں""۔۔۔شرمندگی سے بھری آواز میں اس نے نہایت بیقوفانہ سوال کیا۔۔۔

براؤنی کی بچی آدھی رات کو تم نے میری خیریت دریافت کرنے کو فون کیا ہے ۔۔۔اس کے سوال پہ دوسری طرف موجود معتصم آہتے سے اکھڑتے بولا مطلب حد تھی وہ اس کی سکون بھری نیند خراب کرنے کے بعد پوچھ رہی تھی کہ وہ کیسا ہے۔۔۔۔

آدھی رات"آندھے انسان چشمہ لگا کر ذرا گھڑی پہ نظر مار وا بھی صرف بارہ بجے ہیں۔۔شرمندگی کو آگ میں جھونکے وہ بھی اس ہی کے انداز میں بولی مگر آواز قدرے دھیمی رکھی تھی اپسرا کی نیند کی وجہ سے۔۔۔۔

بارہ بجے یا تیرہ تم نے تو میری نیند خراب کر دی نہ """""اور ایک منٹ تم نے مجھے فون کیوں کیا ہے کیا ان تینوں نے تمہیں بھی نکال باہر پھینکا ہے۔۔۔۔بیڈ پہ کہنی کے بل لیٹے معتصم نے گھڑی کو ایک نظر دیکھتے بیزاریت سے کہا جب اچانک ذہن میں جھماکا ہوا اور وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتا اس سے طنزیہ سوالیہ ہوا

۔۔۔۔

کیوں نکالے گے مجھے میں کوئی بھکڑپنا تھوڑی کرتی ہوں۔۔۔ معتصم کے سوال کا برامناتی وہ کچھ جتانے والے انداز میں بولی۔۔۔

!!!! مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ ان ڈائیریکٹلی بھکڑ تم نے مجھے کہا ہے

میں کوئی آپ سے ڈرتی ہوں میں تو ڈائریکٹ بھی کہہ سکتی ہوں بھکڑ شاہ صاحب ۔۔۔وہ بالکل ان تینوں کی زبان بول رہی تھی۔۔۔۔

چیونٹی کے کچھ زیادہ ہی پر نہیں نکل آئے """میری سیزر کہاں ہے۔۔۔۔اسے ان تینوں کی طرح ٹونٹ کرتا دیکھا وہ بھینچے جبڑے لیے بولتا اس بار حور کو کچھ جتلا گیا۔۔۔۔

چیونٹی کے پر نہیں ہوتے شاہ صاحب اس لیے کہتے ہیں کم کھایا کروں زیادہ کھانا عقل مار دیتا ہے۔۔۔اپنی مسکراہٹ چھپاتی وہ اسے فل تپانے کے موڈ میں تھی مگر مقابل بھی معتصم شاہ تھا مجال تھی کہ کسی کی کچھ سن جاتا۔۔۔۔

چلو میری عقل تو کھانے نے ماردی پر فواد کی عقل کو کیا ہوا سنا ہے آجکل کسی سڑی ہوئی بلیک براؤنی کی جی حضوری کرتا پھیر رہا ہے میرا بیچارہ دوست لگتا ہے عقل اوپر والے خانے سے سب سے نچلے پورشن میں شفٹ ہو گئی ہیں۔۔۔۔

طنزیہ خاکستر کر دینے والی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس بار وہ مقابل کو تپا گیا تھا

لگتا ہے براؤنی کچھ زیادہ ہی پری ہیٹ ہو گئی ہے جلنے کی بدبو یہاں تک آرہی ہے ۔۔۔۔ دوسری طرف ہوئی خاموشی کو محسوس کرتے وہ اب بھی بولنے سے باز نہیں آیا تھا۔ جبکہ دوسری طرف گھبراتی حور کا چہرہ پل میں سرخ ہوا حیا سے نہیں بلکہ غصے سے ۔۔۔۔

اللہ کرے آپ کو کوئی ایسا جلا ہوا کیک ملے جسے نہ آپ کھا سکے نہ پھینک ۔۔۔۔ معتصم کے طنز پہ وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں بولی تو دوسری طرف اسپیکر سے مقابل کا فلک شگاف خوبصورت قہقہ گونجا جو جلتی پہ تیل کا کام کر گیا

آپی کیا ہوا"""۔۔۔ وہ جو گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی کسی کے چلانے پہ جیسے ہی اٹھی تو سب سے پہلی نظر بیڈ پہ بیٹھی اپنی آپی پہ گئی جو فون کان سے لگائے سرخ چہرہ لیے ہوئے تھی ۔۔۔۔

ارے یہ شہد جیسی میٹھی آواز کس چڑیا کی ہے۔۔۔۔اس سے پہلے وہ آپسرا کو خاموش ہونے کا کہتی مقابل نے نہایت کمینگی کا مظاہرہ کرتے لوفرانہ انداز میں پوچھا۔۔۔

شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ تھی چھچھورے انسان۔۔۔لبوں پہ انگلی رکھے اسے خاموش ہونے کا کہتی وہ اس شخص کی طرف ہوئی جسے کام کی بات کے علاوہ ہر وہ آواز سنائی پڑتی تھی جس کی نہ بھی پڑنی چاہے۔۔۔

اگر تمہاری اس مکھی کی بھنبھناہٹ اتنی خوبصورت ہیں تو پلیز اسے مجھے دے دوں تاکہ میرے سنسان پڑے کمرے میں بھی یہ سُریلی سی بھنبھناہٹ گونج جائے۔۔۔۔ جانتے بوجھتے بھی وہ حور کا بلڈ پریشر ہائی کرنے کے درپہ تھا۔۔۔

چپل نہ دوں""۔۔۔ایک نظر خود کی طرف ناسمجھ نظروں سے تکتی اپسرا کو دیکھتے وہ دانت پیستے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی جسے غلطی سے وہ خود ہی چھیڑ بیٹھی تھی۔۔۔

!!!! ارے نہیں یار بیچاری نازک سی تو ہے چپل سے مر جائے گئ

معتصم شاہ۔۔۔۔آنکھیں موندے اس نے ایک گہرہ سانس بھرتے اسے مخاطب کیا۔۔۔۔

جی میری جان ؟۔۔۔اپنی حرکتوں سے وہ اپنی نیند خراب ہونے کا بدلہ لے رہا تھا

۔۔۔۔

ہاہاہا' میری دعا ہے کہ اللہ تمہیں تم جیسی بیوی عطا کرے جو اپنی باتوں سے تمہارا دماغ ہلا دیا کرے۔۔۔۔۔اپسرا کے دیکھنے پہ وہ بظاہر مسکراتے ایک ایک لفظ چباتی بولی تو دوسری طرف شخص نے اپنی مسکراہٹ دبائی وہ جانتا تھا کہ ضرور اس کے سامنے کوئی بیٹھا تبھی آگ اگلنے والا ڈریگنی مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

اگر اپنی مکھی کے متعلق بات کر رہی ہو تو آمی""""۔۔۔۔حور کو مزید تپانے کا ارادہ کیے بولتا اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا دوسری طرف ہوتی ٹون ٹون کی آواز پہ اس کی بات بیچ میں ہی ادھوری رہے گئی۔۔۔۔ معتصم نے فون کان سے ہٹا کر ایک نظر اس کی سیاہ اسکرین کو دیکھا اور پھر کندھے اچکاتے اپنا جملہ مکمل کیا"آمین"اور خود پر بلینکٹ درست کرتا پھر دبک کر سونے کی تیاری کرنے لگا جبکہ وہ جو آج اپنا آسائیمینٹ بنانے کا ارادہ رکھتی تھی معتصم کی باتوں کی

وجہ سے ارادہ ترک کیے اپسرا کو سونے کا کہتی خود بھی اپنا سامان سمیٹنے لگی۔اس نے تو کال اس چیپک انسان کو سمجھانے کے لیے کی تھی کہ وہ سوری کہہ کر پھر ان کے ساتھ آ جائے پر مقابل نے تو بغیر بات کے ہی اس کا میٹر گھوما دیا تھا اگر بات کرتی تو گلے کو آ جاتا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دل کی بغداد میں تہذیب کا چالیسواں ہے
مسخ تاریخ کی چیخیں ہے میرے کانوں میں
ملنے آئے ہیں کئی زخم پرانے مجھ کو
میں آج مصروف رہوں گا انہیں مہمانوں میں۔۔۔

گہری رات ہر طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی، ٹک ٹک کرتی گھڑیوں کی سوئیاں رفتہ رفتہ ایک نئے دن کی جانب بڑھا رہی تھی۔۔۔

سنو تم اوپر سر کے کمرے میں کیا کرنے گیے تھے ؟ وہ بھی اتنی رات کو۔۔۔ وہ سڑھیاں اترتے نیچے آرہا تھا جب وہ کیچن سے نکل کر آتی کمر پہ ہاتھ ٹیکائے اسے جاسوسوں کی طرح گھورتی بولی تو بدلے میں ہاشم نے آئیبر واچکائیں اسے دیکھا

۔۔۔۔

تم سے مطلب پدی "۔۔۔ سرونٹس ڈریس پہنے کھڑی عینا کو دیکھتے وہ سرد سے لہجے میں اسے گھورتے ہوئے بولا جو اپنی عمر سے بڑی پوسٹ پہ بر جمان تھی

۔۔۔۔

مجھے تو کبھی جانے نہیں دیتے اور خود نا جانے کتنے گھنٹوں سے وہاں ڈیرا ڈالے بیٹھے تھے۔۔۔ ہاشم کے گھورنے کو کسی خاطر میں لائے بغیر وہ لڑاکا عورتوں کی طرح اس سے پوچھ پڑتال کر رہی تھی۔۔۔

اگر اپنی باقی کی زندگی زندان میں گزرنا چاہتی ہو تو شوق سے اوپر جاؤ "" اور رہی بات میرے جانے کی تو سر کی اجازت بلکہ ان کے کہنے پہ ہی اوپر گیا تھا۔۔۔ اپنے سر جیسا سرد اور سنجیدہ رہنے والا ہاشم نا چاہتے ہوئے بھی اس بونی کو اپنی صفائی دے رہا تھا جو صبح سے اس کے سینے تک بھی نہیں آرہی تھی۔۔۔

ایساک""""۔۔۔ہاشم کی بات پہ وہ شکی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی پر ابھی بات اس کے منہ میں ہی تھی جب پورچ میں مخصوص گاڑی روکنے کی آواز پہ وہ حواس بختہ سی ہوتی کیچن کی طرف بھاگی تو اس کی رفتار کو دیکھتے ہاشم کی مونچھوں کے نیچے چھپے لبوں پہ مبہم سی مسکراہٹ ڈھلی جو کہ گارڈز کی ہمراہی میں اندر آتے شخص کے چہرے سرد تاثرارت کو دیکھتے فوراغائب ہوئی تھی۔۔۔

تیاری ہوگی ہاشم ؟۔۔۔سڑھیوں کے قریب کھڑے ہاشم کے نزدیک اُتے اس شخص نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔مہنگے ترین برینڈ کا پینٹ کوٹ پہنے، بالوں کو سلیقہ سے سیٹ کیے، خوبصورت کھڑے نقوشوں والے چہرے پہ مغروراور سرد ٹھرٹھراتے تاثرارت لیے ایک ہاتھ میں مہنگا فون پکڑاکر کھڑا شخص اس وقت کسی ہولی وڈ کے ایکٹر سے کم نہیں لگ رہا تھا مگر یہ بات صرف وہ جانتا تھا کہ وہ حسین شخص ظلموں کے لیے کس قدر بدصورت ثابت ہوتا تھا

۔۔۔۔

یس سر۔۔۔ہاشم نے فوراسے پہلے مودابانہ انداز میں جواب دیا تو مقابل کھڑے بے تاج بادشاہ نے ہنکارا بھرتے اپنے سے دور کھڑے گارڈ کی جانب

ہاتھ بڑھایا تو وہ فوراً آدب سے سر جھکاتا قریب آیا اور ایک بڑا سا سرخ گلابوں سے سجا گلدستہ اس کے حوالہ کیا جو خوبصورت دیکھنے کے ساتھ ساتھ کافی بھاری بھی تھا۔۔۔۔

سر کمیشنر صاحب""""""۔۔۔۔۔اسے سڑھیوں کی جانب قدم بڑھتا دیکھ ہاشم بولنے لگا پر اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے مقابل نے ہاتھ اٹھاتے بیچ میں روک دیا۔۔۔۔

ابھی ٹائم نہیں ہے میرے پاس ہاشم جانتے ہو نا بارہ بجنے والے ہیں""""۔۔۔۔

بغیر مڑے اس نے اسے گھڑی کی طرف کا اشارہ کرتے کہا جہاں بارہ بجنے میں صرف پانچ منٹ باقی تھے۔ٹائم کو دیکھتے وہ بغیر کچھ کہے سر ہلا گیا۔۔۔گلدستہ ہاتھ میں پکڑے وہ بھاری بوٹوں کی ٹاپ پیدا کرتا سڑھیاں چڑھنے لگا تو پیچھے کھڑے تمام گارڈز لائن کی صورت میں باہر کم گارڈن کی طرف بڑھے جبکہ پیچھے کھڑا ہاشم خاموش اور تاسف بھری نظروں سے اس خوبرو انسان کی پشت کو تک رہا تھا جس کے پاس دنیا کی کسی چیز کی کمی نہیں تھی پر ایک چیز تھی جو اس سب پہ حاوی ہوتی اسے ہر پل یہ احساس دلاتی تھی کہ وہ کتنا بدنصیب تھا۔جنھیں لگتا ہے نہ کہ

پیسہ ہر چیز خرید سکتا ہے وہ زارا آکر تنہائی میں اس شخص کی حالت دیکھا کرے "
مانا پیسہ بہت بڑی چیز ہے پر کبھی کبھی انسان کے سامنے ان کی وقعت ایک کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہوتی۔۔۔۔

اوپر کوئی گیسٹ آئے ہیں جو سر پھولوں کا گلدستہ لے گر گیے ہیں۔۔۔۔اس جلاد کے جانے کی یقین دہانی کرتی وہ ایک بار پھر اس کے نزدیک آتی پوچھنے لگی جس کی نظریں سنسان پڑی سڑھیوں کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

آیا ہے نہیں آیا تھا اس دن ایک معصوم سا فرشتہ جسے اس دنیا کی سفاکیت کھا گئی ۔۔۔۔۔ نظریں ابھی تک اوپر جاتی سڑھیوں پہ ٹیکائے وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا تو عینا نے نا سمجھ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

کون آیا تھا؟؟؟؟

تمہارا باپ!!! بھاگو یہاں سے۔۔۔۔وہ جو اپنے سر کے دکھ میں برابر کا شریک ہوتا یہ فراموش کر گیا تھا کہ کون اس کے پہلو میں کھڑی ہے۔عینا کے سوال کرنے پہ وہ فورا ہوش میں آتا گھورتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے بولا تو پل میں اس کی سٹی گم ہوئی اور وہ بغیر کچھ کہے فورا کیچن کی طرف بھاگی۔۔۔

کچھ زخم کبھی نہیں بھرتے 'وقت کے پاس بھی ہر دوا نہیں ہوتی """"""

۔۔۔۔اس جوان سال مرد کی تنہائی کی اذیت کو یاد کرتا وہ افسوس سے بولا اور ایک گہری سانس فضا میں بھرتا باہر کی طرف بڑھا تو مہنگے شو پیس اور فرنیچر سے سجا لاونج ایک بار پھر خالی رہے گیا۔۔۔۔

ایک ہاتھ سے گلدستہ پہ پکڑ مضبوط کیے دوسرے سے دروازے کا لوک کھولتے وہ اندر آیا جہاں اندھیرے میں جلتی موم بتیوں کی روشنیوں نے سب سے پہلے اس کا استقبال کیا تھا۔پورے کمرے میں اس وقت صرف کینڈلز ہی روشن تھی اور ان کی روشنی میں بکھری پھولوں کی مہک نے ماحول کافی رومانوی بنا رکھا تھا۔ وہ چلتا ہوا بیڈ کے نزدیک آیا اور وہاں دیوار پہ لگے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارا تو کمرے میں ہلکی سی لائٹ اون ہوئی جس کی وجہ سے اب سب کچھ صاف صاف نظر آرہا تھا۔گیٹ سے لے کر پورے کمرے کے فرش پہ پھول ہی پھول بکھرے تھے۔

بیڈ، صوفہ ،چئیر ہر شے پہ اس وقت سات پردوں میں چھپ کر رہنے والی وہ تصویریں رکھی ہوئی تھی جو آج بے نقاب تھی۔کمرے کی چھت سے بڑے چھوٹے بے شمار غبارے چپکے ہوئے تھے جبکہ بیڈ کے تاج پہ "ہیپی برتھ ڈے

مائے لائف" لکھا جھول رہا تھا۔ تیاری اپنی منشاء کے مطابق پاتے اس کے بھینچے لب دھیمی مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ چلتا ہوا صوفہ پہ رکھی اس بڑی سی تصویر کے قریب آیا جسے پہلی نظر سے دیکھنے والوں کو وہ کوئی زندہ انسان ہی لگتی تھی۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے مائے 'بلوسم '۔۔۔۔ سرخ پھولوں کا گلدستہ اس کے قریب صوفے پہ رکھتے اس نے جھک کر تصویر کی صبیحہ پیشانی پہ اپنے لب رکھتے کہا پر ہر دفعہ کی طرح اس بار اس کے یوں کرنے پہ کوئی جادوائی کھکھلاہٹ نہیں گونجی تھی۔۔۔۔ آج کے دن میری زندگی میں کمبل میں دبک کر سوئی ایک ننھی پری آئی تھی جو اپنے سنگ ڈھیر ساری خوشیاں سمیٹ کے لائی تھی۔۔۔۔ صوفے کے پاؤں میں بیٹھتا وہ نظریں اس چاندنی کی طرح چمکتے چہرے پہ ٹکائے ماضی کی ایک خوبصورت یاد میں کھوئے بولا۔۔۔۔۔

You know that you are the most precious gift of my life ,

in front of which all things in the world seem meaningless to me’’’’’’’’’’

You are the beautiful feeling that I feel around me every day “’’’’’

You are the rising sun , whose sweet Ray’s I feel falling on my soul “’’’’’

بے قرار اور بے تاب نظروں سے وہ اس کے ایک ایک نقش کو ازبر کرتا فسوں خیز لہجے میں تصویر میں نظر آتی اس حسین مورت سے اپنی دل کی باتیں کر رہا تھا جس کے پاس نہ کسی قسم کی قوتِ سماعت تھی نہ قوتِ گوئی وہ بس ایک کام کر سکتی تھی کہ بغیر کچھ کہے وہ اس انسان کی ہر بات سنتی تھی اس کی خوشی میں خوش تو اس کے غم میں اس کے دکھ کا ساتھی بن جایا کرتی تھی۔۔۔

Your innocence, that life-filled smile of yours , your laughter, your childish talk that I could sit and listen to for hours , your

cute anger , your mischief without which I felt my life was incomplete , I still remember every single expression of yours "''''''

وہ جو کسی کے اگے جھکنا پسند نہیں کرتا وہ ایک تصویر کے اگے جھک کر بیٹھا تھا۔ لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ لیے وہ ان جھیل جیسی نظروں میں دیکھتے ماضی کے ان پنوں کو کھنگال رہا تھا جس سے اس کی بے شمار یادیں، واقعات اور خوشیاں جڑی تھی۔۔۔۔

تم مجھ میں ہر پل زندہ ہو، میری تمام خوشیوں اور دکھوں کی ساتھی ہوں۔ تم جدا ہو کر بھی میرے قریب تر ہو کہ جب چاہو آنکھیں بند کر کے تم سے ہم کلام ہوں جاؤں۔ میں تمہیں صبح شام یاد کرتا ہوں کیا تم بھی مجھے یوں ہی یاد کرتی ہوں جیسے میں کرتا ہوں۔۔۔۔ پھولوں کی پتیوں کی طرح نازک لبوں کو زعفرانی مسکراہٹ میں ڈھلا دیکھ وہ حسرت بھرے لہجے میں تصویر میں موجود اس حسینہ سے مخاطب تھا جو اس کے سوالوں کے جواب دینے کے بجائے ہر چیز سے غافل

بس مسکرائے جا رہی تھی کہ قدموں میں بیٹھے اس پتھر دل شخص کے دل میں اس کی بے جان مسکراہٹ کو دیکھتے اب وحشت اترنے لگی تھی!!! موت سی سرد وحشت جس کے بعد صرف تباہی تھی۔۔۔۔۔

یارِ غیر میرے۔۔۔ !

کیسے تجھے سدا دیتے

تو مل بھی جاتا تو

تجھے گنوا دیتے

تم ہی نے نہ سنایا اپنا دکھ ورنہ۔۔۔ !!

ایسی دعا کرتے کہ عرش ہلا دیتے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عتابِ اہلِ جہاں سب بھلا دئے لیکن۔۔۔۔ وہ زخم یاد ہیں، دل کو جو غائبانہ لگے

!

رات رفتہ رفتہ گزرتی گہری ہوتی چلی جا رہی تھی پر وہ بیڈ پہ بے شمار فائلز اور کاغذات بکھیرے نا جانے کون سے کام کرنے میں مشغول تھا، نیند کے باعث سرخ ہوتی گرے آنکھوں پہ نظر کا چشمہ لگائے وہ نہایت سنجیدگی سے ان فائیلز کا مطلع کر رہا تھا۔۔۔۔۔

بتائے ذرا ہم کون ہیں۔۔۔۔وہ کسی امپورٹنٹ لائن کو مارک کر رہا تھا جب اچانک کسی نے پیچھے سے آ کر اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے شرارتی مسکان لیے پوچھا تو حمزہ یوسف کے بھینچے جبڑے گہری مسکان میں ڈھلے۔۔۔۔

یہ ہماری لاڈورانی ہے۔۔۔۔نرمی سے اپنی آنکھوں پہ رکھے ہاتھوں کو ہٹاتا وہ ان کی ہتھیلی پہ بوسہ دیتے بولا تو وہ کھلکھلاتی ہوئی اس کے پیچھے سے نکل کر آگے آئی

۔۔۔۔

کیا آپ اپنی ساری پروپراٹی ہمارے نام کر رہیں ہے۔۔۔ڈھیر سارے کاغذات کو بیڈ پہ بکھرا دیکھ مرحا آنکھوں میں شرارت اور لہجے میں شوخی لیے اس سے مخاطب ہوئی جو اس کے یوں کہنے پہ دھیمہ سا مسکرایا تھا۔۔۔۔

پروپرٹی کیا اگر میرا بس چلے نہ تو قوس قزح کے سارے رنگ اپنی نورِ زندگی کے نصیب میں لکھ دوں۔۔۔۔ عقیدت بھری نظروں سے وہ اپنی ننھی سی گڑیا کو نہارتے بولا جس کا وہ بس کچھ ہی دن تک کا حقدار تھا جیسے ہی نکاح کے دو بول پڑھ جائے گے ویسے ہی حقدار بدل جائے گے۔۔۔

اور اگر ہمارا بس چلے نہ تو ہم اپنے بھیا کی عمر دارزی کے لیے اپنی سانسیں صدقہ کر دے۔۔۔ وہ بھی تو پھر یوسف کی صاحبزادی تھی کیسے اپنے بھیا سے پیچھے رہتی۔۔۔

اچھا ذرا یہ تو بتاؤ کے میڈم اعتکاف سے کب اٹھی ؟۔۔۔ اپنی بہن کے اعلی نصیب کی دعا کرتے اسے اچانک یاد آئے کے محترمہ مرحا صاحبہ صبح سے اعتکاف میں بیٹھی تھی اور اب کیسے وہ یوں چہکتی پھر رہی ہے۔۔۔۔۔

ہممممم """" شام میں۔۔۔۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے میڈم نے سوچنے کی ایکٹنگ کیے کہا۔۔۔

یہ کونسا اعتکاف تھا جو عید کا چاند نظر آنے سے پہلے ہی ختم ہو گیا۔۔۔ آئیبرہ اچکائیں اس نے سوال داغا۔۔۔۔

!!!!! یہ ناراضگی والا اعتکاف تھا جو تراب سکندر کے ماننے پہ ختم ہو گیا

بری بات بچے بڑے ہے نہ وہ آپ سے۔۔۔اسے تراب کا نام لیتا دیکھ وہ سر نفی میں ہلاتا اسے پیار بھری ڈانٹ پلاتا بولا۔وہ تراب سے بہت بے تکلف تھی کل کو جب ان کے درمیان ایک مضبوط رشتہ قائم ہو جائے گا تو وہ کیا کرئے گی۔۔۔

نہیں وہ بابلس کے موجو جو ہے۔۔۔۔حمزہ کی بات کی نفی کرتی وہ ہنستی ہوئی بولی تو اس نے نا سمجھ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

!!!! موجو جو

یہ ڈیڑھ فٹیا بندر "ہاہاہا۔۔۔۔موبائل اس کے اگے کرتی وہ کھکھلاتی ہوئی بولی تو حمزہ نے ایک نظر اس تصویر کو دیکھا اور ایک نظر ہنسی سے پاگل ہوتی مرحا یوسف کو جو موجو جو کے ساتھ تراب سکندر کی تصویروں کا کولیج بنا کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔۔

سی میچی میچی !!!۔۔۔تراب کے کپڑوں کا کنٹرس کافی حد تک ولن جو جو سے مل رہا تھا جس کی وجہ سے اسے مزید ہنسی آ رہی تھی تبھی وہ آنکھوں میں ہسنے کی وجہ سے نمی لیے اسے دیکھاتی بولی جو مسکراتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔کچھ

لوگ ہوتے ہے جو مسکراتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے گلستاں میں بہار آگئی ہو اور جب وہ اداس ہوتے ہے تو خو بخود خزاں آجاتی ہے۔ وہ آج اداس تھی تو مبین منزل کی فضایوں سوگوار تھی جیسے پت جھڑ کے موسم میں درختوں سے پھول جھڑ رہیں ہوں اور اب وہ خوش تھی تو اس کی کھلکھلاہٹیں مبین منزل کے در و دیوار میں گونجتی چاروں اوور خوشبوئیں پھیلا رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جا بجا دل کو لگانے سے کہاں بھولے گا۔۔۔ ہم کو وہ شخص بھلانے سے کہاں بھولے گا !

سردی کی ٹھنڈ میں لیپٹی ایک ٹھنڈی سی صبح نیلے فلک پہ اجاگر ہوتی اپنے سنگ ٹھنڈی ہواؤں کی ایک لہر لیے زمین زادوں کا خون منجمند کر رہی تھی۔ خان حویلی کا سبز زارہ ہواؤں کے میٹھے گیت پہ رقص کر رہا تھا چھوٹے بڑے تمام

پھول صبح کی چاندی میں اپنے حسن پہ نازَ ہوتے نظر آرہیں تھے۔ ہواؤں کا ایک بے قابو ریلہ پورچ سے ہو کر کھڑکیوں پہ لگے پردوں کو چھو کر گزرتا وسیع لاونج کے اطراف میں پھیل رہا تھا۔۔۔

گڈ مارننگ فادر صاحب""""۔۔۔۔ سفید یونیفارم پہ گھٹنوں تک آتا شارگ پہنے بالوں کی پونی ٹیل بنائے وہ دھپ دھپ کرتی سڑھیاں اترتی نیچے آئی اور میز پہ بیٹھے ناشتہ کرتے خان صاحب کو دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا اور ان کے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔۔۔۔

گڈ مارننگ ٹو فادر صاحب کی ڈوٹر صاحبہ""""۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھتے وہ ذرا سر کو ترچھا کیے نوال کی پیشانی چومتے بولے تو بدلے میں وہ کھل کر مسکرائی۔۔۔۔

چلو شکر کے اس بینک بینچر کو بھی کالج جانے کا خیال آیا ورنہ کتنے ہی دنوں سے میڈم بنک پہ بنک مارے جا رہی تھی۔۔۔۔ اسے خان صاحب کے پہلو میں رکھی چیئر پہ بیٹھتا دیکھ پیچھے سے آتے درید نے اسے کالج کے لیے تیار دیکھ ٹونٹ کیا۔۔۔۔

آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں کوئی بیک بینچر نہیں ہوں اچھا وہ تو میں روحی کی طبعیت خرابی کی وجہ سے نہیں جا رہی تھی۔۔۔

درید کے ٹونٹ پہ فورا منہ بسورتے ہوئے بولتی اس کی نولیج میں اضافہ کر رہی تھی۔۔۔

اپنے اس یارانہ کے چکر میں سال برباد نہ کر لینا" روحی تو پھر انٹلیجنٹ ہے جیسے تیسے کر کے نکل جائے گی لیکن پھسو گی صرف تم بڈھی گھوڑی جو ماسٹرز کرنے کی عمر میں گریجویشن میں اٹکی پڑھی ہے۔۔۔اس کے بالکل سامنے والی چیئر سنبھالتا وہ آج اسے راج کے ذلیل کرنے پہ تلا تھا جبکہ وہ صرف کھا جانے والی نظروں سے صرف اس شیطان کو گھور رہی تھی جو کہنے اور سننے میں تو اس کا بڑا بھائی تھا پر کسی کام نہ تھا۔۔۔۔

اپنی طرح سمجھ رکھا ہے کیا جو میٹرک میں چار سپلائیز لے کر فیل ہوا تھا۔۔۔وہ بھی پھر درید خان کی بہن تھی کہاں پیچھے رہے سکتی تھی۔۔۔

فیل کا تو بڑا یاد ہے پر وہ یاد نہیں ہے جب انٹر کے ایگزمز میں میں نے پورے کالج میں ٹوپ کیا تھا اور مجھے اسٹوڈنٹ اوف دا ائیر کا آورڈ ملا تھا"" افسوس کے ساتھ

تم کام کی بات بھول گئی کیونکہ میری پیاری نیاری بہن پیدائشی تھوڑی بھلکڑ ہے ۔۔۔۔اپنے فیل ہونے کی بات اسے چٹخارے لے کر بتاتا دیکھ وہ ماتھے پہ بل ڈالے اسے کھا جانے والے انداز میں گھورتا بولا۔۔۔۔۔

ہاں بڑا وزیر اعظم پنجاب نے آپ کو اوسکر سے نوازا تھا""""ٹوپ آیا تھا۔۔۔۔۔ درید کے جلنے سے محظوظ ہوتی وہ آخر میں اس کی نقل اتارتی بولی تو خان صاحب نے مسکراتے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔۔۔۔

بابا یار آب تو حمزہ بھائی بھی آگیے ہیں تو کیوں آپ اس چڑیل کو رخصت کرنے کا نہیں سوچ رہیں۔۔۔۔اسے اپنا خون جلا کر سکون سے ناشتہ کرتا دیکھ وہ چائے پیتے خان صاحب کے اگے فریادی ہوا۔۔۔۔

پہلے اس کی تعلیم تو مکمل ہو جائے رخصتی بھی کر دینگے۔۔۔۔۔چائے کا گھونٹ بھرتے انھوں نے پیار بھری نظروں سے اپنی لاڈلی کو نہارتے کہا جس نے ان کے دیکھنے پہ معصومیت سے پلکیں پٹپٹائی تھی۔۔۔۔

اس کی تعلیم کے انتظار میں رہے گے تو میڈم بوڑھی ہو جائے گی پھر اس کے ہاتھ میں حمزہ بھائی کا ہاتھ دینے کے بجائے چھڑی دینی پڑھے گی۔۔۔ سنجیدگی سے بھرا لہجہ لیے وہ یوں بولا جیسے واقعی اسے نوال کا فیوچر نظر آ رہا ہوں۔۔۔

اور پھر وہی چھڑی گھوم کر آ کر آپ کی کمر پہ بجے گی اگر ایک اور لفظ میری شان میں ادا کیا تو۔۔۔ تیور اکر کہتی وہ اسے وران کرتی بولی کہ اس کے لبوں سے ادا ہوا ایک اور لفظ اس کے لیے جان لیوا ہو سکتا تھا۔۔۔

تمیز تو ہے نہیں جنگلی بلی پتہ نہیں آنٹی نے تم میں کیا دیکھا تھا! اگر میرا بس چلے نہ تو ابھی جا کر حمزہ بھائی کو تمہاری ان حرکتوں سے وارن کر دو کہ یہ چڑیل گھر نہیں بلکہ درختوں پہ رہنے کے لائق ہیں۔۔۔ ہولی ہولی ناشتہ کرتے ساتھ وہ اپنے سامنے بیٹھی اس لڑکی کو بھی کوس رہا تھا جو کہنے کو اس کی اکلوتی نازک کلی بہن تھی جو کبھی کبھی اسے اپنی دشمن لگتی تھی۔۔۔

میری کیوٹنیس دیکھی تھی!! اور رہی بات درختوں پہ رہنے کی تو آپ جیسے ڈریکولا کی بہن ہوں درخت پہ رہنا تو مسٹ ہے۔۔۔ آج صبح صبح ان دونوں نے

ناجانے کارٹون نیٹ ورک کا کونسا شو اون کر رکھا تھا جو ایک ایک دوسرے کی جان کو آئے ہوئے تھے۔۔۔۔

ہنہہ!! کیوٹنیس تو دیکھو کاموں لیکا کی بہن کی۔۔۔۔۔ درید آج اس عورت سے لڑتا بالکل اس ہی کی طرح کی جوابی کاروائی کر رہا تھا جبکہ اگر حور اس کو یوں عورتوں کی طرح لڑتا دیکھ لیتی تو غش کھا گر جاتی کہ وہ ٹرکیش ایکٹر کیوانس یوں پھپھو کی طرح لڑ بھی سکتا ہے۔۔۔۔

درید بس کرو کیوں بہن کے ساتھ لڑ رہیں ہو۔۔۔۔ ان کی بڑھتے طنز و تیر کو دیکھتے بلا آخر خان صاحب کو ہی بولنا پڑا کہ کہی بدر کی لڑائی نہ شروع ہو جائے

۔۔۔۔

تو بہن کو تو بھی کہے کہ کیوں بھائی سے زبان لڑا رہی ہے۔۔۔۔ انھیں نوال کی سائیڈ لیتا دیکھ وہ بھی چمک کر بولا۔ ناشتے سے ہاتھ تو کب کا روک چکا تھا۔۔۔۔

اچھا اب دونوں بس کرو کیا صبح صبح ٹوم اینڈ جیری کا سیزن ٹو ریلیز کرنے پہ تُلے ہو۔۔۔۔ اسے خفگی سے منہ بسورتا دیکھ انھوں نے اس بار دونوں کی طرف

دیکھتے نرم غصے سے جھڑ کا تو دونوں نے ایک ایک بھسم کر دینے والی نظر ایک دوسرے پہ مارتے ہنکارا ابھرا اور اپنی اپنی پلیٹس پہ جھک گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گر کے صیاد کے قدموں میں ! بہت رویا میں۔۔۔ کچھ ایسا رنج مجھے """اپنی رہائی پہ ہوا

گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ سورج کی میٹھی کرنوں کی ٹھنڈک کی جگہ اب ان میں ہلکی ہلکی تپش آرہی تھی۔ چوڑے ہائی وئے پہ بلیک مرسیڈیز دھول اڑاتی ہوئی اگے بڑھ رہی تھی۔ ڈرائیور کے ساتھ اگے فرنٹ سیٹ پہ ہمیشہ کی طرح ہارون برجمان تھا جبکہ پیچھے پیسنجر سیٹ پہ لائٹ گرے رنگ کے پینٹ کوٹ پہ اپنی تمام مردانہ وجاہت کا شہکار لیے آغا غارذ موبائل کان سے لگائے

بیٹھے کسی سے بات کر رہیں تھے۔چہرے پہ سنجیدگی ہمیشہ کی طرح قائم تھی

۔۔۔

ہارون اسلام آباد پہنچ کر تم بلال انڈسٹری کے اونر سے مل لیناوہ وہی کسی ہوٹل میں اسٹے کیے ہوئے ہیں۔۔۔موبائل کان سے ہٹاتے انھوں نے اگے بیٹھے ہارون کو متوجہ کرتے فون پہ ہونے والی بات کے متعلق آگاہ کیا تواس نے یس سر کہتے سر اثبات میں ہلایا۔وہ آج آفس سے تھوڑا ریلیز پاتے فاطم ہاؤس کی طرف جارہیں تھے مہتاب مامی کو پک کرنے کیونکہ انھوں کافی اصرار کرتے انھیں ہی آنے کا کہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسلام آباد کی ایک پر وقار ڈیفنس سوسائٹی میں داخل ہوئے جہاں بڑے بڑے اور خوبصورت بنگلے بنے ہوئے تھے جہاں ہر گھر کے سامنے گاڑیاں پارک تھی، بڑے بڑے روڈ بالکل صاف ستھرے تھے،اور خاموشی یوں تھی کہ معنوں یہاں کوئی رہتا ہی نہ ہو،ان میں سے ہی ایک بنگلہ جو واشنگٹن ڈی سے کے وائٹ ہاؤس سے کافی میل کھاتا تھاوہ فاطم صاحب کا تھا جس کے باہر سنہری رنگ کی بڑی سی نیم پلیٹ پہ "فاطم ہاؤس" لکھا نظر آتا تھا۔۔۔

سر میں ٹھہروں یا میٹنگ کے لیے جاؤں ؟۔۔۔ڈرائیور کو گاڑی فاطم ہاؤس کی پرشوخ عمارت کے قریب روکتا دیکھ ہارون نے گیٹ کھول کر نیچے اترتے آغا فارذ کو دیکھتے پوچھا جنہوں نے ذرا سر ترچھا کرتے اسے جواب۔۔۔

نہیں جا کر پہلے ان کے سیکٹری سے ملوا گر وہ ڈیل کرنا چاہتے ہوں تو دین مجھے انفارم کرنا ""

اوکے سر"""۔۔۔ان کی بات پہ سر کو خم کرتے ہارون نے ڈرائیور کو گاڑی اگے بڑھانے کا اشارہ دیا تو وہ گاڑی ریورس کرتا جس راستے سے آئے تھے اس ہی کی طرف واپس بڑھے جبکہ وہ اپنا کوٹ درست کرتے گھر کے اندر کی طرف بڑھے۔۔۔

بیگم میرا کوٹ لادے میں لیٹ ہو رہا ہوں۔۔۔لاونج میں رکھے صوفے کے قریب کھڑے گریس فل پرسینلٹی کے مالک فاطم صاحب نے کیچن کی سمت منہ کرتے ہانک لگائی جو وہ تیسری سے چھوتھی دفعہ لگا چکے تھے پر ہر بار کی طرح جواب اب وہی آیا تھا۔۔۔

بس پانچ منٹ میرال کے بابا !!!!

یہاں آدھا گھنٹہ گزر گیا ہے اور وہاں کیچن میں پانچ منٹ گزر کر ہی نہیں دے رہیں۔۔۔۔ان کے پھر انتظار کرنے کے جواب پہ وہ کار کی چابی میز پہ ڈالتے دبدبے غصے سے بولے تو دوسرے صوفے پہ بیٹھی مہتاب مامی نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔۔

غلطی آپ کی ہے بھائی جان! آپ نے کیوں کیچن لندن کی سرحد میں بنوایا

""""""

کسی دن میں یہ لندن کا ہمسایہ کیچن ہی اکھاڑ پھینکو نگا جس کی وجہ سے ہر آئے دن مجھے آفس لیٹ جانا پڑتا ہے۔۔۔نرم غصہ چہرے پہ ٹکائے وہ اپنے فرنیشنڈ اٹینلین کیچن کی سمت گھور کر دیکھتے بولے جیسے لیٹ ہو جانے کے پیچھے اس بے جان کا ہاتھ ہو جبکہ وہ جانتے تھے کہ قصور ان محترمہ کا ہے جو کیچن میں گھسی ناجانے ان کے لیے آج کونسا لنچ تیار کر رہی تھی۔ مسسز فاطم کی یہ شروع سے ہی عادت تھی کہ وہ اتنی امیر و کبیر ہونے کے باوجود اپنے ہزبینڈ کو آفس لنچ دے کر بھیجا کرتی تھی کیونکہ باہر کے ان ہیلتھی فوڈ سے مسٹر فاطم کافی دفعہ فوڈ

پوائیزنیگ کا شکار ہوئے تھے جس کی وجہ سے اب وہ بہت احتیاط براتی تھی

۔۔۔۔

ڈونٹ بی اینگری بابا" اپ کا کوٹ یہ رہا۔۔۔۔ سڑھیاں اتر کر نیچے آتی میرال نے اپنے باپ کو لیٹ ہو جانے پہ غصہ کرتا دیکھ دھیمی سی مسکان لبوں پہ سجائے کہا۔ ماما کے ہیلتھی لنچ کی وجہ سے ہر دو دن بعد بابا اپنا بی پی ہائی کر لیا کرتے تھے۔۔۔ تھیکس میرے بچے" یو نو آج میری کتنی امپورٹنٹ میٹنگ ہے جو آج تمہاری ماں کے لنچ کی وجہ سے مجھے کینسل کرنی پڑتی۔۔۔۔ میرال کے ہاتھ سے کوٹ پہنتے وہ کیچن کی طرف نظریں کیے دھیمی سی سرگوشی میں بولے کیونکہ اگر اس وائٹ پیلس کی مہارانی کچھ سن لیتی تو لنچ تو جو جاتا ہاتھ سے ڈنر بھی نصیب نہیں ہونا تھا۔۔۔

یو بیٹر نو کہ وہ آپ کو اور آپ کی صحت کو لے کر کس قدر کونشیئس ہے !۔۔۔۔ کوٹ کی کالر کو درست کرتے وہ اپنی ماں کی سائیڈ لیتی بولی تو فاطم صاحب نے غور سے اپنی نازوں پلی لاڈلی کو دیکھا جو اب پہلے کی طرح تو بالکل نہیں دیکھتی تھی، میرال فاطم کا نہ وہ فیشن رہا تھا نہ وہ شوخی اور شرارتیں کیونکہ اب وہ میرال

فاطم کی جگہ میرال احد مرزا تھی جسے اپنے شوہر کی موت کا اتناد کھ تھا کہ وہ اس کے ساتھ کی وجہ سے اپنی موت کی دعائیں مانگا کرتی تھی جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔۔۔

ہمیں اپنی بیٹی کی بھی بہت فکر ہے جس کی ہنسی نا جانے کہاں گم ہو گی ہیں۔۔۔۔ ہاتھوں کے پیالے میں اس کا مرجھایا چہرہ بھرتے وہ اداسایت سے بولے۔ان کی وہ اکلوتی بیٹی کرڑوروں کی جائیداد کی مالک تھی پر پیسے کے ساتھ وہ اپنی بیٹی کے اچھے نصیب نہیں کر سکے تھے۔۔۔۔

ارے آغا"""۔۔۔۔ دروازے سے آغا فارذ کو اندر آتا دیکھ سب سے پہلی نظر مہتاب مامی کی اٹھی تھی۔۔۔۔

اسلام و علیکم 'کیسی ہے ماما۔۔۔۔ مہتاب مامی کو اپنے سینے سے لگاتے انھوں نے ان کے ڈوپٹہ سے ڈھکے سر پہ لب رکھتے پوچھا اور اس ہی کے ساتھ وہ جو فاطم صاحب کے ساتھ کھڑی تھی اس سے پہلے آغا فارذ کی نظر اس کے چہرے پہ پڑتی وہ جھٹ سے چہرہ ڈوپٹہ سے چھپاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔اپنی عددت کے ایام میں وہ خاص خیال رکھتی تھی کہ کوئی غیر مرد اس کے ہاتھ پاؤں بھی نہ

دیکھ سکے کیونکہ اس نے سنا تھا کہ اگر بیوی عددت ٹھیک سے نہیں کرتی تو اس کا عذاب اس کے مرحوم شوہر پہ نازل ہوتا ہے۔اور وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے احد کو مرنے کے بعد بھی کوئی تکلیف ملے کیونکہ وہ تو دنیا میں ہی اتنی تکلیف برداشت کر گیا تھا۔میرال کی عددت کی وجہ سے فاطم صاحب نے میل ورکرز کا داخلہ بھی گھر کے اندر ممنوع کر دیا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام "میں بالکل ٹھیک میری جان آپ سناؤ۔۔۔نرمی سے ان سے دور ہوتی وہ ان کی پیشانی چومتے بولی جس پہ انھوں نے مسکراتے جواب دیا اور فاطم صاحب کے بغلگیر ہوئے۔۔۔

لگتا ہے آفس جانے کی تیاری ہے۔۔۔انھیں کٹ شیٹ میں تیار کھڑا دیکھ انھوں نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔۔۔

یار تیاری تو صبح سے ہی ہے بس جانا نہیں ہو رہا۔۔۔انھیں لیے صوفے پہ بیٹھتے فاطم صاحب افسردہ سے سر ہلاتے بولے۔۔۔

اب رہنے بھی دے خود پہلے لیٹ تیار ہوتے ہیں اور بعد میں سارا قصور میرا نکال دیتے ہے۔۔۔ہاتھ میں ہوٹ لائن پکڑا کر آتی وہ انھیں غصے سے گھورتی

ہوئی بولی جو کب سے ان کی برائیاں ہی کی جارہیں تھے مطلب وہ کیچن میں موجود ان کی ساری باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔

ارے بیگم صاحبہ میں کونسا آپ کو قصوروار ٹھہرا رہا ہوں وہ تو آغا نے لیٹ ہونے کا سبب پوچھا تو میں نے بتادیا کہ بیگم اپنے خوبصورت ہاتھوں سے مجھ ناچیز کے لیے اتنی گرمی میں کھڑی ہو کر لنچ بنارہی ہے۔۔۔۔خونخوار تیور سے ملکہ عالیہ کو خود کو گھورتا دیکھ بادشاہ صاحب کی سٹی گم ہوئی اور وہ جلد بازی میں بولتے سردی کو گرمی کر گیے۔۔۔

کیسے ہو بیٹا۔۔۔۔ان کی غلطی کا کچھ خاص نوٹس کیے بغیر وہ ہوٹ لائن انھیں پکڑتی آغا فارذ کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہوئی بولی جو اپنے ماموں کی حالت سے لطف اندوز ہو رہیں تھے۔۔۔۔

الحمداللہ """ماموں بی بریو۔۔۔۔دھیرے سے سر کو خم کرتے انھوں نے خوش اسلوبی سے جواب دیا اور فاطم صاحب کی طرف جھکتے سرگوشیانہ انداز میں انھیں موٹیوئیٹ کرنا چاہا۔۔۔

بیٹا ایک دفعہ تمہاری شادی ہو جائے پھر پوچھوں گا کہ وہ ساری بریونیس کہاں گئی ۔۔۔۔ صوفے سے کھڑے ہوتے انھون نے کوٹ درست کیا اور میز پہ رکھے ہوٹ لائن کو اٹھاتے وہ ان کی طرف دیکھتے دانت پہ دانت چڑھائے بولے جو صوفے کی بیک پہ ہاتھ رکھے ان کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھ رہیں تھے ۔۔۔

میں نہیں کروٗنگا"""۔۔۔۔ سنجیدہ قطعیت بھرا لہجا تھا۔۔۔۔
وہ تو وقت بتائے گا" اور رات یہی ہوں تم واپسی پہ ذرا تفصیل سے بات ہو گی" مہتاب بیٹے کی ذرا اچھے سے خدمت کرنا۔۔۔۔ گیٹ کی طرف بڑھتے انھوں نے آغا فارذ کی بات پہ آئیبر واچکائیں کہا اور کیچن کی سمت جاتی مہتاب مامی کو ہانک لگائے کہا تو وہ جی اچھا کرتی ان کے لیے ملازمہ کو چائے کا بولنے گی تو وہ بھانجے کو تھمبز اپ کا اشارہ دیتے باہر پورچ کی جانب بڑھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ جو 'ع' یہ جو 'ش' یہ جو 'ق' کرتا ہے

یہ لاحق جسے ہو جائے اسے برباد کرتا ہے

ریاضی دان بھی حیران ہیں اس بات پہ آ کر۔۔

یہ کس کلیے کی نسبت سے جفت کو طاق کرتا ہے۔۔۔

گالز کالج کی لڑکیاں بریک کے وقت باہر گراونڈ میں بیٹھی سردیوں کی مزیدار اور میٹھی میٹھی دھوپ سیک رہی تھی تو کچھ بڑی عمرز کی ٹیچرز بھی گراونڈ کے سبزارہ پہ کرسی ڈالے آنکھوں پہ لگے چشمے کے پار سے چلتی پھرتی لڑکیوں کو دیکھتی ناک بھنوئیں چڑھا رہی تھی۔۔۔

سنو ماریہ تم نے روحی کو دیکھا ہے کیا؟۔۔۔بیگ کندھے پہ لٹکائے وہ کینٹین میں بنی سلیپ کے اوپر چڑھ کر بیٹھی ماریہ سے مخاطب ہوئی جو اپنے اگے رکھی پلیٹ میں سے پیٹیس چٹنی میں بھیگو بھیگو کر کھا رہی تھی نوال کے پوچھنے پہ یوں ہی کھاتی سر نفی میں ہلا گئی تو وہ اس پہ دو حرف بھیجتی اگے بڑھی۔۔۔

اِرم بات سنو میری "تم نے مرحا کو کہی دیکھا ہے۔۔۔ وہ کچھ اگے ہی بڑھی تھی جب اپنے گروپ کے ساتھ جاتی ارم پہ اس کی نظر پڑی جس سے اکثر مرحا بات کیا کرتی تھی تبھی اس سے پوچھنے کی خاطر اس نے اسے آواز دیتے پوچھا

۔۔۔

ہاں اسے میں نے لیکچر سے پہلے تھرڈ فلور کی طرف جاتا دیکھا تھا !!!

تھرڈ فلور پر وہ تو اسلامیک اسٹڈیز والوں کا نہیں ہے کیا؟۔۔۔ ارم کی بات پہ وہ اچنبھے سے اس کی طرف دیکھتی سوالیہ ہوئی جو کوئی جواب دئے بغیر کندھے اچکائیں اگے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

مل جاؤ مجھے تم ایک دفعہ مرحا یوسف نامیں نے اپنے بریک کے ضائع ہو جانے کے غم میں تم سے پلینٹی لی تو میرا نام بھی نوال خان نہیں۔۔۔ تصور میں مرحا یوسف سے مخاطب ہوتی وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی اور ایک آخری حسرت بھری نظر ان لڑکیوں پہ ماری جو سموسے، بریانی، پیٹیس، برگر اور اس طرح کی ناجانے کتنی لذیذ چیزوں اپنا اپنا پیٹ بھر رہی تھی اور ایک وہ تھی جو اس وقت ایک تلاشِ گمشدہ کو ڈھونڈنے میں لگی تھی۔۔۔

وہ کالج کی بلڈنگ کی طرف بڑھ رہی تھی جب مین بلڈنگ کی سڑھیاں اتر کر اتی اسے مرحا یوسف نظر آئی جو دونوں کندھوں پہ بیگ ڈالے اپنی لمبی پونی ٹیل کو جھولاتی ہوئی آرہی تھی جبکہ منہ مین ببل گم تھی """ مجھے دھوپ میں خوار کرتی میڈم خود یہاں گھومتی پھیر رہی ہے۔۔۔۔

""""""" ارے نوی

کدھر تھی تم۔۔۔۔اس کے چہکنے پہ کوئی تاثر دیئے بغیر وہ کمر پہ ہاتھ ٹیکتی سنجیدہ سی اس سے سوالیہ ہوئی۔۔۔۔

کیوں کیا ہوا۔۔۔ مقابل کی سنجیدگی اسے کچھ غلط ہونے کا پتہ دے رہی تھی

۔۔۔۔

میں نے پوچھا تم کہاں تھی۔۔۔۔۔۔سوال پہ اس بار خاصا زور دیتے دہرایا گیا تھا۔۔

ہہہ """ہم میم انسا کے ساتھ آرٹس ڈیپارٹمنٹ گیے تھے۔۔۔ کچھ جھجھکتے اس نے بات کی تو مقابل نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔۔۔

جانتی ہوں کہ پیپرز سر پہ ہے اور تم لیکچر پہ لیکچر بنک کیے جا رہی ہوں'' کیا فیل ہونے کا ارادہ ہے اس بار۔۔۔غصے سے اسے ڈپٹتی نوال نے اسے اس ماہ کے آخری میں ہونے والے پیپرز یاد دلائے جو کہ ان کے فائینلز تھے۔۔۔۔۔۔۔

ہاں جانتے ہیں اور ہم کلاس میں ہی آ رہیں تھے جب میم انسا نے ہمیں آپنی آفس میں بلایا کسی کام کی وجہ سے۔۔۔مقابل کا غصہ دیکھتے بندی نے مہارت سے جھوٹ گڑھا۔۔۔

کر دیا نہ ان کا کام اب جاؤان کے پاس اور کہو کہ آپ کے کام کی وجہ سے میں بریک نہیں کر پائی تو مجھے اب ایکسٹر بیس منٹس کا بریک دے۔۔۔مزید بحث کے چکر میں پڑنے کے بجائے وہ سیدھا کام کی بات پہ ائی۔ کیونکہ مرحا یوسف ہر ٹیچر کی گڈ لسٹ میں شامل تھی اور اس کی بات کو تو ویسے بھی کوئی ٹیچر ٹال بھی نہیں سکتی تھی آفٹر آل کالج کے ٹرسٹی اس کے ڈئیر ماموں جان جو تھے۔۔۔

ارے اتنی سی بات سمجھو ہو گیا کام'' کیونکہ میم انسا نے پہلے ہی ہمیں تھرٹی منٹس کا ایکسٹر بریک دیا ہے۔۔۔نوال کے کہنے پہ وہ خوشی سے چہکتی ہوئے بولی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے کینٹین کی طرف بڑھی جہاں لڑکیوں کا رش آہستہ

آہستہ دھند کی طرح چھٹ رہا تھا کیونکہ بریک اوور ہونے کی بیل ہو چکی تھی جبکہ وہ دونوں اب ہر چیز سے بے نیاز کینٹین کی سلیپ پہ چڑھ کر بیٹھی گرما گرما چکن بریانی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہاں، کئی روز سے وہ یاد نہ آیا، مگر۔۔۔۔ وہ فقط یاد نہ آنے سے کہاں بھولے گا

مردوں کے فیصلے کا اعلان خواتین میں تو ہو چکا تھا البتہ چھوٹے ابھی اس بات سے انجان تھے جبکہ مرحا یوسف تو اپنے نکاح سے بالکل ہی غافل تھی۔ مبین منزل کی فضا ایک بار پھر خوشیوں سے منور ہو چکی تھی۔۔۔۔

میں تو کہہ رہی ہوں نکاح کا جوڑا روحی خود اپنی پسند لے آئے تو اچھا ہے ورنہ اس کے نخرے کے تو تم جانتی ہی ہوں۔۔۔۔۔ سبین مامی نے فکر مندی سے

ان کی طرف دیکھتے کہا جو ڈرائیور کو بازار سے سامان لانے والی لسٹ سمجھا رہی تھی۔۔۔

اپ کو جوڑے کی فکر پڑی ہے مجھے تو ابھی یہ بات پریشان کر رہی ہے کہ حمزہ نے ابھی تک اس سے بات نہیں کی اور نہ ہی کسی اور کو کرنے دے رہا ہے اگر وہ اینڈ ٹائم پہ نہ مانی تو۔۔۔ڈرائیور کو ایک ایک چیز پڑھ کر بتاتی حورے بیگم نے ان کے اگے جوڑے سے بھی بڑا مسئلا رکھا۔۔۔

نہیں اب ایسی بھی نہیں ہے ہماری گڑیا کہ بڑوں کی خوشی کے اگے انکار کر دے """اور حمزہ یہ بات خود اس لیے کرنا چاہتا ہے کہ بیٹوں سے یہ بات ان کے باپ کرتے ہے اب یوسف بھائی تو ہے نہیں تبھی وہ خود یہ ذمہ داری پوری کرنا جاہتا ہے کہ اس کے دل میں کہی باپ کو لے کر کسی قسم کی حسرت نہ پیدا ہو !!!!

کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہی۔۔۔ڈرائیور کو جانے کا اشارہ کرتی وہ سر اثبات میں ہلاتی ہوئی بولی۔۔۔

بیگم صاحبہ روحی بی بی مہندی کب لگوائے گی۔۔۔پریسینگ ٹیبل پہ بکھرے ڈریس کو پریس کرتی رانی نے گردن موڑتے صوفہ پہ بیٹھی حورے بیگم سے اشتیاق سے پوچھا۔۔۔۔

ارے ہاں ابھی تو کسی مہندی والی سے بھی بات نہیں کی۔۔۔رانی کے کہنے پہ سبین مامی کو یاد آیا۔۔۔

ارے مہندی تو شاید وہ مشکل سے ہی لگائے عید پہ جب مہندی لگائی تو کیسے اس کی اسکن پر ریکشن کر گئی تھی جب سے وہ کہاں کسی موقع پہ لگواتی ہیں۔۔۔۔

رانی کے رکھے استری شدہ کپڑوں کو ہینگ کرتی وہ انھیں ہینگینگ اسٹینڈ پہ ترتیب دیتی ان کی بات پر سر نفی میں ہلاتی بولی۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہیں پر یہ کوئی تہوار یا کسی غیر کی شادی تھوڑی ہے یہ تو اس کا اپنا ایوینٹ ہے اب اس پہ تو وہ لگوائی گئی مہندی !!!!

خود ہی دیکھ لیجئے گا اپنی لاڈلی کو مجھ سے تو ذور ہیں۔۔۔ سبین مامی کے ذمہ بات ڈالتی وہ رانی سے مخاطب ہوئی جو کہ اب مرحا کے کپڑے استری کر رہیں تھے

۔۔۔

یہ شرٹ تو تراب کی نہیں ہے ؟۔۔۔اسے مرحا کی جینز کے ساتھ تراب کی شرٹ ہینگ کرتا دیکھ انھوں سوالیہ پوچھا۔۔۔

"""""" جی ان کی ہی تھی پر اب روحی بی بی پہنتی ہے

ایک تو میں اس لڑکی کا کیا کروں جسے اپنے کپڑوں کے بجائے یہ لڑکوں والے لباس پسند ہے """" اللہ سے مانگ مانگ کر بیٹی لی ہے اور بیٹی ہے کہ اسے لڑکا بننے کا شوق چڑھا ہوا ہے۔۔۔ہینگینگ اسٹینڈ پہ اس کی قمیض شلوار کی جگہ پینٹ شرٹ یا اوور سائز مانگ تانگ والے کپڑے ہینگ ہوئے دیکھ وہ اسے کوستے ہوئے بولی تو وہ فوراً لاڈلی کی حمایت میں بول پڑی۔۔۔

رہنے دو حورے ان کپڑوں میں وہ لگتی بھی تو کتنی کیوٹ ہے بالکل برفانی بھالو کی طرح۔۔۔مرحا کے حلیے کو سوچتی سبین مامی مسکرا کر بولی۔وہ ہر حلیے میں ہی خوبصورت لگتی تھی کیونکہ اسے خدا نے بنایا ہی خوبصورت تھا۔۔۔

میرا روٹھا ہوا پانڈا """""" ۔۔۔تراب کی شرٹ اور حمزہ کا ٹراؤزر پہن کر اوپر سے اپنے چھوٹے پاؤں میں بڑی سی چپل ڈالے وہ واقعی ہی پانڈا لگتی تھی جس کی کئیر ہر کوئی بے بی پانڈا کی طرح کرتا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب نہ وہ ہے، نہ وہ تو ہے، نہ وہ ماضی ہے فراز۔۔۔ جیسے دو شخص تمنا کے سرابوں میں ملے

انجینئر یونیورسٹی کے گروانڈ میں اس وقت جگہ جگہ الگ الگ قسم کے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ گروانڈ کے کھلے سبزارہ پہ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے جبکہ کچھ کتابی کیڑے اپنی کتابوں کی دنیا میں گم تھے۔۔۔
آخر یہ پیٹو صاحب چھپ کس کونے میں گیا ہیں جو نظر ہی نہیں آرہا۔۔۔
گروانڈ میں موجود الگ الگ چہروں کو دیکھتے وہ تینوں ان میں سے اپنے اس چوتھے کو ڈھونڈرہیں تھے جو نا جانے کہاں چھپا بیٹھا تھا۔۔۔

وہ جتنا مرضی اُسے پاسے ہو جائے پھر بھی کہی نہ کہی سے اس کا کوئی نہ کوئی پاسا تو نظر آ ہی جائے گا۔۔۔ باڈی بلڈر جیسی چوڑی جسماعت رکھنے والے معتصم شاہ کو وہ ان ڈائیریکٹلی موٹا کہنے کی کوشش کر رہیں تھے۔۔۔

اب وہ تو موٹا ہی اتنا ہے کہ چوہے کے بل میں بھی نہیں گھس سکتا پھر آخر وہ کہاں گیا۔۔۔ درید نے بھی کھوجتی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتے تفکر سے سوچا کہ وہ اور کہاں جاسکتا تھا۔۔۔

دایا "ابھیجیت "۔ حارث جوان سے دو قدم اگے تھا چہرے پہ پراسراریت لیے ان کی طرف دیکھتے بولا "" وہ رہا ہمارا جرمن شیفرڈ """"۔۔۔ گروانڈ سے نظر آتی لائبریری کی کھڑکی کی سمت اس نے اشارہ کرتے بتایا تو تینوں کے چہروں پہ ایک اجیب سی مسکان کھلی۔۔۔۔

سنا تھا کہ جب مرغے کی موت آتی ہے تو وہ تندور کی طرف بھگتا ہے اور آج دیکھ بھی لیا""۔۔۔ دور کھڑکی سے نظر آتے معتصم شاہ کو دیکھتے فواد نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ وہ دونوں بھی طنزایہ مسکرائے۔۔۔

چلو پھر "نیلاسن منڈیلا" کی ایک پرجوش تقریر ہم نکمے بھی سن لے تاکے ملک کے مستقبل جاگ سکے۔۔۔ معتصم شاہ کی کایہ پلٹ کو دیکھتے وہ مسکراتی ہوئی نظروں سے بولتا لائبریری کی طرف بڑھا تو فواد اور حارث بھی چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ لیے اس کے ہمقدم ہوئے۔۔۔

ابے یار آج تو بہت زیادہ ہی لیٹ ہو گئی ہوں اس اسائیمینٹ کی وجہ سے "ضرور وہ لوگ میرا ویٹ کر رہیں ہو گے۔۔۔ خالی پڑی کلاس میں اس کی ہم کلامیاں واضح گونج رہی تھی جو وہ پیپر پہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی کر رہی تھی۔۔۔ پتہ نہیں سر کو بھی کیا مسئلہ درپیش آگیا تھا جو اسائیمینٹ کی ڈیٹ سے پہلے ہی انھیں کالیکٹ کرنے کی جلدی پڑھ گیا۔۔۔ بڑے بڑے حروفوں میں ٹوپک کی ہیڈینگ ڈالتی اب وہ پروفیسر کو کوسنے میں لگی تھی جنہوں نے تین دن بعد والا

اسائیمینٹ آج ہی سبمینٹ کروانے کا آڈر دیا تھا اور نہ دینے کی صورت میں سیمیسٹر زمیں مارکس مائینز کرنے کی دھمکی بھی دی گئی تھی۔۔۔۔

اگر کل اس بیکری بوائے کے چکر میں نہ پڑتی تو آج تجھے اتنی محنت نہیں کرنی پڑھ رہی ہوتی حور۔۔۔۔ پروفیسر کے بعد اب معتصم شاہ کی باری تھی جس کی وجہ سے وہ رات اپنا اسائیمینٹ نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

ابھی اتنا کام پڑھا ہے اور اوپر سے موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی کہ انھیں کال کر کے اپنے نہ آنے کا سبب بتا سکتی۔۔۔۔ ورق پلٹتی وہ بیزاریت بھرا لہجا لیے بولی اور ایک نظر اپنے اس اوف پڑے موبائل کو دیکھا جو کام کے وقت اس کے کبھی کام نہیں آیا تھا کیونکہ اپسرا اسے ایسا کرنے ہی نہیں دیتی تھی۔۔۔۔

اوو تو حجابن باجی خود سے باتیں بھی کرتی ہے۔۔۔ کلاس کے اندر داخل ہوتی اریبہ اسے خود سے ہی باتیں کرتا دیکھ تالیاں بجاتے ہوئے بولی تو کاغذ کے ان صحفوں سے الجھتی حور ایک دم چونک کر سیدھی ہوئی اسے ایک پل کو لگا کہ جیسے وہ پھر آگیا ہوں ان چاروں کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے۔۔۔۔

آپ"""""۔۔اس غرور اور تکبر کی ماری لڑکی کو پہلے اپنی کلاس اور پھر خود سے مخاطب ہوتا اسے دھچکا لگا کیونکہ وہ پوری یونی میں اپنے لیول کے لوگوں کے علاوہ کسی کو منہ نہیں لگاتی تھی۔۔۔۔۔

ہاں میں کیوں کسی اور کا انتظار تھا کیا؟۔۔۔۔۔منہ پر حد درجہ ڈی گریڈ کرنے والے تاثرارت سجائے وہ آئیبر واچکائے بولی تو حور نے نا سمجھ نظروں اس کی طرف دیکھا۔۔۔

مطلب؟؟؟؟

اووووتو بے بی کو اب مطلب بھی سمجھاؤ"""صاف صاف کہو نہ کہ فواد کا نام سننا چاہتی ہو میرے منہ سے۔۔۔۔حور کی معصومیت مقابل کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی تبھی بھوکی شیرنی کی طرح اسے کے جبڑے کو دبوچتی وہ دانت پیستے ہوئے غرائی۔۔۔۔

ایک ماہ میں غیر حاضر کیا رہی پیچھے چیونٹی خود کو ملکہ سمجھنے لگی تھی ہاں!۔۔۔۔

حور کی دہشت سے پھٹی آنکھوں میں وہ اپنی غصے سے سرخ ہوتی آنکھیں ڈالے

سفاکیت سے اس کا منہ دایاں بائیں ہلاتی بولی تو درد کی شدت سے مقابل کی پلکیں نم ہوئی۔۔۔۔

ہہہ "ہٹے 'دور" ہو""" آپ 'آپ ایسا' نہیں کر سکتی۔۔۔۔ نازک ہاتھ کی سخت گرفت اپنے منہ پر محسوس کرتے وہ اس کا ہاتھ کو ہٹانے کی کوشش کرتی نم لہجا لیے بولی۔ وہ اریبہ کے اس جارحانہ رویہ کو دیکھتے گھبرا گئی تھی۔۔۔۔

میرا بس چلے نہ تو تمہیں جان سے مار دوں بلڈی """""بی*"۔۔۔۔۔ اسے جھٹپٹاتا دیکھ وہ ایک جھٹکے سے اس پہ مزید گرفت کرتی چلائی بالکل کسی پاگل کی طرح۔۔۔۔

چار سال"۔۔۔۔ دوسرے ہاتھ کی چاروں انگلیوں اس کے چہرے کی طرف کی "چار سال سے وہ چاروں میرے کلاس میٹس ہی پر آج تک انھوں نے مجھ سے بات تو کیا میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا انفیکٹ کسی بھی لڑکی میں انھوں نے کبھی دلچسپی شو نہیں کروائی اور ایک تم ہو جس نے پہلے ہی سال میں ان چاروں کو اپنے پیچھے کتے کی طرح لگایا ہوا""""" کیسے آخر کیسے تم نے مردوں کو قابو کرنے کا ہنر سیکھا مجھ بھی بتا دوں یار یا کم از کم اس کا نمبر ہی دے دو جس سے

تم نے ٹرینگ لی۔۔۔ چہرے کو آزاد کیے اب وہ اس کی گردن یوں اپنے شکنجے میں دبوچے کھڑی تھی جیسے ابھی وہ کچھ غلط بولے اور وہ اس کی گردن چٹخادے

۔۔۔

ایسا' کک "کچھ نن "نہیں ہے! وہ "وہ دد 'دوست ہے بب "بس۔۔۔ رکتی سانس میں وہ سامنے کھڑی لڑکی کو اپنے کردار کی صفائی دے رہی تھی جو اس وقت اسے موت کا فرشتہ لگ رہا تھا۔ اریبہ سے پہلی ملاقات کا ایکسپیر نیس بھی اس کا کچھ خاص اچھا نہیں رہا تھا اور اب دوسرا تو اس سے بھی زیادہ بدتر ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

۔ گڈ "ہونا بھی ایسا ہی چاہیے 'اور فواد کے متعلق کسی بھی قسم کی کوئی بھی خوش فہمی اپنے دل میں پالنے سے پہلے ہماری یہ ملاقات ایک دفعہ ضرور یاد کر لینا کیونکہ آج تو چھوڑ دیا آئیندہ کی کوئی گرنٹی نہیں ہو گی۔۔۔۔ سانس کی تنگی کے باعث سرخ پڑتے اس کے چہرے کے قریب جھکتے وہ غصے سے پھنکاری اور جھٹکے سے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیتی آزاد کر گئی۔۔۔۔

فواد سے دور رہنا کیونکہ وہ صرف میرا ہے ! اور جو چیز اریبہ کی ہو اس پہ کسی

دوسرے کی نگاہ تک مجھے برداشت نہیں وہ تو پھر میری پسند ہے سوچو اس کو لے

کر میں کس قدر جنونی ہو گی اور میرے لٹل بیٹ جنون کا ٹریلر تو تم دیکھ ہی چکی ہو

اس لیے تمہاری اس چھوٹی سے جان کے لیے یہ ہی اچھا ہے کہ اس سے دور رہو

سمجھی۔۔۔۔ پینٹ کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ ہتک آمیز لہجا لیے طنزیہ

مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھتی بول رہی تھی جو اپنے گلے پہ ہاتھ رکھے اپنی

سانسیں بحال کرنے کی تگ و تدو میں تھی۔۔۔۔۔

میں انھیں سب بتادؤ نگی"۔۔۔۔اریبہ کے خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے

اس نے بلا آخر اپنی حمایت میں لب کھول ہی لیے اگر آج وہ چپ رہتی تو وہ ہمیشہ

کے لیے شیر بن جاتی۔۔۔۔۔

اووو تو تم زبان بھی رکھتی ہو"""چلو تم اپنا یہ شوق بھی پورا کر لینا پر اس سے پہلے تم

بچوں کی طرح میری شکایت لے کر اپنے ان چار بھائیوں کے پاس جاو میں تمہیں

بتاتی چالوں کہ جاذب صرف ایک موقع کی تلاش میں ہے اور مجھے ایسا لگ رہا ہے

کہ وہ موقع میں ہی اسے فراہم کرنے والی ہوں۔۔۔۔حور کی بات پہ وہ محظوظ سی

ہوتی اب کی بار اس کی دکھتی رگ کو دباتی بولی تو حور نے سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا جبکہ دل جاذب کے نام پہ ہی خوف سے دھڑکنے لگا تھا اگر ایک اور بار وہ اس کے سامنے آجاتا تو شاید اس کی روح پرواز کر جاتی۔۔۔۔
پپ "پلیز 'ایسا"" ' ممم 'مت کرے "آپ 'آپ جیسے کہے گی """ ممم 'میں و' ویسا ہی کرونگی "پلیز۔۔۔۔۔اسے اریبہ کی ہر بات قبول تھی یہ بھی کہ وہ اس کے کہنے پہ فواد سے دوری اختیار کر لیتی جس کے باعث اس کے دل میں پہلی دفعہ محبت کی کونپل پھوٹی تھی پر اس دو دن کی محبت سے زیادہ اسے اپنی عزت اور آبرو عزیز تھی۔۔۔۔

اب جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی کرنا فواد سے پانچ فٹ کی دوری پہ رہنا اور کوئی ہوشیاری نہیں سمجھی کیونکہ ہر وقت میری نظریں تم پہ ہو گی۔۔۔۔وہ جیسے اس کے دل کی بات جان گئی تھی تبھی انگلی اٹھائے اسے دھمکاتی ہوئی بولی تو حور نے ایک گہرہ سانس بھرتے فوراً اثبات میں سر ہلایا تو وہ اس کے جھکے سر کو دیکھتی وہ تن فن کرتی جیسے آئی تھی ویسے ہی غرور سے سر تانے چلتی گئی جبکہ پیچھے وہ اپنی کم آئیگی اور پہلی محبت کے چھن جانے کے احساس سے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے

روپڑی۔اتنے دن کا وہ اعتماد اور حوصلہ جو ان چاروں کا بخشا ہوا تھا پل میں ختم ہوا تھا۔۔۔۔

وہ رہی ہماری بیبو""۔۔۔وہ تینوں بلڈنگ کروس کرتے لائبریری میں انٹر ہوئے تو کچھ دور ہی ایک ٹیبل پہ وہ سر کتابوں میں دئے بیٹھا نظر آیا۔۔۔۔

بیبو میں بیبو'دل میرا لے لو'دل دینے آئی لے لو جی لے لو۔۔۔۔لوفرانہ انداز میں گنگناتا وہ معتصم کے قریب آئے تو پیچھے درید اور فواد بھی چلتے ہوں ان کے نزدیک آئے۔۔۔۔

اسکیوزمی ڈاکٹر قدیر خان "کیا ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں""۔۔۔۔دونوں ہاتھ میز پہ جمائے وہ چہرے پہ بلا کی سنجیدگی لائے معتصم سے مخاطب ہوا جبکہ وہ دونوں تو بغیر پوچھے ہی لاپرواہ انداز میں ارد گرد والی کرسیاں سنبھالتے بیٹھ چکے تھے

۔۔۔۔

کیا چاہیے ہیں ؟۔۔۔وہ جس نے بڑی مشکل سے خود کو کینٹین سے آنے والی خوشبوں کی طرف جانے سے روکنے کی خاطر ان چائنیز زبان میں لکھی گئی کتابوں کا سہارا لیا تھا وہ تینوں جن کی طرح حاضر ہوتے اس کی ساری توجہ ڈسٹریکٹ کر گیے تھے۔۔۔۔

ایٹم بمب کا نسخہ "۔۔۔۔جواب ہتھیلی پہ چہرے ٹکائے بیٹھے درید کی طرف سے آیا تو معتصم نے دانت پیستے انھیں گھورا جو مافیا بوس کی طرح اسے دونوں طرف سے گھیرے بیٹھے تھے۔۔۔

وہ کیا ہے نہ ہم کسی کو مارنا چاہتے ہے پر وہ موٹا اتنا ہے کہ سمپل بمب کو تو وہ سر درد کی گولی سمجھ کر کھالیتا ہے اس لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔اب جلدی سے ایک اچھا سا ایٹم بمب تو دیکھائے۔۔۔۔۔اس کی حالت سے حظ اٹھاتے فواد نے سیریس انداز میں نون سیریس بات کی تو درید نے لبوں کو آپس میں پیوست کرتے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

پر کلر پنک ہو! وہ کیا ہے نہ کہ ہمارا دوست کچھ زنانہ سا ہے اسے روکھی پھیکی چیزیں جلدی پسند نہیں آتی۔۔۔۔وہ تینوں آگ سے کھیل رہیں تھے جو جلدی آتشِ فشاں بن کران تینون پہ گرنے والا تھا۔۔۔۔

میرا دماغ نہ کھاو اور جاؤ یہاں سے۔۔۔۔سامنے کھلی پڑی کتاب کو بند کرتا وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے بولا پر ان ڈھیٹوں پہ کچھ اثر نہ ہوا اور وہ مزید پھیل کر بیٹھے

۔۔۔۔

دماغ تو آپ کے پاس ہے نہیں وہ تو سارا ایٹم بمب کے فارمولے میں لگا گیا۔اب جو پیچھے بچا ہے نہ اسے چلغوزہ کہتے ہیں۔۔۔۔ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے فواد نے دوسری خالی پڑی کرسی پہ ٹانگوں کو سیدھا کرتے کہا چونکہ لائیبریری میں اس وقت لائیبریرین موجود نہیں تھا اس لیے وہ زیادہ ہی پھیل رہیں تھے۔۔۔۔

اور کسٹمر تو بھگوان کا روپ ہوتے ہیں ان سے ایسی تھوڑی بات کی جاتی ہے ۔۔۔۔حارث نے مصنوعی افسردہ ہونے کی ایکٹنگ کیے کہا تو پیچھے سے درید نے اس کے جملے کی تصحیح کرتے کمر میں مکہ جڑا کہا۔۔۔۔

!!!! مہمانوں کے بارے میں ہے یہ کہاوت

تو کسٹمر بھی تو مہمان ہی ہوتے ہیں ! چلے ڈاکٹر صاحب اس ہی بات پہ بوتل منگوا لے۔۔۔۔ وہ آج اسے فل تپاتے اتنے دونوں کی ناراضگی کا بدلا نکال رہیں تھے۔۔۔۔

مجھے پڑھنا ہے ڈسٹرب نہ کرو اور دفعہ ہو یہاں سے۔۔۔۔ کتاب کو ایک بار پھر کھولتے اس نے اس امید سے کہا کہ شاید وہ لوگ چلے جائیں پر یہ اس کی بھول تھی کہ وہ تینوں غریبی کے دونوں کی طرح غائیب ہونگے۔۔۔۔

پڑھ تو ایسے رہا ہے جیسے کل بھائی نے سی ایس ایس کا پیپر دینا ہو اسسٹنیٹ کمیشنر کے لیے۔۔۔۔۔ اسے زیادہ اتر تا دیکھ فواد نے تیکھے چتنوں سے اسے گھورتے کہا جبکہ درید نے اس کے اگے پڑھی کتاب اچکی۔۔۔۔

سیریسلی ! سالے تو اتنی دیر سے اس چائینیز ہسٹری سے متھاماری کر رہا تھا۔۔۔۔ درید نے شاک کے عالم میں اسے دیکھتے پوچھا جس نے خفت سے مسکراتے اپنا سر کھجایا۔۔۔۔

ابے تجھے کوئی اپنی زبان والی نہیں ملی ! یا وہ ساری ہی پڑھ لی تھی جواب نمبر اس کا آیا تھا۔۔۔ دو تین ہزار پیجیز والی اس کتاب کو دیکھتے تو حارث کو صدمہ لگ گیا تھا۔۔۔

اتنی بوکس میں مجھے کچھ سمجھا ہی نہیں آرہا تھا اور اوپر سے وہ گنجا لائیبریرین مجھے یوں گھور رہا تھا جیسے جنت میں کسی دوزخی کو دیکھ لیا ہو۔۔۔اس سے پہلے وہ تینوں مار مار کر اسے پکا چائینیز بناتے معتصم نے شرافت سے اپنی ناراضگی سائیڈ پہ رکھی۔۔۔

وہ تو تیری شکل ہی دوزخ کے داروگا جیسی ہے تبھی تو گھور رہا تھا تجھے۔۔۔۔

اس خوش شکل انسان کے خوبصورت چہرے پہ آغا فواد نے کھینچ کر طنز مارا تھا۔۔۔

ہاں تجھے زیادہ پتہ ہو گا تیرا آنا جانا جو لگا رہتا ہے وہاں پر۔۔۔ معتصم بھی ہر چیز بالا طاق رکھتا بولا۔اب حد ہو گی تھی کمینے جب سے آئے تھے اس معصوم کی ٹانگ ہی کھینچے چلے جا رہیں تھے۔۔۔

ہاں جنت میں ٹھنڈ بڑی ہے اس لیے سلینڈر میں گیس بھروانے آتا ہوں تا کہ

آگ لگا سکے !!!!!

جبکہ یہ کام پھپھو درید بہت اچھا کرتا ہے۔۔۔۔ معتصم نے اپنی اور فواد کی لڑائی

میں خاموش بیٹھے درید کو کھینچا۔۔۔۔

بس سنگت کا اثر ہے """""۔۔۔ معتصم کے طنز پہ درید نے کندھے اچکائیں سادہ سا

جواب دیا جبکہ سمجھنے والا سمجھ گیا تھا کہ تھپڑ مارا کس کے منہ پہ گیا ہے۔۔۔۔

ویسے گھنٹے بھر سے تو یہ پڑھ رہا ہے 'جیکی چین' جیسی چائینیز تو تجھے آ ہی گئی ہو گی

۔۔۔ کتاب کو الٹ پُلٹ کر کے دیکھتے حارث نے اسے کھوجتی نگاہوں دیکھتے

سوال کیا۔۔۔

ایسی ویسی """۔۔۔۔ کندھے چوڑے کیے جناب نے اوور کنفیڈینٹ کا مظاہرہ کیا

۔۔۔

سنا۔ " !!!!

"""" می ہاؤں شی چا

مطلب۔۔۔۔ درید تجسس سے پوچھتے مزید تھوڑا قریب ہوا۔ دوست کو چائینیز بولتا دیکھ پراوڈ سا فیل ہوا تھا۔۔۔

شکل گم کر"""۔۔۔۔ سنجیدگی سے بھرالہجا لیے وہ ان تینوں کی طرف دیکھتا یوں بولا جیسے واقعی ہی اس لفظ کا مطلب یہ ہی ہو۔۔۔۔

بہت ہو گی ہنسی مذاق اب اس سے پہلے میں سیریس ہوتا تجھے 'جیمس ہونگ' کی کاپی بناؤں اپنی پیپروں پہ خود ہی کھڑا ہو جا ورنہ باہر اتنے مرد ضرور موجود ہے کہ تجھے کندھے دیتے گوجرانولہ پہنچا آئے۔۔۔ غصے سے چیئر سے کھڑے ہوتے فواد نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتے اس روح افزاء کو گھورا جو آج کچھ زیادہ ہی پھیل رہا تھا جبکہ مقابل کی سخت اور جان لیوا دھمکی پہ وہ فورا سے پہلے کھڑا ہوا اور اس کے پیچھے لپکا جو خود کو لاہور کا ڈن سمجھے ناک کی سیدھ میں چل رہا تھا اور وہ تینوں اس کے پیچھے پیچھے چل رہیں تھے خو کو اس کے دل، گردہ اور پھیپھڑا سمجھ کر۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آہ! دنیا دل سمجھتی ہے جسے، وہ دل نہیں۔۔۔ پہلوائے انساں میں اک ہنگامہ خاموش ہے

دن بھر کا تھکا سورج اب آہستہ آہستہ اپنی لائیٹیں کم کر رہا تھا کیونکہ پچھلے مہینے ہم سب کی طرح ان کا بل بھی اوٹ اوف رینج آیا تھا تبھی اب لائٹ والا معمالا وہ چاند کے حوالے کرتے اب اپنے اختتام کو تھے۔۔۔

مچھلی بنو، اڑتی پھرو، مست گاگن میں۔۔۔ دونوں ہاتھوں کو پھیلائے وہ گنگناتی ہوئی گیٹ کے دو تین اسٹیپ اترتی ہوئی لان میں آئی اور آسمان کی طرف منہ کر کے آنکھیں بند کی اور ایک گہرہ سانس بھرا۔۔۔

ہنہہ! ایک بار یہ مچھلی میرے ہاتھ لگ جائے نہ اسے کانٹے میں پھسا کر میں نے دریا میں پھینکا تو میرا نام بھی داؤد سکندر نہیں۔۔۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے خود پہ محسوس کرتی مرحا کو دیکھتے اوپر ٹیرس پہ کھڑے داود نے خلستے ہوئے سوچا

۔۔۔

تو صبح دی پاک ہوا ور گا، ساڈے پینڈ نوں جاندی راہ ور گا، تینوں پلائیے وی تے کنج ساجنا تو آندے جاندے ساہ ور گا" ماہی وے 'وے گل سوں ماہی وے۔۔۔۔۔

ایک بار پھر لہک لہک کر گاتی وہ خود کو نمرہ مہر ہی تصور کر رہی تھی۔۔

اووو ہیلو باتھ روم سنگر اپنا یہ کانسرٹ وہی کیا کرو' یہاں بیچارے پرندے تمہاری دلسوز چیخوں سے ڈرتے اپنے گھونسلوں میں چھپ رہیں ہے۔۔۔۔ مرحا یوسف کو وہ کچھ دیر سکون سے رہنے دے بھلا ایسا تو وہ مر کے بھی نہ کر سکتا تھا۔۔۔۔

خود تو بڑے جیسے مائیکل جیکسن کے پر پوتے ہوں""۔۔۔۔ تیکھی نگاہوں سے وہ ٹیرس پہ کھڑے داؤد کو دیکھتے بولی جو کبھی اپنی چونچ بند نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔۔

پوتا!! ارے اس نے تو ٹرینیگ ہی مجھ سے لی تھی۔۔۔۔ فخر سے کلر جھڑکتے مقابل نے جھوٹ بھی وہ بولا جسے سچ مانا ہی نہیں جا سکتا تھا۔۔۔۔

تبھی میں کہو کہ مائیکل جیکسن نے یہ سرجری والا آئیڈیا لیا کس الو سے تھا پر اب سمجھا آیا کے وہ تو اپنے استاد سے امپریس تھا۔۔۔۔۔ دائیں ہاتھ کو کمر پہ رکھتے اس نے مسکراتے ہوئے مقابل کی صورت پہ ڈھکا چھپا طنز مارا۔۔۔۔

جاؤ جاؤ میرے منہ مت لگو!۔۔۔جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کاروائی کرے تو چہرے پہ بیزاریت بھرے تاثرات سجائے ہاتھ جھلاتا ہوا بولا۔۔۔

میں منہ مت لگو"تمہارے منہ لگنے سے بہتر ہے میں کسی کتے کو منہ لگالوں آیا بڑا مائیکل جیکسن کا چھلکا۔۔۔چھوٹی سی پیشانی پہ بلوں کا جال بچھائے وہ اسے گھورتی ہوئی بولی جو اس پہ دو حرف بھیجے اندر جا چکا تھا۔۔۔۔

سارا موڈ خراب کر دیا اس کیڑے زدہ کدو نے""۔۔۔اسے میدان چھوڑے اندر بھاگتا دیکھ وہ پیپر پٹختی رہے گئی۔۔۔چلو موڈ فریش کرنے کے لیے میری کے ہاتھ کے بنے سینڈوچیز کھا کر اُتے ہیں۔۔۔دونوں گھروں کے لان کو ملانے والے گیٹ کو کھلا دیکھ اس کی بلی جیسی شرارتی آنکھیں چمکی اور پونی ٹیل کو ہاتھ کے ذریعے ہوا میں لہراتی وہ لہکتی ہوئی آغا ہاؤس کے لان میں داخل ہوئی

۔۔۔۔

ماہیا وے"وے گل سن ماہیا وے۔۔۔۔گنگناتی ہوئی وہ سڑھیوں کے اسٹیپ چڑھتی گھر کے مین ڈور پہ آئی جہاں گیٹ کھلا ہونے کے باعث پورا لاونج نظر آرہا تھا اور وہی میری میڈم صوفے پہ بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھی۔چونکہ مہتاب

مامی گھر پہ نہیں تھی تبھی وہ یہاں ریلیکس سی بیٹھی تھی ورنہ وہ ایسے کام اسے کیچن میں ہی کرنے کا کہتی تھی۔۔۔

ہیلو میری"""" لہجے میں شرارت جبکہ چہرے پہ سنجیدگی سجائے اس نے لاونج میں اتے اسے مخاطب کیا جو ایکدم اسے کے یوں آجانے پہ بوکھلائی تھی۔۔۔

وو'وہ روحی بی بی"""آپ پپ'پر گھر میں کوئی نہیں ہے۔۔۔پلیٹس میں پڑے فروٹس کے چھلکوں کو دھیرے سے سائیڈ پہ کرتے اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا پر مقابل بھی ڈیڑھ ہوشیار تھی فوراسے اس کا چھپانا نوٹ کر گئی تھی

۔۔۔

ارے میں تو تم سے ملنی آئی تھی اور ساتھ تمہارے ہاتھ کے بنے وہ لذیذ سینڈوچیز کھانے۔۔۔کسی کی چوری پکڑتے ہوئے کتنا مزہ آتا ہے نہ اور کچھ ایسا ہی مزہ وہ لے رہی تھی میری کی سیچویشن سے۔۔۔

جی میں بنا کر لاتی ہوں!۔۔۔بظاہر معصوم دیکھنے والی اس بلی کی شرارت کو وہ نہ سمجھتی میز سے برتن سمیٹتے ہوئے بولی کیونکہ عافیت اس ہی میں تھی کہ اس معصوم دیکھنے والی شیرنی سے پنگا نہ لیا جائے جو اس پورے جنگل کی رانی تھی۔۔۔

روکو ویسے سب کہاں گیے ہیں ؟؟؟

آغا صاحب آفس گیے ہیں جبکہ فواد بابا یونیورسٹی اور چھوٹے آغا صاحب بیگم صاحبہ کو لینے اسلام آباد گیے ہیں۔۔۔ میری نے جلدی جلدی اسے ساری تفصیل سنائی تاکہ اس کا دھیان پلیٹس پہ نہ جا سکے اور وہ جلدی سے کیچن میں بھاگ جائے پر وہ معصوم جانتی نہیں تھی کہ وہ گرے آنکھیں بلی کی طرح اندھیرے میں بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔

ٹھیک ہیں اب جلدی جاؤ"۔۔۔ اس کے بتانے پہ وہ لاپروانہ انداز میں سر ہلاتی بولی تو میری ایک نظر اس کو دیکھتی کیچن کی طرف بڑھی جو اچانک سے نازل ہوتی اس کا سکون خراب کر گیی تھی اور اب اسے کیچن میں کام پہ لگائے وہ خود مزے سے صوفے پہ بیٹھی ایل ای ڈی اون کر چکی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!! پھر یہ حیات تا حیات تھوڑی ہے

روحی بی بی آپ کا فون بج رہا ہے۔۔۔وہ پرئیر روم سے باہر نکلی تو سڑھیاں اتر کر نیچے آتی رانی نے اسے فون بجنے کی اطلاع دی جو کہ اس کے روم میں پڑا تھا۔۔۔ تو ملکہِ برطانیہ جب گھنٹی سن ہی لی تو اٹھا کر لے آتی۔۔۔۔۔ نماز کی صورت میں باندھی چادر کو کھولتی وہ رانی کو دیکھتے تیکھے تیور سے بولی جو آ کر اسے فون کی خبر دے رہی تھی۔۔۔۔

پکڑوا سے اور جا کر تم بھی نماز پڑھو 'کیونکہ تم بھی خیر سے مسلمان ہی ہو۔۔۔ چادر کا رول بناتی وہ اس کی طرف پھنکتی بولی اور ایک معصوم سی گھوری اس پہ ڈالتی سڑھیاں چڑھانے لگی جبکہ رانی چادر کی تہے بناتی پرئیر روم کی طرف بڑھی

۔۔۔۔

وہ کمرے میں آئی تو فون بند ہو چکا تھا تبھی اسے دیکھنے کا ارادہ بعد کا بناتی وہ واش روم کی طرف بڑھی چینج کرنے کی غرض سے۔ابھی اسے اندر گیے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ فون ایک بار پھر رنگ ہونے لگا جس کی آواز سن کر وہ ہڑ بڑی میں چینج کرتی باہر نکلی۔اب وہ شارٹ کرتی اور جینز کے بجائے اپنے قومی لباس میں

تھی مطلب ٹرواززر اور شرٹ میں۔چڑیلوں کی طرح کھلے بال لیے اس نے سائیڈ ٹیبل پہ پڑا فون اٹھایا جس کی اسکرین پہ 'آغا جان 'کالنگ لکھا ہوا آرہا تھا۔ اسکرین پہ پلنک ہوتے نام کو دیکھتے ہی پیٹ میں تتلیاں سی اڑنے لگی تھی۔۔۔۔

اسلام وعلیکم "گڑیا کدھر تھی آپ۔۔۔۔اس نے فون یس کر کے ابھی کان سے لگایا ہی تھا کہ دوسری طرف سے ان کی بے تاب آواز سنائی دیتی دل کی حالت غیر کر گئی۔۔۔۔

چچ" چینج کر رہیں تھے۔۔۔۔ غرق آلودہ پیشانی لیے مقابل نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا۔۔۔

اوکے ""اور کیا کر رہا تھا میرا ربیبٹ۔۔۔۔ ٹھنڈی گھاس پہ ننگے پاؤں چہل قدمی کرتے آغا فارذ نے استفسار کیا تو مقابل نے تھوک حلق سے نیچے اترا اب وہ انھیں کیا بتاتی کہ اس کا تو ایک ایک لمحہ انھیں یاد کرتے ہوئے گزرتا ہے

۔۔۔۔۔

نماز 'پڑھ کر آئے ہیں۔۔۔۔ نم ہتھیلوں کو گھٹنوں تک آتی شرٹ سے رب کرتے اس نے دھڑکتے دل سے بتایا۔ان کی بھاری سر کن آواز دل کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔۔۔۔

پھر کیا مانگا دعا میں ؟۔۔۔۔۔اندھیری رات میں چمکتے چاند پہ نظریں جمائے مقابل نے کھوئے لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

آپ کو" ممم " مطلب آپ سب کے لیے مانگی تھی۔۔۔۔ان کے سوال پہ بے اختیار زبان سے دل کی بات ادا ہوئی پر پھر فورا اپنی غلطی کا احساس کرتے اس نے بات گھمانی چاہی۔۔۔۔

اچھا جی تو یعنی ہماری چھوٹی سی پری اب بڑی اماؤں کی طرح دعائے مانگتی پھیر رہی ہے "تو چلے بتائے پھر اپنے آغا جان کے لیے کیا مانگا۔۔۔۔۔دوسرا راؤنڈ ختم کرتے انھوں نے اب تیسرا چکر شروع کیا تھا۔یہ ان کا زور کا معمول ہوتا تھا رات کے کھانے کے بعد یوں چہل قدمی کرنا۔۔۔۔

کچھ خاص !۔۔۔۔ آنکھوں میں چمک اور لہجے میں شوخ پن لیے وہ معنی خیزی سے بولی تو مقابل کی مونچھوں کے تلے چھپے لب دھیمی مسکراہٹ میں ڈھلے ۔۔۔۔۔

اور اس خاص میں کہی میرے لیے عمر قید تو نہیں۔۔۔۔۔وہ بھی مسکراتا لہجا لیے اس بار آئیبر واچکائیں بولے تو دوسری طرف سے ایک خوبصورت جلترنگ بکھیرنے والی ہنسی گونجی جسے انھوں نے بند آنکھوں سے مسکراتے ہوئے محسوس کیا تھا۔۔۔

آہہمم "عمر قید بامشقت ""۔۔۔۔ہنستے ہوئے اسے نے لہجے کو تھوڑا پر اسرار کرتے انھیں ڈرانا چاہا۔۔۔

اور اس مشقت میں کیا کیا آتا ہے ؟؟؟؟

گھر کی صفائی، کھانا بنانا، کپڑے دھونا اور اپنی چھوٹی سی پیاری سی بیگم کو اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا بنا کر کھلانا پلس شوپنگ، چوکلیٹس اور ہر روز ایک خوبصورت پھول اور بہت سارا پیار۔۔۔۔ہارٹ شیپ بنے کشن کے مخملی

بالوں کو ہاتھ سے سنوراتی وہ لہجے میں شوخ پن اور شرارت لیے بولتی اپنی دل کی تمام باتیں بتارہی تھی۔۔

ان فرمائشوں کو سن کر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ پنک ریبیٹ کسی اور کی آڑ میں اپنی خواہشات پوری کروانا چاہتا ہے۔۔۔آئیبر واچکاتے انھوں نے چہرے پہ تیکھے تیور لیتے پوچھا البتہ آنکھوں میں اور لبوں پہ ایک دلفریب سی مسکراہٹ تھی جو صرف مرحا یوسف کے لیے ہی مخصوص تھی۔۔۔

ہمیں کسی کی آڑ لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے آپ صرف ہمارے اور ہمارے ہی رہے گیے اور رہی بات ان فرمائشوں کی تو وہ تو آپ کو پوری کرنی ہی پڑھے گئی آدر وائیز گھر میں نو اینٹری۔۔۔کھلے الفاظوں میں وہ اپنے دل کی تمام باتیں رکھ گئی تھی کہ اگر وہ سیریس ہو کر سنتے تو ان لفظوں کا مطلب سمجھ ٹھہر جاتے۔۔۔

ہاہاہاہا""""اوکے جیلر صاحبہ جیسا آپ کا حکم بندہ بشر تو آپ کا غلام ابنِ غلام ہے ۔۔۔اپنی گڑیا کے روعب پہ وہ جانثار ہونے والا قہقہ لگایا بولتے دوسری طرف موجود نازک دل لڑکی کو پتھر کا کر گیے تھے۔وہ جس کی حالت ان کی خوبصورت آواز سے ہی غیر ہورہی تھی ان کا پرکشش قہقہ جان ہتھیلی پہ لے آیا تھا۔۔

میں آئے کم ان میڈم """ ۔۔۔۔نیم واں دروازے کو ہلکا سانوک کرتے حمزہ نے شرارت سے سر اندر کو نکالتے پوچھا تو وہ جوان کی ہنسی میں کھو گئی تھی پل میں ہوش میں آتی فون کان سے ہٹا کر رابطہ منقطع کر گئی۔۔۔۔

بھیا آپ " ۔۔۔۔پیشانی پہ چمکتے نگنیوں کو صاف کرتے اس نے گھبراہٹ میں پوچھا جیسے کوئی چوری کرتی ہوئی پکڑی گیی ہوں۔۔۔

جی بادشاہ عالم اپنی شہزادی سے کچھ گفتگو کرنے آئے ہیں۔۔۔۔۔اندر آتے حمزہ نے بغیر اس کی چہرے کی اڑی ہوائیوں کو محسوس کرتے کہا۔۔۔۔

پر یہ وقت شہزادی کے آرام کا ہے تو آپ پلیز ہماری خواب گاہ سے تشریف لے جائے۔۔۔۔دل کی بے ہنگم دھڑکنوں پہ قابو پاتے اس نے لہجے کو حتی الامکاں نورمل کرنے کی کوشش کرتے کہا تو اچانک فون ایک بار پھر بجنے لگا جس پہ اس نے ہڑبڑاتے ہوئے کال کرنے والے کا نام دیکھا جو توقع کے عین مطابق ان ہی کا تھا۔۔۔۔

کس کا فون آرہا ہے ؟۔۔۔۔بیڈ پہ اس کے نزدیک بیٹھتے حمزہ نے اس کی گود میں دھرے بجتے ہوئے موبائل کو دیکھتے پوچھا۔۔۔

نن "نوال۔۔۔ ناچاہنے کے باوجود بھی وہ کچھ نہ ہوتے بھی اس سے جھوٹ بول گئی تھی جو کہ اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔۔۔

تو پھر اٹھالوں نہ !۔۔۔ کچھ دیر پہلے والی شرارت کی جگہ اب وہ سنجیدگی سے بولا تو مقابل کے ہاتھ کپکپائے جیسے ناجانے کونسا گناہ کرنے چلی ہو پر اس سے پہلے وہ فون کاٹتی یا اٹھا کر کان سے لگاتی کال خو بخود ہی بند ہوتی اس کی اٹکی ہوئی سانس بحال کر گئی۔۔۔

آپ یہاں' کچھ چاہیے تھا۔۔۔ فون کے بند ہونے سے وہ کافی پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔

نہیں کچھ چاہیے تو نہیں تھا بس مجھے پڑوس سے فون آیا تھا کہ آپ کے اوپر والے پورشن کے کمرہ نمبر دو کے ٹیرس پہ ایک آتما کو دیکھا گیا ہے جو اپنے لمبے بالوں کو کھلا چھوڑ کر پھیرتی لوگوں کو ہارٹ اٹیک دے رہی ہے۔۔۔ سنجیدہ تاثرات چہرے پہ سجائے اس نے نہایت غیر سنجیدہ بات کی تو وہ جو اس کی بات کافی غور سے سن رہی تھی پوری بات پہ غصے سے ڈریگن کی طرح ناک پھلانے لگی۔۔۔

تو میں نے سوچا کہ چلو جا کر ذرا اس چڑیل کے بالوں کو سمیٹ آئے جو اپنے قد سے زیادہ لمبے بال لیے گھوم رہی ہے۔۔۔بیڈ پہ بیٹھے ہونے کے باوجود زمین کو چھوتے اس کے راپنزل کی طرح سنہری بالوں کو دیکھتے وہ شرارت سے بولا تو چھوٹی سی ڈریگنی کا غصہ مزید بڑھا اور ممکن تھا کہ عنقریب منہ سے آگ اگلنے لگے۔۔۔

آپ ہمیں ایسا نہیں کہہ سکتے بھیا!!۔۔۔ بھنوئیں اچکائیں آنکھوں کو سکیڑتی وہ حمزہ یوسف کو گھورتی ہوئی بولی جو جا نثار نظروں سے اپنی اس چھوٹی سی بے بی ڈریگن کو نہار رہا تھا۔۔۔

بالکل میں ایسا نہیں کہے سکتا کیونکہ میرا پانڈا تو بہت کیوٹ سا ہے جس میں ہم سب کی جان قید ہے۔۔۔۔اس کے غصے سے پھولے ناک کو کھینچتے وہ اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے بولا تو مقابل کا کیوٹ سا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا۔۔۔

آئے لو یو مائے مادر پانڈا۔۔۔اس کے گال کا بوسہ لیتے وہ شرارتی مسکان لبوں پہ سجائی بولی تو حمزہ یوسف نے پیار سے اپنی گڑیا کو اپنی بانہوں میں سمیٹا، یہ وہی تھی

جس کی وجہ سے اس کی زندگی بہار تھی ورنہ زندگی کے وہ آٹھ سال اس نے خزاں کا موسم جیا تھا۔۔۔

آئے لو یو ٹو مینی مور"""" چلو آؤ اس سے پہلے سارے محلے میں مزید خوف و حراس پھیلے ہم تمہارے اس جنگل کو سمیٹ دیتے ہیں۔۔۔ اسے کہنی سے پکڑا کر کھڑا کرتا وہ سنجیدگی سے بولا تو بدلے میں مقابل نے زور سے اس کے گال پکڑ کر کھینچے اور نیچے فلور کشن پہ اس کے پاؤں میں بیٹھ گئی تو حمزہ نے مسکراتے سائیڈ ٹیبل سے ہیر برش اٹھایا اور اس کے بال سنورانے لگا۔۔۔۔

آہہ آرام سے بھیا۔۔۔۔ بال کھینچنے پہ وہ اس کے ہاتھ کو پکڑتی بولی۔ چونکہ اس کے گھنگریلے بال تھے تو بننے میں بہت وقت لیتے تھے۔۔۔۔

اوکے آب آرام سے کرونگا۔۔۔ نرم ہاتھوں سے وہ اس کی ایک ایک لٹ کو پکڑ کر کومب کر رہا تھا۔۔۔

ویسے روحی تمہارے اس پاپا ماکے جنگل میں تو جوئیں بھی راستہ بھٹک جاتی ہونگی ۔۔۔ بال سنوراتے حمزہ نے شرارت سے اس کے بالوں کو ہلکا سا کھینچتے اسے چھیڑا۔۔۔۔

ڈونٹ فورگیٹ بھیا" افریقہ کا جنگل اپ بھی ساتھ ہی لیے گھومتے ہیں۔۔۔۔

اس کے چھیڑنے پہ وہ تیکھی نظروں سے اس کے بالوں کی طرف بھی اشارہ کرتی بولی جو ہو بہو اس کے جیسے تھے۔۔۔۔

ہاہاہاہا" بالکل۔۔۔۔اس کے فورا بدلا لینے پہ وہ ہنستا ہوا بولا۔۔۔۔

بھیا کیا ہم داؤد کے نکاح پہ ہیر کٹنگ کروا لے ؟۔۔۔۔اسے ہنستا دیکھ مقابل نے دل میں مچلتا ہوا سوال پوچھا پر کچھ ڈرتے ڈرتے کیونکہ اس نے بچپن سے لے اب تک اسے کسی بھی قسم کی ہیر کٹنگ کروانے نہیں دی تھی۔۔۔

نہیں بالکل بھی نہیں سوچنا بھی مت اس بارے میں۔۔۔۔ سنجیدہ ہوتے وہ فورا اسے دوٹوک منا کر گیا۔۔۔۔

پر کیوں ؟۔۔۔اس نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔جب تک وہ یہاں تھا اس نے کٹنگ نہیں کروانے دی تھی اور اس کے بعد آغا فارذ اور تراب نے اس کے بالوں کے معمالے میں بہت سختی دیکھائی تھی حالانکہ گھر کی لیڈیز کی بھی اجازت تھی پر ان تینوں نے فل رعب جماتے اسے منع کر رکھا تھا جس کے باعث اب اسے

بھی اپنے بالوں سے عشق تھا پر کبھی کبھی وہ ان سے بہت الجھ جاتی تھی کہ دل چاہتا تھا کہ شولڈر تک کروالے۔۔۔

کیونکہ بال عورت کا غرور ہوتے ہیں "اور میں نہیں چاہتا کہ میری راپنزل کے غرور میں ایک فیصد بھی کمی آئے۔۔۔ وہ بھائی کے فرض کے ساتھ ساتھ کبھی بہن تو کبھی ماں کے بھی فرض نبھالیتا تھا جو اسے صیح نصیحتیں کیا کرتی ہیں۔۔۔۔

پر ہم سے اب یہ کیئری نہیں ہوتے۔۔۔۔ خفگی سے منہ پھلاتے اس نے کیوٹ سا منہ بنایا۔۔۔

بس اتنی سی بات ہے" بھیا نے اپنی گڑیا کے لیے ایک ایسا گڈا ڈھونڈا ہے جو میری شہزادی کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ اس کا یہ جنگل بھی باخوشی کیئری کرے گا۔۔۔ نچلے بالوں کو اپنی ٹانگ پہ رکھے وہ ان میں برش پھیرتا ایکسائیٹیڈ سا بولا اور ساتھ نظریں اٹھائے اس کا ریکشن بھی دیکھا جو بالکل پہلے جیسا تھا مطلب وہ اس کی بات سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

روحی""""۔۔۔ اسے بات سمجھ نہ آتی دیکھ حمزہ نے اب سیدھے طریقے سے بات کرنا مناسب سمجھا کیونکہ اب ویٹ کرنا حماقت تھی۔۔۔

ہمممم "۔۔۔۔ نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولے اس نے کہا۔۔۔۔

!!!! آپ کو پتہ ہے ناجمعہ کو داؤد کے نکاح کے ساتھ تراب کا نکاح بھی ہے اس نے بلا آخر ہمت کر ہی لی تھی اس سے بات کرنے کی پر اندر ایک انجانہ ساڈر سر اٹھا رہا تھا۔۔۔

جی آپ نے بتایا تھا پر تابی بھیانے ہمیں کیوں نہیں بتایا انفیکٹ اور کسی نے بھی کچھ نہین بتایا! کہ کس سے ہو رہا ہے !!۔۔۔۔ نیند کا خمار بھک سے اڑا اور وہ ناراضگی بھرے تاثرارت لیے بولی۔۔۔۔۔

!!!!!! کیونکہ تراب کے ساتھ کسی اور کا نہیں بلکہ آپ کا نکاح طے پایا ہے ہاہاہاہا"" ویری فنی بھیا۔۔۔۔ حمزہ کی بات سن کر ایک پل کو تو وہ ٹھہر سی گئی پر پھر اپنے ایکسپریشن پہ جلد قابو پاتی ہاتھ پہ ہاتھ مارتی ہنستی ہوئی بولی۔۔۔۔

اٹس نوٹ آ جوک روحی "پر سو داؤد اور ہانیہ کے ساتھ تمہارا اور تراب کا بھی نکاح ہیں۔۔۔۔ اسے یوں سیریس بات پہ ہنستا دیکھ اس بار وہ تھوڑا سنجیدہ سا ہوتا بولا تو مقابل کے مسکراہٹ میں ڈھلے لب سکڑے۔۔۔

ایسا" کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی آپ لوگ ہماری زندگی کا کیسے فیصلہ کر سکتے ہے
۔۔۔ جھٹکے سے اس کے پاؤں سے اٹھتی وہ صدمے کے زیر اثر دبدبہ چلائی۔۔۔
آہستہ 'اور رہی بات جلدی کی تو اول روز سے ہی داؤد کے ساتھ ساتھ تم دونوں
کا نکاح بھی کنفرام ہو چکا تھا اور اس دن بھی میں آپ سے یہ ہی بات کرنے آیا تھا
جب نوال احد بھائی کے ایکسیڈنٹ کی خبر لے کر آئی تھی۔۔۔ہاتھ کے
اشارے سے اسے آواز کم رکھنے کا کہتے حمزہ نے اسے اس فیصلے سے آگاہ کیا جو کب
سے اس کی قسمت میں ہو چکا تھا۔۔۔
ہہ 'ہم نہیں مانتے ایسے کسی فیصلے کو جس میں ہماری ہی راضامندی شامل نہ ہو"
ہم ابھی جا کر ماموں جان کو انکار کرے گیے۔۔۔ چہرے پہ غصہ جبکہ لہجے میں
خودسری لیے بولتی وہ اپنی شخصیت سے بالکل مختصر لگ رہی تھی۔۔۔
آپ ایسا ہرگز نہیں کروں گی روحی "جنھوں نے ساری زندگی اپ کو باپ کی کمی
محسوس نہ ہونے دی، اپنی اولاد سے بڑھ کر آپ کے لاڈ اٹھائے ہے ان کے فیصلے
سے انکار کرنے چلی ہوں، ایک بار تو سوچوں ان کے بارے میں کیا ان کا ہم پر

کوئی حق نہیں کیا۔۔۔اٹھ کر اس کے روبرو آتے اس بار وہ تھوڑا نرم لہجا لیے
سمجھانے لگا کہ کہی وہ نرمی سے ہی سمجھ جائے۔۔۔۔

ہم مانتے ہیں کہ انھوں نے ہمیں بہت پیار دیا ہے، ہماری ہر خواہش پوری کی ہے
پر 'پر اگر بابا ہوتے "تت 'تو وہ کیا ہم پر "یوں اپنا فیصلہ مسلط کرتے "ان کے لیے
توان " کی بیٹی کی خوشی عزیز ہوتی نہ۔۔۔۔۔ مضبوط لہجا کرنے کے باوجود بھی وہ
باپ کے نام پہ رو پڑی تھی۔۔۔۔۔

ایسا کیوں سوچتی ہے میری جان کیا میں نہیں ہوں، کیا کبھی میری محبت میں کوئی
کمی آئی ہے ہمیشہ آپ کو بہن کی جگہ بیٹی سمجھا ہے تو آپ کیسے یہ کہہ سکتی ہوں کہ
بابا ہوتے تو یوں نہ ہوتا " بابا اگر ہوتے بھی نہ تو میں پھر بھی اپ کے ساتھ
زبردستی نہیں ہونے دیتا۔۔۔۔اسے بچپن کی طرح آج بھی بابا کے نام پہ بچوں
کی طرح روتا دیکھ مقابل کے دل کو کچھ ہوا تھا تبھی ہر چیز کو سائیڈ پہ کیے وہ اسے
اپنے آغوش میں لے گیا۔۔۔۔

۔پھر """"آپ کک "کیوں چچ" چاہتے ہے کہ ہہ 'ہم تابی بھیا سے """ نکاح
کرے """"وہ ہمارے 'ببب " بھیا ہے ایسا 'ننن " نہیں ہوتا۔۔۔۔ چھوٹے بچوں

کی طرح سوں سوں کرتی وہ اس کی طرح شکوہ کن نگاہوں سے دیکھتی بولی۔اس کی نظر میں تابی سے بھیا سے نکاح گناہ تھا۔۔۔۔

میں اس لیے چاہتا ہوں کہ اس میں سب کی خوشی شامل ہے اور جس چیز میں بڑوں کی رضامندی ہوں وہ کبھی ہمارے لیے غلط نہیں ہو سکتی""""""۔۔۔۔اس کی نم آنکھوں کو پونچھتے اس نے پھر اسے پیار سے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

ہم نہیں کر سکتے یہ نکاح آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں !!۔۔۔۔اپنے کندھوں پہ رکھے اس کے ہاتھوں کو جھٹکتی وہ ایک بار پھر غصے سے بولی تو حمزہ نے ضبط سے اپنی موٹھیاں بھینچی۔۔۔۔

ہم ابھی جا کر تابی بھیا سے کہے گے کہ ہم یہ نکاح نہیں کر سکتے"اور ائم شیور کہ ہمیشہ کی طرح وہ ہماری یہ بات بھی نہیں ٹالے گے اور ماموں جان کو منع کر دینگے ۔۔۔۔آنکھیں بند کر کے گہرہ سانس بھرتے حمزہ کو دیکھتے اس نے اپنا پلان ترتیب دیا اور گال صاف کرتی دروازے کی سمت بڑھی۔۔۔۔

روکو۔۔۔۔بے تاثر چہرہ لیے اس نے گیٹ کا لوک کھولتی مرحا کو مخاطب کیا جس نے اس کی پکار اپہ اسے حیرت سے مڑتے دیکھا تھا۔۔۔۔

جس نے بچپن سے لے کر آج تلک آپ کی ہر خواہش پوری، آپ کی ہر غلطی اور بد تمیزی کو مسکراتے ہوئے در گزر کیا، جس نے ہمیشہ آپ کو ایک شہزادی کی طرح ٹریٹ کیا، جس کی زندگی شروع بھی مرحا یوسف سے ہوتی ہے اور ختم بھی اس ہی نام پہ ہوئی اس کے منہ پر ریجکیشن کا تھپڑ مارنے چلی ہیں""""ایک پل کو بھی اس شخص کی خوشیوں کا خیال نہ آیا جس کے ہر خیال کا محور صرف مرحا یوسف ہے۔۔۔۔ سرد وسپاٹ چہرہ اور سنجیدہ لہجا لیے بولتا حمزہ یوسف سامنے کھڑی لڑکی پہ حیرت کے پہاڑ توڑتا یہ ثابت کر رہا تھا کہ ہاں وہ گواہ ہے اس محبت کا جسے تراب سکندر نے عبادت کی طرح خاموشی سے ادا کی تھی۔۔۔۔

نننن""""نہیں۔۔۔۔ نمی سے بھری آنکھوں میں حیرت لیے وہ سر نفی میں ہلاتی پیچھے کی جانب کھسک رہی تھی۔۔۔۔وہ""""وہ'ہہہ" ہمارے'بب"بھیا ہے!!! ۔۔۔۔پلکوں کی باڑ سے ٹوٹتے موتیوں سے تر ہوتا چہرہ لیے وہ حمزہ کی اس بات سے انکاری ہو رہی تھی جس کا ایک ایک لفظ اسے سچا لگ رہا تھا پر وہ کیسے مان لیتی کہ بچپن سے جسے بھیا بھیا کہتے اس کی زبان نہیں تھکتی تھی وہ یوں اپنے دل کے اندر محبت کا پھول چھپائے ہوئے ہے۔۔۔۔

سگا نہیں ہے نکاح ہو سکتا ہے !۔۔۔وہ جس نے کہا تھا کہ وہ اسے فورس نہیں کرئے گا اب وہی لاڈلی بہن کی بکھرتی حالت کو دیکھتے بھی اطمینان سا کھڑا اسے قائل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔۔۔

ہم نہیں کرئے گا یہ نکاح سمجھے اپ چاہے کچھ بھی ہو جائے !!۔۔۔۔حمزہ کا سکون سے بولنا جلتے پہ تیل کا کام کر گیا تھا تبھی وہ ایکدم آنسوں کے جھرمٹ میں چلائی۔اور یہ زندگی میں پہلی بار تھا کہ مرحا یوسف کی آواز حمزہ یوسف کے سامنے تیز ہوئی تھی۔۔۔۔

اور ہم ابھی جاکر سب کے سامنے انکار کرئے گے سنا آپ نے بھیا!!! ہم تابی بھیا سے یہ نکاح ہر گز نہیں کرئے گے۔۔۔اسے خاموش اور سنجیدہ نظروں سے خود کی طرف تکتا دیکھ وہ ایک بار پھر غصے سے سرخ چہرہ لیے بولی۔شکر تھا کہ رات کی وجہ سے سب اپنے اپنے کمروں میں تھے ورنہ آج ان سب کو مرحا یوسف کا ایک الگ روپ دیکھنے کو ملنا تھا۔۔۔

کسی کو پسند کرتی ہوں روحی ؟؟؟۔۔۔سینے پہ دونوں ہاتھوں کو باندھتے اس نے سوال سیچوئیشن کے برخلاف کیا تو ایک پل کو وہ جو اسے خاموش دیکھ دروازے

کی سمت بڑھ رہی تھی وہی پتھرا گئ، گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔۔۔۔

بب' بھیا۔۔۔۔ آنکھیں شرمندگی سے جھکائے وہ پلٹی اور جھکے سر کو اٹھائے اس کی سمت دیکھا جو یونہی خاموش کھڑا اس کے ایکسپریشن اوبزرو کر رہا تھا۔ مقابل کی خاموشی کو دیکھتے اس کے ہاتھ کپکپانے لگے تھے جیسے ان سے کسی برے فاعل کو انجام دیا ہو۔۔۔۔

وہ جو کوئی بھی ہے اسے کہو کہ رشتہ لائے اگر لائق ہو تو ٹھیک ورنہ اسے ایک یاد کی طرح بھلا کر تم تراب کے ساتھ ایک نئ زندگی کی شروعات کروں گی اور یہ میرا فیصلہ ہے"۔۔۔۔ اس کی خاموشی اور ہاتھوں کی کپکپاہٹ اسے بتا رہی تھی کہ وہ جو سمجھ رہا تھا بالکل سچ تھا پر پھر ایک بھائی کی طرح نہ اس کی انا جاگی تھی نہ غیرت کیونکہ وہ بھائی نہیں اس کا باپ تھا جس کے نزدیک رشتوں سے کئ گناہ زیادہ بڑھ کر اولاد کی خوشی عزیز ہوتی ہے۔۔۔۔

اور ہاں !! تراب یا گھر والوں میں سے کسی کے سامنے کوئی بات نہیں کرنا' میں ہوں نہ ہینڈل کر لونگا کہ سب کے بھرم قائم رہیں۔۔۔۔ وہ جس کی خوشی

شروع سے ہی حمزہ یوسف کے لیے معنی رکھتی تھی اب کیسے وہ اس کے حق میں ہونے والے فیصلے میں اس کی رضامندی نہیں لیتا جس کی زندگی بھر کا سوال تھا

آپ 'ناراض ہے۔۔۔اپنے پاس سے گزر کر دروازہ کی سمت جاتے حمزہ کے بازو کو پکڑتی وہ نم لہجے میں بولی تو اس نے ترچھی نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں وہ بچوں جیسی معصومیت اور روئی روئی آنکھیں لیے اس سے سوالیہ تھی

میری زندگی ہو آپ اور بھلا کوئی اپنی زندگی سے ناراض ہو سکتا ہے "بس گیلٹ اس بات کا ہے کہ میں نہ اتنا اچھا باپ بن سکا اور نہ بھائی کہ آپ خود میرے پاس آکر بغیر کسی جھجھک کے اپنی پسند کے متعلق بتاتی۔۔۔پیار سے اس کے گالوں پر پھیلے آنسوؤں کے نشانات کو صاف کرتے وہ افسردگی سے مسکراتے بولا اور جھک کر اس کی پیشانی چومتا باہر کو نکلا جبکہ پیچھے وہ بند دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

آپ 'نے ایسا کک 'کیوں کیا بھیا'''' ہہ 'ہم کے لائق نہیں تھے '۔۔۔۔ گھٹنوں میں سر دئے وہ اپنے لیے نہیں بلکہ اس رانجھے کی محبت پہ رو رہی تھی جو نئی زندگی کے متعلق سوچتا خوابوں کے سفر کو نکلا ہوا تھا اس بات سے انجان کے اس کی اس چھپی محبت کے غم میں کوئی دو آنکھیں پوری رات ماتم کرتی گزارئے گی۔۔۔۔

" بہت خاموشی سے ٹوٹ گیا

وہ ایک بھروسہ جو تجھے پہ تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

''''' پانچوی سیڑھی

عبادت "" (worship)

گہری کالی رات میں برستی موسلا دھار دھند بھری بارش نے ایک اجیب سا خوف چاروں اوور پھیلار کھا تھا، اندھیرے میں ڈوبے گھر کے کھلے صحن میں تھڑ تھڑ کرتی بارش کی بوندیں گرتی ایک قدیم موسیقی کا ساز ایجاد کر رہی تھی۔ وہ پری اپنا گیلا لباس لیے کھڑی نم آنکھوں سے اس راہ کو تک رہی تھی جس پہ چلنا اب اسے اس دھند بھری بارش پہ ناممکن لگ رہا تھا۔ بالوں سے پانی بہتا ہوا اتا اس کی گردن میں جذب ہو رہا تھا۔ بادلوں کی وقفہ وقفہ سے ہوتی گھنگرج اس نازک دل لڑکی کو کپکپانے پہ مجبور کر رہی تھی پر پھر بھی وہ ہمت کرتی وہی جمی حسرت بھری نظروں سے سڑھیوں کے پار سے اس چاند کو تک رہی تھی جو خود بھی بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ وہ اس کے پاس جانا چاہتی پر اپنے ان سندلی پاؤں کو دیکھتے بے بس تھی جو گیلی مٹی سے لو تھڑے پڑے تھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حرف غلط نہ تھا، مجھے سمجھا گیا غلط۔۔۔۔ لکھا گیا غلط، کبھی بولا گیا غلط

فلک سے سیاہ چادر چھٹتی اب نیلاہٹ میں بدل رہی تھی رات ہونے والی بارش کی وجہ سے ٹھنڈی ہوائیں مزید یخ ہو گئی تھی اور اوپر سے ان ہواؤں میں رچی لگی مٹی کی خوشبو صبح مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔

آہہہ "سردی آج کچھ زیادہ ہی نہیں ہو رہی۔۔۔ سن پڑتے ہاتھوں کو وہ گرم جیکٹ کی جیبوں میں ڈالتا اپنے ساتھ چلتے داؤد سے اظہارِ خیال ہوا جو خود جیکٹ کا ہڈ سر پہ گرائے، ہاتھوں کو پوکٹس میں ڈالے چل رہا تھا۔۔

تو کہے تو ہیٹر لے کر چلو ساتھ۔۔۔۔ وہ جس کی اپنی قلفی جم رہی تھی سردی سے حیدر کے بولنے پہ کھا جانے کو دوڑا۔۔

نہیں مسجد میں ہو گا۔۔۔۔ اس کی بات کا برا منائے بغیر وہ شانِ بے نیازی سے بولا تو ساتھ چلتے داؤد نے ترچھی نظر اس پہ ڈالی۔۔۔

مسجد جا رہا ہے سسرال نہیں !!!!

ویسے گرم پانی تو ہوگا ہی وضو کے لیے۔۔۔۔ بغیر اس کے تاثرات جانچے وہ اپنی ہی ہانکے جارہا تھا۔ وہ دونوں آج بغیر کسی کے کہے نمازِ فجر ادا کرنے مسجد جارہیں تھے۔ کیونکہ رات بھر وہ دونوں نیٹ فیلیکس دیکھتے رہیں تھے تو سوچا سونے سے پہلے رات بھر کی گنہاؤں کی معافی مانگ کر ہی سوئے۔۔۔۔

ہاں ضرور ہوگا بلکہ مولوی صاحب نے خود اپنے ہاتھوں سے تیرے لیے ہوٹ باتھ ٹب تیار کر کے رکھا ہوگا کہ حیدر فرقان آئے اور اس میں ڈوبکی لگا کر اپنے پچھلے تمام گناہوں کو دھوڈالے" ہیے نہ۔۔۔۔ نینداب اس کے دماغ پہ سوار ہورہی تھی پر ایک وہ تھا جو اپنی نولیج سے پرے کے سوالوں سے اس کا برین ہیمرج کرنے پہ تُلا تھا۔۔۔۔

کیوں ! کیا آج جماعت نہیں کروانی انھوں نے ؟۔۔۔۔ وسیم بادامی کا شاگرد بہت معصومانہ سوال پوچھ رہا تھا۔۔۔۔

نہیں آج تیری دُعائے مغفرت ہوگی۔۔۔۔ لال ہوتی آنکھوں سے اسے گھورتے داؤد کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے کسی سیوریج ہول میں پھینک دے ۔۔۔۔

پر نمازِ جنازہ تو دو دن بعد کی ہے"۔۔۔۔وہ بھی پھر کہاں پیچھے رہتا ٹیکا کر تیر مارا

۔۔۔۔

وہ دیکھ رہا ہے نہ گڑھا؟۔۔۔۔داؤد نے کچھ اگے روڈ پہ ہوئے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیے کہا جس میں بارش کا پانی جمع تھا۔۔۔۔

ہاں !!!

اس میں ڈوب مر!۔۔۔۔اسے گدی سے پکڑتے داؤد نے اسے کچھ اگے دھکیلتے کہا۔۔۔

ہم تو ڈوبے گے صنم تجھے بھی لے ڈوبے گے۔۔۔۔روڈ پہ الٹے چلتے حیدر نے سینہ پہ ہاتھ رکھتے اس کی طرف جھکتے ایک ادا سے کہا۔لوگ اس وقت نماز تو قرآن پڑھ رہیں تھے اور ایک یہ دونوں تھے جو ایک دوسرے کو کچا ہی چبانے پہ لگے تھے۔۔۔۔

اسلام و علیکم نگران صاحب"۔۔۔۔اس ستے سنی دیول کی ایکٹنگ سے بور ہوتے داؤد نے مسجد کے گیٹ پہ کھڑے مسجد کے نگران صاحب کو باآواز بلند

سلام کیا تو حیدر جھٹکے سے سیدھا ہوا پر وہاں کسی کو نا پا کر کڑے تیور لیے داؤد کی طرف مڑا۔۔۔

تیری ہمت کیسے ہوئی مجھے اس بڑی بڑی مونچھ والے نگران سے ڈرانے کی ۔۔۔ جیکٹ کے بازو اوپر چڑھتے وہ آنکھوں میں خطرناک تیور لیے اس کی طرف بڑھتا بولا۔۔۔

"" اسلام و علیکم نگران صاحب "کیسے ہیں آپ

اب نہیں آؤں گا تیرے جھانسے میں سالے "تو کیا سمجھتا ہے کہ میں اس مسجد کے لنگر پہ موٹے ہونے والے نگران سے ڈرتا ہوں جس کا اپنا پیٹ اس سے بے خوف باہر جھانک رہا ہے۔۔۔۔ غصے میں جو اس کے منہ میں آرہا تھا وہ بولے جا رہا تھا بغیر اس شیطان کی شیطانی مسکراہٹ کو دیکھے۔۔۔

پیچھے دیکھ۔۔۔ لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ پہ قابو پائے وہ اس کے تھوڑا قریب جھکتے رازدانہ سا بولا۔۔۔

ہاں پیچھے بھی دیکھ لیتا ہوں وہاں کونسا چنگیز خان کھ """"۔۔۔۔۔ چوڑا سینہ کیے وہ جیسے ہی مڑا پیچھے مسجد کی دہلیز پہ کھڑے نگران کو دیکھتے اس کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو بریک لگی۔۔۔۔

ہاہاہاہا" ایم جسٹ جو کینگ نگران صاحب، آپ کا پیٹ بالکل نور افا تیجی کی طرح سلم ہے۔۔۔ نگران کی سرخ رنگت اور غصے سے اُبلتی آنکھوں کو دیکھتے وہ نہایت احمقانہ انداز میں ہنستے ہوئے بولا پر وہ ایک خونخوار گھوری اس پہ ڈالتے مسجد کے اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

نویان 'کی خاموشی بتا رہی ہے کہ تو "تو گیا۔۔۔ نگران کے پیچھے ہی مسجد میں جاتے داؤد نے لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ سجائے اسے دیکھتے کہا جو خشمگین نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!! سب کہانیاں بدل جائیں گی، وقت ابھی زیرِ تعمیر ہے

بارش کی بھینی بھینی خوشبو سے پوری مبین منزل مہک رہی تھی، وسیع لان میں لگے چھوٹے بڑے تمام پودیں رات بھر بھگتی بارش میں نکھرے نکھرے سے نظر آرہیں تھے۔ کچی مٹی کی خوشبو سے منور ہوتی صبح ایک بار پھر مبین منزل کے مکینوں کے لیے خوشیوں کا سندیسہ لائی تھی۔۔۔

اور سنائے بھابھی سب ٹھیک تھا وہاں۔۔۔ صبح کی چائے کا کپ ہاتھوں میں پکڑ کر بیٹھی زبیدہ مامی گرم چادر سے خود کو کور کیے ہوئی مہتاب مامی سے مخاطب ہوئی جو آغا فارز کی کسی ارجنٹ میٹنگ کی وجہ سے دیر رات کو گھر پہنچی تھی

۔۔۔۔۔

الحمداللہ سب ٹھیک تھا" میرال تو آنے ہی نہیں دے رہی تھی کہ پھپھو کچھ دن اور رکے جائیں" میرے ہونے سے اس کا دل جو لگ گیا تھا۔۔۔ نزاکت سے کلائی میں پہنے کنگنوں پہ انگلیاں پھیرتی وہ بھتیجی کی محبت پہ نازاں سی بولی تو زبیدہ مامی نے آنکھوں کے اشارے سے پاس بیٹھی سبین مامی کو ان کے نئے کنگن دیکھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

بھابھی کنگن نئے بنوائے ہیں کیا؟۔۔۔انھیں یوں کلائی میں پہنے کنگنوں کو چھیڑتا دیکھ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ اپنے کنگن دیکھنا چاہتی ہے تبھی ان کی خواہش کا احترام کرتی وہ تجسس سے بولی۔۔۔

ارے یہ، ہاں یہ بھائی جان دوبئی سے لائے ہیں۔۔۔۔ سبین مامی کی بات پہ وہ یوں چونکی جیسے انھیں پتہ ہی نہ ہو کہ انھوں اتنے مہنگے خالص سونے سے بنے جڑوں کنگن پہنے ہو۔۔۔

اور بھابھی میرال ٹھیک تھی؟۔۔۔چائے کی ڈش میز پہ رکھتی حورے بیگم نے بھاپ اڑتا ہوا کپ ساسر میں رکھ کر ان کی سمت بڑھتے پوچھا تو سبین مامی نے اپنی بات ادھوری ہی رہے جانے پہ حورے بیگم کو گھورا۔۔۔

بھابھی ایک تو آپ کی یہ نند صاحبہ مجھے تفریح نہیں لینے دیتی۔۔۔۔انھیں اپنی بات کاٹ کر دوسری بات شروع کرتا دیکھ وہ دانت پیستی ہوئی زبیدہ مامی کی طرف جھکتی سرگوشیانہ بولی۔انھیں مہتاب مامی کی یہ گولڈ ڈگر والی باتیں کافی محظوظ کرتی تھی۔۔۔۔

ہاں شکر اللہ کا بس صبر کرتے کرتے ہی آئے گا۔۔۔وہ افسردہ سی مسکان لبوں پہ سجائے بولی اور گرم مائع کے کپ کو لبوں سے لگایا۔۔۔

بڑی بھابھی ہے شرم کرلو تفرتح کی بچی۔۔۔ان کی بچکانہ بات پہ وہ مصنوعی گھوری سے انھیں نوازتی بولی تو بدلے میں وہ ہنکارا بھرتی دوبدو بولی۔۔۔

اتنی سی عمر میں دکھ بھی تو کتنا بڑا لگا ہے اسے!!۔۔۔وہ میرال کی تکلیف پہ غمزادہ تھیں۔۔۔۔

وہ تو کرتی نہیں ہے اپنے بھائی جان کی دولت کا گھمنڈ کرتے ہوئے!!!!

سب کا اپنا اپنا ظرف ہوتا ہے'خیر تم یہ چھوڑو اور جا کر کیچن میں دیکھوں کہ رانی نے ناشتہ بنالیا ہے تو ٹیبل سیٹ کرواؤں۔۔۔حورے بیگم سے بات کرتی مہتاب مامی کو ایک نظر دیکھتی وہ سبین سے مخاطب ہوئی اور انہیں کیچن میں جا کر ذرا اس مہارانی کو چیک کرنے کا کہا جو کب سے کیچن میں گھسی بیٹھی تھی۔۔۔

ہاں پھولوں جیسی نازک تھی اب تو تم دیکھو جا کر اسے ایسی مرجھا گی ہے کہ لگتا ہی نہیں کہ یہ وہ ہی میرال ہے'بس سارا سارا دن بند کمرے میں پڑھی رہتی ہے!!!

اللہ صبر دے بچی کو، اگے اس کی پوری زندگی پڑھی ہے۔۔۔اب کی بار وہ بھی ان کی باتوں میں شامل ہوئی کیونکہ میرال کے دکھ میں تو ویسے بھی ہر کوئی ہی شامل تھا۔۔۔

آمین !!!

اسلام و علیکم تائی جان""۔۔۔نائٹ ٹراؤزر ٹی شرٹ میں بکھرے بال اور دھلا چہرہ لیے نیچے آتے تراب نے انھیں دیکھتے سلام کیا اور ڈائینگ ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔۔

وعیلکم السلام تائی جان کے بچے بڑے چھپے رستم نکلے تم۔۔۔اس سادگی میں بھی غضب ڈھاتے تراب سکندر کو دیکھتے وہ مسکراتی ہوئی بولی تو اس کے پانی پیتے کے لب دھیمی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

اللہ اللہ تائی جان میں کونسا لڑکی بھگا لایا ہوں۔آپ لوگوں نے خود دی ہے اب شکوہ نہیں بنتا۔۔۔ان کی بات سے وہ محظوظ ہوتا مسکراتا ہوا بولا تو زبیدہ مامی نے اپنے بیٹے کے چہرے پہ کھلتی اس انوکھی خوشی کا صدقہ اتارا۔۔۔۔

تو بھاگ لاتے بھئی ہمارے شہزادے کو کھلی چھوٹ تھی۔۔۔۔ تراب کی طرف جاں نثار نظروں سے دیکھتی وہ غرور سے بولی۔انھیں اپنے بچوں کے علاوہ باقی سب سے بھی بہت محبت تھی جس کا اظہار وہ اپنے الفظوں میں کرتی رہتی تھی

۔۔۔۔

ہائے تائی جان کیا بتاؤں۔۔۔ دکھی دل سے گردن نفی میں ہلاتا وہ ان کے پہلو میں بیٹھا۔۔۔

ٓپ کے اس حسین اور ہینڈسم شہزادے سے کوئی لڑکی پٹی ہی نہیں اس لیے گھر کی چڑیل سے کام چلا رہا ہوں۔۔۔ لاڈ سے ان کی گردن میں بانہیں ڈالتے وہ شرارت سے اپنی ماں کی طرف دیکھتا بولا جن کا ہاتھ اپنی چپل کی طرف جاتا جاتا رہ گیا تھا وجہ مہتاب مامی کی نزدیکی تھی۔۔۔۔

جاؤ تم منہ مار وان ہی بیہود لڑکیوں میں گھر کی معصوم اور پیاری بچی تو تم سے ہضم نہیں ہو رہی" خبردار جو تم نے اب اس کی طرف دیکھا بھی۔۔۔۔ چپل نہیں مار سکی تو کیا ہوا باتوں سے تو وہ اسے اچھا خاصا ذلیل کر ہی سکتی تھی۔۔۔

افففف امی آپ تو مائینڈ ہی کر گئی شادی تو میں اس معصوم خرگوشنی سے ہی کروُنگا'
"""" باہر والی تو بس کبھی کبھی شغل

آہھہ اماں """" ۔۔۔۔ حورے بیگم کی موجودگی کے باوجود وہ کیسے اپنی ماں کو تپانے میں لگا ہوا تھا پر اب کی بار انھوں نے بھی ادھر اودھر کے لوگوں کو آوائیڈ کیے سیدھا حملا کیا تھا کہ بہت ہو گی ان کی لاڈلی پریوں جیسی بہو کی برائیاں ۔۔۔۔

یار کیا کرتی ہے ابھی آپ کی چپل میرے گردے میں لگتی اور میرا ہارٹ فیل ہو جاتا ۔۔۔ چپل کو صوفے پہ لگ کر زمین پر گری دیکھا وہ منہ پر مصنوعی خفگی والے تاثرارت سجائے بولا ۔۔۔۔

تو دوسری چپل اوپن ہارٹ سرجری کر دیتی" ۔۔۔۔ خونخوار نگاہوں سے وہ اپنے اس سپوت کو گھورتے بولی جس کی زبان آج کچھ زیادہ ہی چل رہی تھی ۔۔۔۔

ارے چھوڑے بھابھی "آؤ میں اپنے بیٹے کو ناشتہ کرواؤں ۔۔۔۔ ان ماں بیٹے کی تکرار کو مزید بڑھنے سے روکنے کو وہ جلد صوفے سے کھڑی ہوتی بولی اور اسے بازو سے پکڑ کر کیچن کی طرف لے جانے لگی ۔۔۔۔

ہاں سیریلیکس کھلانہ اپنے اس چھوٹے بچے کو""۔۔۔اسے مسکراکر حورے بیگم کے کندھے پہ سر رکھتا دیکھ انہوں نے پیچھے سے صدا لگائی جبکہ سبین مامی اور مہتاب مامی ہنستی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی جس پہ آج داؤد سکندر کا بھوت چڑھا ہوا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!!! مسافر ہوں، یادوں سے بھی چلا جاؤنگا۔۔

لو تم یہاں بیٹھے ہو ناشتہ نہیں کرنا کیا۔۔۔وہ اسے ڈھونڈتی ڈھونڈتی اسٹڈی روم میں آئی تو سامنے اسے سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا دیکھا۔۔۔۔

یوسف کیا بات ہے بچے۔۔۔حمزہ کے جھکے سر کو دیکھتے انھیں فکر لاحق ہوئی اور وہ اس کے قریب آ کر صوفے پہ بیٹھتی بولی تو اس نے جھکا سر اٹھایا اور بغیر کچھ کہے ان کی گود میں سر رکھ گیا۔۔۔

کچھ ہوا ہے تو میری جان مجھے بتاؤ پریوں خاموش نہ رہو' تم رو۔۔۔۔اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی وہ اس کی چہرے پہ نظریں مرکوز کیے بولی جو سنجیدہ اور سپاٹ تھا۔۔۔

ماما روحی نے انکار کر دیا"""۔۔۔ان کی بات کو بیچ میں کاٹا وہ بولا تو ایکدم سر میں چلتا ان ہاتھ ساکت ہوا۔۔۔

تم مذاق کر رہیں ہو ہے نا!۔۔۔جبراً مسکراہٹ کو چہرے پہ سجائے وہ دل کی تسلی کے لیے بولی تو وہ اٹھ بیٹھا اور نرمی سے ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں بھرتا بولا۔۔۔

اس نے انکار کر دیا ہے ماما"""کیونکہ تراب کو وہ اپنا بھیا مانتی ہے اس لیے اس سے نکاح نہیں کر سکتی !!!

تم اتنے آرام سے یہ کیسے کہہ سکتے ہو حمزہ کیا تم نہیں جانتے کے پرسوں نکاح ہے، سب کو علم ہے تراب کے نکاح کا تیاریاں مکمل ہے اور"اور ان سب کی خوشیوں کا کیا جو اسے اپنی بہو بنانے کے لیے پھولے نہیں سما رہیں اور تراب """دیکھا ہے تم نے اسے """خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی ہے! آج سے پہلے وہ

اتنا خوش کبھی نہیں ہوا تھا حمزہ!!! یہ کیا کر دیا تم نے"۔۔۔۔وہ شدید غصے سے چلاتی ہوئی بولی کہ آخری میں ان کی آواز رندھ گی۔۔۔۔ماما پلیز روئے تو مت ۔۔۔۔انھیں یوں روتا دیکھ اسے بہت برا لگ رہا تھا پر وہ مجبور تھا بہن کی خوشی کے اگے۔۔۔

تمہاری "تمہاری بات مانتی ہے وہ پلیز اسے کسی بھی طریقہ سے منالوں حمزہ ورنہ بہن بھائیوں کے رشتے میں داڑاڑیں آجائے گی۔۔۔۔وہ روتی ہوئی اب اس سے کہہ رہی تھی کہ وہ اس کی بات مان لے گئ۔۔۔۔

آپ کو لگتا ہے کہ میں نے کوشش نہیں کی ہو گئ۔۔۔۔ان کے آنسوؤں کو پوچھتے وہ بے بسی بھرے لہجے میں بولا۔اگر وہ زور زبردستی کرتا تو شاید وہ مان جاتی پر وہ اتنی بڑی زیادتی نہیں کر سکتا تھا اس کے ساتھ۔۔۔۔

ٹھیک ہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں آئی نہ اسے اب میں اپنے طریقے سے ایسا سمجھاؤنگی کے ہمیشہ یاد رکھے گی،سب کے پیار اور بے جا حمایت پہ وہ زیادہ ہی سر پہ چڑھ گئی ہے۔۔۔۔غصے سے کھولتی وہ صوفے سے اٹھی،ارادہ ان کا روحی کی

طبعیت صاف کرنے کا تھا۔ سب کے شہزادی کہنے پہ وہ واقعی ہی خود کو کہی کی شہزادی سمجھنے لگی تھی۔۔۔۔

ماں آپ اس کے ساتھ زور زبردستی نہیں کر سکتی کیونکہ اسلام نے لڑکی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنا ہمسفر چن سکے، جب شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے تو ہم کون ہوتے اپنی مرضی اس پہ تھوپنے والے۔۔۔۔انھیں جوالہ مکھی بنے اس کے کمرے میں جانے کا ارادہ کیے جاتا دیکھ وہ اٹھ کر ان کے سامنے آتے بولا۔۔۔۔

تم اس کی زبان بول رہیں ہو۔۔۔۔ ترچھی نگاہوں سے بہن کے بھائی کو بولتا دیکھ وہ شاکی نظروں سے اسے گھورتی ہوئی بولی۔۔۔

میں وہ بول رہا ہو جو ہمارا دین سکھاتا ہے، اور جب دین نے ہی کسی قسم کی زبردستی نہیں رکھی تو ہم کر کے کیوں جہنم خریدے خود کے لیے۔۔۔انھیں کندھوں سے نرمی سے تھم کر صوفے پہ بیٹھتے حمزہ نے دین کا پہلو سامنے رکھا۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہیں پر تراب اتنا اچھا لائق بچا ہے اس سے کیا مسئلہ ہے اسے۔۔۔

انھیں ابھی تک اس کے انکار کرنے کا جواز سمجھ نہیں آیا تھا تبھی جھنجھلاتا لہجہ لیے بولی۔۔۔۔

وہ ہمارے بھیا ہے، اور بھیا سے نکاح نہیں ہو سکتا!۔۔۔اس نے خوب طریقے سے اس کی نقل اتاری تو اس سیریس ماحول میں بھی ان کے لب مسکرا گیے۔۔۔۔

اب ہم کیا کرئے گے حمزہ!!!۔۔۔۔انھیں رہ رہ کر زبیدہ مامی اور تراب کی خوشی یاد آتی دل کو ہولا رہی تھی۔۔۔۔

ڈونٹ وری آئے کین ہینڈل""۔۔۔۔وہ انھیں کیا بتاتا کے اس ہی بات نے اسے ساری رات سونے نہیں دیا تھا پر پھر اپنے رات بھر سے ہوتے سر درد کو اگنور کیے وہ ان کے ہاتھ پر تسلی بھری تھپکی دیتے بولا تو وہ سنجیدہ سی سر ہلاتی کھڑی ہوئی۔۔۔

اپنی اس لاڈلی سے کہہ دینا کہ میرے سامنے نہ آئے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔پتھریلا سخت لہجا لیے وہ بغیر مڑی بولی اور تن فن کرتی باہر کی جانب بڑھی جبکہ پیچھے وہ ایک بار پھر سر ہاتھوں میں گرا چکا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سنا ہے ہجر میں چہروں پہ دھول اڑتی ہیں۔۔۔ ہمارے رخ پہ کہی گرد ہے؟ نہیں ہے نا۔۔۔ !

تابی بھیا آپ کی کوفی!!۔۔۔وہ تیار ہوا ڈریسنگ کے اگے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا جب اچانک دروازے پہ نوک ہوا اور اپنے پیچھے سے اندر انے والی کی آواز سنتا وہ ایک پل کو ٹھٹکا کہ "کیا وہ دشمنِ جاں آئی ہے صبح صبح دیدارِ یار کروانے کو" پر اس کی خوشفہمی تب دھری کی دھری رہے گی جب پیچھے مڑنے پہ اسے کپ تھامے کھڑی رانی نظر آئی۔۔۔۔۔

رکھ دوں یہاں۔۔۔اپنے من چاہ شخص کو نا پاتے وہ منہ بسورتے ہوئے بولا اور دوبارہ سے بال بنانے لگا مگر اس بار چہرے پہ بے دلی سی تھی۔۔۔

سنو۔۔ بالوں میں برش پھیرتے کے نا جانے دل میں کیا آئی کے برش ڈریسنگ پہ رکھتے اس نے رانی کو پکارا۔ تو وہ جو کوفی کا کپ میز پہ رکھ کر مڑنے لگی تھی اس کی پکار پر روک گئی۔۔۔

""""" جی

روحی اٹھی نہیں ابھی تک۔۔۔ کان کی لو مسلتے وہ اضطرابی سی حالت میں بولا ہمیشہ کی طرح آج اس کے متعلق پوچھنے پہ نا جانے کیوں وہ ہچکچایا تھا جیسے سامنے والا دل کا چور پکڑ لے گا۔۔۔

آج انھوں نے اوف کیا ہے اور آپ جانتے تو ہے اوف والے دن ان کی صبح دوپہر میں ہوتی ہیں۔۔۔ تراب کے پوچھنے پہ وہ چہرے پہ معنی خیزی سی مسکراہٹ لائے بولی تو بیچارہ وکیل صاحب خوامخوہ ہی اپنی جگہ پہ خجل سا ہو گیا

ٔاپ کہے تو میں انھیں """"۔۔۔ شرارت سے بولتی وہ جمعلہ ادھورا چھوڑ گئی تو تراب نے گھور کر اسے دیکھا جو آج زیادہ ہی بول رہی تھی۔۔۔

نکلو یہاں سے !۔۔۔اپنی خفت مٹانے کو وہ غصے کا سہارا لیے بولا تو بدلے میں وہ ہنستی باہر کو بھاگی جبکہ پیچھے وہ بھی اپنی حالت پہ مسکراتا خود پہ کلون کا اسپرے کرنے لگا جب اچانک ایک بار پھر نوک ہوا۔۔

اب اگر تم نے کوئی بکواس کی تو ایک چماٹ پڑھے گا۔۔۔بغیر اندر آنے والی کی بھوتی دیکھے وہ رانی کی شرارت سمجھتا غصے سے بڑ بڑایا۔۔

خیر ہے بھائی میں نے تو ابھی بہت ساری بکواس کرنی ہے ابھی سے چماٹ کی بات ،میرنے آنے کی اطلاع تجھے ہوئی کیسے۔۔۔ڈور نوک کر کے اندر اتے حمزہ نے تراب کی گوہر افشانیوں پہ پھپھو کی طرح منہ بناتے کہا جبکہ دل میں ایک ڈر سا تھا کہ کہی بھیا کی ہیجلی نے آکر اپنا بھیا سے نکاح نہیں ہو سکتا والا عورت مارچ تو نہیں سنادیا تبھی وکیل صاحب تپے بیٹھے ہیں۔۔۔

ہاہاہاہا'نہیں تو جتنی مرضی بکواس کر یہ دھمکی تیرے لیے نہیں تھی۔۔۔۔حمزہ کے چہرے کے شاکنگ تاثرارت کو دیکھتا وہ ہنسا۔۔۔

پھر ٹھیک ہے میں سمجھا غلطی مجھے سے کوئی ہوئی نہیں ہے تو یہ جیلر صاحب کیوں اگ اگل رہیں ہے۔۔۔۔ ہلکے پھلکے انداز میں کہتے وہ صوفے پہ دراز ہوا تو تراب بھی چلتا ہوا آیا اور اس کے سامنے بیڈ کی پائینتی پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

کیا ہوا"""ایسے کیا دیکھ رہا ہے۔۔۔۔ صوفہ پہ نیم دارز وہ سیٹی کی دھن بجاتا نظروں سے کمرے کا جائزہ لے رہا تھا جب غیر ارادی نظر اس پہ پڑی جو آنکھوں میں سنجیدگی لیے اسے دیکھ رہا تھا جیسے چہرے سے دل کی بات جان لے گا۔۔۔

کیا بات ہے !؟۔۔۔۔ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے وہ نورمل انداز لیے بولا تو حمزہ کے سیٹی بجاتے لب سکڑے اور وہ خاموشی سے اٹھ کر سیدھا ہوا۔ وہ بچپن کے ساتھی تھے کیسے نہ ایک دوسرے کی پریشانی نوٹ کرتے۔۔۔۔۔

میں پریشان ہوں یار"""۔۔۔۔ سر جھکائے وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلوں کو اضطرابی حالت میں رب کرتا بولا۔ جو دوستی دل سے ہو اس میں اِلحام ہوا کرتے ہیں۔۔۔

اگر تو پریشان ہے تو ضرور بڑی بات ہے ورنہ حمزہ یوسف تو سامنے موت کھڑی ہو اس سے بھی نہ ڈرے۔۔۔لاپروانہ انداز میں پاؤں جھلاتا تراب حمزہ یوسف پہ کچھ خاصا زور دیتے بولا۔۔۔

پر اس پیغام سے ڈرتا ہوں جو میرے ان "عزیزوں کے لیے آئے گا جو جسم کی روح ہیں۔۔۔ٹھنڈی سانس بھر کر بولتے حمزہ کا لہجا اس بار ہلکا سا ڈگمگایا تھا جیسے یہ سوچنا بھی اس کے بس سے باہر ہو۔۔۔

تو ڈرا رہا ہے مجھے۔۔۔اس کی غیر سنجیدگی اسے کچھ اچھی وائیبز نہیں دے رہی تھی۔۔۔

ریلیکس کر تیرا پیغام نہیں آیا ہے ابھی۔۔۔اسے کھوجتی نگاہوں سے خود کو تکتا دیکھ وہ ہلکا سا قہقہ لگتا بولا تو بدلے میں تراب نے دانت پیستے بیڈ پہ پڑھا گیلا تولیہ اٹھا کر اس کی سمت اچھلا۔۔۔

تراب سکندر تم مرحا یوسف سے کتنی محبت کرتے ہو۔۔۔اسے بیڈ سے اٹھتا دیکھ حمزہ نے غیر متوقع سوال کیا تو وہ جو کوٹ اسٹینڈ سے اپنا کوٹ اٹھانے کے لیے بڑھا رہا تھا وہی زنجیر ہوا۔۔۔

جتنی 'سب کرتے ہیں۔۔۔ایک پل کو تو وہ حمزہ کے سوال پہ گڑ بڑا گیا تھا مگر پھر دھیرے سے مڑتے اس نے شانے اچکائیں کہا۔۔۔

نہیں وہ جو تو اس سے کرتا ہے ؟؟؟

ایسا کچھ۔۔۔۔ایک بھائی اپنی بہن کے متعلق ایک لڑکے سے یہ سوال پوچھ رہا تھا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا تھا مطلب پیچھے کنواں اگے کھائی والی مثال تھی" مانتا تو تو بھی پیٹتا اور نہ مانتا تو تو بھی، پہلی غلطی پیار کرنے کی تھی اور دوسری کر کے نہ ماننے کی۔۔۔۔

ایک رکھ کر تھپڑ ماروں گا جو میرے سامنے یہ چھپریوں والی ایکٹنگ کر کے نہ ماننے کی کوشش کی، سب جانتا ہوں جو تو میرے پیٹھ پیچھے کرتا پھیر رہا تھا نہ، دور تھا پر بہن سے لاعلم نہیں سمجھا۔۔۔۔پاؤں میں پہنی جوتی نکال کر وہ غصے سے اس کی وہ بات کاٹتا بولا جس میں ہنڈریڈ پرسنٹ اس نے اپنا گناہ ماننے سے انکار کرنا تھا

۔۔۔۔

سس 'سوری بس وہ پتہ ہی نہیں""""۔۔۔۔حمزہ کا انکشاف اس کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا جبھی اپنی غلطی ماننے ہی میں اس نے اپنی بھلائی سمجھی۔۔۔۔

ہاں پتہ نہیں چلا کہ کب بھیا سے سائیاں بننے کے خواب دیکھنے لگا ایڈا توں نھنا کا کا ۔۔۔ایک بار پھر طیش میں آتے حمزہ نے اس کی بات کاٹی تو وہ بھیگی بلی کی طرح بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔

اس کی خوشی تیرے لیے کتنی معنی رکھتی ہے ؟؟؟

اپنی ذات سے بھی زیادہ۔۔۔اس بار بغیر ہچکچائے وہ روعب سے بولا۔۔۔

تو پھر دے اپنی خوشی کی قربانی کیونکہ بھیا کی لاڈلی نے کہا کہ """وہ ہمارے بھیا ہے اور 'اور بھیا سے نکاح نہیں ہو سکتا 'ایسا کہی نہیں ہوتا'۔۔۔اس کے کندھے پہ ایک تھپڑ رسید کرتے حمزہ نے ایک بار پھر اس کی نقل اتارتے کہا، معملا اتنا بھی ایزی نہیں تھا جتنا وہ پریڈینٹ کر رہا تھا کیونکہ اسے ہاشم کا ردار کی طرح ہر سیچوئیشن سنمبھالنی آتی تھی۔۔۔بے شک وہ مرحا کے انسیسٹ کرنے پہ اس لڑکے سے مل لیتا مگر شادی ہر گز نہیں کرواتا کیونکہ جوانی کے فیصلوں پہ اگے چل کر صرف انسان پچھتاتا اور کچھ نہیں ہوتا اس لیے وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی گڑیا اپنے کسی بھی فیصلے کو لے گلٹ میں رہیں۔ تراب اس کے لیے ایک پرفیکٹ

میچ تھا جس میں سب کے ساتھ ساتھ اس کی خود کی بھی رضامندی شامل تھی اور وہ اسے مرحا کے بچپنے میں گنوانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

تو جانتا ہے حمزہ کہ دو دن بعد نکاح ہے۔۔۔اسے روحی کی نقل اتارتا دیکھ اسے ہنسی تو آئی تھی پر وہ مرحا کے انکار میں کہی دب گی تھی۔۔۔۔

بالکل جانتا ہوں پر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تو اپنی لاڈلی کے لیے یہ سب ہینڈل کرلے گا کیونکہ اسے شہزادی کہہ کہہ کر کوئین ایلزبیتھ بنایا بھی تو نے ہی ہے تو اب بھگت۔۔۔۔اس کے شانے پہ تسلی بھری تھپکی دیتا آخر میں وہ تھوڑا روڈ ہوا

۔۔۔۔

ٹھیک ہے اگر میری شہزادی کو تھوڑا ٹائم چاہیے مجھے بھیا سے سائیاں قبول کرنے میں تو میں ویٹ کرنے کو تیار ہوں پر تو ایک وعدہ کر۔۔۔۔اور پھر بچپن سے لے کر اب تک اس کی ہر بات پہ سر خم کرنے والا تراب سکندر اس کے ساتھ اتنی بڑی زبردستی کر سکتا تھا بھلا اور کر بھی لیتا اگر وہ محبت ہوتی " مگر مرحا یوسف تو اس شیدائی رانجھے کا عشق تھا جو اس نے باوضو بغیر نیت توڑے ادا کیا تھا۔اور وہ

اپنی گڑیا کے لیے چاہتا بھی ایک ایسا ہی انسان تھا جو اسے خود سے زیادہ محبت کرے۔۔۔

وہ تیری ہے اور تیری ہی رہے گی "بس کچھ وقت جب تک وہ رشتوں کی نزاکتیں نہیں سمجھ جاتی اس کے بعد میں خود تم دونوں کا نکاح پڑھواؤں گا یہ وعدہ ہے تجھ سے حمزہ یوسف کا۔۔۔اس کی ادھوری بات کا مطلب سمجھتے وہ اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتا اسے یقین دلانے لگا، جانتا تھا کہ باہر سے بظاہر مرحا کی خوشی میں راضی ہوتے ایڈوکیٹ تراب سکندر کا دل اندر سے بچوں کی طرح سہم رہا تھا عزیز من چیز کو خود سے دور ہوتا دیکھ۔۔۔

تجھے پہ تو میں آنکھیں بند کر کے یقین کرتا ہوں، بس کوشش کرنا یہ یقین نہ ٹوٹے کیونکہ بہت بڑا دل کر کے میں یہ قربانی دینے جا رہا ہوں جس کے ساتھ ساتھ میری روح بھی زخمی ہو رہی ہے۔۔۔۔اس بار آنکھوں میں ایک امید کی ڈور اور ایک آس لیے وہ اس سے مخاطب تھا کہ وہ یہ امید اور مان ٹوٹنے نہیں دئے گا

۔۔۔۔

اپنی زندگی میں ایسا کبھی نہیں ہونے دونگا مگر جس دن تیرا یہ یقین ٹوٹے سمجھ جانا کہ اب حمزہ یوسف نہیں رہا۔۔۔اس کے دل کے مقام پہ نرمی سے تھپکی دیتا وہ اپنی عمر سے بہت بڑی بات کر رہا تھا۔کیونکہ عزت دار اور غیرت مند مردوں کی نشانی بھی یہ ہوتی ہے کہ وہ زبان کے پکے ہوتے ہیں اپنی بات سے پھیرنا ان کے لیے موت کی مترادف ہوتا ہے۔۔۔

تو اگر اپنی بات کا پکا ہے تو بھائی میں بھی تیرا ہی ہوں 'ٹینشن فری ہو کر بریک فاسٹ کر آئے کین ہینڈل۔۔۔اس کی سرخ ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر وہ انداز لگا چکا تھا میرے سامنے سیچوئیشن کو معمولی سا دیکھانے والا حمزہ یوسف خود اس ٹینشن میں رات بھر جاگتا رہا ہے۔ تبھی مسکراتے ہوئے وہ اس کے چڑیا کے گھونسلے کی طرح بکھیرے بالوں کو چھیڑتا ہوا بولا اور ایک نرم مسکراہٹ اس کی سمت اچھلتا دروازے کی سمت بڑھا۔جس چہرے پہ کچھ دیر پہلے مسکراہٹ تھی وہاں اب ایک سرد سی سنجیدگی تھی۔۔۔

تابی""""۔۔۔اس نے جیسے ہی ناب پہ ہاتھ رکھا پیچھے سے آتی آواز پہ وہ کچھ دیر تو ٹھہرا پھر چہرے پہ متذبذب سی کیفیت لیے مڑا۔تاثرارت پل میں بدلے اب

وہاں ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ کرنے والی سنجیدگی کے بجائے ایک مہربان سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

وہ تمہاری امانت ہے 'اگر امانت میں خیانت ہوئی تو جو دل چاہے سزا دینا۔۔۔

اس کے دل کی حالت وہ سمجھتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے یہ جملے اسے کوئی خاص تسلی نہیں دے رہیں ہونگے پر وہ مجبور تھا۔ جبکہ حمزہ کی بات پہ ایکدم اس کے تاثرات بدلے۔۔۔

خیانت ہوئی تو یاد رکھنا تراب سکندر تمہیں بخشے گا نہیں کسی بھی حال میں۔۔۔

پہلے کی طرح اب اس نے یہ بات مذاق میں نہیں کی تھی بلکہ یہ بات کرتے وقت اس کے چہرے پہ خطرناک حد تک سنجیدگی تھی جسے دیکھتے حمزہ نے ایک جھرجھری سی لی۔ وہ یہ تراب سکندر نہیں تھا جس سے وہ کتنی دیر سے بات کر رہا تھا یہ کوئی اور تھا، جو اپنی چیزوں اور خود سے جڑے لوگوں کو لے کر بے حد جنونی تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رزق بھی، عشق بھی، نصیب بھی، رقیب بھی جب حاصل ہو جائے تو خاک برابر

آج پھر وہ چار نکمے یونی سے بنک مارے یہاں آغا ہاؤس کے لان میں کرسیاں ڈالے بیٹھے موسم انجوائے کر رہیں تھے جن کے دیکھا دیکھی پڑھائی سے جان چھڑوانے والے آغا'ز کے وہ دو سپوت بھی اپنی یونی مس کیے یہاں ان چاروں کے ساتھ مل کر آسمان میں اڑتے پرندوں کو گنتے ان کی مردم شماری کر رہیں تھے

یار سوچنے کی بات ہے کہ پرندوں کی آبادی دن بادن پاکستان کی آبادی کی طرح بڑھتی جارہی ہے، انھیں جا کر کوئی سمجھائے کہ بچے دو ہی اچھے کیوں خوامخواہ اپنی انرجی اور بچوں کا مستقبل ویسٹ کر رہیں ہیں۔۔۔ آسمان میں اڑتے ایک کبوتروں کے غول کو دیکھتے آینسٹائین کے شاگرد معتصم نے اپنی ایک بغیر لوجک والی تھیوری دی۔۔۔

تو یہ بات آپ باذاتِ خود جا کر کیوں نہیں ان سے کہتے شاید اپنی کمیونٹی کے بندے کی بات جلدی سمجھ جائے۔۔۔ نیلے آسماں میں پرواز بھرتے ان سفید کبوتروں پہ نظر گاڑھے یہ سنجیدہ بات کرنے والا داؤد تھا۔۔

تجھے چھوڑا ہے نہ ' بچے دو ہی اچھے ' والی مارچ شروع کرنے کے لیے۔۔۔

دوسری طرف سے بھی نظریں آسماں پہ ٹیکائے بیٹھے **معتصم** نے سنجیدہ جواب دیا

۔۔۔

ویسے پرندوں کے بچے انسانوں سے زیادہ ہوتے ہیں مطلب ایک ہی چانس میں تین یا چار رنز لے لیتے ہیں تو کبھی کبھی چوکا چھکا بھی لگ جاتا ہے۔۔۔ آج سارے وہ بے شرم لوگ بیچارے پرندوں کی 'آٹو بائیو گرافی' ڈسکس کرنے بیٹھے تھے۔۔۔

تجھے زیادہ پتہ ہو گا دائی ماں 'نورمل کرواتی ہو یا سی سیکشن "۔۔۔ حارث کی ایکسپیرنیس سے بھری باتوں پہ درید نے بھی پھر خود کو جارنلیسٹ سمجھتے سیریس سوال کیا۔۔۔

یہاں آنے سے پہلے تم لوگ خاص طور پہ کوئی بیغیرتی والی پلز کھا کر آتے ہو نہ ۔۔۔ان کی باتوں سے اکتا کر آخر کار وہ بول ہی پڑا جو کب سے ان کی بیہود باتیں سن رہا تھا۔۔۔۔

ویسے آپ یہ اُسمان پہ ڈھونڈ کسے رہیں ہے۔۔۔۔ معتصم کو یونہی سر کرسی سے لگائے آسمان کو گھورتا دیکھ حیدر کچھ بے چینی سے بولا، یا تو وہ کچھ ڈھونڈ رہا تھا یا اس کی گردن اکڑ گئی تھی۔۔۔

!!!! نیوٹن جانی کا وہ سیب جس نے ہر اسٹوڈنٹ کی زندگی جھنڈ بنائی ہوئی ہے تو وہ تو درخت سے گرا تھا۔۔۔حیدر نے نا سمجھی اسے گھورتے بتایا جسے ابھی تک یہ ہی نہیں پتہ تھا کہ وہ درخت سے گرا تھا۔۔۔

مسئلا ہی سارا یہ ہے کہ وہ درخت سے اس کے سر پہ ہی کیوں گرا تھا آسمان پہ بھی تو جا سکتا تھا پر شاید اس زمانے میں مجھ جیسے ذہین نہیں تھا کوئی جو پہلے تو اس کے ایک کان کے نیچے لگتا اور پھر اسے بتاتا کہ گھوچو سیب وزن رکھتا ہے گیس کا غبارہ تھوڑی ہے جو آسمان میں اڑ جائے گا۔۔۔اداس آنکھیں وہ ان ننھی چڑیوں پہ

ٹِکائے بولا جو شاید ابھی نئی نئی اڑنے لگی تھی اس لیے کبھی تیز ہو جاتی تو کبھی ہلکی

۔جبکہ سائنس کی اس ستم ظرفی پہ سب نے افسوس سے سر ہلایا تھا۔۔۔

پر اب تو اسٹوڈنٹس کے ساتھ جو برا ہونا تھا ہو گیا پر اب تو کونسی نئی تھیوری تشکیل دے رہا ہے' دیکھ میں تجھے پہلے ہی بتا رہا ہوں کہ معصوم اسٹوڈنٹس میں اور اتنا اسٹیمینا نہیں ہے کہ وہ نیوٹن جیسا ایک اور بندہ برداشت کر سکے۔۔۔

اسے ماہیوال کی طرح آسمان میں اپنی سوہنی کو ڈھونڈتا دیکھ حارث اس کے اگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔۔۔

میں تو چیک کر رہا ہوں کہ جنھوں یہ تھیوری کنفرم کی تھی کیا واقعی ان کے سر پہ آسمان سے سیب گرا تھا۔۔۔اس لاڈ صاحب کی اپنی وخری ہی باتیں تھی۔۔۔

اوپر سے تو بس ایک ہی چیز گری ہے !!!

وہ کیا؟؟؟۔۔۔حیدر کے کہنے پہ معتصم کے ساتھ باقی سب نے بھی تجسس سے پوچھا۔۔۔

اوپر سے گرا بمب، نہ ہڈی نہ دم۔۔۔سب کو یوں متجسس اپنی طرف تکتا دیکھ حیدر کو بہت ہنسی آئی تھی جسے وہ بمشکل چھپاتا سنجیدگی سے بولا۔۔

چھیپی """گندے مثال بھی اپنی جیسی دی ہے۔۔۔اس کی بات پہ سب سے پہلے منہ بگاڑ کر کہنے والا یہ درید تھا جو ناک پہ ہاتھ رکھے حیدر کو گھور رہا تھا۔۔۔

کمینہ """"""۔۔۔اپنی توجہ نیوٹن جانی سے ہٹ کر اس نیوٹن کے چھلکے کے سستے جوک پہ کنورٹ ہوتی دیکھ وہ دانت پیستے ہوئے بولا اور ایک بار پھر نظریں آسمان پہ کر گیا۔۔۔

یہاں سے سیب تو نہیں البتہ پرندوں کی سوغات ضرور آئے گئی۔۔۔اسے دوبارہ نیوٹن کا فورتھ لاء لانے کی تیاری کرتا دیکھ فواد نیچے سے اس کی کرسی کے پاؤں کو ہٹ کرتا بولا۔۔۔۔

جتنی لگن سے ہمارا یہ چیتا کام کر رہا ہے نہ انشاءاللہ رات تک گردن میں بیلٹ ہو گا۔۔۔ایک نظر معتصم دی کنورٹ نیوٹن پہ مارتے درید طنزیہ بولا تو باقی سب نے قہقہ لگایا پر وہ جوں کا توں رہا' یا تو واقعی ہی مارکیٹ میں کامینگ سون اس کا فورتھ لاء آنے والا تھا یا رات تک ڈاکٹر گردن میں بیلٹ چڑھانے والا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جسم تو پھر بھی تھک ہار کر سو جاتا ہے۔۔۔اس ذہن کا تو بھی کوئی بستر ہونا چاہیے
!

صبح اب رفتہ رفتہ دوپہر میں ڈھل رہی تھی پر آسمان بدلوں سے ڈھکا ہونے کے باعث صبح دوپہر میں کوئی فرق ہی نہیں نظر آ رہا تھا۔ تیز ہوا کا جھونکا جیسے ہی اس شیشے کی کھڑکی سے ٹکرایا تو وہ کھلتی ہی چلی گئی اور وہ وجود دروازے سے لگ کر سویا ہوا تھا کھڑکی سے اندر آنے والی روشنی پہ کسمایا۔ نیند سے دکھتی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی پر ان نازک پلکوں پہ بوجھ اتنا تھا کہ کھلنے سے انکاری تھی۔ نیم واں آنکھیں اس نے جیسی ہی کھولی سب سے پہلی نظر ہوا کے سنگ اڑتے ان پردوں پہ گی جو کھڑکی پہ لگے تھے۔ تیز روشنی دکھتی آنکھوں میں چبھی تو وہ پھر آنکھیں بند کر گئی۔

گھٹنون کے گرد باندھے نازک ہاتھوں سے اس نے اپنا گھومتا ہوا سر تھاما اور فرش سے اٹھنے لگی پر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے اس کی ٹانگیں شل ہو گی تھی تبھی تیورا کر گھٹنوں کے بل گری تو منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی جو کمرے کی چار

دیواری میں ہی کہی دب کر رہے گئی۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلوں کو اس نے فرش پہ رکھا اور ہاتھوں پہ زور دیتے اس نے ایک بار پھر کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر اس سے پہلے وہ پھر گرتی وہ جلد ڈریسنگ اسٹول پہ گرفت کر گئی کیونکہ ٹانگیں بالکل بے جان ہوئی پڑھی تھی۔۔

کچھ دیر بعد واش روم کا دروازہ کھلا اور وہ دھیمے قدموں سے چلتی باہر آئی، اب وہ فلیپر جینز کے ساتھ لیمن کلر کا چیکن کے کُرتے میں ملبوس تھی جس میں اس کی شفاف رنگت مزید دمک رہی تھی، آنکھیں رو رو کر سوج چکی اور گال اور ناک سرخ ہو رہا تھا، گیلے بال کمر پہ اُزاد چھوڑے وہ اپنے اس سوگوار حسن میں بھی آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی جو ہر کسی کی تکلیف پہ سسک جائے کرتی ہے

۔۔

سر دھونے سے اس کے دماغ پہ پڑا بوجھ تو کچھ چھاٹا تھا پر سر درد ابھی بھی اتنا ہی شدید تھا کہ ابھی کوئی دماغ کی نس پھٹ جائے گی۔ ڈریسنگ سے برش اٹھا کر وہ اپنے بال سلجھانے میں ہلکان ہونے لگی کیونکہ اس کے گھٹنوں جتنے بال یا تو حورے بیگم بناتی یا دونوں مامیوں میں سے کوئی ایک، اُدھے سلجھے اور آدھے

الجھے بالوں کا جیسے تیسے کر کے اس نے جوڑا باندھا ابھی وہ برش ڈریسنگ پہ رکھتی مڑنے ہی لگی تھی جب اچانک ایک غیر اردی نظر ڈریسنگ پہ رکھی اس تصویر پہ پڑی جسے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر نمی تیرنے لگی تھی، وہ آغا فارذ کی سالگرہ کی تصویر تھی جس میں ان کے ایک طرف وہ کھڑی تھی جبکہ دوسری طرف تراب جو ہنستے ہوئے پیچھے سے ہاتھ لے جا کر اس کے سر پہ سینگ بنا رہا تھا اور وہ اس کی حرکت سے بے گانی آنکھیں بند کیے مسکرا رہی تھی۔۔۔

آپ تو ہمارے 'سب سے اچھے دوست تھے، ہماری ہر غلطی کو اپنے کندھوں پہ لینے والے، ہماری مسکراہٹ کی وجہ تو پھر """آپ نے ہمیں اتنی بڑی آزمائش کیوں ڈال دیا بب' بھیا۔۔۔ تصویر کو ہاتھ میں پکڑے وہ نم لہجا لیے اس کے مسکراتے چہرے پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔۔

آپ اتنے اچھے ہیں آپ کو تو کوئی """ بھی مل جائے گی بلکہ ہم سے کئی گنا زیادہ اچھی اور خوبصورت جو آپ کو ڈیزور کرتی ہوں۔۔۔ آنسو پلکوں کی باڑ سے پھسلتا تصویر میں نظر آتے تراب کے چہرے پہ گرا تھا۔ وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ اسے مرحا کی خوبصورت نے اٹریکٹ کیا ہے پر اگر وہ اپنی اس سوچ سے نکل کر

سوچتی تو اسے احساس ہوتا کہ تراب سکندر نے تو کبھی اسے نظر بھر کے دیکھا تک نہیں تھا جب بھی دیکھا پاک اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھ کر نظریں پھیر لیتا کہ کہی اس کی نظر ہی نہ لگ جائے اسے، جب بھی چھوا احترام اور نرمی سے چھوا کے کہی یہ موم کی گڑیا اس کی ذرا سی سختی پہ ٹوٹ نہ جائے۔۔۔۔

پلیز ہمیں معاف "کر دیجیے گا کہ کہی آپ کی محبت کو ٹھکرانے کے باعث ہم اپنی ہی منزل کا راستہ نہ بھٹک جائے!!۔۔۔وہ اپنی محبت کے لیے خود غرض ہو رہی تھی تبھی تو اسے اس رانجھے کی پاکیزہ محبت نظر نہیں آ رہی تھی ۔۔۔دیکھئے گا ہم اپ کے لیے اتنی اچھی لڑکی ڈھونڈ کر لائے گے جس کے سامنے ہماری ذات بھی پھیکی لگے گی آپ کو۔۔۔اس بار بولتی وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی جیسے اسے یقین ہو کہ وہ یہ کر سکتی ہے پر وہ جانتی نہیں تھی کہ محبت صرف ایک بار ہوتی ہے اور وہ تراب سکندر مرحا یوسف سے کر چکا تھا، اس کے بعد نہ کوئی خواہش تھی اور نہ کوئی گنجائش کیونکہ محبت کی نماز میں دو نیتیں حرام ہوتی ہے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ٹوٹا جو اک تارہ تو فلک تنہا نہیں۔۔۔ میرے بعد بھی چلتے رہے گے قافلے !!!

تھینکس میری""۔۔۔ فواد نے خوش اخلاقی سے ٹیبل پہ لوازمات کی ڈش سجاتی میری کا شکریہ ادا کیا اور اس کے ساتھ مل کر میز پہ پیلیٹس ارینج کرنے لگا۔۔۔

یہ میرا فرض ہے سر"۔۔۔ خالی ڈش کو اپنے پیٹ سے لگاتے میری نے جھک مسکراتے ہوئے کہا اور اندر کی طرف بڑھی۔۔۔

واہ بھائی تیرے مزے ہیں ملازمہ بھی فرانگی رکھی ہوئی اور وہ بھی اتنی حسین ۔۔۔ میری کی پشت کو دیکھتے درید نے داد طلب نظروں سے فواد کو گھورتے کہا

۔۔۔۔

اور اوپر سے اتنی کیوٹ اردو بولنے والی۔۔۔ حارث نے بھی درید کا ساتھ دیتے اسے گھورا۔ میری جرمن تھی اور یہاں لاہور میں وہ کسی کمپنی کے تھرو

ایگریمینٹ پہ جوب کر رہی تھی۔ یہاں اسے سات سے آٹھ ماہ ہو گیے تھے آئے تبھی وہ اب کچھ کچھ اردو بول لیا کرتی تھی۔۔۔

۔تو کیوٹ اردو کو چھوڑ اور یہاں ہوٹ چکن تکہ پہ فوکس کر۔۔۔ان دونوں کو میری کوڈسکس کرتا دیکھ معتصم ان کی توجہ میز پہ سجے گرما گرما لوازمات کی طرف کرواتا بولا اور خود لگا اپنی پلیٹ بھرنے لگا۔ کیونکہ اس کی بلا سے میری کی گلابی اردو جائے بھاڑ میں۔۔۔

یار یہ حور میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی۔۔۔کافی دیر سے اس کا نمبر ٹرائے کرتے فواد نے ان تینوں کی موجودگی کو فراموش کیے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو ایکدم ماحول میں سناٹا ہوا۔ اور اس نے برتنوں کی ہوئی خاموشی پہ سر اٹھا کر تعجب سے دیکھا تو وہ تینوں جہاں تھے وہی پتھر کے ہوئے ہونک سا منہ لیے اسے بے یقین نظروں سے گھور رہیں تھے جبکہ معتصم کے تو منہ میں جاتا ہاتھ ہی ساکت ہو گیا تھا۔۔۔

مطلب "اسے نکاح میں اینوائیٹ کرنا تھا!۔۔۔ان چھ آنکھوں کو خود کی طرف بھوکی نظروں سے گھورتے دیکھ وہ اپنی جگہ پہ گڑ بڑایا اور اپنی صفائی دینی چاہی۔۔۔

رک میں کرتا ہوں' تیرا نمبر دیکھ کر وہ اگنور کر رہی ہو گئی۔۔۔فواد کی بات پہ حارث ریلیکس سا ہوتا ہوا بولا اور فخر سے ٹیشو سے ہاتھ صاف کرنے لگا جس پہ فواد نے تند دہی نظروں سے اس اوور کنفیڈینٹ کو دیکھتے کہا۔۔۔

کیوں میں نے کیا اسے چھیڑا تھا جو اگنور کر رہی ہو گی!!!!

تو چھیڑ تو سہی میڈم چھیڑنے کو تیار بیٹھی ہے۔۔۔بریانی پہ قورمہ کا بھرا چمچہ ڈالتے معتصم نے لقمہ لیا۔۔۔

شرم کر لیا کر معتصم کچھ!۔۔۔اس کی واہیات بات پہ وہ ضبط سے آنکھیں بند کرتے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اس کے سسٹم میں شرم، غیرت اور حیا والی ایپز ہی بلوک ہیں۔۔۔۔فورک سے شامی کباب کا ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالتے درید نے سنجیدہ سا کہا۔۔۔

غالباً تو اسے فون کرنے لگا تھا۔۔۔ حارث کو کرسی سے کھڑا ہو کر اندر کی طرف بڑھتا دیکھ فواد نے پیچھے سے کہا۔۔۔

ہاں پر وہ فون تیرے کمرے میں چارج پہ لگایا تھا وہی لینے جا رہا ہوں۔۔۔ واپس مڑتے اس نے اپنے جانے کی واضاحت دی تو فواد نے منہ بسورتے اس کے چہرے کی طرف کرتے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کھولی جسے وہ شاہی خادم کی طرح جھک کر وصول کرتا دروازے کی سمت بڑھا۔۔۔

اتنا لذیذ کھانا چھوڑ کر تو وہ یوں گیا ہے جیسے وہ بھنی براؤنی 'ایما واٹسن' ہو۔۔۔۔

حارث کا یوں کھانا چھوڑ کر جانا معتصم شاہ کو کافی ناگوار گزرا تھا کیونکہ اس کے مطابق یہ کھانے کے آداب کے خلاف تھا۔۔۔

مجھے تو وہ ڈراک لاوا براؤنی ذرا نہیں پسند۔۔۔ اپنی بات پہ فواد کے بگڑتے تاثرارت کو دیکھتے وہ مزید منہ بنا بنا کر بولا تو بدلے میں فواد نے ہڈیوں والی پلیٹس میں سے چند خالی پڑے لیگ پیس اٹھا کر اس کے منہ پہ پھینکے جن کی یہ حالت کرنے والا بھی وہی درندہ تھا۔۔۔۔

ارے روحی آؤ ہمیں جوائن کرو۔۔۔لان کا گیٹ عبور کر کے اندر آتی مرحا کو دیکھتے درید نے نرم مسکراہٹ سجائے اسے ساتھ بیٹھنے کی آفر کی۔۔۔

۔نو تھینکس بھیا"" آپ لوگ انجوائے کریں۔۔۔ پھیکی مسکاں لبوں پہ سجائے اس نے فور میلٹی نبھائی۔۔۔

چندہ کیا ہوا آپ ٹھیک ہو۔۔۔اپنی جگہ سے اٹھ کر آتا وہ اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو حمائل کرتا فکر مندی سا بولا اور اسے لیے اگے کی طرف چلنے لگا۔ کیونکہ معتصم صاحب بے شرموں کی طرح دیدے پھاڑ پھاڑ کر اسے گھور رہیں تھے۔چونکہ اس نے آج پہلی بار مرحا یوسف کو یوں روبرو دیکھا تھا اور وہ بھی اتنی قریب سے۔۔۔

نہیں 'ہم ٹھیک ہے۔۔۔ گردن جھکائے وہ جھجھکتی ہوئی اپنے بال کان کے پیچھے اڑاستے ہوئے بولی تا کہ وہ اس کی سوجن زدہ آنکھیں نہ دیکھ لے۔۔۔

پھر ہماری تتلی اتنی اداس کیوں ہے۔۔۔اس کا یوں خاموش ہونا وہ نوٹ کرتا ہوا بولا تو وہ اپنے یہاں آنے پہ پچھتائی۔وہ تو یہاں آغا فارذ کو اپنے دل کی بات

بتانے آئی تھی تاکہ وہ حمزہ سے بات کر سکے پر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہاں فواد نے مجمع لگا رکھا ہو گا۔۔۔۔

""""""""" بب 'بس ویسے ہی

خوش رہا کرو میری لاوینڈر """""۔۔۔اس کے جھکے سر کو دائیں بائیں سے پکڑ کر ہلاتا وہ مسکرا کر بولا تو اس کے اتنے پیار پہ وہ بھی مرجھائے دل سے مسکرا گئی

۔۔۔

یہ کہی اپنی کزن سے ہماری برائیاں تو نہیں کر رہا۔۔۔۔فواد کو مرحا سے یوں راز و نیاز کی باتیں کرتا دیکھ معتصم نے کھوجتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے درید سے سوال کیا۔۔۔

۔ہماری تو نہیں خیر تیری ضرور کر رہی ہو گی مرحا کہ بھیا آپ کا دوست کتنا پیٹو ہے۔۔۔منہ بنا کر وہ خالص زنانہ آواز میں مرحا کی نقل اتارتے ہوئے بولا تو معتصم کڑک دار گھوری سے اسے نوازتا واپس اپنی پلیٹ پہ جھک گیا مطلب صاف تھا کہ ایسے الٹے سیدھے کمینٹس کا معتصم شاہ پہ کوئی اثر نہیں ہونے والا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کون پوچھتا ہے پنجرے میں بند پرندے کو غالب۔۔۔ یاد ہمیشہ وہ ہی اُتے ہیں جو اُڑ جاتے ہیں۔

وہ بہت مشکل سے فواد کو قائل کرتی جب اندر آئی تو سدا شکر کہ وہاں کوئی نہیں تھا، پورے لاونج میں ہو کا عالم تھا بس کیچن سے ہی کٹر پٹر کی آوازیں آرہی تھی جہاں میری موجود معتصم صاحب کے لیے سالم بکرا فرائے کرنے کی تگ وتدو کررہی تھی۔۔۔ کیٹ بلگر کی چال چلتی وہ سڑھیوں تک آئی کہ کہی کوئی آنا جائے پر کوئی نہیں آیا تھا کیونکہ گھر میں افراد ہی چند تھے۔ادھر اودھر دیکھتے وہ گولائی کی مانند اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھنے لگی، آنکھوں میں خوف یوں تھا جیسے کسی غلط ارادے سے آئی ہو اور دل دھڑک دھڑک کے پسلیوں سے ٹکرارہا تھا۔۔۔ ابھی وہ تھوڑا اوپر ہی چڑھی تھی جب دیوار کی طرف سے گھوم کر آتی سڑھیوں سے اترنے والے شخص کے فولادی سینے سے ٹکرائی تو اسے دن میں تارے نظر آنے لگا۔۔۔

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا، کہی ظاہر کہی چھپا دیکھا!!!۔۔۔ایک بار پھر حیرت انگیز طور پہ خود سے ٹکرانے والی لڑکی کو دیکھتے وہ دلکشی سے مسکراتا گنگنایا۔۔

آپ کے ساتھ مسئلا کیا ہے ہاں 'دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا۔۔ایک تو اس کے سر میں پہلے ہی درد ہو رہا تھا اور دوسری رہی سہی کسر اس انڈر ٹیکر کے سینے نے پوری کر دی تھی جو یوں لگا تھا جیسے پتھر ہو تبھی پیشانی مسلتی وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے غرائی۔۔۔

اور آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے محترمہ کیوں ہر دفعہ آپ کو ٹھکنے کے لیے میرا ہی سینہ نظر آتا ہے۔۔۔مرحا کا یوں غصہ سے اپنی طرف دیکھنا حارث کو مزہ دے رہا تھا تبھی اسے مزید بھڑکانے کو کمر پہ ہاتھ ٹیکائے وہ بھی عورتوں کی طرح اسے گھورتے بولا۔۔

ہیے ے ے """" کبھی اپنی شکل دیکھی ہے آپ نے آئینہ میں گوریلا لگتے ہیں اور ہم یعنی مرحا یوسف آپ سے ٹکراتے پھیریں گے 'ہا خوش فہمی چیک کریں ۔۔۔ننھا سا بل ماتھے پہ سجائے اس کا فل موڈ تھا حارث کے اگلے دانت توڑنے کا

۔۔۔

اور تم میری بندریا""""چیخ چیخ۔۔۔۔اس کی بات سے محظوظ ہوتے وہ اس کے بازو پہ چٹکی کاٹتا بولا اور ساتھ بندر کی طرح کھجانے کی ایکٹینگ کرنے لگا

۔۔۔۔

ایسے لگ رہا ہے جیسے چڑیا گھر سے بھاگ کر آپ سیدھے یہی آئے ہیں۔۔۔۔اپنا بازو سہلاتی وہ اسے تند دھی نظروں سے گھورتی بولی تو حارث کے کھجاتے ہاتھ نیچے ہوئے۔۔۔۔

تم جو آگئی تھی تو مجھے بھی زبردستی انھوں نے نکل دیا کے تمہیں واپس لے کر آؤں کیونکہ چڑیا گھر کے تمام بندر بھوک ہڑتال پر ہے۔۔۔وہ بھی مزے سے بولتا اسے زچ کرنے پہ تلا تھا۔۔۔۔

ہماری بلا سے آپ اور آپ کے وہ سارے دوست بھوکے مرے" ہمارا راستہ چھوڑیں۔۔۔۔وہ اب مزید اس کی بکواس سننے کی متمحل نہیں تھی کیونکہ اسے اب درد کی شددت سے چکر آنے لگے تھا پر سامنے کھڑا شخص کسی جوک کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔۔۔۔

ارے ایسے کیسے بھوکے مرے" تمہیں پتہ ہے وہ تو تمہیں زہر کا انجکیشن لگانے کی پلیننگ کر رہیں تھے وہ تو تم میرا شکریہ ادا کرو کہ جس نے معملا رفع دفع کرتے تمہیں ساتھ لے جانے کی حامی بھرلی۔۔۔اسے جانے کے لیے پر تو تلا تا دیکھ وہ مزید چوڑا ہوتا گزرنے کا راستہ پورا بلوک کر گیا۔۔

وہی زہر کا انجیکشن ہم نے آپ کی پسلی میں ٹھوک دینا ہے، شکریہ کے بچے ۔۔۔اس کی حرکت پہ وہ ناگن کی طرح پھنکاری پر پھر اچانک اسے اپنے چاروں جانب سے دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی تو وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام گئی۔۔۔

۔ہیے 'روحی آیو اوکے۔۔۔۔اسے سر تھام کر نیچے بیٹھتا دیکھ حارث اسے اس کے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا معاً کہ کہی وہ سڑھیوں سے گر ہی نہ جائے۔۔۔

ہہ "ہمارا سر "ہمارا سر گھوم 'رہا ہے "ہہ 'ہم نیچے "گگ " گر جائے گے۔۔۔ آنکھیں بند کیے وہ گھومتے سر کو تھامے اس کے سینے سے لگی بولی۔دماغ یوں گھوم رہا تھا جیسے زلزل آرہا ہوں۔۔۔

کچھ نہیں ہو رہا ریلیکس "" ہیے روحی "روحی اوپن یور آئیز۔۔۔ ہلکے سے اس کے سر کو تھپکتے اس سے پہلے وہ کسی کو آواز دیتا مرحا یوسف کا نازک وجود بے جان ہوتا اس کی بانہوں میں جھول گیا۔۔۔

فوادددد """ فوادددد۔۔۔ اسے یوں بیہوش ہوتا دیکھ اس کے حواس جھنجھنا اٹھے تھے تبھی فورا سے ہوش میں آتا وہ لان میں موجود فواد کو آوازیں دینے لگا۔۔۔

واٹ ہیپینڈ حارث """ وہ جو اپنی اسٹڈی میں بیٹھے کسی کتاب کی روح گردانی کر رہیں تھے حارث کو یوں چلا کر فواد کو آواز دیتا دیکھ وہ باہر نکل کر آئے اور سڑھیوں پہ کھڑے حارث کو متوجہ کیا جب اچانک ان کی نظر اس گداز بے جان " ہوئے وجود پہ پڑی تو وہ حواس بختہ سے ہوتے اس کے قریب پہنچے

گڑیا' گڑیا کو کیا ہوا۔۔۔ آئے ڈونٹ نو بھیا میں تو فواد کے روم سے آ رہا تھا جب یہ سڑھیوں پہ سر تھامے کھڑی نظر آئی۔۔۔ آغا فارذ کے پوچھنے پہ اس نے آدھے سچ اور آدھے جھوٹ کی آمیزاش کرتے کہانی بنائی۔۔۔

واٹ "کیا ہوا بھیا"" "اور روحی 'یہ کیوں بہیوش ہوئی ہے """"" ۔۔۔ حارث کے چلانے پہ وہ گھبراتا ہوا اندر آیا جہاں سڑھیوں کا منظر دیکھتے وہ مزید بھکلاتا سوال پہ سوال کرنے لگا۔۔۔

ڈونٹ بی پینک فادی 'تم ڈاکٹر کو کال کرو میں روحی کو روم میں لے کر جاتا ہوں ۔۔۔ حارث سے دور کرتے وہ مرحا کے بے جان وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے فواد سے مخاطب ہوئے اور خود حارث کے قریب سے گزرتے باقی بچی سڑھیاں عبور کرنے لگے۔۔۔

کیا ہوا تھا یہاں """"" ۔۔۔ آغا فارذ کے جاتے ہی وہ کھوجتی ہوئی نگاہوں سے حارث کو گھورتا بولا تو وہ بیچارا اپنی جگہ گڑبڑایا سا گیا۔۔۔۔

اللہ کی قسم فادی دیکھنے میں بھلے ہی ز کوٹا جن لگتا ہوں پر میں اندر کا ئینڈ ہارٹ ہوں۔۔۔ فواد کے یوں پوچھنے پہ وہ خفگی سے منہ پھلاتا ہوا بولا۔ جبکہ اپنی کائینڈ ہارٹنیس سے تو وہ خود ہی اچھے طریقے سے واقف تھا۔۔۔

اپنے اس جنموں کے بھوکے کزن کو جا کر لگا میں ڈالے اس سے پہلے کوئی قربانی کا جانور سمجھ کر اٹھا کر لے جائے۔۔۔ وہ موبائل پہ نمبر ڈائل کرتا حارث سے

معتصم کی اعلی خوراکی کے متعلق بولا کہ معاً اب کہی وہ لان کی گھاس اُکھڑ کر ہی نہ کھانے لگ جائے۔ جبکہ اپنے کزن کی برائی پہ وہ ہنہہ کرتا باہر کی طرف بڑھا ۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!!! میں عالِم نزع "تو التجائے زندگی

اوئے پاگل تو چلایا کیوں تھا۔۔۔۔ مرحا کے بیہوش ہو جانے کے پیچھے خود کو قصوروار ٹھہرتا حارث جیسے ہی باہر آیا تو لان میں رکھی کرسی پہ بیٹھے درید نے پچھ دیر پہلے اس کے چلانے کے پیچھے چھپی وجہ پوچھی۔۔۔۔
وہ'وہ فادی کی کزن بیہوش ہو گئی تھی سڑھیوں پہ۔۔۔۔۔ پہلے تو اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہے پر پھر دھیمی رفتار سے چل کر آتا کرسی کے اوپر دونوں ہاتھوں کو ٹیکائے بولا۔۔۔۔

تو اس میں تیرے چلانا کہاں بنتا تھا؟۔۔۔ جانچتی نظروں سے اس کے چہرے کے تاثرات او بزرو کرتے درید نے پھر سوال کیا تو حارث نے گہرہ سانس بھرا اسے دشمنوں کی کیا کمی تھی اس کے دوست ہی کافی تھے ذلیل کرنے کو۔۔۔ کیونکہ وہ چھوئی موئی بیہوش ہو کر میری ہی بانہوں میں گری تھی جس پر غالبا میرا چلانا ہی بنتا تھا۔۔۔ تپا تپا لہجا لیے وہ درید کو ملامتی نظروں سے گھورتا بولا جو تفصیلی تفتیش پہ اتر ہوا تھا۔۔۔

!!!! چلانا تو پھر اس کا بنتا تھا جس نے اتنی نزدیکی سے تیرا یہ منہ دیکھا تھا تو شاید سمجھا نہیں "کوئی بہادر ہوتی تو چلاتی نہ پر وہ تو نازک سی بچی تھی اس کا بیہوش ہونا ہی بنتا تھا۔۔۔ کولڈرنک کے گلاس سے گھونٹ بھرتے معتصم نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

ویسے تو تجھے کے کھانے اگے نہ کچھ سنائی دیتا اور نہ دیکھائی! مگر جہاں بات ہو میری وہاں تیرا جسم کا ہر عضو کان کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔۔۔ معتصم شاہ کے طنز پہ وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا بولا جو ہمیشہ اس کی ہی باتوں میں بڑھ چڑھ کر بولتا تھا۔۔۔۔

اسے کتنی بار کہا کہ حارث ایسی شکل لے کر یوں کھلے عام مت گھوما کر ہر کوئی ہماری طرح دلیر نہیں ہوتا کوئی نازک دل بھی ہوتا ہے جو محض تیری ایک جھلک دیکھ کر ہی غش کھا کر مر سکتا ہے۔۔۔اس کی پوری بات سنے بغیر درید رکھ رکھ کر اس پر الفاظوں کے تیر برسا رہا تھا۔۔۔۔

اور ہماری ڈئیر کزن کا تو دل بھی چڑی جیسا ہے "اگر اس نے ہوش میں آ کر اپنے بیہوش ہو جانے کی وجہ بتا دی نہ تو پھر آپ کئی ماہ تک ہوش میں نہیں آ سکتے ۔۔۔۔ڈاکٹر کو دروازے تک چھوڑ کراتے داؤد نے جب درید کی بات سنی تو اندر جانے کا ارادہ مفقود کیے انھیں کی طرف آتا سنجید گی سے بولتا حارث کی حالت خراب کر گیا۔۔۔

ایسے "کیسے وہ مجھ پر الزام لگا سکتی ہے، میں نے تو کچھ کیا بھی نہیں ہے۔۔۔

داؤد کی بات پہ وہ پہلو بدلتا بولا، پوری بات اب بھی نہیں بتائی تھی کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہی وہ سب اسے پکڑ ہی نہ لے۔۔۔۔

وہ ایسے ہی کرتی ہے کیونکہ وہ 'مرحا یوسف' ہے جس کی بات پر مبین منزل کا ہر مکین آنکھیں بند کر کے یقین کرتا ہے۔۔۔لہجے میں پراسراریت جبکہ آنکھوں میں ورانگ لیے اس بار حیدر نے اس کا حوصلہ پست کرنا چاہا۔۔۔

سالے حرامیوں تم جیسے دوست ہوں تو مجھے دشمنوں کی کیا ضرورت ہے۔۔۔

ان چاروں کی طرف خونخوار نگاہوں سے دیکھتا وہ دبدبہ چلایا اور کرسی کو ہٹ کرتا تن فن کرتا باہر کی طرف بڑھا جبکہ پیچھے ان چاروں نے مسکراتی ہوئی نظروں سے اس کی پشت دیکھی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کچھ تو تیرے موسم ہی مجھے راس کم آئے۔۔اور کچھ میری مٹی میں بغاوت بھی بہت تھی

اس وقت کمرے میں سب کی موجودگی کے باعث ایک سرد سی خاموشی کا راج تھا۔ڈاکٹر بستر کے اندر دھنسے اس پھول کا معائنہ کر رہیں تھے جو کہ خزاں کے موسم کی طرح مرجھایا ہوا تھا اس کے دائیں جانب پریشان سے آغا فارذ بیٹھے تھے تو بائیں جانب فکرمند سا حمزہ جو اضطرابی کیفیت میں اس کے سر میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔

ڈونٹ وری کھانا نہ کھانے کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی، میں یہ کچھ واٹا میز لکھ کر دے رہا ہوں انھیں باقاعدگی سے کھلایا گا یہ انٹرنلی بہت ویک ہے۔۔۔
پریکیسپشن تیار کرتے ڈاکٹر نے صوفے پہ بیٹھے سکندر ماموں کی طرف دیکھتے تفصیلا کہا تو انھوں سے سر اثبات میں ہلاتے داؤد کو ہاتھ سے اشارہ دیا جس پہ وہ سر ہلاتا اگے بڑھا اور ڈاکٹر کا بیگ اٹھائے اگے اگے چلنے لگا جبکہ اس کے پیچھے ہی حیدر لپکا۔۔۔
شکریہ ڈاکٹر۔۔۔ مبہم سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے وہ ڈاکٹر سے مخاطب ہوئے تو وہ پروفیشنل انداز میں سر کو خم کرتے ان کے پیچھے لپکے جوان کا بیگ اٹھا کر فرار ہو چکے تھے۔۔۔

آپ لوگوں کو پتہ نہیں تھا کہ روحی نے کھانا نہیں کھایا۔۔۔ سنجیدہ چہرہ لیتے سکندر ماموں گھر کی خواتین کی طرف دیکھتے بولے جو خود مرحا کے یوں بیہوش ہونے پہ فکر مند تھی۔۔۔

نکاح کی تیاریوں میں دھیان ہی نہیں رہا۔۔۔ زبیدہ مامی شرمندگی سے نظریں چراتی بولی۔ ان کا دل اپنی لاڈلی کو یوں بستر سے لگا دیکھ دہل رہا تھا۔۔۔

کمال کی بات ہے جس کا نکاح ہونا ہے اس ہی سے لاپرواہی برتی جا رہی تھی ۔۔۔ انھیں خواتین کی یہ غیر ذمہ داری کافی ناگوار گزری تھی۔۔۔

ماموں اس میں مامی کو تو کوئی قصور نہیں ذمہ داری بڑھی ہوئی ہے نہیں یاد رہا"" در گزر کرے۔۔۔۔ مرحا کے چہرے سے نظریں اٹھائے وہ سکندر ماموں کو یوں غصہ کرتا دیکھ بولا اور پلکوں کی جنبیش سے زبیدہ مامی کو تسلی دی۔۔۔

اگر گڑیا سڑھیوں سے گر جاتی تو؟۔۔۔ خاموش نظروں سے وہ سرخ عارضوں پہ سایہ فگن سیاہ گامڑنوں پہ نظریں جمائے بولے۔ ان کے دل کو کچھ ہو رہا تھا یہ سوچ کر کے اگر وہ ماربل کی سڑھیوں سے گر جاتی تو کیا ہوتا۔۔۔۔

اللہ نے رحم کیا ہے آغا ہماری بچی پر۔۔۔چئیر پہ بیٹھی مہتاب مامی ان کے فکر مند چہرے پہ نظریں گاڑھے بولی۔ کمرے میں اس وقت مردوں میں سکندر ماموں، حمزہ اور آغا فارذ تھے جبکہ خواتین میں مہتاب مامی اور زبیدہ مامی موجود تھی۔ آغا ماموں اور فرقان ماموں باہر گیے ہوئے تھے جبکہ داؤد اور حیدر ابھی ڈاکٹر صاحب کو لے کر گیے تھے اور سبین مامی مرحا کو دیکھتی مبین منزل واپس جاچکی تھی۔۔۔

اب بنائے لائے اس کے لیے کچھ۔۔۔۔ سکندر ماموں سرد وسپاٹ لہجے لیے بولے تو زبیدہ مامی کی آنکھوں میں نمی چھلکی۔۔۔

ح"حورے بنارہی ہے۔۔۔۔ایک تو انھیں مرحا کی پریشانی ہورہی تھی اور دوسری وہ انھیں سنائے پہ سنائے جارہیں تھے جبکہ انھیں یوں آنکھیں بھرتا دیکھ وہ ایک گہری سانس بھرتے باہر کی طرف بڑھے تو آغا فارذ اٹھ کر ان کے نزدیک آئے۔۔۔

وہ پریشان ہے چاچی"""""۔۔۔انھیں سینے سے لگاتے وہ نرمی سے بولے

۔۔۔۔۔

تو میں بھی پریشان ہوں 'کیا مجھے تکلیف نہیں ہے" پر میں نے تو نہیں ڈانٹا انھیں ۔۔۔نم غصہ بھرا لہجا لیے وہ سکندر ماموں کی غیر موجودگی کے باعث اپنی ناراضگی کا کھلا اظہار کرتی بولی۔۔۔۔

آپ کا غصہ بتا رہا ہے کہ چاچو آج رات گیسٹ روم میں گزاریں گے۔۔۔۔ان کے آنسو صاف کرتے وہ شرارت بھرے لہجے میں بولے تو وہ نم آنکھوں سمیت مسکرائی۔۔۔۔

بالکل 'آ کے دیکھائے میرے کمرے میں "۔۔۔ خفگی سے ناک سکوڑتی وہ پیچھے دروازے میں کھڑے سکندر ماموں سے لاعلم روعب سے بولی۔۔۔۔

آغا اپنی چاچی جان کو بتادوں کے تمہارا ساتھ بس یہی تک کا ہے، بیچاری خوامخواہ ہی جنگل میں رہتے شیر سے بیر پالنے کا سوچ رہی ہے۔۔۔۔دروازے کی چوکھٹ سے کندھا لگائے وہ آغا فارذ کے ساتھ کھڑی زبیدہ مامی کی پشت دیکھتے سنجیدہ سے بولے البتہ آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔۔۔۔

شیر بھی یاد رکھے کے ہوم منسٹر سے الجھنا انھیں کتنا بھاری پڑ سکتا ہے۔۔۔زبیدہ مامی کو اپنے سینے سے لگائے وہ ان کی سپورٹ میں دوبدو بولے۔۔۔۔

تم شیطان والا کام نہ کرو اور میری بیوی سے ذرا دور رہو سمجھے۔۔۔آغا فارذ کو زبیدہ مامی کے کندھے پہ ہاتھ رکھا دیکھا وہ غصے سے انہیں گھورتے بولے۔۔۔

کیوں یہ میری چاچی ہے۔۔۔آئیبر واچکائیں وہ بھی اپنے چچا جان کی پوزیسنیس سے لطف اندوز ہوتے بولے۔۔۔

اور میری بیوی" خبر دار جواب نزدیک آیا۔۔۔۔زبیدہ مامی کو ان کے حصار سے نکل کر اپنے حصار میں لیتے وہ انگلی اٹھائے انھیں وران کرتے بولے تو کمرے کی گہری خاموشی سب کا دلفریب قہقہ گونجا سکندر ماموں کو یوں ٹین ایجرز کی طرح لڑتا دیکھ جبکہ زبیدہ مامی تو اپنی جگہ شرمندہ سی ہو گی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب۔۔۔کہتے ہیں کہ اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا !

سوگ ختم ہو گیا ہوں تو ایک کپ چائے مل سکتی ہے۔۔۔۔۔ بیڈ پہ ناراضگی سے منہ پھلا کر بیٹھی زبیدہ مامی کو دیکھتے وہ سنجیدگی سے بولے۔۔۔

نہیں۔۔۔ خشمگین نظروں سے ان کی طرف دیکھتی وہ صاف انکار کر گئی تو مقابل کی بھنوئیں اوپر ہوئی۔۔۔۔

زیادہ نہیں ہو رہا ہے؟۔۔۔۔ ان کو یوں منہ بنا کر انکار کرتا دیکھ سکندر ماموں تیکھی نظروں سے گھورتے بولے تو وہ جو ناراضگی ظاہر کر رہی تھی فوراً سیدھی ہوئی۔۔۔

!!!! آپ نے بھی تو سب کے سامنے مجھے کتنا ڈانٹا تھا

میں روحی کی لے کر پریشان ہو گیا تھا، آپ جانتی ہے نہ وہ مجھے کتنی عزیز ہے۔۔۔ ان کے شکوہ کرنے پہ وہ گہرہ سانس بھرتے صوفے سے اٹھ کر بیڈ پہ ان کے سامنے بیٹھتے بولے۔۔۔

تو وہ مجھے بھی پیاری ہے 'بس غلطی ہو گی نکاح کی تیاری میں اس پر دھیان نہیں دے سکی۔۔۔ وہ شرمندہ سی ہوتی بولی کیونکہ انھیں اپنی لاپرواہی پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا کہ وہ مرحا کو ریگلیکٹ کیسے کر گئی۔۔۔

مے آئے کم ان سکندر سر"""""۔۔۔وہ انھیں کچھ کہنے ہی لگے تھے جب روم کے دروازے پہ نوک ہوا اور ایک بلیک اینڈ وائٹ یونیفارم میں ملبوس داڑھی مونچھ والا بچہ اندر آیا۔۔۔

نو بیکواز یہ سر اور میڈم کے پرائیوٹ مومینٹس کا وقت ہیں "تو پلیز اُپ اپنی یہ بھوتی لے کر در دفع ہو جائے۔۔دروازے سے ٹیک لگا کر تراب کو مسکراتی نظروں سے خود کی طرف دیکھتا دیکھ وہ بھینچے جبڑے لیے بولے پر مقابل کوئی اثر لیے بغیر چلتا ہوا اندر آیا اور صوفے پہ ان کی چھوڑی ہوئی جگہ پہ بیٹھ گیا۔۔۔

مجھے ضروری بات کرنی ہے تو آپ اپنے یہ پرائیوٹ لمحات ذرا جلدی ختم کرے ۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے اس نے پرائیوٹ پہ خاصا زور دیتے کہا۔۔۔

جلدی کرو بکواس جو کرنے آئے ہو۔۔۔۔بیٹے کی ڈھیٹائی پہ وہ خود کو کچھ الٹا بولنے سے روکتے صبر کا گھونٹ بھرتے بولے۔۔۔

۔بابا میں ابھی نکاح نہیں چاہتا۔۔۔۔ سکندر ماموں کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ کنفیڈنیس سے بولا پر دوسری طرف سے اڑ کر اُتی ہوائی چپل نے سارا کنفیڈنیس پل میں ملیا میٹ کیا تھا۔۔۔

!!!! کیا بکواس کی ہے ذرا دوبارہ کرنا

یار بابا آپ کو شرم نہیں آتی بڑے بیٹے کو یوں مارتے ہوئے۔۔۔۔اپنے بازو کو سہلاتا وہ باپ کو شکوہ کن نگاہوں سے دیکھتا بولا۔۔۔۔

بیٹے کو تو نہ آئی یہ چاول مارتے ہوئے۔۔۔۔۔۔وہ بھی دبدوبولے تو تراب نے منہ پر مسکنیات سجائے ماں کی طرف دیکھا جو ابھی تک شاک کے عالم میں اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔

تمہیں پسند ہے وہ، تمہاری مرضی سے سب ہوا ہے تو اب اس انکار کی کیا وجہ ہے تابی؟؟؟؟؟

انکار کی وجہ یہ ہے کہ کتے کو کھیر ڈالی اس سے ہضم نہیں ہوئی، اتنی پیاری بچی اسے بیٹھے بیٹھائے جو مل رہی تھی تبھی اوقات راس نہیں آرہی۔۔۔۔۔زبیدہ مامی کے پوچھنے پہ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا سکندر ماموں کے ذلیل کرنے پہ وہ آنکھیں میچ گیا۔اتنا تو وہ ستائیس سال کے عرصے میں کبھی نہیں ہوا تھا جتنا مرحا کی وجہ سے اگلے دو سے تین منٹ میں ہو گیا تھا۔۔۔

یار آپ لوگ سمجھ نہیں رہیں! بھیا سے نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔ان دونوں کو خود کو یوں گھورتا دیکھ وہ بے بسی سے منہ بناتے بولا کہ شاید اب وہ سمجھ جائیں

۔۔۔۔

تمہیں کس نے کہا؟؟

حمزہ نے۔۔۔زبیدہ مامی کے پوچھنے پہ وہ سنجیدہ سا ہوتے بولا۔۔۔

پر اب کچھ نہیں ہو سکتا، حمزہ کو یہ سوچنا چاہیے۔۔۔وہ سمجھ گیے تھا کہ انکار کی وجہ کیا ہے پر پھر بھی وہ مان نہیں سکتے تھے کیونکہ اب گنجائش نہیں تھی ان چیزوں کی۔۔۔۔۔

پلیز بابا میں زبردستی نہیں کرنا چاہتا، میری خواہش ہے کہ وہ مجھے دل سے اپنے شریک حیات کے طور پہ قبول کرے اور اگر اس کے لیے مجھے تھوڑا انتظار بھی کرنا پڑا تو میں کرلونگا !!!!

یہ کوئی کہانی نہیں چل رہی نہ تم اس کہانی کے ہیرو ہو سمجھے۔۔۔وہ کس بھی حال میں تراب کی یہ بات ماننے سے انکاری تھے۔۔۔

پر میں مرحا کی زندگی کا ہیرو بننا چاہتا ہوں !!!!

جو مرضی کرو میری بلا سے مگر مجھے سے یہ امید مت رکھنا کہ میں بھائی جان کے پاس جا کر یہ بات کرونگا۔۔۔ تراب کی فلمی باتوں سے وہ اکتائے ہوئے بولے اور اسے خود سے کسی بھی قسم کی آس رکھنے کی امید کو توڑتے ہوئے بڑے بڑے ڈھگ بھرتے کمرے سے باہر نکلے۔۔۔

یار آپ تو سمجھے نہ اپنے بیٹے کو۔۔۔ سکندر ماموں کو یوں غصے میں اٹھ کر جاتا دیکھ وہ گہرہ سانس بھر کر رہے گیا اور کسی امید کے تحت اٹھ کر ان کے قریب آتے وہ اداسی بھرے لہجے میں بولا۔۔۔

میرا شہزادہ اتنا نرم دل کیوں ہیں۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ تراب سکندر کی جان ہے مرحا یوسف اور یہ بھی جانتی تھی کہ اس وقت کے لیے اس نے کتنی دعائیں مانگی ہے پر پھر بھی اس کی خوشی کی خاطر وہ اپنی خوشیوں کی قربانی دینے جا رہا تھا۔۔۔

آپ کا شہزادہ صرف ایک شہزادی کے لیے ہی اتنا نرم ہے۔۔۔ ان کی گود میں سر رکھتا وہ اسے تصور میں لائے بولا جو شاید اس رانجھے کے عشق کے قابل نہیں تھی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ڈھونڈ اجڑے ہوئے لوگوں میں بھی وفا کے موتی۔۔۔ یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں !

دن کی روشنی اب رات کی سیاہی میں بدل چکی تھی جو بادل ہونے کی باعث ابھی سے ہی گہری معلوم رہی تھی، شام ہوتے ہی مبین منزل کی قندیلیاں روشن کر دی گئی تھی، خوبصورت امریکن کیچن سے کٹر پٹر کی آوازیں آنا شروع ہو چکی تھی جس کا مطلب تھا خواتین رات کے کھانے کے لیے اپنی اپنی کمر کس چکی تھی ۔۔۔

بھابھی سالن تیار ہو گیا۔۔۔ باؤل میں ڈالے دہی کو ہینڈ بیٹر سے پھینٹتی حورے بیگم نے چولہے پہ رکھی ہانڈی میں چمچہ چلاتی سبین مامی سے پوچھا۔۔۔

گوشت بھون چکا ہے بس تھوڑا سا پانی ڈال کر کچھ دیر دم پہ رکھنا ہے۔۔۔ کانچ کے جگ سے تیز آنچ پہ پکتے گوشت میں دو گلاس پانی ڈالتے انھوں نے کہا اور ہانڈی پہ ڈھکن رکھ گئی۔۔۔۔

چلے پھر آپ ہٹ جائے میں روٹیاں بنالوں۔۔۔۔۔ رائتہ کے باؤل کو سائیڈ پہ رکھتی وہ آستینیں اوپر چڑھاتے ہوئے بولی۔ آج کھانا سبین مامی اور حورے بیگم بنارہی تھی کیونکہ زبیدہ مامی اپنی لاڈلی کے کمرے میں اس کی تیمارداری کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

نہیں روٹیاں میں بنارہی ہوں تم ذرا یہ یخنی مرحا کو دے آؤ۔۔۔ سفید ماربل کے باؤل میں وہ مرحا کے لیے تیار کردہ یخنی انڈیلتی ہوئی بولی۔۔۔

نہیں آپ دے آئے میں روٹی بنالیتی ہوں !!!!

کیا بات ہے حورے جب ڈاکٹر اسے چیک کر رہا تھا تم تب بھی نہیں تھی اس کے ساتھ اور اب بھی وہ کب سے اپنے کمرے میں ہے پر تم ایک دفعہ بھی نہیں گئی اسے دیکھنے !! کسی بات سے ناراض ہو اس سے ؟؟۔۔۔۔۔ ان کا گریز کرنا وہ بخوبی نوٹ کر چکی تھی۔۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں "بس وہ ذرا گھٹنوں میں درد ہو رہا ہے تبھی سڑھیاں نہیں چڑھ رہی۔۔۔ سبین مامی کے یوں اچانک سوال کرنے لینے پہ وہ ایک دم بوکھلائی پر پھر فوراہی سیچوئیشن سنمبھالتی اپنے نا جانے کا بہانہ گڑھ گئی۔۔۔

اچھا چلو پھر تم جا کر آرام کرو' اور رانی کو بھیجو وہ یہ یخنی دے آئے گی۔۔۔ان کے بہانے کو سچ مانتی وہ فوراان کا احساس کرتی بولی تو وہ یوں اپنی بھابھی سے جھوٹ بولنے پہ شرمندہ سی ہوتی کیچن سے باہر نکلی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کیا کہیں کتنے مراسم تھے ہمارے اس سے۔۔۔ وہ جو اک شخص ہے منہ پھیر کے جانے والا

بھائی جان آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔۔ سکندر ماموں اسٹڈی کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئے تو سامنے کاؤچ پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھے آغا

ماموں سے مخاطب ہوئے جو آنکھوں پہ نظر کا چشمہ لگائے ہاتھ میں پکڑی کتاب کا مطلعہ کر رہیں تھے۔۔۔

ہاں کہو کیا بات ہے !۔۔۔۔آواز پہ انھوں نے نظر اٹھائے دروازے پہ کھڑے سکندر ماموں کو دیکھا اور انہیں ہاتھ کے اشارے سے صوفہ پہ بیٹھنے کا کہتے کہا

۔۔۔۔

بھائی"""وہ بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ان کے چہرے پہ چھایا روعب اور سنجید گی کو دیکھتے انھیں بولنا مشکل لگ رہا تھا کیونکہ چاہے وہ عمر کے اس حصے میں آگیے ہوں پر انھیں اب بھی کوئی غلط بات کرتے وقت یہ ڈر لگا رہتا تھا کہ کہی وہ ایک الٹے ہاتھ کا نہ کروادے۔۔۔۔

تمہارا جھجھکنا یہ بتا رہا ہے کہ کہی تم نے چھپ کر دوسری شادی تو نہیں کر رکھی۔ اور اب تم اپنی بیوی کے اصرار پہ بیوی، بچے یہاں لانے کی اجازت لینے آئے ہو ۔۔۔۔سکندر ماموں کے یوں جھجھک کر بولنے کا وہ الٹا ہی نتیجہ اخذ کرتے مزاحیہ سے بولے تو وہ مزید بوکھلائے۔۔۔۔

اللہ مجھ پر رحم کرے بھائی جان، میرے تو قابو میں یہ ہی دو نہیں ہے جو آلریڈی ہے اوراپ دوسری سے """ خدا کا خوف کرے کیوں میرا بڑھاپہ رولنا چاہتے ہیں۔۔۔ آغا ماموں کی بات پہ وہ یوں کانوں کو ہاتھ لگاتے بولے جیسے کسی گناہ کی ترغیب دے دی ہو انھیں۔۔۔

!!! تمہارا بڑھاپہ ویسے بھی رولنا ہے کیونکہ تمہارے پاس داؤد سکندر ہیں اوراس اٹل حقیقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔۔۔ سر نفی میں ہلاتے انھوں نے آغا ماموں کی بات کی تصدیق کی تو وہ سر جھٹکتے مسکرائے۔۔۔۔

ارے نہیں ایسا نہ بولو' اتنا اچھا بچا تو ہے۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی کتاب کو بند کر کے میز پہ ڈالتے وہ مسکراہٹ دبائے بولے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے ان کا اگلا ریکشن۔۔۔۔

اتنا ہی اچھا ہے تو آپ رکھ لے اس شیطان کو۔۔۔ داؤد کی حمایت میں انھیں بولتا دیکھ وہ منہ بسورتے ہوئے بولے تو بدلے میں ان کا فلک شگاف قہقہ اسٹڈی میں گونجا۔۔۔

ہاہاہاہا" نہیں بھئی ایک ہے میرے پاس وہی کافی ہے۔۔۔ سکندر ماموں کی بات پہ ہنستے وہ سر نفی میں ہلاتے بولے کیونکہ ان کے پاس بھی تو تھا آغا فواد۔۔۔

اچھا چھوڑو بچوں کی برائیوں کو' یہ بتاؤ تم کیا بات کرنے آئے تھے۔۔۔ کچھ دیر ہنسنے کے بعد وہ پھر سیریس ہوتے اس موضوع پہ آئے جس کے بعد سکندر ماموں کو پکا یقین تھا کہ ان کی یہ مسکراہٹ خوفناک سنجیدگی میں بدل جائے گئ

۔۔۔

بھائی جان وہ تراب 'کا کہنا ہے کہ وہ ابھی یہ نکاح نہیں کرنا چاہتا !!!!

وکیل صاحب کا دماغ پھیر گیا ہے کیا جو یہ بکواس کی ہے۔۔۔ سکندر ماموں کی سوچ سچ ثابت ہوئی تھی واقعی ہی کچھ دیر پہلے والی مسکراہٹ کی جگہ اب رونگھٹے کھڑے کر دینے والی سنجیدگی قائم تھی۔۔۔

وہ راضی تھا پر """""۔۔۔ ڈرتے ڈرتے بلاآخر وہ حمزہ اور مرحا کی ملاقات سے لے کر اپنی اور تراب کی ساری باتیں ان کے گوشے گزر کر چکے تھے۔۔۔

ٹھیک ہیں اگر ہماری بیٹی کو وقت چاہیے نئے رشتوں کو سمجھنے کے لیے تو ہم اس پر زبردستی نہیں کرئے گے، اب تراب اور مرحا کا نکاح تبھی ہی ہوگا جب وہ

پوری طریقے سے راضی ہو گی اور پرسو نکاح صرف تمہارے اس نکمے کا ہو گا ۔۔۔۔عینک فولڈ کر کے قیمض کی جیب پہ پین کی طرح لگاتے وہ فیصلہ مرحا کے حق میں سنا گیا تھے کیونکہ اس گھر میں اس کے ساتھ زبردستی کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کرنا تو دور کی بات۔۔۔۔

پر وہ رہے گی تراب کی ہی امانت ؟۔۔۔۔ناجانے کس خدشے کے تحت وہ یہ بول گیے تھے۔۔۔

وہ ہمیشہ تراب کے نام سے ہی منسوخ رہے گی بیشک ابھی ہم نے اس کے فیصلے کو ترجیح دے دی ہے پر تراب کے اوپر ہم کسی کو اور ترجیح نہیں دے سکتے ۔۔۔۔وہ ان کے خدشات کو سمجھ گیے تھے تبھی فیصلہ کن لہجے میں بولے۔اس کی بات ماننا ایک طرف پر اس کی زندگی پہ وہ کوئی کمپرومیز نہیں کر سکتے تھے ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تو کہ معصوم بھی ہے زود فراموش بھی ہے۔۔۔اس کی پیماں شکنی کو بھی گوارا کر لے!

چلو میرا بچہ جلدی سے منہ کھولو۔۔۔۔ باؤل سے بھری چمچہ اٹھا کر وہ اس کے منہ کے قریب کرتی بولی جو ایک دو چمچہ زبردستی پی لینے کے بعد اب الٹے سیدھے منہ بنا رہی تھی۔۔۔۔

پلیززززمامی اور نہیں پیا جائے گا۔۔۔۔ ہاتھ سے باؤل کو پیچھے دھکیلتی وہ رونے والا منہ بناتی بولی تو زبیدہ مامی اس کی اداکاری پہ مسکراتی باؤل سائیڈ ٹیبل پہ رکھ گئی۔۔۔۔

اوکے اور نہیں پیتے!!!

ڈیٹس لائک مائے مامی جان۔۔۔۔۔ فوراً سے خوشی سے کھلکھلاتی وہ ان کی گود میں سر رکھ گئی تو وہ اس کے بچپنے پہ مسکراتی اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔۔۔۔

چندہ ایک بات پوچھو آپ سے۔۔۔۔اس کی بند پلکوں پہ نظریں ٹکائے وہ محبت سے اس کی پیشانی چومتی بولی۔۔۔

ایک کیوں سو پوچھے!!!۔۔۔ان کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھر کر اپنے چہرے کے نزدیک کرتے وہ ان کی گال کا بوسہ لیتی بولی تو وہ اس کی معصوم محبت کے صدقے گئی۔وہ اپنی باتوں اور پیار سے یہ کبھی ظاہر نہیں کرتی تھی وہ ان کی بیٹی نہیں ہے بلکہ ہر دفعہ اپنی ماں سے زیادہ وہ ان سے محبت کا اظہار کرتی تھی

۔۔۔۔

مجھے غلط نہ سمجھنا میری جان 'میں بس یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا تراب آپ کو پسند نہیں ہے۔۔۔جب سے تراب نے ان سے بات کی تھی تب سے ان کے دل میں یہ سوال اٹھ رہا تھا کہ مرحا کو وہ پسند نہیں تھا یا وجہ کچھ اور تھی۔۔۔۔

وہ تو ہمارے سب سے اچھے دوست ہے تو وہ کیوں نہیں ہمیں پسند ہونگے "پر اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ ہم اپنے بھیا سے نکاح ہی کر لے۔۔۔۔۔لیٹے لیٹے ہی وہ نظریں اٹھائے ان کی سمت دیکھتے اپنی تھیوری ایکسپلین کر رہی تھی جس کے مطابق بھیا سے نکاح ہر گز نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

تو مطلب وہ ویسے تمہیں پسند ہے بس نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔۔اپنی لاڈلی کی باتیں سن کر ان کا دل چاہا وہ قہقہ لگائے مطلب وہ تراب کو حمزہ کی طرح اپنا بھیا

سمجھتی تھی اور دوسرا قہقہہ اس پاگل کی حالت پہ بنتا تھا جو بھیا سے سائیاں کے سپنے سجائے بیٹھا تھا۔۔۔

جی بالکل۔۔۔۔وہ صبح کے برعکس اب کافی سنبھلی ہوئی لگ رہی تھی تبھی زبیدہ مامی سے آرام سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

مطلب اگر وہ تمہارا بھیا نہ ہوتا تو پھر نکاح ہو سکتا تھا۔۔۔انھیں تراب کی حالت اور محبت پہ ہنسی اور افسوس دونوں بے وقعت ہو رہیں تھے۔۔۔

ہمممم """ پھر ایسا ہو سکتا تھا۔۔۔۔کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ آخری نتیجے پہ پہنچتی بولی تو زبیدہ مامی کوئی اور سوال کیے بغیر مسکراتی ہوئی اسے خود میں بھینچ گئی تو وہ بھی ان کی آغوش میں سکون پاتی ان کی اطراف میں اپنے بازو کا حصار کر گی

۔۔۔

اللہ تمہارے معصوم دل میں میرے تابی کا عکس اتار دے۔۔۔۔اس کے بالوں سے ڈھکے ماتھے کو چومتی وہ دل میں بڑبڑائی اور پیروں میں پڑے بلینکٹ کو اٹھا کر مرحا کے سوئے وجود پہ ڈالتی پیار سے اس چڑیا کو نہارنے لگی جس میں ان کے شہزادے کی جان مقید تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجھے معلوم ہیں کہ وہ میرا نہیں ہو گا۔۔۔بس شوق ہے اس کی خاطر برباد ہونے کا !

غموں اور تکلیفوں کے بعد آج کا سورج مبین منزل کے مکینوں کے لیے خوشیوں بھری بہاریں لایا تھا، جہاں داؤد کا صبر ختم ہوا تھا تو وہی تراب کے دل میں ایک اجیب سی کسک تھی کہ اگر وہ راضی ہو جاتی تو وہ دونوں بھی آج ایک پاک اور خوبصورت رشتہ میں بندھ جاتے پر پھر دل اس بات پہ بھی راضی تھا کے وہ اپنے پورے دل کے ساتھ اسے قبول کرئے گی، اپنے ریشم سے گوندھے ہاتھوں پہ اس کے نام کی مہندی سجائے گی اور پھر یہ خوشی اس کسک پہ حاوی ہو رہی تھی۔۔۔۔

ارے آپ لوگ کہی مجھے قربان کرنے کا تو نہیں سوچ رہیں۔۔۔ سفید کرتا پاجامے پہنے رافع اور حیدر کے ساتھ جیسے ہی لاونج میں آیا تو وہاں عورتوں کی گی تیاریوں کو دیکھتے بولے۔۔۔۔

اللہ رحم کرے کیا اول فول بک رہیں ہو" بڑی مشکل سے تو یہ شگنوں والا دن چڑھا ہے۔۔۔۔ زبیدہ مامی قریب آتی اس کے کندھے پہ ایک دھمو کا جڑتی بولی جو آج شہزادہ لگ رہا تھا جبکہ ان کے یوں مارنے پہ داؤد نے منہ بسورا۔۔۔

تائی جان کیا آج ہم ہولی کھیلنے والے ہیں۔۔۔۔ باؤل میں رکھے ابٹن کو دیکھتے حیدر نے سوال کیا تو وہ داؤد کا ہاتھ پکڑتی ہوئی زمین پہ پڑے فلور کشن پہ بیٹھاتی بولی۔۔۔

!!!!! نہیں داؤد کو ابٹن لگائے گے

وہ کیوں بھلا۔۔۔۔ آنکھوں میں نا سمجھی والے تاثرارت لیے سوال اس بار رافع نے پوچھا تھا۔۔۔

تا کہ اس منحوس کی تھوڑی منحوسیت ختم ہو سکے۔۔۔ بادامی رنگ کی شلوار قیمض پہنے پاؤں میں مردانہ جوتی ڈالے بیٹھے درید نے سنجید گی سے جواب دیا تو

داؤد نے اچنبھے سے مڑ کر ان چار بلاؤں کو دیکھا جو بالکل اس کے عقب میں شان سے بیٹھے تھے۔۔۔

آپ کی موجودگی میں تو پھر یہ ناممکن سی بات ہے۔۔۔۔ تیکھی نظروں سے وہ کینو اس کے بھائی کو گھورتے بولا جو قمیض شلوار میں پہلے سے بھی زیادہ ہینڈ سم نظر آ رہا تھا اور غرور تھا بھی اس ہینڈ سم کمینہ کو اس ہی بات کا۔۔۔۔

بس زیادہ منہ نہ چلاو بڑا ہے تم سے۔۔۔۔ اسے درید سے زبان لڑتا دیکھ اب کی بار وہ پھر اس کے بازو پہ تھپڑ رسید کرتی بولی تو وہ یوں سب کے سامنے ہوئی انسلٹ پہ تلملایا۔۔۔۔

!!!! ماما کیا ہے آج تو عزت دے دے مجھے

عزت ان کو دی جاتی ہے جن کا منہ عزت کے لائق ہو 'تمہارا منہ دیکھ کر تو بندہ کے دل لعنت دینے کو نہیں کرتا۔۔۔۔

لائٹ گرے کاٹن کے سوٹ پہ اپنی تمام تر وجاہت لیے وہ اپنی کان کی لو مسلتا بڑبڑایا تو داؤد نے خون آشام نظروں سے حارث کو گھورا۔۔۔

ششش چپ"""آج کے دن اپنی زبان کو بند رکھو۔۔۔۔ابٹن سے بھرے ہاتھوں کو اس کی گال سے مسح کرتی وہ اسے مسکراتے ہوئی آنکھوں سے تنبی کرتی بولی تو وہ حارث کی طنزیہ نظروں کو دیکھتے کلس کر رہ گیا۔۔۔

اللہ میرے بیٹے کو ڈھیر ساری خوشیاں نصیب کرے۔۔۔۔ماتھے اور دوسری گال کو بھی ابٹن سے بھرتی وہ نم لہجا لیے گویا ہوئی تو داؤد نے اگے بڑھ کر انھیں خود سے لگایا۔۔۔

میری ساری خوشیاں آپ لوگوں کے دم سے ہی اللہ اپ دونوں کا سایہ مجھے پر قائم رکھے۔۔۔۔۔ان کی بھیگی آنکھوں کو صاف کرتے وہ ان کی پیشانی چومتا بولا تو وہ نم آنکھیں لیے مسکراتی ہوئی اس سے دور ہوئی۔۔۔۔

بھابھی آجائے آپ"""۔۔۔۔۔صوفے پہ بیٹھی مہتاب مامی کو دیکھتے انھوں نے داؤد کو ابٹن لگانے کا کہا تو وہ مسکراتی ہوئی کھڑی ہوئی۔نکاح کی رسم رات کی تھی تو دن میں انھوں نے ابٹن کی رسم کرنے کا مشورہ کرتے گھر والوں کے علاوہ چند دوستوں کو مدعو کر لیا کیونکہ یہ چار تو ان کے گھر کے بچوں جیسے تھے اور کچھ رونق بھی انھوں نے ہی لگانی تھی۔۔۔۔۔

سدا ہنستے اور مسکراتے رہو ہانیہ کے سنگ۔۔۔دونوں ہاتھوں میں ابٹن لے کر اس کی گالوں پہ لگاتی وہ مسکراتی ہوئی بولی اور جھک کر اس کے بالوں لب رکھے تو بدلے میں داؤد نے ان کی پیشانی چومی۔وہ تینوں کبھی بچوں میں فرق نہیں کرتی تھی سب کا پیار ایک جیسا تھا جسے دیکھتے بچوں میں بھی کبھی تیری 'میری نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اللہ میرے بیٹے کے نصیب بھی جلد کھولے گا"""۔۔۔فون کان سے لگا کر اندر آتے تراب کو دیکھتے وہ ذرا سا ابٹن ہاتھ میں لیے اس تک آئی اور اس کے گال پہ دو انگلیوں سے ابٹن مسلتی رندھے لہجے میں بولی۔انھیں مرحا سے شکوہ نہیں تھا پر اپنے بیٹے کے چہرے پہ چھائی سرد سنجیدگی کو دیکھتے ان کے دل کو کچھ ہو رہا تھا ۔۔۔

انشاءاللہ 'آپ کیوں پریشان ہوتی ہے،ابھی ہمارا ایک ہونا لکھا ہی نہیں تھا اور بیشک اللہ کے ہر فیصلے میں کوئی نہ کوئی مصلحت چھپی ہوتی ہیں جس کا اندازہ ہمیں وقت گزر جانے کے بعد ہوتا ہے۔۔۔ان کے کندھے کے گرد اپنا بازو حمائل کرتا وہ انھیں خود سے لگائے سمجھانے لگا۔۔۔

بالکل دیکھنا اللہ تمہیں روحی کے ساتھ کتنی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے گا۔۔۔

تراب کے سینے پہ ہاتھ رکھتی وہ سڑھیاں اتر کراتی اس بے حس پری پہ نظریں جمائے بولی جسے اس شہزادہ کی نہ چاہت نظر آتی تھی اور نہ تڑپ۔۔۔۔

ایک لاپرواہ شہزادی کی غفلت نے۔۔۔ من مار دیا اک سادہ مزاج لڑکے کا !

اووو تو یہاں کدو کا ہربل فیشل چل رہا ہے، پر تم جتنی بھی کوچا کاچی کر لوں رہنا تم نے پھر بھی گھوچو ہی ہے۔۔۔۔ لیمن کلر کی ٹخنوں تک آتی فراک پہنے گلے میں سفید رنگ کا ڈوپٹہ ڈالے اور بالوں کی لوز چوٹی کیے وہ حسن کی دیوی آنکھیں مٹکائے بولی تو تراب سکندر کا دل چاہا کہ اس سفید روئی کے گولے کو دنیا کی ہر بری نظر بچا کر اپنے آغوش میں چھپا لے۔۔۔

میری حالت خراب کر کے اب میڈم کیسے اچھلتی پھیر رہی ہے' ڈرامے باز بلی ۔۔۔اسے پھر چہکتا دیکھ حارث کھا جانے والی نظروں سے اس ہرنی کو گھورتا بولا جو اس شیر کو بھی گھما کر رکھ دیتی تھی۔۔۔

تمہیں اس سے کیا سڑی ہوئی بھنڈی تم نکلو یہاں سے ۔۔۔ مرحا کو شیطانی مسکراہٹ لیے خود کی طرف تکتا دیکھ وہ غصے سے لال پیلا ہوتا بولا کیونکہ اس چڑیل کے ارادے اسے خطرناک لگ رہیں تھے ۔۔۔

مامی دیکھے نہ داؤد کو ۔۔۔ معصومیت سے پلکیں جھپکتی وہ فورا سے زبیدہ مامی کی طرف دیکھتی بولی تو جہاں انھیں اس کی معصومیت پیار آیا تھا وہی داؤد کے گرد بھی خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھی کیونکہ داؤد کو وہ اسے کے نام سے تب ہی پکارتی تھی جب اسے نہ کوئی کارنامہ انجام دینا ہو ۔۔۔

داؤد کوئی نہیں بیٹا بہن ہے، یہ ہی تو شوق ہوتے ہیں بہنوں کے ۔۔۔ وہ فورا سے اپنی لاڈلی کی فیور میں بولی تو داؤد نے گھور کر اس بہن کو دیکھا جو اسے بالکل شیطان کی خالہ لگتی تھی ۔۔۔

مامی جان آپ ذرا ہمارے پیارے نیارے کدو کے لیے گیزر تو اون کروائیں کیونکہ کچھ دیر بعد اسے نہانے کی اشد ضرورت پیش آئے گی ۔۔۔ داؤد کے ابٹن لگا کر کھڑی ہوتی سبین مامی کے کان میں جھکتے وہ سرگوشیانہ آواز میں بولی

جس پہ وہ مسکراتی ہوئی اسے تھمبز اپ کا اشارہ دیتی آگے بڑھی جبکہ داؤد نے اس کو یوں باتیں کرتا دیکھ جانچتی ہوئی نظروں سے گھورا۔۔۔

کیا کسی کا رنگ اتنا بھی گورا ہوتا ہے؟۔۔۔۔اس کے ملائی جیسے نرم اور سفید پاؤں کو زمین کے دباؤ کی وجہ سے سرخ پڑ کر پھر سفید ہوتا دیکھ معتصم غلطی سے فواد کے کان کے قریب جھکتا بڑبڑایا تو فواد نے پہلے تو داؤد کے قریب جاتی روحی کو دیکھا اور پھر اس لوفر کو جو اس ہی کے سامنے اس کی ہی بہن کی تعریف کر رہا تھا

۔۔۔

گورے کا تو نہیں پتہ پر نیل ضرور پڑتے ہیں جب کوئی کمینہ انسان پیٹتا ہے۔۔۔ اس کی گردن کے گرد اپنا شکنجہ کستا وہ دبدبے غصے سے پھنکارا تو معتصم کو اپنی سنگین غلطی کا احساس ہوا۔۔۔

ابے میں اس گرے آنکھوں والی لڑکی کی بات تھوڑی کر رہا ہوں جس نے لیمن سوٹ پہنا ہے میں تو ان آنٹی کی بات کر رہا ہوں جو تراب بھیا کے ساتھ کھڑی ہے۔۔۔فواد کے بھینچے جبڑے اور سرد آنکھوں کو دیکھتے وہ فورا گھگھیا اور جلد بازی میں اشارہ زبیدہ مامی کی طرف کر گیا۔۔۔

دیکھو ڈرو نہیں پکا ہم تمہیں ذرا سا ہی ابٹن لگائے گے۔۔۔ مرحا کے بیٹھنے پہ وہ جب پیچھے کو کھسکا تو وہ منہ پر پیار بھری مسکان سجائے ملن کے انداز میں بولی جیسے ان دونوں کے درمیان خوشگوار تعلق ہو۔۔۔

تمہاری شیطانیوں سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے بھلا میں کیسے نہ ڈروں۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کی جھوٹی معصومیت پہ یقین کر لے مگر ان گرے آبگینوں میں ناچتی شرارت اسے ایسا کرنے نہیں دے رہی۔۔

داؤد کرنے دو نہ بہن کو اپنے چاہ پورے۔۔۔اس کے پیچھے ہونے پہ اس بار مہتاب مامی تھوڑ دسا رعب سے بولی تو مقابل کے لب داؤد کی شامت پہ ایکطرفہ مسکراہٹ میں ڈھلے اور ترچھی نظروں سے مہتاب مامی کی طرف دیکھتے اس نے شکریہ ادا کیا۔۔

دیکھو بس تھوڑی سی، میری پیاری بہن ہو نہ۔۔۔تائی جان کے غصے سے ڈرتے اس نے بلا آخر نا چاہتے ہوئے بھی اجازت دے دی جبکہ آج زندگی میں پہلی بار داؤد سکندر نے اسے بہن کہا تھا اور وہ بھی کب جب بہن کی آنکھوں میں بلی جیسی شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔

اچھا تھوڑی سی پر اپنی آنکھیں بند کرو۔۔۔وہ جھٹ مانی تو داؤد نے ایک نظر ان تماشائیوں کو دیکھا جو اس دنگل پہ تجسس بھری نظریں جمائے ہوئے تھے پر افسوس کے ساتھ اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں تھا تبھی گھبراتا آئنکھیں بند کر گیا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔

شرم کر لے معتصم تیری امی کی عمر کی ہے !!۔۔۔اس کے یوں گھبرانے سے وہ محظوظ ہوتا بولا۔ بچپن کا یارانہ تھا اتنا تو یقین تھا اسے اپنے یاروں پہ کہ وہ نظر باز نہیں تھے اور نہ بغیرت کہ دوست کے گھر میں نظر رکھے وہ تو بس معتصم کے تاثرات سے انجوائے ہو رہا تھا۔۔

لاحولہ ولا قوت """امی کی عمر نہیں امی کی جگہ پہ ہے بد دماغ شخص۔۔۔فواد کے کہنے پہ وہ دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتا خفگی سے بولا تو بدلے میں فواد ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوا۔۔

کیا ہوا 'نائیٹورس اوکسائیڈ' سونگھ لیا ہے کیا۔۔۔اسے یوں اچانک بے وجہ ہنستا دیکھ درید آنکھوں کو چھوٹا کیے اسے گھورتے ہوا بولا جو معتصم کے کندھے پہ ہاتھ رکھے ہنس رہا تھا۔۔۔

ہمارے پاس جب تک یہ ہے ہمیں کسی 'نائیٹورس اوکسائیڈ' کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ خفگی بھرے تاثرات منہ پہ سجا کر بیٹھے معتصم کی گردن میں بازو ڈال اسے خود سے لگاتا فواد ہنستا ہوا بولا تو ان دونوں نے بھی مسکراتے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملائی کیونکہ وہ ان کی جان تھا۔۔۔۔

اُدھے ہوئے باؤل سے پہلے ہاتھ رنگتی وہ داؤد کے گال، ماتھا اور گردن پہ اچھی طریقے سے مسلنے لگی جیسے وہ آج اس کی ساری ہی میل اتار دینا چاہتی ہو۔ کچھ دیر تک یونہی امن امان رہا تو داؤد سے ریلیکس سا ہو تا ڈھیلا ہو گیا کیونکہ اسے فری اوف کوسٹ مساج جو مل رہی تھی۔ داؤد کو ریلیکس ہو کر بیٹھتا دیکھ اس کے لب شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلے، چمکتی نظریں اٹھا کر اس نے ایک طائرانہ نگاہ ان سب پہ ڈالی جو الرٹ انداز میں بیٹھے اس کی اگلی کاراوئی کے منتظر تھے۔۔۔۔

سب کے تجسس بھرے چہروں سے نگاہ پھسلتی اس پر آئی جو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ اس پہ نظریں جمائے روحی نے دھیرے سے خالی ہو چکا باؤل نیچے رکھا اور اسے اٹھایا جو بھرا ہوا تھا۔۔۔۔

ہماری دعا ہے کہ کدو تم ہمیشہ خوش رہو۔۔۔ابٹن سے لت پت بھرا باؤل اس کے سر پہ انڈیلتی وہ خوشی سے لبریز لہجے میں چہکتی ہوئی بولی اور اس پہلے وہ پیلی ماتا بنا اپنی ٔانکھیں کھولتا وہ اپنی فراک سنمبھالتی اٹھی اور فوراً تراب کی سمت بھاگی کیونکہ یہاں بیٹھے لوگوں میں صرف وہی تھا جو اسے اس آتما سے بچا سکتا تھا

۔۔۔۔

آئے وانا کیل یو مر حایو سففففففف""""""۔۔۔۔۔

بالوں سے بہہ کر آتے ابٹن کی لکیروں سے بھرا چہرے لیے وہ آنکھیں کھولتے اس چوہیا کو دیکھتے چلایا جو بلے کو چھیڑ کر بھاگ چکی تھی۔۔۔۔۔

تابی بھیا بچائے اپنی معصوم بابلز کو۔۔۔۔۔اس کے عقب میں چھپتی وہ ابٹن میں نہائے داؤد کو اپنی جانب آتا دیکھ پیچھے سے اس کے کرتے کو اپنے ابٹن سے خراب ہوئے ہاتھوں میں بھرتی بولی تو تراب نے اپنے نئے سوٹ کی حالت خراب ہوتے دیکھ سر نفی میں ہلایا۔۔۔

بھیا آج ہٹ جائے آپ اگے سے، آج یہ فسادن نہیں بچے گی میرے ہاتھوں سے۔۔۔غصے سے سرخ آنکھیں لیے وہ تراب کی اُوٹ سے سر نکل کر دیکھتی مرحا کو دیکھتے پھنکارا۔۔۔

بہن ہے کوئی بات نہیں جاؤ شاباش جینج کرو۔۔۔اپنے پیچھے چھپی ہستی کا مسکرانا وہ باخوبی محسوس کر چکا تھا جو مزید جلتی پہ تیل کا کام کر رہی تھی جبھی اسے یہاں سے بیھجنے میں ہی عافیت جانی جبکہ داؤد کو غصے سے جلتے بھنتے اپنے کمرے کی طرف جاتا دیکھ اس نے سکون بھری سانس خارج کی۔۔۔

اگر میں نہ بچاتا تو؟؟۔۔۔داؤد کو جاتا دیکھ وہ چہرے پہ کرختگی لیے اس کی طرف پلٹتا بولا جو خطرے کے ٹل جانے کے باعث آنکھیں بند کیے گہری سانس بھر رہی تھی۔۔۔

یو نو واٹ بھیا" آپ ہمارے آئرن مین ہے جس پر ہماری حفاظت کرنا فرض ہے ۔۔۔تراب کے گھورنے پہ وہ ہمیشہ کی طرح اس کے دونوں گالوں کو پکڑ کر کھینچتی شوخ پن سے بولی تو مقابل کے تنے نقوش پل میں ڈھیلے پڑے۔۔۔

اور اس نازک سی مخملی بوٹی کی حفاظت میرے علاوہ کوئی کر بھی نہیں سکتا ۔۔۔۔دو انگلیوں میں اس کے چھوٹے سے ناک کو دبا کر کھینچتا وہ بھی معنی خیزی سے بولے تو وہ اس کی بات کا اعتراف کرتی ہنستی ہوئی اس کے کندھے سے لگتی دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پکڑ گئی۔اب حال یوں تھا کہ ان دونوں کے ہاتھ شگن بھرے ابٹن سے رنگے ہوئے ایک دوسرے میں الجھے ہوئے تھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گا کے عشق کی بازی،

سنا ہے دل دے بیٹھے ہو،

محبت مار ڈالے گی

ابھی تم پھول جیسے ہو۔۔ !!!

خالی پڑے کمرے میں ایک وجود کرسی پہ سر جھکائے یوں بیٹھا تھا جیسے اس کے وجود میں زندگی کی رمق باقی نہ ہو۔گہری خاموشی میں گونجتی گھڑی کی ٹک ٹک

اور خالی پڑے کا کمرہ کا خوف تک اسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکا تھا۔ گود میں دھرے مخروطی انگلیوں والے ہاتھ ہر خواب اور ہر خواہش سے خالی تھے۔۔۔۔

بیٹا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟۔۔۔۔ چر کی آواز سے وہ دروازہ کھولتی اندر آئی تو پہلے سے ہی اسے آفس میں اپنا منتظر بنا دیکھ پوچھا جو کسی گڑیا کی طرح بے جان سی کرسی پہ پڑی تھی جیسے اس سے کھیلنے والوں کا شوق اب پورا ہو چکا ہوں۔۔۔۔ ان کی نرم شفقت سے بھری آواز پہ اس نے اپنی دھندلاتی بصارت سے انھیں دیکھا جو مکمل عبایا میں کندھے پہ پرس ٹانگے اس کے جواب کی منتظر کھڑی تھی، دل کا درد ایکدم بڑھا اور جو کچھ دیر پہلے تک بے جان سی تھی جھٹکے سے اٹھ کر ان کے سینے سے لگی۔۔۔۔

میرے بچے کیا بات ہے 'ہاں مجھے بتاؤ۔۔۔۔ خود سے لگے نازک وجود کو سسکیوں سے روتا دیکھ میم رقیہ نے پریشانی کے عالم میں اس کی پیٹھ رب کرتے کہا

۔۔۔۔

اللہ ہماری زندگی میں وہ لوگ بھیجتا ہی کیوں ہے جو مقدر میں نہیں ہوتے؟؟

۔۔۔۔ سختی سے ان کے عبائے کو مٹھیوں میں جکڑتی وہ اذیت کی آخری حد پہ

کھڑی بول رہی تھی جبکہ ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ اس کے سوال پہ دنگ رہ گئ تھی کہ اا تنی سی عمر میں اس کے ساتھ ایسا کیا ہوا تھا جو وہ اتنی تلخ اور حقیقت مزاج ہو گئ تھی۔۔۔۔۔

نمرہ احمد لکھتی ہے کہ 'کچھ لوگ ہمارے لیے نہیں ہوتے ہم دعائیں کرے یا جادو وہ ہمیں نہیں ملتے ایسے ہی وہ شخص بھی آپ کا نصیب نہیں ہے۔۔۔۔اسے خود سے الگ کیے وہ اس کے انسو صاف کرتی بولی۔اس ننھی جان کی یہ حالت دیکھ کر اتنا تو وہ جان ہی گئ تھی کہ معملہ لاحاصلِ تمنا کا ہے۔۔۔۔

تو پھر'ان کی محبت کو کیوں ہمارے دل میں ڈالتا ہے؟کیوں لاحاصل کا حصول ہمارے دماغ میں آتا ہے آخر کیوں خواہشوں کا ایک سیراب ہمارے دل میں ڈال کر ہماری روح کو زخمی کرتا ہے؟؟؟۔۔۔۔پھٹتے دل سے رستے خون کو حلق میں اتارتی وہ آج اپنے ان سارے سوالوں کے جواب چاہتی تھی جن کی گردش کی وجہ سے اس کا دماغ پگھلنے لگا تھا۔۔۔۔

ہو سکتا ہے اللہ نے وہ شخص تمہاری خواہش نہیں بلکہ تمہاری لیے آزمائش بنایا ہو ,ہو سکتا ہے یہ زخم تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو،ہو سکتا اس صبر کے بدلے اللہ

تمہیں عشق حقیقی سے نوازنا چاہتا ہوں۔۔۔نرمی سے اسے کندھوں سے تھم کر کرسی پہ بیٹھاتی وہ اسے اللہ کے اس امتحان میں پاس ہونے کی چیٹس دے رہی تھی۔۔۔۔

اب صبر نہیں ہوتا'یوں لگتا ہے جیسے صبر کرتے کرتے میں اب خود قبر کا ایک ڈھیر بن جاؤنگی۔۔۔۔ہونٹوں کو سختی سے دانتوں کے تلے دبائے وہ اپنے اندر سے نکلتی وحشت کی چیخوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی جن سے اس کی دماغ کی نسیں اور کان کے پردے پھٹ رہیں تھے۔۔۔۔

جب تمہیں صبر کا ہی نہیں پتہ،اللہ پر یقین کے راستے کا ہی نہیں پتہ تو کیسے تمہارے بے چین دل کو صبر آئے گا ہو سکتا ہے تمہیں یہ ہی سیکھانے کے لیے اس آزمائش سے گزارا جا رہا ہوں،ہو سکتا ہے اللہ ہر طرف سے تمہیں اکیلا کر کے خود کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہوں،ہو سکتا ہے اس دنیوی زندگی کی چاہتوں کے بدلے اللہ تمہیں ابدی زندگی کی چاہتوں سے نواز رہا ہوں۔۔۔

!!!!

اگر ہم اللہ کے پسندیدہ ہے تو پھر کیوں ہمیں صبر نہیں آرہا؟ کیوں رات کی خاموشی ہمیں سانپ کی طرح ڈستی ہی؟ کیوں ہم چاہنے کے باوجود بھی ان سے دستبردار نہیں ہورہیں؟ اور اللہ تو فرماتے ہیں کہ میں کسی بندے پہ اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا تو کیوں ہماری یہ آزمائش ختم نہیں ہورہی کیا وہ ہماری حالت نہیں جانتا؟ کیا وہ احد نہیں دیکھتا کہ اس کی یہ کمزور عاصی پل پل مر رہی ہے۔۔۔۔!!!!

صبر کرنے اور صبر آجانے میں بہت فرق ہوتا ہے بیٹا, صبر کوئی کوئی 'کرتا' ہے اور صبر ہر ایک کو 'آ' جاتا ہے، اللہ تعالی اپنے بندے کی تڑپ کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا وہ فرماتا ہے کہ یہ سختی بس کچھ وقت کی ہے صبر کر لو میں صبر کرنے والے کو پسند کرتا ہوں کیونکہ یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے یہاں کیا گیا صبر کبھی رائیگاں نہیں جاتا!! اور رہی بات دستبرادری کی تو میری ایک استاد تھی انھوں نے ایک دن کلاس میں کچھ ایسے لفظ کہے جنھوں نے میری زندگی بدل دی وہ کہتی تھی کہ "دنیا کی ہر شے سے دستبردار ہو جاو سکون پالو گے کیونکہ جب ہم خود کہ بھی اپنے نہیں نا جانے کب موت کا جھونکا آکر ہمارے وجود کو چھو لے تو

ہم کیسے کسی چیز پہ اپنی ملکیت جتا سکتے ہے۔بظاہر خوبصورت نظر آنے والی یہ دنیا مکڑی کے جالے کی مانند ہے جو یہاں آتا ہے وہ اس کی رنگنیوں میں الجھتا اپنے حقیقی مقصد سے دستبردار ہو جاتا ہے۔۔۔۔ !!!

خلیل احمد کی ایک نظرم ہے جو مجھے ذاتی طور پہ بہت پسند ہے،وہ صرف شاعری کی چند سطر نہیں ہے اس میں وہ لاحاصل خواہشوں،خوابوں اور ان بے جا تمناؤں کا ذکر کرتے جن کے باعث ہم اپنی اس دو دن کی زندگی کو عذاب میں مبتلا کر لیتے ہیں۔۔۔

میں خواہشوں کے عذاب لے کر چلا گیا ہوں،

وہ دل وہ خانہ خراب لے کر چلا گیا ہوں،

میں چھوڑ کر اپنی راہ تکتی اداس آنکھیں،

جو بچ گیے تھے وہ خواب لے کر چلا گیا ہوں،

جس میں نے محبتوں کی وحی لکھی تھی،

وہ ایک ممنوع کتاب لے کر چلا گیا ہوں،

بس اک اجل کو سنا گیا ہوں جو داستان تھی،

میں زندگی سے حساب لے کر چلا گیا ہوں،
میں قافلوں کو دیکھا گیا ہوں نشانِ منزل،
میں راستوں کے سراب لے کر چلا گیا ہوں،

اور بیشک اللہ سب دیکھ بھی رہا ہے اور سن بھی پر زندگی میں آزمائشیں آپ کی جسمانی اور ذہنی طاقت کو جانچنے نہیں آتی بلکہ یہ آپ کی اللہ کی طرف رجوع ہونے کی طاقت کو جانچنے آتی ہے کہ آپ کس قدر اللہ سے التجائیں کرتے، کتنا آپ اس کے وعدوں پہ یقین رکھتے ہے اور جب آپ کا یقین اس واحد لاشریک پہ مضبوط ہو جاتا ہے تو آپ کے اوپر سے آزمائش ہٹالی جاتی ہے۔۔۔۔۔ندامت سے سر جھکا کر بیٹھی اس چھوٹی سی لڑکی پہ نظریں جمائے وہ بول رہی تھی جواب رونا چھوڑے ان کے لفظ لفظ کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔
حضرت علی فرماتے ہے کہ "پاکیزہ ترین محبت یہ ہے کہ تم کسی شخص سے محبت کرو یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ تمہارا نہیں ہو سکتا پھر بھی اسے خوش دیکھنے کی تمنا کرو۔۔۔!!!!

ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارے کندھوں پہ کسی نے بے تحاشہ وزن رکھ دیا ہو جس کے باعث ہم نہ چل سکتے ہے اور نہ سانس لے سکتے ہیں کیا یہ ہمارے گناہوں کا بوجھ ہے ؟۔۔۔اب وہ پہلے سے سنمبھل گئی تھی اب نہ ان آنکھوں میں آنسو تھے نہ جسم پہ لرزہ۔۔۔۔

بوجھ صرف غلطیوں یا گناہوں کا ہی نہیں ہوتا کبھی کبھی چاہتوں کا بوجھ بھی اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ انسان کی کمر جھکا دیتا ہے۔۔۔اپنی کرسی سے پشت لگاتی وہ گہری سانس بھرتی بولی تو وہ خشک نگاہوں سے ٹکر ٹکر ان کا پرنور چہرہ دیکھنے لگی وہ اس کی زندگی میں تب آئی تھی جب اسے کسی کے سہارے کی بے پناہ ضرورت تھی۔۔۔

میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے لیے کیسے مر سکتا ہے، یہ سب کتابی اور افسانی باتیں ہوتی ہے کیونکہ میں نے دیکھا نہیں تھا کسی کو مرتے ہوئے پر پھر ایک وقت مجھ پر بھی آیا جب مجھے احساس ہوا کہ مرنا صرف موت کو نہیں کہتے کچھ اموات ایسی ہوتی جو جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہوتی، ان میں جسم کی جگہ روح کو دفنایا جاتا ہے قبر کی جگہ دل میں۔اور اس تکلیف دہ موت

کے بعد انسان کو ایک ایسے تابوت میں بند کر دیا جاتا ہے جہاں اس نے ہر حال میں اپنی باقی بچی سانسیں مکمل کرنی ہوتی ہے چاہے وہ روانی سے آئے یا کھینچ کھینچ کر۔۔۔۔۔۔۔

"""""" گیبریل مارکیز کی ایک تحریر ہے

میں نے کل ایک مردہ عورت کو دیکھا،

وہ ہماری طرح سانس لے رہی تھی،

مگر عورت کیسے مرتی ہیں؟

! اس نے خود سے یہ سوال کیا

جب اس کی مسکراہٹ اس کے چہرے سے جدا ہو جائے،

جب اسے اپنی خوبصورتی کی پرواہ نہ رہیں،

جب وہ کسی کا ہاتھ مضبوطی سے نہ پکڑے،

جب وہ کسی کے گلے ملنے کا انتظار نہ کرے،

جب بات کرتے وقت اس کے

!!! چہرے پر۔ طنزیہ مسکراہٹ آجائے

ہاں! محبت میں عورت کی موت اس طرح ہوتی ہے۔

سر پیچھے کو گرائے وہ بند آنکھوں کے ساتھ بولتی اسے پتھر کا کر رہی تھی وہ سمجھتی تھی کہ یہ لاحاصل مرض صرف اس ہی لاحق ہوا ہے پر وہ کم عاقل یہ نہیں جانتی تھی کہ اس مرض نے نا جانے کتنے نوجوانوں سپردِ خاک اور کتنی صنفِ نازک کو زندہ لاش بنایا تھا، ان میں سے ہی ایک وہ بھی تھی جو آنکھیں بند کیے ماضی کے پنوں سے الجھ رہی تھی بند آنکھوں کے کناروں پہ ہلکی سی نمی تھی ۔سچ کہتے ہے کہ پہلی محبت کبھی نہیں بھولتی کسی بھی وقت کسی بھی بھی لمحہ اور کسی بھی انسان کے سامنے وہ ایک ڈراؤنا خواب بن کر حاضر ہو جاتی ہے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

س کے بعد محبت لپٹ گئی مجھ سے۔۔۔ میں نے مزاق بنایا تھا رونے والوں کا

!! ۔۔۔

وہ تھکی ہاری گھر میں داخل ہوئی تو گھر میں ایک اجیب سی خاموشی کا راج تھا جیسے کوئی موجود نہ ہو۔لاہور کے درمیانی طبقے کے ایک پوش علاقے میں دو کمروں پہ مشتمل یہ صاف ستھرا گھر تھا۔۔۔۔

امی""""۔۔۔۔۔وہ گیٹ بند کر کے اندر آئی اور کیچن کی سمت منہ کیے آواز لگائی اور ٹی وی لاونج میں رکھے لکڑی کے صوفے پہ بیٹھی عموماً وہ جب بھی یونی سے آتی تھی اس کی امی کیچن میں ہی کام کرتی نظر آتی تھی۔۔۔۔۔

ارے اُپی آپ آج جلدی آگئی۔۔۔۔امی کی آواز کی منتظر حور کو کمرے سے نکل کر آتی اپسرا کی آواز سنائی دی۔۔۔ہاں وہ آج کلاسسز کم تھی۔۔۔۔ حجاب سے پن نکلتی وہ اسے ڈھیلا کرتی بولی اور صوفے کی بیک سے سر ٹیکا گئی۔ تھکن اس کے چہرے سے عیاں تھی جسے دیکھتے اپسرا کیچن میں اس کے لیے پانی لینے گئی

۔۔۔۔

یہ لے آپی۔۔۔۔کانچ کے گلاس میں پانی لاتی وہ اس کی طرف بڑھاتی بولی تو حور سیدھی ہو کر بیٹھی اور گلاس تھام کر لبوں سے لگایا۔۔۔۔

امی کہاں ہے !۔۔۔۔ خالی گلاس میز پہ رکھتے اس نے اپسرا کی طرف دیکھتے سوالیہ پوچھا جو موبائل میں سر دئے ہوئی تھی۔۔۔۔۔

خالہ کے گھر !!!

اُپی اپ کے فون پہ براق کی کتنی کالز آئی ہوئی ہے آپ نے ایک بھی پک نہیں کی کیوں۔۔۔۔ موبائل کی اسکرین کو تجسس سے وہ اس کی طرف موڑتی بولی جہاں نوٹیفیکشن میں فواد کی انگنت کالز شو ہو رہی تھی۔۔۔

بزی تھی میں اور تم یہ بند کر کے موبائل چارجر پہ لگاؤ جا کر۔۔۔۔۔۔ اسکرین سے نظریں چراتی وہ شوز کے لیسیز کھولتے ہوئے بولی تو اپسرا سر ہلاتی موبائل چارج پہ لگانے چلی گی جسے جاتا دیکھ وہ شوز چھوڑے ایک بار پھر سر پیچھے کی طرف گرا گئی۔ اسے باری باری وہ چاروں کئی کالز کر چکے تھے پر اس نے کسی کی بھی ایک کال نہیں اٹھائی تھی کیونکہ وہ اریبہ کی دھمکی سے ڈر گئی تھی اور عزت جانے کا ڈر محبت کی خوشبو پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔

آپی یہ لے مٹھائی کھائے۔۔۔۔ایک بار پھر وہ اس کے سر پہ سوار ہوتی بولی پر اس بار اس کے ہاتھوں میں مٹھائی کا ڈبا تھا جو شاید وہ فریج سے نکل کر لائی تھی

۔۔۔

کس خوشی میں۔۔۔ذرا سا گلاب جامن توڑ کر منہ میں ڈالتے حور نے آئبرو اچکائے پوچھا اور انگلیوں کو ٹیشو سے صاف کرنے لگی۔۔۔

اُپ کی بات پکی ہو گی ہے نہ ارسلان بھائی کے ساتھ۔۔۔اس کے توڑے گیے گلاب جامن سے انصاف کرتی اپسرا اپنی رو میں بولی پر ایکدم ٹیشو سے صاف کرتے اس کے ہاتھ تھمے۔۔۔۔

کیا" کہا۔۔۔ساکت نظریں اپسرا پہ ٹیکائے وہ بے چینی سے بولی جیسے اسے سننے میں کوئی غلطی فہمی ہوئی ہوں۔۔۔۔

آپ کا اور ارسلان بھائی کا راشتہ پکا ہو گیا ہے اور دو تین بعد خالہ منگنی کی رسم کرنے آئی گی """" اور یہ دیکھے پھر فون آرہا ہے ان کا۔۔۔اس نے پھر پوری بات دہرائی اور ہاتھ میں پکڑے فون کو بجتا دیکھ بے زاری سے اس کے سامنے کرتی بولی تو حور ذوالفقار پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسکرین پہ بلنک ہوتے فواد کے نمبر کو

دیکھنے لگی حسرت سے، چاہت سے، کسی کے کھو جانے کے ڈر سے، پہلی محبت کے یوں ٹوٹ جانے پہ وہ نم آنکھیں لیے اس کے نمبر کے ساتھ جگمگاتی اس کی مسکراتی ہوئی تصویر کو جامد نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عدو کوئی اور نشانہ باز کوئی اور ہے
کسی کا تیر کسی کماں سے آتا ہے
مجھے کمی نہیں رہتی کبھی محبت کی،
یہ میرا رزق ہے اور آسماں سے آتا ہے

رفتہ رفتہ بجھتے سورج کو دیکھتے وسیع لان کو برقی قمقموں سے روشن کر دیا گیا تھا، نکاح کا سیٹ اپ لان میں ہی ارینج کیا گیا تھا سبز گھاس سے مزین لان کو سفید اور سنہری پردوں سے سجایا گیا تھا۔ باہر کے کچھ مہمان جنھیں مدعو کیا گیا تھا ان کی آمد بھی شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔

سنو یہ واس جا کر اس ٹیبل پہ رکھو۔۔۔ سفید کاٹن کے سوٹ پہ سفید ہی رنگ کی ویسٹ کوٹ پہنے فرقان ماموں نے ٹیبل سیٹ کرتے ورکر کو آواز دیتے کہا

۔۔۔

ہو گیا سب کچھ۔۔۔۔ ہاف وائٹ سوٹ پہ لائٹ براؤن رنگ کی ویسٹ پہنے آغا ماموں اپنی گریس فل پرسنیلٹی لے کر آتے ان سے پوچھنے لگے اور ایک طائرانہ نظر پوری تیاری پہ ڈالی۔۔۔

جی بھائی جان سب کچھ ریڈی ہے۔۔۔ ارد گرد تسلی بھری نظر دوڑاتے وہ ریلیکس سے بولے۔۔۔

اور کیٹیرئینگ والے""""۔۔۔ کمر کے پیچھے دونوں ہاتھوں کو باندھتے وہ اسٹیج پہ پھولوں کی چادر سیٹ کرتے ورکر پہ نظریں جمائے بولے جو اسٹینڈ ٹیڑھا لگا رہا تھا

۔۔۔

جی وہ آگے ہیں پچھلے لان میں ہے۔۔۔ حویلی کے بیک یارڈ کی سمت اشارہ کرتے وہ آغا ماموں سے مخاطب ہوئے جہاں بالکل گرما گرما فرائے ایٹمز بننے کی خوشبو ہواؤں کے سنگ پورے لان میں بکھری ہوئی تھی۔۔۔

جاؤاس الو کے پٹھے کا جغرافیہ درست کرواؤں۔۔۔اس بیچارے کمسن لڑکے کو لوہے کے اتنے بڑے اسٹینڈ کے ساتھ کشمکش میں مبتلا دیکھتے وہ فرقان ماموں سے بولے تو وہ سر ہلاتے اسٹیج کی طرف بڑے جبکہ وہ سگار جلا کر لبوں میں دباتے بیک یارڈ کی طرف اب ان کا ارادہ کیٹیرئینگ والوں کی جانچ پڑتال کا تھا۔۔۔

یہ کیا بھابھی اپ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔سڑھیوں سے اتر کر آتی زبیدہ مامی کو گھر والے حلیے میں ہی دیکھتی صوفے پہ بیٹھی حورے بیگم حیرت سے بولی جو خود اسکن رنگ کے سوبر کے سوٹ میں سمپل سی تیاری ہویی بہت پیاری اور ایلیگینٹ لگ رہی تھی۔۔۔

ہاں بس ہونے ہی لگی تھی کہ پھر خیال آیا کہ پہلے ناہید کو فون کر کے ان سے پوچھ لوں کے وہ لوگ کب تک پہنچے گے۔۔۔ان کے قریب آتے وہ تفصیلا بتاتی

بولی۔ نکاح لڑکی والوں کے گھر رکھنے کے بجائے ان کے مالی حالات کا احساس کرتے نکاح کی رسم یہ ہی ہونا طے پائی تھی۔۔۔۔

!!! تو پھر کرلی بات

ارے نہیں باہر جارہی ہوں تابی کے بابا سے کہنے کہ وہ فون ملا کر پوچھے۔۔۔۔

سر پہ ڈوپٹہ سلیقہ سے لیتی وہ باہر جانے کا کہتی اگے بڑھی جب کسی احساس کے تحت مڑی اور چہرے پہ مسکان لیے حورے بیگم سے مخاطب ہوئی"""ویسے آج """"""" تم بالکل روحی کی بڑی بہن لگ رہی ہو

اللہ کیا میں واقعی ہی اتنا تیار ہو گی ہوں۔۔۔۔ باہر کی طرف جاتی زبیدہ مامی کی پشت کو دیکھتی وہ پریشانی سے اپنے چہرے کو چھوتی بولی اور شیشہ میں ایک بار پھر خود کو دیکھنے کی تسلی کے لیے اٹھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔

بڑے بڑے بھائیوں کے چھوٹے بھیا

شرم نہ آئے گی بڑے بھائی سے پہلے بنتے سائیاں

ڈھول نگارے بجے شہنائیاں

دھکے سے آئی منگل گھڑیاں

ڈریسنگ اسٹول پہ بار بر کے ہاتھوں سے فیشل کرواتے داؤد کو دیکھتے وہ سارے تالیاں بجاتے گانا کم اسے شرم زیادہ دلانے کی کوشش زیادہ کر رہیں تھے۔۔۔۔

آپ لوگ اپنی انرجی ویسٹ نہ کرے کیونکہ مجھے شرم بالکل نہیں آئے گی ۔۔۔۔۔اسے ہاتھ کی مدد سے روکنے کا اشارہ کرتے وہ چہرہ ان کی سمت موڑتا ڈھیٹائی سے بولا۔۔۔۔

اوئی ماں یہ کونسی مخلوق ہے۔۔۔۔۔داؤد کا فیشل سے بھرے چہرے کو دیکھتے معتصم سینے پہ ہاتھ رکھتا ڈرنے کی ایکٹینگ کیے بولا۔۔۔۔

یہ وہ مخلوق ہے جسے رات میں دیکھ کر کتے بھونکتے ہیں۔۔۔۔ناجانے درید کی اس سے کیا دشمنی پڑھ گی تھی جو وہ ایک بھی موقع ضائع نہیں جانے دیتا تھا

۔۔۔۔

تو آپ گھر سے نکلتے ہی کیوں ہے جو مجھے دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔۔۔۔وہ بھی بغیر لحاظ کے دوبدو بولا۔۔۔۔۔

تمہاری تلاش میں نکلتا ہوں کیونکہ تمہارے اس چہرے پہ حکومت نے انعام لگا رکھا ہے !!!

انعام وہ کیوں ؟؟۔۔۔۔اپنے دوست کو چھوڑے وہ اشتیاق بھرے لہجے لیے درید کے اگے سوالیہ ہوا تو داؤد نے گھور کر اس کمینے کو دیکھا جو جانتا بھی تھا کہ اس کی بات کا مطلب الٹا ہی ہونا ہے پھر بھی پھپھیے کٹنی عورتوں کی طرح پوچھنے بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

تاکہ اسے اہرام مصر میں رکھی فرعون کی ممی کے ساتھ پریزارو کر سکے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے عبرت حاصل کر سکے۔۔۔اور پھر اس کا جواب اس ہی کی طرح الٹا آیا تھا۔۔۔۔۔

ہاں ئپ کو پتہ ہو گا کیونکہ فرعون کے ساتھ آپ کا اٹھنا بیٹھنا زیادہ جو ہے۔۔۔۔ بار بر کی گھوری پہ وہ واپس سے سیدھا ہو کر بیٹھتا غرور سے بولا جیسے اس نے اختتام کر دیا ہو۔۔۔۔

قسم لے لے جو میں کبھی تیرا ساتھ بیٹھا ہوں۔۔۔۔ مقابل بھی درید تھا جسے چپ کروانا اس کے بس سے باہر تھا۔۔۔

اوئے فادی اٹھا اپنا یہ کچرا اور نکل میرے کمرے سے باہر۔۔۔۔ درید کو زیر نہ ہوتا دیکھ وہ اس بار کرٹتا بیڈ پہ کہنی کے بل لیٹے فواد سے مخاطب ہوا جو باڈر پہ ہوتی شیلینگ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔

دیکھ بھائی برامت مانیو پر کچرا ہوتا کچرا کنڈی پہ ہی ہے۔۔۔۔ خان صاحب کیا کم تھے جو اس بار ملک صاحب بھی میدان میں اترے آئے تھے جگر کی پذیرائی کرنے کو۔۔۔۔

""""""" فادی ی ی ی

نہ کر و میرے بھائی کو تنگ اسے تو ویسے ہی مرگی کے دورے پڑھتے ہے اگر نکاح کے ٹائم پہ پڑھ گیا تو دولہے کا کیا امپریشن پڑھے گا اپنی دولہن پہ۔۔۔۔ منہ پر ہمدردی والے تاثرات سجائے حیدر بھائی کی سپورٹ میں بولا۔۔۔۔

اس کا صرف ایک ہی امپریشن پڑھتا ہے اور وہ ہے بیڈ۔۔۔۔۔ داؤد کی ہوتی ذلالت میں معتصم نے بھی اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا تو داؤد نے پہلے کھا جانے

والی نظروں سے ان تینوں کو دیکھا جو اس کے گلے کی ہڈی ثابت ہو رہیں تھے اور دوسری اس پر ماری جو اسے اپنے دوستوں کے حوالے کیا خود آرام سے لیٹ کر مچھر مار رہا تھا۔۔۔۔

ہاں جب دورہ پڑھتا ہے تیری ہی تو جرابیں سونگھائی ہیں۔۔۔۔۔دانت کچکچائے وہ حیدر کو بھسم کر دینے والی نظروں سے گھورتا بولا۔۔۔۔

اچھا تبھی تجھے سے سڑی ہوئی مچھلی جیسی بدبو آتی ہے۔۔۔۔۔اب کی بار درید کی توپوں کا رخ حیدر کی طرف ہوا۔اس پہلے داؤد کی طرح اس کی ذات پہ تبصرے شروع ہوتے اس نے اٹھ کر جانا ہی مناسب سمجھا۔۔۔۔

ارے روحی بی بی آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔۔کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر آئی تو اسے یونہی بیڈ کے قریب کھڑا دیکھ پوچھا تو وہ جو بیڈ پہ بکھرے

کپڑوں میں کنفیوژڈ ہو رہی تھی اپنے سامنے کھڑی رانی کو دیکھتے اس کی آنکھیں چمکی۔۔۔۔

ملکہ الزبتھ پلیز تم ہماری مدد کرو کہ ان میں سے ہمیں کونسا ڈریس پہننا چاہیے ۔۔۔۔اس کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کرتی وہ بیڈ پہ بکھری پوری المیرہ کے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتی بولی جو سارے ایک سے ایک تھے۔۔۔۔

میں جو کہو گی وہ ہی پہنے گی۔۔۔۔آنکھوں کو حیرت سے بڑا کیے وہ اس سے کنفرمیشن کرنے کی خاطر بولی مطلب مبین منزل کی شہزادی اس کے کہنے اور اس کی پسند کا سوٹ پہنے گی۔۔۔

بالکل کیونکہ ہمیں سمجھ نہیں آرہا اور ماما بھی نا جانے کہاں گم ہو گی ہے مل ہی نہیں رہی۔۔۔۔اداس سا منہ بناتی وہ بیڈ پہ پھیلے کپڑوں کے اوپر ہی بیٹھتی افسردگی سے بولی۔۔۔

آپ پریشان نہ ہو دیکھئے گا میں کتنا اچھا سوٹ سلیکٹ کرتی ہوں آپ کے لیے ۔۔۔۔اسے پھول کی طرح مرجھاتا دیکھ وہ جوش سے بولی اور بکھرے کپڑوں کو اُلٹ پُلٹ کرنے لگی، کبھی ایک سوٹ نکلتی تو کبھی دوسرا کپڑوں کے کلر سے

کران کے ڈائزین تک کو بھی وہ بہت باریک بنی سے اوبزرو کر رہی تھی جبکہ وہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی صرف اسے دیکھ رہی تھی جو فیشن ڈائیزایز کی طرح ایک ایک چیز نوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ لے جینج کرے۔۔۔۔ ہینگر شدہ سوٹ اس کی طرف بڑھاتی وہ حکمانہ بولی

۔۔۔۔

یہ اچھا لگے گا۔۔۔۔ وہ ایک نظر سوٹ کو دیکھتی ڈبل مائیٹینڈ ہوتی بولی۔۔۔۔

ایک دم پٹھکا لگے گی اٗپ اس میں۔۔۔۔ کنفیڈنس سے بولتی وہ زبردستی اس کے ہاتھ میں ہینگر تھماتی اسے واش روم کی طرف دھکیل گی تو ناچار مرحامنہ بسورتی اندر جاتی دروازہ لوک کر گی جبکہ اس کے جاتے وہ بیڈ پہ یوں بیٹھی جیسے محاذ سر کر کے آئی ہو۔۔۔۔

ابھی اسے بیٹھے چند منٹس ہی گزرے تھے جب کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھول کر وہ پریشان سی باہر نکلی۔ تیز آتیشی رنگ کی سلیولیس قمیض کے ساتھ وہ گھیر دار شلوار پہنے ہوئی تھی جس کی قیمض کے ساتھ ساتھ پائینچوں پہ بھی زری کا باریک سا کام ہوا ہوا تھا۔۔۔۔

چشم بدور"""ماشاءاللہ یہ رنگ تو جیسے بنا ہی آپ کے لیے ہے۔۔۔۔اس کی چاندنی جیسی رنگت اس رنگ میں مزید اجاگر ہو رہی تھی اور سلیولیس ہونے کے باعث سرخ و سپید ملائی جیسے بازو دمکتے ایسے لگ رہیں تھے جیسے سرخ گلاب میں چھپی نازک سی کلی ہو۔۔۔۔

یہ رنگ زیادہ اوور ہو رہا ہے ملکہِ عالیہ یو نو ہم ایسے رنگ نہیں پہنتے"""اور 'اور یہ ٹراؤزر ہم سے کیری بھی نہیں ہو پا رہا۔۔۔اس کے تعریف کرنے کے باوجود اسے خدشہ لاحق تھا کہ وہ اچھی نہیں لگ رہی اور اوپر سے وہ جو جینز ٹراؤزر کی عادی تھی گھیر دار شلوار میں خود سے ہی الجھی نظر آ رہی تھی۔۔۔

بالکل بھی نہیں اوور ہو رہا آپ وہ پھیکے رنگ جو پہنتی ہے تبھی آپ کو لگ رہا ہے "اور یہ ٹراؤزر نہیں شلوار ہے۔۔۔۔اس پر آتشی رنگ اس قدر کھل رہا تھا کہ وہ اس پر نظریں جمائے بغیر بول رہی تھی کہ کہی اس کی ہی نظر نہ لگ جائے اس حسن کی مورت کو۔۔۔

جو بھی ہے"""۔۔۔۔ سر جھٹک کر کہتی وہ دونوں ہاتھوں سے شلوار کو لہنگے کی طرح تھامتی ڈریسنگ کی طرف بڑھی جبکہ اپنی میڈم کی نزاکت پہ وہ سر نفی میں

ہلاتی اسے دیکھنے لگی جو شیشہ کے اگے کھڑی ہر زوائے سے خود کا تفصیلی جائزہ لے رہی تھی۔۔۔۔

رانی یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔۔وہ چولہے کے پاس کھڑی چائے بنا رہی تھی جب پیچھے سے آتی حورے بیگم نے اس وقت اس کی یہاں موجودگی کا سبب پوچھا۔۔۔

حیدر بھائی کہہ کر گیے ہیں ان کے تمام دوستوں کے لیے چائے بن کر بھیجو !!!

ایک تو یہ لڑکے "گھر میں دوسرے اتنے کام پڑھے پر انھیں اپنے ششکوں کی پڑھی ہے، یہ میں کرتی ہوں تم اوپر جاؤ روحی کے کمرے میں دیکھو وہ تیار ہوئی ہے کہ نہیں اور اگر نہ ہوئی ہوں تو المیرہ میں اس کا ایک آتشی رنگ کا جوڑا ہینگ ہے وہ نکال کر اسے وہ پہننے کا کہنا اور اس کے بال وغیرہ بھی بنا دینا میری پوہڑ بیٹی سے اپنے بال نھیں بنتے۔۔۔چائے کو پھنٹتی وہ ناراض ہونے کے باوجود اس کی فکر میں مبتلا تھی کیونکہ ہر فنکشن ہر ایوانیٹ میں اس کے کپڑوں سے لے کر

بالوں کا ہیر اسٹائل تک وہ خود بناتی تھی اور اب بھی ناراضگی کی وجہ سے وہ اس سے غافل نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔

ملکہِ عالیہ کیا تم بہری ہو گی ہوں۔۔۔۔۔ڈریسنگ پہ پڑا ہیر برش اٹھا کر اس کی طرف پھینکتی وہ غصے سے پھنکاری تو وہ جو کچھ دیر پہلے ہوئی اپنی اور حورے بیگم کی باتوں کے متعلق سوچ رہی تھی جھٹ سے ہوش میں آئی پر اب دیر ہو چکی تھی کیونکہ وہاں سے تیر کمان سے نکل کر چکا تھا۔۔۔۔۔

آہہ """سوری سوری۔۔۔۔ بازو کو سہلاتی وہ تکلیف سے بولی کیونکہ ہیر برش بہت تیزی سے اس کے بازو پہ لگا تھا۔۔۔۔

بال بنانے میں ہماری ہیلپ کرو۔۔۔۔دانت پہ دانت چڑھائے وہ خون آشام نظروں سے اس کی طرف دیکھتی بولی تو وہ فوراً سے سر ہلاتی زمین پہ پڑا برش اٹھا کر اس تک آئی۔۔۔۔

کیا بنانا ہے ؟؟؟ میسی بن""۔۔۔۔اس کے پوچھنے پہ وہ جواب دیتی ڈریسنگ اسٹول پہ بیٹھی تو پیچھے کھڑی رانی آرام آرام سے اس کے ہیر برش کرنے لگی۔

کچھ دیر کی تگ و تدو کے بعد وہ ایک میسی بن بنانے میں کامیاب ہوئی تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا کہ کیا واقعی ہی وہ اتنا اچھا بن بنا سکتی تھی۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہوں۔۔۔اسے ڈریسنگ پہ پڑی ان لیپسٹک سے چھیڑ خانی کرتا دیکھ وہ آئیبر وا چکائیں بولی جو حورے بیگم نے زبردستی اس کی ڈریسنگ پہ سجائی تھی تا کہ وہ لگائے پر اس نے آج تک انھیں کھول کر دیکھا تک نہ تھا۔۔۔

یہ بہت سوٹ کرئے گی آپ کو۔۔۔ایک لائٹ پنک رنگ کی لیپسٹک کو اس کے ہونٹوں کے قریب رکھتی وہ ستائش سے بولی تو مقابل کے ماتھے پہ بل پڑے

۔۔۔

!!!!! ہم نہیں لگائے گے یہ مصنوعی رنگ

ارے ہلکی سی لگاؤں گی 'اور کیا اپ اپنے بھائی کے نکاح پہ یہ باسی منہ لے کر جائے گی۔۔۔وہ اس سادے حلیے میں بھی قیامت لگ رہی تھی پر پھر بھی وہ اسے لیپسٹک لگانے کی خاطر منہ بنا کر بولی۔۔۔

اچھا پر بالکل لائٹ لگانا ورنہ آغا جان اور تابی بھیا غصہ ہونگے ہم پر۔۔۔۔اسے کسی بھی قسم کا میک اپ کرنے کے لیے اس کے آغا جان اور تابی بھیا نے سختی سے

منع کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اب اسے بھی یہ چیزیں پسند نہیں تھی پر رانی کے کہنے پہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی مان گی۔۔۔۔

ڈونٹ وری' آپ اب اپنی آنکھیں بند کرے اور مجھے اپنا کام کرنے دے۔۔۔۔ پروفیشنل میک اپ آرٹیسٹ کی طرح وہ آنکھیں مٹکاتی ہوئی بولی تو وہ اس پر یقین کرتی آنکھیں بند کر گی پر وران کرنا نہیں بھولی تھی۔۔۔۔

اگر ہمیں کارٹون بنایا نہ تو ہم تمہیں موغلی بنا دے گے!!!!! اس کی معصومانہ دھمکی سے محظوظ ہوتے رانی نے اپنا کام شروع کیا، رنگ تو اس کا اس قدر گورا تھا اسے کسی بیس یا فاؤنڈیشن کی ضرورت نہیں تھی تبھی سب سے پہلے اس نے اس کے قدرتی سرخ ہونٹوں کو گلابی رنگ سے رنگا، پھر مسکارا اٹھا کر اس کی گھنی پلکوں کو مزید گھنا کرنے لگی کہ اس میں اگر کھوئے تو جلدی مل بھی نہ سکے، بلشن کی ضرورت تو اسے تھی نہیں ذرا سا اس کی گالوں کو پکڑ کر کھینچتی تو خون سمیٹ آتا تبھی بلشن لگانے کا ارادہ ترک کیے وہ اس کی آنکھوں کو پکڑ کر کھولتی اس کی اِنر لاش لائین پہ کاجل پینسل لگانے لگی۔ وہ آج ہر طریقے سے اسے سراپہ حسن بنا رہی تھی کہ کوئی دیکھ تو دیکھتا ہی رہ جائے۔۔۔۔

دیکھے خود کو کتنی حسین لگ رہی ہے اس ذرا سی تیاری میں۔۔۔آنکھوں میں ستائش لیے وہ پھر اس کے عقب میں آتی مسکراتی ہوئی آواز میں بولی تو اس نے مسکارے کے بوجھ کے باعث بھاری ہوتی اپنی پلکیں اٹھائے خود کو شیشے میں دیکھا تو ایک پل کو دیکھتی ہی رہے گی'وہ اتنی حسین تھی اور اسے یہ بات آج پتہ چلی تھی۔۔۔

ہماری آنکھیں بھاری ہو رہی ہے!!!۔۔۔۔بار بار پلکیں جھپکتی وہ رانی کو دیکھ کر منہ بناتی بولی اور انگھوٹے اور انگشت کی مدد سے پلکوں کو چھو کر دیکھنے لگی کہ اچانک ان پر ایسا کون سا بوجھ آن گرا تھا جو وہ اٹھائی ہی نہیں جا رہی تھی۔۔۔ وہ مسکارا لگایا ہے نہ تبھی""چلے اب جلدی سے اٹھ کر جوتی پہنے کر نیچے چلے سب مہمان آچکے ہیں""۔۔۔۔گولڈن کلر کی باربی ہیل اس کے پیپروں کے قریب رکھتی وہ رعب سے بولی تو اس نے اسٹریپ والی جوتی کو پر سوچ انداز میں دیکھا۔۔۔

ہم سے تو یہ اسٹریپ باندھتے ہی نہیں ہے اس لیے ہم اپنے آئرن مین کے پاس جا رہیں ہے۔۔۔جوتی کو اسٹریپ سے پکڑ کر ہوا میں لہراتی وہ آنکھیں گھوماتی

ہوئی بولی اور ڈریسنگ پہ پڑا اپنا گولڈ کا برسلیٹ اٹھا کر کمرے سے باہر کی طرف بڑھی تو پیچھے وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتی رہ گئی۔۔۔۔

تو یہ تو میں بھی کر دیتی مگر اس مغرور شہزادی کو اس اڑیل شہزادے سے نخرے اٹھوانا ہی پسند ہے۔۔۔ کمرے کی بکھری حالت کو درست کرتی وہ روحی کی حرکت یاد کرتی بڑبڑائی جو اس کے بغیر ایک پل رہ بھی نہیں سکتی تھی اور نکاح سے بھی انکاری تھی

کیا ہوا بھائی یہاں کیوں بیٹھا ہے۔۔۔ سفید قمیض شلوار پہ کولڈن ویسٹ کوٹ پہنے وہ تیار ہوتا نیچے جا رہا تھا جب اوپری پورشن میں بنے لیوئینگ روم میں اسے سر صوفے کی پشت سے ٹکائے بیٹھا تراب نظر آیا۔۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔۔۔ حمزہ کی آواز اپنے قریب سے ابھرتی محسوس ہوئی تو وہ جو آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا سیدھا ہو کر بیٹھتا ہاتھ بالوں میں پھیرتا سنجیدگی سے بولا تو حمزہ اس کی آنکھوں کی سرخی دیکھتا بے بسی سے سر ہلانے لگا۔۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں تیری !!!!

نہیں کوئی نہیں سمجھ سکتا میری حالت، کوئی بھی نہیں۔۔۔۔ حمزہ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ دھیمی مگر درشت بھری آواز میں اس کی بات کاٹتا بولا۔۔۔ تابی بھیا"""آپ بھیا سے ایسے بات نہیں کر سکتے۔۔۔۔ وہ اسے کمرے میں تلاش کر لینے کے بعد اب نیچے جانے لگی تھی جب لیوئینگ روم سے آتی آوازوں پہ اس طرف آئی مگر اندر تراب کو حمزہ سے غصے میں بات کرتا دیکھ خفگی سے منہ پھولائے بولی۔۔۔۔

ارے جان ہم لڑ نہیں رہیں مذاق کر رہیں تھے۔۔۔ تراب سے پہلے ہی وہ جھٹ صوفے سے اٹھتا اس کے قریب آئے بولا کہ کہی وہ زیادہ ہی نہ بول جائے

۔۔۔

اچھالڑ نہیں رہیں تھے"""ٹھیک ہے چلے آپ ہماری یہ ہیلز کے اسٹریپ تو باندھے۔۔۔ حمزہ کی بات پر پر سکون ہوتی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر سر جھکا کر بیٹھے تراب کے قریب آتی بولی اور سامنے رکھے میز پہ بیٹھی ایسے کے اب وہ دونوں بالکل آمنے سامنے تھے۔۔۔۔

گڑیا میں باندھ دیتا ہوں"""۔۔۔ تراب کے جھکے سر کو دیکھتے حمزہ نے اسے اپنی بات سے باز رکھنے کو کہا۔ وہ شہزادی اس رانجھے کی جان لینے پہ تلی تھی۔۔۔۔

نہیں آپ کو نہیں آئے گے بھیا ایکسپرٹ ہے' ہیے نہ تابی بھیا۔۔۔ حمزہ کو ہاتھ جھلا کر انکار کرتی وہ تراب کے بال بگاڑتی شوخ پن سے بولی تو مقابل نے سر اٹھا کر اس کی سمت دیکھا جو بلی جیسی نگاہوں میں شرارت اور زعفرانی لبوں پہ مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

بس ایک شعر کیا تھا تمہارے نام

دس بیس بار اس پہ مقرر کہا گیا

سوچو کہ کس قدر ہے وہ آنکھیں حسین جنھیں

!! ایکسویں صدی میں سمندر کہا گیا

پرنس ہینری کیا آپ کوئین عینا کو ان کی ہیلز پہنائے گے۔۔۔ شیشہ کے میز پہ اپنے برابر میں رکھی گولڈن ہیلز کو اس کی طرف بڑھاتی وہ مان سے بولی تو حمزہ نے سر نفی میں ہلایا اس کی بہن کو سامنے بیٹھے شخص نے بہت بگاڑ لیا تھا جبکہ اپنے روبرو بیٹھی اس موم کی گڑیا کا مان برقرار رکھتے تراب نے اس کے ہاتھ سے ہیلز پکڑی اور ایک گھٹنا زمین پہ ٹیکائے بیٹھا تو شہزادی نے ہنستے ہوئے اپنا مخملی پاؤں اٹھا کر اس کے گھٹنے پہ رکھا۔۔۔

یہ بھی۔۔۔ دونوں پیروں میں ہیلز پہنا کر وہ جیسا ہی کھڑا ہوا تو وہ ہتھیلی میں رکھا برسلیٹ اور دوسرے کی ہاتھ کی کلائی اس کی طرف بڑھتی معصومیت سے بولی جس پہ پیچھے کھڑا حمزہ گہرہ سانس بھر کر رہے گیا۔۔۔ جبکہ تراب نے بغیر کچھ کہے دو انگلیوں کی مدد سے وہ برسلیٹ اٹھایا اور پھولوں جیسی نرم کلائی میں پہنانے لگا۔ جبکہ وہ صرف مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اس خوبرو شخص کو دیکھ رہی پھر ایکدم ان آنکھوں کی خوشی سمیٹی جب اسے یاد آیا کہ وہ کیسے اس کی محبت کو

دھتکار چکی ہے پر پھر بھی اس شخص کے ماتھے پہ ایک بل تک نہ تھا اگر تھی تو ایک گہری سنجیدگی اور چپ جو مرحا یوسف کو بہت خلل رہی تھی۔۔۔

تھینکیو سو مچ مائے چارمنگ بھیا۔۔۔ دونوں ہاتھوں سے اس کے گال پکڑ کر وہ چہکتی ہوئی بولی پر بدلے میں وہ اس کا ناک دبانے کے بجائے دھیمہ سا مسکرا گیا تو وہ دل چھوٹا کرتی پلٹ گی۔۔۔

تو کس مٹی کا بنا ہے۔۔۔ مرحا کو جاتا دیکھ وہ اس کے قریب آئے بولا جو نیچے جانے کے لیے صوفے پہ پڑا اپنا کوٹ پہن رہا تھا۔ وہ جانتا اگر اس کی جگہ وہ ہوتا تو اس کا رویہ بالکل نورمل نہیں ہوتا جیسا تراب کا تھا مرحا کے ساتھ۔۔۔

وہ جان ہے "اس سے روٹھ گیا تو زندگی سے روٹھ جاؤں گا"""۔۔۔ جس راستے سے وہ گی تھی اس پر نظریں جمائے وہ اذیت بھری مسکان لیے بولا تو حمزہ کے دل کو کچھ ہوا اس کی یہ بکھری حالت دیکھ کر۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جنہیں جانا ہوتا ہے ہر صورت جا کے رہتے ہیں۔۔۔واسطے کچھ نہیں کہتے،
صدائیں کچھ نہیں کہتی !

تمام مہمان آچکے تھے،لان میں اس وقت محفل غفران سجی ہوئی تھی، بڑے اپنی سیاسی گفتگو تو خواتین اپنی گوسیپز میں مشغول تھی جبکہ ینگ پارٹی کے تو تیور ہی الگ تھے۔سفید گلابوں سے بنی چادر ایک پار وہ منہ پہ بارہ بجائے بیٹھا تھا کیونکہ اس کے پیچھے کھڑی عوام اسے یہاں بھی جگتیں مارنے سے باز نہیں آرہی تھی جبکہ ایک پار وہ ننھی سی دلہن بیٹھی تھی جو کبھی داؤد کی حالت سے محظوظ ہوتی مسکرانے لگ جاتی تو کبھی خوف سے سمٹی جاتی۔۔۔

بس بھی کر بچی کی جان لے گا کیا۔۔۔داؤد کو پھولوں کی جھالر کے پار بیٹھی ہانیہ کو تکتا دیکھ پیچھے کھڑے فواد نے ٹھوکا مارتے کہا تو وہ بیچارہ جو گھونگھٹ کے پار سے اس کا چہرہ دیکھنے کی تگ و تدو کر رہا تھا بل کھا کر پیچھے مڑتا غرایا۔۔۔
اس کی نہیں پر تیری ضرور لینے کا ارادہ رکھتا ہوں !!!!

صبر کر جا بے صبر کچھ دیر میں دیکھ ہی لے گا" اب منہ پہ ٹیپ لگا کر فرمانبردار بچہ بنا کر بیٹھ جا کیونکہ پیچھے مولوی نمازِ جنازہ"" مطلب نکاح پڑھانے آ رہیں ہے ۔۔۔۔دولہے میاں کو فواد سے لڑتا دیکھ اسٹیج کی سڑھی چڑھا کر اوپر آتے درید نے اپنے پیچھے آتے قاضی صاحب اور باقی بڑوں کی طرف نظرِ ثانی کرواتے کہا تاکہ کچھ دیر وہ حیا کر لے۔۔۔۔

ہاں جی بھابھی اجازت ہے۔۔۔۔ سکندر ماموں نے ہانیہ کو اپنے حصار میں لیے بیٹھی ناہید بیگم سے نکاح کی کاراوئی شروع کرنے کی اجازت لی جسے وہ باخوشی قبول کرتی اجازت دے گی۔۔۔۔

داؤد سکندر ولد آغا سکندر آپ کا نکاح ہانیہ بنتِ پرویز علی سے باعوض حق مہر پانچ لاکھ سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔ہاتھ میں پکڑے کاغذات پہ نظریں جمائے قاضی صاحب نے پہلے داؤد سے اجازت لی

۔۔۔۔

"""""" قبول ہے

داؤد سکندر والد آغا سکندر آپ کا نکاح ہانیہ بنتِ پرویز علی کے ساتھ باعوض حق مہر پانچ لاکھ سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔جمعلہ دوبارہ دہرایا گیا۔۔۔۔

قبول ہے""۔۔۔۔۔

دوبارہ پوچھنے پہ بھی اس نے اپنی رضامندی دی اس ہی طریقے سے تیسری بار پوچھنے پہ بھی اس نے راضی خوشی ہانیہ علی کو اپنی زوجیت میں قبول کیا تھا۔۔۔۔ ہانیہ بنتِ پرویز علی آپ کا نکاح داؤد سکندر ولد آغا سکندر کے ساتھ باعوض حق مہر پانچ لاکھ سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے تو کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔اس بار وہ داؤد کی سائیڈ سے اٹھ کر ہانیہ کے قریب رکھے صوفے پہ بیٹھتے اجازت طلب ہوئے۔۔۔

ابھی دیکھنا پھولوں کے اس پار سے ایک مریل سی نازک آواز میں داؤد سکندر سے نکاح سے انکار کیا جائے گا۔۔۔داؤد کو تلی لگانے والا یہ ہمارا معتصم تھا جو ناجانے کیسے آج بوفے سے دور کھڑا تھا۔۔۔

انسان کا منہ اچھا نہ ہو تو بات اچھی کر لیتا ہے۔۔۔ خوانخور نظروں سے وہ اسے دیکھتا بھینچے جبڑے لیے بولا۔۔۔

نہیں کرو تنگ آج میرے لاڈلے کا بہت اسپیشل دن ہے۔۔۔ پیچھے کھڑے خوبرو شیطانوں کو دیکھتے تراب نے مصنوعی گھوری دیکھاتے کہا اور پیار سے اپنے ساتھ بیٹھے داؤد کے بال بگاڑے۔۔۔

لو یو بھیا"۔۔۔ تراب کے سینے سے لگا تا وہ مشکور سا ہوتا بولا اس ہی اثنا میں نکاح کی مبارک باد گونجی۔۔۔

عمر قید مبارک ہو لالے۔۔۔ سب سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر کھڑا کرتے درید نے اس سے بغلگیر ہوتے مبارک باد دی جس پہ وہ بغیر کچھ کہے خوشی سے اس سے ملا۔۔۔

جیلر صاحبہ پیاری ہے۔۔۔ حارث نے ایک نظر ہانیہ کو دیکھتے اس کے کان میں سرگوشی کی تو داؤد نے گھور کر اس کی پسلیوں پر پنچ مارا۔۔۔

مبارک ہو میرے بھائی' اللہ تمہیں کرکٹ ٹیم عطا کرے۔۔۔۔ پھر آغا فواد کیسے پیچھے رہ سکتا تھا داؤد کو چھیڑنے میں۔ اس وقت وہ سب اسے گھیرے کھڑے تھے۔۔۔۔

کیوں کیا آپ اپنی ساری بیٹیاں میرے بیٹوں کو دینا کا ارادہ رکھتے ہیں !۔۔۔۔

طنزیہ مسکراتے اس نے اپنا حساب بے باک کیا۔۔۔۔

دیکھ بھائی وہ معصوم پہلے ہی رو رہی ہے' ہماری مان تو تو ابھی اس کے سامنے نے جا۔۔۔۔ ہانیہ کو اپنی ماں سے لگا روتا دیکھ رافع نے ترحم بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے داؤد کو مشورہ دیا۔۔۔۔

!!! وہ کیوں

نازک سی تو ہے تجھے اپنے روبرو دیکھتے کہی پڑا ان ہی نہ چھوڑے دے۔۔۔۔

دوسری طرف سے آتے حیدر نے اس کے کمسن سراپہ پہ نظر مارتے کہا جو داؤد سکندر کے سامنے بالکل بچی لگتی تھی۔۔۔

زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے 'ہٹو سامنے سے۔۔۔ان کی باتوں پہ وہ تلملاتا ہوا بولا اور پہلے اپنے کندھے پر سے حیدر کا ہاتھ بری طرح جھٹکا اور پھر سامنے دیوار بن کر کھڑے رافع کو سائیڈ پہ دھکیلا۔۔۔

زیادہ اُتاولے نہ ہو بے شرم انسان """میں نے جوتی اتار لینی ہے۔۔۔اسے اپنے دوستوں سے اس وقت بھی یوں لڑتا جھگڑتا دیکھ سکندر ماموں نے دانت پیستے اسے گھورا تو پل میں اس جنگلی بلے کے کھڑے بال نیچے ہوئے۔۔۔

آ جاؤ داؤد۔۔۔ باپ سے ڈانٹ کھا کر اسے سیدھا کھڑا دیکھ زبیدہ مامی نے پیار سے اسے پکارا تو وہ باپ کی گھوریوں کی پرواہ کیے بغیر مسکراتا ہوا اگے بڑھا۔۔۔

جتنا یہ جذباتی ہو رہا نہ دو سال کیا چھ مہینے بھی نہیں گزارتا۔۔۔داؤد کو پھولوں کی چادر ہٹا کر اندر جاتا دیکھ درید حمزہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا دور اندیشی سے سوچتا بولا تو وہ سر اثبات میں ہلاتا گویا ہوا۔۔۔

جب تمہیں بھی بیٹھے بیٹھائے اتنی پیاری بیوی مل جائے گی نہ تو حال تمہارا بھی یہ ہی ہونا ہے۔۔۔ !!!

میں تو چاہتا ہوں کہ کوئی میرا حال خراب کرے پر افسوس در افسوس کہ کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔۔ حمزہ کی بات پہ وہ دکھ بھری سانس خارج کرتا اس کے کندھے پر سر رکھتا بولا تو وہ اس نمونے کی ایکٹینگ پہ سر نفی میں ہلا کر رہ گیا

۔۔۔۔

وہ دھیرے سے صوفے پہ سر جھکا کر بیٹھی ہانیہ کے قریب آیا جس کا وجود ہلکا ہلکا ہل رہا تھا۔اس کی فیلینگز کا احترام کرتے وہ ایک گھٹنہ زمین پہ ٹیکائے اس کے قدموں کے قریب بیٹھا تو وہ جو سب اسے شرارت بھری نظروں سے دیکھ رہیں تھے اس کے یوں بیٹھنے پہ سب نے مل کر پر زور ہوٹنگ کی اور ہانیہ اس کے یوں کرنے پہ خود میں سمٹی۔۔۔۔

اپنی ماں چچی، اور تائی کو اپنی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھتا دیکھ وہ گہری مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس کی طرف متوجہ ہوا اور سر پہ اوڑھی سرخ چادر کے کونوں کو پکڑا کر دھیرے سے اٹھاتے سر پہ رکھا تو ایک پل کے لیے وہ بالکل ساکت رہ گیا' اس نے صرف اسے تصویر میں دیکھا تھا کیونکہ وہ اپنی خالہ کے گھر بہت کم جائے کرتا تھا اور جب جاتا تھا اس کا سامنا کبھی ہانیہ سے نہیں ہوا تھا تو اس

لیے وہ جانتا نہیں تھا کہ اس کے نصیب میں آنے والی پری اس قدر خوبصورت ہے۔۔۔۔

نکاح مبارک میری شریکِ حیات۔۔۔۔ جھک کر اس کی مانگ ٹیکے سے سجی ماتھے پہ اپنا پہلا محبت بھرا لمس چھوڑتے وہ سرگوشی نماں آواز میں بولا تو اس ننھی سی دلہن کی جان حلق میں آئی جبکہ ایک بار پھر ان پڑھے لکھے آوارہ لڑکوں نے لوفرانہ انداز میں ہوٹنگ کی۔۔۔۔

ہائے مامی جان بھابھی کتنی پیاری ہے "کدو تمہاری تو لاٹری نکل آئی۔۔۔۔ آنکھوں میں ستائش لیے وہ ہانیہ کے چہرے کی سمت دیکھتی چہکتی ہوئی بولی اور ساتھ اس بھی چھیڑا جو ہانیہ کو میٹھائی کھلانے کے بعد اب اپنی انگلیاں ٹیشو سے صاف کر رہا تھا مرحا کی بات پہ آنکھوں میں وارننگ لیے اسے دیکھنے لگا جبکہ میٹھائی کی پلیٹ میں گلاب جامن اٹھاتے حارث کی نظر اب اس پر گئی جو آتشی رنگ کا سوٹ پہنے آتش فشاں بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

یہ لے بھیا کھائے "اللہ آپ کو بھی جلد چھوارا لگائے۔۔۔۔ نیچے مردوں میں بیٹھے آغا فارذ کے قریب آتے فواد نے میٹھائی اس کی طرف بڑھاتے شوخ لہجے

میں کہا تو وہ فقط اس کے سر پہ ہلکی سی چپت لگاتے ذرا سا گلاب جامن توڑ کر اپنے منہ میں ڈال گیے اور باقی بچا اس کے منہ میں۔۔۔۔

ہاں شاید جو ہم نہ کر سکے وہ یہ گلاب جامن کر جائے۔۔۔۔۔آغا ماموں نے شکایتی نظروں سے ان کی طرف دیکھتے طنزیہ کہا تو وہ بیچارے خفت سے مسکرا گیے۔۔۔

چالا کو ماسی اگر تم نے میری معصوم بیوی کے ذہن میں میرے خلاف کوئی بکواس بھری تو میں تمہیں پاماما کے جنگلوں میں چھوڑ آؤ نگا۔۔۔مرحا کو ہانیہ کے قریب بیٹھتا دیکھ وہ ہر لحاظ اور شرم سائیڈ پہ رکھتا بولا تو بدلے میں مقابل نے اپنے نھنے سے جبڑے بھینچے۔۔۔

بھیا دیکھے اس کدو کو۔۔۔فواد کے ساتھ کھڑے حمزہ کو دیکھتے وہ فورا شکایتی ہوئی۔۔۔۔

داؤد سکندر اگر تم نہیں چاہتے ہو کہ رخصتی دو سال کے بجائے چار سال میں ہو تو خبر دار جو تم نے میری کیٹین کو کچھ کہا۔۔۔بہن کی شکایت پہ وہ فورا ظالم جیلر بنتا بولا تو وہ صبر کا گھونٹ بھر کر رہ گیا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رابطے توڑنے سے چاہت کہاں ختم ہوتی ہیں !۔۔۔لوگ تو وہ بھی یاد رہتے ہیں ،جو دنیا چھوڑ جاتے ہیں۔

برقی قمقوں سے سجے لان میں محفل اپنے عروج پہ تھی، کھانا اسٹارٹ ہو چکا تھا کیونکہ ٹائم زیادہ ہو رہا تھا،ایک طرف مہمان ٹیبلز پہ بیٹھے بعام فرما رہیں تھے تو دوسری جانب اسٹیج سے پھولوں کی چادر کو ہٹا دیا گیا تھا کیونکہ اب وہ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے اور گھر کے تمام بڑے آہستہ آہستہ انھیں سلامی اور نیک دعائیں دے رہیں تھے۔۔۔

روٹی لے آ شفیق احمد""۔۔۔ معتصم،رافع اور حیدر کو بوفے پہ کھڑے پلیٹیں بھرتا دیکھ درید نے با آواز بلند صدا لگائی۔وہ سارے بمع تراب اور حمزہ کے یہاں ڈیرا ڈالے بیٹھے تھے چونکہ اب ان کا کوئی کام نہیں تھا۔۔۔

روٹی کی تجھے بڑی جلدی پڑھی ہے کا کے سلامی کون دے گا۔۔۔ تراب نے اسے خالی پلیٹ میں چمچہ بجاتا دیکھ گھیر کا۔۔۔

ڈونٹ مائینڈ بھیا پر جیسی شکل اس لنگور کی ہے میں سلامی کی جگہ کیلے مارؤں گا وہ بھی مہنگے چتری والے۔۔۔ چمچہ کو نیچے رکھتے وہ بڑی صاف گوئی سے مخاطب ہوا

۔۔۔

چلو بیٹا پھر تو ڈنر بھی اس ہی لنگور کے ساتھ کرنا پنجرے میں بیٹھ کر۔۔۔ رافع کی رکھی گی بریانی کی پلیٹ کی طرف اس کے بڑھتے ہاتھ کو روکتے وہ پلیٹ اپنی جانب کھسکاتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔

اووو سوری بھیا آپ تو مائنڈ ہی کر گیے حالانکہ میں نے کہا تھا کہ ڈونٹ مائینڈ ۔۔۔ تراب کو بریانی اپنی پلیٹ میں نکلتا دیکھ وہ مسکا بٹر لگاتے ہوئے بولا اور ساتھ زبردستی سا مسکرایا تو تراب نے سر نفی میں ہلاتے پلیٹ اس کی جانب بڑھائی۔۔۔

روحی آپ نہیں دو گی بھابھی کو گیفٹ۔۔۔۔۔ وہ جو سب کو ہانیہ کو کچھ نہ کچھ دیتا دیکھ پریشانی سے دیکھ رہی تھی اپنے عقب سے آتی آواز پہ پیچھے کھڑی زبیدہ مامی کو بے چارگی بھری نظروں سے دیکھتی بولی۔۔۔۔

!!! ہم تو کچھ بھی نہیں لائے اور ماما بھی نہیں لائی۔۔۔۔

ڈونٹ وری مامی ہے نہ 'جاؤ شاباش میرے بیڈ کے رائیٹ سایڈ ٹیبل کے ڈرور میں آپ کا گیفٹ رکھا ہوا ہے۔۔۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کے بے داغ حسن کی نظر اتارتے وہ مسکراتی ہوئی بولی تو مقابل کی آنکھوں میں یکدم چمک سی ابھری۔۔۔

اووو مامی جان یو آر دا گریٹ۔۔۔۔ خوشی سے کھکھلاتی وہ ان کے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔۔۔

او ہیلو فقیرنی سارے پیسے اپنی تیاری پہ ہی خرچ کیے ہے' یا میری بیگم کے لیے بھی کوئی گیفٹ لائی ہو۔۔۔۔ صوفے پہ ہانیہ کے سنگ بیٹھے داؤد نے اس کی سادہ سی تیاری پہ چوٹ کرتے کہا تو وہ فوراً بل کھاتی مڑی۔۔۔

فقیر ہو گیے تم اچھا ہم تو اپنی بھابھی کے لیے بہت پیارا تحفہ لائے ہے۔۔۔ دؤد کو غصے میں جھڑکتی وہ آخر میں ہانیہ کے لیے شیری زبان میں بولی تو داؤد نے گھور کر اس میسنی کو دیکھا جبکہ اتنی دیر میں ہانیہ یہ بات اچھے سے سمجھ گی تھی کہ اس کے سرتاج کی اس سفید ہرنی سے ذرا نہیں بنتی۔۔۔

ہم ابھی لاتے جسٹ لٹل بٹ ویٹ۔۔۔ ہانیہ کو کہتی وہ جلدی سے اندر کی طرف بھاگی تو اسے جاتا دیکھ ایک شخص بھی اپنی جگہ سے اٹھتا اس کے پیچھے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

نا جانے اس گیفٹ میں کیا ہو گا' اگر ہانی کو پسند نہ آیا تو، پر نہیں اگر مامی جان لائی ہے تو ضرور اچھا ہی ہو گا ویسے بھی ان کی چوائس کتنی اچھی ہوتی ہے۔۔۔ اندر کی طرف جاتی وہ مسلسل سوچ رہی تھی۔ گھر کی اندرونی منزل بالکل خالی تھی

کیونکہ ہر کوئی باہر ہی موجود تھا البتہ اندر کی لائیٹس ساری اون تھی تبھی وہ دھڑلے سے آگئی تھی۔۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔۔۔۔وہ پہلی سڑھی پہ قدم رکھنے ہی لگی تھی جب پیچھے سے اسے کسی نے پکارا تو وہ اچنبھے سے پیچھے مڑتی اس لڑکے کو دیکھنے لگی جسے وہ آج پہلی بار ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

یس۔۔۔۔اپنے وجود کے آر پار ہوتی اس کی نگاہوں سے وہ کنفیوژڈ ہوتے بولی تو وہ چلتا ہوا قریب آیا۔۔۔۔

آپ راستہ بتادینگی۔۔۔۔اپنے اور اس کے درمیان چار پانچ قدموں کا فاصلہ رکھتے وہ آنکھوں میں معنی خیزی بھری چمک لائے بولا تو وہ اس کے قریب آنے پہ حفظ ماتقدم کے طور پہ ایک قدم پیچھے کھسکی۔۔۔

کہاں کا۔۔۔اس انجان شخص سے اسے خوف محسوس ہو رہا تھا اور دوسرا آس پاس کوئی تھا بھی نہیں۔۔۔۔

اپنے دل کا۔۔۔۔۔لوفر انداز میں آنکھ ونک کیے وہ اسے اوپر سے لے کر نیچے تلک دیکھتا بے باکی سے بولا۔۔۔۔

ہاؤ ڈیئر یو، آپ کی ہمت کیسے ہوئی ہم سے ایسے بات کرنے کی' ہم ابھی اپنے""""
۔۔۔۔سامنے کھڑے شخص کی بات پہ وہ بھوکی شیرنی بنی غرائی مگر اس سے
پہلے وہ اسے کسی کی دھمکی دیتی وہ اس کی کلائی دبوچ گیا۔۔۔۔
ہمت تو بہت کچھ کرنے کی ہے' پر ابھی صرف دوستی' اچھی لگ گئی ہو تبھی کہہ
رہا ہوں ورنہ دل پھینک عاشق نہیں ہوں۔۔۔۔اس کی پھولوں جیسی نرم کلائی کو
اپنی آہنی گرفت میں جکڑتا وہ سنجیدگی سے بولا۔۔۔
چھوڑو ہمیں" بھیا' تابی بھیا"""۔۔۔۔وہ اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد
کروانے کی تگ و تدہ کرتی چلائی مگر باہر چلتے گانوں کی بیٹ میں اس کی آواز
دیواروں میں ہی کہی دب کر رہ گئی تھی۔۔۔۔
ائے آرام سے بات کر رہا ہوں تو زیادہ شور مچا رہی ہے، کہہ رہا ہوں نا کہ ابھی
"""""""۔۔۔۔مرحا کو زور آزمائی کرتا دیکھ وہ ماتھے پہ بلوں کا جال بچھائے
بدتمیزی پہ اتر آیا پر اس سے پہلے وہ کچھ کہتا یا کرتا پیچھے سے کسی نے گھما کر اس کے
چہرے پہ تیز ہاتھ کا مکہ جڑا تو وہ جو بے دھیان کھڑا تھا اس اچانک آنے والی افتاد پہ
بوکھلا کر رہ گیا۔۔۔۔

یہ ہم سے "بد تمیزی کر رہا ہے۔۔۔ کلائی اس کی سخت گرفت سے آزاد ہوتی دیکھ وہ جیسے ہی پیچھے مڑی تو خوانخوار تیور لیے اسے حارث کھڑا نظر آیا جسے دیکھتے وہ روتی ہوئی اس کی جانب لپکی تو اس کے ہاتھ پہ نشان اور اسے روتا دیکھ اس کا غصہ مزید بڑھا اور خطرناک تیور لیے اس کے چہرے پر پہ در پہ گھونسوں کی برسات کرنے لگا جبکہ وہ اسے یوں جنونی ہوتا دیکھ مزید سہمی۔۔۔

حارث یہ کیا کر رہیں ہو۔۔۔۔ باہر ہوتے شور کے باعث وہ فون کان سے لگائے جیسے ہی اندر آیا تو سڑھیوں کے قریب حارث کو کسی سے گھتم گھتا ہوتا دیکھ اس کی طرف آیا جب اچانک ریلینگ سے لگ کر کھڑی ڈری سہمی سی اسے روتے ہوئی مرحا نظر آئی۔۔۔

روحی 'جان کیا ہوا ہے "آپ رو کیوں رہی ہوں۔۔۔ اس کے نزدیک آتے تراب نے اس کے رونے کا سبب پوچھا اسے لگا کہ وہ لڑائی دیکھ کر ڈر گی ہے جبکہ وہ بغیر جواب دئے سسکتی ہوئی اس کی محفوظ پناہ میں آئی۔۔۔

میری بہادر گڑیا لڑائی دیکھ کر"""""۔۔۔ ناراضگی بھلائے وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا دھیمہ سا مسکراتا بولا۔۔۔

اس "اس نے ہم سے بب 'بد تمیزی کی بھیا۔۔۔ نم لہجا لیے وہ اس کی بات کاٹتی بولی تو یکدم اس کے بالوں میں چلتا اس کا ہاتھ ٹھہرا، جس سے وہ عزت سے پیش آتا تھا اس سے کسی نے کیسے بد تمیزی سے بات کی، یہ سوچ آتے ہی اس کے عصاب جھنجھنا اٹھے، اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کیے وہ سختی سے لبوں کو بھینچے حارث سے مخاطب ہوا جس نے پل بھر میں اس لڑکے کی حالت خراب کر دی تھی۔۔۔

اسے بہت دور چھوڑ کر آنا حارث """"۔۔۔ اسے زخمی حالت میں باہر لے جا کر نہ وہ ناہید آنٹی والوں کو شرمندہ کروانا چاہتا تھا کیونکہ وہ ان کی سائیڈ کا تھا اور نہ وہ اپنی گڑیا کی عزت پہ بات آنے دے سکتا تھا۔۔۔۔

بے فکر رہے بھیا۔۔۔ اسے کالر سے پکڑ کر زبردستی گھسیٹتا وہ کیچن کی طرف بڑھا تاکہ پچھلے گیٹ سے وہ اسے لے کر نکل سکے۔۔۔۔

وہ چلا گیا ہے۔۔۔ حارث کے جاتے وہ اپنے سینے سے لگی اس زخمی چڑیا کو دیکھتے بولا جو ہر دکھ میں صرف اس کے سینے میں ہی پناہ ڈھونڈتی تھی۔ مگر ہمیشہ کی پناہ سے انکاری تھی۔۔۔

اس نے یہاں """ سے پکڑا تھا۔۔۔۔اپنی کلائی کو اس کے آگے کرتی وہ ہچکی بھرتی بولی تو تراب نے غور سے اس کی مومی کلائی کو دیکھ جہاں سرخ انگلیوں کے نشان واضح تھے۔۔۔

ایسے کئی نشانات اس کے منہ پہ پڑے ہیں جو جلد ٹھیک نہیں ہو گے۔۔۔۔
سرخ کلائی کو آنگھوٹے سے سہلاتا وہ اسے کے چہرے پہ نظریں جمائے بولا جس کے رونے کی وجہ سے آنکھوں میں لگا کاجل آنسوؤں کے باعث گال پہ لکیروں کی صورت میں بہے نکلا تھا۔۔۔
میک اپ کیوں کیا تھا"""۔۔۔آنکھوں کے بعد جب اس کی نظر ہونٹوں پہ لگی لیپسٹک پہ پڑی تو آنکھوں میں چھائے نرم تاثرات پل میں سنجیدگی میں بدلے

۔۔۔

!!!! رانی "نے کیا تھا تا کہ 'ہم اچھے لگے
میری بابلز آپ کو ان مصنوعی چیزوں کی ہرگز ضرورت نہیں اچھا دیکھنے کے لیے "آپ کو تو پہلے ہی اللہ نے فرصت سے بنایا ہے، آئندہ نہ دیکھو میں چہرے پہ کچھ

لگا ہوا۔۔۔جیب سے ٹشو نکال کر اس کی آنکھیں صاف کرتا وہ تھوڑا روعب سے بولا تو وہ اس کے ڈانٹنے پہ منہ بنا گئی۔۔۔

چلو آپ جاؤ باہر میں آپ کا گیفٹ لے کر آتا ہوں۔۔۔۔ ہونٹوں پہ لگی لپسٹک کو ریمو کرتے اس نے نرمی سے اس کی گال تھتھپاتے کہا تو وہ بغیر کچھ کہے تن فن کرتی باہر کی طرف بھاگی تو پیچھے وہ مسکرا کر سر جھٹکتا سڑھیاں چڑھنے لگا یہ مرحا یوسف کا انداز تھا تراب سکندر سے اپنی ناراضگی ظاہر کرنے کا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اگر زندگی ہو مقدر تو وبائیں کچھ نہیں کہتیں۔۔۔ فیصلے کچھ نہیں کہتے، قضائیں کچھ نہیں کہتیں!

مصروفیات بھرے دن کے بعد آج سستی اور تھکن بھرا سورج افق پر نمودار ہوا تھا، روٹین اپنے معمول پہ آچکی تھی جس کے باعث ہر کوئی اپنے اپنے کاموں کی طرف چل پڑے تھے ایسے میں وہ تنہائی سے گھبراتی اپنے دکھتے سر کو تھامے سنسان پڑے لاونج میں بیٹھی تھی کیونکہ حورے بیگم اور زبیدہ مامی رانی کے سنگ گروسری کرنے کو نکلی ہوئی تھی جبکہ سبین مامی کا بھی کچھ نہیں پتہ تھا کہ وہ گھر پہ ہے یا نہیں۔۔۔ کنپٹیوں کو سہلاتی وہ صوفہ میں سر دئے بیٹھی ہلکے ہلکے ہل رہی تھی کہ کسی طریقے سے ہی اس کا یہ دردِ سر ختم ہو جائے جو آج وقفے وقفے سے شدت اختیار کرتا اس کی ننھی جان ہلکان کرنے پہ تلا ہوا تھا۔۔۔

روحی کیا ہوا بچے۔۔۔ صدر دروازے سے اندر آتی سبین مامی اسے صوفے پہ یوں سر تھامے بیٹھا دیکھ فکر مندی سے پوچھتی قریب آئی تو وہ جو خود کو تکلیف میں تنہا محسوس کرتی رونے دینے کے در پہ تھی ممتا سے بھری آواز میں جھٹ سے سیدھی ہوتی بیٹھی۔۔۔

مامی "مامی جان سس" سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔۔اپنے قریب صوفے پہ بیٹھتی سبین مامی کو دیکھتی وہ زیادہ دیر اپنے آنسوؤں پہ بندھ نا باندھ سکی اور گلوگیر لہجا لیے بولتی ان کے سینے میں سمائی۔۔۔۔

ماں صدقے میرے بچے،ایسے تھوڑی روتے ہیں ابھی ٹھیک ہو جائے گی، اچانک سردی نے زور پکڑا ہے نہ اس وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔۔اسے بچوں کی طرح اپنے سینے میں چھپ کر روتا دیکھ وہ دھیرے سے مسکراتی اسے سمجھنے لگی اور ساتھ ہلکے ہاتھوں سے اس کا سر دبانے لگی۔۔۔۔

پپ 'پہلے 'تت 'تو نہیں ہوتا۔۔۔۔ان کے آغوش میں چھپی وہ ننھی پری نم لہجا لیے بولی۔۔۔۔۔

میری جان موسم چینج ہوتا ہے تو یوں ہو جاتا ہے 'اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے،آپ یہ بتاؤ کالج کیوں نہیں گئی۔۔۔اس کا دھیان بٹانے کو وہ جانتے ہوئے بھی کہ نوال جب اوف کرتی ہے تو وہ بھی نہیں جاتی پھر بھی سوال پوچھ بیٹھی۔۔۔۔

نن 'نوی نہیں آئی 'کک 'کراچی سے '' یہاں بب 'بہت درد ہو رہا ہے مامی۔۔۔ ان کے سوال کا جواب دیتی وہ کنپٹیوں کو دباتی درد کی شددت سے بولی (نوال اپنی خالہ کی طبعیت خرابی کی وجہ سے کراچی گئی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ اور اس کے والد داؤد کے نکاح میں بھی نہیں آسکے البتہ درید نے ان کی طرف سے شرکت کرلی تھی۔۔۔

۔کتنی بار کہا ہے روحی اتنے شوک رنگ نہ پہنا کرو پر پھر بھی پہن لیا نہ داؤد کے نکاح پہ اب بیٹھ گئی ہو نظر لگوا کر۔۔۔داؤد کے نکاح کے روز اس کی تیاری یاد کرتی وہ اسے جھڑکنے لگی جو آتشی رنگ میں اپنی سرخ و سپید رنگت لیے سیپ میں چھپا موتی لگ رہی تھی۔۔۔

رانی نے کہا تھا پہننے کو'' ہم نے تو مانا بھی کیا تھا۔۔۔کچھ دیر درد کو بھلائے وہ ان کی ڈانٹ پہ خفگی سے منہ بسورتی رانی کی شکایت درج کرواتی بولی جو آج سیر سپاٹے کو نکلی ہوئی تھی۔۔۔

آ لینے دو آج اس ملکہِ حسن کو خود تو شوخ تتلی بنی گھومتی ہے، میری بچی کو لگوا دی نظر۔۔۔۔پیار بھری نظروں سے اپنی لاڈلی کو نہارتے وہ رانی کے سارے کس بل نکالنے کا ارادہ کیے بولے جوان کی معصوم گڑیا کو بگاڑنے پہ تلی تھی۔۔۔

چلو آؤ سر میں تیل کی مالش کرتی ہوں دیکھنا ابھی ٹھیک ہو جائے گا یہ دردِ سر جس نے میری بچی کو رلا کر رکھا ہوا ہے۔۔۔اسے اپنے ساتھ صوفے سے کھڑا کرتی وہ فکر مندی سے اس کے چہرے پہ آئے بالوں کو سمیٹتی بولی جو اس وقت بالکل بے حال سی نظر آرہی تھی ذرا سے دیر کے درد کے باعث غلافی آنکھیں نیچے سے اندر کو دھنس رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! کسی کو طلب مار گئی، کوئی پا کر بھی خوش نہ ہوا۔۔۔

سردی کے باعث سہ پہر ٹھنڈی سی زمین زادوں پہ اتری تھی جبکہ دن ڈھلنے کے باوجود دھند کا زور جوں کا توں مسافروں اور راہ گزاروں کے لیے پریشانی کا باعث بن رہی تھی۔

ارے آپ ابھی تک اٹھے نہیں۔۔۔ٹاول سے منہ تھپتھپاتی وہ واش روم سے باہر نکلی تو آغا صاحب کو یونہی بیڈ پہ دراز موبائل چلاتا دیکھ پوچھا اور ٹاول کو اسٹینڈ پہ ڈالتی ڈریسنگ کی سمت بڑھی۔۔۔

اتنا تو اٹھ گیا ہوں بیگم اب کیا دنیا سے اٹھنا چاہتی ہے۔۔۔موبائل کی اسکرین پہ مرکوز نگاہوں کو ذرا سی دیر کے لیے ہٹاتے وہ ان کی پشت کو دیکھتے سنجیدگی میں غیر سنجیدہ بات کر گیے۔۔۔

اللہ رحم کرے میرا یہ مطلب تھوڑی تھا، میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ تیار نہیں ہونا کیا۔۔۔ہاتھوں اور منہ پر لوشن سے مساج کرتی وہ ان کی بات پہ صفائی دینے والے انداز میں بتاتی بولی ساتھ ٹیوب سے تھوڑا اور لوشن ہاتھ کی ہتھیلی پہ نکالا۔۔۔

میں نے کونسا ئپ کی طرح چونا لگانا ہے منہ پر سادہ سے بندے ہے تبت کریم سے ہی گزارا کر لیتے ہیں۔۔۔لوشن کے بعد انھیں ٹیوب فانڈؤیشن بیوٹی بلینڈر سے چہرے پہ لگاتا دیکھ وہ خفیف سا طنز مارتے فورا نظریں موبائل اسکرین پہ کر گیے کیونکہ مہتاب مامی کافی خطرناک تیور لیے ان کی طرف گھومی تھی۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا ہاں؟۔۔۔تیکھے چتنوں لیے وہ بیوٹی بلینڈر کو موٹھی میں دبوچتی دانت پیستے ہوئے بولی۔۔۔

میرا مطلب ہے کہ تیاری تو صرف آپ نے کرنی ہے بیگم ہم نے اٹھ کر کونسی اپنی آئیبر و سیٹ کرنی ہے۔۔۔ان کے بگڑے تاثرارت کو دیکھتے وہ مسکراہٹ دبائے اپنے الفظوں کی تشرتح بیان کرنے لگے۔۔۔

ہنہہ آئیبر و سیٹ" یہ جو ایک گھنٹا لگا کر آپ نے اپنے ان سفید بالوں پر میرے مسکارا کا ستیاناس مارنا ہے وہ کس خاطر میں آتا ہے، پتہ ہیں میرا یہ بوب کا مسکارا کتنا مہنگا آتا ہے خبردار آغا صاحب جو اب اپ نے اسے ہاتھ بھی لگایا جا کر وہ ڈیڑھ سو روپے والا ہیر کلر لے کر آئے۔۔۔وہ تو اپنے مہنگے فانڈؤیشن کے لیے چونے کا لفظ سنتی کچھ زیادہ ہی بگڑ گیی تھی تبھی ہر حساب بے باک کرتی آخر میں وہ انھیں

اپناوہ مہنگامسکارا ابھی دیکھتی بولی جو وہ بے دریگے اپنے سر اور داڑھی کے سفید بالوں پہ لگاتے تھے کیونکہ وہ ہیر کلر بہت کم استعمال میں لاتے تھے۔۔۔۔

جتنا بھی مہنگا ہے آنا تو میری جیب سے ہی ہے اس لیے آپ مجھے منع نہیں کر سکتی۔۔۔۔ان کے غصے سے محظوظ ہوتے وہ اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے انھیں تپانے کی فل کوشش کر رہیں تھے۔۔۔۔

جی نہیں میرے بیٹے کے پیسوں سے آتا ہے۔۔۔۔وہ بھی کمر پہ ہاتھ ٹیکائے دوبدو بولی۔۔۔۔

تو بیٹے کو یہ بزنیس کھڑا کس الونے کر کے دیا ہے۔۔۔۔۔انھیں بیٹے کے پیسوں پہ اترتا دیکھ وہ شاکی نظروں سے انھیں گھورتے بولے پر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دروازے پہ نوک ہوا۔۔۔۔

'''''' کم ان

میم پوچھنا یہ تھا کہ لنچ میں کیا بنے گا۔۔۔۔ان کے اجازت دینے پہ میری دروازہ دھکیل کر اندر آتی مہتاب مامی کو دیکھتے پوچھنے لگی۔۔۔۔

ہم تو جا رہیں ہے تو ایسا کرو کہ آغا کے لیے نہاری اور فادی کے لیے کباب بنالو اور سلاد اور رائتہ بھی۔۔۔۔ آغا ماموں پہ آئے غصے کو سائیڈ پہ رکھتی وہ واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہوتی میری کو آگاہ کرنے لگی۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے میم۔۔۔ سر کو ہاں میں جنبش دیتی وہ گیٹ بند کرتی واپس نکل گی جبکہ وہ اپنی پشت پہ پڑتی انھیں کی تمسخر بھری نظروں کو اگنور کرتی اپنے کام میں مگن رہی۔۔۔۔

جیسمین سینڈلز کے نخرے دیکھ لوں۔۔۔۔ ان کے نیچلے بالوں کو بروان شیڈز میں ڈائے دیکھ وہ ان کی پشت کو دیکھتے بڑبڑائے اور المیرہ کے ہینڈل پہ ہینگ اپنے کپڑے لیے واش روم کی طرف بڑھے جبکہ دروازے کے بند ہونے کی آواز پہ وہ بلش کرتے ہاتھ کو روکتی واش روم کے دروازے کو دیکھتی بڑبڑائی۔۔۔۔

۔ہنہھہہ ""کلک کی آواز پہ ہڑبڑاتی وہ جھٹ ڈریسنگ کی طرف مڑتی دوسرے گال پہ بلش لگانے کی جب دروازہ کھول کر باہر آتے آغا ماموں کا شیشہ میں اترتا عکس دیکھتے ٹھٹکی جو سفید کلف لگے کاٹن کے سوٹ میں اپنی گریس فل پرسنیلٹی لیے وجاہت کا شہکار لگ رہیں تھے۔۔۔۔

کیا بات ہے بیگم جب میں گیا تھا تب بھی گال پہ یہ کلر برش پھیر اجا رہا تھا اب چینج کر کے آیا ہوں تب بھی یہ ہی دیوار پینٹ کی جا رہی گال ہے یا دیوار چین جس کی لمبائی ہی ختم ہو کے نہیں دے رہی۔۔۔۔ کافوں پہ کفلنکس سیٹ کرتے وہ لبوں پہ مچلتی شرارت کو دبائے سنجیدہ سے بولے تو مہتاب مامی نے ان کے چہرے پہ اتی دبی دبی مسکراہٹ کو شیشہ میں سے دیکھتے گھورا۔۔۔

یہ جو آپ کے اندر روحی کی شرارت گھسی بیٹھی ہے نہ اسے ذرا سائیڈ پہ رکھے ۔۔۔ بار بار اپنے میک اپ کو طنز کا شکار ہوتا دیکھ وہ اس بار ورانگی بھرے لہجے میں بولی جس پہ وہ ناک سے مکھی اڑنے کے انداز میں ہاتھ جھلاتے ڈریسنگ کے قریب آئے اور فورا اسے مسکارے کی طرف بڑھتے ان کے ہاتھ پہ ہلکا سا تھپڑ مارتے مسکارا اٹھا گیے تو وہ جوان کو قریب أتا دیکھ احتیاطً مسکارا اٹھانے لگی تھی دل مسوس کرتی اپنی آنکھوں سے اپنے فیورٹ مسکارے کی تباہی ملاحظ کرنے لگی

۔۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دستِ تقدیر سے ہر شخص نے حصہ پایا۔۔۔۔ میرے حصے میں تیرے نام کی حسرت آئی !

کیسی طبعیت ہے اب میری لاڈو کی """""۔۔۔۔ سر جھکائے وہ اپنی گود میں رکھے اس کے چہرے پہ نظریں جمائے بولا جو بھائی کی باپ جیسی شفقت بھری گود میں سر رکھے دنیا کی تلخ حقیقتوں سے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔۔۔۔

اپ یوں کرتے رہیں، پھر ٹھیک رہے گا۔۔۔۔ بند آنکھوں سے ہی وہ اس کے سوال کے جواب میں اپنے سر میں چلتے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیے بولی گویا جب تک وہ اس کا سر سہلاتا رہے گا وہ سکون میں رہے گئی۔۔۔

ڈرامے باز بلی 'بھائی سے خدمت کروانے کا بہانہ بنا رہی ہوں۔۔۔۔ اس کے ناک کو دباتے حمزہ نے اسے شرم دلانی چاہی جو پچھلے بیس منٹس سے اس سے اپنی خدمت کروا رہی تھی۔۔۔۔

نہیں سچی بھیا ہمارے بہت پین تھا'۔۔۔ حمزہ کے ڈرامائی انداز میں کہنے پہ وہ فورا سے سیدھی ہو کر اٹھ کر بیٹھتی اپنی صفائی میں بولی کہ کہی واقعی ہی اس کا بھائی یہ نہ سمجھ لے کہ وہ ڈرامہ کر رہی تھی۔۔۔

آپ مامی جان سے پوچھ لے بھلے۔۔۔اب کی بار اس نے اپنا ایک عدد گواہ پیش کرنا چاہا۔۔۔

میں مذاق کر رہا تھا بچے' میں جانتا ہوں میری یہ معصوم کیٹو جھوٹ نہیں بولتی ۔۔۔اسے صفائی دیتا دیکھ وہ مسکراتا ہوا اس کا گال تھپتھپاتا ہوا بولا تو وہ ریلیکس ہوتی واپس اس کی گود میں سر رکھ گی۔۔۔۔

پین اگر اب بھی ہو رہا ہے تو ہم ڈاکٹر کے پاس چل سکتے ہے گڑیا۔۔۔اس کے گھنگریلے بالوں کے کالر کھولنے کی کوشش کرتے حمزہ نے اس کی بند پلکوں پہ نظریں ٹیکائے بولا۔ وہ آغا فارذ کے پاس سے ہو کر گھر واپس آیا تو اسے سبین مامی سے مرحا کے سر درد کا پتہ چلا۔۔۔

نہیں بس آپ پاس رہے۔۔۔۔ سر پہ ہوتی اس کے ہاتھوں کی سرسرہٹ تھمی ہوئی محسوس ہوئی تھی تو اس کے ہاتھ پر زور بڑھاتی وہ نیند میں اترتی بولی۔۔۔

میں تو ہوں اپنی گڑیا کے پاس۔۔۔۔ گالوں پہ سایہ فگن اس کی لمبی موڑی ہوئی پلکوں کو دیکھتے وہ مسکرا کر بولا۔ وہ سر کے بال سے لے کر پاؤں تلک یوسف صاحب کی پرچھائی تھی شبیہہ تو اس میں بھی آتی تھی پر اس کی کچھ خصوصیت اپنی ماں پر گئی تھی جبکہ اس نے نقوش سے لے کر بولنے تک کا اسٹائل اپنے باپ سے چرایا تھا، یوسف صاحب بھی تخلیہ خود کو ہم کہہ کر پکارتے تھے۔۔۔۔۔

روحی۔۔۔۔ بالوں میں انگلیاں پھیرتے حمزہ نے اپنے گھٹنے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر نیند کی وادی میں اترتی مرحا کو پکارا جو یوں اس کا گھٹنہ پکڑے ہوئے تھی جیسے ایک بچا اپنے اس خوف سے اپنے باپ کو پکڑ کر سوتا ہے کہ کہی وہ اسے چھوڑ کر نہ چلا جائے۔۔۔۔

جی'۔۔۔۔۔ آنکھیں بند سے ہی اس نے جواب دیا۔۔۔۔

وہ رشتہ لے کر کب آئے گا؟؟؟

ہاں" جی۔۔۔۔ نیند میں ڈوبی آنکھوں کو کھولے وہ ناسمجھی سے سر اوپر کو کیے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

جس کی وجہ سے آپ نے تراب کے رشتے کو ٹھکرایا ہے وہ رشتہ لے کر کب آئے گا۔۔۔۔خود کی طرف پریشان نظروں سے تکتی روحی کو دیکھتے اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے اپنی بات دہرائی۔۔۔۔

پپ' پتہ نہیں۔۔۔۔۔جس سے وہ ابھی تک اپنی محبت کا اظہار نہ کر سکی تھی اس کے متعلق وہ یہ کیسے بتا سکتی تھی کہ وہ رشتہ لے کر کب آئے گا۔۔۔۔

کیا مطلب ہے پتہ نہیں اگر وہ رشتہ نہیں لانا چاہتا تو آپ نے رشتے سے انکار کس کے زعم پہ کیا تھا۔۔۔۔ناچاہنے کے باوجود اس کے لہجے میں غصہ عود آئے تھا کیونکہ اس کی یہ ناسمجھ بہن اپنی ناسمجھی میں ایک ہیرا ٹھکرا بیٹھی تھی جبکہ اس کی غصہ سے بھری آواز پہ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

مم 'مطلب ہہ 'ہم نے بات نن 'نہیں، پر 'پر وہ جلد آئے گے۔۔۔۔حمزہ کی سنجید گی اور غصے سے تنے تاثرارت کو دیکھتے اس کا ننھا سا دل لرزہ تھا آج ایک اور بار اس کے سامنے جھوٹ بولتے ہوئے۔۔۔۔

اگر وہ اس ہی ہفتے نہ آئے اپنے پیرنٹس لے کر تو پھر مجھ سے آپ کسی قسم کی کوئی رعائیت کی امید نہیں رکھے گی سمجھی اور چپ چاپ تراب کی رشتے کی خود

منظوری دے گی ماما کو جا کر۔۔۔ سرد بے لچک لہجا لیے وہ بولتا اسے وارنگی دے رہا تھا کہ اب زیادہ دن وہ تراب کے ساتھ انصافی اور اسکی بچکانہ باتیں برداشت نہیں کرئے گا۔۔۔۔۔

جج "جی۔۔۔۔ بغیر بحث کے اس نے مان جانا ہی درست سمجھا کیونکہ اس وقت مقابل بیٹھا اس کے بھائی کا غصہ یہ بتا رہا تھا کہ اس وقت نہ وہ اس کے لاڈ اٹھا سکتا ہے اور نہ ناراضگی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تجھ سے بچھڑوں تو، کوئی پھول نہ مہکے میں مجھ میں۔۔۔ دیکھ کیا کرب ہے، کیا ذات کی سچائی ہے

آج موسم بڑا بے ایمان ہے بڑا، ایسے موسم میں تو کپل ڈرائیو پہ جانا چاہیے ۔۔۔۔۔اسٹر ولبوں سے لگائے وہ شرارتی انداز میں سامنے بیٹھے شخص کو دیکھتے بولا جو بڑی بے چینی سے ادھر اودھر نظریں دوڑا رہا تھا۔۔۔۔

پر ہائے رے قسمت ہم سنگل لوگ صرف ان بادلوں کو دیکھ کر ہی خوش ہو سکتے ہیں اور جو مینگل ہے وہ خود اپنے بابو شونا کو ڈھونڈ رہیں ہے۔۔۔۔۔۔فواد کو بار بار پہلو بدلتا دیکھ اس بار درید نے حارث کا ساتھ دیتے اسے چھیڑا۔۔۔۔

بیچارہ بڑا بے چین ہے یہ پوچھنے کو کہ میرے بابو نے تھانا تھایا۔۔۔۔لبوں پہ مچلتی شرارت کو قابو کیے وہ تینوں آج فواد کو فل تپانے کی تگ وتدو میں تھے کیونکہ بڑی مشکل سے ہی تو انھیں آغا فواد کی کوئی کمزوری ملی تھی۔۔۔۔

تم لوگ کچھ دیر کے لیے اپنے اپنے منہ بند کر سکتے ہوں۔۔۔۔وہ جو کب سے ان تینوں کی باتیں برداشت کر رہا تھا بلا آخر درشتگی سے بول ہی اٹھا۔۔۔۔

کیوں منے کو سیڈ فیل ہو رہا ہے۔۔۔مرحا کی طرح اس کے دونوں گالوں کو پکڑ کر کھینچتے درید نے مصنوعی افسردگی والا منہ بناتے کہا۔۔۔۔

تم جیسے منحوس میرے دوست ہیں سیڈ ہونا تو پھر بنتا ہے۔۔۔اس کے ہاتھوں کو جھٹکتا وہ غصے سے دبدبہ غرایا۔۔۔

ہاں اب یار منحوس ہی لگے گے وہ سڑی ہوئی براؤنی جو مل گئی ہے جس کے ملتے ہی جناب کی دس کروڑ کی لاٹری نکلی تھی۔۔۔فواد کی بات کو دل پہ لیتے معتصم نے حور کو یاد کرتے کڑوا سا منہ بناتے کہا۔۔۔

ہاں پتہ نہیں کیا جادو کیا ہے اس بنگالی بابا کی شاگرد نے ہمارے اس کتے پہ جو اس کے پیچھے دم ہلاتا پھیر رہا ہے۔۔۔حارث کو بھی صدمہ لگا تھا یار کی بے وفائی پر

۔۔۔۔

تیرا سوہنا سجن کینٹین آیا، دید ہو گی تیری، تیری براؤنی نظر آگئی۔۔۔۔

کینٹین کے راستہ سے آتی حور کو دیکھتے معتصم ڈبلی بجانے کے اسٹائل میز کی سطح بجاتا گنگنایا تو فواد نے فورا گردن موڑتے اس طرف دیکھا جہاں سے وہ اس کا سکون برباد کیے خود سکون سے چلتی آرہی تھی۔۔۔

مبارکہ مبارکہ "مبارکہ مبارکہ۔۔۔حور کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے فواد کی طرف دیکھتے حارث اور درید بھی معتصم کی طرح گنگنائے جبکہ وہ بغیر ان تینوں کی باتوں

پہ رسپونس دیئے ٹھہری نظروں سے اس چہرے کو دیکھ رہا تھا جو چار پانچ دن بعد آج دیکھنے کو ملا تھا۔۔۔۔

اسلام و علیکم " کیسے ہیں آپ سب۔۔۔۔ان کے میز کے قریب آتے وہ اپنی دھیمی سی آواز میں ان چاروں سے مخاطب ہوئی البتہ خود کی طرف دیکھتی ان سیاہ آنکھوں میں دیکھنے سے اجتناب برتا تھا۔۔۔

وعلیکم السلام 'تم !!!!

کہاں تھی تم ؟۔۔۔۔اس سے پہلے حارث اس کے سلام کا جواب دیتا فواد جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے آتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

جج 'جی۔۔۔۔ایکدم اس کے یوں سامنے آکر سوالیہ ہونے پہ وہ اس کا لہجہ ڈگمگایا تھا پر پھر بھی حتی الامکان لہجے کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو پائے وہ آنکھوں میں نا سمجھی والے تاثرارت لیے بولی۔۔۔۔

کس کے ساتھ مصروف تھی تم ان دنوں جو میرا ایک فون اٹھانے کا ٹائم نہیں ملا ۔۔۔۔ہنوز سنجیدہ لہجا اور پر اسرار آنکھوں میں چھائی سنجیدگی لیے وہ مقابل کھڑی لڑکی سے جواب طلب تھا اس کی اتنے دنوں کی لاپرواہی کا۔۔۔۔

میں نے پوچھا ہے کہاں مصروف تھی اتنے دن جو میڈم کو ایک فون کال اٹھانے کا بھی ٹائم نہیں ملا جواب دو۔۔۔اکھڑا سخت لہجا لیے وہ حور کا بازو دبوچتا اس سے بازپرس کرتا دوبارہ طنزیہ بولا تو وہ جو اتنے دنوں سے اس کی کیا سبھی کی کال اگنور کر رہی تھی اچانک سب کے سب سامنے یوں پوچھنے لینے پہ وہ گڑبڑاتی نظریں جھکا گئی۔۔۔

مم' میں بزی' تھی۔۔۔مقابل کے اتنی نزدیکی اور شرٹ سے اٹھتے اسٹرونگ مردانہ پرفیوم کی خوشبو سے اپنے سلب ہوتے حواسوں کو بامشکل کنڑول کیے اس نے ہتھیلوں کو آپس میں رگڑتے کہا تو مقابل کی کشادی پیشانی کے بلوں میں اضافہ ہوا۔۔

جانتا ہوں جو تم اسسٹنٹ کمیشنر کی کرسی پہ بیٹھی ہوں۔۔۔اس کے جھکے سر کو دیکھتے وہ ایک بار پھر طنزیہ بولا، اتنے دنوں سے اس کی غیر موجودگی نے دل کی جو حالت کی تھی مقابل اس سے انجان بنی اپنی مصروفیات اسے بتا رہی تھی۔۔۔

آپ " آپ ایسے بات نن " نہیں کر سکتے۔۔۔ان تینوں کے سامنے ہوتی اپنی انسلٹ پہ وہ فواد کی طرف شکوہ کن نم نگاہوں سے دیکھتے اس نے بولنے کی

کوشش کی پر زیادہ دیر ان بے باک سرد نگاہوں کی تاب نہ لاتی سر جھکا کر لبوں کو کچلنے لگی۔۔۔

ایک کان کے نیچے لگاؤ نگا جو ایک آنسو بھی نکلا۔۔۔ بازو پہ گرفت بڑھاتے فواد نے اسے رونے کی تیاری پکڑتا دیکھ سخت گیر لہجے میں وران کیا تو وہ مزید سر جھکا گئی تاکہ وہ بے رحم اس کی آنکھوں میں چمکتی نمی نہ دیکھ پائے۔۔۔

فادی چھوڑ "۔۔۔ فواد کی سخت گرفت کی وجہ سے حور کی ضبط کے مارے سرخ ہوتی رنگت کو دیکھتے حارث نے اگے ہو کر اسے فواد کی بے رحم گرفت سے ازاد کروانے کی کوشش کیے کہا۔۔۔

چھوڑنے کے لیے نہیں تھما اسے !۔۔۔ حارث کے ہاتھ کو غصے سے جھٹکتے فواد نے اسے مزید اپنے قریب کیا کہا تو وہ اتنے لوگوں میں اس کی حرکت پہ شرمندگی سے سر جھکا گئی جو اشتیاق بھری نظروں سے سب دیکھ رہیں تھے تو وہی دو آنکھوں میں حسد کی چنگاری تھی۔۔۔

مم'میری منگنی تھی "۔۔۔ جھکے سر کے ساتھ کہتے اس نے مقابل غرور سے کھڑے شخص کے قدموں تلے سے زمین کھینچی۔۔۔

اچھی کوشش تھی مجھے ڈسٹر کیٹ کرنے کی !۔۔۔ایک پل کو تو اسے لگا جیسے اس کا دل مٹھی میں آگیا ہو پر یلخت چہرے کے تاثرات اور لہجے کی بے یقینی کو چھپائے وہ حور کی بات کو مذاق میں اڑا گیا۔۔۔

مم 'مذاق نہیں ہے 'فواد ''میری ''انگیجمینٹ ہو چکی ہے 'مم ''میٹھائی۔۔۔ ایک نظر بت بنے ان تینوں کو دیکھتے وہ گھبراہٹ سے تر ہوتی اپنی ہتھیلوں کو ڈوپٹے سے پونچھتی اپنے لہجے کی لرزش پہ حتی الامکان قابو پانے کی کوشش کیے بولی تو یکدم اس کے بازو پر ہوئی فواد کی گرفت ڈھیلی پڑھی۔۔۔

پپ 'پلیز سوری۔۔۔اسے یوں پتھرائی آنکھوں سے خود کو تکتے دیکھ وہ نم پلکیں جھپکتی اس کی طرف بڑھتے بولی تو وہ جو جس کی نظر اس کے لرزتے ہاتھ میں پکڑے بوکس پہ تھی حور کی پیش قدمی پہ دو قدم پیچھے ہٹتے وہ اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ قائم کر گیا۔۔۔

میں کبھی پڑنا نہیں چاہتا تھا اس خرافت میں مگر تم نے 'تم نے حور ذوالفقار تمہاری سادگی اور معصومیت نے مجھے مجبور کیا اور اب یوں بیچ راہ میں لائے تم راستے جدا کرنے کا سوچ رہی ہو تو یہ تمہاری بہت بڑی بھول ہے کہ میں یعنی آغا

فواد تمہیں ایسا کرنے دونگا' تم مجھے جانتی نہیں ہو ابھی اپنی ضد پر میں اگر آ جاؤں نہ تو اپنے ہاتھوں سے اپنا پسندیدہ کھلونا توڑ دیتا ہوں مگر کسی کو دیتا نہیں ہوں ۔۔۔۔۔ بھینچے جبڑے لیے بولتا وہ اس کی چھوٹی سی جان حلق میں لا رہا تھا۔۔۔۔ پلیز' میری بب" بات سمجھے"''' مم' میں مجبور۔۔۔ پھر اس کی طرف بڑھتی وہ آنسوؤں کے درمیان اس بے رحم کے اگے اپنی صفائی میں کچھ بولنے لگی جو سفاک تاثرات لیے اسے وہ وہی آغا فواد لگ رہا تھا جو یونی کے پہلے دن اس سے ٹکرایا تھا۔۔۔

بھاڑ میں گئی تمہاری مجبوریاں، تم جیسی مڈل کلاس لڑکیاں ہوتی ہی ایسی ہے پہلے امیر لڑکا دیکھ کر اسے اسے اپنی معصومیت کے جال میں پھنساتی ہے اور پھر جب پوری طریقے سے وہ پھنس جاتا ہے تو اسے اپنی مبجوریوں کے دکھڑے سنا کر کانٹے میں لگی مچھلی کی طرح پھینک کر دوسرا شکار ڈھونڈنے کی کوششوں میں لگ جاتی ہے یو بلڈی گولڈ ڈگر''''''۔۔۔ حور کی دو لفظی معافی اسے سراسر اپنی محبت کی توہین محسوس ہوئی تھی جس پہ وہ جارحانہ تیور لیے اگے بڑھتا اس کا جبڑا دبوچتا بولنے پہ آیا تو نازک دل پہ بہت کاری وار کرتا ہی چلا گیا جبکہ وہ سرمائی

آنکھوں کی ساکت پتلیاں لیے صرف اس کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی جن سے ادا ہونے والا ایک ایک لفظ حور ذوالفقار کے کردار اور روح کے بخیے ادھیڑ رہا تھا۔۔۔

فواد تو حد سے بڑھ رہا ہے۔۔۔۔ فواد کی گرفت میں نیم جاں وجود لیے کھڑی حور کی فق ہوتی رنگت کو دیکھتے حارث نے ایک بار پھر اگے بڑھ کر بولنا چاہا۔مانتا تھا کہ حور سے غلطی ہوئی تھی پر یوں پوری یونی کے سامنے اپنی محبت کی تذلیل کرنا بھی تو کہی کی غیرت نہ تھی اور محبت بھی وہ جو پانی کی طرح صاف اور شفاف تھی۔۔۔۔

شٹ اپ""""جسٹ شٹ یور ماؤتھ!!!!۔۔۔۔حارث کی طرف دیکھتے وہ اتنی تیز اواز دھاڑ کہ اس کی طیش بھری اواز پہ اس ساکن ہوئے مجسمے میں حرکت ہوئی اور وہ یکدم اس کی گرفت سے یوں نکلی جیسے کسی سانپ نے ڈس لیا ہو اجبکہ اس کا خود سے یوں دور ہونے پہ فواد کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔۔۔

آپ"""اپ بب 'بہت برے ہے""آئی ہیٹ"ہیٹ یو آغا فواد""""آئی ہیٹ یو!!۔۔۔۔کانپتے ہاتھوں سے اس نے اپنے انسوؤں سے تر ہوتے گال پونچھتے

خود میں ہمت پیدا کیے اس شخص سے اپنی نفرت کا اظہار کیا جو اس کے دل کی کوری سلیٹ پہ اترنے والا پہلا مرد تھا! اور شاید آخری بھی!! اس نے ہمیشہ سمجھا تھا کہ وہ اس کی بہت عزت کرتا ہے پر آج بھرے مجمعے میں اسے اپنی ذات اور عزت کی رسوائی کرتا دیکھ اس کی یہ خوش فہمی پر لگا کر اڑ گئی تھی کہ وہ الگ تھا!! بلکہ وہ بھی تو ان ہی مردوں میں سے تھا جن کے لیے ان کی انا کی تسکین کسی بھی رشتے سے بڑھ کر ہوتی ہے تو وہ کیونکر اسے دوسروں سے مختلف سمجھ بیٹھی ۔۔۔ایک آخری شکوہ کن اور افسوس بھری نظر اس پہ ڈالتی وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی اپنی لٹی محبت اور زخمی روح کے پرخچے لیے جبکہ اسے جاتا دیکھ دو آنکھیں طنزیہ مسکرائی تھی تو وہی پیچھے کھڑے شخص نے ان سرمائی آنکھوں کی سرخی اور نمی کو دیکھتے ہوئے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ اس کی نظر میں تو ساری غلطی اس ہی کی تھی!!! جبکہ حقیقت میں وہ تو وہ بے قصور تھی اور ہر وہ لڑکی ہی بے قصور ہوتی ہے جو ماں کی پرورش اور باپ کی پگڑی کے آگے اپنی تمام خواہشیں روند ڈالتی ہے! حقیقت میں تو وہ قابلِ رحم ہوتی ہے جن پہ دھوکہ باز اور مکاری کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہمیں بھی شوق تھا دریائے عشق میں اترنے کا۔۔۔ایک لہر نے ایساڈو بایا ہے کہ ابھی تک کنارہ نہیں ملا!

ڈھلتے دن کے ساتھ دھند کا سایہ بھی چھٹنے لگا تھا، سردیوں کی ایک خاموش اور سرد شام اپنے سنگ اداسی سمیٹے طلوع ہوئی تھی، دروازہ کھول کر وہ باہر نکلی اور ڈریسنگ کے قریب آتے اس نے بالوں کو تولیے سے اُزاد کرواتے اسے ڈریسنگ اسٹول پہ رکھا اور خود اپنے گیلے ہونے سے مزید الجھتے بالوں کو سلجھانے کی ناکام کوشش کرنے لگی، جیسے تیسے کر کے اس نے اپنے افریقہ کے جنگل کو سلجھاتے انھیں ہیر کلپ کی گرفتار میں لیا اور باقی بالوں کو پشت پہ کھلا چھوڑ گئی۔ ہاتھوں اور فیس پہ مویسچئیر زلگاتے اس نے لبوں کو نیچرل کلر کے لبام سے رنگا اور آئینہ کے سامنے کھڑی ہوتی اپنا تفصیلی جائزہ لینے لگی۔۔۔

وائٹ فلیپر جینز پہ نارنجی رنگ کا کھلا کرتا زیب تن کیے وہ اپنے بے داغ حسن کے ساتھ موسمِ بہار کا کھلتا ہوا پھول لگ رہی تھی، آج وہ خود میں بڑی ہمت پیدا کیے اس شخص سے کچھ مانگنے چلی تھی جس نے آج تک اس کی کسی بات کو رد نہیں کیا تھا اور وہ جانتی تھی کہ وہ اس کی اس خواہش کا بھی احترام کرے گے، شیشے میں ابھرتے اپنے خوبصورت عکس کو دیکھتے اس نے ایک گہری سانس بھری 'خدا نے شاید اسے فرصت سے بنایا تھا پر نہ جانے اس کا نصیب اس کی طرح حسین تھا بھی کہ نہیں۔۔۔۔بیڈ پہ رکھا اپنا موبائل اٹھا کر وہ کمرے نکلتی سڑھیاں اترنے لگی، حسبِ توقع لاونج میں اس وقت ہو کا عالم تھا کیونکہ اس وقت سبھی اپنے اپنے کمروں میں موجود ہوتے تھے، لاونج میں کسی کو نا پاتے وہ کیٹ بلا گر کی چال چلتی اس سے پہلے باہر نکلتی کیچن کی سمت سے آتی نور جہاں کی تھرڈ کلاس کی بے سری آواز پہ اس کے بڑھتے قدم بخلت رکے اور وہ آنکھوں میں شیطانی چمک لیے کیچن کی سمت بڑھی۔۔۔

بمب آگیا، بمب آگیا میں جیتھے جاؤں منڈی کہں بمب آگیا تنگ آگیا وے کا تو تنگ میرا کئی قصور جے پسند آگیا سنک میں پڑے برتنوں کو دھوتی وہ ارد گرد سے

بے نیاز خود میں مگن گنگنارہی تھی جب پیچھے سے چوری چھپے اندر آتی مرحا نے اس کی کمر پہ ایک دھموکا جڑا۔۔۔۔

آہہ "کیا ہے روحی بی بی۔۔۔۔اپنے کونسرٹ پہ پڑی اس اچانک ریڈ پہ وہ گیلے ہاتھوں سے اپنی کمر سہلاتی تلملاتی ہوئی پیچھے مڑی جب اپنے پیچھے کمر پہ ہاتھ ٹکا کر خود کو گھورتی مرحا کو دیکھتے وہ لاچاری سے بڑبڑائی۔۔۔

یہ جو تم طالبان کی فین بنی ہوئی ہو نہ انسان بن جاؤ ورنہ بمب کا تو نہیں پتہ البتہ پھلجڑی تمہیں ضرور بنا دے گے۔۔۔۔اس کی تیاری کو ایک نظر دیکھتی وہ اسے ورانگ دیتے لہجے میں بولی تو رانی نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں آنکھیں گھومائی۔۔۔۔

پھلجڑی کو چھوڑے اُپ بتائے یہ دستی بمب بنی کہاں جانے کی تیاری میں ہے "۔۔۔۔مرحا کی بات کو اگنور کیے وہ اس کی فورمل تیاری کو جانچتی نظروں سے اوپر سے لے کر نیچے تلک دیکھتی بھنوئیں اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہارے بھائی کے ساتھ ڈیٹ پہ ! چلو گی ساتھ۔۔۔ کینہ توز نظروں سے وہ رانی کے سوال پہ بل کھاتی غرائی جس پہ رانی نے اپنے دانتوں کی نمائش کروائی

۔۔۔

میرے بھائی کو بیوی چاہی چھ بھائیوں کی بگڑی شہزادی نہیں جو بات بات پہ اپنی تابی بھیا اور آغاجان کی دھمکی دیتی پھیرتی ہے۔۔۔ روحی کو تپانے کی کوشش کرتے رانی نے یوں ناک سکوڑتے کہا جیسے سامنے مجسمہِ حسن بنی شہزادی اس کی بھابھی بنے کو مری جا رہی تھی۔۔۔

اپنا منہ دیکھا ہے بل باتوڑی کی کزن سسٹر تمہیں لگتا ہے کہ ہم یعنی مرحا یوسف تمہاری بھابھی بنے گے۔۔۔ نزاکت سے چہرے پہ ائی لٹوں کو جھٹکتے وہ رانی کو آگ لگا گئی۔۔۔

میں بل باتوڑی """"""۔۔۔۔۔ خود کی طرف اشارہ کیے وہ صدمے سے پھٹی آنکھیں لیے بولی۔۔۔

ہممممم 'بل باتوڑی کی کزن سسٹر'' ادھی میٹھی ادھی کوڑی۔۔۔ اس کے جملے کی تصیح کرتے اس نے آنکھیں پٹپٹاتے کہا جس پہ رانی نے دانت کچکچائے۔۔۔

اللہ کرے روحی بی بی آپ کی شادی اس سے ہو جو سات بہنوں کا اکلوتا بھائی ہو اور بہنیں بھی قدوسی صاحب کی بیوہ کی طرح بدریخا جہاں اور شگفتہ جہاں جیسی ہو شدید کنواری۔۔۔۔ دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھائے وہ مرحا کے لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ کو دیکھتے ناک نا کوستے ہوئے بولی۔۔۔۔

اور ہماری دعا ہے کہ تمہیں روح افزا کا میک اپ کرنے والا ودود احمد ملے جو ہر وقت تمہیں سجنے شوق ہے نہ وہ سارے پورے کرے۔۔۔۔ سرخ لپسٹک اور گھورتی آنکھوں میں لگائے کاجل کو دیکھتی وہ منہ بسورتے ہوئے بولی، میک اپ وہ کرتی تھی اور ارٹیشن مرحا کو ہوتی تھی۔۔۔۔

اور آپ کو روح افزا کے شوہر جیسا ایک ننھا منھا شوہر ملے جو آپ کو نہیں بلکہ آپ اسے پالے۔۔۔۔ کمر پہ ہاتھ ٹکا کر بولتی وہ اپنا حساب بے باک کر گئی۔۔۔ یوں سانس کھینچ کھینچ کر بولتی تم بالکل بدریخا جہاں لگ رہی ہوں۔۔۔۔ ایک ہی سانس میں بولنے کے باعث اسے گہرہ سانس بھرتا دیکھ وہ بلی کی سی شرارت لیے آنکھیں گھوماتی ہوئی بولتی اسے سرتا پیر سلگا گئی۔۔۔۔

اور آپ یہ گھنگریلے بال لیے بالکل مقصود احمد کی پھپھو نازیما آنٹی لگ رہی ہے

۔۔۔۔پشت پہ پھیلے اس کے گھٹنوں تلک آتے بالوں کو وہ کس چڑیا کے گھونسلے

سے تشبیح دے گی تھی۔۔۔۔

یہ سمیل کس چیز کی آرہی ہے""۔۔۔فضا میں بڑی تیزی سے پھیلتی خوشبو کو

انھیل کرتے مرحا نے ناسمجھ نظروں سے رانی کی سمت دیکھتے کہا جو اٹینٹیو کھڑی

اس کے اگلے کا طنز کا جواب اینٹ سے دینے کو تیار کھڑی تھی۔۔۔۔

آپ کا دل جل رہا ہے۔۔۔۔اسے بات بدلتا دیکھ وہ اب بھی کہاں باز آئی تھی

۔۔۔۔

جیسمین سنڈیلز کی تھرڈ کلاس کاپی ہمارا دل تو نہیں جل رہا البتہ ہانڈی میں رکھا

سالن ضرور تمہاری خوبصورتی کو دیکھتے جل رہا ہے۔۔۔اس کے نیچے سے بلیچ

سے رنگے بالوں کو دیکھتے وہ آنکھوں میں ناپسندیگی لیے بولتی چولہے پہ رکھے

سالن کی طرف اشارہ کرتی بولی جو اس کی نیچرل بیوٹی سے جل جل کر اب ختم

ہونے والا تھا۔۔۔

یہ کون ہے ؟۔۔۔اشارہ جیسمین سنڈیلز کی طرف تھا۔۔۔۔

یہ وہ ہے جس کے پیچھے اس کے فینز پاگلوں کی طرح پھیر تے ہے اور ایک تم ہو جس کے پیچھے عنقریب ہم کتے چھوڑنے والے ہیں۔۔۔ مسکراہٹ ضبط کیے وہ آنکھوں میں خطرناک تاثرارت لیے اسے ڈراتے ہوئے بولی۔۔۔

ہمیں نہ گھوروں جاکر اپنا سالن چیک کرو جو کہ اپنی آخری سانسیں بھر رہا ہے ۔۔۔اس کی گھوریوں کو آوائیڈ کیے وہ اس کا دھیان وہاں کرواتی بولی جہاں رانی میڈم کا مریض ان کے دیدار کا طالب بسترِ مرگ پہ پڑا تھا۔۔۔

نکلے یہاں سے۔۔۔ سلیب پہ پڑی چمچہ اٹھا کر اسے کی طرف پھینکتی وہ دبدبہ غصہ لیے بولی تو وہ اس کے تاثرارت سے مطمین ہو کر ہنستی ہوئی باہر کی طرف بڑھی ۔اس کا مقصد ہی صرف اسے جی بھر کے زچ کرنا تھا جو کہ وہ کر چکی تھی۔۔۔۔

ہنستے ہوئے وہ باہر آئی تو بے اختیار نظر صدر دروازے کی طرف اٹھی جہاں سے بلیک اینڈ وائٹ ڈریسنگ پینٹ اور شرٹ پہنے بلیک کوٹ کو کندھے پہ لٹکائے ایڈوکیٹ تراب سکندر فون پہ کسی کے ساتھ محوِ گفتگو مصروف سے چلتے آرہیں تھے، چونکہ وہ دائیں جانب بنے کیچن کے دروازے پہ کھڑی تھی جس کی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہ پایا تھا۔۔۔

ڈونٹ وری سر بس پانچ منٹ میں وہ فائل لے کر پہنچ رہا ہوں۔۔۔ سڑھیوں کی سمت بڑھتے اس نے فون پہ موجود شخص کو تسلی کروائی اور پہلی سڑھی پہ قدم رکھنے لگا جب اچانک کسی مومی وجود کے سامنے آجانے پہ اس کے قدموں کو یکلخت بریک لگی اور اس نے نظریں نیچے کیے حیرانی سے اس تتلی کو دیکھا جو سینے پہ بازو باندھے اسے تیکھی نظروں سے گھور رہی تھی۔۔۔

اوکے ائے ویل کال یو بیک"۔۔۔ فون کے دوسری طرف موجود شخص سے کہتے اس نے کال کاٹتے موبائل پینٹ کی پوکٹ میں ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو پشت پہ باندھے وہ سر جھکا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

اُپ نے ہمیں اگنور کیوں کیا؟۔۔۔۔تراب کی آنکھوں کے سوال پڑھتے وہ خفگی سے چھوٹے سے ناک کو پھلاتی اسے اس کی غلطی بتانے لگی جوانجانے میں اس سے سرزد ہو گی تھی۔۔۔۔

غلام کی اتنی مجال کے وہ شہزادی کو اگنور کر سکے!!!۔۔۔۔گالوں پر لہراتی کچھ آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑاستے اس نے مقابل کا مان اونچار کھتے کہا۔۔۔۔

ابھی کیا جب آپ فون پہ مصروف تھے؟؟۔۔۔وہ شخص ہمیشہ اسے ایک چھوٹے بچے کی طرح ٹریٹ کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہی اس کے سامنے بچی بن جایا کرتی تھی۔۔۔۔

سوری مائے پانڈے "ایکچیولی میں ذرا جلدی میں تھا جس کی وجہ سے اپنی بابلز کو دیکھ نہ پایا۔۔۔۔اس کے ننھے منھے ناک کو کھینچتے وہ معزرت خواہ لہجا لیے بولا تو اس نے خفگی سے منہ بسورتے اس کے ہاتھ پہ تھپڑ مارا۔۔۔۔

اوکے ہم معاف کرنے کا سوچ سکتے ہے اس شرط پہ کہ اگر آپ ہمیں رات آئسکریم کھلانے لے کہ جانے کا وعدہ کرے۔۔۔۔سینے پہ بازو باندھے وہ ایک پاؤں کو زمین پہ ٹیپ ٹیپ کرتی سوچنے کی اداکاری کرتے بولی تو تراب نے سر نفی

میں ہلاتے اپنی اس ننھی فیری کو دیکھا جو سفید اور نارنجی رنگ کا سوٹ پہنے کھلتا ہوا سورج مکھی کا پھول لگ رہا تھا۔۔۔۔

اتنی سردی میں آئسکریم کھا کر میرے بچے نے بیمار ہو جانا ہے۔۔۔۔ منہ پر بیچارگی سجائے وہ اپنی بے اختیار نظروں کو ڈپٹتے ہوئے بولا جو اس مینگو آئسکریم بنی شہزادی کو کھانے کو مچل رہا تھا۔۔۔۔

تو پھر ڈاکٹر کے پاس لے جائیں گا۔۔۔۔ غرور سے بولتے اس نے اس کے سارے بہانوں پہ پانی پھیرا تو وہ اس کی ضد کے اگے ایک گہرہ سانس بھر کر رہ گیا اس کا یہ بے بی پانڈا دن بادن ضدی ہوتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

اوکے لے جاؤنگا" اب تو جانے دے جاناں میں آلریڈی بہت لیٹ ہو چکا ہوں ۔۔۔۔ دو انگلیوں سے اس کے گالوں کو چھوتے وہ معصومیت بھرا لہجا لیے بولا تو مرحا نے اس کی اداکاری پہ ہنستے ہوئے اس کے گالوں کو پکڑتے کھینچا۔۔۔۔

کسی دن یہ ہاتھ میں آجائے گے۔۔۔۔اس کے گال کھینچنے پہ وہ خفگی سے منہ بناتا بولا تو وہ سر پیچھے کو پھینکتی ہنسی، اگر اسے جلدی نہ ہوتی تو وہ ضرور اس ہنسی کے صدقے اتارتا۔۔۔۔

ارے وہ کام تو بھول ہی گیے جس کے لیے نیچے آئے تھے۔۔۔ سڑھیاں چڑھتے تراب کی پشت کو دیکھتے اچانک اسے یاد آئے کہ وہ تو آغا ہاؤس جانے کے لیے نیچے آئی تھی ماتھے پہ ہاتھ مارتی وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

لان میں چلتی ٹھنڈی ہواؤں سے نبرد آزما ہوتی وہ آغا ہاؤس کے لان میں داخل ہوئی تو سامنے ہی سر سبز بنے لان میں مالی بابا پودوں کو پانی دیتے نظر آئے، گھر کے عقبی حصے میں جہاں پرندوں کے شوقین آغا فواد نے اپنا چھوٹا سا برڈز ہاؤس بنایا ہوا تھا وہاں ہر قسم کے مہنگے طوطے رکھے ہوئے تھے جن کی چہچہاٹ نے پورے لان میں ایک طوفان مچا رکھا تھا، نظر بچاتی وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی سڑھیاں چڑھتی گھر کے اندر داخل ہوئی جہاں ہمیشہ کی طرح آج بھی گہری خاموشی کا راج تھا۔۔۔ ارد گرد اس نے نظریں دوڑاتے کسی کو ڈھونڈنا چاہا پر وسیع لاونج کسی بھی وجود کی موجودگی سے یکسر صاف تھا۔ کسی کو نا پاتے وہ چپ

چاپ سڑھیوں کی طرف بڑھی کیونکہ اس کی توقع کے حساب سے وہ اس وقت اپنے روم میں ہو گیے کیونکہ روز اس وقت وہ لنچ کے بعد کچھ دیر ریسٹ کرتے ویسے تھے، چھوٹے چھوٹے قدم لیے وہ جیسے جیسے سڑھیاں چڑھ رہی تھی ویسے اس کا ننھا سا دل نیچے بیٹھتا چلا جا رہا تھا یہ سوچ سوچ کر کہ اگر انھوں نے اس کی محبت رد کرتے اسے دھتکار دیا تو وہ کیا کرئے گئ، کیسے ان آنکھوں میں اترتی نفرت برداشت کر پائے گئ جن میں بچپن سے وہ اپنے لیے صرف محبت دیکھتی آئی تھی، کیا وہ ان کا ٹوٹتا مان برداشت کر پائیں گی جو ہمیشہ ہر غلطی میں اسے پروٹیکٹ کرتے آئیں تھے، اگر انھوں نے نفرت سے منہ پھیرتے اسے چلے جانے کا کہہ دیا تو وہ کیا وہ دو قدم بھی اٹھا پائیں گئ اس دیلیز سے جہاں وہ بچپن سے لے کر اب تلک بے دھڑکا اور روب سے آئیں کرتی تھی، کیا واقعی ہی وہ اسے اور اس کی محبت کو دھتکار دے گے!! نہیں وہ ہمارے آغا جان ہے اور وہ ہم سے بہت محبت کرتے ہے!!! دل نے دماغ کی تمام منفی سوچوں کو جھٹکتے اسے تسلی کروائی جو یکدم اوپر جاتے جاتے رک گئ تھی۔۔۔ہاں وہ کبھی ہماری ذات کی نفی نہیں کرئے گے، وہ تو خوشی خوشی ہمیں ایکسیپٹ کرئے گے۔۔۔

سڑھیوں سے اوپر بنے نظر آتے بند دروازے کو دیکھتے اس کے معصوم دل نے پھر سرگوشی سی کی نا جانے اب یہ ٹھنا سا خون کا لوتھڑا اسے کہاں لے کے جانے والا تھا۔۔۔۔

روحی بی بی اوپر کہاں جا رہی ہے آپ""۔۔۔۔ دل کی تسلی کروانے کے بعد اس نے قدم سڑھی کی سمت بڑھائے ہی تھے جب اپنے عقب سے أنے والی آواز پہ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ پلٹی تو نیچے ریلینگ پہ ہاتھ جمائے کھڑی میری نظر آئی جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وو'وہ ہم "آغا جان" سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔ میری کے پوچھنے پہ وہ یوں لڑکھڑاتی أواز میں بولی جیسے کوئی چوری کرتی پکڑی گئی ہوں۔۔۔
پر وہ تو نہیں ہے!۔۔۔۔ اس کا یوں گھبرا کے بولنے پہ میری اجنبی نظروں سے اسے اوپر سے نیچے تلک جانچتی ہوئی بولی جو زندگی میں آج پہلی بار یوں بات کرتے وقت ہچکچا رہی تھی جیسے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہوں۔۔۔۔

پپ 'پر اس'''' وقت تو ہوتے ہے 'وہ۔۔۔۔نروس ہوتی وہ دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کو آپس میں ٹکراتے کنفیوژڈ سے بولتی میری کو کیوٹ سی بچی لگی تھی۔۔۔۔

جی پر آج ان کی ضروری میٹینگ تھی اس لیے نہیں آئے" ویسے میں نے چیز سینڈوچیز بنائے ہے ٹرائے کر گئی۔۔۔۔آغا فارز کی غیر موجودگی کا سبب بیان کرتے چیز سینڈوچ کی شوقین کو کھانے کی آفر کی۔۔۔۔

نہیں شکریہ ہمیں بھوک نہیں ہے"۔۔۔۔وہ آج اتنی ہمت پیدا کیے ان سے بات کرنے کو آئی تھی پر ان کی غیر موجودگی نے اس کی ساری ہمت پست کر دی تھی تبھی بجھے دل کے ساتھ بولتی وہ سڑھیاں اتر کر صدر دروازے کی سمت بڑھی تو اس کی پشت کو گہری نظروں سے تکتی میری بھی واپس کیچن کی طرف رخ کر گئی۔۔۔۔

نظریں نیچی کیے وہ اپنے خیالوں سے الجھتی ہی باہر کی طرف بڑھ رہی تھی جب آندھی طوفان بن کر اندر آتے شخص کو نہ دیکھتے اس سے بری طرح ٹکرائی کہ ایک پل کو تو اسے یوں لگا جیسے اس کا دماغ اپنی جگہ سے ہل گیا ہوں۔۔۔۔

آئے یواوکے شونا"""۔۔۔اسے سر تھماکر کھڑا دیکھ وہ جو شدید غصے میں اندر داخل ہوا تھا اس کی تکلیف پہ تڑپ کر آگے بڑھتے ہوئے بولا تو اس کے پیچھے بھاگ کر آتے درید کے قدموں کو آٹومیٹک بریک لگی۔۔۔

اتنی 'زور سے ہٹ کیا ہے آپ نے۔۔۔فواد کو پریشانی سے اپنی سمت دیکھتا دیکھ وہ جو پہلے ہی آغا فارز کی غیر موجودگی سے دکھی تھی فواد کے نرم لہجے پہ آنکھوں میں نمی لیے شکایتی ہوئی۔۔۔

سوری میرے بچے میں دیکھ نہیں پایا آپ کو۔۔۔اس کی آنکھوں میں چھلکتی نمی کو دیکھتے وہ اسے اپنے حصار میں لیتا معزرت خواہ لہجے میں بولا تو درید نے ستائشی انداز میں آئیبر واچکائی وہ یونی سے لے کر گھر تلک اسے پاگلوں کی طرح غصہ کم کرنے کا کہتا آیا تھا اور یہاں مرحا یوسف کے چند آنسوؤں کو دیکھتے وہ سمندر کی جھاگ کی طرح پر سکون ہو گیا تھا۔۔۔

ہر کوئی ہمیں ہی اگنور کرتا ہے"""ہم دور چلے 'جائے گے نہ پپ 'پھر یاد آئے گی سب کو۔۔۔اس کی شرٹ کے بٹن کو غصے سے نوچتی وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولتی مقابل کی دھڑکن ساکن کر گئی تھی۔۔۔

سوری فور ڈیٹ """پر خبر دار جو آئیندہ اس طرح کی کوئی بات کی' مرحا یوسف تو ہماری ننھی سی جان ہے جس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔۔۔اپنے کسرتی کندھے کے باعث اس کی سرخ پڑتی پیشانی پہ اپنا عقیدت بھرا لمس چھوڑتے وہ آخر میں تنبی کرتی نظروں سے اسے دیکھتا بولا تو وہ اپنے روڈ ہینڈ سم بھیا کی بات پہ نم پلکیں لیے مسکرائی۔۔۔

ڈیٹس لائک مائے انوسینٹ بے بی۔۔۔ تراب کی طرح شرارت سے اس کے ناک کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولا تو وہ بدلے میں ہنستی ہوئی اس کے دونوں گالوں کو پکڑ کر کھیچنے لگی جب اچانک ایک غیر ارداری نظر دروازے کی سمت اٹھی جہاں وہ اپنی سرمائی آنکھوں میں مسکراہٹ لیے ان دونوں کا ایمو شنل سین انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

ارے دری بھیا" آپ وہاں کیوں کھڑے ہے؟؟؟

دیکھ رہا ہوں کہ پورے راستے جسے میں پر سکون کرنے کی کوشش کرتے آیا تھا اب کیسے وہ برف کی مانند ٹھنڈا ہوا پڑا ہے۔۔۔دروازے سے کندھا ہٹا کر

سیدھے ہوتے درید نے تیکھی نظروں سے اس کمینے کو دیکھتے کہا جو مرحا کو اپنے حصار میں لیے کھڑا اسے طنزیہ نظروں سے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ ہمارا بے بی ڈریگن ہے جو ہر کسی کے غصے پہ پانی کی طرح گرتا ہے۔۔۔اسے نم پلکیں لیے مسکراتا دیکھ وہ جانثار نظروں سے اس کی دائمی مسکراہٹ کی دعا کرتا درید سے گویا ہوا۔۔۔

چلو شکر کہ کوئی تو ہے جو ان سر پھیرے آغا'ز کو کنڑول کر سکتا ہے ورنہ تو لاہور نے تباہ ہو جانا تھا۔۔۔اسے اب کول مائینڈ اور مسکراتا ہوا دیکھ درید نے مطمین ہوتے فواد کے حصار میں کھڑی اس مغرور شہزادی کو دیکھتے کہا جو اپنی عمر سے زیادہ بڑا عہدہ لیے دو سلطنتوں پہ راج کر رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

غمگیں مناظر کے طلبگار مجھے دیکھ۔۔۔ تیرے لیے ہوتا ہوں میں تیار مجھے دیکھ

ڈھلتی شام کے ساتھ تیز ہواؤں کا زور بھی بڑھتا جا رہا تھا، آسمان بادلوں سے ڈھکا زمین زادوں پہ برستی یہ قہر بھری سردی اینجوائے کر رہا تھا، گلیاں کوچے سنسان پڑے تھے پر البتہ گھروں میں سبھی محفلیں عروج پہ تھی نت نئے کھانوں کی سحر انگیز خوشبو اور زندگی سے بھرپور گونجتے قہقہے خاموش پڑی گلیوں میں رقص کرتے زندگی کی نوید سنا رہیں تھے۔۔۔۔

واہ کیا لذیذ اچار گوشت ہے دل چاہ رہا ہے بنانے والے کی انگلیاں چوم لوں ۔۔۔۔ منہ میں گھلتے لذیذ ذائقہ کو محسوس کرتے حیدر نے دو انگلیوں کو چومتے ستائشی انداز میں کہا، اس وقت مبین منزل میں رات کے کھانے کا دور چل رہا تھا جہاں بڑے چھوٹے سب موجود تھے۔۔۔۔

رانی نے بنایا ہے کہو تو بلاؤں "" ۔۔۔۔ فورک میں پاستا لیے وہ لبوں کے قریب لے جاتی ہوئی حیدر کی بات کا جواب دیتی بولی اور فورک منہ میں رکھا۔۔۔

نہیں رہنے دو میں لفظی تعریف کر دؤں گا۔۔۔۔ کچھ دیر پہلے انگلیاں چومنے کی بات کرنے والے حیدر نے فورا بات پلٹی۔۔۔

ویسے بھائی بھابھی خیریت سے گیے ہے"""""۔۔۔۔ کھانے کھاتے سکندر ماموں نے آغا ماموں اور مہتاب مامی کے اسلام آباد جانے کی وجہ دریافت کرتے پوچھا

۔۔۔۔

میرال کی عادت پوری ہونی ہے کل'۔۔۔۔ تراب کو کھانا ڈال کر دیتی حور بیگم نے ان کے پوچھنے پہ بتایا۔۔۔۔

اچھا اللہ بچی کے نصیب اچھے کرے بہت ہی سلجھی ہوئی اور پیاری بچی ہے، میری تو بھائی جان سے ملاقات ہی نہیں ہوں ورنہ میں بھی ساتھ چلتا ان کے۔!!!!

بس اللہ تمام بچیوں کے نصیب اچھے کرے اور ان کے صدقے میری بچی کے بھی"""""۔۔۔۔ میرال کے ساتھ ہوئی ٹریجیڈی کو یاد کرتے زبیدہ مامی ایک بار پھر افسردہ سی ہوتی بولی اور ساتھ اپنے دائیں جانب بیٹھی روحی کو اپنے حصار میں لیتی اس کا گال چومتی ہوئی بولی تو وہ ہنستی ہوئی ساتھ بیٹھے تراب کے کندھے پہ سر گرا گئی اسے گدگدی ہوتی تھی ان کے یوں چومنے پر۔۔۔۔

دیکھ برو کیسے تائی ماں اس چڑیل پہ محبت نچھاور کر رہی ہے اور ایک تو ہے جس کے پیچھے میں نے ہمیشہ انھیں چپل لیے پھیرتا دیکھا ہے۔۔۔۔ پھپھو والے

جینس رکھنے والے حیدر نے انہما کنا انداز میں کھانا کھاتے داؤد کو ٹھو کا مارتے کہا تو اس نے ایک نظر پھپھو پر و میکس بنے حیدر کو دیکھتے دوسری خار بھری نظر اس پہ ماری جو زعفرانی لبوں پہ مسکراہٹ لیے تراب کے کان کے قریب جھکتی کچھ بول رہی تھی۔۔۔۔

بھیا آپ کا بندر سکندر بھائی ہمیں یوں گھور رہا ہے جیسے کچا کھانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔۔داؤد کو اپنی طرف خوانخوار نظروں سے دیکھتا دیکھ وہ تراب کے قریب ہوتی ہلکی آواز میں منمنائی تو تراب نے ایک ترچھی نظر اس پہ ماری جو جبڑے بھینچے بیٹھا مرحا یوسف کو سالم نگلنے کے در پہ تھا، داؤد کے جیلیس ہونے پہ وہ لب دباتا اس کی طرف دیکھنے لگا جو صبح کے برعکس اب اپنے اوور سائز حلیے پہ حمزہ کا اوور سائز ہڈی پہنے بیٹھی تھی جس کی لمبائی گھٹنوں تلک اور آستینوں نے اس کے پورے ہاتھ چھپا رکھے تھے بس ذرا ذرا سی انگلیاں نظر آ رہی تھی۔۔۔۔

میرے علاوہ کوئی میری بابلز کو کھانے کا سوچ بھی نہیں سکتا' گوٹ اٹ۔۔۔۔دو انگلوں سے اس کے ناک کو پکڑ کر کھینچتے تراب نے معنی خیز سرگوشی کی تو وہ پاگل

بات کی گہرائی جانے بغیر ہنستی ہوئی اس کے مردانہ ہاتھ میں جچتے سرخ پتھر سے چھیڑ خانی کرنے لگی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تاعمر کون کرتا ہے، چاہت میرے حضور۔۔۔ملتے ہیں کب زمانے میں زلیخا مزاج لوگ !

دن کے برعکس اب وہ نیوی بلو قمیض شلوار پہنے، بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے ، پاؤں میں پشاوری چپل جبکہ چوڑی کلائی میں رولیکس کی گھڑی پہنتے سڑھیاں اترتے نیچے آئے تو ٹراؤزر پہ سینڈو بنیان پہنے فواد کو اپنا منتظر پایا۔۔۔

تم پر کیوں جون جولائی برس رہی ہے۔۔۔اتنی سردی میں اسے سلیو لیس شرٹ پہنا دیکھ انھوں چیئر کھسکتے اس پہ گہرہ طنز مارا جس پر وہ خفت سے مسکرا گیا ۔۔۔۔

ویسے ہی گرمی لگ رہی تھی۔۔۔انھیں کھانا سرو کرتے وہ خفیف سا مسکراتا

گویا ہوا تو انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کھانا ڈالنے سے روکا۔۔

جب دل میں آگ لگی ہو نہ تو یہ یخ بستہ ہوائیں بھی کچھ نہیں کہتی۔۔۔فورک

سے چاولوں کے دانے منہ میں ڈالتے آغا فارز نے فواد پہ گہرہ طنز مارتے کہا تو

گلاس میں پانی ڈالتے اس کے ہاتھ بل بھر کو رو کے۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بھیا"۔۔۔مصروف انداز میں کھانا کھاتے آغا فارز کو دیکھتے

فواد نے حلق تر کرتے کہا، کیا وہ اس پہ نظر رکھے ہوئے تھے یا کوئی جاسوس چھوڑا

ہوا تھا اس کے پیچھے۔۔۔

صرف منگنی ہی ہوئی ہے نہ تو وہ ٹوٹ بھی سکتی ہے اس کے لیے اپنا کلو خون

ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی اور جو اٹلین واس تمہارے روم میں رکھا ہوا تھا

اسے کس خوشی میں نیست و نابود کیا ہے جانتے بھی ہو کتنا مہنگا آیا تھا!!۔۔۔

پہلے اس کی ہمت باندھتے آخر میں وہ کڑے تیور لیے اسے جھڑکتے ہوئے بولے

کیونکہ آغا فارز اپنی ہر فورن چیز کے لیے یوں ہی پوزیسیو تھے۔۔۔

اس نے جانتے بوجھتے یہ سب کیا ہے، لڑکی تو خود پر اٹھنے والی ہر اچھی بری نظر پہچان لیتی ہے تو وہ کیسے میری آنکھوں میں ابھرتے جذبات نہ پہچان پائی، اور کتنے کا تھا اپ کا وہ سو کولڈ اٹلین واس میری پوکٹ منی سے کٹ کر لیجئیے گا

۔۔۔حور کو یاد کرتے ایک بار پھر اس کے ذہن میں وہ منظر گھومنے لگا تھا جب ہاتھ میں میٹھائی کا ڈبا پکڑے وہ ڈھیٹائی سے اسے اپنی منگنی ہونے کی اطلاع دے رہی تھی۔۔۔

ایک ہوتی ہے ایکسٹرا اوڈنری جینئیس لڑکیاں جن کے اگے آپ کو اپنے قیمتی لفظ ضائع کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی وہ اپ کی آنکھوں میں ابھرتے جذبات پہچان جایا کرتی ہے 'اور کچھ ہوتی ایکسٹرا بدھو نالائق لڑکیاں جن کے اگے اپ اپنے جذبات کا کھلا اظہار بھی کر دے نہ تو وہ ایسے فیس ایکسپریشن دیتی ہے جیسے میتھس کا کوئی نومیریکل سولو کرنے کو دے دیا ہو"" اور رہی بات پیسوں کی تو اگر تم اپنی پورے سال کی پوکٹ منی بھی جمع کر کے وہ واس خریدنے جاؤ گے تو تب بھی خرید نہیں پاؤ گے کیونکہ آغا فارذ ہمیشہ وہ وہی چیز

خرید تا ہے جو عام انسان کی سوچ اور پہنچ دونوں سے ہی بالاتر ہو" سمجھے نکمے عاشق

۔۔۔۔

مانا وہ روحی کی طرح انوسینٹ ہے پر یونی میں پڑھتے ہوئے بھی وہ کچھ سیکھ یا پہچان نہ پائے میں نہیں مان سکتا یار۔۔۔ حور کی اتنی لاپرواہی شاید اسے ناگوار گزری تھی تبھی منہ پہ بیزاری بھرے تاثرات سجائے منہ بناتے ہوئے بولا

۔۔۔

میں نہیں جانتا وہ لڑکی کیسی ہے پر اگر تمہاری پسند ہے تو ضرور ڈیفرینٹ ہو گی پر آئیندہ تم کسی کو بھی آغا غارذ کی گڑیا سے کیمپئیر کرنے کی جرات مت کرنا۔۔۔ حور کا موزانہ مرحا سے کرنا انھیں ایک آنکھ نہیں بھایا تھا تبھی اپنی ناگواری چھپائے بغیر وہ دوٹوک لہجے میں بولے۔۔۔

بھیا حور اچھی باکردار لڑکی ہے""۔۔۔ ان کا یوں بولنا اسے اپنی محبت کی تذلیل کرواتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

میں جانتا ہوں حور ذوالفقار ایک اچھے عزت دار گھرانہ کی باعزت بیٹی ہے پر میری گڑیا جیسی انوسینٹ کوئی نہیں ہے اس لیے آئیندہ خیال رکھنا"" گوٹ اٹ

۔۔۔اپنے آگے رکھے پانی کے گلاس کو اٹھا کر وہ حتمی لہجے میں بولتے گلاس لبوں سے لگا گیے،انھیں کسی کا بھی مرحا سے کمپئیر ہونا سخت ناگوار گزرتا تھا۔۔۔

یہ تو ہے ہمارے بے بی ڈریگن جیسا کوئی دوسرا نہیں جو کیوٹ ہونے کے ساتھ ساتھ آگ بھی اگلتا ہے۔۔۔آغا فارذ کی بات کی تصدیق کرتے وہ ہنستے ہوئے بولا،ان سب کے اپنے ہی ڈھیر سارے نام تھے مرحا یوسف کو مخاطب کرنے کے۔۔۔۔

سر'روحی بی بی آئی تھی آپ سے ملنے"۔۔۔میری جو کہ برتن سمیٹنے کو آئی تھی انھیں مرحا کی باتیں کرتا دیکھ وہ آج کی بابت انھیں بتاتے ہوئے بولی۔۔۔

خیر سے ائی تھی"۔۔۔میری کی بات پہ انھوں اچنبھہ سے پوچھا"اگر وہ ملنے کو آئی تھی تو اس نے کوئی ٹیکسٹ یا کال کر کے ان کی موجودگی کا کیوں نہیں پوچھا

۔۔۔

جی پریشان سے لگ رہی تھی"شاید کوئی بات کرنی تھی۔۔۔ان کی

غیر موجودگی کا سنتے اس کا جو کھلتا ہوا چہرہ مرجھایا تھا اسے یاد کرتے میری سامنے موجود شخص کو فکر میں لاحق کر گئی۔۔۔

تم کوفی بناؤ جب تک میں آتا ہوں" اور تم آغا فواد خبر دار جو کسی ایک چیز کو بھی ہاتھ لگایا ورنہ میں تمہاری مرسیڈیز بیچ کر اپنے مہنگے شوپیس کی بھرپائی کروں گا سمجھے ۔۔۔ پہلی بات کیچن کی طرف جاتی میری سے کہتے وہ دوسری بات لاونج کے کونر پہ رکھے فواد کی ہائیٹ جتنے چائنیز لکھائی والے واس سے چھیڑ خانی کرتے فواد کو تنبی کرتی نظروں سے دیکھتے بولے جس پہ فواد نے اپنی بتیس دانتوں کی نمائش کرواتے انھیں مزید سلگایا۔۔

ہم تیرے بن اب رہے نہیں سکتے " تیرے بنا کیا وجود میرا ۔۔۔ انسانی ہائیٹ والے واس کی گردن میں بازو ڈالے وہ خود کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتے آغا فارذ کو دیکھتے کمینگی سے گنگنایا تو انھوں ایک گہرہ سانس بھرتے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو قابو کیا اور اس کمینے پہ ایک نظر ڈالتے تن فن کرتے باہر کی طرف بڑھے کیونکہ وہ جانتے تھے وہ ڈیش انسان صرف انھیں تپانے کو یوں کر رہا تھا ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم تو موسم کا تغیر بھی سہے نہیں پاتیں۔۔۔۔آپ لہجے کو بدلتے ہوئے ذرا سوچا تو کریں !

تھینکس ڈرالنگ فور دزا سٹرونگ کوفی """"۔۔۔کوفی کا سیپ لیتے تراب نے باقیوں کو کوفی سرو کرتی حورے بیگم کو دیکھتے آنکھ ونک کیے کہا تو انھوں نے مسکراتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔
قہر برساتی ٹھنڈ میں پھپھو کے ہاتھ کی کیپیچینو "واٹ آ پرفیکٹ کومبو"۔۔۔۔
بھاپ اڑاتے گرم مائع کو حلق میں انڈیلتے داؤد نے بھی ان کی تعریف کی جس پہ حورے بیگم نے سر کو خم کرتے داد وصول کی۔۔
ویسے پھپھو آپ نے اتنی پرفیکٹ کوفی بنانا کہاں سے سیکھی ہے؟ کہی پچھلے جنم میں آپ کسی کیفے کی اونر تو نہیں تھی۔۔۔۔اس بار حیدر نے بھی بات میں حصہ ڈالتے انھیں چھیڑا تو بدلے میں انہوں نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔

ہاں اور اس ہی کیفے میں تم سوئیپر کا کام کرتے تھے۔۔۔ مگ لبوں سے جدا کرتے فرقان ماموں نے اپنے لیگ پیس کو تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے بولے۔۔۔۔

ارے واہ یہاں تو کوفی سین اون ہوا پڑا ہے۔۔۔ اندر آتے آغا فارذ نے لاونج میں لگی محفل کو دیکھتے با آواز بلند کہا اور چلتے ہوئے اندر آئے۔۔۔

آؤ شہزادے چارلی۔۔۔ سربراہی صوفے پہ بیٹھے سکندر ماموں نے اندر آتے اپنے جوان بھتیجے کو دیکھتے فراخ دلی سے کہا۔ انھیں اپنا یہ بھتیجا بہت عزیز تھا تراب اور داؤد سے کئی گنا زیادہ۔۔۔

ہائے بھیا اتنی رات کو آپ اس قدر حسین تیار ہو کر دولان کروس کر کے آئے ہیں اگر خدانخواستہ آپ کے اتنی ڈیشینگ پرسینلٹی پہ کوئی چڑیل عاشق ہو گئی تو ہم کیا کرئے گے۔۔۔ کاٹن کے کلف لگے سوٹ پہ ان کی گریس فل پرسنیلٹی کو دیکھتے حسبِ عادت داؤد کی زبان پہ کھجلی ہوئی۔۔۔۔

اوئے آہستہ بول یہ نہ ہو کہ دوسری چڑیلوں کے بجائے وہ گھنگریلے بالوں والی چڑیل حاضر ہوتی بھیا سے چمٹ جائے۔۔۔ حیدر نے اس کے لبوں پہ ہاتھ رکھتے

دھیمی سی سرگوشی میں اسے وران کیا اور ایک ہراساں نظر اطراف ماری کہ کہی وہ لمبے بالوں اور ناخنوں والی چڑیل اپنے شکار کی تاک میں تو نہیں بیٹھی۔۔۔

آؤ بیٹھو آغا' کوفی دوں آپ کو۔۔۔اپنے لاڈلے بھتیجے کو کھڑا دیکھے حورے بیگم اپنی نشست خالی کرتی ہوئی بولی کیونکہ وہ ڈھیٹ ابن ڈھیٹ جنریشن بڑے کو کھڑا دیکھ بھی پھیل کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

نہیں اُپ بیٹھے "میں ذرا اگڑیا سے مل کر آتا ہوں "روم میں ہیں اپنے ؟۔۔۔

حورے بیگم کو بیٹھنے کا کہتے وہ مرحا کو یہاں نا پا کر سوالیہ ہوئے تو انھوں سر اثبات میں ہلاتے جواب دیا۔۔۔

میں نے کہا تھا نہ کہ ضرور بھیا پہ کوئی چڑیل عاشق ہوگئی ہوں گی دیکھ اب خود ہی چلتے جارہیں ہے اس چڑیل کے گھونسلے میں جہاں موت ڈانڈو کرتی ہے۔۔۔ حتی الامکاں لہجے کو پراسرار اور خطرناک کیے وہ ساتھ بیٹھے داؤد کو ٹہو کا مارتا ہوا بولا اور ساتھ ان کی پشت کی طرف اشارہ کیا جو سڑھیاں چڑھتے اوپر کی طرف بڑھ رہیں تھے۔۔۔

ہائے میرے معصوم کھڑوس بھیا" اللہ رحم کرے اُپ کے حال پہ۔۔۔

سڑھیاں چڑھتے آغا فارذ کی پشت کو دیکھتے وہ افسردہ سا سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تیرے بعد کا جو ہوا وہ حال یہ ہے کہ ! ۔۔۔ ہم اگر سنور بھی جائیں تو بکھرے سے لگتے ہیں

خوبصورت عالیشان کمرہ اس وقت بادشاہ کے محل کی طرح منورہ تھا، لمبے بالوں والی شہزادی تخت پہ برجمان ہاتھ میں پکڑی اپنے سپنوں کے راجکمار کی تصویر نہار رہی تھی۔ جو کھڑے نقوش والے چہرے پہ سنجید گی سجائے بڑی دیدہ دلیری سے ان آنکھوں میں جھانک رہیں تھے جن میں انھیں دیکھتے ہی جگنگو چمکنے لگتے تھے۔ لمبے سنہری بال تخت پر پھولوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے اور وہ اپنا صندلی نازک وجود لیے ہر چیز سے لاپرواہ اس صنف مخالف کی ان سحر کن سیاہ

آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جن میں ہمیشہ اس کے لیے پیار،اعتماد اور عقیدت نظر آتی تھی۔اس سے پہلے وہ مزید اس جادوگر کی شخصیت میں کھوتی دروازے پہ ہوئی نوک کی آواز پہ اپنے حال میں لوٹی۔۔۔۔

غلام حاضری کی درخواست چاہتا ہے شہزادی صاحبہ۔۔۔نوک کیے وہ ہلکا سا نیم واں دروازہ کھول کر اندر جھانکتے مودبانہ انداز میں بولے تو وہ جو پہلے ہی ان کی سحر انگیز پرسنیلٹی میں کھوئی ہوئی تھی یوں اچانک انھیں اپنے سامنے پاکر اس کے نھنے سے حواس سلب گیے اور وہ منہ کھولے یکاٹکا انھیں دیکھنے لگی۔۔۔

منہ بند کرلے شہزادی صاحبہ ورنہ مکھی گھس جائے گی۔۔۔۔اسے یوں بچوں کی طرح منہ کھول کر خود کی طرف تکتا دیکھ وہ اندر اتے شرارت سے اس کے کھلے منہ کو بند کرتے ہوئے بولے تو یکدم وہ ہوش میں آتی گڑ بڑائی اور اپنی بے اختیاری پہ خود کو جی بھر کے کوسا۔۔۔

شاید غلام کا آنا شہزادی کو ناگوار گزرا ہے۔۔۔اسے سر جھکا کر انگلیاں مڑوڑتے دیکھ وہ بیڈ کے کنارے پہ بیٹھتے سنجیدہ سے بولے البتہ آنکھیں مسکرا رہی تھی ۔۔۔

نن "نہیں ایسا نہیں ہے آغا جان """ ۔۔۔ان کے یوں بولنے پہ وہ فوراً تڑپ کر سر اٹھاتی ہوئی بولی تو انھوں نے اسے کے گڑبڑانے پہ اس کی ناک دبائی۔۔۔

ہاہاہا "ڈونٹ بی سیریس بچے "آپ یہ بتائیے کیا بات کرنے آئی تھی گھر۔۔۔۔ دو انگلیوں سے اس کے گال کو ٹچ کرتے انھوں نے اس کے آنے کی بابت سوال کیا تو تھنا سے دل کی دھڑکن سست ہوئی۔۔۔

وو "وہ بات یہ """ہم 'ہم تابی بھیا سے 'شادی نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ ہتھیلوں کو آپس میں رب کرتے اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ بات شروع کی تو انھوں کھوجتی ہوئی نگاہیں اس پہ ٹکائی۔۔۔

میں جانتا ہوں اور اس معمالے میں آپ پہ کوئی زور زبردستی نہیں کی جائے گی ڈونٹ وری اباوٹ اٹ "۔۔۔اس کے جھکے سر پہ نظریں جمائے وہ اسے ریلیکس کرنے کی خاطر بولے تو دھڑکتے دل کو کچھ ڈھارس ملی۔۔۔

بب 'بھیا نے 'انکار "کی وو 'وجہ پپ "پوچھی تت 'تو ہم نے کہہ دیا کہ ہم کسی "کو پپ 'پسند "۔۔۔۔خشک پڑتے حلق قو تر کیے اس نے جھکی نظریں اٹھائے ایک نظر اسے دیکھا جو گہری سنجیدہ نظروں سے اس کی سمت دیکھ رہیں تھے 'ان سیاہ

ٔانکھوں کی تاب نہ لاتے وہ فوراًسے سر جھکاتی ہاتھوں کی موٹھیاں کبھی کھولتی اور کبھی بند کرتی بولی پر غیر ارادہ بات کو ادھور چھوڑ گئی !! شاید ان کے سامنے یہ ذکر کرنا اسے مشکل لگ رہا تھا۔۔۔

۔یہ حمزہ کو ٹالنے کے لیے صرف جھوٹ بولا تھا کہ اس میں کوئی سچائی بھی ہے ۔۔۔اس کے منہ سے ایسی کوئی بات سننا کا تو انھوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کیا ان کی گڑیا اتنی بڑی ہو گئی تھی کہ وہ خود اپنا صیح اور غلط پہچانے لگی تھی۔۔۔

سس "سچ ہے '۔۔۔ تھوک نگلتے اس نے ان کا ریکیشن برداشت کرنے کی ہمت پیدا کرتے کہا تو ایک پل کو انھیں وہ مرحا یوسف اجنبی سی اور بڑی بڑی سی لگی جو ہمیشہ انھیں نادان اور بچی نظر آتی تھی۔۔۔

یو گیڈنگ ودمی ""۔۔شاک بھرے تاثرات چہرے پہ سجائے انھوں نے لہجے کو ہموار رکھنے کی کوشش کیے پوچھا۔انھیں لگا کہ ان کا ڈریگن ان کے ساتھ ضرور مذاق کر رہا ہوں گا۔۔۔

نن 'نہیں آغا جان 'ہم اا'اس سے بہت پیار کرتے ہیں "اور اس ہی سے شادی کرنا "۔۔ناجانے کس حوصلہ اور دلیری کے ساتھ وہ ان لفظوں کو لبوں تک لائی تھی

جسے خود بولتے ہوئے بھی شرم آرہی تھی مگر اپنی محبت کی خاطر بولنے پہ مجبور تھی۔۔۔

اس لیے آپ کو کالج بھیجتے ہے کہ یہ سب کچھ کر سکوہاں "کون ہے وہ بد بخت جو آپ کی برین وشنگ کر رہا ہے ہری اپ ٹیل می!!! بتائے کن لوگوں میں اُپ کا اٹھنا بیٹھنا ہے۔۔۔ جسے آج تک وہ بچی سمجھتے آئے تھے اس کے منہ سے ایسی بات سنتے ان کا دماغ گھوما تھا اور وہ جارحانہ تیور لیے اس کا بازو دبوچتے دھاڑے تو یکدم وہ ان کے جالالی روپ کو دیکھتے سہمی۔۔۔

آ"آغا جان۔۔۔ پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے وہ منمنائی۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یوں بھڑک جائے گا اگر پتہ ہوتا تو کبھی نہ یہ بات کرتی۔۔۔

چپ ایک دم چپ"" بتاؤ مجھے کون ہے وہ جس کے لیے تم نے تراب کا ٹھکرایا ہے"" تمہیں ذرا نہ احساس ہوا ہماری عزت کا بتاؤ مجھے مرحا کیا کمی رہے گئ تھی ہماری محبت میں۔۔۔ان آنکھوں میں اپنے لیے خوف چھاتا دیکھ وہ بے بسی سے اس کے بازو پہ گرفت ڈھیلی کیے بیڈ سے اٹھ کر اضطرابی کیفیت میں ادھر اودھر

ٹہلتے پھر اپنا سوال دہرانے لگے۔انھیں یہ بات تکلیف دے رہی تھی کہ کیا ان کے اعتماد اور محبت میں کہی کمی رہے گئی تھی جوان کی گڑیا اپنے دل کی بات ان سے شئیر کرتے ہوئے، ہچکچا رہی تھی۔۔۔

پپ 'پلیز آپ غغ" غلط۔۔۔۔ جن آنکھوں میں ہمیشہ اپنے لیے محبت دیکھی تھی اب ان میں اپنے لیے اترتی بے اعتباری دیکھ مرحا یوسف کا دل لرزا تھا۔ آنکھوں سے گرم سیال بہتا گالوں سے ہوتا ہوا گردن میں جذب ہو رہا تھا۔۔۔

میں غلط سمجھ رہا ہوں جس کے سامنے بھی اپنی پسند کا اظہار کرو گی وہ سب غلط ہی سمجھے گے بھلا ایسی باتوں کو کبھی مثبت بھی لیا گیا ہے۔۔۔۔ غلطی کر کے اسے یوں اپنی صفائی دیتے اور روتا دیکھ انھیں پھر غصہ چڑھا تھا ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ فواد کو اپنی گڑیا کی معصومیت کی مثالیں دیتے آئے تھے، فواد کا مرحا کے ساتھ حور کو کمپئیر کرنا انھیں سخت ناگوار گزرا تھا کیونکہ ان کے لیے تو ان کی گڑیا جیسی کوئی معصوم تھی ہی نہیں اور یہاں اتے ہی انھیں کیا سننے کو ملا تھا کہ ان کی یہ نادان چڑیا تراب جیسے لال کو ٹھکرائے نا جانے کس کنکر کے پیچھے اپنی معصومیت خراب کرنے پہ تلی تھی۔۔۔

پرم 'محبت کرنا گگ 'گناہ تو نن 'نہیں۔۔۔ان کے یوں شاؤٹ ہونے پہ وہ شرمندگی سے سر جھکاتی آنسوؤں سے تر لہجا لیے بولی۔اس کی نظر میں تو یہ کوئی گناہ نہیں تھا پسند کا اظہار تو اسلام میں بھی جائزہ ہے تو پھر کیوں خدا کے بندے بیٹی کے منہ سے پسند کی بات سنا گناہِ کبیر سمجھتے ہے۔۔۔

گناہ نہیں ہے پر یہ جو ہمارے ارد گرد خود کو فرشتے سمجھتے لوگ ہے نہ ان کی نظر میں محبت کرنے والوں کو کافر سمجھا جاتا ہے اگر ان پارساؤں کا بس چلے نہ تو اہلِ محبت کو سلیب پہ چڑھا دے اور میں تمہیں اس دلدل کی نظر نہیں ہونے دوں گا بتاؤ کون ہے وہ کمینہ جس نے آغا فارذ کی گڑیا کو ورغلانے کی کوشش کی ہے 'ٹیل می دا نیم اودزبلڈی باسٹرڈ!!!۔۔۔۔جسے انھوں نے کبھی رونے نہیں دیا تھا اب کل کی نام نہاد محبت کے لیے اسے آنسو بہاتا دیکھ وہ آنکھوں میں سرخی جبکہ لہجے میں کاٹ دار تاثرارت لیے وہ تیز آواز میں دھاڑے۔۔۔۔۔

پیپ "پلیز 'نہیں آغا جان" خ 'خود کو گگ 'گالی نہ دے ہم "" برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔انھیں لاعلمی میں خود کو ہی گالیاں دیتے دیکھ وہ تڑپ کر آگے بڑھتی ان کے لبوں پہ ہاتھ رکھتی التجایہ ہوئی۔ گرے کرسٹل آنکھوں سے شفاف موتی

لڑیوں کی مانند سرخ عارضوں پہ بہہ رہیں تھے، چھوٹا سا ناک رونے کے باعث سرخ ہوا پڑا تھا۔۔۔۔

آپ" ہہ 'ہمیں بب" بہت عزیز ہے" پلیز اس طرح' کے الفاظ" نہ استعمال کرے۔۔۔۔انھیں پتھرائی آنکھوں سے اپنی طرف تکتا دیکھ وہ دھیرے سے ہاتھ ان کے لبوں سے ہٹا کر ان کے گھنی بئیرڈ زدہ گال پہ رکھتی بے بسی سے بولتی سسکی جبکہ وہ ساکن پتلیوں کے ساتھ اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہیں تھے، دل کہہ رہا تھا کہ نہیں ان کی گڑیا ایسا نہیں کر سکتی جبکہ دماغ دل کے پاک جذبوں سے بغاوت کرتا چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ نہیں جو تم سمجھے رہیں ہو ویسا ہی ہے وہ ایسا کر چکی ہے !!!!!

ہہ 'ہم آپ سے" ببب' بہت محبت کرتے ہے "آپ کے بغیر ایک ""پل بھی نہیں رہے سس" سکتے۔۔۔۔ان کے سینے پہ سر رکھتی وہ ہچکیاں بھرتی بلا آخر اپنی محبت کا اظہار کر ہی گئی جس کے بعد نا جانے وہ نادان محبت قبول ہونی تھی یہ دھتکار دی جاتی تھی۔۔۔

جب محبت لفظ کے 'معنی بھی نن" نہیں پتہ تھے 'ہہہ 'ہم نے تب بھی صص ' صرف آپ کو اپنے "دل میں بب "بسایا تھا' ہہ 'ہم کیسے کک "کسی اور کو اپنے " دل میں جگہ دے سس" سکتے ہے 'ہہہ 'ہم بب "برے نہیں ہے آغا جان " آپ کیسے اپ 'اپنی گڑیا کے کردار پر سوال کک "کر سکتے ہے۔۔۔ان کی قمیض کو سینے سے موٹھیوں میں جکڑے وہ سسکتی ہوئی بولتی مقابل شخص کو پتھر کا کر رہی تھی یہ کیسا انکشاف ہوا تھا جسے سنتے آغا فارز کا وجود زلزلوں کی زد میں گھیر چکا تھا

۔۔۔۔

ہہ 'ہم آپ سے دور 'دور نہیں جانا چاہتے پپ "پلیز آغا 'جان ہم آپ 'سے بب ' بہت محبت کرتے ہے " خ 'خود سس 'سے بھی زیادہ پلیز "۔۔۔جسے ہمیشہ انھوں نے چھوٹے بچے کی طرح ٹریٹ کیا تھا جس کی معصوم بچکانہ باتیں سنتے ان کے دن گزرتے تھے اس کے منہ سے اپنے لیے اس قسم کے الفاظ سنتے ان کا ذہن ماؤف ہونے لگا تھا، ساکت وجود لیے وہ اپنے سینے سے لگے وجود کا لرزنا باخوبی محسوس کر سکتے تھے، گرے نگنیوں سے بہتی نمی ان کی قمیض میں جذب ہو رہی تھی۔۔۔۔

پلیز 'ہمیں مانگ "لے ببب 'بھیا سے 'ہم "مم 'مر جائے گے "آپ کے بغیر """

۔۔۔۔سینے سے سر اٹھتے وہ ان کی پتھرائی اُنکھوں میں دیکھتے التجائی ہوئی، نا جانے

اس کی آواز میں ایسا کیا تھا کہ ایک پل کو ان کا دل چاہا کہ وہ اس کے تمام آنسوؤں

سمیٹ کر اپنے وجود میں مدغم کر لے جہاں کوئی تکلیف ان کی نازک گڑیا کو چھو

کر بھی نہ گزرے۔۔۔۔

آغا جان ببب 'بولے آپ کرے گے 'نہ بب 'بات """آپ ہہ "ہمیں اا'پنائے

گے نہ۔۔۔۔کالر کو موٹھیوں میں جکڑ کر بولتی وہ ان کے ساکتے کو توڑتی انھیں

عذاب ناک حال میں کھینچ لائی جس کی حقیقت آغا فارذ کے لیے بہت تلخ تھی

۔۔۔۔۔

تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو یہ سب """آخر یہ سوچ تم اپنے ذہن میں لائی بھی کیسے

بولو"""""۔۔۔۔اپنے گریبان کو جکڑے اس کے ہاتھوں کو کسی اچھوت کی طرح

خود پر سے جھٹکتے وہ سرد ٹھر ٹھرا دینے والا لہجا لیے غصے سے بولے جبکہ ان کے

یوں جھٹکنے پہ وہ نازک لڑکی دو قدم پیچھے ہوتی حیرت سے ان کے سرخ پڑتے

چہرے کو تکنے لگی جنھوں نے زندگی میں پہلی بار اسے تم کہہ کر مخاطب کیا تھا

۔۔۔۔

بچی سمجھتا رہا ہوں تمہیں اور تم نے میری پاک محبت کا اتنا غلط مطلب اخذ کیا کہ مجھے خود سے کراہیت محسوس ہو رہی ہے یہ سوچتے کہ کیا واقعی ہی میری محبت خراب تھی جو تمہارے ذہن میں یہ خرافت پیدا ہوئی""""۔۔۔۔ضبط سے موٹھیوں کو بھینچے وہ اپنے دل میں اٹھتے اشتعال پہ قابو پائے اس پتھر بنے مجسمے کو سرخ انگارہ ہوتی نگاہوں سے دیکھتے بولے، وہ جنھوں نے ہمیشہ اسے ایک بچی کی طرح ٹریٹ کیا تھا، جسے ہمیشہ انھوں نے زمانے کی ہر بری نظر سے بچایا وہی آج ان کی خالص بے لوث محبت پہ اتنا گھٹیا الزام لگا گئی تھی کہ انھیں اپنے خود کے گریبان میں جھانکتے ہوئے ایک عار سی محسوس ہو رہی تھی کہ جب گھر کے بڑوں کو یہ بات پتہ چلے گئی تو وہ کن نظروں سے ان کی سمت دیکھے گے کہ وہ یقین کر پائے گے کے یہ سب ان کی طرف سے نہیں تھا انھوں نے تو ہمیشہ اسے فاندہ اٹھالیا تھا تو وہ کیا بچہ سمجھا تھا اب اگر اس بچے نے ان کی محبت کا ناجائزہ کرتے۔۔۔۔

خخ' خرافت نہیں ہے """مم "محبت "۔۔۔ماتھے کی ابھرتی نسوں اور ضبط سے لہو چھلکاتے چہرے پہ نظریں جمائے وہ فوراً اپنی پاک محبت کے حق میں بولی جس میں اس نے کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھہرایا تھا۔۔

محبت نہیں یہ بے حیائی ہے مرحا یوسف کہ اگر مجھے ذرا سا بھی علم ہوتا نہ کہ تمہارے ذہن میں میری محبت کو لے کر اس قدر گندگی بھر جائے گئ تو میں تم سے خود کو چھین لیتا۔۔۔جبڑے بھینچ کر بولتے وہ آج اپنے ساتھ ساتھ اس کا بھی کڑا امتحان لے رہیں تھے جس نے اُج تک صرف آغا فارز کا نرم لہجا سنا تھا مگر آج وہ مرحا یوسف کے لیے وہ سرد اور سفاک شخص بن گیے تھے جسے ایک دنیا جانتی تھی۔۔۔۔

ننن "نہیں آغا جان """ پلیز ہمارا یقین 'کرے ہم آپ سے "ببب 'بے پناہ محبت کرتے ہیں 'ایسا نہ کہے خخ' خدا کا واسطہ۔۔۔جن لبوں نے ہمیشہ مرحا یوسف کو محبت اور پیار ے بھرے لفظوں سے پکارا تھا آج ان لبوں سے اپنے لیے بے حیا کا لفظ سن کر وہ مر جانے کو تھی کہ کیا کسی سے سچی محبت کرنا اتنا بڑا گناہ تھا کہ کوئی کسی کے پانی کیطرح صاف کردار پر بے حیائی کا ٹیگ لگا دے پر یہ تو شروعات تھی

ابھی عشق کی تو ابتدا ابھی رسوائی ہوتی اور انتہا بھی یہ اگے جا کر اس کے ننھے ذہن نے باخوبی تسلیم کر لینا تھا۔۔۔

محبت محبت "محبت جانتی بھی ہو کسے کہتے ہے 'ارے یہ سب کرنے سے پہلے ہمارے درمیان قائم اس عمر کے فرق کو تو دیکھ لیتی کہ کتنا بڑا ہوں تم سے عمر میں ،یہ نہیں تو تراب کا سوچ لیتی کہ وہ کتنا چاہتا ہے تمہیں، یہ صلہ دیا ہے تم نے میرا تراب اور حمزہ کی بے پناہ محبت اور چاہتا کا۔۔۔ غصے میں اگے بڑھتے وہ جارحانہ تیور لیے اسے کندھوں سے جکڑتے اپنے روبرو کیے غصے سے چیخے تو بے سختہ مرحا نے روتے ہوئے ان کے لبوں پہ ہاتھ رکھتے نیم واں کھلے دروازے کی سمت دیکھا کہ کہی کوئی اس کی محبت کی تذلیل نہ دیکھ لے۔۔۔

آہستہ ""لک 'کوئی سن لے گا۔۔۔ گرے نگنیوں میں بے بسی لیے وہ لبوں کو کاٹتی اپنی محبت کے بھرم کی خاطر ان کے اگے التجائی ہوئی جو آج وہ آغا فارذلگ ہی نہیں رہے تھے جنھیں بچپنے سے وہ دیکھتی اور سنتی آئی تھی۔۔۔

تو سن لے 'بلکہ سب سنے اور دیکھے بھی ان سب کی لاڈلی بیٹی کیا گل کھلاتی پھیر رہی ہے 'کیسے بڑوں کا احترام بھلائے بیٹھی ہے۔۔۔ سختی سے اپنے منہ پہ رکھے

اس کے نازک ہاتھ کو جھٹکتے وہ اور تیز آواز میں دھاڑے کہ ایک پل کو وہ نازک دل سہم کر پیچھے کو کھسکتی انکی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھنے لگی، رونے سے سرخ گرے نگنیوں میں اپنے لیے ڈولتے خوف کو دیکھتے آغا فارذ کا دل سکڑ کر پھیلا تھا ان آنکھوں میں تو ہمیشہ ان سے بات کرتے وقت قندیلیں روشن ہوا کرتی تھی اور اب یوں اسے خود سے خوف کھاتا دیکھ ان کا دل کو کچکو لگا تھا، وہ یہ تو نہیں چاہتے تھے کہ وہ یوں ان سے خوف زدہ ہو وہ تو بس اسے اس ضد سے باز رکھنا چاہتے تھے جس کے حصول میں اس نازک تتلی کے پروں نے جل کر راکھ ہو جانا تھا۔۔۔

پپپپ "پلیز نہیں" پلیز آغا جان ہہہ "ہمارا دل بند 'ہو رہا ہے" غغغ 'غصہ نہ کرے۔۔۔۔ کانوں پہ ہاتھ رکھ کر وہ مسلسل پیچھے کی جانب کھسکتی سر نفی میں ہلا رہی تھی اور وہ پتھرائی نظروں سے اسے یوں نیم پاگل کی طرح آنکھیں میچے کھڑا دیکھ سن رہیں تھے۔۔۔۔

ہہ 'ہمارا 'سر پپپ 'پھٹ رہا ہے "پلیز""""" پلیز۔۔۔۔ آہستہ آہستہ نیچے زمین پہ بیٹھتی وہ سر کے بالوں نوچتی بولی تو آغا فارذ تڑپ اٹھے، وہ ان کی نازک گڑیا تھی

جس کی تکلیف پہ وہ ہمیشہ تڑپ جایا کرتے تھے تو اب بھلا کیسے نہ تڑپتے۔ان کا دل مچل رہا تھا اپنی گڑیا کو سینے سے لگا کر تھپکنے کا مگر قدم اٹھنے سے انکاری تھی، وہ جانتے تھے اسے سکئیر اٹیک ہو رہا ہے پر وہ جانتے بوجھتے بھی بے حس بنے کھڑے تھے کیوں!! کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کچھ دیر پہلے ان کے بولے گے الفاظوں کی تاسیر نرمی اختیار کرے" وہ اسے ان چیزوں سے دور رکھنا چاہتے تھے کیونکہ وہ ان کی لاڈلی تھی اسے وہ اس لافانی عشق کی ادھوری داستان کی نظر نہیں ہونا دینا چاہتے تھے اور اگر اس کے لیے انھیں خود کو اور اپنے دل کو پتھر بھی کرنا پڑتا تو وہ کر جاتے پر مرحا یوسف کی زندگی پہ آنچ نہ آنے دیتے۔۔۔۔

وہ مسلسل روتی اپنے سر کو نفی میں ہلاتی بے بسی کی مورت بنی بیٹھی تھی اور دوسری طرف وہ سفاک مجسمہ،ایک اپنی معصومیت اور ناسمجھی میں اس دردِ بلا کے چنگل میں گرفتار ہو گیا تھا تو دوسرا اس کی بھلائی کی خاطر نا چاہتے ہوئے بھی بے حس اور سفاک بنا بیٹھا تھا۔وہ روحی کے اپنے لیے بدلتے جذبات تو پہلے ہی دن نوٹ کر چکے تھے 'اس کا اچانک اپنے پاس آنا کم کر دینا،اپنی نزدیکی پہ اس کے چہرے پہ بکھیرتی لالی اور بات کرتے وقت اس کی زبان کا لڑکھڑانا اور نروس ہونا

وہ اس ہی دن نوٹ کر چکے تھے جس دن وہ اس مرض میں مبتلا ہوئی تھی مگر اس ہی کے ساتھ انھیں یہ بھی امید تھی کہ یہ صرف وقتی اٹریکشن ہو گی آہستہ آہستہ خود ہی ختم ہو جائے گی جس کو موثر بنانے کے لیے انھوں نے مبین منزل بھی آنا کم کر دیا تھا پر یہ ان کی خامِ خیالی تھی کہ یہ صرف وقتی اٹریکشن تھی، یہ بلا تو کسی کو اگر ایک بار چمٹ جائے تو اس کا پیچھا قبر تک نہیں چھوڑتی تو پھر مرحا یوسف کیا چیز تھی اس کے آگے۔۔۔۔

ہہ "ہم خراب 'خراب' نہیں ہے !!!! ہم "مم 'محبت کرتے ہے آپ سے !!! ہہم 'بد' کردار !!!! نیچے بیٹھی وہ مسلسل انھیں اپنی صفائیاں پیش کر رہی تھی، نازک سراپہ خوف اور رونے سے لرزہ رہا تھا، کانپتے ہاتھوں سے وہ کبھی اپنا سر تھام رہی تھی تو کبھی اپنے بال نوچ رہی تھی جبکہ وہ جو مرحا یوسف کو ایک کانٹا چبنے پر بھی گھر سر پہ اٹھا لیتے تھے وہ دور نمک کا مجسمہ بنے کھڑے ساکت نظروں سے اس کی حالت دیکھ رہیں تھے، اسے خود کے لیے بدکردار کا لفظ استعمال کرتا دیکھ ان کے دل میں ایک ہوک سی اٹھتی ان کی برداشت ختم کر گئی اور وہ جامد وجود میں حرکت لائے سن ہوتے پیروں کے ساتھ اس کمرے سے نکلتے چلے گے

"پیچھے اب بھی وہ شہزادی اپنا سر تھمے مسلسل بڑبڑا رہی تھی جو کچھ دیر پہلے تخت پہ براجمان زعفرانی لبوں پہ حسین ترین مسکراہٹ سجائے اپنے سپنوں کے شہزادے کو نہار رہی تھی وہ ابھی اس کے غرور مان اور محبت کی دھجیاں بکھیرتا اس کمرے سے نکلتا چل گیا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بیٹھ کر اک روز اپنے دل سمجھاؤں گا میں۔۔۔اس طرح چلتا رہا تو رائیگاں جاؤں گا میں !

گہری خاموشی میں ڈوبی سڑک یوں سنسان اور افسردہ تھی جیسے برسوں بیت گئے ہوں اسے کسی راہ گزر کا انتظار کرتے، مگر کسی نے اس طرف جھانک کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ گرمیوں کی اس قہر بھری دوپہر میں وہ کسی گھنے دار درخت کے سایہ سے بھی محروم سورج کی بے رحم تپش سے جھلس رہی تھی کیونکہ اس کی

طرح وہ بوڑھے دارز قامت درخت بھی اپنے سایہ تلے آکر پناہ لیتے مسافروں کے منتظر پتہ جھڑ کے شکار ہوئے اجاڑے سے نظر آرہیں تھے، زرد پتوں سے ڈھکی سڑک پہ یکدم سر سراہٹ سی ہوئی جیسے کوئی برق رفتاری اس طرف آرہا ہو، بھاری ٹائروں کے نیچے کچلتے پتوں نے کسی کے انے کی اطلاع دی تو بوڑھے درخت اپنے سوکھی ٹہنیوں کے ساتھ جھومنے لگے، لوٗ برساتی ہواؤں نے زور پکڑا تو یکدم ایک تیز سی آندھی اٹھی اور زمین پہ گرے بے جان زرد پتے فضا میں گردش کرنے لگے۔۔

بلیک چمچماتی لینڈ کروزر ہواؤں کے زور کو توڑتی یکدم اپنی منزل کے سامنے آتی رکی تو فضا میں گردش پتے کار میں بیٹھے شخص کے روب میں اتے فوراً اسے زمین پہ اترے۔ گاڑی کے رکتے ہی ڈرائیوئینگ سیٹ کا دروازہ کھول کر سفید اور کالی وردی میں ملبوس شوفر نیچے اترا اور مودابانہ میں چل کر بیک سائیڈ کی طرف آیا اور پچھلا دروازہ کھول کر سائیڈ پہ ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

اندر سے سب سے پہلے کسی مرد کا پاؤں باہر آیا تھا جو براون برانڈیڈ شوز میں مقید تھا اس کے بعد دروازے پہ ایک چوڑا مردانہ ہاتھ رکھا گیا جس کی تیسری

انگلی میں ایک سرخ پتھر اس کڑی دھوپ میں چمکتا ارد گرد اپنی سرخی بکھیر رہا تھا، کار سے ایک چوڑا لمبا مرد باہر نکلا تھا جس کی آنکھوں پہ شیڈز لگے ہوئے تھے، وائٹ پینٹ پہ لیمن کلر کی ہاف سلیو شرٹ پہنے ہوا تھا جو اس کی چوڑی باڈی اور ڈمبلز والے بازو میں پھنسی سی ہوئی تھی، گورے رنگ پہ مغرور تیکھے نقوش لیے وہ عربی شہزادہ ارد گرد ایک بے تاثر سی نظر دوڑا رہا تھا، سیاہ بال نفاست سے سیٹ اس کی پرسنیلٹی کی پرفیکشن واضح کر رہیں تھے۔۔۔

ان بوڑھے دراز قامت درختوں سے لے کر وہ ان زرد پتوں پہ بھی ایک تفصلی نظر دوڑا رہا تھا کتنا کچھ بدل گیا تھا یہاں گزرے ایک سال میں جب آخری دفعہ وہ یہاں آیا تو یہ جگہ کچھ بہتر تھی درخت بھی تازہ دم تھے مگر اب سب یوں ویران تھا جیسے یہاں موجود ہر جاندار اور بے جان شے نے اس کی غیر موجودگی محسوس کی ہو!! تو کیا اس نے بھی کی ہو گی جو وہاں ویران میں زیرِ آباد تھا

ہاں اس نے تو ہم سے زیادہ کیا ہے "بوڑھے سایہ دار شجر کے موٹے "

داڑاڑوں زدہ تنے سے ایک بھاری سی سر گوشی نکلی۔۔۔ کیا واقعی اس نے مجھ یاد

کیا تھا؟۔۔۔آنکھوں میں حیرانگی لیے وہ ایک نظر بند دروازے کے اس پار دیکھتا دل میں اک آس سی لیے اس اجاڑ شجر سے سوالیہ ہوا۔۔۔۔

تمہیں یاد نہیں کرتی تو کسے کرتی اک تم ہی تو تھے جو روز ملنے آیا کرتے تھے "تم نہ آئے تو کسی نے یہاں جھانک کر بھی نہیں دیکھا' دیکھو یہاں کا اجاڑ پن اپنے درد کی داستاں سنتا ہوا نظر آئے گا۔۔۔اس بار قدیم شجر نے ایک درد بھری سرگوشی کی تو اس نے شیڈز کے پیچھے چھپی ہوئی نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا اور پھر وہاں کے حالات کو دیکھتے وہ لبوں کو بھینچ گیا۔۔۔۔

کل تک یہاں کی ساری صفائی ہو جائے۔۔۔۔شوفر کو نظریں جھکائے ایک طرف کھڑا دیکھ وہ اپنی بھاری سنجیدہ آواز میں حکم دیتا بغیر اس شجر کو ایک نظر بھی دیکھے اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

چاہے ایک اور محبت ہی ضروری ہے مگر
دل تیرے بعد! کسی سے بھی نبھانے نہیں دیتا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہمارے کھلنے اور جھڑنے کے دن اک ساتھ آئے ہیں۔۔۔ ہمیں دیمک نے
چاٹا ہے، شجر کاری کے موسم میں !

رات کالے ناگ کی طرح چاروں اوور پھیلتی اپنا خوف و حراس پھیلا رہی تھی، ٹھنڈی خون منجمند کرنے والی ہواؤں سے ڈرتے لوگ اپنے نرم گرم بستروں میں دبکے میٹھی نیند پوری کر رہیں تھے۔ کھڑکی کے کھلے ہونے کے باعث ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بغیر کسی روکاوٹ کے پردوں سے ٹکرا کر اندر ائتے نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں آزادانہ پرواز بھر رہیں تھے، چاند کی چاندنی چھن کر اندر آتی بیڈ کے قریب گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹ کر بیٹھے شخص کے چہرے پہ پڑھ رہی تھی۔ جہاں ہر کوئی بند کمروں میں ہیٹر اون کیے ہوئے تھے وہاں وہ کھلی کھڑکیوں کے ساتھ بغیر کسی ہیٹر کے یوں بے حس بنی بیٹھی تھی جیسے وجود میں سانسوں کی کوئی رمق باقی نہ ہو۔ یکدم کمرے کی گھنگھور خاموشی میں

دروازے کی چر چراہٹ نے ارتعاش سا پیدا کیا اور اندھیرے میں کوئی ہیولہ سا دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا مگر ساکن وجود میں ذرا سی بھی ہلچل نہ ہوئی ۔۔۔ دروازہ کھولنے کے باعث باہر کی روشنی اپنا راستہ بناتی کمرے میں آئی تو وہ جو پریشان نظروں سے کمرے میں نظریں دوڑاتا اسے ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا زمین پہ بیٹھے وجود کے چہرے کو روشنی میں عیاں ہوتے دیکھ اس شخص نے ضبط سے اپنی موٹھیاں بھینچی اور آنکھوں کو بند کرتے ایک گہرہ سانس بھرا ۔۔۔ دھیرے مگر بھاری قدم اٹھاتا وہ اس کے قریب آیا اور پنجوں کے بل بیٹھتے اس کے چہرے کو باغور دیکھنے لگا، چاند کی روشنی میں انسوؤں کے مٹے مٹے نشانات، بکھرے بال اور متورم سوجھی آنکھیں لیے وہ ہوش وحواس سے بیگانی پڑی تھی اس نے تو کبھی اسے پھولوں سے بھی نہیں چھوا تھا کہ کہی ان کے کانٹے بھی اسے تکلیف نہ پہنچے دے اور اس شخص نے کیسے اس کے کردار اور اس کی معصومیت کی دھجیاں بکھیری تھی اپنے سنگین الفاظوں سے کہ وہ بھلائے نہیں بھول رہا تھا اور اوپر سے متضاد لاڈوں پلی اپنی نازک بہن کی حالت کو دیکھتے حمزہ یوسف کے دل کو کچکوے سے لگے تھے ۔۔۔

قہر برساتی ٹھنڈ میں اسے کھڑکی سے اندر آتے ٹھرٹھرا دینے والے جھونکے پہ گھٹنوں کے گرد اپنے ہاتھوں پہ سختی کرتا دیکھ وہ لب بھینچتے ہوئے اٹھا اور کھڑکیوں کو لاک کر کے ان پر پردے برابر کرتا وہ پھر اس کی طرف بڑھا جو اپنی نازک جان پہ یوں ستم ڈھاتی اپنے باپ جیسے بھائی کو انگاروں پہ گھسیٹ گئی تھی، اتنی سردی میں جہاں لوگ گرم کپڑوں میں بھی ٹھرٹھرا رہیں تھے وہاں وہ بغیر کسی جرسی کے یوں کھڑکیاں کھولے بے سدھ پڑی تھی" کیا وہ جانتا نہیں تھا کہ وہ کتنی نازک تھی ذرا سا فلو تو برداشت نہیں کر سکتی تھی اور اب یوں اپنی محبت کے غم میں بے حس بنی بیٹھی تھی۔۔۔

حمزہ جبڑے بھینچے اگے بڑھا اور اس کے پھولوں جیسے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی طرف بڑھا، بیڈ کے وسط میں اسے لیٹاتے اس نے سب سے پہلے اسے لحاف سے اچھے طریقے سے کور کیا کہ اب صرف اس کا منہ ہی نظر آ رہا تھا گردن تلک وہ اسے لحاف میں چھپا چکا تھا۔۔۔

بھائی کی جان یہ کس راہ پہ چل پڑھی ہے جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں '۔۔۔

سفید روئی جیسے گالوں پہ چھاپے آنسوؤں کے نشانات کو صاف کرتے وہ افسردہ

سے لہجے میں بولا نظریں بے تابی سے اس چہرے کے دیدار کر رہی تھی جس میں یوسف صاحب کی شبیہہ لہراتی تھی، جسے دیکھتے اسے احساسات ہوتا تھا کہ اللہ نے بہن کے نام پہ کتنا خوبصورت اور پاک رشتہ اسے عنایت کیا تھا۔۔۔

مجھے اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ میری بہن نے محبت کی ہے کیونکہ یہ تو ہر کسی کا حق ہے اپنا من پسند ہمسفر چنے کا مگر مجھے اس بات کا دکھ ہمیشہ رہے گا کہ میری معصوم بہن نے اپنے شفاف جذبات ایک غلط انسان کے اگے ظاہر کیے، بھیا آپ کی پاکیزہ محبت کے لائق نہیں ہے گڑیا۔۔۔ چہرے کے ارد گرد چپکیے بالوں کو نرم ہاتھوں سے سمیٹتے حمزہ نے ترحم بھری نظریں اس سوئے ہوئے وجود پہ ٹیکائے کہا جو تب سے بے چین سی دیکھائی دے رہی تھی مگر اب بھائی کے شفقت بھرے لمس پہ پر سکون ہوتی گہری نیند میں اتر رہی تھی۔۔

ہہہ 'ہہم ببب "بے حیاننن "نہیں ہے۔۔۔ اپنے چہرے پہ گردش کرتے حمزہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں بھرتی وہ نیند میں بڑبڑاتی ہچکیاں بھرتی بولی جیسے اسے سب باتوں میں صرف آغا فارذ کی اس بات نے سب سے زیادہ تکلیف پہنچائی ہو جسے وہ نیند میں بھی بھول نہیں پا رہی تھی جبکہ حمزہ کی آنکھوں کے اگے

ایک بار پھر وہی منظر لہرا گیا جب وہ کسی کام ۔ کی غرض سے مرحا کے کمرے میں آیا تھا پر اندر سے آتی آغا فارذ کی غصے سے بھری اور مرحا کی سسکیوں بھرے انکشافات سنتے حمزہ یوسف کے اگے زمین سے گھوم گئی ۔۔۔

ششش "ریلیکس میرے بچے ، بھیا یہ ہی ہے اپنی گڑیا کے پاس ۔۔۔۔ اس کے لبوں سے ادا ہوتے بے حیا کے لفظ پہ حمزہ یوسف تڑپ اٹھا تھا کہ وہ شخص آخر اتنی بڑی بات کس زعم پہ ان کی گڑیا کے متعلق بول سکتے ہیں کیا وہ مرحا یوسف کے آئینہ جیسے شفاف کردار کو نہیں جانتے تھے ۔۔۔ اس کے سرہانے بیٹھتے وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تاکہ وہ ایک گہری پر سکون نیند لے اور کاش کے وہ صبح اٹھے تو یہ اذیت سے بھری رات اور اس ظالم شخص کو بھی بھلا دے جن کے الفاظ اسے نیند میں بھی چابک کی طرح روح پہ لگتے اسے سکون نہیں لینے دے رہیں تھے ۔۔۔۔

اپنی لاڈلی کی بے سکونی اور آنسوؤں دیکھتے حمزہ یوسف کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ جا کر اس شخص کا گریبان پکڑ کر ان سے بازپرس کرے کہ ایسا کیا دیکھ تھا انھوں نے مرحا یوسف کے کردار میں جو وہ بے حیا جیسا اتنا بڑا لفظ اس معصوم کے لیے

استعمال کر گیے تھے مگر اس سوئے وجود کے ہاتھوں مجبور تھا جو اس کی موجودگی میں چھوٹے بچے کی طرح اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اپنے گال کے نیچے رکھے مطمین سی سو رہی تھی جیسے اسے بھروسہ تھا اپنے بھائی پہ کہ اگر وہ اس کے پاس ہے تو سب ٹھیک ہے! اور حمزہ یوسف کو یہ ہی مان ہمیشہ برقرار رکھنا تھا!!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تو نے دیکھا ہی نہیں ساتھ میرے چل کے کبھی۔۔۔ میں ہوں تنہائی کا بھی ساتھ نبھانے والا!!!

خوبصورت ویل فرنیشڈ اپارٹمنٹ اس وقت روشنیوں سے منورہ تھا، سفید سنگ مرمر سے بنا فلور لائٹوں میں مزید صاف اور چمک دار لگ رہا تھا، البتہ صوفوں اور کرسیوں پر ہمیشہ کی طرح کپڑے الٹے سیدھے پڑے تھے۔۔۔۔

رشیدہ بی کھانا اب لے بھی آئے۔۔۔خالی ماربل کی پلیٹ میں فورک اور چمچہ کو الٹے سائیڈ سے ٹیپ ٹیپ کرتے درید نے امریکن طرز پہ بنے اوپن کیچن میں کام کرتے شخص کی پشت کو دیکھتے آواز لگائی تو ہاف سلیوٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے معتصم نے لب دانتوں تلے دباتے اس کی پشت کو دیکھا جو اتنی سردی میں بھی ٹراؤزر پہ سینڈو بنیان پہنے غصے میں کھڑا تھا۔۔

تجھے تو نیلا طوطا دوں گا حرامی کہیں کے""""""۔۔۔درید کی بات پہ حارث نے غصے سے سرخ ہوا چہرہ لیے ہاتھ میں پکڑا ہینڈ بیٹر اس کی طرف پھینکتے درشتگی بھرے لہجے میں کہا""""کتنی پرسکون نیند سو رہا تھا وہ جب یہ زہریلی بلا موت کے فرشتے کی طرح نازل ہوتی اس کا سکون برباد کر گئی تھی"۔۔۔

حیا کر لے بغیرت مہمان بھگوان کا روپ ہوتے ہے"""""۔۔۔دہی سے خراب ہوئے بیٹر کو ٹیبل پہ رکھتے وہ تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھتے بولا جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنی نیند خراب کرنے پہ وہ درید خان کو سلیب پہ چڑھا دے

۔۔۔

بتانے کی ضرورت نہیں ہے' تجھ سے اٹھتی فریگنیس بتا رہی ہے۔۔۔۔ سالن کا باؤل اور سیلڈ کی پلیٹ ڈائینگ پہ لا کر رکھتے حارث نے طنزیہ نظروں سے اسے اوپر سے نیچے تلک دیکھتے منہ بسورا۔۔۔

کولڈ ڈرینک نہیں ہے ؟۔۔۔ اسے ٹیبل سیٹ کرتا دیکھ اس نے ایک بار پھر اسے اپنی مسکراہٹ سے زچ کیا۔۔۔۔

ایک گلاس سے زیادہ مت پیو' موت دردناک ہو جائے گئ"۔۔۔۔ فریج میں سے نکال کر کولڈ رینک ٹیبل پہ رکھتے وہ دونوں ہاتھوں کو ٹیبل کی سطح پہ رکھے اس کی طرف جھکتا خطرناک لہجا لیے بولا تو درید نے مسکراہٹ چھپاتے آئیبرو اچکائی۔۔۔

اگر یار کی باہیں نصیب ہوں تو موت دردناک بھی منظور ہے !!!۔۔۔۔

حارث کی تپنے تاثرارت اسے مزہ دے رہیں تھے تبھی اسے زیادہ تنگ کرنے کو وہ فلمی انداز میں کہتا اس کا گال چوم گیا۔۔۔

غلیظ' گھٹیا" بے ہودہ انسان""۔۔۔۔۔ اپنی گال کو تیز تیز رب کرتے وہ ساتھ ساتھ ہنستے ہوئے درید کو بھی گالیوں سے نواز رہا تھا۔۔۔

چلیں دی پیٹو شاہ صاحب"""ٹوٹنا شروع کریں۔۔۔ کھانا سامنے رکھا ہونے کے باوجود اسے موبائل میں جھکا دیکھا درید نے اچنبھے سے اس کی طرف دیکھتے اس کا کندھا ہلائے کہا۔۔۔

حارثہ آجا یار رر""۔۔۔۔ درید کی بات کا جواب دئے بغیر وہ کیچن میں کھڑے حارث کو آواز دیتے اپنی اگے پڑی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔۔۔

طبعیت ٹھیک میرے شونے کی"""جو کھانے کے لیے اس کا ویٹ کر رہا ہے ۔۔۔لاڈ کرنے والے انداز میں اس کے گال کو پکڑ کر کھینچتے درید نے آخری لفظوں پہ دانت کچکائے۔۔۔۔

ابے جا یار رر پرامر""۔۔۔۔بیزاریت سے اس کے ہاتھوں کو جھٹکتا وہ اس میسنے کو گھورتے ہوئے بولا جو آج زبردستی کا مہمان بن کر گھس آیا تھا۔۔۔۔

تیرا کیوں منہ خراب ہوئے سالن کی طرح پھولا ہوا ہے۔۔۔حارث کو بیٹھتا دیکھ وہ اس بار بغیر کسی شرارت کے اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے بولا جو آج عادت کے برخلاف کچھ زیادہ ہی روڈ ہو رہا تھا۔۔۔

فادی نے اچھا نہیں کیا!!!۔۔۔پلیٹ میں کھانا نکالتے حارث نے بھاری سنجیدہ آواز میں مختصر بات کرتے اپنے روڈ ہونے کی وجہ بتائی۔اشارہ صبح والے واقع کی طرف تھا۔۔۔

حور نے کونسا اچھا کیا ہے اس کے ساتھ ""۔۔۔۔فرایڈ رائس کا چمچہ بھر کر پلیٹ میں ڈالتے درید نے اس سے زیادہ سنجیدے لہجے میں کہا۔کچھ دیر پہلے والی شوخی اور شرارت کا عنصر مفقود تھا۔۔۔

ماں باپ کی عزت کے اگے مجبور تھی وہ!!!۔۔۔درید کی بات پہ وہ چمچہ پلیٹ میں پھینکتا دانت پیستے ہوئے بولا۔وہ اس وقت فواد کا دوست کم اور حور کا بھائی زیادہ لگ رہا تھا۔۔۔

جب اتنی ہی ماں باپ کی عزت کا خیال تھا تو محبت پھر ماں باپ سے پوچھ کر ہی کرلینی تھی کیوں کسی کے ایموشنز کے ساتھ کھیلی!!!حارث کی بات اسے ایک آنکھ نہیں بھائی تھی مطلب کسی کے ایموشنز کو ہرٹ کر کے اپنی بزدلی ماں باپ کے سر پہ ڈال دوں۔۔۔

!!!! وہ نہیں فواد اگے بڑھا تھا

تو اسے اگر ماں باپ کی پرواہ ہوتی تو اسے وہی روک دیتی" پر نہیں اس نے ایسا نہیں کیا کیوں ؟؟؟؟

دری ٹھیک کہہ رہا ہے حارث تو خوامخواہ ہی اسے ڈفائینڈ کر رہا ہے"" غلطی فواد کی نہیں حور کی ہے۔۔۔ حارث کو بولنے کے لیے لب واں کرتا دیکھ اس بار چپ کر کے کھانا کھاتے معتصم نے بولنا ضروری سمجھا کیونکہ وہ ایک کل کی آئی لڑکی کی خاطر اپنے بچپن کے یار کے لیے دل میں غلط فہمی پال بیٹھا تھا۔۔۔

"""" ہاں میں کر رہا ہوں ڈیفائینڈ کیونکہ مجھے وہ عزیز

سالا یہاں بچپن کا دوست چاہے مر جائے مگر یہاں اس بے غیرت شخص کو اپنی اس منہ بولی بہن کی فکر ہے جو پہلے لڑکوں کو اپنی معصومیت میں پھسا کر بعد میں !!!۔۔۔ حارث کی بات بیچ میں سے کاٹتے درید طیش کے عالم میں کانچ کا گلاس زمین پر مارتا دھڑا"""" درید خان کے لیے آغا فواد بہت عزیز تھا جان سے بھی زیادہ تو بھلا وہ کیسے اپنے یار کے بارے میں کچھ غلط سن سکتا تھا۔۔۔

انف درید!! تو حد سے بڑھ رہا ہے، زبان سنمبھال ورنہ !۔۔۔ درید کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی حارث بھی کرسی سے کھڑا ہوتا ورانگی بھرے لہجے میں

بولا تو بدلے میں وہ کرسی کو ٹھوکر مارتا جارحانہ تیور لیے اس کا گریبان پکڑتا غرا رہا

۔۔۔

ورنہ کیا !!!

گریبان چھوڑ درید۔۔۔اس کے ہاتھوں کو اپنے گریبان سے ہٹانے کی کوشش کرتا حارث اس بار نرم لہجے میں بولا، وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ حور کی وجہ سے وہ یار آمنے سامنے آجائے۔۔۔

نہیں بتاناورنہ کیا!!!مارے گا مجھے ؟ہاتھ اٹھائے گا اپنی اس سو کالڈ بہن کی خاطر بول نہ چپ کیوں ہے "مار نہ مجھے !!۔۔۔اس چپ کھڑا دیکھ وہ غصے سے اس کا گریبان جھنجھوڑتے سرخ آنکھیں لیے بولا تو معتصم نے اپنی آنکھیں میچی 'ایک لڑکی کی خاطر ان دوستوں کے درمیان پھوٹ پڑ گئی تھی۔۔۔

گریبان چھوڑ درید!!!!۔۔۔دانت کچکاتے ہوئے اس نے بڑے ضبط سے کہا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ معملا مزید بڑھے۔۔۔

جا چھوڑ دیا تجھے حارث ملک 'اب سے تیرا میرا کوئی رشتہ نہیں مر گیا تیرے لیے درید خان!!!۔۔۔جھٹکے سے اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے درید نے بامشکل

اپنی زبان سے یہ لفظ ادا کیے اور آخری نمی بھری نظر وہ حارث کے ساکت وجود پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا پیچھے اسے مجسمہ بنے چھوڑے۔۔۔

درید!!!!!روک یار بات تو سن میری""""درید"""حارث روک اسے۔۔۔

معتصم ہوش میں آتا اس کے پیچھے آوازیں دیتے بھاگا مگر اسے فلیٹ کی سڑھیاں اترتا دیکھ وہ بھاگ کر حارث کے نزدیک آتا اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا جو ابھی تک درید کے سفاک جملوں کی سفاکیت میں گم تھا۔۔۔

تیصم""""اس نے کہا وہ مر گیا میرے لیے""""اسے کہے میں "نہیں رہ سکتا یار اس کے بغیر۔۔۔نیچے گری کرسی کو دیکھتے حارث نے خالی نظریں اٹھائے معتصم کو دیکھتے کہا جو خود حالات کے یوں بگڑنے پہ پریشان تھا۔۔۔

غصے میں کہہ کر گیا ہے کمینہ""""ایک دن بھی نہیں رہ سکتا ہمارے بغیر"خود ہی آئے گا صبح یونی۔۔۔ماحول میں چھائی کشیدگی کو کم کرنے کے لیے وہ ہلکا پھلکا ہوتے بولا۔پر یہ تو وہ بھی نہیں جانتا کہ وہ آئے گا بھی کہ نہیں کیونکہ جتنا غصہ اور سرخی آج اس نے ان شہد رنگ آنکھوں میں دیکھی تھی شاید پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی پر آج سے پہلے ان کی دوستی میں کوئی صنفِ نازک بھی تو نہیں آئی

تھی اور شاید یہی ان چاروں سے سب سے بڑی بھول ہوئی تھی کہ وہ ایک لڑکی کو اپنی سالوں پرانی یاری میں لے آئے تھے جس کا خمیازہ وہ آگے جا کر بھگتنے والے تھے ایک دوسرے سے جدائی کی صورت میں !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تعمیر تو کہتی ہے معمار مجھے دیکھ ... معمار ہی تکتا نہیں تعمیر کی جانب !

خوبصورت طرز پہ بنے کمرے میں چھائی تاریکی اور فضا میں پھیلی سگریٹ کی بدبو نے ماحول میں کشیدگی سے پیدا کر رکھی تھی، ٹھنڈ کے باوجود کمرے میں چلتے اے سی نے خنکی سی بڑھائی ہوئی تھی مگر وہ لاپرواہ بنا رولنگ چیئر پہ آنکھیں موندے بیٹھا تھا، قمیض کے اوپری بٹن کھولے وہ شاید اپنے وجود کے اندر لگی آگ کم کرنے کی کوشش کر رہیں تھے جو کم ہونے کے بجائے بڑھتی جا رہی تھی ، چہرے کے تاثرات برف سے زیادہ سرد اور پتھریلے تھے جیسے اپنے اندر اٹھتے

اشتعال پہ قابو پانے کی کوشش کر رہیں ہو، بند پلکوں کے پردے پہ بار بار ایک سسکیاں بھرتا عکس اتر رہا تھا جس کے بہتے آنسوؤں کو یاد کرتے وہ ضبط سے اپنی موٹھیاں بھینچتے اپنے غصے کو کنڑول کر رہیں تھے ورنہ دل تو چاہ رہا تھا اس پوری دنیا کو تہہ و بالا کر ڈالے۔۔۔

آغا جان "پلیز نہیں" پلیز "پپپ!!! محبت' ہے" مم"" ہے خرافت نہیں' خ

ہہہ "ہمارا دل بند' ہو رہا ہے" غغغ' غصہ نہ کرے!!! ہہ 'ہمارا' سر پپپ' پھٹ رہا ہے" پلیز!!! ذہن میں ایک بار پھر اس کی روتی ہوئی کی باتیں گونجی تو پٹ سے آنکھیں کھولتے وہ سیدھے ہوئے، سیاہ آنکھیں ضبط سے سرخ انگارہ بنی ہوئی تھی جیسے ابھی ان سے لہو ٹپک پڑے گا' جبڑے سختی بھینچے وہ خود پر کڑے پہرے بیٹھا رہیں تھے"" کہ آخر کیسے وہ ان کی پاکیزہ محبت کو رسوا کرنے کا سوچ بیٹھی تھی۔

وہ جنھوں نے ہمیشہ اسے ایک بچی کی طرح ٹریٹ کیا، جسے انھوں نے ہمیشہ لوگوں کو گندی نظروں سے محفوظ رکھا آج وہی ان کی خالص اور صاف محبت پر کتنا گھٹیا الزام لگا گئی تھی۔ ان کے مان اور عقیدت سے بولے جملے محبت اور پیار سے چھونے کو وہ کتنا غلط تصور کرتی رہی تھی کہ اگر آغا فارذ کو اس کی اس سوچ کا

وہ پیچھے ہٹ جاتے، اپنے لمس اور محبت سے اس لڑکی کو ذرا سا بھی علم ہوتا تو محروم کر دیتے مگر اپنی پر خلوص محبت پہ آنچ بھی نہ آنے دیتے' مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا اگر وہ پیچھے ہٹ بھی جاتے تو وہ کیسے پیچھے ہٹتی جوان کے عشق میں اس حد تک مبتلا ہو چکی تھی کہ انھیں ڈر لگنے لگا تھا کہ اگر انھوں نے زیادہ سختی برتی تو وہ پاگل کہیں اپنے ساتھ کچھ غلط نہ کر بیٹھے۔۔۔

مرحا یوسف میں آغا فارز کی جان تھی مگر آج اس کے لبوں سے اپنے لیے پسندیدگی کا سنتے انھیں یوں لگا جیسے ان کی وہی جان رفتہ رفتہ ان کے وجود سے نکل رہی ہو یہ سوچ کہ اگر گھر میں یہ بات کسی کو پتہ چل گئی تو وہ کیا سوچے گے ان کے بارے میں، ان کی پاک صاف محبت کو کس نظر سے دیکھے گے، کیا کوئی یہ یقین کر پائے گا یہ سب صرف اس کی طرف سے تھا! نہیں کوئی یقین نہیں کرئے گا سب یہ ہی سمجھے گے آغا فارز نے خود سے کئی سال چھوٹی بچی کو اپنی محبت میں پھسالیا، دنیا ان کے اور روحی کے کردار پہ سو انگلیاں اٹھائے گئی، انھیں خود کی فکر نہیں تھی انھیں صرف اس کی عزت کی پرواہ تھی جس کی عزت پہ ہاتھ

ڈالنے والے شخص کے انھوں نے بازو توڑ ڈالے تھے تو اب کیسے وہ اپنی ذات کو اس کے لیے بدنامی کا باعث ٹھرا سکتے تھے۔

وہ جانتے تھے ایک عورت کے لیے اس کی عزت کس قدر معنی رکھتی ہے، شرم وحیا کے بغیر تو عورت کا حسن بھی اہمیت نہیں رکھتا تو وہ یہ سب جانتے بوجھتے بھی کیسے اپنی روحی کی اہمیت اور حسن کو کم کر سکتے تھے۔۔۔ایسی نہ جانے کتنی سوچیں ان کے دماغ میں گردش کرتی ان کے اعصاب پہ ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی، انگلیوں میں دبے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلتے انھوں نے سر پیچھے کی طرف گراتے آنکھیں موندی، سر درد سے پھٹا جا رہا تھا، انھیں مائیگرین اٹیک ہو رہا تھا' وہ خود تو ایک شفقت بھرے حصار میں پر سکون ہوتی سو گئی تھی ان کی رات اپنے سسکتے ہوئے جملوں کے عذاب میں جھونک کر !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس سے اچھا تھا ہمیں داغِ جدائی دیتے۔۔۔تو نے تشہیرِ وفا کی ہے جو گھر گھر جا کر !

صبح ابر آلودہ سی طلوع ہوئی تھی، نیلا شفاف آسمان گہرے سیاہ بادلوں سے ڈھکا پڑا تھا جس کے باعث سردی کی لہرائیں بھی اپنے عروج پہ چلتی جسم پر کپکپی سی طاری کر رہی تھی، محکمہ موسمیات نے آج ملک بھر میں موسلادھار بارش کی پیشن گوئیاں کی تھی جبکہ کچھ علاقوں میں تو صبح صادق کے وقت ہی ہلکی بوندا باندی نے اپنا دیدار کروادیا تھا۔۔۔

ہائے اتنی سردی میں تو یونی جانے کا بالکل دل نہیں کر رہا۔۔۔خاکی پینٹ پہ گرم اونی اوف وائٹ فل سلیویس والی شرٹ پہنے اوپر گھٹنوں تک آتا اوور آئل پہنے وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلوں کو آپس میں رب کرتا ہوا بولا اور آکر حیدر کے ساتھ صوفے پہ بیٹھا جو شاید آج بھولے سے اپنا بیگ سیٹ کرنے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

یونی''''میرا تو کمبل سے نکلنے کو دل نہیں مان رہا تھا بڑی مشکلوں سے سر کے غصے کی دھمکی دے کر منایا ہے اس بچے کو۔۔۔رات دیر تک بیٹھ کر بنائی گئی اپنی اسائیمینٹ پہ ایک آخری تنقیدی نظر ڈالتے وہ مصروف سا بولا۔۔۔

تو نے اسائیمینٹ بنالی۔۔۔۔ حیدر کے ہاتھ سے اسائیمینٹ جھپٹتے وہ بے یقین نظروں سے ایک ایک صحفہ پلٹا کر دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آ رہا ہوں۔۔۔

ہاں پتہ ہے رات دو بجے تک بیٹھ کر بناتا رہا ہوں۔۔۔۔ گردن کے گرد لپیٹے مفلر کو ایک اسٹائل سے سیٹ کرتے وہ داد طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھتے بولا جس کے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات تھے جیسے ابھی تک وہ اپنی گنہگار آنکھوں پہ یقین نہ کر پا رہا ہوں۔۔۔۔

پر ہم نے کہا تھا کہ ہم نہیں بنائے گے۔۔۔ خوبصورت ہیڈ ینگ سے سجی اسائیمینٹ کو دیکھتے داؤد نے بامشکل اپنے امڈ اُتے غصے کو کنڑول کیے کہا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا اس مکار شخص کا منہ توڑ دے۔۔۔۔۔

ہاں کیا تو تھا" پر پھر میں نے دیر تک بیٹھ کر سوچا کہ اگر میں یہ اسائیمینٹ بنا ہی لوں تو میرا ہی فائدہ ہے کیونکہ سر نے کہا تھا کہ اس کے مارکس فائنل میں ایڈ ہونگے۔۔۔ حفظ ماتقدم کے طور پہ وہ احتیاط سے اس کے ہاتھوں سے اپنی

اسائیمینٹ لے کر بیگ میں رکھتا بولا کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اب سامنے بیٹھا شخص دھاڑنے والا تھا اس کی غداری پہ۔۔۔

جب ہم تینوں مل کر کلاسز بنک کرتے تھے لیکچرز نہیں لیتے تھے، جب تو تجھے کبھی پروفیسر کی کوئی بات یاد نہ آئی تو اب رات ورات کونسا تجھے پروفیسر کی گڈ لسٹ میں شامل ہونے کا بخار چڑھا تھا جو تو یاروں سے غداری کر بیٹھا ہاں!!۔۔۔

جارحانہ تیور لیے وہ حیدر کو گریبان سے پکڑتا سرخ چہرہ اور بھینچے جبڑے لیے غرارایا تو حیدر نے ڈر سے آنکھیں میچی۔۔۔

ننن"نہیں تو سمجھ نہیں رہا!!!

سب سمجھتا ہوں میں یہ جو تو اس پروفیسروں کی چمچی کے آگے پیچھے گھوم رہا ہے نہ حیدر فرقان باز آجا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سمجھا""۔۔۔۔ گریبان کو جھٹک دے کر وہ اس کی بولتی بند کرتا ایک بار پھر دبدبہ غرایا کیونکہ پچھلے تین چار دنوں سے وہ نوٹ کر رہا تھا کہ اس کے اس فلرٹی کزن کا کلاس میں ثمن کے ساتھ کافی اٹھنا بیٹھنا ہو رہا تھا۔۔۔

داعی تو غلط سمجھ "رہا ہے ایسا کک "کچھ نہیں ہے۔۔۔اپنی چوری پکڑے جانے پہ وہ زرد چہرہ لیے مقابل کی تنی رگیں اور سرخ ہوتی رنگت کو دیکھتے سر جھکائے منمنایا۔۔۔

آئندہ اگر تو مجھے غلطی سے بھی اس پروفیسر زاسپون" کے ساتھ نظر آگیا نہ حیدر فرقان تو تیرا یہ منحوس تھوبڑا میں اپنے ہاتھوں سے توڑونگا پھر پھرتا رہی اپنا یہ ٹوٹا منہ ہاتھ میں لیے""۔۔۔پیچھے کی طرف دھکیلتے وہ چہرے پہ خطرناک تاثرات لیے اس کا منہ دبوچتا سرد سے لہجے میں بولا تو حیدر نے تھوک نگلتے کہا۔۔۔

اوکے "ڈن""۔۔۔سر اثبات میں ہلاتے اس نے سر پہ سوار ہوئی اس بلا کو ٹالنا چاہا۔۔۔

ساری توجہ تیاری پہ ہی دے دی' برش بھی کر لینا تھا مرے ہوئے کتے جیسی بدبو آرہی ہے تیرے منہ سے۔۔۔اس کی تیاری پہ گہری چوٹ کرتا داؤد لب دبائے ڈائینگ کی طرف بڑھا کیونکہ حیدر کے چہرے پہ آتے حیرن کن تاثرات کو دیکھتے اس کا دل چاہ کے وہ قہقہ لگائے۔۔۔

کمینہ خود تو جیسے پھول نچھاور کرتا ہے منہ سے '۔۔۔داؤد کے انکشاف پہ حیدر نے ہاتھ منہ کے قریب لے جاتے اپنی سانسیں سونگھنے کی کوشش کی کہ کیا واقعی ہی برش کرنے کے باوجود اس کے منہ سے سمیل آرہی ہے پر جب کوشش کے باوجود فریگنیس کے علاوہ ٹھنڈ سے نکلتے دھوئے کو نکلتا دیکھا تو وہ ڈائینگ کی طرف جاتے داؤد کی پشت گھورتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔

اتنی ٹھنڈ ہو رہی ہے آج اوف کر لیتے داعی۔۔۔ گرم چادر لپیٹے چائے کا تھرمس لا کر ڈائینگ ٹیبل پہ رکھتی سبین مامی نے نک سک سے تیار ہوئے داؤد کو ٹیبل کی طرف آتا دیکھ تو وہ سردی کی بڑھتی ہوئی شددت کے پیشِ نظر بولی۔۔۔

نہیں ماما آج ضروری آسائیمینٹ""""""۔۔۔وہ جو نیچے جھکا شوز کے لیسیز باندھ رہا تھا سبین مامی کی بات پہ اجلت بھرے انداز میں سر اٹھائے روانی میں بولنے لگا جب اچانک خود کو خشمگین نظروں سے گھورتے داؤد کو دیکھتے اس کی زبان کو بریک لگی۔۔۔

مرغے کی جب موت آتی ہے نہ تو وہ تندور کی طرف ہی بھاگتا ہے!!۔۔۔اسے اپنی برابر والی چیئر کھسکاتا دیکھ داؤد اپنی چیئر پہ بیٹھتا اس کی تیاری کو تندہی نظروں

سے دیکھتے بولا جو آجکل کچھ زیادہ ہی دل سے تیار ہونے لگا تھا ابھی بھی وہ بلو جینز پہ چیک والی گرم شرٹ پہ براون لیدر کی جیکٹ پہنے بیٹھا تھا، پاؤں میں براون گرم کوٹ شوز، کلائی میں مہنگی گھڑی پہنے حیدر فرقان یونی کے بجائے کسی ماڈلنگ شو میں جانے کے لیے تیار تھا۔۔۔

یار رر داعی بات تو سن""""۔۔۔ایک خوبصورت صبح وہ داؤد سکندر کے طنزوں کی نظر نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی چہرے پہ معصومیت سجائے اس نے اپنے روٹھے کزن کو منانا چاہا۔۔۔

شٹ اپ""""ملک سے غداری کی ہوتی تو سزا کے بعد پھر بھی معافی مل جاتی مگر تو نے داؤد سکندر کے ساتھ غداری کی ہے جس کی سزا بہت بھیانک ہو گی سمجھا بلڈی چیٹر""""""""۔۔۔فورک کو پلیٹ میں پٹکتے وہ خونخوار تیور لیے اگے کو ہوتا دھیمی مگر شیر جیسی غراہٹ لیے بولا تو حیدر نے اس کے یوں اگے ہونے پہ پیچھے کی جانب کھسکتے تھوک نگلا، اس کا جگری یار اس وقت دوست کی بے وفائی پہ زخمی شیر بنا ہوا تھا اور ابھی تو اس نے یونی میں ایک اور شیر کو منہ دینے تھا جس کے تو پنجھے بھی بہت تیز چلتے ہیں۔۔۔۔

ماما بابا نے آج آفس نہیں جانا۔۔۔بوائل ایگ کے باؤل کو ڈائینگ پہ لا کر رکھتی زبیدہ مامی کو دیکھتے ناشتہ کرتے داؤد نے استفسار کیا لہجہ دھیمہ اور نرم تھا۔۔۔

نہیں میری جان رات ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی 'اس لیے لیٹ جائینگے ۔۔۔داؤد کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھ کر وہ بوائل ایگ کو سلائس میں کٹ کرتی بولی""کالی مرچ ڈالوں""۔۔۔داؤد کی طرف دیکھتے انھوں نے سوالیہ پوچھا

۔۔

جی تھوڑی سی""۔۔۔سینڈوچ کھاتے داؤد نے دو انگلیوں سے مقدار بتاتے کہا تو وہ کٹ کیے سلائس پہ کالی مرچ کو اسپیریڈ کرتی پلیٹ اس کے سامنے رکھ گئی

۔۔۔

حیدر میں نے چیز آملیٹ بنائے ہے وہ کیوں نہیں کھا رہیں بچے'۔۔۔اسے کریم فروٹ چاٹ سے انصاف کرتا دیکھ زبیدہ مامی نے ویسے ہی پڑی چیز آملیٹ کی پلیٹ اس کی جانب بڑھتے پوچھا تو وہ جو خود کو رافع کی مار کے لیے ذہنی طور پہ تیار کر رہا تھا کیونکہ داؤد نے تو چند طنز کرتے اسے چھوڑ دیا تھا پر وہ مارے بغیر اسے بالکل نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔۔

نہیں تائی ماں بس چاٹ کے بعد میں یہ ہی کھانے والا تھا۔۔۔ان کے اتنے پیارے سے کہنے پہ وہ جلدی سے گڑ بڑاتا اپنی صفائی میں بولا اور چاٹ کا باؤل سائیڈ پہ کیے آملیٹ کی پلیٹ سامنے رکھ گیا۔۔۔

ٹھنڈی ٹھار گڈ مارننگ ایوری ون""۔۔۔ہمیشہ کی طرح کورٹ کی یونیفارم میں تیار وہ کوٹ کو بازو میں ڈالے سڑھیاں اترتا ہوا نیچے آکر فریش سا بولا۔۔۔

ماشاءاللہ ماں صدقے ""میرا بیٹا شہزادہ لگ رہا ہے۔۔۔بلیک پینٹ کوٹ میں اپنے کھڑے تیکھے نقوش لیے تراب سکندر مغرور عربی شہزادہ معلوم ہو رہا تھا

۔۔۔

اور آپ اس شہزادے کی ملکہ۔۔۔۔عقیدت سے جھک کر ان کی پیشانی اور پھر ان کے ہاتھ پر اپنا محبت سے بھرا لمس چھوڑتے ہوئے بولا تو وہ اپنے بیٹے کی محبت پر دل سے مسکرائی۔۔۔

پھپھو!!!میرا پراٹھا۔۔۔۔اپنی مخصوص جگہ پہ بیٹھتے تراب نے کیچن کی سمت منہ کیے آواز لگائی تو اندر سے حورے بیگم کی مسکراتی ہوئی آواز۔۔

دو منٹ میری جان!!!۔۔۔توے پہ پراٹھے ڈالتے انھوں نے مصروف انداز میں کہا اور باؤل میں ڈالے انڈے کو جلدی جلدی پھیٹنے لگی کیونکہ اس نے ان کے ہاتھ کا ہی پراٹھا کھانا ہوتا تھا چاہے کتنی ہی دیر کیوں نہ ہو جائے۔۔۔

اوکے جانم""۔۔۔گلاس میں جوس انڈیلتے وہ شرارت سے گویا ہوا۔۔۔ ""میرا بے بی ٹویٹی کدھر ہے،اٹھا نہیں ابھی تک۔۔۔جوس کے دو تین گھونٹ بھرتے اس نے ایک نظر اپنے ساتھ والی خالی کرسی پہ ڈالتے پوچھا جو اس کے بغیر ادھوری سی لگ رہی تھی۔۔

نہیں ابھی تک تو نہیں آئی""شاید کالج نہ جانا ہو۔۔۔جواب داؤد کے کپ میں چائے ڈالتی زبیدہ مامی کی طرف سے آیا۔۔۔

پیپرز نزدیک ہیں اور میڈم موڈی بن کر چھٹیاں کر رہی ہے""میں اٹھا کر لاتا ہوں۔۔۔زبیدہ مامی کے کہنے پہ وہ سنجیدہ سا ہوتا گلاس ٹیبل پہ رکھتا بولا اور ساتھ کرسی دھکیلتے اٹھا(لاڈ پیار اپنی جگہ مگر اس کی پڑھائی کو لے کر وہ حد سے زیادہ سیریس تھا)

تم ناشتہ کر و ریلیکس ہو کر """ آج ہمارا اپنی گڑیا کے سنگ باہر جانے کا پلین ہے اس لیے آج وہ نہیں جا رہی ہے۔۔۔ پیچھے سے آتے حمزہ نے تراب کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے ناشتہ کرنے کا کہا اور ساتھ مرحا کے نہ آنے کا بھی سبب بتا گیا

۔۔۔

یار رو وہ تو ٹھیک ہے پر اس کے ایگزام سر پہ ہیں۔۔۔۔ حمزہ کے چہرے پہ چھائی حد درجہ سنجیدگی کو دیکھتے نہ جانے کیوں اسے کچھ غلط وائیب آئی تھی۔۔۔
جانتا ہوں میں 'پر ایک دن سے کچھ نہیں ہوتا میری بیٹی کونسا ان نالائقوں جیسی ہے۔۔۔ نورمل انداز میں کہتے وہ آخر میں خاص طور پہ ان دونوں کی طرف اشارہ کرتا بولا جو انہمکانہ انداز میں ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔
ڈیٹس نوٹ فیئر بھیا"""" ہمیں کیوں گھسیٹ رہیں ہے بیچ میں !!۔۔۔۔ سیب کھاتے داؤد نے خود کے لیے استعمال ہوئے نالائق الفاظ پہ منہ بسورتے کہا۔۔۔
ہاں اپ نے کونسا ہماری سپلیوں کی فیسیں بھری ہے ؟؟۔۔۔ داؤد کو دیکھا دیکھی حیدر بھی منہ بناتا بولا تو حمزہ نے سر نفی میں ہلاتے ان دو نمونوں کو گھورا جو یوں پرٹینڈ کر رہیں تھے جیسے اگلا ایٹم بمب یہ ہی لونچ کرنے والے ہیں۔۔۔

مامی جان میرا اور روحی کا ناشتہ ٹرے میں سیٹ کر دینگی آپ """۔۔۔ان دونوں کو اگنور کیے وہ زبیدہ مامی کی طرف دیکھتے بولا تو تراب نے اچنبھے سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

کیوں ! وہ کمرے میں ناشتہ کیوں کرئے گی اور تمہاری آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہے۔۔۔روحی کے باہر نہ آنے کی وجہ پوچھتے اس کی اچانک کی نظر اس کی گرے آنکھوں پہ پڑی جن کے گوشے سرخ ہو رہیں تھے۔۔۔

ویسے ہی آج ہم بھائی بہن اکیلے ٹائم اسپینڈ کرنا چاہتے ہے """اور رات کچھ پیشنٹس کی فائل چیک کرتے دیر ہو گئی تھی بس اس ہی لیے۔۔۔ صبح صبح تراب کا یوں جرگہ بیٹھا لینا حمزہ کو کوفت میں مبتلا کر رہا تھا کیونکہ رات نہ سونے کے باعث اس کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا پر وہ یہ بھی اچھے سے جانتا تھا کہ وہ روحی کے لیے کس قدر پوزیسیو اور ٹچی تھا۔۔۔

وکیل صاحب سوالات عدالت میں جا کر مجرموں سے کرے کیوں بچے کا دماغ کھا رہیں ہو !!

اور حمزہ آپ کمرے میں جاؤ میں ناشتہ بھجواتی ہوں۔۔۔پہلے اچھے سے تراب کو لتاڑتے وہ شیریں بھرے لہجے میں حمزہ سے مخاطب ہوئی تو وہ سر ہلا کر تراب کا شانہ تھتھپاتا کمرے کی طرف بڑھا جبکہ تراب کی پر سوچ نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔

اب دفعہ بھی ہو جاؤں یونی کے لیے یا کیچن ساتھ لے کر جانے کا ارادہ ہے۔۔۔ انھیں اب تک زور و شور سے کھاتا دیکھ تراب غصے سے ایک ایک چماٹ ان کے سروں پہ مارتا ہوا بولا تو حیدر جو جوس پی رہا تھا تھپڑ پڑنے پہ شیشہ کا گلاس زور سے اس کے دانتوں پہ لگا۔۔۔

سارے بال خراب کر دیا ہے یار رر"""""۔۔۔اپنا ہیر اسٹائل خراب ہو جانے پہ داؤد ہاتھ سے ماتھے پہ گرے بالوں کو سیٹ کیے خفگی سے بولا تو تراب نے گھور کر اس ہینری رڈ کلیف کو دیکھا جو خود کو جینی ویزلی کا ہیرو سمجھتا تھا۔۔

خود کو اگر دیدارِ یار نصیب نہیں ہوا ہے تو کیا اس کا بدلہ ہم معصوموں سے لے گے۔۔۔اپنے ہونٹوں کو سہلاتے وہ دانت پیستے ہوئے سر جھکائے منمنایا۔گھر میں ہر کوئی اس کی پسندیدگی کو جانتا تھا سوائے اس کے جو پسندیدہ تھی۔۔۔

میں کرواؤں تمہیں دیدارِ یار۔۔۔اس کی ہلکی سی بھنبھناہٹ بھی وہ سن چکا تھا تبھی غصے سے اس کی گردن دبوچتے غرارایا تو حیدر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔

سوری """سوری بھیا مِمم "میں تو مذاق کر رہا تھا!!!۔۔۔۔فوراً سے چہرے پہ معصومیت سجائے وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولتا تراب کو زہر لگ رہا تھا۔۔۔

ایک منٹ سے پہلے پہلے اپنے یہ منحوس تھوبڑے لے کر غائب ہو جاؤں ورنہ آج نانی کا گھر دیکھا لاؤ نگا۔۔۔ جھٹکے سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتے وہ چٹکی بجائے بولتا ساتھ ڈھکے چھپے الفاظوں میں انھیں جیل کی بھی دھمکی لگی جو کار آمد ثابت ہوئی اور وہ دونوں بیگ کندھے پہ لٹکائے دو منٹ سے پہلے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئے جبکہ پیچھے وہ اضطرب بھرا ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرتا خود بھی دروازے کی سمت بڑھا آج اسے دیکھا نھیں تھا تو ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کی صبح ہی نہیں ہوئی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نہ ہم کہیں گے حالِ دل نہ تم سنو گے اِس دفعہ۔۔۔اب پھر سے تم نے اگر کہا

الوداع، توالوداع !!!

نیچے ناشتے کا کہتے وہ واپس اس کے روم میں آیا جہاں اب بھی رات کا سماں تھا اور وہ ہر سوچ سے آزادہ مخمل کے کمبل میں اپنا مخملی وجود لیے محو استراحت تھی۔ ایک نظر اس کے پر سکون چہرے پہ ڈالے وہ گلاس ونڈو کی طرف بڑھا 'دل تو نہیں تھا اسے اتنا سکون سے سوتا دیکھ اٹھانے کا مگر مجبور تھا کیونکہ رات رونے کے باعث اب اسے ہلکا ہلکا بخار ہو رہا تھا جس کی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ وہ ناشتہ کر کے میڈیسن لے تاکہ بخار شدت نہ اختیار کر سکے۔ ونڈو کے قریب آتے اس نے بھاری گرم پردوں کو سائیڈ کیا تو یکدم بادلوں کے باعث نرم اور میٹھی روشنی گلاس وال سے چھن کر بیڈ پہ سوئے وجود کے چہرے پہ پڑی جس پہ وہ نیند میں کسماتی فوراً سے کروٹ بدل گئی۔۔۔

گڑیا""""میرے بچے نے آج اٹھنا نہیں ہے۔۔۔بیڈ پہ اس کے قریب بیٹھتے حمزہ نے پیار سے اس کے چہرے پہ آئے بالوں کو پیچھے کرتے نرم لہجے میں اسے پکارا پر اس کے وجود میں ذرا سی بھی جنبیش نہ ہوئی۔۔۔

نورِ زندگی""" جاناں نو بج رہیں ہے "شاباش اٹھ جاؤ"""ناشتہ کر کے سو جانا ۔۔۔اسے نہ اٹھتا دیکھ حمزہ نے جھک کر اس کی پیشانی چومتے اسے پھر اٹھانے کی کوشش کی جس پہ وہ مندی مندی آنکھیں کھولنے کی کوشش کیے اسے دھندلاتی بصارت سے دیکھنے لگی۔۔۔

نو سونا نہیں ہے!!اسے پھر غائب دماغی سے آنکھیں موند کر اپنی گود میں سر رکھتا دیکھ وہ جھٹ اسے تھمتا ہوا بولا۔۔

ناشتہ کر کے سو جانا پرامس"""۔۔۔نیند سے بھرے گرے نینوں میں اترتی خفگی کو دیکھتے وہ منہ پہ بیچارگی سجائے بولا!!صد اشکر تھا کہ اس کے چہرے پہ رات کے کوئی اثرات نہیں تھے۔۔۔

سر میں """ درد ہو رہا ہے۔۔۔اس کے سینے پہ سر رکھتے وہ نقاہت زدہ آواز میں بولتی دوبارہ سے آنکھیں موند گئی تھی،دماغ ابھی صیح طریقے سے بیدار نہیں ہوا تھا۔۔۔

بھائی کی جان صدقے میری زندگی سے """""دوائی کھائے گا میرا بچہ تو ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔اس نے نرمی سے اپنے سینے پہ سر رکھ کر پھر نیند کی وادی میں اترتی اپنی چھوٹی سی بہن کو دیکھتے کہا جو اسے بہن کم اور بیٹی زیادہ لگتی تھی'حمزہ یوسف کا دل چاہتا تھا کہ وہ اپنی نورِ زندگی کو اپنی بانہوں میں چھپا لے تا کہ زمانے کی سرد و گرم ہوا اور گرد و غبار بھی اسے چھو نہ سکے۔۔۔

دوائی نہیں '' کھانی بھیا۔۔۔ شفقت اور پیار بھری آغوش میں وہ رات کی تمام تلخیاں بھلائے چھپی ہوئی تھی'معصوم ذہن کی سوچیں آغا فارذ کے وجود سے یکسر غافل تھی۔۔۔

نو مور آرگیومینٹس روحی ''ہری اپ شاور لو تب تک رانی ناشتہ لے کر آتی ہے پھر ہم دونوں مل کر ناشتہ کرینگے ''او کے۔۔۔زبردستی اسے خود سے جدا کرتے وہ اس کے پشت پہ الجھے بکھرے بالوں کو نرمی سے سمیٹتے ہوئے سمجھانے لگا جبکہ

وہ نیند سے بھری آنکھیں لیے خفگی سے اس کی سمت دیکھ رہی تھی جس نے پوری رات جاگ کر خود بے سکون ہوتے اسے پر سکون نیند فراہم کی تھی تاکہ وہ ریلیکس رہے۔۔۔

میرا اینگری برڈ""""۔۔۔اس کی آنکھوں میں اتری خفگی کو دیکھتے وہ جھک کر خم دار پلکوں پہ اپنا عقیدت بھرا لمس چھوڑتے بولا تو وہ منہ بناتی ہوئی اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھی اس کے جاتے ہی حمزہ اب بیڈ پہ بکھرا بلینکٹ درست کرنے لگا۔ابھی وہ چادر درست کر ہی رہا تھا جب دروازہ نوک کر کے رانی اندر آئی۔۔۔

بھیا ناشتہ"""""""چھوڑ دے بھیا میں کر دیتی ہوں۔۔۔ہاتھ میں پکڑی ڈش کو میز پہ رکھتے اس نے حمزہ کو بیڈ کی چادر درست کرتا دیکھ خفت زدہ ہوتے کہا جو بڑے سلیقہ سے چادر صیح کر کے اب تکیے اور کشنز سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

بس ہو گیا'شکریہ"۔۔۔تہہ شدہ بلینکٹ کو پاؤں کی سائیڈ پہ رکھتے وہ ایک تفصیلی نظر بیڈ پہ ڈالتے ہوئے بولا تو وہ مرحا کی خوش قیسمتی پہ نازاں ہوتی مسکراتی ہوئی باہر کی طرف بڑھی۔۔۔۔

شیشہ کے اگے کھڑی وہ ٹاول سے اپنا گیلا منہ تھپتھپا رہی تھی جب اچانک اس کی نظر شیشہ سے ابھرتے اپنے عکس پہ پڑی تو پلکیں لمحہ بھر کو ٹھہر گئ "سونی نگاہوں سے وہ شیشہ کے عکس پر اترتا اپنا چہرہ تکنے لگی" سرخ و سپید رنگت میں ہلکی سی زردی گھلی ہوئی تھی، گرے آنکھیں سرخ اور سوجی ہوئی لگ رہی تھی، بکھرے بالوں کا بے ڈھنگا سا جوڑا بنا ہوا تھا" یہ راتوں رات اسے کیا ہو گیا تھا

ہہ "ہم خراب' خراب نہیں ہے!!!! ہم "مم 'محبت کرتے ہے آپ سے"""

---ابھی وہ ذہن پہ زور ڈالتے سوچ ہی رہی تھی کہ رات کیا ہوا تھا جب یکدم ہوا کی تیزی کے ساتھ ایک تلخ یادوں کا جھونکا اس کے دماغ کو چھور کر گزرا تو اپنے لبوں سے ادا کیے جملے اس کی سماعتوں میں گردش کرنے لگے اور پھر آہستہ آہستہ اسے اس ستم گر کی تمام باتیں اور اپنی تمام۔ فریادیں یاد آنے لگی---

آغا""آغا""جج' جان"""---رات اپنی ٹھکرائی گئی محبت پہ ہوئے ستم کو یاد کرتی وہ سسکی بھرتی ہوئی جانے انجانے میں بھی انھیں پکار بیٹھی جو اسے بے حیا کہتے چلتے بنے تھے---

آپ""آپ کی رر،روحی بب،بے حیا نہیں ہے۔۔۔کانپتے ہاتھوں سے سلیب تھامے وہ اذیت کی اتھا گہرائیوں میں اترتی ہوئی بولی،آنکھوں سے گرم سیال جھرنے کی طرح بہے رہیں تھے،کانپتے لبوں سے سسکیاں جاری تھی دکھ محبت کے رد ہو جانے سے زیادہ اس بات کا تھا کہ اس کے اس آغا جان نے اسے بے حیا کہا تھا جو مرحا یوسف کی پاکیزگی اور حیا کے گواہ تھے۔۔

چند""""آجاؤ ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے""""۔۔۔جب وہ کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی واش روم سے باہر نہ نکلی تو حمزہ نے فلور پہ گرے ٹاول کو اٹھا کر صوفے کی بیک پہ پھیلاتے آواز لگائی تو اندر موجود مرحا نے شیشہ میں ابھرتے اپنے عکس کو دھندلائی بصارت سے دیکھتے لب چبائے،وہ باہر جا کر اس شخص کو اپنی ان سرخ ہوئی آنکھوں کا کیا جواز پیش کرے گئی جو اس کی رگ رگ سے واقف اس کے دل کا حال پڑھ لینے کا ہنر رکھتا تھا۔۔۔

لاوینڈر""""آپ ٹھیک ہو؟۔۔۔اندر سے کوئی جواب نا پاتے وہ اس بار "" پریشانی کے عالم میں دروازہ نوک کیے بولا تو اندر موجود ہستی کی آنکھوں میں اس کی فکر مندی دیکھتے آنسو بھرنے لگے۔۔

میرا بچا کیا ہوا' آپ ٹھیک ہو نہ "" ۔۔۔ وہ جو ایک بار پھر نوک کرنے لگا تھا کلک کی آواز پہ دروزاہ کھول کر اسے باہر نکلتا دیکھ وہ فکر مندانہ انداز میں اس کے قریب آتا پوچھنے لگا تو جھکی پلکوں سے آنسو شبنمی قطروں کی طرح ٹوٹ کر نیچے زمین پہ گرتے بے مول ہوئے ۔۔۔

بب "بھیا"""" ۔۔۔۔ اس کے یوں بے چینی سے استفسار کرنے پہ وہ بچوں کی طرح لبوں کو باہر نکل کر بولتی دونوں بانہیں کھولے اس کے حصار میں سماتی مضبوطی سے اس کے گرد اپنی گرفت سخت کر گئی ۔۔۔

بھیا کی جان "" بھیا صدقے میرے بچے " ۔۔۔ اس کے یوں تڑپ کے پکارنے اور یوں رونے پہ حمزہ یوسف کی جان حلق میں اٹک آئی تھی، بھلا کب اسے یوں روتے دیکھا تھا بلکہ اس کی اور گھر والوں کی پوری کوشش ہی یہ ہوا کرتی تھی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو نہ آئے ۔۔۔

ہہہ' ہم بب " برے نہیں ہے "" بھیا! مرحا یوسف " بے' حیا نہیں ہے نہ ۔۔۔ موٹھیوں میں اس کی شرٹ دبوچے وہ سسکیاں بھر کر بولتی نہ جانے خود کو یقین دلا رہی تھی یہ اس سے یقین لینا چاہتی تھی جبکہ اس کے پوچھنے پہ حمزہ نے

آنکھیں میچتے ایک سرد سی سانس کھینچی تو گویا رات کی تمام تلخیاں اس کے ذہن میں تازہ ہو چکی تھی۔ وہ پوری رات اس کے سرہانے بیٹھا بس ایک ہی دعا مانگتا رہا تھا کہ کاش وہ اس رات کے ساتھ ساتھ اس شخص کا رویہ بھی بھلا دے مگر ہمیشہ وہ تو نہیں ہوتا جو ہم سوچتے ہے۔۔۔

بالکل بھی نہیں!! میری روحی جیسا معصوم اور شفاف کردار تو پوری روزِ مین پر کسی کا نہیں ہو گا۔۔۔ زبردستی اسے خود سے جدا کرتے حمزہ نے اس کے سرخ عارضوں پہ پھسلتے آنسوؤں کو صاف کرتے اس کے کردار کی گواہی دی تو وہ نم پلکیں اٹھائے خاموش نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

تت "تو آغا" "آغاج" جان نے کیوں ایسا کک "" کہا؟۔۔۔ مسلسل بھیگتی پلکوں سے مقابل کو دیکھتی وہ اٹکتے ہوئے بولی جبکہ گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹک رہا تھا اپنی محبت کی بے قدری پر۔ اس کے دماغ میں اس وقت یہ سوچ نہیں آ رہی تھی کہ وہ مقابل کھڑے اپنے بھیا کو کیسے اپنی محبت کا یقین دلا پائے گئی پر شاید وہ اس وقت اس سے کچھ چھپانہ بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

دنیا تو میرے بچے کسی کو بھی نہیں چھوڑتی' الزام تو ان کے کرداروں پر بھی لگا دیے گئے تھے جن کے بلند پاکیزہ کرداروں کی گواہی خود خدا نے دی تھی پر پھر بھی فرشتے صفت انسانوں نے الزام تراشی تو کی تھی نہ""""لوگوں کی بے بنیاد باتوں کو دل سے لگانے سے بہتر ہے اپنے کردار کو اتنا مضبوط بنائے کہ اپ کے کردار پہ انگلی اٹھاتے ہوئے لوگ سو بار سوچیں!!!۔۔

ان 'انھوں نے ایسا کک 'کیوں کہا'' ہہہ 'ہم تو ان' سے ممم ''محبت کک '' کرتے ۔۔۔ ہتھیلوں سے گال صاف کرتے وہ اس کے الفاظوں پہ پھٹتے دل کے جذبات روانی میں بول رہی تھی جب اچانک اپنے الفظوں کی سنگنین غلطی کو محسوس کیے وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

ممم""مطلب ہہ 'ہم تو سس'' سب سے۔۔۔۔ خوف اور شرمندگی سے دھڑکتے دل کی رفتار کو اپنے کانوں میں گونجتا ہوا محسوس کرتی وہ سر جھکائے بولی یوں جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہوں۔۔۔۔

کچھ لوگ اس قابل نہیں ہوتے کہ ہم اپنے پاک جذبات ان پہ ضائع کرے' اور بھیا بھی ان ہی میں سے ایک ہے جن کے نصیب میں مرحا یوسف کی پاکیزہ

محبت نہیں لکھی،،،،،اس سر کو میں ہمیشہ فخر اور غرور سے اونچا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں اور جس دن یہ کسی اور کے اگے جھکا نہ اس دن حمزہ یوسف کا غرور ٹوٹ جائے گا!!!اور میں نہیں چاہتا کہ آئیندہ زندگی میں کبھی میرا غرور اور مرحا یوسف کا سر جھکے!!!۔۔۔اس کے جھکے سر پہ بوسہ دیتے وہ مان سے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ہوا بولا تو پل میں نین کٹورے ڈبڈبائے یہ جان کر کے وہ بھی اس کی محبت کا رازدار تھا۔۔۔

سس،،،سوری،،،،سوری بھیاہہ،،،ہمیں نن،،نہیں پتہ وہ،،کیسے،،ہمیں اچھے لگ، لگنے لگے،،،،،پر ہم بدکردار نہیں،،،،،ہے بابا،،بابا کی قق،،قسم ہہہ، ہم نے کک،،،کبھی اپ،،آپ کی عزت پہ،،صحح،حرف تت،تک نہیں آنے دیا!!۔۔۔اپنے چہرے پہ رکھے اس کے ہاتھوں پہ وہ اپنے ہاتھ رکھتی لڑکھڑاتے اور اٹکتے الفاظوں میں حمزہ کو اپنی صفائی دینے کی کوشش کرتی بے بسی سے روپڑی آخر کو کب پتہ تھا کہ وہ اپنے بھائی کے اگے کبھی یوں شرمندہ بھی ہوگئی کہ سر اٹھانا بھی محال لگے گا۔۔۔

بس میری جان میں جانتا ہوں اپنی گڑیا کو اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کتنی معصوم ہے !! اور رہی بات کسی کے پسند آ جانے کی تو بیٹا یہ کائناتی مسئلا ہے جو کسی ایک کے ساتھ نہیں بلکہ ہر کسی کے ساتھ پیش آتا' آج آپ ہو تو کل وہ ہونگے جو محبت کرنے والوں کے جذباتوں کی توہین کرتے ہے""" آپ کو بابا کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں تھی ان ہاتھوں نے کھلایا ہے آپ کو، بابا کی جگہ میری انگلی پکڑ کر چلنا سیکھا ہے آپ نے، اسکول میں گارڈین بن کر میں جایا کرتا تھا، جن ہاتھوں نے آپ کو پالا، جن آنکھوں کے سامنے آپ بڑی ہوئی وہ کیسے نہ اپنی بیٹی پہ یقین کرے جبکہ وہ جانتا بھی ہوں کہ اس کی شہزادی کا کردار تو پہاڑوں کے درمیاں بہتی اس ندی کی طرح صاف اور اجلا ہے جس میں تیرتی مچھلیاں تو کیا سطح سے لگے پتھروں کے رنگ بھی واضح نظر آتے ہیں۔۔۔

ہہہ 'ہم آغا""آغا جان کک"""" کے بغیر ننن 'نہیں رہے سکتے بب""" بھیا """پپ"" پلیز""" ان کے بب 'بغیر مر!!!۔۔۔اپنے چہرے پہ سے اس کے ہاتھوں کو اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں بھرتی وہ ہچکیاں بھرتی ہوئی بولی سرخ ہوئے گرے نگنیوں میں ان سے دوری کا سوچ کر ہی خوف ہچکولے بھرنے لگا تھا۔

جسے دیکھتے اس نے گہرہ سانس بھرا وہ جتنا نرمی سے اسے ہینڈل کر رہا تھا اس کا دل بالکل بھی اتنا پر سکون نہ تھا۔۔۔

ششششش ""خبردار روحی جو ایسا کوئی لفظ منہ سے نکلا" میں ہوں نہ """ بھیا ہے نہ سب ٹھیک کر دینگے میری جان پر آپ اب ایسا کچھ اپنے لبوں سے نہیں نکالے گئی """ڈو یو بلیئو می """۔۔۔اس کی بات کو بیچ میں سے ہی کاٹتے وہ نرم مگر روب دار لہجے میں بولتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا سوالیہ ہوا تو اس نے جھٹ سے گردن ہلائی خم دار پلکوں سے آنسوؤں ٹوٹ ٹوٹ کر رخساروں پہ بہہ رہیں تھے۔۔۔

ڈیٹس لائک مائے گڈ بچا"""۔۔۔اس کے بچوں جیسے ایکٹ پہ وہ دھیمے سے مسکراتا اس کی پیشانی چومتا ہوا بولا تو وہ ایک ہچکی بھرتی پھر سے اس کے حصار میں سمائی جس پہ حمزہ نے ایک گہری سانس بھرتے اس کے اطراف میں اپنی مضبوط بانہیں پھیلائی۔وہ ایک مرد تھا،ایک بھائی تھا اور ایک غیرت مند بھائی بھلا کہاں گوارا کرتا ہے کہ اس کی بہن اس کے سامنے کسی نا محرم کے لیے اپنی پسند دیگی ظاہر کرے یا یوں روئے مگر مقابل ہستی صرف اس کی بہن نہیں بلکہ بیٹی تھی" بہنوں کے ساتھ تو زور زبردستی ہو جاتی ہے مگر بیٹیوں کے ساتھ نہیں، بیٹیوں کو

تو پیار اور تحمل سے سمجھایا جاتا ہے اپنی عزت کا مان اور محبتوں کے واسطے دے کر ۔۔۔۔

بڑے بد نصیب تھے ہم جو قرار تک نہ پہنچے۔۔۔در ے یار تک پہنچے دلِ یار تک نہ پہنچے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! میں آتا ہے سب چھوڑ دوں ایک شب۔۔۔اور کمرے میں کہیں لکھ دوں

معزرت یار ر معاف کر دوں!!! آئیندہ میرے باپ کی قسم جو کوئی آسمائینٹ بنایا بلکہ """""" تم لوگ کہو گے تو میں پیپرز بھی نہیں دؤں گا۔۔۔کان پکڑ کر اوٹھک بیٹھک لگاتے حیدر نے پھولتے ہوئے سانسوں کے درمیان سامنے بینچ پہ بیٹھے اپنے ان دوستوں کے دیکھتے کہا جو ظالم حکمران بنے بیٹھے تھے۔۔۔

ابھی صرف تیس ہوئی ہے ستر باقی ہے"""" جلدی کرو بغیر رکے۔۔۔ گود میں رکھے اس کے آسائیمینٹ کے فرنٹ پیج کو پھاڑتے رافع نے آنکھیں دیکھاتے حکم صادر کیا تو مارے حیرت کے حیدر کی آنکھیں باہر کو ابل پڑی۔۔۔

داعی یار ررر"""""" نہ کر دیکھ پوری رات کی محنت ہے"""""" یار رافع چھوڑ دے بھائی نہیں ہے۔۔۔ داؤد کو دوسرا پیج پھاڑ کر اسے تین سے چار حصوں میں تقسیم کرتا دیکھ حیدر تڑپ کے بولا مگر وہ سرد تاثرات لیے اب رافع کی طرف آسائیمینٹ بڑھا گیا تھا جس پہ اب وہ اس کے اگے ملتجاعی ہوا کہ شاید وہ ہی رحم کر لے۔۔۔

بھائیوں سے غداری کرتے ہوئے یاد نہیں آیا تھا یہ بھائی چارہ"""""" یہ سزا ہے حیدر فرقان اپنے یاروں پہ اس میسنی گھنی پروفیسرز کی چمچی ثمن کو ترجیح دینے کی۔۔۔ حیدر کے چہرے پہ چھائی بے چارگی کو دیکھتے وہ زہر خند لہجے اور خشمگین نظروں سے اسے گھورتا ہوا بولا اور ساتھ ہاتھ میں پکڑی قینچی سے آسائیمینٹ کو بیچ میں کاٹتا دو حصوں میں تقسیم کر گیا۔۔۔

یارررررر""""""اتنی محنت سے بنایا تھا۔۔۔اپنی رات بھر کی محنت کو ٹکڑوں میں بٹتا دیکھ وہ بے کسی سے ان دونوں کی طرف دیکھتا اپنا سر پکڑتا ہوا بولا 'انگلیوں میں ایک دم سے درد سا اٹھا تھا رات بھر اپنا لکھنا یاد کرتے۔۔

۔ہیلو حیدر """" آپ یہاں ہے میں آپ کو کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔۔وہ جو زمین پہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھا اپنی محنت کی تباہی کو رو رہا تھا عقب سے ابھرنے والی نسوانی آواز پہ آنکھیں میچ گیا، پہلے تو اس کھڑوس نے صرف اس کی آسائیمینٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا پر اب وہ حیدر فرقان کو کاٹنے میں بھی دیر نہیں کرتا

۔۔۔

کیوں تم اس کی بہن لگتی ہوں جو ڈھونڈ رہی تھی ؟؟۔۔۔داؤد کے تتنے تاثرارت کو دیکھتے رافع نے تیکھی نظروں سے اسے گھورتے بولا جو کلاس میں ہمیشہ ان کی بلکہ خاص طور پہ داؤد سکندر کی دشمن بنی پھرتی تھی۔۔۔

حیدر """"""۔۔۔رافع کی بات بڑے ضبط سے برداشت کرتے ثمن نے پھر اسے مخاطب کیا جو زمین پہ بیٹھا شاید اپنا کھویا ہوا پانچ کا سکہ تلاش کر رہا تھا۔۔۔

آئندہ اگر تم اس لڑکی کے مجھے آس پاس بھی بھٹکتے نظر آئے نہ حیدر فرقان تو آئی سوئیر اس دن ان کاغذوں کے بجائے تمہاری گردن ہو گی چھری کے نیچے """انڈراسٹینڈ!!!۔۔۔ ثمن کو اگنور کیے وہ زمین پہ بیٹھے حیدر کی گردن میں بازو لپیٹ کر کھڑا کرتے دبدبے لہجے میں اسے ورانگی دیتے بولا تو اس نے اس شیر کی گرفت میں کھڑے جھٹ سے سر ہلایا تو وہ ایک جتاتی طنزیہ نظر خود کو گھورتی ثمن پہ ڈالے اس کی گردن دبوچے اپنی کلاس کی طرف بڑھا۔۔۔

پروفیسر زاسپون""""۔۔۔ جلتی پہ تیل کا کام کرتے رافع نے بھی لبوں پہ طنزیہ ہنسی سجائے اسے دیکھتے کہا اور اس کے پیچھے لپکا جو حیدر کو زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹتے چلا جا رہا تھا جبکہ ان تینوں کے جاتے وہ غصے میں پیر پٹکتی ہوئی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رات پھر دل میں تیری کھوئی ہوئی یاد آئی

جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آجائے
جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے۔ !

گولڈن اور گرے تھیم سے بنا یہ کمرہ کسی بادشاہ کے کمرے کی طرح نفیس اور مہنگے سامان سے بھرا پڑا تھا۔ دبیز مخملی قالین جن پہ پاؤں رکھنے پہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پیر اندر کی طرف دھنس رہیں ہوں۔ مہنگے اور اینٹیک شو پیز۔ کمرے کے سینٹر میں اخروٹ کی خالص لکڑی سے بنا بیڈ رکھا ہوا تھا جس کا کروان چھت سے مل رہا تھا۔ بڑی بڑی الماریاں جن کے اگے لگے گلاس کی وجہ سے اندر رکھی ہر چیز واضح نظر آرہی تھی۔ دائیں جانب بڑے بڑے تاجوں والے صوفے رکھے ہوئے تھے جن کے اگے شیشہ کا میز تھا۔ اور بائیں جانب ایک بڑی سی ڈریسنگ ٹیبل تھی جس پہ دنیا کے ہر ملک کی خوشبو سجی ہوئی تھی، مختلف مہنگے ترین برینڈز کی گھڑیاں اور نا جانے کیا کیا تھا۔۔۔

گلاس وال سے پردے ہٹے ہونے کے باعث پورے شہر کا منظر نظر آ رہا تھا جو اندھیری رات کے باوجود روشنیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہر چلتا پھرتا انسان اپنی ذات اور خود سے منسلک لوگوں کی فکر میں اس قدر غرق تھا کہ اسے اپنے ساتھ چلتے شخص کی بھی فکر نہیں تھی کہ آیا وہ گھر کو ہی چلا ہے یا کسی نہر میں ڈوبا کر خودکشی کرنے۔ اسے یہاں آئے ہوئے کتنے سال بیت چکے تھے مگر آج تک اس کے ساتھ کام کرنے والے اس کے پاٹنرز جن کے ساتھ اس کا پورا دن بسر ہوا کرتا تھا وہی اب تک یہ جان نہیں پائے تھے کہ دن کی روشنی میں لوگوں کو اپنے جوتے کی نوک پہ رکھنے والا کھڑوس اور مغرور شخص رات کی تنہائی میں ایسے ٹوٹ کر بکھرتا تھا کہ اسے ہر رات ہی یہ لگتا تھا کہ اب کبھی وہ اپنے ٹکڑوں کو سمیٹ نہیں پائے گا مگر طلوع آفتاب کی طرح وہ ہر دن کی طرح ایک بار پھر اپنی زخمی روح پہ پیوند لگائے غرور سے کھڑا ملتا تھا۔۔۔

گلاس وال کے قریب رکھی کرسی پہ وہ حقیقت سے منہ پھیر کر آنکھیں موندے بیٹھا تھا جیسے اس سے شکوہ کناں ہو کہ کیا ہر دفعہ میرا ہی ضبط آزمایا جانا ہے۔۔ گود میں ایک پرانی سی ڈائری پڑی تھی جس کا اوپری کور کچھ گندا سا تھا مگر

اندر کے صحفے اور اس پر کی گئی لکھائی آج بھی یونہی تازہ دم تھی جیسے ابھی ہی لکھا گیا ہو۔۔۔۔

ڈونوٹ ٹچ اٹ """"""دس از مائے پرسنل """""""۔۔۔۔ذہن کے پردے پہ ایک خوبصورت سا عکس لہرایا تو اس کے بھینچے جبڑے اس عکس کے کیوٹ ایکسپریشن پہ مبہم مسکراہٹ میں ڈھلے """" بے ساختہ گود میں رکھی ڈائری پہ گرفت سخت کی ۔۔۔۔

جاناں """""" آئی مس یور وائس، یور پریزینس، یور کیوٹ فیس ایکسپریشن """" آئی مس یو ویری بیڈلی !!!۔۔۔۔آنکھیں کھولے وہ کرسی کی پشت کو چھوڑ کر سیدھا ہوتا ڈائری کے اوپر لکھے نام کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے سہلاتے ہوئے بولا تو کمرے کی گہری خاموشی میں اس کی بھاری سرد آواز گونجی۔یہ نام اسے بہت عزیز تھا، دنیا کے تمام ناموں میں سے پیارا اور منفرد """" جو وقت کے چکر میں دھندلتا جا رہا تھا۔۔۔۔

ڈائری میں رکھے بوک مارک کو پکڑ کر اس نے وہ صحفہ کھولا جہاں سے اس نے لاسٹ ٹائم چھوڑا تھا۔اسے جب بھی اس کی یاد شدت سے آتی تھی تو وہ یونہی

رات کے اندھیرے میں اسکی ڈائری کھولا کر ماضی کے چنگل میں اتار جایا کرتا تھا ۔۔۔کورے صحفے کو دیکھتے اس نے دوسرا صحفہ پلٹا جسے دیکھتے ایک پل کو اس کی دنیا کے ساتھ ساتھ دھڑکنیں بھی ساکت رہ گیی۔پتھرائی نظریں صحفہ کے اوپر سیاہی سے درج اس نام پہ ٹیکی تھی جس کا یہاں ہونے کا گمان تو وہ کبھی سوچوں میں بھی نہیں لایا تھا۔اس کی پرسنل ڈائری جس میں اس کے عزیز جان بھائی تک کا ذکر نہیں تھا اس میں اس کا نام ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا مگر اب اپنا نام درج دیکھ اس کی آنکھیں ساکت ہوگئی تھی اپنا نام کے لکھے ہونے پر نہیں بلکہ اس پہ گر کر خشک ہوئے آنسوؤں کے نشانات پر۔کیا وہ اس کا نام لکھ کر روئی تھی !مگر کیوں !!!! نظریں نام کے نیچے لکھی سطروں پہ پڑی تو اس کے دل میں ایک درد سا اٹھا کیونکہ نام کے برعکس ان لائنوں پہ کئی نہیں بلکہ بے شمار آنسوؤں کے خشک نشان تھے جو آج بھی لکھنے والے کے درد کی عکاسی کر رہیں تھے,وہ خشک ہوئے نمکین پانی کے قطرے ہمیشہ کی طرح آج بھی اسے اپنے دل پہ گرتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

محبت جب اناوالوں سے ہو جائے تو بھرم ٹوٹ جایا کرتے ہیں"""""""۔۔۔نام کے نیچے لکھی پہلی سطر پڑھتے اس نے تکلیف سے آنکھیں میچی۔۔۔

آئے نو کہ ایک دن آپ کو میری یہ ڈائری ضرور ملے گی پر جب تک آپ یہ پڑھے گے شاید تب تک میں نہ رہو"آج آخری دفعہ گئی تھی اپنی ٹوٹتی محبت کی گرہ جوڑنے کے لیے 'مگر انھیں سر پہ سہرہ سجائے دیکھ میں واپس پلٹ أئی ناجانے کیوں آگے جانے کی ہمت نہ ہو سکی"""""""شاید اس لیے کے وہ خوش تھے"اب آپ یہ سوچ رہے ہونگے مجھے کیسے پتہ کہ وہ خوش تھے جبکہ میں تو ملی بھی نہیں""""ہاہاہاہا۔۔۔اس کے ذہن میں واقعی ہی یہ سوال ابھرا تھا مگر اس ہنسی کی جھنکار میں گھلی آنسوؤں کی آمیزاش کو محسوس کرتے اس نے لب بھینچے۔۔۔

ان کے چہرے پہ ایک اطمینان اور لبوں پہ ایک مبہم سی مسکراہٹ تھی جس سے انداز ہو رہا تھا کہ وہ واقعی ہی خوش تھے شاید!!!اتنے پر سکون وہ میرا ساتھ پا کر کبھی نہ ہوتے۔ضبط سے ٹوٹے أنسوئوں نے آخری لفظ دھندلا دئے تھے ۔۔۔کبھی کبھی انسان تھک جاتا ہے ہر اس چیز سے جس کی اس نے کبھی خواہش کی ہو اور آج میں تھک گئی ہوں اتنا کہ دل چاہتا ہے اس خواہشوں کے بوجھ کو

کندھوں سے اتار کر ایک گہری نیند میں جا اترو۔ بوجھ صرف غلطیوں کا ہی نہیں خواہشوں کا بھی ہوتا ہے جو زیادہ بھاری اور تکلیف دہ ہوتا ہے!!! آج میں بغیر کسی نفرت اور بغض سے ان کی محبت کو خود پہ ترک کرتی ہوں"""کیونکہ دل میں 'میں کسی نامحرم کی محبت لیے اپنے رب کے حضور حاضر نہیں ہونا چاہتی"""میں چاہتی ہوں جب میں اس کے روبرو حاضر ہوں تو نومولود بچے کی طرح گناہوں سے پاک ہوں"""جو شاید ناممکن ہے پر کوشش تو کی جاسکتی ہے نہ"""اس کے ساتھ میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ جب مجھے اس تاریک لحد میں اتار جائے تو میرے اپنے سب میرے نزدیک ہوتا کہ آخری بار میرا مردہ ہوا وجود ان کی آوازیں اور لمس محسوس کر سکے کہ اس کے بعد تو ملنا پھر حشر میں ہوگا!!!

ہم آخری بار کہاں ملیں تھے؟؟

" عالمِ ارواح "

پھر کب ملیں گے؟؟؟

" میدانِ حشر میں "

ان لائنوں میں وہ خود سے سوال کرتی خود ہی جواب دے گئی تھی جہاں نا چاہتے ہوئے بھی ایک باغی آنسو پھسل کر ان بے رحم الفاظوں پہ گرا جن کے درمیان فاصلہ صدیوں کا نہیں دو جہانوں کا تھا جس کا مسافر انسان چاہ کر بھی کبھی خود نہیں بن سکتا""""میرا یہ آخری خط اور آخری اشعار صرف اس کے شخص کے نام ہے جس کی خالص محبت کو ایک نادان لڑکی نے کسی بے رحم شخص کے حصول میں اجاڑ دی""""میرے لیے دعا کرئے گا نہ آپ""""آئی تو آپ کرئے گے اور ملنے بھی آیا کرئے گے کیونکہ ہر روز میں اپ کی منتظر رہا کروں گی!!!!احساسِ ندامت کے کی آنسوؤں گہری جھیل سے ٹوٹ کر کاغذ پہ بکھرے تھے۔۔۔

جب میں تمہیں نِشاطِ محبت نہ دے سکا
غم میں کبھی سکونِ رفاقت نہ دے سکا
جب میرے سب چراغِ تمنا" ہوا کے ہیں
جب میرے سارے خواب" کسی بے وفا کے ہیں
پھر مجھ کو چاہنے کا تمہیں کوئی حق نہیں

تنہا کرا ہنے کا تمہیں کوئی حق نہیں """""

یہ چند اشعار نہیں بلکہ اس کا وہ درد تھا جو اسے کسی حال جینے نہیں دے رہا تھا ،اپنی خود غرض محبت کے پیچھے اس نے بہت کچھ گنوادیا تھا جس کا خسارے شاید وہ مر کے بھی چکا نہ پائیں !!! آخری لائن پہ ہوئی برسات کو دیکھتے اسے لگا جیسے آج اس کا بھی یہ ضبط جواب دے جائے گا جو وہ کئی سالوں سے خود پہ کئے بیٹھا تھا مگراب ان چند لائنوں پہ اسے اپنا کیا ہوا صبر ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا، آج اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ایک بار پھر وہ اس سے چھین لی گئی ہو، درد ایک بار پھر تازہ ہوتا اس وجود کے پتھر ہوئے دل پہ ضربیں لگا رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ محبت کے حادثے اکثر دلوں کو توڑ دیتے ہیں !۔۔۔ تم منزل کی بات کرتے ہو لوگ راہوں میں چھوڑ جاتے ہیں۔

آپی تیار نہیں ہوئی""۔۔۔سفید یونیفارم میں اسکول کے لیے تیار اپسرا کو کیچن میں آتا دیکھ حور کی والدہ نے توے پہ ڈالا پراٹھا تلتے ہوئے اس سے پوچھا جواب فریز سے برف نکال رہی تھی۔۔۔

وہ تو اٹھی ہی نہیں ابھی۔۔۔آئیز کیوبز کو اپنی واٹر بوٹل میں ڈالتے وہ مصروف سی بولی۔۔۔

تو تم نے اٹھانا بھی ضروری نہیں سمجھا، جانتی ہوں نہ اس کے ضروری ٹیسٹ ہو رہیں ہے پھر بھی!!!۔۔۔روٹی بیلتے بیلن کو اٹھا کر اس کے بازو پہ مارتی وہ غصے سے بولی۔۔۔

آہہہ "جانتی بھی ہے کہ میں خود بڑی مشکلوں سے اٹھتی ہوں انھیں کیا اٹھاتی""۔۔خفگی سے بازو کو سہلاتی وہ اپنا مسئلہ بیان کرتی بولی تو بدلے میں انھوں نے ایک گھوری اس پر ڈالتے پراٹھا پلیٹ میں نکالا۔۔۔

میں اسے اٹھا کر لاتی ہوں تم ناشتہ کرو""اور زیادہ نور جہاں بنے کی ضرورت نہیں ہے سوئیٹر پہنو اپنا۔۔۔اسے بغیر کسی جرسی اور چادر کے یونہی کھڑا دیکھ وہ

ایک اور بیلن اس کے دوسرے بازو پہ مارتی گھورتی بولی اور حور کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

چائے تو دے جاتی!!!!۔۔۔انھیں باہر نکلتا دیکھ وہ پیچھے سے ہانک لگائے بولی

۔۔۔

تھرماس میں ہے خود نکل لو گی تو ہاتھ نہیں ٹوٹ جائینگے۔۔۔اپنی بیٹی کی ہڈ حرامی پہ غصے سے مڑتی وہ پیر سے چپل نکل کر اسے گھورتی ہوئی بولی ٹو وہ جھٹ سیدھی ہوتی اچھے بچوں کی طرف کپ میں چائے نکالنے لگی جبکہ وہ اپنی لاڈلی کے کمرے کی طرف بڑھی جو منگنی کے بعد کچھ بجھی بجھی سی رہنے لگی تھی۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو دیوار کے ساتھ لگے بیڈ پہ وہ پوری طریقے سے کمبل میں چھپی محو استراحت تھی جبکہ دوسرا بیڈ نہایت پھوہڑ پن کا مظاہر کرتے سیٹ کیا گیا تھا""""حور بچے یونی کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔بیڈ سے نیچے گرے اس کے موبائل کو اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے انھوں نے اسے پکارا مگر شاید وہ گھری نیند میں تھی۔۔۔

حور''''اٹھنا نہیں ہے کیا''۔۔۔کمبل کو منہ پر سے سر کاتے انھوں بالوں سے ڈھکے چہرے کو دیکھتے پکارا ساتھ بال منہ پر سے ہٹانے لگی۔۔۔

ہائے ماں صدقے 'میری لاڈو کو بخار ہو رہا ہے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔۔اپنے لمس پہ اسے بیدار ہوتا دیکھ وہ بخار سے سرخ ہوئی اس کی گندمی رنگت کو دیکھتے پریشانی کے عالم میں بولی تو وہ بھاری ہوتے سر کو تھامے بامشکل اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

پریشان نہ ہوئے 'میں ٹھیک ہوں ''آپ کپڑے نکال دے میرے۔۔۔انھیں پریشان ہوتا دیکھ وہ خشک پڑتے حلق سے بامشکل آواز نکالتی بولی۔فواد کی باتوں سے دلبرداشتہ ہوتی جب وہ گھر پہنچی تو امی اپنے کمرے میں سو رہی تھی جبکہ اپسرا ایکڈمی گئی ہوئی تھی اور اس ہی تنہائی کا فائدہ اٹھاتے وہ اپنی پہلی محبت کی ناکامی اور فواد کے جملوں کو یاد کرتے پھپک پھپک کہ روئی تھی جس کی وجہ سے اب وہ یوں بخار میں جل ری تھی۔اس کا بچپن سے ہی یہ تھا کہ وہ جب بھی زیادہ روتی تھی تو یونہی بخار چڑھالیا کرتی تھی۔۔۔۔

اتنا تیز بخار ہو رہا ہے اور تمہیں یونی کی پڑھی ہوئی ہے 'خبردار جو بیڈ سے اٹھی کوئی ضرورت نہیں ہے آج جانے کی۔۔۔ بخار میں بھی اس کی یونی جانے والی گردان سنتی وہ غصے سے اسے لتاڑتے ہوئے بولی۔۔۔

یار رآج بہت ضروری ٹیسٹ ہے 'میرا۔۔۔ بے چارگی منہ پہ سجائے وہ اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جواب اپسرا کا سیٹ کیا ہوا بیڈ دوبارہ صیح کر رہی تھی ۔۔

جب ٹھیک ہو گی تب جا کے دے دینے پروفیسر ہی ہے کوئی خدا تھوڑی ہے جن سے اتنا ڈرنا "ناشتہ بھجوا رہی ہوں کر کے میڈیسن لو اور ریسٹ کرو۔۔۔۔ رات کے خالی دودھ والے گلاس اٹھا کر وہ اس کی بات ہوا میں اڑتی کمرے سے باہر جاتی ہوئی بولی۔۔۔

پروفیسر زمیرے مامے جو لگتے ہیں '۔۔۔ ان کی بات پہ وہ منہ بسورتی ہوئی بولی اور گردن تکیے پہ گرا گئی، اس کا آج واقعی ہی ضروری ٹیسٹ تھا مگر وہ اپنی ماں کی بات رد نہیں کر سکتی تھی دوسرا اس کا خود کا جسم بھی بخار سے ٹوٹ رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اے 'حرفِ تسلی' تیرے مشکور ہیں لیکن۔۔۔یہ 'خیر ہے' کہنے سے بہت اگے کا دکھ ہے!

درمیان سائز پہ بنے کمرے میں چلتے ہیٹر نے باہر پڑنے والی ابتدائی سردی کی ٹھنڈی لہرؤں کو روکتے کمرے کی درو دیوار میں حدت سی پیدا کر رکھی تھی۔ یونیفارم پہ کالے رنگ کا گھٹنوں تک آتا شارگ پہنے، بال میسی جوڑے میں مقید کر رکھے تھے جن سے نکلتی آوارہ لٹوں نے اس کے چہرے کے گرد حصار سا قائم کر رکھا تھا۔زکام اور کچھ سردی سے سرخ پڑتے ناک کو وہ بار بار ٹشو سے پونچھ رہی تھی، سمندر کی طرح گہری آنکھیں اور ان پر سایہ فگن کالی گھٹاؤں جیسی خم دار پلکیں،اور قدرتی سرخ چھوٹے چھوٹے ہونٹ لیے وہ بالکل انھیتا جیسی لگ رہی تھی اوپر سے اس کے گھنگریلے بال اور معصومیت خدا نے اسے واقعی ہی فرصت سے بنایا تھا۔۔۔

پھر آپ نے کیا کیا""۔۔۔ معصومیت سے لب چباتے اس نے اپنے سامنے بیٹھی ہستی سے تھوڑا کنفیوژڈ ہوتے پوچھا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہی وہ غصہ نہ ہو جائے۔۔۔

کیا کرنا تھا کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی اس لیے صبر کر لیا""۔۔۔اس کے سوال پہ انھوں نے پہلے سر اٹھائے اسے دیکھا اور پھر اس کے ہچکچانے پہ مدھم سا مسکراتے جواب دیا۔۔۔

کک "کیسے مم 'مطلب۔۔۔ان کے مسکرانے پہ اس نے تھوڑا ہمت کیے دل میں مچلتا سوال پوچھنا چاہا پر سمجھ نہ آیا کہ دل کی بات کو کیسے لفظوں کا جامع پہنائے۔۔۔

جب انسان اپنوں کے ہاتھ سے ٹوٹتا ہے نہ تو وہ سبق حاصل کرتا ہے جو دنیا کے کسی نصاب میں نہیں ملتا، دل ٹوٹنے کے بعد مجھے سمجھ آئی کہ ایک مختصر دنیاوی زندگی کی خواہشوں کے لیے ہم اس رحمن کو ناراض کرتے ہے اس ابدی زندگی سے منہ موڑتے ہے جو ہمارا اصل ہے جس کی طرف ہم نے لوٹ کے جانا ہے' پھر مجھے سمجھ آیا اور میں تکیوں میں منہ چھپا کر رونے والی جائے نماز پہ سر رکھ کر

رونے لگی، فقت جمعہ کی نماز ادا کرنے والی تہجد پڑھا کرنے لگی، اس کے غضب سے ڈرنے لگی اور اس کی رحمانیت پہ مسکرانے لگی۔۔۔

پر جب کسی اپنے کے ہاتھوں سے یہ دل ٹوٹتا ہے نہ تو سب تمنائیں مر جاتی ہے' دل چاہتا ہے کہ کوئی دروازہ ہو جسے کھول کر ہم دنیا کے اس گول چکر سے نکال کر کہی دور کسی اور دنیا میں جا بسے جہاں نہ ہم کسی کو جانتے اور نہ کوئی ہمارے درد کو"۔۔۔ان کی بات اسے سمجھ تو آئی تھی مگر وہ ان کے سامنے اپنی کیفیت بیان کرنا چاہتی تھی، ان کے ساتھ اپنا درد بانٹنا چاہتی تھی، دل میں اٹھتے اپنے سوالوں کے جواب جانا چاہتی تھی۔۔۔

عمیرہ احمد لکھتی ہے "دنیا کا کوئی دروازہ نہیں ہوتا جسے کھول کر ہم باہر نکل جائیں دنیا کی صرف کھڑکیاں ہوتی ہے جن سے ہم باہر جھانک سکتے ہے, بعض دفعہ یہ کھڑکیاں باہر کا منظر دیکھاتی ہے اور بعض دفعہ اپنے اندر کا مگر رہائی اور فرار میں کبھی مدد نہیں دیتیں"" کیونکہ ہم اس گول چکر میں قید ہے اس وقت تک جب تک اجل کا فرشتہ آکر ہمیں چھو نہ لے" وہ لکھتی ہے کہ دنیا کی کھڑکیاں ہے پر سچ بتاؤ جب دل ٹوٹا ہو، روح زخمی اور وجود لہولہان ہو نہ تو تب نہ

کوئی کھڑکی نظر آتی ہے اور نہ کوئی راہ' تب انسان کو علم ہوتا ہے کہ کڑوڑوں انسانوں سے بھری اس دنیا میں وہ کتنا تنہا ہے۔۔۔

پر چاہنے کے باوجود ہم اس شخص کو نہیں بھلا پاتے یوں لگتا ہے اگر اس دل سے اس شخص کی یادیں نکالی تو یہ دل مردہ ہو جائے گا، ہم کوشش کرتے ہے مواون کرنے کی، ہر بار سوچتے ہے جب وہ سامنے آئے گے تو منہ پھیر لے گے ان کی طرف دیکھے گے بھی نہیں پر جب وہ نظروں کے سامنے آتے ہے تو کچھ اور نظر ہی نہیں آتا' نگاہیں بے تابی سے ان کا دیدار کرتی ہے، کان ان کی آواز سننے کو مچلتا ہے، دل کی دھڑکن ان کے پکارنے پہ سست روی سے چلنے لگتی ہے' ہم'''' ہم کیسے آگے بڑھے ان کی یادوں کو دل میں بسا کر!!!۔۔

محبت نام ہی بے بسی کا ہے' محبت سب سے پہلے انسان کی عزت نفس ختم کرتی ہے کہ انسان چاہنے کے باوجود بھی اس شخص کو بھلا نہیں پاتا۔۔۔اس کی بجھی بجھی نظروں میں دیکھتے وہ آسودہ سی مسکراتی بولی۔وہ لڑکی ان کے لڑکپن کی پرچھائی تھی۔۔۔

پپ 'پھر کیا کرے کے سب بھول جائے۔۔۔ میز کی سطح کو ناخن سے کھرچتی وہ نظریں جھکائے ایک بار پھر سوال گو ہوئی اسے ان سے ایسی بات کرتے وقت جھجھک سی أتی تھی مگر مجبور تھی کیونکہ اس کے سوالوں کے جواب کہی اور سے نہیں ملنے تھے۔۔۔۔

یہ سوچ کر مووا ون کرو کہ کچھ دروزاے صرف خوبصورتی کے لیے بنائے گیے ہوتے ہے ان کے پیچھے کوئی راہ نہیں ہوتی چلنے کو، ایسے ہی ہماری کہانی میں بھی بہت سے کردار آتے ہے جو اضافی ہوتے ہے اور کہانی کے اختتام سے پہلے ہی کہی غائب ہو جاتے ہے کیونکہ وہ صرف ایک ورق تھے جو پلٹ گیے کتاب تھوڑی تھے جو اختتام پذیر ہوتے، کہانی کے اختتام تک صرف وہ ہی پہنچتا ہے جو مرکزی کردار ہو اور لازم تو نہیں کہ ہر کہانی کا اختتام راجا رانی کے ملن پہ ہو" کچھ کہانیوں کے اختتام پہ ایک تنہا سروائیور بھی بچتا ہے جو اپنی ایک نئی کہانی تخلیق کرتا ہے"" کسی راجا پہ ڈیپینڈ نہ کرو کہ وہ گھوڑے پہ بیٹھا کر آئے گا اور تمہیں قید سے آزاد کروا کر لے جائے گا بلکہ وہ سروائیور بنو جسے جینے کے لیے سانس کے علاوہ کسی دوسرے کی ضرورت نہیں پڑتی۔۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ """کچھ مرے ہوئے لوگ ہوتے ہے جن کے تذکرے سے دلوں کو زندگی ملتی ہے اور کچھ زندہ لوگ ہوتے ہے جن سے میل جول رکھنے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں""" ایسے لوگوں کو زندگی سے نکال باہر کرو اس سے پہلے کہ تمہارا دل مردہ ہو جائے"""""۔۔۔وہ استاد اور شاگرد کا مقام رکھنے والے دو نفوس ایک دوسرے کے ساتھ اپنے دل کی باتیں کرتے ایک دوسرے کو بہت گہرے سبق دے رہیں تھے۔۔۔

پروین شاکر نے اپنے ایک شعر میں یکطرفہ محبت کا کرب بیان کیا ہے اور یہ اذیت صرف وہی جان سکتے ہے جو اس لاحاصل محبت کے کینسر میں مبتلا ہوئے ہیں۔اور بدقسمتی سے اس کمرے میں بیٹھی دونوں ہی ہستیاں اس کی لاپیٹ میں تھی،ایک تو اس کے وار سے بچ کر نئی زندگی کی طرف گامزن ہو چکی تھی جبکہ ابھی ایک ابتدائی مراحل میں تھی نا جانے اس کے ساتھ کیا ہونا لکھا تھا۔

! ایک لمحے کی توجہ نہیں حاصل اس کی اور یہ دل کہ اسے حد سے سوا چاہتا ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مسلسل جارہی ہے مجھ میں ہی تعمیر میری۔۔۔ کہیں سے بنتا ہوں تو روز کہیں سے ٹوٹ جاتا ہوں !۔

وائیر از فواد """""۔۔۔آنکھوں میں شبِ بیداری کی سرخی لیے وہ اجلت بھرے انداز میں سڑھیاں اترتے نیچے ہال میں آئے تو ڈائینگ سیٹ کرتی میری کو دیکھتے پوچھا ساتھ کف کے بٹن لگاتے ڈائینگ کے قریب آئے۔۔۔
سر میں نے دروازہ پہ نوک دیا تھا پر انھوں نے کوئی آنسر نہیں کیا۔۔۔ میز پہ پلیٹس ارینج کرتی وہ پل بھر کو نظریں اٹھائے ان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گی۔۔۔
لگتا ہے ابھی تک نکمہ عاشق معشوق کی منگنی کے غم سے باہر نہیں نکلا۔۔۔
دوسرے کف کے بٹن کو لگاتے وہ دانت پیستے ہوئے بڑ بڑائے اور ساتھ کیچن کی سمت جاتی میری سے مخاطب ہوئے 'تم بریک فاسٹ ریڈی کرو جب تک میں

اسے غم اور کمرے دونوں سے نکال کر لاتا ہوں"""" ہاتھ میں لیے کوٹ کو کرسی کی پشت پہ پھیلاتے وہ میری سے کہتے واپس سڑھیوں کی طرف بڑھے۔۔۔

رات دیر تک وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے سگریٹ پیتے خود اذیتی کی انتہا پہ پہنچے ہوئے تھے، اس کے آنسو، اس کے جملے رات بھر انھیں انگاروں پہ گھسیٹتے رہے تھے پر صبح ہوتے ہی وہ اپنے خول میں سمیٹ آئے تھے، سیاہ آنکھوں کے سرخ ہوتے گوشوں اور نیند کے باعث ہوتے سر درد کو بھلائے وہ فریش ہوتے آفس جانے کے لیے تیار تھے مگر اس ہی کے ساتھ وہ اسے بھی دیکھنے کو بے چین تھے جس کی وجہ سے ان کی رات بے چینی اور اضطراب کی نظر گزری تھی۔۔۔

سڑھیاں پھلنگتے وہ اوپر فواد کے کمرے میں آئے جو لوک نہیں تھا یا شاید وہ رات کرنا بھول گیا تھا، دروازہ دھکیلا کر وہ اندر داخل ہوئے تھے تو سب سے پہلے ان کا استقبال گور اندھیرے نہیں کیا جس نے کمرے میں صبح کے اس وقت بھی رات کا سماں باندھ رکھا تھا، آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے لائق ہوئی تو نظر کمرے کے چاروں طرف ہوتی بیڈ پہ آن ٹیکی جہاں وہ نکمہ نالائق رانجھا سردی میں شرٹ لیس اوندھے منہ سویا پڑا تھا۔۔۔

آغا فارز نے ایک گھورتی نظر اس کی چوڑی پشت پہ مارتے کمرے میں پھیلے گند اکو دیکھا جہاں صوفے پہ دھونے والے کپڑے اور فلور کرپیٹ پر باہر سے آئے گندے جوتے پڑے تھے، وہاں سے نظر سرکتی ڈریسنگ کی طرف اٹھی جہاں مہنگے برینڈیڈ چیزوں سے بھری ڈریسنگ پہ گیلا ٹوول لٹک رہا تھا تو سائیڈ ٹیبل پہ لیمپ کے ساتھ سوکس "نفاست پسند آغا فواد کے کمرے کے حال بتا رہا تھا کہ گزشتہ رات وہ ان ہی کی طرح کس طرح خود سے بھی بیزار رہا تھا۔۔۔

پر وقار چال چلتے ہوئے وہ بیڈ کے قریب آئے اور اس کے سرہانے بیٹھتے وہ محبت سے اس کے بکھرے بالوں کو سنورانے لگے، بچپن میں بھی جب وہ کسی بات پر غصہ یا ناراض ہوا کرتا تھا تو وہ یونہی اس کے سرہانے بیٹھ کر بالوں کو سہلاتے اسے گھنٹوں منایا کرتے تھے۔۔۔

شہزادے"""۔۔۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے انھوں نے سرگوشی نماں آواز میں اسے پکارا تو وہ جو کسی جانے پیچھے لمس کو اپنے بالوں میں محسوس کرتا نیند سے بیدار ہو رہا تھا قریب سے ابھرتی آواز پہ سیدھا ہوتا وہ سرخ ہوئی آنکھوں سے انھیں دیکھنے لگا۔۔۔

بھیا''آپ 'خیریت۔۔۔شرٹ لیس کسرتی وجود لیے وہ اٹھ کر بیڈ کروان سے ٹیک لگتا ہوا نیند کے باعث اپنی بھاری ہوئی آواز میں بولا تو وہ بھی پیچھے ہوتے صیح سے بیٹھتے دھیمہ سا مسکراتے سر نفی میں ہلانے لگے۔۔۔

میں نے سوچا آج تم سوگ کا اعلان کرتے یونی سے بنک مارنے والے ہو تو آفس جانے سے پہلے میں بھی دو گھڑی تمہارے عشق کی ناگہانی موت پہ تعزیت کر آؤں۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے وہ تمسخر بھری نظروں سے اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے بولے جو رات بھر جاگنے کی غمازی کر رہی تھی۔۔۔۔

تعزیت کرنے آنے ہے یا زخموں پہ نمک چڑھکنے''''۔۔۔۔پاس پڑی ٹی شرٹ کو اٹھا کر پہنتے وہ ان کی بات سے خائف ہوتا بولا تو آغا فارذ نے مسکراہٹ چھپائی۔ وہ کچھ دیر خود کے ساتھ ہوئے ڈرامہ سے باہر نکل آئے تھے۔۔

۔جو تم سمجھو!!۔۔۔کندھے اچکائیں وہ بات اس کی سوچ پہ ڈال گیے۔۔۔

لوگوں کے بھائی ہوتے ہے لڑکی مانی تو ٹھیک ورنہ اٹھوا لیتے ہے اور ایک مجھے بھائی ملا جو بھائی کے زخم پہ اپنے طنزوں کا نمک چھڑک رہا ہے۔۔۔سائیڈ ٹیبل پہ

رکھی پانی کی بوتل کو منہ سے لگاتے وہ آغا فارذ کے لبوں پہ مچلتی مسکراہٹ کو دیکھتے کڑتے ہوئے بولا۔۔۔

تم نے کونسا عشق کا سبق پڑھنے سے پہلے بڑے بھائی سے پوچھا تھا جواب دوسروں کے بھائیوں کی مثالیں دے رہیں ہو۔۔۔ جوابا وہ بھی اس بار اسے خشگمین نظروں سے گھورتے ہوئے بولے۔۔۔

میں نے تو جیسے شوق شوق میں کیا تھا' خود ہی ہو گیا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ ان کی تمسخراڑتی نظروں سے خائف ہوتے وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا منمنایا۔۔

اب ہو گیا ہے نہ تو اب تم پہ لازم نہیں ہے کہ مجنوں اور رانجھے کو مات دیتے پھیروں'' شرافت سے اٹھ کر شاور لو اور یونی کے لیے نکلو لاسٹ سمیسٹر سر پہ ہے اور تم ہو کہ اس خرافت میں پڑتے فیوچر داؤ پہ لگا رہیں ہو'۔۔۔ اس کے سیٹ کیے بالوں کو واپس سے بگاڑتے وہ حکیمہ لہجے میں بولتے ساتھ خود بھی بیڈ سے کھڑے ہوئے کیونکہ انھیں بھی میٹینگ کے لیے لیٹ ہو رہا تھا۔۔

اللہ کرے یہ خرافت آپ کو بھی ہو جائے وہ بھی شدید والی۔۔۔ ان کے یوں لتاڑنے پہ وہ خفگی سے اوپر کی جانب ہاتھ اٹھاتا دعائیہ ہوا تو ایک بار پھر آنکھوں

کے پردے پہ رات کے منظر لہرائے تو انھوں نے ضبط سے موٹھیاں بھینچی، سرخ آنکھوں میں کرچیاں سی بھرنے لگی تھی۔۔۔

شٹ اپ آغا فواد """گیٹ ریڈی ان فائیو منٹس اینڈ کم ڈاؤن کوئیکلی"""""۔۔۔

درشتگی سے اس کی بات کاٹتے وہ ایک سرد نظر اس پہ ڈال کر حکم دیتے لمبے لمبے ڈھاگ بھرتے کمرے سے باہر نکلے جبکہ پیچھے وہ بیڈ پہ بیٹھا حیران بھری نظروں سے ان کی چوڑی پشت دیکھتا رہ گیا۔۔۔

واٹ ہیپینڈ ٹو دیم؟۔۔۔آغا فارز کے غصہ کو یاد کرتے ہوئے وہ کندھے اچکائیں بولتا واش روم کی طرف بڑھا، یونی جانے کا آج اسکا بالکل موڈ نہیں تھا تبھی وہ تیار ہو کر خان ولا جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہی منتظر نگاہیں، وہی شام غم کا عالم۔۔۔ ہم ازل سے دیکھتے ہیں تیری واپسی کی راہیں!۔

ٹھنڈی شام کی ہواؤں سے لطف اندوز ہوتے وہ لوگ لان میں کرسیاں ڈالے بیٹھے گرما گرما چائے کی چسکیاں بھر رہیں تھے، لان میں لگے بڑے بڑے صدا بہارے کے درخت ہواؤں کے سنگ جھومتے پیلے گلابی اور سفید ننھے پھولوں کی برسات کرتے لان کی زمین پر پھولوں کا قالین بچھا رہیں تھے، رات بھر ہونے والی برسات کے باعث ہر چیز نم دیکھائی دے رہی تھی، لان کی گھاس بھی شبنم بھری تھی، گزشتہ ہوئی موسلادھار بارش کی وجہ سے اسلام آباد کا موسم بہت ٹھنڈا ہو گیا تھا دھند نے بھی چاروں اوور اپنی چادر پھیلا رکھی تھی۔۔۔

اتنی ٹھنڈ میں آپ کو لان میں چائے پینی کی کیا سوجی تھی؟؟۔۔۔۔روح میں اتارتے ہواؤں کے ٹھنڈے جھونکوں سے اپنے بے ترتیب ہوئے بالوں کو گرم چادر کے اندر کرتی وہ خفگی سے مسٹر فاطم کو دیکھتی بولی جو خود کے ساتھ زبردستی

ان دونوں کو بھی کھینچ لائے تھے۔ جبکہ میرال کی دوستیں عددت پوری ہونے کے بعد آج اسے زبردستی اپنے ساتھ آؤٹنگ پہ لے گئی تھی۔۔

ارے بیگم اتنا اچھا موسم ہوا ہوا ہے بندہ انجوائے کرے یہ کیا ہر وقت اندر ہی گھسے کر بیٹھے رہو"۔۔۔ چائے کی چسکی بھرتے وہ بادلوں سے ڈھکے آسمان پر نظریں جمائے بولے۔۔۔

چاہے اچھے موسم کی وجہ سے اپ کی بیگم کی قلفی جم جائے پھر ٹھیک رہے گا۔۔۔ چادر کو اچھے سے خود کے اطراف میں لپیٹتی وہ ان کی بات پہ منہ بناتی ہوئی بولی تو چائے کا کپ لبوں سے لگاتی مہتاب مامی مسکرائی۔۔۔

قلفی نہیں کنٹینر"۔۔۔ مسسز فاطم کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھتے انھوں نے سنجیدہ لہجے میں انھیں چھیڑا۔۔

وہ بھی بڑے والا"۔۔۔ ان کے بگڑے تاثرارت کو دیکھتے وہ بھی محظوظ ہوتی بولی

۔۔۔

نازک کلی ہوا کرتی تھی میں، آپ سے شادی کے بعد ایسی ہو گئی ہوں۔۔۔ایک گھوری مہتاب مامی پہ ڈالتی وہ مسٹر فاطم سے مخاطب ہوئی جوان کی بھری جسمات پہ ٹونٹ کرتے اب چائے کے سپ بھر رہیں تھے۔۔۔

ہاں وہی نازک کلی کھل کر اب پورا باغ بن گئی ہے۔۔۔کپ میز پہ ڈالتے انھوں نے ایک بار پھر ان کے غصے سے بھرے تاثرات سے محظوظ ہوتے کہا جو یوں روٹھتی ہوئی بالکل بچی لگ رہی تھی۔۔۔۔

باغ بن گئی ہوں نہ ٹھیک ہے، اب کمرے میں گھس کر دیکھائے۔۔۔ان کے مذاق کو سیریس لیتی وہ خفگی سے منہ پھلاتی ہوئی بولی اور چادر پہ گرفت کرتی کرسی سے اٹھ کر اندر کی طرف بڑھی۔۔۔

رکے بھابھی، بھائی جان مذاق کر رہیں ہے"۔۔۔۔مسسز فاطم کو ناراض ہو کر اندر جاتا دیکھ وہ پیچھے سے ہانک لگائے بولی۔۔۔

نہیں میں سیریس تھا۔۔۔انھیں مڑ کر خود کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتا دیکھ وہ ایک بار پھر شرارت سے گویا ہوئے تو وہ پیر پٹکتی واپس مڑی جبکہ مہتاب مامی نے انھیں آنکھیں دیکھائی۔۔۔

بیٹھے تو سہی بھابھی مجھے ضروری بات کرنی ہے آپ دونوں سے۔۔۔داخل دروازے سے اندر آتے آغاماموں کو ایک نظر دیکھتے وہ ان سے التجاعی ہوئی تو وہ مسٹر فاطم کو اگنور کیے اس بار مہتاب مامی کے پہلو میں بیٹھی۔۔۔

ارے جناب آپ کدھر گیے تھے۔۔۔سفید کاٹن کے سوٹ پہ جچتی ان کی سوبر پرسنیلٹی کو دیکھتے وہ ستائشی انداز میں آئیبرو اچکائے ان سے سوالیہ ہوئے۔۔۔

نمازِ عصر ادا کرنے۔۔۔ان کے برابر رکھی خالی کرسی کو ذرا سا ترچھا کیے اس پر استادہ پذیر ہوتے انھوں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

میں سمجھا کہ شاید یہاں والی کے پاس گیے ہو گے۔۔۔اپنی بیوی کو فل تپانے کے بعد اب ان کا موڈ بہن کو تپانے کا تھا۔۔۔

پہلے اس کے پاس ہی گیا تھا۔۔۔کف اوپر کو موڑتے وہ بظاہر لاپرواہی سے بولے مگر اپنی بات پہ مہتاب مامی کے چہرے پہ ابھرتے تاثرات وہ باخوبی نوٹ کر گیے تھے۔۔۔۔

بھائی چائے منگواؤں آپ کے لیے۔۔۔۔تیکھی گھوریوں سے اپنے میاں جی کو گھورتی وہ آغاماموں سے مخاطب ہوئی۔۔۔

"""""" دوسری والی کے ہاتھ کی پی کر آیا ہوں گا

نہیں اس کی طرف ڈنر ہے"۔۔۔پلیٹ میں رکھے بسکیٹ کو اٹھا کر منہ میں ڈالتے وہ سنجید گی سے بولے البتہ اب مہتاب مامی کے چہرے پہ غصہ ہلکو لے لینے لگا تھا۔۔۔

تو چائے بھی وہی سے پی آنی تھی!!!۔۔۔غصے سے سرخ ہوتی وہ پلیٹ کی طرف بڑھتے ان کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہوئی بولی تو مسٹر اور مسسز فاطم نے مسکراہٹ چھپائی، عورت عمر کے چاہے جس بھی حصے میں ہوں اپنے شوہر کو کسی کے ساتھ باٹنا اس کے لیے موت کے مترداف ہوتا ہے۔۔

پوچھی تھی پر میں نے کہا وہ تو میں اپنی زوجہ کے ہاتھ کی ہی پیتا ہوں۔۔۔

مسکراہٹ دبائے وہ محبت سے ان کی ناک کھینچتے ہوئے بولے تو وہ ان کے اتنے سے جملے پہ سرخ پڑی۔۔

تم نے کیا بات کرنی تھی۔۔۔ان کی شرمندگی کو کم کرتے مسسز فاطم نے ان کے روکنے کی وجہ پوچھی تو وہ جو شرمیلا سا مسکرا رہی تھی فورا سے سیدھی ہوئی

۔۔۔

جی وہ میں کہہ رہی تھی کہ اب تو میرال کی عدت بھی پوری ہو گی ہے تو کیوں نہ کوئی اچھا سا رشتہ دیکھ کر اس کی شادی کر دے۔۔۔ایک نظر تینوں نفوسوں پہ ڈالتے انھوں نے وہ بات شروع کی جو وہ کب سے کرنا چاہتی تھی۔۔۔

پر ابھی پرسوں تو اس کی عدت ختم ہوئی ہے اتنی جلدی اچھا نہیں لگتا مہتاب"""

۔۔۔مسٹر فاطم سنجیدگی سے بولے۔۔۔

ہاں یہ ٹھیک کہہ رہیں ہے ساتھ احد کی امی کیا سوچے گی کہ ہم انتظار بیٹھے تھے کہ کب میرال ان کے بیٹے کی عدت پوری کر کے اٹھے اور ہم اسے کسی دوسرے کے نکاح میں دے۔۔۔اس بار مسسز فاطم بھی اپنے شوہر کی بات کی حامی بھرتی بولی کہ ابھی پرسو وہ عدت سے اٹھی تھی اور آج اس کی شادی کی بات کرنے لگ جائے۔۔۔

بھائی میں مانتی ہوں احد کا دکھ بڑا تھا مگر کیا وہ ساری زندگی اس کے سوگ میں ہی گزر دے گئ،اور رہی بات احد کی والدہ کی تو وہ ایک سمجھدار سلجھی ہوئی خاتون ہے وہ سمجھتی ہے کہ اگر جوانی کے یہ سال گزر جائے تو کوئی ڈھنگ کا رشتہ نہیں آتا،جس نے جانا تھا وہ چلا گیا اور ایک دن ہم نے بھی چلے جانا ہے مگر جو زندہ ہے

اس کا تو حق ہے نہ خوشیوں پر کہ وہ بھی اپنے ہمسفر کے ساتھ ایک اچھی زندگی بسر کرے۔۔۔

پہلی بار اپ کی بہن نے کوئی عقل کی بات کی ہے جس پہ میں بھی ایگری کرتا ہوں کہ کیوں ہم بچی کی خوشیوں اور زندگی پہ کمپرومائیز کرے حالانکہ وہ پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر چکی ہے۔۔۔ مہتاب مامی کو آخری بار تنگ کرتے آغا ماموں نے بھی اپنی رائے قائم کی جبکہ اپنی بات پہ گھورتی مہتاب مامی کو فل اگنور کیا تھا۔۔۔

کہہ تو تم ٹھیک رہی ہوں پر دنیا والوں کو بھی تو منہ دینا ہے نہ"۔۔۔وہ کس حد تک ان کی بات سے مستفید ہو گیے تھے پر انھیں اس سوسائٹی کے ساتھ بھی تو موو اون کرنا تھا جہاں انسان کو کسی بھی حال میں خوش نہیں رہنے دیا جاتا۔۔۔ چھوڑے سب کو ہمیں صرف اپنی میرال کی زندگی کا سوچنا ہے، پہلے ہی وہ کم عمری میں بیوگی کا صدمہ برداشت کر چکی ہے اب میں اسے اپنی زندگی میں خوشحال دیکھنا چاہتی ہوں بس"" تمہاری نظر میں کوئی اچھا رشتہ ہے تو بتاؤ۔۔۔

فاطم صاحب کی بات کو کاٹتے وہ غمگیں لہجے میں بولتی آخر میں مہتاب مامی سے گویا ہوئی۔۔۔

جب گھر میں رشتہ موجود ہو تو باہر کیوں ڈھونڈنا"""" بھائی بھابھی میں اپنے آغا کے لیے آپ کی میرال کا ہاتھ مانگتی ہوں پلیز زانکار نہ کیجئے گا میں بڑی امید لے کر آئی ہوں۔۔۔ایک نظر اپنے دائیں جانب بیٹھے آغا ماموں کو دیکھتے وہ پر مسرت لہجے لیے ان کے اگے سوالیہ ہوئی تو جہاں اپنی دل کی مراد بھر آنے پہ وہ دونوں میاں بیوی شاک تھے وہی وہ بھی آنکھیں پھاڑے اپنی بیوی کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ رہیں تھے جنہوں نے ان سے پوچھنا تو دور بتانے تک کی بھی زحمت نہیں کی تھی

۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم نہ جیتے ہیں اور نہ مرتے ہیں

نہ درد بھیجو، نہ تم دوا بھیجو

کچھ تو رشتہ ہے تم سے

، کم بختو کچھ نہیں کوئی

بد دعا بھیجو یہ لو حمزہ""۔۔۔۔۔

زبیدہ مامی کمرے میں داخل ہوتی بیڈ پہ بیٹھے حمزہ کو ٹھنڈے پانی کا باؤل پکڑاتی ہوئی بولی تو اس نے اجلت بھرے انداز میں باؤل پکڑے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا۔۔۔

کم ہوا کچھ""۔۔۔اسے پٹی گیلی کر کے روحی کے ماتھے پہ رکھتا دیکھ انھوں نے فکر مندی سے پوچھا۔ صبح جب اٹھی تھی تو تب ہلکا بخار اتھا جس پہ حمزہ نے ناشتے کے بعد اسے میڈیسن بھی دے دی تھی تا کہ بخار اذور نہ پکڑے مگر ایک گھنٹے کے اندر اندر اسے اتنا تیز بخار چڑھا گیا کہ حمزہ ڈاکٹر ہو کر بوکھلا گیا۔۔۔

نہیں مامی جان بخار اکم ہی ہو کے نہیں دے رہا ہے""۔۔۔سفید رنگ میں گھلی سرخیوں کو دیکھتے وہ لب بھینچے بولا ساتھ ماتھے پہ رکھی پٹی کو پانی میں ڈالتے اس کی جگہ دوسری رکھی تو زبیدہ مامی پریشانی سے اس کے قریب بیٹھتی اسے

دیکھنے لگی جو محض کچھ ہی دیر میں نڈھال ہوتی حمزہ کے بازوؤں میں گر گئی تھی

۔۔۔

ڈاکٹر کے پاس لے چلتے ہے حمزہ"۔۔۔اس کے سرخ چہرے اور نڈھال وجود کو دیکھتے ان کے دل کو ہول اٹھ رہیں تھے ابھی کچھ دیر پہلے تک تو وہ بالکل ٹھیک تھی۔۔۔

مامی کچھ بخار تو کم ہو پہلے پھر ہی لے کے چلے اتنے تیز ٹمپریچر پہ تو ڈاکٹرز بھی دوائی دیتے ہوئے ڈرتے ہیں۔۔۔ گرم ہوتی پٹی کو باؤل میں ڈالتے وہ دوسری پٹی کو نچوڑ کر اس کے ماتھے پہ رکھتا ہوا بولا۔گھر میں اس وقت صرف وہ دو ہی موجود تھے کیونکہ حورے بیگم اور سبین مامی محلے میں ہوئی فوتگی پہ گئی ہوئی تھی اور باقی

سب اپنے اپنے کاموں پہ۔۔۔

نظر ہی لگ گئی ہے رات کتنی خوش دیکھائی دے رہی تھی میری بچی""""۔۔۔

اس کے سر میں ہاتھ پھیرتی وہ آبدیدہ سے لہجے میں بولی۔انھیں وہ بہت عزیز تھی بلکل بیٹیوں کی طرح تبھی تو وہ اس کی ذرا سی تکلیف پہ بھی تڑپ اٹھتی تھی۔۔۔۔

آپ پریشان نہ ہو اللہ خیر کرے گا' ابھی ٹھیک ہو جائے گی میری جان۔۔۔وہ جس کا خود کا دل مرحا کی یوں اچانک بگڑتی طبعیت کو دیکھتے پریشان ہو رہا تھا وہ انھیں تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کسی نے ہجرتوں کا ایسا غم بسر نہیں کیا۔۔۔ خاموش ہو کر چل دیئے' اگر مگر نہیں کیا!۔

یونی کیوں نہیں گیا؟؟۔۔ میز پہ پڑی ڈش میں سے چائے کا کپ اٹھا کر وہ صوفہ پہ بیٹھے شخص کی طرف بڑھتا سوالیہ ہوا جو صوفے کی پشت پہ ہاتھ پھیلائے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے یوں بیٹھا تھا جیسے سسرال آیا ہو۔۔۔

تیرے پاس جو آنا تھا اس لیے! تو بتا تو کیوں نہیں گیا؟؟۔۔۔۔ چائے کا کپ پکڑتے فواد نے آئیبر واچکائیں خود سے سوال گو ہوئے درید سے الٹا سوال کیا۔۔

تجھے میرے پاس جو آنا تھا اس لیے"۔۔۔۔اس ہی کے انداز میں جواب دیتے وہ صوفے سے ٹیک لگاتے چائے کا کپ لبوں سے لگا گیا جبکہ اس کے جواب پہ فواد نے ستائشی انداز میں آئیبرو چڑھائی۔۔۔

حارث سے کیوں لڑا تھا تو؟۔۔۔۔سپ بھرتے اس نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھتے پوچھا جو مصروف انداز میں ہاتھ میں پکڑے موبائل پہ برق رفتاری سے ٹائپنگ کر رہا تھا۔۔۔

کمینہ میرے سامنے اس کا وکیل بن کر اس کی حمایت کرتا سارا بلیم تجھ پر ڈال رہا تھا"تو مجھے غصہ آگیا۔۔۔حارث کا ذکر کرتا اچانک اس کے چہرے کے زوائے بگڑے تھے جیسے کڑوا بادام چبا لیا ہو۔۔۔

تو کرنے دیتا پر تعلق ختم کرنے والی بات کیوں کی اور اوپر سے اس کا گریبان بھی پکڑا'اب کیا ہم معمولی معمولی سی بات پہ یاروں کے گریبان تک پہنچے گے ۔۔۔۔کپ میز پہ رکھتے وہ سرد لہجا لیے اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا۔

معتصم نے رات ہی اسے ساری بات بتا دی تھی تبھی وہ آج یہاں آیا تھا کیونکہ وہ

نہیں چاہتا تھا کہ ایک بے ضر لڑکی کے پیچھے ان کی سالوں کی دوستی خراب ہو

۔۔۔

ارے بھیا آپ کب آئے "۔۔۔۔اس سے پہلے وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتا عقب سے آتی نوال کی آواز پہ لب بھینچ گیا جبکہ فواد نے مسکراتے ہوئے پیچھے گردن موڑتے اسے دیکھا۔۔۔

میں تو کب کا آیا ہوا ہوں""آپ بتائے مسسز حمزہ کب آئی کراچی سے۔۔۔۔ اس کے سر پہ نرمی سے ہاتھ رکھتے فواد نے شرارت سے اسے حمزہ کے نام سے چھیڑتے ہوئے پوچھا۔۔

جی کل آئی تھی آپ بتائے روحی کیسی ہے ؟۔۔۔ حمزہ کے ذکر پہ وہ شرمائی لجائی سی بولتی آخر میں مرحا کا پوچھتی متجسس ہوئی۔۔

تمہاری دوست ہے تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ وہ کیسی ہے !!!!۔

میں کل سے اس کا فون ٹرائے کر رہی ہوں مگر نہ وہ کال اٹھا رہی ہے نہ میسج کا ریپلائے دے رہی ہے۔۔۔ فواد کی بات پہ نوال پریشانی بھرے لہجے میں بولی

کیونکہ یہ پہلی دفعہ تھا جب وہ اس کا فون نہیں اٹھا رہی تھی ورنہ شدید ناراضگی میں بھی وہ فون کال اٹھالیا کرتی تھی۔۔۔

پتہ نہیں میری خود کی ملاقات نہیں ہوئی آج اس سے، شاید میڈم ناراض ہے تمہارے اتنے دن کی غیر موجودگی سے۔۔۔ اسے پریشان ہوتا دیکھ فواد نے اسے مزید تنگ کرنا چاہا۔۔۔

آپ جب جائے تو مجھے بھی ساتھ لے چلایئے گا'' میں جب تک بابا کے لیے چائے بنوادوں۔۔۔ روحی کی ناراضگی کا سوچتے اس نے فوراً پلین ترتیب دیا کہ فواد کے ساتھ جا کر وہ اسے سرپرائز دے کر منالے گئ۔۔۔

اچھا لے جائے گا اب شکل گم کروا اپنی''' ۔۔۔ اپنے دوست کے ساتھ اسے باتیں بھگارتے دیکھے درید نے کہنی سے پکڑ کر اسے کیچن کی طرف دھکیلتے ہوئے بیزاری سے کہا۔۔۔

چھوڑے مجھے میں خود جا سکتی ہوں''' ۔۔۔ درید کی گرفت سے اپنا بازو کھینچتے وہ دبدبہ غصے سے بولی، فواد پلس دیور کے سامنے ہوئی اپنی انسلٹ نوال خان کو زہر لگی تھی۔۔۔۔

توتب سے پھر گئی کیوں نہیں !!۔۔۔اسے مزید سلگانے کو وہ سینے پہ دونوں بازو باندھتا ہوا بولا تو فواد نے اپنی مسکراہٹ چھپائی کیونکہ وہ دونوں اس وقت لڑتے بالکل مرحا اور داؤد لگ رہیں تھے۔۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے آپ جیسے لنگوروں کے ساتھ بیٹھنے کا"ہنہہ ۔۔۔دونوں کی طرف کھاجانے والی نظروں سے دیکھتی وہ پیر پٹکتی ہوئی کیچن کی سمت بڑھی جبکہ پیچھے فواد ہونک سا منہ لیے اسے دیکھتا ہے رہے گا مطلب اس کے اتنے اچھے طریقے سے بات کرنے پہ بھی الگی لنگور بناگئی تھی اگر وہ نہ کرتا تو کیا کیا بناتی۔۔۔

منہ بند کرلے یہ ایسی نہیں ہے بس کبھی کبھی دورہ پڑ جاتا ہے بیچاری کو"۔۔۔ فواد کی حیرت کو کم کرتے اس نے کیچن کی سمت منہ کیے تیز آواز میں کہا تو اڑتا ہوا بیلن آکر ہال میں گرا جو کہ بیچارہ گرتے ہی جان کی بازی ہار گیا تھا۔۔۔

باڈر پہ ہوتی بمباری کی لاپیٹ میں آتے کیپٹن بیلن اپنی جان کی بازی ہار گیے "۔۔۔بیلن کی دو حصوں میں تقسیم ہوئی لاش کو اٹھا کر ٹیبل پہ رکھتے درید نے افسوس بھرے لہجے میں کہا کہ اچانک موبائل کی رنگ ٹون بجی۔۔۔

ہیلو "برو۔۔۔فون کال اٹینڈ کر کے کان پہ لگاتے فواد نے درید کی ایکٹ پہ مسکراتے ہوئے کہا جب اچانک دوسری طرف سے کہے گیے الفاظوں پہ اس کی مسکراہٹ سمٹی اور وہ اجلت بھرے انداز میں ٹیبل پہ سے گاڑی کی چابی اٹھاتا کھڑا ہوا۔۔۔

جسٹ فائیو منٹس "برو میں آرہا ہوں۔۔۔فون کان سے لگائے وہ دروازے کی سمت بھاگا جبکہ درید پیچھے سے ارے ارے کرتا ہی رہ گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بھی بعدِ وصل قیامت ہے اِک خلش۔۔۔تنہائی دے خدا نہ کبھی قربتوں کے بعد!۔

اب تو تو نے میرا اسائیمینٹ بھی پھاڑ دیا اب کس چیز کی ناراضگی دیکھا رہا ہے ۔۔۔کندھے پہ ڈالے بیگ کو اپنے اگے چلتے داؤد کے کندھے پہ مارتے حیدر نے

اس کی ابھی تک قائم ناراضگی کا پوچھا جو اسائیمینٹ کی تباہی کے بعد بھی جوں کی توں قائم تھی۔۔۔

ناراضگی اسائیمنٹ کی نہیں ناراضگی اس ثمن کو منہ لگانے کی ہے جو مجھے کلاس میں ہمیشہ ڈی گریڈ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔۔۔ سینٹرل ٹیبل پہ بیگ رکھتے وہ صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتا ہوا بولا لہجے میں واضح خفگی تھی۔۔۔

میرے باپ کی توبہ جو اب اس لڑکی کو منہ لگایا بلکہ اس کی طرف دیکھونگا بھی نہیں""۔۔۔اس کے سامنے رکھے تھری سیٹر صوفے پہ بیٹھتا وہ اسے یقین دلاتا ہوا بولا۔۔۔ تیرے لیے اچھا بھی یہ ہی رہے گا کیونکہ تو یہ ہرگز نہیں چاہے گا کہ تیرے اس تھوبڑے کا حال اسائیمنٹ جیسا ہو""""""گھر والے کہاں ہے۔۔۔ حیدر کو ورانگی دیتی نظروں سے دیکھتا وہ پانی لے کر آتی رانی سے مخاطب ہوا۔۔۔

وہ جی روحی بی بی کی امی اور اور چھوٹی بیگم صاحبہ پڑوس میں ہوئی فوتگی پہ گیی ہوئی ہے اور اپ کی امی حمزہ بھیا روحی بی بی کے کمرے میں ہے۔۔۔ حیدر کو پانی سرو کرتی وہ روانی سے انھیں ساری تفصیل بتا گئی۔۔۔

کیوں اس کے کمرے میں کیوں موجود ہے ''۔۔۔وہ جنھوں نے آج صبح سے اپنی جنموں کی دشمن کو دیکھا نہیں تھا اب بھی اس کے کمرے میں موجود ہونے پہ حیدر نے پانی پیتے پوچھا۔۔

۔وہ جی انھیں بہت تیز بخار ہو رہا ہے ''حمزہ بھیا بہت پریشان بیٹھے ہے !۔۔۔رانی نے ایسا منہ بناتے بتایا جیسے مرحا کے دکھ میں شریک ہو۔۔۔

واٹ ''کب ''صبح تک تو ٹھیک تھی ۔۔۔گلاس ٹیبل پہ رکھتے سب سے پہلے داؤد نے حیران ہوتے پوچھا ابھی کل رات تک تو وہ بالکل ٹھیک ہنستی مسکرا رہی تھی۔۔۔

میں دیکھ کر آتا ہوں ''۔۔جیکٹ اتار کر صوفے پہ پھینکنے کے انداز میں رکھتا حیدر صوفے سے کھڑا ہوتا بولا اور سڑھیوں کی جانب بڑھا جبکہ اس کے پیچھے ہی داؤد بھی بیگ فون سب کچھ یونہی چھوڑے سڑھیوں کی طرف لپکا، سارا دن اس سے دشمنی کا اعلان کرتے حیدر فرقان اور داؤد سکندر اس کے کچھ دیر کے بخار پہ تڑپ اٹھے تھے۔۔

گیٹ کے قریب آتے اس نے ہارن دیا تو چوکیدار فورا مین گیٹ کھولتا سائیڈ پر ہو گیا اور وہ گاڑی اوپر چڑھاتے ڈرائیو پہ لے آیا تو اس کے پیچھے ہی ایک اور گاڑی ڈرائیو پہ آ کے رکی۔۔۔

ارے برو آپ اتنی جلدی آ گیے'۔۔۔ پہلی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سے تراب کو اترتا دیکھ پچھے آنے والی گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا ڈور بند کرتے فواد نے اچنبھ سے اسے نیچے اترتے ہوئے دیکھتے پوچھا کیونکہ اس ٹائم تو وہ کورٹ میں ہوتا تھا

۔۔۔

ہاں حمزہ کی کال آئی تھی روحی کو ہسپتال لے کر جانا ہے۔۔ڈیش بورڈ سے اپنا والٹ اور موبائل اٹھاتے وہ اجلت بھرے انداز میں کہتا بغیر گاڑی کو لوک لگائے اندر کی طرف بڑھا تو پیچھے وہ بھی پریشان سا ہوتا اس کے پیچھے لپکا کیونکہ حمزہ کا فون تو اسے بھی آیا تھا مگر اس نے تو ایمر جنسی کا بتاتے گاڑی طلب کی تھی۔۔۔

دروازہ دھکیلا کر وہ آگے پیچھے اندر داخل ہوئے جہاں بیڈ پہ وہ حواس سے بیگانی پڑی تھی اس کے ایک طرف بیٹھا حمزہ مسلسل اس کی پٹیاں کر رہا تھا جبکہ دوسری طرف بیٹھی زبیدہ مامی اس پہ قرآنی آیاتیں پڑھ پڑھ کر دم کر رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا ہے روحی کو"""۔۔۔اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے داؤد سکندر نے بے چینی سے پوچھا جبکہ حیدر اس کے پاؤں کی طرف بیٹھتا اس کے مخملی گداز پاؤں کی تلیاں رب کرنے لگا۔۔۔

بخار کم نہیں ہو رہا داعی"""""۔۔۔رندھے لہجے میں روحی کے سر پہ ہاتھ پھیرتی وہ بھرائی آنکھیں اس کے سرخ پڑتے چہرے پہ ٹکائی بولی جو بخار کی حدت سے دہک رہا تھا۔۔۔

تو یار رر برو ڈاکٹر کے پاس لے کے چلے آپ کس چیز کا ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔

لہجے میں غصے کی ملی جلی رمق لیے وہ حمزہ کی پشت پہ نظریں ٹکائے بولا جبکہ حیدر کی نظریں مرحا کے چہرے پہ ٹیکی تھی۔۔۔

کیا ہوا گڑیا کو """ حمزہ۔۔۔بے چینی اور اضطراب بھری کیفیت میں وہ لمبے لمبے ڈھاگ بھرتا اس کے سرہانے کے کھڑے ہوتے بولا، بے قرار نظریں بند پلکوں پہ ٹھہری تھی۔۔۔

بھیا""" روحی کو دیکھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔وہ جو اس کے پاؤں اپنی گود میں رکھے بیٹھا تھا اس کے ہاتھ اور پاؤں میں ہوتی اجیب سی ہلچل کو دیکھتے وہ حمزہ کے کندھے کو ہلاتا دھڑکتے دل کے ساتھ بولا تو سب نے فوراً سے پہلے مرحا کی سمت دیکھا جس کا پورا وجود ہلکا لرزہ رہا تھا اور ہاتھ پاؤں مڑ رہیں تھے۔۔۔

بخار سر کو چڑھ رہا ہے """ تراب جلدی گاڑی نکال۔۔۔اس کے جھٹکے کھاتے وجود کو دیکھتے حمزہ کی جان حلق میں آئی تھی تبھی جھٹ مرحا کے تپتے وجود کو بانہوں میں بھرتا وہ تقریباً چیختے ہوئے بولا تو تراب ہوش میں آتا جلدی سے نیچے کی طرف بھاگا تو اس کے پیچھے ہی حمزہ مرحا کو بازوں میں بھرے اجلت بھرے انداز میں اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔

یااللہ میری روحی کو صحتیابی عطا کر""""۔۔۔ڈوپٹے سے آنسوؤں کو صاف کرتے وہ ان کے پیچھے ہی سڑھیاں اترتی ہوئی روتی ہوئی بولی تو داؤد نے گہرہ سانس بھرتے ان کے کندھے کے گرد اپنا حصار قائم کیا۔۔

انشاءاللہ وہ ٹھیک ہو کر آئے گی آپ پریشان نہ ہوئے۔۔۔ حمزہ کی بانہوں میں موجود مرحا کے چہرے پہ نظریں ٹیکائے وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا مگر اس کا دل اندر سے خوف کے زیرِاثر لرزرہا تھا۔۔

بھیا میں بھی چلتا ہوں""""۔۔۔تراب کو ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھتا دیکھ حیدر بے تابی سے اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا تو وہ جو اندر بیٹھنے ہی لگا تھا حیدر کی بات پہ رک کر اس کے چہرے پہ چھائی پریشانی دیکھنے لگا۔۔۔

نہیں بیٹا تم اور داؤد یہ ہی رکو پھپھو والے آئیں تو انہیں ہسپتال ساتھ لے کر آنا ۔۔۔اس کے گال کو تھپتھپاتے وہ ڈور کھولتا فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اس کے ساتھ فواد جبکہ پیچھے زبیدہ مامی اور حمزہ مرحا کے بیہوش وجود لیے بیٹھے تھے۔گاڑی ڈرائیو سے نیچے اترتے چوڑی سڑک پہ فراٹے بھرتی ہوئی منزل کی طرف گامزن ہوئی جبکہ پیچھے وہ دونوں خاموش نظروں سے کھلے دروازے کو تکتے رہے گیے۔۔۔

یہ تم کو وہم ہے کہ آغازِ گفتگو ہم کرے گے۔۔۔ ہم جو خود سے روٹھ جائے تو صدیوں خاموش رہتے ہیں !۔

گہری شام کے ساتھ ان کے دل میں چھایا اضطراب بھی گہرا ہوتا چلا جا رہا تھا دل میں بے کلی سی مچی تھی نا جانے کیوں جب سے وہ اس کی محبت کو دھتکار آئے تھے دل میں اجیب سی بے چینی چھائی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ آج نا چاہتے ہوئے بھی آفس گیے تھے تا کہ کچھ دیر مصروف رہتے ہی وہ اس بے چینی سے پیچھا چھڑوا سکے، مگر وہاں جا کر ان کی بے چینی میں مزید اضافہ ہی ہوا تھا، جیسے تیسے کر کے انھوں نے ٹائم گزرا پر اب شام ہوتے ہی ان کا ضبط جواب دے گیا تھا دل اپنی گڑیا کو دیکھنے کو تڑپ رہا تھا' کل جس طرح وہ اسے روتا چیختا ہوا چھوڑ کر آئے تھے پوری رات وہ ایک پل کو بھی سو نہ سکے تھے بلکہ مسلسل جاگتے وہ سگریٹ نوشی سے اپنا دل جلاتے رہے تھے پر اب بس ہوئی تھی اب کسی بھی

حال میں وہ اسے اپنی نظروں کے سامنے چاہیے تھی جس کی ذرا سی تکلیف بھی تھی اور کل رات آغا فارذ کو اپنی وجود پہ نیزے کی مانند چبتی ہوئی محسوس ہوتی غصے میں کیسے وہ اپنے الفاظوں سے اس کی روح کو زخمی کرتے آئے تھے کہ اب یاد کرتے ان کے لہو میں ابال اٹھ رہیں تھے۔۔۔

وہ اسے بیٹھا کر تحمل مزاجی سے اسے ڈیل کرتے اپنے اور اس کے درمیان حائل فرق سمجھاتے اس نادان کو یہ بتلاتے کہ وہ صرف وقتی طور پہ ان کی طرف راغب ہوئی ہے یہ کوئی محبت نہیں ہے یہ وقتی اٹریکشن ہے جو وقت کے ساتھ بدل جاتی ہے اور اس کی یہ اٹریکشن بھی جلدی یا بدیر بدل جانے والے تھی، کل رات انھیں اس کے محبت کے اظہار اپہ اتنا ہارش ریکشن دینے کے بجائے اسے نرمی سے ڈیل کرنا چاہیے تھا تا کہ آج کا دن نہ وہ اذیت میں گزارتے اور نہ وہ!!!

وہ جسے آغا غارذ نے ہمیشہ بچوں کی طرح ڈیل کیا تھا اس کے ساتھ اپنا کل والا رویہ سوچتے ان کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ خود کو کچھ کر لے، غصے میں بھی کیسے وہ اپنی گڑیا کو ہارٹ کرنے کا سوچ سکتے تھے پر پھر خود پہ آتے اشتعال کو وہ یہ سوچ کر پر سکون

کر رہیں تھے کہ وہ جا کر اسے منائیں گے اور ہمیشہ کی طرح ان کی گڑیا ساری ناراضگی بھلائے جھٹ سے مان جائیں گئی۔۔۔

پھپھو!!!!!! چچی جان!!!!۔۔۔۔وہ اپنی سوچوں کے تانے بانے بنتے ہال میں داخل ہوئے تو گھر میں کچھ غیر مرئی سا محسوس ہوا فضا میں تناؤ سا تھا اور اوپر سے گھر میں چھائی خاموشی کو دیکھتے انھیں کچھ عجیب سا لگا تھا۔۔۔

جج!جی۔۔۔۔آغا فارذ کی بھاری سنجیدہ آواز کو سنتے وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کیچن سے نکل کر آتی بولی اور گیلے ہاتھوں کو پیٹ پہ باندھے ایپرن سے صاف کیا

۔۔۔

گھر والے کہاں ہے سب؟۔۔۔ایک نظر رانی پہ مارتے وہ فورا نظروں کا زوایا بدلتے ہوئے بولے۔سب اسے گھر کے فرد کی طرح ہی ٹریٹ کرتے سوائے ان کے جو اسے کام کی بات کے علاوہ نہ دیکھتے تھے اور نہ مخاطب کرتے تھے۔۔۔

وہ'وہ سب ہسپتال" گیے ہیں۔۔۔۔ان کے یوں نظریں پھیر لینے پہ اس نے حلق میں اٹکتے گولے کو نیچے دھکیلتے بامشکل بتایا۔اسے لگتا تھا کہ وہ اسے رنگت اور اسٹیٹس کی وجہ سے کم تر سمجھتے تھے پر حقیقت میں ایسا کچھ نہیں تھا ان کے لیے

ہر عورت کی عزت عزیز تھی چاہے وہ ان کی لاڈلی گڑیا ہو یا چاہے ایک کم تر ملازمہ۔۔۔

کیوں خیریت"""""۔۔۔۔دل کی اچانک بڑھتی دھڑکنوں پہ لگام ڈالے وہ اس کی طرف دیکھتے سوالیہ ہوئے جو نظریں جھکائے اپنی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔۔۔

وہ'روحی بی بی کو ایمر جنسی"میں لے کر گیے ہیں انھیں""""بہت تیز بخار تھا۔۔۔ آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیل کر بولتی وہ آغا فارز کی دل کی دھڑکنوں کو ساکت کر گئی، پتھرائی آنکھیں کیچن کی طرف جاتی رانی کی پشت پہ ٹیکائے وہ کتنے وقت کچھ بول ہی نہ سکے، دماغ میں بار بار رانی کے الفاظ گردش کر رہیں تھے""""

وہ روحی بی بی کو ایمر جنسی میں لے کر گیے ہیں""""انھیں بہت تیز بخار تھا"۔۔۔ الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو انھیں اپنی سماعتوں میں زہر کی طرح گھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا"ان کی گڑیا کو اتنا تیز بخار تھا اور انھیں پتہ ہی نہ چل سکا اور نہ کسی نے انھیں بتانی کی زحمت کی کیا وہ اس کے کچھ نہیں لگتے""""یہ تمام باتیں آغا فارز کے دل پہ چابک کی طرح لگتی ان کا دل زخمی کر رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!!! ہم سرِ راہ مر گیے ہوتے۔۔۔اگر تم وار کر گئے ہوتے

ایمر جنسی وارڈ کے باہر اس وقت سب موجود تھے جبکہ حمزہ ڈاکٹر کے ساتھ اندر موجود تھا۔داؤد اور حیدر حورے بیگم اور سبین مامی کو مرحا کی بگڑتی طبعیت کا بتاتے ہسپتال لے آیا تھا۔جہاں پہلے صرف ایک ماں اس کے لیے دعا کر رہی تھی اب وہاں دو کا مزید اضافہ ہو گیا تھا۔فواد تراب حیدر اور داؤد چاروں اضطرابی کیفیت میں ادھر سے اودھر چکر کاٹ رہیں تھے کیونکہ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ مرحا کو لیے ایمر جنسی میں موجود تھے مگر اب تک نہ کوئی ڈاکٹر باہر آیا تھا اور حمزہ جس کی وجہ سے انھیں مزید تشویش لاحق ہو رہی تھی۔۔۔

تابی حمزہ باہر کیوں نہیں آرہا""۔۔۔ تسبیح پڑھتی حورے بیگم سے جب مزید صبر نہ ہو سکا تو وہ قریب کھڑے تراب کے بازو کو پکڑتے ہوئے پوچھنے لگی،ان کی بیٹی

بخار میں پھنک رہی تھی اور وہ اس وقت اس کے پاس موجود نہیں تھی یہ سوچ ان کا دل دہلا رہی تھی۔۔۔۔

پریشان نہ ہو میری جان"""وہ ٹھیک ہو جائے گئی معمولی سا بخار ہی تو ہے۔۔۔ انھیں اپنے حصار میں لیتے وہ ان کی نم پلکیں پونچھتا ہوا بولا۔اتنی دیر ہو گی تھی حمزہ کو اندر گیے کہ اب تراب سکندر کا ضبط جواب دینے لگا تھا مگر گھر والوں کو بھی توحوصلہ دینا تھا۔۔۔

انشاءاللہ۔۔۔۔ تراب کے سینے پہ سر رکھتے وہ نڈھال سی ہوتی بولی۔مرحا یوسف پل میں سب کو ہلا کر رکھ دیتی تھی۔۔۔۔

کہاں ہے روحی !!!! کیسی طبعیت ہے اب اس کی !!!۔۔۔۔ سکندر ماموں اور فرقان ماموں کوریڈور میں اگے پیچھے آتے سوالیہ ہوئے۔لہجے سے بے چینی صاف نمایاں تھی۔۔۔

ایمر جنسی میں ہے اور طبعیت کا ابھی کچھ نہیں پتہ حمزہ اندر ہی ہے۔۔۔ حورے بیگم کا سر تھپکتے تراب نے ایمر جنسی وارڈ کی طرف نظریں کرتے بتایا جس کا گیٹ کھول کر ڈاکٹر باہر نکل رہیں تھے۔۔۔

کیسی ہے میری بھانجی """ٹھیک تو ہے نہ وہ۔۔۔ڈاکٹر کو باہر آتا دیکھ سب سے پہلے سکندر ماموں نے اگے بڑھتے ہوئے بے چینی سے استفسار کیا تو باقی سب بھی اٹھ کر نزدیک آئے۔۔۔

ایک سو چار بخار تھا پر انجیکشنز اور میڈیسن دی ہے اب وہ نورمل ہے 'اگر تھوڑا اور لیٹ ہوتے تو بخار ادماغ پہ برے طریقے سے اٹیک کر سکتا تھا سو ان کی پروپر لی کئیر کی جائے' کافی ویک ہے وہ۔۔حمزہ کے ساتھ آتے ایک ینگ سے ڈاکٹر نے انھیں مرحا کی حالت کے بارے میں بتاتے تسلی کے ساتھ انھیں اس کی دیکھ بحال کرنے کی بھی ہدایت دی۔۔۔۔

تھینکیو سو مچ ڈاکٹر بہروز۔۔۔۔حمزہ نے مصحافہ کرنے کو ہاتھ اگے بڑھاتے خوش دلی سے اس کا شکریہ ادا کیا جس نے پچھلے تیس منٹس میں مرحا کے لیے بہت ایفرٹس کی تھی۔۔۔۔

اٹس مائے پلیشر ڈاکٹر حمزہ"۔۔۔۔اس کے بڑھائے گیے ہاتھ کو گرم جوشی سے تھامتے ڈاکٹر بہروز نے مسکراتے ہوئے کہا اور جنرل وارڈ کی طرف بڑھے۔۔۔

میں مل لوں اس سے""""۔۔۔۔نم آنکھیں صاف کرتے حورے بیگم نے حمزہ کو دیکھتے بے صبری سے پوچھا۔۔۔

نہیں ابھی وہ سکون آور انجیکشن کے زیرِ اثر سو رہی ہے۔اسے آرام کی ضرورت ہے۔۔۔انھیں خود سے لگاتے حمزہ نے نرمی سے کہا۔۔۔

میں ڈر گئی تھی حمزہ""""۔۔۔۔حمزہ کے سینے سے لگتی وہ نم لہجے میں بولی تو ان کے سر کو سہلاتا وہ غائب دماغی سے بولا۔۔۔

میں بھی!!!!!۔۔۔اور آج واقعی ہی مرحا یوسف نے حمزہ یوسف کے قدموں سے جان نکل دی تھی۔۔۔

ہوش کب تک آئے گا۔۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کر اپنی لاڈو کے پاس پہنچ جائے جو اس وقت سب کا سکون برباد کیے اب خود سکون سے سو رہی تھی۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک۔۔۔انھیں خود سے لگائے وہ پاس پڑی بینچ پہ بیٹھتا ہوا بولا

۔۔۔

ارے یار مامی وہ ٹھیک ہے کیوں اپنی خوبصورت آنکھوں کو تکلیف دے رہی ہے ۔۔۔ بینچ پہ دوسری سائیڈ پہ بیٹھی زبیدہ مامی کو آنسو بہاتا دیکھ وہ سر نفی میں ہلا کر بولتا انھیں بھی اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔

"""""""" اسے کچھ ہو جاتا تھا"" تو ہم کیا کرتے حمزہ

اللہ اسے میری بھی زندگی لگا دے """"" وہ ہے تو حمزہ یوسف کی سانسیں چل رہی ہی۔۔۔ان کی پیشانی پہ بوسہ دیتے حمزہ نے محبت سے چور لہجے میں ایمر جنسی وارڈ پہ نظریں جمائے کہا۔ مرحا یوسف حمزہ یوسف کا عشق تھا، پاک اور شفاف عشق جو دنیا کی نام نہیاد محبتوں سے کئی گنا زیادہ افضل اور عقیدت مند تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تمہارا آخری خط میرے سمت لاتے ہوئے۔۔۔ کبوتر آ کر گرا چھت پہ

" تھرتھراتے ہوئے

وہ تیز ڈرائیونگ کرتے بامشکل ہسپتال پہنچے تھے کیونکہ سب کے نمبر بزی جارہیں تھے، ریسپیشن سے وارڈ نمبر پتہ کرتے وہ کوریڈور میں تیز تیز چل رہیں تھے، دل کواجیب اجیب سے وسوسوں نے اپنی اماجگاہ بنایاہواتھا۔۔۔

کیاہواتھاروحی کوجووہ یوں ہاتھوں میں آگئی""""۔۔۔ بینچ پہ سرجھکاکر بیٹھے حمزہ کودیکھتے سکندرماموں نے سنجیدگی سے استفسار کیا، کچھ دیرپہلے ہی اسے ہوش آیا توسب نے شکراداکیا، مامیوں کوتودل دہل گیاتھااس کی حالت دیکھ کرجویوں لگ رہی تھی جیسے صدیوں کی بیمارہو، ڈاکٹرنے اسے آرام کرنے کوکہاتھاجبھی تینوں خواتین کوزبردستی یہ کہہ کرفرقان ماموں اورفواد کے ساتھ گھر بھجوادیاکہ وہ ایک گھنٹے میں روحی کوڈسچارج کرواکے گھرلے آئے آگیے، داؤداورتراب اس وقت اس کے پاس کمرے میں موجودتھے اورحمزہ اورسکندرماموں باہرکوریڈور میں بیٹھے تھے۔۔۔۔

موسمی بخارتھا'آپ جانتے توہے وہ کتنی نازک ہے۔۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے اپنااضطراب چھپانے کی کوشش کیے کہاجبکہ ان کی سنجیدہ وجود

کے آر پار ہوتی نظریں اس کے چہرے پہ ٹیکائی ہوئی تھی جہاں سکون کے علاوہ ہر احساس دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔

میں اس کا باپ ہوں تم میرے باپ بننے کی کوشش نہ کرو"""اتنے سال جب تم باہر آوارہ گردی کرتے رہیں ہو نہ اسے ہر سال یہ موسمی بخار چڑھتا تھا پر ہم کبھی اسے یوں بازوں میں اٹھائے ایمرجنسی میں نہیں لے کر آئے۔۔ تیکھے تیور لیے وہ دانت پیستے ہوئے بولتے حمزہ کے جھوٹ پہ پل میں پانی پھیر گیے تھے۔۔۔

پڑھ رہا تھا ماموں آوارہ گردی تو نہیں کر رہا تھا"""۔۔۔اپنے جھوٹ پکڑے جانے پہ وہ خفیف سا مسکراتا منمنایا۔۔۔

اگر مجھے کسی دن مرحا کے بیمار ہونے کے پیچھے کی وجہ معلوم پڑی نہ تو حمزہ یوسف یاد رکھنا اس وجہ سمیت میں نے تمہارا ابھی وہ حال کرنا ہے کہ آئندہ جھوٹ بولتے ہوئے سو بار سوچوں گے۔۔۔۔اس کا یوں کترانہ اور نظریں پھیر لینا وہ اچھے سے سمجھ رہیں تھے تبھی دھمکی دیتے وہ اسے آنے والے وقت کے لیے وران کر رہیں تھے۔۔۔۔

اسلام و علیکم چاچو """کہاں ہے گڑیا اور کیسی ہے وہ """۔۔۔ان کے قریب آتے آغا فارز نے ایک نظر حمزہ کو دیکھتے سکندر ماموں کو مخاطب کیا لہجے میں بے قراری سی تھی جسے محسوس کرتے حمزہ نے اپنی موٹھیاں بھینچی کہ اب کیوں وہ اس کے لیے فکرمندی ظاہر کر رہیں تھے جبکہ اس کی حالت کے ذمہ دار بھی وہی تھے۔۔۔

وعلیکم السلام """شکر اللہ کا ٹھیک ہے وہ وراڈ میں ہے """۔۔۔ان کا شانہ تھپتھپاتے انھوں نے انھیں تسلی دی۔ہر کوئی جانتا تھا کہ وہ مرحا یوسف کو لے کر کتنے ٹچی تھے۔۔۔

یار تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں اور نہ تم میری کال اٹینڈ کر رہیں تھے۔۔۔فون پہ مصروف ہوئے حمزہ کو دیکھتے انھوں نے دوستانہ انداز میں شکوہ کیا، کیونکہ انھوں نے حمزہ کو بہت بار فون کیا تھا مگر اس نے ایک بار بھی نہیں اٹھایا۔۔

ٔاپ مصروف ہوتے تبھی نہیں کی اور ویسے بھی میں تھا اس کے پاس """

اسکیوزمی۔۔۔حتی الامکاں لہجے کو نورمل کرنے کی کوشش کرتا وہ نرم مگر ضبط

سے بولا اور ایک غلط نگاہ ان پہ ڈالے بغیر وہ فون کان سے لگایا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

پریشان ہے روحی کو لے کر"""جاؤ تم مل لو اپنی گڑیا سے میں ذرا ڈاکٹر سے ڈسچارج کے بارے میں پوچھ کر آتا ہوں۔۔۔انھیں حیرانی سے حمزہ کی پشت کو دیکھتا دیکھ سکندر ماموں نے ماحول میں چھائی کشیدگی کو ختم کرنے کی کوشش کرتے کہا اور ان کا کندھا تھپتھپاتے ڈاکٹر بہروز کے کیبن کی طرف بڑھے

۔۔۔

آئے سیڈ 'نو بھیا'''''' پلیز ز۔۔۔اسے ایک اور سیب کی کاش اپنے منہ کی طرف بڑھتا دیکھ وہ لبوں پہ ہاتھ جمائے بچوں کی طرح ناں میں سر ہلاتی ہوئی بولی تو اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھے داؤد نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا، جو انھیں دن میں تارے دیکھاتی اب بچوں کی طرف منہ بنا رہی تھی۔۔

اینڈ آئے سیڈ یس بابلز"""پلیز""""""۔۔۔وہ بھی زبردستی اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹاتا اس ہی کی نقل اتارتا ہوا بولا اور زبردستی اس کے منہ میں سیب ڈال گیا تو وہ بھرائی آنکھوں سے اسے گھورنے لگی۔۔۔

نو""""نومائے کیوٹی پائے""""نوٹ اِون آ سنگل ٹیر فیل فروم دوز بیوٹیفل آئیز
""""۔۔۔اسے لبوں کو باہر نکل کر رونے کی تیاری پکڑتا دیکھ تراب پلیٹ ٹیبل پہ
رکھتے اس کے نرم پھولے گالوں کو سہلاتے ہوئے بولا تو وہ غصے سے اس کا ہاتھ
جھٹکتی پاس بیٹھے داؤد کے سینے سے لگی۔۔۔

ہہہ""ہم اب بب"""" بات نہیں کرینگے""""آپ سے۔۔۔۔داؤد کے حصار میں
چھپی وہ شکوہ تراب سے کر رہی تھی کیونکہ اس نے وہ پھل مرحا یوسف کو کھلانے
کی حماقت کی تھی جو اسے قطعی پسند نہیں تھا اور زیادہ رونا ہی اس بات کا تھا۔۔۔

مافن""""یار ڈاکٹر نے کہا ہے تمہیں فروٹس دینے کو""""اس میں بھیا کی کیا غلطی
۔۔۔زور و شور سے اپنی شرٹ خراب کرتی مرحا کے سر میں انگلیاں چلاتے داؤد
نے اپنی عادت کے برخلاف مرحا یوسف کو پیار سے ڈیل کرنے کی کوشش کی
تھی جو اسے تھوڑا مشکل لگا تھا کیونکہ ہمیشہ تو وہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔۔۔

اچھا ادھر آؤ""میرے پاس آکر چاہے جتنے مرضی شکوہ کر لو""""۔۔۔اسے داؤد
کے سینے سے لگا دیکھ نا جانے کیوں اسے برا لگا تھا تبھی اس کے کینولا لگے ہاتھ کو
نرمی سے تھم کر اپنے حصار میں بھرتا وہ اسے آفر دے رہا تھا۔۔

آئی ہیٹ یو'''' یو نو ہمیں نہیں پسند اپیل۔۔۔اس کے سینے پہ ہلکا سا پنچ مارتی وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولی تو تراب دھیما سا مسکرایا۔۔۔

اینڈ آئی اولیوز لو یو''''''۔۔۔اس کے ہاتھ پہ لگے کینولے پہ لب رکھتے وہ مخمور سا بولا تو داؤد سر نفی میں ہلاتا ہوا باہر کی طرف بڑھا۔ وہ اپنے بھائی کی جیلیسی اچھے سے جان گیا تھا۔۔۔

ہنہہہہ''''''۔۔۔۔اپنے سینے لگے وجود کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتے تراب نے جھک کر اس کے بالوں پہ لب رکھنا چاہے پر عقب سے کسی کے کھنکارنے کی آواز پہ وہ جھٹ سے سیدھا ہوا۔۔

بھیا' آپ کب آئے۔۔۔۔آغا فارز کو سامنے آتا دیکھ تراب نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ لگی مرحا نے ان کا نام سنتے زور سے آنکھیں میچی، اس وقت وہ خود میں ان کے طنز بھرے جملے اور ان کی آنکھوں میں اپنی محبت کے لیے استہزایہ پن دیکھنے کی برداشت نہیں رکھتی تھی۔۔۔

ہاں گڑیا سے ملنے آیا تھا پر شاید یہ سو چکی ہے۔۔۔۔ان کی زیرک نگاہوں نے بڑے ضبط سے اس کی لرزتی پلکوں کی جھلملاہٹ دیکھی تھی وہ جانتے تھے وہ

جاگ رہی ہے بس ان کو دیکھنے کی روادار نہ ہوتی آنکھیں میچ گئی تھی اور یہ بات آغا غارذ کا گلٹ مزید بڑھا گئی تھی کہ پہلے اس کے لیے سب سے اہم وہ ہوا کرتے اور اب ان کی ہی موجودگی سے کتراتی وہ تراب کے سینے میں منہ چھپائے ہوئی تھی جیسے ان کی شکل بھی دیکھنا نہ چاہتی ہوں۔۔۔

نہیں ابھی تو جاگ""""۔۔۔ان کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو دیکھتے اس نے بولنا چاہا۔۔۔

اٹس اوکے اسے ریسٹ کی ضرورت ہے""۔۔۔ سنجیدہ سپاٹ لہجے میں کہتے وہ مضبوط قدم اٹھائے کمرے سے نکلتے چلے گے پیچھے تراب کو شک وشہبات میں ڈالے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ تو کیا ائتے شبِ ہجراں تو کیا کٹتی فراز۔۔۔۔بجھ گئی آخر کو سب شمعیں چراغِ جاں سمیت !

مجھ سے اتنا پیار کرتی ہوں جو میری دوری برداشت نہ کرتی تم بیمار پڑھ گئی ۔۔۔بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی مرحا کے پرمژدہ چہرے پہ نظریں ٹیکائے وہ شوخ سی بولی۔۔۔

تمہیں یاد کرو نگی شکل دیکھی ہے اپنی۔۔۔ گود میں رکھی فروٹس کی پلیٹ میں سے فورک میں کیلے کا ٹکڑا پھنسائے وہ منہ کے قریب لے جاکر بولتی اس کی ساری شوخی پل میں ہوا کر گی۔ فواد کے یوں اچانک جانے کے بعد جب وہ باہر آئی تو فواد کو نا پاتے اس نے درید سے اس کے جانے کی وجہ پوچھی تو وہ لاعلمی کا اظہار کرتا اس کا نمبر ڈائل کرنے لگا جو کہ مسلسل مصروف جارہا تھا۔وہاں سے کوشش بیکار جاتی دیکھ اس نے اس بار داؤد کا نمبر ملایا جو ایک کل کے بعد دوسری کال پر اٹھالیا گیا تھا۔داؤد سے ساری تفصیل لیتے درید نوال کو لیے ہسپتال پہنچا

۔۔۔۔

لعنت ہوں تم پر روحی' یہ نہیں کہ چند گھڑی دوست کو خوش ہو جانے دو۔۔۔ اس کے اگے رکھی پلیٹ کو جھپٹ کر اپنی گود میں رکھتے نوال اس کی بات پہ ناک

سکوڑتے ہوئے بولی تو مرحا نے سر تاسف سے ہلاتے اسے دیکھا جو اس کے لیے لائے فروٹس اب خود کھا رہی تھی۔۔۔

اچھا ویسے ایک بتاؤ" تمہیں یہ اچانک ہوا کیا تھا""۔۔۔اسے چپ ہو کر اپنے کیوٹیکلز سے چھیڑ خانی کرتا دیکھ اب کی بار اس نے سنجیدہ سا سوال پوچھا۔۔۔

ویدر جینیچ فیور ہوا تھا۔۔۔۔نوال کی بات پہ ایک پل کو تو وہ سوچ میں پڑھ گئی کہ کیا کہے پر پھر ہمت کرتے بات بنائی۔۔۔

موسمی بخار نہیں تھا""""یو نو حمزہ کتنے پریشان ہو گیے تھے تمہیں اس حال میں دیکھ۔۔۔اس کے گلاب کی طرح سرخ چہرے پہ نظریں جمائے بولی جہاں اب زردیاں سی گھلی تھی۔۔۔

آئے نو ہم نے سب کو پریشان کر دیا تھا""""پر ہم ایسا تو کچھ نہیں چاہتے تھے ۔۔۔احساسِ ندامت سے سر جھکائے وہ ٹینس سی بولی۔کیونکہ وہ پچھلے دو دن سے سب کو خود کے لیے ہلکان ہوا دیکھ رہی تھی جو کہ اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا اور اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی اس کے تمام ناز اٹھائے جا رہیں تھے اور حمزہ اور تراب تو نہ جانے دن میں کتنے چکر اس کے کمرے کے لگاتے تھے

صرف یہ پوچھنے کہ اسے کچھ چاہیے جیسے وہ پریپ کلاس میں پڑھتی چھوٹی بچی ہوں۔۔۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا جان"""بس میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ ہر اگر کوئی بات تمہیں پریشان کر رہی ہے تو پلیز مجھے سے نہ صیح پر حمزہ سے تو اس بات کا ذکر کرو تا کہ وہ اس مسئلے کو سلواوٹ کرے جو تمہیں پریشان کر رہا ہے۔۔۔اس کے جھکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے نوال نے اس کی صبیحہ پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑتے اسے سمجھایا"شاید وہ دوست ہونے کے ناطے یہ محسوس کر گیی تھی کہ اس کے یوں اچانک بیمار ہونے کے پیچھے کوئی اور وجہ ہے۔۔۔

نن'نہیں نوی ایسی تو کوئی بب" بات نہیں ہے۔۔۔اس کے سوال پہ وہ یکدم گھبرائی تو زبان لڑکھڑا سی گئی۔۔۔

ڈونٹ بی پینیک""" آئے نو کہ اگر کچھ ہو گا تو تم مجھے ضرور بتاؤ گی"""سوریلیکس ہنی۔۔۔اسے یوں گھبرا کر اپنی صفائی میں بولتا دیکھ نوال نے اگے ہو کر اسے گلے سے لگاتے تھپکی دی تو ایک پل کو اس کا دل چاہا کہ وہ اسے سب بتا دے اپنی محبت

سے لے کر اس کے ٹھکرانے تک کا سب کچھ "پر پھر نا جانے کیوں وہ چاہتے ہوئے بھی اسے کچھ بتا نہ سکی۔۔۔

ائے لو یو نوی"""۔۔۔اس کے گرد اپنی بانہیں حائل کرتی وہ نم سے لہجے میں بولی۔اس کی کوئی بہن نہیں تھی اور نوال خان نے کبھی اسے بہن کی کمی محسوس ہونے بھی نہیں دی تھی۔۔۔

لو یو مینی مور ٹائم جانِ من"""""۔۔۔اس کے پھولے نرم گال پر بوسہ لیتی وہ فرطِ جذبات سے اس کے گرد اپنی گرفت پر سختی کرتی ہوئی بولی۔اسے نند کے روپ میں ایک اچھی اور پیار کرنے والی دوست ملی تھی جس پر وہ اپنے اللہ کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بدلتے انسانوں کی بات ہم سے نہ پوچھو غالب۔۔۔ہم نے تو اپنے ہمدرد کو اپنا درد بنتے دیکھا ہے !

ہاں جی وکیل صاحب """آج گیے نہیں اپنے سسرال۔۔۔۔دونوں ہاتھوں میں گرم کوفی کے بھاپ اڑاتے کپ تھامے وہ بالکینی میں آیا تو آرام دہ کرسی پہ ٹیک لگا کر بیٹھے تراب کو برق رفتاری سے گود میں رکھے لیپ ٹوپ پر انگلیاں چلاتے دیکھ پوچھا اور چلتا ہوا آ کر اس کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھا جس پہ رکھے تراب کے پاؤں کو وہ بری طرح جھٹک چکا تھا۔۔۔

ساس نے گھر سے نکال دیا۔۔۔۔حمزہ کے ایکٹ پہ وہ اسے ایک کڑک دار گھوری سے نوازتا ہوا بولا اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھتا وہ ریلیکس انداز میں پھر سے اپنے کام میں جٹ گیا۔۔۔

کیوں کیا وہ مجرموں کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے پاؤں دبانے کا بھی کہنے لگی تھی۔۔۔۔بھاپ اڑاتے کپ کو لبوں سے لگاتے حمزہ نے اس کی طرف شرارتی نظروں سے دیکھتے معصومانہ انداز میں پوچھا۔۔۔

مجرم ہے میرے سالے نہیں جوان کی خدمتیں کرتا پھیروں۔۔۔لیپ ٹوپ پہ مرکوز نگاہوں کو اٹھائے وہ ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پہ مارتا ہوا سنجیدہ بولا جو دو دن سے پاگلوں کی طرح منہ بنائے گھوم رہا تھا۔۔۔

ہو سکتا ہے ان میں سے ہی کوئی ایک تیرا سالا بن جائے" تعلقات ٹھیک رکھا کر ۔۔۔اس کی سنجیدگی سے کام کرنے کو وہ ہوا میں اڑاتا ہوا بولا مقصد صرف تراب سکندر کو زچ کرنا تھا جو وہ کبھی کبھار ہی کرتا تھا۔۔

میرا ایک ہی سالا ہے جو کہ خیر سے ڈاکٹر ہے"""پر اب یہ نہیں پتہ کہ وہ انسانوں کا ڈاکٹر ہے یا ڈنگروں کا۔۔۔کوفی کا گرم گھونٹ بھر کر حلق میں اتارتے اس بار تراب نے اسے چھیڑا جو کہ کب سے اس کے ضروری کام میں اپنی بہن کی طرح انگلیاں کر رہا تھا۔۔۔

منہ دیکھا ہے تم نے اپنا تراب سکندر"""تمہیں لگتا ہے میں اپنی لاڈوں پلی بہن تم جیسے کو دوں گا جسے اپنے ایک عدد ڈیسنٹ سالے سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے اور نہ اس کے پروفیشن کو مخاطب کرنے کا ڈھنگ آتا ہے۔۔۔۔ٹانگ پہ

ٹانگ چڑھاتے حمزہ یوسف نے روعب سے کہتے سامنے والے پر اپنے رشتہ کی ڈھک بیٹھانی چاہی۔۔

ڈونٹ وری سالے صاحب """ یہ بدتمیز غلام شہزادی کو مخاطب کرنے کے سب انداز جانتا ہے بس وہ گستاخ لوگوں کو دیکھتے ذرا بدتمیز ہو جاتا ہے۔۔۔لیپ ٹوپ کی اسکرین گرا کر اسے ٹیبل پہ رکھتے اب کی بار وہ پورے طریقے سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

تو پہلے شہزادی کے بھائی سے بات کرنے کی تمیز سیکھ کر آؤ پھر دیکھتے ہے """"" ۔۔۔ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں وہ تراب سکندر کی ذات کو اگنور کرتا ہوا بولا تو مقابل نے جبڑے بھینچے۔کون کہہ سکتا تھا کہ اس کے ساتھ پنگے بازی کرنے والا گھر کا سب سے کالم اور کم گو بچہ تھا۔۔۔

سالے سے بات کرنے کی تمیز بھی سیکھ لے گے جب کھلا ٹائم ہوا ابھی فلحال فردوس صاحب کو منہ دینے دے جو میری زندگی میں کسی جوک کی طرح چمٹ گیے ہے۔۔۔خالی کپ اس کی گود میں رکھتے تراب نے بیزاریت بھرا منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک دفعہ پھر لیپ ٹوپ میں مصروف ہو گیا۔۔۔

روحی کی طبعیت کیسی ہے اب"""""۔۔۔فر فر انگلیاں چلاتے تراب نے بغیر سر اٹھائے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

کیوں تو صبح سے ملا نہیں ہے اس سے۔۔۔اسے مرحا کی طبعیت کا خود سے پوچھتا دیکھ حمزہ بے یقین نظروں سے اس کی طرف دیکھتے سوالیہ ہوا جو جب سے وہ بیار ہوئی تھی دن میں سو مرتبہ مرحا یوسف کے کمرے میں پایا جاتا تھا۔۔۔

صبح سے تو وہ چیپک نوال خان""""مطلبہ نوال حمزہ یوسف اس کو کمرے میں لیے گھسی بیٹھی ہے ملتا کیسے۔۔۔۔حمزہ کے پوچھنے پہ وہ ناک سکوڑتا ہوا بولنے لگا جب حمزہ کی گھوری پہ جلد نام کی تصیح صیح کر گیا۔۔۔۔

روز ملتا ہی ہے نہ آج اسے مل لینے دے وہ کتنے دونوں بعد آئی ہے۔۔۔شوہر نامدار فوراً اپنی منکوحہ کی سپورٹ میں بولے جس پہ تراب نے کڑک دار گھوری سے اسے نوازتے ہوئے کہا۔۔۔

!!!!! رن مرید

بی پراؤڈ ٹو آرن مرید"""""۔۔۔بدلے میں وہ بھی اس کی بات پہ ڈھٹائی سے مسکراتا ہوا فخر سے کالر اچکائیں بولا تو تراب نے ایک بے تاثر نگاہ اس جوروں کے

غلام پہ مارتا واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا جو یوں پراؤڈ کر رہا تھا جیسے گنیز بوک اوف ورلڈ ریکورڈ میں نام آیا ہو۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میرے سر کی کھائی ہوئی تیری جھوٹی قسمیں۔۔۔ہائے ظالم اب مجھے اکثر جھار رکھتا ہیں۔

کیا ہوا تھا چڑیلوں کی سردارنی کو""۔۔۔۔داؤد سے بغلگیر ہوتے رافع نے صوفے پہ اپنی نشست سنمبھالتے دانستہ طور پہ مرحا کی طبعیت خرابی کا پوچھا تھا

۔۔۔

جن عاشق ہو گیا تھا چڑیل پہ"۔۔۔۔اس کے عین سامنے بیٹھتے داؤد نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے کہا۔۔۔

پھر اترا کہ نہیں۔۔۔۔مقابل نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔وہ آج دو دن بعد مرحا کی طبعیت پوچھنے آیا تھا اپنی امی کے ہمراہ جو لاونج میں خواتین کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

اترا"""اگلا ہاتھ جوڑا کے معافی مانگ کر گیا تھا کہ غلطی ہو گی اس چڑیل سے چمٹ کر"""۔۔۔وہ جس کی حالت حمزہ کی بانہوں میں نیم جاں پڑی مرحا یوسف کو دیکھتے حلق میں اٹک آئی تھی وہ آج پھر اس کا ذکر جلن بھنے لہجے میں کر رہا تھا ناجانے یہ کیسی محبت اور انیست تھی کہ اسے خوش دیکھنا بھی گورا نہیں تھا اور تکلیف میں دیکھنا تو سوہانِ روح تھا جیسے۔۔۔۔

کیسی ہو روحی"""""۔۔۔۔ڈرائینگ روم کے دروازے سے نوال کے حصار سے لگ کر آتی مرحا کو دیکھتے رافع تہذیباً اپنی جگہ سے کھڑا ہوتے بولا۔سب کی طرح اسے بھی مرحا یوسف عزیز تھی کیونکہ ان کا ساتھ بچپن سے تھا۔۔۔تمہاری دعاؤں سے بالکل ٹھیک ورنہ کچھ لوگ تو دعائیں کر رتے رہے گیے کہ ہم ایمرجنسی سے آئی سی یو میں شیفٹ ہو جائیں۔۔۔۔رافع کے دائیں جانب رکھے

صوفے پہ بیٹھتی وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں داؤد پہ خفیف سا طنز مارتے ہوئے بولی گویا وہ اس کی ساری بکواس سن چکی ہے۔۔۔

تم بیٹھو میں آتی ہوں""۔۔۔اسے صوفے پہ آرام دہ حالت میں بیٹھاتے نوال نے اسے آنکھوں سے اشارہ کرتے کہا تو مرحا نے سر اثبات میں ہلاتے اسے جانے کے کہا۔۔۔

بس کبھی تو خدا ہم جیسے غریبوں کی دعائیں بھی سنے گا' انشاءاللہ""۔۔۔۔کان کی لو کھجاتے داؤد نے فار سلینگ سے بنی چھت پہ کچھ کھوجتے ہوئے کہا جس پہ مقابل نے پیشانی پہ ننھے سا بل ڈالے اس چیچڑ کو گھورا جو ہسپتال میں تو بڑا میری جان میری جان کرتا نہیں تھک رہا تھا۔۔۔

ایک لوگوں کے بھائی ہوتے ہیں جن کے منہ بھی اچھے ہوتے ہے اور باتیں بھی اور ایک ہمیں ملا ہے نرا در فٹے منہ""۔۔۔کمر کے پیچھے سے کشن نکال کر اپنی گود میں رکھتے وہ سنمبھالی ہوئی حالت میں بھولی۔ان کی لڑائی جھگڑے ایک طرف پر وہ ایک دوسرے کے روبرو آتے پچھلی تمام باتیں ذہن سے جھٹک دیتے تھے۔۔۔

لوگوں کی بہنیں ہوتی بچپن میں مرور جاتی ہے ایک ہماری ہے انیس بیس سال کی ہوگی ہے مرنے والی سائیڈ پر آتی ہی نہیں ہے۔۔۔ گردن پر ہاتھ پھیرتے داؤد نے ادھر اودھر نظریں دوڑاتے شرارت سے بھرپور لہجے میں پھلجڑی چھوڑی تو ثمنے جبڑے سختی سے بھینچے۔ جبکہ رافع نے سرتاسف میں ہلاتے اس شخص کو دیکھا جو پل میں اگلے بندے کا بی پی ہائی کر دینے کا ہنر رکھتا تھا۔۔۔

لوگوں کے بھائی ہوتے عمران عباس جیسے خوبصورت اور ڈیشنگ لوکس کے مالک ہوتے ہے اور ایک ہمارا ہے چاہت فتح علی خان کی بھی تھرڈ کاپی لگتا ہے ۔۔۔ مخملی بالوں والے کشن پہ ہاتھ پھیرتے اس نے بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیا تو رافع نے اس بار گھور کر اس سفید ہرنی کو دیکھا جو خود بھی کبھی داؤد سکندر کو چھیڑنے سے باز نہیں آتی تھی۔۔۔

لوگوں کی بہنیں ہوتی ہے بولتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے کوئل چہچہا رہی ہوں اور ایک ہمارے نصیب میں آئی ہے بولتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے گدھی ڈھیچو ڈھیچو کر رہی ہوں۔۔۔۔اور پھر جوابی کاروائی کرنے میں داؤد سکندر کا کوئی ثانی نہیں تھا۔۔۔

داؤد سکندر آئے وانا کیل یو""""""۔۔۔ گود میں دھرے کشن کو اپنی پوری قوت سے اس کی سمت پھینکتی وہ شیرنی کی طرح غرائی۔ باقی سب تو ٹھیک تھا مگر اپنی نرم اور معصوم آواز کو اسے گدھے سے تشبیہہ دیتا دیکھ مرحا یوسف کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں """""۔۔۔ وہ جو باہر سے نماز پڑھ کر ابھی گھر میں داخل ہوا تھا ڈرائینگ روم سے آتی اپنی بابلز کی غصے سے بھری آواز پہ ماتھے پہ بل ڈالے اس نے اندر آتے سختی سے استفسار کیا۔۔۔

بھیا دیکھے یہ سڑا ہوا کدو ہمیں گدھا کہہ رہا ہے۔۔۔ تراب کو اندر آکر سوالیہ ہوتا دیکھا وہ فورا سے شیکایتی ہوئی۔۔۔

بھیا جھوٹ کہہ رہی ہے یہ میسنی عورت میں نے گدھا نہیں گدھی کہا ہے ۔۔۔اس شکایتی ٹاٹو کو گھورتے داؤد نے اس کے مذکر مونئث کی تحیص کروائی

۔۔۔۔

داؤد میں آخری بار سمجھا رہا ہوں بہن سے تمیز سے بات کرا کروں تا کہ وہ بھی آدب سے پیش آئے۔۔۔اس کے برابر خالی جگہ پہ بیٹھتے تراب نے اسے

گھوریوں سے نوازتے سمجھایا کیونکہ صرف اس کی بدزبانی کی وجہ سے اس معصوم گڑیا بھی بگڑتی چلی جارہی تھی۔۔۔

بھیا یہ کہہ رہا تھا کہ لوگوں کی بہنیں مرتی ہے تو تم کیوں نہیں مرتی۔۔۔ خود کے اور اس کے درمیان بچی خالی جگہ کو سمیٹتے وہ اس کے کندھے سے لگتی ہوئی بات کو اپنے حساب سے گھوما پھیرا کر بولی تو داؤد نے گھور کر اس فسادن کو گھورا جو اس کے بھیا کے سامنے اوور لوڈیڈ انوسینٹ بن جایا کرتی تھی۔۔۔

تم انسان کے پتر بن جاؤ داؤد ورنہ ایک کان کے نیچے لگاؤ نگا اگر آئندہ تم نے میرے ٹوئٹی کو کچھ کہا ہو تو۔۔۔ اپنے کندھے پہ ٹیکی اس کی گال پہ جھولتی اس کی آوارہ لٹوں کو دھیرے سے کان کے پیچھے اڑاستے داؤد کو ورانگ دی گئی۔۔۔

انسان کا ہی ہوں کیا لگتا نہیں ہوں"""""۔۔۔ اپنے بھیا کو غصے میں آتا دیکھ اس کی شوخی پل میں ہوا ہوئی تھی تو وہ ترچھی نظروں سے کہتا رافع کو دیکھنے لگا جیسے اس سے اپنے انسان ہونے کی نشاندھی چاہ رہا ہوں جبکہ اس کے یوں پوچھنے پہ رافع نے لبوں کو دباتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

شکل سے تو لگتے ہوں اس لیے لازم ہے کہ حرکتوں سے بھی لگوں۔۔۔۔اپنا کسرتی بازو اس کے گرد حائل کرتے تراب نے اسے اپنے حصار میں بھرتے اس پہ خفیف سا طنز مارا ایسے کہ ان کے بیچ نا محسوس انداز میں فاصلہ برقرار تھا۔۔۔

میرے سوہنے کی طبعیت کیسی ہے اب۔۔۔۔داؤد کو نصیحت کرتے وہ اپنے پروں میں چھپی چڑیا کی جانب متوجہ ہوا جو اس کے کندھے پہ سر رکھے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے ہم آپ پریشان نہ ہو۔۔۔۔۔اس کے انگلی میں سجے سرخ پتھر سے چھیڑ خانی کرتے وہ دھیرے سے بولی تو تراب نے جھکتے اس کے بالوں پہ بوسہ دیا جب اچانک اس کی نظر خود کی طرف تکتی چار شرارتی آنکھوں سے ٹکرائی جو بڑے وسوق سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

پھٹو یہاں سے۔۔۔۔دبے لب اس نے انگلی سے ان دونوں کو کمرے سے نکلنے کو کہا تو وہ بغیر چوں چراں کیے معنی خیزی سے مسکراتے وہاں سے واک آوٹ کر گیے پیچھے اب وہ دونوں اکیلے تھے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم بیٹھ کر تنہا کسی ویران گوشے میں۔۔۔ہوا سود کھ سنائیں گے، تجھے ہم بھول جائیں گے !

سرخ اینٹوں سے معمار ہوئی حویلی کے میناروں پہ شام ٹھنڈی سی اتری تھی۔افق پہ جامنی رنگ سی نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔سر سبزہ کی بڑھی ہوئی گھاس ٹھنڈی پر سکون ہواؤں کے ساتھ اٹکیلیاں کرتی نظر آرہی تھی۔

بھابھی کیسی تھی میرال"""""۔۔۔۔چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑ کر صوفے پہ بیٹھتی سبین مامی نے چائے کی چسکی بھرتی مہتاب مامی سے پوچھا جو کر وفر سے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھی تھی۔۔۔

ماشاءاللہ سے بالکل ٹھیک تھی""""۔۔۔لپسٹک سے مزین لبوں پہ گہری مسکراہٹ سجائے وہ لاڈلی بھتیجی کا ذکر کرتی پر مسرت ہوئی۔۔۔

اب تو عدت پوری ہو گی ہے تو لے آتی ساتھ "کچھ دن رہ لیتی یہاں۔۔۔یہ کہنے والی حورے بیگم تھی جو عصر کی نماز پڑھ کر پرئیر روم سے باہر نکل رہی تھی۔۔۔

اب تو ایک دفعہ ہی آئے گی دھوم دھام سے۔۔۔ مسکراتی ہوئی نظروں سے ان کی بات کا جواب دیتی وہ کپ لبوں سے لگاتی ان دونوں کو حیرت میں ڈال گئی

۔۔

مطلب بھابھی""۔۔۔۔دونوں یک زبان ہوئی۔۔۔

مطلب یہ کہ میں نے بھائی جان سے اپنے آغا کے لیے میرال کا ہاتھ مانگا ہے"" اور انھوں نے باخوشی ہاں کر دی ہے۔۔۔دونوں کو حیرت بھرے تاثرات کو دیکھتے انھوں نے لفظوں کی لائین لگائی۔اپنے لاڈلے بیٹے اور بھتیجی کی بات کرتے وقت ان کے چہرے پہ الوہی سی چمک تھی اور لہجے میں دنیا بھر کی مٹھاس

۔۔۔۔

ارے واو ماشاءاللہ بھابھی مبارک ہو اُپ کو""۔۔۔۔ان کے چہرے سے پھوٹتی خوشی سے وہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ اس رشتے سے کس قدر خوش اور مطمین تھی۔۔۔

بالکل بہت بہت مبارک ہو آپ کو اللہ ہمارے دونوں بچوں کو ڈھیر ساری خوشیاں نصیب کرے۔۔۔پر رونق چہرے پہ خالص خوشی کے تاثرات اور مسکراہٹ سجائے حورے بیگم نے دلی مبارک باد دی کیونکہ وہ دونوں ہی ان کے دل کے بہت قریب تھے۔۔۔

آمین""""اور تم سناؤ بہو کہاں ہے تمہاری" کب رخصتی لے رہی ہو اس کی ۔۔۔۔ان دونوں کو خوش ہوتا دیکھ ان کا دل مزید خوشی سے بھرنے لگا تھا کہ ان کا فیصلہ بہت اچھا ہے پر اب یہ تو آنے والے وقت نے بتانہ تھا کہ کس قدر اچھا تھا۔۔۔

صبح سے آئی ہوئی تھی بس ابھی درید آکر لے کر گیا ہے""""اور رخصتی بھی ہو جائے گی جب نصیب میں ہوئی ابھی تو فلحال اپ کا لاڈلہ سپوت نہیں مانتا۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی تسبیح کے دانے کو گراتی وہ محبت بھرے لہجے میں اپنی بہو کا تذکرہ کرتی بولی کہ اگر انھیں ان کی بھتیجی عزیز تھی تو ان کی بہو بھی ان کے دل کے بھی قریب تھی۔۔۔۔

مان جائے گا ذرا آغا کی شادی ہو لینے دو پھر دیکھنا کیسے رخصتی رخصتی کا شور اٹھاتا ہے۔۔۔ان کی بات پہ وہ قہقہ لگاتی ہوئی بولی۔آج ان کی خوشی چہرے سے بیاں ہو رہی تھی۔۔۔۔

انشاءاللہ خیر سے آئے وہ دن"۔۔۔ان کی خوشی پہ خوش ہوتے سبین مامی نے دل سے کہا تو ان دونوں نے زیر لب آمین کہا۔۔۔۔

روحی کدھر ہے "طبعیت ٹھیک ہے اب اس کی""۔۔۔تمام باتوں کے بعد انھیں اب اس کی یاد آئی تھی جس کی طبعیت کا پوچھنے وہ خاص کر آئی تھی۔جبکہ انھیں باتوں میں لگائے حورے بیگم مغرب کی نماز ادا کرنے کے لیے اٹھ کے جا چکی تھی۔۔۔۔

شکر ہے اللہ کا اب ٹھیک ہے بھابھی ورنہ جس طرح اس کی حالت ہوئی تھی ہم سب کی جان حلق میں آ گئی تھی۔۔۔مرحا کی گزشتہ روز ہوئی طبعیت خرابی کا یاد کرتے سبین مامی نے جھرجھری سی لیتے بتایا لہجے میں اب بھی وہی خوف سا تھا جو اس دن اسے بیہوش دیکھ محسوس ہوا تھا۔۔۔

کہاں وہ "کمرے میں ہے اپنے"۔۔۔ادھر اودھر نظریں دوڑاتے انھوں نے ریلینگ کے پار سے نظر آتے بند دروازے کی سمت دیکھتے پوچھا کہ شاید وہ کمرے میں ہوں۔۔۔

نہیں ابھی تراب باہر لے کر گیا تاکہ کچھ فریش فیل کر سکے۔۔۔۔ٹیبل پہ پڑے چائے کے کپوں کو ڈش میں رکھتی وہ مرحا کی غیر موجودگی کا سبب بتاتے بولی۔۔۔

اور باقی شیطان پارٹی۔۔۔اس بار دانستہ طور پہ داؤد اور اس کے چیلے کا پوچھا گیا تھا۔۔۔

وہ بھی زبردستی ڈگی میں گھستے ان کے پیچھے پیچھے نکل گیے تراب کا خرچا کروانے کے لیے۔۔۔ڈش پکڑ کر کھڑی ہوتی وہ داؤد اور حیدر کا تراب کے پیچھے لگنا یاد کرتی ہوئی بولی تو مہتاب مامی مسکرا اٹھی ان کے بچوں جیسی حرکتوں پہ۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میرے ہوتے ہوئے گر تجھ کو نہیں فکر میری۔۔۔ میرے نا ہونے سے کیا فرق پڑے گا تجھ کو

وہ اسے ایک آئسکریم پارلر میں لے کر آیا تھا جس کے فلیورز مرحا یوسف کے فیورٹ تھے تبھی سردی اور اس کی طبعیت کی پرواہ کیے بغیر وہ اسے یہاں لے آیا تھا جانتا تھا وہ ایسے ہی خوش ہو گی۔۔۔۔

دو اپنا اپنا آڈر۔۔۔ ویٹر کو ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلاتے تراب نے اپنے سامنے بیٹھے دو نمونوں کو کہا جو زبردستی اس کے گلے میں آن پھنسے تھے جبکہ اپنا اور مرحا کا آڈر وہ خود ہی لکھوا چکا تھا۔۔۔

آپ کے پاس کتنے فیلورز ہے"۔۔۔۔ ہاتھ میں پکڑے کارڈ پہ سرسری سی مارتے داؤد نے سر اٹھائے ویٹر کی جانب دیکھتے پوچھا۔۔۔۔

سر تقریبا بارہ فلیورز ہے اس وقت""۔۔۔۔ ویٹر نے کچھ سوچتے ہوئے بتایا

۔۔۔

ٹھیک ہے پھر سارے فلیورز کا ایک جمبو کپ بنا کر لے آؤ۔۔۔کارڈ ٹیبل پہ ڈالتے وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے مزے سے بولا تو تراب نے بڑے ضبط سے اس کاندیدہ پن ملحاظ کیا۔۔۔

میرے لیے بھی سیم بٹ ایکسٹر ٹوپینگ کے ساتھ """"۔۔۔۔پھر چیلا کیسے اپنے مرشد سے پیچھے رہ سکتا تھا۔۔۔

پہلی دفعہ کھانے لگے ہو یا آخری دفعہ ۔۔۔ویٹر کے جاتے وہ دونوں کہنیاں ٹیبل پہ جمائے کچھ اگے کو ہو کر بیٹھتا دانت پیستے ہوئے ان دونوں سے مخاطب ہوا جو کسی بڑے اٹیٹیچر کی طرح عمارت کی انٹینیر ڈایزاینیگ پر غور و فکر کر رہیں تھے۔۔۔

نیلسن منڈیلا نے کہا کہ اپنی زندگی کا ہر کھانا یوں کھاؤ جیسے پہلی اور آخری دفعہ کھا رہیں ہو۔۔۔رائیٹ سائیڈ پہ بیٹھی لڑکیوں کی گروپ کی طرف دیکھتے داؤد سکندر نے ہاتھوں کی مدد سے اپنے بالوں کو سیٹ کرتے اسے بتایا۔۔۔

یہ اس نے تمہیں خود آکر کہا تھا۔۔۔آنکھیں چھوٹی کیے وہ حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے بولی کیونکہ داؤد کی سنجیدگی اور کنفیڈینٹ دیکھ کر اسے یوں ہی لگا تھا جیسے واقعی ہی نیلسن منڈیلا نے ایسا کچھ کہا ہو۔۔۔

نہیں میسج پر کیونکہ زمانہ ترقی کر رہا ہے بھنڈی تمہاری طرح نہیں ہے جو زمین چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے۔۔۔اس کی ناک کو پکڑ کر سختی سے کھینچتے حیدر نے اس کی تمام کزنوں کے برعکس چھوٹی ہائیٹ پہ ٹونٹ کیا جو اس وقت بھی ڈھیلے کپڑے پہنے کیوٹی بونی لگ رہی تھی۔۔۔

بھیا دیکھے اس نے ہمیں بلک پلیس میں پہلے بھنڈی کہا پھر ہمارا ناک کھینچا اور اب ہماری ہائیٹ پہ ٹیس کر رہا ہے۔۔۔سینے پہ بازو باندھے وہ ناک سکوڑتے ہوئے ساتھ بیٹھے تراب کے اگے شکایتی ہوئی تو اس نے ایک نظر اس کے سرخ ہوئے ناک کو دیکھتے ایک بے تاثر نگاہ حیدر پہ ڈالی۔۔۔

یہ چاہتا ہے کہ جس ہائیٹ پہ یہ اتنا اچھل رہا ہے میں اس کی ٹانگیں توڑتے اسے موجو جو کا بھائی بنا دوں کیوں حیدر ایسا ہی ہے نہ۔۔۔میز پہ اگے کی طرف جھکتے

وہ حیدر کی شرٹ کو سینے سے دبوچتے غصے سے دبدبہ سا بولا تو مقابل کے گلے میں گلٹی سی بھر کر معدوم ہوئی۔۔۔

سس "سوری بھیا مجھے اپنی ٹانگیں عزیز ہے"۔۔۔۔پل میں مقابل کی شوخی ہوا ہوئی تھی کیونکہ تراب سکندر مرحا یوسف کی ذات کو لے کر کسی قسم کا کوئی مذاق برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

جیسے ٹانگیں عزیز رکھی ہے نہ اس طرح منہ بھی عزیز رکھو کیونکہ عنقریب یہ میرے مکے کی نظر ہونے والا ہے۔۔۔۔دائیں ہاتھ کا مکہ بناتے وہ اسے ڈرانے کی خاطر اس کے منہ کے قریب لے جاتے بولا تو حیدر ڈرتے پیچھے ہوا۔۔

یہ بھی اتنا ہی اس بھنڈی کو تنگ کرتا ہے جتنا کہ میں مگر آپ مجھ معصوم کے پیچھے ہی پڑھ گیے ہے۔۔۔داؤد کو زبدستی اگے کرتے وہ اس کی اوٹ میں چھپتا ہوا یوں بولا جیسے ناجانے بڑے بھائی کا کتنا خوف ہو اس پر۔۔۔

بندر دیکھنا ذرا وہ پنک سوٹ والی تمہیں ہی دیکھ رہی ہے نہ۔۔۔۔لڑکیوں کے گروپ کی جانب پر سوچ انداز میں دیکھتے مرحا نے اس کی رائے لینی چاہی۔۔۔۔

دیکھاؤذرا کونسی """"۔۔۔پل میں ساری ایکٹینگ کو بالا طاق رکھتے وہ بالوں کو سیٹ کرتے وہ فورا سے اگے ہوتا ان لڑکیوں میں اس پنک سوٹ والی کو ڈھونڈنے لگا جو حیدر فرقان پر لائن مار رہی تھی۔۔

وہاں کیا ڈھونڈ رہا ہے بھابھی یہاں ہے۔۔۔گدی سے پکڑ کر اس کا رخ گلاس وال کی طرف کرواتا داؤد مسکراہٹ دبائے بولا جہاں تیز پنک سوٹ پہ بھر بھر میک اپ کیے ڈولی کی کوئی سہیلی کھڑی حیدر کو دیکھتے مسکرا رہی تھی۔۔۔

ماشاءاللہ بھابھی تو بہت پیاری ہے "ہے نہ بھیا۔۔۔حیدر کی حالات سے انجوائے کرتے اس نے تراب کی بھی حامی لینی چاہی۔۔۔

بالکل۔۔۔ویٹر سے ڈش پکڑے وہ مرحا کے اگے اس کی آئسکریم رکھتا ہوا بولا

۔۔

بابو تم بہت ہوٹ ہو۔۔۔حیدر کو دیکھتے ڈولی کی بہن نے اپنی ٹھرک جھاڑی جو گلاس وال ہونے کے باعث ان تک نہ پہنچ سکی تھی البتہ اس کے لبوں کی حرکت اور اس کے آنکھ کے اشارے سے وہ سمجھ چکے تھے کہ بھابھی کو بھائی پسند ہے

۔۔۔

لاحولہ واللہ قوت""۔۔۔آنکھیں بند کیے وہ دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا بولا تو دوسری طرف کھڑی ڈولی کی سسٹر ہنستی ہوئی اگے کی طرف بڑھی۔۔۔

بندر جلدی سے آئسکریم کھالوں یہ نہ ہو کہ تمہاری ہوٹنیس سے پگھل جائے ۔۔۔چمچہ بھر کر منہ میں ڈالتے مرحا نے اسے چھیڑا تو وہ تراب کی ورانگ کے باعث ایک قہر بھری نظر اس پہ مارتا اپنی آئسکریم سے دو دو ہاتھ کرنے لگا

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جس شخص نے مجھ کو جو یوں بھلا دیا۔۔۔میں پھر رہا ہوں پاگل اس شخص کی یاد میں

بڑی بڑی نفیس فینسی لائٹوں کی روشنی میں آغا ہاؤس کی اندرونی عمارت میں دودھ سی سفید پھیلی ہوئی تھی۔چوبیس کرسیوں والے بڑے ڈائینگ ٹیبل پہ

اس وقت دنیا جہاں کی تمام نعمتیں موجود تھی مگر کھانے والے صرف چار افراد تھے۔۔۔

کھانا کیسا بنا ہے آغا۔۔۔ انھیں پورے وسوق کے ساتھ اپنی پلیٹ پہ جھکا دیکھ مہتاب مامی نے سوال کیا۔۔۔

اچھا ہے 'کیا آپ نے بنایا ہے "" ۔۔۔ ان کے سوال پہ انھوں نے سر اٹھائے ان کی طرف دیکھتے اچنبھہ سے پوچھا جبکہ فواد موبائل میں دیکھتا ساتھ چھوٹے چھوٹے نوالے لے رہا تھا۔۔۔

بالکل کیا تم نے ٹیسٹ نہیں پہچانا "" ۔۔۔ ان کے پوچھنے پہ وہ چہرے پہ سنجیدگی لاتی بولی۔ آج انھوں نے کتنی محنت کر کے ان کی تمام فیورٹ ڈشیز بنائی تھی تاکہ ان کا موڈ اچھا ہو سکے پر یہاں تو وہ اس خاص کھانے کو بھی میری کے ہاتھ سے بنا عام ڈنر سمجھے کھا رہیں تھے۔۔۔

نہیں دراصل وہ آفس کی ٹینشن میں دھیان نہیں دے سکا "" سوری کھانا بہت مزے کا ہے۔۔ ماں کے چہرے کے تنے تاثرات کو دیکھتے انھوں نے سمجھداری سے بات بنائی کیونکہ وہ ڈائریکٹ یہ نہیں کہے سکتے تھے کہ ہاں واقعی ہی وہ یہ

سمجھ رہیں تھے کہ کھانا ہمیشہ کی طرح آج بھی میری نے بنایا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ اسے دل میں اپریشئیٹ بھی کر رہیں تھے کہ آج اس نے بہت محنت سے اتنا اچھا کھانا بنایا تھا۔۔۔

اچھا اب آفس کی ٹینشن چھوڑو اور فوڈ انجوائے کرو میں نے سب تمہاری پسند کا بنایا ہے "بلکہ ٹھہرو میں سویٹ ڈش لاتی ہے وہ بھی تمہاری پسند کی بنائی ہے ۔۔۔ان کی تقریباً خالی ہو چکی پلیٹ کو پھر سے بھرتی وہ چیئر کھسکاتی اٹھی اور مسکراتے لہجے میں بولتی کیچن کی جانب بڑھی۔۔۔

واقعی کھانا ماما نے بنایا ہے۔۔۔مہتاب مامی کو کیچن میں گم ہوتا دیکھ وہ انہماکانہ انداز میں کھانا کھاتے آغا ماموں کی طرف جھکتے سرگوشیانہ انداز میں بولے کہ کہی ان کی ذرا سی آواز بھی ان کی ماں کے کانوں میں نہ پڑ جائے۔۔۔

مجھے خود ابھی تمہارے ساتھ ہی اس راز کا پتہ چلا ہے۔۔۔ایک احتیاط بھری نظر کیچن کے دروزاے پہ مارتے انھوں نے بھی رازدانہ انداز میں سرگوشی بھری۔۔۔

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے بکرا عید سے پہلے ہی بکرے کی قربانی ہونے والی ہے۔۔۔۔خود کو موبائل میں گم کیے نظر آنے والے فواد نے سنجیدہ سا چٹکلہ چھوڑا مطلب وہ ان کی گفتگو سے اتنا بھی بے خبر نہیں بیٹھا تھا۔۔

چھوٹے آغا تم موبائل میں ہی مصروف رہو تو بہتر ہے۔۔۔۔مہتاب مامی کو ہاتھ میں ڈش تھامے کیچن سے نکلتا دیکھ آغا فارذ نے چہرے پہ مسکراہٹ سجائے دھیمی آواز میں اسے گھورتے ہوئے کہا تو وہ مسکراہٹ دبائے کندھے اچکا گیا

۔۔۔۔

ہیر از یور فیورٹ گڑ کے چاول""۔۔۔۔خوبصورت طرز کی ماربل کی ڈش کو ٹیبل کے سینٹر میں رکھتے وہ ان کی طرف خوشی سے دیکھ کر بولتی ڈش کے اوپر کا ڈھکن سرکا گئی۔۔۔

واؤوو"" تھینکس موم۔۔۔ڈرائے فروٹ کی دبیز تہہ سے سجے گڑ کے چاولوں کو دیکھتے ان کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا کیونکہ سویٹ ڈش میں یہ ان کی موسٹ فیورٹ ڈش تھی اور ان کی گڑیا کی بھی۔۔۔۔

یور ویلکم ہنی۔۔۔ان کا بیٹا خوش ہو گیا تھا تو وہ بھی مطمئین ہوتی واپس اپنی جگہ پہ آکر بیٹھی۔۔۔

گڑیا کو بھی بھیجوا دیجئیے گا""۔۔۔صاف پلیٹ میں اپنے لیے چاول نکلتے انھوں نے ہمیشہ کی طرح ہر چیز میں پہلے اسے یاد کیا۔۔۔

میں نے سوچا کے کھانے کے بعد تم خود ہی دے آنا طبعیت پوچھنے جاؤ گے نہ ۔۔۔اپنی پلیٹ جو وہ یونہی چھوڑے کیچن میں چلی گئی تھی اپنی طرف سرکاتی ہوئی بولی تو یکلخت ان کا منہ کی طرف جاتا ہاتھ فریز ہوا وہ تو ان سے ناراض ہوئی ہوئی تھی تو وہ کیسے اس کے سامنے جا سکتے تھے اور وہ جانا بھی نہیں چاہتے تھے۔۔

کیا سوچنے لگے جلدی کھاؤ ٹھنڈے ہو گے تو تمہاری لاڈلی نے سو نخرے دیکھانے ہیں۔۔۔انھیں ہنوز پلیٹ میں پڑے چاول کے دانوں کو گھورتا دیکھ وہ ان کے اگے ٹیبل بجاتی ہوئی بولی تو وہ ہوش میں آتے سر اثبات میں ہلانے لگے اب وہ انھیں کیسے بتاتے کہ ان کی لاڈلی کس راہ کی مسافر بنتی ان سے بھی اپنا ہمسفر بننے کی خواہش کر رہی تھی اور ان کے جارحانہ اور سفاک انکار پہ وہ کیسے ہسپتال جا پہنچی تھی۔اس لیے اب انھوں نے عہد کیا تھا کہ وہ اس کے سامنے نہیں جائینگے نہ وہ

اس کے روبرو ہونگے اور نہ اس کے دل میں انھیں پانے کی خواہش جاگے گی مگر یہ ان کی سوچ تھی کہ اس کے سامنے نہ جانے سے اس کی محبت ختم ہو جائے گئی

۔۔۔۔

ویسے ماما آج یہ اتنا اہتمام کس خوشی میں تھا۔۔۔آغا فارذ کو خیالوں میں کھویا دیکھ فواد نے اپنے دل میں مچلتا سوال پوچھا جبکہ پوچھنا انھیں چاہیے تھے جن کی سوچوں کے دھاگے کہی اور الجھے ہوئے تھے۔۔۔

میں نے اور تمہارے بابا نے آغا کا رشتہ پکا کر دیا ہے میرال کے ساتھ۔۔۔وہ چاول کا بھرا چمچہ پر سکون انداز میں منہ میں رکھتی سامنے بیٹھے شخص کو بے سکون کر گئی جبکہ اپنا نام بے فضول میں استعمال کرتا دیکھ آغا ماموں نے گھور کر اپنی بیوی کو دیکھا۔۔۔

واٹ """ کس سے پوچھ کر کیا ہے آپ نے۔۔۔چمچہ پلیٹ میں پٹکتے وہ سرد لہجے میں بولے۔آنکھوں میں ایک اجیبی سی بے چینی در آئی تھی۔۔۔

اب اپنے بیٹے کا رشتہ کرنے کے لیے میں لوگوں کی رضامندی لیتی پھروں ۔۔۔۔ حسبِ توقع انھیں غصے میں آتا دیکھ وہ بھی کھانے سے ہاتھ کھینچتی ماں ہونے کا روب جھاڑتی ہوئی بولی۔۔۔۔

لوگوں سے نہ سہی پر اس سے تو لیتی جس نے زندگی گزارنی ہے۔۔۔۔اپنے بھائی کے چہرے پہ چھائے پتھریلے تاثرات کو دیکھتے وہ بیچ میں بول پڑا۔ جس نے آج تک اس کی ہر خواہش پوری کی تھی اب بھلا وہ اس کے ساتھ کیسے زبردستی ہوتے دیکھ سکتا تھا۔۔۔

تم چپ کرو تم سے کسی نے رائے نہیں مانگی۔۔۔۔فواد کا یوں بولنا انھیں ہرگز پسند نہیں آیا تھا کیونکہ انھیں ایسا لگا تھا کہ وہ اس رشتے سے خوش ہوگا آفٹر آل میرال اس کی بہت اچھی دوست تھی۔۔۔۔

وہ نہیں بول سکتا کیونکہ وہ چھوٹا ہے پر میں تو بول سکتا ہوں 'اور میں کہہ رہا ہوں مجھے یہ رشتہ کسی صورت منظور نہیں آپ ابھی ماموں سے فون کر کے معزرت کرینگی کیونکہ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔۔۔روب سے کرسی دھکیل کر کھڑے

ہوتے وہ بے تاثر لہجے میں انھیں اپنے فیصلے سے آگاہ کرتے لمبے لمبے ڈھاگ بھرتے باہر کو نکلتے چلے گے جبکہ پیچھے وہ انھیں روکتی ہی رہ گی۔۔۔۔

آپ نے کچھ بولا کیوں نہیں اسے۔۔۔۔آغا فارذ کے جاتے وہ غصیلے تاثرارت لیے آغاماموں کی طرف مڑتی ہوئی بولی جو آرام سے اپنا کھانا ختم کرنے میں لگے تھے جیسے سامنے چلتے لائیو ٹیلی کاسٹ سے انھیں کوئی سروکار نہ ہو۔۔۔۔

آپ نے بات کرنے سے پہلے مجھے سے مشورہ لیا تھا جو میں میرال کے رشتے کو جیسٹیفائے کرتا۔۔۔۔ نیپکین سے ہاتھ اور منہ پونچھتے انھوں نے انھیں خشگمین نظروں سے گھورتے ہوئے خود کو اس کیس سے بری الازمہ کیا۔۔۔

میں ماں ہوں کیا میرا اتنا بھی حق نہیں کے اپنے بیٹے کے لیے کوئی فیصلہ لے سکوں۔۔۔ان کی شکایتی نظروں کو نظرانداز کیے وہ اب بھی اپنی بات پہ متفق تھی۔۔۔

تو اب یہ ماں خود ہی بارارت لے کر چلی جائے۔"میری'میری کوفی اسٹڈی میں لے کر آؤ۔۔۔کرسی دھکیلا کر وہ کھڑے ہوئے اور ان کی بات پہ طنزیہ مسکرا ہوئے بولتے میری کو آواز لگائے ان کی گھوریوں کو کسی خاطر میں لائے بغیر

اسٹڈی کی طرف بڑھے تو پیچھے وہ اتنے بڑے ٹیبل پہ تنہا بیٹھی رہ گئی کیونکہ فواد تو آفافارز کے جاتے ہی خود بھی نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! نیا اک رشتہ پیدا کیوں کرے ہم۔۔۔ بچھڑنا ہے تو جھگڑا کیوں کرے ہم۔

رات کا کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا، بچوں کی نوک جھونک اور بڑوں کی گھوریوں نے آج بھی مبین منزل کا شیرازہ سمیٹے رکھا تھا اور اس میں کچھ ہاتھ ان خواتین کا تھا جو باہر سے یہاں بیاہ کر آئی تھی اور اس ماحول میں رچ بس گئی تھی، بڑی چھوٹی کسی نے بھی بچوں کے معمالے میں کبھی کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ڈالا تھا یہ ہی وجہ تھی کہ اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی وہ سب آغا مبین فارز کی حویلی کی چھاؤں میں ایک ساتھ بیٹھے تھے۔

آپ کدھر گیے تھے بھیا""""۔۔۔۔اس کے سینے پہ سر رکھ کر نیم دارز بیٹھی مرحا نے نظریں اٹھائے اس کی طرف دیکھتے پوچھا جو اپنے دائیں جانب بیٹھے فواد سے کوئی بات کر رہا تھا۔گھر سے موڈ اوف کر کے آتے جناب نے یہاں پڑاؤ ڈالا تھا۔۔۔

دوست کی والدہ کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہاں گیا تھا چیک اپ کے لیے۔۔۔۔ نظریں نیچے کیے اس نے جھک کر خود کی طرف تکتی پلکوں پہ بوسہ لیتے اسے اپنی غیر موجودگی کا سبب بتایا کیونکہ وہ گھر میں ہر کسی کی غیر موجودگی فورا محسوس کر جاتی تھی۔۔۔

یارر رکیا کام وم کے چکروں میں پڑھے ہے' کچھ دن ماموں کے پیسے پہ عیاشی کرے۔۔۔۔اس کے بازو پہ ہلکا سا ہاتھ مارتے فواد نے لاپرواہ انداز میں اسے مشورہ دیا۔۔۔۔

ماموں پہ ڈپینڈ ہوتا اچھا نہیں لگتا' اب گھر کا دال دلیہ بھی تو چلانا ہے نہ۔۔۔۔ مصنوعی بیچارگی منہ پہ سجائے وہ سر نفی میں ہلاتا ہوا بولا تو وہ اس کے سینے پہ سے

سر اٹھا کر اپنے پاؤں کی جانب صوفے پہ بیٹھے تراب کے قریب ہوتی کان میں سرگوشی کرنے لگی۔۔۔

بھیا اب کل سے بھیا کو دال اور دلیہ ہی دیجئیے گا۔۔۔ حمزہ کی بات یاد کرتی وہ مسکراتے لہجے میں اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے بولی تو اس کے یوں جھکنے پہ اس کے سارے بال فون پہ مصروف تراب کے چہرے پہ گرے تو بے ساختہ اس نے آنکھیں بند کرتے ان ریشم کی تاروں کی مہک اپنے سینے میں اتاری۔۔۔

اوو'سوری سوری۔۔۔ اپنی حرکت پہ شرمندہ ہوتی وہ فوراً سے سیدھی ہوتی بولی تو یکدم اس کے اطراف میں پھیلا وہ سحر بھی ٹوٹا جو آج تراب سکندر کو بہت بری طریقے سے اپنے پنجوں مین جکڑنے لگا تھا۔ آنکھیں کھولی تو سب سے پہلی نظر اس پہ پڑی جو لبوں کو دبائے شرمندہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔ بلیک ٹراؤزر پر بلیک باربی شرٹ پہنے اور گرے گھٹنوں تک آتی حمزہ کی سپورٹس اپر پہنے کھلے بال لیے چہرے پہ دنیا جہاں کی معصومیت سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جمال عیونی الغزالیتہ "(میری غزال آنکھوں والی حسینہ)۔۔۔ بڑی بڑی" غزال آنکھیں لیے وہ سفید ہرنی پریشانی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کالی

گھٹاؤں جیسی خم دار گامڑنیں بار بار جھپکتی وہ مقابل کو ان کے سحر میں مقید کر رہی تھی۔اس کی پلکیں بہت حسین تھی بالکل ان سیاہ بادلوں کی طرح جو کبھی بھی برس پڑتے تھے، خوبصورت موڑ لیے وہ شوگراں کی ان پہاڑی رستوں جیسی تھی جہاں ہر موڑ پہ ایک الگ اور خوبصورت منظر دیکھنے کو ملتا تھا اور پھسلن ایسی تھی کہ احتیاط سے قدم جما کر چلنا پڑتا تھا کہ کہی گر نہ جائے اور آنکھوں کی گہرائی اتنی کہ کبھی کوئی اس کی گہرائی تک جا نہ پائے "وہ سراپہ حسن تھی اس کی ہر چیز صدیوں کا حسن لیے ہوئے تھے اس بات کا انکشاف آج ہوا تھا تراب سکندر پر !!!

بھیا!!! کہاں کھو گیے۔۔۔وہ ابھی مزید اس کے حسن میں بہکتا کہ اس کے کندھا جھنجھوڑنے پہ وہ نہ چاہتا ہوا بھی حال میں لوٹ آیا۔۔۔

وہ کیا کہہ رہیں تھے آپ "کچھ عجیب سا۔۔۔اسے حواس میں لوٹتا دیکھ وہ آنکھوں میں ناسمجھی بھرے تاثرات لیے اس کے اگے سوالیہ ہوئی جو وہ کچھ دیر پہلے اپنی بے خودی میں بول بیٹھا تھا۔۔۔

کچھ نہیں 'آپ بتاؤ کیا کہہ رہی تھی""---خود پر جی بھر کر لعنت بھیجتے تراب نے نرم مسکراہٹ لائے سر نفی میں ہلاتے کہا۔ بڑے اپنی باتوں میں مصروف تھے تو چھوٹے اپنی ان دونوں پر کسی کی توجہ نہیں تھی--

ہم کہہ رہیں تھے """""""----اسے بات نہ بتاتا دیکھ وہ پھر سے ایک بار پھر شرارتی سی مسکان لیے اسے حمزہ کے بارے میں بتانے لگی تھی پر اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی حورے بیگم کے حکم نے اس کی زبان کو بریک لگائی---

""""""" جاؤ فریج میں میٹھائی پڑی ہے وہ لے کر آؤ

ارے میں لے آتی ہوں بچی کو بیٹھا رہنے دوں---پاؤں اوپر کر کے بیٹھی زبیدہ مامی انھیں روحی کو حکم دیتا دیکھ فورا سے ٹانگیں صیح کیے اٹھتے ہوئے بولی تو وہ ان سے پہلے اٹھ گیی---

اٹس اوکے مامی آپ بیٹھے ہم لاتے ہیں----دھیما سا مسکراتی وہ تراب کے پاس سے اٹھتی ہوئی کیچن کی جانب بڑھی---

یہ داؤد اور حیدر کہاں ہے دیکھائی نہیں دے رہیں---ادھر ادھر نظریں مارتے فواد نے ان دو چمچوں کو نہ دیکھتے ہوئے پوچھا---

مووی دیکھ رہیں ہے کوئی۔۔۔جواب تراب کی طرف سے آیا تھا جس پر وہ سر ہلاتا اٹھ کر تھریٹر روم کی طرف بڑھا۔۔۔

ویسے میٹھائی کس خوشی میں کھلا رہی ہوں حورے کہی بھائی کے لیے دوسری بھابھی تو پسند نہیں کرلی۔۔۔میٹھائی لانے والی بات پہ فرقان ماموں سبین مامی کی طرف دیکھ کر بولتے شراریں سے ہوئے تو سب نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

ہاں لے آئیں دونوں بہن بھائی دوسری نہ دونوں کو گنجا کیے تو میرا نام بدل دیجئیے گا۔۔۔خفگی سے منہ بسورتی وہ دونوں بہن بھائی کو نشانے پہ لے گئی۔۔

اللہ رحم کرے ایک ہی ٹھیک ہے ہمارے لیے 'میٹھائی تو بڑی بھابھی لائی تھی ۔۔۔ان کے جیلیس ہونے پہ وہ مسکرا کر ان سب کو بتانے بولی کہ شام کو وہ جب آئی تو ساتھ رشتہ پکا ہونے کی خوشی میں اپنے ہمراہ میٹھائی لائی تھی۔۔۔

'''''' کس خوشی میں

آغا اور میرال کی بات تہے کر آئی ہے نہ۔۔سکندر ماموں کے پوچھنے پہ جواب زبیدہ مامی دیتی دو لوگوں کی سانس سینے میں ہی اٹکا گی ایک وہ جو ہاتھ میں ڈش

لیے گھر کے اندر آرہیں تھے اور دوسری وہ جو میٹھائی کی پلیٹ لیے کیچن سے نکل رہی تھی۔۔۔

ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھی بات ہے """"اللہ دونوں بچوں کے نصیب اچھے کرے """" میں تو کہتا ہوں بھابھی سے اب جلدی سہرا سجانے کی کرے کیا پتہ کب ہمارا بے لگام گھوڑا پھر ہاتھ سے نکل جائیں۔۔۔ خوشی سے مسکراتے یہ کہنے والے فرقان ماموں تھے جن کے پر مسرت قہقہے اس معصوم دل پہ برچی کی طرح پیوست ہورہیں تھے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ جسم کی کپکپاہٹ کے باعث لرزہ رہی تھی، غزال آنکھوں میں نمی سی بھرنے لگی تھی اور دل "دل کی دھڑکن یوں تھی معنوں ابھی رک جائیں گی۔ ہنستے چہروں سے نظر سرکاتی ہوئی گیٹ پہ بت بن کر کھڑے اس ظالم پہ جاٹھری جو خود بھی خاموش نظروں سے اس کی ایک ایک حرکات وسکنات نوٹ کررہا تھے۔۔۔۔

روحی لے کر آؤ میٹھائی۔۔۔ اسے کیچن کے دروازے پہ بت بنا دیکھ اس بار سبین مامی نے بلند آواز میں کہا کیونکہ آغا اور میرال کے رشتے کو لے کر سب اپنی اپنی خوشی کا اظہار کررہیں تھے۔ اپنے نام کی پکار پہ اس نے دو سے تین بار اپنی پلکیں

جھپکاتے آنسوؤں کے ریلے کو اندر کی طرف دھکیلا کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس کے آنسو دیکھے پر کوشش کے باوجود دو تین باغی آنسو پھسل کر گال بھگو گیے تو اس نے ضبط کے مارے لبوں کو بے دردی سے کچلا، دماغ میں اجیب سی جان لیوا ٹیسیں اٹھنے لگی تھی۔ خود میں ہمت پیدا کیے اس نے ابھی پہلا قدم اٹھایا ہی تھا کہ یکدم اس کے آنکھوں کے اگے اندھیرا سا چھایا اور وہ لڑکھڑا کر زمین پہ گری جس کے باعث ہاتھ میں پکڑی شیشے کی پلیٹ ہوا میں اچھلتی تیز آواز کے ساتھ زمین پہ گرتی چکنا چور ہو گی بالکل اس کے دل کی طرح۔۔۔

روحی """"" گڑیا """""۔۔۔ باتوں اور قہقوں کے شور میں اچانک شیشہ کے ٹوٹنے کی آواز گونجی تو سب کے چہروں کی مسکراہٹ پل میں سمٹی مرحا کے بیہوش ہوتے وجود کو زمیں پہ گرتا دیکھ جبکہ دروازے میں کھڑے شخص کا حال ان سب سے مختلف نہ تھا۔۔۔۔

روحی """""۔۔۔ اسے لہرا کے زمین پہ گرتا دیکھ سب سے پہلے حمزہ ہوش میں آتا اس کی جانب لپکا تھا جسے دیکھ باقی سب کا بھی سکتا ٹوٹا اور سب دوڑ کر اس کی

جانب بڑھے تو وہ بھی ہاتھ میں پکڑی ڈش کو انٹرنیس پہ رکھے میز پہ رکھتے اجلت بھرے انداز میں بڑے بڑے قدم بھرتے ان سب کے نزدیک آئے۔۔۔

روحی جان' آنکھیں کھولو بچے کیا ہوا ہے۔۔۔۔ زمین پہ دوزانوں بیٹھ مرحا کے سر کو اپنی گود میں رکھتے حمزہ نے بے تابی سے اس کے گال کو تھتھپاتے پکارا۔

ابھی صبح تو وہ مسکراتی اسے اپنے ٹھیک ہونے کی تسلیاں کروا رہی تھی اور اب پھر یوں بیہوش ہوتے اس کے قدموں سے جان نکال گئی تھی۔۔۔

حمزہ اٹھا کر کمرے میں لے کے چلوں روحی کو اور تراب تم ڈاکٹر کو فون کرو جلدی۔۔۔ دل کی غیر ہوتی حالت کو سنمبھالتے سکندر ماموں نے حمزہ کو اسے کمرے میں لینے جانے کا کہتے تراب سے مخاطب ہوئے تو وہ بے چینی سے سر ہلاتا جیب سے فون نکالے ڈاکٹر کا نمبر ملانے لگا۔۔۔

کیا ہوا ہے گڑیا کو""""۔۔۔۔ اضطراب بھرا لہجا لیے وہ حمزہ کے قریب پہنچتے بولے لہجے کی بے چینی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی جبکہ مرحا کے بیہوش وجود کو گود میں اٹھا کر کھڑے ہوتے حمزہ نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ان کے چہرے پہ

چھائی پریشانی پہ ڈالی اور بغیر کوئی جواب دیئے اوپر مرحا کے کمرے کی طرف بڑھا

--

یا خدا میری بچی کو صحت دے نا جانے کس کی نظر لگ گئی ہے اسے۔۔۔ حمزہ کی گود میں سے لٹکتا اس کا مرمری ہاتھ کو دیکھتے حورے بیگم ایک گہرہ سانس بھرتی ہوئی بولی تو زبیدہ مامی نے ان کے شانے پہ تسلی بھرا ہاتھ رکھا جبکہ سکندر ماموں اور فرقان ماموں حمزہ کے پیچھے ہی گیے تھے۔۔۔۔

آپ پریشان نہ ہو پھپھو 'انشاءاللہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہو گی۔۔۔ حمزہ کی سرد نگاہوں کو اگنور کیے وہ حورے بیگم کو اپنے حصار میں لیتے بولے وہ یہ کہہ نہیں پائے تھے کہ ان کی بیٹی کی اس حالت کے ذمہ دار وہ تھے۔۔۔۔

ڈاکٹر آ رہا ہے ڈونٹ وری، ابھی ٹھیک ہو جائے گئی آپ لوگ پریشان نہ ہو ۔۔۔۔ اپنی ماں پھپھو اور چاچی کے چہرے پہ رقم پریشانی کو دیکھتے فون بند کر کے مڑتے تراب نے انھیں ہلکا پھلکا کرنے کو کہا تو وہ فقط سر ہلا گئی جبکہ دل اندر سے اجیب سا ہو رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!! تجھ کو خبر نہ ہوئی نہ زمانہ سمجھ سکا۔۔۔ہم چپکے چپکے تجھ پہ کئی بار مر گیے

کمرے میں اس وقت تقریبا سب ہی موجود بیڈ پہ لیٹے وجود کا چیک اپ کرتے ڈاکٹر کو ٹکٹکی باندھے گھور رہیں تھے جو کبھی اس کا بلڈ پریشر چیک کر رہیں تو کبھی شوگر جبکہ اسے ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہ تھا۔۔۔۔

یہ شوگر کیوں چیک کر رہیں ہے، اللہ رحم کرے ہماری بچی کوئی شوگر کی مریضہ تھوڑی ہے۔۔۔۔ڈاکٹر کو اس کا شوگر ٹیسٹ کرتا دیکھ سبین مامی ساتھ کھڑے تراب کو دیکھتے بھینچے بھینچے غصے سے بولی۔۔۔

اکثر لوگ شوگر ہائی ہونے کی وجہ سے بھی بیہوش ہو جاتے ہے تبھی وہ چیک کر رہیں ہے تاکہ اگر شوگر لیول ہائی ہو تو اس ہی کے مطابق میڈیسن ریکمینڈ کی جائے۔۔۔ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتے وہ انھیں نرمی سے

سمجھانے لگا جبکہ نظریں اس گلابی وجود پہ ٹیکی تھی جو پل میں ان سب کو حواس باختہ کر دیتی تھی۔۔۔۔

شکر ہے اللہ کا کوئی مسئلے والی بات نہیں ہے، بس ویکنیس کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی ان کی ڈائیٹ ہیلتھدی رکھے "اور یہ کچھ وئیٹامینز ہے جو انھیں رات سوتے وقت دودھ کے ساتھ دینی ہے باقاعدہ۔۔۔۔اپنی تسلی کرتے ڈاکٹر سیدھے ہوتے ان سب کو بھی مطمین کرتے بولے جن کے سانس سوکھے ہوئے تھے مرحا یوسف کا شوگر ٹیسٹ ہوتا دیکھ۔۔۔۔

ہائے شکر ہے میرے مالک تیرا۔۔۔سب کی تب سے روکی ہوئی سانس بحال ہوئی تو سب کے لبوں سے شکر کا کلمہ ادا ہوا جبکہ فرقان ماموں ڈاکٹر کا کیس اٹھائے انھیں اپنی تقلید میں آنے کا کہتے کمرے سے باہر نکلے۔۔۔۔

بھائی کی جان ایسا کون کرتا ہے۔۔۔انجیکشن لگنے کے باعث اسے نیم وا آنکھیں کھول کر ہوش میں آتا دیکھ حمزہ بے چارگی سے کہتا شکایتی ہوا تو باقی سب بھی بیڈ کے چاروں جانب پھیل گئے۔۔۔

سوری"""پتہ نہیں""کک'کیسے ہم'ہمیں چکر آ گیا۔۔۔حواس لوٹے تو ایک بار پھر وہی اذیت ناک خبر اس کے کانوں میں گونجنے لگی تو حمزہ کی شکایت کا سہارا لیتے آنسو پل میں گالوں کو بھگواتے چلے گیے جبکہ دل و دماغ میں پھر سے وہی دردناک سی ٹیسیں اٹھنے لگی تھی۔۔۔۔

سوری ویری سوری میرے بچے۔۔۔۔اسے بچوں کی طرف سسکیاں بھر کر روتا دیکھ حمزہ ہڑبڑاتے ہوئے بولتا اس کے گال صاف کرنے لگا جب پیچھے سے آتی حورے بیگم نے اسے جھڑکتے ہوئے مرحا سے دور کیے۔۔۔

ہٹو یہاں سے خوامخواہ میری بچی کو رلا کر رکھ دیا"""""کیسی طبعیت ہے میری جان کی۔۔۔حمزہ کو غصے سے گھورتی وہ اس کی چھوڑی ہوئی جگہ سنمبھالتی ہوئی اس سے گویا ہوئی جو ہتھیلوں سے اپنے بھیگے گال صاف کر رہی تھی ان کے پوچھنے پہ بغیر کچھ کیے اٹھ کر ان کی گود میں سر رکھ گئی۔۔۔

میری بات مانے تو صبح صدقے کا بکرا دے روحی کا ہاتھ لگوا کر"داعی کے نکاح کے بعد تو دن با دن بیمار ہی پڑتی جا رہی ہے۔۔۔۔بیڈ کی دوسری جانب بیٹھے سکندر ماموں کو دیکھتے زبیدہ مامی نے مشورہ دیا۔۔۔۔

بالکل صیح کہہ رہی ہے آپ بھابھی داعی کے نکاح پہ لگ بھی تو کتنی خوبصورت رہی تھی یہ پیڑی لڑکی۔۔۔ان کی ہاں میں ہاں ملاتی سبین مامی بھی فورا بولی ساتھ اسے خوبصورت کے ساتھ برا بھی بول دیا تاکہ نظر نہ لگ جائے۔۔۔

ایک کیا دس بکرے وار دؤں میں اپنے بچے پہ""""بس میری گڑیا ٹھیک ہونی چاہیے۔۔۔حورے بیگم کی گود میں چھپی مرحا کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ محبت سے بولے تو وہ ان کی گود میں سے سر اٹھا کر ماموں کی پنہاؤں میں آئی۔۔۔

تم تینوں کہاں سے آرہیں ہو""""۔۔۔ایک دوسرے کا ہاتھ تھم کر اندر آتے ان تین مسکاٹیرز کو دیکھتے تراب نے سختی سے استفسار کیا۔۔۔

جناب تھریٹر روم سے نکلتے ایک دوسرے کے ساتھ مووی ڈسکس کر رہیں تھے جیسے صبح پیپر ہو اس کا۔۔۔پیچھے سے آتے فرقان ماموں سائیڈ پہ کھڑے فواد کی گردن پہ ایک تھپڑ رسید کرتے ہوئے بولے تو باقی دونوں نے فورا اپنی پچھلی گردن پہ ہاتھ رکھا جبکہ وہ سسی کرتا اپنی گردن سہلانے لگا۔۔۔

۔تھریٹر روم کو لاک لگا کر اس کی چابی بھائی جان کے حوالے کرو پھر دیکھتا ہوں یہ تینوں کیسے پروڈیسرز اور ڈائیریکٹرز بنتے ہیں۔۔۔ان کی فلم پہ ہوتی ڈسکشن کو

سنتے وہ فرقان ماموں کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔یہ ان تینوں کی شروع سے عادت تھی کہ وہ ایک فلم دیکھ لینے کے بعد اس پر تب تک تبصرہ کرتے تھے جب تک کوئی دوسری نہ دیکھ لے۔۔۔۔

میں تو کہتا ہوں بھائی وائے فائے ہی ہٹوا دئے پھر دیکھیے گا کیسے ٹرین کی طرح پٹڑی پہ آتے ہے یہ سب۔۔۔تینوں کو خشمگین نظروں سے گھورتے فرقان ماموں نے بھی لگے ہاتھوں ان کو ذلیل کرنے کی ٹھانی جبکہ وائے فائے کے ہٹانے کی بات پہ ان تینوں نے یوں سر اٹھائے دیکھ جیسے سانسیں چھین لینے کی بات کی ہو۔۔۔

سزائے موت نہیں سنائی جو مدر ٹیریزا کی طرح ایکشن دے رہیں ہو۔۔۔ان کے جامد تاثرات اور حیرانی سے پھٹی آنکھوں کو دیکھتے تراب نے سر تاسف میں ہلاتے کہا۔۔۔

ماموں آپ کو پتہ ہے صبح یہ کدو ہمیں کہہ رہا تھا کہ تم مرتی کیوں نہیں ہو" اور دیکھے ہم پھر بیمار پڑھ گیے۔۔۔منہ پہ حد درجہ مسکنیات سجائے وہ پلکیں اٹھائے سکندر ماموں کی طرف دیکھتی معصومیت سے بولی جبکہ اس کو چغلی کھاتا

دیکھ داؤد نے دانت کچکائے مطلب یہ میسنی عورت موت کے قریب کھڑے ہو کر بھی گناہوں سے باز نہیں آرہی تھی۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے "تمہیں ذرا سی بھی عاقل ہے داؤد سکندر کے کونسے لفظ بولنے ہے اور کونسے نہیں۔۔۔۔ مرحا یوسف کی آنکھوں میں ناچتی بلی جیسی شرارت کو دیکھتے وہ اسے اپنے حصار میں لیے داؤد پہ بن بادل کے گرجے۔۔۔۔

کوئی بہن کو ایسے بولتا ہے داعی، اتنی منتوں مرادوں سے ملی ہے ایک اور تم لوگ ہو کہ اس کے ناز اٹھانے کے بجائے اسے ہی دنیا سے اٹھانے کی دعائیں کرتے پھیرتے ہو۔۔۔ سبین مامی نے اپنی طرف سے تو مرحا کی ہمدردی کی تھی مگر ان کے آخری لفظوں پہ تینوں کی جاندار بتیسی نکلی تھی جو سکندر ماموں کی گھوری پہ شرافت کا مظاہرہ کرتی فوراً سے اندر ہوئی۔۔۔

شرم تو نہیں آتی بیغرتوں کی طرح ہنستے ہوئے۔۔۔۔ انھیں سر جھکائے مسکراہٹ دباتا دیکھ تراب نے خون آشام نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو تینوں کی مسکراہٹ تھمی۔۔۔۔

کیا ہوا تھا پھینی 'مطلب چینی گڑیا۔۔۔اتنا ذلیل ہونے کے بعد بلا آخر اس نے اس فسادن کی طبعیت پوچھنے کا تحیہ کرتے اسے پکارا وہ بھی سب کی موجودگی میں غلط نام سے جسے وہ سب کی تیز دھار گھوریوں سے صیح کرتا گڑیا کو خاصا کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔

بیہوش ہو گئی تھی" وہ تو شکر پلیٹ کا کانچ نہیں لگا کہی۔۔۔داؤد کے پوچھنے پہ سبین مامی فورا سے بولی جبکہ حورے بیگم اپنی بیٹی کی وجہ سے آئی اپنے ہینڈ سم بھا تیجوں کی شامت ملاحظہ کر رہی تھی۔۔۔

اووووو میرا بے بی ڈریگن بیمار پڑھ گیا ہے۔۔۔۔دونوں بانہیں پھیلائے وہ سکندر ماموں کے حصار سے اپنے حصار میں لیتا بچوں کی طرح اسے پچکارتے ہوئے بولا تو وہ معصومیت سے سر ہلاتی اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔مرحا یوسف بہت خوش قسمت تھی کہ اسے اتنے چاہنے اور پیار کرنے والے لوگ ملے تھے جن کی محبت ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتی۔۔۔

پر آگ لگانے سے تو پھر بھی باز نہیں آرہا یہ میسنا بے بی۔۔۔اس کے کان کے قریب جھکتے فواد نے دانت کچکچاتے ہوئے یوں سرگوشی کی کہ مرحا کے علاوہ کوئی سن ہی نہ سکے جبکہ وہ سر اٹھائے اسے تیکھی نظروں سے گھورنے لگی۔۔۔۔

میرا اپلا کیوٹ پیکا چو"""۔۔۔اس سے پہلے وہ فواد کی شکاتوں کے لیے لب کھولتی وہ فوراً اس کے دونوں گالوں کو پکڑ کر لاڈ کرنے کے انداز میں کھینچتا ہوا بولا تو کشادہ پیشانی پہ ننھا سا بل پڑا۔۔۔

اچھا چلو بہت ہو گئی عیادت اب اسے ریسٹ کرنے دوں۔۔۔اپنی باری نہ آتی دیکھ تراب نے سب کو وہاں سے بھیجنے میں ہی عافیت جانی کیونکہ سب کی موجودگی میں بھلا کیسے وہ اس سے مل سکتا تھا جبکہ اس کے جانے کا کہنے پہ حمزہ نے پہلو بدلا وہ سب کی موجودگی میں اپنے آنسوؤں بھلائے بیٹھی تھی مگر تنہائی اور بھائی کا سینے میسر آتے ہی وہ بکھر جاتی اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا ابھی تو فلحال بالکل بھی نہیں۔۔۔

بیٹھا رہنے دو اس کا دل لگا ہوا ہے"۔۔۔دھیمی سی آواز میں اس نے تراب سے یوں کہا جیسے کوئی غلط مشورہ دے رہا ہو۔۔۔

اس کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے شی نیڈ آ ریسٹ """۔۔۔۔کندھے پہ ہاتھ رکھتے تراب نے فکر مندانہ لہجے میں کہا تو وہ آسودہ سا مسکرا گیا تراب سکندر ایک بہت اچھا انتخاب تھا مرحا یوسف کے لیے اگر وہ وقت گیے سے پہلے سمجھ لے تو۔۔۔۔

تو رہے کچھ دیر تک اپنی بگڑی نواب زادی کے پاس تب تک میں ذرا ایک فون کال کر کے آتا ہوں۔۔۔ باری باری سب کو کمرے سے نکلتا دیکھ حمزہ تراب کا بازو تھتھپاتا ہوا بولتا اس کے قریب آیا جو سونی سونی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی مطلب صبر کا پیمانہ کچھ دیر تک لبریز ہونے والا تھا۔۔۔

آپ ریسٹ کرو بھیا ایک ضروری کال کر کے آتے ہے ٹھیک ہے چندا۔۔۔ جھک کر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے وہ نرمی سے گویا ہوا تو وہ فقط سر ہلاتی بستر پہ لیٹ کر لحاف میں گم ہو گئی یہ اس کی ناراضگی کی شروعات تھی جبکہ وہ ایک گہرا سانس بھرتے باہر کی طرف بڑھا۔۔۔۔

مجھ سے بھی ناراض ہے بڑکپ۔۔۔۔ حمزہ کے جاتے وہ رائیٹینگ ٹیبل کی چیئر اٹھا کر اس کے سرہانے رکھ کر اس پہ بیٹھتا ہوا بولا تو وہ کمبل منہ پر سے اتراتی سر نفی میں ہلانے لگی۔۔۔

کوئی بات ہے یا کوئی پریشانی جو میرے بچے کو تنگ کر رہی ہے تو ہمیں بتائیے ہم ہے نہ ہر چیز ہینڈل کرنے کے لیے۔۔۔ نرمی سے اس کے چہرے پہ بکھرے بالوں کو سمیٹتا وہ محبت سے بولا تا کہ اگر کوئی بات ہے تو وہ اس سے ڈسکس کرے یوں خود تک محدود رکھ کر کم از کم خود کو اذیت نہ دے۔۔

ایسا تو کچھ بھی نہیں ہے""۔۔۔۔ خود کی طرف تکتی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے وہ ہر بات سے انکاری ہوئی، وہ اسے کیا بتاتی کہ جسے وہ پسند کرتا ہے وہ کسی اور کی بے رخی کی وجہ سے بیمار پڑی ہوئی ہے۔۔

پکی بات ہے کچھ چھپا تو نہیں رہی نہ مجھ سے۔۔۔ کلائی میں سجے گولڈ کے برسلیٹ پہ بنے چھوٹے سے دل کو چھوتے دوبارہ گویا ہوا جیسے وہ مطمئین نہ ہوا ہو اس کے جواب پر۔۔۔

بھیا محبت کیا ہے؟۔۔۔ کھویا کھویا لہجا لیے وہ یاسیت سے اس کے اگے سوالیہ ہوئی تو تراب نے اپنے سوال کے جواب میں اسے سوال کرتا دیکھ اچنبھہ سے اس کی طرف دیکھا جس کے مومی چہرے پہ ایک عجیب سا اضطراب اور بے کلی سی چھائی ہوئی تھی جیسے دل کو کسی طور سکون نہ ہو۔۔۔

مسجدوں میں سپاروں کو سینوں میں محفوظ کرتے ہوئے

بچیوں کو خدا سے ڈراتے ہوئے مولوی کا مکر ہے" محبت

کلیساؤں میں روسی اخروٹ کی لکڑیوں سے بنی کرسیوں پر

بزرگوں کی آنکھوں میں مرنے کا ڈر ہے" محبت

محبت ذہینوں پہ کھلتی ہے اس کو کبھی کند ذہنوں سے کوئی علاقہ نہیں

محبت کو کیا کوئی اپنا ہے یا غیر ہے

اس میں آدمی سب کچھ لُٹا کر بھی کہتا ہے" خیر ہے

آپ کو کس سے ہوئی""۔۔۔۔وہ جو یونہی اپنی بے خیالی میں اس سے سوال کر بیٹھی تھی مقابل کو اتنی اچھی شاعری میں محبت کو بیان کرتا دیکھ اس کا منہ مارے حیرت کے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔

بس ہے ایک سنہری مورنی"۔۔۔۔اس کے ریکشن کو دیکھ کر وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا ساتھ دو انگلیوں ٹھوڑی کے نیچے رکھتے اس کا کھلا منہ بند کیا

۔۔۔

ڈونٹ فیئر بھیا" بتائے کون ہے وہ؟؟۔۔۔اسے بات گھوماتا دیکھ وہ خفگی سے اس کے بازو پہ تھپڑ مارتی روب سے بولی۔ یہ ہی تو غرور تھا مرحا یوسف کو خود سے جڑے رشتوں پر کہ وہ ہر انسان پہ اپنا حق سمجھتی تھی۔۔

أنت الوحید الذی یحکم قلبی (صرف آپ ہیں وہ جس کی میرے دل پہ حکمرانی ہے)۔۔اس کے یوں روب سے پوچھنے پہ وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کیے بولا تو اس کے عربی بولنے پہ وہ کنفیوزڈ ہوئی۔۔۔

اچھا چلیے یہ ہی بتادے کہ وہ دیکھتی کیسی ہے' باقی کون ہے وہ ہم گیس کر لیے گے ۔۔۔اپنا بچوں جیسا ذہن چلاتی وہ یہ ہی اخذ کر پائی تھی کہ شاید وہ نام نہیں بتانا چاہتا تبھی عربی کا سہارا لیا تھا۔ جبکہ اندر سے اسے بہت خوش ہوئی تھی یہ جان کر کہ وہ اپنی زندگی میں مووا ون کر رہا تھا اس کے انکار کو انا کا مسئلہ بنائے وہ اپنا اور اس کا رشتہ خراب نہیں کر رہا تھا جبکہ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ انکار تو ہوا ہی نہیں تھا بس تراب سکندر کو ایک انتظار کی سولی پہ لٹکا دیا گیا تھا جو نا جانے کتنا لمبا ہونے والا تھا۔۔۔

أنت حلم عيني الجميل (میری آنکھوں کا خوبصورت خواب ھو تم)۔۔۔۔ خود پر ٹکی اس کی غلافی آنکھوں کے دیکھتے وہ مبہم سا مسکراتا بولا تو مقابل نے نا قابل فہم تاثرات آنکھوں میں لائے اسے گھورا۔۔۔۔

ہیے """ یہ کیا کہہ رہیں ہے آپ۔۔۔۔۔ اس کے پر کشش الفاظ میتھس کے فورمولے کی طرح اس کے سر پہ سے گزرے تھے۔۔۔

أنت قصيدة جميلة كتبتها التبيعة (قدرت کی لکھی گئی حسین غزل ھو تم)۔۔۔۔۔ اس کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں میں اترتی نا سمجھی کو دیکھتے وہ محظوظ سا ہوا کیونکہ وہ کیوٹ سے ایکسپریشنز دیتی مقابل کے دل کی گہرائیوں میں اتر رہی تھی۔۔۔۔

مانا وہ بہت نیک اور پارسا ہو گی پر اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ اس کا ذکر کرنے کے بہلے آپ یوں تلاوت کرتے پھیرے۔۔۔۔۔ اسے اس حسینہ کا نام بتانے کے بجائے یوں باآواز بلند اپنی زبان پاک کرتا دیکھ وہ ناک بھنوئیں چڑھائے بولی

۔۔۔۔۔۔

مشھد امسیتہ رطبتہ بثلاث (بھیگی ہوئی شام کا منظر ہو تم)۔۔۔۔لہجے میں رچتی جیلیسی کے عنصر کو محسوس کرتے اس نے اپنے لب دبائے کیونکہ معصوم نقوش میں اب واضح بیزارگی چھانے لگی تھی۔۔۔۔

دور از دسترس سراب تابناک تو (پہنچ سے دور چمکتا ہوا سراب ہے تو)۔۔۔۔۔

دھیرے سے اس کی کان کی بلی کو چھیڑتے وہ مخمور لہجے میں بولا مگر دوسری طرف صرف سنجیدگی اور ناسمجھی تھی۔۔۔۔

روستا بہ روستا تشنہ بودم، آب ثابت بودم (میں قریہ قریہ پیاسا'تو آب سا مسلسل) ۔۔۔۔اب کی بار نظر بھٹکتی ہوئی سرخ لبوں پہ جا ٹھہری جو چیریز کی طرح سرخ اسے اپیل کر رہیں تھے مگر وہ فوراً اپنی بے اختیاری پہ لعنت بھیجتا نظروں کا زاویا بدل گیا۔۔۔۔

آپ بولتے رہے ہم تو سونے لگے ہے کیونکہ ہمیں اپ کی اس عربی لوری سے نیند سی آنے لگی ہے۔۔۔۔لاپرواہی سے کندھے اچکائیں وہ بستر میں گھسنے ہی لگی تھی جب اچانک وہ اس کی کلائی پکڑتا اس کا سونے کا ارادہ ترک کرتا اسے پھر اپنی جانب متوجہ کر گیا جس پہ وہ منہ بسور کر رہ گئی۔۔۔۔

حضنک ھو فراش الزھور حیث یمکن الزالتہ تعب القرون (تمہاری آغوش پھولوں کا وہ بستر ہے، جہاں صدیوں کی تھکاوٹ اتاری جا سکتی ہے)

أنت رکن العالم الذی یمکننی أن أختبی فیہ عندما أشعر بالحزن (تم وہ گوشۂ عالم ہو جہاں غم ستائیں تو میں چھپ سکتا ہوں)۔۔۔۔۔ دھیرے سے اس کی ناک کو پکڑ کر کھینچتے وہ محبت سے گوندھے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

لیس ھناک من ھو أعز منک، وأثمن منک، وأکثر ضرورۃ منک (تم سے عزیز، تم سے قیمتی، تم سے ضروری کوئی بھی نہیں)۔۔۔۔۔ گہری مسکراہٹ لبوں کا احاطہ کیے وہ آنکھوں میں عشق کا دیپ جلائے بولا پر وہ غافل ابنِ غافل لڑکی اس کے الفاظوں اور لہجے کے بوجھل پن کو محسوس کیے بغیر بس اسے محویت سے تکتی جا رہی تھی۔۔۔۔

أنت عالمی الشامل (کیونکہ میری کل کائنات ہو تم)۔۔۔۔ جھک کر اس کے سر پہ لب رکھتے وہ آنکھیں موندے بولا تو مقابل کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھری معنی اسے اس کے بھی سمجھ نہیں آیا تھا پر نا جانے کیوں یہ الفاظ اس کے دل پہ کہی نقش ہو گیے تھے۔۔۔۔

یہ کس کے نقشِ قدم پہ چل پڑے ہے آپ"۔۔۔۔اسے عربی شاعر بنا دیکھ مرحا نے حیرت اور تجسس کے ملے جلے تاثرات لیے پوچھا۔آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔۔

أنت الصورة الوحيدة في قلبي وروحي (میرے دل و روح پہ صرف تم نقش ہو) ۔۔۔۔آنکھوں میں بے پناہ محبت کے دیئے جلائے وہ لبوں پہ گہری مسکراہٹ سجائے بولا صاف الفاظوں میں اپنی محبت کا اظہار کرنے کی آج بھی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔۔۔

ہاہاہاہا"""کونسے عربی شاعر کو پڑھنے لگے ہیں آپ'۔۔۔۔۔اسے اب اس کے جملوں پہ حیرت نہیں بلکہ پیار آرہا تھا کیونکہ وہ منہ ٹیڑھا کیے بولتا مرحا یوسف کو بہت پیارا لگ رہا تھا بالکل ایک چھوٹا سا توتلا بچہ جس کی زبان ماں کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ پاتا۔۔۔

أنا شاعرك وأنت قصيدتي (میں شاعر ہوں تیرا،اور تو میری غزل ہے)

۔۔۔۔دودھ جیسے سفید مرمری ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے وہ ایک جذب

سے بولا،اسے اس چیز کی پرواہ نہیں تھی کہ اسے سمجھ آرہی تھی کہ نہیں وہ اپنا حالِ دل بیان کر پارہا تھا یہ ہی کافی تھی اور رہی بات سمجھ آنے کی تو وہ بھی ایک روز سمجھ آہی جانی تھی۔۔۔۔

اف! کہی آپ پر کوئی چڑیل تو عاشق نہیں ہو گی۔۔۔۔اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال کر وہ اگے ہوتی اس کے ماتھے پہ رکھتی فکر مندی سے بولی جیسے بخار چیک کر رہی ہوں جبکہ اپنے اظہارِ محبت کو کسی چڑیل کے عاشق ہو جانے کی کارستانی سمجھتے دیکھ تراب کی پیشانی پہ بل پڑے۔۔۔

اور جب تک یہ چڑیل میرے حواسوں پہ سوار ہے کسی اور کی باری آہی نہیں سکتی سمجھی۔۔۔۔اپنی پیشانی پہ رکھے اس کے ہاتھ کو سختی سے دوبارہ اپنی گرفت میں لیتے وہ تیکھی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولا تو خود کے لیے استعمال ہوئے چڑیل لفظ پہ نھنے جبڑے سختی سے بھینچے وہ آنکھیں نکالے اسے گھورنے لگی

۔۔۔۔۔

اَضحی لعینیک الغزالتین (تمہاری ان غزال آنکھوں پہ میں قربان)۔۔۔۔غصے سے پھیلی اس کی آنکھوں کی خم دار پلکوں کو چھوتے وہ ایک بار پھر شاعرانہ ہوا جبکہ اس بار وہ مسکرائی نہیں تھی بلکہ غصے سے اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔۔

ہم تو چڑیل ہے نہ تو خبر دار جو ہم سے بات کی اور یہ عربی چیپ شاعری بھی جا کر اس چڑیل کو سنائے جسے پسند بھی کر لیا اور ہمیں بتایا بھی نہیں۔۔۔۔لحاف میں چھپتی وہ اسے ورانگی دیتے ہوئے بولی اور ساتھ اس کے پاس جانے کا مشورہ دیا جس کے حسن کے قصیدوں میں زمین آسمان ایک کیا جا رہا تھا تب سے۔۔۔۔

اس ہے کے پاس تو موجود ہوں "اور خبر دار گڑیا جو میرے جذباتوں کو چیپ کہا تو۔۔۔۔پہلی بات آہستگی سے کہتے دوسری بات وہ بھی تھوڑے روب سے بولا کہ کیسے ایک پل میں وہ اس کے خالص جذباتوں کو چیپ کہہ گئی تھی جبکہ اس کے ورانگ دینے پہ دوسری طرف ناراضگی میں مزید شدت آئی اب ممکن تھا کہ حمزہ یوسف کی واپسی تک تراب سکندر اسے منانے کی کوشش ہی کرتا رہے گا

۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ سلسلے، وہ شوق، وہ نسبت نہیں رہی۔۔۔۔وہ دل نہیں رہا وہ طبعیت نہیں رہی

!

رات کی سیاہی میں سفید فاطم ہاؤس بقعہ روشن بنا ہوا تھا، لاہور کے باعث اسلام آباد کی ٹھنڈ میں شدت تھی، ٹھنڈی برفیلی ہوائیں اپنے عروج پہ تھی ایسے میں لاونج میں چلتے ہیٹر نے اندر کا ماحول گرمایا ہوا تھا۔ڈائینگ پہ موجود رات کا کھانا کافی خاموشی سے کھایا جارہا تھا جیسے بات کرنے کو کچھ نہ ہو یا ہوتے ہوئے بھی کرنے سے کترا رہیں ہو۔

آج کافی لیٹ ہو گئی تم""۔۔۔۔سنجیدگی سے کھانا کھاتی میرال کو دیکھتے مسسز فاطم نے بات کرنے کو موضوع چھیڑا۔۔۔

جی سندس کی انگیجمینٹ کی شوپنگ کرنے میں دیر ہو گی۔۔۔فورک میں پاستا لیے وہ منہ میں رکھتی ناپے تلے لہجے میں بولی تو دونوں میاں بیوی کے درمیان نظروں کا تبادلہ ہوا۔جیسے ایک دوسرے کو بات کرنے کے لیے فورس کر رہیں ہو۔۔۔۔۔۔

آخر اب کب تک یوں منہ پھلائے بیٹھی رہو گی "ماں باپ ہے تمہارے دشمن نہیں ہے۔۔۔۔۔آخر وہ ہمت کیے لہجے میں سختی لیے بولی تو ایک پل کو اس کا کھانا کھاتی کا ہاتھ

رکا چہرے پہ چھائی سنجیدگی میں مزید سختی در آئی۔۔۔

میں نے کب کہا ہے کہ دشمن ہے!۔۔۔۔پاستا میں فورک چلاتے وہ بے تاثر لہجے میں بولی،ناراضگی صاف ظاہر تھی جب سے اسے اپنے اور آغا کے رشتے کے مطلق پتہ چلا تھا تب سے وہ یونہی سب سے ناراض گھوم رہی تھی۔۔۔

تو پھر دو دن سے یہ لا چھو باندری جیسا منہ کیوں بنائے گھوم رہی ہو۔۔۔۔اسے بوڑھی اماں کی طرح سنجیدہ بنا دیکھ وہ جتاتے ہوئے لہجے میں اسے لتاڑتے ہوئے

بولی تو میرال نے سر اٹھائے انھیں خشمگین نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ اپ جانتی نہیں ہے نہ جیسے۔۔۔۔۔۔

بیٹا جانی اگر اپ اس رشتے سے خوش نہیں ہے تو صاف بتائے یوں ناراض ہونے سے کچھ نہیں ہوتا نہ پہلے آپ کی مرضی کے خلاف کچھ ہوا تھا اور نہ اب ہو گا" بلیو می مائے چائلڈ۔۔۔۔نرمی سے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے فاطم صاحب نے پیار سے اس سے پوچھا کیونکہ جب سے انھوں نے اس کے اگے آغا کا پرپوزل رکھا تھا تب سے اس نے انکار اور اقرار کرنے کے بجائے چپ سادہ لی تھی جوان دونوں کو بے چین کئے ہوئی تھی۔۔۔۔

بابا"" ابھی تو" احد کو چچ" چھ مہینے بھی نن' نہیں ہوئے" ممم' میں کیسے کسی اور" کی دلہن بننے کا سس" سوچ لوں۔۔۔۔ان کی شائستگی سے پوچھنے پہ پل میں نین کٹوروں میں کھارا پانی جمع ہوا تھا' احد مرزا کا ذکر کرتے ہوئے ہر بار کی طرح میرال فاطم کا لہجا لڑکھڑایا تھا اور گلے میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا تھا۔۔۔۔

جانتا ہوں میری جان پر ہر ماں باپ کی طرح ہم بھی تمہیں اپنے گھر میں خوش دیکھنا چاہتے ہے' اور رہی بات احد کی تو بیٹا مرنے والوں کے پیچھے مرا نہیں جاتا

۔۔۔۔اپنی چیئر کسکا کر اس کے قریب کرتے فاطم صاحب نے نرمی سے اس کے آنسوؤں کو سمیٹتے کہا تو وہ ہچکی بھرتی ان کے سینے سے لگی۔۔۔۔۔

ان کے سس' ساتھ خوشیوں '' کک' کے خواب دیکھے تھے '' بب' بابا' احد کک' کے بغیر کک '' کیسے خوش' ہو سکتی ہوں۔۔۔۔ان کے سینے میں چہرہ چھپائے وہ آنسوؤں کی روانی میں بولتی ہچکیاں بھر رہی تھی جیسے احد کا غم ابھی تازہ ہو

۔۔۔

''''''' خدا کی یہ ہی مرضی تھی میرے بچے تمہارا اور اس کا ساتھ اتنا ہی لکھا تھا آج اسے گیے مہینوں ہو گیے ہے کل کو سالوں بھی گزر جائے گے کیونکہ وقت کسی کے لیے نہیں رکتا'' ہم جانتے ہے اسے بھلانے میں تمہیں وقت لگے گا پر اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ تم دنیا سے کٹ کر ہی رہ جاؤ خوشیوں پہ میری بیٹی کا حق بھی تو ہے نہ ''اور میں اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کو آباد دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ موت کے وقت مجھے کوئی ملال نہ رہے۔۔۔۔۔ سر کو سہلاتے وہ اسے اپنی باتوں سے اسے قائل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہیں تھے کہ کسی طریقے سے

ہی صبح وہ بھی خوشیوں کی حقدار ٹھہر جائے جو اس نے خود احد کے غم میں خود پر حرام کر لی تھی۔۔۔۔

احد 'کلک" کے بغیر کچھ "اچھا نہیں لگتا مجھے۔۔۔۔۔ان کے سینے پہ سر رکھے وہ ان کی قمیض کے بٹنوں کو چھیڑتی نم سانس اندر کو کھینچتے ہوئے بولی تو مسسز فاطم نے ترحم بھری نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا جسے انھوں نے کبھی زمانے کی سرد ہوا بھی لگنے نہیں دئی تھی اس کے چہرے پہ قسمت نے کتنا برا طمانچا مارا تھا

۔۔۔۔

مخلص ہم سفر در کار ہو تو سفر خو بخود اچھا لگنے لگتا ہے "اور مجھے یقین ہے فارذ میری بیٹی کے لیے ایک اچھا شریک حیات ثابت ہو گا۔۔۔۔وہ اس کے انکار کی ہر وجہ کو اپنی دلیل کے ساتھ رد کرتے اسے منانے کی ہر ممکن کوشش کر رہیں تھے، آغا فارذان کی اولین ترجیح تھی اگر وہ مان جاتے تو آج ان کی بیٹی کو اتنا بڑا دکھ نہیں لگتا مگر اب ہاتھ آیا وہ یہ موقع میرال کی کم عقلی میں کھونا نہیں چاہتے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔

پر میں اتنی جلدی یہ سب نہیں چاہتی۔۔۔۔ گہری سانس بھرتے اس نے اپنی آدھی رضامندی ظاہر کی کیونکہ وہ اپنی وجہ سے اپنے ماں باپ کو دکھی نہیں دیکھ سکتی تھی اور رہی بات احد مرزا کی تو شاید وہ اس کے ساتھ زندگی بھر رہنے والا تھا ایک سہانی یاد بن کر جسے میرال فاطم نے دل و جان سے جیا تھا۔۔۔

اتنی جلدی کچھ نہیں ہو رہا ابھی صرف نکاح ہو گا رخصتی ہم احد کی سال کی برسی کے بعد رکھے گے بلکہ اس کی والدہ کو بھی انوائیٹ کرینگے۔۔۔۔ اسے نیم رضامندی ہوتا دیکھ انھوں نے اپنا پہلے سے تیار پلین مزید ترتیب دیا تو وہ فقط سر ہلا گئی دل بجھا بجھا سا ہو رہا تھا یہ سوچا کر کہ احد مرزا کی بیوہ اب آغا فارز کی دلہن بنے گئی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کاش تعبیر بھی آجائے کسی روز نظر۔۔۔ آئے دن خواب یہ آتے ہیں کہ وہ آتے ہیں !

بڑے بڑے اونچے سبز پہاڑوں کے بیچ وہ غائب دماغی سے گھوم رہا تھا وسیع و عریض میدانوں میں بھٹکتی اس کی نظریں اس وجود کو تلاش رہی تھی جس کی خوشبو ہوا میں اکسیجن کی طرح پھیلی ہوئی تھی مگر وہ خود نا جانے کہاں چھپا بیٹھا تھا اسے ہجر کے سلب پہ چڑھائے۔بے قرار سیاہ نظریں اونچے بڑے درختوں کا بڑی گہری سے جائزہ لے رہی تھی کہ کہی وہ شرارتوں کی پوٹلی اسے تنگ کرنے کو کہیں چھپی تو نہیں بیٹھی پر ہر جگہ سے اس کی نظریں خالی ہاتھ لوٹ رہی تھی خوبصورت پہاڑ اس کی موجودگی سے مفقود اس شہزادے کو ترس بھری نظروں سے دیکھ رہیں تھے جو اپنی شہزادی کی تلاش میں اپنا تخت چھوڑے نگر نگر صحرہ صحرہ بے یار و مددگار بھٹک رہا تھا۔۔۔۔

تم کہاں چلی گئی ہو """""" پلیز واپس آجاؤ """"" میں تمہارے بنا مر جاؤنگا """"""""" پلیززززز """" میری شہزادی واپس آجاؤ اپنے شہزادے کے پاس """"" ۔۔۔۔سنسان بڑا میدان جہاں حد نگاہ تک صرف ہریلی ہی ہریلی تھی اس کی ڈھلوانی والی زمیں پر دوزانوں گرتا وہ تیز آواز میں چلاتا ہوا اسے پکار رہا تھا فریاد کرتا اسے کے اگے واپس آجانے کی منتیں کر رہا تھا مگر مثبت جواب کے بجائے اس کی اپنی ہی آواز پہاڑوں سے ٹکرا کر ہوا کے دوش پہ اس تک واپس آئی تو وہ جواں مرد منہ ہاتھوں میں چھپائے بلک بلک کے رو پڑا۔۔۔۔

واپس آجاؤ """" پلیز یوں ظالم نہ بنو تم جانتی ہوں نہ کہ تمہارے بن میرا کوئی وجود نہیں """"""" خدارا واپس آجاؤ """""" نہیں تو میں مر جاؤنگا۔۔۔۔ بچوں کی طرح روتا وہ یوں فریاد کر رہا تھا جیسے کوئی چھوٹا بچہ اپنے پسندیدہ کھلونے کے لیے اپنی ماں کے اگے رو کر اسے لینے کی ضد کرتا ہے۔۔۔۔

ایک دن آپ یوں ہم سے چھن جائے گے

دل کی دنیا میں ہم یونہی گر جائے گے

ہم نے سوچا نہ تھا""""ہمم ہمم """۔۔۔۔وہ بچوں کی طرح منہ چھپائے ہچکیاں بھر رہا تھا کہ اچانک سنسان اور خاموش ماحول میں ایک سریلی سی آواز کی بازگشت ہوئی جیسے کوئی دور بہت دور بیٹھا اس کا اور اپنا دردِ دل بیان کر رہا ہوں ان لفاظوں کے سہارے۔۔۔۔

تم ہو یہاں "میں جانتا ہوں تم میرے آس پاس ہو کہی "میں تمہاری خوشبو محسوس کر سکتا ہوں "مجھے پکارو "عیونی تشتاق لرویتک "میری آنکھیں تمہیں دیکھنے کو ترس گئی ہے """"""۔۔۔۔۔۔آنسوؤں سے بھری نظریں ارد گرد دوڑاتے وہ زور زور سے چلاتا اسے پکار رہا تھا مگر اس کی درد بھری پکاریں پہاڑوں کی چوٹیوں اور درختوں کے جھنڈ سے ٹکراتی ہواؤں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔

پیار کرنے سے ہم اب تو ڈر جائے گے

آنسوؤں کی کہانی میں بہہ جائے گے

ہم نے سوچا نہ تھا""""ہمم ہمم۔۔۔۔

اس کی چیخوں کے ساتھ ایک بار پھر وہی مدھر کوئل جیسی آواز گونجی تو وہ تیزی سے اٹھتا اس سمت بھاگا جہاں سے یہ آواز آ رہی تھی۔۔۔۔

ہم نے سوچا نہ تھا، ہمم ہمم۔۔۔۔۔وہ دیوانوں کی طرح سرپٹ بھاگ رہا تھا راہ میں آتے کئی پتھروں سے اس کی ٹھوکر ہوئی تھی اور کئی بار تو وہ منہ کے بل گرا بھی تھا جس کے باعث اس کی ہتھیلی اور گھٹنہ بھی زخمی ہو گیا تھا مگر پھر بھی وہ رکا نہ تھا بلکہ بھاگتا رہا تھا اس آواز کے تعاقب میں۔۔۔۔

فاصلہ اتنے ہم میں یوں بڑھ جائے گے "۔۔۔۔وہ اپنی پوری قوت سے بھاگ رہا تھا مگر نا جانے کیوں اس کے اور اپنے درمیاں یہ صدیوں سا فاصلہ وہ طے نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

جب نگاہوں سے ہم تیری گر جائے گے "۔۔۔۔۔بے قرار نظریں اس کے وجود کی تلاش میں دوڑاتا وہ ہر چیز یکسر فراموش کر گیا تھا جب اچانک پاؤں پتھر سے ٹکرایا اور وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل نیچے گرا۔۔۔۔

ہم نے سوچا"نہ تھا""۔۔۔ گرنے کے باعث پاس پڑا پتھر اس کی پیشانی میں پیوست ہوا تو وہ ماتھے پہ ہاتھ رکھتا درد سے کراہا یا جب ایک بار مدھم سرگوشی سی ابھری پر اس بار اس آواز میں ایک درد سا تھا جیسے اس کی تکلیف پہاڑوں میں گم اس وجود نے بھی محسوس کی ہو جس کی تلاش میں وہ ننگے پاؤں تپتے صحرہ جیسے سبز میدانوں میں بھاگ رہا تھا۔۔۔۔

میں تمہیں اس"" بار خود سے دور نہیں جانے دونگا۔۔۔ماتھے سے خون کی ایک لکیر بہہ کر آتی اس کی گردن میں جذب ہو رہی تھی مگر وہ پھر ہمت پیدا کیے لڑکھڑاتے ہوئے کھڑا ہوا اور ماتھے پہ ہتھیلی جماتے دردِ جسم اور دردِ دل کو برداشت کرتے اپنی پوری طاقت سے چلایا کہ وہ سن لے جو خود کو اس سے چھپا کر یہ سمجھ رہی ہے کہ وہ اسے بھول جائے گا۔۔۔

ہم نے سوچا نہ تھا""""۔۔۔اس بار آواز میں ایک اپیل تھی کہ وہ لوٹ جائے اپنی دنیا میں اس کی اس کے دل میں اور اس کی دنیا میں کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔

میں تمہیں لیے بغیر کہی نہیں جاؤنگا۔۔۔آواز میں چھپی درخواست کو رد کرتے اس نے دل میں ایک عہد کیے کہا اور ساتھ ہاتھ بڑھا کر جھاڑیوں کو سائیڈ کرتے

ان میں داخل ہوا'''' مگر اندر جاتے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی' قدم جہاں تھے وہی جم کر رہ گیے' اسے لگا تھا جھاڑیوں کے پار کثیر تعداد میں جنگلات ہو گیے مگر یہاں تو نظارہ ہی کچھ اور تھا' بڑے بڑے سبز پہاڑوں کے بیچ میں سے ابشارہ بہتی زمینی جھیل میں اتر رہی تھی، اور وہ جھیل کوئی عام جھیل نہیں تھی اس کا پانی شفاف تھا شیشہ کی طرح صاف کے دیکھنے والے کو اپنے عکس کے ساتھ ساتھ اس میں تیرتی رنگ برنگی مچھلیاں بھی صاف نظر آتی تھی، بادل ہواؤں کے زور پہ ادھر سے اودھر رقص کرتے نظر آرہیں تھی، ہر طرف صرف سبزہ ہی سبز تھا جہاں ہر قسم کا پھول لگا ہوا تھا اور تتلیاں تو یوں اڑتی پھر رہی تھی جیسے وہ تتلیوں کا سرور تھا اس جگہ میں کہ دیکھنے والے کو کچھ اور دیکھنے دیس ہو، ایک اجیب سا کے قابل ہی نہیں چھوڑتا تھا' وہ زمینی حصہ تو کہی سے نہیں لگ رہا تھا بلکہ یوں لگ رہا تھا جیسے جنت کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر زمین پہ آ گرا ہو'' خدا کے قدرت کے نظارہ نہارتی نظریں جھیل کے کنارے پہ آن ٹیکی جہاں سفید رنگ کی فراک پہنے کوئی وجود بیٹھا مچھلیوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' سفید لباس اتنا بڑا تھا کہ اس نے زمین کا ایک حصہ چھپا رکھا تھا، خوبصورت لمبے بال جن پہ تتلیوں کے پروں سے بنا تاج

سجا ہوا تھا وہ ہواؤں کی ساتھ اٹکھیلیاں کر رہیں تھے۔وہ جس کی تلاش اسے نہ جانے کب سے تھی اسے اپنے سامنے موجود پاتے نا جانے کیوں اس کے احساسات سلب گیے تھے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے ریکیٹ کرے وہ اس کی سامنے تھی کہ ہاتھ بڑھاتا تو چھو لیتا۔۔۔۔

میں جانتا تھا میں تمہیں ڈھونڈ لونگا اور دیکھو میں نے تمہیں پا لیا۔۔۔۔۔اس شہزادی کی پشت کو دیکھتے وہ منہ پہ ہاتھ رکھتے زور سے چلایا آواز خوشی سے لبریز ٹوٹ رہی تھی اور آنکھوں میں فتح مندی کے جگنو ناچ رہیں تھے۔۔۔۔۔۔

میں اب تمہیں کہی نہیں جانے دونگا سمجھی تم """"" چاہے تم کتنی بھی کوشش کرو اب مجھے سے دور نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔اس کی سمت قدم بڑھاتا وہ اسے پہلے ہی باوار کروا رہا تھا کہ اب وہ کسی صورت اس سے آزادی نہیں پا سکتی۔۔۔۔

پر ہمارے جانے کا وقت تو آگیا ہے """ ۔۔۔۔۔پانی میں ہاتھ چلاتی وہ یاسیت گھولے لہجے میں بولی تو اس کے بڑھتے قدم ایک پل کو روکے۔۔۔۔

شٹ اپ یو ایڈیٹ گرل""" میں نے کہہ دیا نہ اب تم کہی نہیں جاؤ گی تو مطلب کہی نہیں جاؤ گی """"" ۔۔۔۔لمبے لمبے ڈھاگ بھرتا وہ اس کے قریب آتا اسے کندھوں سے جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ہمار ابلاوا آگیا ہے "آپ ہمیں نہیں روک سکتے بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جائے یہ آپ کی دنیا نہیں ہے۔۔۔۔اپنے کندھوں پر سے اس کے ہاتھ برے طریقے سے جھٹکتی وہ سفید پری بھی طیش سے بولی، یہ اس کی دنیا نہیں تھی اور اسے وقت کا چکر مکمل ہونے سے پہلے یہاں سے نکلنا تھا ورنہ وہ بھی اس کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس جادوائی دنیا میں قید ہو کر رہ جاتا۔۔۔۔

تم نہیں جا سکتی""" مجھے چھوڑ کر """"" ۔۔۔۔اس نے اگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھمنا چاہا۔۔۔۔

یہ قدرت کا اصول ہے "جس سے انحراف نہیں کیا جا سکتا۔۔۔دھیرے دھیر پیچھے کو قدم اٹھتی وہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی بولی تو اس نے ضبط سے آنکھیں میچی

۔۔۔۔

پیچھے نہ جاؤ'شہزادی تم گر جاؤ گی' خدارا مجھ پر رحم کرو میں تمہارا ہجر نہیں سہہ سکتا

۔۔۔اس کے پیچھے کو بڑھتے قدم دیکھ وہ اگے قدم بڑھتا ہوا بولا پر وہ ہاتھ کے

اشارہ سے اسے اگے بڑھنے سے روک گئی جس پر وہ آنکھوں میں آنسو لیے بے

بسی سے اسے دیکھنے لگا مگر وہ رکنے کے بجائے بے حسی سے مسکراتی پیچھے کی

جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

ٹھہر جاؤ'''' خدارا ٹھہر جاو۔۔۔ پیچھے اب صرف مزید دو قدموں کی جگہ بچی تھی

کہ تیسرے قدم پہ وہ ٹھنڈے پانی کی لہروں کی نظر ہو جاتی۔۔۔

نہیں ''پلیز ززز ''نہیں ں ں ں '''''''''۔۔۔۔اس نے ایک قدم اور پیچھے لیا

تو وہ ڈر کے مارے زور سے چیختا زمیں پہ گرا ایک بار پھر وہ سوکھی ریت کی مانند

اس کی بند موٹھی سے پھسلتی چلا گئی تھی اور وہ اسے پا کر بھی کھو چکا تھا'''' شاید

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے !!!

مر کے بھی ہم نہ تم کو ملے گے کبھی

خواہشیاں سب ادھوری رہے گئی وہی

ہم نے سوچا نہ تھا '''''''''

وہ جو اسے کھو دینے کے غم میں آنکھوں پہ موٹھیاں رکھے بلک رہا تھا ایک بار پھر وہی سحر کن آواز کانوں سے ٹکرائی تو اس نے صدمے میں گھیرے سر اٹھائے اس دیکھا جو پانی میں گرنے کے بجائے کمال مہارت سے اس پہ کھڑی اس کی طرف مسکرا کر دیکھتی کنگنا رہی تھی یا شاید اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔

ایک دن ہم یوں تم سے بچھڑ جائے گے
خوابوں کی دنیا میں بھی نہ مل پائے گے
تم نے سوچا نہ تھا''''' (دزلائیز بائے مریم اعوان)

اب وہ پیچھے جائے کے بجائے دونوں ہاتھوں کو کھولے دھیرے دھیرے پانی میں نیچے اتر رہی تھی آس پاس اڑتی تتلیاں مست ہوتی آ کر اس کے سر اور بازوں پہ بیٹھ رہی تھی اور کچھ اس کی بالوں کی لٹوں کو اپنے پیروں میں لیے انھیں اوپر کی طرف لیے اڑ رہی تھی، سفید لباس پانی کی سطح پہ تیر رہا تھا اور وہ خود لبوں پہ زخمی

درد بھری مسکان لیے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس کی سیاہ آنکھوں میں حسرتوں کا جہاں آباد تھا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس شفاف جھیل نے کسی بے رحم دلدل کی طرح اس سفید لباس والی ننھی پری کو اپنے اندر سمو لیا اور وہ بے بسی سے اسے خود سے دور جاتا دیکھتا رہ گا """"

نہیں ں ں ں """" ایک جھٹکا کھا کر وہ نیند سے اٹھ کر بیٹھتا گھرے گھرے سانس بھرنے لگا" سفید شرٹ پسینے سے تر ہوئی جسم کو چپکی ہوئی تھی اس کا پورا وجود پسینے سے بھیگا پڑا تھا جیسے پانی میں وہ اترا ہو" خالی الذہن اس نے گلاس وال پہ نظریں دوڑائی جہاں رات کی تاریکی سی پھیلی ہوئی تھی اسے سوتے ہوئے اتنی دیر گزر گئی تھی اور اسے پتہ بھی نہ چلا"""" سائیڈ ٹیبل پہ رکھے گلاس کو اٹھاتے لبوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے اس نے منہ پہ ہاتھ پھیرا اور وال کلک پہ نظر ماری جہاں سوئی آٹھ کا ہندسہ عبور کر رہی تھی" باہر چھائے اندھیرے کو دیکھتے اسے ایک بار پھر وہی گرے آنکھیں یاد آئی جن میں ڈوبنے سے پہلے نمی کے ساتھ ساتھ ایک خاموش سی التجاء بھی تھی جیسے وہ خود بھی جانا نہ چاہتی ہوں مگر قدرت کے اگے مجبور ہو۔۔۔

وہ اثر رسوخ والا انسان خود کو ان التجاؤں کے اگے بے بس سا محسوس کر رہا تھا مگر مجبور تھا کہ وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ کر نہیں پا رہا تھا، اسے یوں لگ رہا تھے جیسے وہ اسے نئے سرے سے ایک بار پھر کھو چکا ہو" دل میں اجیب سی بے چینی گھلی ہوئی تھی جسے کسی طور قرار نہ ہو، ابھی وہ ان ہی سوچوں میں گم تھا جب دروزاہ نوک ہوا"" یس کم اِن۔۔۔ داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے اس نے باہر کھڑے شخص کو اندر آنے کی اجازت دی جانتا تھا کہ ہاشم کے علاوہ کوئی اور اس کے کمرے میں آنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

سر چھوٹے صاحب آئے ہیں""۔۔۔ سیاہ وردی میں ملبوس ہاشم نے اندر آتے اسے مودابانہ انداز میں اطلاع دی جواب پھر سے اپنے اذلی کھڑوس والے انداز میں لوٹا مصروف سا موبائل کی اسکرین پہ
انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔۔

بیٹھا رہنے دوں"""""۔۔۔۔موبائل سائیڈ پہ رکھتے وہ سنجیدگی سے بولتا اٹھ کر المیرہ کی طرف بڑھا تو ہاشم نے ہر دفعہ کی طرح اس کے انکار پہ ایک گہرہ سانس بھرا۔۔۔

معاف کر دے سر"اتنی سزا کافی ہوتی ہے چھوٹوں کے لیے۔۔۔جی کڑا کیے اس نے آج پہلی بار اس کے سامنے منہ کھولنے کی گستاخی کی تھی کیونکہ اسے نیچے بیٹھے شخص پہ ترس سا آنے لگا تھا جو ہر روز اپنے کاموں کو پینڈینگ پہ ڈالے سرد گرم راتیں نیچے لاونج کے ایک صوفے پہ بیٹھ کر گزراتا تھا اس آس پہ کہ شاید کسی روز وہ اس پر ترس کھا کر اسے معاف کر دے۔۔۔

اس کی معافی کبھی بھی میری تکلیف کا خسارہ ادا نہیں کر سکتی""۔۔۔سرد ٹھرٹھراتا ہوا لہجا لیے وہ بغیر اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔اس شخص کے ذکر نے ایک بار پھر اس کے تمام زخم اُدھیڑ دئے تھے جنھیں وہ روز سینے کی کوشش کرتا تھا مگر وہ روز آتا اس کے بخیے ادھیڑ دیتا تھا۔۔۔

پر سر وہ آپ کا خونی رشتہ ہے""۔۔۔۔اس کے سرد لہجے کی پرواہ کیے بغیر ہاشم نے پھر زبان کھولی۔۔۔

اگروہ خونی رشتہ تھوڑی وفا میرے ساتھ بھی نبھالیتا تو آج حالات کچھ مختلف ہوتے "جب جب اس شخص کا ذکر سنتا ہوں تب تب مجھے خود پر طیش آتا ہے اور اپنی غلطی پہ پچھتاوا ہوتا ہے کہ کیوں !! آخر کیوں میں اپنی محبت کا اظہار نہ کر سکا """شاید میرا اظہار اسے جینے کی نئی امنگ تھما دیتا۔۔۔ہاتھ میں پکڑی سیاہ شرٹ پہ نظریں گاڑھے وہ پچھتاؤں کی انتہا گہرائیوں میں اترا بول رہا تھا' لہجے میں یاسیت اور مایوسی چھائی ہوئی تھی جیسے وہ ایک کربناک درد سے گزر رہا ہوں

۔۔۔۔

آئندہ اگر میرے سامنے اس کی حمایت کی تو پھر اس ہی کی نوکری کرتے نظر آنا سمجھے """"۔۔۔اپنی حالت پہ قابو پائے وہ ہاشم کو ورانگ دیتی نظروں سے گھور کر کہتے واش روم میں بند ہوا جبکہ وہ اپنے سر کی بکھری حالت پہ سر تاسف میں ہلاتا ڈور بند کرتا باہر نکلا """""

ضروری بات کہنی ہو، کوئی وعدہ نبھانا ہو

اسے آواز دینی ہو، اسے واپس بلانا ہو

!! ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

مدد کرنی ہو اسکی، یار کی ڈھارس باندھوانی ہو

بہت دیرینہ رستوں پہ، کسی سے ملنے جانا ہو

!! ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

بدلتے موسموں کی سیر، میں دل کو لگانا ہو

کسی کو یاد رکھنا ہو، کسی کو بھول جانا ہو

!! ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

کسی کو موت سے پہلے، کسی غم سے بچانا ہو

حقیقت اور تھی کچھ جا کے یہ بتانا ہو

!! ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ جو ہم ٹوٹتے نہیں نہ تو سن لو مضبوط چٹان ہیں

جس دن ٹوٹے زمین زلزلوں کی زد میں ہو گی !

گہری سیاہ رات کی بڑھتی ہوئی ٹھنڈ میں وہ ہاف ٹی شرٹ ٹراؤزر پہنے لان میں سنگی بینچ پہ بیٹھے کسی غیر مرئی نقطعے کو گھورتے ساتھ ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کا دھواں سینے میں اتارتے دل میں لگے بھانبڑ کم کرنے کی کوشش کر رہیں تھے جو ہواؤں سے مزید دہک رہیں تھے۔۔۔

ذہن کے دھاگے اس کم عقل لڑکی کے گرد الجھے پڑے تھے جو ان سے ناراض ہوئی خود کو تکلیف دے رہی تھی، بار بار اس کی شکوہ کرتی نم نگاہیں ان کے ذہن میں گھومتی ان کی اعصاب چٹخا رہی تھی بھلا وہ کب اسے یوں روتا دیکھ سکتے تھے مگر اسے خود کی طرف شکوہ کناں نظروں سے دیکھتا دیکھ آغا فارز کا دل چاہا ہے کہ یا تو اس کی آنکھوں سے وہ آنسوؤں نوچ ڈالے یا خود کو اتنی بھیانک سزا دے اس

کے آنسو کے عیوض۔اسے خود کے سامنے لہر کر زمیں پہ گرتا دیکھ ان کا دل چاہا کہ بھاگ کر اس پری کو اپنے آغوش میں بھر لے جو ذرا سی سختی سہنے کی بھی متحمل نہ تھی تو بھلا زمین کی سختی کیسے برداشت کرتی۔دل اڑ کر اس کے پاس پہنچنا چاہتا تھا مگر ذہن میں گونجتا اس کا اظہارِ محبت انھیں ایسا کرنے سے روک رہا تھا۔۔۔

آغا جان ہم آپ کے بغیر مر جائے گے""۔۔۔روتی گڑگڑاتی ہوئی نم آواز پہ انھوں نے سختی سے آنکھیں میچی اور سگریٹ لبوں سے لگائے ایک گہرہ کش بھرتے دھواں فضا میں منتقل کیا۔دل بہت بے چین تھا اسے صیح سلامت دیکھنے کے لیے مگر وہ چاہا کر بھی جا نہیں سکتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر گیا تو وہ بے قوف لڑکی ایک بار پھر ان کے آگے اپنی محبت کو لیے سوالیہ ہو گی اور اب جب وہ بیمار تھی تو وہ انکار کر کے اسے مزید دکھی نہیں کر سکتے تھے اس لیے انھوں نے فیصلہ لیا تھا کہ وہ مرحا یوسف کے سامنے نہیں جائیں گے کیونکہ اس کی یہ اٹریکشن صرف وقتی تھی کچھ دنوں میں ختم ہو جانی تھی مگر وہ جانتے نہیں

تھے کہ مرحا یوسف اٹریکشن اور محبت سے بہت اگے کا سفر طے کر چکی تھی جہاں سے انسان یا تو سرخرو ہو کر پلٹتا ہے یا مردہ !!!!

اس وقت یہاں کیا کر رہیں ہو فارذ"""۔۔۔۔وہ جو سونے سے پہلے چہل قدمی کے عادی تھے کندھوں پہ گرم شال لیے وہ باہر میں آیا تو بینچ پہ انھیں سگریٹ پیتے پایا تو ان کے قریب آتے استفسار کیا۔۔۔۔

کچھ نہیں بابا بس یونہی'۔۔۔۔ ختم ہو چکی سگریٹ کو نیچے گھاس پہ پھینکتے وہ اس پیر سے مسلتے ہوئے بولے تو وہ ایک نظر ان پہ ڈالے خالی پڑی جگہ پہ بیٹھے۔۔۔۔

کیوں پریشان ہو۔۔۔۔ان کی حالت سے وہ اتنا تو اندازہ لگا ہی چکے تھے کہ وہ پریشان تھے۔۔۔۔

نہیں ایسا کچھ نہیں جیسا آپ سمجھ رہیں ہے۔۔۔۔دونوں ہاتھوں کو باہم پیوست کیے انھوں نے سنجیدگی سے کہا جبکہ دل و دماغ میں ایک جنگ سی چھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

میرال اور اپنے رشتے کو لے کر پریشان ہو تو ڈونٹ وری اگر تم راضی نہیں ہو تو کوئی زبردستی نہیں کی جائے گی۔۔۔۔ کھانے پہ ان کا ریکشن یاد کرتے وہ اب

بھی ان کی حالت کو اس ہی بات سے منسوب کرتے بولے جبکہ وہ چہرے جھکائے خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔۔۔

میں خوش ہوں ماما کی خوشی میں "آپ انھیں ہاں کر دیجئیے گا۔۔۔۔دل میں ایک کڑا فیصلہ لیے انھوں دل وسیع کرتے کہا۔ مرحا کی حالت دیکھتے انھیں ایک یہ ہی فیصلہ صیح لگا کہ جب ان کی شادی کسی اور سے ہو جائے گی تو وہ خود بخود پیچھے ہٹ جائے گئ بغیر خود کو کوئی نقصان پہنچایا پر اس فیصلے کے بعد مرحا کے دل پہ تو جو گزرنی تھی ان کا خود کا دل مٹھی میں سکڑ آیا تھا یہ سوچتے کیا واقعی ہی اس سب کے بعد وہ ان سے دور ہو جائے گئ! کیا آغا فارذ مرحا یوسف کو ہمیشہ کے لیے کھودینگے !!

فارذ بیٹا تم پر کوئی زور زبردستی نہیں ہے "یہ دو دن کا سفر نہیں ہے زندگی بھر کا ساتھ ہے سوچ سمجھ لوں اور پھر کوئی فیصلہ کروں اور پھر جو بھی تہارا فیصلہ ہو گا ہم راضی خوشی قبول کرینگے۔۔۔۔ان کے اقرار پر آغا ماموں ان کی طرف مڑتے انھیں سمجھانے لگے کیونکہ انھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ یہ فیصلہ اپنی ماں کی خوشی کے لیے کر رہیں ہو جبکہ حقیقت میں تو وہ اس فیصلے سے خود سے اور اس

کملی سے فرار حاصل کرنا چاہتے تھے جو اپنی محبت کا اعتراف کیے انھیں سولی پر لٹکائے ہوئی تھی۔۔۔

آپ کو لگتا ہے مجھ پر زور زبردستی کی جا سکتی ہے۔۔۔ سرد سنجیدہ لہجا لیے وہ ان کی طرف دیکھتا سوالیہ ہوئے تو وہ دھیرے سے مسکراتے سر نفی میں ہلانے لگے ۔۔۔

میں جانتا ہوں! اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اپنی آئندہ زندگی میں کبھی بھی اس فیصلے پہ پچھتاؤ گے نہیں" اور رہی بات بتانے کی تو تم خود اپنی ماں کو یہ خوش خبری دینا جو تمہارے انکار کی وجہ سے مجھ سے بھی ناراض ہوئی بیٹھی ہے۔۔۔ان کے فیصلے کو سراہتے وہ مہتاب مامی کے ذکر پہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولے تو ان کے لبوں پہ بھولی بھٹکی مسکراہٹ آئی۔۔۔

رات زیادہ ہو گی ہے چلو شاباش جا کر سو۔۔۔ کندھوں کے گرد لی چادر کو جھٹکتے وہ پینچ سے کھڑے ہوتے ہوئے بولے اور ساتھ انھیں بھی اندر آنے کا کہا تو وہ فقط سر ہلا گیے جس پہ وہ چہل قدمی کا ارادہ ترک کیے اندر کی جانب بڑھے اور

پیچھے وہ ایک بار پھر اپنے سینے کی جلن کو کم کرنے کے لیے سگریٹ جلا کر لبوں میں دبا گیے سوچیں ایک بار پھر اس معصوم پری کے گرد گھومنے لگی تھی جو خود تو جو تکلیف میں تھی ساتھ راتیں ان کی بھی اذیت بھری بنا گئی تھی۔۔۔

تنہائیاں تھی، رات تھی، تیرا خیال تھا

شور ایسا تھا کہ آنکھ لگانا محال تھا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس قدر مسلسل تھی شدتیں جدائی کی۔۔۔ آج پہلی بار اس سے میں نے بے وفائی کی !

اُفق پر جامنی رنگ لیے دسمبر کی ٹھنڈ بھری صبح نے اپنے پر پھیلائے تھے، ہر صبح کی طرح یہ صبح بھی مصروف سی تھی مگر کچھ لوگوں کے لیے اداسی بھری تھی۔

میز پہ رکھے گرما گرما پراٹھے اور چائے سے لطف اندوز ہوتے وہ تینوں باپ بیٹے ان پر نظریں جمائے ہوئے تھی جو کیچن سے آکر کبھی چائے کی کیٹل میز پہ پٹک رہی تھی تو کبھی جوس کا جگ، غصے سے چہرے کے نقوش تنے ہوئے تھے اور وجہ آغا فارذ کے رات والے انکار کے ساتھ ساتھ آج ہوئی میری کی طبعیت خرابی بھی تھی جس کے باعث انھیں کام کرنا پڑھ رہا تھا۔۔۔

یہ آج ہماری سوفٹ اسپوکن ماما لیڈی موگیمبو کیوں بنی ہوئی ہے""۔۔۔وہ جو کب سے انھیں غصے سے اندر باہر آتا جاتا دیکھ رہا تھا بلا آخر آغا غارذ کے کان میں گھستا پھسپھسایا۔۔۔

کیونکہ موگیمبو خوش نہیں ہے۔۔۔۔اپنے فیورٹ چیز آملیٹ سے انصاف کرتے وہ اپنے سامنے بیٹھتی مہتاب مامی کے چہرے کو دیکھتے دھیرے سے بولے جواب میں منہ میں کچھ بڑبڑاتی اپنے لیے ناشتہ نکال رہی تھی۔۔۔۔

ماما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے'۔۔۔۔آغا ماموں کی طرف کن آکھیوں سے دیکھتے انھوں نے شیرنی کو چھیڑنے کا فیصلہ لیا جو آج نا جانے کیوں آگ گل رہی تھیں۔۔۔۔

بٹ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی""""۔۔۔۔چمچہ کو باؤل میں پٹکتی وہ تیز غصے سے بولی تو بے سختہ آغا فارذ پیچھے کو ہوئے۔۔۔۔

یہ سہی ہے پہلے نو ماہ اپنے وجود میں رکھ کر ان کی خدمتیں کرو تکلیفیں سہو پھر پیدا کر کے ان پر اپنی نیندیں اور سکون برباد کر وان کی فرمائشیں پوری کرو اور بڑے ہو کر ماں کا ان پر اتنا حق نہیں ہوتا کہ اپنی مرضی سے ان کے لیے کوئی فیصلہ لے لوں 'ٹھیک ہے جو مرضی کرتے پھیرے میں نے تو اب کچھ نہیں کہنا چاہے کسی راہ چلتی لڑکی کو اٹھا کر لے آئے 'میں تو اس کی بھی خدمتیں کروگی کیونکہ میری تو اوقات ہی میری سے بڑھ کر نہیں ہے اس گھر میں""""""۔۔۔۔۔چھوٹے چھوٹے لقمے لیتی وہ مسلسل جلتے کڑتے لہجے میں بولتی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی اور وہ تینوں کھانے سے ہاتھ روکے ان کے ایک ایک لفظ پہ خاموش نظروں کا متبادلہ کر رہیں تھے۔۔۔۔

ایک ماں کتنے ارماں سجاتی ہی اپنے بچوں کی شادیوں کے اور بچے بڑے ہوتے منہ زور ہوتے یونی ورسٹیوں میں نین مٹکا کر کے کورٹ میرج کر لیتے یا کچھ بغیرت

باپوں کی عزتوں کو بھاگا کر لے آتا ہیں مگر ماں باپ کے کہنے پہ عزت سے شادی نہیں کرتے۔۔۔۔وہ خود تو بولتی ساتھ ناشتہ بھی کر رہی تھی مگر وہ تینوں ناشتے سے ہاتھ روکے خاموشی سے انھیں بولتا ہوا دیکھ رہیں تھے کہ کب وہ چپ ہو اور وہ کوئی بات کرے۔۔

ماں میری بات سنے گی"۔۔۔۔دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے وہ میز پہ قریب ہوتے ان کی طرف دیکھتے نرم لہجے میں بولے۔۔۔۔
نہیں بس میں نے سوچ لیا ہے اب میں نہ کسی کی سنوں گی اور نہ اپنی سناؤ گئی ۔۔۔۔ہاتھ کھڑا کر کے بولتی وہ ان کی بات شروع ہونے سے پہلی ہی ٹوک گئی

۔۔۔۔۔

مادر ٹیریزا پہلے ان کی بات تحمل سے سن تو لے بعد میں کرتی پھریے گا فیصلے ۔۔۔۔اپنی ماں کی ایموشنل بلیک میلینگ وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا جو وہ اپنی ان باتوں سے آغا فارذ کو ذیر کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

رات کوئی کسر رہے گئی تھی تو وہ اب پوری کر لو""۔۔۔۔ خفگی سے انھیں بولنے کا کہتی وہ طنز مارنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔۔۔

آپ ماموں کو فون کر کے ہاں کر دے"۔۔۔۔ صلح جوانداز لیے انھوں نے لہجا پختہ کیے کہا۔۔۔۔

کیا"" کیا کہا تم نے""۔۔۔۔ ایک جھٹکے سے سر اٹھائے وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرارت لیے بولی جبکہ ان کے برعکس فواد نے شوک ہوتے ان کے چہرے کو دیکھا جہاں رات والا غصہ کہی نہیں تھا بس تھی تو ایک سرد خاموشی

۔۔۔۔

میں راضی ہوں آپ ماموں کو بتادے"""۔۔۔۔ گہرہ سانس بھرتے انہوں نے بڑی مشکلوں سے دوبارہ یہ لفظ ادا کیے تھے جس پہ ان کا چہرہ کسی گلاب کی مانند کھل اٹھا تھا اور وہ خوشی سے اٹھتی ان کی طرف بڑھتی ان کے سر کو سینے سے لگا گئی۔۔۔۔

میں جانتی تھی میرا بیٹا میری کوئی بات ٹال ہی نہیں سکتا"""خوش رہو جیتے رہو' میں تو آج ہی بھائی جان کو فون کر کے شادی کی تیاریاں شروع کرنے کا کہتی ہوں

۔۔۔۔خوشی سے لبریز آواز لیے وہ ان کے نفاست سے سیٹ کیے بالوں میں ہاتھ پھیرتی بولی تو وہ سر نفی میں ہلا کے رہے گیے شاید تب سے وہ انھیں بیمو شنل بلیک میل کرتے یہ احساس دلانا چارہی تھی کہ انھیں ان پر بھروسہ ہے کہ وہ ان کی کوئی بات ٹال نہیں سکتے۔۔۔۔

بیگم اب کیا خالی خولی خوش ہی ہوتی رہے گی یہ ہمارا منہ بھی میٹھا کرواؤ گئ۔۔۔۔ کل سے جن کا منہ غبارے کی طرح پھولا ہوا تھا اب انھیں منہ سے پھول برستا دیکھ وہ ان کو خفیف سا چھیڑتے ہوئے بولے۔۔۔۔

ضرور ابھی لاتی ہوں""""۔۔۔۔آغا فارذ کا ماتھا چومتی وہ سرشاری میں کیچن کی طرف بڑھی تو وہ چائے کا کپ لبوں سے لگاتے گرم مائع حلق میں انڈیلتے سینے میں لگی جلن کو مزید بڑھانے لگے۔۔۔۔

یہ سب کیا تھا بھیا""""۔۔۔۔۔حیرت بھرا لہجہ لیے فواد ان سے سوالیہ ہوا جو کل رات اپنا اتنا ہارش ریکشن دے کر مانا کر کے گیے تھے اب وہی اتنے نورمل انداز میں ہاں بھی کر گیے تھے اور یہ کوئی عام بات نہیں تھی۔۔۔۔

کبھی کبھی نا چاہتے ہوئے بھی ہمیں وہ کرنا پڑتا ہے جو ہم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔۔تلخ گھونٹ بھرتے وہ سنجیدگی سے بولتے فواد کو شش و پنج کی کیفیت میں مبتلا کر گیے جبکہ آغاماموں ناشتہ ختم کیے وہاں سے اٹھ چکے تھے۔۔۔۔

بٹ یو ڈونٹ وری تمہارے پاس ابھی تمہارا بڑا بھائی موجود ہے۔۔۔۔اسے خود کی طرح پریشانی سے تکتا دیکھ وہ دھیمی مسکراہٹ لیے اس کا شانہ تھتھپاتے ہوئے بولے اور کرسی کی پشت سے کوٹ لیے باہر کی طرف بڑھے مہتاب مامی کی آوازوں کو اگنور کیے کیونکہ انھیں رتی برابر بھی انٹرسٹ نہیں تھا اس میٹھائی میں جو ان کے لیے زہر کے مترادف تھی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کہ تجھ سے شکوہ نہیں بے وفائی کا۔۔۔۔پر تجھ سے امید بے تحاشہ تھی۔

صبح باخیر "یہ آج ناشتے پہ اتنی خاموشی کیوں ہیں ""۔۔۔۔ نک سک ساتیار حمزہ نے ڈائینگ پہ آتے تمام بڑوں کو مارننگ وش کرتے وہاں چھائی غیر معمولی خاموشی کو نوٹ کرتے پوچھا۔۔۔۔

ڈائینگ کی رونقیں آج روحی کے کمرے کو رونق بخشنے گئی ہیں۔۔۔۔ سبین مامی نے اس کے سوال پہ مسکراتے ہوئے ان تینوں کی خالی کرسیوں کو دیکھتے بتایا

۔۔۔

آئیڈیا کس کا تھا""۔۔۔۔ کف فولڈ کرتے حمزہ نے حیرت سے پوچھا۔۔۔

افکورس ایک ہی ہے دا گریٹ داؤد سکندر """"""۔۔۔۔ جواب فرقان ماموں کی جانب سے آیا تھا جبکہ حمزہ کی پیشانی پہ بل پڑے۔۔۔۔

خدارا مامی اسے سمجھائے اتنا سویٹ نہ بانے بہن کو غش پڑ جانی ہے۔۔۔ اس کا سابقہ رویہ یاد کرتے حمزہ نے اپنی زبیدہ مامی کو دیکھتے کہا تو وہ سر نفی میں ہلاتی مسکرانے لگی۔۔۔

گڈ مارننگ بابلز """ ۔۔۔۔۔ پوری رات اپنی محبت کی ناقدری پہ سسکتی وہ واش روم سے فریش ہو کر باہر نکلی تھی تو تراب کی آواز پہ اس نے گردن موڑ کر صوفے کی سمت دیکھا جہاں وہ تینوں بڑے حق سے براجمان تھے۔۔۔۔

آپ لوگ یہاں کیا کر رہیں ہے۔۔۔۔۔ سوجے پپوٹوں کے باعث نظریں چراتے اس نے زمیں کھوجتے ہوئے ان کی یہاں موجودگی کا سبب پوچھا کیونکہ اس وقت وہ کسی کا بھی سامنا کرنے کی ہمت نہیں پاتی تھی خود میں۔۔۔

ہم شہزادی کے ساتھ ناشتہ کرنے آئیں ہے 'آو بیٹھو۔۔۔۔۔۔ڈش سے ناشتہ اٹھا کر ٹیبل پہ سیٹ کرتے تراب نے مسکراتے لہجے میں کہا ابھی اس نے نظر بھر کر اسے دیکھا نہیں تھا اس لیے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

ہاں آؤ بھنڈی ناشتے میں آج سب تمہاری پسند کا بنا ہے۔۔۔۔ حیدر بھی اسے دیکھتے ایکسائیڈ سا بولا تو اس نے یونہی کھڑے لبوں کو بے دردی سے کچلا' سرخ ہوئی آنکھوں میں کرچیاں سی بھرنے لگی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے بھنڈی۔۔۔۔اسے یونہی مجرموں کی طرح کھڑا دیکھ وہ اٹھ کر اس کے قریب آتے بولا تو اس نے سر نفی میں ہلاتے آنسوؤں پہ ضبط باندھا۔۔۔

ٹیل می لوینڈر' وائے آر یو ویلٹینگ"""۔۔۔اس کے جھکے سر کو اوپر اٹھاتے وہ یاسیت گھولے لہجے میں بولا نا جانے کیوں دشمنی کے دعویدار کو وہ کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی جیسے خود اذیتی کی جنگ لڑ رہی ہوں۔۔۔۔

آئم""لوزینگ"""مائے سیلف"""""۔۔۔۔بھیگی سرخ نظریں اٹھائے وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی اٹکتے ہوئے لہجے میں بولی دو آنسو ٹوٹ کر رخساروں پہ بہہ تو داؤد سکندر کو یوں لگا جیسے اس کی دنیا رک گئی ہو جن آنکھوں میں نمی دیکھ کر اس شخص کو خوشی محسوس ہوتی تھی آج ان آنکھوں کی نمی اس کا دل جلا رہی تھی'

کوئی اس وقت اگر داؤد سکندر سے پوچھتا نہ کہ سب سے اذیت بھری چیز کیا ہے تو وہ کہتا ان گرے نگنیوں میں نمی دیکھنا جن میں ہمیشہ اس نے زندگی سے بھری چمک دیکھی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے میرے بچے""۔۔۔۔۔وہ جو نیچے سے اوپر کمرے میں آیا تھا اسے داؤد کے ساتھ کھڑا دیکھ وہ فوراً اس کے قریب آتے بولا جانتا تھا نہ کہ اسے اپنے ایموشنز پہ کنڑول رکھنا نہیں آتا تھا وہ اپنوں کے سامنے جلد بکھر جاتی تھی۔۔۔۔ نتھینگ""۔۔۔۔حمزہ کو قریب آ کر اسے اپنے حصار میں لیتا دیکھ وہ ایک گہری نظر حمزہ کے سینے میں منہ چھپائے روحی پہ ڈالتا سنجیدگی سے بولا اور واپس جا کر صوفے پہ بیٹھ گیا جہاں حیدر فون میں مصروف تھا تھا اور تراب بلکینی میں کھڑا کسی سے فون پر گفتگو کر رہا تھا۔۔۔

چلو آؤ بریک فاسٹ کرے۔۔۔۔اسے خود سے جدا کرتے حمزہ نے خود پر ضبط کرتے اس کے آنسو صاف کیے کہا اور اسے لیے صوفے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

چلو بلوسم شروع کرو یار ناشتہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔۔۔۔فون میز پہ رکھتے تراب مصروف انداز میں کہتا اس کے پہلو میں بیٹھا اس کے ایک طرف حمزہ تو دوسری طرف تراب تھا جبکہ وہ دونوں سنگل صوفوں پہ بیٹھے تھے۔وہ خود تو کچھ دیر ہی سہی پر پر سکون ہوتی حمزہ کے ہاتھ سے ناشتہ کر رہی تھی پر سامنے بیٹھے شخص کا

سکون برباد کر گئی تھی جس کی سیاہ آنکھیں اس کے پر مژدہ چہرے پہ ٹیکی کچھ کھوجنا چا رہی تھی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! قاتل کی یہ دلیل منصف نے مان لی۔۔۔ مقتول خود گرا تھا خنجر کی دھار پر

آخر کب تک تم دونوں یوں روٹھی محبوبوں کی طرح منہ بنا یار کھے ہونگے۔۔۔ چائے کا کپ منہ سے لگاتے فواد نے ان دونوں کی طرف ایک کڑک دار گھوریوں سے نوازتے پوچھا جو یوں ایک دوسرے سے منہ پھیرے بیٹھے تھے جیسے زبردستی پیٹھا یا ہو۔۔۔

قسم سے یار میں تو تھک گیا ہوں ان کا پیچپ کرواتے کرواتے پر دونوں ہی ڈھیٹ کی اولاد ہے۔۔۔۔ معتصم نے منہ بناتے ہوئے فواد کی طرف دیکھتے کہا جو اتنے دنوں بعد یونی آیا تھا اور آتے ہی ان دونوں کی غبارے کی طرح پھولی ہوئی شکل دیکھنے کو ملی تھی۔۔۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے تم دونوں کے ساتھ """ایک بے زرسی لڑکی کی وجہ سے کیوں اپنی دوستی خراب کرتے پھر رہیں ہو۔۔۔۔وہ جو تحمل مزاجی سے ان دونوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا پاس والے ٹیبل پہ حور کو آ کر بیٹھتا دیکھ وہ آخری بات تھوڑی اونچی آواز میں بولا تو وہ جو آج خود کئی دنوں بعد یونی آئی تھی فواد کے اس طنز پہ اس نے ایک نم بھری نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جس کے چہرے پہ سوائے اجنبیت کے کوئی اور تاثر نہیں تھا۔۔۔۔

ایسی کئی لڑکیاں آئے گئی اور جائے گئی پر اس کا یہ مطلب تو نہیں اپنے ان یاروں کے خلاف دل میں بغض پالے جو ہر دکھ سکھ کے ساتھی ہوں۔۔۔۔۔درید کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے وہ بظاہر اسے سمجھا رہا تھا پر نظریں اس دشمن جان پر تھی جو

ہمیشہ کی طرح حجاب لیے سب سے منفرد لگ رہی تھی مگر پہلے ہی کی طرح آج اس کے چہرے پہ وہ نورانی سی چمک مانند تھی۔۔۔۔

تم جاکراس کی غلط فہمی دور کیوں نہیں کرتی"۔۔۔۔۔اسے سر جھکائے اپنے آنسوئ صاف کرتا دیکھ اس کی دوست نے اگے ہوتے اس سے ہمدردی ظاہر کرتے مشورہ دیا۔۔۔۔

کیا کہو گی جاکر""۔۔۔۔ٹشو سے آنکھیں پونچھتی وہ دھیمہ سا مسکراتی بولی جانتی تھی وہ سیاہ عقاب جیسی نظریں اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہی ہے

۔۔۔۔۔

جا کر بتاؤ کہ یہ منگنی تم نے اپنی رضامندی سے نہیں کی ہے بلکہ باپ کی عزت کے اگے مجبور تھی۔۔۔وہ شاید فواد اور اس کے متعلق ہر بات سے آگاہ تھی تبھی اسے اپنے اور اس کے درمیان حائل اس غلط فہمی کو ختم کرنے پہ بضد تھی

۔۔۔۔۔

اٹھو اور گلے مل کر ساری غلط فہمیاں دور کرو۔۔۔زبردستی درید کو پش اپ کرتے فواد نے کہا تو وہ منہ بناتا ہوا اٹھا اور دوسری طرف سے معتصم کے دھکا

دینے سے کھڑا ہوتا حارث اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے اس کے سینے سے لگا

۔۔۔۔

سوری کمینے"""""۔۔۔اس کے کان کے قریب جھکتے حارث نے ہنستے ہوئے سرگوشی کی تو بدلے میں درید نے ایک زوردار مکہ اس کی کمر پہ رسید کیے کہا۔۔۔

سیم ٹو یو ایکسٹر کمینے"""""۔۔۔وہ بھی دوبدو بولا تو حارث کا قہقہ گونجا جسے دیکھ وہ دونوں بھی مسکرا گیے کہ فائنلی سب ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔

وہ خوش ہے اور ہونا بھی چاہیے ہے نہ کیونکہ وہ مجھ جیسی مڈل کلاس لڑکی ڈیوزرو نہیں کرتا"۔۔۔حارث اور درید کی ہوتی نوک جھونک پہ دل سے مسکراتے فواد کو دیکھتے وہ حسرت سے ڈوبے لہجے میں بولی پلکوں پہ شبنمی قطرے چمکنے لگے تھے جسے دیکھ وہ خود کو لاپرواہ اور خوش ظاہر کرنے والا کھڑوس شخص بھی بری طریقے سے بے چین ہوا تھا۔۔۔

وہ ضدی شہزادہ کوئی حسین شہزادی ہی ڈیزرو کرتا ہے۔۔۔آنکھوں میں محویت اور شوقِ محبت لیے وہ آج بغیر کسی کی پرواہ کیے بغیر اسے نہار رہی تھی جس کی چند دنوں کی محبت میں اس نے شہزادیوں جیسی زندگی جی تھی۔بلیک

پینٹ پہ مسٹرڈ اور ایوگاڈو کلر کی شرٹ پہنے گلے میں مفلر اور نائیکی کے کوٹ شیوز پہنے یونانی دیوتاؤں کو مات دے رہا تھا اوپر سے اس کے کھڑے تیکھے نقوش جن پہ سجی سنجیدگی کئی لڑکیوں کے دل دھڑکا رہی تھی۔ وہ بہت محویت سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے آج پہلی بار ہی دیکھ رہی ہوں اور سچ بھی تو یہ ہی تھا کہ وہ آج پہلی دفعہ ہی اسے اتنے گور سے دیکھ رہی تھی کیونکہ اس کے سامنے تو کبھی آنکھ اٹھانے کی بھی ہمت نہیں ہوئی تھی کجا کے اسے یوں گھورتی اور دوسری طرف وہ باتوں میں مصروف شخص بری طریقے سے اس کی نظروں سے پزل سب کے ہو رہا تھا بس نہیں چل رہا تھا کہ جا کر اسے دو تھپڑ لگائے جو اسے یوں سامنے بے شرموں کی طرح دیکھتی ہی چلی جا رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بے دلی کیا یونہی دن گزر جائیں گے۔۔۔اس طرح زندہ رہیں ہم تو مر جائے گے

نیلگوں آسماں پہ سفید بادل روئی کے گولوں کی طرح اُفق پہ آزادنہ پرواز بھر رہیں تھے مطلع آج صاف تھا پر سردی کی یخہ بستہ ہواؤں کا زور جوں کا توں قائم تھا۔ آغا فارذ کی ہاں کا سنتے تو مہتاب مامی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا کیونکہ انھیں امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی مان جائینگے انھیں لگا تھا کہ سو پاپڑ بیلنے پڑھے گے آغا فارذ کی نہ کو ہاں میں بدلنے میں پر یہاں تو بیٹھے بیٹھائے ہی سب کچھ ہو گیا تھا اور جب وہ راضی ہو گے تھے تو وہ بغیر کسی تاخیر کے جلد یہ معملا نیبڑنا چاہتی تھی جس پر عمل کرتے وہ بچوں کے جاتے ہی وہ فورا فون ملاتی نکاح کی تاریخ مانگنے لگی کیونکہ وہ منگنی کر کے وہ اس رشتے کو لٹکانہ نہیں چاہتی تھی اور اب جب دونوں بچے بھی راضی ہو گیے تھے تو انہوں نے نکاح جیسا اعلی فریئضہ انجام دینے کا سوچا جس کی آغا ماموں نے بھی بھرپور حمایت کی تھی اور پھر دونوں

گھروں کے باہم فیصلے پہ نکاح کی ایک ہفتے کے بعد کی تاریخ طے پائی جس کی خوشخبری ہی دینے وہ مبین منزل آئی ہوئی تھی۔۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو بھابھی اللہ ہمارے بچوں کے حق میں یہ فیصلہ خوش قسمت ثابت کرے۔۔۔ سبین مامی فرط جذبات سے پھوٹتے لہجے میں بولی۔۔۔

آمین ثم آمین۔۔۔ بدلے میں وہ بھی اس ہی طرح خوش ہوتی بولی لاونج ان کی چہچہاہٹ سے گونج رہا تھا جیسے ہفتِ اقلیم ہاتھ لگ گیا ہو۔۔۔۔

پھر تو بھابھی آپ کو آج سے تیاریاں شروع کردینی چاہی وقت کم ہے اور کیا رخصتی بھی ساتھ ہی لے گئی۔۔۔ حورے بیگم نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا کیونکہ تیاریاں تو ان سب نے ہی کرنی تھی بڑی بھابھی تو صرف مشورے اور حکم دیتی تھی۔۔۔

میں تو چاہتی تھی کہ رخصتی بھی ساتھ ہی لے لوں پر میرال ابھی صرف نکاح چاہتی ہے"بچی ہے نئے رشتوں کو سمجھنے کے لیے وقت درکار ہیں۔۔۔ پہلی بات بوجھل لہجے میں کہتی وہ آخر میں فورا بھتیجی کی سائیڈ لیتی بولی تو سبین مامی مسکرائی

۔۔۔۔

بالکل رشتے بدلنے سے تکازے بھی تو بدلتے ہے اور وہ بچی تو ابھی اتنے بڑے صدمے سے گزر رہی ہے۔۔۔زبیدہ مامی بھی ان کی بات سے مستفید ہوئی تھی ۔۔۔

ارے ماشاءاللہ میرا بچا آیا ہے ''ادھر آؤ جان۔۔۔ڈھیلے حلیے میں پرمژدہ چہرے لیے لاونج میں داخل ہوتی مرحا کو دیکھتے فوراان کی چاپلوس محبت اون ہوئی اور اس کی طرف دیکھتی وہ بانہیں کھولی بولی تو وہ ایک نظران تین خواتین پہ ڈالتی ان کی طرف بڑھی۔۔۔

کیسی ہے میری گڑیا''طبعیت کیسی ہے اب''کیا ہو گیا ہے جو یوں میرا بچہ بیمار پڑھ گیا ہے۔۔۔اسے اپنی بانہوں میں سمیٹے وہ چاٹ چٹ اس کا منہ چومتی فکرمندی سے استفسار کرنے لگی تو اسے پریشانی لاحق ہوئی کہ وہ ان کے سوالوں کے کیا جواب دے۔۔۔

نتھینگ بڑی مامی"بس ویدر چینج ہوا ہے نہ اور یونو ہمیں ایسے موسم جلد سوٹ نہیں کرتے۔۔۔ان کے اتنے سوالوں کے بدلے اس نے ایک ہی جواب میں انھیں مطمین کرنا چاہا اور جو وہ ہو بھی گئی تھی۔۔۔

یہ تو ہے بھئی ہماری لاڈو بڑی نازک مزاج ہے اس کے لیے لڑکا ہمیں وہ ڈھونڈنا پڑھے گا جو ہماری جان کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرے کیوں حورے۔۔۔۔اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوتی وہ اس کی نازاکی کو دیکھتے ہوئے ہنستے ہوئے بولی اور ساتھ حورے بیگم سے بھی مشورہ مانگا۔۔۔

بھابھی آپ لوگوں کی بیٹی ہے تو آپ تین مامیوں نے ہی ڈھونڈنا ہے اب جیسا آپ لوگوں کو اپنی شہزادی کے لیے اچھا لگے میں بری الذمہ ہوں بھئی۔۔۔ہاتھ اٹھائے وہ ساری ذمہ داری ان تینوں پہ ڈال گئی جو باخوشی یہ ذمہ داری نبھانے کو تیار تھی۔۔۔۔

آپ لوگ کس کے نکاح کے متعلق بات کر رہیں تھے۔۔۔وہ لاونج میں جب داخل ہوئی تھی تو مہتاب مامی کو مسکرا کر کسی کے نکاح کا ذکر کرتے سنا تو اسے لگا جیسے پاؤں کے نیچے سے زمیں سر گئی ہوں کیونکہ دماغ سنگل دے رہا تھا کہ جو

تم سوچ رہی ہوں ویسا ہی ہے مگر باغی دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ نہیں وہ اس کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا نہیں دے سکتے آخر کو اتنا مان تو تھا اسے۔۔۔

ارے بھئی مبارک ہو تمہیں آغا جان کی گڑیا فائنلی تمہارے بگڑے آغا جان شادی کرنے کو مان گیے ہیں اور انشاء اللہ اگلے ہفتے میرال اور تمہارے آغا جان کا نکاح ہے۔۔۔ خوشی سے پر مسرت چہرہ لیے بولتی وہ اس نازک جان پہ حیرتوں کے پہاڑ توڑ رہی تھی کچھ دیر پہلے والا مرحا یوسف کا غرور پاش پاش ہوا تھا پھٹی پھٹی نگاہیں لیے وہ ان کے چہرے پہ کھلے تبسم کو دیکھ رہی تھی جس نے اس کی خوشیوں کی شاید آخری امنگ بھی چھین لی تھی رفتہ رفتہ بصارت دھندلانے لگی تو اس نے سرائیت سے نظروں کا زاویہ بدلا۔۔۔

دل کی دھڑکن کانوں میں دھڑکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی شاید ہی کبھی وہ اتنا تیز دھڑکا ہو گا۔ کلیجے میں وحشت سی بھرنے لگی تھی بے ساختہ اس نے اپنی ہتھیلی سے اپنا سینہ مسلا سانسوں کا تسلسل بگڑنے لگا تھا اور جسم کی تمام حساسیات جیسے ان کے نکاح کا سن کر جامد ہو چکی تھی وہ مسلسل اسے پکار رہی تھی مگر اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبنے لگا تھا نظریں کسی غیر مرئی نقطعے پہ ٹیکی تھی جبکہ دل شدتِ

غم سے پھٹنے کے قریب تھا۔آغا فارز نے بڑی سنگ دلی کے ساتھ اس معصوم کا غرور توڑا تھا جو اس کا سر فخر سے اونچا کیے رکھتا تھا بے شک انھوں نے اس کی محبت دھتکاری تھی مگر مرحا یوسف کو یقین تھا کہ وہ کبھی کسی اور کو اپنی گڑیا کی جگہ نہیں دے گے مگر آج وہ اس کا یہ مان بھی توڑ گیے تھے۔دماغ میں ناقابل برداشت سی ٹیسیں اٹھنے لگی تھی جنھوں نے اسے زیادہ دیر اس ہوش کی دنیا میں رہنے نہیں دیا تھا۔لافانی مرض کی مریضہ ایک بار پھر اپنے حواس کھوتی چلی گئی تھی۔۔۔۔

وہ جن دنوں تو مجھ سے گریزاں تھا بے سبب۔۔۔مجھ کو تیری شدید ضرورت تھی ان دنوں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چھٹی سیڑھی :

)" جنون OBSESSION (

مجھے کیا پتہ کہ تم سے زیادہ حسین کوئی ہے یا نہیں۔۔۔میں نے تیرے سوا کبھی کسی اور کو دیکھا ہی نہیں

وسیع فرنیشیڈ آفس دن کے اُجالے میں بھی فینسی لائٹوں سے بقعہ ءنور بنا ہوا تھا، اخروٹ کی خالص لکڑی سے بنا فرنیچر کمرے کی خوبصورتی کو مزید اُجاگر کر رہا تھا ،بھاری بھر کم کارٹن سے ڈھکی گلاس وال سے باہر کی روشنی اندر آنے سے قاصر

تھی۔ سیاہ رولنگ چیئر پہ بیٹھا وجود کسی غیر مرئی نقطہ پہ نظر جمائے کسی گہری سوچ میں اس قدر گم تھا کہ پاس پڑے فون کی بیپ بھی اس کے کانوں میں نہیں پڑھ رہی تھی۔ ابھی نا جانے وہ کب تک سوچوں کے بھنور میں پھسے رہتے کہ دروازے پہ ہوئی دستک پہ وہ حال میں لوٹے۔۔۔

کم ان"""۔۔۔بھاری بوجھل آواز میں کہتے وہ سیدھے ہو کر بیٹھے۔ چہرے پہ کچھ دیر پہلے والی محویت اب کہی نہیں تھی۔۔۔

سر اس فائل پہ آپ کے سگنیچرز چاہیے تھے"""۔۔۔ کمپنی کے ایک ایمپلائے نے ٹیبل پہ قریب آتے نہایت نرمی سی فائل کھول کر میز پہ رکھتے انھیں اپنے آنے کی وجہ بتائی۔۔۔۔

وئیر از ہارون"""۔۔۔پیشانی پہ بل ڈالے آغا فارز نے اس نمونے کی غیر موجودگی کا پوچھا کیونکہ یہ کام اس کا تھا جو وہ کرنے آیا تھا۔۔۔

سر وہ اکاوٹینٹ چھٹی پر ہے تو آج اکاونٹس ہارون سر مینج کر رہیں ہے۔۔۔۔

ایمپلائے نے ہاتھ پیچھے کمر پہ باندھتے ہارون کی رٹی لائین دہرائی تو آغا فارز نے

ضبط سے گہرا سانس بھرا کیونکہ وہ ان کا پرسنل سیکڑی کم اس اکاونٹینٹ کا سیکڑی زیادہ لگتا تھا جو ہر دو دن بعد چھٹی کرتے کام اس پر ڈال دیتا تھا۔۔۔

اپنے ہارون سر کو جا کر کہو کہ اب وہ اکاونٹس ہی سنبھالے کیونکہ میں اس اکاونٹینٹ کی چھٹی کرنے لگا ہوں جو ہر دو دن بعد چھٹی کر کے میری روٹین ڈسٹرب کر دیتا ہے۔۔۔فائل پہ اس کی بتائی جگہ پہ سگنیچرز کرتے وہ دانت پیستے ہوئے بولے جیسے دانتوں کے نیچے ہارون کا سر ہو۔۔۔

اوکے سر""""۔۔۔۔ مسکراہٹ ضبط کیے وہ تابعداری سے سر ہلاتا ہوا بولا اور فائل اٹھائے باہر کی طرف بڑھا جبکہ وہ اس کے جاتے چیئر پہ پشت ٹیکائے آنکھیں موند گیے ابھی وہ پھر سے خیالوں میں اترتے موبائل کی تیز چنگھاڑتی ہوئی آواز پہ وہ ہڑبڑا کر سیدھے ہوئے اور فون اٹھا کر نظروں کے سامنے کیا جہاں ماما کے نمبر سے آنے والی یہ کوئی تیسری کال تھی جو وہ کٹ ہونے سے پہلے اٹھا کر کان سے لگا گیے تھے۔۔۔

اسلام و علیکم "خیریت ماما۔۔۔فون کان سے لگایا انھوں نے سنجید گی سے استفسار کیا تو دوسری جانب نہ جانے کیا کہا گیا تھا کہ وہ مبہم سا مسکرا گیے۔۔۔

سوری بزی تھا آپ بتائے خیریت سے فون کیا ہے۔۔۔دو انگلیوں سے پیشانی مسلتے انھوں نے جھوٹ کا سہارا لیا۔۔۔

یار پلیز ماما"""ہاں کر دی ہے نہ تو اب اتنی بھی کیا جلدی پڑی ہے آپ کو۔۔۔

انھوں نے شاید نکاح کی ڈیٹ فیکس ہونے کی خوشخبری سنائی تھی جس پہ حسبِ توقع ان کے تاثرات تنے تھے۔۔۔

پوری دنیا میں پہلے منگنی ہی ہوتی ہے پر آپ کی عجیب ہی منطق ہے۔۔۔۔مہتاب مامی نے شاید کوئی دلیل پیش کی تھی جلدی نکاح کی جس پہ وہ آئیبر واچکائیں بولے۔دل پہلے ہی نہیں لگ رہا تھا اور رہی سہی کسر انھوں نے فون کر کے پوری کر دی تھی۔۔۔

چھوڑے آپ یہ بتائے گڑیا کی طبعیت کیسی ہے"""گئ تھی اس سے ملنے۔۔۔

باقی باتوں کو پسِ پشت ڈالے انھوں نے دل میں مچلتا ہوا وہ سوال پوچھا جو ان کو کب سے بے چین کیے ہوئے تھا۔۔۔

کیا" پھر سے """ڈاکٹر کو بلایا تھا"" کیا کہا اس نے """اور گھر میں جینٹس تھا کوئی

۔۔۔مرحا کے پھر سے بیہوش ہو جانے کا سنتے وہ پریشانی کے عالم میں پے در پے مہتاب مامی پہ سوالوں کی بوچھاڑ کر گیے، دل مچل اٹھا تھا اسے دیکھنے کو' جسم میں بے قراری سی پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔

ایسے کیسے نہ پریشان نہ ہوں' آپ جانتی ہے نہ وہ مجھے کتنی عزیز ہے، اس کی تکلیف مجھے اپنی تکلیف لگتی ہے۔۔۔ مہتاب مامی کے بولنے پہ وہ چیختے ہوئے بولے پہلے ہی وہ اتنی بے رخی برت رہیں تھے اس سے کہ وہ اس حال میں پہنچ چکی تھی کیا اب وہ اس کی فکر کرنا بھی چھوڑ دیتے۔۔۔

اچھا آپ فون رکھے میں آ رہا ہوں"""۔۔۔ان کی بات بیچ میں سے کاٹتے وہ اجلت بھرے انداز میں بولتے فون کاٹ گیے اور گازی کی کیز اور والٹ اٹھائے آفس سے باہر نکلے، اب وہ مزید اسے دیکھ بنا نہیں رہ سکتے تھے اگر اب بھی وہ اسے نہ دیکھنے جاتے تو آغا فارذ کی محبت کی یہ توہین ہوتی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جانے کب اُبھرے تیری یاد کا ڈوبا ہوا چاند۔۔۔ جانے کب دھیان کوئی ہم کو اُڑا لے جائے !

کمرے میں اس وقت تین نفوس کے ہونے کے باوجود ایک گہری سی خاموشی تھی مگر دل میں ایک ان دیکھی سی جنگ چھیڑی ہوئی تھی جس میں نہ شکست ہو رہی تھی اور نہ جیت۔ وہ اس کے سرہانے بیٹھی نا جانے کب سے خاموش آنسو بہاتی اس کے چہرے کو نہار رہی تھی تو کبھی جھک کر اسے چومتی محسوس کرنے لگتی مگر وہ بے سدھ سی پڑی تھی جیسے کچھ محسوس نہ کر پا رہی ہوں۔

میری جنت وہ ٹھیک ہیں" آپ کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہے۔۔۔ وہ جو کب سے کبھی اپنی معصوم پری کو بیہوش اور انھیں روتا دیکھ خود پر کڑے پہرے بیٹھائے ہوئے تھا انھیں لبوں پہ ڈوپٹہ رکھ کر شدت سے روتا دیکھ وہ ان کے

قریب آتا نرمی سے بولا مقصد انھیں مطمئین کرنا تھا حالانکہ اب وہ خود کسی طور مطمئین نہیں تھا۔۔۔

حمزہ میری روحی ٹھیک نہیں ہے"""دیکھو ذرا ایسی تو نہیں تھی میری پری۔۔۔ اس کے گلابی چہرے پہ گھلی زردیوں کو دیکھتے وہ حمزہ کی طرف دیکھتی روتی ہوئی بولی تو اس نے بھی ایک خاموش مگر ضبط بھری نظر اٹھا کر اس کی سمت دیکھا جو پلکوں کی جھالر عارضوں پہ گرائے سلیپینگ بیوٹی لگ رہی تھی مگر نہیں!! حمزہ یوسف کی نورِ زندگی سلیپنگ بیوٹی کیسے ہو سکتی ہے وہ تو ایک نیم مردہ سوئی ہوئی لڑکی تھی جسے ایک جادو کے تحت ہمیشے کے لیے سلا دیا گیا تھا پر اس کی گڑیا نے تو ابھی ہوش میں آکر اس کے سینے سے لگ جانا تھا۔۔۔
وہ ٹھیک ماما'آپ کی سیٹیفکیشن کی وجہ سے میں نے دوسرا ڈاکٹر بھی بلایا نہ پر اس نے بھی وہی بتایا جو پہلے والے نے کہا تھا۔۔۔ مرحا کی طرف سے ان کا چہرہ موڑ کر اپنی طرف کرتے حمزہ نے ان کے آنسو صاف کرتے کہا۔۔۔

وہ جنرل فیزیشن ہے 'اسپیشلیسٹ نہیں تم روحی کو کسی اسپیشلسیٹ کو دیکھاؤ مجھے نہیں پتہ """ ۔۔۔وہ کسی طور مطمئن نہیں ہو رہی تھی ماں تھی نہ اپنی اولاد کی تکلیف محسوس کر سکتی تھی تبھی بے چین تھی۔۔۔

""""""" پر

اگر میری روحی کو کچھ ہوا نہ یوسف تو میں تمہیں معاف نہیں کرونگی۔۔۔اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ درشتگی سے کاٹتی ہوئی بولتی حمزہ کو اپنی جگہ پہ جامد کر گئی۔۔۔

ششش """ یہ کیسی باتیں کر رہیں ہے آپ """آپ اپنی زبان پہ یہ بات لائی بھی کیسی میں اپنی سانسیں بھی اپنی زندگی سے وار دوں گا پر اس پر ایک آنچ بھی نہیں آنے دونگا۔۔۔دونوں ہاتھوں میں ان کا چہرہ تھامتے وہ سرد لہجا لیے ایک ایک لفظ پہ زور دیتے بولا جبکہ دماغ کی نسیں ابھر آئی تھی ان کی اس بات پہ۔۔۔۔

بب 'بھیا"""۔۔۔۔ابھی اس نے کچھ اور کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے جب اس کی مرمری سی بوجھل آواز پہ وہ فوراً سیدھا ہوتا اس کے قریب بیٹھا جو مندی مندی سرخ آنکھیں لیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

بھیا کی جان صدقے اپنے بچے پر """"" اب کیسا فیل کر رہی ہوں۔۔۔ نرمی اور محبت سے اس کے چہرے پہ بکھرے بالوں کو سیمٹتے وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا تو وہ گھومتے سر کے ساتھ محض سر ہلا گئی۔۔۔

کچھ کھاؤ گی میری جان" بتاؤ ماما ابھی بنا کر لاتی ہے۔۔۔ اسے پھر آنکھیں بند کرتا دیکھ وہ فورا بول پڑی نا جانے کیوں وہ اسے دوبارہ سونا نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔

نہیں """" ہمیں سونا ہے۔۔۔ فورا اسے انکار کرتی وہ حمزہ کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کی نرم گرفت میں بھرتی گال کے نیچے رکھتے کروٹ لے گئی جبکہ وہ بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔

آپ جائے اسے تھوڑی دیر ریسٹ کرنے دے۔۔۔ ان کی آنکھوں میں پھر نمی کو ابھرتا دیکھ حمزہ نے دھیرے سے ان کی آنکھیں صاف کرتے کہا تو وہ دل مسوس کرتی اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

میری جان میرے بس میں ہوں نہ تو میں اپنی خوشیاں بھی تمہارے نصیب میں لکھ دوں۔۔۔ سختی سے اپنے ہاتھ کو تھم کر اسے سوتا دیکھ وہ دل میں سوچتا

بڑ بڑایا اور جھک کر اس کنپٹی پہ بوسہ دیا تو وہ کسما کر اس کے ہاتھ پہ گرفت مزید بڑھ دی وہ نیند میں بھی پر سکون نہیں ہو پا رہی تھی جیسے بچے کو ماں کے دور جانے کا ڈر نیند میں بھی سکون نہیں لینے دیتا۔۔۔

میں یہ ہی ہوں گڑیا آپ کے پاس""""۔۔۔نرمی سے اس کے بال سہلاتے حمزہ نے سر گوشی کی تا کہ وہ اس کی موجودگی محسوس کرتی پر سکون ہو جائے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجھے یہ دنیا بیاباں تھی ایک دن مگر۔۔۔ تم ایک بار دیکھے اور بے شمار دیکھے

یار اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیے تھے آپ""۔۔۔چہرے پہ پریشانی بھرے تاثرات سجائے اس نے فون پہ دوسری طرف موجود شخص سے سنجیدگی سے استفسار کیے۔۔۔

کسی اچھے کے پاس لے جاتے بھیا"میرا ابھی لاسٹ لیکچر ہے ورنہ میں آجاتا گاڑی لے کر۔۔۔دوسری طرف فون پر حمزہ کو اس نے مشورہ دیا ساتھ ہاتھ میں پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھتے پیشانی مسلی۔۔۔

کہاں ہے میری بات کروائیں"""۔۔۔پھر ہوئی اس کی خراب حالت کا سنتے وہ واقعی ہی پریشان ہو گیا تھا۔۔۔

اچھا اسے ریسٹ کرنے دے میں گھر آکر ملونگا۔۔۔۔اس کے سوئے ہوئے کا سنتے اس نے اس کے آرام کی غرض سے مانا کیا اور گھر آکر بات کرنے کا کہتے فون کٹ کر گیا۔۔۔

فواد""۔۔۔وہ فون ہاتھ میں پکڑے آغا فارز کا نمبر ڈائل کرنے لگا تھا کہ وہ اگر فری ہے تو وہ گھر چلے جائے کیونکہ گھر میں اس وقت کوئی گاڑی موجود نہیں تھی اور حمزہ مرحا کو لے کر ہسپتال جانا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے وہ فون ملا کر کان کو لگاتا

عقب سے آنے والی مریل سی آواز پہ وہ حیرت سے پیچھے پلٹا اور اس کی توقع کے عین مطابق سر پہ حجاب جمائے منہ پہ معصومیت سجائے حور اس کی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔

پلیز مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔اسے ایک نظر دیکھ فواد نے وہاں سے جانا چاہا تو زندگی میں پہلی بار حور نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے جانے سے روکتے التجائی انداز میں کہا، لہجے میں ہلکی سی نمی تھی جیسے وہ رو کر آئی ہوں جسے محسوس کرتے وہ نا چاہتے ہوئے بھی ٹھہر گیا مگر پلٹنے کی غلطی نہیں کی تھی کیونکہ جانتا تھا اگر اس کی معصوم شکل دیکھ لی تو پگھل جائیں گا۔۔۔

آئی'نو کک ''کہ آپ غصہ ہے اور میری شکل'' بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔۔۔اسے یونہی پیٹھ موڑ کر کھڑا دیکھ اس نے اپنے دماغ کی منفی سوچ ظاہر کی تو فواد کا دل چاہا اپنا ماتھ پیٹھ لے اس کے احتیاط کو وہ اس کی بیزارگی سمجھ رہی تھی کم عقل لڑکی !!!

پر میں مجبور ہوں ہم کوئی اپر کلاس سوسائٹی سے بیلونگ نہیں کرتے جہاں بیٹی کی پسند کو اولین ترجیح دی جاتی ہے میں ایک مڈل گھرانہ سے ہوں جہاں بیٹی کی پسند کو ماں کی ترتبیت میں کمی سمجھا جاتا ہے، رشتے دار طرح طرح کی باتیں بناتے ہے کہ جوان بیٹی کو لڑکوں کے بیچ پڑھنے کو بھیجو گے تو یہ ہی ہو گا"" میں جانتی ہوں اگر میری ماما کو میری پسندیگی کا پتہ چلے گا تو وہ مان جائیں گی مگر میں رشتے داروں کے منہ کیسے بند کرواؤں گی جو میری ماں کو آکر سو سو باتیں سنائیں گے 'میری وجہ سے میری چھوٹی بہن کا کہی سے اچھا رشتہ نہیں آئے گا۔۔۔ کلائی میں سجے بینڈ سے چھیڑ خانی کرتے وہ اتنے نرم لہجے میں بات کر رہی تھی کہ دور سے دیکھنے والا سمجھتا کہ پیاری بھری باتیں ہو رہی ہے جبکہ فواد اپنی کلائی پہ محسوس ہوتا لمس آنکھیں بند کیے محسوس کر رہا تھا جیسے آخری بار ہو۔۔۔

میں مجبور ہوں فواد باپ کو تو کھو چکی ہوں "مگر ماں کک "کو کھونا نہیں" چاہتی ""ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجئیے گا۔۔۔ ہلکے سے اس کے ہاتھ کو چھوڑتی وہ مدھم مگر بھاری لہجے میں بولی جیسے آنسوؤں کے پھندے پہ ضبط کر رہی ہوں

جبکہ فواد نے آنکھیں میچتے لب کچلے یہ لڑکی آغا فواد کی محبت کا امتحان لے رہی تھی

کافی دیر وہ اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا مگر جب عقب سے کوئی آواز نہ ابھری تو اس نے جھٹکا کھا کر پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں اس کی موجودگی مفقود تھی وہ جا چکی تھی صرف اپنی بات کہے اس کی تو سنی ہی نہیں تھی اگر سنتی تو وہ اسے بتاتا کہ وہ اس کے لیے ہر بات برداشت کر سکتا تھا، ہر کسی سے لڑ سکتا تھا، اسے پروٹیکٹ کرنے کو وہ ہر حد سے گزر جاتا اس کے صاف کردار کی گواہی اگر اسے ہر انسان کے سامنے جا کر بھی پیش کرنی پڑتی تو وہ یہ بھی کر جاتا مگر ایک بار صرف ایک بار وہ اس پر یقین تو کرتی اس کی محبت پر ایمان تو لاتی مگر ایک اور بیٹی باپ کی بدنامی کے ڈر سے اپنی محبت سے مکر گئی تھی !!!!!

تو میسر ہو تو دیکھنے کی حد کر دے گے۔۔۔ پھر اس کے بعد یہ کائنات تک رد کر دیں گے !

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کس طرز سے گزار رہا ہے مجھے یہ وقت۔۔۔ کن تعلقوں کے دام میں آیا ہوا ہوں میں !

وہ اجلت بھرے انداز میں گاڑی ڈرائیو پہ پارک کرتے نیچے اترے اور بھاری بھاری قدم اٹھائے گھر کے اندر داخل ہوئے تو لاونج اور ڈائینگ حال کسی بھی فرد کی موجودگی سے مفقود تھا البتہ کیچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھی پر وہاں نظر ثانی کرنے کے بجائے وہ سیدھا سڑھیوں کی طرف بڑھے جسے دیکھنے کو دل ماہی بے آب کی تڑپ رہا تھے، دل کی حالت صحرہ میں بھٹکے اس پیاسے کی طرح تھی جسے نہ پانی درکار تھا اور نہ آزادی""""" دو دو سڑھیاں کر کے پھلنگتے وہ اس دروازے کے باہر آ کر رکے جس کے اندر جانے کی ان میں ہمت نہیں ہو رہی تھی، دل یہ دعا گو تھا کو کاش وہ سوئی ہوئی ہو تو وہ خاموشی سے اسے دیکھ کر چلے

جائیں گے کیونکہ اس کی جاگتی آنکھوں میں وہ شکوہ اور نمی نہیں دیکھ سکتے تھے

۔۔۔

آپ یہاں کررہیں ہیں ؟۔۔۔وہ جو دروازے میں کھڑے سوچ کے تانے بانے بن رہیں تھے کمرے کا دروازہ کھول کر حمزہ کو باہر نکلتا دیکھ دو قدم پیچھے ہوئے تھے تو حمزہ نے ان کی موجودگی کو دیکھتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔

وہ گڑیا سے ملنے آیا تھا"طبعیت ٹھیک ہے اس کی۔۔۔اس کے لہجے میں چھائی سرد سی بیزارگی کو نوٹ کیے انھوں نے لب بھینچتے ہوئے بتایا تو حمزہ نے دانت پیسے 'اسے یہاں تک پہچانے کے بعد آخر اب وہ کیوں اس کی عیادت کو آئے تھے۔۔۔

شکر اللہ کا ٹھیک ہے""سو رہی ہے۔۔۔گہرہ سانس بھرتے اس نے بامشکل کہا ورنہ عزیز جان بہن کی حالت دیکھ کر تو دل چاہ رہا کہ سامنے کھڑے شخص کا گریبان دبوچ کر پوچھے کہ آخر کیوں اسے اتنی محبت دی جو وہ اب آپ کی بے رخی پہ تل تل مر رہی تھی۔۔۔

میں مل لوں"۔۔۔وہ جو ہمیشہ اس کے کمرے میں بغیر کسی کی اجازت کے چلے جاتے تھے مگر آج نا جانے کیوں سامنے کھڑے شخص سے اجازت مانگ رہیں تھے شاید اس کے لہجے کے سرد پن کے پیچھے چھپی وجہ جان گیے تھے۔۔۔

مل لے مگر کوشش کیجئیے گا کہ وہ ڈسٹرب نہ ہو"کیونکہ آجکل وہ نیند میں بھی بے سکون رہتی ہیں۔۔۔دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوتے حمزہ نے بے تاثر لہجے میں کہا اور بغیر ان پر دوسری نگاہ ڈالے سڑھیاں اترتا چلا گیا جبکہ وہ اس کی پشت کو دیکھ کر سر نفی میں ہلاتے دروازہ دھکیل کر کمرے میں داخل ہوئے

۔۔۔۔

پنک باربی بیڈ پہ وہ بیمار پری پنک کمبل میں چھپی کروٹ کے بل سو رہی تھی،ہاتھ گال کے نیچے ٹیکائے وہ دروازے کی طرف ہی منہ کیے سو رہی تھی شاید حمزہ ابھی اسے سلا کر ہی گیا تھا تبھی گلاس وال پہ بھاری کارٹن گرائے رکھے تھے اور روشنیاں بھی قدرے کم کر رکھی تھی تاکہ وہ ڈسٹرب نہ ہو۔اس کی نیند کا خیال کرتے وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھائے بیڈ کے قریب آئے اور بلا جھجک بیڈ پہ اس کے

قریب بیٹھتے اس کے مومی چہرے کو نہارنے لگے جسے ناجانے آج وہ کتنے دنوں بعد اتنے قریب سے دیکھ رہیں تھے۔۔۔

آغاجان کے پانڈے کی ناراضگی آغاجان کی جان جلارہی ہے گڑیا"""""۔۔۔۔

دھیرے سے اس کے ریڈ ایپلز کی طرح سرخ گال کو اپنے پوروں سے سہلاتے انھوں نے اذیت سے بھرے لہجے میں سرگوشی سی کی۔۔۔۔

آغاجان بہت پیار کرتے ہے اپنی گڑیا سے اتنا کہ اس کی خوشی کے لیے وہ خود کو بھی قربان کر جائیں مگر جو آپ چاہتی ہوں سوہنے وہ ناممکن ہے 'ایسا کبھی نہیں ہو سکتا'' ہم کبھی ایک نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر ایسا ہوا تو یہ دنیا ہمیں جینے نہیں دے گئی''خود پر تو میں ہر طنز ہر بات برداشت کر سکتا ہوں مگر اپنی گڑیا کے پاک کردار میں ایک لفظ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔اس کی بند پلکوں کے خم کو محسوس کرتے وہ تکلیف دہ لہجے میں بول رہیں تھے کیونکہ وہ ناسمجھ سمجھتی نہیں تھی کہ یہ دنیا ان کی زندگی عذاب بنادیتی۔۔۔۔

آغاجان اپنی گڑیا پہ اٹھنے والی ایک غلط نگاہ بھی برداشت نہیں کر سکتے تو پھر وہ لفظ کیسے برداشت کر پائیں گے جن میں لوگ آپ کو بدکردار، بدچلن، اور ناجانے

کیا کیا کہے گے "ہر گز نہیں اتنا بڑا دل نہیں ہے آپ کے آغا جان کہ وہ یہ سب باتیں برداشت کر جائیں اس لیے ہم دونوں کی دوری میں ہی بھلائی ہے """"" آپ پلیز یہ سمجھوا پنے آغا جان کے لیے مزید مشکل نہ کھڑی کرو پہلے ہی آپ کی یہ حالت میری جان نکال رہی ہے۔۔۔اس کے ہاتھ کی نازک مرمری انگلیوں کو سہلاتے وہ یوں اس سے گفتگو کر رہیں تھے جیسے وہ جاگ رہی ہو اور سب سن بھی رہی ہوں حالانکہ وہ تو نیند کی گہری وادیوں میں اتری ہوئی تھی مگر وہاں بھی اسے ان کا یہ کھردرا اور تپش زدہ لمس محسوس ہو رہا تھا جسے محسوس کرتی وہ بے سکون ہونے لگی تھی۔۔۔

سوری "میں نے اپنے بچے کی نیند خراب کر دی """آپ ریلیکس کرو آغا جان اپنی گڑیا کے پاس ہے۔۔۔اسے بے سکون ہو کر منہ بناتے دیکھ وہ دھیمہ سا مسکراتے بولے، وہ آج کتنے دنوں بعد دل سے مسکرائے تھے، جھک کر اس کی پیشانی پہ بوسہ دیتے وہ نرمی سے ہلکے ہلکے اس کے سر میں انگلیاں چلانے لگے جس پر وہ فوراً پر سکون ہوئی چہرے کے زوائے ڈھیلے پڑے۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اظہارِ عشق تمہیں کہی کا نہیں چھوڑے گا
محبت ہو جائے اگر تو بس خاموش رہنا

چلو شاباش اب میرا بچہ میڈیسن لے گا""""۔۔۔۔یخنی کا باؤل سائیڈ پہ رکھتے
حمزہ نے اب اس کی میڈ سن کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا پر ہمیشہ کی طرح منہ بسورنے

کے بجائے وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھتی ہی چلی جارہی تھی اور حمزہ اس کی یہ محویت اچھے سے سمجھ بھی رہا تھا۔۔۔

بھیا۔۔۔ سونی نگاہیں اس پہ ٹیکائے کھوئے کھوئے لہجے میں اسے پکارا۔۔۔

ہمم"۔۔۔اس کی میڈیسن چیک کرتے اس نے مصروف انداز میں ہنکارا ابھرا

۔۔۔۔

وہ ہم سے ملنے نہیں آئے؟ کیا وہ جانتے نہیں ہے کہ ہم کتنے بیمار ہیں۔۔۔

آنکھوں میں امید لیے وہ ایک آس سے بولی کہ شاید وہ اس کی بیہوشی میں اس سے ملنے آئے ہو۔۔۔

نہیں وہ مصروف تھے"۔۔۔ نظریں چرائے وہ اس کی آنکھوں میں چمکتی امید پل میں توڑ گیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا ان کی آمد کا سن کر وہ کوئی امید لگائے جبکہ اپنے آغا جان کو اپنی عیادت نہ کرنے آیا دیکھ اس کا معصوم دل کئی کرچیوں میں ٹوٹا تھا کہ کیا مرحا یوسف ان کے لیے اتنی ارزاں ہوگئی تھی کہ اس کے جینے اور مرنے سے بھی انھیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

اسے کہنا کہ ملاقات ادھوری تھی وہ

! اسے کہنا کہ کبھی آکر دوبارہ مل جائے

آغا جان کان " نکاح ہو رہا ہے میرال آپی کے ساتھ۔۔۔ان کے نا آنے کا سنتے وہ حلق میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو بمشکل نیچے اتارتے ہوئے بولی نہ جانے وہ اسے بتا رہی تھی یہ پوچھ رہی تھی۔۔۔

ہمہم "۔۔۔۔اس کے اچانک اس سوال پہ ایک پل کو تو اس کے ہاتھوں کی حرکت تھمی تھی مگر پھر جی کڑا کیے مختصر سا بولا کیونکہ الفاظ نہیں تھے بولنے کو

۔۔۔

کیوں ہو رہا ہے "" ۔۔۔اس کی تصدیق پر بھی اس کا لہجا نرم رہا تھا۔۔۔

سب کا ہوتا ہے 'میرا بھی تو ہوا تھا۔۔۔۔اس کی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اس میں تبھی خود کو دوائیوں میں الجھا ظاہر کروا رہا تھا۔۔۔

ان کا 'نہیں ہو سکتا' ہو ہی نہیں سکتا وہ تو " ہمارے ہیں "تو ہمارے علاوہ وہ کسی اور کک " کیسے ہو سکتے ہیں """ آپ نے کہا تھا " وہ ہمارے ہے "" تو اب پھر کیسے وہ

میرال آپی سے 'نکاح کر سکتے ہے ٹیل می۔۔۔۔اس کے سکون سے کہنے پہ وہ درشت آواز میں چلاتی اس کے اگے سوالیہ ہوئی تھی جبکہ آنکھوں میں آنسوؤں کا ایک ریلہ امڈ آیا تھا اور وہ جو سر جھکائے اس کی میڈیسن ٹٹول رہا تھا اسے یوں طیش میں آتا دیکھ سیدھا ہوا۔۔۔

گڑیا کالم """""۔۔۔۔اسے پینیک ہوتا دیکھ حمزہ نے نرمی سے اسے ہینڈل کرنا چاہا

۔۔۔۔

ہاؤ کین آئی کالم ڈاؤن """""وہ صرف ہمارے ہیں 'ہم انھیں کسی اور کا نہیں ہونے دینگے """"آپ سمجھ رہیں ہے نہ وہ صرف مرحا یوسف کے ہیں """آپ ابھی جا کر ان سے کہے گے کہ "وہ یہ نکاح نہیں کر سکتے ورنہ ہم اپنی جان لے گے بھیا آئے وانا کل ماِئے سلیف """""۔۔۔۔ہذیانی انداز میں چیختی وہ حمزہ کے قابو نہیں آرہی تھی تبھی اس نے اٹھ کر جلدی سے کھلا دروازہ بند کیا کہ اگر گھر کا کوئی افراد اس کی باتیں سن لیتا تو اس کے کردار کے بارے میں کیا سوچتا۔۔۔۔

شٹ اپ روحی یہ کیا بکواس کی ہے """"" ۔۔۔ کندھوں سے جھنجھوڑتے حمزہ نے تڑپ کے کہا کہ وہ کیسے اتنی سنگ دلی سے یہ بات اپنے لبوں پہ لے آئی تھی جس کی سننے تک کی ساکت نہیں تھی حمزہ یوسف میں ۔۔۔۔

بکواس نہیں ہے بھیا 'ہم """ ہم سچ کہہ رہیں ہے ہم 'ان کے بغیر مر جائینگے """ ہماری سانسوں کے لیے """"" ضروری ہے آغا جان """ کسی اور """"" کو میسر آئے تتت """"" تو یہ سانسیں تھم جائینگی " ۔۔۔ دماغ میں اٹھتے درد کو دبائے وہ سسکیاں بھرتی اب لہجا تھوڑا دھیمہ کیے بولی تو حمزہ نے تڑپ کر اسے سینے سے لگایا تو وہ مزید بکھرتی چلی گئی ۔۔۔۔

وہ صرف ہم سے " پیار کرتے ہیں """ وہ میرال آپی کے کیسے 'ہو سکتے ہیں """ ان سے جج 'جا کر کہے نہ ان """"" کی گڑیا مر جائے گی """"" ان کی جج " جدائی میں """ پپپ " پلیز بھیا ۔۔۔۔ اس کے سینے سے لگی وہ ہچکیوں اور آنسوؤں میں بس ایک ہی بات دہرائے جا رہی تھی جس پہ حمزہ نے ضبط سے موٹھیاں بھینچی 'ان کی محبت نے مرحا یوسف کو تباہی کے دہانے پہ لا کھڑا کیا تھا ۔۔۔۔

روحی میری جان بھیا کی بات غور سے سنو "یو نو بھیا جو کہتے ہے وہ صیح ہوتا ہے ۔۔۔اپنے سینے سے اس کا سر نکالتے حمزہ نے انگلیوں کے پوروں سے اس کے آنسو سمیٹتے بات شروع کی تو وہ رونے کے باعث سرخ چہرہ لیے سرہاں میں ہلانے لگی۔۔۔

آغا جان آپ سے بہت پیار کرتے ہے بلکل ایک پرنسس کی طرح آپ کو ٹریٹ کرتے ہے 'جب بھیا نہیں تھے تو آپ کی سب خواہشیاں بے جا ضدیں آپ کا ہر کہا وہ ماتھے پہ بغیر کوئی شکن لائے پورا کرتے تھے نہ۔۔۔نرمی سے اس کے سرخ گالوں کو سہلاتے اس نے اس کی رائے لی تو وہ بغیر تاخیر کیے فورا سر ہلا گئی یہ تو سچ تھا آغا فارذ نے مرحا یوسف پہ اپنی زندگی کے قیمتی سال واقف کیے تھے

۔۔۔

کیا کبھی آپ نے ان کی محبت میں کوئی کھوٹ محسوس کی '۔۔۔ایک دفعہ پھر اس نے اس کی طرف سوالیہ دیکھا تھا جس پہ وہ فورا سر نفی میں ہلا گی "کیا ان کے چھونے سے کبھی آپ کو کوئی غلط وائیب آئی یا ایسا لگا ہو جیسے وہ جان بوجھ کر آپ کو ٹچ کر رہیں ہو؟ یا کبھی انھوں نے آپ کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کیا ہو؟

۔۔۔۔اس کے ہر سوال کے جواب میں وہ بس شرمندگی سے صرف سر ناں میں ہی ہلائے جارہی تھی""""سچ تو یہ ہی تھا کہ محبت کی شروعات تو اس کی طرف سے ہی ہوئی تھی ان کی محبت میں تو کبھی کھوٹ آیا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

جب ان کی محبت کبھی بدلی ہی نہیں تو پھر آپ کی کیسے بدل گئی""""۔۔۔۔وہ نہایت تحمل مزاجی سے اسے ڈیل کر رہا تھا کیونکہ اگر ذرا سی بھی سختی دیکھاتا تو وہ پھر پینک ہو جاتی جو اس کی صحت کے لیے ٹھیک نہیں تھا۔۔۔

اگر ان کی محبت نہیں بدلی تو آئے ڈونٹ کیئر""ہم ان سے پیار کرتے اور وہ ہمیں چاہیے کسی بھی صورت میں آدر وائیز ہم اپنی جان لے لینگے بھیا۔۔۔اس کی اتنی نرم مزاجی اور باتوں کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا اس پر اور وہ ایک بار پھر وہی ضدی انداز لیے بچوں کی طرح بولی جیسے وہ انسان نہیں بلکہ کوئی کھیلونا ہو۔۔۔۔

روحی بھیا کی بات سنو""""۔۔۔۔اپنی اتنی باتوں کے بعد بھی اسے وہی اڑا دیکھ اس نے ایک گہرا سانس بھرتے کہا مگر اس بار وہ جنونی ہوتی اس کی بات بیچ میں سی کاٹ گئی۔۔۔

نہیں ہے آپ ہمارے بھیا"""آپ برے ہے بہت برے """آپ نے کہا تھا کہ وہ ہمارے ہیں 'پھر اب کیسے وہ کسی اور کے ہو سکتے 'اگر وہ ہمارے نہیں ہوئے تو ہم اپنی جان لے لینگے """"۔۔۔۔ایک بار پھر اسے وہی ضدی اور جنونی انداز اپناتے دیکھ حمزہ ساکت سارہ گیا۔وہ عشق میں بہت اگے بڑھ گئی تھی جہاں صرف دو ہی راستے موجود تھے جیت یا موت۔۔۔۔

روحی گڑیا""پلیز بات سنو بھیا کی۔۔۔اسے کندھوں سے پکڑ کر حمزہ نے پھر پر سکون کرنے کی کوشش کی مگر آج وہ جیسے اپنے حواسوں میں تھی ہی نہیں تبھی حمزہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ ایک جست سے سائیڈ ٹیبل پہ پڑے فروٹس میں سے چھری اٹھاتی فوراا اس کی پہنچ سے دور ہوئی۔۔۔

اسٹاپ روحی "یہ کیا بچپنا ہے """"۔۔۔۔اسے چھری کلائی پہ رکھتا دیکھ حمزہ کا کلیجہ منہ کو آیا تھا اپنی نازک بہن کی اتنی سفاکی پر۔۔۔

تو پہلے کہے کہ آغا جان صرف ہمارے ہیں ورنہ ہم اپنی کلائی کاٹ لینگے۔۔۔۔

نازک کلائی پہ چھری کا دباو بڑھاتے وہ اٹل انداز میں بولتی حمزہ یوسف کے قدموں تلے سے زمین کھینچ رہی تھی۔۔۔

پلیز میری جان اسے نیچے کرو" بھائی کا صبر نہ آزماؤ""""۔۔۔۔۔ حفظ ماتقدم کے طور رہ وہ دانستہ قدم اگے بڑھا رہا تھا مگر دل میں ایک ڈر بھی تھا کہ اگر ذرا سی بھی چھری ہلی تو"""""اس سے اگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔

آپ ہمارا امتحان نہ لے اور کہہ دے کے آغا جان کے ساتھ صرف ہمارا نکاح ہو گا ورنہ ہم اپنی نس"""""""۔۔۔۔ بھائی کو بے بس کیے وہ اس وقت صرف اپنا کہاں پورا کروانا چاہتی تھی ایک جنون سا سوار تھا اس کے سر پہ پر اس سے پہلے وہ مزید حمزہ کی جان سولی پہ لٹکاتی عقب سے آنے والی ہستی نے اسے کندھے سے پکڑا کر اپنے سامنے کرتے کھینچ کر ایک زوددار تھپڑ اس کے منہ پہ مارا کہ وہ دھان پان سی لڑکی لہرا کر زمین بوس ہوئی اور چھری ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری ۔۔۔۔

ماما""""""۔۔۔۔ حورے بیگم کی اتنی جرات پہ حمزہ تڑپ کا ان کی طرف دیکھتا زمین پہ گری مرحا کی طرف بڑھا جو خود پھٹی پھٹی نگاہوں سے دروازے میں کھڑی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی جن کی آنکھوں میں اس وقت اس کے لیے شدید نفرت تھی۔۔۔۔

بھیا کی جان اٹھو "ادھر دیکھو میری طرف "۔۔۔ جلدی سے زمین پہ بیٹھتے حمزہ نے اسے اپنے حصار میں بھرتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا جہاں گال پہ تیز تھپڑ پڑنے کی وجہ سے وہ لال سرخ ہو رہا تھا اور ناک میں ہلکی سی خون کی لکیر نکلتی بالائی لب تک آئی ہوئی تھی۔۔۔

ماما یہ کیا تھا """ آپ نے ہاتھ کیسے اٹھا یار وحی پر """"۔۔۔ اپنی نازک گڑیا کی حالت دیکھ کر وہ زخمی شیر سی غراہٹ لہجے میں لیے ان سے سوالیہ ہوا جو اس کے ناک میں سے بہتا خون دیکھ ایک پل کے لیے خود بھی پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

ہاتھ کیسے اٹھایا" میرا دل چاہ رہا کہ تھپڑ مار مار میں اس ذلیل اولاد کا منہ لال کر دوں جو میری تربیت پہ حرف لانے چلی ہے """ ارے پوچھو اپنی لاڈلی سے آخر کہاں """ کہاں کمی رہے گی میری تربیت اور محبت میں جو یہ یوں ہماری اور محروم باپ کی عزت کو رسوا کرنے چلی ہے۔۔۔ غصے کی زیادتی سے بولتی وہ اسے مارنے کو ایک بار پھر اگے بڑھی تو وہ روتی ہوئی فورا حمزہ کے حصار میں چھپی

۔۔۔

ماما اس نے ایسا کچھ نہیں کیا جو آپ کی تربیت اور بابا کی عزت پہ حرف لائے"''

۔۔۔اسے زخمی چڑیا کی مانند اپنے پروں میں چھپتا دیکھ حمزہ اس کے اطراف میں اپنی گرفت کرتا ان کی طرف دیکھتے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا جیسے اسے حورے بیگم کا یہ عمل قطعی پسند نہ آیا ہو۔۔۔

اور پھر تب حرف آئے گا جب پورے خاندان کو اس ک عاشقی کا پتہ چلے گا کہ جو شخص اسے ہمیشہ بچی سمجھتا رہا یہ موصوفہ اس ہی کہ عشق میں مبتلا بھائی کے سامنے بغیرتی کا مظاہرہ کرتی کلائی پہ چھری رکھ کر کھڑی دھمکیاں لگا رہی ہے ۔۔۔وہ دروازے میں کھڑی شاید اس کی تمام باتیں سن چکی تھی تبھی منہ سے آگ اگل رہی تھی، انھیں ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کن راستوں پہ چل پڑی ہے اگر پتہ ہوتا تو وقت گئے اس کے قدموں کو جکڑ لیتی۔۔۔

کوئی بغیرتی نہیں ہے اپنی پسند کا اظہار کرنے کا رائیٹ سب کو ہے اور اس نے کونسا دنیا کے سامنے اعلان کیا" اپنے بھائی کے سامنے کیا ہے وہ بھی اس چار دیواری کے اندر اس میں کونسی معیوب بات ہے۔۔۔وہ جو پہلے کب سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا ماں کے سامنے فورا اس کا اور اس کی محبت کا حمایتی

ہوا کیونکہ حمزہ یوسف مرحا یوسف کے کردار پہ کوئی بات بھی آنے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

آج تمہارے سامنے کیا ہے کل یہ بغیرت بھری دنیا کے سامنے بھی کرتی ہمیں منہ دیکھانے کے بھی قابل نہیں چھوڑے گئی۔۔۔انھیں شک تو کافی پہلے سے ہی تھا مگر آج تک اسے یوں اظہار کرتے نہیں سنے تھا مگر آج اس کے لبوں سے آغا فارذ کا نام اور نکاح کا سنتے ان کا دماغ سنسنا اٹھا تھا۔۔۔

ماما بس""" میں ہوں نہ میں ہینڈل کرلونگا آپ پلیز جائیں یہاں سے""""۔۔۔

اسے سختی سے اپنی شرٹ دبوچ کر بچوں کی طرح روتا دیکھ حمزہ نے ورانگ دیتی نظروں سے ان کی طرف دیکھتے انھیں جانے کا کہا۔۔۔

ہاں تمہارے بے جالاڈ پیار اور حمایت نے اس ناہجار کی ہمت بڑھائی ہے دل تو چاہ رہا ہے اس کا منہ توڑ دوں جس سے اپنی محبت کا اعلان کرتی پھر رہی ہے۔۔۔اتنی بڑی حرکت کرنے کے بعد بھی اسے یوں بچوں کی طرح روتا دیکھ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ مار مار اس کی حالت بگاڑ دے جو ان کی محبت کا ناجائزہ فائدہ اٹھا بیٹھی

تھی اور اس سے زیادہ اس پر آ رہا تھا جو باپ کی طرح اپنی بگڑی بیٹی کے عیب چھپاتا اسے سینے میں چھپائے انھیں وہاں سے جانے کو کہہ رہا تھا۔۔۔

ماما پلیز یہ کس طرح کے غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کر رہی ہے آپ روحی کے لیے""""۔۔۔۔ان کا مرحا کے لیے ایسے لفظ استعمال کرنا حمزہ یوسف کو قطعی گوارا نہیں تھا تبھی لہجے کی ناپسندیدگی چھپائے بغیر وہ کاٹ دار لہجے میں بولا تو حورے بیگم نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی جس کے باعث ان کا فرمانبردار بیٹا ان سے اونچی آواز میں بات کر رہا تھا۔۔۔

حمزہ میری ایک بات کان کھول کر سن لو اور اپنی اس خودسر بہن کے دماغ میں بھی اچھے سے بیٹھا دوں کہ اگر اس نے آغا کے نکاح میں کوئی بھی روکاوٹ یا بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش کی تو میرا مرا ہوا منہ دیکھے گئ""""۔۔۔۔سلگتے لہجے میں وہ ان دونوں کو باور کرتی ہوئی بولی اور ایک تنفر بھری نظر مرحا کے سسکتے وجود پہ ڈالے دندناتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔۔۔۔

ہیے "گڑیا ادھر دیکھو""""---انھیں غصے سے جاتا دیکھ وہ ایک گہری سانس بھرتے اپنے سینے میں چھپی لڑکی کی طرف متوجہ ہوا جس کی تکلیف حمزہ یوسف کو اپنے جسم کی تکلیف محسوس ہوتی تھی-----

ب'بد چلن ننن "نہیں ہے ہم"'---اس کی طرف دیکھتی وہ تکلیف کی اتھا گہرائیوں میں اترتی ہوئی بولی ماں کی تمام باتوں سے زیادہ یہ بات اس کے دل پہ لگی تھی---

ہشش "چپ بری بات ایسے الفاظ زبان پہ نہیں لاتے""" اور میری گڑیا کتنی انوسینٹ اور پاک کردار کی مالک ہے اس کے لیے مجھے کسی کلئیر فیکیشن کی ضرورت نہیں ہے کیونک میرا یہ چھوٹا بچا تو لاکھوں میں ایک ہے جس کی ان گرے آنکھوں میں حمزہ یوسف کو ہمیشہ مسکراہٹ اور خوشی چاہیے ہیں"---

اسے ڈاپٹتے حمزہ اس کے پلکوں پہ ٹھہرے شبنمی قطروں کو پونچھتا ہوا محبت سے بولا تو وہ سسکتی ہوئی پھر اس شجر میں سمائی جس کی چھائیں مرحا یوسف کے لیے بہت ضروری تھی---

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دونوں جہاں تیری محبت میں ہار کے۔۔۔وہ جارہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے

یہ لے آپ کی چائے"۔۔۔وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھے موبائل میں کوئی ویڈیو دیکھ رہیں تھے جب دروازہ کھول کر اندر آتی زبیدہ مامی نے سائیڈ ٹیبل پہ چائے کا کپ رکھتے کہا اور خود گھوم کر دوسری سائیڈ پہ آکر بیٹھی۔۔۔

شکریہ""۔۔۔آنکھوں پہ لگے نظر کے چشمے کو اتار کر گود میں رکھتے سکندر ماموں چائے کا کپ اٹھاتے مشکور ہوئے تو وہ مسکراتی سر ہلا گئی۔۔۔

صبح بکرے آئیں گے تو اچھے طریقے سے روحی کا ہاتھ لگوادیجئیے گا پھر ڈرائیور مستاحقوں کو دے آئیں گا۔۔۔چائے کی چسکیاں بھرتے وہ ساتھ ساتھ ان سے باتیں بھی کر رہیں تھے جسے وہ غور سے سنتی سر ہلا رہی تھی۔۔۔

سکندر اگلے ہفتے آغا اور میرال کا نکاح ہے۔۔۔ہاتھ میں پکڑی میگزین کی ورق گردانی کرتی زبیدہ مامی نے سرسری سا بتایا تو چائے پیتے سکندر ماموں نے حیرت بھری نظروں سے ان کی سمت دیکھا۔۔

واقعی !!!

جی بھائی جان نے مشورہ نہیں کیا آپ لوگوں سے ؟۔۔ان کی حیرت کو دیکھتے وہ بھی حیران ہوئی کہ کیا بھائی جان نے بھائیوں سے مشورہ نہیں کیا تھا۔۔۔

نہیں آج ان سے ملاقات ہی نہیں ہو پائی وہ پرانی فیکٹری میں تھے آج""" ۔۔۔۔ دانستہ طور پہ وہ مشورہ والی بات گول کر گیے تھے کہ کیا کہتے کہ پوچھنا تو دور کی بات بھائی جان نے تو انھیں بتایا بھی نہیں تھا۔۔

ہاں بھابھی آئی تھی بتانے اور یوں خوش ہو رہی تھی جیسے نا جانے کونسا خزانہ مل گیا ہو جبکہ ان سے زیادہ خوش تو مجھے ہونا چاہیے کہ میری ہونے والی بہو تو کڑوڑوں میں ایک ہیں اتنی پیاری اور معصوم بہو کسی کی ہو گی۔۔ مہتاب مامی کی

باتیں یاد کرتی وہ ناک بھنوئیں چڑھائے بولی جو وہ بار بار میرال کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھی جسے یاد کیے وہ بھی فوراً اپنی بہو کو لے آئی۔۔۔

نہیں بچی تو وہ بھی اچھی ہے پر ماشاءاللہ سے ہماری گڑیا کا کوئی ثانی نہیں۔۔۔۔وہ بھی مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

پر نا جانے کس کمبخت کی نظر لگ گئی ہے میری بچی کو جو صحیح ہونے کے بجائے گرتی ہی چلی جارہی ہے،اللہ اس کی آنکھیں پھوڑے جس نے میری معصوم کلی کو دیدے پھاڑ پھاڑ نظر لگائی ہے۔۔۔ مبین منزل کی کوئل کو مرجھاتا دیکھ وہ دل میں اسے بہترین گالیوں سے نوازتی بولی جس نے ان کی گڑیا کو نظر لگائی تھی۔۔۔

جو کوئی بھی ہے بس اللہ ہماری بیٹی کو صحت عطا کرے"۔۔۔۔کپ سائیڈ پہ ڈالتے وہ انھیں الٹا سیدھا بولنے سے روکتے ہوئے بولے تو وہ ہنہہ کرتی واپس اپنی توجہ میگزین پہ کرگی اور وہ اپنی چھوڑی گی ویڈیو دیکھنے لگے پھر سے۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ویراں ہے میکدہ خم وسا گراداس ہے۔۔۔ تم کیا گیے کہ روٹھ گے دن بہار کے

یار بور ہورہاہوں میں"۔۔۔بیڈ پہ الٹا لیٹے حیدر نے موبائل بند کر کے بیڈ پہ پٹکتے انتہائی بیزاریت سے کہا تو صوفہ پہ نیم دارز ہوئے داؤد نے بھنوئیں سکیڑی۔۔۔

توکیا میں مجرہ کر کے دیکھاؤ تجھے۔۔۔۔فون کی اسکرین سکرول کرتے داؤد نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا تو وہ فوراً سیدھا ہوتے بیٹھا۔۔۔

ہاں پر ڈریس تو بولڈ پہنا جانِ من۔۔۔۔اسے مزید تپانے کو حیدر نے بائیں آنکھ ونک کرتے معنی خیزی سے مسکراتے کہا۔۔۔

چھترپریڈ نہ کروالینے تم مجھ سے""۔۔۔۔کشن اٹھا کر اس کے منہ پہ مارتے داؤد نے غصے سے کہا تو وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتا بیڈ پہ چت گرا، وہ کب سے اسے یونہی وقفے وقفے سے تنگ کیے جا رہا تھا۔۔۔

چل بورنگ انسان میں تو چلا بھنڈی کے پاس تو یہی سڑ""۔۔۔۔بیڈ سے کھڑے ہوتے وہ فون جیب میں ڈالتے ہوئے بولا اور ایک ترچھی نظر اس پہ ڈالتے کمرے سے باہر نکلا تو وہ جو خود کو موبائل میں مصروف کیے ہوئے تھے حیدر کے جاتے خود بھی صوفے سے اٹھا اور پاؤں میں چپل اڑاستے وہ بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے نکلا۔۔۔۔

کیوں آیا ہے میرے پیچھے۔۔۔اسے کمرے سے نکل کر اپنے پیچھے آتا دیکھ وہ کمرے پہ ہاتھ ٹکائے تیکھی نظروں سے اسے گھورتا ہوا بولا۔جو کب سے اسے اگنور کیے موبائل میں گھسا بیٹھا تھا اور اب فوراً اس کے پیچھے آ گیا تھا۔۔۔

تجھے کیا"""ہٹ یہاں سے """۔۔۔۔سینے پہ ہاتھ رکھ کر اسے ڈور سے دور دھکیلتے وہ رعب سے بولا اور دروازہ دھکیلا کر اندر کمرے میں داخل ہوا تو وہ بھی دانت پیستے اس ہی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔۔۔

چپ"""میری گڑیا تو بہادر ہے نہ۔۔۔۔نرمی سے اس کے سوجے گال پہ آئیٹمینٹ لگاتے حمزہ نے اسے سسکیاں بھرتے دیکھ نرمی سے سمجھایا۔۔۔

واٹ ہیپینڈ بھیا""" وائے شی از کرائینگ """""""۔۔۔۔اگے پیچھے جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو اسے ہونکے لیتے سسکتا دیکھ دونوں نے بے وقعت سوال کیا اور پریشانی سے اس کی طرف بڑھے۔۔۔

نتھینگ یار""""بس سر میں درد ہو رہا تھا میری گڑیا کے۔۔۔۔نرمی سے اسے کے آنسوؤں کو صاف کرتے حمزہ نے لہجا نورمل رکھتے کہا تو وہ دونوں آ کر اس کے سرہانے یوں کھڑے ہوئے جیسے تفشیشی آفسر ہوں۔۔۔

یار کیوں دن بادن مرجھاتی جارہی ہوں """ ہمارا وہ لڑاکا جے ایف سیونٹین تھنڈر تو کہی گم ہی ہو گیا ہے۔۔۔ محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے حیدر نے یاسیت گھولے لہجے میں کہا کیونکہ اب وہ دونوں اس مرحا یوسف کو شدت سے مس کرنے لگے تھے جوان دونوں سے ہر وقت الجھتی رہتی تھی

۔۔۔

باہر چلے آئسکریم کھانے """ ۔۔۔بیڈ کے قریب چیئر رکھتے داؤد نے بیٹھتے اس پہ نظریں جمائے پوچھا جو حمزہ کے سینے پہ گال ٹیکائے نڈھال سے لگی ہوئی تھی داؤد کے پوچھنے پہ ناں میں سر ہلا گئی۔۔۔۔

گول گپ کھانے "۔۔۔اس بار حیدر نے اس کا موڈ درست کرنے کو آفر دی مگر جس کا دل ہی اداس ہو اسے باہری خوشی کیا ہشاش باش کرسکے گی تبھی اسے بھی انکار کر گئی آنکھوں میں صدیوں سی اداسی تھی۔۔۔۔

بھنڈی تمہیں پتہ ہے تمہارا ایمن تمہیں کتنا مس کر رہا ہے، روز ایل ای ڈی سے منہ باہر نکل کر پوچھتا ہے """ شی چا مرحانہ آئیندو۔۔۔۔اسے ترکی زبان کا بیڑا

غرق کرتا دیکھ وہ دھیمہ سا ہنستی اس کے بازو پہ کشن مارنے لگی تو وہ جانا بوجھ کر بیڈ یہ یوں گرا جیسے چھوٹے بچے کا دل بہلا رہا ہوں۔۔۔

یو چیپ بندر """" تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے یمن کی اتنی بری ایکٹینگ کرنے کی۔۔۔ حمزہ کے حصار سے نکلتی اب وہ اپنے پہلے والے روپ میں آگئ تھی جسے اپنے کرش یمن کے بارے میں کچھ کہنا نہایت ناگوار گزرتا تھا اور اب بھی یونہی ہی ہوا تھا وہ جنگلی بلی بنی حیدر پہ حملا آوار تھی جو خود کو اس کے واروں سے بچانے کے بجائے اسے مزید سلگا رہا تھا مسلسل اس کے کرش پہ طنز کرتے جبکہ وہ دونوں پر سکون نظروں سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہیں تھے جو حیدر کے ساتھ یوں لڑتی انھیں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میرے یار سے کہنا اِک یار تھا تمہارا۔۔۔ تم زندگی تھی اسکی وہ پیار اتھا تمہارا

بھائی اور بھابھی تو اتنے خوش ہوئے کہ فورا نکاح کے لیے مان گیے "آخر کو میرا بیٹا لاکھوں میں ایک ہے تاخیر تو وہ بھی نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ڈرائینگ روم میں بیٹھے آغاماموں اور فواد کو چائے سرو کرتی وہ مسلسل چہک رہی تھی۔۔۔

اچھی بات ہے پھر خواتین مل کر تیاریاں شروع کرے 'دن تو کم ہی ہے۔۔۔۔

چائے کے کپ کو لبوں سے لگاتے انھوں نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا جس پر وہ مسکراتی سر ہلانے لگی۔۔۔

فواد تم بھی اپنی شاپنگ شروع کر لوں کیونکہ اینڈ ٹائم پہ ہر بار کی طرح تمہاری کوئی نہ کوئی چیز رہے ہی جانی ہے''''اور معتصم والوں کو بھی فیملیز کے ساتھ انوائیٹ کر دینے اور میری طرف سے لازمی شرکت کرنے پہ بھی زور دینا ۔۔۔۔اب وہ چینل سرچ کرتے فواد کی طرف سے ہوئی تھی جو رف سے حلیے میں صوفہ پہ نیم دار ز پڑا تھا۔۔۔

ڈونٹ وری موم میں اپنی ساری شاپینگ کر لوں گا آپ صرف دولہے راجا پہ فوکس کرے جو اتنی رات رات تک اب باہر رہنے لگے ہیں۔۔۔ ترچھا ہوئے

اس نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے آغا فارز کو دیکھتے تیلی لگائی جو کھانا کھا کر جو گیے تھے اب گیارہ بجے کے قریب واپس آئے تھے۔۔۔

کہاں تھے آغا' یہ کوئی ٹائم ہے گھر سے باہر رہنے کا۔۔۔ فواد کی بات پہ وہ واقعی ہی برہم ہوتی ان کے اگے سوالیہ ہوئی جو فواد کو خوانخوار گھوریوں سے نوازتے اندر آئے تھے۔۔۔

تم یہ فسادن عورتوں والی حرکتیں چھوڑ دوں "۔۔۔ صوفے پہ بیٹھتے وہ دانت پھینچتے ہوئے اسے ورانگ دیتے بولے جو صوفے پہ کہنی کے بل دارز ہوتے ان کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا گویا جلا رہا ہوں۔۔۔

تم اسے چھوڑوں یہ بتاؤ کہاں تھے '۔۔۔ انھیں فواد کو گھورتے دیکھ مہتاب مامی نے انھیں اپنی طرف متوجہ کرواتے کہا تو وہ فواد پہ لعنت بھیجتے ان۔ کی طرف دیکھتے سنجیدہ سے بولے۔۔۔

!!! پہلے تو کبھی نہیں پوچھی یوں باہر رہنے کی وجہ

تو پہلے جناب آپ سنگل تھے آپ منگل ہونے والے ہیں۔۔۔ان کی جگہ جواب پھر فواد نے دیتے انھیں چھیڑا تو انھوں نے ایک اچٹتی نگاہ اس بغیرت پہ ڈالی جو بریک اپ ہونے کے بعد بھی چیپ عاشق نہیں بنا تھا۔۔۔

اور تم منگل سے پھر سنگل ہو چکے ہو سن کر بڑا افسوس ہوا۔۔پھر بڑے تو بڑے ہی ہوتے ہے اس کے ط۔نز پہ انھوں نے بھی کھینچ کر طنز مارا تھا تو ایکدم اس کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ مدھم پڑی۔۔۔

کسی دن آپ کے یہ ذرائع میرے ملکوں کی نظر ہونگے۔۔۔اپنی پرسنل باتیں انھیں یوں سب کے بیچ میں کھولتا دیکھ وہ ایک کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گیا جبکہ اس بار مسکرانے کی باری ان کی تھی۔۔۔

ہاں برخودار پھر منگنی میں انوائیٹ ہو یا نہیں""۔۔۔لبوں کو دبائے آغا ماموں نے بھی اس کے چہرے کے تنے تاثرات کو انجوائے کرتے اسے سنجیدگی سے باور کروایں کے گویا ان کے علم میں بھی سب ہیں۔۔۔

سر ئیسلی ڈیڈ """یو نو ا باؤٹ یور 'ز سنز بریک اپ """"۔۔۔۔شاک کے عالم میں وہ لبوں پہ مسکراہٹ سجائے بولے جبکہ فواد کا تو صدمے سے منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔

یو بوتھ ٹیک فادر لائیٹلی """""۔۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ جمائے وہ روعب سے بولے جیسے دونوں کو جتا رہیں ہوں کہ ان کا کوئی عمل ان سے چھپا نہیں تھا۔۔۔

دے کیپ این آئیں اون می اَل داٹائم، سم ٹائیمیز دے آلسو لوک آفٹر دئیر ایلڈر سنز۔۔۔۔غصے سے پھولا ناک لیے وہ دونوں کی طرف دیکھتا خفگی سے بولا جبکہ مہتاب مامی ان تینوں کی طرف یوں دیکھ رہی تھی جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔

ہواسٹے 'ز آوٹ لیٹ آیٹ نائیٹ ودانون گلر فرینڈ 'ز۔۔۔۔ان کے دیر باہر رہنے تک اس نے اس بار آغا ماموں کا رخ ان کی طرف کروانے کی کوشش کی جو اس کی حالت سے حظ اٹھا رہیں تھے۔۔۔

اسٹوپ یور نو نسینز یو چیپ نکمے عاشق """""۔۔۔گلر فرینڈز کی بات پہ وہ کشن اٹھا کر اس کی طرف پھنکتے مصنوعی غصے سے بولے۔۔۔

خود پر بات آئی تو نو سینز ہو نگے """"" شرم کرے آپ دونوں کچھ اتنے بڑے بچے

پہ نظر رکھتے ہوئے """ یہاں تو بندے کی کوئی پرایوئیسی ہی نہیں ہے۔۔۔

ریموٹ صوفے پہ پٹکتے وہ دونوں کو شرم دلاتا غصے سے بولتا کھڑا ہوا اور چپل پہنتا

بڑ بڑاتا ہوا کمرے سے باہر نکلا تو پیچھے وہ دونوں مسکرا کر رہے گیے۔۔۔

یہ کونسی باتیں ہو رہی تھی جسے کرنے کے لیے آپ لوگوں کو انگلش کا سہارا لینا

پڑھا۔۔۔ فواد کو غصے میں اٹھ کر باہر جاتا دیکھ مہتاب مامی نے باقی ان دو باپ بیٹے

کو ہنستا ہوا دیکھ کڑے چتنوں سے انھیں گھور کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

سو باتیں ہوتی باپ بیٹوں کی پرسنل آب ہر بات تو عورتوں کو بتانے والی تھوڑی

ہوتی ہے """""۔۔۔ سیدھی عام بات کو معنی خیز کرتے وہ انھیں گڑ بڑانے پہ

مجبور کر گیے تو آغا فارذ سر نفی میں ہلاتے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھے

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم جب آ و گی تو کھو یا ہوا پاؤ گی مجھے
میری تنہائی میں، خوابوں کے سوا کچھ بھی نہیں
میرے کمرے کو، سجانے کی تمنا ہے تمہیں؟
میرے کمرے میں کتابوں کے سوا کچھ بھی نہیں

خوبصورت وسیع کمرے میں ایک گہری سے خاموشی چھائی ہوئی تھی جس میں گھڑی کی ٹک ٹک اور غذا پہ پین گھسیٹنے کی آواز گونج رہی تھی، رف بکھرے حلیے میں وہ قد آوار چوڑی جسامت کا مالک مرد آنکھوں پہ نظر کا چشمہ ٹیکائے بڑی سنجیدگی سے میز پہ پڑے کاغذات کی رو گردانی کر رہا تھا، سیاہ سلکی بال بلوں زدہ پیشانی پہ لاپرواہ سے بکھرے تھے جن سے بے نیاز رولنگ چیئر پہ بیٹھا شخص خوبیدہ آنکھوں میں سرخی لیے اپنا کام بڑی سنجیدگی سے کر رہا تھا۔

یہ ایک وسیع اور شاندار کمرہ تھا جس میں چاروں طرف بنی قد آمت شلیفز ہر طرح کی کتابوں سے سجی ہوئی اپنے پڑھنے والے کا ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

چشمہ مغرور ناک پہ کرسی جمائے روب سے بیٹھا تھا، سرخ آنکھوں میں اب رفتہ رفتہ بیزارگی چھانے لگی تھی جیسے اب وہ اس کام سے اکتا گیا ہو کیونکہ وہ پوری رات سے جاگتا یہ فائل تیار کر رہا تھا۔ نظریں صفحے پہ ٹیکائے وہ مارکر سے کچھ ہائی لائیٹ کر رہا تھا دفعتاً دروازہ نوک ہوا اور ہمیشہ کی طرح مودابانہ انداز میں چاق و چوبند ہاشم صاحب اپنی مخصوص ڈریس پہنے اندر داخل ہوئے۔

گڈ مارننگ سر""۔۔۔ ہشاش باش سی آواز میں اس نے ہلکے سے سر کو خم کرتے اسے مارننگ وش کیا جو نیند کی سرخی آنکھوں میں لیے اسے چشمے کے پار سے سرد نگاہوں سے گھور رہا تھا۔۔۔

مارننگ"" تمہیں نیند نہیں آتی جو صبح صبح آ کر میرے سر پہ مسلط ہو جاتے ہو ۔۔۔ چشمہ آنکھوں سے ہٹا کر ہاتھ میں تھمتا وہ اسے خشمگین نظروں سے گھورتے بولا جو اپنی بے عزتی پہ منہ بنائے کے بجائے ڈھیٹوں کی طرح کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔۔

اس ہی مسلط ہونے کا میں اپ کے بابا سے بھاری معاوضہ لیتا ہوں """اور رہی بات صبح صبح کی تو آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے بیریسٹر صاحب نو بج رہیں ہے اور گیارہ بجے آپ کی ہائی کورٹ میں کیس کی ہیرینگ ہیں۔۔۔دونوں ہاتھ پیٹ پہ باندھتے ہاشم نے سنجیدہ لہجے میں غیر سنجیدہ بات کی تو مقابل کا دل چاہا کے اس کا سر پھاڑ دے جو ہمیشہ کی طرح اسے زچ کرنے آیا تھا۔۔۔

یہ جو تم ایک کے چکر میں دو دو جگہوں سے سیلیر زمار رہیں ہو نہ آئی سوئیر ہاشم عنقریب ایک سے بھی جاؤ گے """اور کون سے کیس کی ہیرینگ ہے میرے شیڈول میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا۔۔۔میز کی سطح پہ بکھرے کاغذات کو سمیٹتے وہ بے لچک لہجے میں بولتا اسے ورانگ دے رہا تھا کہ جو تم بے بی سٹر کی طرح اس کی ایک ایک رپورٹ اس کے ڈیڈیکٹو فادر صاحب کو دے رہیں ہو نہ اپنی حرکتوں سے باز رہو ورنہ عنقریب وہ 'آغا مینشن' سے باہر ہو گا۔۔۔

ویمن پروٹیکشن ویلفئیر کا ایک ریپ کیس ہیں جس کی آج پہلی ہیرینگ ہیں """ ۔۔۔اس کے طنز کو اگنور کیے ہاشم نے کام کی بات کی کیونکہ جانتا تھا اگر زیادہ

اسے چھیڑنے کی کوشش کرتا تو مقابل سر پھیرے نے واقعی ہی کچھ اٹھا کر مار دینا تھا۔۔۔

مدِ مقابل کون ہیں؟۔۔۔ سرد لہجے میں رولنگ چیئر کو جھلاتے سرسری سا پوچھا ۔۔۔

بیریسٹر صدام حسین!۔۔۔اس کے سرد لہجے کو محسوس کرتے مقابل بھی فورا سنجیدہ ہوا۔۔

داکو پیڈیٹرازفیرس"""کھیل دلچسپ ہوگا۔۔۔ سر چیئر کی پشت سے ٹکائے وہ گہری مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولا تو ہاشم سر نفی میں ہلا کر رہ گیا اگر صدام حسین شیر تھا تو یہ بد دماغ سوا سیر تھا جس نے ہارنہ سیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔

حریف پارٹی کس کی ہیں""۔۔۔ذرا سا سر اٹھائے اس نے ہاشم کی طرف دیکھتے پوچھا جو بار بار کلائی میں باندھی گھڑی پہ نظرِ ثانی کرتا بے چین سا نظر آنے لگا تھا۔۔۔

ایم این اے صاحب کی""---وکٹم ان کے گھر کی ملازمہ تھی جس کے ساتھ ایم این اے کے بیٹے نے زبردستی کرتے اسے جان سے مارنے کی بھی کوشش کرتے ہائی وے پہ بے یارومددگار پھینک دیا مگر یہ تو اس بچی کی قسمت اچھی تھی کہ انسانوں کے ہاتھ لگ گی اگر حیوانوں کے ہاتھ لگتی تو شاید اب کی بار زندہ بھی نہ بچتی---

ایم این اے کے ظلموں کے یہ آخری ایام ہیں""""---ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے وہ شخص چہرے پہ پتھریلے تاثرات سجائے بولا تو ہاشم ایم این اے کی تباہی کے لیے دعا گو ہوا جانتا تھا اب اس کی تباہی عبرتناک ہو گی---

تم یہ کیا بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہیں ہو گلر فرینڈ کو ٹائم دے رکھا ہے کیا؟؟ ---ہاشم کو پھر کلائی پہ بندھی گھڑی کو دیکھتا دیکھ وہ تیکھے چتنوں کے ساتھ اسے گھورتے ہوئے بولا تو ایک پل کو وہ واقعی ہی گڑبڑا گیا جیسے چوری پکڑی گئی ہو

لیٹ ہو گیے تو گلر فرینڈ تو ویٹ کر لے گئ مگر ہائی کورٹ میں بیٹھے چیف جسٹس نے نہیں کرنا"---طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہاشم نے اسے وقت کی

نوعیت کا احساس دلایا کیونکہ نو تیس ہو چکے تھے اور ابھی موصوف نے کیس ریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ تیار ہو کر بریک فاسٹ بھی کرنا تھا۔پر ایک طرف سے اسے یہ بھی اطمینان تھا کہ مینشن سے کورٹ تک کی تیس منٹ کی ڈرائیو کے اندر اندر نہ صرف وہ یہ کیس ریڈ کر لے گا بلکہ ذہن میں تمام پواں ئیٹس بھی ارینج کر لے گا دشمن کو زیر کرنے والے اور پھر بغیر کسی سر توڑ محنت کے وہ یہ کیس جیت بھی جائے گا اتنا تو بھروسہ تھا ہاشم کو اپنے پاگل ،بدماغ اور خود سر بیریسٹر پہ

--

کون ہے آج کرسی پہ """چیئر سے اٹھتے اس نے تیار شدہ فائل اس کی سمت اچھلتے ہوئے پوچھا۔۔۔

رہبان گردیزی"ایم این اے کا بھتیجا ہے !!!سراعت سے فائل کیچ کرتے بتایا گیا۔۔۔

کوئی نہیں خرید لینے دو ایم این اے کو قلم 'جب اللہ کی لاٹھی پڑتی ہے نہ تو اس جیسے اعمارارت کے پجاری منہ کے بل زمین بوس ہوتے ہیں۔۔۔اس کے سائیڈ سے گزرتے وہ بیڈروم کی حدود میں داخل ہوتے بولا تو ہاشم نے گھور کے اس

میسنے کی پشت دیکھی جو اتنے آرام سے سب اللہ کے حوالے کر بیٹھا تھا جبکہ وہ جانتا تھا خدا کے سپرد کر کے بھی وہ ایم این اے کو اچھا سبق سیکھانے والا تھا۔۔۔

اور اپنی یہ بڑی سوئی کے جیسی شکل ٹھیک کر و ریپ کیس ہے زیادہ سے زیادو پندرہ منٹس درکار ہے مجھے یہ کیس ریڈ کرنے کے لیے اور بیس سے پچیس منٹس درکار ہے ایم این اے کو چاروں خانے چت کرنے کے لیے اس لیے اپنی یہ شکل درست کرو اور جا کر میرا بریک فاسٹ ریڈی کرو!!!۔۔۔ کلوزٹ کی طرف قدم ااٹھاتے وہ ہاشم کی شکل پہ بجے بارہ کو دیکھتے ہوئے شانِ بے نیازی سے بولا جیسے یقین ہو کے کہ مہرے بھی اس کے ہیں اور بازی بھی۔۔۔

اور ہاں پچھلی بار کی طرح اگر ٹوسٹ جلے ہوئے ہوئے نہ ہاشم تو پرسنل سیکٹری سے ہٹا کر میں تمہیں گل خان (باورچی) کا سیکٹری بنا دونگا کیونکہ خیر سے تم نے پرائے گھر جانا ہے اور کوکینگ میں تم ایک دم زیرو ہو۔۔۔ اسے باہر کی طرف بڑھتا دیکھ اس نے بغیر مڑے پیچھے سے ہانک لگائی تو ہاشم ناگن کی طرح چ کمر کو بل دیتا پلٹا اور اس جلاد انسان کی پشت کو خون آشاماں نظروں سے گھورنے لگا جو ہر آئے دن اس سے سزا کے طور پہ اپنا ناشتہ بنوایا کرتا تھا اور بیچارے ہاشم کا قصور

صرف اتنا ہوتا تھا کہ وہ کبھی کبھی شہر کے مشہور بیریسٹر صاحب کا ذرا سا بی پی ہائی کر دیتا تھا اپنی باتوں سے۔۔۔۔

خود تو جیسے ماسٹر شیف انڈیا جیت کے آئے ہوں""""" ۔۔۔اسے الماری میں سے اپنا ڈریس سرچ کرتا دیکھ وہ اس کی پشت کو گھورتا بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا تو المیرہ میں منہ دئے شخص کے مونچھوں تلے عنابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے ۔وہ ہر وقت اپنے ذہن کی خلفشار میں گم رہتا تھا مگر جب یہ سامنے آتا تھا چاہے کچھ دیر کے لیے ہی صیح یہ پتھر دل شخص بھی مسکرا جاتا تھا۔

ہاشم کو تنگ کرنے پہ اس کے چہرے پہ جو تبسم بکھرا تھا المیرہ میں ہینگر شدہ ان رنگ برنگی کپڑوں کو دیکھتے پل میں سکڑی جن میں اس وجود کا لمس اور خوشبو آج بھی یونہی قید تھی جیسے ابھی اس کے جسم کا حصہ بنے ہوں۔ مگر اب تو وہ وجود خود مٹی کا ڈھیر بن چکا تھا جس کی خوشبو آج بھی اس سنکی شخص نے اپنی مٹھی میں قید کر رکھی تھی۔۔

نہیں ہے منحصر اس بات پہ یاری ہماری
کہ تو کرتا رہیں ناحق طرفداری ہماری
اندھیرے میں ہمیں رکھنا تو خاموشی سے رکھنا
کہی بیدار ہو جائے نہ بیداری ہماری
مگر! اچھا تو یہ ہوتا کہ ہم اِک ساتھ رہتے
بھری رہتی تیرے کپڑوں سے الماری ہماری !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حالتِ حال کے سبب حالتِ حال ہی گئی۔۔۔ شوق میں کچھ نہیں گیا شوق کی زندگی گئی

گہری سیاہ رات چاروں طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی، ٹھنڈ نے زور پکڑا تو ٹمٹماتے ستارے اور چاندنی بکھیرتا چاند بھی بادلوں میں اُوٹ میں چھپا اپنی طرف تکتی دو معصوم اور نمی سے بھری اٗنکھوں کو ترحم بھری نظروں سے دیکھتا اداس ہو رہا تھا مگر وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ اس لڑکی سے دور بہت دور تھا جہاں سے صرف دیکھا جا سکتا تھا چھونا ممکن نہیں تھا !!!

سوجے پپوٹیں اور بھیگے سرخ گوشے لیے وہ یک ٹک اس چاند کو دیکھ رہی تھی جسے وہ بالکل اپنے ظالم محبوب جیسا لگ رہا تھا دیکھنے کو قریب اور چھونے کا سوچوں تو صدیوں کی مسافت، نازک دل میں ایک ان دیکھی سی آگ بھڑکی ہوئی تھی جو رفتہ رفتہ اس کے وجود کو خاکستر کر دینے والی تھی، بکھرے بال اور الجھا سراپہ لیے وہ کہی سے بھی مبین منزل کی وہ شہزادی نہیں لگ رہی تھی جو نازک واندم سی پریوں کے مشبہہ تھی، یہ اجڑا اور بے رونق وجود لیے تو وہ کوئی سالوں کی بیمار مریضہ لگ رہی تھی جو لا علاج مرض میں مبتلا ہوئی ہسپتال کے بیڈ پہ پڑی موت کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

اس چاند کی طرح آپ بھی ہماری اختیار و حدود سے باہر ہے جسے چاہ کر بھی ہم پا نہیں سکتے مگر آپ کے فراق کی طلب ہر گزرتی شب ہمیں موت کے قریب سے قریب تر کرتی جا رہی ہے، اتنے میسر ہی کیوں آئیں تھے کہ اب آپ کی بے رخی کلیجہ چیر رہی ہے یوں لگتا ہے معنوں آپ کی یہ بے خبری کسی بھی پل ہماری جان لے لے گئی، آپ کی آواز سننے کو ہمارے کان ترس گیے ہیں آپ کے وجود کا وہ جادوائی لمس محسوس کرنے کے لیے ہمارا دل مچل رہا ہے کہ کسی بھی طریقے سے ہی سہی بس آپ میسر آجائے۔۔۔ بادلوں کے اُوٹ سے جھانکتے چاند کو بے تاب اور ویرانیوں میں گھیری آنکھوں سے دیکھتی وہ اس وجود سے مخاطب تھی جو اس خوبصورت چاند کی طرح اس کی رسائی سے دور شاید اپنی نئ زندگی کے خواب بُن رہا تھا۔۔

! چاند کسی کا ہو نہیں سکتا

چاند کسی کا ہوتا ہے؟

! چاند کی خاطر ضد نہیں کرتے

اے میرے اچھے اِنشاء چاند

جیسے تاروں کے جھرمٹ میں

!! تنہا چاند، اکیلا چاند

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم میرے تخیل میں سدا رہو گے۔۔۔۔اس سے کیا فرق پڑتا ہے؛ کہ میرا تم سے رابطہ ہے یا نہیں !

نیم روشنی میں ڈوبے کمرے میں وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی ہاتھ میں پکڑے موبائل میں حسرت بھری نظروں سے کچھ دیکھ رہی تھی، شاید وہ اس

کے دل سے وابستہ تھا تبھی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھی جنہیں وہ ڈوپٹے سے پونچھتی آنکھوں کے نچلے حصے کو سرخ کر چکی تھی۔۔۔۔

جانتی ہوں میرے انکار نے آج آپ کو بہت تکلیف پہنچائی ہو گی "بٹ آئی سوئیر میں بے بس تھی، جن لبوں سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی آپ لوگوں کا سر جھکنے نہیں دوں گی پھر ان ہی لبوں سے کیسے اپنی پسند دیگی ظاہر کرتی۔۔۔۔ موبائل میں جمگتی اسکرین پہ فواد کی واٹس ایپ پروفائل فوٹو شو رہی تھی جسے انگلیوں سے چھوتی وہ ضبطِ غم کو سینے میں دبائے بول رہی تھی۔۔۔۔

یو نو واٹ ہم مڈل کلاس لڑکیوں کے پیر یو نہی عزتوں اور پگڑیوں کے شکنجوں میں جکڑے ہوتے ہیں کہ ان سے آزاد ہونا ناممکن سا ہوتا ہے اور کچھ ہم خود ان حفاظتی زنجیروں کے عادی ہو جاتے ہیں کہ دل کی خواہش کو رد کر کے بھی ان ہی زنجیروں کو پسند کرتے ہیں جن کے حصار میں ہماری عزتیں محفوظ رہتی ہیں" شاید اس لیے ہر مڈل کلاس لڑکی دو دن کی محبت کے بجائے باپ بھائیوں کی عزت کا خیال رکھتی کسی ان چاہے وجود کے ساتھ رخصت ہو جاتی جہاں خود کو ایڈجیسٹ کرتے کرتے وہ ایک احساس سے عاری مردہ وجود بن جاتی ہے جو

بظاہر تو سانسیں بھر رہا ہوتا ہے مگر یہ صرف اس کا دل جانتا ہوتا ہے کہ وہ صرف اپنا ایک مقررہ وقت مکمل کر رہا ہوتا اور ایسا صرف لڑکیوں کے ساتھ ہی نہیں ہوتا کچھ لڑکے بھی ایسے ہوتے ہیں جو خاندان کی عزت کو برقرار رکھتے سلب پہ بغیر کسی جرم کے چڑھا دئے جاتے ہیں۔۔۔۔

میں دعا کروُ نگی کہ آپ کو کبھی کوئی دوسری زنجیروں میں جکڑی حور ذوالفقار نہ ملے بلکہ وہ ملے """"""جو آپ کو ڈیزرو کرتی ہوں"""""۔۔۔۔اس کے چہرے پہ کھلا مغرورانہ تبسم کو دیکھتے اس کی پلکیں خو بخود مسکرائی نا جانے کیوں وہ آغا فواد کے ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھتے حور ذوالفقار کے دل میں ایک ہونک سی اٹھی تھی اس شخص کو کھو دینے کی۔۔۔۔

آپ میرے دل کی کوری سلیٹ پہ اترنے والے پہلے صنفِ مخالف تھے جس سے شروع شروع میں بے انتہا خوفزدہ ہوتی تھی مگر پپپ""""""پھر آہستہ آہستہ یہ یونانی دیوتا دل کی جڑوں میں اتارتا چلا گیا اور حور"""ذوالفقار کے سارے کے سارے عہد و پیماں محبت کے سمندر میں بہتے چلے گیے"""""""۔۔۔۔پاس والے بیڈ پہ سوئی اپسرا کی موجود گی اور نیند کے باعث وہ دھیمے دھیمے لہجے میں

سرگوشیاں بھرتی آج اس شخص کے عکس کے ساتھ اپنے دل کی تمام باتیں کرلینا چاہتی تھی جو وہ اس شخص کے روبرو کبھی نہیں کرسکتی تھی اس لیے موواون کرنے سے پہلے وہ اپنے تمام جذبات بیان کردینا چاہتی تھی تاکہ کوئی بات اس کے دل میں رہ نہ جائے۔۔۔

آئندہ آنے والی زندگی میں شاید آپ کو بھول جاؤں مگر آپ کی محبت کی کسک میرے دل میں ہمیشہ زندہ رہے گی کچھ حسین پلوں کی صورت میں جسے بھلا پانا حورذوالفقار کے لیے مشکل ترین امر ہوگا""""بس ایک آخری بات کہنی ہے آپ سے۔۔۔آنکھوں سے بہتے اشک بارش کے قطروں کی صورت میں موبائل اسکرین بھگوتے چلے جارہیں تھے۔۔۔

حورذوالفقار کو آغافواد سے محبت نہیں عشق ہوا تھا جس کا اظہار وہ کم ہمت نادان لڑکی کرے ہی نہ پائی اور ایک ان دیکھی زنجیر کی قید قبول کرتی زندان کی وایوں میں اپنی رضامندی سے اترتی چلی گئی""""۔۔۔فواد کی تصویر میں مسکراتی سیاہ آنکھوں کی چمک کو دیکھتے وہ خشک پڑتے لبوں کو حرکت دیتی منمنائی اور ایک

آخری نظر میں اس چہرے کو دل کے حفاظتی خانے میں قید کرتی آغا فواد کا نمبر اپنے فون سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈیلیٹ کر گئی۔۔۔

اسی سبب سے فلک کا گلا نہیں کرتے
تیرے فراق میں دل برا نہیں کرتے
گر آج تجھ سے جدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں
اگر آج اوج پہ ہے طالع رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پر سوز دلوں کو جو مسکان نہ دے پائے۔۔۔ سُر ہی نہ ملے جس میں وہ ساز بدل ڈالو

کہاں مصروف تھے جناب کب سے کال کر رہی ہوں۔۔۔۔ سفید کاٹن کی قمیض کے کف موڑ کر کہنی تک چڑھاتے ہوئے حمزہ کو دیکھتے ڈریسنگ مرمر کے ساتھ کھڑے موبائل کی سکرین سے نظر آتی نوال نے آئیبرو اچکائیں پوچھا۔۔۔۔

دلِ جاناں نماز پڑھ رہا تھا""۔۔۔۔ گیلے بالوں میں برش کرتے حمزہ نے مسکراتے لہجے میں بتایا۔ اس نے ابھی کچھ ڈیر پہلے ہی شاور لے کر نماز ادا کی تھی

۔۔۔

اتنی لیٹ؟؟؟۔۔۔نوال نے ٹائم کو دیکھتے حیرانی سے اس سے پوچھا جو باجماعت نماز ادا کرنے کا عادی تھا تو آج کیونکر اس کی فرض نماز قضا ہو گی تھی

۔۔۔

ہاں روحی کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی تو اس کے پاس موجود تھا یونو وہ بیماری کی حالت میں نِکا بے بی بن جاتا ہے۔۔۔موبائل ہاتھ میں پکڑے وہ بیڈ کی جانب بڑھتا دھیمے سے لہجے میں بولا۔ حورے بیگم کے جانے کے بعد اس نے کیسے مرحا کو ہینڈل کیا تھا یہ صرف وہ جانتا تھا۔۔۔

حمزہ ایک بات پوچھوں؟؟؟

ہمم پوچھئے بیگم "ایک کیوں دس پوچھے!!!۔۔۔بیڈ کروان سے ٹیک لگاتے حمزہ نے فراخ دلی سے کہا۔۔۔

روحی کو کیا ہوا ہے؟۔۔اس کے پر سکون چہرے پہ نظریں جمائے اس نے پوچھتے پل میں اسے بے سکون کیا جس کے خود پہ بلینکٹ لیتے ہاتھ جہاں تھے وہی تھم گیے۔۔۔

جانتی تو ہو!!۔۔۔چہرے کے تاثرات پہ فورا اسے کنٹرول کرتے پہلے جیسے انداز میں کہا البتہ اب لہجا سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتی جو آپ جانتے ہیں!!۔۔۔مقابل نے بھی اسے کے انداز میں کہا تو حمزہ نے سرد سی نظر اسکرین پہ ابھرتے نوال کے عکس کو دیکھا جس کے چہرے پہ واضح فکر مندی تھی۔۔۔

معمولی سا بخار ہوا تھا جس نے انٹرنلی اسے ویک کر دیا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔وہ جانتا تھا وہ مرحا کے لیے پریشان ہے مگر وہ چاہا کر بھی اسے کچھ نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اپنی گڑیا کے راز میں وہ کسی کو بھی ہمرازہ ٹھہرائے۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ مجھے سے کچھ چھپا رہیں ہے""حمزہ پلیز مجھ سے شئیر کرے آپ جانتے ہیں وہ مجھے کتنی عزیز ہے۔۔۔اس کے لہجے کی سنجیدگی کے باوجود وہ باضد تھی۔۔۔

نوال میری جان اسے کچھ نہیں ہوا" شی از ٹوٹلی فائین۔۔۔۔اب کی بار اس نے دھیما سا لہجا اپناتے اسے سمجھنا چاہا تا کہ وہ مزید بحث نہ کرے۔۔۔۔

اسے کچھ ہونا بھی نہیں چاہیے حمزہ ورنہ نوال خان ٹوٹ کے بکھر جائیں گی۔۔۔

اپنی عزیز جان دوست کی حالت کو یاد کرتے وہ نم پلکیں لیے بولتی کال ڈسکنیٹ کر گئی تو حمزہ خالی خالی نظروں سے سیاہ اسکرین گھورتا رہے گیا۔۔۔

آئم سوری جان بٹ میں مجبور ہوں '۔۔۔موبائل سائیڈ پہ ڈالتے وہ بڑ بڑایا اور چت سا بیڈ پہ گر گیا اور تھکن کے باعث جلد ہی گہری نیند میں اتر گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم سے لے جائیں گے چھین کر ہم وعدے اپنے
اب تو قسموں کی صداقت سے بھی ڈر جائیں گے
اک تیر اگھر تھا میری حدِ مسافت لیکن
اب یہ سوچا ہے کہ ہم حد سے گزر جائیں گے

اپنے افکار جلا ڈالے گے کاغذ کاغذ

سوچ مر جائیں گی تو ہم اُپ ہی مر جائیں گے

اس سے پہلے کے جدائی کی خبر تم سے ملے

ہم نے سوچا ہے کہ ہم تم سے بچھڑ جائیں گے

ہسپتال کے اس کمرے کی در و دیوار میں ایک اجیب سی وحشت پھیلی ہوئی تھی، ایک گھمبیر اور جان لیوا خاموشی میں ڈوبے اس کمرے میں ایک وجود ہسپتال کا یونیفارم پہنے بیڈ پہ چت لیٹا ہوا تھا اس کے ایک طرف سائیڈ پہ فروٹس کی باسکٹ پڑی ہوئی تھی جبکہ دوسری طرف بلڈ کی ڈرپ لگی ہوئی تھی جو اس کے بائیں ہاتھ سے اٹیچ تھی، ہسپتال کے وائیٹ اینڈ بلیک ڈوٹ سے ڈریس میں اس کی گلابی رنگت بھی سفید رنگ کی طرح سپید ہوئی پڑی تھی جیسے وہ سالوں کی بیمار مریضہ ہو، جبکہ چہرے کے گرد ہلکے بادامی رنگ کا حجاب باندھ رکھا تھا جس سے اس کے بال نمایاں نہیں ہو رہیں تھے۔۔۔

گڈ مارننگ میم """ ۔۔۔یونیفارم میں ملبوس نرس ہاتھ میں ہیلتھ ری ناشتے کی ڈش تھامے روم کے اندر داخل ہوتی باآوازِ بلند بولی تو وہ جو پلکیں موندے پڑی تھی نرس کی آواز پہ آنکھیں کھولے دھیمے مگر مسکراتے لہجے میں بولی۔۔

گڈ مارننگ ٹو یو کیتھرین """"" ۔۔۔امرحہ لبوں پہ مسکراہٹ سجائے وہ نرس سے مخاطب ہوئی جو سائیڈ ٹیبل پہ ناشتے کی ڈش رکھ رہی تھی ۔۔۔

یو لوکز سو بیوٹیفل ہنی """ ۔۔۔ ہر روز کی طرح کیتھرین نے اس کے حجاب کے ہالے میں مقید چہرے کو دیکھتے دل سے کہا تو وہ آنکھوں سمیت مسکرائی۔وہ نون مسلم ہونے کے باوجود روز اس کے حجاب پہ کمینٹ پاس کرتی اسے سراہاتی تھی

۔۔۔

اینڈ یو لوز ڈیم ہوٹ 'بے بی۔۔۔اس کے لبوں پہ سجی لپسٹک پہ نظریں جمائے اس نے بے باک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے کہا تو کرسی پہ بیٹھی کیتھرین نے خشمگین نظروں سے اسے گھورا جو اس کی بیٹی کی عمر کی تھی مگر حرکتوں اور باتوں سے وہ اسے محض تین دنوں میں اپنی سہیلی لگنے لگی تھی ۔۔۔

وین یو گیٹ ویل اینڈ لیو ہیئر، یو وِیل نوٹ فور گیٹ می"۔۔۔۔ بلیک پیپر اور لائیٹ سولٹ سے تیار کردہ سوپ کا چمچہ بھر کر اسے پیلاتے کیتھرین نے آس سے پوچھا، جیسے وہ چاہتی ہوں کہ وہ اسے کبھی نہ بھولے۔۔۔۔

یو تھینک آئی وِیل بی فائین؟؟"۔۔۔۔اس کے سوال کے جواب کے بجائے مقابل نے بھی معصویت سے رحم سا سوال پوچھا۔۔۔

وائے ڈو یو ٹالک سو ہو پلیسلی""۔۔۔۔اس کے سفاک سوال پہ کیتھرین نے خفگی بھری نظروں سے اسے دیکھتے کہا تو مقابل کی ہنسی پھوٹی جیسے کوئی مزاحیہ خیز جمعلہ چھوڑا ہو۔۔۔۔

اٹس مائے سیکس سینس""۔۔۔۔ کیتھرین کی خود کو گھورتی سبز آنکھوں کو دیکھتے اس نے لب سکڑے کہا جبکہ مسکراہٹ لبوں کے کونوں پر مچل رہی تھی

۔۔۔۔

اینڈ واٹ ڈز یور سیکس سینز سے؟؟؟؟؟

شی سے 'زڈیٹ دیز آر یور لاسٹ ڈیز اوف دیز لائف ""۔۔۔گھمبیر سرد لہجا لیے وہ کرب سے آنکھیں میچتے ہوئے بولتی کیتھرین کو اپنی جگہ ساکت کر گئی،وہ نازک سی کمسن لڑکی کس جگرے سے اپنی موت کی باتیں کر رہی تھی۔۔۔

اینڈ آفٹر ڈیٹ،یور سفرینگ فیلڈ ایکسیز ٹینس اوف یور 'زوِیل فلائے فیریلی ان دا سکائے """""۔۔۔اس کے جامد وجود کو بغیر دیکھے وہ بس آنکھیں موندے بول رہی تھی جیسے خود کو ان آزاد ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی ہوں۔۔۔۔

شٹ اپ "یو ٹالک آلوٹ اوف نو سینز """۔۔۔دل کی بڑھتی دھڑکن کو قابو کیے وہ اس کے سر پہ ایک چپت لگاتے ہوئے بولی تاکہ ماحول کچھ ہلکا پھلکا ہو سکے جبکہ اسکے ڈاپٹنے پہ وہ بچوں کی طرح دانت نکالتی ہنس گئی اس سے پہلے کیتھرین اسے غصے سے لتاڑتی ڈاکٹر ہاتھ میں فائل پکڑے روم میں داخل ہوئے۔۔۔

ہاؤ از آور بریو اینجل """۔۔۔بیڈ کے قریب آتے ڈاکٹر نے لبوں پہ شفقت سے بھرا تبسم بکھیرتے اسے مخاطب کیا جواب شرافت کا مظاہرہ کرتی غصے سے منہ پھلا کر بیٹھی کیتھرین کے ہاتھوں سے سوپ پی رہی تھی۔۔۔

آل از ویل '۔۔۔۔نرم مسکراہٹ کے ساتھ اس نے بہادری سے کہا۔۔۔۔

آپ واقعی ہی بہت ہمت والی ہے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ آپ آگے بھی سبھی کچھ اس ہی ہمت سے فیس کرتی اپنے دشمن کو شکست سے دوچار کرے گی ۔۔۔۔ٹیبل سے اس کی میڈیکل رپورٹس اٹھا کر اس کا معائنہ کرتے ڈاکٹر نے اس کی ہمت کو سراہا جو لاسٹ اسٹیج پہ کھڑی بہادری اور دلیری کی مثال قائم کر رہی تھی ۔۔۔۔

آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟؟؟

!!! یس آپ سے ایک ضروری پرمیشن لینی ہے

کیسی پرمیشن ؟۔۔۔۔آنکھوں میں ناسمجھی بھرے تاثرات سجائے اس نے ڈاکٹر کی سمت دیکھا ۔۔۔

سرجری کے لیے """"آپ کے بال کاٹنے پڑے گے ۔۔۔۔اس کے معصوم چہرے پہ نظریں جمائے ڈاکٹر نے بہت احتیاط سے لفظوں کا متعین کرتے بات کی کیونکہ ان کے کسی قسم کے بھی لفظ سے اس بہادر لڑکی کا دل ٹوٹ سکتا تھا

۔۔۔

پپ "پر کیوں ۔۔۔ سفید ہوتے چہرے پہ نا قابلِ فہم تاثرات سجائے بولتی آج کتنے عرصے بعد اس کا لہجہ لڑکھڑایا تھا جبکہ کینولا لگا ہاتھ سرکتا ہوا حجاب پہ جا ن رکا ۔۔۔

بچے سرجری کے لیے ضروری ہے ۔۔۔ اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ اور جگر کرتی آنکھوں میں اترتا ہوا خوف محسوس کرتے ڈاکٹر نے ضبط سے لبوں کو دبائے کہا کیونکہ انھوں نے اس لڑکی کی ہمت ہی دیکھی تھی آج تک اب اس کا ٹوٹنا نہیں دیکھ سکتے تھے ۔۔۔۔

پلیز 'پلیز ڈونٹ ٹرائے مائے پیشنس ڈاکٹر، آئے کین "بیر دا پین اوف سرجری' اینڈ دا لائف تھریٹینگ رسک اوف کیمو 'ز "بٹ "بٹ آئی کین نوٹ گیٹ آ ہئیر کٹ پلیز """ ڈاکٹر پلیز ۔۔۔ حلق میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو بامشکل نیچے اتارتے وہ بہادر لڑکی ڈاکٹر کے سامنے منتوں پہ اتر آئی کیونکہ وہ ہر تکلیف برداشت کرسکتی تھی مگر اپنے بال جو اس کا غرور تھے ان کے ساتھ یہ ظلم نہیں کرسکتی تھی ۔۔۔

بچے "نتھینگ از مور امپورٹنٹ دین یور لائف ایٹ دز ٹائم """اور آئیم شیور آپ سمجھداری کا مظاہرہ کرتی اس بات سے ایگری کرئے گئ کیونکہ آپ کے گارڈین سے میں پرمیشن لے چکا ہوں انھیں صرف آپ کی زندگی محفوظ چاہیے ۔۔۔ڈاکٹر صاحب نے اس بار اس کے حجاب سے ڈھکے سر پہ نرمی سے ہاتھ رکھتے تسلی دئ تو جھکی پلکوں سے ٹپ ٹپ کر کے گرتے آنسوؤں اس کی جھولی بھگونے لگے۔۔۔۔

اوکے "بٹ آئے کانٹ """بی بلیڈ۔۔۔۔ ہتھلی سے آنسو پونچ کر گہری سانس بھرتے وہ ضبط کی آخری منزل پہ کھڑی بول رہی تھی جسے پاس کھڑی بغیر آنسوؤں سے روتی کیتھرین سوچ کر ہی کانپ اٹھی۔۔۔۔۔

ڈونٹ وری بچے 'جسٹ آباودا آئیر لوب"""۔۔۔۔ڈاکٹر اسے تسلی دیتے اس کے سر تھکپتے باہر کی طرف بڑھے کیونکہ انھیں اب جلد از جلد اس کی سرجری شروع کروانی تھی کیونکہ اس بہادر لڑکی کے پاس ٹائم کم اور ہمت زیادہ تھی جبکہ باہر کھڑکی کے پاس کھڑا شخص کیتھرین کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی اس لڑکی کو دیکھتا خود بھی پلکیں نم کر گیا۔۔۔۔

تم کو پتہ ہے، تم سے بچھڑنے پہ کیا ہوا
ہم کو اکیلا چھوڑ کر ہمت چلی گئیں
کل ہم تلاش میں تھے کہ کوئی آئینہ ملے
آج آئینہ ملا ہے تو صورت چلی گئیں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جفا کی آگ تھم جائے، فنحر ٹوٹے کبھی محسن۔۔۔۔چلے آنا میرے ہو کر، میں ماضی پھر بھلا دونگا

یہ میں نے ساری لسٹ بنادی ہے ایک بھی چیز مس نہیں ہونی چاہیے میری، اور ہر پھل میٹھائی اچھے سے چیک کر کے لینے کہی خراب نہ ہو۔۔۔۔ صدر دروازے کے قریب کھڑی وہ گھر اور باہر کے راستے کے درمیان میں کھڑی میری کو انسٹرکشنز دے رہی تھیں جو وہ سر اثبات میں ہلاتے اچھے سے اپنے دماغ میں فیڈ کر رہی تھی۔۔۔۔

ڈونٹ وری میم""۔۔۔ایک لمبی چوڑی لسٹ ان کے ہاتھ سے لیتی وہ اطمیان سے بولتی پورچ کی طرف بڑھی جہاں ڈرائیور گاڑی اسٹارٹ کیے اس کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔

میری کو کہاں بھیجا ہے اس وقت""۔۔۔۔ناشتے کرتے آغا صاحب نے اسے باہر جاتا دیکھ سرسری سا پوچھا کیونکہ دروازے سے ڈائینگ ائیریا کے بیچ خاصا فاصلہ تھا جس کی وجہ سے وہ ان کی باتیں سن نہیں پائے تھے۔۔۔۔

فروٹس، میٹھائی اور کچھ فریش فلورز کی جیولری کا آڈر دینے بھیجا ہے تاکہ شام گیے تک سب کچھ ریڈی ہو۔۔۔ان کے قریب آتے مہتاب مامی نے تفصیل بتائی

۔۔۔۔

کس لیے ؟؟؟؟

آج ہم بھائی جان سے نکاح کی تاریخ لینے جا رہیں ہے تو یہ سب کچھ تو ضروری ہو گا۔۔۔ان کے دائیں جانب بیٹھتے وہ کمال اطمینان سے بولتی انھیں حیرت میں ڈال گئیں۔۔۔

آپ شاید بھول رہی ہے کہ ہم تاریخ لے چکے ہیں اب تاریخ پہ مزید کونسی تاریخ ہوتی ہے۔۔۔اپنی اہلیہ کی برق رفتاری دیکھتے انھوں نے بامشکل خود کو کچھ سخت بولنے سے روکا تھا۔۔۔

جی مجھے اچھے سے یاد ہے پر خاندانی طریقہ یہ ہی ہوتا ہے کہ لڑکے والے خود گھر جا کر تاریخ طلب کرتے ہے نہ کہ یوں فون کال پہ۔۔۔آرام سے ناشتہ کرتی وہ سارا بلیم ان پر ڈال گئی تھی۔۔۔

غالبا آپ نے خود فون کر کے اپنے لاڈلے بھائی جان سے تاریخ طلب کی تھی تو تب آپ کا خاندانی وراثہ کہاں گیا تھا۔۔۔جبڑے بھینچے وہ ایک ایک لفظ پہ خاصا زور دیتے ہوئے بولے۔۔۔

چلے تب یاد نہیں رہا تو اب تو یاد آ گیا ہے نہ، میں نہیں چاہتی کہ ہمارے کسی بھی بہیوئیر سے میرال کو لگے کہ یہ اس کی دوسری شادی ہے اس لیے میں ہر رسم ادا کرنا چاہتی ہوں اس لیے ہم سب شام کو اسلام آباد جا رہیں ہے اب جلدی سے مجھے ناشتہ کرنے دے مجھے آغا کو کوفی دینے کے بعد پڑوسیوں کو دعوت دینے بھی جانا ہے۔۔۔۔ لاپرواہ انداز میں بولتی وہ ہاتھ تیز چلانے لگی۔۔۔۔

آغا آفس نہیں گیے۔۔۔۔ آغا فارز کی گھر میں موجودگی کا سنتے انھوں نے اچنبھے سے پوچھا۔۔۔

نہیں سر میں درد تھا اس لیے۔۔۔۔ چائے پیتے سرسری سا بتایا گیا تو آغا ماموں ایک اچٹتی نگاہ ان پر ڈالتے خاموشی سے ناشتہ سے انصاف کرنے لگے۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! جیسے غلط پتے پہ چلا آئے کوئی شخص۔۔۔ سُکھ ایسے میرے در پہ رکا اور گزر گیا

مامی جان روحی کہاں ہے ؟روم میں بھی نہیں ہے اپنے۔۔۔پیشانی پہ فکرمندی کے تاثرات سجائے وہ سڑھیاں اتر کرنیچے آیا تو ڈائیننگ سے ناشتے کے برتن سمیٹتی سبین مامی کو دیکھتے اجلت بھرے انداز میں پوچھا۔۔۔

وہ کالج گئی ہیں ! تمہیں نہیں پتہ !!!!

نہیں انفیکیٹ مجھے تو بتائے بھی نہیں رات اس نے۔۔۔پریشانی سے بولتا وہ ان کے نزدیک آیا، دل میں بے چینی سی لگی ہوئی تھی یہ سوچ سوچ کر کے اس کی طبعیت بھی ٹھیک نہیں تھی اور وہ اسے بنا بتائے کالج چلی گئی تھی۔۔۔

اچھا چلو تم پریشان نہ ہو اس کا دل بہل جائے گا تھوڑا کتنے دنوں سے گھر میں ہی قید تھی۔۔۔اس کے چہرے پہ چھائے تاثرات کو دیکھتے انھوں نے اسے مطمین کرتے سمجھایا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا البتہ دل تب تک بے چین رہنے والا تھا جب تک وہ صیح سلامت گھر نہیں آجاتی تھی۔۔۔

ماما کہاں ہیں ؟؟۔۔۔اس پہ سے توجہ ہٹی تو اپنی روٹھی ماں یاد آئی جو ان دونوں بہن بھائیوں سے ناراض ہوئی تھی۔۔۔

کیچن میں ہے! تم بیٹھو میں رانی کے ہاتھ ناشتہ بھجواتی ہوں۔۔۔جوٹھے برتن اٹھائے اسے بیٹھنے کا کہتی وہ خود کیچن کی سمت بڑھی تو حمزہ سنجیدہ سا کرسی پہ بیٹھتا نوال کا نمبر ڈائل کرنے لگا تاکہ اس سے پوچھ سکے کہ کیا وہ کالج گئی ہے یا نہیں مگر تین چار بیل پہ بعد بھی جب اس نے فون نہیں اٹھایا تو وہ یہ سوچ کر کال ڈسکنیکٹ کر گیا کہ شاید وہ کلاس لے رہی ہوں تبھی فون سائیلینٹ پہ ہو گا۔فون ٹیبل پہ رکھتے وہ ایکدم سیدھا ہوتے بیٹھا کیونکہ کیچن سے ناشتہ رانی کے بجائے حورے بیگم لے کر آ رہی تھی۔۔۔

یار ماما بات تو سنے۔۔۔انھیں خاموشی سے ناشتہ سیٹ کر کے واپس جاتے دیکھ حمزہ نے ان کا ہاتھ پکڑتے انھیں روکنا چاہا جو وہ رک بھی گئی تھی مگر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا مطلب ناراضگی سخت تھی۔۔۔

یوں ناراض تو نہ ہوئے جانتی ہے نہ آپ کی ناراضگی مجھے اللہ کی نظر میں گنہکار بنا رہی ہیں۔۔۔اپنے ہاتھ میں مقید ان کے ہاتھ کی پشت پہ بوسہ دیتے وہ عاجزی سے بولا جیسے ان کی دو دن کی ناراضگی بھی اس کے لیے ناقابل قبول ہو۔۔۔

تمھیں بڑی پرواہ ہے میری یا میری ناراضگی کی۔۔۔۔ نروٹھے لہجے میں بولتے انھوں نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا پر گرفت مضبوط ہونے کے باعث نکال نہ سکی۔۔۔

ڈیٹس نوٹ فئیر ماما اس دنیا میں سب سے زیادہ آپ کی ہی تو پرواہ ہے۔۔۔۔ لہجے کو محبت سے چور کیے وہ فخر سے بولا تو حورے بیگم نے ترچھی جتلاتی نظروں سے اسے گھورا تو وہ ان کی نظروں کا مطلب سمجھتا کھسیانی سی ہنسی ہنسنے لگا۔۔۔

ہاہاہاہا" مطلب تھوڑی سی اپنی نورِ جاں کی بھی ہیں!!!۔۔۔ان کی ترچھی نظروں کی طرف دیکھتا وہ شرارت سے گویا ہوا۔۔

تم سب سے زیادہ کرتے ہی اس کی ہو ہم پر تو صرف الزام ہیں۔۔۔اس کی ہنسی سے خائف ہو کر بولی تو حمزہ نے پرسوچ نگاہوں سے سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

ہاں یہ تو ہے نورِ زندگی جان ہیں میری۔۔۔۔ ہونٹوں کے کناروں پہ مچلتی مسکراہٹ کو دبائے اس نے ان کی بات کی تصدیق کی تو ماں کو اپنی سگی بیٹی سے جیلیسی فیل ہونے لگی!!! اور آپ حمزہ یوسف کی جانِ جہاں۔۔۔۔ان کے ہاتھ کا

ایک بار پھر بوسہ لیتے وہ آنکھوں میں محبت اور احترام سموئے بولا تو وہ اس کی چالاکی پہ دھیمہ سا مسکرا گئی۔۔۔۔

روحی ناشتہ کر کے گئی تھی""۔۔۔انھیں مسکراتا دیکھ اس نے کب سے اپنے دل میں مچلتا سوال پوچھا تو اس کے ذکر پہ ان کے لبوں کی مسکراہٹ پل میں مفقود ہوئی اور چہرے پہ سنجیدگی در آئی۔۔۔۔

میرے سامنے اس کا ذکر نہ کرو حمزہ""۔۔۔ بھینچے لہجے میں بولتے انھوں نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالا تو وہ تڑپ کے کھڑا ہوا۔۔۔

کیوں نہ کروں ذکر، ایسا کونسا گناہ کر دیا ہے اس نے جس کا ذکر آپ کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے۔۔۔۔ سرد لہجہ لیے بولتا وہ ان کا بیٹا کم بہن کا بھائی زیادہ لگ رہا تھا۔۔۔

گناہ نہیں کیا تو اپنوں کی محبت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر گناہ سے کچھ کم بھی نہیں کیا ہے ۔۔۔۔وہ بھی کسی کی پرواہ کیے بغیر وضاحت سے بولی البتہ آواز نیچی رکھی تھی

۔۔۔۔

کونسا ناجائز فائدہ اٹھالیا ہے اس معصوم نے آپ کی محبت کا، اپنی پسند کا اظہار ہی کیا ہے نہ گھر سے بھاگ تو نہیں گئی نہ تو پھر آپ کیسے اتنی بڑی بات کر سکتی ہے

۔۔۔وہ بھی دوبدو بولا لہجا کاٹ دار تھا جیسے روحی کے متعلق ادا ہوتے حرف بہ حرف اسے گراں گزر رہیں ہو۔۔۔۔

حمزہ تم اپنے پیار میں اس کی وہ دلسوز حرکت بھول سکتے ہو مگر میں نہیں!!! ابھی بھی اس کی وہ حرکت سوچتی ہوں تو میری روح لرزہ جاتی ہے اگر اس دن میں نہ آتی اور اس کلائی پہ رکھی وہ چھری اگر ذرا سی بھی ہل جاتی تو!!! میں کیسے بھول سکتی ہوں اس کی یہ بے قوفانہ حرکت جس نے میری جان نکال دی تھی۔۔۔۔

نم نگاہیں لیے بولتی وہ اب بھی اس دن میں پہنچ گئی تھیں جس دن وہ کلائی پہ چھری رکھے آغا فارذ کے ساتھ نکاح پہ بضد ہوتی حمزہ کو بے بس کر رہی تھی۔۔۔

وہ نادان ہے ماما" غلطی ہو گئی اس سے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔۔۔انھیں کندھوں سے تھمتے حمزہ نے ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتے مرحا کے حق میں احتجاج کہا۔۔۔۔

اس کی یہ نادانیاں مجھے بڑھاپے میں جوان موت دیکھائے گئی حمزہ۔۔۔۔۔اسے بہن کی حمایت کرتا دیکھ انھوں نے دو دن سے اپنے اندر پنپتا خوف بیان کیا جس نے ان کی راتوں کی نیند برباد کر رکھی تھی۔۔۔۔

خدا کو مانے ماما یہ کیسی باتیں کر رہی ہے "اللہ ہمیں یہ دن کبھی نہ دیکھائے۔۔۔

ان کی گوہر فشانی پہ وہ تڑپ اٹھا تھا، اسے مرحا یوسف جان سے بھی زیادہ عزیز تھی تو بھلا کیسے وہ اس کے متعلق اتنی سنگین باتیں سن سکتا تھا۔۔۔

تم نے اس کی آنکھوں میں وہ جنون نہیں دیکھا جو میں نے دیکھا ہے اور عشق کا جنون آخر کب کسی کے حق میں اچھا ثابت ہوا ہے وہ تو ہمیشہ اپنے سنگ تباہی لاتا ہے۔۔۔ان کی وہ بیٹی جو چھری سے کوئی پھل کاٹتی بھی ڈرتی تھی کہ کہی اس کا ہاتھ نہ کٹ جائے اس دن اسے بے خوف انداز میں اپنی نبض پہ چھری رکھے حمزہ کے آگے ضد سے کھڑا دیکھ حورے بیگم کو اپنے پیروں سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

میں ہوں نہ آئی پرومس اسے کچھ نہیں ہونے دونگا""""حمزہ یوسف اپنی بہن کی حفاظت کرنا اچھے سے جانتا ہے۔۔۔انھیں نرمی سے سینے لگاتے حمزہ نے ان کا بے بنیاد خوف دور کرنا چاہا جبکہ اس کی اپنی حالت ان سے الگ نہ تھی مگر پھر بھی کسی ایک کو تو حوصلہ دینا تھا نہ۔۔۔۔

جس منزل کو وہ چل پڑی ہے نہ واپسی چاہ کر بھی ممکن نہیں ہو سکتی """" عشق اپنا شکار بغیر تباہ کیے کبھی نہیں چھوڑتا۔۔۔اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر دور ہوتے وہ یاسیت گھولے لہجے میں بولی اور آنسوؤں سے بھری نظروں سے اسے بہت کچھ جتلاتی کیچن کی سمت بڑھی حمزہ یوسف کو اپنی جگہ ساکت مجسمہ بنائے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ بھی کیا کم ہے 'کہ دونوں کا بھرم قائم ہیں۔۔ ہم نے گزارش نہیں کی ! اس نے بخشش نہیں کی

گلاس وال کے قریب رکھی چیئر پہ وہ آنکھیں موندے پڑے چیئر کو ہلکا ہلکا سوئینگ کرتے اضطرابی کیفیت میں اپنے پاؤں ہلا رہیں تھے جیسے دماغی خلفشار پہ قابو پانے کی کوشش کر رہیں ہو، بند آنکھوں کے پردے پہ بیڈ پہ وہ سویا ہوا وجود گھوم رہا تھا جسے دیکھنے کے بعد انھیں کسی پل قرار نصیب نہیں ہو رہا تھا، رات بھر

وہ کروٹ پہ کروٹ بدلتے رہیں تھے مگر نہ انھیں نیند نصیب ہوئی تھی اور نہ وہ وجودان کی آنکھوں سے دور ہوا تھا۔۔۔۔

آغاجان"""" پلیز ماما سے کہے نہ کہ ہمیں اب یہ مریضوں والا کھانا نہیں کھانا ۔۔۔پنک نائٹ ڈریس میں بالوں کی دو چوٹیاں بنائے وہ سولہ سالا ننھی مرحا یوسف اپنے آغاجان کو سامنے دیکھتے نزاکت سے منہ بناتی بولی جو اس کی خیریت دریافت کرنے آئیں تھے۔۔۔

آغاجان کی چمچی خبردار جواب کوئی اور نیا شوشہ چھوڑا' ڈاکٹر نے کہا ہے نہ کہ جب تک پروپر ٹھیک نہیں ہوتی تم نے یہ ہی سادہ کھانا کھانا ہے اس لیے اب کوئی ڈرامہ نہیں ہوگا۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑے نمکین دلیے کو چمچہ ہلا کر ٹھنڈا کرتی حورے بیگم نے اسے اپنے آغاجان کے سامنے پھیلاتا دیکھ لتاڑا تو میڈم نے خائف ہوتے اپنی آئیبرو سکیڑئی۔۔۔

ون ویک ہو چکا ہے ہمیں ٹھیک ہوئے اب آخر کب تک یہ ڈاکٹر انکل کا شیڈول فولو کرنا ہے آپ نے۔۔۔۔ خفگی سے منہ پھولاتی وہ اپنی ماں کو بڑوں کی طرح سمجھاتی ہوئی بولتی ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں میں مقید آغافارذ کے چوڑے ہاتھ کی

ابھرتی نسوں پہ بھی انگلیاں چلا رہی تھی جو اسے بے حد پسند تھے جبکہ وہ اپنی سیاہ آنکھوں میں محبت لیے بس اسے تکتے ہی جا رہیں تھے جو گلابی سوٹ میں گلابی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔

ہمیں آپ کے ہاتھ بہت پسند ہیں """۔۔۔ان کے چوڑے ہاتھوں کی اُبھری نسوں کو سہلاتے وہ اپنی ماں کو بالکل اگنور کیے بولی تو انھیں اپنی گڑیا پر بے تحاشا پیار آیا جس کے اظہار میں انھوں نے اس کے مومی گال کو چھوا۔۔۔

تم زیادہ اماں نہ بنو میری اور شرافت سے یہ دلیہ ختم کرو پھر چقندر کا جوس بھی پینا ہے۔۔۔آغا فارز کے سامنے اسے نخرے کرتا دیکھ حورے بیگم نے زبردستی اس کے ہاتھ میں پلیٹ پکڑتے اسے تنبیہ کرتی نظروں سے گھورتے وارننگ دی کہ اب اگر اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو اس کے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔۔

نو ویئے مومی """ہم چقندر شقندر کا جوس ہر گز نہیں پیئے گے۔۔۔اسے ٹائیفیڈ کیا ہوا اس فوڈی لور کے ساتھ تو ظلم پہ ظلم ہونے لگے تھے ایک ہفتے سے مسلسل اس سپائسی شوقین کو پھیکے کھانے دیئیں جا رہیں تھے اور اب اوپر سے اسے چقندر کا جوس دینے کا آڈر بھی دیا گیا تھا۔۔۔

روحی مزید کوئی فضول بحث نہیں ڈاکٹر تمہارے بھلے کے لیے ہی یہ سب کچھ بتا رہیں ہے اور تمہارے نخرے ختم نہیں ہو رہیں حمزہ کو فون کر کے بتاتی ہوں تمہاری ضدیں۔۔۔اس کے کمزور وجود کو دیکھتے انھوں نے دانت پیسے ایک ہفتے کی بیماری میں وہ اتنی ویک ہو چکی تھی مگر مجال تھی جو اپنی ڈائیٹ کی کیئر کر لیتی

۔۔۔

اس لیے ہم ڈاکٹر نہیں بننا چاہتے""۔۔۔ان کی بات پہ وہ سر جھکائے مدھم سے سرگوشی کرتی بولی پر قریب ہونے کے باعث وہ اچھے سے سن چکے تھے اس کی سرگوشی جس پر وہ سر نفی میں ہلاتے ہلکے سے اس کا ناک دبا گیا۔۔۔
ڈونٹ وری پھپھو آپ جائے میں دیکھ لیتا ہوں اپنے اینگری برڈ کو"۔۔۔
حورے بیگم اور ان کی بیٹی کی ہوتی بحث کو دیکھتے کب سے چپ بیٹھے آغا فارز نے بیچ میں مداخلت کرتے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔۔
اپنی لاڈلی کو کھلا دینا ورنہ اس کی خیر نہیں ہو گی آج۔۔۔آغا فارز کے موبائل کے وال پیپر پہ جگمگتی اپنی تصویر کو دیکھ کر خوش ہوتی مرحا کو دیکھتے انھوں نے منہ بسورتے ہوئے کہا تو آغا فارز سر اثبات میں ہلا گیے۔۔۔

اینگری برڈ ماما کو اتنا تنگ کیوں کرتا ہے"""۔۔۔ان کو جاتا دیکھ اب وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے بولے جو موبائل ان لوک کرنے کی کوشش کر رہی تھی

۔۔۔

واٹ دا پاسورڈ"""""۔۔۔ان کی بات کو اگنور کیے اس نے اپنا سوال رکھا تو آغا فارذ نے مسکراتے اس کے ہاتھ سے فون لیا اور پاسورڈ ان لوک کرتے اسے تھمایا تو گرے نگنیوں میں ناپسندیگی اتری۔۔۔۔

واٹ دا پاسورڈ"""""""""۔۔۔ایک ایک لفظ پہ زور دیتے مقابل نے فورا اپنی ناپسندیگی ظاہر کی تو آغا فارذ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے وہ اچھے سے اس کی پوزیسیونیس جان گیے تھے۔۔۔

اٹس یور ڈیٹ اوف برتھ"""""۔۔۔۔نرمی سے اس کے پھولے گال کو سہلاتے آغا فارذ نے بتایا تو پوزیسیونیس کی ماری نے فورا اسکرین لوک کرتے اب اپنی ڈیٹ اوف برتھ ٹائپ کیا تو اسکرین فورا ان لوک ہوئی اور اس پھر اس کی ایک تصویر جگمگانے لگی جس میں وہ پیکاچو کا ڈریس پہنے کھڑی آنکھیں بند کیے مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

آغا جان وائے آئیم سو کیوٹ ؟؟؟۔۔۔اپنی تصویر کو نہارتی وہ کنفیوژڈ تاثرات سجائے ان کی طرف دیکھتی یوں بولی جیسے اپنی اتنی کیوٹینس سے وہ خود پریشان ہو

۔۔۔

بیکوز آپ اپنے آغا جان کے چھوٹے سے کیوٹ بے بی ہو۔۔۔اس کی ناک دباتے وہ سرشاری سے مسکراتے ہوئے بولے اور ساتھ فون میں اس کی محویت کا فائدہ اٹھاتے دلیہ کا چمچہ بھر کر منہ میں ڈالا جسے وہ چپ چاپ منہ میں لے گئی

۔۔۔

یہ کون" ہے آغا جان۔۔۔منہ بھر ہونے کے باعث اس نے اجیب سی آواز میں فون کی سکرین میں نظر آتی تصویر کو دیکھتے ہوئے جاسوسوں کی طرح پوچھا

۔۔۔

یہ میرا فرینڈ ہے""۔۔۔ایک اور چمچہ بھر کر منہ میں ڈالتے انھوں نے بتایا

۔۔۔۔

نام کیا ہے ان کا؟؟۔۔۔ایک اور سوال تیار تھا آغا جان کے باڈی گارڈ کے پاس

۔۔۔

طلال"۔۔۔انھوں نے بھی یوں بتایا جیسے انٹرویو چل رہا ہوں ان کا۔۔۔

ہی از سو ہینڈ سم"""""۔۔۔۔طلال کی تصویر کو ہر زوائے سے زوم کر کے پہلے اس نے اچھے سے اپنی تسلی کی جب اسے وہ ہر اینگل سے بیوٹیفل لگا تو آنکھوں میں ستائش لیے فوراً اس کی تعریف بھی کر دی۔۔۔۔

اور میں"""""۔۔۔اپنی گڑیا کو اپنے علاوہ کسی اور کی تعریف کرتا دیکھ آغا فارذ نے غصے سے جبڑے بھینچے اور ہاتھ میں پکڑی پلیٹ سائیڈ پہ رکھتے انھوں نے فوراً اس کے ہاتھ سے فون لیتے سنجیدگی سے پوچھا ساتھ نا محسوس طریقے سے طلال کی تصویر ڈیلیٹ کر گیے""""ناجانے کیوں شاید جیلیسی میں۔۔۔

آپ تو ہمارے پرنس چارمنگ ہے""""۔۔۔ان کے غصے سے محظوظ ہوتے وہ گھٹنوں کے بل بیڈ پہ بیٹھتی دونوں ہاتھوں سے ان کے دونوں گالوں کو کھینچتے ہوئے بولی تو آغا فارذ نے مسکراتے اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا اگر مرحا یوسف اپنے آغا جان کے معملے میں پوزیسیو تھی تو وہ خود بھی اس کے لیے بہت جنونی انداز رکھتے تھے۔۔۔

ماضی کے جھرکوں میں کھوئے وہ ان حسین یادوں میں گم تھے جوان کی زندگی کا سنہری دور تھا" وہ سنجیدہ سے تھے اور ان کی گڑیا شرارتوں کی پٹاری، وہ کم بولتے تھے تو ان کی گلابی بطخ ان کے سامنے ہر وقت پٹر پٹر بولتی تھی، وہ غصہ کم کیا کرتے تھے جبکہ ان کا اینگری برڈ ہر وقت محلے کے بچوں سے لڑاتا پھیرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا باہر جانا آغا فارز نے سختی سے بند کروادیا تھا۔ مگر نہ جانے کب وقت پر لگا کر اڑ گیا اور ان کی شرارتی گڑیا اتنی بڑی ہو گی کہ وہ کسی سے محبت کر بیٹھی، وہ جو اس کی نادان باتیں سننے کے عادی تھے اب اس کے لبوں سے عشق کی میراث کے بارے میں باتیں سن رہیں تھے، وہ جو اسے کبھی رونے نہیں دیتے تھے آج خود اس کے آنسوؤں کی وجہ بنے بیٹھے تھے اور سب سے بے بسی کی بات یہ تھی کہ وہ چاہ کر بھی اس کے یہ آنسو سمیٹ نہیں سکتے تھے

ہم آغاز محبت میں ہی لُٹ گیے ہیں فراز۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ انجام برا ہوتا ہے

!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں جس کی راہ پہ ہوں ہر جگہ پہ ہے موجود۔۔۔میں جس سفر میں ہوں خود باعثِ سفر ہے مجھ میں !

کیسی طبعیت ہے میری مورنی کی۔۔۔یونیفارم میں چمکتی اس کی سفید رنگت کو دیکھتے نوال نے محبت سے اس کے بالوں کو سہلاتے اس سے پوچھا جو سونی سونی نگاہوں سے ارد گرد کا بیگانگی سے جائزہ لے رہی تھی جیسے اس ماحول میں نئی ہو ۔۔۔

فائین""۔۔۔نوال کے مخاطب کرنے پہ وہ حرفی جواب دیتی نظروں کا ارتکاز واپس اس طرف موڑ گئی جہاں پہلے دیکھ رہی تھی جبکہ اس کے یوں انجانوں کی طرح جواب دینے پہ نوال کو حیرت ہوئی کیونکہ وہ تو زیادہ بولنے والوں میں سے تھی۔۔۔

سوہنے ناشتہ کیا تھا؟۔۔۔اس کی توجہ اپنی طرف کروانے کی خاطر اس نے پھر سوال پوچھا جبکہ وہ جانتی تھی وہ حمزہ کو بغیر بتائے اور بغیر ناشتہ کیے آئی تھی کیونکہ کچھ دیر پہلے حمزہ نے فون کر کے اسے مرحا کو ناشتہ کروانے کی خاص تاکید کی تھی

۔۔۔

کیوں کیا نہیں کیا تھا یار! جانتی ہوں نہ تمہاری صحت کے لیے، ہیلتھدی ڈائیٹ کتنی امپورٹنٹ ہے۔۔۔اسے سر نفی میں ہلاتا دیکھ نوال اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے اسے بچوں کی طرح پچکارتے سمجھانے لگی کیونکہ وہ ویک تھی اور پروپر نہ کھانا اسے مزید ویک کر سکتا تھا۔۔۔

یو نو حمزہ کتنے پریشان ہو رہیں ہے تمہاری وجہ سے""۔۔۔اسے ہنوز بت بنا دیکھ نوال کے دل کو کچھ ہو رہا تھا، چند دن کی بیماری میں مرحا یوسف کا شوق پن ختم ہو چکا تھا۔۔۔

سوری نوی""ہمیں اس وقت بالکل بھوک نہیں لگی تھی!!بٹ اب لگ رہی ہے۔۔۔حمزہ کا نام سنتے وہ فوراً اپنے خول میں سمیٹتی ہوئی فرینک انداز میں

مسکراتی ہوئی بولی کیونکہ وہ اپنی وجہ سے حمزہ کو مزید پریشان نہیں کر سکتی تھی

۔۔۔

چلو پھر چلتے ہیں کینٹین""۔۔۔۔اسے واپس اپنی جون میں لوٹتا دیکھ نوال تو نحال ہی ہوگی تھی تبھی فورا بیگ اٹھائے گھاس سے کھڑی ہوئی۔۔۔

نہیں تم بیٹھو ہم یہ ہی لے کر آتے ہیں دیکھو موسم کتنا اچھا ہو رہا ہے"""۔۔۔۔ گھرے بادلوں سے ڈھکے آسمان کی طرف منہ کرتی وہ خود کو خوش ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر اس کی آنکھوں میں چھائی اداسی مقابل باخوبی نوٹ کر سکتا تھا۔۔۔

۔ٹھیک ہے جیسا تمہیں اچھا لگے! بس میری روحی خوش ہونی چاہی۔۔۔واپس سے گھاس پہ بیگ رکھتی وہ دوزانوں ہو کر بیٹھتی بولی وہ دیکھ سکتی تھی کہ وہ اسے دیکھنے کو مسکرا رہی تھی مگر اس کی آنکھیں اس کی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔

چلو پھر ٹھیک ہے تم یہ رجسٹرڈ پکڑو ہم۔ بریانی لے کر آتے ہیں۔۔۔اپنے سینے سے لگائے نیلے رنگ کے رجسٹرڈ کو وہ نوال کو تھامتی ہوئی بولی اور کینٹین کی

طرف بڑھی جب اچانک کچھ یاد آنے پہ وہ ٹھہری اور اس کی طرف واپس مڑتی ہوئی بولی۔۔۔

پلیز اسے نیچے نہ رکھنا""۔۔۔رجسٹرڈ کی طرف اشارہ کرتے مرحا نے اسے تاکید کی جس پہ نوال نے فوراً سر ہلاتے مرحا کی دیکھا دیکھی رجسٹرڈ کو سینے سے لگایا تو وہ دل سے مسکراتی کینٹین کی طرف بڑھی۔۔

اللہ تعالیٰ پلیز میری جان کی جان اور میری جانِ جہاں کو ٹھیک کر کے پہلا جیسا شرارتی کر دے "آمین۔۔۔۔۔اس کی پشت پہ نظریں جمائے نوال اپنے رب کے اگے دعائیہ ہوئی, وہ اپنی پرانی روحی کو شدت سے مس کر رہی تھی جو ہر وقت صرف داؤد سکندر کی برائیاں ہی کرتی تھی۔۔۔

ویسے اس میں ایسا کیا ہے جو میڈم نے زمین پہ رکھنے سے منع کیا تھا؟؟۔۔۔اسے بھیڑ میں گم ہوتا دیکھ نوال نے سینے سے لگے رجسٹرڈ کو دیکھتے اس کے اندر کا جاسوس جاگا تو ایک احتیاطی نظر لڑکیوں کے ہجوم میں گھستم گھستا ہوتی مرحا پہ مارتے اس نے رجسٹرڈ گود میں رکھتے کھولا تو سب سے پہلی نظر فرنٹ پیج کی زینت بنے اس کے نام پہ پڑی جو نہایت خوبصورت انداز میں لکھا ہوا تھا" مرحا

یوسف "میری جان 'اس کے نام کو چھوتی وہ محبت سے بولی اور ساتھ ہی دوسرا صفحہ پلٹا جس کے اسٹارٹنگ میں ہی ایک بڑی سی ہیڈینگ ڈالی ہوئی تھی """نساء (عورت) پردہ دار، حیادار، باحجاب، ردا کی امین """"آنکھوں میں حیرانی بھرے تاثرارت لیے وہ صفحے پہ صفحے پلٹتے جارہی تھی مگر ہر جگہ اسے ایک نیی چیز ہی دیکھنے کو مل رہی تھی جو اسے مزید حیران و پریشان کرتی جارہی تھی 'وہ تو ایسا کچھ اور اس میں بھرے صفحات کچھ اور ہی کہانی سنا سنتی ہی نہیں تھی مگر یہ رجسٹرڈ رہیں تھے اور یہ کہانی نوال خان کو حقیقت میں پریشان کر گئی تھی "اس سے پہلے وہ مزید کچھ دیکھتی یا پڑھتی اسے وہ دونوں ہاتھوں میں پلیٹس پکڑتے اپنی طرف آتی ہوئی نظر آئی جسے دیکھتے اس نے فورار جسٹرڈ کو بند کرتے اپنے تاثرارت نورمل کرنے کی کوشش کی۔۔۔

اتنارش توبہ ایسالگ رہا تھا جیسے سب گھروں سے بھوکی اٹھ کر آئی ہو """۔۔۔ پلیٹس گھاس پہ رکھتے اس نے گھبراہٹ سے چور لہجے میں کہا کیونکہ وہ اتنے میں ہی بری طریقے سے بے حال ہوگی تھی۔۔۔

اس میں کیا ہے روحی""۔۔۔اسے رجسٹرڈ فوراً اپنی گود سے اٹھا کر ایک ہاتھ سے اپنے سینے سے لگاتے دیکھ نوال نے خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے بریانی کا چمچہ بھر کر منہ میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔۔۔

اس میں کچھ خاص ہے۔۔۔۔نرمی سے رجسٹرڈ کے کور کو اپنے گال سے مسخ کرتے وہ یوں پرسکون سی بولی جیسے کسی چھوٹے بچے کو اس کی پسندیدہ شہ مل گئی ہو جبکہ نوال خاموشی سے بس اس کا چہرہ ہی تکتی رہ گئی وہ صبح سے اس کے ساتھ تھی مگر اتنی پرسکون وہ کسی لمحے نہیں ہوئی تھی جتنی اب دیکھائی دے رہی تھی ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب یاد تمہاری آتی ہے فراز۔۔۔یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

پتہ ہے تم دنیا کی سب سے حسین دلہن لگ رہی ہو""۔۔۔۔اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی نئی نویلی دلہن کو دیکھتے وہ شریر سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس کی ناک میں جھولتی نتھ سے چھیڑ خانی کرتا ہوا بولا تو بدلے میں اس حسینہ نے ماتھے پہ تیوری چڑھائے اس کا ہاتھ خفگی سے جھٹکا کیونکہ اس کا مجازی خدا مہمانوں کا احترام کیے بغیر کب سے اسے تنگ کیے جا رہا تھا۔کیمرہ میں مقید ہوئی ان کی مسکراتی ہوئی تصویر کو دیکھتے وہ ماضی کے پنوں میں اترنے لگی تھی۔۔۔

مسٹر مرزا ڈونٹ فلرٹ ود می""۔۔۔۔اس کی حرکتوں سے خائف ہوتے دلہن بنی میرال نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے دھیمی مگر سخت آواز میں اسے ورانگ دی تو احد نے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے پیچھے کو ہوئے ڈرنے کی ایکٹنگ کی اور اس ہی کے ساتھ وہ دونوں ایک ساتھ مسکراتے کاغذ کی قید میں مقید ہوئے۔۔۔

قاتلانہ اداؤں سے ایک دن اس دل کو ہنساؤ گے رُلائے گے مار اہی ڈالوں گے ۔۔۔خود کی طرف گھورتی اس کی شہد رنگ جھیل جیسی نگاہوں کو دیکھتے وہ مسرور سا آنکھ ونک کیے مسکراتا ہوا گویا ہوا تو میرال کا دل چاہا اپنا ماتھ پیٹ لے وہ

وہ احد مرزا تو آج لگ ہی نہیں رہا تھا جسے وہ جانتی تھی۔ایک باغی آنسو ٹوٹ کر احد کے زندگی سے بھرپور مسکراتے چہرے پہ گری۔۔۔

احد پلیز """ٹرائے ٹو انڈراسٹینڈ سب لوگوں کی نظریں ہم دونوں پر ہی ہے۔۔۔

اسے محبت سے اپنی طرف تکتا دیکھ میرال نے اس کے گال پہ اپنا مہندی سے سجا ہاتھ رکھ کر اسے سامنے کی طرف موڑتے التجائیہ کہا کیونکہ پیلیس میں بیٹھے سبھی لوگوں کی نگاہ کا مرکز اس وقت وہ شاہی جوڑا بنا ہوا تھا جو ایک ساتھ بیٹھے بلا کے حسین لگ رہیں تھے۔۔۔۔

حسین جوڑا کون نہیں دیکھتا جانِ من """"۔۔۔اس کے ہاتھ کو ہوشیاری سے اپنے ہاتھوں میں بھرتے احد نے اس بار چہرہ سامنے کی طرف موڑتے شوخی و شرارت سے کہا تو میرال جانثار نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو محض چند دنوں میں اس کی روح میں بس چکا تھا۔سیاہ شیروانی پہ سرخ اور سیاہ کلہا پہنے دودھیا رنگت اور مردانہ وجاہت کا شہکار بنا بیٹھا وہ شخص اس کا نصیب تھا اور اگر میرال احد مرزا کا بس ہوتا نہ تو وہ اپنے خوابوں کے شہزادے کو دنیا کی بری نظر سے محفوظ کرتی اپنے وجود میں چھپا لیتی۔۔۔۔

اب ایسے مت دیکھو مانا میں ڈیشینگ لگ رہا ہوں مگر اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ نظر لگا کہ اگلے بندے کا کام ہی تمام کر دوں۔۔۔اس کی محویت سے خود کی طرف تکتی نظروں کا مفہوم سمجھتے بھی وہ غرورانہ انداز میں ترچھی مگر شرارتی بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ناک چڑھاتے بولا۔۔

اللہ نہ کرے ایسی باتیں کیوں زبان پہ لاتے ہیں۔۔پل میں خوشی سے مسرور ہوتے دل پہ احد کی بات برچھی کی طرح لگی تو وہ آنکھوں میں تڑپ لیے اسے غصے سے دیکھتی ہوئی بولی تو احد کو اپنے الفاظ سنگین لگے مگر اس نے بات دوسرے پہلو سے کی تھی۔۔۔

اوکے سوری ڈرالنگ """بی ریلیکس """۔۔۔اپنے ہاتھوں میں قید اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلاتے وہ معصومیت بھری آنکھوں سے معزرت خواہ ہوا تو میرال ایک نظر اسے دیکھتی چہرے کا رخ سیدھا کر گئی مگر اس کے نینوں میں ابھرتی نمی کو دیکھتے وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

احد آپ ٹھیک "کہتے تھے 'میری ہی نظر لگ گئی ہماری خوشیوں کو۔۔۔البم میں لگی اپنی اور احد کی شادی کی تصویروں کو دیکھتی وہ بے بسی سے سسکی بھرتی ہوئی بولی آنکھوں سے آنسو قطار در قطار بہتے تصویروں پہ گر رہیں تھے۔۔۔

سوہنے میں نے کتنی بار کہا کہ مجھے تمہاری ان باداموں جیسی آنکھوں میں آنسو بالکل اچھے نہیں لگتے تو پھر کیوں ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ روتی ہو۔۔۔اپنے ماں باپ کو یاد کر کے روتی میرال کو دیکھتے وہ اس کے آنسو صاف کرتا دھونس بھرے لہجے میں بولا۔۔۔

آپ کو مم "میری آنکھوں میں آنسو"" اچھے نہیں لگتے 'تھے نہ اب "اب دیکھے "" آپ کلک "کے جانے کے ""بعد "میرے نصیب "میں صرف رونا ہی لکھا"" جا چکا ہے اور "چپ کروانے کے 'لیے اب اپ بھی ""مم "میسر نہیں ہیں 'مم "مجھے۔۔۔اس کے تصویر کو حسرت بھری نگاہوں سے تکتے وہ بچوں کی طرح روتی یوں بول رہی تھی جیسے وہ سامنے بیٹھا اس کی تمام شکایتیں سن رہا ہوں۔۔۔

آپ کو پتہ """ہیں اُپ کی دلہن """اب "اب کسی اور کی دلہن بننے جج" جا رہی ہے """سس 'سوری احد"""میں آپ کے ساتھ سس "سینسئیر نہ رہ سکی """پر ' پر مم 'میں کیا کروں آپ " جانتے ہے نہ """ہمارے 'معاشرے میں 'ایک """ بیوہ کی کیا ویلیو ہوتی ہے """آپ کی میرال " مجبور ہے بہت مجبور !!! میرال بی بی۔۔۔وہ اپنی سارے غم احد سے باٹنے کا ارادہ رکھتی تھی مگر دروازے پہ ہوتی دستک اور ملازمہ کی آواز پہ اس نے فوراً البم بند کرتے اپنی ہتھیلوں سے اپنے آنسوئ سمیٹتے باہر کھڑی ملازمہ کو اندر آنے کی اجازت دی

۔۔۔۔

""""""" آجاؤ

بی بی جی بڑی بیگم صاحبہ آپ کو نیچے بلا رہی ہے۔۔۔ملازمہ نے اندر آتے مودابانہ سا کہا۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں آتی ہوں۔۔۔۔اسے باہر جانے کا کہتے اس نے البم واپس سائیڈ ڈرار میں ڈالا جبکہ ملازمہ سر کو خم دیتی گیٹ بند کرتی واپس نکل گئی۔بیڈ سے پاؤں نیچے لٹکائے اس نے پاؤں میں سلیپرز ڈالے اور آنکھیں ایک بار پھر

صاف کرتے اس نے گہرا سانس بھرتے اپنے پھٹتے دل کو پر سکون کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کی ماں یا باپ پریشان ہو۔ تاثرارت نورمل کرتے اس نے سلیقے سے ڈوپٹہ سر پہ جمایا اور دروازہ کھولتی نیچے کی طرف بڑھی پیچھے فضاؤں میں احد مرزا کی یادوں کی مہک کو پھیلائے ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یوں پھر رہا ہے کانچ کا پیکر لیے ہوئے۔۔۔ غافل کو یہ گماں ہے کہ پتھر نہ آئے گا ۔

بھابھی آپ یہ کباب بنا دے میں جب تک روٹیاں بنا لیتی ہوں بچے بس آتے ہی ہونگے۔۔۔ ڈش میں کباب کا مکسچر لے کر لاونج میں آتی سبین مامی زبیدہ مامی

کے اگے ڈش رکھتی ہوئی بولی اور ساتھ ہی ایک نظر وال کلک پہ ماری جہاں دو بجنے میں پندرہ منٹ تھے۔۔۔۔

اچھا میں یہ بنا دیتی ہوں تم یہ بتاؤ املی اور پودینے کی چٹنی بنائی ہے ساتھ۔۔۔ کباب کا تھوڑا سا مکسچر اپنے ہاتھوں میں لیتی وہ انھیں کباب کی شیپ دیتی ہوئی بولی۔۔۔

ہاں رانی وہی بنا رہی ہے بلکہ حورے نے تو آلو بخارے کی چٹنی کا بھی کہا ہے روحی کو پسند ہے نہ۔۔۔ کیچن کی طرف جاتی سبین مامی نے واپس مڑ کا بتایا تو وہ سر ہلاتی اب دوسرا کباب بنانے لگی۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے بھئی """۔۔۔ صدر دروازہ کروس کر کے اندر آتی مہتاب مامی نے صوفے پہ بیٹھی زبیدہ مامی کی پشت کو دیکھتے پوچھا ساتھ دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آئی۔۔۔

کباب بنا رہی ہوں """آج کھانے میں دیر ہی ہوگئی بچے بس آتے ہی ہونگے ۔۔۔ کھاڈی کے سوٹ میں بڑی سی چادر کندھوں پہ پھیلائے بالوں کا جوڑا کیے گردن میں موتی چین ہاتھوں میں کڑے اور انگھوٹیاں پہنے تیار شیار کھڑی

مہتاب مامی کو دیکھتے بتایا جواب ان کے سامنے والے صوفے پہ بیٹھ رہی تھیں

۔۔۔

ہاں میری نے بھی بس ابھی کھانا ریڈی کیا ہی تھا تو میں نے کہا پہلے پڑوسیوں کو دعوت دے آؤں پھر ڈائینگ سیٹ کرنا۔۔۔۔ حسبِ عادت کلائی کی زینت بنے کڑوں سے چھیڑ خانی کرتے انھوں نے نزاکت سے بتایا۔ ایسا نہیں تھا کہ ان کے پاس کچھ تھا نہیں یہ وہ زیادہ اعلی گھرانے سے تھی تھا ان کے پاس بھی سبھی مگر وہ یوں اپنی بڑائی نہیں کرنے کی عادی نہیں تھی اور وہ سمجھتی تھی کہ شاید ان کے پاس کچھ ہے نہیں۔۔۔۔

دعوت کس چیز کی ؟؟؟؟

شام میں ہم سب بھائی کی طرف نکاح کی تاریخ لینے جا رہیں ہیں " ویسے تو فون پر فائنل ہو گی تھی ڈیٹ پر تم جانتی ہو نہ کہ یہ طریقے درست نہیں ہے اس لیے آج بھائی کو آنے کا کہا ہے۔۔۔ بے چارہ سا منہ بناتی وہ زبیدہ مامی کو یوں صفائی دے رہی تھی جیسے فون پر تاریخ لینے کا آئیڈیا انھوں نے دیا ہو۔۔۔

صیح بات ہیں بھابھی """ پھر کون کون جائیں گا۔۔۔انھوں نے زیادہ تفصیل مانگنا درست نہیں سمجھا۔۔۔

ہیں ہی کون دو چاچو چاچی ہیں اور ایک پھپھو تو ظاہر سی بات ہے سبھی جائیں گے اور اگر بچوں نے چلنا ہے تو وہ بھی چل سکتے ہیں مگر آغا جان کی گڑیا ضرور جائیگی کوئی جائیں یا نہ جائے """ ویسے یہ دونوں ماں بیٹی ہے کہاں ؟؟؟

ہاں بھئی وہ تو ضرور جائیں گی آفٹر آل اس کے چہیتے آغا جان جو ہے """ اور روحی کالج گئی ہوئی ہے اور حورے کی صبح سے طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو وہ اپنے کمرے میں ہیں۔۔۔سارے کباب پلیٹ میں طریقے سے سیٹ کرتے انھوں نے بتایا۔۔۔

یہ لے جاؤ اور چائے کے ساتھ بھابھی کے لیے فرائے کر کے لے کے آؤ اور آلو بخارے کی چٹنی بن گی ہو تو وہ بھی لے کر آنا۔۔۔رانی کو ڈش پکڑتے انھوں نے ساتھ تاکید کی۔۔۔

جی ٹھیک ہیں۔۔۔ سر کو خم دیتے وہ واپس کیچن کی طرف بڑھی جبکہ وہ ایک گہرہ سانس بھرتی پھر ان کی طرف متوجہ ہوئی جن کے پاس بات کرنے کو صرف 'میں' ہی ہوتی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اک پل میں جو برباد کر دیتے ہیں دل کی بستی کو فراز۔۔۔ وہ لوگ دیکھنے میں اکثر معصوم ہوتے ہیں

آج تو کھانے کی بہت لذیذ خوشبو آرہی ہے"""کیا بنایا ہے تائی جان؟؟۔۔۔ سمپل ٹراوزر اور اوور سائز ٹی شرٹ میں ملبوس حیدر نے کیچن سے اٹھتی لذیذ کھانے کی خوشبوؤں کو سونگھتے زبیدہ مامی سے استفسار کیا جو کہ پہلے ہی ڈائینگ پہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

آج میرے بیٹے کی پسندیدہ تھے والی بریانی بنی ہیں۔۔۔۔ جانثار نظروں سے اس کی طرف دیکھتے انھوں نے محبت سے کہا تو وہ آتا ان کے گلے میں بازو ڈالتا جھوم گیا۔۔۔

ارے واہ تائی جان یور آر دا گریٹ ! آج تو میں جم کر کھانے والا ہوں۔۔۔۔

جھک کر ان کی گال پہ عقیدت سے بھرا بوسہ لیتے وہ خوشی سے بولا تو عقب سے آنے والے داؤد نے اس بھکڑ کی بات پہ منہ بسورا۔۔۔۔

بیٹا تو ہمیشہ ہی یوں کھاتا ہے جیسی پہلی دفعہ کھا رہا ہوں "اور ہٹ کمینے تو کیا میری حسین ماں پہ لائین میں مار رہا ہے۔۔۔ طنزیہ کہتے داؤد نے اسے اپنی ماں کے گلے سے لگا دیکھ پیچھے سے اس کی کالر پکڑ کر جھٹکتے ہوئے کہا اور خود اس ہی پوزیشن میں آگیا جیسے پہلے حیدر تھا۔۔۔

لائین نہیں میں تو پوری ٹرائے مارتا ہوں پر آہہہ یہ ظالم حسینہ پٹتی ہی نہیں ہیں ۔۔۔ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے داؤد چھیچھورا عاشق کی طرح ایک گہری سانس بھرتا ہوا بولا تو بدلے میں زبیدہ مامی نے مصنوعی گھوری سے اسے نوازتے پیروں سے چپل اتارنی چاہی۔۔۔

عقل کے ناخن لوں حیدر یہ کیا بیہودگی ہیں""۔۔۔ کھانے کے ڈش پکڑے کیچن سے باہر آتی سبین مامی نے جب اپنے بیٹے کی گوہر افشانی سنی تو میز پہ ڈش رکھتی وہ اسے تنبی کرتی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

بیہودگی نہیں ہے موم آپ کے بیٹے کا عشق ہیں!!۔۔۔ شاہ رخ خان کی طرح دونوں ہاتھوں کو کھول کر وہ آنکھیں بند کیے مسرور سا بولا تو سبین مامی نے میز سے چمچہ اٹھا کر اسے مارا تو وہ تلملا سا گیا۔۔۔

افففف حد کرتی ہے موم""محبوبہ کے سامنے کیا عزت رہ گئی میری""۔۔۔

بازو کو سہلاتے وہ نروٹھے پن سے ہنستی ہوئی زبیدہ مامی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جبکہ داؤد اس کی سستی ایکٹینگ پہ لعنت بھیجے کھانے پہ فوکس کر چکا تھا۔۔۔

گڈ آفٹر نون ویرون""۔۔۔ ایک ہاتھ میں فائلز جبکہ دوسرے ہاتھ میں لیپ ٹوپ بیگ تھامے تراب نے اندر آتے باآواز بلند صدا لگائی اور چلتا ہوا ان لوگوں کے قریب آیا۔۔۔۔

گڈ آفٹر نون ٹو میرے بچے" جاؤ شاباش جلدی سے چینج کر کے آؤ آج میں اپنے بیٹے کے فیورٹ نرگسی کوفتے بنائے ہیں۔۔۔ اٹھ کر اس کی پیشانی چومتی زبیدہ

مامی محبت سے بولی تو داؤد نے ترچھی نظروں سے ڈائینگ پہ چنے لوازمات کو دیکھا جہاں اس کا فیورٹ کچھ نہیں رکھا ہوا تھا۔۔۔

خیر ہے سب کا پسندیدہ کچھ نہ کچھ بنا ہے تو کیا میں سوتیلا ہوں یا میری باری پہ راشن ختم ہو گیا تھا۔۔۔ نروٹھے پن سے کھانوں کو گھورتے وہ اونچی آواز میں بڑبڑایا تو حیدر نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

جل ککڑا""۔۔۔ اس کی جیلسی پہ تراب نے طنزیہ مسکراہٹ لبوں پہ سجاتا ہوا بولا اور سڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔

نہیں میری جان ایسا کچھ نہیں ہے کل تمہاری پسند کا بناؤ گی"۔۔۔ زبیدہ مامی لاڈلے کی خفگی دیکھتے فوراً اس کے بالوں کو بکھیرتی بولی تو وہ ناک چڑھا کر رہ گیا

۔۔۔

تابی""""روحی کو بھی لے آنا نیچے۔۔۔۔ سبین مامی نے اوپری سڑھیاں چڑھتے تراب کو دیکھتے تیز آواز لگائی تو وہ وہی سے تھمبز اپ کا اشارہ دیتا باقی بچی سڑھیاں عبور کر گیا۔۔۔

بھنڈی کس کے ساتھ آئی ہے۔۔۔داؤد نے لاپرواہ انداز میں کھانا کھاتے سرسری سا پوچھا کیونکہ تراب تو ابھی لوٹا تھا کورٹ سے۔۔۔

حمزہ کے ساتھ آئی تھی۔۔۔۔دوسری طرف سے بھی مختصر سا بتایا گیا۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں آیا فائیلز اور بیگ بیڈ کے ساتھ رکھی سیٹی پہ رکھتے خود وڈراب کی طرف بڑھا اور وہاں سے اپنا فورمل شرٹ اور ٹروازر نکالے چینج کرنے کی غرض سے واش روم کی طرف بڑھا، پانچ منٹ کے اندر اندر وہ شاور لیے گلے میں لٹکتے ٹاول سے نم بالوں کو صاف کرتا باہر نکلا اور گیلے ٹاول کو اسٹینڈ پہ لٹکاتے خود ڈریسنگ کی طرف آتا بال بنانے لگا، بالوں کو سیٹ کیے اس نے خود پر کلون کا اسپرے کیا اور بیڈ سے موبائل اٹھائے اسے سائیڈ ٹیبل پہ چارج پہ لگاتے خود کمرے سے باہر نکلا ارادہ مرحا کے کمرے کی طرف جانے کا تھا، اپنے روم سے تین چار کمروں کے فاصلے پہ بنے مرحا کے روم کے قریب آتے اس نے دروازہ نوک کیا۔۔۔

یس"۔۔۔اندر سے آتی اپنی کوئل کی مدھر آواز پہ وہ مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ پری بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹی موبائل چلا رہی تھی۔۔۔

بلوسم کتنی دفعہ کہا ہے کہ یوں نہیں لیٹا کرتے 'بری بات ہوتی ہے بچے۔۔۔۔

اسے پاؤں اوپر کی طرف کیے جھلاتا دیکھ تراب نے اس کے پاؤں کو پکڑ کر نیچے رکھتے سنجیدگی سے کہا تو وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔۔

سوری موجو جو""۔۔۔ نیچی نظروں سے اس کی سنجیدگی کو دیکھتے اس نے چھیڑنے والے انداز میں معصومیت سے کہا تو تراب سر نفی میں ہلاتا بیڈ پہ اس سے کچھ فاصلہ بناتے بیٹھا۔۔۔

شرارتوں کی پڑیاں انسان بن جاؤ تمہیں کہاں سے یہ اتنا لمبا چوڑا آدمی موجو جو لگتا ہے۔۔۔ اس کے جھکے سر پہ چپت لگاتے تراب نے اسے شرم دلانی چاہی تو بدلے میں وہ ڈھیٹائی سے مسکرا گئی۔۔۔۔

ہممم "اس سائیڈ سے """"۔۔۔ اپنی نازک انگلیوں میں اس کا چہرہ تھامے وہ سوچنے کی اداکاری کرتی اس کا چہرہ دائیں جانب موڑ کر بولتی ہنسنے لگی تو وہ خود بھی اس کی چالاکی پہ مسکرا کر سر نفی میں ہلانے لگا۔۔۔۔

آپ آج اتنی جلدی کیسے آگیے۔۔۔۔ شام کے برعکس دوپہر میں گھر میں اس کی موجودگی کو دیکھتے اس نے یہ حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

فردوس صاحب کے کسی عزیز کا انتقال ہو گیا تھا اس لیے آج ہم غریبوں کو بھی جلدی چھٹی مل گئی۔۔۔۔ مصنوعی بے چارگی منہ پہ سجائے تراب نے کیوٹ سا فیس بناتے کہا تو مقابل کو اپنے اس کیوٹ وکیل بھیا پہ ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

وائے آر یو سو کیوٹ بھیا""۔۔۔۔ عادت سے مجبور لڑکی نے اس بیچارے کے دونوں گالوں کو پکڑ کر زور سے کھینچتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بیکواز یو آر آ کیوٹ ""۔۔۔۔ اپنے گالوں پہ ہوتی جلن کا بدلا لیتے تراب نے بھی اس کی ناک کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا تو وہ مغرورانہ انداز میں بالوں کو جھٹکتی ہوئی بولی۔۔۔

یہ تو ہے !!!۔۔۔۔ زعفرانی لبوں پہ مسکراہٹ سجائے اس نے آنکھوں کو حرکت دیتے کہا تو تراب جی جان سے مسکراتا اسے والہانہ نگاہوں سے تکنے لگا جو اب اسے کوئی بات بتاتی ہنس رہی تھی !! وقتی اور کھوکھلی اور ہنسی۔۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ابھی کچھ اور کرشمے غزل کے دیکھتے ہیں۔۔۔فراز اب ذرا لہجہ بدل کے دیکھتے ہیں

!

یار داعی میرا بہت دل چاہ رہا ہے اسلام آباد جانے کا۔۔۔۔بیڈ پہ اپنے اگے کتابیں پھیلا کر بیٹھے حیدر نے رائیٹنگ ٹیبل پہ بیٹھے داؤد کی پشت کو دیکھتے بیچارگی سے کہا

۔۔

تو چلا جاروکا کس نے ہے ؟۔۔۔ برق رفتاری سے ہاتھ چلاتے داؤد نے مصروف انداز میں اسے مشورہ دیا۔۔۔۔

پروفیسر نے اور کسی مائی کے لعل میں ہمت ہے جو وہ حیدر فرقان کو روکے۔۔۔ پیپر پہ مار کر سے ہیڈنگ ڈالتے حیدر نے غرور سے گردن اونچی کیے کہا تو کام کرتے داؤد نے ذرا سی چیئر کھسکاتے اسے ترچھی نظروں سے دیکھا۔۔۔

تو پروفیسر کیا مائی کا لعل نہیں ہے ؟؟۔۔۔۔اچنبھے سے اس کی طرف دیکھتے داؤد نے آئیبرو اچکائیں پوچھا تو حیدر اپنی بات پہ ہی گڑ بڑا گیا۔۔۔

اوئے چھچھندروں ایسے کیوں بیٹھے ہو؟؟۔۔۔اس سے پہلے حیدر کوئی جواب دیتا دروازہ نوک کیے اندر آتے فواد نے دونوں کو کتابی کیڑا بنا دیکھ پوچھا۔۔۔

توکیاپنکھے سے لٹک جائے۔۔۔اس کے الٹے سوال کا داؤد سکندر نے پھر الٹا ہی جواب دیا تھا۔۔۔

مطلب شام کو چلنا نہیں ہے کیا۔۔۔فلور کشن پہ گرنے کے انداز میں بیٹھتا فواد نے دوسرا سوال کیا۔۔۔

لو ہم لنگڑے تھوڑی ہے جو صرف شام کو ہی چلے """ یہ دیکھ میں تو دوپہر کو بھی چل سکتا ہوں اور داعی صبح میں چل لیتا ہے۔۔۔فواد کی بات کو مذاق کا رنگ دیتا حیدر بیڈ سے اٹھ کر اسے چل کر دیکھانے لگا جیسے مڈلینگ کے لیے انٹرویو دینے آیا ہو۔۔۔

لعنتی ہو تم دونوں سیدھی بات تو سمجھ میں آتی نہیں ہے۔۔۔ان دونوں کو نھنا کاکا بنا دیکھ فواد تیکھی نظروں سے انھیں گھورتا ہوا بولا۔۔۔

تو نے سیدھی بات کی کب ہے کرے گا تو سمجھ میں آئے گی """ ویسے ہم نہیں چل رہیں۔۔۔اسے تپانے کے بعد داؤد واپس سے اپنے کام کی طرف متوجہ

ہوتا بولا تو فواد کا دل چاہا اس کا سر پھاڑ دے جو کب سے ناسمجھی کے تاثرات دے رہا تھا۔۔۔

!!! وجہ

پروفیسر نے کل کی ڈیٹ پہ آسائیمینٹ سر میں مارا ہے اگر نہ سبمینٹ کروایا تو تھیوری میں مارکس مائنس کر دے گے۔۔۔۔ بول پین انگلیوں میں دبائے حیدر مصروف انداز میں کتاب کے صفحے پلٹتا ہوا اداسی سے نہ جانے کی وجہ بتا رہا تھا

۔۔۔۔

یہ پروفیسرز ایسی ہی دھمکیاں لگاتے ہیں کرتے ورتے ہے کچھ نہیں۔۔۔ فواد نے سر جھٹکتے پروفیسرز کی دھمکیوں کو ہوا میں اڑایا۔۔۔

بھائی ہم غریب لوگ ہیں پروفیسرز کو چھیڑ کر رسک نہیں لے سکتے 'فیوچر کا سوال ہے۔۔۔ فواد کی بات پہ حیدر نے بیچارگی سے منہ بناتے کہا گویا ایسے مشورے ہمیں نہ دے۔۔۔

مطلب تم لوگ نہیں چل رہیں ہے ؟؟۔۔۔ لڑکیوں کی طرح کیو ٹیکلز پہ پھونک مارتے اس نے آخری بار کنفرم کرنا چاہا۔۔

ہاں نہیں جا رہیں ہے کیا اسٹیمپ پیپر پہ لکھ کر دے دوں """خود پڑھتا نہیں ہے اور ہمیں پڑھنے دے نہیں رہا بلڈی چیٹر """"""۔۔۔ہاتھ جوڑ کر کہتے داؤد نے آخر میں اسے نہ پڑھنے کا طنز مارا جس نے پچھلے سال ٹوپ کیا تھا۔۔۔

اچھی بات ہے پڑھنا چاہیے """پڑھو پڑھو میرا کیا ہے میں سارا سفر گاڑی میں اکیلے چل کرتے گزرا دونگا مگر تم لوگ پڑھو بیکواز اسٹڈی پہ نو کمپرومائیز۔۔۔

ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہوتے فواد نے فلور کرپٹ پہ اپنی چپل کو رگڑتے مصنوعی افسردگی سے کہا جیسے ان کے نہ جانے کا دکھ ہو۔۔۔

اوکے بائے فوکس اون """۔۔۔دو انگلیوں سے اسٹڈی پہ فوکس کرنے کا سائین دیتے وہ کمرے سے فورا واک آؤٹ کر گیا جانتا تھا اب وہ دونوں کسی بھی حال میں جائیں گے کیونکہ بات اپنی پرسنل گاڑی میں جانے کی جو تھی۔۔۔

بس یار ایک تو مجھ سے کسی کی ناراضگی دیکھی نہیں جاتی "دیکھا تو نے کیسے ناراض ہو کر گیا ہے اب اگر نہ گیے تو اسے کتنا برا لگے گا"""تو ذرا اپنے اور میرے کپڑے نکال میں اسے منا کر آتا ہوں۔۔۔اپنے مطلب کی بات سنتے کچھ دیر پہلے بنتے نیلسن منڈیلا کے شاگرد نے فورا اپنا بیان بدلتے فواد کے پیچھے لپکا جب

دروزاے میں رک کر اس نے حیدر پہ اگلا حکم صادر کیا جس پہ فوراً سر ہلاتا وہ بیڈ پہ بکھری کتابیں سیٹ کرنے لگا اور وہ خود فواد کے پیچھے بھاگا اس کے ترلے کرنے کو۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اندر کی فضاؤں کے کرشمے بھی عجب ہیں۔۔۔ مینہ ٹوٹ کر بھی برسے تو بادل نہیں ہوتے !

ماما آپ نے بلایا۔۔۔ وہ دروازہ نوک کرتا اندر آتا بولا مگر حورے بیگم کو جائے نماز پہ دعا مانگتے دیکھ چپ ہو کر وہی کھڑا ہو گیا کیونکہ وہ بغیر اپنی ماں کی اجازت کے اندر نہیں آ سکتا تھا۔۔۔

ہاں آؤ اندر""""۔۔۔دونوں ہاتھوں کو چہرے پہ ملتے انھوں اسے دروازے میں کھڑا دیکھ کہا اندر آنے کا کہا ساتھ خود اٹھ کر جائے نماز تہے کرنے لگی تو وہ چلتا ہوا آکر بیڈ کی پائینتھی پہ بیٹھا۔۔۔

آپ کی طبعیت کیسی ہیں؟ مامی نے بتایا کہ آپ کا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا تھا میں آیا تو آپ سو رہی تھی۔۔۔۔انھیں اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ اس نے بے چینی سے پہ در پہ سوالات کیے تو وہ اپنے بیٹے کی فکر مندی پہ مسکرا بھی نہ سکی۔۔۔

آغا کی تاریخ لینے جا رہی ہے آج بھابھی!!۔۔۔اس کے سوالوں کے جواب کے بدلے میں وہ دوسری ہی بات کرتی صوفے پہ بیٹھی تو یکدم حمزہ کے چہرے کے تاثرارت سپاٹ ہوئے کیونکہ وہ نیچے سے یہ ہی سن کر آ رہا تھا۔۔۔

تو اس میں بلڈ پریشر ہائی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔لہجے کو حتہ الامکاں نورمل رکھنے کی کوشش کیے کہا جبکہ وہ جانتا تھا پریشانی انھیں آغا فارذ کی نہیں بلکہ اپنی نادان بیٹی کی ہے۔۔۔

کیسے نہ ہائی کرو جو نکاح کا سن کر کلائی پہ چھری رہ سکتی ہے کیا وہ یہ سن کر کوئی قدم نہیں اٹھائے گئی"۔۔۔ صبح سے انھیں جو فکر کھائے جا رہی تھی بلا آخر وہ بول ہی پڑی۔۔۔۔

وہ کچھ نہیں کرئے گئی آپ فکر نہ کرے""۔۔۔ریکلیکس انداز میں کہتے حمزہ نے انھیں بھی پر سکون کرنا چاہا جو خوامخواہ ہی صبح سے ہلکان ہوئے جا رہی تھی

۔۔۔

تم کیسے اتنے پر سکون ہو سکتے ہو حمزہ! کیا اس کی وہ حرکت بھول گیے ہو یا یہ لگتا ہے کہ ب وہ ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائے گئی۔۔۔اس کا پر سکون لہجا انھیں مزید پریشانی لاحق کر رہا تھا کہ کیا وہ مرحا یوسف کی طرف سے مطمئین ہو گیا تھا۔۔۔

میں اس کی حرکت ہر گز نہیں بھولا مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ صرف اپنی بات منوانا جاہتی تھی اس دن بھی اس نے یہ حرکت محض میری موجودگی کی وجہ سے کی تھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ میں اسے کچھ نہیں ہونے دونگا تنہائی میں وہ چھری ہاتھ میں بھی پکڑنے سے ڈرتی ہے آپ کو لگتا ہے وہ خود کو زخمی کرنے کا سوچ بھی سکتی ہے۔۔۔

اس دن بھلے ہی تم سے اپنی بات منوانے کو یہ قدم اٹھایا ہو مگر اب اس کے سر پہ جنون سوار ہے اور عشق کے جنون میں انسان وہ سب کر گزرتا ہے جو وہ کرنے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔وہ ابھی بھی اپنی بات پر بضد اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی جو وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

لوگ کرتے ہوگے عشق میں خودکشی مگر حمزہ یوسف کو خود سے بھی زیادہ یقین ہے مرحا یوسف پہ کہ وہ اپنی محبت سے دستبرداری تو دے سکتی ہے مگر حرام موت کو منہ لگا کر اپنے بھائی کو تکلیف نہیں دے سکتی۔۔۔اس وقت بھائی کے لہجے میں بہن کا غرور بول رہا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ کیا واقعی ہی اس کا یہ غرور قائم رہنے والا تھا۔۔۔۔

آپ اس کی طرف سے ریلیکس ہو کر اپنے لاڈلے بھتیجے کی تاریخ لینے جائیں اور رہی بات روحی کی تو میں ہوں اس کے پاس اس کا غم باٹنے کو۔۔۔سرد انداز میں کہتے وہ بیڈ سے کھڑا ہوا واپس جانے کو جب حورے بیگم کے الفاظوں نے اس کے قدم جکڑ لیے۔۔۔۔

بھابھی چاہتی ہے کہ وہ ساتھ چلے!!۔۔۔انھوں نے قدرے دھیمی آواز رکھتے کہا تھا کیونکہ جانتی کہ اس کا ریکشن کیا ہونے والا تھا۔۔۔

پہلے ہی آپ کے بھتیجے کی وجہ سے میری معصوم بہن کم تکلیف میں جواب اس کی نکاح کی تاریخ پہ لے جا کر اسے مزید تکلیف سے دوچار کرنا چاہتی ہیں""""ایک بات میری اچھے طریقے سے سن لے آپ روحی کہی نہیں جائیں گی چاہے کوئی کچھ بھی کہے میں اب کسی کو بھی اسے ہرٹ کرنے نہیں دوگا سامنے چاہے آپ ہو یا کوئی اور۔۔۔۔بپھرے شیر کی مانند وہ بے لچک انداز میں کہتا انھیں وارن کررہا تھا کہ وہ کسی کی کوئی بات نہیں سنے گا۔۔۔

مگر میں کیا کہوگئی سب کو؟؟؟۔۔۔انہیں فکر لاحق ہوگی تھی کہ اگر وہ نہ گئی تو وہ سب کو کیا جواب دیتی پھیرے گئ۔۔۔

آئی ڈونٹ کیئر ماما""""روحی کہی نہیں جارہی اور رہی بات سب کو جواب دینے کی تو میں ابھی روحی کو باہر لے کر جارہا ہوں نہ وہ ہوگی نہ آپ سے کوئی سوالات کرئے گا۔۔۔اٹل انداز میں کہتے اس نے اپنا فیصلہ سنایا اور بغیر ان کی کوئی بات سنے تن فن کرتا کمرے سے باہر نکلا جسم میں چنگاری سی لگی ہوئی تھی یہ سوچ کر

کے وہ اسے کیا بتائے گا جو اپنے بھیا پہ سب کچھ چھوڑے پر سکون بیٹھی انتظار کر رہی تھی کہ کب اس کے حق میں فیصلہ ہو گا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میر کے مانند اکثر زیست کرتا تھا فراز۔۔۔ تھا تو وہ دیوانہ سا شاعر مگر اچھا لگا۔

خوبصورت مگر افرا تفری سے بھری اک شام سرخ اینٹوں سے بنی حویلی پہ اتری تھی، پورچ میں تمام گاڑیاں اور مرد حضرات تیار کھڑے خواتین کے باہر نکلنے کا ویٹ کر رہیں تھے جو تاریخ پہ اتنا وقت لگا رہی تھی تو بارات پہ نا جانے کیا حال ہونا تھا۔۔

او ہیلو خود تو تم تیار ہو کر بیٹھ گیے ہو جا کر ماں کو بھی آواز لگا دوں کہ آج کی تاریخ میں ہی چلنا ہے۔۔۔ خوشبوئیں بکھیرتے حیدر کو صوفے پہ براجمان بیٹھا دیکھ

کڑک دار کالف لگے سوٹ پہنے فرقان ماموں نے اسے اپنی والدہ محترمہ کو بلانے کا کہا تو وہ اٹھ کر فورا تابعداری دیکھاتا اوپر کی طرف بڑھا۔۔۔

ارے آپ لوگ نکلے نہیں ابھی تک باہر بابا اور تایا جان کھڑے انتظار کر رہیں ہے۔۔۔۔ عصر کی نماز ادا کر کے آتے تراب نے ان لوگوں کو وہی جما پایا تو حیرت سے پوچھا ساتھ باہر ان کا انتظار کرتے آغا ماموں اور سکندر ماموں کا بھی حوالہ دیا۔۔۔۔

نکلے گے تو تب جب یہ تین خواتین اپنے اپنے حجروں سے باہر نکلی گئیں۔۔۔۔ وہ جواب انتظار کر کر کے خوفت کا شکار ہو رہیں تھے تراب کے پوچھنے پہ دانت پیستے ہوئے بولے کیونکہ انھیں آغا ماموں نے تقریبا آدھے گھنٹے پہلے انھیں باہر لانے کو کہا تھا اور اب انھیں باہر نکالانے کے بجائے وہ خود بھی وہی بیٹھ گیے تھے۔۔۔

بابا ماما اور پھپھو تو آگئی ہیں اور تائی ماں چادر لے کر آرہی ہیں۔۔۔۔ نیچے آتے حیدر نے اپنے پیچھے چادر سے خود کو اچھے سے کور کر کے آتی سبین مامی اور حورے بیگم کی طرف توجہ دلاتے بتایا۔۔۔

چلے شکر کوئی تو آیا اب آپ لوگ جلدی سے گاڑی میں جا کر بیٹھے بھائی جان غصہ ہو رہیں ہے۔۔۔ شکر کا سانس بھرتے انھوں نے اجلت بھرے انداز میں انھیں گاڑیوں میں بیٹھنے کا کہا۔۔۔۔

اوئے چھپچھوندر تم بھی جا رہیں ہو؟؟۔۔۔ خاکی پینٹ پہ بلیک شرٹ پہنے معصوم نقوش والے حیدر کو تیار دیکھ تراب نے آئیبرو اچکائیں پوچھا۔۔۔

جی بالکل!!!!۔۔۔ انداز میں شوخ پن تھا۔۔۔

تمہارا ساتھی کہاں ہیں۔۔۔ اگر وہ جا رہا تھا تو ظاہر سی بات تھی کہ داؤد سکندر بھی جا رہا تھا۔۔۔

وہ فادی کے ساتھ گاڑی میں پیٹرول بھروانے گیا ہیں۔۔۔۔ برق رفتاری سے جواب دیا گیا تو وہ سر اثبات میں ہلاتا اندر آتی مہتاب مامی کی طرف متوجہ ہوا جو عام دنوں کی بانسبت کافی ایلیگینٹ لگ رہی تھی۔۔۔

تائی جان یو لوک سو فیبیلس'''۔۔۔ ستائشی انداز میں تعریف کرتا وہ ان کے نزدیک آیا تو وہ مسکراتی اس کے سینے سے لگی۔۔۔

تھینکیو میری جان"""پر یہ کیا تم کیوں نہیں تیار ہوئے ابھی تک؟؟؟۔۔۔اپنی تعریف پہ وہ بلش کرتی بولی جبکہ اچانک ان کی نظر اس کے رف حلیے پہ پڑی تو بے ساختہ بولی۔۔۔

سوری مائے ینگ لیڈی"""بٹ بہت امپورٹنٹ کیس کی فائل ریڈی کرنی ہے صبح تک۔۔۔معزرت بھرے انداز میں جواب دیتے اس نے جھک کر ان کے سر پر سلیقہ سے لیے ڈوپٹہ پہ لب رکھے تو وہ نروٹھے پن سے مسکرا گئی۔تراب سکندر انھیں اس قدر عزیز تھا کہ اگر ان کہ کوئی بیٹی ہوتی تو وہ اسے دیتی۔۔۔

چلیے یار بابا بلا رہیں ہے باہر"۔۔۔انگلی میں گاڑی کی چابی گھوماتے فواد نے اندر لگے مجمعے کو دیکھتے کہا تو تراب نے ایک ترچھی نظر اس کی تیاری پہ ماری جو نکاح کی ڈیٹ نہیں بلکہ بھائی کی بارات لے کے جا رہا تھا۔۔۔

حورے روحی کہاں ہیں؟؟۔۔۔سب میں جب انھیں وہ سفید ہرنی نظر نہ آئی تو وہ حورے بیگم کی طرف متوجہ ہوتی سوالیہ ہوئی اور وہ جو کب سے ادھر اودھر نظریں دوڑا رہی تھی کہ کسی طرح وہ ان کے اس سوال سے بچ جائے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

بھابھی نوال کی """"طبعیت نہیں ٹھیک تو حمزہ اسے لے کر وہاں گیا ہے """"آپ جانتی تو ہے ان کے گھر میں کوئی لیڈیز نہیں ہے۔۔۔ان کے یوں اچانک سوال پہ ان کے منہ میں جو بہانہ آیا وہ بناتی اچھی بھلی نوال کو بیمار کر گئی۔۔۔

پر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی """" کتنے مان سے کہا تھا میں نے۔۔۔روحی کی غیر موجودگی انھیں ذرا نہیں بھائی تھی تبھی منہ کے الٹے سیدھے زوائے بناتی بولی تو اس بار انھوں نے چپ رہنا ہی درست سمجھا۔۔۔

احتیاط سے گاڑی چلانا ہائی وے پر یہ نہ ہو بھائی کے نکاح کی خوشی میں اپنی ناک توڑوا کر بیٹھے ہو۔۔۔فواد کے دونوں کندھوں پہ ہاتھ رکھتے تراب نے اسے وران کرنا چاہا اور ساتھ ایک نظر کھڑے داؤد کو دیکھا جو حیدر کی طرح کی ڈریسنگ کیے ہوئے تھے۔۔۔

ڈونٹ وری برو!!!۔۔۔فاتح مسکراہٹ لبوں پہ سجائے باہر کی طرف بڑھا کیونکہ زبیدہ مامی کے آتے وہ سب باہر نکالنے لگے تھے جبکہ تراب انھیں باہر تک سی اوف کرنے گیا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم کو اس شہر میں تعمیر کا سودا ہے جہاں۔۔۔۔لوگ معمار کو چنے دیتے ہیں دیوار کے ساتھ

ہم یہاں کیوں آئیں ہے بھیا۔۔۔اپنا ہاتھ تھامے سڑھیاں چڑھتا حمزہ کو دیکھ مرحا نے ارد گرد ایک اجنبی سی نظر مارتے ہوئے پوچھا تو حمزہ نے قدم روکتے اسے حیران بھری نظروں سے مڑتے دیکھا۔۔۔۔

کیونکہ یہ آپ کا فیورٹ پوائینٹ ہیں۔۔۔۔ سڑھیوں پہ ایک سائیڈ پہ ہوتے اس نے پاس سے گزرتے شخص کو اسپیس دیتے اس سے کہا جو نا جانے کیوں ایسا بیہو کررہی تھی جیسے وہاں کے ماحول سے سہم رہی ہوں۔۔۔

پلیز ڈونٹ اسٹینڈ لائک دز""""۔۔۔پاس گزرتے ایک شخص نے انھیں یوں سڑھیوں کے بیچ کھڑے دیکھ ٹوکا کیونکہ لیڈیز کے لیے گزرنے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔۔۔

اووواٹم سوری""""لیٹس موو۔۔۔۔اس شخص سے معزرت کرتے وہ مرحا کے

ہاتھ پہ گرفت سخت کرتے تیز تیز قدم لیتا باقی بچی سڑھیاں عبور کرنے لگا جبکہ ہر

چڑھتی سیڑھی کے ساتھ اس کا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا۔۔۔

پلیز بھیا""""رک جائے۔۔۔۔اس کے ساتھ کھینچتی چلی جاتی مرحا نے اس

ماحول کو دیکھتے اپنے گھٹتے ہوئے سانس کو محسوس کرتے اسے روکنا چاہا۔۔۔

ڈونٹ بی پینیک روحی """" یہاں کھلی ہوا میں بیٹھو گئی تو آپ کو اچھا فیل ہو گا۔۔۔

بغیر رکے وہ اس کی اندرونی حالت کو نہ جانتے ہوئے چلتا ہوا بولا۔ جبکہ اسے

ارد گرد بس اس ہی شخص کی آوازیں سنائی دے رہی تھی جس کے ساتھ وہ

ہزاروں دفعہ یہاں آچکی تھی۔۔۔

۔پلیز بھیا اسٹوپ دز """"ہمیں نہیں بیٹھنا یہاں """"آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں

۔۔۔جب وہ اسے لے کر اوپر اوپن ڈائینگ ائیریا کی طرف آیا تو وہ اک جست

سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتی چیختے ہوئے لہجے میں بولی تو آس پاس سے

گزرتے کئی لوگوں نے اچنبھے سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

روحی""""""۔۔۔آس پاس بیٹھے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ ہوتے دیکھ حمزہ نے شرمندگی سے اسے دیکھتے دھیمے سے پکارا جس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہاتھ لرزہ رہیں تھے۔۔۔۔

ہم نہیں""""بیٹھ سکتے یہاں""""وہ یہاں ہر جگہ""""مم 'موجودہ ہے""""ان کی باتیں""""ان کی خوشبو""""ہر چیز ہی تو اس فضا میں گگ" گھلی ہوئی تو کیسے""""ہم کیسے اس فضا میں کھلا سانس لے سکتے ہیں""""""۔۔۔سینے پہ ہاتھ رکھتی وہ نم آنکھیں لیے کھینچا کھینچا سا بول رہی تھی جیسے اسے بولنے میں دشواری آ رہی ہوں ۔جبکہ ارد گرد بیٹھے لوگوں نے تعجب سے اس چھوٹی لڑکی کو دیکھا جو خود سے بڑے کپڑوں میں چھپی اور سفید رنگت لیے برفانی بھالو لگ رہی تھی۔۔۔

کب تک اس شخص کے پیچھے خود کو بے مول کروگی ہاں""""آپ کو ذرا سا بھی احساس ہے ہمارا کے آپ کو اس حال میں دیکھتے ہم پر کیا گزری ہے۔۔۔۔

قدرے دھیمے لہجے میں وہ اس کی حالت کو فراموش کرتا سختی سے بولا کہ شاید نرمی کے بجائے وہ سختی سے ہی سن لے۔جبکہ آس پاس ٹیبلوں پہ بیٹھے لوگ پھر

سے اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے چونکہ شام کا وقت تھا تو بھیڑ کافی کم تھی اور ٹیبل بھی آدھے سے زیادہ خالی تھے۔۔

جب ""تک وہ ہماری"""محبت پہ یقین نہیں لے آتے۔۔۔ سرخ چہرہ اور پھولی ہوئی سانس میں اس نے پر اعتماد لہجے میں کہا جیسے یقین ہو وہ کسی نہ کسی دن مرحا یوسف کی محبت کا اعتراف کر لے گے۔۔۔

ہنہہ """محبت """آپ کی اس ہی محبت کو روندتے ہوئے وہ آج نکاح کی تاریخ لینے گیے ہیں۔۔۔ وہ اسے ہر گز بتانا نہیں چاہتا تھا مگر نا جانے کیسے بتا بیٹھا شاید اس کا وہ یقین توڑنا چاہتا تھا جو اسے اپنے آغا جان پر تھا جبکہ اس کی بات سنتے جو چہرہ سرخ پڑھ رہا تھا پل میں سپید ہوا اور ساکن پھٹی پھٹی نگاہوں سے وہ اسے تکنے لگی کہ آنسو پلکوں کی باڑ سے گرتے عارضوں پہ پھسلے، جسم اچانک برف کی سل کے مانند ٹھنڈا پڑنے لگا تھا اچانک اسے چکر آیا اس سے پہلے وہ پیچھے رکھے ٹیبل پہ گرتی حمزہ ایک جست لگاتا اس تک پہنچا۔۔۔

روحی """ریلیکس ڈونٹ پینیک بچہ "۔۔۔اس کے ٹھنڈے پڑتے وجود کو بانہوں میں بھرے وہ بے بسی سے بولا کیونکہ وہ اپنی بہن کی بے سروسامانی نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

وہ """وہ کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔۔خشک پڑتے حلق سے بامشکل یہ لفظ ادا ہوئے تھے، جسم یوں بے جان سا حمزہ کے سہارے کھڑا تھا جیسے اس کے الفاظوں نے اس کی جان نچوڑ لی ہو۔۔۔

گڑیا میری جان، میرا بچا' کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہوں، وہ شخص آپ کے لائق نہیں ہے جسے آپ کے جذباتوں کی فکر نہ ہو وہ کیسے آپ کے حق میں بہتر ہو سکتا ہے۔۔۔اسے نرمی سے سینے سے لگائے وہ اسے پاس پڑی چیئر پہ بیٹھتا بولا اور ویٹر کو پانی لانے کا اشارہ کیا۔۔۔

بھیا""" ہم نن 'نہیں رہ سکتے ان کے بغیر """آپ جانتے ہیں نہ """وہ ہم "سے کس قدر پیار کرتے ہیں "تو وہ کیسے ہم پر کسی اور کو ترجیح دے سکتے ہیں "۔۔۔۔

زرد رنگت، بکھرا تنفس، عرق آلودہ پیشانی اور نم آنکھیں لیے بولتی وہ حمزہ کا کلیجہ چیر رہی تھی اس نے تو کبھی اس کی آنکھوں میں ایک آنسو آنے نہیں دیا تھا اور

اس وقت وہ قابلِ ترس لگ رہی تھی کہ اگر کوئی اور بھی دیکھتا تو اس کی حالت پہ ترس کھالیتا مگر اس سنگ دل کو رحم نہیں آرہا تھا اس معصوم پر۔۔۔

میرے بچے وقت کے ساتھ انسان کی ہر چیز بدل جاتی ہے یہاں تک کے اس کی پسند بھی اور دیکھنا آپ کی بھی بدل جائیں گی یہ صرف ایک وقتی اٹریکشن ہے جو وقت کے ساتھ ختم ہو جائیں گی اور دیکھنا ایک دن آپ اپنے اس بچپنے پہ ہنسو گی ۔۔۔اس کے پسینے سے تر چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیے وہ نرمی اسے سمجھانا چاہ رہا تھا کہ کسی طریقے سے اس کی یہ ضد ختم ہو جائے کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ آگے چل کر وہ اپنے کسی فیصلے پہ پچھتائے۔۔۔

آغا جان "سے محبت "موت کی صورت میں ہی ختم ہو سکتی ہے۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ سفاکی سے گویا ہوئی جیسے اپنی موت کی بات کرنا اس کے لیے آسان ہو مگر حمزہ کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیل دیا ہو۔۔۔۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو روحی میں بھرپور کوشش کرتا ہوں کہ ایک اچھا بھائی بن سکوں آپ سے اتنا پیار کرتا ہوں آپ کی ہر ضد ہر بات مانتا ہوں

صرف اس لیے کے آپ کو بابا کی کمی محسوس نہ ہو اس سب کے بدلے میں مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ اس دو دن کی محبت میں اگر آپ نے خود کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی نہ تو آئی سوئیر کبھی معاف نہیں کرونگا !!!

ایسا کبھی نہیں ہو گا" محبت اپنی جگہ مگر آپ کا اور ماما کا سر کبھی جھکنے نہیں دو نگی چاہے محبت کو مار نا ہی کیوں نہ پڑے۔۔۔ حمزہ کی بات پہ وہ تڑپ گئی تھی کیا وہ اپنے بھائی کا اعتماد بھی کھو چکی تھی جو وہ اس سے زندگی کی امین مانگ رہا تھا۔۔۔ میں جانتا ہوں میری بیٹی بہت سمجھدار ہیں"""اب وہ کوئی فضول ضد نہیں لگاتی اپنے آغا جان کی خوشیوں میں شامل ہوتی انھیں یہ بتائے گئی کہ مرحا یوسف کوئی عام لڑکی نہیں ہے جو ان کی محبت میں برباد ہو جائے" شی از آ فائیٹر" وہ لڑنا جانتی ہے۔۔۔ خوشی سے مسرور ہوتے وہ اس کی پیشانی چومتا ہوا بولا حالانکہ اندر سے اس کا دل ابھی بھی خوفزدہ تھا اس کے چہرے پہ چھائے ناقابل فہم تاثرات کو دیکھتے جانتا تھا وہ کچھ تو کرئے گی اپنی محبت کو بچانے کے لیے"""ایک آخری کوشش۔۔۔

چلو آؤ ہم کہی اور چلتے ہیں۔۔۔اس کے چہرے پہ اترتے سرد تاثرارت کو دیکھتے اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے چئیر سے اٹھاتے کہا تو وہ کسی روبوٹ کی طرح چئیر سے اٹھتی اس کے ہمقدم ہوئی چہرے پہ سنجیدگی اور اک ٹھہراؤ تھا مگر اس کے ساتھ قدم ملا کر چلتے پیر واضح لرزہ رہیں تھے کہ دور سے بھی ان کی لرزش واضح دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ساری دنیا کے رواجوں سے بغاوت کی تھی؟

تمہیں یاد ہے جب میں نے محبت کی تھی!

اسے راز دار مان کر بتایا تھا حالِ دل اپنا

پھر اس شخص نے مجھ سے عاداوت کی تھی

جب تیری یادوں نے آنکھوں کو بھگو دیا تھا

تو میں نے تسبیح پہ اک نام کی تلاوت کی تھی

اسے چھوڑ کر جب ہنستے ہوئے گھر آیا

اتنا رویا کے آنکھوں نے شکایت کی تھی

میرے اُجڑنے کا سبب جب بھی کوئی پوچھتا ہے اب

بس اتنا کہہ دیتا ہوں کہ "محبت کی تھی !!!

سیاہ آسمان پہ چمکتے تاروں کے جھرمٹ میں چھپے چاند پہ نظریں جمائے مسلسل اسے تک رہی تھی کہ دیکھنے والا سمجھے کہ وہ شاید چاند کو دیکھ رہی ہے مگر اس کی نظریں چاہے آسمان پر ٹکی تھی پر اس کی سوچیں اس سنگ کے گرد منڈلا رہی تھی جو آج اپنی خوشیوں کی سوغات لینے گیا تھا، حمزہ کے سامنے تو اس نے صبر کر لیا تھا کیونکہ وہ اسے مزید اپنی وجہ سے پریشان نہیں کر سکتی تھی مگر اب تنہائی میسر آتے ہی اس کا دل چیخ چیخ کے اپنی محبت کی ناقدری پہ رونا چاہتا تھا۔۔۔

کیوں""کیوں آغا جان"ہمارے سس 'ساتھ ایسا کیوں کیا"کیا آپ کو اپنی" گگ 'گڑیا کی حالت نظر نہیں آتی 'کیا آپ کو نہیں پتہ وہ کس کرب واذیت سے

گزر رہی ہیں "کیا آپ نہیں جانتے کہ "" وہ پاگل "آپ سے کک " کتنی محبت کرتی ہیں۔۔۔ سیاہ آسمان پر نظریں جمائے وہ مسلسل اپنے گال بھگوار ہی تھی، سر میں اٹھتی ٹیسیوں سے لاپرواہ بنی وہ اس وقت ذہنی دباؤ کا شکار تھی، دل ان کی جدائی کا سوچتے بند ہو رہا تھا اور سانسیں!! سانسیں معنوں جیسے حلق میں اٹکی نہ جانے کب نکل جائے۔۔۔ ہم "آپ کو کھونا "نن 'نہیں چاہتے """آپ کی جدائی """ہماری جان لے "لے گئی آغا جان """خدارا رحم "کھائے ہم پر ہمارے حال پہ۔۔۔ سینے کو سہلاتی وہ بگڑے تنفس سے کہہ رہی تھی جیسے سانس سینے میں اٹک رہا ہوں، گہرے آنکھیں مسلسل رونے سے سرخ سوجی ہوئی اور نیچے سے اندر کو دھنسی اسے صدیوں کا بیمار بنا رہی تھی اور وہ چھوٹا سا ناک جو تراب سکندر کو بے حد پسند تھا وہ اس وقت سرخ قندھاری ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے آنسوؤں صاف کرنے کے لیے جیسے ہی نیچے کو منہ کیا تو نظر دوسرے طرف کے گارڈن پہ پڑ جہاں کا منظر دیوار اونچی نہ ہونے کی وجہ سے صاف دیکھ رہا تھا ابھی ابھی کوئی گاڑی پورچ میں آ کر رکی تھی کیونکہ چوکیدار گیٹ بند کر رہا تھا۔۔۔

وہ حیرانی سے اس گاڑی کو دیکھ رہی تھی کیونکہ حمزہ کے مطابق تو سب اسلام آباد گیے تھے مگر گاڑی کا گیٹ کھول کر اترتے آغا فارذ کو دیکھتے اسے حیرت ہوئی کیونکہ ان کے حلیے سے کہی سے بھی نہیں لگ رہا تھا وہ کسی فیملی گیدرنگ سے آرہیں ہیں۔انھوں نے اترتے پہلے اپنے بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیرا، چہرے پہ بلا کی سنجیدگی تھی جو وہ اتنی دور سے بھی اچھے طریقے سے محسوس کر سکتی تھی، ہاتھ میں موبائل اور گاڑی کی کیز پکڑے انھوں نے مڑ کر چوکیدار سے کچھ کہا اور پھر لمبے لمبے ڈھاگ بھرتے اندر کی طرف بڑھے۔۔

بھیا نے ہم سے جھوٹ کہا کہ آپ اسلام آباد گیے!! جبکہ آپ تو گیے ہی نہیں کیونکہ آپ اس شادی سے خوش نہیں ہے پر صرف ہمیں اپنی ضد سے ہٹانے کو یہ ڈرامہ کر رہا ہیں بٹ آئی پرومس آغا جان ہم اپنی محبت سے دستبرار ہو جانے کے بجائے آپ کو بھی وادیِ عشق میں کھینچ لائے گے۔۔۔

اندر جاتے آغا فارذ کی پشت کو دیکھتے وہ دھیما سا مسکراتی بولی جیسے ان کی چوڑی پکڑ لی ہو، بلی جیسی گرے آنکھوں میں اب واپس وہی چمک تھی جو ان کا خاصا ہوا کرتی تھی۔۔۔

آغا جان پر پئیر یور سلیف"""" بیکواز آئیم کمنگ""""۔۔۔۔شرارت سی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے وہ تصور میں آغا فارذ سے مخاطب ہوئی اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کرتے اس نے گہرا سانس بھرا اور دروازے کی سمت بڑھی، وہ محبت کی ایک آخری بازی کھیلنے جا رہی تھی شہ اور مات کی فکر کیے بغیر۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکلی تو ہر طرف ہو کا عالم تھا لائیٹس بھی ہلکی کر رکھی تھی چونکہ گھر میں کوئی تھا جو نہیں اور جو تھے وہ کمروں میں مقید تھے، اپنی مخصوص کیٹ بلا گر کی چال چلتے وہ نیچے ائی اور مڑ کر سڑھیوں کی ریلینگ سے پار نظر آتے تراب کے کمرے کے بند دروازہ پہ ایک احتیاط بھری نظر ماری کیونکہ حمزہ اسے دوائی کھا کر سونے کا کہتا یہاں آیا تھا کسی کام سے اور اب اسے امید تھی کہ وہ جلدی باہر نہیں آئے گا یہ ہی سوچتی اب وہ کمرے کے دروازے پہ نظریں جمائے الٹے قدم اٹھانے لگی مگر دو قدم ہی اٹھائے تھے جب اپنے اوور سائز ٹروازر میں پاؤں الجھا اور وہ دھڑام سے پیچھے رکھے اسٹول پہ گری۔۔۔۔

آہھہ""""۔۔۔اسٹول کر کونا اس کی کمر میں چبا تھا جس کے باعث ایک تیز چیخ اس کے لبوں سے آزاد ہوئی مگر اس سے پہلے اس کی چیخ پر اس کے اوور پوزیسیو

بھیا' زبھاگ کر نیچے آتے اس کا پلین خراب کرتے اس نے فورا لبوں پہ دونوں ہاتھ جماتے چیخ کا گلا گھونٹا مگر اسٹول پہ رکھے واس کا ٹوٹنے سے بچا نہیں پائی، کانچ ٹوٹنے کی آواز پہ اس نے ایک ہراساں نظر کمرے کے دروازے پہ ماری جو صدا شکر کانچ کے ٹوٹنے کی آواز سے نہیں کھلا تھا کیونکہ نیچے فلور کرپٹ ہونے کے بجائے شور قدرے کم ہوا تھا۔۔۔

تھینکس پیارے اللہ جی""۔۔۔وہ جو ایک کانٹا چبنے پہ بھی رو رو کر برا حال کر لیتی تھی آج اپنی محبت کے واسطے اپنی تکلیف کو فراموش کرتی زمین سے اٹھتی بولی اور کپڑوں کو جھاڑتی وہ ایک ہی جست میں گیٹ کی طرف بھاگتی باہر لان میں آئی جب گیٹ پہ بیٹھے چوکیدار بابا کو دیکھتے اس کے قدم تھامے۔۔۔

کیسے ہیں آپ؟!۔۔۔ہوا سے اڑتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑاستے وہ کھسیانی ہنسی ہنستی ہوئی بولی تو چوکیدار نے اس وقت اس کی یہاں موجودگی کو حیران نظروں سے دیکھا۔۔۔

شکر اللہ کا بیٹا! آپ کہاں اس وقت۔۔۔اس کے سوال کا جواب دیتے انھوں نے اس کی یہاں موجودگی کا سبب پوچھا تو وہ جو نا محسوس انداز میں سڑھیوں کے دو تین اسٹیپ اتر رہی تھی ان کی بات پہ گھاس پہ قدم رکھتی رکی۔۔۔

وو "ویسے ہی 'فادی بھیا' ""لک' کے برڈز سے ملنے" جا رہیں تھے۔۔۔دونوں انگلیوں کو اُپس میں ٹکراتے وہ کنفیوژڈ سی ہوتی بولی تو چوکیدار بابا اس کی حرکت پہ مسکرائے۔۔۔

چلے چلی جائیں مگر دھیان سے۔۔۔چوکیدار بابا بھی اس کی نازک طبعیت سے اچھے سے واقف تھے تبھی تاکید کی تو وہ کھلتے پھول کی طرح مسکراتی دوسرے لان کی طرف یوں بھاگی جیسے ہوا کا جھونکا ہو اس کی رفتار دیکھتے چوکیدار بابا سر نفی میں ہلاتے مسکرانے لگے جبکہ بالکینی میں کھڑے شخص کے چہرے پہ سرد تاثرارت چھائے تھے اس کی رفتار کو دیکھتے۔۔۔

تھینک گوڈ کہ بھیا نے نہیں دیکھا ورنہ وہ ہرٹ ہو جاتے """دوسری طرف بنے لان کی حدود میں اُتے اس کے قدم تھمے اور اس نے گیٹ سے پار لان کی طرف دیکھتے سوچا!!!آئم سوری بھیا بٹ ایک آخری کوشش تو کرنے کا ہمیں رائٹ

ہے نہ اور آئی پر ومس اگر ناکام ٹھہرے تو پیچھے ہٹ جائیں گے "''''۔۔۔

آنکھوں میں نمی لیے وہ حمزہ کے تصور سے مخاطب ہوئی اور ساتھ دل میں ایک عہد کرتے اندرونی منزل کی طرف بڑھی جہاں ناجانے اب اس کے لیے کونسا نیا امتحان کھڑا تھا۔۔۔

سر جھٹکتی وہ اندر کی طرف بڑھی چونکہ گھر میں کوئی تھا نہیں تو صدر دروازہ بند تھا مگر لوک نہیں تھا اس لیے وہ اسے باآسانی سے کھولتی اندر آئی جہاں نیم اندھیرے نے اس کا استقبال کیا تھا تمام فینسی لائیٹیں اوف تھی مگر نائیٹ بلب اون کر رکھے تھے جس کے باعث وہ آسانی سے سڑھیوں تک پہنچ گئی تھی۔۔۔۔

جدمل کے بیٹھا گیے تا گلا بہت کرنیاں نے "''''۔۔۔ ریلینگ پہ ہاتھ رکھ کر چڑھتے وہ دھیما سا گنگنائی اور ساتھ ہی لبوں پہ اک شریر سی مسکراہٹ رقص کرنے لگی، اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ ان کے سامنے جا کر کیا کہے گئی مگر وہ اتنا جانتی تھی کہ وہ انھیں منا لے گئی۔۔۔ سیڑھیوں سے ہوتی اب وہ ان کے کمرے کے سامنے کھڑی ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہی تھی کہ آیا وہ اس وقت اس کی یہاں موجودگی پہ کیسا ریکٹ کرئے گے، کیا وہ غصہ ہونگے ''''افکورس روحی وہ غصہ

ہونگے تمہیں کیا ضرورت تھی اس وقت آنے کی۔۔۔وہ خود سے سوال جواب کرتی خود کو ہی اپنی حرکت پہ ڈپٹنے لگی تھی۔۔۔

اگر اب نہیں آتی تو شاید پھر کبھی ہمیں اپنی محبت کو جسٹیفائے کرنے کا موقع نہیں ملتا!۔۔۔دماغ کی ڈانٹ پہ وہ منہ بناتی ہوئی بولتی آخر میں اداسی سے بھرے لہجے میں بولی تو دماغ تیکھی نظروں سے اسے گھورنے لگا جس کا اثر لیے بغیر وہ دروزاہ بغیر نوک کیے دھکیلتی اندر داخل ہوئی مگر وہاں کسی کو نا پا کر اسے حیرت ہوئی کیونکہ اس کے حساب سے انھیں اس وقت یہی ہونا چاہیے تھا۔۔۔

ادھر اودھر نظر مارتے وہ پورے کمرے کا جائزہ لیتی جیسے ہی واشروم کے نزدیک آئی تو اندر سے پانی گرنے کی آواز سنتے اس کے دل کو سکون ملا""شکر وہ یہی ہے"" سینے پہ ہاتھ رکھ کر گہرہ سانس بھرتے وہ بیڈ کی پائینتی پہ ٹیکی اپنی ہتھلیوں کو آپس میں رب کرنے لگی کیونکہ اسے ڈر لگ رہا تھا کہ وہ کیا بات کرئے گئی کیسے ان کی نہ کو ہاں میں بدلے گی اس کے پاس تو کوئی دلیلیں بھی نہیں تھی اپنی صفائی میں کہنے کو۔۔ابھی وہ اپنے چھوٹے سے دماغ میں دلیلیں تیار ہی کر رہی تھی جب کلک کی آواز پہ اس نے سر اٹھائے انھیں دیکھا جو بالوں میں ٹاول رگڑتے باہر

نکل رہیں تھے جب غیر متوقع نظر اپنے بیڈ پہ بیٹھی اس لڑکی پہ پڑی جس کی اس وقت یہاں موجودگی کا وہ وہم وگماں میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے جبکہ دوسری طرف کا تو حال ان سے بالکل مختلف تھا آج اتنے دونوں بعد اس ظالم سنگ دل شخص کو اپنے سامنے دیکھتے وہ بس دیکھتی ہی رہ گئی تھی 'بلیک ٹراؤزر پہ بلیک ہی شرٹ پہنے اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے وہ سیدھا اس کے دل میں اتر رہیں تھے۔۔۔

کیا کر رہی ہوں یہاں !!۔۔۔اپنے جذبات پہ قابو کیے وہ خود کو پھر اس ہی خول سمیٹتے سنجیدگی سے اس سے گویا ہوئے جس کی آنکھوں کی محویت انھیں اندر سے ڈرا رہی تھی۔۔۔

جج "جی۔۔۔وہ جوان کی سحر کن پر سنیلٹی میں کھوئی ہوئی تھی ان کے سوال پہ ہوش میں آتی گڑ بڑائی۔۔۔

میں نے پوچھا یہاں کیا کر رہی ہوں ؟؟۔۔۔ڈریسنگ کے اگے کھڑے ہوتے انھوں شیشہ میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھتے سرد سے لہجے میں پوچھا جیسے اس

وقت اپنے کمرے میں اس کی موجودگی انھیں ناگوار گزری ہو جبکہ اتنی بے ارزاں ہوتی ذات پہ وہ آنسوؤں کو حلق میں اتارنے لگی۔۔۔

آپ """آپ سے بب """ بات کرنی تھی۔۔۔۔ان کے چہرے کی بیزارگی کو دیکھتے اس نے بامشکل خود کو رونے سے باز رکھتے کہا تو اس کے لہجے میں آنسوؤں کی آمیزاش کو محسوس کرتے انھوں نے ہاتھ میں پکڑی کلون کی بوتل پہ گرفت سخت کی جبکہ چہرے کے تاثرارت بالکل سپاٹ رکھے تھے۔۔۔

بولو!!۔۔۔خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے وہ بظاہر خود پر کلون کا اسپرے کرتے نظر آرہیں تھے پر جسم کی تمام حساسیت اس پاگل لڑکی کی طرف تھی جوان کے لہجے کے سرد پن پہ بامشکل اپنے آنسوؤں پہ ضبط باندھ رہی تھی کبھی دیکھا جو نہیں تھا کسی کا ایسا لہجا۔۔۔۔

ہہ """ہم جانتے "ہیں آپ 'آپ ہم سے 'بہت پپ "پیار کرتے ہیں """اور کک 'کبھی ہہ 'ہمیں تت 'تکلیف نہیں دے 'سکتے """بب 'بھیا کہہ رہیں "تھے کہ وقت کے "سس 'ساتھ انسان کی "پسند ناپسند "بھی بب 'بدل 'جاتی ہے تو کیا" اب ہم 'آپ کو پسند نہیں 'ہے۔۔۔سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی وہ لہجے

وہ کیسے بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ہر لفظ کے ساتھ اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی جبکہ وہ محض اپنی موٹھیاں بھینچے خاموشی سے کھڑے اپنا ضبط آزما رہیں تھے اور ساتھ اسے بھی کوس رہیں تھے جس نے یہ بات اس کے دماغ میں فیڈ کی تھی۔۔

اگر ننن 'نہیں بھی تو پپ" پسند تو پلیز" ہمارے ساتھ ایسا رویہ نہ رکھنے """آغا جان آپ کا یہ 'سرد لہجا""" ہماری جان نکلتا ہے """پلیز زز۔۔۔ناجانے کتنی ہمت سے اس نے یہ بات کی تھی جسے سنتے آغا فارذ کا دل ڈوب کر ابھرا تھا انھوں نے کب ایسا کہا کے اب وہ اسے پسند نہیں انسان کو کبھی سانسیں بھی ناپسند ہوتی ہے۔۔۔

آئی نو آپ """اس شادی سے خوش 'نہیں ہے """آپ صرف ہماری"""۔۔۔

انھیں نہ بولتا دیکھ وہ خود ہی ہمت کیے دوبارہ دل بڑا کیے بول رہی تھی جب اچانک وہ ٹیبل پہ برش پٹکتے جارحانہ تیور لیے مڑے تو اس کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گیے۔۔۔

کیا کہا!!! دوبارہ کہنا۔۔۔آنکھوں میں آگ جیسی لپک لیے وہ سرد لہجے میں غرائے۔۔۔

آپ اس """ شش 'شاای سے خخ" خوش نن " نہیں۔۔۔۔ان کے لہجے کے سرد پن اور آنکھوں کی طپیش دیکھتے وہ مجرم کی طرح اعتراف کرتی بولی۔۔۔

کس نے کہا؟؟۔۔۔دو قدم اس کی طرف بڑھتے وہ اس قدر برف زدہ لہجے میں بولے کہ ان کی الفاظوں کی ٹھنڈک اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑا گئی تھی۔۔

ممم "میں ""۔۔۔ان کے غصے سے خوفزدہ ہوتے اس نے قدم پیچھے لیے۔وہ تو آج یہاں انھیں اپنی محبت کا یقین دلانے آئی تھی مگر ان کے لہجے میں چھائی بیزاریت کو دیکھتے اس کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔۔۔

میں نے پوچھا کس نے کی ہے یہ بکواس!!!۔۔۔سختی سے جبڑے بھینچے وہ طیش زدہ لہجے میں چلائے، مرحا یوسف کی اس وقت یہاں موجودگی انھیں طیش دلا گئی گھر میں کوئی تھا نہیں اگر بائے چانس وہ لوگ گھر آجاتے اور رات کے اس وقت ان دونوں کو ایک کمرے میں تنہا پاتے یہ اس کی باتیں کوئی سن لیتے تو ان کے

ذہن میں سب سے پہلے جو شک و شبہات آنے تھے انھیں سوچ کر ہی ان کا خون کھول اٹھا تھا اپنی ذات پر وہ کچھ بھی برداشت کر سکتے تھے مگر اس پر نہیں جس کی عزت پہ وہ کوئی آنچ آنے نہیں دینا چاہتے تھے۔۔۔

آغا'''' جان۔۔۔۔ان کے غصے سرخ چہرے نظریں جمائے وہ بڑی بڑی آنکھوں میں نمی لائے انھیں سہمی نظروں سے دیکھنے لگی کیا ان کی پسند اتنی بدل گئی تھی کہ اب اس کا وجود بھی وہ اپنے ارد گرد برداشت نہیں کر سکتے تھے اور یہ سوچ نازک دل کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر رہی تھی۔۔۔۔

اگر میں میرال سے شادی نہیں کرنا چاہتا تو پھر کس سے کروگا۔۔۔اس کے آنسوؤں اور صدا کو اگنور کرتے اس بار وہ اس کے اگے سوالیہ ہوئے،اس کی زندگی کو اگر تباہ ہونے سے بچانے کے لیے انھیں خود کو اس کی نظروں میں برا بھی بننا پڑتا تو وہ بن دیتے مگر خود سے جوڑ کر وہ اسے دنیا کے لیے تماشا نہیں بنا سکتے تھے۔۔۔

ہہ "ہم سے """۔۔۔ان کے سوال پہ اس نے دھڑکتے دل اور کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ اپنے سینے پہ انگلی رکھتے کہا، نازک کمزور وجود اس وقت یوں کانپ رہا تھا جیسے کوئی بوڑھا وجود ہو جسے کسی کے سہارے کی اشد ضرورت ہو۔۔۔

سیر ئیسلی """"""مرحا یوسف شکل دیکھی ہے اپنی میں آغا فارذ کڑوڑوں کی جائیداد کا مالک تم جیسی لڑکی سے شادی کروں گا جو بچپن سے لے کر اب تک ہمارے ٹکڑوں پہ پلتی آئی ہیں """"نو نیور دل بہلانے تک تو ٹھیک ہو مگر شادی" شادی میں کسی عزت دار لڑکی سے کروں گا جو یوں آدھی رات کے وقت کسی نامحرم کے کمرے میں جا کر اپنی محبت کی دہائیاں نہیں دیتی پھیرتی۔۔اور پھر آج آغا فارذ نے سفاکیت کی تمام حدیں پار کرتے اس معصوم کی ذات اور عزتِ نفس کی دھجیاں بکھیر دی تھی۔۔۔

ساری زندگی تم لوگ ہمارے سروں پہ مسلط رہیں ہو وہ تمہارا بھائی جو میرے خلاف باتیں کرتا ہے آج جس مقام پہ کھڑا ہے نہ میرے باپ کی بدولت کھڑا ہے" ہمارا احسان ماننا چاہیے اسے اگر ہم ساتھ نہ دیتے تو آج کسی پرائیوٹ کمپنی میں بیس تیس ہزار کمار رہا ہوتا پھر دیکھتا کیسے یہ عیاشی بھری زندگی جیتے ہو۔۔۔

اس کے پتھرائے وجود کو دیکھتے انھوں نے دل پتھر کیے ایک اور وار کیا جو کہ وہ جانتے تھے کہ نشانہ پہ لگے گا کیونکہ مرحا یوسف سب کچھ برداشت کر سکتی ہے مگر اپنے بھائی پہ ایک حرف سے گوارا نہیں۔۔۔

اُس کے لفظوں کی کرامات بتاؤں !!

دل پہ لگتے ہیں تو آنکھوں سے نکل آتے ہیں !

ہہ 'ہم آپ پر بوجھ ہیں ؟؟؟۔۔۔ساکت پلکوں کو جنبش دیتے اس نے خود میں بہت ہمت مجتمع کیے یہ سوال پوچھا تھا جس کے ادا ہوتے ہی قطار در قطار آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے گال بھگونے لگے جبکہ اس کے سوال پہ آغا فارذ نے آنکھیں میچتے گہرہ سانس بھرا جانتے تھے ان کے الفاظ بری طریقے سے اس نازک لڑکی کو توڑ رہیں ہے۔۔۔۔

اتنی کہ اب دل تمہیں دیکھنے کا خواہشمند نہیں""۔۔۔۔اور یہ اخری ضرب تھی جو انھوں نے گرم لوہے پہ ماری تھی اور اس ہی کے ساتھ سب ختم ہو چکا تھا حتی کہ اس کے آنسوؤں بھی۔۔۔۔

اب "آپ کبھی"" مرحا یوسف کو""" دیکھ نہیں پائے گے۔۔۔ دونوں ہتھیلوں سے آنسو پونچھ کر گہرہ سانس بھرتی وہ ضبط کی آخری سیڑھی پہ کھڑی بولتی آغا فارذ کا دل دہلا گئی، وہ اسے محبت سے دور کرنا چاہتے تھے خود سے نہیں اگر وہ ان سے دور ہو گی تو وہ سانس کیسے لے پائے گے۔۔۔

روحی"" ۔۔۔اسے کمرے سے بھاگتا دیکھ وہ بے بسی سے پیچھے کھڑے چلائے مگر ان کی چیخ اتنی مدھم تھی کہ ان کے خود کے کان ہی سن سکے جبکہ وہ یہاں سے روتی نکلتی چلی گی کبھی نہ واپس آنے کا عہد کیے۔۔۔

وہ خود کو کوئی نقصان نہ پہنچالے"" ۔۔۔دروازے کو تکتے آغا فارذ کے بے چین اور اس کے لیے فکر مند ہوتے دل نے سرگوشی کی تو ان کی جان حلق میں آئی یہ سوچ کے وہ واقعی ہی غصے میں خود کو کچھ کر نہ لے اور یہ سوچ آتے ہی وہ اس کے پیچھے بھاگتے کمرے سے نکلے جہاں وہ انھیں سڑھیاں اترتی نظر آئی۔۔۔

روحی ی ی ی""" ۔۔۔وہ ریلینگ پہ جھکتے نیچے کی طرف دیکھتے چلائے تو وہ جو روتی ہوئی سڑھیاں اتر رہی تھی ان کی آواز میں پوشیدہ تڑپ کو محسوس کرتے اس

نے سر اٹھائے ان کی سمت دیکھا اور اس ہی کے ساتھ پاؤں کا بیلنس بگڑا اور وہ سڑھیوں سے گرتی چلی گئی۔۔۔۔

گڑیا!!!!!!!!"""""۔۔۔۔اسے گرتا دیکھ وہ زخمی شیر کی طرح دھاڑتے سڑھیوں کی سمت بھاگے (آنکھوں میں اسے کھودنے کا ڈر واضح تھا) مگر تب تک دیر ہو چکی تھی وہ سڑھیوں کے اختتام میں خون میں لت پت زمیں پہ گری ہوئی آغا فارز کا دل حلق میں لے آئی تھی جبکہ ان سے زیادہ بری حالت دروازہ میں کھڑے اس شخص کی تھی جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی نورِ زندگی کی زندگی کو ختم ہوتے دیکھا تھا۔۔۔۔

میں تجھے چھوڑ کر آیا ہوں اسی حوصلے سے
کہ جس حوصلے سے جسم کو جان چھوڑتی ہے
آؤ دیکھو میرے چہرے کے خدوخال کے اب
مان جاؤ گے کہ محبت بھی نشان چھوڑتی ہے !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عین ممکن ہے تیری شاموں کا حصہ نہ رہوں میں۔۔۔ عین ممکن ہے تیرے ساتھ آخری ہو یہ دن میرے !!!

رات کے پہر سنسان کوریڈور میں وہ تن تنہا شخص دیوار کے ساتھ سنگی بینچ پہ سر جھکائے کسی غریب مسافر کی طرح بے سروسامان بیٹھا تھا جیسے اس کی ساری عمر کی کل جمع پونجھی لوٹیرے لوٹ کر لے گیے ہو، بکھرے بال، شرٹ پہ لگا خون اور زرد رنگت لیے بیٹھا شخص اس وقت قابلِ رحم تھا جس کی نورِ زندگی
دروازے کے پار موجود زخمی حالت میں پڑی تھی، وہ زمین پہ نظریں گاڑھے اس قدر سوچوں میں الجھا ہوا تھا کہ اسے اپنے قریب آتی قدموں کی چاپ بھی سنائی دی جو خاموشی کو چیرتی ہوئی اس کے قریب تر قریب آ رہی تھی۔
مسٹر یوسف""""۔۔۔ گہری خاموشی میں ڈوب کوریڈور میں ایک نسوانی آواز گونجتی اسے ہوش کی دنیا میں دھکیل لائی جہاں اس کی عزیز جان بہن اس وقت

ایمرجنسی میں موجود اپنے روح اور جسم کے زخموں کا درد سہن کر رہی تھی

۔۔۔۔

و٫وہ کک ،،کیسی ،، ہے۔۔۔اپنے سامنے کچھ فاصلہ پہ کھڑی لیڈی ڈاکٹر کو دیکھتے وہ جھٹ سے اپنی جگہ سے اٹھتا جلد بازی میں بے ربط جملے ادا کرنے لگا، لہجے میں اس وقت اس قدر بے چینی بھری تھی کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھاگ کر اس کے پاس پہنچ جائے۔۔۔

شی از فائین،،،، بٹ۔۔۔درمیانی عمر کی ڈاکٹر نی نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے اسے خوشی کی نوید سنائی مگر بات میں واقفہ ڈالتی وہ اس کی خوشی پل بھر میں ذائل کر گئی۔۔۔۔

بٹ واٹ،،،،،،۔۔۔۔اس وقت اس کے کان صرف اس کی خیریت سننے کے متحمل تھے مگر ان کی بات سنتے دل میں انجانہ سا خوف سر اٹھانے لگا۔۔۔

انھیں یہ چوٹیں کیسے آئی؟

شی فولینگ ڈاون اون اسٹیرز!!۔۔۔بغیر کچھ چھپائے اس نے دوٹوک کہا کیونکہ اس وقت اسے اپنی بہن کی زندگی عزیز تھی اور کچھ نہیں جبکہ ڈاکٹر نی نے اس کے بتاتے پر سوچ انداز میں سر ہلایا۔۔۔

دیکھیئے مسٹر یوسف وہ سڑھیوں سے تو گری ہے مگر گرنے سے پہلے انھیں شدید قسم کا پینیک اٹیک آیا تھا جس کی وجہ سے ان کے دماغ کی کوئی حساس نرو بھی ڈیمیج ہو سکتی تھی کیونکہ ان کی دماغی کنڈیشن بہت سینیسٹیو ہے جیسے ناجانے وہ کتنے مہینوں سے دماغی تناؤ کا شکار ہو" آیز آبردر آپ نے کبھی ان کی غیر معمولی حرکات نوٹ نہیں کی۔۔۔لفظ بہ لفظ بولتی وہ حمزہ یوسف کے سر پہ ہسپتال کی چھت گرا رہی تھی اس کی معصوم گڑیا جو ہر وقت کھیلتی کودتی رہتی تھی وہ اپنے اندر ناجانے کیا کچھ برداشت کرتی اس نہج پہ پہنچ چکی تھی اور اسے علم بھی نہ ہو سکا

۔۔۔

کونسی""حرکات۔۔۔یہ دو الفاظ بھی اس نے بڑی مشکل سے ادا کیے تھے، ہاتھ پاؤں تو جیسے سن پڑنے لگے تھے۔۔۔

جیسے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ رونا، ضد کرنا اور پھر دو منٹ بعد ہی پہلے جیسے ہی بہیو کرنے لگا جانا' یہ عموماً عام بات بھی ہو سکتی ہے مگر زیادہ تر یہ حساس دماغ والے لوگوں کی نشانی ہوتی ہے جو اپنے ایموشنز پہ کنٹرول نہیں رکھ پاتے، اگر میری ایڈوائیز مانئے تو ایک بار ان کا کسی دماغی ڈاکٹر سے اچھے سے چیک اپ کروائے""""۔۔۔وہ تو ڈاکٹر ہونے کے ناطے اسے مرحا کی کنڈیشن دیکھتے صلاحا دے رہی تھی مگر اس کے اوور پوزیسیو بھائی کے تو سر پہ لگی تھی یہ بات کے اس کی ہمت کیسی ہوئی حمز یوسف کی بہن کو دماغی بیمار بولنے کی۔۔۔

ہاؤ ڈیر یو""" وہ کوئی دماغی بیمار نہیں ہے وہ ہماری لاڈلی ہے اور اسے عادت ہے ہمارے لاڈوں کی اگر تھوڑی سی بھی کوتاہی ہو جائے تو وہ یونہی سٹریس لیتی ہے اٹس نوٹ آ بگ ڈیل فور اس""" پر آپ""" نے اسے دماغی مریض"""" ہاؤ کوڈ یو ڈیڈ۔۔۔ان کی بات پہ وہ تمام لحاظ بھلائے چٹختے ہوئے لہجے میں بولتا یہ فراموش کر گیا کہ وہ خود بھی ایک ڈاکٹر ہے اور ڈاکٹر ہمیشہ اپنے مریض کی بھلائی ہی سوچتے ہیں وہ خود بھی تو اپنے پیشنٹس کے لیے کیئرینگ تھا، مگر اس وقت وہ

ڈاکٹر نہیں بلکہ ایک بھائی تھا جس نے اپنی چھوٹی بہن کو باپ کی طرح پلا تھا

۔۔۔۔

ریلیکس مسٹر یوسف "" دیکھے کوئی بھی ڈاکٹر وہی بولتا ہے جو اسے اپنے پیشنٹس میں نظر آتا ہے ابھی بھی وہ علاج کے دوران رونے لگی ہچکیوں کے ساتھ جیسے کوئی غم تکلیف انھیں بیہوشی کی حالت میں بھی پر سکون نہیں رہنے دے رہی اور اٹس نوٹ آکومن کیونکہ اسٹیچیز لگانے کے لیے اینستھیزیا کا جو انجیکشن لگایا جاتا ہے اس میں انسان محسوس تو کر سکتا ہے پر ایموشنز کا اظہار نہیں کر سکتا "" آئی ہوپ آپ میری بات کو پر سکون دماغ سے سوچے گے "" بائے داوائے "مرحا کو کچھ دیر میں ہوش آجائے گا آپ تب ان سے مل سکتے "ہیو آ گڈ ڈے ۔۔۔اس کے شاؤٹ کرنے پہ بھی وہ تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتی وہ نرم مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولتی اپنے کوریڈور میں اگے کی طرف بڑھ گئی پیچھے ان کے جاتے ہی وہ بے جان سا ہوتا بینچ پہ گرا ساکت نم نگاہیں روم کے ہتھوڑے کی دروازے پہ ٹیکی تھی جبکہ دماغ میں ابھی کچھ دیر پہلے والی باتیں مانند برس رہی تھی ۔۔۔اس کی پرفیکٹ ہیلتدی بہن کو وہ ڈاکٹرنی دماغی بیمار

ثابت کر گئی تھی اور وہ اپنی بہن کے لیے کچھ بول نہ پایا'' اتنا بے بس وہ آخر کیسے ہو گیا تھا۔۔۔ دماغ کی نسیں درد سے پھٹنے لگی تھی مسلسل یہ سوچ کر۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب کیوں روشنی سے ڈرتے ہو فراز۔۔۔ تم تو کہتے تھے، مجھے چاند چاہیے۔

رات کے تین بج رہیں تھے جہاں اس وقت ہر کوئی محوِ نیند تھا وہی آغا ہاؤس میں اس وقت سب آنکھوں میں اضطرابی کیفیت لیے جاگتا اس کی سلامتی کی دعا کر رہا تھا، خواتین تو وقفے وقفے سے رو کر اپنا دل کی بے چینی ظاہر کر دیتی تھی مگر حوصلہ ان مردوں کا تھا جو لبوں پہ قفل لگائے ادھر سے ادھر ٹہلتے اپنی بے قراری ختم کرنا چاہ رہیں تھے۔ وہ لوگ تقریباً ایک بجے کے قریب ہنسی خوشی گھر لوٹے تھے جب گیٹ سے ہی چوکیدار نے مرحا کے ساتھ ہوئے واقع کا بتاتے ان کے ہنستے چہروں سے مسکراہٹ چھین لی اس کے بعد یہ وقت ہو گیا تھا نہ وہ

کسی کا فون اٹھا رہا تھا اور نہ انھیں ہسپتال کا پتہ چل رہا تھا چونکہ وہ ڈرائیور بھی ساتھ لے کر نہیں گیا تھا اور اتنی رات کو اس کا تنہا جانا ان سب کو مزید فکر میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔

مجھے نہیں جانا چاہیے تھا""اگر میں نہ جاتی تو میری روحی صیح ٹھیک ہوتی""

مجھے رک جانا چاہیے تھا حمزہ کے ساتھ""نہ جانے وہ کس حال میں ہو گئی۔۔۔

منہ پہ ڈوپٹے رکھ کر روتی وہ مسلسل خود کو کوسنے دے رہی تھی کہ نہ وہ جاتی نہ یہ سب ہوتا۔۔۔

یہ چوٹ اس کے نصیب میں تھی حورے تم اگر اس کے پاس بھی ہوتی نہ تو کچھ نہ کر پاتی۔۔۔زبیدہ مامی نے ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتے انھیں حوصلہ دیا۔۔۔

اٹھایا حمزہ نے فون""۔۔۔فرقان ماموں نے دہلیز پہ کھڑے فواد کو دیکھتے پوچھا جو وقفے وقفے سے حمزہ کا فون ٹرائے کر رہا تھا مگر وہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا اس کا کیا وہ تو کسی کا بھی نہیں اٹھا رہا تھا باری باری سب ٹرائے کر چکے تھے۔۔۔

فون بند جا رہا ہے چاچو"""۔۔۔موبائل کے اسپیکر سے آتی فون بند ہونے کی آواز پہ اس نے فون کان سے ہٹاتے مایوسی سے سر ہلاتے کہا، پہلے وہ فون اٹھا نہیں رہا تھا اور اب فون بند کر گیا تھا۔۔۔

یہ ہوتا کون ہے فون بند کرنے والا""" جانتا نہیں ہے کیا ہم پیچھے کتنے پریشان ہو رہیں ہیں""" اور اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے بتائے بغیر میری بیٹی کو لے جانے کی کیا ہم لوگ مر گیے تھے جو ایک فون کر کے بتا نہیں سکتا تھا!!!۔۔۔حمزہ کے فون بند کرنے کے مطلق سنتے وہ روب دار آواز میں دھاڑے تو اوپر خود کو کمرے میں بند کیے آغا فارذ نے اذیت سے آنکھیں میچی۔۔۔۔

آپ ریلیکس کرے بی پی ہائی ہو جائیں گے"""میری پانی لاؤ۔۔آغا ماموں کو غصہ سے سرخ ہوتے دیکھ مہتاب مامی فوراً سے اگے ہوتی ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتی بولی۔سب بول کر غصہ کر کے اپنی پریشانی ظاہر کر رہیں تھے ماسوائے اس کے جو صوفے پہ اگے کو ہو کر بیٹھا نظریں نیچے کیے سڑھیوں کے اس اختتام کو گھور رہا تھا جہاں اس کی بابلز کا قیمتی خون بہہ کر بے مول ہو گیا تھا، سیاہ آنکھیں ضبط

وشدت سے سرخ ہو رہی تھی اور ہاتھوں کی نسیں یوں ابھری ہوئی تھی جیسے ابھی پھٹ پڑے گی۔۔۔

میری پلیز""""" یہ خون صاف کردیں۔۔۔اسے کیچن سے پانی لاتا دیکھ داؤد نے اپنے بھائی کی نظروں کا ارتکاز نوٹ کرتے ضبط سے لبوں کو کاٹتے اس سے درخواست کی کیونکہ اس کے خون کو دیکھ کر اس کا اپنا دل پھٹ رہا تھا، خون کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا اسے چوٹ گہری لگی تھی۔۔۔

تراب"""" ۔۔۔سکندر ماموں نے سامنے والی سائیڈ پہ لگے صوفوں پہ اسے کمر جھکا کر بیٹھا دیکھ پکارا، وہ اچھے سے سمجھ سکتے تھے اس کی حالت مگر وہ اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھا کہ ان کی پکار سن ہی نہ سکا۔۔۔

تراب"""""""""" ۔۔۔اس بار انھوں نے خاصا اونچا پکارا تو وہ اپنے نام کی پکار پہ جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹا خالی خالی نگاہوں سے سب کی طرف سوالیہ دیکھنے لگا اپنے بیٹے کی حالت دیکھتے زبیدہ مامی کا کلیجہ منہ کو آیا تھا" کیا وہ جانتی نہیں تھی اس پری کو لے کر اپنے بیٹے کے جنون کو۔۔۔

تمہاری کوئی ریسوریسز ہے جن سے پتہ چل سکے کہ وہ کس ہسپتال میں ہے؟

۔۔۔اسے متوجہ ہوتا دیکھ انھوں نے سوال کیا تو وہ کچھ دیر تو انھیں یونہی دیکھتا رہا پھر غائب دماغی سے دھیرے سے سر نفی میں ہلاتا واپس اپنی پہلے والی پوزیشن میں بیٹھ گیا""اس کی کافی ریسیوریسز تھی بھلا ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک وکیل کی کوئی جان پہچان نہ ہو مگر اس وقت وہ دماغی اسٹیبل ہی نہیں تھا کہ کسی سے کوئی بات کر سکتا اور رہی بات روحی کی فکر کی تو وہ جانتا تھا کہ صبح تک وہ اسے لے آئیں گے مگر پھر بھی دل کو بے کلی سی مچی ہوئی تھی جو اس کو دیکھنے کے بعد ہی ختم ہونے والی تھی۔۔۔

اب ہم تمام بڑے بے بسی سے بیٹھ کر اس کی واپسی کا انتظار کرے۔۔وہ جلتے کڑتے پھر حمزہ کو برا بھلا کہنے لگے جوان کی زخمی بیٹی کو لے کر نہ جانے کونسے ہسپتال میں چلا گیا تھا۔۔۔

داعییی""""۔۔۔تمام بڑوں کو اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی فکر میں گھلتا دیکھ حیدر نے دھیرے سے اسے پکارا جواب اپنا فون نکالے حمزہ کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا مگر نیتجا وہی نکلا فون مسلسل بند جا رہا تھا۔۔۔

ہمممم""""۔۔۔بیزاریت سے فون صوفے پہ پٹکتے اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی بے چینی کم کرنی چاہی۔۔۔

وہ ٹھیک ہوگی نہ۔۔۔بچوں کی طرح آنکھوں میں امید لیے وہ اس سے ایسے پوچھ رہا تھا جیسے وہ کہہ دے گا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔۔۔

دیکھ اس کا کتنا بلڈ لوس ہو چکا ہے""وہ تو ذرا سے خون نکلنے پہ رو رو کر برا حال کر لیتی تھی""اسے کتنا درد ہوا ہو گا نہ۔۔۔وہ اس وقت مرحا کی پریشانی میں مبتلا بولتا کہی سے بھی اکیس سالا حیدر فرقان نہیں لگ رہا تھا وہ اس وقت ایک چھوٹا بچا لگ رہا تھا جو داؤد سے مرحا کی صحتیابی کی امید مانگ رہا تھا۔۔۔

وہ ہمارا اے ایف_سیونٹین تھنڈر ہے اسے کچھ نہیں ہو سکتا""""وہ بالکل ٹھیک ہو گئی انشاءاللہ۔۔۔پھر اس نے بھی اس کی امید قائم رکھی تھی کیونکہ اس نے تو خود بھی یہ ہی امید لگا رکھی تھی اللہ سے۔۔۔

انشاءاللہ۔۔۔وہ گہری سانس بھرتا پر سکون سا بولا۔وہ سب اس وقت ایک دوسرے کو حوصلہ دے رہیں تھے یہ جانیں بغیر کے اوپر کمرے میں موجود

شخص کو ان سب سے زیادہ حوصلہ کی ضرورت تھی جو خود اذیتی کی جنگ لڑ رہیں تھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خالی ہاتھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز۔۔۔ کس طرح لوگ لکیروں سے نکل جاتے ہیں !

چہرے پہ فاتح مسکراہٹ سجائے وہ حال سے باہر نکلتا بادشاہوں سی چال چلتا کوریڈور میں اگے بڑھ رہا تھا اس کے ایک طرف ہاتھوں میں فائل تھامے مسرور ساہاشم چل رہا تھا جبکہ پیچھے کالی وردی میں ملبوس اس کے گارڈ تھے، بڑے سے بڑا وکیل رک رک کر اس کی آج ہوئی شاندار کامیابی پہ مبارک باد دے رہیں تھے جبکہ وہ مغرور شہزادہ سر کو خم کرتا بغیر کچھ کہے اگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

سر آج تو آپ نے دل جیت لیے""۔۔۔دائیں طرف چلتے ہاشم نے جوش سے مسکراتے تعریف کی تو اس نے سیاہ شیڈز کے پیچھے چھپی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جو کچھ دیر پہلے تک منہ پہ بارہ بجائے بیٹھا تھا اور اب اس کی باچھیں ہی اندر نہیں جا رہی تھی۔۔۔

تعریف کر کے تم اپنی سزا کم نہیں کروا سکتے""۔۔۔سرد لہجے میں بولتے اس نے اسے صبح والی اس کی غلطی یاد کروائی تو پل میں اس کے مسکراتے لب ڈھیلے پڑے، وہ تو کیس جیتنے کی خوشی میں اپنی سزا تو بھول ہی گیا تھا مگر وہ کھڑوس اور سر پھیرا شخص بالکل نہیں بھولا تھا۔۔۔

وکیل صاحب""وکیل صاحب۔۔۔وہ ہاشم کو طنزیہ نظروں سے گھورتا اس سے پہلے کوریڈور کی سڑھیاں اترتا پیچھے سے آنے والی آواز پہ اس نے قدم روکتے اچنبھی نظروں سے پیچھے کی طرف مڑتے دیکھا جہاں سے وہ بچی اور اس کے سنگ وہی نیک صفت مرد اور عورت چلیں آرہیں تھے جو دیکھنے میں ہی کافی پڑھے لکھے اسٹینڈرڈ والے لوگ لگ رہیں تھے۔۔۔

یس""۔۔اس کے بجائے ہاشم نے سنجیدگی سے استفسار کیا جبکہ پیچھے کھڑے گارڈ الرٹ ہوئے۔۔۔

سر ہمیں آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا آپ نے ہماری مدد کر کے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے""کوئی بھی وکیل یہ کیس لینے کو تیار نہیں تھا مگر اپ نے دلیری کا مظاہرہ کرتے نہ صرف یہ کیس لیا بلکہ ایم این اے جیسے حریف کو شکست سے بھی دوچار کرتے ہماری بچی کو انصاف دلایا ہے جس کے لیے آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔

سوٹ بوٹڈ کیٹ کیے گریس فل پرسینلٹی والے شخص نے نہایت اُدب اور مشکور انداز میں کہتے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہا اور ساتھ چادر سے خود کو چھپائے اپنے حصار میں کھڑی چھوٹی سی عمر کی لڑکی کی طرف توجہ دلائی جسے دیکھتے اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک بار پھر چنگاریاں سی بھرنے لگی اور دل چاہا کے ایم این اے کے بیٹے کو جا کر تختِ دار پہ لٹکا کر عبرت کا نشان بنا دے۔۔۔

یہ میرا فرض تھا""اور شکریہ کی ضرورت مجھے نہیں آپ جیسے مہان لوگوں کو ہے جن میں آج بھی انسانیت زندہ ہیں""آپ نے اس بچی کے لیے بہت بڑا اسٹینڈ لیا ہے کہ اگر آپ کی جگہ کسی کی سگی بیٹی بھی ہوتی نہ تو وہ بھی کبھی اتنی طاقتوار پارٹی

سے مقابلہ نہیں کرتے""" مگر آپ نے کیا اینڈ آئی اپریشئیٹ یوراسٹرنتھ""""
آپ کا بہت شکریہ بچی کا خیال رکھنے کے لیے مگراب سے یہ" مرسف ویلفئیر
میں رہے گی جہاں ان جیسی ہزاروں بچیاں تعلیم کے ساتھ ساتھ کئی ہنر بھی سیکھ
رہی ہیں تاکہ آئیندہ زندگی میں وہ کسی مرد کی محتاج نہ رہے۔۔۔اس شخص کے
کندھے پہ ہاتھ رکھتے اس نے سنجیدگی سے سرجھکا کر کھڑی بچی کی طرف دیکھتے
اپنے ویلفئیر کا ذکر کیا جہاں اس جیسی ہزاروں بچیاں رہائش پذیر اس کے سایہ
میں محفوظ اور اطمینان بھری زندگی گزار رہی تھی۔۔

پلیز سر ہماری آپ سے ایک ریکویسٹ ہیں""" ہماری کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ
کوئی امید رہی ہے اب اور ایسے میں نین کا ہمیں ملنا ہماری زندگی میں خوشیاں لے
آیا ہیں""" پلیز اسے ہماری حفاظت میں دے دے۔۔۔سندھی کڑاہی سے بنی
چادر سر پہ جمائے کھڑی خاتون آنکھوں میں آنسوئے لیے اس بچی جس کا نام نین تھا
اسے اپنے سینے سے لگاتی بولی تو اسے ان کی آنکھوں میں ممتا کی تڑپ محسوس ہوئی

پر اگر کبھی کسی وقت بھی آپ کو یہ بچی خود پر بوجھ محسوس ہونے لگے تو اسے کسی بھیڑیے کے ساتھ رخصت کرنے کے بجائے ہمارے ویلفیئر میں دے دیجئے گا میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں آپ سے کوئی سوال جواب نہیں ہونگے ‘‘’’شکریہ ۔۔۔اس کانپتے وجود پہ ترحم بھری نظریں جمائے وہ سرد سی سنجیدگی لہجے میں سموئے بولتا سڑھیاں اترنے لگا، ذہن میں اس لڑکی کو دیکھ کر اسے شدت سے اس ظالم حسینہ کی یاد آئی تھی۔۔۔

ابھی وہ کچھ اسٹیپز ہی نیچے اترا تھا کہ سامنے سے اسے ایم این اے صاحب آتے نظر آئیں جنھیں دیکھتے اس نے یوں اپنے قدم روکے جیسے اس کے پیر صاحب آرہیں ہو اور سنجیدہ چہرے پہ فوراً ہمدردی بھرے تاثرات چھا گیے۔۔۔

گڈ آفٹر نون سر ‘‘’’ہاؤ آر یو۔۔۔دونوں پیروں کو پھیلا کر کھڑے ہوتے اس نے لبوں پہ مسکراہٹ لاتے پروفیشنل انداز میں پوچھا تو وہ جو اسے تاڑیاں لگانے آئیں تھے سیخ پا ہوئے۔۔۔

تم نے بہت غلط آدمی سے پنگا لے لیا ہے ارے کیس جیت کر تم کیا سمجھتے ہو کہ ہمیں زیر کر لوں گے تو بچے ایک بات یاد رکھنا تم کل کے آئے لونڈے ہمارا کچھ

نہیں بگاڑ سکتے ''کیونکہ یہاں کھیل بھی ہمارا ہے اور پیادے بھی'' ایک فون کل سے تمہارا بار کونسل کا لائیسنس کینسل کروا سکتا ہوں۔۔۔ سرخ چہرہ اور بھینچے جبڑیں لیے بولتے ایم این اے صاحب نے اسے دھمکی لگانی چاہی تو اس کے لبوں پہ تبسم بکھرا گویا ان کی بات سے محظوظ ہوا ہو۔۔۔

ہاشم ایم این اے صاحب کو ذرا بتائیں کہ یہ دھمکی مجھے ہر وہ کتا دیتے ہیں جو سمجھتا ہے کہ میں ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈر جاؤں گا مگر نادان جانتے نہیں ہے کہ اس شیر کی کھچار میں ہاتھ ڈال رہیں ہے جو ان کی بوٹی بوٹی نوچ کھائے تو لھذا مجھ پر اپنی انرجی ویسٹ نہ کرے، آپ جیسے کتے ''''''

اوقات میں رہو تم دو ٹکے کے وکیل کیس جیت کر تم کیا سمجھتے ہو کہ ہمیں ہرا دیا تو یاد رکھو بہت جلد میں اپنے بیٹے کو باہر نکل لاؤنگا قانون کو اپنے اگے زیر کرتے اور وہ ہماری خاندانی غلام جسے تمہاری وجہ سے زیادہ پر لگ گیے ہیں نہ اسے اٹھا کر اپنے بیٹے کے قدموں میں لا پٹکوں گا پہلے تو ایک دفعہ اس کی عزت نیلام ہوئی تھی نہ پھر ہر روز وہ میرے آدمیوں کی حواس کا نشانہ بنے گی۔۔۔ لفظ کتے پہ وہ لال بھبھو چہرے لیے غرائے تو اس کے پیچھے کھڑے گارڈز نے فورن سے

گن تانی تو دوسری طرف ان کے گارڈز نے ان پر جبکہ بیچ میں وہ پر سکون سا پینٹ کی پوکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا مسکرا رہا تھا جیسے اسے ان چیزوں سے فرق ہی نہ پڑتا ہو پر جب اس خبطی خبیث انسان نے اس معصوم بچی کا ذکر یوں درجن آدمیوں کے بیچ نہایت سفاکیت اور بیہودگی سے کیا تو جس چہرے پہ پہلے مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہی اب خطرناک حد تک سنجیدگی در آئی اور موٹھیاں ضبط سے یوں بھینچی کہ نسیں باہر کو ابل آئی اس کا بس چلتا تو وہ اس کمینے اور انسانیت سے گرے شخص کا منہ نوچ لیتا مگر پھر اپنے منصوبے کے تحت ضبط کر گیا۔۔۔

اوقات کی بات تو آپ ناہی کرے""اندر آپ کے پاور فل وکیل کو ناکوں چنے چبواتے میں نے آپ کے بیٹے کو جسمانی ریمانڈ پر اندر کروا دیا ہے اب کیوں آپ اسے میرے ہاتھوں سے سزائے موت دلوانا چاہتے ہیں۔۔۔پر سکون انداز میں سینے پہ ہاتھ باندھتے وہ مقابل کو اپنی باتوں سے خاکستر کر رہا تھا۔۔۔

ہیییے""اگر میرے بیٹے کو ایک آنچ بھی آئی نہ تو تمہیں جان سے مار دونگا اور اسے میری دھمکی نہیں ورانگ سمجھنا بہت ہلکے میں لیا ہے تم نے کمال اکمل کو

۔۔۔درشت انداز میں اس کی بات کاٹتے وہ انگلی اٹھائے اسے وران کرتے بولے تو بدلے میں مقابل نے کان میں انگلی یوں ماری جیسے ان کی تیز آواز اس کے کان کے پردے کو نقصان پہنچا گئی ہو۔۔۔

ہاشم ایم این اے صاحب کی یہ دھمکی رات بارہ بجے ہر نیوز چینل کی زینت بن جانی چاہی "" آفٹر آل دنیا کو بھی تو پتہ چلے ان کے ہمدرد مسیحا کا بھیانک چہرہ """ اینڈ یو کمال اکمل جسٹ ویٹ اینڈ واچ تمہارا اختتام تو تمہارے ہی سپوٹرز کے ہاتھوں سے کرواوں گا۔۔۔ ہاشم کی طرف دیکھتے گویا اس نے ایم این اے صاحب کی سماعتوں میں بم پھوڑا تھا تو کیا جو وہ اتنی دیر سے اسے دھمکیاں دے رہیں تھے وہ چالاک انسان سب ریکارڈ کر رہا تھا یہ سوچتے ہی ان کے حواس مختل ہوئے کیونکہ الیکشن سر پہ تھے اور ایسے میں اتنا بڑا اسکینڈل ان کی پارٹی قطعی افورڈ نہیں کر سکتی۔ ان کی اڑاتی ہوائیوں کو دیکھتے اس نے ایک آخری تیر مارا اور انھیں حیران و پریشان چھوڑتا اپنی شہانہ چال چلتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا جبکہ وہ اس کی دھول اڑاتی گاڑیوں کو بس دیکھتے ہی رہ گیے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ضبطِ غم اس قدر آساں نہیں فراز۔۔۔آگ ہوتے ہیں وہ آنسو جو پیے جاتے ہیں

رات کی سیاہی رفتہ رفتہ مزید سیاہ ہوتی جارہی تھی،رات کا تیسرا پہر تھا ہسپتال پوری طریقے سے سنسان ہو چکا تھا وراڈ میں ایڈمٹ تمام مریض سوئے پڑے تھے اور کچھ ڈاکٹر اوف ٹائمنگ پہ گھر جا چکے تھے جبکہ جن کی رات کی ڈیوٹی تھی وہ اپنے کیبینز میں بیٹھے تھے بس ایکا دکا نرس یا وارڈ بوائے ہی تھے جن کا وہاں سے گزر ہو رہا تھا۔اسے وہاں بیٹھے تقریبا گھنٹہ گزر گیا تھا مگر جس حالت میں اسے ڈاکٹر چھوڑ کر گئی تھی وہ اب بھی یونہی بے جان اور سست سا بیٹھا تھا جیسے جسم کی ساری توانائی ختم ہو چکی ہیں۔ایک گھنٹے میں اس نے ایک بار بھی اٹھ کر اسے نہیں دیکھا تھا" ہمت ہی نہیں ہوئی ہے اسے ایک نظر دیکھ کر اس کا حال احوال ہی معلوم کر لیتا جو اندر ہوش و حواس سے بیگانی پڑی تھی۔۔۔

سر پیشنٹ کو ہوش آگیا ہیں آپ مل سکتے ہیں ان سے """""۔۔۔وراڈ گلر نے روم سے باہر نکلتے اس کے جھکے سر کو دیکھتے بتایا تو اتنے وقت میں اس نے پہلی بار نظریں اٹھائے اس روم کی طرف دیکھا جہاں اس کی جند جان بے حال سے پڑی تھی۔وراڈ گلر کے کہنے پہ وہ بے جان وجود میں ہمت کیے اٹھا اور مردہ قدم اٹھاتا کمرے کے نزدیک آیا اور آنکھیں میچ کر گہری سانس بھری، خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ دروزاہ دھیکل کر روم میں داخل ہوا تو سب سے پہلی نظر بیڈ پہ لیٹے نحیف وجود پر پڑی جو ہسپتال کے ڈریس میں ملبوس لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا وہ بیڈ کے نزدیک آیا تو چہرے پہ لگے زخم مزید نمایاں ہوئے، ماتھے اور تھوڑی پہ اسٹیچیز آئیں تھے اور پاؤں میں معمولی فیکچر ہونے کی وجہ سے پلستر چڑھا ہوا تھا جبکہ گردن اور بازو پہ بھی خراشیاں تھی "ضبط سے جبڑے بھینچے حمزہ نے گہری سانس بھرتے چٹختے اعصابوں کو پرسکون کرنا چاہا اور دھیرے سے اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔

روحی """۔۔۔دھیرے سے اس کے سر میں ہاتھ پھیرتے حمزہ نے نرمی سے اسے پکارا تو وہ جو آنکھیں بند کیے پڑی آج ہوئے واقعہ کے متعلق سوچ رہی تھی

اپنے ہمدرد شریکِ غم کی نرم آواز پہ اس نے نیم واں آنکھیں کھولتے اپنے سامنے بیٹھے حمزہ کو دیکھا جس کی حالت بری تھی بکھرے بال اور آنکھوں میں سرخی لیے وہ اپنی بہن کا دل منہ کو لے آیا تھا۔۔۔

!!! بب" بھیا

بھیا کی جان صدقے" کیسی طبعیت میری گڑیا کی۔۔۔اس کے پکارنے پہ وہ نہال ہی ہو گیا تھا کتنی دیر سے اس نے اپنی نورِ زندگی کی آواز نہیں سنی تھی اور جب سننے کو ملی تھی تو اس کا دل چاہا کہ اسے کہی چھپا لے۔۔۔

ائی""" ایم" فائین۔۔۔۔اسے اپنی فکر میں گھلتا دیکھ اس نے اپنی تکلیف کو بھلائے خشک پڑتے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ سجائے کہا تو حمزہ اپنی بہن کی بہادری پہ حیران رہ گیا وہ کب سے اپنا درد چھپانے لگ گئی۔۔۔

میرا بیٹا تو فائیٹر ہے"۔۔۔ماتھے پہ ہوئی بینڈ تج پہ جھک کر بوسہ دیتے حمزہ نے اس کی ہمت کو سراہتے کہا پر وہ اس کی بات پہ مسکرا نہ سکی بس خاموشی سے اس کا ہاتھ پکڑ گئی۔۔۔

روحی وہاں کیوں گئی تھی""۔۔۔اسے مزید کچھ کہے اپنا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں موندتا دیکھ حمزہ نے سنجیدگی سے استفسار کیا وہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر وہ وہاں کیوں گئی تھی اور ایسا کیا ہوا تھا جو یوں روتی ہوئی سڑھیاں اترتی آرہی تھی جبکہ اس کے پوچھنے پہ وہ جو بھائی کا لمس پاتی پر سکون ہو رہی تھی اچانک آنکھیں کھولے اسے وحشت زدہ نظروں سے دیکھنے لگی، دل کی رفتار سست پڑی۔۔۔

ڈونٹ بی آفئیرڈ""بھائی کو سب سے زیادہ یقین ہے اپنی گڑیا پر کہ وہ جو کہے گی وہ ہی سچ ہو گا"" شاباش ٹیل می' بھیا نے ہاتھ اٹھایا تھا آپ پر۔۔۔اس کی آنکھوں میں اترتا خالی پن دیکھتے حمزہ نے نرمی سے اس کے ہاتھ کو تھامتے اپنے بھروسہ کا یقین دلاتے پوچھا۔۔۔

ان""انھوں نن"""نے کہاہہ"""ہم ان""پپ'پر بو""""بوجھ ہے""""د'دل بہلانے کا""""سس""سامان۔۔۔۔جو آنکھیں کچھ دیر پہلے تمام احساسات سے خالی تھیں حمزہ کے پوچھنے پر پل میں نم ہوتی اپنے بھائی کے اگے ان کی کہی تکلیف زدہ باتیں دہرانے لگی جو اسے کسی پل چین نہیں لینے دے رہی تھی کہ کیا واقعی

ہی وہ فقط دل بہلانے کا سامان تھی مگر اس نے تو کبھی کسی لڑکے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تو وہ کیسے اتنی بڑی بات کہے سکتے۔۔۔

ششش """چپ گڑیا کس نے کہا میرا بچا بوجھ ہے وہ تو اپنے بھائی کی کل کائنات ہیں جس کے بغیر میں جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا"""۔۔۔اس کے منہ سے ادا ہوئے لفظ ایک پل کو تو حمزہ کو ساکت کر گیے تھے کیا واقعی ہی آغا فارز نے اتنے سنگین الفاظ استعمال کیے تھے اس کی معصوم بہن کی محبت کو زخمی کرنے کے لیے

۔۔۔

اور میرا بیٹا کسی کا دل بہلانا کا کھلونا ہر گز نہیں ہے وہ اپنے بھائی کی حسین شہزادی ہے جسے ہمیشے وہ اپنے حصار میں حفاظت سے رکھے گا۔۔۔اس کے منہ سے دل بہلانے والی بات سنتے حمزہ کا دل آج آغا فارز کی طرف اُچاٹ ہو گیا تھا جس نے سنگ دلی کی تمام حدیں توڑ دی تھی۔۔۔

انھون """نے آپ کک """کو بھی برا کہا"""بب "بھیا ہمیں اب "وہاں نہیں جج """جانا پلیز """ہمیں وہاں "نن "نہیں جانا"""ہم اُن """سے بب """بہت دور جج """جانا چاہتے ہیں """آپ "آپ سن رہیں ہے """"""نہ بھیا ہمیں """"""اس

گگ """ گھر ممم "" نہیں جانا۔۔۔اٹھ کر بیٹھتی وہ ہچکیوں کے درمیان بولتی اس وقت بالکل ایک چھوٹی بچی لگ رہی تھی جو سہمی سے روتی اپنے باپ کے اگے بار بار ایک ہی بات کی ضد کیے جارہی ہوں۔۔۔

وہ بہت " برے ہیں """"" بھیا آغا' جان """" اپنی گڑیا """ کک " کے معمالے سنگ " دل نکلے۔۔۔آنسوؤں بے مول ہوتے عارضوں پہ گررہیں تھے، بکھرے بال اور زخمی ہوا وجود لیے وہ اس وقت قابلِ ترس لگ رہی تھی جسے دیکھتے حمزہ کا دل کٹ رہا تھا آج سے پہلے بھلا کب اس کا حال اتنا خراب دیکھا تھا۔۔۔

اوکے "شش چپ """ ہم اب وہاں نہیں رہے گے جہاں میری بیٹی کہے گئ ہم وہاں رہے گے اوکے """ ریلیکس روحی ڈونٹ کرائے بھیا ہے نہ سب ہینڈل کرنے کے لیے """ بھیا کا حسین بچا تو بہادر ہے نہ۔۔ ہتھیلوں سے اس کے آنسو صاف کرتے حمزہ نے پیار سے اس کے بکھرے بالوں کو سمیٹتے کہا، دل میں تو اس نے کب سے سوچ لیا تھا کہ وہ اسے اور حورے بیگم کو اپنے ساتھ لندن لے جائیں گا مگر اب اتنا سب کچھ ہونے کے بعد تو اس نے پکا ٹھان لیا تھا کہ کسی قیمت

اب وہ اسے یہاں چھوڑ کر نہیں جائے گا اور جلد از جلد ان کے ویزوں کے لیے اپلائی کرے گا۔۔۔

آہہ """بھیاااا""""" ۔۔۔اس کے کہنے پہ وہ جو پر سکون سی ہونے لگی تھی اچانک دماغ میں اٹھتی ٹیسیوں کے ناقابلِ برداشت درد کو محسوس کرتی وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو دبوچتی درد سے تلملائی تو حمزہ فورا اسے آگے بڑھا۔۔۔

روحی میری جان """کیا ہو رہا ہے مجھے بتاؤ۔۔۔اسے درد سے چیختا دیکھ حمزہ نے اس کے ہاتھوں سے بالوں کو آزاد کرواتے بے بسی سے پوچھا کچھ دیر پہلے وہ رو رہی تھی تو اس کب دل دہل رہا تھا مگر اب اسے یوں چیختا دیکھ اس کا کلیجہ منہ کو آیا تھا، جبکہ کانوں میں ڈاکٹر کی کہی باتیں گردش کرنے لگی تھی کہ اسے کسی دماغی ڈاکٹر کو دیکھائے "کیا واقعی ہی اس کی یہ مصری گڑیا دماغی بیمار تھی !!!!

بچے بتاؤ مجھے """کہاں درد ہو رہا !!!

سر میں """""""بہت درد """ہو رہا ہے "بب 'بھیا" بب "بہت تکلیف ہو رہی""" ہیں۔۔۔ بالوں کو نوچنے کے انداز میں ہاتھوں میں بھینچ کر بولتی ہر گزرتے پل اپنے بھائی کو ایک نئے امتحان میں ڈال رہی تھی۔۔

ادھر آؤ میرے پاس"""کچھ نہیں ہوا ریلیکس""""""اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے اسے اپنے حصار میں لیا"""۔۔۔اب آپ کچھ نہیں سوچوں گی ٹینشن لینے سے درد ہو رہا ہے نہ تو اب پر سکون ہو کر اپنی ساری تکلیفیں بھیا کو دے دوں"""دھیرے دھیرے سے اس کے سر میں انگلیاں چلاتے حمزہ نے جھک کر اس کے بالوں پہ لب رکھے'۔۔۔

بھیا سب ٹھیک کر دے گے بس اپنے بھائی پہ یقین رکھو اور سکون سے آنکھیں بند کرو دیکھنا ابھی سارے درد بھاگ جائیں گے"""میرا بچا تو فائیٹر ہے۔۔۔کسی چھوٹے بچے کی طرح اسے اپنے سینے سے لگائے پچکارتے وہ اسے اپنی مضبوط حصار میں مقید کیے اسے پر سکون کرنا چاہ رہا تھا جس کے باعث وہ رونا بھولے اس کے گرد حصار کرتی سہمی سی اس کے سینے میں منہ چھپائے ہوئی تھی۔۔۔

ہہہ"""ہمیں"گگ"گھر نہیں جانا۔۔۔نیند میں اترتے بھی سسکیوں کے درمیان صرف ایک ہی بات تھی اس کے لبوں پہ کہ وہ اس گھر میں نہیں جانا چاہتی اور اس کے لبوں سے ادا ہونے والی ایک ایک سسکی اس کے دل میں آغا

فارذ کے لیے نفرت کا بیج بو رہی تھی، جب بات عزیزِ جاں لوگوں کی ہو نا نہ تو تب راشتے داریاں یا رتبہ نہیں دیکھا جاتا۔۔۔

میں اپنے بیٹے کو لے کر ان سب سے بہت دور چلا جاؤں گا کہ یہ لوگ ترسے گے مر حا یوسف کو دیکھنے کے لیے۔۔۔ جھک کر اس کی کنپٹی پہ عقیدت بھرا لمس چھوڑتے وہ دل میں ایک عہد کیے بولا، جتنا کچھ ہو چکا تھا نہ اب وہ بہت جلد اپنی فیملی کو لیے ان سب سے دور جانا چاہتا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس طرح غور سے مت دیکھ میرے ہاتھوں کو فراز۔۔ان لکیروں میں حسرتوں کے سوا کچھ بھی نہیں

سیاہ ہوتی رات کے ساتھ ساتھ سینے میں دھڑکتا دل بھی سیاہ ہوتا چلا جا رہا تھا، اک آگ سے لگی ہوئی تھی دل میں جسے بجھانے کی خاطر وہ سگریٹ پہ سگریٹ پیتے مزید اس پر تیل چڑھک رہیں تھے کہ اب وہ بے چینی سے بھری آگ

پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لینے لگی تھی۔۔۔تاریکی میں ڈوبے کمرے میں کھڑکی دروازے بند ہونے کے باعث ہر طرف دھواں ہی دھواں بھرا پڑا تھا کہ کوئی دوسرا شخص وہاں سانس بھی نہ لے سکے جہاں وہ پچھلے تین چار گھنٹوں سے خود کو قید کیے بیٹھے خود کو نا جانے کس چیز کی سزا دے رہیں تھے۔شرٹ لیس صوفے کی بیک پہ سر ٹیکا کر بیٹھے وہ اس وقت نامور بزنیس مین آغا فارذ کہی سے نہیں لگ رہیں تھے بکھرا حالیہ،آنکھوں میں رتجگوں کی سرخی لیے وہ عشق میں برباد عاشق لگ رہیں تھے !!!

ہہہ"""ہم آپ"پر بب""""بوجھ ہے""""۔۔۔درد سے پھٹتے دماغ میں اس کی بے یقینی سے پوچھی گئی بات کی سر سراہٹ ہوئی تو انھوں نے ضبط سے آنکھیں میچتے سگریٹ کا گہرا کش بھرا جیسے آپنے بولے گے لفظوں کی ان لبوں کو سزا دی ہوں ،اس کی آنکھوں میں آج اپنے لیے انھوں نے اتنی بے یقینی دیکھی تھی جسے سوچتے ہی آغا فارذ کا دل کانپ اٹھا تھا کہ واقعی ہی آج وہ اس کا بھروسہ،اعتماد اور دل سب کچھ توڑ چکے تھے۔۔۔

سیر ئیسلی"""""مرحا یوسف شکل دیکھی ہے اپنی میں آغا فارذ کڑوڑوں کی جائیداد کا مالک تم جیسی لڑکی سے شادی کروں گا جو بچپن سے لے کراب تک ہمارے ٹکڑوں پہ پلتی آئی ہیں""""تو نیور دل بہلانے تک تو ٹھیک ہو مگر شادی"شادی میں کسی عزت دار لڑکی سے کروں گا جو یوں آدھی رات کے وقت کسی نا محرم کے کمرے میں جا کر اپنی محبت کی دہائیاں نہیں دیتی پھیرتی !!!!!

وہ تو واجب المحبت تھی کہ اس سے جتنا پیار کیا جاتا اتنا کم تھا"دل بہلانے کا سامان نہیں وہ تو دل کی ماسند پہ بیٹھانے والی وہ حسین ملکہ تھی جس جیسا پوری کائنات میں کوئی ہو ہی نہیں تھا، وہ تو عزتوں کی امین تھی جسے انھوں نے بے عزت کر کے کمرے سے نکلا تھا، اس کی معصوم محبت پر تو صدیاں واری جاسکتی تو کیوں انھوں نے خود کو اس پر وار نہ دیا! کیا ان کا جرم معافی کے لائق تھا!! نہیں ہر گز نہیں اس کا پاک معصوم دل توڑا تھا انھوں نے جس کی معافی تو انھیں خدا سے بھی نہیں ملنی تھی کیونکہ حقوق اللہ میں تو رعائیت ہو سکتی ہے مگر حقوق العباد وہ کسی صورت معاف نہیں کرتا !!!!

اب "آپ کبھی"" مرحا یوسف کو""" دیکھ نہیں پائے گے """"""۔۔۔اس کے آخری جملوں کی جیسی ہی ان کے کانوں میں باز گشت ہوئی وہ اک جھٹکے سے اٹھ بیٹھتے خوفزدہ نظریں پورے کمرے میں دوڑانے لگے جو کچھ گھنٹے پہلے اس کی موجودگی سے مہک رہا تھا مگر اب وہاں نہ وہ موجود تھی اور نہ اس کی دلفریب مہک "وہاں اب صرف ایک وحشت زدہ سی خاموشی اور سگریٹ کی سانس بند کرنے والی مہک کا بسیرا تھا۔۔۔

اپنے آغا جان کو معاف کر دینا گڑیا" میں مجبور ہوں کہ میں چاہ کر بھی تمہاری پشت پناہی نہیں کر سکتا"""میں جانتا ہوں آج میرے الفاظوں نے ایک معصوم دل توڑا ہے پر آئم سوری"""ائم ریلی ریلی سوری""" مگر میں اپنی چھوٹی سی گڑیا کو خاندان کی کسی سیاست کی نظر نہیں کر سکتا۔۔۔ تصور میں اس سے مخاطب ہوتے وہ خود اذیتی کی انتہا پر کھڑے تھے اگر وہ اس کی محبت کے اگے سر جھکا بھی دیتے تو ان کی ماں جو ہمیشہ مالدار بہو لانے کے سپنے دیکھتی تھی کیا وہ کبھی اس کا رشتہ لیتی جو بچپن سے اپنے ماموں کے سہارے پلی بڑھی ہو""" ہر گز نہیں وہ کبھی اپنی اکلوتی کروڑوں کی جائیداد کی مالک بھتیجی پہ اس کو فوقیت نہیں دیتی جس

کی شادی بھی شاید اس کے ماموں نے ہی کرنی تھی"" وہ اسے وقتی اذیت دیتے اس اذیت سے نکال گیے تھے جو اس سے شادی کی خواہش کرنے پہ اسے اپنی کم شک آغا فارذ کے لیے خود سے زیادہ آئیگی اور یتیمی کا احساس دلاتی !!! اور بے مرحا یوسف کا وجود اہم تھا اور اسے تکلیف سے بچانے کے لیے چاہے انھیں اس کی نفرت بھی برداشت کرنی پڑتی تو وہ یہ بھی باخوشی کر جاتے۔

اشکِ ناداں سے کہو بعد میں پچھتائیں گے! آپ گر کر میری آنکھوں """""
سے کدھر جائیں گے؟

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب تیرے ذکر پہ ہم بات بدل دیتے ہیں۔۔۔ کتنی رغبت تھی تیرے نام سے پہلے پہلے !!

حور""""۔۔۔ہاتھوں میں الگ الگ شاپر پکڑے انھوں نے کمرے میں داخل ہوتے اسے پکار مگر جب نظر نماز پڑھتی حور پہ پڑی تو وہ مسکراتی ہوئی آئی اور شاپر بیڈ پہ رکھتی خود بھی وہی بیٹھتی اس کی نماز ختم کرنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

امی آپ اس وقت """"۔۔۔۔سلام پھیر کر اس نے بیڈ پہ بیٹھی اپنی امی کی اس وقت اپنے کمرے میں موجودگی کو دیکھتے پوچھا اور ساتھ انگلیوں کے پوروں پہ تسبیحِ فاطمہ پڑھنے لگی۔۔۔

نماز پڑھنے کے لیے اٹھی تھی تو سوچا تمھیں یہ سامان دے آؤں پھر دن چڑھتے ہی تم نے یونی کے لیے نکل جانا ہیں۔۔۔اس کے پوچھنے پہ انھوں نے بیڈ پہ پڑے شاپرز کی طرف اشارہ کرتے بتایا۔۔۔

تمھاری خالہ اور ارسلان آئیں تھے رات یہ منگنی کا جوڑا لے کر، تم سو گئی تھی تو اس لیے انھوں نے اٹھنا مناسب نہیں سمجھا تو میں نے سوچا تمھیں ابھی پکڑا آؤں تاکہ پہن کر ایک دفعہ دیکھ لوں خالہ کہہ رہی تھی کہ اگر کوئی فیٹینگ وغیرہ کا مسئلہ ہوا تو وہ چینج کروا لے گئی۔۔۔اس کے اشارے سے پوچھنے پہ انھوں نے

وضاحت دیتے خالہ کی دیر رات کی آمد کا حوالہ دیا تو تسبیح پڑھتے اس کے لب کچھ سانیہ کے لیے ٹھہرے۔۔۔

جی ٹھیک ہیں آپ رکھ جائیے میں چیک کرلوں گی""۔۔۔کچھ وقت بعد اس نے حوصلہ کرتے کہا اور دعا کے لیے سر سجدے میں رکھ گئی جس پہ اس کی امی کچھ دیر تک اس کی پشت کو سنجیدہ نظروں سے تکتی اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی نا جانے کیوں انھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کی فرمانبردار بیٹی اس رشتے سے خوش نہ ہو

۔۔۔

کچھ وقت بیتنے کے بعد اس نے سجدے میں جھکا سر اٹھا کر ہاتھوں کو منہ پہ پھیرا اور اک گیلی نم سانس اندر کو کھینچتے آنکھوں کو صاف کرتے جائے نماز سے اٹھی اور اس کی تہہ بنا کر صوفے پہ رکھا اور خود بیڈ پہ رکھے شاپرز کو بے دلی سے کھول کر دیکھنے لگی ہر چیز اس کی پسند اور معیار کی تھی، جوڑا، جیولری، سینڈلز، چوڑیاں اور بھی بہت کچھ تھا کچھ میک اپ کا سامان اور سب سے بڑی بات جوڑے کے میچینگ کا ایک بہت خوبصورت حجاب بھی تھا جس نے سب سے زیادہ اسے

متاثر کیا تھا، وہ جانتی تھی یہ سب ارسلان نے اپنی پسند سے لیا ہو گا مگر سب سے زیادہ جو اسے پسند آیا تھا وہ یہ حجاب ہی تھا۔۔۔

سارے سامان کو واپس شاپرز میں ڈالتے اس نے انھیں احتیاط سے الماری میں رکھا اور خود قرآن شریف اٹھائے اپنے بیڈ کی طرف بڑھی جبکہ اچانک نظر بیڈ پہ آڑھی ترچھی سوئی اپسرا پہ پڑی تو اس کی پیشانی پہ بل پڑے "فجر کا ٹائم نکل رہا تھا اور وہ تھی کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی، قرآن پاک کو سینے سے لگائے وہ توفن کرتی اس کے سر پہ پہنچی اور ایک جھٹکے سے اس پر سے بلینکٹ کھینچتے نیچے پھینکا

۔۔۔

اپسرا کی بچی اٹھو"" فجر کا ٹائم نکل رہا اور تم ہو کہ نیستیوں کی طرح سوئی پڑی ہو ۔۔۔ کندھا پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے حور نے غصے سے کہا تو وہ منہ بناتی اٹھ بیٹھی

۔۔۔

تو آپ بھی سو جائیں میں نے منع کیا ہیں۔۔۔ بلینکٹ نیچے سے اٹھتے اس نے سوئی جگی کیفیت میں اسے مشورہ سے مستفید کیا اور پھر بلینکٹ کو اچھے سے چاروں طرف سے دباتی لیٹ گئی۔۔۔

یہ لاسٹ ورانگ ہے اپسرا ورنہ میں ٹھنڈا پانی لا کر تم پر پھینکو گئی اور پھر خبر دار جو رونا مچا کرامی کو شکایت لگائی۔۔۔ایک بار پھر بلینکٹ کھینچتے اس نے صوفے پہ پھینکتے دھمکی لگائی تو وہ جو پھر سونے کی تیاریوں میں تھی منہ کے زاوئے الٹے سیدھے بناتی اٹھ بیٹھتی بیزاریت سے آنکھوں کو مسلنے لگی تا کہ آنکھوں پہ چھائی دھند ختم ہو سکے۔۔۔

شاباش جلدی وضو کر کے آکر نماز پڑھو کیونکہ نماز نیند سے بہتر ہے۔۔۔اسے خود کو گھورتا دیکھ وہ مسکرا کر اس کا شانہ تھپکتی ہوئی بولی اور اپنے بیڈ کی طرف بڑھی جبکہ وہ غصے سے پاؤں پٹختی واش روم کی طرف بڑھی اور اک زوردار آواز کے ساتھ واش روم کا دروازہ بند کیا جس پر لبوں سے قرآن پاک لگاتی حور کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے، یہ ان دونوں بہنوں کا روز کا معمول تھا اپسرا نماز پڑھتی نہیں تھی اور حور نماز پڑھے بغیر اسے چین سے رہنے نہیں دیتی تھی جس کا غصہ وہ ننھی بچی بے جان دروازے پہ نکالتی تھی """" اپنی حرکت پہ خود ہی مسکراتے اس نے قرآن وہاں سے کھولا جہاں کل اختتام کیا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

" ہم بنے ہی تھے تباہ ہونے کے لیے۔۔۔ تیرا ملنا تو بس ایک بہانہ تھا

صبح ہوگئی ہے مگر تمہارے لاڈلے کا کوئی اتا پتہ نہیں ہیں" اتنی غیر ذمیداری کی امید نہیں تھی مجھے حمزہ سے۔۔۔ چائے کے کپ ڈش سے اٹھاتے آغا ماموں نے پریشانی سے سر تھام کر بیٹھی حورے بیگم کو دیکھتے طنزیہ کہا۔۔
بس جہاں ہو میرے دونوں بچے خیر سے ہو"۔۔۔ان کے طنز کا برا منائے بغیر انھوں نے دھیمے سے کہا، رات سے ان دونوں کی غیر موجودگی سے ان کے دل کو ہول اٹھ رہیں تھے۔۔۔
انشاءاللہ وہ خیریت سے ہونگے، تم اٹھ کر کچھ کھاؤ شوگر لو ہو جائے گی۔۔۔
زبیدہ مامی نے تسلی دیتے انھیں کچھ کھانے کو کہا کیونکہ وہ صبح سویرے ہی ناشتہ کر لینے کی عادی تھی اور اب نو بج گیے تھے، جہاں اس وقت ہر کوئی ناشتہ کر کے

اپنے کاموں پہ جا رہیں ہوتے تھے وہاں آج سب بغیر ناشتہ کیے بے دلی سے ادھر اودھر پھرتے ان کی واپسی کی راہ دیکھ رہیں تھے۔۔۔

تابی ناشتہ تو کرتے جاؤ۔۔۔اسے کورٹ کے لیے تیار ہاتھ میں بیگ تھامے صدر دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ ڈائینگ پہ برتن لگاتی سبین مامی نے پیچھے سے آواز لگائی تو ڈرائینگ روم میں بیٹھے لوگ بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

نہیں چچی جان" بھوک نہیں ہے اور میں آلریڈی بہت لیٹ ہو چکا ہوں۔۔۔

دروازے میں کھڑے ہی اس نے سنجیدہ سے کہتے قدم پورچ کی طرف بڑھائے تو پیچھے زبیدہ مامی اپنے بیٹے کی حالت پر سر تاسف میں ہلاتی رہ گی جانتی تھی جب تک اس کی بابلز نے خیر سے گھر نہیں آجانا تھا تب تک ان کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی اس نے کھانا نہیں کھانا تھا۔۔۔وہ پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کو ان لوک کرتا ابھی بیٹھنے ہی لگا تھا جب چوکیدار کے کھولے گیے گیٹ سے حمزہ کی گاڑی اندر آتی پورچ میں کھڑی اس کی گاڑی کے عین قریب آتے رکی تو تراب جو پیسنیجر سیٹ پہ بیٹھی اپنی زخمی بابلز کو دیکھتے ساکت ہوا تھا گاڑی اپنے قریب آکر رکتی دیکھ فوراہوش میں آتا اس کی طرف لپکا۔۔۔

آرام سے بچے""""۔۔۔ تراب کو اگنور کرتا وہ اس کی طرف گھوم کر آیا اور دروازہ کھولا کر اسے سہارا دیتے باہر نکلا۔ اس سے پہلے وہ اسے لے کر اندر کی طرف بڑھتا تراب راستے میں حائل ہوا اور اسے خشمگین نظروں سے گھورتا روحی کو فورا اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔

مجھے تجھ سے اتنی کمینگی کی امید نہیں تھی کمینے۔۔۔ جبڑے بھینچے وہ سرد نظروں سے اسے بھسم کر دینے کے انداز میں گھورتا بولا جو کمال اطمینان کا مظاہرہ کرتے ڈھیٹائی سے کھڑا تھا۔۔۔

کیسا ہے میری جان کا ٹوٹا"""" کہاں لگی چوٹ ؟ درد تو نہیں ہو رہا زیادہ ؟۔۔۔

فکر مندی سے اس کے ماتھے اور تھوڑی پہ ہوئی بینڈیج پہ انگلیاں پھیرتے تراب نے بے چینی سے پوچھا۔ سیاہ آنکھوں میں اس کے لیے واضح فکر تھی جسے دیکھتے حمزہ کے اندر ایک سکون سا سرائیت ہوا تھا کہ کوئی ہے جو اس سے زیادہ بھی اس کی بہن کو چاہ سکتا ہے اور اس کی چاہت کو دیکھتے حمزہ نے بہت جلد ایک فیصلہ لینے کی ٹھانی تھی۔۔۔

اس کے پاؤں میں بھی درد ہے سو پلیز اسے اندر لے جانے دے اور تو نکل اپنے کورٹ کے لیے ویسے بھی عدالت لگ گئی ہو گئی ہوں""" ۔۔۔اس کے پوچھنے پہ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی حمزہ نے اسے چھیڑنے کو طنز مارا جو کورٹ جانے کے لیے بس نکلنے ہی والا تھا۔۔۔

تو تو اپنی بکواس بند ہی کر" عدالت تو بچو اندر لگی ہے جہاں تیری سزا کا فیصلہ آغا ابرہیم کرئے گے۔۔۔ کھا جانے والے انداز میں بولتے تراب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس منہ نوچ لے جو اسے تڑپا کر خود سکون سے کھڑا اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔۔

۔بھیا"""ہمیں 'درد ہو رہا ہیں۔۔۔۔ان دونوں کی لفظی گولہ باری سے گھبراتے اس نے مریل سی آواز میں ان کی توجہ اپنی طرف کروانی چاہی تاکہ اس کے بیمار ہونے کا ہی احساس کرتے وہ اسے اندر لے جائے خود تو جانے سے قاصر تھی

۔۔۔

اوو سوری سوری میری گڑیا""" آؤ ہم اندر چلتے ہیں اور یہ گھٹیا شخص یہی کھڑا رہے گا کیونکہ اندر سب اس کے خون کے پیاسے بنے بیٹھے ہیں۔۔۔ حمزہ کو طنزیہ

نظروں سے دیکھتا وہ اس پر اندر کے حالات آشکار کر گیا تھا جس کا اندازہ اسے پہلے ہی تھا اور مرحا کو اپنا سہارا دئے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

بھائی بھابھی سب آجائے ناشتہ لگ گیا ہیں""""۔۔۔رانی کے سنگ ناشتہ لگاتی سیبن مامی نے ٹیبل پہ چائے کا تر ماس لا کر رکھتے سب کی طرف دیکھتے تیز آواز لگائی۔دل تو ابھی کسی کا نہیں تھا مگر سب رات کے جگے ہوئے تھے ناشتہ تو ضروری ہو گیا تھا۔۔۔

چلو آؤ شاباش اٹھو""""۔۔حورے بیگم کو زبردستی کھڑا کرتے زبیدہ مامی انھیں ٹیبل کی طرف لے جانے لگی تو مرد حضرات جن میں اس وقت تین ماموں کے علاوہ کوئی اور لڑکا نہیں تھا" مہتاب مامی اور ان کے فرزند آغا ہاؤس ہی تھے اور یہاں کے فرزند صبح سات بجے نیند سے بے حال ہوتے اب اپنے کمرے میں سو رہیں تھے۔۔۔۔

میں تو کہہ رہا ہوں اگر اب بھی حمزہ نہ آیا نہ میں تو تھانے جا کر رپورٹ درج کروا دونگا۔۔۔ڈائینگ کی طرف جاتے فرقان ماموں نے اپنا تیار کردہ پلین بتایا ۔۔۔

اور جا کر کیا کہو گے کے ہمارا اپنا بیٹا اپنی ہی سگی بہن کو لے کر نہ جانے رات سے کس ہسپتال میں خوار ہو رہا ہیں بغیر کسی بڑے کو بتائے۔۔۔ سکندر ماموں نے ان کے پلین پر طنزیہ آئیبر واچکائیں پوچھا۔۔۔

کہی جانے کی کیا ضرورت ہے وہ سامنے سے چلا آرہا ہے ہمارا سپوت کارنامہ سر انجام دئے۔۔۔ دروازے سے اندر آتے حمزہ کو دیکھتے آغا ماموں نے سرد سے لہجے میں کہا تو ان دونوں کی نظریں بھی اس پر اٹھی جو تراب اور روحی کے اگے تھکا سا چلتا ہوا آرہا تھا۔۔۔

تم آجاؤ ایک دفعہ میرے ہاتھ نہ تمہیں مار مار کر تمہاری ڈاکٹری باہر نکالی تو میرا نام بدل دینا تم۔۔۔ سکندر ماموں وہی کھڑے تیز آواز میں بولے تو حمزہ کے بڑھتے قدم یکلت رکے اور اپنی ماں کی طرف معصوم نگاہوں سے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہوں کہ اپنے چنگیز خان بھائیوں سے آکر بچائے جو لائین سے کھڑے اسے بھوکے شیروں کی طرح گھور رہیں تھے۔۔۔

ہائے ماں صدقے """ میری بچی آگئی۔۔۔۔ سب سے پہلے ہوش کرتی زبیدہ مامی اس کی طرف بھاگی جو تراب کے سینے سے لگی نڈھال سے کھڑی تھی۔۔۔

ایسے کیوں گھور رہیں جیسے کھانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟؟۔۔۔تینوں ماموں کو خود کی طرف خشمگین نظروں سے گھورتے دیکھ حمزہ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے داڑھی کھجاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

تمہیں کھانے کا نہیں گھر سے نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم!!!

یتیم کو گھر سے نکالے گے آخرت میں بخشش نہیں ہو گی!۔۔۔آغا ماموں کے دو ٹوک بات پہ وہ ڈھیٹائی کا اعلی مظاہرہ کرتے بولا۔لہجہ بالکل نورمل رکھا تھا کہ کسی کو اصل بات کا گماں نہ گزرے۔۔۔

ہماری تو آخرت میں نہیں ہو گی نہ مگر تمہاری یہاں بھی نہیں ہو گی۔۔۔سکندر ماموں نے اس کی جوابی کاروائی پہ سلگتے ہوئے کہا ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری۔۔

کیسے گر گئی روحی """ کتنی بار کہا ہے انسان بن کر اترا کرو مگر نہیں تم سنتی ہو کسی کی۔۔۔صوفے پہ اس کے قریب بیٹھتے حورے بیگم نے اس کے زخموں کا معائنہ کرتے اسے نرم ڈانٹ پلائی۔۔۔

تم کچھ دیر اپنی ڈانٹ کو پینڈنگ پہ ڈال دوں'''بچی کی حالت دیکھو کتنی چوٹیں آئی ہیں اسے۔۔۔مرحا کو اپنے حصار میں بھرتی وہ حورے بیگم کی ڈانٹ پہ غصے سے انھیں گھورتی ہوئی بولتی ان کی توجہ اس کے زخموں پہ کروانے لگی۔۔۔

یار پلیز بیٹھنے تو دے''''رات بھر کا اجگا ہوا ہوں۔۔۔اسے زخمی دیکھے سب اس کی آو بھگت میں لگ گیے تھے مگر جس نے اپنی نیند حرام کر کے ان کی شہزادی کا خیال رکھا تھا اسے بیٹھنے تک نہیں دے رہیں تھے۔۔۔

اور جو ہمارا چین خراب کرر کھا تھا تم نے رات بھر سے وہ!!!۔۔۔فرقان ماموں نے بھانجے کی ہٹ دھرمی پہ جبڑے بھینچے کہا۔۔۔

ماما!!!۔۔جب ان کے سامنے اپنی دال نہ گلتی نہ نظر آئی تھی تو اس نے بچوں کی طرح منہ بسورتے اپنی ماں کو دیکھتے شکایت لگانی چاہی جو خود بھی بیٹے کو بھلائے بیٹی میں مصروف ہو گیں تھی۔۔۔

تمہاری سزا ہیں یہ''''''۔۔۔۔اپنی ننھی بیٹی کو سینے سے لگا کر اپنی ممتا کو ٹھنڈک پہنچاتی وہ اس کی طرف بغیر دیکھے بولی تو اس کا منہ مزید لٹکا اپنی ماں کی غداری پہ ۔۔۔

ماموں "جان پلیز"" "بھیا نے ہمارا"" "بہت خیال 'رکھا تھا۔۔۔اپنے بہادر بھائی کو بچوں کی طرح منہ بناتے دیکھ بلاآخر اس نے ہمت کیے کہا جو کب سے اپنے ماموں کو اس کی کلاس لیتا دیکھ رہی تھی جبکہ اپنی بہن کی محبت پہ وہ.جی جان سے نہال ہوا۔۔۔

بھیا صدقے اپنی چھوٹی سی بہنا پر """""۔۔۔دونوں ہاتھوں سے اس کی بلائیاں لیتا وہ مسرور سا بولا۔ان دونوں کے چہروں سے رات رونما ہوئے واقع کے کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔۔

اگر یہ میری بیٹی کا خیال نہ رکھتا نہ تو میں نے اس ذلیل شخص کو گھر میں گھسنے نہیں دینا تھا۔۔۔ مسکراہٹ ضبط کرتے حمزہ کو دیکھ کر وہ اس پر دو حرف بھیجتے اپنی عزیز جان بھانجی کی طرف بڑھے جو انھیں اپنی سگی اولاد سے بھی زیادہ عزیز تھی۔۔۔

شکر مناؤ روحی کی وجہ سے تمہاری بچت ہو گئی ورنہ رات سے بھائی جان جتنا غصے میں تھے نہ یا تو تمہارا منہ ٹوٹنا تھا یا تمہارا موبائل جسے تم پاور آف کیے سکون سے بیٹھے تھے۔۔۔آغا ماموں کو روحی کو سینے سے لگاتا دیکھ فرقان ماموں نے اس کے

شانے کو تھپکتے بتایا تو حمزہ نے اپنی بہن کو ہزاروں دعائیں دی جس نے اس کا منہ اور موبائل دونوں ٹوٹنے سے بچا لیا تھے۔۔۔

میری حسین شہزادی کو تو نظر ہی لگ گی ہیں دیکھے بھابھی کتنی بڑے بڑے ٹانکے لگائے ہسپتال والوں نے۔۔۔ ہلکے سے اس کی تھوڑی کی بیڈ بنج کو ہٹاتی سبین مامی دل پہ ہاتھ رکھتی ہوئی افسردہ سی بولی تو تراب نے اپنی چچی کی بچوں جیسی حرکت پہ سر نفی میں ہلایا۔۔

چچی جان بینڈ تج نہ ہٹائے جراثیم لگ سکتے ہیں۔۔۔۔ واپس سے اس کی پٹی ٹھیک کرتے تراب نے نرمی سے انھیں بتایا تو وہ فوراً سرہاں میں ہلاتی اس کے باقی زخم دیکھنے لگی۔۔۔

اگر آئیندہ تم نے اس طرح کی کوئی حرکت کی نہ حمزہ یوسف تو قسم کھاتا ہوں تم بچو گیے نہیں میرے عتاب سے۔۔۔ اپنی لاڈلی کو بانہوں میں بھرے آغا ماموں نے روعب دار سنجید گی سے وران کیا تو وہ اچھے بچوں کی طرح سر ہلاتا اوپر کمرے کی طرف بڑھا فریش ہونے کے لیے پیچھے اب تمام گھروں والوں کی محبت میں وہ

اکلوتی شہزادی سکون سے آنکھیں موندا اپنے ماموں کے مضبوط سہارے میں مقید تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ پرندہ جسے پرواز سے فرحت ہی نہ تھی۔۔۔ آج تنہا ہے تو میری دیوار پہ آبیٹھا ہے !!

بے بی ڈریگن "آئندہ اسٹیر ز آرام سے اترنا ہم روز روز ایسا حادثہ برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔ بیڈ کروان سے ٹیک لگا کر بیٹھی مرحا کے کندھے کے گرد بازو حمائل کر کے بیٹھے فواد نے اسے احتیاطی تاکید کی تو اس نے فوراً اچھے بچوں کی طرح سر ہلایا۔۔۔

تمھیں درد تو نہیں ہو رہا بھنڈی""""۔۔۔ تراب کو اس کی بینڈ تج جینج کرتا دیکھ حیدر نے ایسا منہ بناتے پوچھا جیسے اس کا درد وہ محسوس کر سکتا ہوں جبکہ حیدر کے پوچھنے پہ بھی وہ دھیرے سے سر نفی میں ہلا گئی۔۔۔

کہی خیر سے تم گونگی تو نہیں ہو گی جو ہر بات میں سر ہلاتی جا رہی ہوں۔۔۔اسے تین چار باتوں میں سر ہی ہلاتا دیکھ داؤد نے چھوٹی آنکھیں کیے اسے غور سے دیکھتے پوچھا تو ننھی پیشانی پہ حسبِ عادت ننھا بل پڑا جسے گردن پہ ایلاسٹک بینڈ تج لگاتے تراب نے باخوبی نوٹ کیا تھا۔۔۔

تھینکس بھیا""""اور تم نے لازمی ہماری زبان سے کچھ سننا ہیں۔۔۔تراب کی طرف نرم مسکراہٹ اچھل کر بولتی وہ داؤد کو خونخوار نظروں سے گھورتی بولی تو بدلے میں اس نے سکون کا سانس لیا گویا قوتِ گوئی سلامت تھی اس ڈائن کی

درد تو نہیں میرے بچے کے "۔۔۔فرسٹ ایڈ بکس سائیڈ پہ رکھتے تراب پوری طریقے سے اس کی طرف متوجہ ہوتا فکر اور پریشانی کے ملے جلے تاثرارت لیے اس سے پوچھنے لگا جواب فواد کے کندھے پر سر ٹیکا کر بیٹھی تھی۔۔۔

ہنہمم """ بالکل نہیں آپ کے ہاتھوں میں جادو ہے "۔۔۔ سرخ پتھر سے سجے ہاتھ کو اپنے ننھے منے ہاتھوں میں بھرتی وہ اک مان سے بولی تو تراب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ آج اس لڑکی کی وجہ سے وہ اپنی کتنی امپورٹنٹ میٹنگ کینسل کر گیا تھا جس پر جھوٹ اپنے ایکسیڈنٹ کا بولا گیا تھا۔۔۔

اوئے اٹھ چل کر اسائیمینٹ بنائے اس بھنڈی کی تعزیت """ مطلب عیادت کرنے سے پروفیسر نے نمبر نہیں دینے۔۔۔ داؤد کو ٹھوکا مارتے حیدر نے اس چڑیل کی طرف دیکھتے کہا مگر غلط لفظ پہ دونوں کی گھوریوں کو دیکھتے لفظ کی تصحیح کر گیا۔۔۔

اوکے بائے بھنڈی سی یو سون """۔۔۔ اس کے گال پہ ہلکا سا تھپڑ لگا کر کہتے داؤد نے باہر کی جانب دوڑ لگائی کہ کہی اس کے اوور پوزیسیو بھائیوں کے ہاتھوں درگت نہ بن جائے اس کی اور اس کے پیچھے ہی حیدر نکلا کہ کہی اس کی شامت اس پر نہ اتر جائے۔۔۔

ڈونٹ بی وریڈ یو آل """ آئم ایبسیولوٹلی فائین۔۔۔۔ ان دونوں کی حرکت کو بھلائے ان تینوں کے چہروں پہ سبھی اپنے لیے فکر مندی دیکھے اس نے بڑی سی

مسکراہٹ چہرے پہ سجائے انھیں ہلکا پھلکا کرنا چاہا اور ساتھ ایک خاموش نظر بالکینی کے دروزاے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے حمزہ پہ ماری جس پر وہ مدھم سا مسکرا گیا۔۔۔

یو ڈونٹ نو بے بی """" ہم رات اتنا ڈر گیے تھے کہ سانس لینا دو بھر لگ رہا تھا، زندگی میں پہلی دفعہ محسوس ہوا تھا کہ جان سے پیارا شخص جینے کے لیے کتنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔اس کی ذرا سی تسلی دینے پہ فواد اسے سختی سے سینے سے لگاتا رات بھر کی اپنی وہ اذیت یاد کرتا بولا جو اس نے ساری رات مبین منزل سے آغا ہاؤس کے چکر لگاتے کاٹی تھی۔۔۔

یو فلرٹنگ ود می۔۔۔اس کی سخت گرفت پہ مچلتی وہ اس کے سینے سے سر اٹھا کر آئیبر وا چکاتی بولی۔آنکھوں میں بلی جیسی شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔

بالکل کیونکہ اگر باہر کسی کے ساتھ کی تو گال سرخ ہونے کا خطرہ ہو گا ہے۔۔۔۔

اس کی بات پہ اتفاق کرتے وہ مسکنیات سی منہ پہ سجاتا بولا تو وہ ہنستی ہوئی اس کے گال کھیچنے لگی۔مرحا کی فکر میں وہ اس وقت حور کو بھلائے ہوا تھا۔

یور آمائے لٹل بچا""۔۔۔شدت سے اس کے سر پہ بوسہ لیتے اس نے ایک بار پھر اسے حصار میں لیا تو تراب نے ضبط سے موٹھیاں بھینچی،اور سرد نگاہوں سے اسے گھورتے اس نے اپنا موبائل نکالا اور میسج ٹائپ کرتے اس کے نمبر پہ سینڈ کیا ۔۔۔

ایک منٹ گڑیا۔۔۔موبائل کی میسج رنگ ٹون پہ اس نے مرحا کو اپنے حصار سے آزاد کرتے کہا تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور اس نے موبائل پوکٹ سے نکالتے سکرین ان لوک کی جہاں اوپر نوٹیفیکشنز میں "دالوئر بھیا" کے نام سے میسج شو ہو رہا تھا""اس کے کندھے سے اپنا ہاتھ ہٹالو ورنہ میں توڑ دونگا"اس نے میسج پڑھتے اچنبھی نظروں سے اس کی سمت دیکھا جو بڑے مزے سے اس کی بہن کو اپنے حصار میں لیے بیٹھا اب پر سکون سا نظر آرہا تھا۔۔۔

موجوجو جیلیس ہو رہا ہے اپنے ہینڈسم سالے سے""۔۔۔شرارت سے مسکراتے اس نے فٹافٹ ٹائیپینگ کرتے سینڈ کیا اور خود اٹھ کر کب سے خاموش نگاہوں سے مرحا کو تکتے حمزہ کی طرف بڑھا۔۔۔

یہاں کیوں کھڑے ہیں؟۔۔۔اس کے قریب آتے فواد نے سرسری سا پوچھا اور اس کے ساتھ ہی کھڑا ہوتا باہر کا ویو دیکھنے لگا۔۔۔

ویسے ہی!!!!۔۔۔ جلتی آنکھوں کو بند کرتے کھولا۔۔

آپ روحی کو لے کر پریشان ہیں تو ریلیکس بھیا" شی از فائین۔۔۔ مرحا کے لیے اسے پریشان ہوتے دیکھے فواد نے اس کے کندھے پہ ہاتھ تھپکتے کہا۔۔۔

ڈاکٹر کا کہنا ہے وہ مینٹلی ڈسٹرب ہیں!۔۔۔۔ تراب کے حصار میں پرسکون ہو کر بیٹھے اپنے چھوٹے سے چوزے کو دیکھتے حمزہ نے سختی سے آنکھیں میچتے اسے بتایا تو وہ جو بالکینی سے باہر دیکھ رہا تھا اس کی بات پہ حیران ہوتا پلٹا۔۔۔

!مینٹلی ڈسٹرب بٹ وائے؟؟؟

!!! آئی ڈونٹ نو"بٹ شی"ز تھینکینگ کہ روحی کو کسی دماغی ڈاکٹر

شٹ اپ بھیا!! یہ کیا فضول بکواس ہے آپ نے سن بھی کیسے لی روحی کے متعلق یہ بات!!۔۔۔درشتگی سے اس کی بات کاٹتے فواد نے سرد مگر دھیمے لہجے میں پوچھا، مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ بجائے اس ڈاکٹر کا منہ توڑنے کے آپ آکر مجھے یہ بات بتا رہیں ہے۔۔۔

فیمل تھی گدھے!!!۔۔اس کے منہ توڑنے والی بات پہ وہ سر نفی میں ہلاتا اس کے سر پہ چپت لگاتا ہوا بولا مگر دوسری طرف سنجید گی ہنوز قائم تھی۔۔

جو بھی تھی اس کو حق نہیں پہنچتا وہ ہماری روحی کے خلاف کوئی بات کرے"""" اینڈ آئی ٹولڈ یو بھیا خبر دار جو آپ روحی کو لے کر کہی گیے۔۔۔اس کی بات کو ہوا میں اڑاتے اس نے انگلی اٹھائے وارننگ دی۔۔۔

خیر اس بات کا ذکر تم گھر میں کسی کے ساتھ نہیں کرو گے۔۔۔اس کی وارننگ پہ سر کو خم کرتے اس نے فواد کی یقین دہانی چاہی جس پر وہ سنجید گی سے سر اثبات میں ہلا گیا۔۔۔

آپ کورٹ کیوں نہیں گیے؟۔۔۔۔سینے پہ رکھے سر کو اٹھا کر اس نے اس کے چہرے کی سمت دیکھتے سوالیہ پوچھا تو وہ جو اس کے سر میں انگلیاں چلاتا رات بھر کی بے سکونی کے بعد اب سکون سے آنکھیں موند گیا تھا اس کے سوال پہ سرخ آنکھوں کو کھولے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

میری موجودگی ناگوار گزر رہی ہیں؟؟۔۔۔سوال کے جواب میں بدلے اس نے بھی سنجیدگی سے سوال پوچھا تو معصوم چہرے پہ حیرت انگیز تاثرارت چھانے لگے جیسے اسے اس قسم کے سوال کی توقع نہ ہو۔۔۔

آپ نے ایسے "کیوں کہا؟ آپ کی موجودگی 'ہمیں کیوں ناگوار گزرے گئ ۔۔۔آنکھوں میں نمی لیے وہ اس کی طرف دیکھتی خفگی سے بولی، اسے نے تو ویسے ہی پوچھا تھا کہ جب وہ لوگ آئیں تھے تو وہ کورٹ کے لیے جارہا تھا اس لیے اس کے نا جانے کی وجہ پوچھ بیٹھی اگر اسے ذرا سا بھی پتہ ہوتا کہ وہ ہرٹ ہو جائیں گے تو وہ نہ پوچھتی۔۔۔

ہیی سوہنے آئم جسٹ کیڈرینگ """۔۔اس کی آنکھوں میں اترتی نمی کو دیکھتے تراب کی ساری مستی جاسوئی اور وہ فوراً اسے بے چین ہوتے بولا مگر جب تک آنسو پلکوں کی دہلیز پار کر چکے تھے۔۔۔

تراب """"""۔۔۔اس کے آنسو دیکھتے حمزہ نے سرد سے لہجے میں اسے پکارا اور فوراً اپنی بہن کو اپنی بانہوں میں بھرتا اسے خشمگین نظروں سے گھورنے لگا جو اپنے مذاق پہ شرمندہ سا ہو گیا تھا۔۔

بھیا" بہت بب " برے ہیں۔۔۔اس کے معمولی سے الفاظ بھی معصوم زخمی دل کو دہکا گیے تھے جس کا اندازہ بھی اسے نہ تھا اگر اس کی تکلیف کا علم ہوتا تو کبھی بھول کر بھی نہ کہتا۔۔

ششش چپ""""میری گڑیا کچھ نہیں ہوا۔۔۔نرمی سے اس کے سر کو سہلاتے حمزہ نے اسے خاموش کروانا چاہا،وہ تراب کی بات سن چکا تھا اور اتنی معمولی بات پہ اس کا یوں موڈ سوئینگ کر کے اس طرح رونا کہی نہ کہی ڈاکٹر کی کہی بات کو سچ ثابت کر رہا تھا جو حمزہ کے لیے کافی پریشان کن بات تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم کہ روٹھی ہوئی رت کو بھی منالیتے تھے۔۔۔ہم نے دیکھا ہی نہ تھا موسمِ ہجراں جاناں !!

موسمِ سرما کی اک ٹھنڈی اور خاموشی میں لپٹی شام دریچوں و آنگنوں میں اتری تھی، دسمبر کی یخ بستہ ہواؤں اور سردی کی بڑھتی شدت نے بچوں کی موجے کرواتیں حکومت کو چھٹیاں جلد دینے پہ مجبور کر دیا تھا، گلاس وال کھلی ہونے کے باعث ٹھنڈی ہوائیں بڑی دلیری کے ساتھ سفید ماربل سے بنے منی لاونج میں گھوم رہی تھی، حسبِ توقع آج گھر کا نقشہ کچھ بہتر معلوم ہو رہا تھا" ٹاول اسٹینڈ پہ لٹک رہا تھا شوز اور سوکس گیٹ کے پاس رکھے شوز ریک میں ترتیب سے پڑے تھے گویا ہر وہ چیز جو ہمیشہ اپنا راستہ بھٹکی ہی نظر آتی وہ آج سب اپنے اصل مقاموں پہ پڑی تھی۔۔۔

ہواؤں میں لپٹا ہوا میں " گزر جاؤں گا تم کو چھو کے "۔۔۔اوپن کیچن میں شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس کھڑے شخص نے کپ میں کوفی پھینٹتے اپنی سریلی آواز میں موسم کے تیور دیکھتے گنگنایا۔۔۔

اگر من ہو تو روک لینا""""۔۔۔ہوٹ ملک کوفی میں میکس کرتے اس نے پھر اپنا سحر چلانا چاہا پر اس کا مصرعہ مکمل ہونے سے پہلے لاونج کے سینٹرل ٹیبل پہ پڑا فون رینگ ہوا۔۔۔

اوف اہوایک تو یہ ظالم سماج مجھے کبھی سنگر نہیں بننے دے گا۔۔۔اپنے خوبصورت گانے کے دوران فون کے بجنے پہ وہ منہ بسورتا ہوا کوفی کا کپ ہاتھ میں تھامے کیچن سے نکل کر لاونج میں آیا جہاں ٹیبل پہ رکھا حارث کا فون بج رہا تھا۔۔۔

ایک تو اس برؤانی کو سکون نہیں ہے""۔۔۔حارث کے فون پر آتی حور کی کال کو دیکھتے وہ کوفی کا گھونٹ بھرتا بڑبڑایا اور مردانہ سوفٹی میں مقید پاؤں کو حرکت دیتا حارث کے روم کی طرف بڑھا۔۔۔

اوہو کٹ گئی""۔۔۔دروازہ کھول کر وہ ابھی اندر اینٹر ہوا ہی تھا جب بجتا فون خاموش ہوا تو اس نے سر نفی میں ہلاتے نیم اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں نظر دوڑائی"سفید اور مرون کوبمینیشن سے سجا کمرہ اس وقت ہیٹر کی گرمائش سے راحت بخش ہو رہا تھا،ڈریسنگ پہ اس کے مہنگے پرفیومز کی کلیکشن سجی ہوئی تھی،بیڈ کے ساتھ رکھے صوفہ کم بیڈ پہ اس کی جیکٹ بے ترتیب پڑی ہوئی تھی جو آج وہ یونی پہن کر گیا تھا،سائیڈ ٹیبل پہ اس کا والٹ اور گاڑی کی کیز پڑی ہوئی تھی

اور وہ خود بڑے سے بیڈ پہ سردی کے موسم میں شرٹ لیس اوندھا گرا سو رہا تھا ایسے کے بلینکٹ نے صرف اس کی آدھی کمر ڈھانپ رکھی تھی۔۔۔

یہ ہینڈ سم کمینہ مجھے بائے سیکچول (ہم جنس کی طرف راغب ہونا)/بنا کر ہی چھوڑے گا""۔۔۔اس کی چوڑی باڈی بلڈر جیسی بیک اور تکیے کو دبوچے بازوں کے ابھرتے ڈمبلز کو دیکھتے معتصم نے معصومیت سے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے کہا کہ ایک بار پھر فون زور و شور سے بجنے لگا۔۔۔

اوئے کمینے خود تو سکون سے سویا پڑا ہے اور تیری اس بہن نے میرے کان کے پردے زخمی کر دیا ہے فون کر کر۔۔۔اسے بازو سے جھنجھوڑتے معتصم نے کوفت میں مبتلا ہوتے بجتے فون کو اس کے کان سے لگایا، وہ جو یونی سے آ کر اتنا مدہوش ہو کر سویا تھا کہ وقت کا اندازہ نہ رہا اب اپنے کان کے قریب بجتے "آنکھ لڑی بدو بدی" موقع ملے کدی کدی" سنتے ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا تا سرخ ہوئی نظروں سے اسے گھورنے لگا جو موبائل بیڈ پہ پھینک کر اب سکون سے صوفے پہ دارز ہوتا گرما گرم کوفی سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔اس کو کچھ کہنے کے بجائے

اس نے پہلے موبائل میں بجتے اس واہیات گانے کو میئوٹ کیا جو نا جانے کب وہ کال ریگینگ پہ سیٹ کر گیا تھا۔۔

ارے بند کیوں کر دیا اتنا تو اچھا گانا ہے '' کل نئی کسی نے ویکھی مزہ لیے آج دا' آج دا۔۔ نیند سے بھری آنکھوں میں خشمگین لیے خود کی طرف تکتے حارث کو دیکھتے اس نے جملہ مکمل کیا۔۔۔

تجھ پر اور اس گانا گانے والے دونوں پر۔۔۔ ''''۔۔۔ماتھے پہ تیوری چڑھائے حارث نے پانچوں انگلیاں کھول کر اس کے چہرے کے سامنے کرتے کہا تو بدلے میں ائیر فریشنر سے مہکتے کمرے میں معتصم کا خوبصورت قہقہ گونجا۔۔۔ نہ کر چاہت فتح علی خان جی ناراض ہو جائینگے ''''''۔۔۔ہنستے ہوئے اس نے حارث کو مزید زچ کرنا چاہا پر اس سے پہلے وہ اپنی نیند خراب کرنے کے بدلے اس کا منہ توڑتا حور کی آتی تیسری کال دیکھتے حارث نے بغیر دیر کیے اٹھاتے کان سے لگایا۔۔۔

سو رہا تھا یار """آج اسائیمینٹ ورک نے تھکا دیا۔۔۔دوسری طرف چھوٹتے ہی اس کی غفلت کا سبب پوچھا گیا تھا جس پہ اس نے تھکان زدہ لہجے میں بالوں میں ہاتھ پھیرتے بتایا۔۔۔

تم بتاؤ آئی تھی آج؟۔۔۔اب وہ بیڈ کروان سے ٹیک لگا کر بیٹھتا ٹانگ پہ ٹانگ رکھے دونوں پاؤں کو جھلاتا ہوا پوچھنے لگا تو دوسری طرف حور سوال کا جواب دینے لگی۔۔۔

اچھاااا"""کونگریجولیشنز"""۔۔۔۔اس نے ضرور اسے اپنی منگنی کے بابت بتایا تھا جس پر کچھ دیر تو وہ ساکن ہوا اور پھر چہرے پہ بغیر کسی مسکراہٹ کی جھلک لائے سنجیدگی سے بولا تو وہ جو کب سے لاپرواہ بنا کوفی کے گھونٹ بھرتا اسے نہار رہا تھا مبارک باد کی بات پہ فوراالرٹ ہوتا بیٹھا۔۔۔۔

انشاءاللہ پوری کوشش کرونگا"""چلو میں پھر بات کرونگا۔۔۔۔اس کے آمد پہ اصرار کرنے پہ حارث نے تسلی دیتے فوراسے کال کٹ کرنے کی گزارش کی تو وہ الوادعی کلمات کہتی فون بند کر گئی کیونکہ حور نے اس کی آواز سے اندازلگالیا تھا

کہ وہ ابھی نیند میں ہیں جبکہ اس کی نیند تو اڑ چکی تھی اپنے یار کے بارے میں سوچ کر۔۔۔

کس بات کی مبارک باد دے رہا تھا اس سڑی ہوئی براؤنی کو؟؟؟۔۔۔اسے فون بند کر کے بیڈ پہ ڈالتے دیکھ معتصم نے جھٹ پوچھا۔۔۔

حور'ز انگیجمینٹ از اون سنڈے "اینڈ شی ہیز انوائیٹیڈ آس بوتھ"۔۔۔ سنجیدگی سے اس نے فون کال پہ ہوئی اپنی اور حور کی بات بتائی تو معتصم نے حیرت سے اسے دیکھا مگر پھر جلد ہی اپنی حیرت پہ قابو پا گیا۔۔۔

یو گو "آئی ہیو نو انٹرسٹ "مل گیا ہوگا اپنا جیسا کوئی سڑا ہوا بسکیٹ تبھی ہمارے یار کی قدر نہ کی" دیکھنا بہت پچھتائے گئی۔۔۔جلے بھنے انداز میں کہتا وہ حور کو اچھے القابات سے کوس رہا تھا جس نے فواد کی محبت کی قدر نہیں کی۔۔۔

معتصم ڈونٹ کروس یور لیمٹس"۔۔۔اسے فواد کے لیے دلی برا لگ رہا تھا مگر وہ حور کی خوشی میں بھی خوش ہونا چاہتا تھا تبھی اسے مزید بولنے سے ٹوک گیا۔۔۔

آئی نو مائے لیمٹس ویری ویل"""یو ڈونٹ ٹیچ دیم"""۔۔۔حارث کا حور کی سائیڈ میں بولنا اسے بہت ناگوار گزرا تھا۔۔۔

آئی ڈیڈ 'نوٹ ٹیچ یو'' آئی جسٹ وانٹ، ڈونٹ بلیم ہر واٹ از ہیپنیگ از دئیر فیٹ۔۔۔ غلطی دونوں کی تھی نہ حور نے اس کی محبت کا بھرم قائم رکھنا چاہا اور نہ فواد نے اس مسئلہ کا کوئی حل نکالا دونوں اپنی اپنی اناؤں میں رہے مگر پھر قصوار صرف حور کا ہی کیوں نکالا جا رہا تھا۔۔۔

واٹ ائیور ''اٹ واس '' پر میں فواد کو ناراض کر کے اس کی خوشیاں اٹینڈ نہیں کر سکتا'''' ویری سوری۔۔۔ اٹل اور حکمیہ انداز میں کہتا وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا جبکہ حارث سر تاسف میں ہلاتا اس کی پشت دیکھنے لگا۔۔۔

اور ہاں !!!۔۔۔ اس نے دروازے کی نوب پہ ہاتھ رکھا ہی تھا جب کچھ یاد آنے پہ واپس مڑتا سنجیدگی چہرے پہ سجائے بولا تو حارث اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھتا سامع تابع بنا کہ شاید وہ بہت ضروری بات کرنے والا ہو۔۔۔

شرٹ پہن کر سویا کر بندہِ بشر ہوں کبھی بھی بہک سکتا ہوں '' بعد میں مجھے بلیم نہ دیتے پھرنا۔۔۔ اس کے شرٹ لیس سینے کو بے باکی سے دیکھتے معتصم نے فلرٹنیس کی حد کر دی جبکہ وہ جو بہت تجسس سے اس کی بات سن رہا تھا اس کا بس

نہیں چلا کے اس لفنگے کا گلا دبا دے جو لڑکیاں ہونے کے باوجود اپنے دوست پر لائینیں مار رہا تھا۔۔۔

اور جس دن تو بہکانہ اس دن مجھے بھی ایک خون معاف ہوگا""" باسٹرڈ۔۔۔اس کی معنی خیز بات پہ وہ دانتوں کو پیستے ہوئے بولا تو بدلے میں وہ کمینگی ہنسی ہنستا باہر کی طرف بڑھا اور حارث دونوں باہیں پھیلاتا بیڈ پہ گرا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کیا کہیں کتنے مراسم تھے ہمارے اس سے۔۔۔وہ جو اک شخص ہے منہ پھیر کے جانے والا !

ڈیٹس نوٹ فیئر حمزہ" مجھے آپ سے اس اجنبی رویہ کی قطعی توقع نہیں تھی ۔۔۔کمر پہ ہاتھ رکھے وہ کب سے اپنے سامنے کھڑے حمزہ کی کلاس لے رہی تھی

جو وہ اپنی بغیر کسی غلطی کے منہ پہ ہاتھ رکھے خاموشی سے سن رہا تھا جانتا تھا اگر کچھ بولا تو وہ مزید بپھر جائیں گئی۔۔۔

اور تم زیادہ کھی کھی نہ کروان کے بعد تمہیں بھی پوچھتی ہوں جو خود کو پرنس فالیو یا سمجھ کر سڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔نوال کے ہاتھوں لگتی حمزہ کی کلاس کو دیکھتے وہ لبوں پہ ہاتھ رکھے بامشکل اپنی مسکراہٹ چھپا رہی تھی جب اچانک نوال کی اس پہ نظر پڑی تو وہ بل کھاتی غرائی جس پر وہ ڈرنے کی ایکٹینگ کرتی فورا تراب کے حصار میں سمائی۔۔۔

سوری بھابھی پر اپنی ڈانٹ صرف آپ اپنے مجازی خدا کی طرف ہی رکھے میری گڑیا کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے""۔۔۔اسے اپنے حصار میں لیتے تراب نے حکمیہ لہجے میں کہا تو وہ اپنی دوست کی چالاکی پہ خلس کے رہ گی کیونکہ ان دو کی موجودگی میں تو وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکتی جو ایک اس کے دائیں تو دوسرا بائیں طرف بیٹھا تھا بالکل کسی گارڈز کی طرح۔۔۔

میسنا ڈریگن بھیا کی شامت پہ بڑا ہنسا جا رہا ہے۔۔اسے تراب کے بازو سے سر ٹیک کر ہنستا دیکھ فواد نے ان کی ناک کو کھینچتے اسے سرزنش کرتے پوچھا۔۔۔

کبھی کبھی تو آتی ہیں""۔۔۔فواد کے طنز پہ وہ شرارتی ہنسی ہنستی ہوئی بولی تو فواد اپنی چینی گڑیا پہ نہال ہوتا اس کی پیشانی چوم گیا جس پر تراب نے موٹھیاں بھینچی جانتا تھا وہ ذلیل اسے جان بوجھ کر زچ کر رہا ہیں۔۔۔

سوری جانم بٹ اس وقت مجھے خود کا ہوش نہیں رہا تھا کجا کہ کسی کو انفارم کرتا ۔۔۔ان تین مسکا ٹیرز سے نظر بچاتے حمزہ نے پھرتی دیکھاتے اس کے گال پہ لب رکھتے کہا اور فوراسیدھا ہوا مگر بچاتے بچاتے بھی وہ ان تینوں کی نظروں میں آچکا تھا۔۔۔

اوئے ذلیل اپنی یہ بے شرمی باہر جا کر دیکھا میری معصوم بلی کو کیوں خراب کر رہا ہے۔۔ ساتھ بیٹھی مرحا کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر اسے سینے سے لگاتے تراب نے حمزہ کی بے باکی پہ چوٹ کی تو وہ بیچارہ بچتا بچاتا بھی کھجل سا ہوتا داڑھی میں ہاتھ پھیرنے لگا جبکہ نوال شرم سے پانی پانی ہوئی۔۔۔

اور تو یہاں جیسے درس دے رہا ہیں""۔۔۔اسے کسی ماں کی طرح روحی کو اپنے مضبوط پروں میں چھپائے بیٹھا دیکھ حمزہ نے بھی بدلے لیتے فوراطنز مارا جس پر وہ شرمندہ ہونے کے بجائے اسے مزید خود میں چھپا گیا اور وہ بھی بغیر مزاحمت کے

اس کے حصار میں چھپی ہوئی تھی کیونکہ اس حصار میں اسے تحفظ، محبت، عقیدت، سکون سب کچھ میسر آتا تھا۔۔۔

یہ تو میرا چھوٹا سا پاشا ہے جو کہ صرف میرا ہیں!! ہیں نہ پاشا۔۔۔ حمزہ کی بات کا جواب دیتے اس نے سر نیچے کرتے اس سے بھی رائے لی تو وہ فورا سر اثبات میں ہلاتی حمزہ اور فواد کو منہ چڑھانے لگی۔۔۔

میسنا بے بی ڈیٹس نوٹ فئیر یار" تمہیں اگر تابی بھیا نے لے لیا تو ہم کہاں جائیں گے؟۔۔۔ فواد فورا منہ پر افسردگی سجائے بولا تو وہ فورا مسکراتی اس کے بال بکھیر گئی۔۔

آپ تو ہمارے موسٹ ہینڈ سم بھیا ہے!!!

اور میں؟؟۔۔۔ انسکیورٹی کا مارا فورا بیچ میں بولا تو فواد اور حمزہ اس کی حرکت پہ زیر لب مسکرا گیا جبکہ نوال بھی اسے نورمل دیکھتی پر سکون ہو گئی تھی۔۔۔۔

آپ جیسا کوئی نہیں!!۔۔۔ عام لفظوں میں بھی وہ اسے بہت خاص بنا گئی تھی جس پہ وہ سرشار سا ہوتا اس کی پیشانی پہ عقیدت بھرا بوسہ ثبت کر گیا جس پہ وہ بغیر کچھ کہے اس کے سینے پہ سر ٹیکاتی ہاتھوں میں اس کا ہاتھ تھام گئی۔۔۔۔

ہاں اب تو نے کونسا نیکی بھرا کام کیا ہیں ؟۔۔۔ حمزہ ان دونوں کی بوڈینگ پہ پر سکون ہوتا طنزیہ آئیبرو اچکائیں بولا۔۔۔

یہ میری عقیدت بھری محبت ہے !!۔۔۔ تراب اس کا سر سہلاتا فوراً جتلاتے ہوئے بولا تو حمزہ نے آنکھیں سکیڑی۔۔۔

تو میں تو جیسے اپنی ہی منکوحہ کے ساتھ فلرٹ کر رہا تھا یہاں۔۔۔ اس کے انداز پہ وہ خلستے ہوئے بولا تو فواد نے اس کی سرخ رنگت کو دیکھتے اپنی مسکراہٹ دبائی جبکہ نوال شرمندگی سے ادھر اودھر دیکھنے لگی۔۔۔

میری سلیپینگ بیوٹی سو رہی ہیں " چل نکل۔۔۔۔ اسے اپنا ہاتھ کو ہاتھوں میں بھر کے گال کے نیچے رکھ کر آنکھیں موندا دیکھ تراب نے اسے مزید کچھ بولنے سے منع کرتے سیدھا سیدھا باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔۔۔

تو نکل یہ میری بہن ہے !!۔۔۔ وہ بھی دوبدو بولتا بیڈ پہ آ کر بیٹھا اس کے تو معنوں سر پہ لگی اور تلوؤں پہ بجھی تھی۔۔۔

!!! تو کیا بہن کو کہی رخصت نہیں کرنا

کرنا ہے پر تیرے ساتھ تو بالکل نہیں کرنا!!۔۔۔حمزہ بھی بغیر کسی مروت کا مظاہرہ کرتا دوٹوک بولا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

میرے ساتھ نہ ہوئی تو کسی کے ساتھ بھی ہونے نہیں دونگا سمجھا"۔۔۔وکیل صاحب رعب سے حکمیہ بولے تو وہ جو نیند کی وادیوں میں اتر رہی تھی اس کی سنجیدگی سے دی گئی دھمکی پہ اس کا ننھا سا دل اچھل کر حلق میں آیا وہ تو سمجھی تھی وہ اس کے انکار پہ پیچھے ہٹ چکا تھا (کیونکہ اس کے بعد نہ کبھی حمزہ نے کوئی ذکر کیا اور نہ حورے بیگم نے) مگر کیا وہ اب بھی اس کا منتظر تھا جس کا دل اب اس کے بھی کسی کام کا نہیں رہا تھا تو وہ کیسے اس کے نکار اور زخموں سے چور دل میں اپنی ملکیت چاہتا ہے، جہاں وہ دونوں اس کو لے کر لڑ رہیں تھے اور وہ دونوں ان کی بچوں جیسی حرکتوں پہ ہنس رہیں تھے وہی وہ جوان کی نظروں میں سو چکی تھی اپنے اندر اک الگ ہی جنگ چھیڑ بیٹھی تھی جس میں نہ جانے ہار کس کی تھی

۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہجر کی رت جان لیوا تھی، مگر غلط سبھی اندازے نکلے۔

تازہ رفاقت کے موسم تلک وہ بھی جیا ہے میں بھی جیا ہوں !

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار" آہا ٹماٹر بڑے مزے دار۔۔۔لان کا گیٹ عبور کرتے وہ آغا ہاؤس کے لان میں داخل ہوتا وہ کڈز سونگ گنگنا رہا تھا جو آجکل ہر سوشل پیلٹ فارم پہ بڑا ٹرینڈ ینگ میں چلتا ساتھ ساتھ بڑے چھوٹے ہر کسی کی زبان پہ بھی چڑھا ہوا تھا" واہ ٹماٹر بڑے مزے دار" آہا ٹماٹر بڑے مزے دار" انگلی میں گاڑی کی چابی گھوماتے کی اچانک نظر لان کی کرسیوں پہ بیٹھے آغا فارذ پہ پڑی جو نیلے افق پہ نظریں جمائے شام کے وقت گھر لوٹتے پرندوں کو بڑی دلجمعی سے دیکھ رہیں تھے۔۔۔۔

ہیلو بھیا"""آپ یہاں کیا کر رہیں ہے۔۔۔ان کی طرف قدم بڑھاتے فواد نے یوں ہی سرسری سا پوچھا تو وہ جو کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے فواد کے مخاطب کرنے پہ سیدھے ہوتے بیٹھے۔۔۔

کچھ خاص نہیں"""۔۔۔بے دلی سے جواب دیا گیا تو وہ آتا ان کے سامنے والی کرسی دھکیل کر بیٹھ گیا۔۔۔

آپ روحی سے ملنے کیوں نہیں گیے؟؟ کیا کوئی ناراضگی چل رہی ہیں آپ دونوں کے درمیان۔۔۔ان کے چہرے پہ چھائی پرمژدگی کو دیکھتے فواد نے سنجیدگی سے استفسار کیا کیونکہ وہ صبح سے اس کے پاس ہی موجود تھا اور اب عصر کے وقت اٹھ کر آیا تھا وہ بھی اس کے سوئے ہونے کی وجہ سے مگر اس دوران وہ ایک بار پھر اسے ملنے نہیں آئے تھے جس کے اگر کبھی سر میں بھی درد ہو جائے تو وہ پورا وقت اس کے سرہانے بیٹھے رہتے تھے اور اب تو اسے چوٹیں بھی بہت آئی تھی مگر تعجب کی بات تھی کہ وہ ایک بار بھی اسے ملنے کو نہیں آئیں تھے۔۔۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے "بس تھوڑا آفس کے کام میں مصروف تھا۔۔۔

فواد کے پوچھنے پہ وہ بغیر اٹکے صاف جھوٹ کہے گیے جیسے پہلے ہی خود کو ایسے سوالوں کے لیے تیار کر بیٹھے ہوں۔۔۔

آچھا آفس کے کام کب سے روحی سے زیادہ ضروری ہونے لگے۔۔۔دور اندیشہ نظروں سے ان کے چہرے کو کھوجتے فواد نے لہجا طنزیہ کرتے پوچھا، وہ چاہے کچھ بھی کہتے رہیں مگر یہ بات ممکن ہی نہیں تھی کہ آفس کا کام مرحا سے زیادہ ضروری ہو گیا تھا۔۔۔

اب ہر وقت تو میں اسے خود پر مسلط نہیں رکھ سکتا نہ ضروری کام بھی ہوتے ہیں کچھ جن کو وقت پہ کرنا لازم ہوتا ہے۔۔۔فواد کے طنز کو وہ باخوبی سمجھ گیے تھے تبھی روعب جمانے کو تھوڑا سخت لہجا اپناتے بولے مگر وہ یہ جانتے نہیں تھے کہ اسے تو چپ کروا لے گے مگر ان سب کو اپنی غیر موجودگی کا کیا سبب بیان کرئے گے جن کی آنکھوں کو ان دونوں کو ساتھ دیکھنے کی عادت لگ چکی تھی۔۔۔

سیریئسلی بھیا"""مسلط"""مطلب بھی جانتے ہے آپ اس لفظ کا"""وہ خود نہیں ہوئی تھی آپ پہ مسلط آپ نے خود لگائی ہے اس معصوم کو اپنی عادت اور

عادت محبت سے بھی زیادہ بری شے ہیں انسان کو کہی کا نہیں چھوڑتی "اور یو نو واٹ وہ معصوم آپ کی موجودگی کی ایڈیکیٹ ہو گئی جو ڈرگس سے بھی زیادہ زہریلا نشہ ہے انسان کو تنہا کر کے مارتا ہیں۔۔۔وہ آج اپنے الفاظوں سے انھیں تکلیف پہنچاتا انھیں آئینہ دیکھا رہا تھا وہ کئی دنوں سے ان کے درمیان چھائی یہ سرد دیوار محسوس کر رہا تھا مگر جب کل رات اپنے گھر کی سڑھیوں پہ اس کا خون دیکھا تو اس کا شک یقین میں بدل گیا ہے واقعی ہی اسے اپنی عادت ڈال کر ہر مرد کی طرح آغا فارذ بھی قدم پیچھے کو اٹھا رہیں تھے جس سے انھیں کوئی فرق پڑے یا نہ پڑے مگر فواد کو ضرور پڑھ رہا تھا کیونکہ وہ اپنی چینی گڑیا کو تکلیف میں بالکل نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

زیادہ بکواس نہ کرو آغا فواد "تم جانتے ہی کیا ہوں؟؟۔۔۔اسے سنگین الفاظوں کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں تھی ان میں اور خاص کر اس کے حوالے سے تو وہ بالکل سہن نہیں کر سکتے تھے جو ان کے لیے اپنی جان سے بھی بڑھ کر عزیز تھی

۔۔۔

آج یہ بکواس میں کر رہا ہوں کل سب کرئے گے "اور جانے کی بابت تو آپ رہنے ہی دیجئیے یوں بات مزید بڑھے گئی۔۔۔ خشمگین اور کینہ توز نظروں ان کو دیکھتے فواد نے ہوا میں تیر چلایا کیونکہ اس کے متعلق وہ سب جانتا تھا جبکہ حقیقت میں تو وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔

کیا جانتے ہوں ؟۔۔۔اس کے اتنے کونفیڈینس سے بولی بات پہ وہ ایک پل " کو واقعی ہی حیران و پریشان ہو گیے کہ اگر واقعی ہی وہ کچھ جانتا ہو گا تو وہ کیسے خود کو ڈیفائینڈ کرینگے اس کے سامنے وہ اسے کیسے یقین دلائے گیے ان کی طرف سے تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا!! مگر کیا واقعی ہی کچھ نہیں تھا یا دنیا کے ڈر سے وہ اپنے دل کے جذبات بتانے سے ڈر رہیں تھے !!

یہ ہی کہ ہمارے گھر کی سڑھیوں سے ہی وہ کیوں پھسلی جبکہ اس کی طبعیت کتنے ہی دنوں سے ناساز تھی اور اس دوران وہ ایک بار بھی اس طرف نہیں آئی مگر کل رات ایسا کیا تھا وہ جو یہاں چلی آئی یہ جانتے ہوئے بھی کہ گھر میں آپ کے علاوہ کوئی موجود نہیں۔۔۔انھیں ان کی غلطی کا احساس دلانے کے چکر میں وہ

انا جانے میں ہی سہی اس کی کردار کشی بھی کر گیا تھا جو اگر وہ سن لیتی تو شاید اس کا تمام رشتوں سے اعتبار ہی اٹھ جاتا۔۔۔

شٹ اپ فواد """"""" خبردار جو ایک لفظ بھی منہ سے نکلا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"""" میں تمہیں کچھ بھی بتانا ضروری نہیں سمجھتا گوٹ اٹ اور آئیندہ مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے کی جرات بھی مت کرنا۔۔۔اپنی گڑیا کے کردار پہ اسے انگلی اٹھاتا دیکھ وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند اس پہ جھپٹتے گریبان کو دبوچ سرد برفیلے لہجے میں غرایا تو مقابل کو اپنے الفاظوں کی سنگینی کا احساس ہوا کہ وہ انا جانے میں اپنی گڑیا کے کردار پہ ہی سوال اٹھا بیٹھا تو سر ندامت سے جھکا۔۔۔

ہمارے میٹر سے دور رہو یہ ہی تمہارے لیے اچھا ہیں۔۔۔ جھٹکے سے اس کے گریبان کو چھوڑتے وہ اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے ہوئے بولے اور بھسم کر دینے والی نگاہ اس کے شرمندگی سے جھکے سر پہ ڈالتے تن فن کرتے اندر کی طرف بڑھے۔۔۔

یو اڈیٹ آغا فواد """" کیا ضرورت تھی اتنی فضول گوئی کی اور تم کیسے اپنے بے بی ڈریگن کے کردار کو سوالیہ نشان بنا گیے۔۔۔غصے سے کڑتے اس نے خود کو

پیشماں کرتے سر پہ چپت لگائی اور گہرا سانس بھرتے وہی کرسی پہ ڈھ سا گیا" معملا وہ نہیں تھا جو وہ سمجھ رہا کیونکہ آغا فارز کی پوزیسیونیس بتا رہی تھی وہ آج بھی اس کے لیے اتنی ہی کئیرینگ ہیں جتنے پہلے ہوا کرتے تھے تو پھر ایسی کونسی سی بات تھی جو وہ اس کے سامنے جانے سے کترا رہیں تھے۔نیلے اُسمان پہ نظریں ٹیکائے اب اس کی سوچ دوسرے نہج کے گرد گھومنے لگی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

شاید تو کبھی پیاسا میری طرف لوٹ آئے فراز۔۔آنکھوں میں لیے پھیرتا ہوں دریا تیری خاطر !

ماما بس اور نہیں پیا جائیں گا""۔۔۔ہاتھ سے سوپ کے باؤل کو پرے کرتے وہ آوازاریت سی منہ پہ سجائے بولی کیونکہ اسے جتنی اس نمکین پانی سے نفرت تھی یہ اسے اتنا ہی پیانے کو ملتا تھا۔۔۔

تھوڑا سا اور میری جان "میڈیسن لینی ہیں پھر۔۔۔اس نے بامشکل آدھا بھی ختم نہیں کیا تھا اور اینٹی بائیوٹیک لینی تھی۔۔۔۔

"""""""" پلیززززز

اوکے مت پیو مگر جب دوبارہ بھوک لگے تو مجھے بتادینا""۔۔۔اس کی بیچارگی کو دیکھتے وہ سوپ کا باؤل سائیڈ پہ رکھتی ساتھ اسے تاکید بھی کرنے لگی جس پہ وہ فوراً اچھے بچوں کی طرح سر ہلا گئی۔۔۔

ماما چلے آب آپ بھی جا کر کھانا کھائیں اس پدی چڑیل کو میں دیکھ لیتا ہوں"" ۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے حمزہ نے کف فولڈ کرتے انھیں نیچے جانے کو کہا چونکہ وہ کھانا کھا کے آچکا تھا اس لیے اب انھیں نیچے بھیج رہا تھا۔۔۔

واشروم وغیرہ جاناہیں""۔۔۔حمزہ کی بات پہ سر ہلاتی وہ مرحا کے نزدیک تھوڑا جھکتی مدھم سی آواز میں بولی تو وہ فوراشرمندہ سی ہوتی ناں میں سر ہلا گیی جس پہ وہ اطمیناں سی بیڈ سے کھڑی ہوئی۔۔۔

اسے دوائی دے کر ٹائم پہ سلادینا یہ ہی نہ ہو خود بھی جاگتے رہو اور ساتھ اسے بھی جاگائیں رکھو۔۔۔کمرے میں سے نکلنے سے پہلے انھوں نے دونوں کو تنبی کی تو وہ فورا سر ہلا گیے۔۔۔

اوکے ماماڈونٹ وری آپ بھی کھانا کھا کر سکون سے سو جائیں۔۔۔حمزہ نے ان کے گال پہ بوسہ لیتے ساتھ انھیں بھی تاکید کی تو وہ مسکراتی کمرے سے باہر نکلی

۔۔۔

کیسی طبعیت ہیں ؟ کہی درد تو نہیں ہورہا۔۔۔دروازہ بند کرتے وہ بیڈ کے قریب آتا فکرمندی سے پوچھنے لگا اور حورے بیگم کی چھوڑی ہوئی جگہ پہ بیٹھ گیا۔۔

یہاں بہت ہورہاہیں !!۔۔۔چن پہ لگے اسٹیچیز کی طرف اشارہ کرتے وہ دھیمے لہجے میں بولی تو حمزہ نے زخم کی بینڈیج کو نرمی سے ہٹاتے زخم کا معائنہ کیا۔۔۔

بول رہی ہوں نہ اس لیے ہو رہا ہے۔۔۔ پائیوڈین سے زخم صاف کرتے وہ مصروف سا بولا اور بیڈ ینج کی تین چار تہے بناتے زخم کو پھر سے کور کرنے لگا جبکہ اس دوران وہ ایک لفظ نہیں بولی۔۔۔

بھیا""""۔۔۔اسے اب اپنے ماتھے کے زخم کو صاف کرتے دیکھے اس نے اداسی گھولے لہجے میں پکارا۔۔۔ ہممم """"۔۔۔اسٹیچیز کو صاف کرتے اس نے اس کے پکارنے پہ پوچھا، فوکس اس وقت اس کے زخم پر تھا۔۔۔

نن" نکاح کب "کب ہے ان کا۔۔۔ وہ پوچھنا تو نہیں چاہتی پر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتی پوچھ بیٹھی جبکہ نام لینے سے اجتناب برتا تھا تا کہ دُکھا دل مزید نہ دُکھ سکے۔۔۔

کیوں!!۔۔۔ وہ جو بیڈ ینج کا رول لپیٹ رہا تھا اس کے یوں اچانک پوچھنے پہ سنجیدہ نگاہوں سے دیکھتے استفسار کیا" اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود بھی اس لڑکی کی سوئی وہی اٹکی تھی۔۔۔

وو"ویسے ہی "پپ'پوچھ """"۔۔۔اس کی آنکھوں میں اترتی خفگی کو دیکھتے وہ
ہتھیلوں کو آپس میں رگڑتی بولی،اب وہ اسے کیسے بتاتی کے دل کی حالت کس
قدر غیر ہورہی تھی اس وقت۔۔۔

روحی جتنا کچھ ہو چکا ہے نہ میں اتنا ہی برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا ہوں خود
میں "اگر اب ان کی وجہ سے میری گڑیا کو مزید کوئی تکلیف ملی تو میں خود بھی
نہیں جانتا کہ میں ان کے ساتھ کیا کر گزرونگا""اس لیے اب ان کا خیال اپنے
دل ودماغ سے نکل دو اس میں ہی سب کی بھلائی ہیں!!!۔۔۔یہ بس وہی جانتا
تھا کہ اس نے گزشتہ گزری شب کس جگر کے ساتھ بسر کی تھی اگر اس کا بس
چلتا نہ تو وہی سزا انھیں دیتے جو اس کی بہن کو ملی تھی۔۔۔

نن"نہیں"بھیا ایسا"نہیں ہے"اب ہم کبھی""ان کی "طرف نہیں پلٹے گے
'چاہے کچھ بھی""ہو"انھیں لگتا ہے ہم ان پر بوجھ "ہے نہ تو اب کبھی یہ "بوجھ
ان پر "مسلط نہیں ہو گا"ہمیں اپنی محبت سے 'زیادہ اپنے بھیا کی عزت عزیز ہے
۔۔۔اس کے غصے کے دیکھتے وہ پل میں اس کے سینے سے لگتی آنسوؤں کے

درمیان اسے اپنا یقین دلانے لگی"""واقعی ہی اب وہ کبھی ان کی طرف نہیں پلٹنے والی تھی چاہے وہ خود محبت کا اعتراف ہی کیوں نہ کرے۔۔۔

مجھے اپنے بیٹے پہ خود سے بھی زیادہ یقین ہے" جانتا ہوں اب وہ اس دلدل میں نہیں پھسے گا۔۔۔اسے پھر اس بے وفا شخص کے لیے آنسو بہاتا دیکھ حمزہ نے ضبط سے موٹھیاں بھینچی پر لہجے میں ناگواریت کی جھلک تک نہیں تھی کیونکہ وہ خود سے اسے بدظن نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

پر" پر بھیا ان" انھیں کیوں ہماری "تڑپ نظر نہ آئی وہ "تو کہتے تھے کہ """وہ ان کہی بھی سمجھ" جاتے ہیں ہماری تو پھر آنکھوں میں ابھرتی تکلیف"""کیوں نہ "محسوس نہ کر سکے" جسے بچپن سے ہر چیز" بنا مانگے"""تھال میں سجا کے""""" ملی تھی اس"""نے ان" سے ان کی"""محبت بھیک میں مانگی""" تھی "پر وہ پھر بھی نہ مانے بب""" بھیا وہ کک "کیسے اتنے سس "سنگ دل ہو گیے۔۔۔اس کی شرٹ سختی سے موٹھیوں میں بھینچے وہ ضبط سے بولتی حمزہ کا دل نچوڑ رہی تھی وہ کیا کہے اسے کیسے دلاسے دے کہ اس کی امیدوں کا بھرم قائم رہ جائے۔۔۔

خلیل جبران کہتے ہیں "محبت بھیک میں نہیں مانگی جاتی، بھیک میں ملی ہوئی محبت بھیک میں ملی ہوئی روٹی سے بھی زیادہ بری ہوتی ہے"" ---- دھیرے دھیرے اس کے سر میں انگلیاں چلاتے حمزہ نے بھاری لہجے میں کہتے اسے سمجھانا چاہا جو آج اس کے سینے سے لگی اپنے دل کا تمام غبار نکل لینا چاہتی تھی ---

مگر بانو قدسیہ کہتی ہے "محبت کی بھیک مانگ لینی چاہیے کیونکہ جسے محبت مل جاتی ہیں اسے سب کچھ مل جاتا ہے --- اس نے بھی گلوگیر لہجے میں فوراً اس کی بات کی نفی کرتے دلیل پیش کی ---

میرے بچے یہ صرف افسانوی باتیں ہے آج کے دور میں محبت سے زیادہ عزتِ نفس عزیز ہے اور جو شخص آپ کو عزت ہی نہ دے سکے وہ محبت کیا خاک دئے گے --- تحمل سے اس کی بات سن کر اس نے اپنا تجربہ آگے رکھا وہ بڑا تھا کئی سال پردیس میں گزار کر آیا تھا وہ اس سے زیادہ زندگی کی تلخیاں جانتا تھا جو بچپن سے لے کر اب تک بڑوں کے پیار اور بھائیوں جیسے کزنوں کی حفاظت میں رہی تھی بھلا وہ کیسے یہ سب جان سکتی تھی مگر اب جب سر پہ پڑھی تھی تو اسے تکلیف ہو رہی تھی ---

ہم ان کی ممم "محبت بغیر کسی "بغض کے خود پہ "تر کرتے ہیں""' کیونکہ وہ 'وہ ہماری بے "لوث محبت کے "اہل کبھی " تھے ہی نہیں۔۔۔اس سے جدا ہوتے اس نے سختی سے آنکھیں رگڑی اور ایک گہرہ اور لمبا سانس کھینچتے اپنے دل سے آغا فارذ کی محبت نکال باہر پھینکی اور اس ہی کے ساتھ خود بھی بے جان سی ہوتی حمزہ کے سینے پہ گر سی گی جیسے آغا فارذ کی محبت کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی !! پرواز کر چکی ہو

محبت تو ایک بہت خوبصورت احساس ہوتا ہے جو دو پیار کرنے والوں کو خود سے باندھ لیتا ہے ہمیشہ کے لیے مگر مرحا یوسف کے لیے یہ محبت بڑی ظالم ثابت ہوئی تھی جس نے اس سے اس کا سب کچھ چھین لیا تھا، دل، احساسات، خوشیاں، اس کے سب سے پیارے آغا جان اور یہاں تک کے اس کا حسن وصحت بھی !!!

" " محبت ریت جیسی تھی

مجھے یہ غلط فہمی تھی

کہ محبت ڈھیر ساری تھی

میں دونوں ہاتھ بھر بھر کر
محبت کو سنمبھالوں گی
زمانے سے چھپالوں گی
کبھی کھونے نہیں دوں گئ
مگر، میں نے اسی ڈر سے
کہ محبت ہی نہ کھو جائے
یہ موٹھیاں ہی بند رکھی تھی
مگر، جب موٹھیاں کھولی
تو دونوں ہاتھ خالی تھے
محبت کے سوالی تھے؟؟
!! کیونکہ !!!! محبت ریت جیسی تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کوئی بلائے تو خط پھاڑ دینا مت آنا۔۔۔ یہاں مزاج ہے لوگوں کے کوفیوں والے
!

رات کی سیاہی میں شہر کی رونقیں عروج پہ تھی، گیارہ بجے کے قریب جہاں آدھی سے زیادہ دنیا سو چکی تھی وہی آدھی سے زیادہ دنیا کی صبح جیسے اب ہوئی تھی مہنگے اور بڑے مالز پہ چہل پہل یوں تھی جیسے سویرا ہوا، لوگ فیملیوں کے ساتھ آؤٹنگ پہ نکلے کہی شاپنگ کر رہیں تھے تو کہی مہنگے مہنگے ہوٹلوں میں ڈنر کرتے نظر آ رہیں تھے گویا اتنی مہنگی میں جہاں غریب ایک وقت کی روٹی کھا کر دوسری کی فکر کرتا تھا وہی اونچا اور امیر طبقہ بغیر کسی دریگ کے پیسہ پانی کی طرح ذائع کر رہا تھا'''' فینسی لائٹوں سے روشن فوجیا میں بھی اس وقت کافی بھیڑ تھی کہ بیٹھنے کی جگہ ہی کہی نہیں مل رہی تھی اور ریسٹورنٹ کا اسٹاف برق رفتاری سے کبھی ادھر جا رہا تھا تو کبھی اودھر۔۔۔

جہاں ہر کوئی اپنی فیملیز اور فرینڈز کے ساتھ ایک اچھا ٹائم اسپینڈ کر رہیں تھے وہی وہ تینوں بھی ایک گول میز کے دائرے میں اپنی چارمنگ پر سینلیٹیز لے کر

لاپرواہ سے بیٹھے تھے اور ارد گرد سے ان کی وہی لاپرواہی وہاں موجود کئی لڑکیوں کے دلوں میں اتری رہی تھی، مگر وہ تینوں ناک پہ نو چانس کا بورڈ لگائے بیزاریت سے اپنے چوتھے پیس کا ویٹ کر رہیں تھے جس کے نام آج کی پارٹی رکھی گیی تھی اور وہ خود اس بات سے لاعلم تھا۔۔۔

یار یہ ابھی تک آیا کیوں نہیں """ تو نے ٹائم تو صیح بتایا تھا نہ۔۔۔ دو ویٹرز کو اپنے ٹیبل پہ ڈنر سیٹ کرتا دیکھ درید نے انگھوٹے سے پیشانی کو مسلتے معتصم سے پوچھا جو انہماکانہ انداز میں ویٹرز کو کھانا ارینج کرتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں نے تو ٹائم یہ ہی بتایا تھا مگر وہ شاید سحری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔۔ اسٹارٹر میں رکھے فروٹ سیلیڈ کے باؤل کو اپنے سامنے رکھتے اس نے سائیڈ سے اسپون اٹھاتے کہا۔۔۔

رک جا زیادہ بے صبر نہ ہو اکر پہلے اسے تو آلینے دے """۔۔۔ اس نے ابھی اسپون بھر کر منہ کے قریب کیا ہی تھا جب حارث نے ہاتھ مار کر اسپون واپس باؤل میں گرایا اور اسے تنقیدی نظروں سے گھورتے باؤل اس کی پہنچ سے دور کر گیا جبکہ معتصم منہ کے زاوئے بگاڑتا کھیرے کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میں رکھ گیا۔۔۔

اس کے انتظار میں تو کھانا ٹھنڈا ہو جائیں گا"""۔۔۔ معتصم نے پھر کچھ اٹھانے کی کوشش کی مگر حارث کی سرد گھوری پہ ہاتھ پیچھے کر گیا۔۔

لو آگیا ہے وہ نہیں ہوتا تیرا کھانا ٹھنڈا۔۔۔انٹرنیس سے اندر آتے فواد کو دیکھتے درید نے اسے منہ بسورتے دیکھ کہا تو ان۔دونوں کی نظریں بھی اس پر اٹھی بلکہ وہاں بیٹھے کئی لوگوں کی نگاہیں اس وجاہت سے بھرپور شخص پہ اٹھی جو سفید کاٹن کے سوٹ پہ پاؤں میں پیشاوری چپل اور گلے میں گرم چادر ڈالے غرور سے چل کر آتا کوئی رئیس وڈیرہ لگ رہا تھا۔۔

ویلکم باڈی" اتنی دیر لگادی۔۔۔۔سب سے پہلے درید اٹھتا اس کے بغلگیر ہوا جس کے چہرے پہ سنجیدگی سی قائم تھی۔۔۔

افف یار""یہ تین کیا کم تھے جو یہ براق نے بھی انٹری مارتے ہمارے دل کی دنیا ہلادی ہیں۔۔۔ان کے ٹیبل کے پاس بیٹھے لڑکیوں کے گروپ کی ایک لڑکی نے سرگوشی کی مگر اس کی سرگوشی کی آواز اتنی تیز کی تھی ان چاروں نے باخوبی سن لی تھی۔۔۔

کاش!!! یہ ہینڈسم مجھے مل جائے"۔۔۔ساتھ بیٹھی لڑکی نے اس سے زیادہ بے باک بات کی تو اس نے غصے سے موٹھیاں بھینچی جب سے وہ حور سے ملا تھا اس کے بعد سے وہ ہر لڑکی سے حور جیسی شرم ایکسپیکٹ کرنے لگا تھا۔۔۔

اگنور ہرز"""چل آ یار اسٹارٹ کرے معتصم نے بامشکل خود کو روک رکھا ہے ۔۔۔حارث نے گلے ملتے اس کی پیٹ تھتھپاتے چیراپ کیا اور معتصم کی طرف اشارہ کرتے کہا جو صرف فواد کے بیٹھنے کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔

یہ تو ہمیشہ ہی آؤٹ اوف کنڑول رہتا ہیں!۔۔۔اس کے دور بیٹھے ہونے کے باعث وہ اس سے ہاتھ ملاتا ہاتھ کو سختی سے دباتا بولا مگر اس جیسی طاقت رکھنے والے معتصم کو ذرا فرق نہ پڑا۔۔۔

اور مجھے کنڑول کرنے والا کوئی پیدا ابھی نہیں ہوا ہے۔۔۔وہ بھی آئیبرو اچکائیں دوبدو بولا تو وہ طنزیہ ہنستا کرسی دھکیل کر بیٹھا۔۔۔

جس دن تجھے محبت ہوگئی نہ پھر دیکھونگا کیسے بھوک لگتی ہیں۔۔۔گود میں نیپکین سیٹ کرتے درید نے خفیف سا طنز مارا جسے وہ ہوا میں اڑاتا کھانا پلیٹ میں نکالنے لگا۔۔۔

اوئے تو نے منہ تو میٹھا کیا ہی نہیں ؟۔۔۔رس ملائی کے باؤل سے تھوڑی سی چمچہ بھرتا وہ فواد کی طرف کرتے بولا تو اس نے اٹھائی گی چمچہ واپس پلیٹ میں رکھتے اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔۔

تیصم پہلے کھانا کھالے۔۔۔حارث جانتا تھا وہ رس ملائی کی آڑ میں فواد پہ کونسا بم گرانے والا تھا۔۔۔

کیوں تو باپ بنے والا ہیں ؟؟؟

باپ بنے والا تو ابھی میں نے کوئی کام ہی نہیں کیا مگر تو اس کو چھوڑا اور منہ میٹھا کر۔۔۔اس کی بات پہ وہ بغیر شرمندہ ہوتا ڈھیٹائی سے بولتا زبردستی چمچہ اس کے منہ میں ڈال گیا۔۔۔

پر یہ ہے کس !!!!۔۔۔رس ملائی کا مزیدار ذائقہ منہ میں گھلتا محسوس کرتے فواد نے اچنبھی نظروں سے ان تینوں کی طرف دیکھتے پوچھا۔۔۔

تیری جنت کی حور کی ایگنیجمینٹ ہے کم ینگ سنڈے کو"""۔۔۔چمچہ نیچے رکھتے وہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی بول پڑا تو وہ جو تینوں کو سوالیہ نظروں سے

دیکھ رہا تھا معتصم کی بات پہ اس کے چہرے کے تاثرات پل میں سپاٹ ہوئے اور ہاتھ میں پکڑی چمچ پہ گرفت سخت ہوئی۔۔۔

فادی!!!۔۔۔درید نے نرمی سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے اسے پکارا، جانتا اس وقت اس کی دل کی حالت کیا تھی مگر چاہ کر بھی وہ لوگ اپنے یار کی خوشی لوٹا نہیں سکتے تھے۔۔۔

اس نے ابھی میرا پیار دیکھا ہے نہ اب وہ آغا فواد کا انتقام دیکھے گی۔۔۔ سختی سے جبڑے بھینچے وہ انگارہ ہوتی نگاہوں کو ٹیبل پہ گاڑھے سرد سے لہجے میں بولا۔۔۔

ڈونٹ فادی! تو ایسا کچھ نہیں کرے گا" بھول جا اسے کیونکہ وہ تیرا نصیب نہیں ہے!!!۔۔۔حارث کا دل مٹھی میں آیا تھا اس کے انتقام والی بات پہ "کیا وہ جانتا نہیں تھا وہ کس قدر جنونی تھا اور اپنے اس جنون میں وہ کچھ بھی کر گزرتا تھا

۔۔۔۔

نصیب نہیں ہے تو نصیب کیسے بنانا ہے یہ مجھے اچھے سے آتا ہیں!!!۔۔۔حارث کو اس کے لیے فکر مندی ہوتا دیکھ فواد نے کینہ توز نظروں سے اس کی آنکھوں

میں آنکھیں گاڑتے کہا تو وہ ان سیاہ آنکھوں میں اٹھتی چنگاریوں کو دیکھتے پل بھر کو چپ ہوا۔۔۔

کالم ڈاؤن """"ہم نے یہ ڈنر اس لیے ارینج نہیں کیا کہ اسے کسی بھی ایرے غیرے کی نظر کر دے """"اس لیے اب کوئی فضول بات نہیں ہو گی سب چپ چپ کھانا کھاؤ۔۔۔درید نے ٹیبل پہ رکھے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے نرم لہجے میں اسے شانت کرنا چاہا کیونکہ اس وقت اسے پر سکون ہونا ضروری تھا اگر زیادہ حور کی مجبوری کو ڈیفائینڈ کیا جاتا تو اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ اٹھ کر اس کے گھر پہنچ جاتا۔۔

درید تو اسے سمجھا وہ معصوم ہے یار """۔۔۔۔درید کے قریب ہوتے حارث نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا کہ شاید وہ درید کا کہا مانتا پیچھے ہٹ جائیں کیونکہ وہ مڈل کلاس لڑکی اپنی عزت کے معمالے میں کوئی اسکینڈل برداشت کرنے کی ساکت نہیں رکھتی تھی۔۔۔

ششش """"آئی کین ہینڈل ""تم کھانا کھاؤ۔۔۔ایک نظر پلیٹ پہ جھکے فواد کو دیکھتے درید نے آنکھوں کے اشارے سے اسے پر سکون ہونے کا کہتے اس کی توجہ

کھانے کی طرف کروائی اور خود ایک بھسم کر دینے والی نظر کھانے سے انصاف کرتے معتصم پہ ڈالی جو ماحول کو گرما کر خود پر سکون سا کھانا کھا رہا تھا گویا اس کا وہ حال تھا" آگ لگے بستی میں معتصم اپنی مستی میں۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجھے بھی شوق نہ تھا داستان سننے کا۔۔۔ فراز اس نے بھی پوچھا تھا حال ویسے ہی

دن رفتہ رفتہ گزر رہیں تھے کسی کے لیے برق رفتاری سے تو کسی کے لیے سست روی سے، دسمبر کے مہینے کے آخری ایام چل رہیں تھے اور سردی کی شددت پُر زور ہو چکی تھی، اور کچھ بارشوں نے ٹھنڈ میں اضافہ کر دیا تھا، ان دنوں سورج زیادہ تر بادلوں کی اوٹ میں ہی چھپا رہتا تھا"، آغا ہاؤس اور مبین منزل میں نکاح کی تیاریاں یوں زور و شور سے جاری تھے جیسے شادی ہو، مگر ان سب کے برعکس وہ دنوں بہن بھائی ان سب جھمیلوں سے دور اُچاٹ اور بے دلی سے یہ سب

تیاریاں ملحظا کر رہیں تھے ایک کا محبت میں دل ٹوٹا تھا اور دوسرے کا اپنی بہن کی حالت دیکھ کر۔۔۔۔

اک نئی دھند سے بھری صبح طلوع ہوئی تھی، رات بھر ہوتی ہلکی ہلکی بارش نے ہر چیز نم کر رکھی تھی اور ابھی بھی صبح سے آسماں بادلوں سے بالکل ڈھکا پڑا تھا۔ پیشنگوئی نے آج موسلادھار بارش کی نوید سنائی تھی جس کی وجہ سے خواتین نے آج مارکیٹ جلدی جانے کا ارادہ کیا تھا چونکہ نکاح میں ایک ہفتہ باقی تھا اور تیاریاں ابھی بہت سی کرنے والی پڑی تھی اس لیے مہتاب مامی کوئی دن ذائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

حمزہ تم نے روحی کو ابھی کالج کیوں جانے دیا؟؟ جانتے بھی ہو رات اس کے سر میں کتنا شدید درد تھا پوچھو سبین سے کیسے بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔۔

حورے بیگم نے اسے آرام سے ناشتہ کرتا دیکھ اسے غصے سے لتاڑا جس نے خود اسے آج کالج جانے کا مشورہ دیا تھا۔ آج مہتاب مامی کے ساتھ زبیدہ مامی گی تھی شاپینگ پہ جبکہ مرد حضرات تمام اپنے کاموں پہ تھے۔ گھر میں صرف یہ ہی تین افراد موجود تھے۔۔۔

آئی نوامی """اس لیے چاہتا ہوں کہ وہ کچھ دیر باہر نکل کر فریش ہو گھر میں رہ رہ کر اچھا بھلا انسان بھی بیمار پڑ جاتا ہیں۔۔۔نوالہ منہ میں ڈالتے اس نے انھیں مرحا کی فکر میں بے جا گھلتا دیکھ سمجھایا۔اس نے کئی دنوں بعد تو کہی جانے کی بات کی تھی تو وہ کیسے منع کر دیتا تھا ورنہ جب سے وہ حادثہ ہوا تھا تب سے وہ اپنے کمرے میں ہی بند ہو کر رہ گئ تھی یہاں تک کہ اب وہ ان کی وجہ سے اس گھر میں بھی آزاد نہیں گھوم سکتی جہاں وہ بچپن سے تتلیوں کی مانند اڑتی پھرتی تھی۔مگر اب وہ اپنے ہی گھر میں قیدیوں کی طرح رہ رہی تھی کہ کہی غلطی سے بھی اس کا ان سے سامنا نہ ہو جائے۔۔۔

اچھی بات ہے کہ وہ فریش وغیرہ ہو مگر ابھی اس کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے" پہلے تو کبھی اس کے سر میں معمولی سا بھی درد نہیں ہوتا تھا اور اب کچھ مہینوں سے وقفہ وقفہ سے ہو رہا ہے اور ان گزرے دنوں میں تو وہ شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کہ اس کی برداشت سے باہر ہو جاتا تھا اور یہاں تک کے پرسوں میں اس کے سر میں مالش کر رہی تھی تو اس کے بال جڑوں سے یوں اترتے میرے ہاتھ میں آ رہیں تھے جیسے پہلے ہی سے توڑ کر اوپر رکھے ہوں۔۔۔ساتھ بیٹھی سبین

مامی نے بھی فوراً اس کا درد سے مچلنا یاد کرتے کہا اور ساتھ دو دن پہلے ہوئی وہ بات یاد بتاتی بولی جو انھیں بہت پریشان کر گئی تھی۔۔

آپ پریشان نہ ہوئے "میں نے کنسرن کیا ہے ایک ڈاکٹر سے اس نکاح (جھمیلے) سے فارغ ہو جائیں پھر لے کر جاؤنگا اسے ڈاکٹر کے پاس۔۔۔ وہ خود بھی اسے لے کر بہت پریشان تھا اور اب ان دونوں کی باتوں نے اسے مزید پریشان کر دیا تھا مگر وہ مجبور تھا کیونکہ ڈاکٹر کی اپائیمینٹ ایک ہفتے بعد کی ملی تھی اس لیے ابھی یہ پینڈنگ پہ تھا۔۔۔

بس پتہ نہیں کیوں ہر گزرتے دن کے ساتھ میری گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے""۔۔۔۔اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتی وہ بے چینی سے پہلو بدلتے بولی تو حمزہ بے قرار سا اٹھتا ان کے قریب ہوا۔۔

کیا ہو رہا ہے ماما! آپ نے دوائی لی ہیں؟۔۔۔ان کی بے چینی اور پیشانی پہ ابھرتے پسینے کے قطروں کو دیکھتے حمزہ نے بے تابی سے پوچھا۔۔۔

یہ لو پانی پیو!!۔۔۔ سبین مامی نے جگ سے پانی کا گلاس بھرتے ان کے لبوں سے لگایا تو وہ ایک ہی گھونٹ میں پورا گلاس خالی کر گئی۔۔۔

آپ نے دوائی لی ہے ماما؟۔۔۔اس نے پھر بے چینی سے پوچھا تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔

کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہوں حورے۔۔۔ان کا تیز تنفس ہوتے دیکھ سبین مامی نے ان کے چہرے پہ آئے پسینے کو ہاتھوں سے صاف کرتے انھوں نے فکرمندی سے کہا۔۔پتہ نہیں کیوں دل بیٹھا بیٹھا جا رہا ہے!!۔۔۔ان کی بے چینی ابھی بھی یوں ہی قائم دل کی دھڑکن کو تیز کرتی جا رہی تھی تو دوسری طرف اپنی ماں کی حالت کو دیکھتے اس کی دھڑکن سست پڑ رہی تھی۔۔

تمہاری شوگر لو ہو رہی ہے "حمزہ تم اسے کمرے میں لے کر جاؤ میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔۔۔ان کی گرتی حالت کو دیکھتے سبین مامی نے حمزہ کو انھیں کمرے میں لے جانے کا کہتے خود وہ کیچن کی طرف بڑھی تو حمزہ انھیں سہارا دیتے کمرے میں لے جانے لگا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام تیرا۔۔۔ کوئی تجھ سا ہو تو پھر نام بھی تجھ سا رکھے

!

یار کیا واقعی ہی ٹائم آ گیا ہے یہاں سے جانے"""۔۔۔۔گھاس پہ بیٹھے حارث نے ایک طائرانہ نگاہ یونی ورسٹی کی کشادہ عمارت پہ مارتے اداسی گھولے لہجے میں پوچھا۔ دو دن بعد سے ان کی یونی اوف ہو رہی تھی اور دوسرے ہفتے سے ان کے فائینل ائیر زاسٹارٹ تھے جس کے بعد انھوں نے اس یونی ورسٹی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہے جانا تھا۔۔۔

پانچ سال گزارے ہیں ہم نے یہاں 'ہمارے قہقہے، شرارتیں ہم چاروں کی بے مثال دوستی یہ عمارت صدیوں تک یادرکھے گی۔۔۔انجینئرینگ یونی ورسٹی کی پرشوخ عمارت اور وسیع عریض پہ پھیلے سرسبز گراؤنڈ کو دیکھتے درید نے بھی اداسی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہم نہ صیح ہمارے قہقہ ضرور اس عمارت میں گونجا کرئے گے '۔۔۔فواد نے اسے اداس ہوتا دیکھ درید کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتے کہا تو درید مسکراتا سر اثبات میں ہلانے لگا۔۔۔

اس کے بعد ہم جدا تو نہیں ہو جائینگے "۔۔۔ان کی باتوں کو سنتے ناجانے معتصم کے دل میں کیا جاگا تھا جو وہ سنجیدگی سے یہ سوال کر گیا اور اس کے سوال پہ ان تینوں نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔۔۔

تیری بیٹی میری بہو بنے گئ ""۔۔۔درید نے مبہم سا مسکراتے لفظوں کا ھیر پھیر کرتے اسے ہمیشہ ساتھ رہنے کی یقین دہانی کروائی۔۔۔

گڈ ایوننگ سنئیرز ""۔۔۔اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا عقب سے آنی والی ایک مدھم مگر پر کشش نسوانی آواز نے ان سب کی توجہ اپنی طرف کھینچی تو چاروں نے سنجیدہ نظروں سے اپنے سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کو باغور دیکھا جو بلیک فلیبر جینز پر تھائیز تک آتا کُرتا پہنے ہوئے تھی جس کے اوپر بلیک جینز کا کوٹ تھا، اسٹولر گلے میں مفالر کی طرح ڈال رکھا تھا اور بوب کٹ بال

کندھوں پہ لہرا رہیں تھے "چائینز جیسے پھینے پھینے نقوش اور سنہری رنگت لیے وہ پرکشش اور جاذب نظر لگ رہی تھی۔۔۔

گڈ ایوننگ""" یس۔۔۔درید نے سنجیدگی سے اس کی بات کا جواب دیتے ان دونوں کو گھورا جو ٹکٹکی باندھے اسے گھورے ہی جا رہیں تھے البتہ فواد ایک نظر اس پر ڈال کر فورا نظریں پھیر گیا تھا۔۔۔

مائی سلیف حور"""حور ابلاج""" ۔۔۔اس نے اپنا چھوٹا سا گلابی گوندھا ہاتھ درید کی طرف بڑھاتے اپنا انٹروڈکشن کروایا تو فواد نے فورا حیران ہوتی نظروں سے پلٹتے ہوئے اسے دیکھا نام ایک تھا مگر پرسنیلٹیز""" پرسنیلٹیز میں زمین آسمان کا فرق تھا گویا سمندر کے دو الگ الگ کنارے۔۔۔

درید 'درید خان' ۔۔۔اس کا ننھا سا ہاتھ اپنے چوڑے مردانہ ہاتھ میں تھامتے سنجیدگی سے کہا البتہ اس ننھے لمس پہ جسم میں ایک عجیب سا احساس سا دوڑ گیا تھا جسے وہ سر جھٹکتے فورا مٹا گیا۔۔۔

ڈیڈ یو کم فروم جاپان؟؟؟۔۔۔اس کے لہجے میں آتا انگلش کا ایکسنٹ محسوس کرتے معتصم نے دل میں مچلتا سوال پوچھا کیونکہ اس کے نقوش پورے کے

پورے چائنیز تھے اور ایک چائنیز کا پاکستان کی یونی ورسٹی میں وہ بھی اتنی صاف اردو بولتے پایا جانا ناممکن سی بات تھی۔۔۔

ہاہاہا"نو"نوٹ آیٹ آل "ایکچیولی میری مادر کورئین تھی اور فادر پاکستانی سو""""۔۔۔ معتصم کی بات پہ ہنستے اس نے چہرے پہ آئی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑاستے بتایا اور آخر میں ہونٹوں کو دباتی جذبذب سی ہوگئی۔۔۔

اچھا"""مطلب پاکستان اور کوریا کا کومبینیشن ہو"""۔۔حارث نے بھی بے باکی سے اس کا اوپر سے نیچے تلک جائزہ لیتے کہا تو وہ بیچاری سر اثبات میں بھی نہ ہلا سکی البتہ خفت سے چہرہ سرخ ٹماٹر بن گیا تھا جوان شہد رنگ آنکھوں نے باغور دیکھا تھا۔۔۔

آپ کے آنے کی خاص وجہ؟؟۔۔۔اس کے سرخ چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے درید نے اس کی آمد کا سبب پوچھا کیونکہ جانتا تھا کہ وہ کسی کام سے ہی یہاں آئی تھی ورنہ آج تک کسی لڑکی نے انھیں خود سے مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

جی سنئیر وہ ایکچیولی ہم آپ کے جونئیر زہے اور ہم آپ کو فیر ویل پارٹی کے لیے انوائینٹ کرنے آئیں ہیں۔۔۔اس نے اپنے پیچھے کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے جونئیر زکی طرف سے سنئیر زکو دی گیی پارٹی کا حوالہ دیا جو ہر سال جونئیر ز یونی ورسٹی کو خیر آباد کر کے جانے والے سنئیر زکو دیتے تھے۔۔۔

اینڈ داز از دا انوائیٹیشن""۔۔پیچھے کھڑی لڑکی کے ہاتھ میں پکڑی باسکیٹ سے چار خوبصورت اینوالپ نکالتے وہ ان چاروں کو ایک ایک پکڑتی خوشی سے بولی کیونکہ جنھیں مخاطب کرنے کے لیے پوری یونی کی لڑکیاں مرتی تھی وہ ان کے سامنے کھڑی کتنی دیر سے بات کر رہی تھی اور انھوں نے کوئی انسلٹ بھی نہیں کی تھی۔۔۔

تم یہ لے کر جا سکتی ہوں کیونکہ ہم لوگ ایسے چیپ انویٹینش ایکسیپٹ نہیں کرتے""۔۔۔حور کی فرسٹیشن اس کی ہم نام لڑکی پہ نکالتے فواد نے نہایت ہی روڈ لہجے میں اینوالپ کو گھاس پر پھینکنے کے انداز میں ڈالتے کہا تو پل میں مسکراتے لب سکڑے اور سوجے پپوٹوں والی آنکھوں میں نمی ابھری جسے چھپانے کی خاطر وہ نیچے کو بیٹھتی اینوالپ اٹھا گئی جنھیں بنانے میں انھیں پورا ہفتہ

لگ گیا تھا،اس نے سنا تھا وہ چاروں بہت روڈ اور بد تمیز ہے مگر وہ ان کی چارمنگ پرسنیلیٹیز کو دیکھتے اپنی دوستوں کی باتوں پہ یقین نہیں کرتی تھی مگر آج یقین آ گیا تھا۔۔۔

ایکسیوز می""اس کی بات کا برانہ منائے ہم لوگ ضرور آئینگے۔۔۔فواد کو سرد نگاہوں سے دیکھتے درید نے اس کی آنکھوں میں چھائی نمی کو دیکھتے نرمی سے کہا تو وہ پھیکا سا مسکرائی۔۔۔

تھینکیو سو مچ سنئیر""آئی ہوپ آپ لوگ انجوائے کرینگے۔۔فواد کا کارڈ اس بار درید کی طرف بڑھاتے حور نے گہری مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے انھیں یقین دہانی کروائی۔۔۔

وہاں سب تمہاری جیسے ہونگی؟؟

نن"نہیں تو۔۔ہوا کے دوش پہ اڑتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑاستے اس نے کنفیوژڈ سا ہوتے کہا۔۔۔

ویسے تمہارے ماما بابا کی شادی کیسے ہوئی۔۔۔بغیر اس کی طرف دیکھے حارث نے موبائل کی اسکرین سکرول کرتے پوچھا۔۔

لیٹس گو حور""۔۔۔ پیچھے کھڑی لڑکی نے اس کے بازو کو جھنجھوڑتے وہاں سے چلنے کو کہا۔۔۔

کھڑ جاوڈیے کلیاں """لیٹس گو حور"""۔۔۔ پنجابی میں اسے رکنے کا کہتے آخر میں معتصم نے اس کی نقل اتاری تو وہ بیچاری شرمندہ سی ہوگی جبکہ حور کو اب یقین ہوا کے کیوں نہیں کوئی لڑکی انھیں چھیڑنے کی غلطی کرتی تھی۔۔۔

میرے فادر اور مادر دونوں کلاس میٹ تھے۔۔۔ وہ ان کے عجیب و غریب سوالوں سے اب پریشان سی ہوتی اپنے لب چبانے لگی جو اس کی طرف اٹھی شہد رنگ آنکھوں کو نہایت ناگوار گزرا تھا۔۔۔

تصویر دیکھانا اپنے فادر کی؟؟ معتصم نے اس کی طرف دیکھتے حکمیہ کہا جیسے وہ اس کی غلام ہو جبکہ پریشانی سی کھڑی حور کا دل چاہا کے وہ پوچھے "بٹ وائے" مگر ان چاروں کی میسمرائز کردینے والی شخصیت کے اگے اس کے لب کچھ بول ہی نہ پایا اور مجبوراً اس نے موبائل کے وال پیپر پہ لگی اپنے فادر کی تصویر اس کے اگے کی

۔۔۔

ہممم"""اگر اس منہ پر کورئین لڑکی فدا ہو کر پاکستان آسکتی ہے تو میرے چہرے پہ تو پھر اسپین کی شہزادی بھی فدا ہو سکتی ہیں۔۔۔ تصویر کو جانچتی نظروں سے دیکھتے معتصم نے اپنا موازنہ حور کے فادر سے کرتے کہا تو اس نے مدد طلب نظروں سے درید کی طرف دیکھا۔۔۔

اسپین کی شہزادی" منہ دیکھا ہے اپنا۔۔ معتصم کی بات سنتے فواد نے چہرے کے زوائے بگاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

اوکے اب آپ جاسکتی ہے!۔۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں مدد کی درخواست کو دیکھتے درید نے پہلے معتصم کو سنجیدہ نظروں سے دیکھا گویا اب کوئی بکواس نہیں اور پھر حور کی طرف دیکھتے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

تھینکیو سو مچ" ہم آپ کے آنے کا ویٹ کرینگے۔۔۔ خوشی سے نہال ہوتی وہ درید سے ایک بار پھر ہاتھ ملاتی بھاگتی ہوئی وہاں سے نکلی کے کہی وہ سوالوں کی پٹاری اسے پھر نہ روک لے۔۔

اپنی نظروں کو کنٹرول کرو خان صاحب! یہ بہک رہی ہیں۔۔۔ بھاگتی ہوئی حور کی پشت کو دیکھتے درید کے کندھے سے کندھا مارتے معتصم نے شرارت سے اسے چھیڑا۔۔۔

کہی یہ نہ ہو کو وہ مکے گھونسے مار کر تمہاری آنکھیں بھی اپنی جیسی بنادے۔۔۔ حارث نے حور پہ گاڑھی اس کی نظریں اچھے سے نوٹ کی تھی تبھی معتصم کا ساتھ دیتے اسے لتاڑا جس پر درید نے ان دونوں کو سنجیدگی سے گھورا۔۔۔

اور تم دونوں اپنی اپنی زبان کنٹرول کرلو یہ نہ ہو میری آنکھوں سے پہلے تمہارے منہ سوج رہیں ہو اور پھر فیرویل میں لوگ تمہیں جاپان کی پیداوار سمجھ کر تمہارے ساتھ تصویریں بنارہیں ہو۔۔۔ سخت گھوری ان پر ڈالتے وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں انھیں حور کے متعلق مزید نہ بولنے کی تنبی کرگیا تھا جس پر وہ دونوں منہ کے زوائے بگاڑتے اپنے اپنے مشغلے میں مصروف ہوگیے۔۔۔

لازم نہیں ہر حور" حور ذوالفقار ہی ہو۔۔۔ اس کے کندھے پہ بازو رکھتے درید نے اسے گم صم بیٹھا دیکھا کہا۔۔۔

کوئی حور ابلاج بھی ہو سکتی ہے" ہے نہ چیپسٹر """ ۔۔۔ درید کے کہنے پہ وہ طنزیہ نظروں سے دیکھتے بولا گویا اگر وہ خاموش بیٹھا تھا تو اس نے کچھ نوٹ نہیں کیا تھا جبکہ اس کے خفیف سے طنز پہ وہ قہقہہ لگاتا اسے سینے سے لگا گیا

۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سنا ہے ربط ہے اس کو خراب حالوں سے ۔۔۔ سو اپنے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں !

حورے بیگم کو دوائی دے کر وہ پریشان سا کمرے میں لوٹا تھا، دماغ میں ان کی باتیں گردش کر رہی تھی تو دل اس کی طرف سے اٹکا ہوا تھا جس کی طرف سے اب وہ ہر وقت ڈرتا ہی رہتے تھا کہ کہی کسی وقت وہ اپنے جنون میں آکر کوئی سنگین قدم نہ اٹھا لے جس کی وجہ سے وہ اب زیادہ تر وقت اس کے پاس ہی

گزرتا تھااور رات بھی اس کے سونے کے بعد ہی اپنے کمرے میں جاتا تھا چونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی ذرا سی لاپرواہی سے اس کی بہن کو کوئی تکلیف اٹھانی پڑے۔۔۔

ابھی بھی وہ بیڈ کے کنارے پہ بیٹھا مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہو گی، کہی کچھ الٹا سیدھا نہ کھالے" جب سے وہ بیمار ہوئی تھی حمزہ بالکل ایک باپ کی طرح اس کا خیال رکھنے لگا تھا اس کی چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کا دھیان رکھتا تھا، اسے ٹائم پہ کھانا کھلانا اور ٹائم پہ دوائی دینا وہ اسے بالکل کسی چھوٹی بچی کی طرح ٹریٹ کرنے لگا تھا کہ شاید اس کی محبت سے ہی اس کے پرانے زخم مندمل ہو سکے۔۔۔

کیوں نہ میں نوال کو فون کر کے کہہ دوں کے وہ روحی کو کچھ الٹا سیدھا نہ کھانے دے۔۔۔ ابھی وہ اس کی سوچوں میں ہی گھل رہا تھا جب اچانک ذہن میں نوال کا خیال آیا کہ وہ اسے فون کر سکتا ہے چونکہ مرحا اپنا موبائل کالج لے کر نہیں جاتی تھی، یہ خیال آتے ہی اس نے فورا پینٹ کی پوکٹ سے فون نکالا اور ڈائل نمبر سے نوال کا نمبر ملایا، جس کی بیل جا رہی تھی۔۔۔

ہیلو'' اسلام و علیکم ''۔۔۔دو سے تین بیل کے بعد ہی فون اٹھا لیا گیا تھا۔۔

و علیکم السلام ''''کہاں ہو؟۔۔۔۔سلام کا جواب دیتے اس نے فورا بے تابی سے پوچھا۔۔

کیچن میں کیوں خیریت؟؟

کیا مطلب تم آج کالج نہیں گی!!۔۔۔اس کے جواب پہ حمزہ نے حیران ہوتے پوچھا۔۔۔

نہیں طبعیت ٹھیک نہیں تھی اس لیے'' پر آپ کیوں پوچھ رہیں ہے؟۔۔۔نوال نے اس کے پوچھنے پہ فکر مند سے ہوتے پوچھا کیونکہ آج سے پہلے تو اس نے کبھی نہیں پوچھا تھا۔۔۔

اووو''''نوال اگر تمہیں نہیں جانا تھا تو ایٹلیسٹ مجھے فون کر کے انفارم تو کر دیتی روحی آج کالج گئی ہیں۔۔۔انگھوٹے سے پیشانی کو رب کرتے حمزہ پریشانی سے بولا۔وہ گی نہیں تھی جس کی وجہ سے اسے اطمینان رہتا تھا۔۔۔

حمزہ روحی تو کتنے دنوں سے ہی کالج نہیں جا رہی اب مجھے کیا پتہ تھا کہ اس کا یوں اچانک پروا گرم بن جائیں گا'' اور اپ مجھے بتا تو سکتے تھے نہ۔۔۔دوسری طرف

وہ بھی اچھا خاصا پریشان ہو گئی تھی کیونکہ اس کے علاوہ تو مرحا کی کسی سے دوستی بھی نہیں تھی اور اوپر سے وہ بیمار تھی۔۔۔

مجھے لگا کہ اس نے تمہیں انفارم کر دیا ہو گا'''''اب میں کیا کروں شی از''نوٹ اسٹیبل نوال اسے اچانک سر میں پین اٹھتا ہے اینڈ شی از کرائینگ لائک آ چائیلڈ ۔۔۔اس کے نہ جانے پہ وہ واقعی ہی اچھا خاصا پریشان ہو چکا تھا تبھی بے بسی سے بولا۔۔۔

اپ مجھے ٹینشن دے رہیں!!اوکے ریلیکس ڈونٹ بی وریڈ''میری کچھ فرینڈز ہے میں انھیں فون کر کے روحی کا پوچھتی ہوں''آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔مرحا کا اکیلا کالج میں ہونا اور حمزہ کا اس کو لے کر یوں پریشان ہونا نوال کو بھی صیح معنوں میں فکر مند کر گیا تھا۔۔۔

ہاں پلیز تم فون کرو انھیں اور پھر مجھے بتانا۔۔۔اس کی بات پہ تھوڑا مطمئن ہوتے حمزہ نے فوراً تاکید کی اور فون کٹ کرتا خود بیڈ پہ سر ہاتھوں میں گرایا بیٹھ گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ ناآباد وقتوں میں دل ناشاد میں ہو گئی
محبت اب نہیں ہو گئی
یہ کچھ دن بعد میں ہو گئی
گزر جائیں گے جب یہ دن
یہ ان کی یاد میں ہو گئی !!!

وسیع لمبے روم میں لگے لکڑی کے بینچیز اس وقت رنگ برنگی تتلیوں سے بھرے پڑے تھے جو سر جھکا کر اپنے اگے پڑی کتابوں، اور رجسٹروں میں بورڈ پہ لکھے جانے والا ٹوپک لکھ رہی تھی"بورڈ کے اگے کھڑی گرے عبائے میں ملبوس مس رقیہ ہاتھ میں بورڈ مارکر لیے بورڈ پر آج کا ٹوپک لکھ رہی تھی۔۔۔۔ سورہ العنکبوت کی کل کتنی آیات ہوئی تھی اسلحان ؟۔۔۔مارکر سامنے پڑے میز پہ رکھتے انھوں نے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی اسلحان سے پوچھا۔۔۔۔

میم چودھ آیات ہوگیی تھی آج پندرہ سے شروع کرنا ہے؟۔۔۔اسلحان نے کل ہوئے لیکچر پہ نظرثانی کرتے انھیں بتایا تو وہ سر خم کرتی میز پہ رکھی تفسیر کی کتاب کھولنے لگی۔۔۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم "،"اور ابراہیم علیہ السلام کو (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اگر تم اس کی سمجھ رکھتے ہوں تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے" تو تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا اور طوفان باندھتے ہوں تو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پوجتے ہوں وہ تم کو تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے پس تم خدا ے ہاں سے ہی رزق طلب کرو، اس کی ہی عبادت کرو اور اس کا ہی شکر کرو اس کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔۔۔ تفسیر کی کتاب میں سے دیکھتے انھوں سورہ النکبوت کی آتا نمبر پندرہ اور سولا کے ترجمعہ کی تفسیر بیان کی

۔۔۔

اور اگر تم (میری) تکذیب کرو تو تم سے پہلے بھی اُمتیں اپنے (پیغمبروں کی تکذیب کر چکی ہے۔اور بیغمبر کے ذمہ کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں، کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح

)اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے، یہ خدا کو آسان ہے، کہہ دوں کہ ملک میں چلو و پھیر و اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کیا ہے اور پھر خدا ہی پچھلی پیدائش پیدا کرے گا، بے شک خدا ہر چیز پہ قادر ہے""""" وہ جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے، اور اس ہی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ،اور تم (اس کو) نہ زمین پہ عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسماں پہ اور نہ خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار اور جس نے خدا کی آیتوں اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے نااُمید ہو گیے ہیں اور انھیں دردناک عذاب ہو گا، تو کے لوگ جواب میں بولے تو یہ بولے کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو" مگر اُن کی قوم خدا نے اُن کو آگ (کی سوزش) سے بچا لیا، جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اُن کے لیے اس میں نشانیاں ہیں"۔۔۔ پیراگراف ختم کرتے انھوں نے کتاب سے نظریں اٹھائے ایک طائرانہ نگاہ پوری کلاس پہ ماری تاکہ دیکھ سکے کہ کوئی بچی ایسی تو نہیں تھی جو نوٹ نہیں کر رہی تھی مگر سبھی بچیاں سر جھکائے ان کے لفظوں کو قلم کی مدد سے کاغذ پہ اتار رہی تھی۔۔۔

اور ابراہیم نے کہا تو جو تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو لے بیٹھے ہو تو دنیا کی زندگی میں باہم (دوستی) کے لیے مگر پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کی (دوستی) سے انکار کر دو گے ایک دوسرے پہ لعنت بھیجو گے، اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور کوئی تمہارا مددگار نہ ہوگا، پس اُن پر (ایک) لوط ایمان لائے اور (ابراہیم) کہنے لگے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں"""" آج کے لیے اتنا ہی" آج ہم نے پندرہ سے لے کر پچیس تک آیتوں کی تفسیر پڑھی اور سنی ہے اور نیت کرتے ہیں کہ اسے ہمیشہ یاد رکھے گے""اب کل میں آپ لوگوں کا ایک سرپرائز""خیر سرپرائز تو اب نہیں رہا کیونکہ بتا چکی ہوں مگر میں کل آپ لوگوں کا ایک ٹیسٹ لینے والی ہوں تفسیر کے حوالے سے !!!

میم سورہ النکبوت کی تفسیر ہو گی؟؟۔۔۔علیشبہ نے پین دانتوں میں دبائے فوراً سوال پوچھا کیونکہ سرپرائز ٹیسٹ کا سن کر سبھی کے چہرے اتر گیے تھے۔۔ نہیں بالکل نہیں جب تک اس سورہ کی ہماری تفسیر مکمل نہیں ہو جاتی تب تک اس کا ٹیسٹ نہیں ہو گا۔۔۔انھوں نے قطعی لہجے میں کہتے پھر چاروں طرف نظر

دوڑائی مگر وہ چہرہ انھیں آج کہی نظر نہیں آرہا تھا اور اوپر سے بچیوں کی تعداد اتنی تھی کہ اگر پیچھے بیٹھی ہوتی تو تب بھی نظر آنا مشکل تھا۔۔

اوکے میم بٹ آپ یہ تو بتادے کہ کونسی سورہ ہو گئی ؟؟۔۔اس بار فاطمعہ نے التجائیہ لہجا لیے پوچھا۔۔۔

کتنی سورتوں کی تفسیر پڑھ چکے ہیں ہم ؟؟؟

مائدہ، انساء، یوسف اور النحل !!!۔۔۔جواب کلاس کی سب سے ہوشیار لڑکی اسلحان نے دیا۔۔۔

صرف چار ہی تو سورہ ہے ""اور میں نے کتنی ڈیلٹیل سے آپ سب کو ایک ایک لفظ سمجھایا ہے کہ اب تو آپ کو زبانی یاد ہو جانا چاہیے۔۔۔میم رقیہ نے ماتھے پہ خفگی کے بل ڈالتے انھیں لتاڑا تو پل میں سب پھول مرجھائے کیونکہ وہ بالکل ڈانٹا نہیں کرتی تھی مگر جب ہلکا سا بھی اپنی ناراضگی کا اظہار کرتی تو وہ سب فوراً اداس ہو جایا کرتی تھی۔۔۔

چلو اب یہ بچوں۔کی طرح منہ نہ بناؤ"" مائدہ اور النحل کی تفسیر پڑھ لینا اب اس کے اگے میں کوئی فیور نہیں دونگی اوکے ""۔۔۔ان کے لٹکے چہروں کو دیکھتے

فورا سے پہلے ان کا دل نرم۔ پڑا تو وہ ایک اور فیور دے گئی مگر اس ہی کے ساتھ کسی اور چیز کی امید لگانے سے بھی فوراٹوک گئی تھی جس پر سب بچیوں نے مسکراتے ان کا شکریہ ادا کیا۔۔۔

چلے بیل ہو گئی نیکسٹ لیکچر کی ""تیاری سب اچھی کر کے آئیں گے ""۔۔۔اپنا پرس اور تفیسر کی کتاب ہاتھ میں پکڑتے انھوں نے نقاب نیچے کیا اور ساتھ ہی ان سب کو بھی تاکید کی تو سب ہی بچیاں زور و شور سے سر ہلاتی بیگ پیک کرنے لگی۔۔۔

میم "پتہ نہیں انھیں کیا ہو گیا ہے یہ اٹھ نہیں رہی ؟؟۔۔۔ابھی وہ کلاس سے باہر قدم نکالنے ہی لگی تھی جب پچھلی سیٹوں سے کسی بچی کی پریشان کن آواز گونجی جو کسی اور کے لیے فکر مند ہو رہی تھی۔۔

کیا ہوا ہے ؟؟۔۔۔وہ فورا سے اس طرف بڑھتی فکر مندی سے بولی جہاں تمام بچیاں اپنی اپنی جگہ سے اٹھتی اسے دیکھ رہی تھی جو کائی رنگ کا حجاب سر پہ جمائے ڈیکس پہ سر رکھے سو رہی تھی یا شاید کچھ اور !!!

بچے کیا ہوا ہیں؟؟۔۔۔اس کے سر پہ پہنچتی وہ نرمی سے اس کا سر ڈیکس سے اٹھاتی بولی مگر جب نظر اس کے چہرے پہ پڑی تو وہ کچھ دیر کے لیے ساکت ہوئی کیونکہ وہ وہی سفید پھول تھا جسے وہ پوری کلاس میں تلاشتی رہی تھی۔۔

سوہنے""آنکھیں کھولو"""کیا ہوا میری جان۔۔۔اس کے نرم مومی گال کو تھپکتے وہ مسلسل اسے ہوش دلا رہی تھی مگر وہ کوئی رسپونس نہیں کر رہی تھی جسے دیکھتے انھیں مزید فکر لاحق ہوئی، آج کتنے دنوں بعد تو وہ انھیں نظر آئی تھی اور وہ ابھی ایسے۔۔۔

پانی" پانی لے کر آو جلدی۔۔۔ بینچ پہ اس کے پاس بیٹھتے وہ اس کا سر اپنے کندھے پہ رکھتی آس پاس لڑکیوں کو کھڑا دیکھتے حواس بختہ سی بولی، ویسے تو انھیں اپنا ہر اسٹوڈنٹ ہی عزیز تھا مگر جب سے اس نے اپنی تکلفیں ان کے ساتھ شئیر کی تھی وہ ان کے مزید دل کے قریب ہو گئی تھی بالکل بیٹی کی طرح۔۔۔

یہ لے میم"""۔۔ایک بچی نے پانی کی بوتل لاتے انھیں پکڑائی جسے وہ جلدی تھمتی ڈھکن کھول کر ہاتھ میں تھوڑا سا پانی لیتی اس کے منہ پر چھڑکنے لگی تا کہ وہ

ہوش میں آسکے مگر ان کی وہ کوشش بھی بیکار ہوئی اسے یوں ہی ساکت وجامد دیکھ۔۔۔

کب سے یہ ایسے بیٹھی تھی ؟؟۔۔۔ میم رقیہ نے چہرے پہ پریشان کن تاثرات سجائے اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی سے سوال پوچھا جو خود حیران وپریشان سی کھڑی تھی۔۔

میم "جب سے آپ" کا لیکچر شروع ہوا تب سے۔۔۔اس بچی نے شرمندگی سے نظریں جھکاتے بتایا۔۔

واٹ """اور آپ کو اب یاد آیا ہے بتانے کا" جانتی بھی ہے اگر کوئی سریس ایشو ہو گیا تو۔۔۔ میم نے اس بچی کو غصیلی نظروں سے دیکھتے لتاڑا تو وہ بیچاری خوامخواہ شرمندہ سی ہوتی شوز زمیں پہ مارنے لگی۔۔۔

اسلحان جاو اور فریسٹ ایڈ کی کوئی فی میل ورکر کو لے کر آؤ اسے ہسپتال لے کے جانا ہے۔۔۔انھوں نے بغیر ٹائم ویسٹ کیے اسلحان کو مخاطب کرتے کہا تو وہ فورا فاطمعہ کا ہاتھ پکڑے کلاس سے باہر بھاگی اور وہ ایک بار پھر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی، اگر وہ بھوک، بلڈ پریشر ہائی یا لو ہونے کی وجہ سے بیہوش

ہوتی تو پانی چھینکنے پہ ہوش میں آجاتی مگر معملا کچھ اور تھا جسے سوچتے وہ فکر میں مبتلا ہو رہی تھی۔۔۔

اور فراز چاہیں کتنی محبتیں تجھے۔۔۔ماؤں نے تیرے نام پر بچوں کا نام رکھ دیا !

سفید سنگ مرمر سے تراشے فاطم ہاؤس میں بھی تیاریاں اپنے عروج پر تھی، دو دن سے میرال کی دوستوں نے ڈھولکی رکھی ہوئی تھی جس پر میرال سے زیادہ مسسز فاطم اپنی خوشی کا اظہار کرتی نظر آرہی تھی، دلہن کے کپڑوں سے لے کر ہر چیز کی ذمہ داری ان کے ذمہ تھی کیونکہ وہ خود تو کسی چیز مین اپنا انٹرسٹ شو کروا نہیں رہی تھی، اس وقت بھی وہ لاونج میں لین دین کے کپڑے بکھیر بیٹھی ملازموں کی مدد سے انھیں پیک کروا رہی تھی اور وہ خود آنکھوں پہ فیشن کے گلاسس لگائے صوفے پہ بیٹھی میگزین پڑھ رہی تھی۔۔۔

میرال یہ دیکھو یہ سوٹ تمہاری سبین آنٹی کے لیے کیسا ہے "زیادہ اوور تو نہیں لگ رہا کلر؟۔۔ مسسز فاطم نے اپنی گود میں پھیلے لائٹ اورنج کلر کے نہایت نفیس اور کامدار سوٹ کو جانچتی نظروں سے دیکھتے اس سے رائے مانگی جو ہر چیز سے آدم بیزار بنی بیٹھی میگزین کے ورق کو الٹ پلٹ کر رہی تھی۔۔۔

آئی ڈونٹ نو ماما"" جو دل چاہے وہ کرے!!۔۔۔اس نے ایک نظر بھی اٹھائے بغیر بیزاریت سے انھیں دو ٹوک کہا کہ اگر وہ نکاح کے لیے مان ہی گئی ہے تو اسے ان فضولیت سے دور رکھا جائے۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی" جو دل چاہے وہ کرے بھلا نکاح میرا ہو رہا ہے؟؟۔۔۔ماتھے پہ بل ڈالے انھوں نے اسے گھورتے ہوئے کہا جو گرم ٹراؤزر شرٹ میں بالوں کا اونچا جوڑا بنائے آنکھوں پہ چشمہ لگے بے دلی سے بیٹھی تھی کیونکہ انھوں نے اسے زبردستی اپنے ساتھ بیٹھایا تا کہ تھوڑی ہیلپ وغیرہ کر دے مگر ہیلپ کرنے کے بجائے وہ تو کام کرتی ملازموں کو بھی بار بار اپنے کام سے اٹھا رہی تھی

۔۔

توکر لے منع کس نے کیا ہے۔۔۔فوکس کرتی نگاہوں سے میگزین کے صفحے

پڑھتے اس نے اجازت دی ساتھ ڈش سے جوس کا گلاس اٹھاتے منہ کو لگایا۔۔

فضول بکواس بند کرو" اور یہ بتاؤ روحی کو یہ لگادوں۔۔۔اس کی بے تکی بات پہ

اسے ڈاپٹتے انھوں نے ایک بیگ میں پیک جوڑا اس کے سامنے میز پہ ڈالتے پوچھا

کیونکہ جانتی تھی کسی کا بتائے یا نہ بتائے اپنی سہیلی کا ضرور دلجمعی سے بتائے گئی

۔۔۔

کیا ہو گیا ہے ماما اتنا سستا اور چیپ جوڑا لگائے گئی آپ روحی کو"۔۔۔ان کی سوچ

بالکل صیح تھی مرحا کے نام پر فوراً اسے اس کی آنکھیں اٹھی تھی اس جوڑے کی

سمت اور اتنی ہی تیزی سے ہی اس نے جوڑے کا معائنہ کرتے انھیں سنجیدہ

نظروں سے دیکھا۔۔۔

سستا" بیٹا بیس ہزار کا سوٹ ہے!!!۔۔ سستے والی بات پہ انھوں نے اپنی لینڈ

لارڈ بیٹی کو گھورتے بتایا جس کے خیال سے پندرہ بیس ہزار کا سوٹ چیپ اور سستا

ہوتا ہے۔۔

پر اس کے شایانِ شان نہیں ہیں؟؟؟۔۔ سوٹ کو ناپسندگی سے پھینکتے بولی۔۔

پھر کیا ہے اس کے شایانِ شان !!۔۔۔ سوٹ کو جھٹکتے وہ طنزیہ بولی کیونکہ انھیں میرال کا اس طرح سوٹ پھینکنا قطعی پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

یہ والا """ دیکھاو ذرا۔۔۔ صوفے پہ ایک طرف رکھے کپڑوں میں رکھے سوٹ کی طرف اشارہ کرتی وہ چمکتی ہوئی آنکھوں سے بولی جیسے اسے وہ پہلی ہی نظر میں پسند آگیا ہو۔۔

۔پر یہ میں تمہارے لیے لے کر آئی تھی۔۔۔ ملازمہ کو اسے سوٹ پکڑتے دیکھ مسسز فاطم احتجاعی بولی کیونکہ وہ بہت دل سے اس کے لیے پسند کر کے لائی تھی

۔۔

اٹس او کے موم روحی نے پہنا یا میں نے پہنا بات سیم ہے """ بلقیس اسے پیک کر دو۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی سلور کلر کی پاؤں کو چھوتی میکسی (جس پہ سلور اور سرخ نگنیوں سے کام ہوا ہوا تھا) کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی کہ وہ مرحا پہ پہنی بہت پیاری لگتی اس لیے بغیر کوئی بحث کیے اس نے میکسی کپڑے پیک کرتی ملازمہ کی طرف بڑھاتے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی اب اسے بوکس میں نفاست سے سیٹ کرنے لگی۔۔۔

اچھا یہ بتاؤ تم مہندی لگوانے پارلر جاؤ گی یہ مہندی آرٹسٹ کو یہی بلا والوں ؟؟

۔۔۔اپنی بیٹی کی ہٹ دھرمی پہ وہ دو حرف بھیجتی واپس سے کپڑوں کی طرف متوجہ ہوئی کیونکہ کام بہت زیادہ تھا ابھی تو جینٹس کے کپڑوں کی سلیکشن رہتی تھی جو وہ بھی ان ہی کے ذمے تھی۔۔۔

۔پارلر کیوں ؟؟۔۔۔مرحا کے ڈریس کی سلیکشن کرتے وہ واپس اپنے پرانے مشغلے میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

ڈانس کرنے !!۔۔۔اس کی اتنی غیر دلچسپی کو دیکھتے انھوں نے خلستے ہوئے کہا تو وہ میگزین منہ کے اگے کرتی اپنی مسکراہٹ دبا گئی،اپنی ماں کو تنگ کرنے میں اسے الگ ہی مزہ آتا تھا۔۔۔

تو اس کے پارلر جانے کی کیا ضرورت ہے "یہی کر لیتے ہیں۔۔۔ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے اس نے اپنے لب دبائے۔۔۔

مار کھاؤ گی میرال جواب کوئی فضول بات کی ہو"میں ہفتے کو مہندی والی کو بلا رہی ہو اور اس ہی دن تم دن میں فیشل لوں گئی۔۔۔اس کی شرارتی مسکراہٹ کو

دیکھتے وہ دل میں بہت خوش ہوئی تھی کہ چلو کسی بہانے صبح وہ بھی مسکرا رہی تھی ، مگر پھر چہرے پہ مصنوعی خفگی سجائے انھوں نے اپنا حکم سنایا۔۔۔

میری بلا سے جو مرضی کرے""""میں جا رہی ہوں نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔ان کے حکم پہ منہ بناتی وہ پیروں میں چپل اڑاستے ہوئے بولی اور میگزین میز پہ پھینکتی وہ اپنا موبائل اٹھائے سڑھیوں کی طرف بڑھی جبکہ مسسز فاطم اپنی بیٹی کی اپنی ہی شادی میں غیر دلچسپی کو دیکھتے سر تاسف میں ہلاتی رہ گئی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم نے عشق سنا ہے، پڑھا ہے، دیکھا ہے، کہا ہے۔۔۔ہم نے عشق کیا ہے، جیا ہے، ہارا ہے، سہا ہے !!

وہ اسے لے کر ایک پرائیوٹ ہسپتال میں آئی تھی جو کہ ان کی فرینڈ کا تھا اور وہ ایک جنرل فزیشن تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ان ہی کی طرح عالما بھی تھی

اور ایک اسلامیہ مکتب بھی چلا رہی تھی اپنے پورے پردے میں رہ کر وہ گویا اس سوسائٹی کے ساتھ سر اٹھائے فخر سے چل رہی تھی۔۔

میم اور کتنی دیر لگے گئی؟؟۔۔۔اسلحان نے گھڑی میں ٹائم دیکھتے بے چینی سے پوچھا کیونکہ کالج اوف ہونے میں صرف آدھا گھنٹہ باقی تھا۔۔۔آپ پریشان نہ ہو بچے میں خود آپ کو ڈراپ کر کے آؤنگی۔۔۔اس کی پریشانی وہ بھانپ چکی تھی تبھی نرمی سے اس کے گال پہ رکھتی وہ دھیمے سے لہجے میں بولی جب اچانک ان کی نظر روم سے باہر نکلتی نرس پہ پڑی۔۔۔

آپ کو میڈم روم میں بلا رہی ہیں!!۔۔۔ڈاکٹر کا پیغام دیتے اس نے ان کے جانے کے لیے راستہ چھوڑا تو وہ سر ہلاتی اسلحان کا ہاتھ تھامے روم کی جانب بڑھی۔کمرہ چھوٹا تھا مگر خوبصورتی سے سجا رکھا تھا۔۔

کیسی ہیں بچی؟؟ہوش آیا اسے۔۔۔رولنگ چیئر پہ بیٹھی ایک اپنی ہی ہم عمر خاتون جو کہ ان ہی کی طرح فل عبائے میں ملبوس تھی ان کی طرف بڑھتے میم رقیہ نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

پہلے بیٹھو تو صحیح !!۔۔۔ان کے نقاب کے بغیر چہرے پہ چھائے تاثرارت کو دیکھتے ڈاکٹر عائلہ نے انھیں اپنے سامنے میز کے دوسری طرف پڑھی چیئر زپہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ایک طرف وہ بیٹھ گئی اور ایک طرف اسلحان۔۔۔

تمھاری بیٹی ہے کیا؟؟۔۔۔ان کی فکر کو دیکھتے وہ یہ ہی اندازہ لگا پائی تھی کہ شاید وہ ان کی بیٹی ہو مگر حیرانی والی بات تھی انھوں نے کبھی نہ ان کی بیٹی کو دیکھا تھا اور نہ اس کا ذکر سنا تھا۔۔۔

بیٹی جیسی شاگرد ہے "اب تم بتاؤ اسے ہوش آیا کیا؟؟۔۔ڈاکٹر عائلہ کے سوال کا جواب انھوں نے نھایت خوبصورتی سے دیتے ساتھ دوبارہ اس کی خیریت دریافت کی تو وہ ان کی فکر کو دیکھتے مسکرائی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے شاگردوں کے لیے یونہی فکرمند رہتی تھی۔۔۔

ہاں بچی کو ہوش تو آگیا ہے مگر یہ سمجھ نہیں آیا کہ وہ بیہوش کس وجہ سے ہوئی کیونکہ اس کا شوگر لیول اور بلڈ پریشئیر لیول دونوں نورمل تھے تو بیہوش ہونے کی وجہ سمجھ نہیں آرہی "اس لیے میں نے بچی کے کچھ ٹیسٹ کروائیں ہے رپورٹس کل مل جائیں گی تم آکر کلیکٹ کرلینا """""""

کس چیز کے ٹیسٹ ؟؟؟

دماغ کے کچھ ٹیسٹ ہے "جن سے پتہ چل جائے گا کہ کوئی انٹرنل ویکنیس تو نہیں ہے اسے !!۔۔۔ڈاکٹر عائلہ نے انھیں فکرمند ہوتا دیکھ تفصیلا بتایا کہ کوئی خطرے والی بات نہیں ہے وہ جسٹ اپنی تسلی چاہتی ہے جس پر وہ بھی پریشان سے سر ہلا گئی۔۔۔

بچی کا نام کیا ہے ؟؟۔۔۔نوٹ پیڈ پہ پین کی نیب رکھتے انھوں نے سوالیہ نظریں اٹھاتے ان کی طرف دیکھتے پوچھا۔۔"مرحا یوسف " !!!!!

نام بھی اپنی طرح خوبصورت رکھا ہے !!خیر میں نے یہ کچھ میڈیسن لکھی ہے اسے کہنا کم از کم ایک ہفتے کھائے بچی جسمانی بھی کافی کمزور لگ رہی ہے۔۔۔

صفحے پہ پین گھسیٹتے انھوں نے کچھ میڈیسن کے نام لکھتے میم رقیہ کو بتایا تو وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

مم "میم۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتی پیچھے سے اس کی مریل سی مدھم آواز ابھری تو اسلحان سمیت ان دونوں نے بھی مڑتے اسے دیکھا جو سرخ و سپید

رنگت پہ یونیفارم پہنے سر پہ کائی رنگ کا حجاب سجائے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو خوف سے پھیلائے ان کی تینوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

جی بچے """" کیسی طبعیت ہے اب آپ کی؟ یو بیٹر فیل۔۔۔ کرسی سے اٹھتی وہ دروازے میں کھڑی مرحا کی طرف بڑھتی ہوئی بولی جس کی رنگت میں زردیاں سی گھلی ہوئی تھی اور جسم ہولے ہولے کپکپا رہا تھا۔۔۔

ٹٹ "ٹھک "ٹھیک "ہہ ہیں۔۔۔ منہ پر اپنی سرخ گوندھی ہتھیلوں کو پھیرتی وہ مدھم سی آواز میں بولی حالانکہ اس وقت اسے اپنا وجود بے جان سا معلوم ہو رہا تھا تبھی خود کو گرنے سے بچانے کے لیے وہ چوکھٹ کا سہارا لیے ہوئے کھڑی تھی۔۔۔

بچے آپ بلکل پریشان نہ ہو بس ویکنیس کی وجہ بیہوش ہوگئی تھی ٹینشن والی کوئی بات نہیں ہے "۔۔۔اس کے چہرے پہ آتے ناقابلِ فہم تاثرارت کو دیکھتے میم رقیہ نے اسے نرمی سے اپنی ممتا بھری آغوش میں لیتے کہا، جانے کیوں وہ لڑکی انھیں محض کچھ ہی دنوں میں بہت عزیز ہوگئی تھی۔۔۔

کچھ ٹیسٹ ہوئے ہیں آپ کے جس کی رپورٹس کل مل جائیں گی "پر ڈونٹ وری رپوٹس میں کلیکٹ کرلوں گی۔۔۔انھوں نے اسے بتانا ضروری سمجھا تاکہ کل کو اگر رپورٹس میں کوئی تشویش ناک بات آئے تو وہ مینٹرلی پر پیپیر ہو۔۔۔

تھینکیو عائلہ پھر کل ملتے ہے!!۔۔۔چیئر پہ بیٹھی ڈاکٹر سے ہاتھ ملاتے وہ خوشگوار لہجے میں بولی اور اسلحان اور مرحا کو ساتھ چلنے کا اشارہ کرتی کیبن سے باہر نکلی تو اسلحان مرحا کا ہاتھ مضبوطی سے اپنے سانولے ہاتھ میں بھرتی ان کی تقلید میں باہر نکلی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رات ہوتے ہی اک پنچھی روز مجھے کہتا ہے "فراز۔۔۔دیکھ میرا آشیانہ بھی خالی ہے تیرے دل کی طرح !

سر آپ سے ملنے کوئی آیا ہے ؟۔۔۔ہاشم نے ٹیرس کا گلاس ڈور دھیکلتے اندر داخل ہوتے اسے انفارم۔کیا جو میز پہ ٹانگیں رکھے پشت چیئر سے لگائے سگریٹ کا گہرہ کش بھرنے میں مصروف تھا اور کیس کی وہ فائیلز جو ہاشم نے اسے ریڈ آوٹ کرنے کے لیے دی تھی وہ ویسے کی ویسی میز پہ پڑی اپنی حالت سے یہ بتا رہی تھی کہ اس شحص نے انھیں ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔۔۔

ہاں بھیجو دوں میں نے ہی بلوایا ہے !!۔۔۔سیدھے ہو کر بیٹھتے اس نے سگریٹ کا دھواں ناک کے ذریعے نکالتے کہا تو وہ سر کو خم کرتا باہر کی طرف بڑھا جبکہ وہ انگلیوں میں دبا سگریٹ کے کش لیتے ساتھ ان فائیلز کو اٹھا کر سر سری سا دیکھ رہا تھا جن پہ الگ الگ قسم کے کیسوں کے نام درج تھے۔۔

۔اس نے ابھی فائیلز کو میز پر واپس رکھا ہی تھا جب گلاس ڈور دھکیلتے وہ ہاشم کی تقلید میں اندر آتا نظر آیا جس کے پیچھے اس کے کئی گارڈز بھی اندر آئیں تھے اور کچھ باہر ہی کھڑے ہو گیے تھے۔وہ بالکل اس کی سوچ کے مطابق تھا" بلیک پینٹ شرٹ پہ بلیک ہی ہڈی پہنی ہوئی تھی جس کا ہڈ اس نے سر پہ گرار کھا تھا، اونچی چوڑی جسامت لیے وہ بالکل ایک ریسلر لگ رہا تھا۔۔۔

گڈ ایوننگ ایڈوکیٹ صاحب"۔۔۔اس کے بالکل سامنے آکر کھڑے ہوتے اس بلیک ہڈ والے نے اپنا ہاتھ اسے آگے مصافحہ کے لیے بڑھتے کہا تو اس نے ایک زیرک نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی جو مکمل طور پر بلیک مکس سے چھپا ہوا تھا البتہ آنکھیں نظر آسکتی تھی مگر ان پر بھی اس نے گلاسس لگا رکھے تھے اور پھر اس کے پھیلے ہاتھ کی ہتھیلی پہ بنے اسکروپین پہ ڈالی جو دنیا کی سب سے زہریلی نسل میں سے ایک تھا۔۔۔

گڈ ایوننگ مسٹر "ہیو آسیٹ""۔۔۔پھر اپنا چوڑا ہاتھ اس کے بڑھے ہاتھ سے ملاتے اس نے لبوں پر جاندار مسکراہٹ سجاتے اسے اپنے سامنے خالی پڑی کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

جی بتائیے کیسے یاد کیا بندۂ کمتر کو"""۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے اس نے ارد گرد اپنی جانچتی بلیو شیڈز کے پیچھے چھپی نظریں دوڑاتے پوچھا کہ کہی اس نے کیمرز تو سیٹ نہیں کر رکھے اسے ٹریپ کرنے کو۔۔۔

گھبراؤ نہیں پیٹھ پیچھے وار کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔۔۔ارد گرد کا جائزہ لیتی اس کی نظروں کا مفہوم وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا جس پر اس شخص کے عنابی لب

یکطرفہ مسکراہٹ میں ڈھلے جبکہ ہاشم ان دونوں کو کنفیوژڈ نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ آخر وہ کون تھا جس کا نام اس کے شیڈول میں درج نہیں تھا۔۔۔

پکڑاؤ گا تو تمہیں ضرور آخر حکومت نے ایک بھاری انعام رکھا ہوا ہے تمہارے سر جس سے میری سات نسلیں سنور سکتی ہیں مگر ابھی نہیں "کیونکہ جو کام میں چاہتا ہوں وہ تمہارے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔اسے مسکراتا دیکھ اس نے معصومیت سے اسے اپنا پلین بتایا جسے سن کر وہ غصہ ہونے کے بجائے مزید گہرا مسکرایا۔۔۔

نسلیں تو تب سنورے گی جب شادی ہو گئی "بتیس کے ہو گے ہیں اب تو عنقریب شادی کے لڈو کی جگہ شوگر کنٹرول کرنے کی گولی کھائیں گے یہ۔۔۔

اپنے کھڑوس بوس کی بات پہ ہاشم نے دانت کچکچاتے ہوئے سوچا۔۔

ایمریسیو ویری ایمریسیو""پہلی دفعہ "مسٹر بیسٹ "کو اس کی ٹکر کا کوئی ملا ہے کام میں مزہ آئیں گا۔۔۔سامنے بیٹھے شخص کی صاف گوئی پہ بلیک ہڈ والے شخص نے قہقہ لگاتے کہا، وہ واقعی ہی اس بندے کی پرسنیلٹی سے متاثر ہوا تھا جو اتنے بڑے گینگسٹر کے سامنے بھی بہادری سے اسے پکڑانے کی بات کر رہا تھا۔۔۔

مسٹر بیسٹ"۔۔۔بلیک ہڈ میں چھپے شخص کے لبوں سے ادا ہوتے "مسٹر بیسٹ" کے لفظوں نے ہاشم کو بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا، وہ ملک کا ایک جانا پہچان شارپ شوٹر تھا جس سے ملنے کا راستہ ایک ڈراک ویب سائٹ تھی جہاں تک رسائی پانا بھی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی، وہ ملک میں ہونے والے اب تک کے ہر بڑے قتل میں ملوث تھا مگر سب جانتے بوجتے بھی پولیس اس کے اگے بے بس تھی کیونکہ وہ کام ہی اتنی صفائی سے کرتا تھا کے پیچھے ایک سراغ تک نہیں چھوڑتا تھا آج تک نہ کسی نے اس کا اصلی چہرہ دیکھا تھا اور نہ کوئی اس کے ٹھکانے کے بارے میں جانتا تھا"" مگر اس سرپھیرا شخص نے نہ صرف ڈراک ویب پہ اس کے ساتھ کانٹیک کیا تھا بلکہ اسے گھر بھی بلا لیا تھا کہ اگر اس کی ذرا سی بھی بھنک کسی کو پڑتی تو پہلے اس کا بار کونسل کا لائیسنس کٹ ہوتا اور پھر اس پر کیس چلتا کہ حکومت کے انڈر کام کرتے وقت اس نے ملک کے غداروں کے ساتھ میل جول رکھا تھا۔۔

کام کیا ہیں ؟؟۔۔۔اس بار اس نے سوالیہ پوچھا کیونکہ کام کے حوالے سے تو اس نے ویب سائیٹ پر بھی کوئی بات نہیں کی تھی کیونکہ اس نے کہا تھا کہ وہ آمنے سامنے بیٹھ کر کرنا چاہتا ہے۔۔۔

زیادہ کچھ نہیں ہے بس ایک حملہ وہ بھی شدید!!۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے مقابل نے نہایت آرام سے کہا جیسے سبزی خریدنے کی بات کر رہا ہو جبکہ ہاشم پر تو گویا آج ہی سارے بلاسٹ ہو رہیں تھے کیا وہ ایم این اے پہ حملہ کروانے والا تھا مگر کیوں """"کیوں وہ ایک وکیل ہوتے ہوئے قانون ہاتھ میں لے کر ایم این اے جیسے گندے اور خبیث انسان۔کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگنا چاہتا تھا """"اس کے چہرے پہ سجے اطمینان کو دیکھتے وہ مسلسل یہ ہی سوچے جا رہا تھا کیونکہ ایم این اے آسان حریف نہیں تھا کہ اسے راستے سے ہٹانے پہ اسے کوئی روکاوٹ نہیں ہو گی۔۔۔

کون ہے وہ؟؟۔۔۔اس نے یہ جانے کی بالکل کوشش نہیں کی تھی کہ کیوں اسے مروانا چاہتے ہوں کیونکہ یہ ان کا کام نہیں تھا ان کا کام بس موت کے گھاٹ اتارنے کا تھا جس کا وہ ایک بھاری بھر کم معاوضہ لیتے تھے۔۔۔

یہ !!!۔۔۔ایک سفید لفافہ اپنی پینٹ کی جیب سے نکال کر میز پہ ڈالتے وہ سنجیدگی سے بولا مگر ہاشم کی ہوائیاں اڑنے لگی تھی کیونکہ وہ غلط کر رہا تھا! بہت غلط جس کا اندازہ اسے ہر گز نہیں تھا مگر آگے چل کر ہونے والا تھا۔۔۔شیڈز کے پیچھے چھپی سنجیدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور پھر دھیرے سے آگے ہوتے میز سے وہ لفافہ اٹھائے اسے کھولنے لگا مگر ہاشم کے ہاتھ پاؤں کپکپا اٹھے تھے اس لفافے میں ایم این اے کی تصویر کا تصور کرتے ہی۔۔۔

اچھا مذاق تھا وکیل صاحب!! مگر اپنے لاکھوں کے وقت سے ٹائم نکل کر اس لیے نہیں آیا کہ آپ کے ایسے پرینک کا حصہ بن سکو۔۔۔لفافے سے تصویر نکالتے مسٹر بیسٹ نے سنجیدہ نظروں سے ایک نظر اس تصویر کو دیکھا اور ایک نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو پھر ہاتھ میں پکڑے غذا کے لفافے کو سختی سے موٹھی میں دبوچتے مسٹر بیسٹ نے شربار نگاہوں سے اسے دیکھتے کہا جواب بھی یونہی اعتماد سے بیٹھا تھا۔۔۔

اٹس نوٹ آ جوک مسٹر بیسٹ''''''کیا میری شکل پہ کہی لکھا ہے کہ میں مذاق کر رہا ہوں۔۔۔اس کے غصے کو دیکھتے بھی مقابل نے اطمینان سے کہا تو مسٹر

بیسٹ نے کچھ پل اسے جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھ جہاں واقعی ہی مذاق کا شعائبہ تک نہیں تھا۔۔۔

افروز""""۔۔۔اس کے چہرے پہ نظریں گاڑھے اس نے اپنے پیچھے کھڑے بلیک وردی میں ملبوس کھڑے شخص کے اگے اپنے سکروپین بنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی تواس چوڑے جسامت والے شحص نے اس کی بات کو سمجھتے اندرونی پوکٹ سے گن نکال کراس کی ہتھیلی پہ رکھی۔۔۔

اب اگر یہ مذاق بھی ہوانہ تو وکیل صاحب آپ کو بہت مہنگاپڑنے والاہیں!! ۔۔۔لوڈیڈ گن کو سامنے بیٹھے شخص پر تانتے مسٹر بیسٹ نے سفاکی بھری آنکھوں سے اسے گھورتے کہاتوہاشم کی ہوائیں اڑی یہ سوچ کر کے وہ کہی ایم این اے کا سپوٹر تو نہیں۔۔۔

مذاق ہر گز نہیں ہے مگر حملہ میں یہاں نہیں چاہتا"اکیس تاریخ کو بہروز کمال (ایم این اے کا بیٹا) کی ہیرینگ ہے اس دن کورٹ پہنچنے سے پہلے ہوناچاہیے اور ہو ایسا کے جان بھی بچ جائے اور ایم این اے صاحب کی لاٹھی بھی ٹوٹ جائیں۔۔۔

اگے ہو کر بیٹھتے اس بار اس نے سنجیدگی سے اپنا پلان مسٹر بیسٹ کو بتایا۔۔۔

تواس حساب سے حملہ ایم این اے پر بنتا ہے آپ کیوں اپنی جان سولی پہ لٹکانا چاہتے ہیں۔۔۔ پیچھے کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھتے مسٹر بیسٹ نے اس سر پھیرے شخص کو جانچتی نظروں سے دیکھتے استفسار کیا تو وہ جو دونوں کی باتیں ہونک بنا سن رہا تھا مسٹر بیسٹ کی آخری بات بغیر پہ کسی چیز کی پرواہ کیے اس نے جھٹکے سے مسٹر بیسٹ کے اگے سے وہ تصویر اٹھائی جبکہ اس کی اچانک ہوئی اس افتادہ پہ سبھی گارڈز نے گنز تانی۔۔۔

ہولڈ ڈاؤن""۔۔۔ ہاشم کی اچانک اس حرکت پہ تو وہ دونوں بھی چونک گیے تھے مگر اسے سٹل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تصویر کو گھورتا دیکھ مسٹر بیسٹ نے اپنے گارڈز کو گن نیچے کرنے کہا۔۔۔

وہ آنکھوں میں تحیر لیے اس تصویر کو گھور رہا تھا جس میں وہ سیاہ پینٹ کوٹ میں بلیک سن گلاسسز لگائے کورٹ کی سڑھیاں اترتا نظر آرہا تھا یہ تصویر ضرور کسی نے چھپ کر لی تھی مگر کیسے یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا اس کے پاس ابھی اس کی آنکھیں اس تصویر پہ ٹکی تھی اور کانوں میں اس کے جملے گونج رہیں تھے "ایکس

تاریخ کو بہروز کمال کیس کی ہیرینگ ہے اس دن کورٹ پہنچنے سے پہلے حملہ ہونا چاہیے۔۔۔

حملہ ہوگا مجھ پر "پر موت ایم این اے کی ہوگی!!!۔۔۔ہاشم کی حالت کو اگنور کرتے اس نے سرد طنزیہ نظروں سے مسٹر بیسٹ کو دیکھتے جواب دیا۔۔۔

گیم اچھا کھیلنا چارہے ہو وکیل صاحب مگر ایم این اے کوئی آسان حریف نہیں ہے جو آسانی سے ٹل جائے !!!

تو مسٹر بیسٹ تمھیں کس لیے ہائیر کیا""ثبوت سارے ایم این اے کے حق میں جانے چاہیے ورنہ پیمینٹ ایک روپیہ کی نہیں ہوگئی۔۔۔ مسٹر بیسٹ کی طنزیہ بات پہ مقابل نے گھورتی نگاہوں سے اسے وران کیا تو بدلے میں وہ گہرا مسکرایا ۔۔۔

ڈونٹ وری وکیل صاحب "مسٹر بیسٹ کام مکمل ہو جانے کے بعد ہی اپنا معاوضہ لیتا ہے""""ڈیٹیلز میرے سیکڑی کو سینڈ کر دینا آپ کا کام ہو جائے گا اب میں چلتا ہوں کہی کوئی مخبری ہی نہ کر دے کہ مسٹر بیسٹ شہر کے مشہور وکیل کے گھر میں دیکھا گیا ہے۔۔۔ کرسی سے اپنی مغرور اور پر اسرار پر سنیلٹی

لے کر کھڑے ہوتے مسٹر بیسٹ نے اپنے پیچھے کھڑے اپنے سیکڑی کی طرف اشارہ کرتے آخر میں مزاحیہ خیز لہجے میں کہا تو وہ بھی سر اثبات میں ہلاتا کھڑا ہوا اور وہ اس سے ہاتھ ملاتا کروفر سے باہر کی طرف بڑھا جبکہ پیچھے اس کے گارڈز کی فوج چل رہی تھی۔۔۔

بیٹھ جاؤ ہاشم""۔۔۔واپس کرسی پہ بیٹھتے اس نے جیب سے سگریٹ نکال کر جلاتے اسے ہنوز کھڑا دیکھ لاپرواہی سے کہا۔۔۔

یہ سب کیا تھا سر""۔۔۔تصویر میز پہ پٹکتے ہاشم نے سرد سے لہجے میں پوچھا

۔۔۔

یہ تصویر ہے"""۔۔لبوں میں دبے سگریٹ کا گہرا کش بھرتے اس نے لاپرواہی سے کہا تو ہاشم نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔۔

"""پر

جاؤ جا کر کوفی بناؤ""ہر وقت فارغ بیٹھنے کی تنخواہ نہیں دیتا تمہیں۔۔۔اس نے بولنے کے لیے ابھی لب کھولے ہی تھے جب اس نے اسے بری طریقے سے جھڑکتے باہر کا راستہ دیکھایا تو وہ خلستا ہوا پیر پٹکتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا تو وہ

اس کے جلنے پہ پر سکون سا ہوتا آنکھیں موند گیا جبکہ انگلیوں میں دبے سگریٹ سے وقفے وقفے سے کش بھرتا فضا آبر آلودہ بنا رہا تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں گنہگار بھی ہوں تو صرف اپنے آپ کی۔۔۔میں نے اپنے سوا کسی کو برباد نہیں کیا !

سوہنے اتنی دیر لگادی خیر تھی""""۔۔۔۔اسے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھتا دیکھ تراب نے بے چینی سے استفسار کیا کیونکہ وہ پچھلے بیس منٹس سے کالج کے باہر کھڑا اس کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔

جی "لیکچر دیر سے ختم ہوا تھا۔۔۔بیگ پچھلی سیٹ پہ رکھتے روحی نے بے تاثر لہجے میں بتایا تو اس نے سر اثبات میں ہلاتے گاڑی اسٹارٹ کرتے مین روڈ پہ ڈالی۔۔۔

طبعیت کیسی ہے ؟۔۔۔ڈرائیونگ کرتے تراب نے اسے ونڈو سے باہر دیکھتے سرسری ساپوچھا جونا جانے آج کیوں اتنی خاموش دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔

شکر اللہ کا !۔۔۔اس کی طرف دیکھے بغیر اس نے مدھم سی آواز میں کہا تو تراب نے اچنبھے سے رخ موڑتے اس کی طرف دیکھا جس کے توراتوار بدلے بدلے سے نظر آرہیں تھے۔۔۔

یہ کلراور یہ سکارف بہت سوٹ کر رہا میری گڑیا پر !کیا کسی فرینڈ نے گیفٹ کیا ہے ؟؟۔۔۔حجاب کے ہالے میں اس کی دمکتی رنگت کو دیکھتے تراب نے دلکش مسکراہٹ لبوں پہ سجائے کہا۔وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی کہ پلک جھپکنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

یس ہماری فرینڈ نے گیفٹ کیا ہے۔۔۔سینے پہ پھیلے سکارف کو چھوتے اس نے دھیما سا مسکراتے بتایا کیونکہ واقعی ہی یہ سکارف اسے اسلحان نے گیفٹ کیا تھا جو کہ اس پر بہت کھل رہا تھا۔۔۔

ڈیٹس گڈ'''' کچھ کھانا ہے ؟؟؟؟؟

نہیں ہمیں بھوک نہیں ہے""۔۔۔سنجیدگی سے جواب دیتے وہ پھر اپنی نظروں کا ارتکاز شیشے کے پار کر گئی تو تراب بھی مزید کچھ بولے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا گیا۔۔۔

چلو گڑیا جاو شاباش اور ماما کو کہنا کے لنچ پہ میرا ویٹ نہ کرے مجھے ضروری کام ہے۔۔۔گاڑی گیٹ کے پاس روکتے تراب نے پیچھے سے اس کا بیگ اٹھا کر اسے پکڑاتے ہوئے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی گاڑی سے نیچے اتاری اور اسے گڈ بائے کرتی گیٹ کروس کر گئی۔اسے اندر جاتے دیکھ تراب نے بھی گاڑی اسٹارٹ کرتے اپنی منزل کی طرف گامزن ہو گیا۔۔۔

مامی جان روحی نہیں آئی ابھی تک؟؟۔۔۔فریش ہو کر وہ اپنے کمرے سے نکلتا باہر آیا تو لاونج کو خالی دیکھ سبین مامی سے پوچھا جو صوفے پہ آنکھیں موند کر بیٹھی

۔۔

نہیں بچے ابھی تک تو نہیں آئی""میں خود اس ہی کا ویٹ کر رہی ہوں !!!

آج لیٹ نہیں ہو گئی ؟؟۔۔۔وال کلک پہ نظر مارتے اس نے فکر مندی سے کہا کیونکہ وہ دو بجے تک گھر آجایا کرتی تھی مگر اب ڈھائی بج چکے تھے اور وہ اب تک آئی نہیں تھی۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔کندھے پہ بیگ لٹکائے اس نے صدر دروازے سے انٹر ہوتے بلند آواز میں لاونج میں بیٹھے نفوسوں کو دیکھتے سلام کیا تو وہ جو اس کے لیے فکر مند ہو رہا تھا اپنی ننھی گڑیا کی چہکتی آواز پہ حمزہ نے شکر سانس خارج کرتے اس کی طرف دیکھا جو سر پہ حجاب جمائے مسکراتے چہرے کے ساتھ حسین ترین لگ رہی تھی۔۔۔۔

ماں صدقے ماں واری میری گڑیا کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ سبین مامی فوراً سے اگے بڑھتی اس کے چہرے کی بلائیاں لیتی نہال سی ہوتی بولی کیونکہ وہ لگ ہی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

ماشاءاللہ"""" یہ میرا بچہ آج اتنا سوہنا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔اسے نرمی سے اپنے حصار میں بھرتے حمزہ نے دلفریب مسکراہٹ لبوں پہ سجائے سوالیہ پوچھا تو زعفرانی لب مغرور مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔

ہم تو بچپن سے پیارے ہیں !!۔۔۔

بالکل میری گڑیا تو دنیا کی حسین ترین گڑیا ہے۔۔ گرے نگنیوں میں اپنے بھائی کے سامنے امڈتے غرور کو دیکھتے بھائی نے اسے قائم رکھتے پیشانی پہ بوسہ دیتے کہا تو وہ مسکراتی حمزہ کے سینے سے لگی تو حمزہ نے اس کے گرد اپنا حصار کھینچا۔وہ خوش رہنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی کیونکہ اب اس کے دل کو آغا فارز کے حصول کی چاہ نہیں رہی تھی۔۔۔

چلو شاباش تم فریش ہو کر آؤ میں لنچ لگاتی ہوں۔۔ نرم نگاہوں سے ان دونوں کی طرف دیکھتے سبین مامی نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی اوپر کمرے کی طرف بڑھی جبکہ پیچھے حمزہ اپنی شہزادی کا بیگ اٹھائے اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ۔

کھلے تو اب بھی گلشن میں پھول لیکن۔۔۔نہ میرے زخم کی صورت، نہ تیرے لب کی طرح !

نئے دن کی اک نئی دھند میں لپیٹی صبح طلوع ہوئی تھی، سرسبز باغیچہ رات بھر ہوئی برسات کے کارن نم اور ہرا بھرا نظر آرہا تھا، ڈیفینس کی بڑی بڑی چوڑی سڑکیں بھی اپنے اندر نمی سموئے نظر آرہی تھی مگر اس سب کے باوجود آج سردی کا زور تھوڑا کم ہوا تھا اور وجہ ہمارے روشنیوں سے بھرے سورج صاحب تھے جنھوں نے آج کئی دنوں بعد اپنا مکھڑا دیکھنے کا کشٹ اٹھایا تھا۔

ماما میرا ناشتہ!!!!۔۔۔میز کی سطح پر چمچہ بجاتے حیدر نے کیچن کی سمت آواز لگاتے صدا دی تو ٹیبل پہ موجود تمام نفوسوں نے اسے ناگواریت سے گھورا۔۔۔

آرہا ہے حیدر تھوڑا صبر بھی کر لیا کروں!!!۔۔۔کیچن سے ہی سبین مامی کی کرختگی بھری آواز آئی تو خفت کے مارے حیدر اپنا کان کھجاتا رہ گیا۔۔۔

چچی جان میں کورن فلیکس لوں گا ود ایلمنڈ اینڈ ہنی۔۔۔شبِ خوابی کے لباس میں خراماں خراماں چل کر آتے داؤد نے بھی اپنا آڈر بک کروایا اور حیدر کے برابر والی کرسی دھکیل کر بیٹھا۔۔۔

اے بھنڈی تم آج بھی کالج جارہی ہوں""""۔۔یونیفارم میں ملبوس ناشتہ کرتی مرحا کو دیکھتے داؤد نے اچنبھے سے پوچھا تو اس نے حیران بھری نظریں اٹھائے اس کی طرف دیکھا۔۔

۔کیوں آج کیا تمہارا برتھ ڈے ہے جو پورے شہر میں اسٹرا ایک ہو گئی۔۔۔

ناگوار نظروں سے اسے گھورتے مرحا نے طنزیہ پوچھا۔۔۔

نہیں میرا برتھ ڈے نہیں مگر بڑے بھیا کی فرسٹ ڈھولکی ضرور ہے!! یو ڈونٹ نو؟؟۔۔۔ ہتھیلی پہ چہرہ ٹیکاتے مقابل نے تعجب بھری نظروں سے اسے دیکھتے بتایا جو ہر کام میں اگے ہوا کرتی تھی تو اب کیسے لاعلم رہی تھی۔۔۔

تو ڈھولکی رات کی ہو گئی نہ "اس کے لیے اپنی پڑھائی کیوں ڈسٹرب کرنی۔۔۔

آغا فارذ کے مطلق سنتے اس کا چہرہ پل میں سپاٹ ہوا تھا اور آنکھوں میں نمی چھلکی تھی جسے دیکھتے حمزہ نے فورا بات بنائی اور ساتھ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔۔۔

لو اب گھر کے فنکشنز میں کون سکول کالج جاتا ہے !۔۔۔رف سے حلیے میں بیٹھے حیدر نے منہ کے زوائے بگاڑتے ہوئے کہا تو سکندر ماموں نے گھور کر ان پڑھائی چوروں کو دیکھا۔۔

گھر کے فنکشنز میں تم دونوں نے کیٹیرینگ کا کام دیکھنا ہے یا ار ینجمینٹس کا" یا مراسیوں کی طرح ڈھولکی پیٹنی ہے ؟؟؟۔۔ تنقیدی نظروں سے ان دونوں کو گھورتے فرقان ماموں نے سوالیہ پوچھا۔۔۔

ان دونوں نے لہنگا چولی پہن کر ڈانس کرنا ہے ! کیوں پڑھائی چوروں۔۔۔

کورٹ کے لیے تیار تراب نے پیچھے سے آتے ان دونوں کی پیٹھ پہ ہاتھ مارتے کہا تو وہ سسی کر کے رہ گیے جبکہ وہ ہر چیز سے لاتعلق سرد و سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھی بے دلی سے ناشتہ کر رہی تھی وہ بھی صرف حمزہ کی وجہ سے ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ یہاں سے اتنی دور بھاگ جائیں جہاں ان کا نام لینے والا بھی کوئی نہ ہو۔۔۔

!!!! ایسی کوئی بات نہیں ہے ہم بڑے بھیا کے

بھیا ہم چلے !!۔۔۔مزید بات بڑھنے سے پہلے ہی وہ داؤد کی بات کاٹتی کرسی دھکیل کر اٹھتی تراب کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتی سے بولی کیونکہ وہ

مزیدان کاذکر نہیں سن۔سکتی تھی جن کانام اس کے دل پہ خنجر کی طرح وار کرتا تھا۔۔۔

ارے اسے ناشتہ تو کرنے دوں جان اور خود بھی صبح سے کر و یہ کیا چند نوالے لیے ہیں۔۔۔داؤد اور حیدر کا ناشتہ لے کر آتی زبیدہ مامی نے اپنے بیٹے کو یونہی کھڑا دیکھ کہا اور ساتھ اس کی پلیٹ پہ بھی نظر ماری جس میں سے چند ہی نوالے لیے گیے تھے اور وہ نوالے بھی اسنے زہر مار کے کھائے تھے۔۔۔۔
نہیں ماما مجھے بالکل بھوک نہیں !! چلو آؤ گڑیا۔۔۔اسے اپنی طرف امید بھری نظروں سے تکتا دیکھ تراب نے ان کی طرف دیکھ کر سر نفی میں ہلاتے کہا۔۔۔
پر تابی !!!۔۔۔انھوں نے پھر اسے کچھ کہنا چاہا تو وہ جو فٹ فاٹ سے بیگ کندھے پہ ڈالے اس کی طرف بڑھی تھی اپنی مامی کی آواز پہ پھر قدم روک گئی ۔۔۔

ڈونٹ وری ماما۔اگر بھوک لگی تو وہی سے کھالو نگا کچھ "آپ پریشان نہ ہوں اوکے ٹیک کیئر """"۔۔۔نرم نگاہوں سے اپنی ماں کے چہرے پہ آئی فکر مندی

کو دیکھتے وہ ان کی ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے انھیں مطمین کرتا بولا اور اسے ساتھ لیے پورچ کی طرف بڑھا۔۔۔

ارے بیٹا تم تو ناشتہ ختم کرو۔۔۔اسے پلیٹ اپنے اگے سے کھسکا کر اٹھتا دیکھ زبیدہ مامی نے حمزہ کو بھی ٹوکا۔۔۔۔

شکریہ مامی جان 'بس پیٹ بھر گیا۔۔۔دھیمے سے مسکرا کر کہتا وہ ڈائننگ ائیریا سے نکلتا اپنے روم کی طرف بڑھا۔جب اس کی گڑیا ہی بھوکے پیٹ کالج جا چکی تھی تو وہ کیسے پیٹ بھر کر کھا سکتا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

'''''' عالم میں تجھ سے لاکھ سہی، مگر تو کہاں

وہ چاروں کندھوں پہ بیگ لٹکائے مغروریت بھری چال چلتے کوریڈور میں چل رہیں تھے،ان کا ایک لیکچر ہو چکا تھا اور دوسرا فری تھا اس لیے انھوں نے

لائیبریری جانے کا سوچا تا کہ اوف ہونے سے پہلے وہ کچھ نوٹ پریپئیر کر سکے

فارذ بھیا کے نکاح کی مبارک ہو تجھے،انھوں نے تو اچانک ہی بلاسٹ کیا ہے۔۔۔ ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلتے درید نے فواد کی طرف دیکھتے تھوڑا شکایتی لہجے میں کہا۔۔

خان صاحب آپ بھی کسی دن یونہی خوش دھمکے کرے گے۔۔۔ پیچھے چلتے حارث نے لقمہ لیتے اسے چھیڑا۔۔۔

سالوں کھانے سے لے کر پینے تک کا تمھیں بتاتا ہوں ابھی کوئی کسر رہتی ہے ۔۔۔ حارث کے طنز پہ درید نے مڑتے ہوئے اسے گھورتے کہا۔۔۔

رات کو ڈھولکی ہے بھیا کی" ویسے تو تم تینوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر لنگر کھانے آسکتے ہوں؟؟۔۔۔ حارث کے کچھ بولنے سے پہلے سنجیدہ چلتے فواد نے ان تینوں کو عجیب و غریب سی دعوت دی۔۔۔

کیوں بھیا کی ڈھولکی مزار پہ رکھی ہی کیا؟؟۔۔۔ فواد کی دعوت دینے کے اسٹائل پہ معتصم نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔۔

نہیں معتصم شاہ کے مقبرے پہ !۔۔۔بدلے میں وہ پھاڑ کھانے کے انداز میں بولا تو معتصم منہ بسور گیا۔ جبکہ سے اس کا اور حور کا بریک اپ ہوا تھا وہ یونہی بیزار سا رہنے لگا تھا۔۔

گڈ مارننگ سنئیرز"""۔۔۔انھوں نے کوریڈور میں ابھی لائبریری کی طرف ٹرن لیا ہی تھا کہ سامنے سے تین لڑکیوں کے ساتھ آتی حور نظر آئی جس نے ان چاروں کو دیکھتے ہشاش باش انداز میں مارننگ وش کی۔۔۔

گڈ مارننگ ٹڈی"۔۔۔اس کی چھوٹی ہائیٹ اور نازکی کو دیکھتے معتصم کے دماغ میں یہ ہی لفظ آیا تھا۔۔۔

اٹس حورابلاج"نوٹ ٹڈی اوکے۔۔۔ چھوٹے سے ناک کو پھلائے وہ معتصم کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھتے بولی جیسے اپنے لیے ٹڈی کا لفظ اسے خاص پسند نہ آیا ہو۔۔۔

گر اس ہو پر کیسا ہے ؟؟

شٹ اپ !!۔۔۔ معتصم کی سیکنڈ چوائس پر وہ درشت بھرے لہجے میں دوٹوک بولی جیسے یہ نام تو اسے قطعی پسند نہ آیا ہو۔۔۔

سوری """ ایکچیولی میں اس دن آپ لوگوں کو پارٹی کی تھیم نہیں بتا سکی تھی اس لیے آج صبح صبح آپ لوگوں کے سامنے ہوں۔۔۔ معتصم کو اگنور مارتے وہ سیدھا درید کی طرف دیکھتے بولی کیونکہ ان چاروں میں صرف وہی ڈیسنٹ بندہ لگتا تھا ورنہ دو ہر وقت وکیل بنے رہتے تھے اور دوسرا انگارے چبائے رکھتا تھا۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔ وی ڈونٹ مائینڈ۔۔۔ اپنے ازلی تحمل بھرے لہجے میں نرمی سے بولا تو ان تینوں نے اس کی سوفٹنس دیکھتے دانت کچکائے جو زیادہ ہی کائینڈ ہارٹ بن رہا تھا۔۔۔

تھینکیو سنئیر """ سو پارٹی کی تھیم ہم نے اینجئینیرز پہ ہی رکھی ہے۔۔۔ مسکراتی آنکھوں کے ساتھ اس نے درید کو دیکھتے بتایا جو پہلے ہی اس پر نظریں گاڑھے ہوئے تھا۔۔۔

وہ تو ہم آلریڈی ہی بن چکے ہیں تھیم میں ایسا نیا کیا ہے ؟؟؟۔۔۔ اسے کنفیوژڈ کرنے کو فواد نے آنکھوں میں سرد سے تاثرات لائے پوچھا۔ وہ کسی دوسری حور کا غصہ اس حور پہ اتارنا چاہ رہا تھا جو ہر چیز سے انجان تھی۔۔۔

سوری بٹ ہمیں کچھ نیو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا آپ لوگوں کے پروفیشن کو دیکھ کر

۔۔۔اور وہ واقعی ہی شرمندہ سی ہو گئی تھی۔۔

اٹس اوکے مس حور ابلاج "انجنئیر زپہ یہی تھیم سوٹ کرتی ہے۔۔۔اس کے شرمندگی سے جھکی نظروں کو دیکھتے درید نے پہلے فواد کو گھورا اور پھر اس کی شرمندگی کو کم کرنا چاہا۔۔

تو دے اس چینی پھینی کو کمپنی ہم چلے "لیٹس گو بوائز۔۔۔درید کو کندھا مارتے فواد نے اس کے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی اور پیچھے کھڑے ان دونوں کو بلند آواز میں اپنے پیچھے آنے کا کہا۔۔۔

سوری سنئیر شاید وہ میری وجہ سے چلے گے "بٹ او نیسٹلی میری ایسی کوئی انٹینشن نہیں تھی۔۔۔۔ان تینوں کو منہ بنا کر جاتا دیکھ بیچاری حور خوامخواہ ہی شرمندہ سی ہوتی بولی حالانکہ وہ ازلی مغرور تھے۔۔۔

آئی نو ویری ویل "اس لیے آپ کو معزرت کرنے کی بالکل ضرورت نہیں۔۔

اس کے معصوم چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتے درید نے پینٹ کی

پوکٹ میں ہاتھ اڑاستے ہوئے بھاری پرکشش آواز میں کہا تو مقابل کا دل ہتھیلی پہ دھڑکا۔۔۔

تھینکیو سنئیر """اب میں چلتی ہوں۔۔۔ان شہدرنگ آنکھوں کو بے باکی سے خود پر گاڑھا دیکھ حور نے پسینے سے نم ہوتی ہتھیلی اس کی طرف بڑھاتے جانے کی اجازت چاہی۔۔۔

اووواۓ نوٹ "نائس ٹو میٹ یوا گین """۔۔۔اس کی چھوٹے سے ہاتھ کو اپنے بھاری ہاتھ میں بھرتے درید نے دلکشی سے مسکراتے کہا تو مقابل کا دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا،اسے لگا جیسے سامنے کھڑے یونانی دیوتا اس پر لائین مارنے کی کوشش کررہاہوں۔۔۔۔

ب "اۓ۔۔۔ جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکلتے حور نے گھبراۓ لہجے میں کہا اور فوراان بے باک نگاہوں سے دور بھاگنے کی کوشش کی مگر ابھی وہ چند ہی قدم اگے بڑھی تھی جب پھر عقب سے اس کی حواس معطل کرنے والی آواز ابھری۔۔۔

""""""""" مس حورابلاج

پی "یس سنئیر ۔۔۔ پیچھے کو مڑتے اس نے تھوک نگلتے پوچھا، مقابل کی پرسنیلٹی ،آواز اور وہ شہد کی گہری ندیاں اس ننھی سی لڑکی کی جان لینے پہ تلے تھے ۔۔۔

اِف یو ڈونٹ مائینڈ!! سو کین یو گیو می یور نمبر ؟؟؟ ۔۔۔ کوریڈور کے وسط میں کھڑے جیبوں میں دونوں ہاتھ اڑاسے مقابل نے نہایت بے شرمی کا مظاہرہ کرتے سنجیدگی سے کہا جیسے نمبر نہیں راستہ پوچھ رہا ہوں ۔۔۔

نمبر ؟؟؟ بٹ وائے سنئیر "" ۔۔۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں حد درجہ حیرانی سموئے حور نے معصومیت سے پوچھا تو درید نے اپنی اُمڈ آتی مسکراہٹ چھپانے کو منہ نیچے کیے ماتھا مسلا ۔۔۔

پارٹی کے حوالے سے اپڈیٹ وغیرہ اگر چاہی ہوگئی تو ہم کس سے کنٹیکٹ کرے گے ۔۔۔ مسکراہٹ چھپائے درید نے چہرے پہ سنجیدہ تاثرات سجائے پوچھا کیونکہ اگر وہ ذرا سا بھی ہنستا تو مقابل چڑ جاتی ۔۔۔

اووو "" آئی سی "اوکے آپ نوٹ کرے بٹ پلیز تمام سنئیرز میں نہ باٹتے پھیریں گے !! ۔۔۔ اپنی پینٹ کی پوکٹ سے موبائل نکالتے حور نے بیچارگی بھری آنکھوں سے اس کے اگے ریکویسٹ کی ۔۔

ڈونٹ وری اباوٹ اٹ """۔۔۔جیکٹ کی جیب سے موبائل نکال کر

ان۔لوک کرتے درید نے اسے یقین دہانی کروائی تو وہ مطمین ہوتی اسے نمبر

نوٹ کروانے لگی۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ روز دیکھتا ہے ڈوبتے ہوئے سورج کو فراز۔۔۔کاش میں بھی کسی شام کا حصہ

ہوتا !

گڈ مارننگ ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔وہ کندھے پہ بیگ لٹکائے دروازہ دھکیل کر اندر

داخل ہوتی فریش سے موڈ میں بولی ساتھ دو انگلیوں سے حجاب کو نیچے کیا۔۔۔

گڈ مارننگ "خیریت آج اتنی صبح صبح """""۔۔۔۔ڈاکٹر عائلہ نے اتنی صبح ان کی

آمد کو دیکھتے استفہامیہ نظروں سے دیکھتے پوچھا" وہ آج خود بھی کافی جلدی آگئی

تھی چونکہ آج ان کی مورننگ ڈیوٹی تھی ورنہ پورا ہفتہ وہ صبح سرکاری ہسپتال میں ہوتی تھی اور دوپہر سے رات تک اپنے پرائیوٹ ہسپتال میں۔۔۔

ہاں وہ روحی کی رپورٹس لینے آئی تھی"۔۔۔سامنے والی کرسی دھکیل کر بیٹھتے میم رقیہ نے اپنے کا جواز پیش کیا ساتھ کندھے پہ لٹکائے بیگ کو اتارتے کرسی کے پیروں کے نزدیک نیچے رکھا۔۔۔

رپورٹس پتہ نہیں ڈاکٹر شمروز نے ریڈی کی ہے یا نہیں""تم کچھ دیر ٹھہرو میں پوچھتی ہوں۔۔۔ڈاکٹر عائلہ نے پاس رکھے فون کا کریڈیل اٹھاتے کہا اور فون کے کچھ بٹنز پریس کیا۔۔۔

پلیز جلدی پوچھنا آج میرا فرسٹ اور سیکنڈ لیکچر ہے!!۔۔۔انھوں نے فکرمندی سے ہاتھ میں پہنی گھڑی میں ٹائم کو دیکھتے کہا تو انھوں نے سر میں اثبات میں ہلایا

۔۔۔

یس عمائزہ 'مرحا یوسف کی رپورٹ ڈاکٹر شمروز سے لے کر میرے کیبن میں آئے!!!

تم بتاؤ کیا لوں گی چائے یا کوفی ؟؟۔۔۔ کریڈل فون پہ ڈالتے انھوں نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھتے پوچھا۔۔۔

نہیں شکریہ ابھی ناشتہ کر کے ہی آئی ہوں "تمہارا ہسپتال میرے روٹ میں پڑتا ہے نہ تو اس لیے سوچا کے جاتے ہوئے رپورٹس بھی لیتی جاؤ وہ بچی کہاں آتی پھیرے گئی۔۔۔ آنکھوں میں اس کے لیے نرم جذبات رکھتے ان سے استفسار کیا تو وہ سر ہلاتی ادھر اودھر کی باتیں کرنے لگی، ابھی کچھ سکینڈ ہی گزرے تھے کہ دروازے پہ نوک ہوا۔۔۔

کم ان !!!!

میڈم آپ نے یہ جو رپورٹس منگوائی تھی !!۔۔۔ عمائزہ نامی لڑکی نے ہاتھ میں پکڑے سفید اینوالپ کو ان کی طرف بڑھاتے بتایا۔۔

اوکے عمائز میں دیکھ لیتی ہوں" تھینکیو !!۔۔اس کے ہاتھ سے رپورٹس کو پکڑتے ڈاکٹر عائلہ تشکر آمیز لہجے میں کہا تو وہ لڑکی سر اثبات میں ہلاتی کیبن سے باہر کو نکل گئی اور وہ اینوالپ کو کھولتی اس میں سے سفید کاغذ کے ٹکڑے کو نکال کر ریڈ کرنے لگی۔۔۔

ایوری تھینگ از فائین عائلہ "۔۔۔انھیں محویت سے رپورٹس کا جائزہ لیتے دیکھ میم رقیہ نے بے چینی بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ ان کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے۔ جبکہ ان کے پوچھنے پہ انھوں نے ہاتھ اٹھاتے انھیں کچھ دیر ٹھہرنے کا کہا۔۔۔

کیا ہوا؟ کوئی مسئلے والی بات تو نہیں ہے؟؟۔۔۔انھیں رپورٹ میز پہ رکھتا دیکھ انھوں نے بے قراری سے پوچھا۔،دل کو ایک دھڑکا سا لگا ہوا تھا۔۔۔

مسئلے والی بات تو ہے "" کیا وہ پہلے بھی یونہی بیہوش ہوا کرتی ہے یا یہ فرسٹ ٹائم ہوا تھا؟؟

میں نے تمہیں بتایا تھا نہ شی از مائے اسٹوڈنٹ "پہلے تو وہ کبھی یوں کالج میں بیہوش نہیں ہوئی تھی اور گھر وغیرہ کا پتہ نہیں۔۔۔انھوں نے اضطراب بھری کیفیت میں بتایا تو وہ بات کو سمجھتی سر اثبات میں ہلانے لگی۔۔۔

شی از سفرینگ اون ""۔۔۔۔دونوں ہتھیلیوں کو باہم پیوست کر کے ٹیبل پہ رکھتے انھوں نے سنجیدگی سے بات شروع کی تو میم رقیہ کے جسم کا ہر مسام سامعِ تابع بنا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یونہی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آیا۔۔۔ کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انسان جاناں !!!

میری پارٹی پلینئر کو ٹائم بتا دیا تھا نہ؟؟۔۔۔وڈراب میں سر دے کر کھڑی مہتاب مامی نے بیڈ پہ پڑے کپڑوں کو ترتیب سے رکھتی میری سے پوچھا۔ وہ ایک ایک کر الماری کے تمام کپڑے ہی بیڈ پہ پھینک چکی تھی۔۔۔

یس میڈم پانچ بجے تک آ جائیں گے۔۔۔۔ ہینگر شدہ کپڑوں کو ہاتھ میں بھرتے میری نے تاکید میں سر ہلاتے بتایا۔۔۔

اور کھانے کی تیاری کرلی تم نے" اگر ہیلپ کی ضرورت ہو تو رانی کو بلوا لینا۔۔۔ ہینگر میں لٹکے سوٹ کو ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر خود سے لگاتے انھوں نے استفسار کیا۔۔۔

نہیں میڈم ایک ہیلپر بہت ہے" ویسے بھی اس نے آکر دیسی فوڈ ہی بنانا ہے

۔۔۔۔رانی کے ذکر پہ فوراانکار کرتی ناگواریت سی بولی۔۔۔

اوکے جیسا تمہیں ایزی لگے یہ بتاؤ یہ کیسا رہے گا آج کے لیے ؟؟۔۔۔اس کی بات پر رضامندی دیتے انھوں نے ساتھ لگے جوڑے کے بارے میں اس سے رائے لینی چاہی۔۔۔

یس میڈم یہ پرفیکٹ ہے""۔۔آنکھوں میں ستائش لیے اس نے پسندیگی کا اظہار کیا تو ان کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

چلو پھر یہ پریس کروا دوں اور پلیز ززا اپنی نگرانی میں کروانا اسپیشل آڈر پہ تیار کروایا تھا میں نے یہ جوڑا تابی کے نکاح کے لیے پر وہ ہوا ہی نہیں۔۔۔ ہینگر میں لٹکے سوٹ کو اس کی طرف بڑھاتے وہ تراب کے ذکر پہ افسردہ سی ہو گئی۔ کیونکہ انھیں واقعی ہی دکھ پہنچا تھا۔۔۔

اوکے میڈم ڈونٹ وری۔۔۔ سوٹ پکڑتے اس نے مطمین بھرے لہجے میں کہا تو وہ سر ہلاتی ڈریسنگ کی طرف بڑھی تاکہ میچینگ جیولری ڈیسائیڈ کر سکے۔۔۔

میری پلیز یہ ڈریسیز ہینگ کر کے وڈراب سے میرے وہ سینڈیلز نکال دو جو آغا دوبئی سے لائے تھے۔۔۔ڈریسنگ کے ڈرار میں ہاتھ مارتی وہ جیولری کھنگالتی اس سے مخاطب ہوئی تو وہ سر کو خم کرتی ہاتھ میں پکڑے ڈریس کو بیڈ پہ ڈالتی باقی کپڑے اٹھائے انھیں پہلے کی طرح وڈراب میں سیٹ کرنے لگی۔۔۔

گڈ مارننگ موم""۔۔۔نک سک سے تیار آغا فارز دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوتے فریش سے بولے تو وہ جو ہاتھ میں پکڑے ائیرینگز کو کانوں سے لگا کر دیکھ رہی تھی اپنے ہونہار خوبصورت بیٹے کی آواز پہ چہرے پہ بڑی سی مسکراہٹ سجائے ڈریسنگ اسٹول سے اٹھی۔۔۔

گڈ مارننگ ٹو موم کی جان""یو لوکینگ گورجیس آغا۔۔۔ان کی طرف بڑھتی وہ والہانہ انداز میں خوش ہو کر بولتی آنکھوں میں ستائش لیے ان کی تیاری کو دیکھتے بولی تو وہ مبہم سا مسکراتے ان کے گرد اپنا حصار کھینچ گیے۔۔۔

تھینکیو موم!! بابا آفس چلے گیے؟؟۔۔۔پیشانی پر بوسہ دیتے انھوں نے ساتھ سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔

ہاں وہ تو کب کے آفس چلے گے لارڈ صاحب آپ لیٹ اٹھے ہیں !!۔۔۔ان کے بالوں کو انگلیوں سے سیٹ کرتے انھوں نے مسکراتے لہجے میں کہا تو وہ خود بھی آسودہ سے مسکرا گیے۔ملک کا مشہور بزنیس مین ، وقت کا پابند پچھلے ایک ہفتے سے اپنے ہی آفس میں لیٹ پہنچ رہیں تھے جوان کے لیے نہایت ہی شرمندگی کی بات تھی۔۔۔

کیا بات ہے آغا گزشتہ کئی دنوں سے میں نوٹ کر رہی ہوں آپ لیٹ اٹھ رہیں ہے "خیر تو ہے نہ طبعیت وغیرہ تو ٹھیک ہے نہ میرے بیٹے کی ؟؟۔۔۔فکر مند لہجے میں ان کے گال پہ ہاتھ رکھتے انھوں نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے استفسار کیا تو آغا فارذ کے چہرے پہ تاریک سا سایہ لہرایا" وہ اب انھیں کیا بتاتے کہ آغا فارذ کی راتیں تو اس ظالم کی یاد میں جاگتے ہوئے بسر ہونے لگی تھی جس نے ایک ہفتے سے انھیں اپنی ایک جھلک تک نہ دیکھلائی تھی جبکہ وہ کئی بار صرف اس ہی امید کے ساتھ مبین منزل گیے تھے کہ شاید وہ کہی ہی غیر ارادی طور پہ انھیں نظر آجائے مگر شاید ان کی آمد کا اسے پہلے ہی پتہ چل جاتا تھا تبھی خود کو کمرے میں محصور کر لیا کرتی تھی شاید ایسے تڑپا کر وہ ان سے انتقام لینا چاہتی تھی۔۔۔

نتھینگ""" موم ایوری تھینگ سی فائین بس کچھ امپورٹنٹ کام ہے جس کی وجہ سے رات دیر تک جاگنا پڑتا ہے۔۔۔ سختی سے باہم پیوست ہونٹوں کو مسکراہٹ میں ڈھلتے انھوں نے اپنی ماں کے چہرے پہ آئی پریشانی کو رفع کرنا چاہا جو ان کی وجہ سے آئی تھی۔۔۔

میری جان کیا ضرورت ہے خود کو تھکانے کی اتنے ایمپلائزر کھے ہوئے ہیں ان سے لیا کروں نہ کام مفت کی سیلرزی تھوڑی دے رہے ہیں۔۔۔اپنے بیٹے کی سیاہ آنکھوں میں رتجگوں کی سرخی کو مسلسل کام کرنے سے تشبیہ دیتے مہتاب مامی لہجے میں ناگواریت لیے بولی۔۔۔

موم وہ بھی کام کرتے ہیں مگر کچھ کام تو کمپنی کے چیئرمین کے کرنے کے ہی ہوتے ہیں اب وہ توان سے کروانے سے رہا۔۔۔انگلی سے آئیبرو کو مسلتے انھوں نے اپنی پریشانی بتائی۔ ساری رات جاگ کر سگریٹ نوشی کرنے کے باعث اب ان کا سر درد سے پھٹ رہا تھا، سرخ آنکھوں میں مرچیوں سی چبھن تھی جسے کم کرنے کو وہ بار بار اپنی آنکھیں مسل رہیں تھے۔۔۔

اچھا چلو میں اپنے بیٹے کو بریک فاسٹ کرواؤں!! میری گو آغا کا ناشتہ ریڈی کرواؤں فاسٹ۔۔۔ان کے بازو میں اپنا بازو حمائل کرتے انھوں نے وڈراب کا ڈور بند کرتی میری کو دیکھتے کہا تو وہ فوراپریس کرنے والا جوڑا اٹھا کر سر کو خم کرتی باہر کی طرف دوڑی۔۔۔

موم پلیز" بالکل بھوک نہیں۔۔۔بے چینی سے دھڑکتے دل پہ قابو پاتے انھوں نے فورا منع کرنا چاہا چونکہ ان کا اب دم گھٹنے لگا تھا ان اونچی دیواروں میں وہ فورا یہاں سے بھاگ جانا چاہتے تھے تاکہ باہر کھلے آسمان کے تلے آزادنہ سانسیں بھر سکے جو اس گھر کی دیواروں میں دبنے لگی تھی۔۔۔

نو آرگیومینٹ آغا"" کل بھی آپ یونہی چلے گیے تھے روزروز بھوکے پیٹ آفس جانے سے ہیلتھ اسپوئل ہوتی ہے۔۔۔ان کے چہرے پہ چھائی سنجیدگی کو دیکھتے انھوں نے فورا خفا ہوتے انھیں ڈپٹا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیے کیونکہ جس محبت اور مان سے انھوں نے ان کا بازو پکڑا ہوا تھا وہ جھٹک کر اس مان کو توڑ کر گنہگار نہیں ہو سکتے تھے تبھی خاموشی اختیار کر لی۔۔۔

آج میں اپنے شہزادے کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کرواؤں گی۔۔۔ان کا بازو پکڑے وہ دروازے کی جانب بڑھتی چاہت سے بولی تو وہ ٹائی کی نوٹ گردن سے ڈھیلی کرتے زبردستی ان کے ہم قدم ہوئے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

گلشن بکا تو صرف گلہ ہی گنے گیے۔۔۔خود کو یونہی نواب سمجھتی رہی تتلیاں !!!!

فرسٹ لیکچر کی بیل ہوئی تو ٹیچر کندھے پہ بیگ اور ہاتھوں میں بوکس تھامے کلاس روم سے نکلی تو پیچھے بچیوں نے گہری سانس بھری اور اپنی اپنی آرادم دہ پوزیشنوں میں کرسیوں پہ بیٹھ گئی۔۔۔

یار یہ مس روزینہ تو دماغ کا دہی کر دیتی ہے۔۔۔ پیچھلی ڈیسک پہ بیٹھی لڑکی نے لمبا سانس کھینچتے دیوار سے سائیڈ ٹیک لگاتے کہا تو آگے والی بینچ پہ بیٹھی نوال اپنی دوست کی بات سن کر مسکراتی ہوئی پلٹی۔۔۔

چلو اس ہی دہی کی لسی بنا کر پی لو دماغ کچھ ٹھنڈا ہو گا!!!۔۔۔ پچھلی بینچ پہ بوکس رکھنے والے سائیڈ پر ہاتھ ترچھا کر کے رکھتے نوال نے اسے مشورے سے نوازا تو وہ پونی ٹیل والی لڑکی مسکرا اٹھی اور آگے کو ہو کر بیٹھتی نوال سے ہنس ہنس کر کوئی بات ڈسکس کرنے لگی جبکہ وہ جو اپنے نوٹس پہ جھکی ہوئی تھی کلائی میں پہنی گھڑی میں ٹائم کو دیکھتے فوراً سیدھی ہوئی اور سائیڈ میں پڑے اپنے بیگ کو اٹھاتے اس میں اپنا سامان رکھنے لگی۔۔۔

روحی کہاں جا رہی ہوں؟؟۔۔۔ اسے بیگ لے کر بینچ سے اٹھتا دیکھ نوال نے فوراً اپنی باتوں کو بریک لگائے پوچھا تو وہ جو خاموشی سے وہاں سے چلی جانا چاہتی تھی اس کے اس طرح سوال پوچھنے پہ گڑبڑائی۔۔۔

وو" واش روم !!!

تو جان اکیلی کیوں جا رہی ہوں میں بھی چلتی ہوں ٹھہرو۔۔۔ بڑی بہن کی طرح اس کی فکر میں گھلتی بولی اور ساتھ خود بھی بیگ میں اپنی کتابیں ڈالنے لگی۔۔۔

نن "نہیں تم باتیں کرو" ہم ابھی آجائیں گے۔۔۔ اسے بھی ساتھ چلتا دیکھ اس نے فوراً گڑبڑاتے ہوئے اسے منع کرنا چاہا تاکہ وہ نہ جائے۔۔۔

پر جانی!!! ارے اگر وہ اکیلی جانا چاہتی ہے تو تم کیوں فورس کر رہی ہوں شی نوٹ آ چائیلیڈ""۔۔۔ اسے ساتھ چلنے کی گردان کرتا دیکھ پیچھے بیٹھی لڑکی نے لہجے میں بیزرگی سموئے نوال سے کہا تو مرحا کی جان میں جان آئی۔۔۔

اوکے بٹ جلدی آنا!!۔۔۔ اپنے دوست کے خفا ہونے پہ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اجازت دے دی جس پہ وہ مسکرا کر سر ہلاتی جلدی سے کلاس روم سے باہر نکلی کے کہی سیکنڈ پیریڈ کی ٹیچر نہ آجائے۔۔۔ وہ کافی محتاط انداز میں چہل پہل ہوتے کوریڈور میں چل رہی تھی کہ کہی کوئی روک کر کلاس میں نہ ہونے کی وجہ ہی نہ پوچھ لے مگر سب اپنے کاموں میں مصروف تھے کسی کی اس پر توجہ نہیں تھی جس کا شکر مناتی وہ سڑھیاں چڑھتی تھرڈ فلور پہ پہنچی جہاں ہر روز کی طرح زیادہ چہل پہل نہیں تھی بس اکادکا ہی ٹیچرز اور اسٹوڈنٹ چلتے

پھرتے نظر آرہیں تھے چونکہ یہ پورشن اسلامیک اسٹڈیز کا تھا تو یہاں جینٹس پیون کا آنا بھی ممنوع تھا صرف فی میل اسٹاف ہی یہاں آسکتا تھا پرسنپل نے شعرعی پردہ کرنے والی ٹیچرز کے پردے کا خاصا احترام کیا ہوا تھا۔۔۔

بچے آپ کا اسکارف کہاں ہیں؟؟۔۔۔اس سے پہلے وہ یونہی بغیر اسکارف کے اپنی کلاس میں داخل ہو جاتی سائیڈ سے گزر کر جانے والی ٹیچر نے رک کر اس سے سوالیہ پوچھا تو وہ ایک پل کو تو گھبرا گی۔۔۔

سس "سوری میم "ہم وئیر کر رہیں ہے ""۔۔۔ ہتھیلوں کو آپس میں رگڑتے اس نے شرمندگی سے کہا تو وہ ٹیچر سر اثبات میں ہلاتی اگے کی طرف بڑھی تو اس نے فورا بیگ زمین پہ رکھ کر اس میں سے اپنا تہے شدہ اسکارف نکال اور اسے سر پہ جماتے پن اپ کیا،اسکارف سے سیٹیسفائے ہوتے اس نے جھک کر اپنا بیگ اٹھایا اور کلاس کی طرف بڑھی۔وہ پچھلے کئی دنوں سے یونہی اپنے لیکچرز اور نوال کو ڈچ دیتی یہاں آکر اسلامیک اسٹڈیز کی کلاسسز لے رہی تھی۔۔۔

وہ کلاس میں انٹر ہوئی تو سدا شکر وہاں میم رقیہ موجود نہیں تھی شاید وہ ابھی تک آئی نہیں تھی جس پر شکر مناتی فورا فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی اسلحان کی طرف بڑھی جو اپنے نوٹس پہ جھکی ہوئی تھی۔۔۔

ارے آج تم پورے دس سیکنڈ لیٹ ہو روحی""۔۔۔اسے اپنے برابر میں بیگ رکھ کر بیٹھتا دیکھ اسلحان نے پین دانتوں تلے دباتے اسے چھیڑا۔۔

اپنی کاریکشن کرو اسلحان دس نہیں صرف نو سیکنڈ!!!۔۔۔بیگ سے اپنے نوٹس نکالتی روحی نے بھنویئں سکیڑتے اسے صیح وقت بتایا کہ وہ صرف نو سیکنڈ لیٹ ہوئی تھی تو وہ کیسے دس سیکنڈ بول سکتی تھی۔۔۔

تو نو اور دس میں انیس بیس کا ہی فرق ہے۔۔۔اس کے ٹوکنے پہ اسلحان بھی منہ بناتی ہوئی بولی۔ جبکہ باقی کلاس اپنی باتوں میں ہی مگن تھی۔۔۔

انیس بیس میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے باولی بطخ""۔۔۔اس کے سر پہ چپت لگاتے روحی نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسلحان اس کے الفاظوں پہ حیران ہوئی

۔۔۔

یہ جو تم میری غیر موجودگی میں علیشبہ کے ساتھ بیٹھی تھی نہ یہ لفظ اس ہی کی مرہون منت ہے" خبردار روحی جو میں نے اب یہ لفظ تمہاری زبان پہ سنا۔۔۔

اس نے ہمیشہ اسے احترام اور نزاکت سے بولتا سنا تھا تبھی اس کے لبوں سے ادا ہوا یہ لفظ اسلحان کو بہت ناگوار گزرا تھا۔۔۔

اوکے """"۔۔۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی کلاس میں داخل ہوتی میم رقیہ کو دیکھتے تمام بچیاں اپنی اپنی نشستوں سے کھڑی ہوئی انھیں سلام کرنے کی غرض سے۔۔۔

وعلیکم السلام """بیٹھے سب۔۔۔روز کی بانسبت آج ان کے لہجے میں مدھم پن تھا ورنہ وہ ہمیشہ اپنی بچیوں سے فریش موڈ میں ملتی تھی۔۔۔

میم آج آپ ٹیسٹ لے گئی؟؟۔۔۔انھیں بیگ اور واٹر بوٹل میز پہ رکھتا دیکھ عائشہ فٹ سے بولی معاً کہی وہ لیکچر ہی شروع نہ کر دے۔۔۔

یس آئی نو بچے """ریڈی کرے ٹیسٹ شیٹ """۔۔۔دھیرے سے کرسی پہ بیٹھتے انھوں نے مرجھائے دل سے کہا تو تمام بچیاں پر مسرت ہوتی اپنی اپنی ٹیسٹ شیٹ تیار کرنے لگی۔۔۔

دیکھنا سب سے ہائیسٹ مارکس تو میں ہی لوں گی۔۔۔ٹیچیرز پہ لائیننگ کرتی اسلحان نے پر اعتماد ہوتے کہا تو اپنی شیٹ تیار کرتی مرحا کے ہاتھ بخلت رکے۔۔۔

اتنی خوش فہمی بھی اچھی نہیں ہوتی اسلحان میڈم """ دیکھنا پوری کلاس میں ٹاپ تو ہم ہی کرے گے آفٹر آل پوری رات جاگ کر اس ٹیسٹ کی تیاری کی ہے۔۔۔بدلے میں اسے لتاڑتے اس نے فخریہ کالر اونچی کرتے کہا تو اسلحان ہنس پڑی جسے دیکھ وہ بھی مسکرانے لگی جبکہ ان کی سنجیدہ اور آفسردہ نظریں اس کے چہرے پہ ٹیکی تھی جو ہنسنے کے باعث سرخ ہوتا چمکنے لگا تھا۔۔

اسلحان کم""""۔۔فائیلز سے کچھ سفیدہ کاغذ نکالتے انھوں نے وہی بیٹھے بیٹھے اسلحان کو آواز لگائی تو وہ فوراادب سے اٹھ کر ان کے نزدیک آئی۔۔۔

یہ کوئیسشن پیپر ہے تمام بچیوں میں ڈسٹر بیوٹ کر دوں!!۔۔۔سوالیہ پرچے اسلحان کی طرف بڑھاتے انھوں نے تاکید کی اور یہ ان کے ٹیچینگ کرئیر میں پہلی دفعہ تھا کہ وہ یوں کرسی پہ بیٹھی کسی بچی کو سوالیہ پرچہ تقسیم کرنے کا کہہ رہی تھی ورنہ تو وہ جیسے بھی حالت میں ہو اپنے کام خود کیا کرتی تھی مگر آج انھیں ایسا

لگ رہا تھا جیسے کسی نے جسم سے جان کھینچ لی ہو وہ خود کو اتنی کمزور اور بے جان محسوس کررہی تھی کہ ایک قدم بھی مزید چلتی تو گر پڑتی۔۔

اسلحان تمام پیپرز تقسیم کرتی اپنی چیئر پہ آئی جہاں مرحا فٹافٹ سوالات کے جواب لکھنے میں کوشاں تھی اس کی اسپیڈ کو دیکھتے وہ سر نفی میں ہلاتی اپنے ٹیسٹ پہ جھکی" گویا ہر بچی ہی سب سے اول آنے کی بھرپور کوشش کررہی تھی، وقت آہستہ آہستہ بیت رہا تھا پر بچیاں اب بھی یونہی لگی ہوئی تھی اور دوسری طرف وہ بھی بغیر پلک جھپکائے اسے ہی دیکھتی جارہی تھی جس کا سارا کنسنٹریٹ اس وقت سامنے پڑے ٹیسٹ پہ تھا۔۔۔

ٹائم ختم ہوگیا بچوں!!۔۔۔ خود میں ہمت مجتمع کرتے وہ کرسی سے اٹھی اور میز سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر انھوں نے پوری کلاس پہ ایک طائرانہ نظر ڈالتے علانیہ کہا تو دھڑ دھڑ چلتے ہاتھ یکلخت رکے۔۔۔

اسلحان ٹیسٹ شیٹ کالیکٹ کرو۔۔۔ انھوں نے ایک بار پھر اسے زحمت دی کیونکہ ان کے پاؤں میں سکت ہی نہیں تھی کہ وہ پوری کلاس کا راؤنڈ لگا کر ٹیسٹ پیپرز لیتی۔ ان کے کہنے پہ وہ ایک بار پھر اٹھی اور اپنے پیپر پہ مرحا کا پیپر

رکھتی تمام بچیوں سے پیپرز لینے لگی مگران کے پیپر کو اپنے پیپر کے نیچے رکھ رہی تھی۔۔۔

مرحا" کم ہئیر بچے۔۔۔اسلحان کو ٹیسٹ اکٹھے کرتا دیکھ انھوں نے اپنا بیگ پیک کرتی روحی کو آواز لگائی تو پین وغیرہ بیگ میں رکھتے اس نے چونک کر سر اٹھائے انھیں دیکھا پھر مسکراتی بیگ کو یونہی چھوڑے ان کی طرف بڑھی۔۔۔

یس میم"'۔۔۔ان کے قریب جا کر رکتے اس نے مودبانہ پوچھا۔وہ ان کی دل سے عزت کرتی تھی کیونکہ اک وہی تو تھی جنھوں نے اسے سنبھال کر اس راہ پہ گامزن کیا تھا۔۔۔

کیسا ہے میرا بیٹا؟۔۔۔نرم نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے انھوں نے سوال پوچھا۔۔۔

شکر اللہ کا۔۔۔ان کی فکر پہ مسرور سے ہوتے اس نے جواب دیا تو وہ سر ہلاتی مسکرائی اور اس کا گال تھتھپایا۔۔۔

ہم نے کلاس میں پڑھا تھا نہ کہ تنگی سختی اللہ کی طرف سے اپنے محبوب بندے کے لیے ایک آزمائش ہوتی ہے اس میں نہ ہمیں بے صبری کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور نہ شرکیہ بول بولنے چاہیے !!!

جی بلکہ ہمیں صبر کرنا چاہیے اور اللہ کی مصلحت پہ یقین رکھنا چاہیے۔۔۔انھیں پچھلے سبق کا حوالہ دیتا دیکھ اس نے بھی دوبدو کہا تو وہ مبہم سی مسکرائی اس کی حاضر جوابی پہ۔۔۔

بے شک جیسے سختی اور پریشانی اللہ کی طرف سے آتی ہے بالکل اس ہی طرح سے بیماریاں بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمائش کا حصہ ہوتی ہے جن کے ذریعے وہ اپنے فرمانبردار بندوں کو آزماتا ہے تکلیف اور لاعلاج بیماریوں۔کے ذریعے کے حقیقت میں کیا اس کے بندے اپنے رب پہ دلی یقین رکھتے بھی ہے کہ نہیں کیا اس کا عقیدہ پختہ بھی ہے یا نہیں کہی وہ شیطان کے بہکاوے میں آکر گمراہ تو نہیں ہو جائے گا۔۔۔خود کو میز کے سہارا دے کر کھڑا کیے انھوں نے دھڑکتے دل کی بے ہنگم ہوتی حالت پہ قابو پاتے نرمی سے اپنے سامنے کھڑی نازک سی بچی کو سمجھانے کی کوشش کرنے چاہی۔۔۔

جی بالکل!!!۔۔۔اس نے تائید بھرا سر ہلایا۔ جبکہ پیچھے اب اسلحان تھرڈ رو کے ٹیسٹ شیٹ کالیکٹ کر رہی تھی۔۔۔

اور میں جانتی ہوں میری یہ بیٹی بہت بہادر ہے کہ وہ ہر حالات میں ہے اپنے عقیدے پہ پختہ قدم رہے گئی، اپنے رب اور اس کی مصلحت پہ یقین رکھے گئی، ہر دکھ اور پریشانی میں خود کو تنہا اور اکیلا محسوس نہیں کرے گی بلکہ اپنے رب کے شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے پہ بھروسہ رکھے گئی۔۔۔ ناجانے وہ کس بات کے لیے اتنی بڑی تہمیند باندھ رہی تھی جسے محسوس کرتے اس کا ماتھا ٹھنکا تھا

۔۔۔

آپ شاید" کچھ کہنا چاہتی ہے؟؟۔۔۔ آنکھوں میں گھبرائے تاثرارت لیے اس نے تھوک نگلتے پوچھا تو میم رقیہ کے دل کی رفتا سست پڑی اور میز کے کناروں پہ رکھے ان کے ہاتھوں کی گرفت سخت ہوئی۔۔۔

میم یہ ٹیسٹ شیٹ۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتی اسلحان کی آواز پر خاموش ہوگئی

۔۔۔

تھینکیو بچے""۔۔۔اس کے ہاتھ سے کاغذوں کا ڈھیر پکڑ کر میز پہ رکھتے انھوں نے مشکور لہجے میں کہا تو اسلحان مبہم سی سر کو خم دیتی واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھی تو وہ واپس اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی بلکہ اپنے ہینڈ بیگ کی طرف مڑی جس پہ مرحا نے اچنبھی بھری نظروں سے ان کی سمت دیکھا جو ایک سفید لفافہ ہاتھ میں پکڑے بیگ کی زیپ دوبارہ بند کر رہی تھی۔۔

یہ آپکی رپورٹ""۔۔۔لفافہ اس کی سمت بڑھاتے انھوں نے سنجیدگی سے کہا تو وہ لب دباتی خاموشی سے اسے تھام گئی۔۔۔

گھر جا کر تسلی سے دیکھنا بیٹا۔۔۔اسے وہ وہی پہ کھولتا دیکھ انھوں نے فوراً سے اسے ٹوکا۔اتنی ہمت نہیں تھی ان میں کہ وہ اپنی آنکھوں سے سرخ رنگت کو سپید میں بدلتا دیکھ سکے۔۔۔

اوکے میم""۔۔۔سر کو خم دے کر وہ بغیر کوئی سوال کیے اپنی ڈیسک کی طرف بڑھنے لگی جب عقب سے آتی ان کی آواز پہ اس کے بڑھتے قدم روکے۔۔۔

چاہے کچھ بھی ہو کبھی اللہ سے شکوہ نہ کرنا روحی""وہ ہمیں ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے وہ بغیر کسی وجہ کے ہمیں کبھی تکلیف نہیں دے سکتا۔۔وہ

جانتی تھی جب وہ یہ رپورٹس دیکھے گی تو ایک پل کو ہی صیح مگر اس کا عقیدہ ڈگمگائے گا ضرور۔۔۔۔

آپ دعا کیجئے گا میم ایسا دن مرحا یوسف پہ کبھی نہ آیا کیونکہ بہت ہمت لگی ہے خود کو مضبوط کرنے میں اگر پھر ٹوٹی تو جڑ نہیں پاؤ گی۔۔۔ان کی بات پہ وہ سنجیدہ سا لہجا لیے بولی جیسے وہ آنے والے حالات سے پہلے ہی واقف ہو چکی ہوں۔۔۔۔

مجھے یقین ہے اپنے بچے پہ !!۔۔۔وہ پر اعتماد لہجے میں بولی تو وہ مسکراتی اپنی بینچ کی طرف بڑھی جہاں اسلحان بیٹھی اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی جبکہ آدھی سے زائد کلاس بیل ہوتے ہی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی کیونکہ نیکسٹ لیکچر ان کا لائیبریری میں ہونا تھا۔۔۔

یہ کیا ہے ؟؟؟۔۔۔اسے لفافہ بیگ میں رکھتا دیکھ اسلحان نے اچنبھ سے پوچھا تو زیپ کو بند کرتے ہاتھ ٹھہرے۔۔۔

اعمال نامہ !!!۔۔۔بغیر لچک کے سنجید گی سے جواب دیتے وہ زیپ بند کرتی بیگ کندھے پہ لٹکا گئی۔۔۔

سدھر جاؤ!!۔۔۔اس کی بات کو مزاحیہ انداز میں لیتے اسلحان نے اس کے بازو پہ تھپڑ مارتے کہا تو وہ خود بھی بے دلی سے مسکرا گئی تاکہ اسے لگے کہ واقعی ہی وہ مذاق کر رہی تھی۔۔۔

میم کیا کہہ رہی تھی؟؟۔۔۔چیئر سے اٹھتے اسلحان نے کرسی پہ بیٹھی میم رقیہ کو دیکھتے اس سے سرگوشی نماں آواز میں پوچھا جو تمام ٹیسٹ شیٹز کو رول نمبر وائس سیٹ کر رہی تھی۔۔۔

تمہارے متعلق بات کر رہی تھی!!۔۔۔ بینچ پہ بیٹھ کر نیچے کو جھکتے مرحا نے اپنے شوز لیسیز باندھتے نہایت سیریس انداز میں کہا جیسے واقعی ہی کچھ دیر پہلے اس ہی کی باتیں ہو رہی ہوں۔۔۔۔

کیا؟؟۔۔۔اور وہ واقعی ہی سیریس ہو گئی تھی۔۔۔

کہہ رہی تھی کہ میں اسلحان کو اپنے جبرئیل کی دلہن بننا چاہتی ہوں؟؟۔۔ایک نظر اپنے کام میں مصروف میم پہ ڈالتے مرحا نے اس کے قریب جھکتے رازدنہ انداز میں میم کے بیٹے کا ذکر کرتے کہا کیونکہ وہ اکثر اپنے بیٹے کا ذکر کرتی تھی جو کہ ڈاکٹر بن رہا تھا۔۔۔

بد تمیز کہی کی" جاؤ میں بات نہیں کرتی !!۔۔اس کا مذاق فوری سمجھتے اسلحان نے منہ بناتے معصومیت سے کہا تو اس کی ہنسی بے ساختہ تھی کیونکہ وہ جب بھی ناراض ہوتی یا شرماتی تھی اس کی سانولی رنگت میں سرخیاں سی گھل جاتی تھی جو اسے بہت مزہ دیتی تھی۔۔۔۔

ارے سنو تو سہی""۔۔۔اسے غصے سے کلاس سے باہر جاتا دیکھ وہ کندھے پہ بیگ لٹکائے ہنستی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی تو وہ جو کب سے خود کو مصروف ظاہر کروا رہی تھی ان کے جاتے ہی سرد و سپاٹ نظروں سے دروازے کی دہلیز کو تکنے لگی جہاں سے ابھی ابھی وہ نازک خوبصورت تتلی ہنستے ہوئے گزری تھی۔۔۔

(کچھ گھنٹے قبل)

شی از سفرینگ اون""۔۔۔۔دونوں ہتھیلوں کو باہم پیوست کر کے ٹیبل پہ رکھتے انھوں نے سنجیدگی سے بات شروع کی تو میم رقیہ کے جسم کا ہر مسام سامعِ تابع بنا۔۔۔

برین ٹیومر"۔۔۔انھیں خود کی طرف امید بھری نظروں سے تکتا دیکھ " ڈاکٹر عائلہ نے ہاتھ میں پکڑی مرحا کی رپورٹس کو ان کے اگے میز پہ ڈالتے سنجیدگی سے بتایا تو وہ جو بہت غور اور کسی اچھے کی امید سے سن رہی تھی ان کے الفاظوں سے جیسے اندھیری کھائی میں جا گری جہاں قبر سا اندھیرا تھا۔۔۔

برین ٹیومر""""مرحا کو""""۔۔۔ان کے لب بغیر حرکت کیے حیرت و صدمے سے پھڑپھڑائے۔۔۔

ي"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟۔۔۔آنکھوں کی پتلیوں کو حد درجہ پھیلائے، چہرے پہ اضطراب اور بے چینی لیے انھوں نے دھڑکتے دل کے ساتھ لبوں سے یہ لفظ ادا کیے۔وہ کلاس کی سب سے زیادہ خوبصورت تتلی اتنے بڑے مرض میں مبتلا کیسے ہو سکتی تھی"یہ انکشاف ہی ان کی روح لرزہ گیا تھا۔۔۔

ریلیکس رقیہ "ڈونٹ بی پینیک"یہ پانی پیو۔۔۔۔ان کی سرخ رنگت میں گھلتی زردیوں کو دیکھتے ڈاکٹر عائلہ نے پانی گلاس ان کی طرف بڑھاتے کہا جسے وہ تھام کر ہکی بکی سی بغیر ایک قطرہ پیے سائیڈ پہ رکھ گئی۔۔۔

یہ "رو پورٹ جھوٹی"""ہے عائلہ تمھاری مشنیں خراب ہو چکی ہے"""تم نے دیکھا تھا نہ کل کیسے خوبصورت کلی کی طرح مہک رہی تھی کینسر کے مریض ایسے نہیں ہوتے وہ تو مرجھائے نظر آتے ہیں۔۔۔آنکھوں میں اترتی نمی کو پیچھے دھکیلتے وہ اک ماں کی طرح فوراً اپنے بچے کے لیے تڑپ اٹھی، یہ سچ ہوتا ہے استاد اور شاگرد کا رشتہ بھی تو ماں اور اولاد جیسا ہوتا ہے۔۔

نہ یار پورٹ فیک ہے نہ مشنیوں میں ڈیفیکٹ ہے رقیہ """تحمل سے میری بات سنو اور سمجھو ایسے بیہیو مت کرو تمھارے کہنے سے حقیقت بدل نہیں جائے گئ """ہو سکتا ہوا بھی شروعات ہو تبھی نہ ابھی اسے خود پتہ چلا تھا نہ اسے جسمانی فیل ہو رہا تھا اور یہ اچھی بات ہے کیونکہ وہ علاج سے جلد ٹھیک ہو سکتی ہے۔۔۔ اپنی دوست کے اتنے ایموشنل ریکیشن پہ ڈاکٹر عائلہ نے اگے بڑھ کر ان کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے انھیں نرمی سے سمجھانا چاہا۔۔

اگر اسے خود """نن"نہیں پتہ تو تت 'تمہیں کیسے پتہ چلا؟؟۔۔۔مرحا کی بے خبری کا سنتے انھیں مزید دکھ نے آن گھیرا تھا کہ اس کا کیا ریکیشن ہو گا جب وہ اسے بتائے گئیں۔۔۔

کل جب میں اس کا چیک اپ کر رہی تھی تو میں نے اس میں کچھ سیمٹمز نوٹ کیے جیسے وہ جب ہوش میں آئی تو بری طریقے سے کانپ رہی تھی حتی کہ اسے بولنے میں بھی مشکل پیش آ رہی تھی اور دوسرا اس کا موڈز سوینگ ہونا جو کہ کینسر کے پیشنٹس میں بہت کومن بات ہوتی ہے اس لیے آیز کا ڈاکٹر میں نے اس کے کچھ ٹیسٹ کروائیں تا کہ کلئیر ہو سکے کہ معاً وہ ایسی ہی ہے یا کوئی مسئلہ ہے "اینڈ ٹوڈے ریزلٹ تمہارے سامنے ہے """یو آر اسٹوڈنٹ مرحا یوسف از سفرینگ اون برین ٹیومر """"" ۔۔۔ڈاکٹر عائلہ کے چند خدشات نے آج ان پر بہت بڑا ہولناک اور جان ۔لیوا انکشاف کیا تھا جسے برداشت نہ کرتے ان کا خود کا دل کانپنے لگا تھا، ہاتھ پاؤں سن پڑ گیے تھے اور دماغ کا کچھ خیال ہی نہیں تھا کہ آخر یہ چل کیا رہا ہے جبکہ آنکھوں میں کل کا سین گزرا جب وہ دروازے کی چوکھٹ سے لگی کانپ رہی تھی اور بولنے بھی اسے مشکل ہو رہی تھی ۔۔۔

اسٹیج کونسی ہے ۔۔۔ خود کی بگڑتی حالت پہ قابو پاتے انھوں نے تکلیف دہ لہجے میں پوچھا ۔۔۔

اسٹیج مجھے نہیں پتہ کیونکہ وہ وہی ڈاکٹر بتا سکتا ہے جو اس کا علاج کر سکے" پر مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ ابھی فرسٹ اسٹیج پہ ہی ہے جو کہ ایک اچھی بات ہے کیونکہ فرسٹ اسٹیج کا پیشنٹ بہت جلدی کور کرتا ہے اور انشاءاللہ مرحا بھی جلد صحتیاب ہو جایئے گی۔۔۔ان کی حالت کو دیکھتے ڈاکٹر عائلہ نے دھیمے لہجے میں کہا کیونکہ ان کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ انھیں اپنے اسٹوڈنٹ سے دلی وابستگی تھی۔۔۔

میرے ایک جاننے والے ڈاکٹر ہے وہ اس ہی کا علاج کرتے ہیں میں ان کا اڈریس اور نام اس پہ لکھ دیتی ہوں تم اسے کہو کہ وہاں چیک اپ کروائے، ویسے تو وہ ایک نون مسلم ڈاکٹر ہے مگر اللہ نے بہت شفادی ہے ان کے ہاتھ میں انشاءاللہ وہ بچی بھی ٹھیک ہو جائے گئی۔۔۔اینوالپ کے پیچھے ڈاکٹر کا نمبر اور ایڈریس لکھتے وہ انھیں امید دلا رہی تھی مگر ان کا دھیان اس طرف تھا ہی نہیں ان کے دماغ کے پنوں پہ تو وہ مومی نقوش والا چہرہ گھوم رہا تھا جو کہی ہنس رہا تھا تو کہی رو رہا تھا'''' انھوں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا ان کے باغ کی وہ تتلی جو

خوبصورتی میں تمام تتلیوں کی ملکہ تھی ایک دن وہ یوں اس لاعلاج مرض میں مبتلا ہو جائے گی اگر پتہ ہوتا تو شاید وہ اپنے باغ کی ملکہ کے لیے کچھ کر پاتی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!! میرا من ہے درد بھرا
مجھ کو راہِ عشق دیکھا
!!! میں ہاری تقدیر
!!!!! بن رانجھے دی ہیر

گہری شام کے سایہ چار سو پھیلنے لگے تھے، اُفق نیلگوں میں ڈھل چکا تھا، بڑی بڑی قد آوار عمارتیں روشنیوں میں نہا چکی تھی اسٹریٹ پول بھی روشن ہوتے مسافروں کو راستہ دیکھا رہیں تھے۔ گویا دن کی بانسبت رات زیادہ روشن طلوع ہوتی تھی جو دن کو سیاہی میں ڈھلتے انسانوں کے عیبوں اور گنہاہوں کو بھی اپنی

سیاہ چادر سے ڈھانپ لیتی تھی صرف زمانے کی حد تک !اس پر تو ہر چیز عیاں اور روشن ہیں چاہے سیاہی میں ہی کیوں نہ ڈوبی ہو !!!

رات کی تاریکی ہر چیز کی طرح "مبین منزل" کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی جسے دیکھتے تمام قندیلوں کو روشن کر دیا گیا تھا اور لان کی بھی لائیٹس اون ہو چکی تھی۔اس وقت ہر فرد آغا ہاؤس میں رکھی آغا فارذ کی ڈھولکی میں جانے کے لیے تیار ہوتا نظر آ رہا تھا۔۔۔

حیدر میرا دماغ نہ خراب کرو"" جو پریس کر دیا ہے نہ شرافت سے پہن لو!!!

۔۔۔لاونج کی بکھری حالت کو سمیٹتے سبین مامی نے کپڑے ہاتھ میں لیے اپنے اگے پیچھے گھومتے حیدر کو لتاڑا جو پریس شدہ کپڑوں کو چھوڑ کر دوسرے کپڑے پریس کروانے کے لیے ان کے ترلے مارتا پھیر رہا تھا۔

ماما پلیز زیار داعی بھی یہ ہی والا پہن رہا ہے!!!۔۔۔زمین پہ گرے بے ترتیب کشنز کو اٹھا کر صوفے پہ رکھتی اپنی ماں کو دیکھتے وہ بے بسی سامنہ بناتا بولا۔۔۔ت وحدیث میں آیا ہے کہ جو وہ پہنے گا تم بھی وہی پہنو گے"۔۔۔میز کے شیشے پہ پڑے برتن سمیٹتے انھوں نے بھی غصے میں آتے دو بدو کہا۔ایک تو وہ یہ سب

پھیلاوا سمیٹتی لیٹ ہو رہی تھی جوان دونوں نے ٹی وی دیکھتے پھیلایا تھا اور دوسرا اب وہ سر پہ نازل ہو گیا تھا اپنا کاٹن کا گھچا مچا سوٹ ہاتھ میں اٹھائے۔۔۔

پلیز ززز کر دے نہ آپ جانتی تو ہے ہم ہر جگہ ٹوینگ کرتے ہے !!۔۔۔انھیں مانتا نہ دیکھ اس بار وہ عاجزانہ انداز اپناتے بولے کہ شاید کام بن جائے۔۔۔

ٹوینگ کے چکر میں اپنی ٹوینیگ نہ کروالینا میرے ہاتھوں سے "اور رہی بات یہ سوٹ پہنے کی تو تم جا کر اپنے پریس کیے ہوئے کپڑے پہنو کبھی تو اپنے مرشد کا پیچھا چھوڑ دیا کروں اب تو خاندان میں بھی تم دونوں مرشد اور چیلے کے نام سے مشہور ہونے لگے ہو۔۔۔

اپ نے سوٹ نہیں پریس کرنا صاف کہے دے مگر ہماری دوستی کو کچھ نہ کہے!۔۔۔اپنی ماں کی بات پہ وہ سینہ تان کر اکھڑتے ہوئے لہجے میں بولا تو سبین مامی نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

کتنی بار تو صاف صاف کہہ چکی ہوں اب کیا برائٹ سے دھو کر کہوں کہ نہیں کر رہی میں پریس۔۔۔۔اسے ہری جھنڈی دیکھاتے انھوں نے صاف لفظوں

میں منع کیا تو وہ منہ بناتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ اور وہ برتن اٹھائے کیچن کی طرف۔۔۔

میں کیسا لگ رہا ہوں پھپھو""۔۔۔اپنے کمرے سے نکلتے اچانک اس کی نظر سامنے سے آتی اپنی پھپھو پر پڑی تو جیل سے سیٹ کیے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے ایک ادا سے پوچھا۔۔۔

ماشاءاللہ میرا بیٹا تو ہمیشہ ہی پیار لگتا ہے!!۔۔۔سیاہ کاٹن کے سوٹ پہ پیشاوری کھیڑی پہنے، بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے خوشبوؤں میں نہائے داؤد کو دیکھتے حورے بیگم نے جاں نثار نظروں سے دیکھتے کہا تو مقابل کا سینہ فخر سے چوڑا ہوا

۔۔۔

شکریہ پھپھو ویسے کم تو آپ بھی نہیں لگ رہی!!۔۔۔اپنی تعریف وصول کرتے اس نے بائی آنکھ ونک کرتے انھیں چھیڑا تو بدلے میں انھوں نے مصنوعی گھوری سے نوازا۔۔۔

چل ہٹ بے شرم""۔۔۔اس کے بازو پہ تھپڑ رسید کر کے بولتی وہ حمزہ کے کمرے کی طرف بڑھی تو وہ بھی ہنستا ہوا حیدر کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تاکہ اس کے زخموں پہ نمک چھڑک سکے۔۔۔

وہ اس کے کمرے کے نزدیک آئی تو دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا اور وہ خود سامنے لیپ ٹوپ پہ کسی کے ساتھ محوِ گفتگو تھا۔۔۔

حمزہ ریڈی نہیں ہوئے ابھی تک؟؟؟۔۔۔اندر آتے انھوں نے اسے رف ٹف حلیے میں بیٹھا دیکھ دریافت کیا۔۔۔

جسٹ لٹل بٹ ویٹ اسٹیلا""۔۔۔لیپ ٹوپ کی اسکرین میں نظر آتی وائٹ کوٹ اور اسٹھیتھواسکوپ گلے میں ڈالے اسٹیلا کو دیکھتے حمزہ نے شہادت کی انگلی اور انگھوٹے کے درمیان نہ ہونے کے برابر فاصلہ رکھتے اسے کہا تو وہ یس کرتی ہینڈ فریز کان سے نکال گئی۔۔۔

جی کہیے کیا کہہ رہی تھی آپ!!۔۔۔مائک میٔوٹ پہ لگاتے حمزہ نے پشت صوفے کی بیک سے لگاتے ریلیکس انداز میں بیٹھتے پوچھا جبکہ لیپ ٹوپ کی سکرین وہ آدھی گرا چکا تھا۔۔۔

کس سے بات کر رہیں تھے؟۔۔۔اسکے سوال کو اگنور کرتے انھوں نے دوسرا ہی سوال پوچھا کیونکہ وہ اسکرین کے سائیڈ سے کسی لڑکی کے عکس کو دیکھ چکی تھی۔۔۔

اسٹیلا تھی"کچھ پیشنٹ تھے جن کے کیس ڈسکس کر رہیں تھے۔۔۔شاید وہ کافی وقت سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا ہوا تھا تبھی وہ مزید صوفے پہ پھیلانے کے اسٹائل میں بیٹھتا بول رہا تھا۔۔۔

چلو کیس ڈسکس کر لیے تو اٹھ کر تیار بھی ہو جاؤ ٹائم دیکھو کیا ہو رہا ہے۔۔۔گھڑی میں گزرتے وقت کو دیکھتے انھوں نے اسے فوراً اٹھنے کا کہا۔۔۔

کیوں کہاں جانا ہے؟؟۔۔۔پیچھے سے کشن نکال کر گود میں رکھتے حمزہ نے لاتعلقی کا مظاہرہ کرتے پوچھا تو ان کی پیشانی پہ بل پڑے اس کی لاعلمی پر۔۔۔

آغا کی ڈھولکی ہے آج کیا تم بھول گیے ہو حمزہ!!!۔۔۔لہجے میں خفگی سموئے انھوں نے اسے باوار کروایا تو جو سکون سے بیٹھا تھا پل میں سپاٹ تاثرارت لیے اٹھ کر بیٹھتا دو ٹوک لہجے میں بولا۔۔۔

ماما پلیز آپ جانا چاہتی ہے سو بار جائے اپنے بھتیجے کی خوشیوں میں مگر مجھے یا روحی کو فورس بالکل نہ کرے کہ ہم منہ پر ہنسی سجائے اپ کے دوغلے بھتیجے کی خوشیاں اٹینڈ کرتے پھیرے۔۔۔گھمبیر سرد لہجا لیے وہ بیزاریت سے بولا تو حورے بیگم حیران ہوئی اس کی بات پہ۔۔۔

حمزہ یہ کیسے لہجے میں بات کر رہیں ہو "شاید تم بھول رہیں ہو وہ تمہارا بڑا بھائی ہے۔۔۔اپنے بیٹے کی زبان کو دیکھتے انھیں سخت غصہ آیا تھا۔۔۔

اس ہی لہجے میں بات کر رہا ہوں جیسا وہ ڈیزرو کرتے ہیں "اور موم بڑا بنے کے لیے بڑا ظرف بھی ہونا ضروری ہے خالی بڑے ہونے سے رشتے نہیں چلتے۔۔۔

اس کے لہجے میں آغا فارذ کے لیے نہ کوئی احترام تھا اور نہ رشتے کا تقدس۔۔۔

غلطی روحی سے ہوئی ہے، محبت بھی اسے ہی ہوئی تھی اس میں آغا کا کیا قصور تھا، ہر انسان کی طرح اسے بھی حق تھا کہ وہ اپنے لیے اپنے معیار کا ہمسفر چن سکے اور

اگر روحی اس معیار پہ پورا نہیں اتر رہی تو کیا وہ زبردستی اس کی محبت کی خاطر ایک ان چاہے رشتے کو خود پہ مسلط کر لیتا۔۔۔اپنے بھتیجے کے لیے اس کے لہجے میں اترتا سرد پن کو دیکھتے وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کی سائیڈ پہ بول پڑی کیونکہ وہ نہیں چاہتی کہ ان کے رشتوں میں خرابی آئے۔۔۔

یہاں آپ غلط ہے ماما اپنے بھتیجے کی محبت کو برقرار رکھنے کے لیے آپ اپنی بیٹی کو ڈی گریڈ کر گئی ہے""کیا وہ اس قابل نہیں ہے کہ کوئی اسے اپنا ہمسفر چن سکے سرئیسلی ماما!!!۔۔۔لہجے کی کرختگی کو چھپائے بغیر وہ انھیں ٹوکتے ہوئے بولا مرحا کی کم آئیگی اسے بری طرح خللی تھی۔۔۔

تم بات کو غلط رخ دے رہیں ہو حمزہ"میری مطلب یہ تھا کہ وہ اس سے عمر میں کتنا بڑا ہے اور وہ کتنی چھوٹی اس کا تو ابھی بچپنا ہی ختم نہیں ہوا اور وہ ایک میچیور انسان ہے جسے اپنے لیے ایک میچیور ہمسفر کی ضرورت ہے۔۔۔اسے بات کو غلط رخ دیتا دیکھ حورے بیگم خائف سی ہوتی بولی مگر سامنے والا کوئی عُذر سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

مجھے اُپ کی کوئی جسٹیفیکشن نہیں سننی، میں نے کہہ دیا ہم نہیں جائیں گے تو بس نہیں جائیں گے اینڈ نو مور آرگیومینٹس۔۔۔وہ ان کی خاطر اپنی ماں کے ساتھ کوئی بدمزگی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے مزید بات کو بڑھانے کے بجائے وائنڈ اپ کر گیا۔۔۔

پر میں کیا کہوں گی سب کو جہاں پہلے وہ جاتی نہیں تھکتی تھی اب ایسا کیا ہو گیا ہے کہ خوشی کے موقع پہ بھی نہیں آئی۔۔۔چہرے پہ پریشانی سجائے انھوں نے بے بسی سے کہا۔۔۔

کوئی بھی بہانہ بنا دیجئیے گا ویسے بھی روحی کی طبعیت کا سب کو پتہ ہے اس کے لیے آپ کو کوئی جھوٹ نہیں بولنا پڑے گا۔۔۔اپنی ماں کی آنکھوں میں وہ پریشانی نہیں دیکھ سکتا تھا تبھی رخ پھیرتا دوٹوک بولا کہ اب وہ مزید بحث نہیں کرنا چاہتا جسے دیکھے وہ ایک افسردہ سی نظر اس پر ڈالتے کمرے سے باہر کو بڑھی تو وہ خود بھی مجبور ہوتا واپس سے لیپ ٹوپ کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

بوٹم گرین رنگ کے فلیپر کے ساتھ گھٹنوں تک آتی ہم رنگ قمیض جسے کے دامن پہ باریک سی ہم رنگ نگینوں کی کاریگری ہوئی تھی، گھنگریلے بالوں کالوز سامیسی جوڑا بنائے کانوں میں چھوٹے چھوٹے گولڈ کے ٹاپس اور گردن کے ساتھ لگی گولڈ کی نفیس سی چین پہنے وہ آئینہ کے سامنے کھڑی قندھاری لبوں پہ لپ بام لگا رہی تھی، گہری گامڑنوں سے سجی گرے نینوں کا فوکس اس وقت لبوں کے ساتھ مسخ ہوتے لپ بام کے سوفٹ برش پہ تھا۔۔۔

اووو ہو آج تو چڑیل بھی سنگھار کر رہی ہے۔۔۔ کھلے گیٹ کی چوکھٹ سے کندھا لگا کر کھڑے داؤد نے اسے تیار ہوتے دیکھ طنز مارا تو وہ جو لپ بام بند کر کے ڈریسنگ پہ رکھ رہی تھی عقب سے آنے والی طنز بھری آواز پہ پیشانی پہ بل ڈالے پلٹی۔۔۔

ہم نے سوچا جب لنگور تیار ہو سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں۔۔۔ کلون کا اسپرے کرتے مرحا نے اس کے طنز کا جواب دیتے حساب بے باک کیا تو وہ محظوظ ہوتا چلتا ہوا اندر آیا۔۔۔

قسم میری ہینڈ سمنیس کی تمہارے اس جنگلی بلی والے روپ کو ان دنوں بہت شدت سے مس کیا تھا۔۔۔اس کے بیمار ہوئے دنوں کا حوالہ دیتے داؤد صفائی سے گویا ہوا۔۔۔

پھر تو تم عنقریب فرعون کی ممی بننے والے ہو۔۔۔ڈریسنگ کے ڈرار سے چوڑیاں نکال کر کلائیوں میں ڈالتے مرحا نے اس کی بات کو جھوٹ سمجھتے کہا تو داؤد نے آئیبر واچکائیں اس کی تیاری کو ملحاظہ کیا جو آج واقعی ہی لڑکیوں کی طرح تیاری ہو رہی تھی۔۔۔

فرعون کی ممی سے بڑی رغبت ہے تمہیں کہی پچھلے جنم میں تم اس کی غلام تو نہیں رہی جو احراموں میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔۔۔ڈریسنگ کے شیشے سے کندھا لگا کر وہ اسے تپے تپے چہرے کو آنکھوں کے حصار میں لیے بولا۔۔

۔ارے ے ے ے "تمہیں یاد ہے پھر تو تمہیں اپنا بھی یاد ہو گا جو چھوٹا سا نیکر پہنے احرامِ مصر کے گیٹ پہ کٹورا لے کر بیٹھا ہوتا تھا۔۔۔سٹیل کی بھر بھر کے چوڑیاں ڈالتے اس نے بھی دوبدو کہا تو داؤد اپنی ڈیشینگ پر سنیٹلی کے لیے فقیر کا لفظ سن کر منہ بسور گیا۔۔۔

فضول گوئی سے پرہیز کرو اور اگر پین ہے تو دے دوں بابا منگوا رہیں ہے۔۔۔
مزید بحث میں پڑنے کے بجائے اس نے یہاں آنے کا سبب بیان کیا۔۔۔
ویسے یونیورسٹی تو تم بھی جاتے ہوں مگر خیر پین تو ان کے پاس ہوتا ہے جو پڑھتے ہو نہ کہ چھاپتے ہوں۔۔۔ پین مانگے پہ بھی اسے خوب ذلیل کرتے وہ اپنے رائیٹینگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔۔
پر زیادہ پین تو صرف پین چوروں کے پاس ہی ہوتے ہیں۔۔۔ وہ بھی باز نہیں آتا تھا تیلی لگانے سے۔۔۔
جبھی ہم سوچتے رہتے ہے تمہارے پاس اتنے پین آتے کہاں سے ہیں!!!!
۔۔۔بیگ کھولتے اس نے بھی پیٹرول چھڑکا۔۔۔
تم سوچتی بھی ہوں؟؟؟ حیرت ہے بھئی۔۔۔ منہ پر حیرانی بھرے تاثرارت سجائے وہ یوں بولا جیسے واقعی ہی حیران ہوا ہو جبکہ اس کا پین نکالتا ہاتھ اس سفید لفافے کو دیکھتے ٹھٹکا جسے وہ یکسر ہی فراموش کر چکی تھی۔۔۔
لو پکڑو اور شکل گم کروا اپنی۔۔۔ پین اس کی سمت بڑھاتے وہ پہلے والے لہجے کے یکسر مختلف لہجا اپناتے بولی تو داؤد بھی مزید اسے تنگ کرنے کا ارادہ چھوڑے

کمرے سے نکلا تو پیچھے وہ اینوالپ اٹھائے بیڈ پہ آ کر بیٹھی اور اس کے اندر سے وہ کاغذ نکال دیکھنے لگی جس میں نا جانے کیا لکھا تھا۔۔۔

وہ ایک ایک لائین بڑے غور سے دیکھ اور پڑھ رہی تھی مگر جیسے ہی اس کی نظر " برین ٹیومر " لکھے لفظ پہ پڑی اس کے ہاتھ سے کاغذ چھوٹ کر نیچے بیڈ پہ گرا اور آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئی، ہاتھ اب بھی یونہی ہوا میں ملعق تھے

۔۔۔

برین ٹیومر """""۔۔۔لپ بام سے چمکتے لب سرگوشیانہ آواز میں پھڑ پھڑائے تو دل دکھ سے بھرتا لرزہ اٹھا اور ہاتھ بے جان سے ہوتے پہلو میں آن گیرے " اتنی بڑی سزا ملی تھی اسے محبت کی جو وہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی، محبت ہی کی تھی کوئی گنہاہ تو سرزد نہیں ہوا تھا اس سے جو خدا نے اتنی بڑی سزا اس کے مقدر میں لکھ دی تھی کیا اس کی کوئی معافی کوئی آہ قبول نہیں ہوئی تھی !! کیا اس کی سسکیاں عرش پہ پہنچی ہی نہیں تھی !!!۔۔۔وہ کانپتے بدن دکھ اور غم سے بھیگتی آنکھیں لیے اس وقت شیطان کے بہکاوے میں آئے اپنے خدا کی محبت پہ سوال اٹھا بیٹھی تھی جس کا اندازہ میم رقیہ پہلے ہی لگا چکی تھی۔۔۔

اس "اس لیے آپ " چاہتی تھی کہ ہم بہادر بنے """ میم " ہم بہادر """ نن " نہیں ہے بالکل " نن ' نہیں ۔۔۔ ان کی آج کی گئی ہدایتوں کا مطلب اسے اب سمجھ آیا تھا تبھی اپنی بے بسی پہ بری طرح مچلتے رو پڑی ۔۔۔

خوش """ ہو جائیے آغا جان """ آپ کی محبت نے " آج مرحا یوسف کو مکمل تباہ کر چھوڑا !!! ۔۔۔ غیر مرئی نقطعے پہ دھندلاتی نظریں جمائے وہ تصور میں ان سے مخاطب ہوئی جو اس پر ٹوٹی قیامت سے یکسر فراموش اپنی خوشیوں میں مگن تھے، اسے اس وقت کوئی میسر نہیں تھا جب اسے شدید ضرورت محسوس ہوئی تھی کسی اپنے کی ۔۔۔

یہ ظالم محبت مرحا یوسف کا وجود کھا گئی """ ہاہاہاہا ۔۔۔ بیڈ پہ پڑی رپورٹ کو اٹھا کر ایک بار پھر اپنی آنکھوں کے سامنے کرتی وہ اذیت سے گویا ہوئی، آنکھوں سے گرم سیال بہے رہیں تھے مگر اسے پرواہ نہیں تھی پھر اسے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھیگی آنکھوں سے ہنسنے لگی بالکل کسی پاگل کی طرح اور واقعی ہی آج وہ حسین لڑکی پاگل ہو چکی تھی ،، پھر ایک بار پھر وہ ہنستے ہنستے رونے لگی اور اس بار اس رونے میں شدید تڑپ تھی اتنی تڑپ کے کمرے میں اس کی سسکیاں رقص بھرنے لگی

تھی، موٹھیوں میں اس موت کے پروانے کو دبوچے وہ بیڈ پہ سر رکھتی پھوٹ پھوٹ کے روپڑی مگر چپ کروانے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

اوئے ہیرو تو نہیں جارہا؟؟۔۔۔ کیچن سے ہاتھ میں کوفی کا مگ پکڑ کر نکالتے حمزہ کو دیکھتے میز کے قریب پانی پیتے تراب نے اس کے حلیے کو دیکھتے سوالیہ پوچھا ۔۔۔

نہیں یار مجھے کچھ فائیلز ریڈی کرنی اور روحی کی طبعیت تو جانتا ہے!!۔۔۔ کوفی کا گھونٹ بھرتے حمزہ نے افسردگی سموئے لہجے میں اپنے نہ جانے کے ساتھ ساتھ مرحا کے نہ جانے کا بھی جواز پیش کیا۔۔

پر وہ تو جارہی ہے!!۔۔۔ گلاس ٹیبل پہ رکھتے تراب نے اچنبھ سے اسے دیکھتے بتایا تو کوفی پیتے حمزہ نے چونک کر سر اٹھائے اسے دیکھا۔۔

کیا مطلب!!!!

مطلب کہ میں ابھی اس کے روم سے آ رہا ہوں وہ تو بالکل تیار کھڑی اپنے سینڈیلز ڈھونڈ رہی تھی کہہ رہی تھی بس دو منٹ میں آ رہی ہوں۔۔۔ تراب نے اسے اپنے اور مرحا کے درمیان ہوئی بات بتائی کیونکہ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس کے کمرے سے آیا تھا۔۔

سیریئسلی!!!!۔۔۔ حمزہ کو اس کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا۔ بھلا وہ کیسے جا سکتی تھی کہی وہ ماما کے فورس کرنے پہ تو نہیں جا رہی تھی۔۔

ڈیم سیریس جانی !!!

اچھا چل میں آتا ہوں!!۔۔۔ اپنی حیرت پہ قابو پائے حمزہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا اور کوفی کا مگ وہی ٹیبل پہ رکھے وہ مرحا کے کمرے کی طرف بڑھا تو تراب کندھے اچکائیں باہر کی طرف بڑھا ارادہ آغا ہاؤس جانے کا تھا کیونکہ درید والے آچکے تھے اور اسے فون کر کے بلا رہیں تھے۔۔۔

وہ اجلت بھرے انداز میں سڑھیاں پھلانگتے اوپر آیا جہاں اس کے روم کا دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا جسے دیکھ حمزہ نے دہلیز پہ رکتے دروازے کو ہلکا سا نوک کیا تو وہ

جو وڈراب کے نچلے کھانوں میں جھکی ہوئی تھی نوک کی آواز پہ بغیر دیکھے مصروف سی بولی۔۔۔

تابی بھیا جسٹ ٹو منٹس" ہمارے کھسے نہیں مل رہیں، پتہ نہیں رانی نے کہاں رکھ دئے۔۔۔اپنا شوز ریک کھنگالتے مرحا نے پریشانی سے کہا تو حمزہ نے پیشانی مسلی تراب کی بات سچ ثابت ہوئی تھی وہ واقعی ہی اس وقت جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔۔۔

روحی؟؟؟؟

جج" جی بھیا۔۔۔وہ جو تراب کا سوچے اپنے کام میں مگن تھی حمزہ کی آواز سنتے چونک کر پلٹی اور اسے حیرانی بھری نظروں سے اپنی طرف تکتا دیکھ جذبذب کا شکار ہوئی۔۔۔

کہاں جانے کی تیاری ہے؟؟۔۔۔جانتے بوجھتے بھی سوال پوچھتے تنقیدی نظروں سے اس کی تیاری ملحاظہ کی۔۔۔۔

آغا ہاؤس!!۔۔۔پہلے کے بانسبت لہجا پر اعتماد تھا کچھ دیر پہلے ٹوٹی گی قیامت کے معصوم چہرے پہ کوئی اثرارت نہیں تھے۔۔۔

کیوں ؟؟؟ کس کے کہنے پہ ؟؟؟۔۔۔ گرے نگنیوں کے سوجے پپوٹوں کو دیکھتے حمزہ نے گہرا سانس بھرتے پوچھا۔۔۔

کس کے نہیں 'بس ہمارا دل چاہا۔۔۔ کلائی میں پہنی چوڑیوں سے چھیڑ خانی کرتے اس نے نظریں جھکائے کہا۔ جانتی تھی کہ وہ اس کے لیے فکر مند ہے

۔۔۔

دل چاہا"" سیر ئیسلی روحی ۔۔۔ اس کے جھکے سر کو دیکھتے وہ طنزیہ بولا تو چوڑیوں کے ساتھ کھیلتے ہاتھ تھامے۔۔۔

تو آپ کیا چاہتے ہے ہم بزدلوں کی طرح اس کمرے میں قید ہو کر رہے جائے تاکہ وہ سمجھے کہ ان کی محبت کا روگ لگا کر بیٹھ گئی ہے مرحا یوسف۔۔ حمزہ کے طنز پہ وہ سر اٹھائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ تھک چکی تھی اس شخص سے چھپتے چھپتے آخر کیوں چھپے وہ اس نے محبت کی تھی کوئی گنہاہ نہیں جو یوں بزدل کی طرح روپوش ہوتی پھیرے۔۔۔

میں بالکل یہ نہیں چاہتا" میں تو چاہتا ہوں میرا بچہ بہادر بنے ان سب کا مقابلہ کرے جو مرحا یوسف کو کمزور سمجھتے ہے۔۔۔ اگے بڑھ کر اسے کندھوں سے تھامتے حمزہ نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے کہا۔۔

تو بس آج آپ کا بچا بہادر بن رہا ہے تو بہادر بننے دیجئیے نہ۔۔۔ معصومیت سے لبوں کو باہر نکالتے اس نے ایکٹینگ کی تو حمزہ اس کے بچپنے پہ مسکرا اٹھا۔۔۔

جاؤ آئرن لیڈی اپنے دشمنوں کو مزہ چکھادوں۔۔۔ شرارت سے اس کی ناک کھیچتے حمزہ نے کہا تو وہ آنکھوں سمیت مسکراتے اس کے سینے سے لگی۔۔

روحی آپ روئی ہو نہ ؟۔۔۔ سرخ آنکھوں کے سوجے پپوٹے جو بڑی دیر سے اسے پریشان کر رہیں تھے انھیں دیکھتے وہ بلا آخر پوچھا ہی بیٹھا۔۔۔

نن" نہیں تو ہم کیوں روئے گے۔۔۔ حمزہ کے سوال پہ وہ جھٹ سے اس سے جدا ہوتے یوں بولی جیسے چوری پکڑی گئی ہو جبکہ حمزہ اس کے چہرے کے ایک ایک اتار چڑھاؤ بڑی غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اچھا مجھے غلط فہمی ہوئی ہو گئی، میں دو منٹ میں ریڈی ہو کر آتا ہوں پھر ساتھ چلے گے۔۔۔اگر اس نے کہا تھا کہ وہ نہیں روئی تو پھر وہ نہیں روئی تھی کیونکہ اس کی نظر میں اپنی بہن کی عزتِ نفس بہت عزیز تھی۔۔۔

اوکے جب تک ہم اپنے کھسے ڈھونڈ لیتے ہیں۔۔۔اسے جلد مطمئین ہوتا دیکھ وہ بھی پر سکون سی ہوتی بولی تو وہ اس کی پیشانی چومتا کمرے سے نکلا۔۔۔

ائم سوری بھیا" ہم اپنی وجہ سے اب آپ کو مزید پریشان نہیں کر سکتے۔۔۔

جاتے ہوئے حمزہ کی پشت کو دیکھتے وہ ڈبڈبائی نظروں سے دیکھتے بے آواز سی بولی جبکہ دوسری طرف وہ بے چین دل کو تھپکتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا اپنی نورِ زندگی کے حال سے غافل۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سنو یہ چند لمحے !

محبت سے بسر کرلو !

! عین ممکن ہے۔۔

! ہوا کے دوش پر اِک دن۔۔

! تمہیں پیغام یہ آئے۔۔

وہ جِن کی جان تھے نہ تم۔۔۔؟

! وہ جان سے ہار بیٹھے ہیں۔۔

پورے حال کو رنگ برنگی پردوں اور برقی قمقموں سے سجایا ہوا تھا، فرش پہ بچھے دبیز قالینوں پہ رنگ برنگے کشن رکھے ہوئے تھے اور بیچ میں ایک ڈھولکی، گویا پورے آغا ہاؤس کی شان دیکھنے کے قابل تھی ارد گرد رکھے صوفوں پہ تمام بڑے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ نیچے قالین پہ درید، معتصم، فواد، حارث اور باقی تمام کزنز براجمان تھے، گھر کی خواتین بھی گول دائرے کی صورت بنا کر بیٹھی تھی جبکہ زبیدہ مامی ڈھولکی لیے بیٹھی آغا فارذ کی آمد کی منتظر تھی جنھیں لینے مہتاب مامی گئی تھی اور ان کے ساتھ ہاتھ میں چمچ پکڑے نوال بیٹھی اپنی دوست کی راہ تک رہی تھی۔۔۔

چلو بچوں آج تم لوگ بھی کچھ سنا دوں !!۔۔۔لائین میں آڑھے ترچھے بیٹھے ان جوانوں کو دیکھتے حورے بیگم نے کہا جو بور ہوتے ایک دوسرے کو کچھ کہہ رہیں تھے۔۔۔

اٗنٹی ہم کیا سنائے ہم کونسا مراثی !!۔۔۔ حورے بیگم کی بات پہ حارث نے کان کی لو کھجاتے کہا۔۔۔ تیرا مطلب آنٹی والے مراثی ہے۔۔۔۔ بات کو دوسرا رنگ دیتے معتصم نے تیلی لگائی۔۔۔

تو تو چپ ہی کر فسادی """آنٹی میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ معتصم کو جھڑکتے حارث شرمندہ سا ہوتا بولا تو وہ مسکرا گئی جانتی تھی وہ مذاق کر رہا تھا۔۔۔

لو بھیا آ گیے۔۔۔ سڑھیوں سے مہتاب مامی کے ہمراہ اتر کر نیچے آتے آغا فارذ کو دیکھتے حیدر نے آواز لگائی تو سب کی مشترکہ نظریں ان کی طرف اٹھی سفید قیمض شلوار پہ گلے میں بروان مردانہ چادر ڈالے، پاؤں میں کھیڑی پہنے وہ بھاری قدم۔لیتے نیچے اتر رہیں تھے، کھڑے نقوش والے چہرے پہ اس وقت حد درجہ سنجیدگی چھائی ہوئی تھی جسے وہاں بیٹھا ہر شخص محسوس کر سکتا تھا۔۔۔

ماشاءاللہ ماں صدقے کتنا پیارا لگ رہا ہے میرا شہزادہ،۔۔۔انھوں نے لا کر آغا فارز کو درمیاں میں کھڑا کیا تو سب سے پہلے حورے بیگم اٹھ کر ان کی بلائے لیتی خوشی سے بولی تو زبیدہ مامی اور سبین مامی بھی اٹھتے ان کے واری صدقے جانے لگی جس پر انھوں نے کوئی خاص رسپونس نہیں دیا تھا بس ان کی محبت کو دیکھتے نرمی سے مسکرا گیے۔۔۔

مبارک ہو بھائی""۔۔۔وہ صوفے کی جانب آئے تو تمام لڑکے بھی پر مسرت ہوتے ان کے بغلگیر ہوئے جس پر وہ فقط خیر مبارک کہتے بڑوں کی طرف بڑھے

۔۔۔

چلو شروع کرو زبیدہ""ارے روحی کہاں ہے وہ نہیں آئی؟؟۔۔۔نفیس ڈائیزیز سوٹ میں مناسب میک اپ کیے وہ خوشی سے بولی پر اچانک ارد گرد آغا جان کی چہیتی کو نا پاتے حورے بیگم سے سوال پوچھا جبکہ سکندر ماموں سے ملتے آغا فارز کے چہرے کے تاثرات سپاٹ ہوئے اس کی غیر موجودگی کا سنتے۔کیا واقعی ہی اب اس کی نظر میں ان۔کی کوئی اہمیت نہیں بچی تھی۔۔۔

نہیں بھابھی بس اس کی طبعیت!!!

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی حورے، مانا اس کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے مگر گھر کی خوشیوں میں تو شامل ہونا بنتا ہے یہ تو غیروں والا سلوک کیا ہے روحی نے اب کیا ہم گھر کی بیٹی کے بغیر خوشیاں منائے گے۔۔ان کا جواب مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ خفگی بھرے لہجے میں پیشانی پہ بل ڈالے میں بولی۔۔۔

آپ کو کیوں لگا تائی جان کے ہم نہیں آئیگے؟؟؟؟۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کسی جھوٹ کا سہارا لیتی صدر دروازے سے حمزہ کے ہمراہ اندر آتی مرحا کی شوخ آواز نے سب کی توجہ اپنی طرف کھینچی، سر پہ نفاست سے ڈوپٹہ ٹیکائے وہ حمزہ کا ہاتھ تھامے سہج سہج کے قدم اٹھا رہی تھی اور اس کے یہ قدم تراب کے دل کے ساتھ ساتھ دو اور لوگوں کے دلوں پہ بھی بری طریقے سے اپنی چھاپ چھوڑ رہیں تھے۔۔۔

میں جانتی تھی میری بیٹی ضرور آئے گی" ماشاءاللہ کتنی خوبصورت لگ رہی ہوں ؟؟۔۔۔اس کے دو آتش روپ کو دیکھتے مہتاب مامی تو نہال ہی ہو گئی تھی اور آج ڈوپٹے نے اس کے حسن کو مزید چار چاند لگا دیے تھے جبکہ آغا فارذ تو جیسے پتھرا سے گیے تھے اتنے دنوں کی تڑپ پوری ہو گئی تھی وہ آج ان کے سامنے تھی جسے

دیکھنے کی چاہ میں انھوں نے مبین منزل کے کتنے چکر لگائے تھے مگر وہ حسین لڑکی ان کے معمالے میں بہت ظالم ثابت ہوئی تھی اور حسین چیزیں تو ہوتی ہی بڑی ظالم ہیں۔۔۔

شکریہ تائی جان۔۔۔ مسکرا کر وہ ان کے گلے سے لگی جبکہ حمزہ تراب کی طرف بڑھا جو کہ اسے دیکھتے جیسے پلک جھپکنا ہی بھول گیا تھا اور ایسا ہی کچھ حال حارث کا تھا جو سب جانتے بوجھتے بھی خود پر سے اختیار کھو رہا تھا۔ جہاں سب اس کی خوبصورتی کو سراہ رہیں تھے وہی حورے بیگم کو اپنی دونوں گندی اولادوں پہ طیش آرہا تھا جن کی وجہ سے تب سے وہ نا جانے کتنے ہی جھوٹ بول چکی تھی

بس کر کیا دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا ہے؟؟۔۔۔اس کے ساتھ بیٹھتے حمزہ نے اس کی محویت کو دیکھتے اس کے کندھے پہ چپیڑ رسید کرتے کہا جو اس کی بہن کو ندیدوں کی طرح گھورے جا رہا تھا۔۔۔

یہ کیوں اتنا تیار ہو کر آئی ہے؟؟۔۔ محویت ٹوٹی تو آنکھوں میں ناپسندیگی لیے وہ حمزہ سے مخاطب ہوا جبکہ نظریں ابھی بھی روحی پہ ٹکی تھی۔۔

کیا مطلب !! وہ تو ہر فنکشن میں یوں ہی تیار ہوتی ہے۔۔۔اس کی بات کا مفہوم نہیں جان پایا تھا وہ۔۔۔

پر آج اس پر اٹھتی نگاہیں مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی" دل چاہ رہا ہے اسے سب کی نظروں سے چھپالوں۔۔۔آنکھوں میں سرد تاثرات لیے تراب نے عورتوں کے درمیان میں بیٹھتی مرحا کو دیکھتے کہا۔لہجے میں جیلیسی کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔

جب ملکیت میں آئے گی تو چھپالینا۔۔۔اپنے دوست کے لہجے سے جھلکتی جیلیسی اور پوزیسونیس کو محسوس کرتے حمزہ نے دھیمے سے ہنس کر کہتے نوال کی سمت دیکھا جو مرحا سے کوئی بات کر رہی تھی شاید اس کے دیر سے آنے کا سبب پوچھ رہی تھی۔۔۔

پھر تو دنیا سے کیا اس کے سگے بھائی سے بھی چھپالو نگا ایک بار ملکیت میں آئے تو صیح۔۔۔بے باکی کا مظاہرہ کرتے تراب نے حمزہ کی موجودگی کا اثر لیے بغیر اسے اپنی پلننگ بتائی۔۔۔

مجھ سے دور کر کے دیکھا بیٹا" گھر نہیں بسنے دو نگا۔۔۔ نندوں والے خونخوار تیور چڑھائے حمزہ نے اسے دھمکی لگائی۔۔۔

بیٹا تجھے تو میں اسے ولیمہ والے دن ہی نہیں ملنے دو نگا جتنا تو میرے سامنے اسے پیار کرتا اور گلے لگاتا ہے نہ وہ میرا ہی ضبط ہے جو برداشت کر جاتا ہوں۔۔۔ وہ پوزیسیو نیس کا مارا اس کے بھائی سے بھی جلتا رہا تھا یہ بات آج حمزہ یوسف پہ آشکار ہوئی تھی۔۔۔

لوکینگ سو گریس فل اینڈ گورجیس""۔۔۔ سر پہ ڈوپٹہ جما کر سلیقے سے بیٹھی مرحا کو دیکھتے حارث منہ میں ہی بڑبڑایا مگر مرحا یوسف کے معمالے میں ہمیشہ ہی تیز حس رکھنے والے آغا فارذ کے کانوں میں یہ جمعلہ برچھی کی مانند لگا تھا وہ چاہے جتنی بھی اس غافل رہنے کی ایکٹینگ کر لے مگر ان کا خدا جانتا تھا وہ اس کی ایک ایک پل کی رپورٹ رکھتے تھے۔۔۔

غلط طریقہ اپنایا ہے گڑیا' بہت غلط طریقہ کیا تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے آغا جان حسن دیکھ کر تمہاری طرف راغب ہو جائیں گے "اگر ایسا ہونا ہوتا تو بہت پہلے ہی ہو جاتے کیا سادگی میں تم کم قیامت ڈھاتی ہو۔۔۔ اسے آج یوں تیار دیکھ وہ اپنے

ذہن میں بہت غلط بات اخذ کر گیے تھے کہ شاید وہ اپنا حسن دیکھا کر آخری حربہ آزمانا چاہتی ہوں جبکہ حقیقت تو اس کے بالکل الٹ تھی وہ تو اپنی محبت کو دفنائے آج سچے دل سے ان کی خوشی میں شامل ہوئی تھی۔۔

او وی چنیاں نوں گوٹے لگواندی ہونی آ

تلیاں تے مہندی نال مور پاندی ہونی آ

او میری چڑھ کے جنج جانی

یار نے کھولیا پیار دا بھوا

گل سن لے درزیاں اوئے

"" مینوں کرتا سیو دے سوہاں

ڈھولکی کی تاپ پہ سب ہنستے مسکرا رہیں تھے، تالیوں کی گونج پورے حال میں گونج رہی تھی، خوبصورت سماں بندھا ہوا تھا جس کا وہ بھی حصہ بننا چاہتی تھی مگر چاہنے کے باوجود آنکھوں میں بار بار نمی آتی اس کی بے بسی کا مذاق اڑا رہی تھی، دل کو مضبوط کیے وہ یہاں آ تو گئی تھی مگر اپنے عین سامنے بیٹھے شخص کی خود پر گڑھی نظروں نے اس کا وہاں بیٹھنا محال کر دیا تھا اور اوپر سے سب کو ان کے نام

کے ساتھ کسی اور کا نام لگا تا دیکھ اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے لگی تھی،
اس خوشیوں بھرے ماحول میں وہ اپنے اندر کی تنہائی لیے ٹوٹ رہی تھی۔۔۔

غم کو ہنس کے گلے لگا لیتے

درد سہہ کر بھی ہم مسکرا لیتے

دل کی یہ آرزہ رہی، دل میں

کاش کے تم وفا نبھا لیتے

تم محبت میری آزما لیتے

ہر ستم شوق سے اٹھا لیتے

دل کی یہ آرزو رہی دل میں

کاش کے تم وفا نبھا لیتے !!!

سرخ سوجی آنکھوں میں محبت کی کرچیاں سمیٹے وہ یکاٹک اان کی طرف دیکھے چلی جا رہی تھی جیسے اس چہرے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آنکھوں میں بسا لینا چاہتی ہو۔ شفاف موتی قطرہ قطرہ کر کے عارضوں پہ گر رہیں تھے مگر وہ ہر چیز سے بے گانی ساکت سی بیٹھی تھی تو دوسری طرف وہ بھی سنگ دل بنے بیٹھے آج دیدار کی انتہا

کر دینا چاہتے ہو جب سے وہ آئی تھی انھوں نے ایک پل کے لیے بھی اس پہ سے نظریں نہیں ہٹائی تھی "نا جانے کیوں آج ان کا دل نہیں مانا یہ ستم کرنے کو" وہ مزید اس نازک تتلی کو تکلیف دینا نہیں چاہتے تھے۔۔۔۔

نہیں سہی جاتی تھی تیری بے وفائی یار وے

تیرے سوا نہیں کوئی میرا

سن وسطہ تجھے رب دا

آسی مر جاگے فیر روی نا

اُسی مر جاگے فیر روی نا

ان کی سیاہ آنکھوں میں اپنی نمکین پانی کی چبن لیے سرخ ہوتی آنکھیں ڈالے وہ آج بے باکی کا مظاہرہ کر رہی تھی یہ سوچے بغیر کے اگر کوئی دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا۔ مگر آج وہ کچھ سوچنا اور سنا ہی نہیں چاہتی تھی آج بس وہ انھیں دیکھنا چاہتی تھی جی بھر کر کیونکہ شاید آج کے بعد وہ انھیں اتنے حق سے کبھی دیکھ نہ پائے، حق!!! کیا پہلے ان پر اس کا حق تھا جو اب حقدار بدلنے سے اسے کوئی فرق پڑنے والا تھا "ان پر تو اس کا پہلے بھی حق نہیں تھا میرال کے آنے یا نا آنے سے

کیا فرق پڑ جائے گا۔۔۔دوسری طرف تمام مرد حضرات کے درمیان بیٹھے آغا فارز بھی جیسے اس کے علاوہ کچھ اور دیکھنا ہی نہیں چاہتے تھے، مضبوط ہاتھوں کی موٹھیاں بھینچے وہ ضبط سے اس کی آنکھوں کی نمی برداشت کر رہیں تھے کہ اگر اس وقت یہاں کوئی موجود نہ ہوتا تو وہ تمام باتیں بھلائے بھاگ کر اس ناتواں سینے کی پناہ میں چھپا لیتے، کمزور وجود کو اپنے مضبوط

جسے بچپن سے وہ ہر دکھ و تکلیف سے دور رکھتے آئیں تھے بھلا اب کیسے وہ اسے تکلیف دے سکتے تھے۔۔۔ہم نے ایسی بھی کیا خطا کر دی تم نے تو زندگی سزا کر دی کیوں دیا ہے یہ صلہ وفاؤں کا بے وفائی کی انتہا کر دی جس نے ہمیشہ مرحا یوسف کو شہزادی کی طرح رکھا تھا آج ان کی بے وفائی مرحا یوسف کے وجود سے اس کی سانسیں کھینچ رہی تھی۔اس نے سنا تھا یکطرفہ محبت عذاب ہے مگر آج جب بات اس پر آئی تھی تو ان تمام لوگوں کی تکلیف کا اسے اندازہ ہو رہا تھا جو یکطرفہ محبت کی موت مرے تھے۔۔۔

زخم سینے پہ ہم سجا لیتے
دل کے سارے گلے چھپا لیتے

دل کی یہ آرزو رہی دل میں

!! کاش کے تم وفا نبھا لیتے

!!!!!! نبھا لیتے وفا نبھا لیتے

دل میں اٹھتے درد اور لبوں سے نکلتی سسکیوں کو دبائے وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے ان سب کے درمیان بیٹھی تھی کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید دو پل بھی نہ بیٹھ پاتا """ اور آخر کوئی کیسے اپنی خوشیوں کے جنازے میں ہنسی خوشی شریک ہوتا ہے۔۔۔

تم سے جو دور ہو گیے ہے ہم """۔۔۔اپنے اور ان کے درمیان حائل اس فاصلہ کو مرحا یوسف چاہ کر بھی کم نہیں کر سکتی تھی۔ وہ تو صدیوں کے مانند تھا۔۔۔

کتنے مجبور ہو گیے ہے ہم """۔۔۔ جن کے پہلو میں وہ بچپن سے روب اور غرور سے بیٹھتی آئی تھی اب وہ کسی اور کی جگہ ہونے جا رہی تھی۔ جس حصار کے بغیر وہ سانس بھی نہیں لے سکتی تھی اب وہ کسی اور کو میسر آئے گا اور وہ بے بسی کی مورت بنی بیٹھی اپنے حق کے لیے کچھ بول بھی نہیں پائے گئ۔۔۔

آئم سوری گڑیا"""اپنے آغا جان کو معاف کردو"""۔۔۔ مونچھوں تلے چھپے لب بے آواز پھڑ پھڑائے توزعفرانی لب طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

بے بسی بہہ رہی ہے آنکھوں سے"""۔۔۔اپنے حصے میں آئے جان لیوا خساروں کے بدلے انھیں فقط ایک لفظ سوری کا بولتے دیکھ اس کا نازک دل درد سے پھٹنے کے قریب آیا۔ کیا ان کی نظر میں مرحا یوسف اور اس کی زندگی کی بس اتنی ہی وقعت تھی کہ چار لفظوں کی معافی مانگ کر وہ اپنے تمام گناہ دھو بیٹھے تھے اور وہ اب بھی یونہی گناہوں کے بوجھ تلے دبی تھی۔۔۔

زخموں سے چور ہوگیے ہیں ہم"""۔۔۔اس کا نازک وجود اتنی چوٹیں کھائیں ہوا تھا کہ اگر وہ اپنا آپ سب پر عیاں کرتی تو شاید اس کی ماں تڑپ کے مرجاتی

۔۔۔۔

بوجھ رسوائی کا اٹھا لیتے!!۔۔۔۔وہ ان کی محبت میں اتنی رسوا اور تباہ ہوچکی تھی کہ اگر وہ ایک بار صرف ایک بار بھی اپنی محبت کا اظہار کرتے تو وہ خود کو ان پر قربان کردیتی!!!مگر انھوں نے ایک اشارہ کیا اس کی طرف تو پلٹ کر دیکھا بھی نہیں تھا محبت تو کوسوں دور کی بات تھی!!!

اشک پلکوں تلے چھپا لیتے""۔۔۔انھیں سپاٹ نظروں سے اپنی طرف تکتا دیکھ اس کے آنسوؤں میں روانی آئی جسے سب کی نظروں سے بچ کر صاف کرتے کی اچانک اس کی نظر خود کی طرف سنجیدہ نظروں سے دیکھتے حمزہ پہ پڑی جسے دیکھ وہ نم آنکھوں سمیت مسکرائی کیونکہ اس کی وارننگ دیتی آنکھیں بتا رہی تھی کہ اگر ایک بھی مزید آنسو اس کا بے مول ہوا تو وہ آغا فارذ کا گریبان دبوچ لے گا۔۔۔

روحی کیا ہوا؟؟؟۔۔اسے آنکھیں صاف کرتا دیکھ نوال نے تالیاں بجاتے سوالیہ پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں "شاید کچھ چلا گیا ہے""۔۔۔آنکھوں کو بے دردی سے مسلتے اس نے بھاری گلوگیر لہجے میں کہا تو وہ فکر مند ہوتی اس کی آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے دیکھنے لگی جبکہ فون سننے کے لیے باہر گیے تراب کی اندر آتے کی نظر جب اس کی حرکت پہ پڑی تو اسے شدید غصہ آیا اس پر جو بے وجہ ان خوبصورت آنکھوں کو تکلیف دے رہی تھی۔۔۔

تمہاری آنکھیں تو سوجی ہوئی ہے """تم روئی ہو روحی۔۔۔ سرخ پپوٹے اور سوجی آنکھوں کو دیکھتے نوال نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے پوچھا جو ٹشو سے پلکوں کے کنارے صاف کر رہی تھی۔۔۔

نہیں ہم کیوں رر" روگیے شاید """الرجی ہو گئ ہوں۔۔۔اس کے برجستہ سوال پہ اس کا لہجا ڈگمگا یا" مگر پھر اگلے ہی پل پر اعتماد لہجے لیے اس نے نوال کو مطمین کرنا چاہا۔۔

ہاں شاید """ہمیں ڈاکٹر کے پاس چلنا چاہیے۔۔۔وہ پورے طریقے سے مطمین ابھی بھی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں بھیا کے پاس الرجی کی میڈ یئنس ہو گی ہم وہ کھالے گے یو ڈونٹ وری۔۔۔اس کے ہاتھوں کو اپنے سرد پڑتے ہاتھوں میں لیے مرحا نے نرمی سے اسے سمجھایا تو وہ بات سمجھ کر سر ہلاتی واپس سے گانوں کی طرف متوجہ ہوئی اور وہ ان کی طرف جن کی اس دورانیہ میں بھی نظر اس پر سے نہیں ہٹی تھی آج وہ تمام دنوں کی کسر پوری کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔

خوابوں کا اک محل بنایا تھا

ہم نے پھولوں سے گھر سجایا تھا
بکھرا ہے آشیاں اک پل میں
ہم نے برسوں سے جو سجایا تھا !!

آج اس کی وہ تمام تخلیقی دنیا نستہ و نابود ہو گئی تھی جو اس نے محبت کے اس سفر کے شروع ہونے سے بنائی تھی، وہ شیشہ محل جس کی وہ ملکہ بننے کے خواب بُنتی تھی وہ اک جھٹکے سے زمین بوس ہوتی اس کے تمام خواب بکھیر گئی تھی اور وہ خود مٹی میں اٹی لٹی پُٹی حالت میں بکھرے بال اور اجڑا حلیے لیے اس کی کرچیاں سمیٹنے میں لگی تھی اس آس سے کہ وہ پھر اپنا گھر بنائے گی، مگر کرچیوں کے باعث اس کی روح پہ لگتے زخم شاید اسے اتنی مہلت نہیں دینے والے تھے۔۔۔

روٹھی تقدیر کو منا لیتے !
پھر سے ویران کو بسا لیتے
دل کی یہ آرزو رہی دل میں
کاش کے تم وفا نبھا لیتے !!!

نبھا لیتے وفا نبھا لیتے !!!!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ذکر اس کا سہی بزم میں بیٹھے ہو فراز۔۔۔درد کیسا ہی اٹھے ہاتھ نہ دل پہ رکھنا!

دسمبر کی ایک خوبصورت بادلوں سے بھری اور بارش کے قطروں سے نم صبح اجاگر ہوئی تھی۔ صبح صادق سے ہی وقفے وقفے جاری بارش نے موسم کافی خوبصورت اور رومینٹک بنا رکھا تھا۔ بارش کے باعث بچے بڑے سب گھروں میں محصور تھے، ڈیفینس کی چوڑی سڑکوں پہ بھی اب جگہ جگہ پانی جمع ہونے لگا تھا، پیڑ پودے سب سرسبز دیکھائی دے رہیں تھے گویا آبرِ رحمت آج ٹوٹ کر برس رہا تھا۔۔۔

بی بی جی موسم کتنا اچھا ہو رہا ہے نہ !!۔۔۔کیچن کی کھڑی سے نظر آتے لان کا منظر دیکھتے بیلا نے اپنے ساتھ کھڑی نوال کو دیکھتے کہا جو کپ میں کوفی ڈالے اسے بیٹ کر رہی تھی۔۔۔

ہاں رومینٹک موسم ہو رہا ہے، دل چاہ رہا ہے کہی جانے کا۔۔۔اس نے بھی بھیگتے لان پہ نظریں ڈالے مسکراتے ہوئے کہا۔ حقیقت میں موسم باہر جا کر اینجوائے کرنے والا ہو رہا تھا مگر وہ گھر میں قید تھی۔۔۔۔

تو چلی جائے نہ روحی بی بی کے پاس، ویسے بھی کتنے ٹائم ہو گیا ہے انھوں نے چکر ہی نہیں لگایا۔۔۔فرائے پین میں انڈ توڑ کر ڈالتے بیلا نے اسے مشورہ دیا۔۔۔۔

کس کے ساتھ جاؤں بابا کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے اور ڈرائیور آج آیا نہیں۔۔ کوفی میں چولہے پہ رکھے بوائل دودھ کو مکس کرتے نوال نے عُذر پیش کیا۔۔۔

!!! تو درید بابا کے ساتھ چلی جائے وہ تو آج گھر ہی ہے

تمہارے درید بابا نے مجھے رات ہی وران کر دیا تھا کہ خبر دار جو اسے صبح جلدی اٹھایا یا کہی لے جانے کا کہا۔۔۔کپ میں چمچہ چلاتے نوال منہ بناتی درید کی بات

یاد کرتی بولی چونکہ اس نے رات ہی کہہ دیا تھا کہ یونی اوف ہونے کی خوشی میں وہ کہی جانے کی بات نہ کرے۔۔۔۔

تو اب تو دس بج گیے ہے" وہ اس وقت تک تو اٹھ جاتے ہیں۔۔۔۔ پلیٹ میں فرائے انڈے ترتیب سے رکھتے بیلا نے باضد ہوتے کہا جس پر وہ پر سوچ سر ہلانے لگی۔

آپ یہ ناشتہ صاحب کے روم میں لے جائے میں تب تک آپ کا اور بابا کا ناشتہ تیار کر دیتی ہوں۔۔۔ ناشتے سے سجی ٹرے اس کی سمت بڑھاتے بولی تو وہ کوفی کا مگ اس ہی ڈش میں رکھتی کیچن سے باہر نکلی۔ رخ نیچلے پورشن میں بنائے اپنے بابا کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں رات ٹوٹ کر رویا تو چین سے سوئے۔۔۔ کہ دل کا زہر میری چشمِ تر سے نکلا تھا !

اوئے خبیث انسان تیرا فون اندر کب سے بجے جا رہا ہے اور تو یہاں بیٹھا ہے ۔۔۔ ہاتھ میں کوفی کے مگ پکڑے وہ سلائیڈ ینگ ڈور دھکیل کر بلکینی میں اینٹر ہوتے ہوئے اسے دیکھ کر بولا جو میز پہ دونوں ٹانگیں پھیلائے بیٹھا باہر برستی بارش انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

تو اٹھا لیتا تیرے ہاتھ ٹوٹ رہیں تھے۔۔۔ اپنے محویت میں ہوئی اس کی مداخلت پہ معتصم نے بھی پھاڑ کھانے کے انداز میں بولا۔۔۔

فون اٹھاتے ہوئے ہاتھ تو نہیں ٹوٹ رہیں تھے اور میں اٹھا بھی لیتا مگر بعد میں تو مائینڈ کر جاتا کیونکہ فون تیری اس ایکس لاوینڈر بے بی کا تھا۔ دونوں مگ میز پہ رکھتے اس نے معتصم کے پاؤں کو جھٹک کر میز سے پھینکتے کہا اور خود دوسری کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔۔۔

اسے میرا نیو نمبر کہاں سے ملا؟؟؟۔۔۔ اپنی گلر فرینڈ کی آتی کال کے متعلق سنتے معتصم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے پوچھا کیونکہ اس سے اکتائے تو اس نے کچھ ہفتے پہلے نمبر چینج کیا تھا۔۔

ایکچیولی وہ مجھے روز انسٹا گرام پہ میسج کر کے ریکویسٹ کر رہی تھی کہ پلیز مجھے معتصم جان کا نمبر دے دوں اور تجھے تو پتہ ہے میں سدا کا ہی رحم دل ہوں!!

۔۔۔کوفی کا مگ میز سے اٹھاتے حارث نے عام سے لہجے میں کہتے اپنی پریشانی بتائی تو معتصم کا دماغ گھوم گیا اس کی رحمدلی پر۔۔۔۔

تیری رحمدلی کی ایسی کی تیسی" کمینے انسان کتنی مشکلوں سے میں نے پیچھا چھڑوایا تھا اس چیپکو سے اور تو نے پھر اسے میرا نمبر دے دیا؟؟؟۔۔۔۔ضبط سے موٹھیاں بھینچتے معتصم کا بس نہیں چلا کے اس رحم دل شخص کو سیکسٹھ فلور سے نیچے پھینک دے۔۔۔

تو تو نے بھی تو دیا تھا نہ مہوش کو میرا نمبر۔۔۔۔اس کی حالت سے حظ اٹھاتے وہ بھی دوبدو بولا تو معتصم نے گہرا سانس بھرتے اپنے غصے کو کنٹرول کیا ورنہ آج ایک خون ہو جانا تھا اس کے ہاتھوں سے۔۔۔

تو کونسا میں نے گناہ کیا ہے وہ تو بیچاری تیرے عشق میں مبتلا تھی تبھی میں نے ترس کھاتے دے دیا۔۔۔۔اس نے وضاحت پیش کرتے خود کی پوزیشن کلیئر کرنی چاہی۔۔۔

اور وہ تیرے عشق میں پاگل تھی میں نے بھی ترس کھالیا۔۔۔اس نے بھی اپنی رحمدلی واضح کی گویا جیسی کرنی ویسی بھرنی۔۔

خبیث انسان وہ واقعی ہی پاگل ہے، دماغی علاج چل رہا ہے اس کا۔۔۔ہاتھوں کی موٹھیاں بھینچے معتصم نے خود کو حارث کے بال پکڑنے سے بامشکل روکا تھا۔۔۔

اپنے پیار سے ٹھیک کر لے۔۔۔کوفی کا گھونٹ بھرتے اس نے آنکھ ونک کرتے مشورہ دیا۔۔۔

تجھے تو آج تک ٹھیک نہ کر سکا وہ خاک ہو گئی "بیہودا انسان """۔۔۔جلتے کڑتے لہجے میں کہتے اس نے مگ اٹھا کر لبوں سے لگایا۔چہرے پہ واضح جھنجھلاہٹ تھی

۔۔۔۔

کمینے تیری وجہ سے ایک تو میرا موڈ خراب ہو گیا اوپر سے یہ بھی ٹھنڈی ہو گئی """ جا خود ہی پی لے۔۔۔ ٹھنڈی ہو چکی کوفی کا مگ میز پہ پٹکتے وہ بیزاریت سے بولا کیونکہ وہ یہاں بیٹھا بارش انجوائے کر رہا تھا جو وہ آ کر خراب کر چکا تھا۔۔

تیرا صرف موڈ نہیں منہ بھی خراب ہے کبھی غور سے دیکھنا۔۔اس ناشکرے کو بیٹھے بیٹھائے اس حسین موسم میں کوفی کا مگ مل گیا تھا وہ بغیر مانگے تبھی ہضم نہیں ہو رہا تھا۔۔

چل چل بکواس نہ کر!!!۔۔۔بادلوں سے ڈھکے آسمان کو تکتے اس نے دبدبے غصے سے کہا۔۔۔

میری بکواس تو بند ہو ہی جائے گئ تو جا کر پہلے اپنی جانم کو حوصلہ دے کہ بے بی میں زندہ ہوں۔۔۔اندر سے آتی فون کی بیپ پہ حارث نے مسکراہٹ لبوں دبائے اس آدم بیزار بیٹھے شخص کو تپایا۔۔۔

حارث شکل گم کرلے اپنی ورنہ میں بغیر رشتے کا خیال کیے تیرا تھوبڑا شناختی کارڈ سے ملا دونگا۔۔۔میز پہ رکھے پلانٹ پوٹ کو اٹھائے وہ اسے ورانگ دینے کے انداز میں بولا گویا زبان بند رکھ۔۔۔

ہاہاہا اوکے کالم ڈاؤن بے بی""""۔۔۔اس کے غصے سے محظوظ ہوتے حارث نے ہنستے ہوئے لبوں پہ انگلی رکھی تو وہ منہ بناتا پوٹ واپس نیچے رکھتا

ٹھنڈی کوفی کا مگ اٹھا گیا کیونکہ جتنا اس کا دماغ گرم ہوا ہوا تھا کوفی نے آٹو میٹک گرم ہو جانا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نہ تجھ کو مات ہوئی ہے نہ مجھ کو مات ہوئی۔۔۔ سو اب کہ دونوں ہی چلیں بدل کے دیکھتے ہیں !

موسم کتنا رومینٹک ہو رہا ہے نہ ؟؟۔۔۔لان میں رکھی کرسیوں پہ بیٹھے بارش میں بھیگتے تراب نے آسمان کی طرف منہ کر کے آنکھیں موندتے کہا۔۔ تو چل جا پھر لونگ ڈرائیو پہ""۔۔۔ بارش کے باعث گیلے بالوں کو انگلیوں سے سیٹ کرتے حمزہ نے اسے مشورہ دیا۔وہ دونوں کب سے باہر لان میں بیٹھے سردی کی بارش میں بھیگ رہیں تھے۔۔۔

میرا ایک منحوس سالا ہے وہ میری جانم کو اس موسم میں باہر جانے نہیں دے گا ورنہ موڈ تو میرا کب کا بنا ہوا ہے۔۔۔بند آنکھوں کو کھولے وہ اس میسنے کی طرف دیکھتے طنزیہ بولا تو حمزہ یکطرفہ مسکرایا۔۔۔

بہت اچھے سے جانتا ہے تو اپنے سالے کو 'پر وہ کیا ہے نہ وہ معصوم شخص اپنی بہن کے لیے بہت کیئرینگ ہے۔۔۔۔کرسی کی بیک سے پشت لگاتے وہ اس کی حالت سے محظوظ ہوتا معصومانہ بولا۔۔۔

رہنے دے تو اور معصوم "سو شیطان مرے تھے تب جا کر ایک حمزہ یوسف پیدا ہوا تھا۔۔۔منہ بناتا وہ کڑتا ہوا بولا۔لوگوں کے سسر ظالم ہوتے تھے یہاں اس کا ہونے والا سالا ظالم سماج بن کر بیٹھا تھا۔۔

اپنے ماسٹر کے پیچھے پیچھے ہی آیا تھا۔۔ہنستے ہوئے اس کی طرف اشارہ کرتے وہ معنی خیزی سے بولا۔۔۔۔

ویسے درید تو تجھ پر کوئی روک ٹوک کرتا نہیں ہے یہ موت صرف تجھے میری باری پہ ہی کیوں نظر آتی ہے۔۔سوالیہ لہجا لیے تراب نے سنجیدگی سے بھرپور طنز مارا جس پر اگلا آئیبرو اچکائیں بغیر نہ رہ سکا۔۔۔

کیونکہ وہ جانتا ہے اس کا بہنوئی کس قدر کا شریف انسان ہے۔۔۔ کالر فخریہ اچکائیں مقابل نے روب سے یوں کہا جیسے قاضیِ وقت وہی تو ہے۔۔

اور میری تو بغیرتی کی مثالیں دی جاتی ہے نہ جیسے ؟؟؟۔۔۔ دانت پیستے مقابل نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

ہاہاہاہا"""" مذاق کر رہا تھا"""تو تو میرا جگر کا چھلکا ہے تیرے لیے تو جان بھی حاضر ہے۔۔۔ کرسی سے اٹھا کر پیار میں اس کے گال پہ تھپڑ مارتے حمزہ نے لاڈ جتانے والے انداز میں کہا۔۔۔

اتنا تو میرا سگا، اگر میرا احساس ہوتا نہ تو میرے جذباتوں کی قدر کرتا۔۔۔ تھپڑ پڑنے والے گال کو سہلاتے تراب نے اچھا خاصا زچ ہوتے کہا جو اس کا رومینٹک موڈ اور موسم دونوں کا ہی ستیاناس مار گیا تھا۔۔۔

جذباتوں کی قدر کروں، روک ذرا ابھی روحی کو بلاتا ہوں وہ اچھے سے قدر کرے گئی۔۔۔ اس کی بات پہ لبوں کو دبائے اس نے گیٹ کی طرف منہ کرتے مرحا کو بلانے کی دھمکی لگائی ساتھ منہ پر گرتے بارش کے قطروں کو صاف کیا

۔۔۔

رہنے دے وہ جذباتوں کی قدر نہیں قتل کرتی ہے بھیا بھیا کی گردان کر کے

۔۔۔وہ بدمزہ ہوتے بولا تو حمزہ کی ہنسی چھوٹی۔۔۔

دیکھ دیکھ تیری بے بسی پہ آسمان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گیے ہیں۔۔ تیز ہوتی

بوندوں کو گرتے دیکھ حمزہ نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا۔۔۔

آنسو نہیں سیلاب بول""۔۔۔۔پتھروں کی مانند موٹی موٹی بوندوں کو سر پہ بجتا

دیکھ تراب فوار کرسی سے کھڑا ہوتے بولا تو اسے دیکھا دیکھ حمزہ بھی سر پہ ہاتھ

رکھتے کھڑا ہوا کیونکہ بارش اب شدید تیز ہو گئی تھی۔۔۔

اوئے برفباری ہو رہی ہے ؟۔۔۔اپنے پاؤں کے قریب آ کر گرتے برف کے

چھوٹے سے گولے کو دیکھتے حمزہ چیخا۔۔۔

الو کے پٹھے برفباری نہیں اولے۔۔۔ تیز دھڑ دھڑ گرتے چھوٹے بڑے اولو کو

دیکھتے تراب نے اس کی تصحیح کی۔۔۔۔

اس سے پہلے لان سمندر کی شکل اختیار کرے اور ہم ان اولو کے باعث زخمی

ہو کر ڈوب کر مر جائے ہمیں اندر چلے جانا چاہیے۔۔۔ سر پہ ہاتھ رکھ کر خود کو

آسمان سے گرتے برف کے اولو سے بچاتے حمزہ اندر کی سمت بھاگتا ہوا بولا تو تراب بھی پیر سر پہ رکھتا بھاگا۔۔

!!!! روک کمینے دیکھ لی تیاری یاری

یاری چھوڑ پہلے جان بچا!!!۔۔۔بھاگتے ہوئے چلایا۔۔

بھنوئی بھلے ان اولو سے جاں بحق ہو جائے۔۔۔بدلے میں وہ بھی اسے شرم دلانے کو چیخا۔۔۔۔

کمینے بھنوئی تو تو تب بنے گا نہ جب سالا بچے گا۔۔۔صدر دروازے کے اوپر بنے شیلڑ کے نیچے کھڑے ہوتے حمزہ نے سانس درست کرتے کہا۔چونکہ وہ عقبی لان کی طرف بیٹھے تھے اس لیے وہاں سے گیٹ تک کا فاصلہ زیادہ تھا۔۔

ایسے سالے کو تو بندہ گولی مار دے۔۔۔پانی سے نچیڑے کپڑوں کو دونوں ہاتھوں سے نچوڑتے تراب نے خلستے ہوئے کہا تو اپنے کپڑوں سے بھی پانی نچوڑتا حمزہ ہنسا۔۔۔

پھر بہنوئی بنے سے پہلے تو قاتل بن جائیں گا۔۔۔دروازہ دھکیلتے حمزہ نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا۔۔۔

میں قاتل اور تیری بہن قاتلہ """"" کیسا۔۔۔اس کے پیچھے چلتے تراب نے شرارتاً کہا۔۔۔

نہایت فضول نام ہے تیرے منہ کی طرح۔۔۔وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا۔ان کے دور جانے کے ساتھ ساتھ آوازیں بھی دور ہوتی جا رہی تھی مگر ان کی نوک جھونک یونہی قائم تھی جبکہ باہر برش اب بھی یونہی زور سے برس رہی تھی

۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہماری اوقات کے مطابق ہمیں درجے ملے ہوئے ہیں۔۔ کسی کو قدرت، کسی کو حسرت کسی کو قسمت ملی ہوئی ہیں !

ہاف ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے وہ بالکینی کی ریلینگ پہ دونوں ہاتھوں کو چوڑائی میں رکھے کھڑا سیاہ آنکھوں میں خالی پن لیے لان کی گھاس پہ گرتے ان سفید شفاف قطروں کو دیکھ رہا تھا جو خود تو بے رنگ تھے مگر جس جس چیز اور جہاں

جہاں گر رہیں تھے ان تمام چیزوں کو دھو کر نیا رنگ دے رہیں تھے مگر اس کی ذات اندر سے اب بھی یونہی بے رنگ اور خالی تھی ان قطروں کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔۔

آج کتنے دن بیت گیے تھے اس کو دیکھے کہ اب اس کے اندر اسے دیکھنے کی تڑپ پیدا ہونے لگی تھی مگر وہ بے حس اور ظلم لڑکی نے ایک بار بھی اپنا دیدار نہیں کروایا تھا۔وہ تو ان پاک قطروں کی طرح شفاف تھی تو اب کیسے وہ اتنی سنگ دل بن گئی تھی "کیا وہ جانتی نہیں تھی کہ اس دل میں اس کی کتنی اہمیت تھی""" پر شاید وہ واقعی ہی نہیں جانتی تھی کہ یہ دل اس سانولے روپ کا کس قدر شیدائی تھا۔۔اتنے ماڈرن اور بے باک دور میں اس کا وہ حجاب لینا،اس کی نگاہوں سے اس کا وہ گھبرا کر نظریں جھکا جانا، پینٹ شرٹ کے دور میں اس کا وہ سلیقہ والا لباس پہنا،ان چاروں کی بے باک گفتگو میں اس کا سرخ ہو کر وہاں سے بھاگ جانا اس کا ہر انداز دل موہ لینے والا تھا اور اس کے ہر انداز سے ہی آغا فواد کو عشق تھا"

بارش کی برستی بوندوں میں وہ صرف اس کا عکس ہی تلاش رہا تھا جو نا جانے کہاں چھپی بیٹھی تھی اسے وصل کا دردناک عذاب دئے۔

اب تو اسے دیکھنے کا ذریعہ بھی بند ہو گیا تھا پہلے تو وہ کہی کسی کوریڈور میں چلتی پھرتی نظر آجاتی تھی مگر اب یونی بند ہو جانے کے بعد تو وہ اسے بالکل نہیں دیکھ پائے گا پر شاید اب وہ اسے کبھی دیکھ نہیں پائیں گا کیونکہ اب تو یونی جانے کا سلسل ہی بند ہو چکا تھا" تو کیا اس کی یکطرفہ محبت کے حصے میں صرف جدائی آئی تھی

۔۔۔۔

موسم تھا بے قرار، تجھے سوچتے رہیں
کل رات بار بار، تجھے سوچتے رہیں
بارش ہوئی تو گھر کے دریچے سے لگ کے ہم
چپ چاپ سوگوار، تجھے سوچتے رہیں !!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

زمین کو عجلت، ہوا کو فرصت، خلا کو لکنت ملی ہوئی ہے۔۔۔ ہم اجتا جاگی رہیں ہے یا پھر اجازت ملی ہوئی ہے۔

خوبصورت گرے آنکھوں میں ویرانی لیے وہ محویت لیے گلاس وال پر پہ ٹپکتے بارش کے قطروں کو دیکھ رہی تھی جنھیں عرش پر ہونے کا رتبہ حاصل تھا مگر اب دوسروں پہ رحمت کی بارش نازل کرتے اتنے ارزاں ہو گیے تھے کہ پاؤں تلے روندے جا رہیں تھے اور انھیں ذرا ملال نہیں تھا اپنی بے بسی اور کم آئیگی کا کیونکہ وہ جانتے تھے وہ جہاں سے آئیں ہیں ایک دن پھر اپنے اصل کی طرف لوٹ جائیں گے تو پھر یہ انسان کیوں اتنا منافق بنا بیٹھا تھا کیا اسے اپنے اصل کی طرف نہیں لوٹنا تھا یا حسابِ مقرر سے منحرف تھا۔۔۔

روحی میری جان ہیٹر کیوں نہیں اون کیا۔۔۔ وہ گرم شاور لے کر تیار شیار سا اس کے کمرے میں آیا تو بغیر ہیٹر کے سردی اور بارش کے باعث سرد پڑتے کمرے نے اس پر کپکپی سی طاری کر دی۔۔۔

ویسے ہی"۔۔۔ اپنے خیالوں سے چونکتی وہ حمزہ کو اے سی ہیٹر اون کرتے دیکھ بولی جواب آے سی میں چلتے ہیٹر کی اسپیڈ بڑھا رہا تھا چونکہ کمرے کا ٹمپیچر اس

وقت بہت سرد تھااور وہ محترمہ آرام سے بغیر کسی کے لحاف کے بیٹھی ہوئی تھی

ویسے کی بچی سردی لگ جائیں گئی۔۔۔ریموٹ واپس اس کی جگہ پہ رکھتے وہ اس کی نقل اتارتے بولا اور بیڈ پہ اس کے قریب آکر بیٹھا۔۔۔

کیا کررہا تھا میرا بچا؟؟۔۔۔پیار بھری نظریں اس پر ٹکائیں حمزہ نے سوالیہ پوچھا کیونکہ وہ چائے کے ٹائم بھی نیچے نہیں آئی تھی جس پر حمزہ نے سب کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ سوری تھی حلانا کہ وہ سو نہیں رہی تھی۔۔۔

کچھ نہیں بس ان انمول قطروں کو دیکھ رہیں تھے جو ہمارے گنہاہ دھونے کے چکر میں خود بے مول ہو رہیں تھے۔۔۔اس پر سے نظریں ہٹائے مرحا نے گلاس وال دھندلاتے شبنمی قطروں کو دیکھتے کہا تو وہ اپنی بہن کی گہری سوچ پہ مسکرایا

یہ تو اصول ہے اگر کامیاب بننا چاہتے ہوں تو خود کو جھکا دوں کیونکہ اکڑ کے کھڑے پیڑ کو کبھی پھل نہیں لگتے پھل ہمیشہ انھیں ہی لگتے ہے جن کی کمریں

جھکی ہوئی ہوں۔۔۔اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے اس نے آسودہ سا مسکراتے کہا۔۔۔

میں نے تمہارے اور ماما کے ویزا کے لیے اپلائے کر دیا ہے انشاءاللہ پندرہ بیس دنوں میں کنفرم ہو جائے گا پھر ہم تینوں یہاں سے بہت دور لنڈن سیٹل ہو جائیں گے وہاں میں اپنے بچے کا ایک اچھے میڈیکل یونی ورسٹی میں ایڈمیشن کرواؤں گا پھر میری گڑیا ڈاکٹر بن کر لوگوں کی مسیحائی کرے گئ"ہم وہاں اپنا پرائیوٹ کلینک کھول لے گے ؟؟؟۔۔۔اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے حمزہ نے روشن مستقبل کے دئے جلائے اسے بھی ایک اچھی زندگی کا تصور دلایا۔۔۔

نہیں ہمیں ڈاکٹر نہیں بنا بھیا!!۔۔۔اس کے ہاتھوں سے فوراً اپنے ہاتھ نکلتے اس نے سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔۔۔

پر کیوں جان"آپ کا تو شوق ہے نہ ؟؟۔۔ گہرے نگنیوں میں ڈولتے خوف کی وجہ اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔ڈاکٹر بنا تو اس کے بچپن کا خواب تھا۔۔

نہیں "ہمیں نہیں بنناب "" وہ 'انڈیا کی "ڈاکٹر" کے ساتھ """ پلیز ہمیں ڈاکٹر نہیں بننا بھیا۔۔۔ نمی آنکھوں میں لیے بولتی وہ بہت ڈری ہوئی لگ رہی تھی جبکہ حمزہ کو اس کے خوف کی وجہ سمجھ آئی تو فوراً تڑپ کے اسے اپنے مضبوط حصار میں بھر گیا۔۔۔

ششششش """ گڑیا یہ کیسی باتیں کر رہی ہوں اللہ نہ کرے ایسا کچھ ہو۔ بھیا اپنی بیٹی کی ہمیشہ حفاظت کرے گے۔۔۔ اس کے گرد حائل بازوں میں سختی لائے وہ فوراً اسے ڈاپٹ گیا۔ اپنی نورِ جاں کے متعلق تو وہ ایسا کبھی مر کے بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔۔۔

بھیا "اس کا کیا" قصور تھا اس "اس سات سال کی بچی "" زینب کا کیا قصور تھا "" کیوں ان لوگوں کو ان کی آہیں نہ "سنائی دی کیوں ان کی آوازوں کی تڑپ سے وہ بے چین نہ ہوئے "کیوں انھیں ان معصوموں پر رحم نہ آیا" کیا انھیں اللہ سے ڈر نہیں لگتا "اس کے جلال سے کیوں خوف نہیں کھاتے وہ وحشی انسان ۔۔۔ اس کی شرٹ کو پیچھے کمر سے موٹھیوں میں دبوچے وہ ان تمام لڑکیوں اور

بچیوں کے غم میں سسک رہی تھی جو انسان نما حیوانوں کی حیوانیات کی نظر ہوئی تھی۔۔۔

رحمدلی اور انسانیت تو انسانوں کا شیوہ ہے میری جان حیوانوں اور درندوں کا نہیں وہ تو انسانیت سے گرے ہوئے لوگ ہوتے ہیں"""اور رہی بات خدا سے ڈرنے کی تو خدا سے ڈرنے والے ایسے کام نہیں کیا کرتے اور جو یہ سب کرتے ہے وہ محشر کے روز خدا کی خدائی سے بہت دور بے آسرا اور بے یار و مددگار پائیں جائے گے ، قیامت کی ہولناکیوں سے وہ بالکل ایسے ہی خوفزدہ ہو گیے جیسے دنیا میں وہ ان معصوم کو کیا کرتے تھے ، دوزخ کے دردناک عذاب میں مبتلا وہ بالکل ویسے ہی چیخ و پکار کرگے جیسے ان کے شکنجے میں پھنسی وہ معصوم جانیں کرتی تھی مگر جیسے وہ بے حس ان پر ترس نہیں کھاتے تھے بالکل ویسے ہی اللہ بھی ان پر ذرا ترس نہیں کھائیں گا کیونکہ حقوق العباد وہ کبھی معاف نہیں کرتا۔

اللہ تعالی ایسے لوگوں کو سزا کیوں نہیں دیتا جنھیں دنیاوی عدالت سزا نہیں دے سکتی؟؟؟۔۔۔اپنے سیوزون میں چھپے اس نے آنسوؤں پہ بندھ باندھتے ہوئے پوچھا۔کہ آخر کب تک مظلوم یونہی ذلیل و خوار ہوتا رہے گا۔۔۔

میرے بچے دنیا مکافاتِ عمل ہے جو یہاں بوُ گے آخرت میں وہی کاٹو گے،

دوسروں کی عزتوں کو نیلام کر کے وہ سمجھتے ہے کہ ان کی عزتیں محفوظ رہے گئ تو وہ غلطی پہ ہوتے ہیں زنا ایک قرض ہے جس کو جلد یا بدیر آپ کو چُکنا ہی پڑے گا اپنی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی صورت میں" دوسروں کے گھروں میں نقب لگانے والے یہ تو بھول ہی جاتے ہے کہ راستہ تو ان کے گھر کو بھی جاتا ہے۔اور رہی بات انصاف کی تو مجھے محشر کے میدان میں لگی اس عدالتِ کل پہ بہت یقین ہے جہاں نہ قلم بکے گا اور نہ کسی نام کی سفارش چلے گئ وہاں صرف مظلوموں کی سنوائی ہو گئ اور ظلموں کو تختِ دار پہ لٹکایا جائے گا نہ اس وقت کوئی بڑا آدمی ہو گا اور نہ چھوٹا وہ عدالت سب کے لیے ایک جیسی سجے گئ اور بے شک وہ عدالت ان دنیوری عدالتوں سے ہزار گنا زیادہ عدل و انصاف کرئے گی۔۔۔نرمی ٹھوڑی ٹِکائے سمجھا رہا تھا کہ سے اس کے بالوں کو سہلاتے وہ اس کے سر پہ عدل و انصاف صرف اس رحمن پہ ہی جچتا ہے اس لیے ان دنیاوی عدالتوں کو چھوڑ کر اپنا مقدمہ اور وکیل اسے بنالوں جہاں عدالت بھی اس کی ہو گئ جج بھی وہ

خود ہی ہو گا، ستائی اور غمزدہ مخلوق کا وکیل بھی وہی بنے گا اور فیصلہ بھی اس ہی کا چلے گا تو کیا وہ بہتر سے بہترین فیصلہ کرنے والا نہیں۔۔۔

آخرت میں کیوں ؟؟؟ اس دنیا میں کیوں نہیں ؟؟ جہاں یہ بدفعل سرانجام دیا جاتا ہے وہاں کیوں نہیں ؟؟؟ انھیں یہی اس دنیا میں اس ہی جگہ پہ سزا دی جائیں تاکہ دوسرے آنے والے ان کے انجاموں سے عبرت حاصل کر سکے، آخرت کی امید تک تو کئی اور لوگ آتے انھیں کی طرح معصوم جانوں کو نوچ گے مارے گے مگر انھیں کچھ کہنے اور روکنے والا کوئی نہیں ہو گا"" اس سے اچھا تو زمانہِ جاہلیت میں ہوتا تھا زندہ دفن کر کے وہ صرف ایک بار ہی مارتے تھے مگر اس دور میں تو زندہ رکھ کر پل پل مارا جا رہا ہے" اس لیے تو نہیں ہمارے نبی نے عورت کو معزز کیا تھا۔۔ غم و غصہ لیے وہ اس کے حصار سے نکلتی چیختے لہجے میں بولی جیسے اسے اس کی بات پسند نہ آئی ہو۔۔

یہ دنیا تو فانی ہے یہاں دی تکلیف تو مرنے کے بعد ختم ہو جائیں گی مگر وہ دنیا ابدی ہے وہاں دی جانے والی سزائیں تمام عمر اس پر نازل رہے گئی نہ اس کی کوئی مدت ہو گی اور نہ کوئی معافی، وہاں جس کو جو سزا ملے گئی وہ اس میں ہی ٹرپتا رہے گا، اگر

اس دنیا میں سزا دے دی تو ان کے گنہاہ تو یہی ختم ہو جائیں گے تو آخرت میں حساب کس کا ہو گا اس لیے اللہ ابھی انھیں ڈھیل دے رہا ہے کہ کرلو جتنے گنہاہ کر سکتے ہو پھر ایک بار ہی ایسی رسی کھینچو گا کہ آنکھیں ابل کر باہر کو آجائیں گی، پھر اس دن نہ معافی ملے گئ نہ رحمن کی رحمانیت اس دن صرف اس کا جلال ہو گا ۔اگر ہمارے نبی نے عورت کو معزز کیا تھا تو انھوں نے پھر اس کی عزت بھی کر کے دیکھائی چاہے وہ بیٹی کی صورت میں کئ یا بیوی کی ۔انھوں نے راہِ اسلام میں چلنے والوں کو بتلایا نہ کہ عزت یوں کی جاتی ہے اور جو رسول ﷺ کو ماننے گھروں میں آج بھی بیٹیاں راج کرتی ہے اور جو راہِ اسلام والے ہے ان کے سے بھٹک چکے ہے وہاں آج بھی عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا ہے گویا انھوں نے رسول ﷺ کی بات بھلا دی ۔اللہ سب کو ہدایت عطا فرمائے اور ان تمام بچیوں کو بہنوں کو انصاف عطا فرمائے کیونکہ دعا کے سوا ہم کچھ کر نہیں سکتے، ہماری فریاد یہاں کی عدالت میں تو نہیں سنی جا سکتی اس لیے ہم اپنے بیان اس عدالت کے سپرد کرتے ہیں اور بے شک وہ بہترین از بہترین انصاف کرنے والا

ہیں۔۔۔اپنے سامنے رونے کے باعث سرخ رنگت لیے بیٹھی اپنی عزیزِ جاں بہن کے آنسوؤں کو صاف کرتے وہ پر اعتماد لہجے میں بولا۔۔۔

چلو شاباش رونا بند کرو پھر کہتی پھیرو گی میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔اس کے بالوں کو بکھیرتے حمزہ نے اس کا موڈ فریش کرنا چاہا تو وہ ایک بار پھر اس کے حصار میں سمائی۔۔۔

نیچے چلے۔۔۔اس کے سینے سے لگی وہ اپنی گالوں کو پونچھتے ہوئے بولی تو حمزہ اس کے اچانک موڈ بدلنے پہ مسکرایا۔۔۔

نو نیور روحی میں ابھی فریش ہوا ہوں""۔۔۔آنکھیں دیکھاتے وہ فورا پیچھے کو کھسکا۔۔۔

پلیزز""۔۔سرخ چہرے پہ معصومیت سجائی گئی۔۔۔

یار بیمار پڑھ جاؤں گی باہر سردی ہے۔۔۔نہ جانے کی اصل وجہ بتائی گئی۔۔۔

پلیززززز بھیاااا""""۔۔۔نچلے لب کو باہر نکالے اس بار لفظوں کو خاصا کھینچا گیا تھا تاکہ وہ مان جائے۔۔۔

اوکے بٹ میں نہیں بھیگو گا""""۔۔۔اور وہ اتنی معصومیت کو دیکھتے مان بھی گیا تھا مگر شرط پھر بھی رکھنا نہیں بھولا تھا۔۔۔

اوکے۔۔۔وہ چہکتی ہوئی بیڈ سے اٹھی اور باہر کی طرف بھاگی تو اس کی رفتار کو دیکھتا وہ بھی سر نفی میں ہلاتا دھیرے دھیرے قدم لینے لگا کیونکہ جانتا تھا ابھی تو بھلے ہی وہ مان گئی تھی مگر باہر جاتے ہی سب سے پہلے اسے گیلا کرئے گی۔ مگر اپنی بہن کی خوشی کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا بھیگنا تو بہت معمولی سی بات تھی ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب شوق سے کہ جاں سے گزر جانا چاہیے۔۔۔بول اے ہوائیں شہر کدھر جانا چاہیے !

یہ لے جناب آپ کی چائے !۔۔۔وہ پیرچ میں رکھا کپ ڈش میں سے اٹھا کر وہ صوفے پر بیٹھے اخبار پڑھتے آغا ماموں کی طرف بڑھاتی بولی۔۔

شکریہ !!۔۔۔اخبار کی تہہ بنا کر میز پہ رکھتے انھوں سے کپ تھامتے کہا ساتھ آنکھوں پہ لگا چشمہ بھی اتار کر اخبار کے اوپر رکھا۔۔

اپ نے جو پیسے دئے تھے وہ ختم ہو گیے ہیں !!۔۔ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے وہ ان کے برابر میں بیٹھتی بولی۔۔

کتنے چاہیے بتا دے اکاونٹ میں آجائیں گے ؟۔۔۔چائے کا گھونٹ بھرتے انھوں نے بغیر کسی بحث کے کہا تو وہ مسکرا گئی۔۔۔

میری فادی کو چائے کے لیے بلا کر لاؤ ؟۔۔کیچن میں کام کرتی میری کو آواز لگائی۔۔۔

آج آپ کے دونوں سپوت ہی گھر پہ ہیں ؟۔۔فواد کی موجودگی کا سنتے انھوں نے چائے پیتے سوالیہ پوچھا۔۔۔

فادی کی یونی اوف ہو گئی ہے نہ آج سے۔۔ان کے سوال کرنے پہ وہ ان کے علم اضافہ کرتی بولی تو وہ سر اثبات میں ہلاتے چائے کی چسکی بھرنے لگے۔۔

یہ دیکھے ماما کون آیا ہیں ؟۔۔۔ صدر دروازے سے اندر داخل ہوتے آغا فارذ نے خوشی سے لبریز لہجے میں بولتے لاونج میں بیٹھے نفوسوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی۔۔۔

ارے واہ میرا ٹائیگر آیا ہے """"آجاؤ ماما کے پاس۔۔۔ان کے ہمقدم اپنی مغرورانہ چال میں چلتے آتے ٹائیگر کو دیکھتے وہ خوشی سے چہکی جو آغا فارذ جیسا رین کوٹ پہنے بہت پیارلگ رہا تھا مہتاب مامی کے بلانے پہ فورا بھاؤں بھاؤں کرتا ان کی طرف لپکا۔۔۔

اچھا تو آج اس جناب کی وجہ سے چھٹی کی گئی ہے۔۔۔ٹائیگر کو اپنی ماما سے پیار لیتا دیکھ وہ مسکراتے ہوئے صوفے پہ بیٹھے تو آغا ماموں نے آئیبرو اچکائیں سوال کیا

۔۔۔

افکورس کتنے دنوں بعد میرا شیر گھر لوٹا ہے ویلکم تو بنتا تھا۔۔۔ان کے پوچھنے پہ وہ مسکراتے سر اثبات میں ہلاتے بولے۔۔۔

تمہارا یہ شیر پولیس ڈوگ کی ٹریننگ لینے گیا تھا نہ کہ عمرہ کرنے جس کا ویلکم بنتا تھا۔۔ان کی دیدنی خوشی کو دیکھتے وہ جواباً طنزیہ بولے۔۔۔

تو پورے ایک ماہ بعد آیا ہے میرا شہزادہ۔۔۔اس کے سر میں ہاتھ پھیرتے وہ محبت سے جتاتے ہوئے بولی۔۔۔

اس شہزادے کو دیکھ کر تو شہزادے بھی پناہ مانگے۔۔۔ٹائیگر کے کالے بالوں اور خوفناک دانتوں کو دیکھتے انھوں نے کانوں کو ہاتھ لگایا تو بدلے میں وہ غصے میں آتا فورا بھاؤں کرنے لگا۔۔

ڈونٹ ڈیڈ" وہ اپنی انسلٹ فیل کرتا ہے۔۔۔اس کی آنکھوں میں اترتے غصے کو دیکھتے آغا فارذ نے اپنے بابا کو سمجھانا چاہا کیونکہ اگر وہ مزید کچھ کہتے تو وہ حملہ کر دیتا۔عام ڈوگز کے برعکس ان کی انسانی بیہوئیر سمجھنے کی صلاحیت بہت تیز ہوتی ہے۔۔۔

ارے واہ میرا بڈی آگیا۔۔۔سڑھیاں اتر کر نیچے آتے فواد نے اسے آغا ماموں کی طرف خونخوار نگاہوں سے تکتا دیکھ ہنستے ہوئے کہا کیونکہ ان دونوں کی شروع سے نہیں بنتی تھی جبکہ فواد کی آواز پہ وہ فورا دم ہلتا اس کی سمت بھاگا۔۔۔

ارے ارے """بس کر بھائی۔۔۔وہ بھاگ کر اتا جمپ لگا کر اس پر چڑھ گیا تھا جس کے باعث وہ لڑکھڑاتا پیچھے کو گرا اور اسے دیوانہ وار زبان سے اپنا منہ چاٹتا دیکھ اسے روکنے کی سعی کرتا بولا۔۔

اوئے روک جا بھائی"""۔۔۔وہ اسے روکنے کا کہہ رہا تھا مگر وہ آج جیسے اسے سارا ہی پیار کر لینا چاہتا تھا۔۔۔۔

ٹائیگر گو بیک"""""آئی سیڈ بیک ٹائیگر۔۔۔فواد پہ اسے حاوی ہوتا دیکھ آغا فارذ نے پیچھے سے آواز لگائی تو وہ ان کی سرد آواز پہ دھیمی سی ناراضگی بھری آواز نکالتا اس پر سے ہٹ گیا تو نیچے گرا فواد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ تو انھوں نے بچوں کی طرح سر جھکائے کھڑے ٹائیگر کو دیکھا جو صرف اپنا پیار دیکھا رہا تھا مگر اس کا پیار بھی خطرناک قسم کا تھا کیونکہ وہ ان کو دیکھ کر بھی یونہی آوٹ اوف کنٹرول ہوا تھا اور پیار کرنے کے چکر میں ان کے بازو اور گردن پہ اپنے ناخنوں کی کئی خراشیں بھی دے چکا تھا۔۔۔

شکریہ برو ورنہ اس نے تو مجھے بارش میں نہائے بغیر ہی بھیگو دینا تھا۔۔۔ٹشو سے اپنے منہ اور گردن کو صاف کرتے فواد نے سر جھکائے کھڑے ٹائیگر کو دیکھتے کہا جو آغا فارز کی ڈانٹ پر ناراض ہو گیا تھا۔۔۔

ہیی سوری ٹائیگر""""۔۔اسے منانے کو وہ صوفے پہ بیٹھے ہی ہلکا سا نیچے کو جھکتے اس کی طرف دیکھتے بولے تو وہ فوراً سر خوشی میں ہلاتا پورے لاونج میں دُم ہلاتا بھاگنے لگا یہ اس کی خوشی کا اظہار تھا جبکہ سب اس کی بچوں جیسی حرکتوں پہ ہنستے چلے گے کیونکہ وہ رین کوٹ پہنے بھاگتا بالکل چھوٹا سا بچا لگ رہا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

وہ ایک شخص جو کسی طور مل جاتا مجھے۔۔۔۔۔مجھے منظور تھے پھر جتنے خسارے ہوتے !!

میں سر کو کیس کا حوالہ دے دیتا ہوں """اپ ڈیٹیلز سینڈ کر دے۔۔۔فون کان سے لگائے وہ باہر لان میں ادھر سے اودھر دوڑتے ڈوگز پہ نظریں جمائے اس نے فون کے دوسری طرف موجود شخص سے کہا۔۔

نہیں بالکل نہیں جب تک سر کیس دیکھ نہیں لیتے میں ٹائم کیسے دے سکتا ہوں؟۔۔دوسری طرف شخص کی بات سنتے اس نے سنجیدہ تاثرارت سے سر نفی میں ہلاتے کہا تو دوسری طرف موجود شخص شاید اس کی بات سمجھ گیا تھا تبھی الوداعی کلمات کہتے اس نے فون رکھا۔۔۔

اگر صیح عمر میں یہ کھڑوس شادی کر لیتا تو آج ان کتوں کے بچوں کی جگہ انسان کے بچے کھیل رہیں ہوتے!!۔۔۔فون رکھتے کی نظر لان کی کرسیوں کے گرد گھومتے ان پاپیز پہ پڑی جو ابھی کچھ ماہ کے ہی تھے ان سے کچھ دوران کی ماں لان کی نرم گھاس پہ لملیٹ اپنے ننھے بچوں کو کھیلتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہاشم سر ماسٹر کی چائے جل چکی ہے!!۔۔اس سے پہلے وہ مزید ان کتوں پہ تبصرہ کرتا پیچھے سے آتی خانساماں کی آواز نے اس کے قدموں تلے سے زمین کھینچی۔۔

واٹ ! ! کیا تم اندھے تھے ؟ برنر اوف نہیں کر سکتے تھے ۔۔۔ چھولے پہ رکھے سیاہ ہوئے پین کی حالت دیکھتے وہ دبدبہ سا اس بیچارے خانساماں پہ چلایا جبکہ دل اندر سے اس کا بھی ڈر رہا تھا اپنے سر کی ڈانٹ کا سوچ کر نہیں بلکہ یہ سوچ کر کے وہ یہ سیاہ ہو چکا پین مانجھے گا کیسے ۔۔۔

سوری سر مگر ہمیں ماسٹر نے سختی سے منع کیا ہے آپ کی کوئی ہیلپ کرنے سے ! ۔۔۔ مظلوم خانساماں نے اپنی مجبوری بتائی ۔۔۔

بھلے گھر کے راشن کو آگ لگ جائے مگر تم منہ سے کچھ نہ پھوٹنا"""اب اس سے پہلے وہ خود یہاں آکر برتنوں کی حالت دیکھے اسے جلدی سے صاف کروں تب تک میں دوسری چائے بناتا ہوں ۔۔۔ خود پر آئی بلا اس پر اتارتے ہاشم نے چالاکی دیکھائی ۔۔۔

مگر سر""""" ۔۔۔ اس نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا ۔۔۔

شٹ اپ گل خان"""" جلدی اسے صاف کرو ۔۔۔ اس بیچارے کو جھڑکتے ہاشم نے دوسرے پین میں دودھ پتی اور چینی ڈال کر فلیم اون کیا تو ناچار اس غریب کو بھی سر جھکاتے اس سیاہ ہو چکے پین کو مانجھنا پڑا ۔۔

میں چائے لے کر جا رہا ہوں تب تک تم یہ سلیب صاف کر دو'''۔۔۔چائے کا کپ ڈش میں رکھتے ہاشم نے بین سے نبرد آزما ہوئے گل خان کو دیکھتے اگلا حکم صادر کیا اور اس کو بولنے کا موقعہ دئے بغیر کیچن سے نکل گیا۔۔۔

ڈش پکڑے وہ اسٹڈی کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا اور اسے آنکھیں موند کر بیٹھا دیکھ دھیرے سے دروازہ بند کرتا اس کی طرف بڑھا جو کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے بیٹھا نا جانے کس کے خیالوں میں گم تھا جو اس کے آنے کا بھی احساس نہ ہو سکا۔۔۔

سر آپ کی چائے!!۔۔ٹیبل پہ فائلوں کے قریب چائے رکھتے ہاشم نے اسے متوجہ کرنا چاہا مگر وہ اپنے خیالوں میں اس قدر گم تھا اس کی آمد اور اس کی آواز سے بھی متوجہ نہ ہو سکا تھا۔۔۔۔

سر!!!!۔۔۔اسے ہنوز ویسا ہی بیٹھا دیکھ ہاشم نے ہلکا سا میز کے قریب جھکتے دو انگلیوں سے میز کی سطح بجائی تو وہ یکدم چونک کر اٹھا۔۔۔

ہاں''کیا ہوا۔۔۔جاگی سوئی کیفیت لیے وہ یوں بوکھلایا جیسے گہرے خواب سے جاگا ہو۔۔

کچھ نہیں"""چائے لے کر آیا تھا۔۔اپنے سنجیدہ اور کھڑوس سر کی حالت کو دیکھتے ہاشم دکھی سا بولا نا جانے وہ مغرور شخص کس کی جدائی میں سرد گلیشئیر بن گیا تھا۔۔

اچھا"""رکھ دوں۔۔۔ہاتھ منہ پہ پھیرتے وہ جیسے ابھی بھی حواسوں میں نہیں لوٹا تھا۔۔۔

کیا وہ بہت زیادہ خوبصورت تھی؟؟

کون؟۔وہ جو بوجھل دماغ کے ساتھ واپس پشت کرسی سے لگا گیا تھا ہاشم کی بات پہ چونکتے ہوئے بولا۔۔۔

وہی جس کے خیالوں میں آپ ہر وقت کھوئے رہتے ہے"کیا وہ بہت خوبصورت تھی؟۔۔اس کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھتے ہاشم نے سوالیہ پوچھا

۔۔۔

وہ اگر خوبصورت نہ بھی ہوتی تو میرے لیے پھر بھی دنیا کی حسین ترین تخلیق تھی"کچھ لوگ راہِ حیات میں مثلِ بہار ہوتے ہے وہ میرے لیے خزاں کے موسم میں بہار کا جھونکا تھی جو مجھے چھو کر گزر بھی گیا اور میں آج تک اس کے

سحر میں جکڑا ہوا ہوں جس میں سے میں چاہ کر بھی کبھی نکل نہیں سکتا کیونکہ میں تا قیامت تک اس سحر سے نکلنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔ہاشم کی بات پہ وہ عام دنوں کے برعکس بغیر غصہ کیے تھکے ہوئے مسافر کی طرح سر کرسی پہ گراتے چھت پہ کسی غیر مرئی نقطعے کو گھورتے بولا۔جبکہ آنکھوں کے اگے اس کا حسین سراپہ گھومنے لگا تھا۔۔۔۔

تو روکا کیوں نہیں انھیں ؟؟؟۔۔آج پہلی بار تو اس نے اپنے دل کی بات شئیر کی تھی تبھی ہاشم بھی اپنے دل میں امڈتے تمام سوالات پوچھ لینا چاہتا تھا۔۔

جانے والوں کو کہاں کوئی روک سکا ہے ہاشم اگر روک لیا جاتا تو کہانیوں کے سبھی کردار آج مکمل نہ ہوتے !!!۔۔گہرہ سانس فضا کے سپرد کرتے وہ تھکن زدہ لہجے میں بولا اس ظالم حسینہ کے فراق نے اس مضبوط مرد کے حوصلہ پست کر ڈالے تھے۔۔۔

کیا انھیں آپ سے محبت نہیں تھی ؟؟؟؟۔۔۔خوبرو وجہیہ چہرے پہ اترتی تھکن کو دیکھتے ہاشم خود کو روک نہ پایا یہ سوال پوچھنے سے جو اسے کئی سالوں سے

بے چین کیے ہوئے تھا کہ کیا وہ اتنی حسین و جمیل تھی جو وہ اتنے پرکشش اور خوبصورت مرد کو ٹھکرا گئی تھی۔۔۔

محبتیں تو بخت ہوتی ہے ہاشم "جس کو مل گئیں سو مل گئیں ان پر زور یا طاقت نہیں آزمائی جاتی ورنہ یہ ٹوٹ کر بکھر جاتی ہے۔۔ چھت پر مرکوز نظریں ہٹائے وہ اس کی سمت دیکھتا ہوا بولتا پھر سے نگاہیں چھت پر مرکوز کر گیا تو ہاشم کو اس مالدار شخص کی بدقسمتی پہ افسوس ہوا۔۔

جس نے اپ کی خالص محبت کی قدر نہ کی آپ پھر بھی اسے اپنے خیالوں میں آج تک بسائے ہوئے ہیں! کیوں؟؟؟

کچھ لوگ دل کا مرہم ہوا کرتے ہے ہاشم ہم چاہ کر بھی ان سے نفرت نہیں کر پاتے کیونکہ وہ ہی تو ہماری زندگی کی تاریکیوں میں روشنی بکھیرتے ہیں!!۔۔۔

چھت پر ٹیکی آنکھوں کو دھیرے سے بند کرتے اس شخص نے اپنی بے بسی کا اظہار کیا جیسے اس سے نفرت تو وہ چاہ کر بھی کبھی نہیں کر سکتا۔۔۔

اگراتنی ہی ان سے محبت تھی تو کیوں جانے دیا انھیں روک لیتے نا جانے دیتے محبت اور جنگ میں تو سب کچھ جائزہ ہوتا ہے۔۔۔وہ اس شخص کی بے بسی پہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

محبتوں میں زبردستی نہیں چلتی ہاشم انھیں مسکرا کر چھوڑ دینا چاہیے انکار کی تکلیف سے بچ جاتے ہیں۔۔۔زخمی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس نے ناجانے کس حوصلے سے کہا وہ تو اس کا دل ہی جانتا تھا۔بند آنکھوں کے اگے ماضی کے واقعات تازہ ہونے لگے تھے جبکہ وہ اس کی بات پہ خاموش سا ہو گیا کیونکہ اس نے بات ہی ختم کر دی تھی محبت ہوتی تو وہ شاید زبردستی کر بھی لیتا مگر وہ حسینہ اس شخص کا عشق تھی اور عشق تو ہوتا ہی ادھورا ہے !!!!

رات ساری گزرتی ہیں بس اِن حسابوں میں
اُسے محبت تھی؟ نہیں تھی؟ ہے؟ نہیں ہے؟

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

لوگوں نے روز ہی کچھ مانگا خدا سے فراز۔۔۔ایک ہم ہی تیرے خیال سے آ گیے نہ گیے۔

گھپ اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں اس وقت بھی رات کا ماحول چھایا ہوا تھا ۔ہیٹر کے باعث کمرے کا ٹمپریچر باہر کی بانسبت راحت بخش ہو رہا تھا جس کی وجہ سے بیڈ پہ اوندھے منہ سوئے شخص کو باہر بارش سے بڑھتی ٹھنڈ سے ذرا فرق نہیں پڑھ رہا تھا۔کمرے کے گھنگھور اندھیرے میں اچانک دروازہ کھولنے کے باعث روشنی کی اک لکیر سے اندر ائی اور اس ہی کے ساتھ ایک کالا سا ہیولہ بھی اندر آیا۔کمرے میں چھائے اندھیرے میں ارد گرد نظر دوڑاتے وہ بہت احتیاط بھری چال چلتے بیڈ کی طرف قدم بڑھا رہا تھا جبکہ وہ سلک کے بلینکٹ میں دبک کر سویا شخص اپنے طرف بڑھتے شخص اور اس کے ارادوں سے باخبر گہری نیند میں سو رہا تھا۔وہ سیاہ ہیولا آہستہ آہستہ چلتا آکر اس کے سرہانے کھڑا ہوا اور ایک شیطانی نظر بلینکٹ سے جھانکتی اس کی کمر اور اس کے بڑے بڑے ڈمبلز

والے بازوں پہ ڈالی جو سختی سے تکیے کو سینے میں دبوچے سو یا پڑا تھا جسے دیکھ اس ہیولہ نے تھوک نگلا اگر وہ بھوکا شیر جاگ جاتا تو وہ بالکل اس تکیے کی طرح ہی اس کی گردن اپنے پنجوں میں دبوچ لیتا۔ مگر پھر انجام کی پرواہ کیے بغیر اس نے سر جھٹکا اور جھک کر سائیڈ ٹیبل پہ پڑا شیشے کا جگ اٹھایا جو پانی سے بھرا ہوا تھا گویا اس نے رات پانی پیا نہیں تھا۔ اس پہ ہراساں سی نظر جمائے اس نے آہستے سے جگ کا ڈھکن ریمو کرتے اسے واپس سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور خود دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے جگ کو تھام گئی۔ دل میں کلمہ شہادت پڑھتے اس نے دو قدم مزید اس کی طرف بڑھائے اور جگ کو اوپر کی طرف کرتے وہ آنکھوں کو سختی سے میچتی جگ الٹ گئی تو دوسری طرف وہ جو گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا اپنے اوپر بن بادل کے سیلاب آتا دیکھ جھٹکے سے اٹھا بیٹھتا سر کو ٹیڑھا کیے کان کے اندر جانے والا پانی نکلنے لگا۔۔۔۔

میں تمہیں جان سے ماردوں گا نوال خان!!!۔۔۔اندھیرے میں اسے ہاتھ میں جگ پکڑا دیکھ دریدپھاڑ کھانے انداز میں چلایا تو کمرے میں اس کی ہنسی گونجی

۔۔۔

ہاہاہاہا"""میں ڈر گئی!!!۔۔۔جھک کر سائیڈ ٹیبل پہ جگ رکھتے اس نے لمیپ روشن کرتے ہنستے ہوئے ڈرنے کی ایکٹینگ کی تو درید کا بس نہ چلا اس چڑیل کر گلا دبا دے۔۔۔

صبح صبح اپنی منحوس شکل دیکھانے کی وجہ؟؟۔۔۔۔گیلی شرٹ اتر کر بیڈ سے نیچے پھینکتے درید نے اس کی اپنے کمرے میں موجودگی کی وجہ جانی چاہی اور خود بیڈ سے اتر کر گیلی ہوئی بلینکٹ کو بھی صوفے پہ پھینک گیا۔۔۔

اپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ بارہ بج رہیں ہے!!۔۔۔اسے بیڈ سے اٹھتا دیکھ وہ خود صاف جگہ دیکھتی بیڈ پہ بیٹھتی اسے دیکھتی بولی جواب کھڑکیوں پہ گرے کارٹن اٹھا رہا تھا۔۔

تو روز بجتے ہے کچھ نیا بتاؤ؟۔۔۔صوفے پہ سے تولیہ اٹھاتے درید نے سوالیہ آئیبرو اچکائی اور منہ صاف کرنے لگا۔۔

مجھے روحی سے ملنے جانا ہے!۔۔۔اسے اٹھانے کی وجہ بتائی گئی تو اس نے گردن رب کرتے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا جو اسے بیڈ سے اٹھا کر اب خود نیم دارز ہوئے پڑی تھی۔۔۔

تو دفع ہو میں نے کونسا مورت نکلنا ہے۔۔۔ نم بالوں میں تولیہ پھیرتے اس نے اکتائے لہجے میں کہا تو وہ تلملاتی ہوئی بیڈ سے اٹھی۔۔۔

مورت نہیں گاڑی نکالنی ہے گیراج سے کیونکہ درید خان مجھے مبین منزل لے کر جا رہیں ہے۔۔۔ کمر پہ ہاتھ ٹیکائے گویا اس نے حکم سنایا۔۔

ابے جانکل میں نہیں جا رہا باہر بارش دیکھ رہی ہوں گاڑی نہیں کشتی چلے گئی اس پانی میں۔۔۔ کھڑکی سے باہر برستی بارش کو دیکھتے درید نے اسے ہری جھنڈی دیکھائی۔۔۔

پلیز ززبھیا کتنے دن ہوگیے میں اس سے نہیں ملی۔۔ اکٹر کی جگہ مسکنیات کا ہتھیار آزمایا گیا۔۔۔

جھوٹی کالج میں روز تو ملتی ہوں!!۔۔۔ چارج پہ لگائے موبائل کو اٹھاتے اس نے بے تابی سے واٹس ایپ اون کرتے بے دلی سے کہا اور واٹس ایپ کی ایک چیٹ اون کی جہاں اس نے رات کو (ہائے درید خان ازہیر) کے نام سے میسج کیا ہوا تھا مگر نہ وہ میسج سین ہوئے تھے اور نہ ریپلائے آیا تھا جسے دیکھ اس کا دل سخت بدمزہ ہوا۔۔۔

پلیززز بھیا!!!!!۔۔۔منت بھرا لہجہ اپنایا گیا مگر دوسری طرف موجود شخص کا موڈ بری طریقے سے خراب ہوا تھا اپنی اگنورنیس دیکھتے۔۔۔

میں نہیں جا رہا نوی اینڈ نو آرگیومینٹس!!!۔۔۔اس کی ریکویسٹ کو اگنور کرتے درید نے اس بار خاصا غصے بھرا لہجہ اپناتے کہا تو پل میں شہد رنگ آنکھوں میں نمی ابھری جسے دیکھے بغیر وہ اپنی کلوزٹ کی طرف بڑھا اور غصے سے کپڑے ادھر ادھر پٹکنے لگا غصہ نوال کا نہیں اس کا تھا جسے نے رات کا کیے ہوئے میسج کا ابھی تک ریپلائے نہیں دیا تھا جسے سوچ اس کے جبڑے بھینچے تھے۔۔۔

جاناں پلیزز!!۔۔۔اسے یونہی خود کو نم نظروں سے تکتا دیکھ درید نے بے بسی سے پچھلی گردن کو رب کرتے کہا تو وہ غصے سے منہ پھلاتی گیٹ کی طرف بڑھی اور وہ خود اسے تاسف بھری نظروں سے دیکھنے لگا جانتا تھا کہ کچھ دیر میں وہ پھر نورمل ہو جائے گئی۔اس سے پہلے نوال کمرے سے نکلتی یا وہ واش روم کی طرف بڑھتا خاموشی چھائے کمرے میں موبائل کی میسج ٹون بجی تو فورا درید خان کی حس بیدار ہوئی اور وہ فورا میز پہ رکھے موبائل کی طرف لپکا اور اسکرین ان لوک

کرتے نوٹیفیکشن چیک کیے جہاں حورابلاج کے نام سے میسج شو ہوتا اس کا خراب موڈپل میں درست کر گیا تھا۔۔۔

نوال """"۔۔۔ میسج اوپن کرتے اس نے خوشی سے لبریز آواز میں اسے پکارا مقصد اسے تیار ہونے کا کہنا تھا مگر وہ دروازہ بند کرتی جاچکی تھی۔اس نے ایک نظر دروازے کی سمت دیکھا اور پھر اسے بعد میں منانے کا۔ارادہ کرتے اسکرین پہ نظر آتی اس کی چیٹ کھولی (ہیلو سنئیر حورابلاج از ہیر !!)(ہاؤ آر یو سنییر ؟؟) ۔۔۔اس کے ایک میسج کے جواب میں اس نے اخلاقیات نبھاتے دو میسج کرتے اس کا حال احوال بھی پوچھا جو درید خان کو نہال کر گیا تھا۔۔۔

آئم گڈ جونئیر واٹ اباوٹ یو !!۔۔۔ میسج ٹائپ کرتے وہ صوفے پہ پڑی بلینکٹ پہ دراز ہوا اور دوسری طرف ہوتی ٹائیپینگ کا ویٹ کرنے لگا شاید وہ ابھی ابھی اون لائین ہوئی تھی۔۔۔

ائم گڈ سنئیر """فیرویل کی پریپریشن چل رہی ہیں !!۔۔۔ موبائل کی اسکرین پہ اس کا میسج ابھرا۔۔۔

گڈ کیری اون" سنئیر ز کے شایانِ شان پارٹی ہونی چاہی۔۔۔ میسج سینڈ کرتے وہ دلکشی سے مسکرایا اور بیک کرتے اس نے اس کی پروفائل پیچر اوپن کی جس میں وہ بلیک فلیپر پہ آتشی رنگ کا لونگ کرتا پہنے گلے میں ڈوپٹے کو مفلر کی طرح ڈالے ہوئے سفید دانتوں کی نمائش کرتی مسکرا رہی تھی اور مسکراتے ہوئے اس کی دونوں آنکھیں بند ہوئی پڑی تھی جبکہ بوب کٹ بال ہوا کے دوش پہ اڑ رہیں تھے وہ یونی کے گروانڈ میں ہی لی گئی تصویر تھی۔۔۔

میری چائینز بلی""۔۔۔اسے بند آنکھوں سمیت مسکراتا دیکھ وہ دلکشی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا اور موبائل صوفے پہ رکھتا اٹھ کر کپڑے لیے واش روم کی طرف بڑھا کیونکہ شاید وہ اوف لائین ہو چکی تھی یا کلاس اسٹارٹ ہو چکی تھی۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تمہارے لیے تو مٹ جانے کا ارادہ تھا۔۔۔ تم خود ہی مٹا دوں گے یہ سوچا نہیں تھا

!

بارش میں مسلسل دو گھنٹے بھیگنے کے بعد وہ بامشکل اندر جانے کو تیار ہوئی تھی اور وہ جس نے کہا تھا کہ وہ بالکل نہیں بھیگے گا وہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے انگھوٹے تک روحی کی مرہون منت بھیگ چکا تھا اور وہ خود بھی اتنا بھیگی تھی کہ ہاتھ پاؤں کے تلوے نرم ہوتے جھریاں زدہ ہو گیے تھے۔

بھیا بارش پھر اسٹارٹ ہو گئی ہے!!۔۔۔ حمزہ کو کیچن سے ہاتھ میں کوفی کا مگ تھام کر باہر نکلتا دیکھ مرحا نے کھڑکی سے باہر لان میں برستی بارش کو دیکھتے معنی خیزی سے کہا۔۔۔

سوچنا بھی مت ورنہ بہت پیٹو گی""۔۔۔ایک کپ اس کی طرف بڑھاتے حمزہ نے ورانگ دی ابھی ابھی تو وہ دوبارہ نہا کر آیا تھا اور اسے پھر مستی سوج اٹھی تھی

۔۔۔

ہاہاہاہا" آپ تو بلی کی طرح ڈرتے ہیں بھیا!!!۔۔۔ گرم کوفی کا گھونٹ بھرتے مرحا نے ہنستے ہوئے اس کی حالت پہ طنز مارا۔۔۔

ڈرنے کی بات نہیں ہے بچے سردی کی بارش بیمار کر دیتی ہے۔۔۔۔اسے ہنستا دیکھ اسے دلی سکون ملا تھا۔۔۔

میری نورِ زندگی پھولوں کی طرح یوں ہی مسکرایا کروں تاکہ زندگی میں آنے والے کانٹے حسد کر سکے۔۔۔اس کے صاف شفاف چہرے پہ کھلتی شادابی کو دیکھتے حمزہ نے اٹھ کر اس کی پیشانی پہ پر عقیدت لمس چھوڑتے کہا تو وہ اپنے بھائی کی محبت پہ نم آنکھیں لیے مسکرائی۔ناجانے یہ محبت اور کتنے دن کی تھی اس کے نصیب میں۔۔۔

روحی کوفی ختم کر کے یہاں آؤ!!۔۔۔ تھری سیٹر صوفے پہ آکر بیٹھتی حورے بیگم نے حمزہ کے ٹراؤزر شرٹ اور تراب کی چپل پہنے بیٹھا دیکھ اسے اپنی طرف آنے کا کہا۔۔۔

کیوں؟؟۔۔۔بدلے میں سوالیہ پوچھا گیا۔۔۔

کیوں کا کیا مطلب ادھر آؤ تیل لگاؤں کتنے دن ہو گیے بالوں میں کچھ نہیں لگایا تبھی تو اتنے جھڑ رہیں ہے۔۔۔ہاتھ میں پکڑے ڈابر آملا کی بوتل کو میز پہ رکھتے انھوں نے غصے سے کہا پہلے تو وہ خود اپنی اسکن اور ہیر کی کیئر کرتی تھی مگر نا جانے اب کیا ہوا تھا کہ گزشتہ مہینوں سے اس نے خود پر توجہ دینی چھوڑ دی تھی جس کے باعث اس کے بال تیزی سے جھڑنے لگے تھے۔۔۔

پر ہم نے ابھی نہیں لگوانا!۔۔۔ تیل کی بوتل کو دیکھتے منہ بناتے کہا تو حورے بیگم کے ماتھے پہ شکنیں پڑی۔۔

سیدھے طریقے سے آؤں گی یا جوتا اتاروں؟؟؟۔۔۔ گویا پیار سے کہنے کے بجائے دھمکی لگائی گئی۔۔۔

پر ہم نہانے کے فورا بعد نہیں لگاتے!!!!۔۔۔اجتاجاً کہتے اپنا مسئلہ بتایا کیونکہ وہ شروع سے ہی نہانے کے ایک دن بعد تیل لگایا کرتی تھی اور ابھی تو اس کے بال گیلے تھے اور گیلے بالوں میں تو جوئیں پڑ جاتی ہے اسے فکر ستائی۔۔

ایک منٹ میں یہاں آؤ!!۔۔دوسری طرف سے اس کا اجتاج رد کر دیا گیا۔۔۔

بھیا!!!!!---ماں کی دھمکی پہ منہ پر معصومیت سجاتے وہ فوراً حمزہ کی طرف دیکھتے خفگی سے بولی کہ شاید وہ اسے بچا سکے کیونکہ وہ ہمیشہ ہی تو اسے بچا لیتا تھا

اٹس اوکے بچے "اگر ماما کہہ رہی ہے تو لگا والوں شاباش---ماں کی بات وہ رد نہیں کر سکتا تھا اور نہ اسے کرنا دینا چاہتا تھا تبھی نرمی سے اس کا گال تھتھپایا تو وہ فوراً منہ بناتی میز پہ کپ پٹخنے کے انداز میں رکھتے اٹھی کیونکہ وہ اپنے بھائی کی بات نہیں ٹالتی تھی کبھی---

تھوڑا اور تیز مارو ٹوٹا نہیں ہے ابھی---اس کے کپ رکھنے کے طریقے کو دیکھتے انھوں نے خائف بھری نظروں سے اس کی سمت دیکھتے کہا جو اوور سائز کپڑے پہنے احتیاط سے ان کی طرف آتی ان کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گئی تھی

حالت دیکھو بالوں کی کتنے رف ہو رہیں ہے مگر اس لڑکی کو ذرا قدر نہیں ہے ان سے جا کر پوچھو جن کے پاس ہے نہیں---بالوں میں چیر ڈالتے انھوں نے اس کے بالوں کی حالت کو دیکھتے تبصرہ کیا جو کہ ڈیمج ہونا اسٹارٹ کر رہیں تھے---

چھوڑے پہلے میں ان سے پوچھ آتی ہوں ؟؟۔۔۔ان کے اگے سے اٹھتے اس نے شرارت سے کہا تو حورے بیگم نے فورا بالوں سے پکڑتے اسے پڑکا تو وہ آییییی کر کے رہ گئی۔۔۔

انسان کی بچی بن کر بیٹھو روحی ورنہ دو چماٹ پڑے گے !!۔۔۔اس کے سر کو اگے کی طرف دھکیلتے حورے بیگم نے سر میں تیل ڈالتے لتاڑا تو وہ بیچارگی سامنہ بناتی حمزہ کو دیکھنے لگی جو صوفے پہ دارز ہوا ان ماں بیٹی کی ویڈیو بنا رہا تھا اس کے یوں معصومیت سے دیکھنے پہ آنکھوں سے تسلی دلوائی۔۔۔
تو نظرین آپ کو بتاتے چلے آج ہماری روحی ماما کے ہاتھ چڑھ چکی ہے جہاں اس کے سر کی چمپالیٹی کی جا رہی ہے۔۔۔موبائل کا فرنٹ کیمرہ اون کرتے حمزہ نے اپنے ولوگ کی شروعات کی اور ساتھ مرحا پہ ڈھانے والے ستم کا بھی ذکر کیا

۔۔۔

نظرین جیسا کے أپ دیکھ رہیں ہے مرحا یوسف چڑیل بن چکی ہے۔۔۔
کیمرے کا رخ بدلتے اب وہ بکھرے بال لیے بیٹھی مرحا پہ کرتے بولا جس کے منہ پر بھی بال بکھرے پڑے تھے۔۔۔

ڈونٹ بھیا!!!!۔۔۔ منہ پر سے بالوں کو ہٹائے مرحا نے اسے گھوری سے نوازا جس پر اس نے ہنستے ہوئے ذوم اپ کیا۔اب اس کا فیس بہت قریب سے دیکھتا واقعی ہی ڈراؤنا لگ رہا تھا۔۔۔

سیدھی ہو کر بیٹھو!!۔۔۔ سر میں ایک تھپڑ مارتے حورے بیگم نے جھنجھلاتے ہوئے کہا تو وہ شرافت کا مظاہرہ کرتی گردن جھکاتی اپنا موبائل اسکرول کرنے لگی۔۔۔

حمزہ!!!۔۔اسے موبائل میں لگا دیکھا انھوں نے دھیمی سی آواز میں اسے پکارتے ہاتھ میں پکڑے بالوں کے گچھے کو آگے کیا جس میں لمبے لمبے بال اک دوسرے سے الجھے پڑے تھے۔ان کی پریشان کن آواز پہ وہ اٹھ کر بیٹھا جب اس کی نظر ان بالوں پہ پڑی تو حمزہ کا دل دہلا اس کے اتنے ٹوٹے بالوں کو دیکھتے۔اس کے بال بہت معمولی سے ٹوٹتے تھے جن کو لے کر بھی وہ کبھی کبھی پریشان ہو جایا کرتی تھی اگر اتنے بالوں کو دیکھ لیتی تو شاید رو رو ہلکان ہو جاتی۔۔۔پریشانی سے ماتھا مسلتے حمزہ نے پہلے خود کو پر سکون کیا اور پھر خود کی طرف تکتی حورے بیگم کو تسلی دیتے اس نے مرحا سے کچھ نہ کہنے کا اشارہ کیا اور خود صوفے سے اٹھتا

فون کان سے لگائے اوپر کی طرف بڑھا ارادہ ریسیپشنسٹ سے بات کر کے اس ڈاکٹر کی اپائیٹمینٹ جلدی لینے کا تھا کیونکہ وہ مزید انتظار کر کے دیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چل نہ یار چھوڑ یہ بے رخیاں، ناراضگیاں ہنس کے مل۔۔۔ میں نے ویسے بھی تجھ سے بچھڑ ہی جانا ہے

چمکیلی سی صبح اسلام آباد کے پوش علاقوں میں اتر آئی تھی،اُفق پہ بکھیرتی سورج کی کرنوں سے ہر چیز جگمگا اٹھی تھی گزشتہ رات کافی تیز بارش برسی تھی مگر اس وقت آسمان بالکل صاف تھا بس ہواؤں میں نم مٹی کی خوشبو رچی بسی تھی ، مبین منزل کا خوبصورت باغیچہ خشک ہو چکا تھا مگر گھاس میں ابھی بھی ہلکی سی نمی کے اثرات تھے۔

اوئے تو آج پھر نہیں جا رہا یونی ؟؟؟۔۔۔خاکی پینٹ پہ بلیک شرٹ پہنے بازو میں لیدر کی جیکٹ ڈالے وہ جب نیچے اتر کر آیا تو اسے نائٹ ڈریس میں ملبوس ناشتہ کرتا دیکھ استفسار کیا۔۔۔

نہیں یار طبعیت کچھ ڈسٹرب ہے آج۔۔۔باؤل میں سے کورن فیلیکس اور دودھ کا چمچہ بھر کر منہ میں ڈالتے حیدر نے مصنوعی بیماری والے تاثرات سجائے کہا تو ناشتہ کرتے روحی نے تیکھی نظروں سے اس کی ایکٹینگ ملحاظہ کی

۔۔۔

انسان کا بچہ بن کر اٹھ جاؤ حیدر اس سے پہلے میرا موڈ ڈسٹرب ہو۔۔۔کرسی دھکیلتے تراب نے پیچھے سے اس کے بہانے کو سنتے گردن دبوچتے وارننگ دی

۔۔

اوکے اوکے بھیا""۔۔۔پل میں اس کی طبعیت درست ہوئی تو تراب جھٹکے سے اس کی گردن چھوڑتا مرحا کے برابر والی کرسی پہ بیٹھا جو کہ تھی تو اس کی مگر کئی دنوں سے حمزہ نے قبضہ کر رکھا تھا اور آج شاید وہ ابھی تک اٹھا نہیں تھا جو کہ تراب کے لیے خوش آئند بات تھی۔۔۔

آج کالج نہیں جانا بابلز ؟۔۔۔اسے جینز اور کرتا پہنے سر پہ حجاب لیے دیکھے تراب نے اچنبھی بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے استفسار کیا۔۔۔۔

نہیں فرینڈ کے گھر جانا ہے آج"اس کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ جیم لگا بریڈ کا پیس اس کے لبوں کے قریب کرتے اس نے وجہ بتائی تو تراب نے سر اثبات میں ہلاتے اس کے ہاتھوں سے بائٹ لی اور پھر وہی پیس اس کی طرف بڑھائی تو اس نے بھی چھوٹا سا بائیٹ لیا۔۔

ایک تو یہ طوطا مینا کا رومینس سنگلز کے دل پہ برچھیوں کی طرح لگتا ہے۔۔۔

تراب اور مرحا پہ نظریں جمائے داؤد نے جلتے ہوئے دل سے کہا تو حیدر نے بھی گردن سہلاتے ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

پنک حجاب میں میری گڑیا بالکل گلاب لگ رہی ہے۔۔۔پنک اسکارف میں کھلتی اس کی شادابی کو دیکھتے تراب نے جھک کر اس کے حجاب پہ بوسہ دیتے کہا تو وہ مسکرائی۔۔۔

تھینکیو بھیا!!۔۔۔پھول کی کھکھلاہٹ لبوں پہ سجائے اس نے اپنی تعریف وصول کی۔۔

اللہ میری گڑیا کی یہ مسکان ہمیشہ قائم رکھے۔۔۔ گلابی لبوں پہ سجی مسکان کو دیکھتے تراب نے پیار بھری نظروں سے دیکھتے کہا تو بریڈ پہ اس کے لیے جیم لگاتی مرحا کے لبوں پہ کھلی مسکراہٹ یکدم ماند پڑی۔۔۔

آپ ہمیں ڈراپ کر دے گے!!۔۔۔ تاثرات پہ فوراً کنٹرول کرتے اس نے دھیمی سی مسکان کے ساتھ پوچھا۔۔۔

افکورس جان میرے علاوہ کوئی یہ نیک کام کر سکتا ہے۔۔۔ تراب نے بدلے میں مان بھرا سوال پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلاتی بریڈ کا پیس اس کی طرف بڑھاتی خود جوس کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مسکراتے چہرے اکثر چھپاتے ہیں راز گہرے!!!!

سفید شیشے کی طرح چمچماتے ٹائیلز کا بنا کوریڈور اس وقت قدرے سنسان پڑا تھا ایکا دکا ہی لوگ تھے جو کچھ دیر بعد وہاں چلتے پھرتے نظر آرہیں تھے۔ماحول میں ایک اجیب سی سوگوریت چھائی ہوئی تھی کہ انسان پر ایک کپکپی سی طاری کر دے۔خالی سرد پڑے کوریڈور میں ایک بینچ پر وہ بیٹھی تھی سر جھکائے، نظریں گود میں رکھی ایک نیلے رنگ کی فائل پر ٹکی تھی جس سے اس کی زندگی اور موت جڑی تھی۔اس نے اپنے میدے جیسی رنگت لیے پتلی پتلی انگلیوں والے ہاتھ سے اس فائل کے اوپر لگی چٹ پر ہاتھ پھیرا جہاں اس بدقسمت کا نام درج تھا۔یہ ہسپتال کی بالائی منزل تھی جہاں صرف مہنگے ترین سرجن بیٹھا کرتے تھے۔وہاں جتنے بھی کمرے تھے اس وقت اندر سے بند تھے شاید وہاں ڈاکٹرز موجود ہو۔یہاں اس کی ذات کے سوا کوئی نہ تھا بس اس کوریڈور کے اختتام پر دور ایک چھوٹی سی ڈسپینسری بنی ہوئی تھی جس پر دو لوگ کھڑے نظر ارہیں تھے جنھیں دیکھتے وہ اپنے خوف سے بند ہوتے دل کو تسلیاں دے رہی تھی

اسکیوز می میم "۔۔۔۔۔۔ بینچ کے سامنے بنے ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور وہاں سے ایک نرس نکلی جس نے آکر اسے مخاطب کیا۔ کسی کے پکارنے پر اس نے اپنی اداس نمی سے بھری آنکھیں اٹھائے سامنے کھڑی نرس کو دیکھا۔ بلو لوز جینز پر چکن کا گھٹنوں تک اتا کرتا پہنا ہوا تھا جس میں اس کی سفید رنگت مزید سفید لگ رہی تھی۔ بالوں کو اچھے سے حجاب سے کور کر رکھا تھا۔ بڑی بڑی سونی گرے رنگ آنکھیں دنیا جہاں کی اداسی لیے اس کے حسن کو مزید چار چاند لگ رہی تھی

۔۔۔۔

ڈاکٹر اپ کو بلا رہیں ہے۔۔۔۔۔ اس لڑکی کے اس قدر مکمل حسن سے نظریں چرائے وہ اسے ڈاکٹر کے بلانے کا بتاتی بولی اسے اس لڑکی کی حالت پر ترس آیا پر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی سوائے اس کے لیے دعا کرنے کے۔ اس کے لیے دل میں دعا کرتی وہ دوسرے روم کی طرف بڑھی۔ اس کے جاتے ہی وہ اپنے بے جان ہوتے پاؤں پر کھڑی ہوئی اور اس بند دروازے کے قریب آئی نہ جانے اس بند دروازے کے پار کیا تھا اس کے لیے "موت اس کے لیے اپنے پر پھیلائے کھڑی تھی یا پھر زندگی اپنی بانہیں کھولے کھڑی تھی کے وہ ائے اور اس

میں سما جائے۔اس نے ایک نظر اس دوروازے پر چسپا اندر موجود ڈاکٹر کے نام پر ڈالی "ڈاکٹر موکیش "ہاں وہ ایک ہندو ڈاکٹر تھے پر کہتے تھے کے ان کے ہاتھ میں اللہ نے بڑی شفاء رکھی ہے جو بھی ان کے پاس اتا تھا اگر اس کی زندگی ہوتی تھی تو اپنی زندگی اور وہ ضرور شفیاب ہوتا تھا تبھی وہ بڑی امید اور دل سے یہاں قسمت آزمانے آئی تھی کے شاید وہ بھی اس بیماری سے آزاد ہو جائے "پر اب وہ تو اس کی قسمت بتاتی کے وہ اس بیماری سے جیتی ہے یا ہار جاتی ہے۔۔۔

گہرا سانس فضا میں بھرتے اس نے نا جانے خود میں کتنی ہمت مجتمع کی اور ہاتھ میں پکڑی فائل کو مضبوطی سے سینے لگائے اس نے دروازہ اندر کی طرف پش کیا اور خود بھی قدم دہلیز کے اس پار رکھتی اندر کو داخل ہوئی جہاں ایک چالیس سال کے لگ بھگ مرد ڈاکٹر کا وائٹ کوٹ پہنے اپنے سامنے رکھی کسی فائل پہ جھکے ہوئے تھے۔۔

جی آئیں بچے""۔۔۔دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پہ انھوں نے سر اٹھائے دیکھا تو وہ انھیں گھبرائی سی دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی نظر آئی تو انھوں

نے شفقت بھرے انداز میں اسے اندر آنے کا کہا جس پر وہ حوصلہ شکن لڑکی مردہ قدم اٹھاتی ان کی طرف بڑھی۔۔

بیٹھے شاباش""۔۔۔اپنے سامنے رکھی کرسی کی طرف اشارہ کرتے انھوں نے اسے بیٹھنے کا کہا تو وہ بے جان ہوتے وجود کے ساتھ دھیرے سے کرسی پہ بیٹھی

۔۔۔

کہیے کیا مدد کر سکتا ہوں میں آپکی؟؟۔۔۔فائل بند کر کے آنکھوں پہ لگے چشمے کو اتارتے انہوں نے میز پہ رکھتے پوچھا تو نے اس حلق کو تر کیا۔۔۔

ڈاکٹر""عائلہ نے۔۔۔سوکھے لبوں پہ زبان پھیرتے نے اس آدھی ادھوری بات کی اور فائل ان۔کی طرف بڑھادی۔۔۔

اوو اچھا""میں سمجھ گیا۔۔۔اس کی حالت اور زرد پڑتی رنگت کو دیکھتے وہ اچھے سے سمجھ گیے تھے کہ وہ خوفزدہ ہے تبھی اس کی بات کو سمجھتے انھوں نے نرمی سے فائل تھامی اور اسے کھول کر پڑھنے لگے جبکہ وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلوں کو آپس میں رگڑتی خوف سے دھڑکتا دل لیے ان پر نظریں گاڑھے بیٹھی تھی

۔۔۔

یو آر ٹوینگ فوردز ڈیزیز """ پر خیر کبھی کبھی وہ بھی ہو جاتا ہے جو ہم نہ سوچ سکتے ہے اور نہ ڈیزرو کرتے ہے۔۔۔اس کی فائل کو زیرک نگاہوں سے پڑھتے انھوں نے تعجب بھری نظروں سے اس کمسن معصوم سی لڑکی کو دیکھتے کہا جس کی آنکھوں میں گہرے خوف کے سائے تھے۔۔۔

آپ """ مرحا یوسف "آپ جانتی ہے اپ کو کونسا مرض لاحق ہے۔۔۔اس کے خوف کو وہ اچھے سے محسوس کر سکتے تھے تبھی اسے باتوں میں الجھائے انھوں نے پہلے اس کی طرف دیکھا پھر فائل پہ درج اس کے نام کو دیکھتے سوالیہ پوچھا۔۔۔

آہمم " برین 'ٹیومر۔۔۔ سر اثبات میں ہلاتے اس نے ضبط کا مظاہرہ کرتے بتایا ۔۔۔

ویری گڈ آپ کا اسٹیمنا بتا رہا ہے یو آر فائیٹر "اور آپ اس مرض سے بھی لڑنے کی ہمت رکھتی ہے ائم رائیٹ "۔۔۔۔اس کی پلکوں پہ جھلملاتے ننھے قطروں کو دیکھتے ڈاکٹر موکیش نے اس کی ہمت بندھانی چاہی تو ان کے پوچھنے پہ مرحا نے فوراً پلکوں کو صاف کرتے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

ویری گڈ اب آپ مجھے بتائے کہ آپ اکیلی آئی ہیں ؟؟؟

یس !۔۔دھیرے سے مجرموں کی طرح سر ہلایا تو ڈاکٹر کو مزید حیرت ہوئی کہ وہ ننھی سی لڑکی کس ہمت کے ساتھ یہاں تک پہنچ گئی تھی ۔۔

ڈیٹس نوٹ فیئر بچے "اکیلے گھر سے باہر نہیں نکلتے !!۔۔۔منہ بناتے انھوں نے بچوں کی طرح کہتے اسے ہنسانا چاہا۔وہ ایجیڈ تھے مگر پھر بھی زندگی سے غمزدہ اپنے پیشنٹس کو وہ یوں ہی ٹریٹ کیا کرتے تھے جیسے ابھی وہ ان کے بچوں کی طرح کہنے پہ مسکرادی تھی ۔۔۔

ویری گڈ اب آپ کل کسی بڑے کو ساتھ لے کر آئی گی تاکہ ہم مزید بات کر سکے اوکے ۔۔۔اسے مسکراتا دیکھ وہ مطمین سے ہوتے چیئر کی پشت سے بیک ٹیکائے بولتے اس کے لبوں سے مسکان چھین گیے۔

اس نے تو یہ بات اپنے بھائی تک سے چھپائی تھی تاکہ وہ پریشان نہ ہو اب وہ کس ہمت سے جا کر اسے بتائے گئی ۔۔۔

پلیز ''''''

ڈونٹ بچے صحت پہ نو آر گیومینٹس اینڈ نو کمپر ومائیز "کل آپ کسی بڑے کے ساتھ آئیں گی تو ہم مزید بات کرینگے ۔۔۔اس نے بولنے کو ابھی لب واں کیے ہی تھے کو وہ فورا سختی سے ٹوک گیے جس پر وہ سر جھکاتی لب کاٹتی کرسی سے اٹھی

۔۔۔

تنہاانسان بیماری سے نہیں لڑ سکتا بچے چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی کیونکہ انسان کو بیماری نہیں اپنوں کی تنہائی مارتی ہے ""۔۔۔اس کے چہرے پہ آتے پریشان کن تاثرارت کو دیکھتے وہ سمجھ چکے تھے کہ وہ نادان کمزور پری برین ٹیومر جیسے مرض سے اکیلا لڑنے کا سوچ بیٹھے تھی تبھی اسے نرمی سے سمجھانا چاہا تو وہ محض سر ہلاتی فائل اٹھائے روم سے نکل گئی شاید دوبارہ نہ آنے کا تحیہ کیے !!!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خود بہ خود چھوڑ گیے تو چلو اچھا ہوا۔۔اتنے احباب کہاں ہم سے سنمبھالے جاتے !

شام کے گہرے سائے زمین پر اترے تو شہر مصنوعی روشنیوں سے اجاگر ہوا۔ سڑکوں پہ ٹریفک کا زور بڑھتا ٹریفک جام ہونے کا باعث بن رہا تھا کیونکہ ہر شخص کو گھر جانے کی جلدی تھی۔ ٹریفک پولیس کے دو اہلکار سیٹیاں بجاتے راستہ بناتے ایک ایک کر کے بائیک سوار، رکشہ اور گاڑیوں میں بیٹھے حضرات کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کر رہیں تھے۔ خوبصورت کمرہ جو کچھ دیر پہلے تک نہایت نفاست سے صاف کیا گیا تھا اب وہاں جگہ جگہ کپڑے بکھرے پڑے تھے، زمین پہ کہی الگ الگ رنگ کے جوتے بکھرے ہوئے تھے تو کہی بیلٹ اور وہ خود شرٹ لیس کلوزٹ میں سر دئے نہ جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

ابے اوئے خبیث کی اولاد نکل بھی آلماری سے یا حور آ کر نکالے گی تو ہی نکلے گا؟ ۔۔۔ کمرے کی خاموشی میں ایک غصے سے بھینچی بھینچی آواز گونجی تو الماری میں تلاشتے اس کے ہاتھ رکے۔۔۔

اپنی الماری میں گھسا ہوا تیرے گھر میں نہیں جو یوں غصہ کر رہا ہے !۔۔۔بدلے میں اس نے بھی بیڈ پہ تکیوں کے ساتھ لگے موبائل کی اسکرین پہ نظر آتے درید کو بدلے میں گھوری سے نوازتے کہا۔۔۔

یار میرے بلیک شوز نہیں مل رہیں ؟؟؟۔۔۔پریشانی سے بھرے تاثرات والا چہرے لیے معتصم بھی اسکرین پہ ابھرا ساتھ پچھلی گردن کو رب کیا۔۔۔

لعنتی شخص ڈھولکی والے دن تو میرے کمرے میں ہی چھوڑ گیا تھا۔۔۔زمین پہ رکھے بلیک چمچماتے شوز دو انگلیوں سے پکڑتے فواد نے ہوا میں لہراتے ہوئے بتایا تو معتصم کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کے اس کے شوز وہاں کیا کر رہیں ہے۔۔۔

تو کیا میں ننگے پاؤں واپس آیا تھا۔۔۔ ٹھوڑی کھجاتے اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔۔۔

میری سوفٹی پہن کر واپس گیا تھا !!۔۔۔شوز نیچے پھینکتے فواد نے لفظوں کو چباتے ہوئے کہا مگر معتصم کا دل اچھل کر اس کے حلق میں آیا جب اس نے اس کے مہنگے ترین شوز زمین پہ بے دردی سے پھینکے۔۔۔

ابے کمینے میرے اتنے مہنگے شوز ہے اٹھا انھیں فورا!!!۔۔۔صدمے کی ذیتی سے وہ فورا چیخا۔۔۔

بندہ ہولی بول لیتا ہے تیصم کان کے پردے پھاڑ دئے۔۔۔اس کے چیخنے پہ واش روم سے پینٹ پہن کر باہر نکلتے درید نے پینٹ کا بٹن بند کرتے کہا۔۔۔

تو کان کے پردوں کی بات کرتا ہے میں تیرے اس دوست کو پورا پھاڑ دونگا جس نے میرے اتنے مہنگے شوز یوں زمین پہ مارے ہے!!!اسے بول درید اٹھا کر عزت واحترام سے اوپر رکھے۔۔۔۔وائٹ شرٹ پہن کر اس کے بٹن بند کرتے فواد کو دیکھتے معتصم نے دانت کچکچاتے درید کو بیچ میں گھسیٹا۔۔۔

رکھ دے جانی اوپر اس منحوس کی سانسیں قید ہے بر بری کے ان شوزوں میں!!

۔۔۔شرٹ کا ایک بازو پہن کر دوسرے بازو میں آستین ڈالتے درید نے سرد نگاہوں سے گھورتے فواد کو بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے کہا تو وہ درید کو سرد نگاہوں سے دیکھتا نیچے کو جھکا اور دو انگلیوں سے زمین پہ پڑے شوز اٹھائے بیڈ کے قریب آیا تو معتصم نے سانس روکی۔۔۔

شوز بھلے باٹا کے ہو یا بر بری کے رہتے ہمیشہ پاؤں کے نیچے ہی ہے۔۔ سنجیدہ سپاٹ نظروں سے اسکرین پہ سانس روکے معتصم کو دیکھتے فواد نے لچک دار لہجے میں کہتے ہاتھ میں پکڑے شوز ہوا میں معلق کیے تو اس کا ارادہ سمجھتے درید نے اسے فوراً باز رکھنا چاہا کیونکہ معتصم شاہ کو اپنے یہ شوز بہت عزیز تھے۔۔۔

ڈونٹ فادی!!!!!۔۔۔ درید نے اسے اس حرکت سے باز رکھنا چاہا مگر وہ ان سنی کرتا معتصم کو طنزیہ مسکرا کر دیکھتا ہوا میں معلق شوزوں کو چھوڑ گیا جو دھڑام کرتے چکنے فرش پہ گرے اور ان کے گرتے ہی معتصم کی دلسوز چیخ گونجی۔۔۔

فوادددددد!!!۔۔۔ وہ پوری شددت سے حلق کے بل چیخا تو اس کی دھاڑ کمرے میں یوں گونجی جیسے وہ یہاں موجود ہوں۔۔۔

اللہ رحم!! فواد پورا تو نہیں ہو گیا کہی؟؟؟۔۔۔ گیلے بالوں کو ٹاول سے سکھاتے حارث نے معتصم کی چیخ پہ دہلاتے ہوئے موبائل کے قریب آتے پریشانی سے پوچھا مگر فواد کو سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑا دیکھ سخت بدمزہ ہوا۔

در فٹے منہ معتصم!!۔۔۔ اسے لعنت بھرے تاثرات سے دیکھتے وہ واپس شیشے کی طرف مڑا۔۔۔

فواد تو آج زندہ نہیں بچے گا!!۔۔۔۔غصے سے بھری دھمکی لگائی گئی۔۔

ابے جل نکل"۔۔اس کی دھمکی کو ہوا میں اڑاتے وہ واپس اپنی کھلی ہوئی کلوزٹ کی طرف بڑھا۔۔۔

درید میرا بلیک کوٹ نہیں مل رہا؟؟۔۔۔ہینگ شدہ کپڑوں کو ایک طرف سے دوسری طرف کرتے فواد نے پریشانی سے پوچھا وہ کتنی دیر سے اپنا کوٹ ڈھونڈ رہا تھا جو مل کے ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

رائٹ سائیڈ والا کلوزٹ کھول بلو شرٹ کے ساتھ سکینڈ لاسٹ میں ہینگ ہے ۔۔۔بالوں کو اچھے سے سیٹ کرتے درید نے خود پر کلون کا اسپرے کرتے بغیر اسے دیکھ بتایا تو وہ فورا اس کے بتائی جگہ پہ دیکھنے لگا۔وہ چاروں جب بھی کہی جاتے تھے یونہی ویڈیو کال پہ جوائن ہو کر تیار ہوتے تھے اس لیے چاروں کو ایک دوسرے کی چیزوں کا پتہ تھا کہ کہاں پر رکھی ہے۔۔۔

مل گیا" تھینکس ٹوڈ۔۔۔ہینگر میں لٹکتے کوٹ کو نکل کر پہنتے فواد نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

درید میرا انڈر گارمینٹس نہیں مل رہا؟؟؟؟۔۔۔چھیڑنے کو معتصم نے داڑھی کھجاتے اپنی مسکراہٹ دبائے کہا۔۔۔

کمینے دوست ہوں تیری بیوی نہیں جو تیری پرسنل چیزوں کا دھیان رکھوں گا!!۔۔۔کف لنکس لگاتے درید نے خاصا چیڑتے ہوئے کہا تو معتصم نے مسکراہٹ دبائی۔ویسے تیری کلوزٹ کے تھرڈ ڈرار میں پڑے ہیں" بلیک والا پہننا زیادہ میچ ہو گا!!۔۔۔اسے اپنی مسکراہٹ چھپاتا دیکھ اس بار درید نے بے باکی کا مظاہرہ کرتے کہا تو حارث اور فواد کا برجستہ قہقہ گونجا جبکہ معتصم کی کان کی لوئیں سرخ پڑی شرم سے نہیں غصے سے۔۔۔

بغیرت انسان تو میری الماری کی تلاشیاں لیتا پھرتا ہے۔۔۔ان تینوں کو ہنستا دیکھ معتصم نے خائف ہوتے کہا تو کوٹ پہنتے درید نے فخریہ کندھے اچکائے۔۔۔

اچھا میری بات سنو وہاں جا کر درید اور فواد اگر تم دونوں سنگل دوستوں کو چھوڑ کر اپنی اپنی حوروں کے پاس گیے تو قسم خدا کی پھر جنت میں ہی ملوں گے۔۔۔بیڈ پہ بیٹھ کر سوکس پہنتے حارث نے ان دونوں کو گھورتے باوار کروایا۔

فواد کی ٹینشن نہیں لے فرسٹ ائیر انوائیٹ نہیں ہے تو صرف درید کو قابو میں رکھنا کیونکہ وہ چھینی پھینی ضرور ہو گئی۔۔۔ معتصم نے کلائی میں گھڑی پہنتے حارث کو فواد کی طرف سے مطمین ہونے کا کہتے درید پہ نظر رکھنے کو کہا۔۔۔ نظر چھوڑ میرے لیے راڈو کی بلیک ڈائل والی گھڑی لے کر آ۔۔۔اسے گھڑی پہنتا دیکھ درید نے حکمیہ لہجے میں کہا تو معتصم نے فوراڈرار سے گھڑی نکال کر پینٹ کی پوکٹ میں رکھی۔۔۔

اور فادی لعنتی میرے جوتے ضرور لے آنا کیونکہ میں تیری سوفٹی پہن کر آرہا ہوں!!۔۔۔ معتصم نے کیمرے کے اگے فواد کی نائیکی کی سوفٹی اگے کرتے کہا تو فواد نے سر اثبات میں ہلاتے اس کے شوز اٹھا کر ایک پرنٹیڈ شوپر میں ڈالے

۔۔۔

ریڈی گائیز""۔۔۔درید شوز پہنتے کیمرے کے اگے کھڑا ہوتا بولا تو فواد بھی فوراا اپنا کوٹ درست کرتا آگے آیا"ریڈی۔۔۔ڈن"۔۔۔شوز پہن کر بیڈ سے اٹھتے حارث نے بھی تھمبزاپ کا اشارہ دیا"ریڈی برو"۔۔۔ معتصم نے کیمرے

کے نزدیک بہت نزدیک منہ لاتے کہا کے اس کے صرف ہونٹ اور دانت ہی نظر آئے تھے۔۔

ہنہمم "معتصم برش بھی کر لینا تھا پتہ ہے وہاں کتنی لائٹیں ہو گی دور سے ہی فوکس مارے گے تیرے ہی پیلے دانت۔۔۔اس کے سفید دانتوں کو منہ بنا کر دیکھتے درید نے لتاڑا۔۔۔

چل کچھ تو فوکس مارے گا ہی۔۔ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے کہا گیا۔۔۔

اوکے گائیز سات بج گیے ہے ہری اپ جلدی نکلو"اور جو جلدی پہنچ جائے وہ گیٹ پہ انتظار کرے۔۔اپنا والٹ موبائل اور گاڑی کی کیز اٹھاتے حارث نے سب کو یاد دہانی کروائی تو سب نے اوکے کا سائین دیا اور ایک ایک کر کے کال ڈسکنیکٹ کر گیے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہجومِ ناامیدی خاک میں مل جائے گی۔۔۔یہ جو اک لذت ہے ہماری، سعئی بے حاصل میں ہے

آج پھر وہاں خوشیوں اور قہقوں کا دور چل رہا تھا اور وہ آج پھر اپنے دردِ دل کو ہنسی کے مکھوٹ میں چھپائے بیٹھی اندر سے مسمار ہو رہی تھی اس کی یکطرفہ محبت کے جنازے پہ سب نے بھرپور شرکت کی تھی اپنے پرائے سب خوشیوں کی رنگینی میں گم تھے اور وہ اپنی بکھرتی ذات کے ٹکڑے اٹھائے خالی نگاہوں سے دیرو دیواروں میں اترتی سیاہی کو دیکھ رہی تھی۔

روحی!!۔۔۔اپنی گود میں سر رکھ کر اسے سونی نگاہوں سے دروازے کی سمت تکتا دیکھ حمزہ نے بھاری لہجے میں اس کے بالوں میں دھیرے سے ہاتھ پھرتے پکارا۔۔۔

ہمہم "۔۔دروازے سے نظریں اٹھائے اس نے اوپر کی طرف اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہنکارا ابھرا۔۔۔

ٹھیک ہوں؟؟۔۔۔اس کی پلکوں کو چھوتے حمزہ نے دھیرے سے پوچھا۔۔۔

آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں ؟۔۔۔اپنے سر میں چلتے اس کے ہاتھ کو تھم کر لبوں سے لگاتے اسے اپنی فکر میں گھلتا دیکھ پوچھا کہ جہاں ہر کوئی ان کی خوشیوں میں شریک ہو رہا تھا تو وہ کیونکر اس کی وجہ سے اپنوں کی نظروں میں برا بن رہا تھا

۔۔۔

باپ ہمیشہ بیٹیوں کے مستقبل کے لیے پریشان ہوتا ہے چاہے وہ ایک ماہ کی ہو یا اکیس سال کی تو پھر میں کیوں اپنی بیٹی کے لیے فکر مند نہ ہوں میری تو کل کائنات ہی آپ ہو۔۔ماتھے اور بالوں کے درمیان بوسہ لیتے حمزہ نے ماں سے کہا کہ وہ اس کی بیٹی ہے۔۔۔

کیا ہو رہا ہے بھئی ؟۔۔دروازے سے اندر داخلے ہوتے فواد نے شرارتی انداز میں پوچھا تو مرحا فورا اٹھ کر بیٹھتی ڈوپٹے کو اچھے سے سینے پہ پھیلا گئی۔۔۔

تو کدھر سے آرہا ہے "۔۔۔اسے نک سک سا تیار اندر آتا دیکھ حمزہ نے سوالیہ نظروں سے استفسار کیا۔۔۔

فیرویل ہے یونی میں بس وہاں کی تیاری "سوہنے آپ کیوں نہیں آئی ڈھولکی میں ؟؟۔۔۔حمزہ کے سوال کا جواب دیتے فواد نے اس کے قریب صوفے پہ بیٹھتے

سوالیہ پوچھا۔کیونکہ آج پھر آغاہاؤس ڈھولکی رکھی گئی تھی جس میں حمزہ نے اسے سختی سے جانے سے منع کیا تھااور خود بھی نہیں گیا تھا۔۔۔

سر میں درد ہورہا تھااس لیے۔۔۔دھیرے سے لہجے میں کہتے اس نے کان کے پیچھے بالوں کواڑاسا۔۔۔

اووومیرا بچہ "ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں لے کر جاتے آپ میری گڑیا کو۔۔۔

دکھی تاثرارت لیے فواداسے اپنے حصار میں بھرتا حمزہ کو دیکھتا آئیبرواچکائیں بولا

۔۔۔۔

لی ہے ڈاکٹر سے اپائیٹمینٹ تواپنی بتا فیر ویل ہے یا تیرا ولیمہ جو یہ ڈنر سوٹ پہن کر جارہا ہے۔۔۔پوزیسیو بھیانے فوراًاپنی گڑیا کواپنے حصار میں لیتے اس کے بلیک اینڈ وائٹ ڈنر سوٹ پہننے پہ چوٹ کی۔۔۔

میرا ولیمہ ہوگا تومیری گڑیا یہاں یوں نہیں بیٹھی ہوگی بلکہ پریوں کی طرح تیار گھومتی پھرتی نظر آئے گی۔۔۔اس کی سادہ اور مرجھائی حالت کو دیکھ کر کہتے فواد نے پھر کونی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

یہ توکس خوشی میں میری بیٹی پہ حق جتا رہا ہے۔۔۔اسے پھر مرحا کو لاڈ سے اپنے حصار میں لیتا دیکھ حمزہ نے خاصا چڑتے ہوئے کہا کیونکہ اپنے علاوہ اپنی بہن پہ کسی کا حق اس سے برداشت نہیں ہوتا تھا۔۔۔

یہ چھوٹی سی پاشا میری بیٹی ہے"۔۔۔حمزہ کے جیلیس ہونے پہ فواد نے اسے مزید تپانے کے لیے روحی کے بالوں پہ بوسہ دیتے کہا۔وہ اس کی بانہوں میں پلی تھی اس کے لیے تو بیٹی ہی تھی۔۔۔

فادی دفعہ ہو اب تجھے دیر نہیں ہو رہی؟؟۔۔۔اس نے روحی کو اسے جدا کرنے کے لیے ہاتھ اگے بڑھایا ہی تھا جب وہ اس کے گرد گرفت مضبوط کرتا پیچھے کو کھسکا۔۔۔

میں اپنی گڑیا کو ساتھ لے کر جاؤں گا"کیوں حسین لڑکی چلوگی میرے ساتھ ۔۔۔حمزہ کو تڑی لگاتے فواد نے سر نیچے کو جھکا کر اس کی طرف دیکھتے پوچھا۔وہ اپنی بوجھل طبعیت خرابی کی وجہ سے انکار کر دیتی مگر فواد کے آنکھ مارنے پہ وہ اس کی شرارت سمجھتی فوراً اثبات میں ہلا گئی۔۔۔

ڈیٹس نوٹ فیئر روحی""".۔اسے گردن ہلاتا دیکھ حمزہ نے خائف نظروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاہاہاہا بھیا آپ جیلیس ہو رہیں ہے !!۔۔۔اپنے بھائی کی جیلیسی کو دیکھتے لاونج میں اس کی جلترنگ بکھیرنے والی ہنسی گونجی جسے دیکھ فواد بھی ہنس پڑا۔۔

فواد درید تمہیں کال""""".۔۔فون کان سے لگائے وہ اندر آتے اجلت بھرے انداز میں بولے مگر جیسے ہی نظر سفید رنگت میں گھلتی سرخی پہ پڑی ان کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گیے اور وہ بنا پلک جھپا کے اسے دیکھنے لگے جو حمزہ کے روٹھ جانے پہ ہنستی ہوئی اس کے سینے سے لگی تھی۔وہ لان میں اپنی ضروری کال اٹینڈ کر کے جیسے ہی اندر جانے لگے اپنے فون پہ اتی درید کی کال دیکھتے انھوں نے اٹھا کر کان سے لگایا جس پر اس نے فواد کے فون نہ اٹھانے اور پارٹی میں لیٹ ہونے کا ذکر کیا تھا جس پر وہ اسے ویٹ کرنے کا کہتے مبین منزل کی طرف بڑھے کیونکہ فواد ان کے سامنے سے ہی گزر کر وہاں گیا تھا۔وہ تو اسے درید کی کال کا بتانے آئے تھے انھیں کیا پتہ تھا کہ یہاں ان کا سامنا اس دشمنِ جاں سے ہو جائے گا جسے دیکھتے ان کے سب ہی ارادے پست ہوتے نظر آتے تھے۔۔۔

جی بھیا آپ کچھ کہے رہیں تھے۔۔۔وہ ان کی آواز سن چکا تھا مگر ان کی ادھوری بات سمجھ نہیں پایا تھا جبھی انھیں اسٹل کھڑا دیکھ اپنی طرف متوجہ کیا تو ان دونوں کی نظریں بھی دروازے میں کھڑے آغا فارذ پہ پڑی جن کی نظروں کا ارتکاز مرحا کی طرف دیکھتے حمزہ نے ضبط سے موٹھیاں بھینچتے اپنے غصے کو کنڑول کیا ۔۔۔

پلیز" بھیا۔۔۔ایک سنجیدہ نظر ان پر ڈالتے وہ فورا اپنا رخ بدلتی حمزہ کی طرف متوجہ ہوئی جس کے چہرے پہ خطرناک حد تک سنجیدگی چھائی ہوئی تھی جسے دیکھ اس نے نرمی سے اس کی موٹھیاں بھینچے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے نرمی سے کہا۔۔۔

درید" تمھیں کال کر رہا ہے" یو گیٹینگ لیٹ""۔۔۔تمام باتیں ایک طرف آج اس کا اپنی طرف سے یوں چہرے پھیر لینا آغا فارذ کے دل پہ بھالے کی طرح لگا تھا وہ تو کبھی ناراضگی میں بھی یوں چہرہ نہیں پھیرتی تو کیا اب بات ناراضگی سے بھی اگے بڑھ گئی تھی جہاں وہ ان کا چہرہ دیکھنا تک گوارا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اووو ڈیم "میرا فون گاڑی میں ہے وہ سب مجھے کالز کر رہیں ہونگے۔۔۔اپنے سر پہ ہاتھ مارتا وہ فوراً صوفے سے اٹھاتا بولا کیونکہ اس کے چکر میں سب لیٹ ہو گیے تھے۔۔

اوکے چند اٹیک کیئر یور سیلف "" پھر ملتے ہیں۔۔۔کوٹ کا بٹن لگاتے فواد نے جھک کر اس کے سر پہ لب رکھا کر پیچھے ہوتے کہا اور الوداعی نظر اس پر ڈالتا اجلت بھرے انداز میں گیٹ کی طرف تو وہ بھی ایک بے بسی بھری نگاہ خود سے پشت پھیر کر بیٹھی اس ظالم پہ ڈالتے الٹے پیر واپس مڑ گیے۔۔۔

وہ کیوں بار بار سامنے آکر ہمیں ہماری محبت کی ناکامی کا احساس دلاتے ہے۔۔۔ تھکا ہوا وجود لیے وہ حمزہ کے سینے پہ سر رکھتی شبنمی لہجے میں دروازے کی دہلیز کو تکتی بولی جہاں کچھ دیر پہلے وہ اپنی مرعوب کر دینے والی شخصیت کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔

فضول سوچنا بند کرو شاباش سر میں درد ہو رہا ہے نہ۔۔۔اس کے سر کو تھپکتے حمزہ نے اس کی سوچوں پہ بندھ باندھنا چاہا کیونکہ وہ یہ ہی سوچ سوچ کر تو اپنے سر کو درد لگاتی تھی۔ جبکہ اس کے کہنے بھی اس کی سوچیں ان کے اطراف

گھومنے سے باز نہیں آئی تھی۔ نم نگاہیں اب بھی اس ہی چوکھٹ کو گھور رہی تھی

جہاں وہ کھڑے تھے۔۔۔اک زخمی پرندے کی طرح جال میں ہم ہے

اے عشق ابھی تک تیرے جنجال میں ہم ہے

اور! ہنستے ہوئے چہرے نے بھرم رکھا ہمارا

وہ دیکھنے آیا تھا کہ کس حال میں ہم سے !

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تو نے مجھ کو مانگا ہی نہیں۔۔۔ورنہ کیا تیرا کوئی خدا نہ تھا !!

چھوٹے چھوٹے بھائیوں کے بڑے بھیا

آج بنے گے کسی کے سیاں

ڈھول نگارے بجے شہنائیاں

جھوم کر آئی منگل گھڑیاں

پینٹ شرٹ پہ سر پہ ڈوپٹے لیے وہ داڑھی مونچھ والے چہرے پہ ڈوپٹے کے پلو سے نقاب کیے گانے کے بولوں پہ نہایت زنانہ ٹائپ کے اسٹیپ لیتے کافی مضحکہ خیز لگ رہیں تھے تالیاں بجاتی خواتین اپنے اپنے نمونوں کی حرکتوں پہ بامشکل اپنے قہقہ روکے بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ فضا میں ہر طرف خوشیاں سی پھیلی ہوئی تھی داؤد اور حیدر کے ڈانس کو دیکھتے گھر کی تمام خواتین مسکراتی تالیاں بجا رہی تھی۔ سب خوش تھے ماسوائے ان کے جو صوفے پہ سرد وسپاٹ تاثرات لیے بیٹھے اس سفاک حسینہ کی حرکت کو یاد کرتے خلس رہیں تھے۔ اس کا ان کی طرف سے منہ پھیر لینا آغا فارذ کو جلتے تندور پہ بیٹھا گیا تھا، چوڑے ہاتھوں کی موٹھیاں اتنی سختی سے بھینچی ہوئی تھی کہ نسیں ابل کر باہر کو آ رہی تھی اور دماغ مائینس پوائیٹ پہ جاتا مفلوج ہونے لگا تھا۔ لوگ غصے میں گرم ہوتے ہیں اور آغا فارذ غصے میں سرد گلیشیر بنتے اپنے سوچنے سمجھنے کی حس سے مفلوج ہو جاتے تھے اور اب بھی ان کا وہی حال تھا کہ وہ سوچوں میں اتنے غرق تھے کہ سامنے بیٹھے نفوسوں کی انھیں صرف مومینٹ نظر آ رہی تھی جبکہ آوازیں کسی بہرے انسان کی طرح دماغ تک پہنچ ہی نہیں پا رہی تھی۔

بھابھی کے سنگ ہولی میں

رنگ گھلال اڑئے گے

آئے گی جب جب دیوالی

مل کر دیپ جلائے گے

چنری کی کردے گی چھائیاں

آئے گی بن کر پُرمائیاں

ڈوپٹہ گھونگھٹ کی طرح منہ پر پھیلائے حیدر نے میرال کی بھرپور ایکٹینگ کرنے کی کوشش کی تھی جبکہ داؤد سنجیدہ تاثرارت منہ پہ سجائے آغا فارذ کا کردار سرانجام دے رہا تھا۔۔۔

آغاخاندان کے سپوت کم مراسیوں کی اولادیں زیادہ لگ رہیں ہے۔۔۔حیدر کو لڑکی کی طرح ڈوپٹہ لیے دیکھ فرقان ماموں نے سرد نگاہوں سے اسے گھورتے کہا۔وہ لوگ لاونج کے بجائے سٹینگ ایریا میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔

تمھاری ہی اولاد ہے"۔۔۔سکندر ماموں نے اپنی مسکراہٹ روکتے کہا۔۔۔

آپ کی کونسی قائدِاعظم کے چودہ نکات پیش کر رہی ہے ؟۔۔۔ وہ بھی دوبدو داؤد کو حیدر کے اگے پیچھے ہوتا دیکھ طنزیہ بولے۔۔۔

میری اولاد تو ہے ہی مراسی اس میں کوئی شک نہیں۔۔۔ وہ مطمین سے بولے

۔۔۔۔

چھوٹے چھوٹے بھائیوں کے بڑے بھیا۔۔۔ وہ اب جھومتے ہوئے صوفے پہ سنجیدہ سے بیٹھے آغا فارز کی طرف بڑھے۔۔۔

آج بنے گے کسی کے سیائیاں۔۔۔ دونوں ان کے ہاتھوں کو پکڑے صوفے سے کھڑا کیے بیچ میں لائے جو کہ وہ آسانی سے آبھی گیے مگر غصے سے دماغ کی رگیں پھڑ پھڑانے لگی تھی۔۔۔۔

ڈھول نگارے بجے شہنائیاں۔۔۔۔ ایک ایک کر کے تمام خواتین کو اٹھاتے وہ دونوں انھیں بھی بیچ میں گھسیٹ لائے جس پر وہ خوشی سی مسکراتی آغا فارز کی بلائیاں اترنے لگی تھی۔۔۔

جھوم کر آئی منگل گھڑیاں۔۔۔ تالیاں بجاتے اب وہ سب ان کے گرد گھومنے لگے تھے جن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہر چیز تہس نہس کر دے رگوں میں خون

سر دپڑتا جمنے لگا تھا جبکہ ہاتھوں۔ کی موٹھیاں اتنی ذور سے بھینچی ہوئی تھی کہ ہڈیوں کے کڑکنے کی آوازیں آرہی تھی، مائیگرین دماغ کے پچھلے حصے پہ اٹیک کرنے لگا تھا جس کے باعث انھیں سب کچھ دھند میں لپٹا ہوا نظر آنے لگا تھا! مگر پتہ نہیں وہ دھند تھی یہ نمی !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم بھی غالب کی طرح کوچہ جاناں سے محسن۔۔۔ نہ نکلتے تو کسی روز نکالے جاتے !!

یہ ایک چھوٹا سا پلستر شدہ صحن تھا جس میں ایک چٹائی بچھائی ہوئی تھی جس پر تقریبا پندرہ سے بیس بچے بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ کی چھٹی ہوگئی تھی، پورا صحن بچوں کے بیگوں اور کتابوں سے بکھرا پڑا تھا کہی پینسل کا کچر موجود تھا تو کہی پنکھے کی ہوا سے اڑتے غذا۔ تمام بچے اپنی کتابوں پہ سر جھکائے شرافت کا مظاہرہ

کررہیں تھے کیونکہ صوفے پہ بیٹھی ان کی ٹیچر کا دماغ کافی گرم ہوا پڑا تھا جس کی زد میں کئی معصوم بچے آچکے تھے۔۔

۔اب اگر تمہارا سر کتاب سے اٹھا عون تو دیکھنا پھر کیا کرتی ہوں۔۔۔ سلیقے سے سر پہ ڈوپٹہ جمائے سانولی رنگت میں گھلتی غصے کی سرخی لیے وہ فرنٹ پہ بیٹھے ایک سات آٹھ سال کے بچے کو دیکھتی بولی جو اس کی دہاڑ پر فوراً کتاب میں غروب ہوا تھا۔۔

ٹیچر یہ میتھس کا نومیریکل سمجھ نہیں آرہا؟؟۔۔۔ چودہ پندرہ سال کی بچی جو کہ شاید میٹرک کی اسٹوڈنٹ تھی ہاتھ میں میتھس کی کتاب پکڑے اٹھ کر اس کے قریب آتی ڈرتے ڈرتے بولی کیونکہ وہ پہلے بھی دو بار اسے سمجھا چکی تھی۔۔۔

حائفہ کیا ہو گیا ہے آج تمہیں "پہلے تو ایک دفعہ سمجھانے پہ ہی سمجھ آجاتا تھا آج کیا ہو رہا ہے۔۔۔اس کے ہاتھ سے کتاب کھینچتی وہ غصے سے اپنی پیشانی مسلتی بولی مگر پھر فوراً اپنی حرکت کو محسوس کرتے وہ اپنی انگلی نیچے کر گئی۔اس مغرور کی ایک ایک حرکت وہ کاپی کرنے لگی تھی۔۔۔

سوری مس"۔۔۔بچی شرمندگی سے بولی تو اس کے تنے عصاب کچھ ڈھیلے پڑے اور اسے صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

دیکھو بہت آسان ہے ہمیں اس گیوینگ ویلیو کا اسکوئیر روٹ نکال کر فرسٹ ویلیو سے ملٹیپلائے کرنا ہے اور دیکھو ہمارا انسر نکل آیا۔۔۔کیلکولیٹر میں شو ہوتے آنسر کو وہ اس بچی کو دیکھاتی بولی جو آسانی سے حل ہو چکا تھا۔۔۔

باقی میں کرلوں گی""۔۔۔بچی فورا کتاب اٹھائے کھڑی ہوتی بولی تو اس نے کیلکولیٹر بھی اس کی طرف بڑھایا۔۔۔

ولی میں ٹو سے فیفٹین تک ٹیبل سننے والی ہوں اگر ایک بھی غلطی ہوں تو چھٹی کا تصور بھی مت کرنا۔۔۔اسے ساتھ بیٹھے بچے سے باتیں کرتا دیکھ اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے سخت گیر آواز میں کہا تو بچہ فورا سیدھا ہوتا ٹیبلز کے رٹ مارنے لگا کیونکہ اگر اس نے کہہ دیا تھا کہ چھٹی نہیں دے گی تو مطلب نہیں دے گی چاہے نو ہی کیوں نہ بج جائے۔۔

حور !!!

جی امی !۔۔۔کمرے سے آتی اپنی ماں کی آواز پہ اس نے فورا جواب دیا۔۔۔

بیٹا تمہارا فون بج رہا ہے۔۔۔انھوں نے سلائی مشین کا ہینڈل چلاتے اسے اس کے بجتے فون کی اطلاع دی۔۔

اپسرا جاؤ فون لے کر آؤ۔۔۔بچوں کے درمیان بیٹھ کر پڑتی اپسرا کو دیکھتے اس نے فون لانے کا کہا تو وہ فورا سر ہلاتی اٹھی اور کمرے کی طرف دوڑ لگا گئی۔۔۔

دریاب بیٹا یاد ہوا"۔۔۔فرنٹ پہ بیٹھی اک چار سالا بچی کو دیکھتے حور نے نرمی سے پوچھا جو گرم بف والا سوٹ پہنے بھالو لگ رہی تھی۔۔۔

میت "ون تو ٹیچن یاد ہوا ہے"۔۔۔اپنی توتلی زبان میں بولتے بچی کتاب لے کر اس کے پاس آئی تو اس ہی کے ساتھ اپسرا بھی فون اٹھائے اس کے پاس آئی

۔۔۔

کس کا فون تھا؟؟۔۔۔موبائل اس کے ہاتھ سے لیتے سوالیہ پوچھا۔۔

پتہ نہیں کٹ گیا تھا۔۔لاعلمی سے کندھے اچکائیں بولتی وہ واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی تو وہ بھی فون سائیڈ پہ رکھتی دریاب کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

ہم سب کو کس نے پیدا کیا ہے ؟؟۔۔۔اس کے ہاتھ سے کتاب پکڑے حور نے سوال پوچھا تو وہ فوراً دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے یوں کھڑی ہوئی جیسے قرآن پاک سنانے لگی ہو۔۔۔

اللہ ٹعالی نے !!۔۔۔ معصومیت سے توتلی زبان میں جواب دیا تو حور نے مسکراتے اس کا گال چوما۔۔

ویری گڈ"""جاؤ شاباش بیٹھو نائل کا ورک ہو جائے پھر چھٹی ہو گئی۔۔۔اس کے گال پہ سٹار دیتے حور نے اس کے بڑے بھائی کا حوالہ دیا جس کا کام ابھی رہتا تھا

۔۔۔

جاؤ آپ جا کر بیٹھو۔۔۔دریاب کو اس کی کتاب واپس کرتے حور نے جانے کو کہا تو اس ہی کے ساتھ اس کے گھٹنے کے قریب رکھا اس کا موبائل پھر رینگ ہوا جس پر اس نے فوراً اٹھاتے اسکرین نظروں کے سامنے کی جہاں ارسلان بھائی کلینگ لکھا ہوا آرہا تھا اس نے منگنی کے بعد بھی نام چینج نہیں کیا تھا۔۔

اسلام و علیکم"۔۔فون یس کر کے کان سے لگاتے حور نے نرم لہجے میں سلام کیا

۔۔

وعلیکم۔السلام" کیسی ہو حور۔۔۔دوسری طرف سے بھاری پرکشش آواز گونجی مگر کانوں کو وہ بھلی محسوس نہیں ہوئی تھی کیونکہ انھیں تو کوئی اور آواز اچھی لگ چکی تھی۔۔

شکر الحمداللہ "آپ کیسے ہیں ارسلان بھائی؟۔۔۔اس مغرور کے تصور میں کھوئے وہ اسے بھائی کہہ کر پکار گئی جس سے اس کی نسبت طے کی جا چکی تھی جو یاد آتے ہی اس نے فوراً ہڑبڑاہٹ میں لب کاٹے۔۔۔

غلط بات "اب ہمارا رشتہ بدل چکا ہے سوہنے۔۔۔ بچپن کی طرح آج بھی اس کی غلطی پہ مقابل نے نرمی سے سمجھاتے اس کی غلطی کا احساس دلایا۔۔۔

س" سوری پتہ نہیں کیسے۔۔۔۔اس کا نرم لہجہ دیکھتے پل میں آنکھوں میں نمی اتری کہ وہ کیسے اپنے دل میں کسی اور کو رکھ کر اسے دھوکا دے گئی جس نے کبھی اسے تنہا نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

اٹس اوکے سوہنے 'شرمندہ نہ ہو!!۔۔۔ مقابل کی شرمندگی اسے کہا گوارا تھی جبکہ اس کے مان سے کہنے پہ اک باغی آنسو ٹوٹ کر عارضوں پہ بہا۔۔۔

اچھا بتاؤ کیا کر رہی تھی؟؟

ٹیوشن پڑھا" رہی تھی۔۔۔نامحسوس انداز میں گال صاف کرتے اس نے دھیمے سے بتایا۔۔۔

اچھا چلو تم بچوں کو ٹائم دوں میں رات کو فون کرونگا!! اللہ حافظ۔۔اسے بزی تصور کرتے ارسلان نے خود ہی اجازت چاہی جس پر حور نے الوداعی کلمات کہتے فون رکھا اور ایک گہرا سانس خارج کیا جیسے سانس کی تنگی ہو رہی ہوں۔اسے واقع ہی میں سانس میں دشواری ہو رھی تھی یہ سوچ سوچ کر کے وہ محرم بن کر ارسلان۔کے ساتھ کیسے بیوفائی کرئے گی اس کے حقوق کیسے پورے کرے گی، چونکہ اس کے دل میں کسی اور کا قبضہ تھا وہ دل کیسے ارسلان کی محبت کو اپنائے گا ۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! کوئی منظورِ نظر شخص ہی ہارا ہو گا۔۔جبھی تو اعلان ہوا کہ کھیل دوبارہ ہو گا

میں اس الو کے پٹھے کو جان سے مار دوں گا فادی!!!۔۔۔سیاہ مرسیڈیز کے ٹائر پہ بوٹ مارتے درید نے بھینچے بھینچے جبڑوں سے فواد کو دیکھتے کہا جو بار بار معتصم کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔۔

ہولڈ ڈاؤن درید وہ راستے میں ہی ہو گا۔۔۔فواد نے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے اسے شانت کرنا چاہا جو معتصم کے شوزوں والا شاپر ہاتھ میں پکڑے اسے اضطرابی کیفیت میں جھلا رہا تھا۔۔۔

تو اسے اپنے ساتھ نہیں لے کر مر سکتا تھا۔۔۔اس بار تو پوں کا رخ سڑک پہ ادھر سے ادھر ٹہلاتے حارث کی طرف ہوا کیونکہ اندر پارٹی اسٹارٹ ہو چکی تھی اور معتصم ابھی تک پہنچا نہیں تھا جس کے بغیر وہ اندر چاہ کر بھی جا نہیں سکتے تھے۔۔۔

یار اس نے کہا کے وہ بائیک پہ آئے گا اور اس نے میرے اگے اگے ہی بائیک نکالی تھی اب مجھے کیا پتہ تھا کہ ٹوم کروز کی اولاد کو اتنی دیر لگ جائے گی۔۔۔حارث نے فوراً وضاحت دیتے اپنی پوزیشن کلئیر کی کیونکہ درید کافی غصے میں لگ رہا تھا۔

آجائے ایک دفعہ اس کی ہیر وگیری تو میں نکلتا ہو۔۔۔ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولتے درید نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہا اور فضا میں گہرے سانس بھرتے اپنے اشتعال کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

ہو کیا رہا ہے اسے ؟؟۔۔ فواد کے قریب جھکتے حارث نے گاڑی کے ٹائروں پہ اپنا غصہ نکالتے درید کو دیکھتے پوچھا جو آج کچھ زیادہ ہی غصے میں لگ رہا تھا۔۔۔

اس چینی میسنی سے ملنے کو بے تاب ہو رہا ہے بلڈی چیپسٹر """۔۔۔ درید کی چوڑی پشت کو دیکھتے فواد نے خونخوار تاثرات لیے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا مقابل کی تیاری آج اسے اندر سے خاکستر کر رہی تھی وہ اپنے ہی دوست سے جیلیس ہو رہا تھا لڑکی کی وجہ سے نہیں بلکہ درید کی توجہ بٹ جانے کی وجہ سے

۔۔۔

یہ تو ابھی ہی سے اتنا ایر وگینٹ ہو رہا ہے جب ان کا کوئی چکر چل گیا تب تو یہ ہمیں منہ بھی نہیں لگائے گا۔۔ حارث نے درید کی سنہری رنگت میں گھلی سرخی کو دیکھتے اپنا خدشہ بیان کیا۔۔۔

چکر چلا کر تو دیکھے اپنی ٹانگوں پہ بھی نہیں چل پائے گا پھر۔۔۔ فواد نے اپنی بئیر ڈرب کرتے درید کے چہرے کو معنی خیزی سے دیکھتے کہا تو حارث بھی کمینگی سے مسکرایا۔۔۔

تیرے ارادے بتا رہیں ہے خان صاحب ساری عمر کنوارے رہیں گے""۔۔۔ کمینگی سے مسکراتے حارث نے درید کو اپنی طرف دیکھتا پا کر پریشانی سے آنکھوں سے اشارہ کرتے معتصم کا پوچھا۔۔

یہ شادی کے بغیر ہی میرے بچوں کا بڑا پاپا بنے گا۔۔۔ درید کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے فواد نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

تیرے ارادے تو دشمنوں سے بھی زیادہ خطرناک لگ رہیں۔۔ حارث نے اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتے ہنستے ہوئے کہا تو بدلے میں وہ بھی خبیث پنے سے ہنسا اسی اثنا میں ان کے قریب ایک رکشہ آکر رکا جس میں سے گھبرایا ہوا معتصم باہر نکلتا فورا درید کی طرف بڑھتا زور سے اس کے سینے سے لگا تو اس کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی پریشان ہوتے اس کی طرف لپکے۔۔

کیا ہوا ہے معتصم ؟؟ بتا مجھے تو ٹھیک ہے نہ ؟ ایوری تھنگ از او کے ؟؟۔۔۔۔ وہ جو کچھ دیر پہلے اسے جان سے مارنے کی باتیں کر رہا تھا اب وہی اسے یوں کسی سہمے ہوئے بچے کی طرح اپنے سینے لگا دیکھ پریشان ہوا۔۔۔

راستے "میں اسنیچینگ ہو گی یار""" ۔۔۔اس سے دور ہوتے معتصم نے خشک ہوئے حلق کو تر کر کے کہتے ان تینوں کی جان نکالی جبکہ ہمیشہ ہنستا مسکراتا چہرہ خود بھی سفید پڑ رہا تھا۔۔۔

تو"تو ٹھیک ہے نہ بتا مجھے 'انھوں نے تجھے کچھ کہا تو نہیں نہ " کہی ہارٹ تو نہیں کیا ؟۔۔۔ وہ جو تب سے تحیہ کیے بیٹھا تھا کہ معتصم کو آج چھوڑے گا نہیں وہی درید خان فکر مندی سے اس کے چہرے اور بازوں کو ٹٹولتے پوچھ رہا تھا۔۔

نہیں میں نے دے دیا" جو مانگا۔۔۔ منہ پر ہاتھ پھیرتے معتصم نے اپنے سلب گیے حواس بحال کرنے کی کوشش کی جبکہ حارث جیب سے والٹ نکالتا رکشے والی کی طرف بڑھاتا کہ وہ جائے یہاں سے۔۔۔

اچھا کیا بہت اچھا کیا" شکر اللہ کا کہ تو ٹھیک ہے "۔۔ فواد نے بھی فوراً اسے سینے سے لگا یا۔ وہ مسخرہ شاہ توان کے گروپ کی جان تھا اگر اسے کچھ ہو جاتا تو وہ تینوں بھی مر جاتے۔۔۔

سوری حارث تیری بائیک چلی گئی یار میری وجہ سے !!۔۔۔ حارث کو اپنی طرف اُتا دیکھ وہ شرمندگی سے گویا ہوا تو وہ ایک تپنچ اس کے منہ پہ مارتا اسے سختی سے خود لپیٹ گیا۔۔۔

اپنے یار پہ ایسی ہزاروں بائیکیں قربان میری جان۔۔۔ اس کے کمر کے گرد سختی سے بازو باندھتے وہ نم لہجے میں بولا کیا وہ پاکستان کے حالت سے واقف نہیں تھا جہاں بندے کو پہلے مارتے ہے چیزیں بعد میں لے کر فرار ہوتے ہیں اور ایسی صورت حال میں اگر ان کا یار سلامت لوٹ آیا تھا تو وہ کیا پاگل تھے جو چیزوں کو روتے۔۔۔

میرا فون """""۔۔ اس نے بچوں کی طرح منہ پھلا یا۔ پیسے اور بائیک جانے کا اتنا غم نہیں تھا جتنا اپنے فون کے جانے کا تھا اسے۔۔۔

ایک کان کے نیچے لگاؤ نگا جواب خدا کا شکر کرنے کے بجائے تو کسی چیز کو رو یا ۔۔۔ درید نے پیچھے سے اس کی گدی جکڑتے کہا جواب فون کو رو رہا تھا گولی مار جاتے وہ صیح تھا اس کے لیے ۔۔۔

تو ٹھیک ہے ہمیں چیزوں کی کوئی پرواہ نہیں وہ اور بن جائے گی ۔۔۔ اس کے کندھے کے گرد باز و حمائل کرتے فواد نے اسے اس ٹراما سے نکالنے کو کہا کیونکہ ان کا معصوم شاہ اندر سے بہت ڈر گیا تھا جس کا اندازہ اس کا بار بار ان تینوں سے لپٹنا بتا رہا تھا ۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ترسا دیا ابرِ گریزاں نے اس قدر ۔۔ برسے جو بوند بھی تو سمندر لگے مجھے !

وسیع خوبصورت گراونڈ آج کسی پیلس کی شکل اختیار کیے ہوئے تھا بے تحاشا لائیٹینگ اور خوبصورت تیاری نے گروانڈ کا پورا نقشہ ہی بدل گیا تھا تھیم چونکہ

اینجینئیرز پہ رکھی گئی تو ساری ڈیکوریشن بلیک اینڈ ڈراک ماسٹرڈ کلر کی گئی تھی۔ کلاس روم کی طرح صوفوں کی ارینجمینٹس کی گئی تھی اور کچھ اطراف میں بھی رکھے تھے، ریڈ کارپیٹ وینیو سے لے کر یونی کے گیٹ تک بچھایا گیا تھا اور گیٹ سے کچھ دور ایک مصنوعی پھولوں۔ کی لڑیوں سے سجا گیٹ بھی بنایا گیا تھا جہاں کچھ لڑکے اور لڑکیاں سنئیرز کا ویلکم کرتے نظر آرہیں تھے۔ سنئیرز ہو یا جونئیرز سب نے بلیک اینڈ ماسٹرڈ ڈریس ہی وئیر کر رکھے تھے۔ وینیو کے ایک طرف بوفے سسٹم لگا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف ڈی جے، گروانڈ میں ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب امڈ آیا تھا ہر کوئی اپنے فرینڈز کے ساتھ ایجوائے کرتا نظر آرہا تھا جبکہ کچھ کپل بنائے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ادھر سے اودھر ٹہلاتے نظر آرہیں تھے۔

پارٹی وہاں ہو رہی ہے تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔ بلیک لونگ اسکرٹ پہ ماسٹرڈ رنگ کی اسٹائلش شرٹ پہنے بالوں میں کلر ڈالے اور مناسب میک اپ کیے لڑکی مصنوعی انٹرنیس پہ کھڑی حور کے قریب آتی بولی کیونکہ تقریبا سب ہی لوگ آچکے تھے وہ پتہ نہیں کس کا ویٹ کر رہی تھی۔۔۔

ویٹ کر رہی ہوں ؟؟۔۔۔پنک لپ اسٹک سے مزین کٹاؤ دار لبوں میں جنبیش ہوئی جبکہ آئی لائیز سے سجی خوبصورت آنکھیں کسی کی متلاشی تھی۔۔۔

کس کا؟ سبھی تو آ چکے ہیں۔۔۔اس نے آئیبر واچکائے پوچھا تو وہ جو گیٹ سے پار اندھیرے میں ڈوبی سڑک پہ نظریں دوڑا رہی تھی اپنی دوست کی بات پہ مسکراتی ہوئی پلٹی۔۔

وہ مغرور ہیروز نہیں آئے ابھی تک ؟؟۔۔۔لبوں کے ساتھ آنکھیں بھی مسکرائی تھی۔۔

تم سے ان لوگوں نے کچھ دیر بات کیا کر لی تم تو خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہی ہوں 'بہن وہ پوری یونی میں مغرور ہیروز کے نام سے یوں ہی مشہور نہیں ہے وہ تم جیسی لڑکیوں کو منہ بھی نہیں لگنا پسند کرتے۔۔۔ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتی وہ لڑکی نخوت سے ناک سکوڑ کر بولتی ان خوبصورت لبوں سے مسکان چھین گئی۔۔

میں ان لڑکیوں جیسی ہوں بھی نہیں جنھیں وہ منہ نہیں لگاتے "میں حور ابلاج ہوں اور حور ابلاج کو اگنور کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔۔۔دروازے سے انٹر

ہوتے بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس ان چاروں کو اپنی سحر کن پرسنیٹلی لیے اندر داخل ہوتا دیکھ حور نے غرور سے آئیبر و اچکائیں کہا تو اس لڑکی نے آنکھیں گھومائی

۔۔۔

میں کہہ رہا ہوں معتصم انسان بن کر چل۔۔۔اسے بار بار اپنے پیروں کو ہاتھ لگاتا دیکھ فواد نے اس کے پیٹ میں کہنی مارتے ہوئے کہا جو بھری یونی میں ان کی پرسنیٹلیز کی دھجیاں بکھیرنے کے چکروں میں پڑا ہوا تھا۔۔

تو شوز کے ساتھ سوکس نہیں لا سکتا تھا" میرے پیروں کو کھا رہیں ہے یہ جوتے وِد آوٹ سوکس۔۔۔اپنی جگہ پہ کھڑے ہوتے معتصم نے غصے سے جوتوں کو پاؤں سے نکلتے ہوئے کہا تو وہ جو دو قدم اگے بڑھ گیے تھے اس کے رکنے پہ خود بھی پیچھے کو ہوئے۔۔۔

معتصم یہ کیا بچپنا ہے 'ہم گھر میں نہیں ہے۔۔۔اطراف میں نظر دوڑاتے درید نے اسے نرمی سے سمجھانا چاہا۔۔

تو میں کیا کروں مجھ سے نہیں چلا جا رہا یوں"۔۔۔اس نے کمر پہ ہاتھ ٹیکائے اپنا مسئلا بیان کرتے بے بسی سے کہا۔۔

تمہیں دیکھ کر تو وہ وہی ٹھہرا گیے شاید تمہاری شکل پسند نہیں آئی انھیں۔۔۔وہ لڑکی کہنے کو تو اس کی دوست تھی مگر مرچیں لگانے سے وہ بالکل باز نہیں آئی تھی کیونکہ وہ جیلیسی ہو رہی تھی اس سے جبکہ اس کی بات پہ اس کا چھوٹا سا ناک غصے سے پھلا اور وہ تن فن کرتی ان چاروں کی طرف بڑھی۔۔۔

معتصم پلیز مینج کر لے کچھ دیر کی بات ہے۔۔اس بار حارث نے اس کے ترلے کرنے چاہے۔۔۔

درید ددد""۔۔۔وہ کسی ضدی بچے کی طرح درید کی طرف دیکھتا معصومیت سے بولا تو اس نے لبوں کو کھولتے ایک گہرا سانس بھرا اور سر نفی میں ہلاتا اپنے شوز اتارنے لگا۔۔۔

یہ لے پہن""۔۔۔اپنے سوکس کی قربانی دیتے انھیں اتار کر اس کی طرف بڑھائے کیونکہ وہ تین اس کے دوست نہیں بچے تھے جنھیں درید نے بھری جوانی میں ایڈوپٹ کیا تھا۔۔۔

شکریہ میری جان۔۔۔سوکس پہنتے معتصم نے لبوں کا پاؤٹ بنتے اسے کس دینی چاہی جس پر وہ غصے سے گھوری دیکھتا شوز پہن کر سیدھا ہوا جب اچانک اس کی

نظر اپنی طرف آتی حور پہ پڑی اور اس ہی پل درید کو لگا جیسے دنیا کی ساری خوبصورتی سمٹ کر اس چینی گڑیا میں آن سمائی ہو۔ بلیک ویلوٹ کا کافتان پہنے جو دونوں سائیڈوں سے کھلا ہوا تھا جس میں سے چلنے کے باعث اس کی گھوری سڈول ٹانگیں واضح ہو رہی تھی، دودھ کی طرح سفید پاؤں بلیک ہیلز میں مقید تھے اور دائیں پاؤں میں نفیس سی گولڈ کی پازیب پہنے ہوئی تھی، بوب کٹ بالوں میں آج کھلے کھلے سے کلرز ڈالے ہوئے تھے، سموکی آئیز پہ پنک نیوڈ لپ اسٹک لگائے وہ عام دنوں کے برعکس بالکل مختلف لگ رہی تھی اور بلاشبہ حسین بھی۔ وہ تو عام حلیے میں بھی اسے پیاری لگتی تھی مگر آج کی اس کی تیاری درید خان کا دل حلق میں لے آئی تھی۔۔۔

ہیلو سنئیرز """آپ لوگ یہاں کیوں کھڑے ہے اینی پروبلم۔۔۔ان کے قریب آکر رکتے حور نے معتصم کو شوز پہنتا دیکھ سوالیہ پوچھا۔۔۔

چینی پھینی تم نے بتایا نہیں فیرویل کی تھیم ہیلوین میں جینج کر دی ہے ہم لوگ یوں ہی جینٹل میں بن کر آگیے۔۔۔ ٹیڑھے ہو کر شوز پہنتے معتصم نے اس کی تیاری کو دیکھتے معنی خیزی سے پوچھا۔۔

مطلب !!۔۔۔کان میں پہنی بالی کو چھیڑتے حور نے سوالیہ پوچھا۔۔

مطلب یہ کہ تم کس خوشی میں وچ (چڑیل) بنی گھوم رہی ہوں۔۔۔اس کے بلیک ڈریس اور سموکی آئیز کو دیکھتے معتصم نے کان کی لو مسلتے کہا تو حور کے تلوؤں پہ لگی اور سر پہ بجھی۔۔۔

یوزا کوٹا جن """"""۔۔۔۔سرخ چہرہ لیے بولتی اس سے پہلے وہ معتصم کو گنجا کرنے کو اگے بڑھتی درید نے بروقت اگے آتے اسے معتصم تک پہنچنے سے روکا ۔اس نے واقعی ہی بلی کی طرح حملہ کرنا چاہا تھا۔۔

سنئیر آپ ہٹے سامنے سے ان کی ہمت کیسے ہوئی حور ابلاج کو چڑیل بولنے کی ۔۔۔درید کے بازوں میں مچلتی وہ معتصم کے بال پکڑنے کی جدوجہد کرتی بولی تو درید نے ہنستے ہوئے اس ننھے وجود کو اپنی گرفت میں مزید جکڑا کیونکہ وہ شیرنی معتصم کی جان لینے پہ تلی تھی۔لڑکیاں اپنی خوبصورتی کے لیے اتنی پاگل ہوتی ہے۔۔

درید سنبھال اپنی چینی پھینی بلی کو ورنہ یہ میرے ہاتھوں سے قربان ہو جائے گئی ۔۔۔غصے سے ناک پھلاتے معتصم نے دھمکی لگائی حالانکہ اسے حور کا غصہ دیکھتے

ہنسی آرہی تھی۔اس کا غصہ بالکل حور جیسا تھا مگر حور اس جیسی بولڈ اور کنفیڈینٹ ہرگز نہیں تھی۔۔۔

تو محبوبہ کو یوں ہی بانہوں میں لیے کھڑا رہیں ہم تو چلے ،بنجوائے کرنے """چل معتصم ۔۔۔سائیڈ پہ کھڑے فواد نے اس کے کان کے قریب جھکتے دھیمی سی سرگوشی کی اور ساتھ بلند آواز میں معتصم کو چلنے کا کہا جبکہ حارث تو پہلے ہی ان سے اگے کھڑا تھا جیسے اسے اس سبب میں انٹرسٹ نہ ہو۔۔

بائے بائے موٹی چڑیل۔۔۔ہاتھ ہلا کر بولتے وہ جاتے ہوئے بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا تھا۔معتصم کا ایک ہی مسئلہ تھا جو اس کی باتوں سے چڑتا تھا وہ اسے مزید چڑاتا تھا اور حور بھی چڑ رہی تھی۔۔

آپ ہونگے موٹے جن """چھوڑے مجھے۔۔۔وہ بھی بدلے میں چیخی اور درید کے حصار سے نکلنا چاہا تو وہ جو اس کے چہرے پہ گھلی سرخی کو دیکھتا محظوظ ہو رہا تھا اسے یوں مچلتا دیکھ سیریس ہوا۔۔۔

ہیی کالم ڈاؤن "مذاق کر رہا تھا وہ '۔۔اسے دونوں بازو سے پکڑ کر اس نے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو وہ جو کب سے غصے میں اپنے اور اس کے درمیان کا فاصلہ

بھلائے ہوئے تھی درید کی سنجیدہ آواز پہ فوراً ہوش میں آئی اور خود کو اس کے سینے کا حصہ بنا دیکھ شرم سے پانی ہوئی۔۔۔

قتل تو ویسے ہی کر دیتی ہوں اتنے ہتھیاروں سے لیس ہونے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔اس کی تیاری کو استحاق بھری نظروں سے دیکھتے درید نے دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر اس کے عارض پہ جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑا سا تو حور کا دل اچھل کر حلق میں آیا پیشانی پل میں عرق آلود ہوئی۔۔۔

جج "جی۔۔۔دھڑکتے دل سے کہتے اسے نے فاصلہ بڑھانا چاہا مگر درید نے اس کی کوشش بیکار کرتے اس کی کمر کے گرد حصار کھینچا۔وہ تو تنہائی دیکھ کر اتنا بے باک ہو رہا تھا مگر وہ شاید اپنے یاروں کی ذلیل عادت کو بھول چکا تھا جو یوں تو دور کھڑے تھے مگر موبائل کے کیمرے کو زوم کیے ان کی نگاہوں کا فوکس وہی دونوں تھے۔۔

یہ خان صاحب کتنا کمینہ ہے۔۔۔موبائل کی اسکرین پہ نظر آتے درید کو دیکھتے معتصم نے منہ بگاڑا۔۔۔

کمینہ نہیں خبیث "۔۔ فواد نے اسے حور کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتا دیکھ جلنے بھنے انداز میں کہا۔ جس کا ٹھرک بازی میں کوئی ثانی نہیں تھا۔۔۔

یہ تو تجھ سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گیا۔۔۔ فواد کے جیلیسی بھرے لہجے کو نوٹ کرتے حارث نے مسکراہٹ دبائے چھیڑا کیونکہ اس بیچارے کو تو حور نے رومینٹک ہونے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔۔۔ آ

ئندہ اگر تم اتنا تیار ہو کر میرے سامنے آئی تو بغیر کسی کا لحاظ کیے اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔اس کے کان کے قریب جھکتے اس نے سرگوشیانہ انداز میں کہتے نامحسوس انداز میں اس کی کان کی بالی پہ لب رکھے تو حور کا دل پسلیوں سے ٹکرایا جبکہ وہ دھیرے سے پیچھے ہوتا اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا ان تینوں کی طرف بڑھا جو اسے اپنے قریب آتے دیکھ فورا کیمرہ بند کرتے نیچے کر گیے تھے جبکہ پیچھے وہ اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتی گہرے سانس بھرنے لگی وہ مغرور خان پل میں اسے ہلکان کر گیا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! اُسے کہنا

مکمل کچھ نہیں ہوتا۔

ملن بھی نا مکمل ہے،

جدائی بھی ادھوری ہے۔

یہاں ایک موت پوری ہے۔

! اُسے کہنا

بساطِ عشق میں بھی مات ہوتی ہے۔

ہنسی کے شہر میں بھی رات ہوتی ہے۔

! اُسے کہنا

مکمل بس "خدا" کی ذات ہوتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ جۡعَلۡ ◌ۡفِیۡ قلۡ ◌ۡبِیۡ نُوۡ ◌ۡرًا (اے اللہ! میرے دل میں نور ڈال دے) عالمِ خوماشاں کے گہرے اندھیروں میں جہاں مبین منزل کا ہر شخص محوِ استراحت تھا

وہی وہ نازک سی معصوم سی لڑکی گناہوں کے سبب اپنا سیاہ ہوا وجود لیے اپنے رب سے دعا مانگ رہی تھی کہ وہ اس کے مر چکے دل میں اپنا نورِ روشن ڈالے دے۔

وَفِی بَصَرِی نُوۡرًا وَفِی سَمۡعِی نُوۡرًا (اور میری بصارت و سماعت میں نور ہو) آنکھیں بند کیے شبنم سے نم ہوتی گھاس پہ ننگے پاؤں چلتی وہ اپنے جلتے دل کو راحت پہنچا رہی تھی، وسیع سرسبز لان میں چلتے زیرو کے بلب کی زرد روشنی نے کچھ اندھیرے کو کم کر رکھا تھا۔

وَعَنۡ یَّمِیۡنِی نُوۡرًا وَعَنۡ یَّسَارِی نُوۡرًا (اور میرے دائیں اور بائیں جانب نور ہو)۔۔۔۔سفید حجاب کے ہالے میں اس کا نور سے دمکتا چہرہ اس سیاہ رات میں بھی چمک رہا تھا بالکل آسمان پہ اجاگر چودھویں کے چاند کی طرح جس میں بظاہر تو بہت سے عیب تھے مگر خدا کے نور نے اس کے تمام عیبوں کو چھپا رکھا تھا۔

وَفَوۡقِی نُوۡرًا وَتَحۡتِیۡ نُوۡرًا (اور میرے اوپر نیچے نور ہو)۔۔۔ایک طرف وہ آنکھیں بند کیے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی باری تعالی سے اپنے لیے نورِ حیات

مانگ رہی تھی تو دوسری طرف غافل ابنِ غافل مخلوق خوابوں کی اک نئی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔۔۔۔

وَاِمَامِی نُورًا وَ خَلقِی نُورًا (اور میرے اگے پیچھے نور ہو)۔۔۔ خاموشی میں ڈوبے لان میں اس کی مدھر آواز نے ایک فسوں سا قائم کر رکھا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے باعث اس کا لباس اور حجاب اُڑ رہا تھا پر وہ سردی اور اندھیرے کے خوف سے یکسر انجان آنکھیں بند کیے یہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ پاک اور بے عیب ذات اس کے سامنے موجود اس کی ہر پکار اور ہر دعا سن رہا ہے۔

وَاجعَلُ """وَاجعَل لِی نُورًا (اور میرے لیے نور بنا دے)۔۔۔۔ اپنے رب کریم کو اپنی فریاد سنتا دیکھ اس بار اس کی آواز پھسا سی گئی جیسے اچانک گلے میں کچھ اٹکا سا ہو جسے نگلتے اس نے پھر سے سلسلہ وہی سے جوڑا۔

وَفِی لِسَانِی نُورًا وَ عَصَبِی نُورًا (اور میری زبان واعصاب میں نور ہو)۔۔۔۔ بند آنکھوں سے ایک چکر لگائے اب وہ مڑتی دوسری سمت سے اتی یونہی ترنم سے پڑھ رہی تھی "رات کے اس پہر سردی کی شدت تھی پر وہ رحمن کا قرب حاصل کرنے کی جستجو کے باعث کچھ محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔ اندھیروں سے

خوف کھانے والی مرحا یوسف کو اب قبر کے اندھیرے سے سوا کوئی اور اندھیرا خوفزدہ نہیں کرتا تھا۔

وَلِحمِی نُو ؔرًا وَدَمِی نُو ؔرًا (اور میرے گوشت اور لہو میں نور ہو)۔۔۔اب کہ آواز آنسوؤں کے باعث رندھ سی گئی تھی پر پڑھنے کا سلسلہ نہیں رکا تھا۔لان کی گہری خاموشی میں صرف اس کی دعائیں گونج رہی تھیں آنکھیں ہنوز بند تھی پر اب پلکوں کی باڑ پہ شبنمی قطرے سے چمکنے لگے تھے۔

وَشعَرِی نُو ؔرًا وَبشَرِی نُو ؔرًا (اور میرے بال اور کھال میں نور ہو)۔۔۔۔ہوا سے ہوتی پتوں کی سرسرہٹ اور بلب کی روشنی سے باہر کے حدود میں چھایا خوفناک اندھیرا ابھی اس کے قدم متزلزل نہیں کر پا رہا تھا۔اپنے رب سے گفتگو کا سلسلہ یونہی جاری تھا۔

وَاجُعَلُ فِی''''نَف ؔسِی نُو ؔرًا (اور میرے نفس میں نور ہو)۔۔۔یہ کلمات ادا کرتے اس بار آواز مزید بھاری ہوئی اور دل کا غبارہ بند آنکھوں کی دہلیز کو پار کرتا گالوں پہ چمکنے لگا اور لرزتی ٹانگوں میں ہمت خاتم ہوئی دیکھ وہ وہی گھاس پہ گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

وَاعۡظِمۡ لِیۡ نُوۡرًا (اور میرے لیے نور بڑھادے)۔۔۔آنسوؤں موتیوں کی مانند شفاف گالوں سے پھسلتے اس کی گود میں رکھے ہاتھوں پہ گر رہیں تھے۔

آنکھیں بند کیے وہ چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَعۡطِنِیۡ نُوۡرًا (اے اللہ! مجھے نور عطا کر دے)۔۔۔کانپتے لبوں سے آخری التجاء نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے سسک سسک کے رو دی، لان میں جہاں کچھ دیر پہلے اس کی خوبصورت آواز میں کی جانے والی دُعائیں گونج رہی تھی اب وہی اس کی اذیت اور کربناک سسکیاں اور آہیں عالمِ خوماشاں میں گونجتی یہ بتارہی تھی کہ برداشت کی جب آخری حد خاتم ہوتی ہے تو انسان کیسے ریت کی مانند عرش سے فرش پہ بکھرتا اپنے پروردگار کو پکارتا ہے۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

" میں تمہیں پھر ملوں گی

کہاں، کس طرح پتہ نہیں؟

! شاید تمہاری سوچ کی تخیل بن کے
تمہارے کینوس پہ اُتروں گی
! یا شاید تمہارے کینوس کے اوپر ایک سرمئی سی لکیر بن کے
خاموش تمہیں دیکھتی رہوں گی
یا پھر شاید سورج کی لو بن کر؟
تمہارے رنگوں میں گھلوں گی
! یا رنگوں کی بانہوں میں بیٹھ کر
تمہارے کینوس کو حصار میں لوں گی
پتہ نہیں! کس طرح، کہاں
!! پر تمہیں ضرور ملوں گی

رات کی سیاہی نے جہاں ہر چیز کو اپنی آغوش میں چھپا رکھا تھا وہی وہ مغرور شخص اپنے وجود کی سیاہی کو ان مصنوعی رنگوں میں ڈھل رہا تھا۔ یہ ایک چھوٹا مگر خوبصورت کمرہ تھا جس کی چاروں دیواریں گلاس کی تھی چونکہ وہ کمرہ سب سے

ٹوپ پر تھا جس کی وجہ سے وہاں سے پورے شہر کا منظر نظر آتا تھا مگر ابھی فلحال وہ دیواریں بھاری کارٹن سے ڈھکی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کمرے کی آدھی خوبصورت چھپ سی گئی تھی۔ سفید سنگ مرمر سے تراشے فرش پہ جگہ جگہ بڑے چھوٹے کینوس رکھے ہوئے تھے جو لال رنگ کے کپڑے سے ڈھک رکھ تھے تاکہ کوئی ان کینوس پر تراشے چہرے نہ دیکھ لے، بقعۂ نور بنے کمرے میں وہ اسٹینڈ پہ لگے کینوس پہ کسی پروفیشنل پینٹر کی طرح رنگ بکھیر رہا تھا۔ بلیک پینٹ پہ وائٹ شرٹ پہنے وہ بازو کہنیوں تک چڑھائے بہت توجہ اور مہارت سے کینوس کے سفید وجود میں رنگوں کی زندگی بھر رہا تھا۔ مضبوط مردانہ سفید انگلیوں میں برش دبائے وہ اپنی ایک تخلیقی دنیا میں گم اس وجود کو تشکیل دے رہا تھا جس کی موجودگی اب اس دنیا میں مفقود تھی، صبیحہ پیشانی پہ سیاہ بال بکھرے آنکھوں پر آرہیں تھے مگر اس کی سیاہ آنکھوں کا ارتکاز ذرا نہیں بھٹک رہا تھا، سفید شرٹ پہ پہنا ایپرن جو کہ الگ الگ رنگوں سے بھرا پڑا تھا اس پر اب مزید رنگ بکھرتے اس کی سفید نفاست شرٹ کو بھی دغدار کر رہیں تھے مگر اس شخص کو کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔

عیناک مثل بغداد محترقتہ وحزینتہ ولکنہا لاتزال جذابتہ (تمہاری آنکھیں بغداد کی مانند ہیں سوختہ حال ورنجیدہ لیکن پھر بھی جذبِ وپر کشش)۔۔۔ سیف الملوک سے زیادہ گہری اور شفاف آنکھیں جن میں انسان اپنی پرچھائی دیکھ لیں ان گہری ندیوں میں رکھے خوبصورت پتھروں میں گرے رنگ بھرتے اس کے دل نے سرگوشی سی کی۔۔

شفتیک أعمق وأحلی من نھر العسل (تمہارے خوبصورت لب شہد کی ندی سے زیادہ گہرے اور شیریں ہے)۔۔۔ سرخ رنگ سے مزین کٹاؤدار لبوں کی خوبصورتی کو مزید تراشتے اس نے نچلے لب کی گہرائی میں برش پھیرا۔۔۔

أنفک مثل تلل مصر الصغیرۃ التی ھی مسکن سبزارہ (تمہاری ناک مصر کی ان چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کی مانند ہیں جو سبزارہ کی آماجاگاہیں ہیں)۔۔۔ چھوٹے سے ناک کی اٹھان پہ باریک باریک سے نشان ڈالتے اس نے ماضی کی یادوں میں جھانکا جہاں اس کی چھوٹی سی ناک ہر وقت سرخ رہا کرتی تھی۔۔۔

أن انخناءاتک الضیعرۃ تشبعہ تلک الشقوق العمیقتہ فی الصخرہ، حیث لایمکن العثور علی الشخص المفقود أبداً (تمہاری ٹھوڑی میں پڑتا خم راکاپوشی کے ان گہرے

شگافوں کی مانند ہے جن میں کھویا شخص کبھی مل نہیں پاتا)۔۔۔ تھوڑی میں پڑتے خم کو سیاہ رنگ سے بھنور کی گہرائی دیئے اس نے برش کو پانی میں ڈالا

۔۔۔۔

الأقراط الجمیلة فی أذنیک المتارجحة علی الأشجار فی فصل اربیع ھی الذھور الأجمیلة التعی تسعد المعلقتہ علی أغصان الأشجار (تمہارے کانوں کی خوبصورت بالیاں بہار کے موسم میں درختوں پہ جھولتے وہ خوبصورت پھول ہے جو شاخوں سے لٹکے پر مسرت قہقہ لگاتے ہے)۔۔ پیلے رنگ سے کانوں میں لٹکی ان چھوٹی چھوٹی بالیوں کو سونے کا رنگ چڑھایا جنھیں ہمیشہ اس کے کانوں میں رہنے کا اعزاز حاصل تھا۔۔

أنت عمل اللہ العظیم الذی یمکن النظر الیہ لعدۃ قرون (تم خدا کا وہ عظیم شہکار ہو جس پر صدیاں واری جائے)۔۔۔ ہنس جیسی اونچی گردن میں ایک باریک سی چین بنائی گئی جو اس کے گردیوں اپنا حصار کھینچے ہوئے تھی جیسے کبھی نہ جدا ہونے کا ارادہ ہوں۔۔۔

ستبقی فی خلقعی ذکری طعیبتہ (تم صدا میری تخیل میں رہ گئی ایک سہانی یاد بن کر)۔۔۔ برش کو میز پہ رکھتے اس نے ان گہرے نگینوں میں دیکھتے بنا لب پھڑ پھڑائے سرگوشی۔۔۔

والتی لم یتم حجبھا أبداً فی مجموعۃ الذکریات (جو کبھی یادوں کے جھرمٹ میں دھندلائی گئی نہیں)۔۔۔ اس حسین مورت پہ اپنی سیاہ سرد نظریں جمائے اس نے بہت استحاق سے اس کے ایک ایک نقوش کو ازبر کیا تھا جو ہو بہو اس جیسے تھے وہ کوئی پروفیشنل ارٹیسٹ نہیں تھا بلکہ اس کی تو فیلڈ ہی یکسر مختلف تھی مگر کسی کی یادوں نے اسے ایک اچھا ارٹیسٹ بھی بنا دیا۔ وہ ابھی اس فن پارے کو نہار ہی رہا تھا جب اچانک دروازے پہ ہوئی دستک نے اس کی خیالی دنیا میں ارتعاش پیدا کیا اور وہ فوراً ہوش میں آتا اس مجسمہِ حسن کی پینٹنگ کو سرخ کپڑے سے ڈھک گیا۔۔۔

کم ان""""۔۔ بھاری سرد لہجے میں اس نے اندر آنے کی اجازت دی کیونکہ اس وقت ہوئی مداخلت اسے سخت ناگوار گزری تھی جبکہ اس کے اجازت دیتے ہی

دروازہ کی نوب گھما کر سب سے پہلے ہاشم اندر آیا اور پھر اس کے پیچھے گل خان چوکیدار کیفیت اللہ اور ان کے پیچھے مالی امداد خان اندر داخل ہوئے۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" ہیپی برتھ ڈے ڈیئر کھڑوس" مطلب سر ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی پلیٹ کو اس کے آگے کرتے ہاشم لہک لہک کر اسے وش کرتے غلطی سے اس کا نیک نیم بول بیٹھا جو وہ اس کی سرد گھوری پہ فوراً ٹھیک کر گیا جبکہ پیچھے وہ تینوں مسکراتے تالیاں بجا رہیں تھے۔۔۔

یہ لے سر کاٹے"""۔۔۔ نائف اس کی طرف بڑھاتے ہاشم نے کہا تو اس نے چھری یوں تھامی جیسے مقابل پہ حملہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

مجھے نہیں اس کیک کو"۔۔ ہاشم نے فوراً اسے فاصلہ اختیار کیا ورنہ اس کھڑوس کا کیا بھروسہ۔اس نے بھینچے جبڑیں لیے سختی سی چھری کو پکڑا اور نا چاہتے ہوئے بھی کیک پہ پھیر گیا وہ خوش نا تھا مگر ان چاروں کی خوشی میں خوش ہونے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔۔

کل تم سب اپنی اپنی فیملیز کے ساتھ جہاں گھومانے جانا چاہتے ہو چلے جانا میری طرف سے تم سب کو تحفہ ہے۔۔۔ باری باری ان چاروں کو کیک کھلاتے اس

نے آخر میں اپنی انگلیاں ٹشو سے صاف کرتے کہا تو وہ سب فوراً سر اثبات میں ہلا گیے کیونکہ ہر سالگرہ والے دن وہ ان سب پر یونہی خرچ کیا کرتا تھا۔۔۔

ہاشم 'مرسف' کی تمام بچیوں میں کل جوڑے تقسیم کیے جائے "شہر کے تمام یتیم خانوں اور فٹ پاتھ پہ بیٹھے غریبوں اور فقیروں میں کل کھانا تقسیم ہونا چاہیے اور مدرسوں میں قرآن خانی کا خاص اہتمام کیا جائے اور مدرسہ کے ہر بچے میں ہزار ہزار روپے تقسیم کیا جائے اور یہ کام تم بذات خود جا کر سرانجام دو گے" سمجھے۔۔اس نے سنجیدگی سے کئی اور حکم صادر کیا تو ہاشم نے فوراً سر ہاں میں ہلایا وہ یہ سب اپنی سالگرہ کی خوشی میں نہیں کر رہا تھا بلکہ اس کے لیے کر رہا تھا اسلامی حساب سے جس کی سالگرہ بھی آج ہی تھی۔۔۔

ڈونٹ وری سر ہو جائے گا!!۔۔ سر اثبات میں ہلاتے ہاشم نے اطمینان سے کہا اور باقی بچا کیک یونہی واپس لے گیا جس کا جنم دن تھا اس نے چکھا تک نہیں تھا۔ جبکہ ہاشم کے جاتے وہ واپس اس سرخ چادر کو کھسکا تا وہ حسین چہرہ تکنے لگا جو راکاپوشی کے پہاڑوں سے بھی زیادہ ظالم ثابت ہوا تھا۔۔۔۔

میں نے بھی زندگی اور شبِ ہجر کاٹی ہے سب کی طرح

ویسے بہتر تو یہ تھا کہ کم سے کم میں کچھ نیا کاٹتا

تیرے ہوتے ہوئے موم بتی بجھائی کسی اور نے

کیا خوشی رہ گئی تھی جنم دن کی میں کیک کیا کاٹتا

کوئی بھی تو نہیں جو میرے بھوکے رہنے پہ ناراض ہو

جیل میں تیری تصویر ہوتی تو ہنس کر سزا کاٹتا !!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس کی وہ جانے اس کے پاس وفا تھی کہ نہ تھی۔۔۔ تم فراز اپنی طرف سے تو نبھاتے جاتے !

بس بھئی روک بھی لے یا لاونج میں جا کر روکے گا۔۔۔ اس کی بائیک صدر دروازے کے قریب لاتا دیکھ پیچھے بیٹھے حیدر نے اس کے کندھے پہ ایک دھموکا جڑتے کہا۔۔۔۔

میرا بس چلے تو میں اپنی بائیک کو چھت پہ لینڈ کرواؤں""""۔۔۔بائیک اسٹینڈ پہ کرتے داؤد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔۔

بائیک ہے سون پری نہیں جو چھت پہ لینڈ ہو گئی۔۔۔بیگ گود میں اٹھے حیدر نے بائیک سے نیچے اترتے کہا ساتھ دونوں کے بیگوں کو ایک ایک کندھے پہ لٹکا یا جبکہ داؤد ہینڈل میں لگی اپنی اسائیمینٹ فائل نکال رہا تھا۔۔

ہو گی ایک دن تو ضرور ہو گی!!۔۔اندر کی طرف قدم بڑھاتے اس نے پر اعتماد لہجے میں کہا تو پیچھے آتے حیدر نے کندھے اچکائیں۔۔

سوچ جا سوچنے کی کونسی فیس ہے!۔۔۔دروازہ عبور کرتے اس نے لاپرواہی سے کہا اور ہال میں انٹر ہوئے جہاں صوفوں پہ کچھ عبائے میں بیٹھی خواتین کو دیکھتے ان کے قدم روکے۔۔۔

ابے یہ کونسی مخلوق ہیں؟۔۔۔وہی ٹھہرئے داؤد نے اپنے ساتھ آکر کھڑے ہوتے حیدر کو دیکھتے حیرت سے پوچھا کیونکہ ان کے گھر کی خواتین تو گھر میں اس طرح کے عبائے پہن کر نہیں گھومتی تھی۔۔۔۔

داعی کہی یہ وہ بچہ چور گینگ تو نہیں جو چھوٹے چھوٹے بچے اغواہ کرتی ہے اور کہی یہ ہماری بھنڈی کو اغواہ کرنے تو نہیں آئی وہ بھی تو چھوٹا بچا ہے۔۔۔ان کالے برقوں میں بیٹھی ان تین خواتین کو دیکھتے حیدر مرحا کے لیے فکر مند ہوا۔۔۔

ہائے میرا بچا"۔۔۔داؤد نے ماں کی طرح سینے پہ ہاتھ مارا اور تن فن کرتا صوفوں پہ بیٹھی ان خواتین کی طرف بڑھا تو حیدر بھی فورا ایک بیگ کندھے پہ لٹکائے اور دوسرے کو سینے سے لگائے اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔

اے ہیلو تین خواتین خبر دار جو ہمارے بے بی کو اغواہ کرنے کی کوشش کی داؤد سکندر تمہاری کہانی کا وائینڈ اپ کر دے گا۔۔۔کمر پہ ہاتھ ٹیکائے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح اپنی بھنڈی کے پروٹیکشن میں بولتا بالکل اس کا گارڈ لگ رہا تھا جبکہ پیچھے کھڑا حیدر بھی آنکھوں میں فل غصہ لیے انھیں گھور رہا تھا۔۔۔

داؤد""۔۔۔ان میں سے ایک عورت نے منہ پہ کیے نقاب کو ہٹاتے اسے تند ہی نظروں سے گھور رہا تو اس کی آنکھیں ابل کر باہر آئی۔۔۔

ہائے میری حسین تائی ماں یہ آپ کونسا نیا مارچ شروع کرنے چلی ہے۔۔۔ان کے قدموں میں بیٹھتے داؤد نے حیرانی سے پوچھا۔۔۔

یار آپ سب گھر میں یہ عبائے پہن کر کیوں گھوم رہی ہے۔۔۔ حورے بیگم اور زبیدہ مامی کو بھی اپنا اپنا نقاب اتارتا دیکھ حیدر نے پریشانی سے پچھلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کنفیوژن سے پوچھا۔۔۔

بازار جارہے تھے پر تمہاری ماں کو اینڈ ٹائم پہ کام یاد آگیا۔۔۔ مہتاب مامی نے غصے سے کیچن کی طرف دیکھتے کہا۔مارکیٹ وہ آج چاروں جارہی تھی کیونکہ آج میرال کا نکاح کا جوڑا لینے جانا تھا مگر نکلتے نکلتے سبین مامی کو کام یاد آگیا۔۔۔

بس بھابھی آگئی میں نے سوچا بچے آنے والے ہے ان کا جوس ریڈی کردوں" ۔۔۔ کیچن سے جوس کی بوتل لے کر آتی سبین مامی نے وضاحت دیتے آکر میز پہ جوس کی بوتل رکھی اور اپنا نقاب اوڑھنے لگی۔۔۔

اب چلو پہلے ہی دیر ہوگئی ہے۔۔۔۔ صوفے سے بیگ اٹھائے انھوں نے منہ پر نقاب ڈالتے کہا تو وہ تینوں بھی اپنا اپنا نقاب درست کرتی گیٹ کی طرف بڑھی تو داؤد بھی نیچے سے کھڑا ہوتا صوفے پہ بیٹھتا جوس کی بوتل منہ سے لگا گیا۔۔۔

سارا نہیں پی لینا اس چڑیل کے بھی بچادوں۔۔۔اسے جوس کی بوتل منہ سے لگائے دیکھ حیدر نے صوفے پہ گرنے کے انداز میں بیٹھتے کہا اور خود گلاس میں ڈالا جوس منہ سے لگا گیا۔۔

اسلام و علیکم""۔۔۔سر پہ سفید اسکارف اور کندھے پہ بیگ لٹکائے اس نے مرجھائی سی صورت میں اندر آتے سلام کیا اور حیدر کے قریب صوفے پہ نڈھال سی بیٹھی۔۔۔

کیا ہوا طبعیت ٹھیک ہے نہ؟؟۔۔۔اس کے چہرے پہ چمکتے پسینے کو دیکھتے حیدر نے پریشانی سے پوچھا جو اتنی سردی میں پسینے سے نہلائی نظر آرہی تھی۔۔۔

دل بہت گھبرا رہا ہے""۔۔۔ماتھے سے پسینا صاف کرتے وہ تھکن زدہ لہجے میں بولی تو داؤد بھی فکر مندی سے صوفے سے اٹھ کر اس کے قریب آیا۔۔

پیدل آئی ہو بھیا نہیں آئے لینے؟؟۔۔۔اس کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے میلوں پیدل چل کر آئی ہو۔۔۔

نہیں بھیا ڈراپ کر کے گیے ہے!!!۔۔۔جلن زدہ آنکھوں کو موندتے اس نے سر بیک سے ٹیکا یا۔۔۔

اسے تو کھولو!۔۔۔اگے ہوتے حیدر نے اس کا اسکارف اتار کر سائیڈ پہ رکھا تو بال یونم تھے جیسے کسی نے پانی ڈالا ہو جسے دیکھتے حیدر نے اپنے رومال سے اس کا چہرہ گردن سے پسینے کو صاف کیا۔۔

لو شاباش یہ جوس پیو تمہارا بلڈ پریشر لو ہو رہا ہو گا۔۔۔گلاس میں جوس ڈالتے داؤد نے اس کے لبوں سے لگایا تو وہ فورا منہ پھیر گئی۔۔

"""" نہیں پلیز کدو ہمارا دل بہت خراب ہو رہا ہے

میری جان گرمی سے ہو رہا ہے شاباش پیو گئی تو صیح ہو جائے گا۔۔۔زبردستی اس کا چہرہ تھام کر داؤد نے گلاس اس کے منہ کو لگایا تو نا چاہتے ہوئے بھی وہ دو گھونٹ بھر گئی۔۔۔

اب بتاؤ کیا ہو رہا ہے۔۔۔جوس کے آدھے گلاس کو ٹیبل پہ رکھتے داؤد نے نرمی سے اس کے چہرے پہ چپکے بالوں کو ہٹاتے پوچھا جبکہ حیدر تو بے چین دل کے ساتھ اس کے چہرے پہ گھلی زردیوں کو دیکھ رہا تھا جو صبح تک تو نہیں تھی۔۔۔

پپ "پوری پوڈی میں پین ہو رہا ہے "دل' بھی خراب "ہو رہا ہے اور سر میں بھی درد "ہہ 'ہو رہا ہے۔۔۔اٹھ کر بیٹھتی وہ اپنی حالت سے خود بھی پریشان ہوتی گلوگیر لہجے میں بولی اس کا دل خود سہم رہا تھا اپنی نڈھال طبعیت کو دیکھتے۔۔۔

میری گڑیا پلیز یوں رو تو نہیں میرا دل بے چین ہو رہا ہے۔۔۔حیدر نے نرمی سے اس کے سر کو اپنے سینے سے لگاتے کہا۔وہ کہاں اپنی لڑاکا بھنڈی کو یوں روتا دیکھ سکتے تھے۔۔۔

لیٹو میں تمہارے پاؤں دباتا ہو۔۔اس کے پیروں سے سوکس اور شوز اتارتے داؤد نے اپنی گود میں رکھتے اسے لیٹنے کہا تو وہ حیدر کی گود میں ہی سر رکھ گئی جسے دیکھے وہ دھیرے دھیرے سے اس کے سر کی مساج کرنے لگا۔۔۔

کالج میں زیادہ نہ چلا کرو تبھی تھک جاتی ہو۔اپنے ان چھوٹے چھوٹے پاؤں پہ رحم کھایا کرو روحی۔۔اس کے سفید دودھ جیسے پیروں کے سرخ تلوؤں کو دیکھتے داؤد نے ہلکے ہاتھ سے انھیں دباتے ہوئے فکر مندی سے کہا تو وہ جس کا بدن درد سے ٹوٹ رہا تھا ان کے دبانے پہ پل میں اس کی پلکیں نیند سے بھاری ہوئی۔۔

وہ نیند میں جارہی ہے۔۔ بند ہوتی پلکوں کی جھلملاہٹ کو دیکھتے حیدر نے آہستہ آواز میں کہتے داؤد کو خاموش رہنے کا کہااور ساتھ خود بھی پیچھے کو ٹیک لگا گیا وہ خود یونی سے تھکے ہارے لوٹے تھے مگر اپنی جانِ دشمن کو تکلیف میں مبتلا دیکھ وہ اپنی تھکن فراموش کر بیٹھے تھے۔ وہ پرسکون ہوتی اب سو چکی تھی جسے دیکھتے اب آہستہ آہستہ داؤد کی آنکھیں بھی بند ہونے لگی تھی مگر ہاتھ اب بھی دھیرے دھیرے سے پاؤں کو دبا رہا تھا دوسری طرف حیدر بھی تقریباً ہی نیند میں اتر چکا تھا مگر انگلیاں اب بھی بالوں کو سہلا رہی تھی جیسے نیند میں بھی وہ اپنا کام یاد رکھے ہوئے تھے۔ انھیں اس وقت دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ ان کی آپس میں ایک منٹ نہیں بنتی مگر محبت وہ دونوں بھی مرحا یوسف سے ویسی ہی کرتے تھے جیسے کہ باقی گھر والے بس وہ اپنی محبت اظہار ذرا کم کرتے تھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کبھی ملے فرصت تو ضرور بتانا فراز۔۔وہ کونسی محبت تھی جو ہم تمہیں نہ دے سکے !

شام ڈھلی تو پرندوں نے گھروں کو واپسی لی، دن کے ہارے تھکے انسان بھی اب اپنے گھرؤں کو لوٹ رہیں تھے، سیاہ اندھیرے میں سرخ اینٹوں والی حویلی قندیلوں کے باعث روشن دور سے ہی دیکھی جاسکتی تھی، ہال میں اس وقت سبھی لوگ موجود تھے کوئی ایل ای ڈی پہ بیٹھ نیوز سن رہا تھا تو کوئی شام کی چائے پی رہا تھا اور خواتین کیچن میں موجود رات کا کھانا بنا رہی تھی۔

کیا ہو رہا ہے چاچو؟؟۔۔۔ملجگہ سا بکھرا حلیہ لیے فواد نے آتے ایل ای ڈی کے اگے بیٹھے فرقان ماموں کے گلے میں بانہیں ڈالتے پوچھا۔وہ سو کر اٹھتا سیدھا یہی چلا آیا تھا اپنے گھر میں تو اس کا دل نہیں لگتا تھا۔۔

تجھے پتہ ہے جنت مرزا اور عمیر بٹ کا بریک اپ ہو گیا!!۔۔اس کے سوال کو اگنور کیے انھوں نے سوالیہ لہجا لیے اس سے استفسار کیا جیسے یقین دہانی چاہ رہیں ہو ۔۔

توآپ ٹرائے کر کے دیکھ لے شاید آپ کی سیٹینگ ہو جائے ویسے بھی جنت مرزا آج کل ویلی ہے۔۔۔ پیچھے سے گھوم کر آگے اتے فواد نے ان کے ٹانگ پر ہاتھ مارتے دوستانہ مشورہ دیا۔۔۔

تمہاری مامی کو پتہ چل گیا نہ تو طلاق دے دے گی مجھے۔۔۔انھوں نے ایک نظر کیچن کی طرف مارتے سرگوشیانہ آواز میں اپنا خدشہ پیش کیا۔۔۔

اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھائے چاچو آخر کب تک ان ظالم عورتوں کے اگے دبتے رہیں گے۔۔۔ مسکراہٹ چھپائے اس نے مردوں کے حق میں آواز اٹھائی

۔۔۔

گدھے یہ لائن عورتوں کے لیے ہے""۔۔۔اس کے کندھے پہ تھپڑ مارتے فرقان ماموں نے مصنوعی گھوری سے نوازا تو وہ ہنستا ہوا صوفے سے کھڑا ہوا۔۔

چلے آپ بھیجے جنت مرزا کو فرینڈ ریکویسٹ میں ذرا شیطان کی ٹیم سے مل لوں ۔۔۔انھیں آنکھ مار کر بولتے فواد کا رخ اب کیچن کی طرف تھا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے میری ہینڈسم "مطلب حسین چاچیوں۔۔۔ کیچن کی چوکھٹ سے کندھا ٹیکائے اس نے لوفرانہ انداز میں سیٹی بجاتے پوچھا۔۔۔

کھانا بنا رہے ہے چاچیوں کے ہینڈ سم بھتیجے "۔۔۔جواب آٹا گوندھتی سبین مامی نے دیا تھا۔۔۔

کیا بن رہا ہے ؟۔۔۔زبیدہ مامی کو چمچہ چلتا دیکھ اس نے اچکتے ہوئے پوچھا۔۔۔
" کلیجی اور مچھلی فرائے

ارے واہ مطلب آج آپ لوگ میری دعوت کر رہیں ہے !۔۔۔اپنی من پسندہ کھانوں کے نام سنتے اس کی باچھیں کھلی۔۔

آپ تو ہر دوسرے دن ہی یہی کھانا کھاتے ہے فادی بھیا۔۔۔کڑاہی کے گرم تیل میں مچھلی ڈالتے رانی نے اس پر طنز کیا۔۔۔
تم چپ کر کے مچھلی فرائے کروں اگر ایک بھی جلی نہ تو اس تیل میں تمہیں ڈال دونگا بالکل امبی کی طرح سمجھی اور اس پر لکھ دونگا 'رانی بونگا مارم'۔۔۔اس کے ط۔نزیہ فواد نے اسے اپر چیت مووی کے کریکٹر کے نام کی دھمکی دیتے کہا جو انھوں نے پچھلے ہفتے دیکھی تھی جبکہ اس کی دھمکی پہ وہ فوراً سیدھی ہوئی کیونکہ وہ ہورر مووی تو اس نے بھی ان سب کے ساتھ بیٹھ کر ہی دیکھی تھی۔۔۔

شیطان کی ٹولی نہیں نظر آرہی کہی خدانخواستہ پڑھ تو نہیں رہی۔۔۔ارد گردان میں سے کسی کو نا پاتے فواد نے سوالیہ پوچھا۔۔

وہ سب تھریٹر روم میں ہے۔۔۔عادت کی ستائی وہ فورا بولی مگر فواد کی دھمکی آمیز نظروں کو دیکھتے فورا منہ پہ انگلی رکھ گئی اور وہ خود تھریٹر روم کی طرف بڑھا ۔۔۔

ہٹو سامنے سے روحی میں تو آج سلطنتِ عثمانیہ ہی دیکھو نگا تم ہر دفعہ اپنا رونا ڈالتی ہو۔۔اسے اسکرین کے اگے پھیل کر کھڑا دیکھ داؤد نے ناک نکوستے ہوئے کہا، وہ تینوں پچھلے آدھے گھنٹے سے یہاں موجود تھے مگر مجال تھی کہ کچھ دیکھا ہو نہ داؤد ضد سے ہٹ رہا تھا اور نہ وہ اسکرین کے اگے سے۔۔۔

نہیں ہم عشقِ ممنوع دیکھ گے۔۔۔ ننھی پیشانی پہ بل لیے وہ بھی باضد ہوئی اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو کھول گئی۔۔۔

تمہارے عشق کی ایسی کی تیسی "ہٹو سامنے سے۔۔۔بدلے میں وہ بھی اس بار صوفے سے اٹھتا دانت پیچتے ہوئے بولے۔۔۔

خبردار جو ہمیں ہاتھ لگایا ہم جان لے لے گے تمہاری۔۔۔اسے صوفے سے اٹھ کر اپنی طرف آتا۔دیکھ اس ڈرتے ڈرتے دھمکی لگائی۔۔۔

خدا کو معنوں روحی دو پہر تو تم مرنے والی ہوئی پڑی تھی اور اب مرنے مارنے پہ تلی گئی ہو۔۔۔صوفے پہ پاؤں اوپر رکھ کر بیٹھے حیدر نے بیزاریت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ بیچارا اب یہ ٹوم اینڈ جیری مزید نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں ؟۔۔دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تو نظر سامنے ہی اسکرین کے اگے کھڑی اپنے روٹھے ڈریگن پہ پڑی جو داؤد کو خون آشام نظروں سے گھور رہی تھی۔۔

بھیا دیکھ لے اس پاگل کدو کو ہمیں ہمارا ڈرامہ نہیں دیکھنے دے رہا۔۔۔وہ جو کب سے خود ہی داؤد سکندر کو پوری پڑھ رہی تھی فواد کو دیکھتے فورا معصومیت سے بولتی اس کی طرف بڑھی۔۔

داؤد مسئلا کیا ہے تمہارے ساتھ کیوں بہن کو تنگ کرتے ہو جانتے بھی وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔لہجے میں غصے کی آمیزاش لیے فواد نے اسے سرد نگاہوں

سے گھورتے کہا تو وہ غصے سے ریموٹ میز پہ پٹکتا کمرے سے نکل گیا کیونکہ اسے کچھ بول نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ کیوں چلا گیا" ہم مل کر بھی تو دیکھ سکتے تھے نہ۔۔۔ داؤد کا جانا اسے بہت برا لگا تھا تبھی دھیمے سے لہجے میں فواا کو دیکھتے بڑبڑائی۔۔۔

چھوڑوں اسے ابھی واپس آجائے گا" چلو ہم ڈرامہ دیکھتے ہے حیدر لگاؤ۔۔۔ اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو حمائل کرتے فواد نے صوفوں کی جانب بڑھتے کہا اور ساتھ حیدر کو بھی آواز لگائی تو وہ فوراً اسے ریموٹ اٹھا کر مرحا کا پسندیدہ ڈرامہ لگانے لگا کہ چلو کچھ تو دیکھے۔۔۔

میرا اچھا اتنی ضدیں کیوں کرنے لگا ہے"۔۔۔ کندھے پہ سر رکھ کر ڈرامہ دیکھتی مرحا کے بال سہلاتے فواد نے نرمی سے کہا، کچھ دنوں سے وہ بے جا ضد اور غصہ کرنے لگی تھی۔

پتہ نہیں کیوں ہمیں غصہ آتا ہے۔۔۔ گہرے آنکھوں میں سوالیہ تاثرات لیے وہ معصومیت سے گویا ہوئی جیسے اپنی حرکتوں سے وہ خود بھی پریشان ہو۔۔۔

طبعیت ٹھیک نہیں ہے نہ اس لیے پریشان نہ ہو آپ اپنے ڈرامے پہ کنسٹریٹ کرو۔۔۔اسے پریشانی سے اپنی طرف تکتا دیکھ فواد نے اس کی توجہ ہٹانی چاہی تو وہ مرجھائے دل سے پھر نظریں اسکرین پہ چلتے ڈرامے پہ کر گئی۔۔۔

ایک تو یہ نسلیں یہی گھسی رہتی ہے او کبھی پڑھ بھی لیا کرو۔۔۔بلیک ہڈی ٹراؤزر میں گیلے بال پیشانی پہ پھیلائے تراب نے اندر داخل ہوتے صوفے پہ نیم دارز حیدر کو دیکھتے طنز مارا جو ہر دوسرے دن یہاں یوں موجود ہوتا تھا جیسے سسرال ہو۔۔۔

ان میں آپ بھی شامل ہے ویسے "کیونکہ ہر دو دن بعد آپ بھی ساتھ ہی موجود ہوتے ہیں۔۔تراب کے طنز پہ وہ سر کے نیچے کشن رکھتا بظاہر نظریں اسکرین پہ ٹیکائے بولا تھا مگر طنز تراب پر ہی مارا تھا۔۔۔

تم بغیرت ہی اتنے ہو کہ کسی بڑے کو تو نظر رکھنی ہی پڑتی ہے۔۔۔ایک بھسم کر دینے والی نظر اس خبیث پہ ڈالتے تراب فواد کے اوپوزیٹ سائیڈ پہ آ کر بیٹھا

۔۔۔

کیسی ہیں میری بابلز۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے تراب نے پیشانی پہ بکھرے بالوں کو انگلیوں کی مدد سے سیٹ کرتے پوچھا تو وہ جو تب سے فواد کے کندھے پہ سر رکھے ہوئی تھی تراب کو برابر میں بیٹھتا دیکھ فوراً کھسکتی ہوئی اس کے قریب ہوئی۔۔۔

بالکل ٹھیک ہے۔۔۔اس کے کندھے پہ سر رکھتے مقابل نے مسکراتے ہوئے کہا تو تراب نے جھکتے اس کے بالوں پہ لب رکھے۔اس کی یہ ہی ادا تو مقابل کو اس کا اسیر کرتی تھی کہ وہ کبھی اسے اگنور نہیں کرتی چاہے کوئی بھی موجود کیوں نہ ہو

۔۔۔

یہ چیٹینگ ہے روحی۔۔۔اسے پارٹی بدلتا دیکھ فواد فوراً احتجاجی ہوا۔۔۔

یہ ہمارا سیو زون ہے"۔۔۔بدلے میں اس نے معصومیت سے پلکیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔صرف جگہیں ہی سیف زون نہیں ہوا کرتی کچھ لوگ بھی آپ کا سیف زون ہوا کرتے ہیں جن کے نزدیک ہونے سے آپ کو عجیب نہیں لگتا، ان کے حصار میں آپ کی سانس نہیں گھٹتی نہ ان کے سامنے آپ کو کوئی ڈر و خوف ہوتا ہے اور نہ ان کے سامنے جھوٹے کردار کا سہارا لینا پڑتا ہے آپ جو

ہوتے ہیں جیسے ہوتے ہیں ویسے ہی رہتے ہیں" اور حمزہ یوسف کی طرح آغا

""""" تراب سکندر بھی مرحا یوسف کا سیف زون تھا

۔تو میں کیا ڈینجر زون ہو؟۔۔۔وہ خلستے ہوئے سوالیہ ہوا۔۔۔

نہیں آپ ہمارا کمفرٹ زون ہے۔۔۔اس نے نہ تراب کو برتری دی تھی نہ فواد کو کیونکہ اس کے لیے دونوں برابر تھے۔۔۔

پھر ٹھیک ہے۔۔وہ مطمین سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتا پیچھے کو ٹیک لگا گیا تو وہ بھی پرسکون ہوتی تراب کا ہاتھ پکڑے اس کے سرخ پتھر پہ انگلیاں پھیرنے لگی جو اسے بے حد پسند تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

میں فنا ہو گیا ہوں اور وہ بدلہ پھر بھی نہیں فراز۔۔۔میری چاہت سے بھی سچی تھی نفرت اس کی !

دن پر لگا کر اُڑ رہیں تھے، نئے سال کی سردی کی اک نئی لہر کا آغاز تھا، چھٹیاں ختم ہو چکی تھی جس پر نا چاہتے ہوئے بھی بچے بھاری بھرکم بیگ کندھوں پہ لاد کر اسکول کی طرف روانہ تھے تو وہی مرد حضرات اور نوجوان اپنے کاموں کی طرف راغب تھے، ہفتہ چٹکی بجا کر گزرا تھا کل آغا فارز کی چھوٹی سی مہندی رکھی گئی تھی اور اس کے اگلے دن نکاح "آغا ہاؤس اور مبین منزل کو برقی قمقوں سے سجا دیا گیا تھا ہر طرف خوشیوں کی ریل پیل تھی۔۔۔

کل اور پرسوں کا تو اوف کرئے گے نہ۔۔۔انڈے پراٹھے سے انصاف کرتے حیدر نے اپنے ساتھ بیٹھے داؤد سے سوال کیا جو ہاتھ میں پکڑی گھڑی کا ٹائم سیٹ کر رہا تھا۔۔۔

افکورس کل بہت سے کام ہونگے""۔۔۔ نظریں ڈائل پہ ٹیکائے اس نے یوں کہا جیسے ساری ذمہ داری اس پر ہی ہو۔۔

پر ہم نے کونسے کرنے ہیں!!۔۔مزاحیہ خیز لہجے میں کہتے حیدر نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے تو بدلے میں وہ بھی ہنس پڑا جیسے اس کی بات سے محظوظ ہوا ہوں۔۔۔

تو نے اسائیمینٹ بنایا ہے فزکس کا؟؟

نہیں۔۔۔ سامنے بیٹھتے تراب کو دیکھتے حیدر نے قدرے جھکتے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

انسان کے بچے بن۔ کر تم دونوں پڑھائی پر توجہ دے دوں ورنہ جو لڑکے پڑھتے نہیں ہے نہ ان کی طلاق بھی ہو جاتی ہے۔۔۔ بظاہر حیدر کو گھورتے اس نے طنز داؤد پہ مارا تھا جس پر اس نے گھڑی سے نظریں اٹھائے صدمے سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

اس کی ہو میری کیوں ہو!!۔۔۔ تپنے تاثرات لیے وہ فورا بولا۔۔۔

نکاح تمہارا ہوا ہے۔۔۔ تراب نے جگ اٹھائے گلاس میں جوس اُنڈیلتے آرم سے کہا۔۔

تو طلاق بھی تیری ہی ہو گئی۔۔۔ حیدر نے بھی فورا اس کے بد دعا دینے پہ کہا

۔۔۔

ماما دیکھ لے برو کو کیسے پھپھے کٹنی عورتوں کی طرح طلاق کی بد دعائیں دے رہیں ہے۔۔۔زبیدہ مامی کو کیچن سے ناشتہ لے کر نکلتا دیکھ وہ فورا چھوٹے بچوں کی طرح ان کے اگے شکایتی ہوا۔۔۔

تابی!!!۔۔پراٹھوں والا ہوٹ پاٹ میز پہ رکھتے انھوں مصنوعی گھوری سے نوازا تو وہ زور سے ہنسا۔۔

ہاہاہاہا""ماما یہ تو میں ان کی حرکتوں کو دیکھ کہہ رہا ہوں جو آئے دن چھٹی کر کے بیٹھ جاتے ہیں نہ اسائیمینٹ بناتے ہیں اور جس دن ٹیسٹ ہو اس دن ان کی طبعیت ڈسٹرب ہو جاتی ہے۔۔۔ہنستے ہوئے تراب نے ان دونوں کی حرکتوں پہ نظرِ ثانی کرواتے ہوئے کہا گویا وہ ہر بات سے باخبر ہے۔۔۔

تو کرنے دو 'رخصتی جو دو سال بعد ہونی ہے وہ چار سال بعد ہو جائے گی۔۔۔

تراب کی پلیٹ میں ناشتہ سرو کرتے انھوں نے عام سے لہجے میں مقابل کو ورانگ دی تو داؤد کا دل خوف سے دھڑکا جبکہ حیدر کے لبوں پہ شرارتی مسکراہٹ چمکی۔۔

اور جن کی بتیسی نکل رہی ہے ان کی تو خیر طلاق کی بھی نوبت نہیں آنی کیونکہ اس کے لیے تو پہلے نکاح ہونا لازم ہے۔۔۔اب خود کے لیے ناشتہ نکلتے انھوں نے حیدر پہ طنز مارا۔۔۔

ماما دیکھے تائی ماں کیسی خوفناک باتیں کر رہی ہے۔۔۔۔اپنی ماں کو آتا دیکھ حیدر بھی داؤد کی طرح شیکایتی ہوا۔۔۔

تائی ماں شکل دیکھ کر باتیں کرتی ہے!۔۔۔انھوں نے بجائے اپنے بیٹے کی سپورٹ کے تائی ماں کی سائیڈ لی تو اس بار ہنسنے کی باری داؤد کی تھی۔۔۔

چچی جان کا مطلب ہے تیری شکل خوفناک ہے!!۔۔۔اس کی طرف جھکتے داؤد نے طنزیہ ہنستے ہوئے کہا۔۔

شٹ اپ۔۔۔اس کی گال پہ ہاتھ رکھتے حیدر نے دانت پیستے ہوئے دوسری طرف جھٹکتے ہوئے کہا تو وہ زور سے ہنسا۔۔۔

بابا حضور نے آج شاہی دبار میں حاضری نہیں دینی؟؟۔۔۔سکندر ماموں اور فرقان ماموں کی خالی پڑی کرسیوں کو دیکھتے تراب نے ناشتہ کرتے پوچھا۔۔۔

تینوں بھائیوں نے آج باہر ناشتے کا پلان بنایا تھا اس لیے فجر کے بعد کے گھر نہیں آئے۔۔۔ جواب بریڈ پہ بٹر لگاتی سبین مامی نے دیا۔۔

اور پھپھو ؟۔۔۔ حورے بیگم کو بھی آج ڈائینگ پہ موجود نہ دیکھتے پوچھا۔۔۔

اسے بھابھی نے بلایا تھا میرال کے نکاح کا جوڑا لے کر جارہی ہے نہ آج تو اسے ساتھ چلنے کو کہا ہے۔۔۔۔ چائے کا گھونٹ بھرتے زبیدہ مامی نے تفصیل دی

۔۔۔

گڈ مارننگ ویری ون !! میرا بچا کہاں ہے۔۔۔ گیلے بالوں کو ہاتھ سے سنوارتے حمزہ نے میز کے قریب آیا تو نظر مرحا کی خالی کرسی پہ پڑی جسے دیکھ اس نے تعجب بھری نظروں سے ان سے سوال کیا۔۔

شاید کالج نہیں جانا تبھی آئی نہیں !!۔۔۔ سبین مامی نے جواز پیش کیا۔۔۔

چلیے میں دیکھتا ہوں آپ لوگ کنٹینو کرے۔۔۔ وہ اپنی گڑیا کے بغیر کھانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا تبھی تراب کے کندھے پہ ہلکی سی تھپکی دیتا وہ واپس سڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اس کی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فراز۔۔۔رونے والوں کی طرح جاگنے والوں جیسی !

سارا سامان احتیاط سے رکھنا کچھ میس نہیں ہونا چاہیے۔۔۔میری کو ٹیبل پہ لا کر فروٹ بسکیٹ رکھتا دیکھ مہتاب مامی نے ڈرائیور کو اشارہ دیتے کہا جو سامان لے جا کر گاڑی کی ڈگی میں رکھ رہا تھا۔دوسرے صوفے پہ حورے بیگم بیٹھی چلنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔

میری نٹس باسکیٹ نہیں ہے ان میں ؟۔۔۔میز پہ طرح طرح کی سجی خوبصورت باسکیٹز جن میں سے ایک میں نکاح کا جوڑا تھا ایک میں سینڈل اور ایک میں تمام جیولری اور ہینڈ کلچ تھا جبکہ کچھ بڑی باسکیٹز میں سے ایک میں فروٹ تھے ایک میں میٹھائی اور ایک ڈرائے فروٹس کی تھی۔۔۔

یس میم کیچن میں ہے میں لے کر آ ہی رہی ہوں !۔۔۔میری نے کیچن کی طرف جاتے مڑ کر بتایا تو انھوں نے سر اثبات میں ہلاتے سامنے صوفے پہ بیٹھے

فواد کو دیکھا جو کانچ کا باؤل ہاتھ میں پکڑے فوگ سے کٹس کیے ہوئے فروٹس کھا رہا تھا۔۔۔

تم بھی ساتھ چلتے تو اچھا تھا !!!

نہیں ماما مجھے آج شاپینگ کے لیے جانا ہے، میرا تو مہندی کا جوڑا بھی نہیں آیا ابھی۔۔۔ موبائل پہ نظریں جمائے اس نے کانٹے میں انگور کا دانہ پھساتے منہ میں ڈالتے کہا۔۔۔

اچھا پر ساری شاپینگ آج ہی کر لینا نکاح والے دن میں تمہارے کوئی بچکانہ اسکیوز نہ سنو گھر میں اتنے کام ہونگے یہ نہ ہو شاپینگ کے بہانے تم نکل جاؤ اور پیچھے پھر تمہارے بابا میری کلاس لیتے پھیرے۔۔۔ گلے میں پہنی چین کو انگلیوں سے چھوتے انھوں نے فواد کو باوار کروایا۔۔۔

ڈونٹ وری ہو جائے گی نہیں لے گے پروفیسر صاحب آپ کی کلاس۔۔۔

لاپرواہ انداز میں تسلی دی گئی۔۔۔

یہ لے میم"۔۔۔ڈرائے فروٹس سے سجی ٹوکری لا کر میری نے ٹیبل پہ رکھتے کہا تو وہ اپنا پرس صوفے سے اٹھائے کھڑی ہوئی جسے دیکھ حور بیگم بھی فورا کھڑی ہوئی۔۔۔

چلو ہم جا رہے ہیں خیال رکھنا"۔۔۔گیٹ کی طرف بڑھتے انھوں نے اسے آواز لگائی۔۔

اوکے بائے موم" بائے پھپھو!!۔۔۔ہاتھ ہلاتے اس نے وہی بیٹھے بیٹھے دونوں کو رخصت کیا۔۔۔

واپسی کب تک ہو گئی آپ کی؟؟۔۔۔ گرے پینٹ کوٹ پہنے آنکھوں پہ شیڈز لگائے انھوں نے گاڑی کی پیسینجر سیٹ کے قریب کھڑے آغا ماموں کو دیکھتے پوچھا جو بادامی رنگ کی شلوار قمیض پہ نیوی بلو کوٹ پہنے ہوئے تھے۔۔

رات ہو جائے گی پہنچتے پہنچتے؟؟۔۔۔انھوں نے ایک نظر کلائی میں پہنی گھڑی کو دیکھا جو نو کا ہندسہ بجا رہی تھی ظاہر تھا کہ وہ اگر ابھی بھی نکلتے تو لاہور سے اسلام آباد کا سفر پانچ سے چھ گھنٹے کا تھا اگر اچھی ڈرائیو کی جائے۔۔۔

تو پھر آج جو یہ میٹنگز ہے وہ کون ڈیل کرئے گا مجھے سائیٹ وزیٹ کرنے جانا ہے

۔۔۔انھوں نے شہادت کی انگلی سے پیشانی مسلتے کہا۔آج انھیں سائیٹ کے ورکز

میں سیلیرزی ڈسٹر بیوٹ کرنی تھی جو کہ ضروری تھا۔۔

میں نے سکندر سے کہہ دیا ہے وہ اور فرقان یہ میٹنگز مینج کر لے گے تم اس حوالے

سے پریشان نہ ہو۔۔۔ان کے شانے پہ ہاتھ رکھتے آغاماموں نے انھیں فکر مند

ہوتا دیکھ پر سکون کیا۔۔

سارا سامان رکھ دیا ہے نہ گاڑی میں !!۔۔ باہر پورچ میں آتے ہی انھوں نے پھر

فکر مندی سے سوال کیا۔۔۔

جی بیگم رکھ دیا ہے اب چلے پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔آغاماموں نے ان کی

تسلی کروائی اور ساتھ پچھلی سائیڈ کا گیٹ کھولتے انھیں بیٹھنے کو کہا۔۔۔

اوکے میری جان اپنا خیال رکھنا۔۔فرطِ جذبات میں آغافارذ کی پیشانی پہ بوسہ

دیتے مہتاب مامی نے اپنا خیال رکھنے کو کہا تو بدلے میں انھوں نے بھی ان کی

پیشانی چومی۔۔۔

خیر سے جائے خیر آئے!!!ان دونوں کو بیک پہ بیٹھتا دیکھ انھوں نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور پھر آغا ماموں سے بغلگیر ہوتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تو وہ پیسینجر سیٹ کا گیٹ کھولتے اندر بیٹھے جسے دیکھ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کرتے گیٹ سے نکلتی آغا غازد کی گاڑی کے پیچھے لگائی مگر روڈ پہ آتے ہی دونوں گاڑیوں کی منزلیں بدل گئیں۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

افسوس کوئی پوچھتا نہیں دل کا حال فراز۔۔ ہر کوئی کہہ رہا ہے، تیرے رنگ کو کیا ہو گیا؟

،وہ سڑھیاں پھلنگتا اوپر اس کے کمرے میں آیا جہاں خالی بیڈ اس کا منہ چڑھا رہا تھا ،بیڈ پہ بلینکٹ پھیلی ہوئی تھی جس کا مطلب وہ ابھی اٹھ کر واش روم میں گئی تھی کیونکہ واش روم سے ٹیب سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔

ہائے میری لاڈو بڑی کب ہو گئی۔۔۔بیڈ کی بے ترتیب چادر کی سلوٹیں نکالتے وہ مسکراتے ہوئے بڑبڑایا اور بلینکٹ کی تہہ بناتے پیروں کی سائیڈ پہ رکھی۔ بچپن سے اس کی عادت تھی کہ اس کا بستر وہی بناتا تھا مگر کچھ سال وہ یہ سب نہ کر سکا مگر اب وہ پھر سے وہی عادت اپنا رہا تھا۔۔۔

تراب میرے بھائی تجھے روز کورٹ جانے سے پہلے کمرہ صاف کرنا پڑھے گا ۔۔۔ڈریسنگ پہ بکھرے اسکن پروڈکٹس کو ارینج کرتے وہ تراب کو تصور میں لائے بولا جو بیچارہ اپنا کام بامشکل کیا کرتا تھا۔اس نے سائیڈ ٹیبل سے یوز ٹشو اٹھا کر ابھی ڈسٹ بین میں ڈالے ہی تھے جب واش روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی

۔۔۔

گڑیا یہ اتنے ٹشوز کیوں!!!!۔۔۔زمین پہ بھی ادھر اودھر بکھرے ٹشوز کو دیکھتے حمزہ نے اچنبھے سے مڑتے اس سے پوچھنا چاہا مگر دروازے کے سہارے بے حال سی کھڑی مرحا کو دیکھتے اس کے الفاظ حلق میں ہی دب گیے۔۔۔

روحی کیا ہوا ہے!!!۔۔۔اسے بے حال سی حالت میں دروازے کو پکڑا دیکھ وہ ایک جست میں اس کے قریب پہنچتے اپنی بے جان سی ہوئی گڑیا کو بانہوں میں بھر گیا تھا۔۔۔

بھیا"" بھیا" ہم بے 'جان ہو رہیں ہے۔۔۔اپنی گرتی حالت کو دیکھتے اس نے حمزہ کے وجود کو سہارا لیا تھا جبکہ پیر تو یوں بے جان تھے جیسے جان ہی نہ ہو ان میں۔۔۔

اللہ رحم کرے "ادھر بیٹھو"۔۔۔اسے خود سے لگائے حمزہ نے اسے احتیاط سے صوفے پہ بیٹھایا۔۔۔

اب بتاؤ کیا ہوا ہے 'کیوں یہ حالت بنا رکھی ہے۔۔۔بکھرے بال، زرد رنگت اور آنکھوں کے نیچے پڑتے حلقوں کو دیکھتے وہ صیح معنوں میں پریشان ہوا تھا۔۔۔

صب 'صبح سے الٹی آرہی ہے """دل بہت خراب 'ہو رہا ہے۔۔۔۔اپنے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ پیشانی پہ پھیرتے اس نے خشک پڑتے لبوں سے بامشکل بتایا

۔۔۔

تو میری جان مجھے کیوں نہیں بتایا' کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہو روحی۔۔۔

اس کے زرد چہرے کو تھامتے حمزہ نے فکر مند لہجے میں کہا تو وہ آنکھیں بند کیے اس کے سینے سے لگی جیسے سارے جسم کی ہمت ختم ہو چکی ہو۔۔۔

کیا ہوا روحی کو۔۔۔ وہ جو اپنی ہر صبح کا آغاز اسے دیکھ کر کیا کرتا تھا تو بھلا آج کیسے وہ اسے دیکھے بنا جا سکتا تھا تبھی اسے ملنے کی خاطر وہ اوپر آیا تھا مگر اس کی حالت کو دیکھتے وہ تشویش ناک لہجے میں بولتا ان کے قریب آیا۔۔۔

صبح سے الٹیاں کر رہی ہے۔۔۔ حمزہ نے چہرہ جھکائے اس کے بے رونق عارض پہ ہاتھ پھیرتے کہا تو تراب نے فکر مندی سے اگے بڑھتا اس کے رخسار پہ ہاتھ رکھا۔۔

یہ تو ٹھنڈی پڑ رہی ہے چل اٹھ اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتے ہے۔۔۔ نازک سے مرمری ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے تراب کو اس کا بوڈی ٹمپریچر گرا ہوا محسوس ہوا تو ہڑبڑاہٹ میں بولا۔۔۔

تو گاڑی نکال میں لے کر آتا ہوں۔۔۔ اسے گاڑی نکالنے کا کہتے حمزہ نے اس کی حالت کچھ بہتر کرنی چاہی کیونکہ جس طرح کی حالت اس کی ہو رہی تھی گھر

والوں نے پریشان ہو جانا تھا جو کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ جبکہ اس کے کہنے پہ تراب سر ہلاتا لمبے لمبے ڈھاک بھرتا کمرے سے نکلا تو وہ اس کے سر پہ اسکارف اوڑھتا اسے اپنے سہارے دئے کمرے سے نکلا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیوار کیا گری میرے کچے مکان کی۔۔۔ لوگوں نے میرے گھر سے راستے بنا لیے۔

بھابھی کیا کر رہی ہے؟۔۔۔ وہ چائے کا کپ تھامے کمرے میں آئی تو انھیں بیڈ پہ کپڑے پھیلائے دیکھ اشتیاق سے پوچھا اور چل کر آتی سرہانے والی سائیڈ پہ بیٹھی۔۔۔

ارے یہ روحی کا مہندی کا جوڑا تھا میں نے سوچا اسے دے دوں آج ہی پہن کر دیکھ لے کہی کوئی مسئلا نہ ہو پھر فنکشن والے دن تو ہو نہیں پائے گا۔۔۔ایک بیگ میں سے پیک شدہ جوڑا نکالتے انھوں نے مصروف سے انداز میں بتایا۔۔۔

آپ کب لائی بتایا نہیں مجھے۔۔۔ سبین مامی نے حیرت سے پوچھا کیونکہ بازار تو جتنے دفعہ وہ گیے تھے سب ساتھ ہی گئے تھے۔۔۔

ارے میں نہیں تابی لایا تھا اپنی پسند کا"۔۔۔۔ سوٹ کھول کر ان کو دیکھتے زبیدہ مامی نے مسکراتے ہوئے بتایا۔انھیں بہت خوشی ہوئی تھی کہ ان۔کا بیٹا ان کی ہونے والی بہو کے لیے اپنی پسند کے لیے کچھ لایا تھا۔۔

ماشاءاللہ کتنی پیاری پسند ہے تابی کی' روحی پہ تو یہ رنگ کھلے گا بھی بہت۔۔۔

جوڑے کو ہاتھوں میں بھرتے انھوں نے ستائش بھری نظروں سے دیکھتے کہا تو وہ بھی کھلے دل سے مسکرائی۔۔

میری روحی تو ہے ہی اتنی پیاری کے وہ دو ہزار والا سوٹ بھی پہنے تو ہزاروں کا لگے۔۔۔انھوں نے دل سے اپنی بہو کی خوبصورتی کو سراہا یا تھا جو سب میں انمول تھی۔۔۔۔

ہاں یہ تو ہے پوری کی پوری یوسف کی بھائی کی کاپی ہے۔۔۔ سبین۔مامی نے بھی مسکراتے ہوئے تائید میں سر ہلاتے کہا۔۔۔

بی بی جی وہ نہ تابی بھیا اور حمزہ بھیا روحی بی بی کو ہسپتال لے کر گیے ہے۔۔۔ وہ لوگ مسکرا ہی رہی تھی جب دروازہ کھول کر اندر آتی رانی نے گھبراہٹ سے کہتے ان کے چہروں سے مسکراہٹ چھینی۔۔۔

رانی کیا بکواس کر رہی ہو ہوش میں تو ہو۔۔۔ زبیدہ مامی ہوش میں آتی غصے سے بولی۔رات تو وہ ٹھیک تھی اب اچانک کیا ہو گیا تھا۔۔۔

نہیں بی بی جی میں جھوٹ نہیں بول رہی واقعی ہی ان کی حالت بہت خراب لگ رہی تھی حمزہ بھیا کے کندھے سے بے حال سی لگی ہوئی تھی۔۔رانی اس کی حالت کا بتاتی افسردہ ہوئی کیونکہ وہ تو خود اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ کر آئی تھی

۔۔۔

ہائے میرے اللہ بھابھی تراب کو فون ملائے "کیا ہو گیا روحی کو جو وہ بغیر بتائے چلے گیے ہیں۔۔۔ سبین مامی چہرے پہ فکر مند تاثرات منہ پہ سجائے زبیدہ مامی سے بولی تو وہ جھٹ بیڈ سے اٹھتی ڈریسنگ سے موبائل اٹھائے وہی کھڑے

کھڑے تراب کا نمبر ڈائل کرتی کان سے لگا گئی مگر ایک بیل دو بیل تین بیل ہوئی مگر دوسری طرف سے کسی نے فون نہیں اٹھایا تھا۔۔

نہیں اٹھا رہا'۔۔ فون کاٹتے انھوں نے سر نفی میں ہلاتے کہا۔۔

حمزہ کو کرے!!!۔۔۔ سبین مامی نے انھیں پریشان ہوتے دیکھ کہا تو وہ بغیر کچھ کہے اب حمزہ کا نمبر ڈائل کرنے لگی مگر اس پریشان صورت میں جب تراب نے فون نہیں اٹھایا تھا تو پھر حمزہ کیسے اٹھا لیتا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تیرے قریب آ کے بڑی الجھنوں میں ہوں۔۔۔ میں دشمنوں میں ہو کہ تیرے دوستوں میں !

ایک بجے کا ٹائم تھا سورج اپنے جوبن پر تھا آج سردی رات کی بانسبت دن میں کم تھی، آنکھوں پہ سن گلاسس لگائے وہ بیزاری سے ادھر اودھر نظریں دوڑاتا کسی کا متلاشی نظر آ رہا تھا، یہ منظر ہے لاہور کے ایک بڑے سے مال کا جس کے

نچلے فلور پہ اس وقت اکا دکا لوگ ہی چلتے پھرتے نظر آرہیں تھے اور کافی آؤٹلیٹ بھی ابھی بند تھے پر نا جانے کیوں وہ اس وقت یہاں موجود تھا۔۔۔

تو پاگل ہے کیا اتنی صبح صبح مال کون بلاتا ہے وہ بھی نیند سے اٹھا کر؟؟؟۔۔۔ وائٹ نائٹ سوٹ پہ اوپر بلیک پوما کی بڑی سی ہڈ پہنے جس کی زپ کھلی ہوئی تھی، پاؤں میں بلیک سوفٹی پہنے وہ اپنی شہد رنگ آنکھوں میں نیند کی ہلکی ہلکی سرخی لیے اتے مقابل کو دیکھتے خفگی سے بولا جو یوں روب سے کھڑا تھا جیسے بل گیٹس کا داماد ہو۔۔۔

تیرے گھر سے یہاں تک کی ڈرائیو بیس منٹس کی ہے تو تجھے پچیس کیوں لگے؟؟۔۔۔ کلائی میں پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھتے اس نے مقابل کے سوال کو اگنور کرتے پوچھا۔۔۔

منہ نہ دھوتا گندہ منہ لیے ہی آجاتا۔۔ پیشانی پہ بکھرے شہد رنگ سلکی بالوں کو سیٹ کرتے درید نے مقابل کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے کہا جو اس کی اتنی حسین نیند تباہ کر گیا تھا۔۔۔

دھونے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا خوا مخواہ پانی ویسٹ کیا ہے۔۔۔اس کینو اس جیسی مشابہت رکھنے والے خوبر وانسان کو دیکھتے فواد نے طنز مارا تھا جو بغیر کسی چھام جھام کے بھی نہایت ڈیشینگ لگ رہا تھا۔۔۔

وہ تو تیری جیلیسی بتا رہی ہے!!۔۔۔لبوں کو سکڑیتے درید نے کندھے اچکائے کہا جیسے اس کے دل کی بات جان گیا ہو۔۔۔

اوئے الو کے پٹھ "مطلب کے سن """ یہ کیا طریقے ہے کسی کو بلانے کا۔۔۔

حارث کے ساتھ چلتے آتے معتصم نے اس بلیک مین بنے شخص کو گھورا جو بلیک ٹراؤزر ٹی شرٹ پر بلیک ہی ہڈی پہنے ہوئے تھا۔۔۔

عزت سے تم لوگوں نے آنا تھا۔۔اس نے سوال کے بدلے سوال کیا۔۔۔

تو اس کا یہ تو مطلب نہیں تھا کے اگلے بندے کو تم ہارٹ اٹیک ہی دے دوں ۔۔۔حارث نے منہ بنا کر کہتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔اس نے ان سب کو کال پہ یہ کہہ کر یہاں بلایا تھا کہ میرا جھگڑا ہو گیا ہے لڑکوں کے ساتھ جس پر وہ بھاگے بھاگے نکلے تھے مگر جب یہاں آئے تو نہ وہاں کی صورت حال دیکھ کر لگا کہ یہاں لڑائی ہوئی تھی اور نہ اس کمینے کی کٹ شٹ دیکھ کر۔۔۔

کل مہندی ہے اور مجھے اپنے ساتھ باقی سب کے بھی ڈریس سلیکٹ کرنے ہے' اس لیے میرے پاس تم سب کے ترلے کرنے کا ٹائم نہیں تھا۔۔۔ کندھے اچکائے اس نے وجہ بتائی ان سب کو بلانے کی۔۔۔

ڈائیزائیز نے بھلے آنکھوں میں سے گیڈے بھی نہ نکالی ہو"۔۔۔ درید نے اس کے پر سکون چہرے کو خونخوار نظروں کے حصار میں لیے کہا۔ اسے ابھی تک اپنی نیند خراب کرنے کا اس پر رہ رہ کر غصہ آرہا تھا۔۔۔

بات ہو چکی ہے ڈائیزیز سے میری آوٹلیٹ کھلی ہے۔۔۔ ایکسیلیٹر کی طرف قدم بڑھاتے فواد نے نور ملی کہا تو وہ تین بھی ناچاہتے ہوئے اس کے ساتھ بڑھے کہ چلو نیند تو خراب ہو ہی گئی ہے تو کیوں نہ ناشتہ اس کے خاطے میں کر کے اس کا دن خراب کیا جائے۔۔۔

چشمہ تو اتار لے یوں لگ رہا ہے جیسے تازہ تازہ آنکھیں بنوائی ہیں!۔۔ اسے مال کے اندر بھی شیڈز لگائے دیکھ اس کے پیچھے ہی ایکسیلیٹر کے اسٹیپ پہ پاؤں رکھتے معتصم نے سنجیدگی سے کہا تو درید اور حارث مسکرائے۔۔

اپنی یہ بکواس وہاں بند رکھنا یہ نہ ہو کہ پھر لوگ مکے سے آنکھ میں موتیاں اتارتا دیکھے۔۔۔فواد نے ڈھکے چھپے الفظوں میں معتصم کو دھمکی دی تھی منہ بند رکھنے کی جس پہ معتصم نے منہ بگاڑا۔۔۔

سکینڈ فلور پہ نیچے کی بانسبت کچھ رش تھا کیونکہ یہاں کے تمام آوٹلیٹ اوپن تھے ،وہ چار بھی ان میں سے ایک بڑی سی شیشے سے بنی آوٹلیٹ میں انٹر ہوئے جو ٹوٹلی جینٹس وئیر کی تھی، جگہ جگہ اسٹیچوز مختلف قسم کے کپڑے پہنے کھڑے تھے، نورمل ڈے سے لے کر ویڈینگ تک کی تمام ورائیٹیز کے ڈریسیز وہاں ہینگ تھے۔۔۔

لینے کیسے ہیں کچھ آئیڈیا ہے ؟؟۔۔ہینگ ڈریسیز کے ہینگرز ادھر سے ادھر کرتے حارث نے متلاشی نگاہ ارد گرد دوڑاتے فواد کو دیکھتے کہا۔۔

رات ڈائیزیز کو بتایا تھا وہ کہہ رہا تھا ہے ان کے پاس ہے کچھ ایسے ڈائیزاین ۔۔۔فواد نے ایک نظر اس پہ مارتے بتایا۔۔۔

یس سر مے ہیلپ یو!!۔۔۔کوٹ پینٹ پہنے ایک فی میل ورکر نے ان کے قریب آتے نہایت شائستہ لب ولہجے میں پوچھا۔۔۔

میر واعظ سے ملنا ہے کل رات بات ہوئی تھی ان سے '۔۔۔ فواد نے اس آوٹلیٹ کے ڈائیزیز کا حوالہ دیا تو اس نے لڑکی نے مسکراتے سر کو خم دیا۔۔

سوری سر مسٹر واعظ تو ہے نہیں ابھی بٹ انھوں نے آپ لوگوں کے آنے بتا دیا تھا آئے "آپ لوگوں ڈریسیز چیک کر لے۔۔۔اس لڑکی نے معزرت کرتے شگفتہ لہجے میں درید پہ نظریں ٹیکائے کہا جس کی آنکھوں کی سرخی اور ماتھے پہ بکھرے سنہری بال کسی بھی لڑکی کو اپنی طرف اٹریکٹ کر سکتے تھے۔۔۔

جی چلیے "۔۔ فواد نے اسے چلنے کا کہا تو وہ سر کو خم کرتی انھیں لیے اگے کی طرف بڑھی جبکہ وہ تینوں خراماں خراماں یوں چل رہے تھے جیسے مارننگ واک پہ آئیں ہو۔۔

وہ کوٹ پینٹ والی مس تجھ پر لائن مار رہی تھی درید """۔۔۔ ساتھ چلتے حارث نے اس لڑکی کو پھر پیچھے مڑ کر دیکھتا دیکھ درید کو کہنی مارتے تپانا چاہا۔۔

مارنے دے اس خبیث نے کونسا پٹ جانا ہے یہ تو فدا ہو چکا ہے اس کورین اور پاکستان کے کومبینیشن پہ اسے اب کوئی بیوٹی اٹریکٹ نہیں کرئے گی۔۔۔ معتصم

نے جلنے بھنے انداز میں درید کے سنجیدہ چہرے کی طرف دیکھتے کہا جہاں حور کے ذکر پہ ایک میٹھی سی مسکان آئی تھی۔۔۔

کم ہیر گائیز"'۔۔۔اس لڑکی کے باعث اس نے نہایت مہذبانہ انداز میں انھیں جلدی آنے کا کہا جو جان بوجھ کر اپاہیجوں کی طرح چل رہیں تھے۔۔

آج تو اس ڈریگن کے منہ سے پھول جھڑ رہیں ہے۔۔۔حارث نے حیرانگی سے کہا۔۔۔

اس پینٹ کوٹ والی کی وجہ سے ورنہ آغا فواد کا شرافت سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔معتصم نے اس کی نرمی ذرا دل پہ نہیں لی تھی کیونکہ جانتا تھا اس لڑکی کے جاتے وہ کیسے مہذب سے غیر مہذب ہو گا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بھرے شہروں میں بھی تنہا ہے جانے کس طرح۔۔۔لوگ ویرانوں میں کر لیتے ہیں پیدا آشنا !

فکر مندی سے لاونج میں بیٹھی وہ ان کی راہ تک رہی تھی جو نہ ان کوئی فون اٹھا رہیں تھے اور نہ خود کوئی فون کر کے مرحا کی اطلاع دے رہیں تھے، زبیدہ مامی اور سبین مامی کب سے لاونج میں بیٹھی ان کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی اس دوران حورے بیگم کا دو دفعہ فون آیا تھا مرحا کی طبعیت پوچھنے اور اس سے بات کرنے کو مگر انھوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ تراب اور حمزہ کے ساتھ باہر گئی ہے اب انھیں اتنی دور بیٹھی کو پریشان کرنا انھوں نے مناسب نہیں سمجھا۔۔۔

بھابھی اتنی دیر ہو گئی ہے مجھے پریشانی ہو رہی ہے!۔۔۔دھڑکتے دل پہ ہاتھ رکھتے سبین مامی فکر مندی بھرے تاثرات لیے زبیدہ مامی کو دیکھتی بولی جو خود پریشانی سی تسبیح پڑھ رہی تھی۔۔۔

میرا خود کا۔دل دہل رہا ہے سبین مجھے نہ بتاؤ"۔۔۔وہ تو پہلے ہی پریشان تھی اور کچھ سبین مامی بار بار پوچھا کر کر رہی تھی۔۔۔۔

آرام سے گڑیا"۔۔۔احتیاط سے اسے باہر کے تین اسٹیپ چڑھاتے حمزہ اسے لیے صدر دروازے پہ بنی چوکھٹ کو دیکھتے بولا کیونکہ وہ بار بار لڑکھڑا رہی تھی

جیسے پیروں میں جان نہ ہو جبکہ ان کے پیچھے ہی تراب ڈیش بورڈ سے دوائیوں والا شاپر لے کر گاڑی بند کرتا پیچھے آیا۔۔۔

ماں صدقے میرا بچا خیر سے واپس آیا ہے !۔۔۔کائی رنگ کے گرم کھاڈی کے سوٹ پہ سر پہ کائی رنگ کا حجاب ڈوپٹہ کی صورت میں لیے وہ مرجھائی کلی کی طرح حمزہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی جسے دیکھ وہ دونوں فوراً اٹھتی اس کی طرف بڑھی۔۔۔

کیسی ہے میری گڑیا" کیا ہوا تھا؟؟۔۔۔نرمی سے اس کے عارضوں کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے زبیدہ مامی نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

ٹھیک ہے اپ فکر مند نہ ہوئے۔۔۔حمزہ نے سہارا دیتے اسے صوفے پہ بیٹھاتے انھیں تسلی دینی چاہی۔۔۔

تم دونوں تو میرے منہ مت لگانا اتنے برے لگ رہیں ہے مجھے تم دونوں کے چہرے۔۔۔حمزہ کے نرم لہجے پہ وہ چیختے لہجے میں غصے سے بولی تو حمزہ نے اپنی مسکراہٹ لبوں میں دبائی جبکہ تراب ہونک ہوا۔۔

میں نے کیا کیا ہے !!۔۔۔حیرانی سموئے آنکھوں سے اس نے استفسار کیا۔۔۔

کتنی کالز کی ہے تم دو لنگوروں کو مگر مجال کے دونوں میں سے کسی نے اٹھائی ہو اگے سے پوچھتے ہے میں نے کیا کیا ہے!!!۔۔۔غصے سے تراب کے بازو پہ چماٹ لگاتے سبین مامی نے آخر میں اس کی نقل اتاری تو تراب کی ہنسی لبوں پہ آئی۔۔۔

دیکھو کیسے بغیرتوں کی طرح ہنس رہیں ہے اب۔۔۔دونوں کو اپنی مسکراہٹ روکتا دیکھ سبین مامی نے خائف بھرے لہجے میں کہا تو تراب نے اگے بڑھ کر انھیں اپنے حصار میں لیا۔۔۔

ہاہاہا"میری کیوٹ چاچی""۔۔۔انھیں اپنی بھرپور نقل اتارتا دیکھ تراب نے بامشکل اپنے قہقہ کو روکا تھا۔۔۔

پر مجھے مسکا لگانے کا کوئی سوچے بھی نہیں میں بہت غصے میں ہوں" یہ دو گھنٹے میں نے جس اذیت سے گزرے ہے وہ میں جانتی ہوں۔۔۔تراب کو سبین کو سینے سے لگاتا دیکھ انھوں نے خفگی سے کہتے مرحا کی پیشانی چومی تو حمزہ دھیمہ سا مسکراتا ان کے پاس بیٹھا تو وہ فورا ناراضگی دیکھتی اس کی طرف پیٹھ کرتی مرحا کی طرف موڑ گئی۔۔۔

فوڈ پوزیننگ ہو گئی تھی ڈریپ لگی ہے ناؤ شی 'زبیٹر """آپ پریشان نہ ہوئے ۔۔۔ان کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتے اپنی طرف رخ کرتے حمزہ نے سر پہ بوسہ دیتے کہا وہ مامی نہیں ماں تھی جنھوں نے بچپن میں ان دونوں بہن۔ بھائی کو حورے بیگم سے زیادہ سنبھالا تھا۔۔۔

تم جانتے ہو میں کتنی ڈر گئی تھی" دل میں طرح طرح کے وسوسے آ رہیں تھے ۔۔۔آنکھوں میں شکوے کی جھلک لیے انھوں نے حمزہ کو دیکھتے نم سے لہجے میں کہا تو صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے مرحا ان کی محبت کو دیکھتے زخمی سی مسکرائی

۔۔۔

آئی نو مامی آپ دونوں پریشان تھی مگر وہ ٹھیک ہے کیوں روحی بتاؤ یار اپنی ان خونخوار مامیوں کو۔۔۔ان کے ہاتھ کی پشت چومتے حمزہ نے مزاحیہ خیز لہجے میں کہتے ماحول میں چھائی اداسی کو کم کرنا چاہا۔۔

ہم بالکل ٹھیک ہے آپ لوگ خوامخواہ پریشان ہو رہیں ہے۔۔۔اندر چھائے بوجھل پن کو ختم کرتے اس نے اٹھ کر سیدھے ہوتے فریش لہجے میں بولتے انہیں مطمئین کرنا چاہا۔وہ اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اللہ میری بچی کو ہمیشہ ٹھیک ہی رکھے۔۔ فرطِ جذبات میں وہ اسے اپنے سینے سے لگاتی بولی۔۔

تم دونوں روحی کو کمرے میں لے کر چلو میں اپنی بیٹی کے لیے ناشتہ لے کر آتی ہوں صبح سے بھوکی ہے۔۔۔ تراب اور حمزہ پہ حکم صادر کرتی وہ مرحا کی زرد گال چومتی کیچن کی طرف بڑھی۔۔۔

چل میں چلتا ہوں فردوس صاحب کی کال آرہی ہے تو خیال رکھنا اس کا۔۔ فون کی ہوتی بیپ پہ اس نے فون کوٹ کی اندرونی جیب سے نکالتے ایک نظر اسکرین کو دیکھا اور پھر سائیلینٹ لگا کر واپس جیب میں ڈالتے وہ حمزہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے بولا۔۔۔

ڈونٹ وری تو جا آرام سے!!۔۔۔ آنکھوں سے تسلی دیتے اس نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ روحی کے قدموں کے قریب پنجوں کے بل بیٹھا۔۔۔

اپنا خیال رکھنا بلوسم، میں شام تک آجاؤں گا ٹھیک ہے۔۔۔ اس کے سفید مخملی ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے تراب نے شائستگی سے ہاتھوں کی پشت کو

انگھ۔وٹوں سے سہلاتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہاتو مرحا نے بامشکل ہونٹوں کو مسکراہٹ میں ڈھالے اسے مطمین کیا۔۔

ایئم فائن بھیا" آپ ریلیکس ہو کر جائے اور واپسی پر ہمارے لیے چوکلیٹس لے کر آئیں گا۔۔۔اس کا دل نہیں تھا کہ وہ اس وقت کسی سے بات کرے مگر اپنوں کے چہروں پہ چھائی فکر مندی کو دیکھتے اسے ناچاہتے ہوئے بھی بولنا اور مسکرانا پڑھ رہا تھا۔۔۔

ضرور میری جان۔۔۔اس کے قدموں سے اٹھ کر اس کے بالوں پہ لب رکھتے وہ مسرور سا بولا۔اسے ہنستا دیکھ وہ واقعی ہی مطمین ہوتا صدر دروازے کی طرف بڑھا تو وہ پھر سے آنکھیں موندتی زبیدہ مامی کے سینے پہ سر رکھ گی جسے دیکھ حمزہ پانی پینے کی غرض سے کیچن کی طرف بڑھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فصلِ گل میں بہار پہلا گلاب۔۔۔کسی کی زلفوں میں ٹانکتی ہے اب بھی !

کپڑوں کی سلیکشن کیے اب وہ تھرڈ فلور پہ بنے کیفیٹریا میں آئے جہاں تقریباً ہر ٹیبل ہی بوک نظر آرہا تھا، لوگ شاپنگ کرے یا نہ کرے فوڈ کورٹ میں سینکس تو لازمی کھاتے تھے، وہ چاروں بھی چلتے ہوئے ادر گرد کوئی چار کرسیوں والا ٹیبل ڈھونڈ رہیں تھے۔۔

وہ رہا فری ٹیبل"۔۔۔۔دائیں جانب لگے ٹیبلز میں سے ایک ٹیبل کو خالی دیکھ حارث نے اس سمت اشارہ کرتے کہا اور اس طرف بڑھا تو وہ تینوں بھی اس کی تقلید میں بڑھے۔ جہاں لوگ مالز میں خاص طور پہ تیار ہو کر آتے تھے وہی وہ چاروں الگ مثال قائم کیے اپنے نائٹ سوٹس میں ملبوس تھے، پاؤں میں سوفٹی چپلز اور بکھرے بال لیے وہ اپنے اس حلیے میں بھی مغرو ہیر وز لگ رہیں تھے جو جہاں سے گزر رہیں تھے لوگ مڑ مڑ کر دیکھ رہیں تھے۔۔۔

کیا کھانا ہے ؟؟۔۔۔۔اپنی اپنی جگہیں سنبھال کر بیٹھتے درید نے موبائل نکال کر ٹیبل پہ رکھتے پوچھا۔ بیچاروں نے ناشتہ تو کیا نہیں تھا اس کمینے کی وجہ سے

میکڈی لے لیتے ہے ؟؟۔۔۔ معتصم نے مشورہ دیا۔۔

کیا لینا ہے ؟؟۔۔۔ فواد کرسی سے اٹھتا اپنا والٹ جیب سے نکالتا ہوا بولا۔ ظاہر تھا نیند خراب کی تھی تو اب کھلانا بھی اپنی ہی جیب سے تھا۔۔

ٹو ہوٹ وینگز باکیٹ، فور ڈبل ڈیکر برگر، لوڈیڈ نگیٹس اور ڈرم اسٹیکز""""۔۔۔

درید نے چاروں کا آڈر بتایا تو فواد سر ہلاتا کچھ دور بنے میکڈی کی اوپن شاپ کی طرف بڑھا تو حارث بھی فوراً اٹھتا اس کے پیچھے لپکا کہ وہ اتنا سب کچھ کیسے کیری کرے گا۔۔۔

پیزا کھائے گا؟؟۔۔۔ معتصم نے فون میں مصروف درید سے سوال کیا۔۔۔

ہاں مارگیریٹا پیزا اور فور اسمول کیونکہ تم لوگ جمبو میں بہت اوقات دیکھاتے ہوں۔۔۔ درید نے سنجیدگی سے اسے کچھ دن پہلے رونما ہوئے واقع کی یاد دلاتے جتلایا جب وہ لوگ پیزا کھانے گیے تھے اور جو لاسٹ سلائیز پہ معتصم اور حارث کی لڑائی ہوئی تھی پوری شاپ میں موجود لوگوں نے دیکھی تھی۔۔۔

وہ میرا اسلائیز تھا جس پر حارث نے نیت خراب کی تھی!!!۔۔۔ معتصم فوراً اپنے حق میں بولا۔۔۔

جانتا ہوا تیری شرافت کو بھی" چل جا میرا منہ مت کھلوا۔۔۔ درید نے طنزیہ نظروں سے دیکھتے اسے لتاڑا تو معتصم ناک سکوڑتا کھڑا ہوا اور پیزا شاپ کی طرف بڑھا تو درید فون بند کرتا ان تینوں کو دیکھنے لگا بالکل ایک ماں کی طرح جو ہر وقت اپنے بچوں پہ نظر رکھے ہوتی ہے۔۔

وہ پیزا شاپ کے قریب کھڑے معتصم کو دیکھ رہا تھا جو اپنا آڈر بتا رہا تھا جب اچانک معتصم پہ ٹیکی شہد رنگ آنکھوں کے اگے سے کوئی گزرا، وہاں اتنے لوگ تھے جس کی وجہ سے وہ توجہ نہ بھی دیتا مگر ایک مانوس سی آواز پہ اس نے فورا مڑتے آواز کے تعاقب میں دیکھا جہاں ایک لڑکی فون کان سے لگائے نیچے جانے والے ایکسیلیٹر کی طرف بڑھی رہی تھی وہ حور تھی" حور ابلاج جس کا چہرہ نہ دیکھنے کے باوجود بھی وہ محض آواز سے اسے پہچان گیا تھا۔۔

حور""۔۔۔ موبائل ہاتھ میں پکڑے وہ فورا اس کے پیچھے بھاگتا چلایا تو وہ جو فون بند کرتے اسے بیگ میں رکھ رہی تھی اپنے نام کی پکار پہ آنکھوں میں حیرانی لیے وہ پیچھے پلٹی مگر سامنے سے درید کو چلتا آتا دیکھ وہ پہلے سے زیادہ حیران ہوئی کہ آیا وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔۔

گڈ آفٹر نون جونئیر!!۔۔لبوں پہ تبسم اور آنکھوں میں شرارت لیے وہ مقابل کی حیرانی کو دیکھتے خوشگوار لہجے میں بولا تو اس کی حیرانی بھی کم ہوئی۔۔۔

گڈ آفٹر نون سنئیر "آپ یہاں؟؟۔۔اپنی حیرانی پہ قابو پائے حور نے بامشکل مسکراتے پوچھا۔۔

جی میں "کیا میں نہیں آسکتا؟؟۔۔بدلے میں اس نے سوال کیا تو وہ گڑبڑائی

۔۔۔

نن "نہیں ایکچیولی اس فلور پہ لیڈیز وئیر زیادہ ہے نہ تو اس لیے!!۔۔۔حور نے ہچکچاتے ہوئے کہتے اپنے منہ پہ آئے بالوں کو کان کے پیچھے اڑاسا۔۔

جی وہ کیا ہے نہ کہ ہمارا معتصم کچھ زنانہ ہے تو اس کے لیے لیڈیز کپڑے لینے آئیں تھے۔۔درید نے نہایت سنجیدگی سے کہتے کان کی لو مسلی تو حور مزید حیران ہوئی

۔۔

سیر ئسلی """کیا وہ مرد "مطلب کہ وہ لگتے نہیں ہے؟؟۔۔درید کی بات ہی اتنی غیر متواقع تھی کہ اسے خود سمجھ نہ آیا کس طرح اپنی حیرانی شو کروائے۔۔۔

ہاں لگتا تو نہیں ہے مگر ہم جانتے ہے وہ رات میں کس کس طرح کی حرکتیں کرتا ہے 'ہم نے بامشکل اپنی عزتیں بچا رکھی ہے !!۔۔۔حور سے بات کرنے کے چکر میں وہ بیچارے معتصم کی پرسنیلٹی کی دھجیاں بکھیر گیا تھا وہ بھی ایک حسین لڑکی کے سامنے کہ اگر اس کی ذرا سی بھنک بھی معتصم کو پڑ جاتی تو وہ اسے گنجا کر دیتا۔۔۔

کیا واقعی ہی انھیں پرسنیلیٹی ڈیزاوڈر ہے ؟؟۔۔۔اور وہ بیچاری معصوم لڑکی اس مکار شخص کی باتوں میں آتی تجسس سے بولی تو درید نے بامشکل اپنی ہنسی دبائی

۔۔۔

ادھر سائیڈ میں آؤ!!۔۔۔آتے جاتے لوگوں کا خیال کرتے درید نے اس کا ہاتھ تھام کر سائیڈ میں لے جاتے کہا تو وہ بھی معتصم کی آٹو بائیو گرافی سننے کے کریز میں بغیر کچھ کہے چل دی۔۔

ہاں اب کہو"۔۔۔ریلینگ پہ کہنی رکھتے درید نے اس پر نظریں جمائے پوچھا جو آج ٹخنوں تک آتی لیمن اور وائٹ کو مبینیش کی لوز چنٹوں والی فراک پہنے ہوئی تھی،ڈوپٹہ آج گلے میں تھا،بالوں کی دونوں طرف سے فرینچ بریڈ بنائے نیچے

سے کھلے چھوڑے ہوئے تھے، چھوٹے چھوٹے پیروں میں سفید اسنیکرز تھے،

سفید اور سرخ رنگت پہ وہ اپنے چھوٹے سے ناک پہ بڑے فریم کا چشمہ لگے

پوری کورئین لگ رہی تھی کہ جو دیکھ رہا تھا حیران ہو رہا تھا۔۔۔

وہ واقعی پرسنیٹلی ڈیز آوڈر کا شکار ہے ؟؟۔۔۔اس نے پھر اپنا سوال دہرایا تو

درید نے مصنوعی افسردگی کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا جبکہ اس کا ہاتھ ابھی بھی

درید کے ہاتھ میں تھا جس کا اس نے معتصم کی باتوں میں نوٹس ہی نہیں لیا

۔۔۔۔۔

تو ان کا علاج کیوں نہیں کروا رہیں ؟۔۔۔حور نے تعجب بھرے لہجے میں کہا

اسے تو دکھ ہی لگ گیا تھا کہ اس ہینڈ سم ڈیشنیگ مرد کو اتنی بڑی بیماری تھی۔۔

چل رہا پر فائدہ کچھ نہیں ہو رہا رات بھی اسے دورہ پڑا گیا تھا۔۔۔درید نے مایوسی

سے سر ہلاتے کہا، وہ حرامی دوست لڑکی کے چکر میں اپنے بچپن کے دوست کو

لاعلاج بیماری میں مبتلا کر گیا تھا جس کا اسے ذرا افسوس نہیں تھا۔۔۔

یہ بیماری صرف رات میں ان پر اٹیک کرتی ہے ؟۔۔۔حور نے اس کی باتوں سے

کچھ کھوجتے ہوئے پوچھا تو درید نے بغیر سوچے سمجھے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔

توفیر ویل والے دن تو وہ بالکل ٹھیک تھے جبکہ وہ بھی رات کی تھی۔۔۔

آنکھوں میں طنزیہ پنا لیے حور نے چالا کی دیکھائی تو ایک پل کو واقعی ہی درید خاموش ہو گیا مگر پھر اسے طنزیہ مسکراتا دیکھ وہ بھی بدلے میں ہنسا پڑا گویا چوری پکڑی گئی۔۔۔

یو لائیر "آپ تب سے مجھے بے وقوف بنا رہیں تھے۔۔۔درید کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکلتے وہ غصے سے سرخ ہوتی بولی اور ساتھ پھسلتے چشمے کو درست کرتے پھر اوپر چڑھایا۔۔

ہاتھ کیسے جھٹکا"۔۔۔اس کا اپنے ہاتھ سے یوں ہاتھ نکلنا مقابل کو سخت نا گوار گزرا تھا تبھی جبڑے بھینچتے وہ دو قدم اس کی طرف بڑھتا سنجیدگی سے بولا تو حور سہمی۔۔۔

آپ""جج" جھوٹ بول 'رہیں تھے۔۔۔اس کی اتنی نزدیکی کو دیکھتے اس نے پیچھے ہونا چاہا مگر مقابل کی شہد رنگ آنکھوں میں اترتے سرد پن کو دیکھتے ارادہ ترک کرتی خوفزدہ لہجے میں اٹکتے ہوئے بولی۔وہ اس کے یوں اچانک غصے میں آنے پہ ڈر گئی تھی۔۔

مذاق کر رہا تھا" مگر آئندہ اگر تم نے میرا ہاتھ یوں جھٹکا تو بہت بری طریقے سے پیش آؤنگا۔۔۔اس کے یوں سہم جانے پہ اس نے اپنے تاثرات کنٹرول کرتے اس کے آگے اپنا ہاتھ بڑھاتے کہا مگر لہجہ اب بھی سرد تھا جس پر اس نے سر ہلاتے اس کے بڑھے گئے دیو جیسے ہاتھ میں اپنا چھوٹا سا ہاتھ دیا۔۔۔

بی کیئر فل بے بی" ابھی نیچے گر جاتی۔۔۔اسے آنکھوں میں خوف لیے پیچھے کھسکتا دیکھ درید نے اپنے ہاتھ میں موجود اس کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے اسے اپنی سمت کھینچا جس کے باعث وہ اس کے سینے کا حصہ بنی کہ اگر وہ نہ کھینچتا تو وہ ایکسیلیٹر کے اسٹیپز پہ گر جاتی۔۔

میں رات کو کال کرونگا۔۔۔اسے اپنے حصار میں نظریں جھکائے دیکھ درید نے نرمی سے کہتے اس کی کان کی بالی کو چھوا تو وہ جی جان سے لرزی۔۔۔

نو نیور" میں نہیں اٹھاؤ گی"۔۔۔بغیر اس کی طرف دیکھے حور نے اپنے غصے کا اظہار کرتے اس کے منہ پہ انکار کیا تو بدلے میں وہ مبہم سا مسکرایا۔۔

سوچنا بھی مت معصوم بلی یہ بلا بہت خونخوار ہے !!۔۔۔اس کے ناک پہ پھسل کر آتے چشمے کو درست کرتے درید نے معنی خیز دھمکی لگائی تو حور دل میں سو دفعہ پچھتائی کہ کیوں اس کھڑوس کی آواز پہ رکی۔۔۔
اور جنگلی بھی !!۔۔۔منہ نیچے کیے وہ درید کے کچھ دیر پہلے کے رویے کو سوچتی زیرِلب بڑبڑائی تو وہ جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا اس کی گوہر افشانی پہ مسکرایا

۔۔۔

تمہاری سوچ سے بھی زیادہ اس لیے پنگا لینے سے پہلے سو دفعہ سوچنا۔۔۔اس کی چھ۔وٹی سی ناک دباتے درید نے اپنی مسکراہٹ چھپائے کہا تو اس نے جھٹکے سے سر اٹھائے اسے حیرانگی سے دیکھا کہ کیا واقعی ہی وہ اس کی بات سن چکا ہے۔۔
اتنی بڑی آنکھیں نہ کرو" میں کھا جاؤں گا تمہیں۔۔پہلے ہی وہ یہ چشمہ لگائے کیا کم کیوٹ لگ رہی تھی جو اب بچی کچی کسر یہ آنکھیں دیکھائے کر رہی تھی جبکہ اس کے کہنے پہ اس نے فوراً اپنی آنکھیں سکیڑی۔۔۔
چلو جاؤ اور رات کو اگر تم جلدی سوئی تو بچو تمہاری خیر نہیں۔۔۔انگلی اٹھائے اس نے اسے وران کیا تو وہ فوراً بچوں کی طرح سر ہلاتی ایکسیلیٹر کی طرف بڑھی تو

درید اس کی بچکانہ حرکت پہ ہنستا بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا کہ اسی اثنا میں اس کے ٹراوزر کی جیب میں پڑے فون پر رنگ ہوئی تو اس نے نظریں حور سے ہٹائے فون نکلتے دیکھ کال فواد کی تھی جسے یس کرتے اس نے کان سے لکایا جانتا تھا کہ وہ اس کی غیر موجودگی کا سبب پوچھے گا۔۔۔

کہاں ہے تو خبیثوں کے باپ!!!۔۔۔فون اٹھاتے ہی دوسری طرف سے نہایت مہذبانہ انداز میں اس کی موجودگی کا پوچھا گیا تھا۔۔۔

گلر فرینڈ کے ساتھ ڈیٹ پر ہوں!!۔۔۔بدلے میں اس نے بھی تپا تپا جواب دیا۔حور کے یوں نظروں سے اوجھل ہو جانے پہ اسے فواد پہ رج کے غصہ آیا تھا

۔۔۔

جہاں بھی ہے شرافت سے دو منٹ کے اندر یہاں پہنچ جا اس سے پہلے کے ہم تینوں ڈیٹ وینیو پہ پہنچتے تیری عزت اتارے۔۔۔فواد نے بے باک دھمکی لگائی تو درید نے جبڑے بھینچے۔۔

آرہاہوں زیادہ مروت 'تم تین کمینوں کے ہوتے میں مار ہی نہ لوں کہی ڈیٹ !!۔۔جلنے بھنے انداز میں کہتے اس نے کال کاٹی اور لمبے لمبے ڈھاگ بھرتا کیفیٹیریا کی طرف بڑھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب اداس پھرتے ہو !

سردیوں کی شاموں میں !!

اس طرح تو ہوتا؟

اس طرح کے کاموں میں !!!

سنسان پڑی خالی سڑک پہ سر سے پاؤں تلک خود کو سیاہ چادر میں چھپائے وہ وجود غائب دماغی سے چلتا چلا جارہا تھا۔وہ اپنی کھوئی ہوئی ذات میں اس قدر گم تھی کہ اسے آس پاس سے تیز رفتار میں گزرتی گاڑیوں کے ہارن اور شور کی آوازیں بھی

سنائی نہیں پڑھ رہی تھی سیاہ داستانوں میں چھپے سنگ مرمر سے تراشے ہاتھوں میں ہری جلدی والی موٹی کتاب کو سینے سے لگا رکھا تھا۔غزال خوبصورت آنکھیں حیا سے جھکی ہوئی تھی پر ان میں گہری سوچوں کے نقوش رقم تھے

۔۔۔۔

جیسے سورج دن بھر کی مشقت کے بعد اپنے گھر لوٹ رہا تھا ویسے ہی وہ بھی ڈھلتے دن کے سورج کی طرح تھکی ہاری غموں اور پریشانیوں کی آگ میں جھلسی ہوئی واپس گھر کو لوٹ رہی تھی پر اتنے تھکن بھرے دن کے باوجود اس کے دماغ میں گہری سوچوں کے سائے تھے۔۔۔

یاد رکھنا جب تم کسی کو کھو رہے ہوں نہ تو خود کو سنبھال لینا۔ایسا نہ ہو کہ تم " خود کو بھی کھو دوں کیونکہ جب تم خود کو کھو دوں گے تو ساری زندگی خود کی تلاش میں ہی لگے رہوں گے مگر خود کو کبھی ڈھونڈ نہ پاؤ گے " یہاں اکثر لوگ خود کے ہی وجود کی تلاش میں زندگی گزار دیتے ہیں 'دماغ کے کورے صحفہ پہ نقش ہوئے بانو قدسیہ کے یہ سنہرے الفاظ دماغ کی نسوں میں تناؤ پیدا کرنے کا ذریعہ بن رہیں تھے۔ان الفظوں کی گہرائی کو محسوس کرتے یوں لگ رہا تھا جیسے یہ لفظ

اس کی زندگی کا خلاصہ کر رہیں ہو جیسے لکھنے والے نے اس ہی کی زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ الفظ تحریر کیے ہوئے۔۔۔

سیاہ برقع میں چھپی اس نازک لڑکی نے کسی اور کے وجود کی تلاش میں اپنا وجود خاکی کر لیا تھا پر اپنے وجود اپنے دل اپنی خوشیوں کی قربانی دینے کے باوجود وہ خالی ہاتھ لیے یوں کھڑی تھی جیسے کوئی مدد گار امید کی کرن لیے مسجد کے باہر اس انتظار میں کھڑا ہوتا ہے کہ باہر نکلتے نمازی اس کی مدد کر ئے گے پر جب قطار در قطار نکلتے نمازیوں کو وہ یونہی جاتے دیکھتا ہے تو وہ نم پلکوں کو جھپکتے اپنے اس خالی کشکول کو دیکھتا ہے جو اللہ کی مخلوق سے امید لگانے کے باعث خالی پڑا تھا۔۔۔

ہم جن سے محبت کا دعوی کرتے ہے انھیں اتنی آسانی سے دنیا کی بھیڑ میں گم ہونے کے لیے تو نہیں چھوڑ دیتے بلکہ انھیں پاس رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہے پر اس کے ساتھ تو بلکل الٹ ہوا تھا جو شخص اسے اپنی باتوں اپنے رویہ سے یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ اس کے لیے بہت خاص ہے وہی اسے پل میں بے مول کے وجود پہ کسی کی بری نظر تک برداشت نہیں کر پاتا تھا وہ اسے کر گیا تھا جو اس یوں دنیا کے بھیڑیوں کے حوالہ کر کے گیا تھا کہ مڑ کے بھی نہیں دیکھا تھا

۔۔۔وہ بھی آنکھوں میں نمی لیے سیدھی چلتی جاری تھی سر ندامت سے جھکا تھا اور جب غرور چکنا چور ہوتا ہے تو انساں کچھ یوں ہی ٹوٹتا ہے کہ ان کانچ کی کرچیوں کو چنے میں اس کی ساری زندگی گزر جاتی ہے۔آنکھوں سے نمکین پانی کے قطرے گرتے نقاب میں جذب ہو رہیں تھے وہ بھی اس فقیر کی طرح اس مالک سے مانگنے کے بجائے اس کی مخلوق کے اگے اپنا دامن پھیلا بیٹھی تھی جو اپنے نفس کا بچاری تھا۔جس کے اگے صرف 'میں' ضروری تھا اور اس 'میں' کے اگے ہر رشتہ ہر احساس بے ذر تھا۔اور پھر ہمیشہ کی طرح وہ بھی ہر اس فقیر کی طرح خالی الکشکول رہے گئی تھی جو اس رحمن کے بجائے اس کی اس بے وفا مخلوق کرتے سے وفا کی امید لگاتے ہے جو اپنے بنانے والے کو بھی بے مقصد یاد نہیں

۔۔۔

۔سوچوں کے پنوں پہ کچھ دیر وقت پہلے کا منظر لہرایا جب وہ اپنے استاد سے آخری بار ملنے گئی تھی کہ شاید آج کے بعد وہ انھیں کبھی مل نہیں پائے گئ۔درمیانے سائز پہ بنے آفس میں وہ کرسی پہ بیٹھی تھی اور وہ سیاہ عبائے میں ملبوس لڑکی ان کے سامنے والی چیئر پہ۔۔۔

ایک عربی کہاوت ہے کہ "جب بخت ڈھلنے لگتے ہیں تو اللہ سب سے پہلے آپ کا پسندیدہ شخص آپ سے چھینتا ہے !۔۔۔ سنجیدہ نظریں اس کے جھکے سر پہ ٹکائے میم رقیہ نے نرم لہجے میں کہا۔ سامنے بیٹھی اس لڑکی کے اندر کی حالت وہ باخوبی سمجھ سکتی تھی۔۔

اور اس ایک شخص کے ساتھ سبھی کچھ چلا جاتا ہے پھر اس کے بعد زندہ رہے یا مر جائے کونسا فرق پڑتا ہے۔۔۔ اپنے سیاہ داستانوں میں مقید ہاتھوں سے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے مرحا نے مدھم سے لہجے میں کہا۔۔۔

مرنا کونسا آسان کام ہے میرے بچے وہاں بھی وجہ پوچھی جائے گی زندگی برباد کرنے کی۔۔۔ وہ انھیں بہت عزیز تھی کہ اس کی تکلیف وہ دیکھ نہیں سکتی تھی

۔۔۔

تو ہم کیا" کرے آپ 'بب" بتائے "ہم 'ہمیں سس "سکون نہیں "مل رہا" رفتہ 'رفتہ جسم "ب 'بے جان ہو رہا ہے 'پر "پر ہم کک "کچھ کر 'نہیں پا رہیں" بے 'بسی کی انتہا"" پر خود کو 'کھڑا محسوس ""کک 'کرتے ہیں۔۔۔ بھیگی زخمی

نگاہیں اٹھائے روحی میم رقیہ کی بات پہ گلوگیر لہجے میں بولی، جسم پر لرزا سا طاری تھا جس نے پورے وجود کو اپنے حصار میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔

تم وہاں سکون چاہتی ہو جہاں آدم کو سزا کے لیے بھیجا گیا تھا؟؟۔۔۔وہ طنزیہ سی بولی مگر پھر اس کے آنسو دیکھتے فوراً نرم پڑھ گئی۔۔۔

سورہ یوسف پڑھا کرو 'سکون حاصل ہو گا۔۔۔اس کے کانپتے بدن کو دیکھتے انھوں نے تحمل مزاجی سے کہا۔۔

سورہ "یوسف کیوں؟؟؟

تاکہ تمہیں پتہ چل سکے کہ سگے بھی حسد کر سکتے ہیں، اپنے ہلاکت میں ڈال سکتے ہیں غیر نجات دلا سکتے ہیں، پارساؤں پہ تہمت لگائی جا سکتی ہے، عزیز جاں جدا ہو سکتا ہے، بچھڑا ہوا مل سکتا ہے، دعائیں جلد یا بدیر قبول ضرور ہوتی ہیں!!!

پریشانیاں ہر ایک ہی زندگی میں آتی ہے کوئی بھی شخص یا انسان مکمل زندگی نہیں گزار رہا بس فرق وہاں آتا ہے جب انسان اپنے تمام معملات اللہ کے حوال کر کے کہتا ہے "حسبنا اللہ و نعم الوکیل !!!

سب کچھ اللہ کے سپرد کر کے بھی "یوں لگتا ہے جیسے خدا کی بنائی اس دنیا میں ہم ہزاروں کروڑوں لوگوں کے درمیان بھی اکیلے ہیں "کیوں اللہ کا قرب انسان کو تنہا کر دیتا ہے "۔۔۔ہاتھوں میں ہوتی کپکپاہٹ پہ قابو پاتے اس نے سختی سے موٹھیاں بھینچتے شکوہ کیا۔۔۔

اگر تم تنہا ہو تو یہ مت سمجھو کہ غلط ہو "علی سے زیادہ تنہا کوئی نہیں تھا اور علی سے زیادہ حق پر بھی کوئی نہیں تھا تو کیا ان پر آزمائشیں نہیں آئی یا انھوں نے صبر و تحمل کا مظاہرہ نہ کیا۔۔۔اس کے شکوہ پہ وہ سخت لہجا اپناتے ہوئے بولی تو اس نے ندامت سے سر جھکایا۔۔۔

محبت کرتی ہو اس سے ؟؟؟۔۔۔اسے ہنوز چپ اور سر جھکائے دیکھ انھوں نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔

بے پناہ ""۔۔۔مقابل بیٹھی ہستی کے سوال پہ مرحا نے نم سانس اندر کو کھینچتے گردن فخریہ اکڑائے بتایا تو مقابل کے لب یکطرفہ مسکراہٹ میں ڈھلے جیسے وہ اس کے جواب پہ طنزیہ ہنسی ہو۔۔۔

تو پھر اپنی اس بے پناہ محبت کے لیے تم کیا کر سکتی ہو؟۔۔۔۔ میز کی سطح پہ دونوں ہاتھوں کو باہم آپس میں پیوست کر کے رکھتی وہ نرمی سے گویا ہوئی

۔۔۔۔

اپنی جان بھی دے سک''''''ان کے سوال پہ ایک بار پھر اس نے غرور سے بتانا چاہا پر انھوں نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے کاٹ دی۔۔۔۔

ہنہہ''جان نہیں چاہی وہ تو اس خونی کے کھیل کے اختتام پہ خود ہی چلی جائے گئی! کچھ اور کر سکتی ہو؟۔۔۔۔ چہرے پہ پر سرا سر سی مسکراہٹ لیے بولتی وہ آج اسے باقی دنوں سے یکسر مختلف لگ رہی تھی۔۔۔

مم''مطلب !!!

اپنی محبت کی خاطر اپنی محبت کو قربان کر سکتی ہو؟۔۔۔۔ وہ آج بالکل اپنے مزاج سے بر خلاف سوال کرتی سامنے بیٹھی روحی کی دھیرے دھیرے جان نکال رہی تھی جبکہ وہ جانتی تھی کہ وہ ان سے کتنی محبت کرتی ہے۔۔۔۔

کیوں!!!۔۔۔ اسے شاک کے عالم میں سر نفی میں ہلاتا دیکھا میم رقیہ نے آئیبر واچکائیں پوچھا۔۔۔

وہ جان " ہے اور اگر " جان جسم سے " سے جدا ہو جائیں تو جسم ڈھلک جاتا ہے

۔۔۔ان کے عجیب سے سوالوں پہ وہ روہنسا ہو رہی تھی کہ بھلا وہ کیوں اسے پیچھے

ہٹ جانے کا کہہ رہی تھی انھوں نے تو کبھی ایسی باتیں نہیں کی تھی۔۔۔

اور جب جسم ہی باقی نہ رہیں تو روح در در بھٹکتی ہے۔۔۔وہ بھی دوبدو بولی تو

اس کے پیشانی پہ پسینے کے ننھے قطرے نمودار ہوئے کیونکہ وہ ان کے سوالوں

سے خوف زدہ ہو رہی تھی۔۔۔

ہمہ 'ہم اپنی محبت سے " دستبردار نن " نہیں ہو سکتے 'آپ چاہے 'جو بھی کہے "

ہمہ 'ہماری مم 'محبت کا اختتام " پاک رشتہ پہ ہو گا۔۔۔اس نے بلاآخر ہمت کہے

بول ہی دیا جو وہ بولنا چاہتی تھی کیونکہ ان کی باتیں اسے اپنی محبت سے دستبردار

ہونے کی تلقین کر رہی تھی جو وہ مر کے بھی کبھی نہیں کرتی کیونکہ اسے یقین تھا

ایک دن وہ ضرور اس کی طرف پلٹے گے۔۔۔۔

محبتوں میں نکاح نہیں ہوتے !! وہ تو ہمیشہ ہی ادھوری رہ جاتی ہے کسی کی آخری

داستان بن کر تو کسی کا آخری پچھتاواں بن کر 'محبت ازل سے ہی ادھوری ہے اور

ادھوری ہی رہے گی ہاں مگر ادھوری محبت کا غم انسان پورا چاٹ جاتا ہے۔۔۔

انسان نہ ٹوٹتا ہے اور نہ بکھرتا ہے بس ہار جاتا ہے کبھی خود سے تو کبھی قسمت سے ۔۔۔ سڑک کنارے چلتے اس کے درد سے سن ہوتے دماغ میں میم رقیہ کی بات کی گردش ہوئی تو آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گالوں پہ بہے اور وہ خود کو مضبوط ظاہر کرنے والی مرحا یوسف تھک ہار کر وہی سڑک کے کنارے گھٹنوں کے بل بیٹھتی چیخ چیخ کر روئی تھی کہ آتے جاتے راہ گیروں کو اس پر پاگل کا گماں ہوتا تھا مگر وہ لاحاصلِ کی تمنا میں ایک اجڑا ہوا وجود تھا جس کی ذات ذروں کی شکل اختیار کیے ہوا میں تحلیل ہو رہی تھی ۔۔

محبت تو محبت ہے،

یہ کرنی تو نہیں پڑتی

یہ اکثر ہو ہی جاتی ہے

مگر ہوتی تو اندھی ہے

کہاں کچھ دیکھ پاتی ہے !!

کبھی بے درد لوگوں سے،

کبھی بے قدر لوگوں سے

کبھی بے حس لوگوں سے،

!! کبھی بے قول لوگوں سے

یہ اکثر ہو بھی جاتی ہے

!! بہت بے مول لوگوں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! محبت کے بعد محبت ممکن ہے فراز۔۔پر ٹوٹ کے چاہنا صرف ایک بار ہوتا ہے

حمزہ بھیا آپ کو بڑی بیگم صاحبہ بلا رہی ہے ؟؟۔۔۔وہ ظہر کی نماز پڑھ کر آتا جیسے ہی حال میں داخل ہوا زمین پہ پیروں کے بل بیٹھی رانی نے پوچھا لگاتے فورا حورے بیگم کا پیغام دیا۔۔

یومین امی !!۔۔۔اس نے یقین دہانی کروانی چاہی کیونکہ وہ گھر کی بڑی عورتوں کو بیگم صاحبہ ہی کہتی تھی۔۔۔

جی !!۔۔۔ سر اثبات مین ہلاتے اس نے جواب دیا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی تو وہ اگے کی طرف بڑھا جب کچھ یاد آتے واپس سے پیچھے کی طرف مڑا۔۔۔

سنوروحی آگئی ؟۔۔۔ دھڑکتے دل سے استفسار کیا، وہ کب سے بغیر کچھ بتائے گھر سے نکلی ہوئی تھی نہ فون اٹھا رہی تھی اور نہ کچھ بتا کر گئی تھی اور اس دوران میں حمزہ کے دل میں نہ جانے کتنے وسوسے اور خیالات آئے تھے۔۔۔

" جی کچھ دیر پہلے ہی آئی ہے

اب کہاں ہے ؟؟۔۔۔ اس نے شکر کا سانس بھرتے پوچھا۔۔۔

اپنے کمرے میں۔۔۔ رانی نے سفید ٹائیلز پہ پوچھا مارتے مصروف سے انداز میں جواب دیا تو حمزہ سر اثبات میں ہلاتا حورے بیگم کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

اسلام وعلیکم "امی آپ نے بلایا۔۔۔دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوتے حمزہ نے انھیں بیڈ پہ نیم دارز ہوا دیکھ سوالیہ پوچھا اور چلتا ہوا اندر آیا۔۔

کہاں گئی تھی وہ بغیر بتائے۔۔۔انھوں نے بغیر کسی اور بات کے اٹھتے غصے سے اس سے استفسار کیا۔۔۔

کون !!۔۔۔ان کے نام نہ لینے پہ اس نے اچنبھے سے پوچھا اور بیڈ پہ ان کے پاؤں کے قریب بیٹھا۔۔۔

تمہاری چہیتی اور کون "گھر میں فنکشن ہے آج اور وہ یوں منہ اٹھائے بغیر کسی کو بتائے کہاں گھومتی پھر رہی ہے۔۔۔اب کی بار انھوں نے واضح پوچھا تو حمزہ نے آنکھیں بند کر کے کھولی۔۔۔

اپنی فرینڈ کی طرف گئی تھی مجھے بتا کر!!۔۔۔اپنی روحی کے متعلق وہ کچھ سننے کا رودار نہ تھا چاہے اس کی سگی ماں ہی کیوں نہ ہو اس لیے اسے کور کرنے کو جھوٹ بول گیا۔۔۔

کیوں گئی تھی ؟اور تم نے جانے کیوں دیا جانتے ہو آج گھر میں سب موجود ہے کوئی اسے یوں اکیلے آتا جاتا دیکھ لیتا تو کیا سوچتا تم دونوں کو ذرا سا بھی اپنی ماں کا

خیال ہے کہ نہیں!!۔۔۔طیش کے عالم میں حمزہ کو دیکھ کر بولتی اپنے سر کو تھام گئیں۔۔

ماما" ماما کیا ہو گیا اگر وہ اپنی فرینڈ کی طرف چلی گئی اس کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی میں نے ہی کہا تھا جانے کو کہ کچھ دیر فریش فیل کرؤں گی اس میں کونسا گناہ ہو گیا ۔۔۔انھیں سر تھامتا دیکھ وہ فوراً سے اگے بڑھتا ان کے چہرے کو ہاتھوں کے حصار میں لیے بولا۔۔۔

گناہ نہیں ہے حمزہ میں جانتی وہ ٹھیک نہیں ہے مگر گھر کے فنکشنز میں اس کی یوں عدم دلچسپی کو دیکھتے سب کے دلوں میں سوال سر اٹھائے گے کہ کیوں وہ اتنی غیر دلچسپی دیکھا رہی ہے۔۔۔نم آنکھیں لیے انھوں نے اپنے خدشات پیش کیے جو انھیں خاص طور پہ مہتاب مامی کی نظروں میں نظر آرہیں تھے۔۔۔

آغا فارذ مرحا یوسف کی محبت ہے تو آپ ہی بتائے کہ وہ کیسے ان کی شادی کی خوشیوں میں شامل ہو سکتی ہے آپ نہیں جانتی اپنی بیٹی کی حالت وہ اندر سے کٹ رہی ہے۔۔۔ان کے آنسوؤں کو دیکھتے وہ سنجیدگی سے بولا کہ کیوں انھیں اپنی بیٹی کی تکلیف نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔

میں جانتی ہوں حمزہ" اس کی ماں ہوں کیسے اپنی اولاد کی تکلیف محسوس نہیں کر سکتی پر میں مجبور ہو رشتوں کی زنجیر نے میرے پاؤں جکڑ رکھے ہے" اس سے کہو اپنی ماں کو مزید شرمندہ نہ کروایا۔۔۔ آنسوؤں سے تر چہرے کو صاف کرتے حورے بیگم نے اپنی بے بسی دیکھائی۔۔۔

ماما مجھ سے امید بالکل مت رکھے کہ میں اسے ان تقریبوں میں شامل ہونے کو فورس کرونگا میں بالکل ایسا نہیں کرونگا۔۔۔ ان کی بے بسی بھرے الفاظوں میں وہ باخوبی محسوس کر چکا تھا کہ وہ اگلی بات کیا کرنے والی ہے۔۔۔

تمہیں میری قسم حمزہ" مجھے رسوامت کروانا میں جانتی ہوں تم کہو گے تو وہ باخوشی شامل ہو گئی۔۔۔ اور جب لفظوں سے کام نہ بنا تو وہ یوں خود غرضی دیکھاتی ایموشنل بلیک میلینگ پہ اتر آئی۔۔

یہ آپ بہت غلط کر رہی ہے ماما، دیکھیے گا ایک دن بہت پچھتائے گئیں۔۔۔ بیڈ سے اٹھتے حمزہ نے سر تاسف میں ہلاتے اپنی ماں کی سنگدلی دیکھتے دکھی دل سے کہا اور تن فن کرتا کمرے سے نکل گیا تو وہ پیچھے سر ہاتھوں میں گرا گئیں۔۔

حورے بیگم کے کمرے سے نکلتے کہ قدم اب مرحا کے کمرے کی طرف بڑھ رہیں تھے، چہرے پہ پتھریلے تاثرات تھے جبکہ موٹھیاں غصے سے بھینچی ہوئی تھی' آخر وہ کیسے اپنے رشتوں کی خاطر اتنی خود غرض ہوگئ تھی کہ انھیں اپنی سگی بیٹی کی تکلیف بھی دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔ کمرے کے قریب آتے اس نے بغیر نوک کیے دروازے کو پش کیا تو وہ بغیر کسی زور سے کھلتا چلا گیا، اندر آیا تو سارا کمرہ بکھرا پڑا تھا، بیڈ کی چادر اور کشنز زمین پہ گرے ہوئے تھے، ڈریسنگ پہ رکھا سارا سامان زمین بوس ہوا پڑا تھا جس میں سے کچھ پرفیومز کی بوتل چکنا چور ہوتی فضا کو معطر کر رہی تھی، اس کا بلیک عبایا، اسکارف صوفے کے قریب زمین پہ پڑے تھے اور وہ خود بیڈ پہ گھٹنوں کے بل بیٹھی تکیے میں منہ چھپائے سسک رہی تھی جسے دیکھ حمزہ کا دل دکھ سے بھر گیا اور وہ تڑپ کے اگے بڑھا تا کہ اپنی بہن کے لاغر وجود کو اپنی مضبوط بانہوں کے حصار میں سمیٹ لے

روحی """میری جان۔۔۔ایک گھٹنا بیڈ پہ رکھتے حمزہ نے اگے ہوتے اسے اپنی بانہوں میں بھرا۔۔

بب """بھیا"""۔۔۔اس نے سر اٹھائے بھیگی نظروں سے اس کی سمت دیکھا اور پھر ایک ہچکی بھرتی اس کے کشادہ سینے میں سمائی۔دماغ درد میں اٹھتی ٹیسیوں سے بالکل مفلوج ہوا پڑا تھا۔۔۔

حوصلہ میرے بچے!!!۔۔۔اس نے اذیت سے آنکھیں میچتے اس کی کمر سہلائے کہا۔۔۔

کیسے """کرے """ ہہہ "ہم نہیں "کک "کر پا" رہے حو'صلہ۔۔اس کے سینے سے لگی وہ بھاری آواز میں کہتی سسکی تو حمزہ نے دانتوں تلے لب دبائے۔۔۔

ہم "ہم سے وہ """کل ب'بچھڑ جائے "گیے "بب'بھیا کسی اور "کا نن "نصیب بن جائے گے!!!مرحا"""یوسف کیسے "کک "کیسے رہے گئ """وہ م "مر جائے گئ "مرحا "ي'یوسف مر جائے گی ان "کے پہلو میں کک "کسی اور کو بیٹھا "دیکھ!!!۔۔۔سینے سے اس کی شرٹ کو سختی سے موٹھیوں میں بھینچے وہ شاید اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔۔

قیامت ""کا لمحہ """ ہہ "ہو گا وہ "جب کک 'کسی اور ""کو آغا" جان کی دد "دلہن بنا دیکھو نگی """ ہہ "ہم نہیں دد" دیکھانا چاہتے "بھ "بھیا" مرحا یوسف "کی" قوتِ "بینائی چلی جج" جائے گی۔۔۔آنکھوں پہ ہاتھوں کی موٹھیاں بنا کر رکھتی وہ اپنے دل کا تمام غبار آج نکل رہی تھی مگر تکلیف تھی کہ کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ رہی تھی۔۔۔

ہششش """چپ کرو روحی "بس کرو میرے بچے """اب ایک آنسو نہ گرے ان آنکھوں سے۔۔۔دونوں ہاتھوں سے اس کی آنکھوں پہ رکھے ہاتھوں کو ہٹاتے حمزہ نے آنکھوں میں برہمی لیے کہا جانتا تھا اگر نرمی دیکھائی تو وہ مزید ٹوٹے گئ

۔۔۔

ان سے کہیں "بھیا مرحا یوسف ڈھونڈنے سے بھی "انھیں نہیں ملے گئ !!
۔۔۔اس کی سختی کا بھی اس پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا کیونکہ وہ اپنے ہوش میں ہی نہیں تھی جسے دیکھ حمزہ اسے سختی سے خود میں بھینچ گیا مگر اس کی اذیت ناک باتیں جو حمزہ کا دل چیر رہی تھی وہ اب بھی جاری تھی !! بہت سے شکوے تھے اس

معصوم لڑکی کو اپنے آغا جان سے ممکن تھا میدانِ حشر میں یہ شکایتیں ان کی بخشش نہ ہونے دے !!

"اُمید

موت کی آہٹ سنائی دے رہی ہے دل میں کیوں !

کیا! محبت سے بہت خالی یہ گھر ہونے کو ہے؟

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

زندگی تھک کر گرتی ہے تو خیال آتا ہے۔۔ جاں لیوا ہے، لاحاصل کی تمنا کرنا !

دوپہر اور شام۔ کے ملاپ کا وقت تھا، لان میں سجاوٹ کی تیاریاں شروع تھی چونکہ مبین منزل کا لان زیادہ بڑا تھا تو مہندی کی تقریب یہی رکھی گئی تھی مطلب ایک اور اذیت، تراب حمزہ اور فواد کیٹرینگ والے کے پاس گیے ہوئے تھے، تینوں ماموں نیچے لان میں موجود۔ تھے جبکہ خواتین آغا ہاؤس میں تھی

تقریب چاہے مبین منزل میں تھی مگر مہمان تو وہی آنے تھے جن کے ویلکم کو وہ تینوں ابھی کچھ دیر پہلے ہی گئی تھی،اس وقت گھر میں صرف وہ موجود تھی جو اپنے کمرے کی بالکینی میں کھڑی خاموش اور سونی نگاہوں سے باہر سجتے لان کو دیکھ رہی تھی۔۔

کاش یہ سب اس کا نصیب ہوتا مگر کہتے ہے نہ کہ خوبصورتی اور ذہانت دھری کی دھری رہ جاتی ہے جب معمالا نصیب پہ پڑتا ہے اور اس کے ساتھ بھی یہ ہی ہوا تھا اس کی بے داغ اور بے مثال خوبصورتی کے اگے وہ عام نقوش والی میرال فاطم بازی لے گئی تھی اور خوبصورتی کے شہکار مرحا یوسف کے حصے میں آئے تھے صرف اذیت ناک خسارے۔۔۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی فیملی فرینڈ، کالج یا اسکول فرینڈ یا کسی نئیبر کو ساتھ لے کرائے پھر ہی ہم اگے کا پروسیجر کنٹینو کریں گے "ائے ہوپ یو انڈر اسٹینڈ ۔۔۔ابھی وہ اپنے نصیب میں آئے خساروں کا احتساب کر ہی رہی تھی جبکہ دماغ میں اچانک ڈاکٹر موکیش کی بات کلک ہوئی جو انھوں نے سیکنڈ اپائیمینٹ میں کہا تھا جب وہ پہلی بار کی طرح اکیلی ہی چلی گئی تھی۔۔۔

یااللہ ہم کیا کرے """ بھیا کو یہ سب کچھ بتا کر ہم مزید پریشان نہیں کر سکتے اور اگر کسی کو بتا کر ساتھ لے کر نہیں جائے گے تو ڈاکٹر اگے کاٹریٹمینٹ اسٹارٹ نہیں کرئے گے "ہم کیا کرے "کہاں پھنس گیے ہیں۔۔۔ بالکینی سے نظر آتے نیلے شفاف آسمان کو دیکھتے وہ رندھے لہجے میں سوالیہ ہوئی جب اچانک اس کی نظر لان میں کرسیاں لگائے حیدر کے ساتھ بیٹھے داؤد پہ پڑی۔۔۔

ہاں وہ اس کے ساتھ جا سکتی تھی کیونکہ اس سے بات کرنا آسان تھا اور جتنا وہ شخص اس کی ذات سے تنگ اور بیزار رہتا تھا اس کے مرنے کی خبر پہ خوش ہی ہو گا تو وہ صیح لگا تھا کسی اور پیارے کرنے والوں کے برعکس کیونکہ وہ مزید ان کی ذات کے لیے باعثِ تکلیف نہیں بن سکتی تھی۔۔۔ حیدر کے ساتھ بات کرتے داؤد کو دیکھتے اس نے بہت بڑا فیصلہ لیا تھا مگر نا جانے وہ شخص جو کہنے کو اس کا دشمن تھا وہ ساتھ دیتا بھی تھا کہ نہیں۔۔۔

وحشت ہی وحشت ہے اس تنہائی بھری خاموشی میں

ایک کھلکھلاتا سا وجود اب بکھرا سا بیٹھا ہے !!

وہ اپنے کمرے سے داؤد سے بات کرنے کی غرض کو نکلی تھی، پورا گھر خالی پڑا تھا، سنسان کوریڈور سے گزرتی وہ سڑھیوں کی طرف بڑھی ہی تھی جب دوسری طرف سے اسے داؤد اوپر آتا نظر آیا تو وہ اپنے قدم وہی روک گئی۔۔

وائے یو اسٹینڈ ہیر ؟؟۔۔وہ اپنی موج مستی میں گنگناتا ہوا اوپر آیا تو اسے سڑھیوں کے پاس بے مقصد کھڑا دیکھ آئبرو اچکائیں پوچھا۔۔۔

بب" بات کرنی ہے !!۔۔۔ ہتھیلیوں کو آپس میں رگڑتے اس نے کنفیوژڈ سے ہوتے کہا۔۔۔

مجھ سے۔۔۔ سینے پہ شہادت کی انگلی رکھتے داؤد نی حیرانی پوچھا گویا مرحا یوسف کو اس سے کیا کام پڑھ گیا جبکہ اس کے پوچھنے پہ اس نے سر اثبات میں ہلا یا۔۔

بولو""۔۔۔اپنی حیرانی کو دبائے اس نے اپنی ہیئر ڈرب رکھتے کہا کہ اگر اسے کچھ کام پڑھ ہی گیا تھا تو وہ تحمل سے سن۔۔لے۔۔۔

ہمارے "سر میں دد "درد ہو رہا ہے۔۔۔ نظریں نیچے کیے اس نے خوف سے دھڑکتے دل پہ قابو پائے بامشکل جھوٹ کا سہارا لیے کہا تو وہ جو آرام سے کھڑا اس کی بات مکمل ہونے کا انتظار کر رہا تھا اس کی بات پہ فوراً سیدھا ہوا۔۔۔

کب سے ہو رہا ہے بھیا کو بتایا تم نے۔۔اس نے پریشانی بھرے تاثرات سے استفسار کیا۔۔۔

بب "بھیا نہیں ہے !!۔۔۔اس نے نم۔لہجے میں سر نفی میں ہلاتے حمزہ کی غیر موجودگی بتائی تو داؤد نے پریشانی سے پچھلی گردن پہ ہاتھ پھیرا۔۔

تو پھر "" میڈیسن ہے ؟؟؟۔۔۔وہ سمجھتی تھی کہ وہ اتنی بڑی بات سننے کے باوجود پر سکون رہے گے جبکہ یہاں تو صرف سر درد کا سن کر ہی وہ پریشان ہو گیا تھا۔۔۔

ڈاکٹر "کے پاس "لے چلو گے۔۔۔ سر اٹھائے اس نے دھیمے سے لہجے میں گزارش کی تو داؤد سکندر اس لب و لہجے پہ حیران ہوا حکم سنانے والی گزارش کب سے کرنے لگی تھی وہ بھی اس انداز میں۔۔۔

ہاں کیوں نہیں تمہیں ڈاکٹر پتہ ہے کس ہسپتال میں بیٹھتا ہے!!۔۔۔وہ فورا مان گیا تھا مگر اسے پتہ ہی نہیں کہ تھا کہ کس ڈاکٹر کے پاس لے کے جانا ہے تبھی اس ہی سے سوالیہ ہوا تو وہ فورا سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

چلو تم تیار ہو کر آؤ میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں!۔۔۔وہ جو اپنے کمرے میں جانے کے ارادے سے آیا تھا وہاں جانے کا ارادہ ترک کیے واپس سے سڑھیوں۔ کی طرف بڑھا جب عقب سے آتی اس کی آواز پہ قدم روک گیا۔۔۔

کسی کو بتانا مت پلیز سب خوامخواہ پریشان ہو جائے گے۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے وہ نرم سے انداز میں ملتجی ہوئی تو داؤد اس کے رویہ پہ حیران ہوا وہ مرحا یوسف کہی سے نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

ڈونٹ وری" میں ویٹ کر رہا ہوں جلدی آؤ۔۔ سر اثبات میں ہلاتے داؤد نے اسے تاکید کی تو وہ فورا سر ہلاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تو وہ مطمئین سا نیچے جانے والی سڑھیاں اترنے لگا آنے والے وقت سے بے خبر!!!

یہ جو ہم لوگ ہے احساس میں جلتے ہوئے

ہم زمین زاد نہ ہوتے تو ستارے ہوتے!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دل کو تیری چاہت ہے بھروسہ بھی بہت ہے۔۔۔اور تجھ سے بچھڑ جانے کا ڈر بھی نہیں جاتا !

آغا ہاؤس کے بڑے سے حال میں اس وقت رونق سی لگی ہوئی تھی، خاندان کی تمام بڑھی بوڑھی عورتوں نے وہاں اپنی چھاؤں کی ہوئی تھی، عصر کا وقت تھا رسم عشاء کی نماز کے بعد شروع ہونی تھی مگر مہمان ابھی سے آنا شروع ہو چکے تھے تبھی مبین منزل کی لیڈیز جلد ہی یہاں آگئی تھی تا کہ مہتاب مامی کے ساتھ مل کر مہمانوں کی خاطر داری کر سکے۔

حورے کچھ دیر ہمارے پاس بھی بیٹھ جاؤں کب سے ادھر سے اودھر گھوم رہی ہو !۔۔۔انھیں خالی کپ ڈش میں رکھ کر کیچن کی طرف لے جاتا دیکھ صوفے پہ بیٹھی ایک خاندان کی بزرگ خاتون نے منہ بناتے کہا بات کچھ دور بیٹھی مہتاب

مامی کو سنانے کے لیے بولی تھی جو خود مہارانیوں کی طرح آرام سے بیٹھی تھی

ہاں حورے آجاؤ میری ہے نہ وہ مینج کر لے گئی آؤ تم بیٹھو۔۔۔بدلے میں اس عورت کو سرد نگاہوں سے دیکھتے مہتاب مامی نے بامشکل مسکراتے کہا تو وہ ڈش میری کو پکڑتی صوفے پہ بیٹھی ان خواتین کے پاس آکر بیٹھی جو رشتے میں ان کی امی کی بہنیں لگتی تھی۔۔۔

آپ سنائے خالہ طبعیت ٹھیک رہتی ہے آپ کی؟؟۔۔۔صوفے پہ بیٹھی سفید سوٹ میں ملبوس ایک پر وقار شخصیت لیے بیٹھی خاتون کو دیکھتے حورے بیگم نے مسکراتے پوچھا۔۔۔

تمہیں میری طبعیت سے کیا تم کونسا آجاتی ہو میری طبعیت دریافت کرنے ۔۔۔بدلے میں انھوں نے خفگی سے شکوہ کیا تو وہ شرمندہ سی مسکرا گئی۔۔۔

بس خالہ گھروں جیسے گھر ہے ٹائم ہی نہیں مل پاتا اور اب تو کچھ دنوں سے میری روحی بہت بیمار رہنے لگی ہے نا جانے کس کی نظر لگ گئی ہے دن بادن مرجھاتی

جارہی ہے۔۔۔چہرے پر پریشانی لیے حورے بیگم مرحا کا بتاتی افسردہ سی ہو گئی

۔۔۔

ویسے تمہاری اس بھابھی نے بہت غلط کیا روحی کے ساتھ ارے اتنی خوبصورت اور کنواری بچی کے ہونے کے باوجود اپنی بیوہ بھتیجی لے کر آرہی ہے فارذ کے لیے یہ کوئی بات ہوئی بھلا!!۔۔۔خاندان کی دوسری خواتین کے ساتھ محوِ گفتگو مہتاب مامی کو دیکھتے ان۔ بزرگ خاتون نے ناک نا کوستے کہا۔۔۔

بس خالہ ان کی مرضی ہم کون ہوتے ہے اعتراض کرنے والے!۔۔۔گہرہ سانس بھرتے انھوں نے مایوسی سے سر ہلاتے کہا جیسے ان کی خواہش بھی یہ ہی تھی۔۔۔

اسے تو کوئی عقل مت ہے نہیں مگر کیا آغا کا دماغ گھاس چرانے گیا ہے جو یتیمی بھانجی کو فراموش کر گیا ارے پورے خاندان میں مشہور تھا کہ فارذ کے لیے روحی کا ہی رشتہ لے گے اور کیوں نہ لیتے بھلا ہماری بچی میں کوئی عیب تھا مگر جب نکاح کا سدّا آیا تو سب حیران رہے گے جب اس کم عقل ماری نے اتنی حسین بچی کو چھوڑ کر اس بیوہ میرال کا رشتہ مانگ لیا" صیح کہتے ہے دولت کا نشہ

انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور تمہاری یہ ناک چڑھی بھابھی میں تو کوٹ کوٹ کر یہ نشہ بھرا ہے !!

چھوڑے خالہ بس اللہ بچوں کو خوشیاں دیکھنا نصیب کرے اور رہی بات میری روحی کی تو اللہ اس کا نصیب بھی نیک کرے۔۔۔انھیں مہتاب مامی کو کینہ توز نظروں سے دیکھتے منہ بنا بنا کر بولتا دیکھ حورے بیگم نے ان کے گھٹنے پہ ہاتھ رکھتے پر سکون کرنا چاہا اگر وہ کچھ سن لیتی تو یوں ہی گھر میں بدمزاگی پیدا ہوتی۔۔

ہاں انشاءاللہ دیکھنا میری بیٹی کا کتنا اچھا نصیب ہوگا"" ویسے وہ سفید مورنی ہے کہاں دیکھائی نہیں دے رہی۔۔زیر لب اس کے لیے دعا کرتے انھوں نے ارد گرد پھرتی جوان بچیوں میں اسے تلاشتے پوچھا۔۔۔

اس کے سر میں درد ہو رہا تھا تو میں نے کہا کچھ دیر سو لو پھر آپ جانتی تو ہے گھر کے فنکشنز کہاں اتنی جلدی ختم ہوتے ہے اور کل خیر سے نکاح ہے تو یونہی طبعیت خراب کر کے بیٹھ جائے گئی۔۔دھیرے سے کہتے انھوں نے مرحا کی غیر موجودگی کی وجہ کور کی تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی جیسے ان کی بات سے متوفق ہوئی ہوں۔۔۔

ہاں تبھی کہو کہ نظر نہیں آ رہی ورنہ تو نانی نانی چیختی ہوئی آ کر فوراً چمٹ جاتی ہے ۔۔۔انھوں نے اپنے جھریوں زدہ چہرے پہ اس کی حرکت کو یاد کرتے مسکراتے ہوئے کہا تو بدلے میں حورے بیگم بھی فوراً ہنس پڑی کہ ان کی بیٹی تو تھی ہی خاندان بھر کی رونق مگر اب وہ رونق ماند پڑتی جا رہی تھی بالکل جلتے دیے کی طرح۔۔۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اب کچھ سنبھل گئی ہے جاں بھی، بدل چکا دورِ آسماں بھی۔۔

جو رات بھاری تھی ٹل گئی ہے وہ جو دن کڑا تھا گزر گیا ہے وہ !

کھڑکیوں سے آتی ٹھنڈی ہوائیں سفید ٹائیلز سے بنے کوریڈور سے گزرتی خون منجمند کر رہی تھی، گرے رنگ کے حجاب سے سر کو ڈھانپے وہ بینچ پہ سر جھکا کر بیٹھی انگلیوں کو آپس میں مسل رہی تھی کیونکہ سامنے بیٹھے شخص کی کھوجتی نگاہیں اسے اپنے وجود کے آر پار اترتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں، ڈاکٹر کے اصرار پہ وہ اسے لے تو آئی تھی مگر ہسپتال کے اس وارڈ کو دیکھ کر اس شخص کے چہرے

پہ آتے ناقابلِ فہم تاثرات کو دیکھتے وہ اندر سے ڈر رہی تھی کہ کہی وہ کسی کو کچھ بتا نہ دے۔

تم نے کہا تھا تمہارے سر میں درد ہے تو ہم ہسپتال کے اس فلور پہ کیا کر رہیں ہے ؟اور اس ڈاکٹر کے کیبن کے باہر بیٹھ کر کس چیز کا ویٹ کر رہیں ہے ؟ تمہاری یہ خاموشی مجھے سنگین لگ رہی ہے ہم یہاں کیوں موجود ہے !!! پلیز کین یو ایکسپلین می !!!۔۔۔ بینچ پہ تھوڑا سا آگے کو ہو کر گھٹنوں پہ کہنیاں ٹیکائے اس نے اس کے جھکے سر کو دیکھتے دانت پیستے ہوئے پے درپے سوالات کیے، کیبن کے باہر لگی ڈاکٹر کے نام کی نیم پلیٹ کے نیچے درج ان کی اسپیشلائیزیشن اور کولیفیکشن کو دیکھتے اس کے دل میں کئی وسوسے سر اٹھانے لگے تھے جن کے جوابات اس لڑکی کے پاس تھے جو چپ سادھِ بیٹھی تھی۔۔ جبکہ مقابل کے ہوتے تلخ سوالات پہ اس کی جھکی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے تھے. ہاتھون میں ہوتی کپکپاہٹ کو دیکھتے وہ سختی سے موٹھیاں بھینچتی گہرے بہت گہرے سانس بھرنے پھوٹ کی ہوتی آواز اتنی تیز لگی کیونکہ اس کے اندر کچھ ٹوٹ رہا تھا اور اس ٹوٹ اور چھبن زدہ تھی کہ اسے اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہو رہیں

تھے اور دوسرا اس شخص کے سوالات اور نظریں اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے آج اس ہی وقت اس کی روح تمام تکلیفوں سے آزاد ہوتی پرواز بھر جائے گئی!

ہیلو مس بیوٹی!۔۔۔اس سے پہلے اس کا وجود گرم ہو کر سرد پڑتا دروازہ کھول کر باہر نکلتے وجود کی معصومیت بھری آواز سے وہ گہری کھائی میں اترتے اترتے واپس اس سرد کوریڈور کی تلخ حقیقت میں آن پہنچی، سرخ نم ہوتی نگاہیں اٹھائے اس نے آواز کے تعاقب میں دیکھا جہاں وہ بچہ اپنی ماں کا ہاتھ تھام کر کھڑا اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا مگر وہ اس کی طرف دیکھتی کوشش کے باوجود بھی مسکرا نہیں پائی تھی اور وجہ وہ شخص نہیں تھا جو کبھی اسے تو کبھی اس بچے کو نا سمجھ نظروں سے دیکھ رہا تھا وجہ وہ خود ہی تھا جس کی حالت کو دیکھتے ایک پل کو اس کا دل لرز اٹھا تھا اور بھیگی آنکھوں سے ایک باغی آنسو ٹوٹ کا گال پہ پھسل گیا

۔۔۔

ارے شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں "مائے سیلف زارون ہم پچھلی اپوئیٹمینٹ پہ ملے تھے نہ!!۔۔۔اسے خاموش اور ساکت نظروں سے اپنی طرف تکتا دیکھ

وہ نرمی سے اپنی ماں کے ہاتھ سے ہاتھ نکلتا اس کے سامنے کھڑا ہوتے بولا ایسے کہ اب سامنے بینچ پہ بیٹھے شخص کو اس کی پشت نظر آرہی تھی۔۔۔

''آپ کے بب'' بال۔۔۔۔گلے میں اٹکتے پھندے کو نیچے اترتے اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں اس کے سر کی طرف انگشت سے اشارہ کرتے کہا، آنسو مسلسل رخسار بھیگو رہیں تھے، جبکہ مقابل بیٹھا شخص آنکھوں میں حیرانی اور تجسس ان کی دھیمی سرگوشیاں سننے کی کوشش میں تھا۔۔

یو وانا نو سیکریٹ ''''ڈاکٹر انکل اب ہیر کٹنگ کے مشورے بھی دینے لگے ہیں! ۔۔۔اپنے سر پہ ہاتھ پھیرتے وہ مسکراتا ہوا اسے رازداری سے بتاتا بولا جبکہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے مقابل کے رونے میں مزید روانی آئی اور کپکپاتے ہاتھوں سے وہ اس کے بالوں کو چھونے لگی، پہلی ملاقات میں جو کالے سلکی بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے اب وہی بال اتنے ہلکے کردئے گیے تھے جیسے گنجا ہوجانے کے ایک ہفتے بعد آتے ہیں بالکل معمولی اور کھڑے کھڑے !!!

ڈونٹ بی کرائے مس بیوٹی!! آپ اس اسٹیج تک نہیں پہنچے گئی انشاء اللہ۔۔اس کے سر سے ہاتھ کھسکتا اب حجاب کے نیچے چھپے اپنے بالوں کو چھوتے محسوس

کر رہیں تھے جب وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں بھرتا امید سے بولتا اس کے بھیگے گال صاف کرنے لگا جبکہ وہ بے بسی سے بھیگتی نگاہوں سے اس کی زندہ مسکراہٹ کو دیکھنے لگی جس میں کوئی شکوہ شکایت یاد کھ نہیں تھا بلکہ وہ اپنے رب کی رحمت پہ یقین کرتا ساتھ اسے بھی دلا سادے رہا تھا کہ وہ ہے تو کیا غم ہے !!

تم "بب" بھی ٹھیک """ہو جاؤں گے !!!۔۔۔اس کے ہاتھوں سے ہاتھ نکال کر وہ اس کا گال سہلاتے بولی پر گلے میں اٹکتے آنسوؤں کے پھندے سے لہجا بار بار لڑکھڑا سا رہا تھا۔۔۔

میم آپ اندر چلی جائے۔۔۔اندر سے نکل کر آتی نرس نے اسے اندر روم میں جانے کا کہا تو زارون اسے تھمبز اپ کا اشارہ دئے مسکراتا ہوا اپنی ماں کا ہاتھ پکڑے اپنی ماں کی ہمراہی میں اگے بڑھا تو اس کی سونی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔۔

میم !!!!۔۔۔زارون جس راستے سے گیا تھا اسے وہی راہ تکتے دیکھ نرس نے اس بار اس کے کندھے کو ہلاتے کہا تو اس نے چونکتی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف

سوالیہ دیکھا جس پر ایک ایک بار پھر اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو گہرہ سانس بھرتی بینچ سے اٹھی تو وہ بھی ساتھ ہی کھڑا ہوا جبکہ زارون کی وجہ سے اس کی موجودگی بھلائے لڑکی نے اسے اپنے ساتھ کھڑا دیکھ ایک لمبا سانس بھرا کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا اور نوب پہ ہاتھ رکھ کر دروازہ دھکیلا۔۔

ااا"""اسلام ! و"علیکم۔۔۔ نم گیلی سانس اندر کو کھینچتے وہ روم میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ڈاکٹر کسی پیشنٹ کی فائل پہ جھکے نظر آئے، اس کی رندھی آواز میں کیے گیے سلام پہ انھوں نے سر اٹھائے آنکھوں پہ لگے چشمے کے پار سے اس لڑکی کو دیکھا جو متذبذب سی اپنے ہاتھوں کو بری طریقے سے مسل رہی تھی، اس پر سے ترحم بھری نظریں ہٹائے انھون نے اس کے عقب سے اندر داخل ہوتے شخص کو دیکھا جو شاید اس سے چند سال ہی بڑا معلوم ہو رہا تھا۔۔

وعلیکم السلام """"""آؤ بچے۔۔ نون مسلم ہونے کے باوجود انھوں نے اس کے سلامتی بھینجنے پہ خود بھی شفقت سے مسکراتے اس ہی کے انداز میں اسے سلامت رہنے کی دعا دی، تو وہ مرے مرے قدموں سے چل کر آتی کرسی پہ

بیٹھی جبکہ دوسری طرف کنفیوژڈ ساوہ! اب میز کے ایک پار ڈاکٹر موکیش بیٹھے

تھے تو دوسرے پار وہ دونوں !!

آپ کیا لگتے ہیں بچی کے ؟۔۔ان کے بیٹھتے وہ سامنے کھلی فائل کو بند کرتے

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملائے اس شخص سے مخاطب ہوئے جو

جانچتی نظروں سے روم کی ایک ایک چیز آو بزرو کر رہا تھا ان کے مخاطب کرنے

پہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

کزن !!۔۔۔کچھ سوچتے اس نے جواب دیا۔۔۔

ماں کی سائیڈ کے یا باپ کے ؟۔۔۔وہ ہنوز اس ہی انداز میں بیٹھے سوال کر رہیں

تھے پر وہ ان کے سوالوں پہ بار بار پریشانی کے عالم میں پہلو بدل رہی تھی۔۔۔

ماں !!۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے وہ ڈاکٹر کو تعجب بھری نظروں سے دیکھتے

بولا جبکہ وہ اب مضطراب سی میز کی نچلی سطح کو ناخن سے کھرچ رہی تھی۔۔۔

آپ کے بچی کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں ؟ دوستانہ یا جیسے ہر کزنز میں ہوتے ہیں

؟؟۔۔۔ایک نظر اس کے جھکے سر کو دیکھتے وہ ایک بار پھر سوال گوھوتے آخری

بات بے معنی سے چھوڑ گیے جانتے تھے کہ مقابل شخص خود ہی معنی سمجھ جائے

گا جبکہ ڈاکٹر کی بات پہ اس کے ساتھ ساتھ اس نے بھی جھکا سر اٹھائے ان کی سمت بے یقینی سے ڈیکھا۔۔۔

آپ پلیز وہ بات کرے گے جس کی بنا پہ ہم یہاں موجود ہیں !۔۔۔ایک بھسم کر دینے والی نگاہ اپنے برابر میں بیٹھی لڑکی پہ ڈالتے وہ ان کی طرف دیکھتا دانت پہ دانت چڑھائے بولا، وہ کہاں کسی کے اتنے سوال برداشت کرنے وال تھا۔۔۔

دیکھیے میں یہ سوال آپ سے اس لیے پوچھ رہا تھا تا کہ پتہ چل سکے آپ کے اس بچی کے ساتھ دلی وابستگی کس حد تک کی ہے پھر میں اس ہی حساب (کھلے یا ڈھکے چھپے الفاظوں میں) سے آپ سے بات کر سکو۔۔۔اس جھکے سر والی کی غائب دماغی کو جانچتے وہ اس سے مخاطب ہوئے جو جبڑے بھینچے بیٹھا تھا" اب وہ کچھ بتاتا بھی یا نہیں بتاتا وہ سمجھ چکے تھے ان کے درمیان کیسا رشتہ قائم تھا۔۔۔

ڈاکٹر !!!!!۔۔۔پہلو میں بیٹھے شخص کی گردن کی نسیں اُبھرتی دیکھ وہ ڈاکٹر کے اگے ملتجی ہوئی تا کہ وہ مزید سوالکرنے کے بجائے کام کی بات پہ آئے کیونکہ اسے ڈر تھا کہ وہ کہی غصے میں آکر یہاں سے اٹھ کر نہ چلا جائے کیونکہ وہ پہلے ہی بہت مشکلوں سے خود میں ہمت پیدا کیے اسے اپنے ہمراہ لائی تھی" جبکہ دوسری

طرف اس کا غصہ اس کی سوچ کے بالکل برعکس تھا اسے غصہ ان سوالوں پہ نہیں آرہا تھا بلکہ اس بات پہ آرہا تھا کہ وہ کیوں اس کیبن میں اس ڈاکٹر کے سامنے بیٹھی تھی جبکہ اس کے مطابق تو اسے یہاں ہونا ہی نہیں چاہیے تھا کبھی بھی نہیں !!!

یہ آپ کی کزن کی رپورٹس ہے میں چاہتا ہوں آپ پہلے اسے پڑھ لے تاکہ تفصیل سے بعد میں بات کر سکے !!!۔۔۔فائیلز کے اوپر رکھی ایک نیلے رنگ کی فائل اٹھا کر وہ میز پہ اس کی سمت بڑھاتے سنجیدگی سے بولے تو اس نے ضبط سے آنکھیں بند کرتے ایک گہرا سانس کھینچا" اس نے متفکر بھری نظروں سے ایک نظر اسے دیکھا جو آنکھیں بند۔کیے شاید کسی چیز کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی" اس پر سے نظریں ہٹائے اس نے شیشے کی میز پہ پڑی وہ نیلے رنگ کی فائل دیکھی جس کے اوپر لگی سفید چٹ پہ اس لڑکی کا نام کالے حروفوں میں لکھا ہوا تھا

--

اس کا دل کسی انہونی کے خدشے کی تحت دھڑکنے لگا تھا اچانک بہت تیز !! اتنا تیز کے آج سے پہلے کبھی نہیں دھڑکا تھا پر شاید آج وہ کسی کو کھو دینے کے احساس سے یوں دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا، کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے

وہ فائل اٹھائی" وہ مرد تھا ایک جوان اور بہادر مرد پر پھر کسی قیمتی چیز کے کھو جانے کے ڈر سے اس کے مردانہ ہاتھ لرز رہیں تھے تو وہی دوسری طرف ضبط کے بندھن ٹوٹنے کو تھے، آنکھیں بند کیے سر جھکا کر بیٹی لڑکی شاید قسمت کی اس تلخ حقیقت کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی کہ جب اس شخص کو پتہ چلے گا تو کیا ہو گا!!! کیا وہ بھی اسے دھتکار دے گا!!! یا موت کے دہانے پہ تنہا چھوڑ دے گا!!!!۔۔۔یہ ہی بے لاگام سوچیں اس کے پورے ذہن میں دوڑتی اس سے جینے کی شاید تمام امیدیں چھین لینا چاہتی تھیں!!! وہ جیسے جیسے پڑھتا جا رہا کان سائیں سائیں تھا اس کی سیاہ آنکھوں میں سناٹیں سے اترنے لگے تھے، کرنے لگے تھے جیسے قوتِ سماعت چھن رہی ہو، خشک پڑتے لبوں پہ بار بار زبان پھیرتا وہ بے یقینی سے سر نفی میں ہلا رہا تھا، کیونکہ جوان۔ صحفوں پہ لکھا تھا وہ یہ مر کر بھی نہیں مان سکتا تھا، فائل پہ جھکی نظر ایک پل کو محض ایک پل کو اٹھائے اس نے اس لڑکی کو دیکھا جو اجتناب بھری کیفیت میں ناخن ژے کرسی کا رنگ کھرچتی بار بار اپنی پلکیں جھپک رہی تھے تاکہ آنسوؤں کا ریلا باہر نہ نکل سکے! اس پر سے نظریں ہٹائے وہ دوبارہ ان سفید کاغذوں کی ایک چھوٹی سی چھوٹی سطر

پڑھنے لگا کہ کہی لکھا نظر آجائے کہ یہ سب فیک ہیں وہ محض اسے تنگ کرنے کو !!! یہ مذاق کر رہی تھی مگر اتنا جاں لیوا مذاق کون کرتا ہے ؟؟؟ شاید قسمت

یہ سب کیا ہے روحی !!!!!۔۔۔فائل کو جھٹکے سے میز پہ پٹکتے داؤد نے بے یقینی سے گھری کیفیت میں اسے دیکھتے پوچھا جس کے آنسوؤں اب آنکھوں کی دہلیز سے ہوتے عارضوں پہ بکھرا گئے تھے جبکہ وہ کسی دماغی مریض کی طرح بس ناخن سے کرسی کا رنگ کھرچنے میں لگی تھی اس کی بات تو اس نے جیسے سنی ہی نہیں تھی۔۔۔

انفورچونیٹلی "یور کزن از سفرینگ اون برین ٹیومر !!۔۔۔۔اس ننھی سی لڑکی کی دماغی حالت وہ اچھے سے سمجھ سکتے تھے تبھی اسے ایک بار پھر منہ کھولتا دیکھ داکٹر موکیش نے نرمی سے خود سے اسے یہ تلخ حقیقت بتائی جسے وہ اپنی آنکھوں سے پڑنے کے باوجود بھی ماننے سے انکاری تھا۔۔۔

آپ مذاق کر رہیں ہے ڈاکٹر ایسا کیسے ہو سکتا ہے " یہ تو بہت چھوٹی ہے آپ جھوٹ بول رہیں ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا یہ تو ہمارا چھوٹا بچہ ہے !!۔۔۔نم بھاری

لہجے لیے داؤد نے تڑپ کے کہا تو مقابل کے حلق سے ایک لرزتی ہوئی ہچکی نکلی ۔۔۔

دیکھے مسٹر داؤد میری اس بچی سے کوئی دشمنی نہیں ہے جو اس طرح کے انسانیت سے گرے جھوٹ بولوں "آپ نے یہ رپورٹ پڑھی ہے خود اپنی آنکھوں سے اس پر درج نام پڑھا ہے کہاں کس چیز سے آپ کو لگ رہا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں !!!

ڈاکٹر کیسے "اس کا کوئی علاج" مم "مطلب کونسا اسٹیج۔۔۔ ہاتھوں کو اضطراب بھری کیفیت میں مسلتے داؤد نے ڈوبتے لہجے میں پوچھنا چاہا تھا مگر لہجا اور زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی جبکہ وہ ترچھی نگاہوں سے اس کی گود میں پڑے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جن پہ لرزہ ساطاری تھا۔اسے لگا تھا کہ اس کے لیے یہ اتنی بڑی بات نہیں ہوگئی وہ نورملی ریکٹ کرے گا مگر اس بھرپور شخص کے مضبوط جسم پہ اترتا لرزہ نورمل تو کہی سے نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

کچھ ٹیسٹ ہوگیے مزید ان کے جن سے معلوم ہوسکے کہ ٹیومر دماغ کے کس حصے میں ہے اور کس حد تک مضبوط ہوچکا ہے اگر میڈیسن سے علاج ہوسکے گا تو

پہلے میڈیسن دی جائے گئی اور اگر ٹیومر کیمیو کے اسٹیج تک ہو گا تو کیمیو لگائی جائے گی اور خدانخواستہ اگر لاسٹ اسٹیج ہوا تو سرجری کے تھرو نکالا جائے گا۔۔ ڈاکٹر موکیش نے پروفیشنل انداز میں بیماری کی نوعیت بتاتے اسے تفصیل سے آگاہ کیا۔۔۔

کب کروانے ہے یہ ٹیسٹ ""۔۔۔منہ پہ ہاتھ پھیرتے داؤد نے اپنے جذباتوں پہ کنٹرول کرتے پوچھتے اس کی طرف دیکھا جواب بھی یونہی خاموش تماشائی بنی ہوئی تھی جیسے کسی اور کی بات ہو رہی ہوں جبکہ اسے اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ تو اپنے حصے کی لڑائی لڑ لڑ کے اب تھک چکی تھی تبھی تو اس کی موجودگی میں خاموش بیٹھی تھی اس اطمیناں کے ساتھ کے وہ سب دیکھ لے گا اور واقعی ہی وہ سب دیکھ لیتا۔۔۔۔

چاہے آج کروالے کیونکہ جتنی دیر کرئے گے ٹیومر اتنی اپنی جڑیں پھیلائے گا ۔۔۔داؤد کی بات پہ انھوں نے فورا۔ مشورہ دیا تو وہ سر اثبات میں ہلاتا کرسی دھکیل کر اٹھا، وہ کیسے یہ سب مینج کرئے گا، وہ سب کو کس جگرے سے یہ تلخ حقیقت بتائے گا!!وہ نہیں بتا پائے گا!!داؤد سکندر خود میں اتنا حوصلہ بالکل

نہیں رکھتا کیونکہ سب کی طرح وہ بھی مرحا یوسف کے معمالے میں بے حد احساس تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

یہ غم "کیا دل کی عادت ہیں؟
نہیں تو !!!
کسی سے کچھ شکایت ہیں؟
نہیں تو !!!
ہے وہ اک خوابِ تعبیر اس کو
بھلا دینے کی نیت ہیں؟
نہیں تو !!!

اندھیرا چاروں اوور پھیل چکا تھا ایسے میں اندھیرے میں ڈوبی سڑک پہ گاڑی کے ٹائر چرچراتے ہوئے گیٹ کے قریب آتے رکے تو اس نے نظریں اٹھائے ایک اداس سی بھری نظر اس شخص پہ ڈالی جو سفر بغیر بولے تو کبھی کرتا نہیں تھا چاہے پندرہ منٹ کی ڈرائیو ہی کیوں نہ ہو مگر پچھلے تیس منٹس سے وہ ایک لفظ نہیں بولا تھا نہ صدمے میں اور نہ تسلی میں !! کیا اس کی ذات کی اس شخص کی نظر میں اتنی بھی وقعت نہیں تھی کہ وہ اس کے ساتھ دو بول ہمدردی کے بول سکے جبکہ اس کی سوچ کے برعکس وہ شخص نہ جانے کیسے اپنے آنسوؤں پہ بندھ باندھے بیٹھا یہاں تک پہنچا تھا صرف اس لیے کہ اگر وہ رویا تو وہ ننھی سی لڑکی بھی بکھر جائے گئی۔۔

وہ خاموشی سے انگیشن سے چابی نکالے گیٹ کھولتا باہر نکلا تو وہ بھی اپنی طرف سے گیٹ کھول کر باہر نکلی چونکہ لان میں اس وقت سبھی مرد موجود تھے تبھی وہ گاڑی گھر کے عقبی دروازے کے پاس لایا تھا تاکہ کوئی دیکھ نہ سکے۔۔۔

داؤد """""۔۔۔ وہ بغیر اسے کچھ کہے اپنے آنسوؤں کو چھپاتا سنجیدگی سے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا جب اس نے گاڑی کے پاس کھڑے ہی اپنی کھوئی کھوئی آواز

میں اسے پیچھے سے پکارا تو وہ جو بس یہاں سے چلے جانا چاہتا تھا اس کی مردہ سی آواز پہ پکارنے پہ اس نے ضبط سے موٹھیاں بھینچتے اپنے جذباتوں کو کنڑول کرنا چاہا مگر اب کہاں ممکن تھا آنسوؤں پلکوں کی دہلیز پہ آتے سامنے کا منظر دھندلانے لگے تو وہ ایک جست میں پیچھے پلٹا اور لمبے لمبے ڈھاگ بھرتا اس کے قریب جاتا اسے شدت سے خود میں بھینچتا خود پہ کئے ضبط کو توڑ بیٹھا۔۔۔
تم """تم ٹھیک ہو"""بالکل "ٹھیک "وہ'رپورٹس جھوٹی ہے "وہ ڈاکٹر جھوٹ "بول رہا ہے """تمہیں "کک "کچھ نن 'نہیں ہوا'مم 'میں جانتا ہوں """ہماری روحی "کو"کک "کچھ نہیں ہو سکتا۔"میں تم "تمہیں کچھ 'نہیں ہونے "دونگا۔
ایک ہاتھ اس کی کمر پہ جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے سر کے پیچھے رکھے وہ اسے اپنے حصار میں اتنی سختی دبوچے ہوا تھا کہ پل میں اس کا اسکارف کھل کر اس کے کندھوں پہ گرا تھا اور وہ خود سیاہ آنکھوں میں نمی لیے سرخ چہرے کو اس کے سر پہ رکھے بالکل کسی چھوٹے بچے کی طرح روتا اسے تسلی دے رہا تھا!!یا شاید خود کو دے رہا تھا!!

تم نے سنا نہ انھوں نے کیا کہا علاج سے یہ بیماری ٹھیک ہو سکتی ہے تو کیوں ایسے رو ندو بچوں کی طرح رو رہیں ہو جیسے ہم آج ہی مر جائیں گے !!۔۔۔ زبردستی اس کے حصار سے نکلتی وہ اس سرخ چہرے پہ آئی نمی کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتی مسکراتی ہوئی بولی 'اگر وہ رو جاتی تو دلاسہ کون دیتا !!

شٹ اپ """" غلطی سے بھی یہ لفظ اپنی زبان پہ مت لانا میں برداشت نہیں کر سکتا " تمہیں کچھ ہوا تو داؤد سکندر کا وجود بھی مٹی کا ڈھیر بن جائے گا۔۔۔ اس کے لبوں پہ انگلی کرتے اس نے درا شتگی سے اس کی بات کاٹی تو وہ اس کے پوزیسیو بیہوئیر کو دیکھتے ایک بار پھر دل سے مسکرائی آخر کب دیکھا تھا مقابل کا یہ کیئرینگ روپ جبکہ اس کو مسکراتا دیکھ وہ خوف میں مبتلا ہوئے اسے ایک بار پھر اپنی مضبوط بانہوں کے حصار میں بھر گیا۔ وہ جو ہمیشہ اس کے دور جانے کی دعائیں کرتا تھا آج اسے خود سے دور جاتا دیکھ خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔

اچھا اب چھوڑوں " ہمیں ہمارا سانس گھٹ رہا ہے !!۔۔۔ اس کے تنگ ہوتے حصار کو دیکھتے وہ احتجاجاً چیختی اس گرفت سے نکلنے کی تگ و تدو کرتی بولی تو داؤد اس کی حالت پہ رحم کھاتا آرام سے پیچھے ہوا۔۔۔

ایک ریکویسٹ کرنی تھی !!۔۔۔اسے ہاتھ سے اپنا چہرہ صاف کر کے فضا میں گہرا سانس بھرتا دیکھ اس نے ہتھیلوں کو آپس میں رگڑتے آہستگی سے کہا تو بدلے میں اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے سوالیہ انداز میں آئیبر واچکائی۔۔۔

پلیز ابھی کسی کو کچھ مت بتانا!!۔۔۔اس کے سوالیہ انداز کو دیکھتے اس نے اپنے ڈھیلے ہوچکے اسکارف کو صیح کرتے بغیر اس کی طرف دیکھتے کہا تو مقابل کی پیشانی پہ انگنت بل پڑے۔۔۔

سوچنا بھی مت مرحا یوسف کے میں کسی سے کچھ چھپاؤں گا تم پہلے ہی بہت اپنی من مرضیاں کر چکی ہوں اب جو میرا دل کرئے گا میں وہ کرونگا اور جھوٹ تو میں قطعی نہیں بولنے والا" بلکہ ابھی جا کر سب کو سب کچھ بتاؤنگا۔۔۔دو قدم مزید اس کی طرف لیتے مقابل نے سیاہ آنکھوں میں سرد پن لیے اسے وران کیا تو گرے نگنیوں میں نمی چھلکی۔۔۔

ہہ 'ہم بتانے والے "" تھے بب "بس اپنی 'وجہ سے "سب کی خوشیاں 'خراب نہیں کرنا"" چاہتے تھے۔۔اس کے لہجے پہ وہ سہمی سی گئی تھی۔۔۔

تو اگر تمہیں کچھ ہو جائے تو کیا ان کی خوشیاں برقرار رہے گئیں ؟؟۔۔بدلے میں کڑے تیور لیے اس نے سوال کیا۔۔۔

نن "نکاح کک" کے بعد بتا" دینا پپ "پلیز ؟؟۔۔۔ حکم جمانے والی ملکہ عالیہ التجاعیہ ہوئی تو داؤد سکندر کے دل پہ گھونسہ پڑا۔سامنے کھڑی لڑکی وہ مرحا یوسف تو تھی ہی نہیں جسے وہ بچپن سے دیکھتا آرہا تھا تبھی مزید اس کی طرف دیکھنے سے اجتناب بھرتا وہ بغیر کچھ کہے بھاری بھاری قدم لیتا دروازہ عبور کر گیا اور وہ پیچھے بونٹ سے کمر ٹیکائے دھندلائی بصارت سے اسے جاتا دیکھتے رہے گئ

۔۔۔

میرا من ہے درد بھرا

مجھ کو راہِ عشق دیکھا

میں ہاری تقدیر

بن رانجھے دی ہیر

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہر لفظ کے تمام معنی میں ہم تھے

کیا دور تھا کہ تیری کہانی میں ہم بھی تھے

اٹھتی ہے اک کسک تیری تصویریں دیکھ کر

تازہ میں ہم نہیں ہیں، پرانی میں ہم بھی تھے

افف یہ لڑکی اب پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہیں!!۔۔۔ہاتھوں میں دو بیگز لیے وہ اندر اس کے کمرے میں آئی تو پورا کمرہ خالی تھا۔واش روم کا دروازہ نیم کھلا دیکھ وہ جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں بولتی بیڈ کی طرف بڑھتی وہ بیگز بیڈ کی پائینتی پہ رکھ گئیں۔۔۔

وہاں سب تیار ہو گیے ہیں اور ایک میری اولاد ہے جو مجھے ہر جگہ ذلیل کروانے پہ تلی رہتی ہے۔۔۔اس کے کمرے میں بکھری چیزوں کو سمیٹتی وہ خلستے ہوئے مسلسل بڑبڑائی جارہی تھی جبکہ اچانک انھیں کمرے میں کسی کے آنے کی آہٹ سنائی دی۔۔۔

کدھر تھی تم میں کب سے ڈھونڈ رہی ہو"۔۔اپنے سامنے کھڑی مرحا کو دیکھتے انھوں نے سوالات کیے جو کمرے کے اندر آتی اپنے سر سے سکارف کھول کر بیڈ پہ رکھ چکی تھی۔۔۔

روحی میں تم سے پوچھ رہی ہوں کہاں تھی؟جانتی ہو سب تیار ہو چکے ہیں کچھ دیر میں رسم شروع کرنی ہے!!۔۔۔اسے خاموشی کا لبادہ اوڑھے بیڈ پہ بیٹھتا دیکھ حورے بیگم بھنوئیں سکیڑتے پھر سے جواب طلب ہوئی۔۔۔

سر میں درد ہو رہا تھا اس لیے چھت پر گیے تھے۔۔۔وہ جانتی تھی جب تک کچھ کہے گئ نہیں وہ اپنا سوال دہراتی رہے گئیں۔۔

اس ٹائم!!۔۔۔کھڑکی سے نظر آتے اندھیرے کو دیکھتے انھوں اچنبھہ سے پوچھا مگر پھر اس کے چہرے پہ چھائی سنجیدگی کو دیکھتے مزید تفشیش کا ارادہ ترک کرتی خاموش ہو گئیں۔۔۔

اچھا چلو اب اٹھو شاباش تیار ہو،یہ مہندی کا جوڑا اور ساتھ میچنگ کا سامان وغیرہ ہے تمہاری لاڈلی مامی لائی تھی بڑے چاہ سے چلو شاباش جلدی سے تیار ہو تب تک""""۔۔۔بیگز اس کی طرف بڑھاتے وہ مطمین سے لہجے میں بول رہی

تھی جیسے کہ سب کچھ نورمل ہو مگر اس کے لیے تو کچھ نورمل نہیں تھا اور نہ وہ ہو سکتی تھی آخر کیسے ہو جاتی مطمئین اور نورمل۔۔۔

ہم نہیں جانے والے!!!۔۔ان بیگز پہ ایک غلط نگاہ ڈالے بغیر وہ بیڈ شیٹ کے پیٹرن پہ انگلی پھیرتے ہوئے اٹل انداز میں بولی۔۔۔

کیا کہاں ہے دوبارہ کہنا!!۔۔۔اس لڑکی کی ہٹ دھرمی انھیں ریڈ اسگنلز دے رہی تھی۔۔۔

آئی سیڈ "آیئم نوٹ گوینگ اینی ویئر!!!۔۔۔ سر میں ہوتے درد کو فراموش کیے سر اٹھائے مقابل نے ہمت اور دلیری سے ماں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا وہ کیسے ان خوشیوں میں شامل ہو سکتی تھی جس کی بساط اس کے ارمانوں کے جنازے پہ سجائی گئی تھی۔۔۔

کیوں!!کیوں روحی کیوں ماں کو اس عمر میں رسوا کروانا چاہتی ہوں یہ دیکھو میرے جوڑے ہاتھ!بیٹی کے باغی پن برداشت نہیں کر سکتی یہ بوڑھی جان ۔۔۔اس کی آنکھوں میں اترتے سرد پن کو دیکھتے وہ بے بسی سے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوئی بولی۔گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا اس کی غیر موجودگی کیا کوئی

بھی محسوس نہیں کرئے گا! کرئے گے سب کرئے گے آخر کیوں نہیں کرئے گے وہ تو ہر تقریب کی رونق ہوا کرتی ہے تو اب گھر کی تقریب میں کیوں غائب تھی۔۔۔

آپ کو اپنی عزت کی پرواہ ہے بیٹی کی نہیں وہ چاہے ان خوشیوں کی سیج کو دیکھ کر تڑپ تڑپ کے مر جائے مگر لبوں سے مسکان جدا نہیں ہونی چاہی آپ کے!!! ۔۔۔ سرخ آنکھوں میں بھیگا پن لیے وہ زہر خند لہجے میں بولی آخر کیوں کوئی اس کے جذباتوں کی پرواہ نہیں کر رہا تھا محبت ہی کی تھی نہ کوئی گناہ تو نہیں جو اسے یوں رشتوں کی اپنائیت سے جلاوطن کیا جا رہا تھا۔۔۔

تمہیں خدا کا واسطہ مرحا"۔۔۔بے بسی سے بہتی آنکھوں کے ساتھ اس بار انھوں نے اسے اس خدا کا واسطہ دینا چاہا جو ظلم کرنے والے سے زیادہ ظلم برداشت کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔۔۔

آپ کو خدا کا واسطہ ہے"""ماما ہم مر جائے گے نہ آزمائے ہمارا ضبط۔۔۔۔ ضبط سے موٹھیوں کو بھینچتے وہ بامشکل خود کو رونے سے روک رہی تھی ورنہ تو دل چاہ رہا تھا کہ اتنا روئے کے عرش کے در و دیوار ہل جائے۔۔۔

تو مر جاؤ روحی "مر جاؤ مگر اس عمر میں میرے سر پہ یہ بدنامی کا تاج نہ سجاؤ!!
۔۔۔اور پھر وہ شدت غم سے پھٹتے کلیجہ کے ساتھ چیختی گرے سرخ آنکھوں کو ایک پل کے لیے منجمند کر گئی کہ کیا واقعی ہی یہ لفظ اس کی ماں نے کہے تھے سگی ماں نے!! کیا واقعی ہی اس کے مرنے سے سب ٹھیک ہو جائیں گا!! تو کیا اب اس کی جگہ کہی نہیں بچی تھی؟؟! شاید نہیں وہ کتنی ہی دیر ساکتے کی حالت میں انھیں نم نگاہوں سے دیکھتی رہی تھی اور ایسا ہی کچھ حال دروازے کے باہر کھڑے شحص کا تھا اسے لگا کہ جیسے اس کا دل سکڑ کے ہتھیلی پہ آن گیرا ہے۔۔۔ روحی!!!!۔۔۔اسے یوں صدمے کی حالت میں خود کو تکتا دیکھ حورے بیگم کو غصے میں بولے گیے اپنے الفاظوں کی سفاکی کا اندازہ ہوا تو دل لرزہ اٹھا اور تڑپ کے پکارتے وہ اس کی طرف بڑھی مگر وہ فورا اپنا ہاتھ اگے کرتی انھیں روک گئی

۔۔

جلد آپ """ کی تمام """مشکلیں ختم ہو جائے گئی۔۔۔ سرخ انگارہ بنی آنکھوں کو ان پر سے پھیرتے اس نے غم سے پھٹتے دل کو مضبوط۔ بنانے کی کوشش کرتے ہمت سے کہنا چاہا تھا مگر بہت کوشش کے باوجود آنسوؤں عارضوں پہ

بکھرتے چلے گیے تھے جبکہ دماغ میں جگہ جگہ بہت جان لیوا اسپارک ہونے لگے تھے جن کے درد کو وہ لبوں کو سختی سے میچے دبانے کی کوشش کررہی تھی مگر اب جیسے برداشت کرنا ناممکن ہورہا تھا۔ جبکہ وہ خود کو دل میں ملامت کرتی ایک بے بسی بھری نظر اس پر ڈالتی کمرے سے نکل گئی اور ان کے جاتے ہی مرحا یوسف کا درد پہ کیا گیا ضبط ٹوٹ گیا اور وہ سر کے بالوں کو ہاتھوں میں لیتی سسک کر روئی تھی۔۔۔

آہہھھہ!!!!۔۔۔ موٹھیوں میں دبوچے بالوں کو کھینچتی وہ درد سے چیخی تو باہر پتھر بنے کھڑے شخص کو یوں لگا جیسے وہ چیخ نہ ہو بلکہ قضا کی وہ آخری ہچکی ہو جس کے بعد سب ختم ہو جاتا ہے 'جھوٹے محبتوں کے دعوے بھی اور ساتھ چلنے کے ارادے بھی کیونکہ اس ہچکی کے بعد ایک ایسے سفر کا آغاز ہوتا ہے جس کا مسافر

"" انسان تنہا ہی بنتا ہے

اسے لگ رہا تھا کہ وہ ختم ہو رہی ہوں اور حقیقت میں اندر موجود مرحا یوسف اپنوں کی بیگانگی سے ختم ہو چکی تھی۔۔۔ انھوں نے مرجانے کا کہا تو اتنا درد محسوس نہیں ہوا تھا جتنا آج اپنی ماں کے لبوں سے سن کر دل کو ٹھیس پہنچی تھی،

لوگ کہتے ہے کہ ماں تو اپنی اولاد کا درد محسوس کر لیتی ہے تو اس کی ماں کو کیوں نہیں اپنی بیٹی کا درد محسوس ہوتا تھا، کیا انھیں ان شبنمی آنکھوں میں رتجگوں کی سرخی دیکھائی نہیں دی تھی، کیا انھیں شاداب رنگت میں گھلی زردیاں دیکھائی نہیں دیتی تھی یا وہ سب دیکھنے کے باوجود بھی اپنے بھیتجے کی محبت اور بھائیوں کے احسانوں کے اگے اسے فراموش کر گئی تھی!!!اور حقیقت میں اسے واقعی ہی فراموش کر دیا گیا تھا محبتوں کے عہد و پیماں سب جھوٹ قرار پائے تھے اور ثابت ہوا تھا محبت صرف وہی سچی ہے جو انسان خود سے کرتا ہے باقی سب تو دنیا دیکھاوا اور دل کو دینے کے لیے جھوٹی تسلیاں ہوتی ہیں۔۔۔

میں رسموں کی زنجیروں سے باندھی

اور سپنوں کی تعبیروں سے جاگی ہوں

کیوں اپنوں سے بیگانی میں لاگی

کر دے وے عشق فقیر

دے دے سینہ چیر

پیرا وے پیرا وے پیرا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اپنا خیال بھی نہیں، اسکا خیال بھی نہیں۔۔۔حال یہ ہے کہ کاوشِ پرسیشے حال بھی نہیں !

سرسبز وسیع لان آج کسی پیلس کا روپ اختیار کیے ہوئے تھا، بڑے سے اسٹیج پہ مرحا یوسف کا وہ سفید جھولا رکھا ہوا تھا جس پر وہ شہزادیوں کی طرح بیٹھا کرتی تھی، سفید جھولے کو رنگ برنگی چنریوں کے ساتھ مکمل چھپا رکھا تھا، نیچے بیٹھنے کی جگہ پہ سنہرے رنگ کی چادر کو سائیڈ اسٹائل سے جھولے پہ پھیلا رکھا تھا اور پیچھے تین چار رنگولی کے رنگ کے کشنز پڑے ہوئے تھے۔ اسٹیج کے نیچے ڈانس فلور بنایا ہوا تھا جس کے اطراف میں گاؤں تکیے اور کشنز رکھے ہوئے تھے۔۔۔ تھیم کافی کلرفل تھی سفید صوفوں پہ رنگ برنگی کشنز رکھے ہوئے تھے چونکہ

مہندی کا فنکشن زیادہ پیمانے پہ نہیں تھا تو کھانے کے لیے صوفوں کے اگے ہی شیشے کے میز رکھے گیے تھے جن پہ سرخ و سفید گلابوں سے سجے واس رکھے ہوئے تھے، مہمانوں سے تقریباً ہی صوفے بھر چکے تھے وہی زبیدہ مامی سبین مامی اور مہتاب مامی مہانوں سے ملتی نظر آرہی تھی جبکہ دوسری طرف گھر کے مرد اپنے سنگت کے یاروں میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے جبکہ جواں نسل غائب تھی۔۔۔

کیسی ہے بڑی نانو؟؟؟۔۔۔سیاہ قمیض شلوار پہ گلے میں شینلی کی کڑاہی دار چادر لیے نک سک تیار حمزہ نے اگلے صوفوں پہ بیٹھی ان بزرگ وار خاتون کو دیکھتے احترام سے پوچھا جو رشتے میں ان کی نانی لگتی تھی۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں میرے بچے تم سناؤ کیسی چل رہی ہے تمہاری ڈاکٹری؟؟ ۔۔۔اس کے جیل سے سیٹ کیے بالوں پہ پیار دیتے انھوں شفقت بھری مسکراہٹ سے پوچھا تو وہ ان کے پہلو میں بیٹھتا ان کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ گیا

۔۔۔

فرسٹ کلاس آئیں گا کبھی میرے ہسپتال رعیت مل جائے گی!!۔۔۔ گرے آنکھوں میں شرارت لیے اس نے سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے کہا تو پاس بیٹھی اس کی بھابھی اس کی بات پہ سر نفی میں ہلاتی مسکرائی۔۔۔

اچھا کہاں ہے تمہارا ہسپتال؟؟۔۔۔ معصوم سی نانی نے جھٹ سوال کیا۔۔۔

لندن میں!!۔۔۔ لبوں کو دبائے اس نے جواب دیا۔۔۔

ہٹ شریر کہی کے اتنے پیسہ لگا کر میں وہاں آؤں گی رعیت لینے تو اتنے پیسیوں سے یہاں بھی اچھا سا علاج ہو سکتا ہے۔۔ کچھ دیر تو انھوں نے سوچا مگر جب بات سمجھ آئی تو اس کے بازو پہ تھپڑ مارتی وہ خائف ہوتی بولی تو بدلے میں وہ ہنس پڑا

۔۔۔

ہاہاہاہا" میری بھولی نانی!!۔۔۔ ان کے ہاتھوں کو پکڑا کر آنکھوں سے لگاتے حمزہ نے ان کی پشت پہ بوسہ دیا تو وہ اس حسین لڑکے کی محبت پہ نہال ہوئی۔۔۔

اچھا زیادہ مسکا نہ لگاؤ یہ بتاؤ تم کب لے رہیں ہو رخصتی کتنے سال بیت گیے ہیں؟؟ ۔۔۔ اس کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکلے ان سفید نورانی چہرے والی خاتون نے سوالیہ پوچھا۔۔۔

ہائے نانو میں تو کب سے تیار بیٹھا ہوں بس میری ماما کو ہی خیال نہیں آ رہا۔۔ بدلے میں ان کے کندھے پہ سر رکھتے حمزہ نے جھوٹی افسردگی سے ایک لمبی سانس بھرتے کہا۔۔

اسے کیوں نہیں خیال آ رہا۔۔ اس کے ڈرامے میں وہ فوراً آئی تھی۔۔۔

ان کا کہنا ہے کہ ابھی کچھ سال مزید بیٹے کی کمائی کھا لے پھر تو بہو نے آ کر قبضہ جما لینا ہے۔۔۔ اور جھوٹ صفائی سے بولنے میں حمزہ یوسف کا بھی کوئی ثانی نہیں تھا

--

حورے یہ دیکھو تمہارا فرمانبردار سپوت کیا کہہ رہا ہے۔۔۔ پاس سے گزرتی حورے بیگم کو دیکھتے بڑی نانی نے آواز لگائی تو وہ جو کسی مہمان کی طرف بڑھ رہی تھی ان۔ کی آواز پہ ان کی طرف پلٹی۔۔۔

کیا کہہ رہا میرا یہ لائق فائق بیٹا؟۔۔۔ انھوں نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا

او مائے گوڈ ماما یو لو کینگ گورجیس۔۔۔ اس سے پہلے نانی ماں کوئی شکایت لگاتی وہ فوراً سے اٹھتا ان کی تیاری کو دیکھتا آنکھوں میں ستائش لیے بولا، وہ مارون اور

بلیک رنگ کے ویلوویٹ کے سوٹ پہ نفاست سا میک اپ کیے سر پہ ڈوپٹہ جمائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

تمہارا لاڈلہ کہہ رہا تھا میری ماں ابھی کچھ سال مزید میری کمائی کھانا چاہتی ہے تبھی رخصتی نہیں لے رہی۔۔۔اپنی تعریف پہ انھیں بلش کرتا دیکھ نانی فورا بولی تو وہ جو اپنی تعریف پہ خوش ہو گئی تھی ان کی بات پہ حمزہ کو سرد نظروں سے گھورنے لگی جس پہ اس نے فورا اپنا دائیں کان پکڑتے سوری کرنی چاہی۔۔۔

خالہ آپ کا یہ نواسا نہیں مانتا ورنہ تو میں کب کی دادی بن چکی ہوتی برخودار کا پہلے ماموں بن کے ارادہ ہے۔۔۔حمزہ کے کان کو مڑوڑتے حورے بیگم فورا اپنی پوزیشن کلئیر کر گئی کیونکہ وہ تو اسے خاندان بھر میں بدنام کرنے پہ تُلا تھا۔۔۔

یہ تو بہت اچھی سوچ ہے میرے بیٹے کی کہ پہلے بہن کی ذمہ داری اتارے۔۔۔

نانی نے فورا اس کے فیصلہ کو سراہا تھا تو وہ جو صبح سے تیاریوں میں مصروف اسے فراموش کیے ہوئے تھا اچانک دماغ میں کلک ہوا۔اس خوشیوں بھرے ماحول میں اس کی بہن تنہا تھی اور وہ یہاں سب سے ملتا پھر رہا تھا۔۔۔

ماما روحی کہاں ہے ؟؟۔۔۔بے چینی بھرے لہجے میں استفسار کیا توان کے مسکراتے لب فورا سکڑے اور آنکھوں کے اگے اس کی شکوہ کن نم آنکھیں گھوم گئیں۔وہ آج اپنے بھتیجے کی وجہ سے بہت ذیتی کر گئی تھی اپنی بیٹی پر۔۔۔

آرہی ہے تیار ہو کر!!!۔۔۔ادھر ادھر دیکھتے انھوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے اجتناب برتا کیونکہ وہ فورا ان کی چوری پکڑ لیتا مگر وہ ان کے جواب پہ اندر سے مطمین نہیں ہوا تھا مگر سر اثبات میں ہلا گیا۔۔۔

چلے میں آتا ہوں یو کیئری اون خاندان بھر کی چغلیاں!!!۔۔۔نانی ماں کی طرف جھکتے وہ شرارت بھرے لہجے میں بولتا فورا سے پہلے بھاگ کے اس سے پہلے وہ پکڑ لے جبکہ وہ دونوں سر نفی میں ہلاتی مسکرانے لگی۔۔۔

وہ لان کروس کرتا صدر دروازے کے قریب آیا تا کہ اندر جا کر روحی کو باہر لے کر آئے کیونکہ آج کے دن وہ اسے اکیلا ہر گز نہیں جھوڑنے والا تھا اور خود

اس کے پاس اندر رہے بھی نہیں سکتا تھا تبھی اسے ریکویسٹ کر کے باہر لانا چاہتا تھا۔۔۔ابھی اس نے پہلے اسٹیپ پہ قدم رکھا ہی تھا جب صدر دروازے سے سیاہ قمیض شلوار پہنے گلے میں اس کے جیسی چادر ڈالے باہر آتا تراب نظر آیا جو شاید کہی سے اجلت بھرے انداز میں آ رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا تابی بھیا تم ٹھیک ہو۔۔۔اس کے چہرے پہ چھائی سنجید گی کو دیکھتے حمزہ نے چھیڑنا چاہا جبکہ وہ اس کی بات کا برا منائے بغیر داڑھی پہ ہاتھ پھیرتا سر اثبات میں ہلا گیا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔

تمہاری آنکھیں سرخ کیوں ہو رہی ہے ؟؟؟۔۔۔سیاہ آنکھوں کے سرخ ہوتے گوشوں کو دیکھتے حمزہ نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا تو تراب دو انگلیوں سے آنکھیں مسلتے اپنے ایموشنز پہ کنڑول کیا۔۔

کچھ نہیں بس ویسے ہی" شاید نیند نہیں پوری ہوئی۔۔۔بھاری لہجے میں بولتے تراب نے جھوٹ کا سہارا لیا۔وہ چاہ کر بھی اسے ان آنکھوں میں چھائی سرخی کی وجہ نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہے نہ تراب ؟؟۔۔۔اس کی اس حد تک سنجیدگی اور چہرے پہ چھائے سرد تاثرات کو دیکھتے حمزہ فکر مندی سے پوچھا دل میں روحی کے نام کا کھٹکا سا لگا تھا۔۔۔

ہاں یار تم پریشان مت ہو !!۔۔۔اپنا بھاری ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھتے تراب نے اسے مطمین کرنا چاہا جبکہ خود کے دل میں آگ سی لگی ہوئی تھی۔۔۔

ارے تم دونوں یہاں کھڑے ہوئے وہاں رسم کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔اس سے پہلے حمزہ مزید کوئی سوال کرتا وائلیٹ کے سوٹ پہنے ڈیسنٹ سا میک اپ کیے مہتاب مامی نے ان کے قریب آتے اجلت بھرے انداز میں کہا۔ان چاروں کے ایک جیسے سوٹ تھے بس رنگ کا فرق تھا۔۔۔

جی تو آپ حکم کرے ؟؟۔۔۔تراب کی طرف سے چہرہ موڑتے حمزہ نے فرمانبرداری سے سینے پہ ہاتھ رکھتے کہا جبکہ تراب بار بار اپنی آنکھوں میں آتی نمی کو رگڑ رہا تھا۔۔۔

جاؤ جا کے آغا کو لے کر آؤ جلدی !!!۔۔۔انھوں نے بھی گویا حکم ہی سنایا تھا جس پر وہ سنجیدگی سے سر ہلاتا تراب کا ہاتھ پکڑے آغا ہاؤس کی طرف بڑھا۔وہ

دیکھانے کو تو ضرور جارہا تھا مگر ان پر خوشیوں کی چادر پھیلائے وہ انھیں ہر گز لے کر نہیں آنے والا تھا جنھوں نے اس کی نورِ زندگی سے اس کی خوشیاں چھینی تھی۔۔۔۔

یہ لے بھابھی؟؟۔۔۔ہاتھ میں شیشے کے باؤل میں پائین ایپل کے ٹکڑے لے کر آتی حورے بیگم نے اسٹیج پہ کھڑی زبیدہ مامی کے ہینڈ اوور کیا جو کہ میز پہ رکھی چیزوں کو رانی کی مدد سے ارینج کروا رہی تھی۔۔۔

لو رانی اسے بھی طریقے سے رکھو اور یہ مہندی کی پلیٹ سیدھی رکھو گر رہی ہے ساری؟؟۔۔۔باؤل اسے پکڑتے زبیدہ مامی نے مہندی کی ٹیڑھی ہوئی پلیٹ کو دیکھتے کہاں۔۔۔

بھابھی کچھ رہے تو نہیں گیا؟؟

کیک رکھا ہوا تھا فریج میں وہ رہے گیا ہے۔۔۔انھوں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

۔۔۔

کیک کیوں کیا کسی کی سالگرہ ہے آج ؟؟۔۔۔رانی نے اچنبھے سے استفسار کیا

۔۔۔

رسم کے لیے رکھنا ہے """ چلو حورے تم یہاں کی تیاری دیکھ لوں میں میری کو بول کر کیک منگوا لیتی ہوں۔۔۔اسٹیج سے نیچے اترتے زبیدہ مامی نے ان سے کہا تو وہ سر ہلاتی رانی کو انسٹرکشن دینے لگی جبکہ وہ مہمانوں سے ملتی ہوئی اندرونی منزل کی طرف بڑھی۔۔۔

میری """"۔۔وہ گیٹ کے قریب آئی تو انھیں میری آغا ہاؤس کے لان میں داخل ہوتی نظر آئی جسے دیکھ انھوں نے گانوں کے شور کی وجہ سے بلند آواز لگائی

۔۔۔

یس میم !!!!

فریج میں کیک رکھا ہے رسم کے لیے وہ لیتی نہ آنا!!!۔۔۔اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتا دیکھ انھوں نے وجہ بتائی تو وہ یس میم کہتی گیٹ کروس کر گئی تو وہ بھی واپس پلٹی جب اچانک ان کی نظر مبین منزل کے صدر دروازے سے باہر آتی

اپنی شہزادی بہو پہ پڑی جو ادھر اودھر دیکھتی شاید کسی اپنے کی تلاش میں تھی

۔۔۔

ماشاءاللہ میں صدقے اپنی حسین بیٹی سے۔۔۔۔وہ جو خود میں آج اپنے پورے جسم کی ہمت مجتمع کرتی باہر آئی تھی مگر وہاں کی تیاری اور خوشی سے ٹمٹماتے چہروں کو دیکھتے اس کی پہلے سے نم آنکھیں پل میں بھیگی۔سامنے کا منظر تو مکمل تھا بالکل مکمل" وہاں کسی مرحا یوسف کی کمی کو محسوس نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

ہم نہ ہوگیے تو کوئی ہم سا ہوگا ہمارے ہونے یا نہ ہونے سے کیا ہوگا !!!

دھندلائی بصارت سے وہ اپنی محبت کے جنازے بجتے شادیانے دیکھ رہی تھی جب عقریب سے ابھرتی ممتا بھری آواز پہ اس نے فورا اپنی آنکھیں رگڑی۔وہ اپنی اس ماں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی جس کی محبت تو بے لوث اور پاک تھی انھوں نے مرحا یوسف سے محبت کسی غرض کے بغیر کی تھی۔۔۔

میری بیٹی سب سے حسین لگ رہی ہے ؟؟۔۔۔سیاہ اور سنہرے رنگ کے ویلویٹ کے لہنگے چولی اسے زیب تن کیے انھوں نے محبت سے گریہ آواز میں کہا ،بالوں کی بیچ کی مانگ نکالے پیچھے کو کھلے چھوڑے ہوئے تھے ،مانگ میں چھوٹا

سامانگ ٹیکائے سجائے وہ میک اپ کے نام پہ آنکھوں میں کاجل کی لکیر ڈالے اور لبوں پہ پنک گلوز لگائے اس سادگی میں بھی سب کی بھرپور تیاری پہ برتری حاصل کر گئی تھی۔۔

آپ" بھی بہت پیاری لگ رہی ہے!!۔۔۔انھیں بھی سیاہ اور سنہرے رنگ کے ویلویٹ کے سوٹ میں مناسب سا تیار دیکھے مرحا نے نم پلکیں لیے حسبِ عادت ان کے دونوں گالوں کو پکڑتے کھینچتے ہوئے کہا تو وہ اپنی تعریف پہ جھینپی سی گئی۔۔۔

اچھا چلو شاباش جاو بڑی نانی سے ملو کب سے تمھیں ڈھونڈ رہی ہے وہ۔۔۔نرمی سے اس کے گال کو تھتھپاتے انھوں نے کہا تو وہ سر ہلاتی بڑی نانی کی طرف بڑھی اور وہ آغا ہاؤس کی طرف۔۔۔۔

اسلام و علیکم نانو جان"""""۔۔۔وہ خاندان کی کسی عورت سے باتوں میں مصروف تھی جب وہ ان کے نزدیک جاتی اپنی نرم دھیمی آواز میں انھیں مخاطب کیا تو وہ بات کرتی پلٹی اور اپنے سامنے کھڑی اس حسین شہکار کی خوبصورتی کو

دیکھتے ایک پل کو ساکن سی ہوگئی وہ عورت ہوتے اس کے حسن سے مہبوت ہوگئی تھی تو وہاں جتنے لڑکے گھوم رہیں تھے ان کی محویت کا کیا عالم ہوتا۔۔۔

وعلیکم السلام میری حسین نواسی """"۔۔۔۔ جھریاں زدہ چہرے پہ مسکراہٹ سجائے انھوں نے شفقت سے کہتے اپنی بانہیں پھیلائی تو وہ مسکراتی ہوئی ان کے سینے سے لگی۔۔۔

کیسی ہیں آپ ؟طبعیت ٹھیک ہیں۔۔۔ان کی نرم گرم بھری آغوش میں آنکھیں موندتے اس نے نرمی سے سوال کیا۔۔۔

اپنی بیٹی کو دیکھ لیا اب بھلی چنگی ہوں گئی ہوں "تم اپنی سناؤ سہیلی اس خوبصورتی کا راز کیا ہے ؟؟؟؟۔۔اس کے بالوں پہ لب رکھتے وہ آخری میں دوستوں کی طرح رازدانہ انداز میں بولی تو اس کی برجستہ ہنسی گونجتی ماحول کو پل میں خشگوار بنا گئی۔۔۔

اُن کی محفل میں نصیر اُن کے تبسم کی قسم دیکھتے رہ گیے ہم ہاتھ سے جانا دل کا !!

سیاہ لباس میں ملبوس اس چاندی بدن لڑکی کی گہرے کاجل سے مزین آنکھوں کو مسکراتا دیکھ مقابل کا دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا جبکہ گلابی لبوں پہ تراشی مسکراہٹ کو دیکھتے یوں لگا جیسے کائنات کی ساری رونقیں ان لبوں پہ آکر اختتام ہوئی ہو۔۔۔

حارث!!! حارث۔۔۔وہ محویت سے اس وجود کو تک رہا تھا جب پیچھے سے آتے معتصم نے اس کا کندھا جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو وہ یوں ہڑبڑاتے ہوئے ہوش میں آیا جیسے گہری نیند سے جاگا ہو۔۔۔۔

کک "کیا ہو؟؟؟؟۔۔۔منہ پر ہاتھ پھیرتے اس نے اپنی حالت پہ قابو پاتے پوچھا جبکہ دل ابھی بھی دھڑک دھڑک کے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔

جو تو کر رہا ہے وہ بہت غلط ہے۔۔۔ڈھکے چھپے لفظوں میں کہتے معتصم نے اس پر بہت کچھ واضع کیا تھا۔۔۔۔

مجبور ہوں دل کے ہاتھوں!!!۔۔۔ایک بار پھر اس کالے لباس میں ملبوس لڑکی پہ نظریں جمائے حارث نے یوں کہاں جیسے اپنی بے بسی ظاہر کی ہوں۔۔۔

تو وقت سے پہلے سمجھا اس دل کو ورنہ دوستی میں دراڑیں آ جائے گئی۔۔۔۔

معتصم اسے اس مرض میں مبتلا ہونے سے پہلے روک لینا چاہتا تھا ورنہ ان کی دوستی اس کی محبت کی نظر ہو جاتی۔۔۔

کیسے سمجھاؤں نا جانے اس حسین چڑیل نے کونسا منتر پڑھا ہے دل صرف اسے دیکھنے کا ہی خواہشمند ہے""""" کیوں یہ حسین چڑیل میرا نصیب نہیں بن سکتی ؟؟؟؟۔۔۔ دل پہ ہاتھ رکھتے حارث نے نظریں نانی ماں کے ساتھ محوِ گفتگو روحی پہ ٹیکائے کہتے آخر میں اس سے سوال پوچھا۔۔۔

کیونکہ وہ صرف تراب بھائی کا نصیب ہے اور یہ بات اپنے دماغ میں فٹ کر لے """"اور چل یہاں سے اس سے پہلے کوئی تیری یہ فضول بکواس سن کر ہم دونوں کو یہاں سے نکلے۔۔ معتصم اس کی کنپٹی پہ انگلی بجا کر بولتا اسے زبردستی گھسٹتا ہوا وہاں سے لے جاتے بولا تو بیچارہ حارث دل مسوس کر رہ گیا۔۔۔

روحی بال کیوں اتنے پتلے ہو گیے ہیں، کیئر نہیں کرتی کیا؟؟۔۔۔ اس کے کمر پہ کھلے بالوں کو ہاتھ میں لیتی نانی اماں نے جانچتی ہوئی نظروں سے بالوں کا کم ہوا ولیم کو دیکھتے کہا تو زعفرانی لبوں سے پل میں مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔

نہیں نانی جان بس ویدر جینج ہوا ہے نہ تبھی۔۔کانوں کے پیچھے بال اڑاستے اس نے بات کو کور کیا تو وہ سر ہلاتی اس سے ادھر اودھر کی باتیں کرنے لگی جس سے اس کا کچھ دیر کے لیے ہی صیح مگر اد گرد سے دھیان ہٹ گیا تھا پر صرف کچھ دیر کے لیے۔۔۔

ماشاءاللہ آغا پہ کتنا روپ چڑھا ہے۔۔۔ابھی اس کا دھیان ہٹا ہی تھا جبکہ پاس بیٹھی کسی رشتے دار کی آواز پہ اس نے لحظ بھر کو نظریں اٹھائے اس طرف دیکھا جس طرف سبھی دیکھ رہیں تھے اور پھر وہ دیکھتی ہی رہ گئی، سفید کاٹن کے سوٹ پہ ویلویٹ کی کڑاہی شدہ چادر گلے میں ڈالے، پاؤں میں کھیڑی چپل، خوبرو چہرے پہ سنجیدگی لیے وہ سرخ چادر کے تلے بھاری قدم اٹھاتے اس ہی کی طرف آرہیں تھے ایسا صرف اسے لگا کہ وہ اس کے پاس آرہیں ہے حقیقت میں تو ان کی نظر بھی نہیں پڑھی تھی اس پاگل دیوانی پہ۔۔۔۔

ڈھولک میں تال،

پائل میں چھم چھم

گھونٹ میں گوری،

سہرے میں ساجن

سرخ چنری کے نیچے وہ مغرور دلہا بغیر کسی کو دیکھے ناک کی سیدھ میں چل رہیں تھے، چنری کو آگے سے تراب اور فواد نے تھام رکھا تھا پیچھے سے معتصم اور حارث نے جبکہ بیچ میں سے درید اور رافع نے پکڑ رکھا تھا اور داؤد اور حیدر ان کے ساتھ چنری کے سائے میں چل رہیں تھے، ان سب لڑکوں کی ڈریسنگ ایک جیسی تھی سیاہ سوٹوں پہ ویلویٹ کی کڑاہی شدہ چادریں گلوں میں ڈال رکھی تھی۔

جہاں بھی یہ جائیں،

بہاریں ہی چھائے

یہ خوشیاں ہی پائے،

میرے دل نے دعا دی ہے

میرے یار کی شادی ہے،

میرے یار کی شادی ہے

گرے کاجل سے مزین نگاہوں کر مرکز وہ سفید سوٹ والا شہزادہ تھا جس نے ایک نظر بھی اسے دیکھنا گورا نہیں کیا تھا اور خوشیوں کے سائے تلے جا کر شہنشاہ انداز میں جا کر مرحا یوسف کے سفید جھولے پہ بیٹھ گیے تھے جبکہ وہ سب اگے پیچھے کھڑے ہوتے تصویریں بنانے لگے تھے جبکہ حمزہ یوسف غائب تھا۔۔۔

پیارا املا،

جیت ملی

میرے یار کو

بڑی پیاری جیت ملی

میرے یار کو

خوش ہے جو دل،

من محفل

گیتوں سے سجادی ہیں

میرے یار کی شادی ہے

وہ جو کبھی ان کے لیے سب سے اہم ہوا کرتی تھی آج اتنی بے وقعت ہو گئی تھی ان کی نظر میں کہ وہ اس کی طرف دیکھنے سے بھی گریز برت رہیں تھے کہ اسے دیکھے گے تو ان کی خوشیاں خراب ہو جائے گی جبکہ دوسری طرف حالت اور سوچ بالکل اس کے برعکس تھی دل میں بے قراری اور سیاہ آنکھوں میں اضطراب لیے وہ سنجیدگی سے اس بھری محفل میں اسے ڈھونڈنے میں کوشاں تھے جس کے بغیر تو انھوں نے کبھی اپنی سالگرہ کیک تک نہیں کاٹا تھا اور اب کیسے اس کے وجود کی موجودگی کے بغیر وہ یہ کچھ کر سکتے تھے انھیں تو اس وقت یہ دھوم دھڑکا اور شور کی آوازیں بھی شدید ناگوار گزر رہی تھی، اس سے پہلے وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے برابر میں بیٹھے فواد سے روحی کی غیر موجودگی کا پوچھتے اچانک غیر ارادہ نظر اپنے دائیں جانب رکھے صوفے پہ وہ اپنی گرے آنکھوں میں ہزاروں شکووں کی نمی لیے انھیں اپنی طرف تکتا دیکھ نظر آئی۔۔۔ کیا کچھ نہیں تھا ان کاجل سے بھری آنکھوں، بھروسہ کا قتل، غرور کا زوال، حسن کی بدنصیبی، محبت کی رسوائی، یقین کا چکنا چور ہونا، وہ چھوٹی سی لڑکی اس وقت آسی نوے سال کی وہ بڑھیا لگ رہی تھی جس نے عمر کے نہ جانے کتنے

سال دروازے کی چوکھٹ پہ بیٹھے کسی کی راہ میں گزرے تھے مگر اس کا وہ لازوال انتظار اس کے ساتھ ہی قبر کی دیواروں میں اتار گیا تھا۔۔۔اس کی سرخ آنکھوں میں رقم شکوہ شکایت کو دیکھتے آغا غارذ نے ضبط۔ سرخ ہوتی اپنی سیاہ آنکھوں کو اس پر سے پھیرا تو نازک دل مزید زخمی ہوا مقابل کی بے اعتنائی دیکھ کر آنسوؤں روانی سے سرخ عارضوں پہ بکھرتے چلے گیے۔۔۔

اسے کیوں ہم نے دیا دل !

جسے آتی نہیں الفت

جو سمجھتا نہیں چاہت

جو تسلی کو نہ سمجھے

جو تشفی کو نہ مانے

جو کریں نہ قول پورا

کرے ہر کام ادھورا

یہی دن رات تصور کہ

اسے ناحق چاہا جو

نہ آئے جو نہ بلائے

نہ رہو رسم بڑھائے

نہ لگی دل کی بجھائے

نہ کوئی بات سنائے

جو کہو کچھ تو خفا ہو کے کہے

شکوے کی ضرورت

جو یہی ہے تو نہ چاہو

جو نہ چاہو گے تو کیا ہے

نہ نبھاؤ گے تو کیا

بہت اتراؤ نا نہ دل دے کے

یہ کس کام کا دل ہے !!!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم نے تو ہر دکھ کو محبت کی اذیت سمجھا۔۔۔ ہم کوئی تم تھے کہ تم سے شکایت کرتے !!

ہر طرف خوشیوں کے دیئے روشن تھے، ہر چہرے پہ مسکراہٹ تھی، سیاہ آسمان بھی آج جیسے ان کی خوشیوں پہ چمک رہا تھا ٹھنڈی پر فضا ہواؤں میں آج پر مسرت سی لہرائے تھی گویا ہر چیز ان کی خوشیوں میں خوش نظر آرہی تھی ماسوائے اس کے جس کی شادابیوں بھرے چہرے میں سفیدی سی اتر رہی تھی، کچھ دیر پہلے آنکھوں میں لگا کاجل آنسوؤں کے باعث بہتا عارضوں پہ لکیریں کھینچ گیا تھا، سرخ لب غم کے باعث کپکپانے لگے تھے گویا وہ شہزادی اس وقت ماتم کدہ لگ رہی تھی جس کی دنیا اجڑ گئی ہو۔۔ رسم شروع ہو چکی تھی، بڑے باری باری بیٹھتے انھیں میٹھائی کھلا کر سدا خوش رہنے کی دعائیں دے رہیں تھے، پورا اسٹیج وہ کالے لباس والے نوجوانوں نے گھیر رکھا تھا جن میں سے کوئی نہ کوئی کچھ دیع بعد کوئی چٹکلا چھوڑتا محفل کو غفران بنا رہا تھا، اس کی بکھری حالت سے انجان سبھی ہنسی کھکھلاہٹوں میں مصروف تھے حتی کہ اس کی ماں تک مگر اس کی

دنیا صرف اس کے ایک شخص پہ آتے رکے چکی تھی اس کے اگے تو اسے نہ کوئی آواز سنائی دے رہی تھی اور نہ کوئی منظر دیکھائی پڑ رہا تھا"آنسوؤں سے جلتی بھیگتی نگاہیں ان کے مسکراتے چہرے پہ ٹیکی تھیں !!!

میں وہ دنیا ہوں جہاں تیری کمی ہے سائیاں

میری آنکھوں میں جدائی کی نمی ہے سائیاں

وہ کیسے اتنے خوش اور مطمین دیکھائی دے رہیں تھے کیا مرحا یوسف کی کسی ایک آہ نے بھی عرش نہیں ہلایا تھا، کیا اس کی تمام دعائیں ہی رد کر گئی تھی، کیا اس کا ایک سجدہ بھی قبول نہیں کیا گیا تھا، کیا اس کے تمام آنسوؤں رائیگاں گیے" کیوں !!!! آخر کیوں ان کا دل نرم نہیں پڑھا تھا اتنے پتھر دل تو وہ نہ تھا اور اپنی گڑیا کے معمالے میں تو وہ کبھی اتنے سنگ دل نہ ہوئے تھے۔۔۔

میرے زخموں کی دوا تیرے سوا کوئی نہیں

میری تنہائی میری جاں پہ بنی ہے سائیاں

بہت غلط کیا تھا انھوں نی اس معصوم لڑکی سے ساتھ مگر ان کے چہرے پہ نہ کوئی ملال تھا نہ کوئی شرمندگی بلکہ وہ تو بہت خوش دیکھائی دے رہیں تھے جیسے انھیں کچھ فرق ہی نہ پڑتا ہو چاہے وہ جیے یا مرے۔۔۔

اپنے ٹوٹے ہوئے خوابوں کو سنمبھالوں کیسے
خود کو دنیا کی نگاہوں سے چھپالوں کیسے
اپنے ہاتھوں سے دیا دل کا بجھالوں کیسے

ان کو اپنی طرف تکتا دیکھ اس لڑکی نے بہادر بنے کا مظاہرہ کرتے اپنے آنسوؤں کو ہتھیلی سے رگڑا تا کہ وہ بے حس اور ظالم بنا بیٹھا شخص اس کے ان بے مول قطروں کو دیکھتے کہی یہ نہ سمجھ لے کے وہ ہار گئی تھی!!! حلانا کہ مرحا یوسف کو بہت بری طریقے سے شکست ہوئی تھی محبت کی اس شطرنج میں۔۔۔

میری تنہائی میری جاں پہ بنی ہے سائیاں
میری آنکھوں میں جدائی کی نمی ہے سائیاں

وہ اس بھرے مجمع میں خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی یہاں کئی تھے اس کے ہمدرد مگر جب سے انھوں بے دردی دیکھائی تھی مرحا یوسف کو سب محبتیں

جھوٹی لکنے لگی تھی۔ان پر نظریں جمائے وہ آہستہ آہستہ پیچھے کو قدم لینے لگی تھی وہ اب یہاں مزید نہیں رک سکتی تھی اگر رکتی تو جو سانسیں چند دن کی مہمان تھی وہ اس ہی وقت سینے میں دم توڑ دیتی۔۔۔

میری ہستی کو ہرا کر دے خضا ہوں مولا

میرے جینے کا پتہ کوئی رہا ہوں مولا

اسے آہستہ آہستہ سے پیچھے قدم لیتا دیکھ آغا فارز کو یوں لگا کہ اگر اس نے ایک قدم بھی مزید پیچھے لیا تو کوئی خون آشام بلا آ کر اسے اپنے پنجوں میں دبوچ کر لے جائے گئ ان سے دور! بہت دور!!!!

اک بجھے گھر کے چراغوں کا دھواں ہوں مولا

انھیں یوں بے چینی اور اضطراب بھری کیفیت میں مبتلا ہوتا دیکھ وہ طنزیہ" مسکرائی جیسے ان کی اس حالت وہ محظوظ ہوئی ہوں۔۔۔شادی مبارک آغا جان!!!۔۔۔زعفرانی لب دھیرے سے پھڑپھڑائے جن کی مدھم آواز وہی کہی شور شرابے اور گانوں کی دھمک میں دبا گئی تھی مگر ان سیاہ آنکھوں تک اس کے الفاظ باخوبی پہنچ گیے تھے جو سامنے کھڑی لڑکی کے سوا کچھ دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

میری آواز میرے دل میں دبی ہے سائیاں" اپنی آواز کو یوں فضا میں چھائے شور میں دم توڑتا دیکھ وہ نم آنکھوں سمیت مسکرائی تو اس کی زخمی مسکراہٹ کو دیکھتے سیاہ آنکھوں کے گوشے سرخ پڑے۔۔۔۔

میری آنکھوں میں جدائی کی نمی ہے سائیاں" دونوں ہتھیلوں سے رخساروں پہ بہتے آنسوؤں کو سمیٹتے اس لڑکی نے ایک آخری شکوہ کن نگاہ اٹھا کر ان کی سمت دیکھا جن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بھاگ کر اتے اسے سینے میں سے لگا لے مگر پیروں میں بندھی بڑوں کی عزت کی زنجیروں نے روکے رکھا تھا۔ ان کی اس کمزور دلیل پر وہ ایک بار پھر طنزیہ مسکراتی پلٹی اور وہاں سے تیز تیز قدموں کے ساتھ نکلتی چلی گئی بالکل یوں جیسے انسان کے ہاتھ سے وقت نکلتا ہے۔۔۔۔

!!! تجھ سے شکوہ نہیں بے وفائی کا پر تجھ سے امید بے تحاشا تھی

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! اب وہ مصرِ بازار اور وہ ابصار کہاں۔۔ ! اب تو یوسف بھی ہو تو خریدار کہاں۔۔

سرخ نم چہرہ اور بھیگتی آنکھیں لیے وہ حال میں داخل ہوئی جہاں ہر طرف گہری خاموشی تھی بالکل اس کے دل کی طرح۔اس نے سرخ بھیگتی آنکھیں اطراف میں دوڑاتے کسی اپنے کو ڈھونڈنا چاہا مگر پر امید نظریں خالی دامن لوٹ آئی اسے کوئی اپنا نظر نہیں آیا تھا جس کے کندھے پہ سر رکھ کر وہ اپنے اندر کا غبار نکل سکتی جو اندر ہی اندر اس کا وجود ختم کر رہا تھا۔۔

اپنوں کو باہر خوشیاں مناتے دیکھ اس کے حلق سے کربناک سسکی نکلی اور وہ سینہ کو سختی سے موٹھیوں میں دبوچتی سڑھیوں کی سمت بھاگی۔۔اجلت بھرے انداز میں سڑھیاں چڑھتے کے پاؤں میں لہنگا آیا اور وہ بری طریقے سے سڑھیوں پہ منہ کے بل گری جس کے اس کی تھوڑی اور ہتھیلیاں جو اس نے خود کے بچاؤ میں اوپری سڑھی پہ رکھی تھی وہ وزن پڑنے سے سرخ ہو گئی تھی۔۔۔

ہچکیاں بھرتی وہ اٹھی اور گال بھگوتے ان بے رحم آنسوؤں کو رگڑتے اس نے پیچھے خالی پڑے ہال میں نظر ماری کہ کیا کوئی اس کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے اس کے پیچھے آیا ہے یا نہیں مگر یہ اس کی خامِ خیالی ہی رہی کہ کوئی مرحا

یوسف کی غیر موجودگی محسوس کرتے اس کے پیچھے آیا ہوگا، اپنی ذات کی اتنی کم آئیگی کو محسوس کرتے اس نے ایک گہری سانس بھری اور لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے وہ ایک بار پھر اوپر کی سمت بھاگی تھی، آنکھوں سے آنسوؤں جاری تھے۔۔۔ کمرے میں آتے اس نے کھلے دروازے کو ایک زوردار جھٹکے سے بند کیا اور وہی اس کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی بالکل مصر کی کسی ہاری ہوئی زلیخہ کی طرح جس کا یوسف بھی اس سے بچھڑ گیا تھا اور بینائی بھی چھین لی گئی تھی۔

آہہہہہہ""""" آہہہہ۔۔۔ ہذیانی انداز میں دونوں ہاتھ زمین پر اپنی پوری شدت سے مارتی وہ چیخ رہی تھی، بکھرے الجھے بال اور سرخ سوجی آنکھیں لیے وہ واقعی ہی یوسف کو ہاری زلیخہ معلوم ہو رہی تھی مگر زلیخہ کو یوسف نہ سہی اس کی جوانی واپس مل گئی تھی مگر اس بیسوی صدی کی اس زلیخہ کو نہ اس کا یوسف ملا تھا اور نہ اس کی جوانی اس کے ہاتھ صرف خسارے آئیں تھے۔۔۔

اور اپنے مقدر میں آئے خساروں کا سوچتی وہ ہذیانی انداز میں زمین سے اٹھتی کمرے میں پڑی بے جا چیزوں پر اپنے دل کا غبار نکلنے لگی، گویا چند منٹوں میں ہی کمرے کی حالت ابتر ہو گئی تھی اور وہ خود کمرے کے وسط میں کھڑی بھیگی

نظروں سے کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھی جو کچھ بکھر گئی تھی تو کچھ ٹوٹ گئیں تھی، جب انسان کا بس انسانوں پر نہ چلے تو یہ بے جان چیزیں ہی عتاب کا نشانہ بنتی ہیں۔۔۔

کیوں!!!! ہم ہی کیوں!!! اللہ جی!!!! کیا ہماری کسی دعا نے آپ"" کا عرش نہیں ہلایا تھا"" کیا ہماری دعائیں رائیگاں چلی گئی ہیں!!!۔۔۔وہی زمین پر دوزانوں بیٹھتی وہ بھیگا سرخ چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے وہ نادان پری اللہ کے اگے شکایتی ہوئی جو فرماتا ہے کہ جب تم رات کے پچھلے پہر اپنی کسی خامی پر روتے ہو تو میری نظر میں ہوتے ہو، جو خواہشیں ابھی تمہارے دل کے اندر پنپ رہی ہوتی ہے کیا میں ان خواہشوں کو نہیں جانتا، وہ کہتا ہے کھربوں درختوں کے کھربوں پتوں میں سے ہر پتہ گرتا ہے میری نظر میں ہوتا ہے، تو تم یہ کیسے گمان کر سکتے ہو کہ وہ تم سے اور تمہارے حالات سے غافل ہے، وہ سب دیکھ رہا ہے تمہارا سسکنا بھی تمہارا تڑپنا بھی اور بے شک اللہ اس شخص کو ہی آزماتا ہے جو اس کا محبوب ترین بندہ ہو پس تم اپنے کسی عمل میں ناشکری نہ لانا۔۔۔

اللہ جی """ ہمیں رائیگاں ہونے " سے بچالے۔۔۔ تھکی ہاری وہ آسمان کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی مگر اس سے پہلے اللہ کی طرف سے کوئی صبر و شکر والی وحی آتی دروازے پہ کسی نے زوردار دستک دی۔۔۔

روحی """""۔۔۔ دروازہ کھول کر اندر آتے شخص نے کمرے کی خراب ہوئی حالت کو دیکھتے صدمے کے زیرِ اثر اسے پکارا جو زمین پر سر جھکائے بیٹھی تھی بالکل کسی مجرم کی طرح جو قاضی کے دربار میں سر جھکا کر بیٹھا اپنی تقدیر میں ہونے والے فیصلہ کے لیے ڈرو سہا ہوتا ہے۔۔۔

اتنی بہادر " نہیں ہے آپ کی بہن کے محبت کی ناکامی میں حرام موت مر جائے ۔۔ حمزہ یوسف کے لہجے سے چھلکتے خوف کو محسوس کرتے اس نے تھکے ہوئے مسافر کی طرح سر اٹھائے کہتی حمزہ یوسف کا کلیجہ حلق کو لے آئی، بکھرے بال، بھیگا چہرہ، رونے کے باعث سوجی آنکھیں، شکن زدہ لباس یہ وہ مرحا یوسف تو نہیں تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے نیچے نظر آرہی تھی یہ ملجگہ سا حلیہ لیے تو وہ کسی رانجھے کی محبت میں برباد ہوئی کوئی ہیر لگ رہی تھی جس کے اپنوں نے اس سے اس کا رانجھا چھین لیا تھا۔۔۔

ایسی باتیں نہ کرو میری جان۔۔۔ بہن کی اجاڑی حالت کو دیکھتے اس بھائی نے فورا اسے اپنے مضبوط پروں میں چھپایا تھا جس کا سہارا ۔ملتے ہی ان کا ننھا سا وجود ہچکولے بھرنے لگا تھا۔۔۔

بھیا!! یہ سب تو کہتے تھے کہ وہ ہم سے بہت پیار کرتے ہیں مگر اب کیسے وہ ہماری محبت کے جنازے میں خوش ہو رہیں ہیں۔۔ بھائی کے سینے سے لگے اس نے باہر خوشیاں مناتے ان سب کی محبت پر چوٹ کی جو کہتا تھے کہ مرحا یوسف انھیں بہت عزیز ہے۔۔

!!! بھیا!!! ہمیں تابی بھیا کی محبت کی آہ لگ گی

ایسے نہ کہو چندہ اس نے تمھیں کبھی بد دعا نہیں دی۔۔۔ وہ تڑپ اٹھا تھا اس کے اس الزام پہ کیا وہ نہیں جانتا تھا مقابل کی بے لوث محبت کو۔۔

انھوں نے نہیں دی مگر ان کی محبت نے تو دی ہو گئی، محبت کی ناقدری کرنے والوں کو محبت بڑی سخت سزا دیتی ہے اور دیکھے ہمیں کتنی بڑی سزا ملی ہے کہ ہم چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہیں۔۔۔ اپنی بے سر و ساماں حالت کی طرف دیکھتے وہ طنزیہ مسکراتی ہوئی بولی۔۔

اللہ ہے نہ وہ سب ٹھیک کر دے گا میری جان'''یہ وقتی آزمائش ہے صبر کرو''''
۔۔۔اسے سختی سے خود میں بھینچتے حمزہ نے خوف سے دھڑکتے دل سے کہتے اس کے سر پہ لب رکھے جو اس کے سینے سے لگی اب ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

روگ عمر نہیں دیکھتے۔۔۔بس لگ جایا کرتے ہیں۔

کالی اندھیری رات نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ایسے میں وہ نیم اندھیرے میں ڈوبا کمرہ بھی کھڑکی سے باہر نظر آتے اندھیرے کے مترادف لگ رہا تھا جسے چاند کی چاندنی بھی کم کرنے سے قاصر تھی۔ کمرے میں جلتے لیمپ کی زرد مدھم روشنی میں وہ نادان پری ڈریسنگ اسٹول پہ بیٹھی دھندلے شیشہ میں اپنا اندھیرے میں ڈوبا عکس دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہاں سے صرف اس کی پشت نظر آرہی تھی جس پر لہراتے بالوں پہ کالی ناگن کا گماں ہو رہا تھا۔ کندھے پہ ڈالے بالوں کی لٹ میں سفید مومی ہاتھ میں تھما ہیر برش بڑی سست روی سے

اپنا کام کر رہا تھا جیسے یہ کام اگر احتیاط سے نہ ہوا تو بگڑ جائے گا۔ بالوں کی حدود ختم ہوتے ہی وہ چلتا ہاتھ یکلخت رکا اور وہ برش جو کچھ دیر پہلے ان سنہری گھٹاؤں سے نبرد آزما تھا اب اس کا رخ ان جھیل جیسی اداس آنکھوں کی طرف تھا جن انے والے طوفان کا پیشہ خیمہ تھی میں چھائی سرخی اور خاموشی ایک

وہ اداس گہری گرے رنگ آنکھیں جو نا جانے خود میں کتنے غم اور دکھ چھپائے ہوئی تھی ان کا مسکن اس وقت برش میں اٹکے وہ ٹوٹیں بال تھے جو جڑوں سمیت اب اس سے اکتائے یو ٹوٹتے تھے جیسے اس کا معصوم دل ہر اپنے عزیز کے دئے گے زخم پہ ٹوٹتا تھا۔ مگر وہ نازک پری تو پھر ہر نئ صبح اپنے کرچی ہوئے دل پہ پیوند لگا کر خود کو جوڑنے کی کوشش کرتی تھی تو یہ بال کیوں نہیں واپس خود کو جوڑنے کی تگ و تدو کرتے پر شاید اب ان کی قوت برداشت ختم ہو چکی تھی اور جس دن مرحا یوسف کی بھی برداشت خاتم ہوتی وہ بھی ان ہی کی طرح بے جان ہوتی ٹوٹتی چلی جائے گئ جس کے بعد جڑنے کی امید مفقود ہو گئ۔۔۔۔

جھیل جیسی آنکھوں میں سناٹوں جیسی خاموشی لیے وہ یک ٹک کنگھے میں الجھے اپنے ریشمی بال دیکھ رہی تھی جن کی کیئر کے لیے وہ دن میں کتنے جتن کیا کرتی تھی پر آج وہ بے بس سی نگاہوں سے انھیں یوں جڑوں سمیت اترتا دیکھ کر بھی مجبور تھی جن کی کھوکھلی ہوتی جڑوں کے ساتھ اس مضبوط لڑکی کی بھی جڑیں کمزور ہونے لگی تھی۔ان پر سے نظریں ہٹائے اس نے ایک بار پھر شیشے میں ابھرتا اپنا دھندلہ عکس دیکھا اور سفید مومی ہاتھ کو حرکت دیئے اپنے سر کے قریب کرتی نہایت نرم انداز میں اپنے بال چھونے لگی جیسے اگر ان کے ساتھ زرا برابر بھی سختی برتی گئی تو وہ مزید ٹوٹتے چلے جائے گے۔لمبی مخروطی انگلیوں کے نیچے اسے ریشمی تاروں کے ساتھ ساتھ سر کی جلد بھی واضح محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔۔

تمہارے اس پاماما کے جنگلات میں تو جوئیں بھی راستہ بھٹک جاتی ہو گئی روحی۔۔۔۔دور کہی کانوں میں کچھ دن پہلے حمزہ کی کہی بات کی بازگشت ہوئی تو ضبط کرتی آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹا اس کے روئی جیسے گال پہ پھسلتا چلا گیا اور پھر یہ سلسلا رکا نہیں تھا ایک کے بعد ایک شفاف موتی جھیل کے کناروں سے

بھتے بے مول ہوتے جارہیں تھے۔ کپکپاتی انگلیاں ابھی تک اپنے بالوں کے لمس کو محسوس کر رہی تھی جیسے وہ بہت جلد یہ احساس کھو دینے والی تھی۔ بھتی آنکھوں کے اگے شیشہ میں ابھرتا عکس اب مزید دھندلا ہوتا اندھیری رات میں چھائی دھند کی نظر ہونے لگا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کال کوٹھڑی جیسے کمرے میں اکیلی اپنی ہارتی ہوئی زندگی کا سوگ منارہی تھی کہ دماغ میں کہی دور کسی نے اسے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہونے کا احساس دلایا۔۔۔۔۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا

"کہہ دو میرے ان بندوں سے جو ہار گیے ہیں میں کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ نہیں ازماتا "

(سورۃالبقرۃ 286)

ذہن کے پردے پہ کچھ مہینوں پہلے پڑھی گئی آیات لہرائی تو درد سے پھٹتے دل پہ ان لفظوں سے ٹھنڈی پھوار اپڑتی ہوئی محسوس ہونے لگی بے ساختہ سرد پڑتے ہاتھوں نے اپنے بھیگے گال صاف کیے اور ایک آخری نظر شیشہ میں نظر اتے اپنے عکس پہ ماری جو پہلے کی طرح اب دھندلہ نہیں بلکہ صاف و شاداب نظر ارہا تھا

جسے دیکھتے اس کے پپڑی زدہ لب مدھم مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ اپنے پیروں پہ وزن ڈالتی اٹھی اور الماری کی طرف بڑھی۔ اسے کھولتے ہی اس کی نظر وہاں ہینگ شدہ رنگ برنگی حجاب 'ز پہ پڑی جن کے رنگ اس کی بے رونق زندگی کو نکھارنے کا سبب بنتے تھے۔ ہاتھ میں تھم کر وہ ان کی نرماہٹ کو محسوس کرتی سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

دنیا میں موجود ہزاروں کتابوں میں سے واحد قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جسے غلاف چڑھایا جاتا ہے کیوں! کیونکہ وہ اللہ کے محبوب نبی کی محبوب کتاب ہے، رحمت والے نبی کی رحمت سے بھری کتاب ہے، پاک نبی کی مقدس کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے سپرد لیا ہے، کڑوڑوں اربوں عمارتیں ہونے کے باوجود کالی کملی صرف خانہ کعبہ کی زینت ہے کیوں! کیونکہ وہ اس محبوب باری تعالی کا پاک گھر ہے جس کی ذات بے عیب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔۔۔ تو ایسے ہی دنیا میں ہزاروں مخلوقات ہونے کے باوجود پردہ صرف عورت کی ذات کے لیے ہی کیوں مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ وہ کسی کی عزت ہے کسی کی آبرو ہے کسی کی ماں ہے تو کسی بیٹی اور عورت تو ہے ہی سراسر چھپانے والی

چیز پھر چاہیے وہ کسی بھی روپ میں کیوں نہ ہو۔۔۔وہ کسی کام سے کالج کے مرحا یوسف سے دور اس فلور پر آئی تھی جہاں اسلامیک اسٹڈیز ہوتی تھی جس کا دور تک کوئی لینا دینا نہیں تھا مگر نا جانے اس آواز میں ایسا کیا تھا کہ وہ اگے بڑھ ہی نہ پائی۔۔۔۔

ایک مسلمان لڑکی کو اس بات کا ادرک ہونا چاہیے کہ وہ مسلمان ہے۔وہ اس نبی کی امت میں سے ہے جن کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال تک کسی انسان و جن نے تو کیا کسی فرشتے نے بھی نہیں دیکھے تھے جو بلا ضرورت گھر سے کبھی نہیں نکلی تھی اور اگر کبھی نکلی بھی تو خود کو جنت کی سیاہ چادر میں ایسے چھپا کر نکلتی تھی کوئی ان کے سر کے بال سے لے کر پاؤں کے نخن تک بھی نہ دیکھ سکے۔یہ حال تھا ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اور ایک حال ہماری اس جاہلانہ سوچ لیے ان عورتوں کا ہے جو عورت مارچ کی آڑ میں خود کو حواس زدہ بھیڑیوں کے لیے گوشت کے لوتھڑے بنا کر پیش کرنا چاہتی ہے کوئی ان سے پوچھنے والا ہو تو پوچھے آخر انھیں کسی بات کی آزادی چاہی۔باپ کے سایہ سے یا بھائی جیسے حفاظت دار سے یا شوہر جیسے عزت کے رکھوالے سے جس کی

غیر موجودگی میں تم اس کے گھر کی اور اس کی عزت کی امین ہو یا اس بات سے کہ ماں کے نام پر جو تمہارے قدموں تلے رتبہ رکھا گیا آخر وہ کس چیز سے آزادی چاہتی ہے۔۔۔۔

ارے احسان معنوں فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بابا محترم کا جو اس دور میں عورت کے حق کے لیے کھڑے ہوئے تھے جب عرب میں بچیوں کی پیدائش ہوتے ہی انھیں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، جب عورت کو پیر کی جوتی سے بھی زیادہ حقیر سمجھا جاتا تھا اگر تم ساری زندگی بھی سجدے میں رہ کر ان کا شکر گزر کرتی رہو تو بھی ادا نہیں کر پاؤ گی۔۔۔۔ان کی ساحرانہ دلکش آواز پورے کمرے گونجتی سکوت پیدا کر رہی تھی پتہ نہیں ان کی باتوں اور ان کے الفاظوں میں ایسے کونسا جادو تھا کہ باہر کھڑی اس لڑکی کے رونگھٹے کھڑے ہو رہیں تھے۔

آنکھیں ساکت سی سامنے دیوار گیر شیشہ میں نظر آتے اپنے عکس پہ ٹھری ہوئی تھی جو ڈوپٹہ نامی چیز سے بالکل نابلد تھا، اس نے تو کبھی ڈوپٹہ لیا ہی نہیں تھا مگر اب ان کی باتوں کو سنتے اسے اس شیشہ سے بھی حیا آنے لگی تھی جو اسے بغیر ڈوپٹہ کا دیکھا رہا تھا۔۔

لڑکیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کوئی عام نہیں ہے اسکی خوبصورتی اتنی ارزاں نہیں کے اسے ہر کوئی دیکھے۔اس کی خوبصورتی کے قابل صرف وہی ہے جسے اللہ نے اس کے لیے چنا ہو گا۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہے اور خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے۔۔۔۔۔اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھ کو اٹھا کر اپنے دل کے مقام پہ رکھا جس کی رفتار آج معمول سے زیادہ تیز چل رہی تھی۔سرخ ہونٹ دبائے وہ اپنی امڈا نے والی سسکیوں کا گلہ گھونٹ رہی تھی جب ان کے یہ الفاظ اس کے کانوں میں گونجے تو اسے لگا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں پگھلتا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو کہ پاک مرد صرف پاک عورتوں کے لیے تھے ان عورتوں کے لیے جن کا ظاہر و باطن صاف تھا جو اللہ کی خوشنودی کے لیے وہ سب کچھ کرتی تھی جو اس کا احکام ہوتا تھا تو کیا وہ جو خود بھی اتنی خدا سے دور ہو گئی تھی کہ اس کے نصیب میں ایک خبیث مرد آتا رحمن کے رحم سے دور ہوتا تو وہ اس کی کیا رہنمائی کرتا۔یہ سوچ اتے ہی اس کے آنسوؤں لڑیوں کے مانند اس کے گال بھگوتے چلے گے۔۔۔۔

پر میم کچھ خواتین کہتی ہے کہ حیا آنکھوں میں ہونا ضروری ہے پردے سے کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں بیٹھی ایک لڑکی نے بیان کرتی معلماء کو مخاطب کیے آجکل بہت زیادہ کہنے والا جواب کہا تو باہر کھڑی لڑکی کی سماعتیں بھی ان کے جواب کی طلبگار ہوئی

۔۔۔۔۔

اگر دنیا میں موجود سارے مرد اندھے بھی ہو جائیں تو تب بھی عورت پہ پردہ واجب ہے 'میں اپ کو حضور کے زمانے کی ایک بات بتاتی ہوں کہ ایک بار آپ ﷺ کے پاس ان کے ایک نابینہ صحابی ملنے کے لیے ائے تو آپ نے تمام پاک بیبیوں کو اندر جانے کا حکم دیا جب وہ صحابی چلے گیے تو بیبیوں میں ایک بی بی آکر آپ ﷺ سے پوچھتی کے حضور وہ صحابی تو نابینہ تو آپ نے ہمیں اندر جانے کو کیوں کہا 'ان کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کے بی بی وہ اپنی قوت بینائی سے محروم تھا اپ تو نہ تھی جتنا گناہ ایک مرد کو ایک نامحرم عورت کو دیکھنے پہ ملتا ہے اتنا ہی گناہ عورت کو ایک نامحرم مرد کو دیکھنے پہ ملتا ہے اور میں نہیں چاہتا تھا کے آپ گنہگار ہو۔۔۔۔۔۔اس لڑکی کے پوچھے گے سوال کا جواب مقابل نے

بڑی خوبصورتی سے دیا تھا کہ سمجھنے والوں کو سمجھ آجائے اور جو سمجھنا ہی نہ چاہتے ہوان کے لیے قرآن کی کھلی دلیلیں بھی ناکافی ہوتی ہے۔۔۔۔

میں نے ایک جگہ کچھ سنہری الفاظ پڑھے تھے جنھیں پڑھنے کے بعد وہ اقعی ہی میرے لیے انمول موتی ثابت ہوئے تھے انھیں پڑھنے سے پہلے میں پردہ نہیں کرتی تھی اور شرائعی پردہ تو دور کی بات تھی مگر ان کے بعد نا صرف میں پردہ شروع کیا بلکہ اب میں اپنی جیسی بہت سی عورتوں اور بچیوں کو پردے کی خوبصورت دعوت دیتی ہوں "آج بھی جب میرے ذہن کے پردے پہ وہ لفظ ابھرتے ہے تو میرے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آنکھوں سے اشک خوبخود جاری ہو جاتے ہے۔وہ لفظ یہ تھے کہ "اے بنت حوا ذرا سوچو کہ اس دن کیا ہو گا جب قیامت کے روز حضرت فاطمہ زہر پوچھے گئ کہ کیا میرے بابا کا دین اتنا مشکل تھا کہ تم پردہ نہ کر سکی۔۔۔۔۔۔۔وہ مزید بول رہی تھی پر باہر کھڑی مرحا یوسف کا سیاہی میں ڈوبا دل نور مصطفیٰ کے نور سے چمکتا روشنیوں سے منور ہو چکا تھا اب اسے مزید کسی دلیل یہ کسی آیت کی ضرورت نہیں تھی اور 'بے

کا دل اللہ بدلنا چاہے اس کے لیے کوئی بھی کسی بھی روپ میں وسیلہ بےشک جس

بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں کھولی اور ہاتھ میں پکڑے حجاب کو پہلے ہونٹوں سے چوتی پھر اپنی آنکھوں سے لگا گئی۔ جو آنکھیں کچھ دیر پہلے اپنے اکیلے پن کو محسوس کرتی بھیگ رہی تھی اب وہ اپنے رب کے ساتھ ہونے پہ مسکاں رہی تھی۔ دھیرے سے ایک سفید رنگ کے حجاب کو ہینگر سے نکال کر اپنے سر پہ اوڑھتی وہ وضو بنانے کی نیت سے واش روم کی طرف بڑھی۔ اس کے جاتے ہی کمرے میں چاہی نور کی روشنی ایکدم ماند پڑی اور کمرہ ایک بار پھر نیم اندھیرے کی نظر ہو گیا۔ اس ہی اندھیرے میں نظر دیوار پہ لگی گھڑی پہ پڑی جو ٹک ٹک کرتی چار کا ہندسہ دیکھا رہی تھی 'تو مرحا یوسف جو کبھی خدا اور اس کے محبوب سے دور دیکھائی دیتی تھی آج تہجد گزر بن گئی تھی کسی نامحرم کی محبت میں نہیں بلکہ اپنے اللہ اور اس کے محبوب کے عشق میں گرفتار ہو کر اسے اب نہ اس محبت کی اسے جس کی چاہ مٹی سے بنی دنیا کی چاہ تھی نہ یہاں کی بے لباس کرتی

تھی وہ اسے مل چکا تھا اسے اللہ اور اس کے نبی کی خوشنودی مل گئی تھی اور جو اس بے وفا دنیا میں کہیں کھو چکا تھا اس کا وعدہ اس کے رب نے کر لیا تھا۔۔۔۔

" مَافُقِدَ بِلاَرض ۤیُوسترَدُ بالسِماء "

جو کچھ اس زمین پر کھو گیا ہے جنت میں مل جائے گا اور پھر تب تمہیں بہترین سے نوازا جائے گا !!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیکھتا تھا جسے روز کی بنیاد پہ ایک دو سال سے ایک بار نہیں دیکھ سکا
تو اے دشمن میری حالت کو کہاں دیکھے گا میری جانب تو میرا یار نہیں دیکھ سکا !!!

سورج کی میٹھی کرنیں مشرق کے پہاڑوں سے ٹکراتی زمین پہ پھیل رہی تھی، ہر روز کی طرح ایک چمکیلی سی صبح کا آغاز ہوا تھا مگر ہر روز کی طرح آج کی صبح میں فرق تھا، فضاؤں میں ایک سوا گوریت سی رچی ہوئی تھی، سڑکیں سنسان تھی

گویا پورا شہر عالمِ خوموشاں میں ڈوبا ہوا ہو، ہر انصاف پسند شہری کی نگاہیں اب سے کچھ گھنٹے بعد آنے والے فیصلے پہ ٹیکی تھی تو کچھ حکومت کے انصاف سا ناامید لوگ سب کچھ چھوڑے اپنے کاموں میں مصروف تھے کیونکہ جانتے تھے ہمیشہ کی طرح قلم اور انصاف بکے گا اور دلائل اور سچ کو منہ کی کھانی پڑے گئی۔۔۔

تو ناظرین جیسا کے آپ جانتے ہیں آج ایک بہت بڑا فیصلہ ہونے والا ہے "آج کیا واقعی ہی غریبوں کو انصاف ملنے والا ہے یا یہ کیس بھی کسی بھونڈی دلیل پہ بند کر دیا جائے گا کیونکہ اس ملک میں اسر رسوخ لوگوں کو کہاں سزائیں ہوتی ہے وہ تو زنا جیسا گناہِ کبیر کر کے بھی باعزت بری ہو جاتے ہیں""اب دیکھنا یہ ہے کیا آج کا یہ دن تاریخ میں سنہر حروفوں میں لکھا جائے گا یا نہیں کیونکہ عوام کو بیر سٹر ت"""۔۔۔نیوز اینکر اپنی پر کشش آواز میں بول رہی تھی جبکہ اس کے پیچھے بیک گروانڈ میں کورٹ کی فوٹیج چل رہی تھی جبکہ وہ سیاہ آنکھوں میں استہزاء پن لیے اس اینکر کو سن رہا تھا کیونکہ جانتا تھا یہاں سب ملے ہوئے ہوتے ہیں، وہ صبح صبح یہ عوامی ہمدردی میں ہوتی اسپیچ مزید نہیں سن سکتا تھا تبھی ریموٹ اٹھا کر ایل ڈی بند کرتا ریموٹ بیڈ پہ اچھل گیا۔۔۔

گڈ مارننگ سر"""۔۔۔دروازہ کھول کر ذرا سا سر نکالتے ہاشم نے مقابل کے چہرے پہ چھائی سنجیدگی کو دیکھتے پہلے تسلی کی پھر سیدھا ہو کر اندر آتا شائستگی سے بولا تو بدلے میں وہ ہنکارا بھرتا اپنی کف لنکس لگانے لگا۔۔۔

سر آج کا دن آپ کے کریئر کے لیے بہت اہم ہے "اللہ آپ کو شاندار کامیابی عطا کرے۔۔ بیڈ پہ پڑے اس کے سیاہ کوٹ کو اٹھا کر اسے پہناتے ہاشم نے لبوں پہ مسکراہٹ سجائے دعائیہ کہا تو مقابل زیر لب آمین کہتا دروازے کی طرف بڑھا تو وہ صوفے سے اس کا بیگ اٹھائے اس کے پیچھے لپکا۔۔۔

نیچے ڈائننگ ائیریا میں آتے وہ اپنی مخصوص کرسی دھکیلتے بیٹھا تو ملازم جلدی سے اگے بڑھتا اسے ناشتہ سرو کرنے لگا جبکہ ہاشم بیگ ہاتھ میں پکڑے وہی اس کے پیچھے مودبانہ سا کھڑا ہو گیا۔۔۔وہ مطمئن سا بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا جیسے عام سا ہی دن ہو جبکہ اس کے پیچھے کھڑا ہاشم متذبذب سا نظر آ رہا تھا اور ہوتا بھی کیوں نہیں حریف کوئی معمولی شخص نہیں ایم این اے تھا جو کیس جیتنے کے لیے کوئی بھی اوچھا ہتھکنڈا استعمال کر سکتا تھا مگر مقابل پر سکون تھا اس کے چہرے پہ بہت کھوجنے کے بعد بھی کوئی پریشانی اور مضطراب بھرے اثرات ڈھونڈنے سے

بھی نہیں مل رہیں تھے۔ابھی وہ ناشتہ کرتے شخص کو گھورنے میں مگن تھا جب میز پہ رکھے مقابل کے فون پہ رینگ ہوئی جس پہ اس نے نائف سے آملیٹ کا پیس کرتے اسے فون یس کرنے کا اشارہ دیا تو ہاشم نے اگے ہوتے کال اٹینڈ کرتے اسپیکر پہ ڈالی۔۔۔

کہاں ہوں تم؟؟؟۔۔۔دوسری طرف موجود اس کے بیر سیٹر دوست شہریار نے سوالاً پوچھا۔۔۔

ناشتہ کررہاہوں۔۔۔کمال اطمینان کا مظاہر کرتے اس نے فوگ میں پھسا ٹکڑا منہ میں ڈالا۔۔۔

میری مانو تو کورٹ مت آؤ آج!!!۔۔۔دوسری طرف موجود شخص کی آواز کچھ گھبرائی گھبرائی سی لگ رہی تھی۔۔۔

وجہ؟؟۔۔۔آئیبر واچکاتے پوچھا۔۔۔

کورٹ کے حالات مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہیں" کچھ تو بہت بڑا پلان ہو رہا ہے کوئی سازش رچی جارہی ہے تمہارے خلاف"ایم این اے اتنی آسانی سے اپنے بیٹے کو سزا ہونے نہیں دئے گا تم سمجھو میری بات کو!!!۔۔۔انگھوٹے سے

پیشانی رب کرتے بیریسٹر شہریار نے اطراف میں احتیاط بھری نظر دوڑاتے اسے وران کیا جو آگ سے کھیلنے جا رہا تھا۔۔۔

جانتا ہوں ایم این اے بڑی کتی چیز ہے اتنی آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آج پیون سے لے کر جج تک سب بکے ہوئے ہیں۔۔۔

پر سکون لہجے میں کہتے مقابل نے جوس کا گلاس منہ سے لگایا جبکہ دو لوگوں کو جلتے دندروپہ کھڑا کر گیا۔۔۔

سب جانتے بوجھتے بھی اس موت کے کنوئیں میں کودنے کا بھوت سوار ہے تمہارے سر پہ؟؟؟؟۔۔۔شہریار چٹختے ہوئے لہجے میں بولا تو مقابل طنزیہ مسکرایا

۔۔۔

ایم این اے کو کرنے دو اپنا شوق پورا میرے خلاف سازش رچ کر وہ سمجھ رہا ہے گیم کا رخ بدل دے گا تو وہ جانتا نہیں گیم کا ماسٹر مائینڈ شروع سے میں ہی تھا" یہ گیم شروع بھی میں نے کی تھی اور اسے ختم بھی میں ہی کرونگا!!!!۔۔۔لبوں کو نیپکین سے صاف کرتے وہ ہاتھوں کو صاف کرتا سرد لہجے میں بولا تو ہاشم اس کی ذہانت پہ اش اش کر اٹھا۔۔

تو کیا کرنے والا ہیں ؟؟؟۔۔۔ شہریار کو ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دے رہی تھی۔۔۔

کچھ بڑا!!!۔۔۔ پراسرار سی مسکراہٹ لبوں پہ لائے مقابل نے دونوں کو سوچوں میں ڈالا۔۔۔

ایم این اے آسان حریف نہیں ہے تو کیوں نہیں سمجھ رہا یہ بات!۔۔۔ شہریار نے اپنا ماتھ پیٹھ ڈالا تھا مقابل کی ڈھیٹائی کو دیکھ کر جو سب کچھ جانتے بوجھتے اپنی جان خطرے میں ڈال رہا تھا۔۔۔

وہ مجھے نہیں جانتا!! اگر وہ خود کو شیر سمجھ رہا ہے نہ تو میں ببر شیر ہوں اسے اس کے طریقے سے ہی ماروں گا۔۔۔ بے لچک لہجے میں دو ٹوک بولتے وہ کرسی دھکیل کر اٹھا تو ہاشم بھی سیدھا ہوا مقابل کی باتیں اس کا دماغ چکرا کر رکھ دیتی تھی۔۔۔

چل کورٹ میں ملتے ہیں۔۔۔ فون اٹھا کر اس نے پہلے اسپیکر اوف کیا اور کان سے لگاتے شہریار کے ساتھ الوداعیہ کلمات کہتے کال ڈسکینٹ کر کے فون جیب

میں رکھا اور بڑے بڑے ڈھاگ بھرتا دروازے کی سمت بڑھا پھر کچھ یاد آنے پہ فوراپلٹا تو اس کے پیچھے آتا ہاشم اس میں ٹھکتے ٹھکتے بچا۔۔

تم کہاں ؟؟۔۔۔اسے اپنے پیچھے آتا دیکھ مقابل نے آنکھوں کے اشارتاً سے پوچھا۔۔۔

!! آپ کے ساتھ

وجہ ؟؟ جیب میں ہاتھ ڈالتے مقابل نے پھر سوال کیا۔

روز جاتا ہوں۔۔۔ہاشم اس کے یوں سوالوں پہ کچھ گھبرایا۔۔۔

روز جانے اور آج کے جانے میں فرق ہے "روز وہاں موت میرا انتظار نہیں کرتی مگر آج کررہی ہے "" "ویسے باتیں تو بڑی غور سے سن رہیں تھے یہ نہیں سنا تھا کہ آج کورٹ میں کچھ بھی ہو سکتا ہے !!۔۔۔ سرد نگاہوں سے گھورتے اس نے مقابل کو شرمندہ کرنا چاہا گویا وہ اسکی ہر حرکت نوٹ کرتا ہے۔۔۔

پر سر آپ کی جان کو خطرہ ہے "۔۔۔ہاشم فورا بوکھلایا۔۔۔

تو تم کونسے ڈاکٹر ہو جو مجھے بچالوں گے۔۔اس کی فکر کو اس نے مذاق میں اڑایا تو ہاشم کو اس شخص کی دماغی حالت پہ شعبہ ہوا۔۔۔۔

پر سر !!!!!

شٹ اپ ہاشم میں نے کہہ دیا تم نہیں جارہیں مطلب نہیں جارہیں انڈاسٹینڈ!!

۔۔۔اسے منہ کھولتا دیکھ مقابل نے فوراغصے میں آتے اس جھنڈ پلائی اوراس کے ہاتھ سے بیگ چھینتا بھاری بھاری قدم لیتا پورچ کی طرف بڑھا جبکہ وہ خاموش نگاہوں سے بس اسے جاتا ہوادیکھتا رہ گیا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سنو"اے ستم گر،اے بے وفا،اے دل شکن۔۔۔تم میری محبت ہو، مگر آخری نہیں!

صبح باخیر بابا!!!۔۔۔ہاف شورٹس پہ اوپر بلیک ہڈ پہنے بکھرے بالوں کے ساتھ ہال میں داخل ہوتے تراب نے اپنی امڈ آنے والی جمائی کوروکتے صوفے پہ بیٹھے سکندر ماموں کو دیکھتے کہا جو صبح کا اخبار پڑھ رہیں تھے۔۔۔

صبح!!! برخودار دن چڑھ آیا ہیں۔۔۔اس کے حلیے کو ایک نظر دیکھتے انھوں کھڑکیوں سے نظر آتی دھوپ کو دیکھتے طنز مارا۔۔

آپ جانت""ے تو ہے رات کتنا لیٹ سوئے تھے!۔۔۔منہ پر ہاتھ رکھتے اس نے ایک بار پھر جمائی روکی۔واقعی ہی اس کی نیند نہیں پوری ہوئی تھی تبھی بار بار جمائی آرہی تھی۔۔۔

یہ کیا جاہلوں کی طرح منہ پھاڑ رہیں ہو جا کر منہ دھو کر آؤ'اور میں نے کتنی دفعہ منا کیا ہے گھر میں جوان بچی ہے یوں آدھی ننگی ٹانگیں نہ لے کر گھوما کروں تم لوگوں کو سمجھا نہیں آتی۔۔۔تراب کی ہاف شورٹس سے جھلکتی ٹانگوں کو دیکھتے سکندر ماموں نے سخت گھوری سے نوازتے ہوئے کہا۔۔

بابا میں کہاں پھینتا ہوں وہ تو رات دیر ہونے کے باعث جو مل گیا وہ پہن لیا ۔۔۔کان کی لو کھجاتے تراب نے خفت سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہا۔۔

چلو اٹھو پہلے جا کر اپنا حلیہ درست کرو پھر بارارت کی تیاریوں کو دیکھو بارہ بج چکے ہیں تین بجے تک ہم نے نکلنا ہے بارات لے کر۔۔۔پھر سے اپنا اخبار کھولتے انھوں نے اسے حکم سنایا تو وہ سر ہلاتا واپس سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

داعی یار دیکھ قیمض شلوار کے ساتھ یہ والے جوتے پہنو یا یہ والے ؟؟؟۔۔۔دو الگ الگ قسم کے جوتوں کی جوڑی ہاتھ میں پکڑے حیدر نے صوفے پہ آنکھیں موند کر لیٹے داؤد سے مشورہ مانگا۔۔۔

ان فورچنیٹلی یور کزن از سفرینگ اون برین ٹیومر!!!۔۔۔آنکھیں بند کر کے لیٹے داؤد کے دماغ میں صرف یہ ایک ہی جملہ کل سے گردش کیے جا رہا تھا جبکہ آنکھوں کے پردے پہ اس کا موہنا سا چہرہ جو سفید گلاب کی مانند ہر وقت مہکا کرتا تھا۔۔۔

داعی ی ی""۔۔۔اسے سنتا نہ دیکھ حیدر نے اس بار اس کا کندھ جھنجھوڑا تو وہ ہڑبڑاتے ہوئے اٹھ کر بیٹھا۔۔

کونسی قیامت آگئی ہے جو تو مجھے یوں ہارٹ اٹیک دینے پہ تلا ہے۔۔۔وہ اپنی سوچوں میں غرق تھا ایسے میں حیدر کے یوں جھنجھوڑنے پہ حقیقت میں اس کا ہارٹ فیل ہوتے ہوتے بچا تھا۔۔۔

قیامت نہیں آئی البتہ تیرا بھائی ایسی تیاری کر کے جانا چاہتا ہے کہ جہاں جائے قیامت برپا ہو جائے۔۔ فخریہ کالر چھڑائے مقابل نے غرور سے کہا۔۔۔

پھر تو جہنم میں چلا جاو وہاں دوزخی جب تجھے آزاد دیکھے گے تو ان کے ارمانوں پہ خود بہ خود ہی قیامت برپا ہو جائے گئی۔۔۔ اس کی سستی ہیرو گری کو دیکھتے داؤد دانت کچکچاتے ہوئے کہتا واپس سے صوفے پہ دارز ہوا۔۔۔

جہنم میں جانے کی ضرورت نہیں ہے تیرے جلتے دل کو دیکھ کر ہی پتہ چل رہا ہے۔۔۔ مقابل نے بھی طنزیہ مسکراتے بدلہ لیا تو داؤد پاؤں میں چپل اڑاستا ہوا صوفے سے اٹھتا باہر کی طرف بڑھا گویا اس سے مغزماری کرنا فضول ہے۔۔۔

کہاں جا رہا ہے جہنم میں ؟؟۔۔۔ اسے یوں چڑ کر جاتا دیکھ حیدر نے پھر چھیڑا۔۔۔

ہاں تیرے لیے دوزخ کے دروگاں کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے !!۔۔۔ بغیر مڑے اس نے بھی حساب چکتا کیا۔۔

تو دوسری کا اپنے لیے لے مانگ لینا!!!!۔۔۔ حیدر کوئی کم تھا جو چپ ہو جاتا

۔۔۔

نہیں میرا منہ جہنمیوں جیسا ہر گز نہیں ہے وہاں تو ہی سوٹ کرے گا۔۔وہ جاتے جاتے بھی بولنے سے باز نہیں آیا تھا۔۔۔

بڑا آیا" جنتی کی شکل تو دیکھ لوں لعنت برس رہی ہے۔۔۔اسے جاتا دیکھ حیدر پیچھے سے خلستا ہوا بڑبڑایا۔۔۔

نائٹ ڈریس میں ملبوس وہ ٹیپ کھولے پانی کو چولو میں بھرتی بار بار اپنے منہ پہ مار رہی تھی مگر سر کا بوجھل پن ختم نہیں ہو کے دے رہا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے دماغ خالی ہو چکا ہو ہر احساس سے وہ تقریبا پندرہ منٹ سے یہاں کھڑی منہ دھو رہی تھی۔۔۔

روحی!!!!۔۔۔وہ گیلے منہ کو تولیہ سے صاف کر رہی تھی جب باہر سے داؤد کی آواز آئی شاید وہ اس کے کمرے میں موجود تھا تبھی گیلے ٹاول کو اسٹینڈ پہ واپس لٹکاتی وہ واش روم کا گیٹ کھولتی باہر نکلی۔۔۔

کیا کر رہی تھی ؟؟؟۔۔اسے باہر نکلتا دیکھ بیڈ پہ بیٹھے داؤد نے اس کے نم چہرے کو دیکھتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔

ملک کے مالی حالات پہ تبصرہ کر رہی تھی وزیر اعظم کے ساتھ بیٹھ کر !!۔۔۔ اس نے خاصہ چڑتے ہوئے کہا۔۔

واش روم میں ٹاک شو کب سے ہونے لگے ؟؟۔۔۔اس کے چڑ چڑے پن سے محظوظ ہوتے اس نے مقابل کو تپانا چاہا۔۔۔

شٹ اپ !!!!۔۔۔بیزار لہجے میں اسے شٹ اپ کال دیتی وہ جا کر صوفے پہ بیٹھی۔طبعیت پہلے ہی بیزار ہوئی ہوئی تھی اوپر سے وہ آگیا تھا اسے زچ کرنے کے لیے۔۔۔وہ کچھ دیر اسے یونہی جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا جو اپنے ہاتھ پاؤں پر لوشن لگاتی مسلسل منہ میں کچھ بڑبڑا رہی تھی جو کہ اس کی عادت تو بالکل نہیں تھی وہ کافی دیر اسے ابزرو کرتا رہا وہ جینج ہو رہی تھی،اسکا بیہوئیر اس کے اندر کا چڑچڑ پن یہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اپنی ذات سے بھی تنگ ہیں، شاید اس بیماری کے سیمٹمپز تھے جو کہ پریشان کن بات تھی۔۔

روحی!!!۔۔۔وہ کچھ دیر تو اسے دیکھتا رہا پھر کچھ سوچتے ہوئے اسے پکارتا بیڈ سے اٹھا تو وہ جو منہ ہی منہ میں بولتی اپنے اندر کی خلش نکال رہی تھی اس کے مخاطب کرنے پہ سر اٹھایا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

میں سوچ رہا تھا کہ ہمیں بڑوں کو بتا دینا چاہیے۔۔۔بیڈ سے اٹھ کر اس کے قریب صوفے پہ بیٹھتے داؤد نے اس کے بدلتے انداز کو دیکھتے کہا۔۔

کیا؟؟؟؟

تمہاری بیماری کے حوالے سے ہمیں!!۔۔۔اس کے سوالیہ انداز کو دیکھتے داؤد نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے بولنا چاہا مگر وہ بیچ میں سے اس کی بات درشتگی سے کاٹ گئی۔۔

ہرگز نہیں تم پاگل ہو!!!!۔۔۔ گرے آنکھوں کو پھیلائے اس نے یوں کہا جیسے اس نے ناجانے کتنی غلط بات کر دی ہو۔۔۔

میں پاگل نہیں تم پاگل ہو چکی ہوں کیوں نہیں بتانا چاہتی" جانتی بھی ہوں کتنی بڑی بات ہے۔۔داؤد کا اس کا اس طرح بات چھپانے کے پیچھے کی بات ہرگز سمجھ نہیں آرہی تھی کیونکر وہ اتنی بڑی سب سے چھپانا چاہتی ہتھی۔۔۔

آئی نو" اور ہم کچھ چھپانہ بھی نہیں چاہتے """بس آج کی یہ تقریب ہو جائے اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا تمہیں یہ گھر والوں کو مرحا یوسف کی وجہ سے مزید کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔۔۔بے لچک لہجے میں وہ بہت پر اسرار سی باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔

پر روحی برین ٹیومر کوئی بخار نہیں ہے جو تین دن بعد اتار جائے گا۔۔۔وہ ابھی بھی مطمئین نہیں ہوا تھا جیسے اس کی فضول سی منطق اس کے پلے نہ پڑی ہو۔۔۔ جانتی ہوں بخار نہیں ہے پر بخار کی طرح ہی تین دن میں اتار جائے گا تم لکھوا لوں۔۔۔زخمی مسکراہٹ لبوں پہ سجائے اس نے پر اسراریت بھرے لہجے میں کہا تو داؤد کو اس کی دماغی حالت پر شعبہ ہوا۔۔۔

وہ کیسے ؟؟؟

!!! ایک گزر چکا دن "ایک آج کا دن اور تیسرے دن یہ بخار اتر جائے گا پتہ نہیں کیا اول فول بک رہی ہوں مجھے تمہاری کچھ پلے نہیں پڑھ رہی مگر تم میری یہ بات اپنے پلے ضرور باندھ لوں کہ اگر کل تم نے سب کو یہ بات نہ بتائی تو میں خود سب کو بتا دونگا انڈر اسٹینڈ۔۔۔صوفے سے کھڑے ہوتے داؤد نے

انگلی اٹھائے اسے سخت وارننگ دی جس پر وہ سر اثبات میں ہلاتی مسکرانے لگی جیسے کہنا چاہ رہی ہوں بھلے بتا دینا جبکہ اس کی مسکراہٹ کو دیکھتا وہ خلستا ہوا باہر نکلا تو وہ تھکی ہوئی سانس خارج کرتی صوفے پہ ڈھ سی گئی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

!! ہم تو جی بھی نہیں سکے اک ساتھ۔۔ ہمیں تو اک ساتھ مرنا تھا

بڑی سی رینج اور آگے پیچھے گارڈز کی گاڑیوں کے حلقے میں دھول اڑاتی ہوئی کورٹ کی شاندار عمارت کے اندر داخل ہوئی جہاں لوگوں کا ایک جمِ غفیر موجود اس کی آمد کا منتظر تھا جن میں زیادہ تر نیوز رپوٹرز اور اخباری نمائندے تھے،اس کی گاڑی کو رکتا دیکھ تمام پولیس کے اہلکاروں نے اس کے گرد حلقہ بنایا حلانا کہ اس کے اپنے ٹرینڈ گارڈز اتنے تھے کہ انھیں ان کی ضرورت بھی نہیں تھی مگر

انھوں نے تو اپنی ڈیوٹی دیکھانی ہی تھی ان رپوٹرز کو جو دھڑ دھڑ تصویریں بنا رہیں تھے۔۔۔

چچچ """"ایم این اے تجھ جیسا کمینہ میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا!!

۔۔۔چاروں اطراف میں چیل جیسی نظر دوڑاتے اس نے سر نفی میں ہلاتے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا، وہاں ہر جگہ ایم این اے کے آدمی دیکھائی دے رہیں سیول ڈریس میں کچھ رپوٹرز کی آڑ میں تھے تو کچھ پولیس کی وردی میں گھسے گھس بیٹیے تھے مگر تھے سب ہی اس کے کتے یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

آج تجھے پتہ چلے گا سیاست ہوتی کیا چیز ہے۔۔۔ایک طائرانہ نگاہ شیشے کے پار نظر آتے منظر پہ مارتے وہ زیر لب بڑبڑایا اور بیک ڈور کھولتے وہ اک جاہ جلال سے باہر نکلا تو گارڈز فورا اس کی طرف بڑھتے اسے حلقے میں لینے لگے مگر اس نے ہاتھ اٹھائے انھیں اپنے اگے آنے سے روکا دیا' وہ کوئی بزدل نہیں تھا جو اپنی جان بچانے کی خاطر کسی معصوم کی بلی دیتا۔۔۔

پر سر ہمیں سختی سے آڈر ہے آپ کو پروٹیکٹ کرنے کے!!!۔۔۔سنئیر گارڈ نے فورا سے اگے آتا اپنے ماسٹر کی جانب سے ملے احکامات کو بتایا۔۔۔

اپنے ماسٹر کو کہہ دوں ان کا خون بزدل ہر گز نہیں ہے، اگر نصیب میں شہادت بھی ہوئی تو بہادری کی لوں گا نہ کہ تم لوگوں کی پیٹھ کے پیچھے چھپ کر۔۔۔

دانت پیچتے اس نے بلند آواز میں کہتے انھیں باوار کروایا جو اس وقت کال پہ موجود سب سن رہیں تھے۔۔۔

پر سر!!!۔۔۔اس نے احتجاجاً کچھ کہنا چاہا جب وہ ہاتھ کھڑا کرتا اسے بولنے سے روکتا خود اس مجمعے کی طرف بڑھا جہاں اس اپنی طرف آتا دیکھ سب ایکٹیو ہوئے وہ آتا ہوا الگ ہی اتنا شاندار رہا تھا کہ اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی سب اس کی پرسنیلٹی سے مرعوب ہو گیے تھے۔۔۔

تو ناظرین جیسا کے آپ اس وقت دیکھ رہیں ہے بیریسٹر صاحب کورٹ پہنچ چکے ہیں، ان کے متعلق بہت سی افواہیں اٹھ رہی تھی کہ آج وہ کورٹ نہیں آئے گے مگر ان سب افواہوں کو جھوٹ قرار دیتے وہ اس وقت کورٹ میں موجود ہیں"" آئیں ان سے آج کے کیس کے متعلق جانتے ہیں؟؟؟۔۔۔اک میل نیوز رپوٹر ہاتھ میں مائیک پکڑے کیمرے کے اگے کھڑا پیچھے کی جانب اشارہ کرتا برق رفتاری سے بول رہا تھا جہاں وہ گارڈز کی ہمراہی میں آتا نظر آرہا تھا۔۔۔

بیرسٹر صاحب آپ کیا کہنا چاہیں گے آج کے کیس کے متعلق؟؟؟ سر لوگوں کا کہنا تھا آج آپ شکست کے ڈر سے کورٹ نہیں آئے گا؟؟؟ آپ کو کیا لگتا ہے آج بہروز کمال کو سزا ہو گی یا ہمیشہ کی طرح گنہاگاروں کو باعذات بری کر دیا جائے گا؟؟؟ کیا آپ کو عدالت سے انصاف کی امید ہے کہ وہ اس بار مظلموں کا ساتھ دے گئی؟؟؟ کیا آج ایک بیٹی کو انصاف ملے گا؟؟۔۔۔اس کے آتے ہی رپوٹرز نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی مجمعے میں شور سا مچا ہوا تھا ہر کوئی اپنے چینل کا مائیک پکڑے اگے آنے کی کوشش میں کوشاں تھا مگر اس کے ساتھ آئے گارڈز نے ایک حد مقررہ کر دی تھی جس سے اگے وہ نہیں بڑھ سکتے۔۔۔ پہلے تو آپ لوگ ڈیسپلین کا خیال کرتے ایک دوسرے کو دھکے دینے سے باز آئے "اس طرح کی حرکتیں کرتے آپ لوگ کہی سے بھی پڑھے لکھے انسان نہیں لگ رہیں۔۔۔لوگوں میں ہوئی دھکم پیل کو دیکھتے اس نے اپنی سرد بھاری آواز میں ناگواریت سموئے تیز آواز میں کہا تو مجمعے میں مچی بھگدڑ تھمی اور بڑے بڑے چینیلز کے رپوٹرز احساسِ شرمندگی سے خجل سے ہو گیے۔۔۔

ویری گڈ "اب چلتے ہیں سوالوں کی طرف ایک ایک کر کے پوچھے ؟؟؟۔۔۔اپنی بات پہ مجمعے میں چھاتی خاموشی کو دیکھتے وہ دھیمہ سا مسکراتا بولا۔ وہ اس وقت کوئی ٹیچر لگ رہا تھا جو بد تمیز کلاس کو خاموش کروانے میں کامیاب ٹھہرا تھا۔۔۔

آپ آج کے کیس کے متعلق کیا کہنا چاہیے گے کیا آج مظلموں کو انصاف ملے گا ؟؟۔۔۔ایک نیوز رپوٹر نے ہمت کرتے سوال پوچھا اور مائیک فورا اس کے اگے کیا تو تمام کیمرز کے فوکس اس کے چہرے کی سمت ہوئے۔۔۔

انصاف دینے والی ذات صرف اس کی ہے کرسیوں پہ بیٹھے اشخاص کی کیا اوقات کے ان سے انصاف کی امید لگائی جائے "اور رہی بات آج کے کیس کی تو آپ لوگوں کو جلد نتائج کا پتہ چل جائے گا۔۔۔سیاہ آنکھوں پہ شیڈز لگائے اس نے کیمرہ کی طرف منہ کیے اپنی بھاری آواز میں کہا۔۔۔۔

سر کافی بڑے بڑے وکیلوں کا کہنا تھا کہ آپ آج اپنی شکست کے ڈر سے کوٹ نہیں آئیں گے ؟؟؟؟۔۔۔ایک اور رپوٹر نے اپنا پچھلا سوال دوسرے انداز میں دہرایا جسے اسے سنجیدگی سے سنا تھا۔۔۔۔

جیت اور ہار تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور بیشک وہ سچ کو عزت دینے والا ہیں!!۔۔۔
پرکشش سحر کن آواز پورے کورٹ میں گونج رہی تھی۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے سر بہروز کمال کو آج یہ کورٹ سزا دے پائے گا یہ ہمیشہ کی طرح گنہگاروں کو باعزت بری کر دیا جائے گا؟؟؟

میں جانتا ہوں گنہگاروں کو ہمیشہ جھوٹی دلیلوں اور ثبوتوں پہ چھوڑ دیا جاتا ہے یا ملک سے فرار کرا دیا جاتا ہے مگر آج کا دن تاریخ میں لکھا جائے گا انشاءاللہ۔۔۔ پراعتماد لہجے میں وہ غرور سے بولا۔۔۔

سر آپ کو امید ہے کہ اس بار عدالت مظلموں کا ساتھ دے گئ؟؟؟

ان دنیاوی عدالتوں سے امید تو نہیں ہے انصاف کی مگر شاید آج کرسی پہ بیٹھا جج حضرت عمر بن خطاب کے نقشِ قدم پہ چل کر عدل وانصاف کرے۔۔۔اس نے سنجیدگی سے کہتے بک چکے جج پر گہرا طنز مارتے کورٹ کی دائیں جانب بنی بلڈنگ کی بالکینی کی طرف دیکھا جہاں سیاہ کپڑوں میں ملبوس مسٹر بیسٹ اس پر نشانہ سیٹ کیے ہوئے تھا جسے دیکھ اس کے لبوں پہ پراسرار سی مسکراہٹ چمکی۔۔

کیا آج ایک بیٹی کو انصاف ملے گا؟؟ کیا عورتوں کی عزتیں محفوظ ہو گئی اس معاشرے میں؟؟؟۔۔۔یہ سوال کرنے والی ایک فی میل رپوٹر تھی۔۔۔

آپ مسلم ہیں؟؟؟۔۔۔اس نے شیڈز کے پیچھے چھپی سیاہ آنکھوں سے اس کا اوپر سے نیچے تلک جائزہ لیتے پوچھا۔وہ لڑکی چست پینٹ پہ ایک تنگ فیٹینگ والی شرٹ پہنے ہوئی تھی جس سے اس کے نشیب وافراز نمایاں ہو رہیں تھے، چھوٹے سے سکارف کو گلے میں ڈالے وہ بالوں کی اونچی پونی بنائے ہوئے اتنے غیر محرموں کے ساتھ بغیر کسی ڈوپٹے کے کھڑی تھی۔کیا یہ نیتجہ نکلتا ہے اعلی تعلیم یافتہ ہونا کہ "جو تعلیم آپ کے کپڑے اتار وادے ایسی تعلیم سے جاہلات بہتر ہے۔۔

جی بالکل!!۔۔اس کے سوال پہ مقابل نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا جیسے فخر ہوا اپنے مسلمان ہونے پر مگر ایسے مسلمان اسلام کو فقط شرمندہ کرواتے ہیں

۔۔۔

تو اسلام میں یہ ڈوپٹہ جسم اور سر کو ڈھانپنے کے لیے دیا گیا ہے نہ کہ بھیڑ بکریوں کی طرح گلے میں پٹا ڈالنے کو۔۔۔ جبڑے بھینچے اس نے ٹکا کر اس کی بے عزتی کی تھی۔اسے سخت نفرت تھی ایسا حلیہ بنا کر گھومنے والیوں سے۔۔۔

۔ایکسوزمی !!۔۔۔ شرمندگی اور غصے سے سرخ ہوتے اس کے چہرے کو دیکھتے وہ اسکیوز کرتا آگے بڑھا تو رپورٹرز مزید سوالات کی خاطر اس کے پیچھے لپکے مگر اس کے گارڈز فوراً آگے ہوتے انھیں پیچھے دھکیلنے لگے۔۔

سرررر"" پلیز ون مور کوئیسچن !!!۔۔۔ پیچھے سے ایک رپورٹر نے تھوڑا اوپر ہوتے ان دیوہیکل گارڈز کے سینے سے منہ نکلتے کہا مگر وہ ان سنا کرتا اپنے گارڈز کی ہمراہی میں آگے کو بڑھ رہا تھا۔۔

سر نے منع کر دیا ہے نہ سمجھ نہیں آ رہا؟؟۔۔۔ دیوہیکل گارڈ کی دھاڑ پہ وہ چھوٹے دل کا مالک رپورٹر سہمتا فوراً پیچھے ہوا تو مجمعے کو روکے گارڈز بھی فوراً اس کی تقلید میں پیچھے بڑھے، کورٹ کے وسیع ایریا اس وقت نیوز والوں کی گاڑیوں اور پولیس کی موبائلوں سے گھیرا ہوا تھا، پولیس کی ایک کثیر تعداد موجود تھی کہ اگر معمالات بگڑ گیے تو وہ سنمبھال سکے۔۔۔

وہ کورٹ کی اندرونی عمارت کے اندر جاتی سڑھیاں چڑھ رہا تھا اس کے پیچھے اس کے گارڈز اور پولیس اہلکار بھی اوپر سے ملے آڈرز کے باعث اس کی سیکورٹی کی خاطر اس کے پیچھے چل رہیں تھے، ابھی تین سڑھیاں باقی تھی جب اچانک بہت اچانک بجلی کی تیزی سے اڑتی ہوئی گولی آتی اس کے بازو میں دھنسی تو وہ لبوں کو بھینچتا فوراً اپنے دوسرے ہاتھ کو زخم پہ رکھتا ادھر اودھر دیکھنے لگا۔ جبکہ گولی چلنے کی آواز سنتے مجمعے میں ایک بھگدڑ سی مچی سب اپنی جان بچانے کو بھاگ رہیں تھے جبکہ اس کے گارڈز فوراً الرٹ ہوتے اس کا گھیراؤ کرنے لگے تھے وہ سختی سے زخم کو دبائے خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا جب ایک اور گولی بجلی کی تیزی سے آتی اس کے سینہ میں پیوست ہوئی تو وہ درد سے آنکھیں میچتے سینے پہ ہاتھ رکھتا لڑکھڑایا تو گھبرائے گارڈ نے فوراً اسے تھاما، پورے کورٹ میں قیامت کے ٹرینڈ گارڈز اسے پروٹیکٹ کرنے میں ناکام ٹھہرے کا سماں بندھ گیا تھا اس تھے "درد سے میچی بند آنکھوں کے پردے پہ ایک نورانی سی شبہیہ لہرائی جسے دیکھ وہ زخمی سا مسکراتا وہی سڑھیوں پہ بے جان سا ہوتا گرا۔ نہ جانے وہ گولیاں

مسٹر بیسٹ نے چلائی تھی یہ کسی اور نے مگر گولیاں ماری بائیں طرف سے گئی تھی شاید وہ شاطر اور چالاک انسان واقعی ہی آج کسی سازش کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔

کتنا آسان تھا تیرے ہجر میں مرنا جاناں پھر بھی اک عمر لگی جان سے جاتے جاتے !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم نیند کے زیادہ شوقین تو نہیں فراز۔۔ کچھ خواب نہ دیکھیے تو گزرا نہیں ہوتا !

آغا ہاؤس میں اس وقت سب افراد تیاریوں میں مصروف تھے چونکہ بارارت اسلام آباد لے کر جانی تھی وہاں پہنچتے پہنچتے تقریبا پانچ گھنٹے لگنے تھے تبھی تین ساڑھے تین بجے تک ان لوگوں کو ہر حال میں بارارت لے کر نکلنا تھا کیونکہ آغا ماموں نے کہہ دیا تھا کہ جو وقت پہ تیار نہیں ہو گا اسے چھوڑ کر چلے جائے گے تبھی ہر کوئی اپنی اپنی تیاریوں میں ادھر سے ادھر بھاگتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔

میری کھانا ریڈی ہو گیا تو جلدی سے ٹیبل لگاؤ ایک بج چکا ہے۔۔۔ کیچن میں آتی مہتاب مامی نے اسٹوک کے پاس کھڑی میری کو دیکھتے کہا جو ہیلپر کے ساتھ لگی جلدی جلدی کام سمیٹنے میں لگی تھی۔۔۔

یس میم کھانا ریڈی ہے اپ دو منٹ دیجئیے میں ابھی ٹیبل سیٹ کرواتی ہوں" ۔۔۔ ہلکا سامڑتے میری نے پروفیشنل انداز میں کہا۔۔

اوکے جلدی کرو"" ۔۔۔ سر ہلاتی اس سے پہلے وہ کیچن سے نکلتی حارث کو کیچن میں داخل ہوتا دیکھ مسکراتی ہوئی اس سے گویا ہوئی۔۔۔

بیٹا آپ یہاں کچھ چاہیے تھا؟؟؟

نہیں آنٹی کچھ چاہیے نہیں تھا بس یہ پوچھنا تھا کہ بھیا کہاں ہے دیکھائی نہیں دے رہیں انھوں نے تیار بھی ہونا ہے! ۔۔۔ حارث نے ٹراوزر کی جیب میں ہاتھ اڑاستے آغا فارز کی غیر موجودگی کا پوچھا۔۔۔

بیٹا آغا کی ایک فورن ڈیلیکیشنز آگئی تھی جس کی وجہ سے اسے ایمرجنسی میں جانا پڑھا ابھی کچھ دیر میں آجاتے ہیں تب تک آپ لوگوں اپنی تیاری مکمل کر لوں وقت نہیں ہے ہمارے پاس!! ۔۔۔ مہتاب مامی لہجے کو شیریں کرتی مسکراتے

ہوئے بولی تو وہ سر کو خم کرتا کیچن سے باہر نکلا تو وہ بھی میری کو جلدی کرنے کا کہتی باہر نکلی ارادہ اپنے کمرے میں جانے کا تھا۔۔۔

نفاست سے سیٹ کمرے میں اس وقت طوفانِ بد تمیزی مچی ہوئی تھی، زمین پہ جوتے بکھرے ہوئے تھے، بیڈ کی بلینکٹ نیچے گری پڑی تھی، فروٹس کے چھلکے اور جنگ فوڈز کے خالی ڈبوں اور ریپرز سے پورا میز بھرا پڑا تھا، فلور کرپیٹ پہ پوپ کارن بھی بکھرے ہوئے تھے، اور اتنے گند ہونے کے باوجود وہ آرام سے صوفے پہ نیم دار زنیٹ فیلیکس پہ مووی دیکھ رہا تھا۔

معتصم تجھے بالکل شرم نہیں آتی ؟۔۔ وہ واش روم سے ہاتھ منہ دھو کر نکلا تو کمرے کی حالت کو ویسا ہی پایا جیسا وہ چھوڑ کر گیا تھا حلانکہ وہ اس الکسی کے مارے کو بول کر گیا تھا کہ صفائی کر لے مگر کمرے کو یوں ہی بکھرا پایا تو ضبط سے جبڑوں کو بھینچتے ہوئے بولا۔۔۔

آتی ہیں بہت آتی جب کوئی رومینٹک سین آتا ہے !!۔۔۔ اسکرین پہ چلتے ایک انگلش مووی کے رومینٹک سین کو دیکھتے اس نے سینے پہ پڑے کشن کو دونوں ہاتھوں سے بھینچتے ہوئے کہا۔۔

تجھ جیسے بغیرت کو بھی شرم آتی ہے یہ نئی بات سننے کو ملی ہے۔۔۔اگے بڑھتے فواد نے ایل ای ڈی کا پلگ سوئچ سے نکالتے ہوئے مزاحیہ خیز لہجے میں کہا۔۔۔

کیا ہے سین تو پورا دیکھنے دیتے !!۔۔۔اپنی فلم خراب ہوتی دیکھ معتصم اٹھ کر بیٹھتا جھنجھلاتے ہوئے بولا۔۔

اگر ایسے سین دیکھنے ہے تو شادی کر لے !!۔۔۔پر سکون انداز میں فلور پہ الٹے سیدھے گرے جوتوں کو اٹھاتے وہ شوز ریک میں رکھتا ہوا بولا تو معتصم نے منہ بناتے کشن زمین پہ پھیکا۔۔۔

تیرے باپ کے پیسوں سے نہیں آیا بھیا کو پتہ چل گیا نہ پیسوں کی بھرپائی کروالے گے۔۔۔اس کے زمین پہ کشن پھیکنے والے انداز کو دیکھتے فواد نے اسے وران کیا اور کشن اٹھا کر بیڈ پہ پھینکا۔۔۔

مجھ سے بھی پیسے لے گے بھیا؟؟۔۔۔مقابل نے منہ بناتے غرور سے کہا۔۔۔

ان کا اٹلین واس توڑا تھا میں نے چار ماہ سے میری پوکٹ منی سے اس کے پیسے کاٹ رہیں ہے اور نا جانے کتنے ماہ تک کاٹتے رہے گے۔۔۔اور مقابل نے فورا اس کا غرور پاش پاش کیا تو معتصم کا منہ مارے حیرت کے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔

سوری بھائی میں تو غریب آدمی ہوں !!۔۔۔ فوراً صوفے سے اٹھتے اس نے بیڈ پہ پڑے کشن کو اٹھا کر اسے ہاتھ سے جھاڑتے سینے سے لگایا۔۔۔

سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوا تھا اور کہتا ہے غریب آدمی ہوں !۔۔۔ معتصم کی بات پہ طنزیہ ہنستے اب وہ میز پہ پڑے میس کو اٹھا کر ڈسٹبین میں ڈال رہا تھا۔۔

او بھئی دنیا کو دیکھانے کے لیے وہ سونے کا چمچہ میرے ماں باپ نے میرے منہ میں ڈالا تھا اور تصویر کھچوانے کے بعد وہی چمچہ پیتل والے کو بیچ دیا تھا کیونکہ وہ تھا ہی پیتل کا جس پہ سونے کا گمان کر کے تم لوگ مجھے اربوں کا وراث سمجھتے ہوں حلانکہ جیسے میرے مالی حالات ہے ایسے تو لاوراثوں کے بھی نہیں ہوتے۔۔۔ اور پھر وہ شاہوں کی کرڑوڑوں کی جائیداد کا وراث یوں اپنی غربت کو جسٹیفائے کرنے لگا جیسے اس دنیا میں اس سے بڑا بھکاری ہی نہ ہو کوئی۔۔۔۔

ناشکرے انسان تو سدا یوں ہی روتا رہے گا، صیح کرتے ہیں خالو تیرے ساتھ کے گن گن کے دیتے ہیں ورنہ جتنا تو بڑا کمینہ ہے نہ دو دن میں انھیں سڑک پہ لے آئے گا۔۔۔ اندر آتے حارث نے جب اس کا رونا سنا تو پانچوں انگلیاں کھول کر

اس کے چہرے کی طرف ہاتھ رکھتے غصے سے بولا مطلب حد تھی ناشکری کی

۔۔۔

تو چھوڑ اس فرانگی فقیر کو تو بتا بھیا کہاں ہے کچھ دیر میں ہیر اسٹائلش آنے والا ہے ؟؟۔۔۔ معتصم پہ دو حرف بھیجتے وہ حارث سے سوالیہ ہوا۔۔

یار آنٹی بتا رہی تھی کہ ان کی کوئی فورن میٹینگ آگئی تھی تبھی آفس گیے ہے کچھ دیر میں آجائے گے تب تک ہم اپنی تیاری کر لے۔۔۔ حارث نے مہتاب کا پڑھایا سبق دہرایا۔ جبکہ ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ معتصم نے اٹھتے ایل ای ڈی کا پلگ واپس سوئچ میں لگاتے اسے اون کیا۔۔۔

چل پھر تب تک تو فریش ہو جا پھر اینڈ ٹائم پہ آس میں لڑتے پھیرو گے !!۔۔۔ بیڈ کی چادر میں پڑے کریز نکالتا فواد حارث سے گویا ہوا۔۔۔

درید کب تک آئے گا؟؟۔۔۔ الماری کی طرف بڑھتے حارث نے پوچھا۔ وہ دونوں تو رات فنکشن کے بعد یہ ہی رو کے تھے مگر درید نوال کی وجہ سے چلا گیا تھا۔۔۔

کچھ دیر تک آرہا ہے" تیار یہی ہوگا۔۔۔بیڈ کروان کے ساتھ تکیے سیٹ کرتے فواد نے سر سری سا بتایا جس پہ وہ سر ہلاتا الماری سے فواد کا ہی ٹروازر شرٹ لیے واش روم میں گھسا تو وہ تکیے رکھتا سیدھا ہوا تھا نظر پھر اس ہڈ حرام پہ پڑی جو پھر مووی لگا کہ صوفے پہ مرا پڑا تھا۔۔۔

معتصم تو باز نہیں آئے گا؟؟؟۔۔۔کڑے تیور لیے فواد کمر پہ ہاتھ ٹکائے اسے گھورتے ہوئے بولا تو وہ غصے سے جھنجھلاتا ہوا اٹھا اور ایل ای ڈی بند کرتے ریموٹ میز پہ پٹکا تو فواد نے پھر اسے سرد نگاہوں سے گھورا۔۔۔

اور کیا کروں میں "مجھے کام بتاؤ میں کس کو کھاؤں!!۔۔۔فواد کے گھورنے پہ وہ خفگی سے گود میں کشن رکھتا بولا۔۔

کھانے کو چھوڑ جا کر میری کے ساتھ کیچن ہی سمیٹا وادے ویسے بھی یہاں ویلا ہی بیٹھا ہے"۔۔۔بلینکٹ کی تہے بناتے اس نے اسے مشورہ دیا جس پر وہ اسے آنکھیں چھوٹی کیے گھورنے لگا۔۔۔

یہ اچھا ہے چل کچھ دیر کا شغل ہی سہی۔۔۔پھر بات اس کے ذہن میں فیٹ ہوئی تھی تو وہ اشتیاق بھرے لہجے میں بولتا کشن صوفے پہ پھینکتا کھڑا ہوا تو فواد

نے سکھ کا سانس لیے کہ چلو کچھ دیر کے لیے ہی سہی وہ آدم خور سر سے ٹلے گا تو سہی۔۔۔

اوئے وہ ہماری ہاؤس میڈ ہے وہ بھی سالوں پرانی اس لیے کسی بھی قسم کی فضول گوئی سے پرہیز کرنا کیونکہ بعد میں وہ شکایت لے کر بھیا کے پاس ہی جائے گی ۔۔۔اسے دروازے کی سمت بڑھتا دیکھ فواد نے بلینکٹ پیروں والی سائیڈ پہ رکھتے اسے وران کیا تو وہ کندھے اچکائیں باہر نکل گیا جیسے کہہ رہا ہوں کہ بھاڑ میں جا! جبکہ وہ سر تاسف میں ہلاتا اب ویکیوم کلئینر سے فلور صاف کر رہا تھا۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم نے ترک تعلق میں پہل کی کہ فراز۔۔۔وہ چاہتا تھا مگر حوصلہ نہ تھا اس کا۔

نوال میں کب سے تمہیں آوازیں دے رہا ہوں تمہیں سنائی کیوں نہیں دیتی ۔۔۔وہ تن فن کرتا اس کے کمرے میں آتا بولا مگر آگے کا منظر دیکھتے اس کا دماغ

گھوما اس کی پاگل بہن پوری الماری کے کپڑے بیڈ پہ پھیلائے انھیں یوں چھانٹ رہی تھی جیسے کسی ایل شاپ پہ سیل لگی ہوں۔۔

سن رہی تھی میں آپ کی آوازیں!!۔۔۔ کپڑوں کو اوپر نیچے کرتے اس نے مصروفیت سے بھرے انداز میں کہا۔۔

تو جواب کیوں نہیں دیا؟۔۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں غصہ لیے مقابل نے خود کو کھری سنانے سے روکا تھا۔۔۔

کیونکہ آپ کو جواب دینے سے بھی زیادہ ضروری ہے میرے کپڑوں کا ملنا جو کہ مجھے مل کے نہیں دے رہیں ہے۔۔۔ مقابل کے غصے کو آگ میں جھونکے لاپرواہ انداز میں بولتی آخر میں وہ روہنسا سی ہو گئی۔۔۔۔

اتنے تو پڑے ہے کچھ بھی پہن لو" اور یہ کمرے کا حال کیا بنا رکھا۔۔۔ زمین پر بکھرے کپڑوں سے بچ بچاتا وہ صوفے پہ بیٹھتا ہوا ناگواریت سے بولا۔۔۔

یہ سب!! تو میں پہلے پہن چکی ہوں دوبارہ تھوڑی پہنو گئی۔۔۔ درید کی بات پہ وہ بل کھاتی یوں بولی جیسے دوبارہ پہن لے گئی تو قیامت آجائے گی۔۔

جب پہننے نہیں ہیں تو رکھے کیوں ہے یہ ہی کسی غریب کو دو بیچارے کا بھلا ہو ۔۔۔اپنی بہن کی سائیکی پہ اسے ڈاوٹ ہوا تھا کہ اتنے کپڑوں کے ہونے کے باوجود اس کے پاس پہننے کو کپڑے نہیں تھے جبکہ وہ جانتا نہیں تھا یہ صرف نوال کی نہیں بلکہ ہر لڑکی کی سائیکی ہوتی ہے کہ الماری بھری ہونے کے باوجود کہی جانا پڑے تو میرے پاس تو کپڑے ہی نہیں کہہ کر گھر میں کلیش ڈالتی ہیں "آپ کی کیوٹ رائیٹر کو ملا کر !!

کیوں کسی کو دوں !!!۔۔۔اور درید کی بات پہ وہ فوراہاتھ کھول کر ان کپڑوں کے ڈھیر کو ہگ کیے محبت سے بولی تو درید کو واقعی ہی اس کی دماغی حالت پہ شک ہوا۔۔۔

نوال میں لیٹ ہو رہا ہوں میرے پاس ابھی تمہارے یہ چونچلے بازی دیکھنے کا ٹائم نہیں ہے" اگر تم نے چلنا ہے ساتھ تو بتاؤ۔۔۔اکھڑا الجھا لیے وہ صوفے سے اٹھتا دوٹوک بولا۔۔

پر میرے پاس کپڑے نہیں ہیں ؟؟؟۔۔۔اس نے پریشانی سے سر کھجاتے ہوئے کہا۔۔۔

تو مت جاؤ!!۔۔۔سرسری سا جواب۔۔۔

مجھے ساتھ نہ لے کر گیے تو حمزہ نے آپ کو اندر نہیں آنے دینا!!۔۔۔اپنے سگے بھائی کی بے مروتی کو دیکھتے اسے اپنا کیوٹ سا سعدی یوسف جیسا حمزہ یوسف یاد آیا تو فوراً اسے دھمکی لگائی۔۔۔

تمہاری سوچ ہیں چڑیل!!۔۔۔لاپرواہ انداز میں کندھے اچکاتے درید نے اس کی دھمکی ہوا میں اڑائی۔۔۔

دری بھیاااا!!!!۔۔۔اور پھر وہ بٹرینگ پہ اتری۔۔۔

شٹ اپ "تمہارے پاس صرف دس سکینڈ ہے تیار ہو کر نیچے پہنچو ورنہ میں پھر تمہارے کھڑوس والد کے کہنے پہ بھی نہیں روکوں گا سمجھی چڑیل۔۔۔کلائی میں پہنی گھڑی میں ٹائم دیکھتے وہ مقابل کو وران کرتا کمرے سے باہر کی طرف بڑھا تو وہ جلدی جلدی جوتی پہنتی اپنا بیگ اٹھائے اس کے پیچھے لپکی کیونکہ جانتی تھی کہ اگر دیر ہوئی تو وہ کھڑوس چھوڑ جائے گا اور اسے تو ابھی مارکیٹ سے ایک نیا جوڑا بھی لینا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

زمین تو کچھ بھی نہیں، آسماں تو کچھ بھی نہیں۔۔۔اگر گماں نہ ہو، درمیان میں تو کچھ بھی نہیں!

آفس کے روم میں اس وقت ایک اجیب سی مہک پھیلی ہوئی تھی جس نے فضا کو دھواں آلود بنا رکھا تھا مگر وہ پرسکون سے آنکھیں بند کیے رولنگ چیئر پہ بیٹھے ہوئے تھے جیسے انھیں کسی چیز سے فرق ہی نہ پڑتا ہو، اور واقعی ہی انھیں اس ماحول سے ذرا فرق نہیں پڑھ رہا تھا کیونکہ جیسی گھٹن زدہ فضا سے وہ نکل کر آئے تھے اس سے تو یہ لاکھ درجے بہتر تھی وہ گھر سے جھوٹ بول کر آفس آئے تھے تاکہ کچھ دیر خود کے ساتھ وقت گزر سکے اور پوچھے اپنے ضمیر سے کے وہ جو کرنے جارہیں ہے کیا وہ ٹھیک ہے، کیا اس کے بعد وہ ننھی لڑکی اپنی محبت سے پیچھے ہٹ جائے گی؟ کیا ان کے درمیان پھر پہلے جیسا رشتہ قائم ہو جائے گا۔

مگر کیا واقعی ہی وہ پیچھے ہٹ جائے گی کیا ان کا رشتہ پہلے جیسا ہو جائے گا؟ نہیں ہر گز نہیں کیونکہ وہ محبت کے سفر سے بہت اگے نکل گئی تھی جہاں سے وہ اب واپس مڑ نہیں سکتی تھی، اور کوئی بھی رشتہ ہو وہ تو بنتا ہی اعتماد، محبت اور عزت پہ ہے مگر اب ان کے رشتے کے درمیان نہ اعتماد رہا تھا نہ عزت اور محبت کیونکہ وہ تو اس ہی دن ختم ہو گئی تھی جس دن انھوں نے اسے بے حیا کہا تھا!!!
کیا سچ میں ان کی وہ چھوٹی سی گڑیا جسے وہ کھلاتے آئے تھے وہ بے حیا تھی؟؟ اگر اس نے اپنی پاک محبت کا اظہار کر ہی دیا تھا تو وہ بے حیا تو نہیں ہو گئی تھی "اور اگر عورت اپنی محبت کا اظہار کر کے بے حیا ہو جاتی ہے تو پھر اس حساب سے تو دنیا کے وہ تمام مرد بھی بے حیا ہیں جو اپنی جھوٹی محبت کے جال میں عورت کو پھنسا کر اسے رسوا کرتے ہیں """ پھر تو آغا فارذ بھی بے حیا تھے جنھوں نے اپنی عقیدت بھری محبت میں اس معصوم کو پھنسا کر رسوا کر دیا تھا !!!

نہیں!!! نہیں میں بے حیا نہیں ہوں!!! میں نے کسی کو رسوا نہیں کیا!!!

۔۔۔اور پھر ضمیر کی عدالت میں انھوں نے خود کو کٹھرے میں کھڑا پایا تو وہ فورا اپنے دفاع میں چیخ پڑے بالکل اس ہی طرح جیسے وہ چیخی تھی۔۔۔

تم بے حیااور جھوٹے ہوں آغا فارذ کیوں اسے اتنی محبتوں سے نوازا کے وہ ان ہی راستوں کی مسافر بن گئ اور اگر محبت دی ہی تھی تو اس پر ثابت قدم کیوں نہ رہیں۔۔۔ان کے چلانے پہ ضمیر نے پھر انھیں آئینہ دیکھایا۔۔۔

میں مجبور ہوں !! گھر کا ہر بڑا بچہ اِن ان دیکھی زنجیروں میں قید ہوتا ہے جو بچپن سے ہی اسے پیروں میں پہنادی جاتی ہے تاکہ وہ کبھی اپنی منزل اور گھر والوں کی ذمہ داری سے بھٹک نہ جائے "میں بھی مجبور ہوں چاہ کر بھی اپنے حق میں آواز نہیں اٹھا سکتا کہ آگر اٹھائی تو ماں کا وہ غرور جو انھیں اپنے فرمانبردار بیٹے پہ ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔منہ پہ ہاتھ پھیرتے انھوں نے منہ پہ آئے پسینے کو صاف کرتے بے بسی سے کہا تو ضمیر طنزیہ مسکرایا۔۔۔

!!! ہر کوئی یہ ہی کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں

میں ہر کوئی نہیں ہوں میں آغا فارذ ہوں "اور جو میں کہتا ہوں وہ سچ ہوتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ نادان اس نکاح کے بعد پیچھے ہٹ جائے گی تو مطلب ہٹ جائے گی۔۔۔اسے خود پر یوں طنزیہ مسکراتا دیکھ وہ چیختے ہوئے لہجے میں بولے

۔۔۔

وہ اب پیچھے نہیں ہٹے گئ البتہ تمہارے راستے سے ضرور ہٹ جائے گئ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ان کی آنکھوں میں ڈالے وہ غیض وغضب سے بولتا پل میں غائب ہوا تو وہ بھی ہڑ بڑاتے ہوئے اٹھے اور کھوئی کھوئی نگاہیں کمرے کے چاروں طرف دوڑانے لگے مگر وہاں نہ کوئی عدالت سجی تھی اور نہ وہ کٹھرے میں مجرموں کی طرح کھڑے تھے وہ تو اپنے آفس میں موجود تھے مگر کندھے تو ابھی بھی مجرموں کی طرح ہی جھکے تھے جیسے نا جانے کتنے گنہاہوں کا بوجھ ہو ان کاندھوں پر !!!

ٹشو سے ماتھے پہ آئے پسینے کو صاف کرتے کی نظر جب ٹائم پہ پڑی تو دل اجیب سا ہوا، دل چاہا بھاگ جائے یہاں سے اس گھٹن بھری فضا سے کہی دور چھپ جائے' مگر اب چاہ کر بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے تھا تبھی تھکے تھکے انداز میں وہ کرسی سے اٹھے واپس گھر جانے کے لیے جہاں خوشیاں ان کی منتظر تھی !! کیا واقعی ہی دوسروں کے غموں پہ خوشیاں رچانے والوں کو حقیقت میں خوشیاں راس آتی ہیں !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! سنگ دل ہے وہ تو کیوں اس کا گلہ میں نے کیا
جب کہ خود پتھر کو بُت، اور بُت کو خدا میں نے کیا

کیسے نامانوس لفظوں کی کہانی تھا وہ شخص
اس کو کتنی مشکلوں سے ترجمہ میں نے کیا
وہ میری پہلی محبت، وہ میری پہلی شکست پھر
تو پیمانِ وفا سو مرتبہ میں نے کیا
ہوں سزاوار سزا کیوں جب مقدر میں میرے
جو بھی اس جانِ جہاں نے لکھ دیا میں نے کیا
وہ ٹھہرتا کیا کہ گزرا تک نہیں جس کے لیے
! گھر تو گھر ہر راستہ آراستہ میں نے کیا

سہر دوپہر میں مبین منزل کا وہ سرسبز باغیچہ جھلس رہا تھا آج گرمی باقی دنوں کے برعکس شدید ہو رہی تھی جیسے سورج کو بھی پتہ ہو کہ عورتوں نے میک اپ کر کے بارات لے کر جانی ہے تبھی زیادہ دھوپ برسا رہا تھا کہ پہنچتے پہنچتے سارا میک اپ چوکلیٹ کی طرح پگھل جائے، تین بج چکے تھے دولہے کی گاڑی کے ساتھ باقی سبھی گاڑیاں بھی سج کر پہنچ چکی تھی تیاریاں تقریباً ہی مکمل ہو گئی تھیں ،مرد حضرات بھی سبھی تیار ہو چکے تھے بس لیڈیز کے نکلنے کا ویٹ کر رہیں تھے

ماشاءاللہ میرا بیٹا کتنا حسین لگ رہا ہے۔۔۔ وہ حارث کے اگے ہاتھ کیے کف لنکس لگوا رہیں تھے جب سرخ اور سنہرے رنگ کے امتزاج کا سوٹ پہنے سوفٹ سا میک اپ کیے مہتاب مامی نے اندر داخل ہوتے کہا تو بدلے میں وہ بس دھیمہ سا مسکرائے۔۔۔

اللہ میرے بیٹے کو نظرِ بد سے بچائے۔۔۔ ہاتھ میں پکڑے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ وہ آغا فارذ کے سر پہ سے وارتی ہوئی بولی اور ساتھ اپنی آنکھ سے کاجل لیتے ان کے کان کے پیچھے لگایا۔۔۔

ڈیٹس نوٹ فئیر آنٹی ہم بھی تو تیار ہوئے تعریف صرف بھیا کی کیوں ؟؟۔۔۔

حارث ان ماں کے بیٹے کے پیار کو دیکھتا روندو بچوں کی طرح ہاتھ جھلاتا ہوا بولا تو وہ مسکراتی ہوئی اگے بڑھتی ان سب کے سروں سے بھی پیسے وار گئی۔۔۔

ماشاءاللہ میرے سارے بیٹے بہت پیارے لگ رہیں ہیں۔۔۔ان چاروں کو بوسکی کلر کے سوٹوں پہ ہم رنگ ویسٹ کوٹ پہنے دیکھ وہ دور سے ہی ان چاروں کی بلائیاں لیتی بولی۔انھوں نے آغا فارز کی شیروانی کے ساتھ میچینگ کی تھی ۔۔۔

یہ لے آنٹی !!۔۔۔درید نے اگے ہوتے موتیوں کی خوبصورت مالا ان کی طرف بڑھاتے کہا جو انھوں نے مسکراتے ہوئے پکڑی تو آغا فارز تھوڑے سے نیچے کو جھکے تو مہتاب مامی نے ان کے گلے میں وہ مالا سجائی۔۔۔

آغا میری جان آپ خوش ہو نہ۔۔۔آج کے دن بھی ان کے چہرے پہ چھائی سنجیدگی کو دیکھتے نا جانے کیوں ان کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا تبھی ان چاروں کو ادھر اودھر ہوتا دیکھ انھوں نے مالا کی لڑیوں کو صیح کرتے دھیمے سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

میں خوش ہوں کیونکہ میری ماں خوش ہے اور ان کی خوشی سے بڑھ کر میرے لیے کچھ بھی نہیں۔۔۔ان کے چہرے پہ چھائی فکر مندی کو وہ صاف دیکھ سکتے تھے تبھی ان کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے آغا فارز نے مسکراتے لہجے میں کہتے ان کی پیشانی پہ لب رکھے تو باہر کھڑا وجود سناٹوں کی زد میں آیا۔۔۔

اللہ میرے بیٹے کو ہزاروں خوشیاں دیکھنا نصیب کرے"""فواد کُلاد و بھائی کا ۔۔۔ان کے چہرے پہ چمکتی مسکراہٹ کو دیکھتے وہ اندر تک مطمئین ہو گئی تھی تبھی شیشے کے اگے کھڑے فواد کو ان کُلا لانے کو کہا۔۔۔

یہ لے ماما"۔۔۔فواد نے فوراً بیڈ پہ رکھے ان کے بڑے تاج والے کُلے کو مہتاب مامی کی طرف بڑھاتے کہا تو وہ اس بار سر کو نیچے جھکا گیے جس پر انھوں نے کُلے کو سجاتے ان کی صبیحہ پیشانی چومی۔۔۔

چلو لڑکوں جلدی کمرے سے باہر نکلو پہلے ہی لیٹ ہو چکے ہیں۔۔آغا فارز کے بازو میں ہاتھ ڈالے انھوں نے ان چاروں کی سمت دیکھتے کہا جو ایک ہی پرفیوم کا اسپرے کر رہیں تھے جیسے دوسرے اسپرے ختم ہوں چکے ہوں۔۔۔

ڈونٹ وری آنٹی ہم بس آ رہیں ہے۔۔۔ معتصم نے سوکس پہنتے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی انھیں ساتھ لیے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

واؤ آنٹی آپ کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ لاونج کے صوفے پہ بیٹھی سبین مامی کو دیکھتے نوال نے لبوں پہ ہاتھ رکھتے ستائشی انداز میں کہا تو پاس سے گزرتا حمزہ اس کی حرکت پہ مسکرایا۔۔۔

آپ بھی تو کتنی پیاری لگ رہی ہوں بیٹے۔۔۔ نوال کی تیاری کو بھی دیکھتے سبین مامی نے نرمی سے اس کا گال کھینچتے کہا تو وہ اپنی تعریف پہ بلش ہوئی۔۔۔

نہیں مامی آپ کی یہ بہو تو آج چڑیل لگ رہی ہے وہ بھی بچے کھانے والی خونخوار ۔۔۔ دروازے کی طرف جاتے حمزہ نے اسے چھیڑنے کی خاطر کہا تو وہ فورا تلملائی۔۔۔

خود کیا لگ رہیں ہے جنگلی بلے۔۔۔وہ بھی بغیر سبین مامی کا لحاظ کیے دو بدو بولی تو انھوں نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

ہنہمم "ہینڈ سم بلا۔۔ سر نفی میں ہلاتے حمزہ نے اس کے جملے کی کاریکشن کروائی۔وہ بھی ان چاروں کی جیسی ڈریسنگ کیے ہوئے تھا بلکہ ان سب کی مہندی کی طرح آج بھی ڈریسنگ سیم تھی۔۔۔۔

نہ حمزہ اتنی تو سوہنی لگ رہی ہے۔۔۔اسے غصے سے سرخ ہوتا دیکھ سبین مامی پیار سے اس کا چہرہ نہارتی بولی تو وہ بدلے میں خفا سی ان کے سینے سے لگی جبکہ وہ ہنستا ہوا باہر لان کی طرف بڑھا۔۔وہ موبائل میں ٹائپینگ کرتا اگے بڑھ رہا تھا جب اچانک اس سے کوئی نازک سا وجود آتا اس سے ٹکرایا تو حمزہ نے نا سمجھی بھری نگاہیں اٹھائے سامنے دیکھا مگر اپنے سامنے کھڑی بدحواس سی مرحا کو دیکھتے وہ چوکنا ہوا۔۔۔

روحی بچے آپ یہاں کیا کر رہی ہوں؟؟اور تیار کیوں نہیں ہوئی ابھی تک۔۔۔

اس کا پھولا سانس دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ کہی سے بھاگ کر آرہی تھی اور آنکھوں

میں چمکتی نمی بھی اسے بتلا رہی تھی کہ جو وہ سوچ رہا ہے وہی سچ ہے وہ پاگل لڑکی ضرور آخری بار انھیں اپنی محبت کا واسطہ دینے گئی تھی۔۔۔۔

وو"وہ ہم""""بب"بس جا ہی رہیں"""" تھے۔۔۔ ہتھیلی سے پیشانی پونچھتے اس نے اکھڑتی ہوئی سانسوں کے درمیان کہا تو حمزہ کو اپنی چھوٹی سی گڑیا کے حال پہ ترس آیا تبھی کچھ کہے وہ اگے ہوتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔

ہہ "ہم آغا""""آغا جج "جان سے تو"""" ملنے نہیں گیے تھے۔۔۔اس کے سینے سے سر اٹھائے وہ فورا اپنی صفائی دے گئی جس پر حمزہ کو اپنی بہن کی معصومیت پہ جی بھر کر پیار آیا اور اس کا اظہار کرتے وہ جھک کر اس کی پیشانی چوم گیا۔۔۔

ہاں میں جانتا ہوں اس لیے بتانے کی ضرورت نہیں!! چلو جاؤ شاباش جا کر تیار ہو بس آج کا دن میری بہن بہادری کا مظاہرہ مزید کر لو اس کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کبھی ان کی صورت بھی دیکھنے کو نہیں ملے گئی۔۔۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کو سمیٹتے حمزہ نے غمگیں سے لہجے میں کہا تو اس کا معصوم دل مزید رنجیدہ ہو گیا۔۔۔

بس آج کے دن کی ہی مزید آزمائش ہے پھر تو ختم ہو جائے گی!!!۔۔۔ حمزہ کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولتی اندر کی سمت بھاگتی چلی گئی شاید اپنے بھائی سے اپنے آنسو چھپا رہی تھی جبکہ وہ کتنی ہی دیر اس کی بات کے مطلب کو کھوجتا رہا۔۔۔

ابھی کچھ اور _ پڑھ لو مجھے

میں نے اگلے اورق _ میں مر جانا ہے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم حقیقت نہیں ہو،

حسرت ہو !!!

جو ملے خواب میں

وہ دولت ہو،

تم ہو خوشبو کے

خواب کی خوشبو،

اور اتنی بے مروت ہو!!!

کس لیے دیکھتی ہو آئینہ؟؟

تم تو خود سے بھی خوبصورت ہو!

کس طرح چھوڑ دوں تمہیں جاناں

تم میری زندگی کی عادت ہو،

ڈریسنگ اِسٹول پہ بیٹھی وہ مجسمہِ حسن شیشہ میں ابھرتے اپنے عکس پہ نظریں ٹیکائے بیٹھی تھی، سوگوار حسن لیے اس کی سمندر جیسی گہری گرے رنگ آنکھیں خود میں اٹھتی طوفانی لہرؤں پہ بند باندھے بغیر پلکوں کو جنبیش دئے یک ٹک سی اپنے عکس پہ ٹیکی تھی جیسے اگر پلک بھی جھپکی تو کب سے روکا گیا وہ طوفان ایک ذوردار جھٹکے سے تمام بندھوں کو توڑتا اپنے سامنے آنے والی ہر چیز کو تباہ و برباد کرتا چلا جائے گا۔ جو کہ وہ نہیں چاہتی تھی وہ تو بالکل چپ چاپ یہاں سے چلی جانا چاہتی بغیر کسی شور شرابہ کے تا کہ کوئی اسے محبتوں کا واسطہ دے روک نہ لے کیونکہ اب وہ یہاں رکنا نہیں چاہتی تھی چاہے کوئی روئے یا منتیں کرے،

کوئی واسطیں دے یا گڑ گڑائے اب کسی بات کا اس پہ کوئی اثر نہیں ہونے والا تھا ۔کیونکہ اب وہ بھی اس دنیا کی طرح پتھر دل بن چکی تھی """ مرحا یوسف سنگ دل بن۔چکی تھی۔۔۔۔

اس نے کبھی اپنی زندگی میں میک اپ نہیں کیا تھا مگر آج وہ کرنا چاہتی تھی کیونکہ آج بہت خاص دن تھا اس کے لیے بھی اور اس اس کے آغا جان کے لیے بھی اس لیے وہ چاہتی تھی کہ وہ دل سے تیار ہو تا کہ انھیں کسی بھی لمحہ یہ گماں نہ گزرے کہ ان کی جھوٹی محبت میں مرحا یوسف تباہ ہو گئی ہیں، ہاتھوں کو حرکت دئے اس نے ڈریسنگ پہ پڑا فاؤنڈیشن اٹھایا اور کم مقدار لیے اسے اپنے چہرے پہ بیوٹی بلینڈر سے بلینڈ کرنے لگی، صاف رنگت فاؤنڈیشن کی طے سے مزید صاف اور بے داغ نظر آنے لگی تھی، سرخ گالوں کو مزید سرخ کرنے کے لیے وہ اب برش سے بلاشن لگا رہی تھی، زخمی نازک لب جو کہ اس کے درد برداشت کرنے کے چکر میں دانتوں کے قہر کے تلے کچلے ہوئے تھے ان پر اپنے مزاج اور موڈ کے برخلاف جا کر وہ اناری رنگ کی لیپ اسٹک سے انھیں مزید سرخ کر رہی

یہ وہی ہے جو میک   تھی کہ ایک پل کو اسے کوئی دیکھتا تو ماننے سے انکار کر دیتا کہ اپ نامی چیزوں سے کوسوں دور پائی جاتی تھی۔۔۔

لبوں سے فارغ ہوئے وہ اب اپنے لمبے بال کھولتی انھیں برش سے سلجھانے لگی تھی، بیچ کی مانگ نکال کر وہ دونوں طرف فرنچ بریڈ بناتی انھیں نیچے سے یونہی کمر پہ آزاد چھوڑ گئی اور مانگ پہ ایک چھوٹا سبز نگینے والا مانگ ٹیکا سجاتی شیشہ میں اپنا خوبصورت عکس دیکھنے لگی۔۔۔

وائٹ پاؤں تک اتی سبز نگینوں سے جڑی فراک پہنے (اسے نفرت تھی اس سفید رنگ سے مگر آج ان کی نفرت میں وہ اپنی نفرت کو پسند میں بدل گئی تھی) سبز اور سفید رنگوں کے امتزاج لیے ڈوپٹہ کو کاندھے پہ پن کیے وہ آسماں سے اتری کوئی پری لگ رہی تھی، لمبے بال کو آزاد نہ چھوڑے، ہلکا پر دلکش میک اپ کیے گہرے آنکھوں میں کاجل کی لکیر ڈالے وہ سوگوار حسن کی ملکہ لگ رہی تھی، وہ مستقل اپنا عکس دیکھ رہی جو بظاہر کسی بھی قسم کی تکلیف اور غموں سے آزاد مکمل اور حسین ترین تھا مگر کوئی اس کے ظاہر سے نظریں ہٹائے اس کے بطن کو دیکھتا تو وہ اندر سے کانچ کے ان ٹکڑوں جیسا تھا جو دنیا کے کسی قسم کے گلو سے بھی اپنی

اصلی حالات میں لوٹ نہیں سکتا تھا۔ شیشہ جڑ بھی جائیں تو اس کی دڑاڑیں اسے یہ بات ہر پل یاد کرواتی ہے کہ تم کتنے بدصورت ہو کہ کوئی تمہارے ان داڑاڑ بھی پسند نہیں کرتا کیونکہ تم خود تو بدصورت ہو پر پڑے وجود میں اپنا چہرہ دیکھنا اپنے ساتھ سامنے والے کے چہرے کو بھی بدصورت بنا کر پیش کرتے ہوں۔ شیشہ کے ٹوٹے ٹکڑے کو چاہے کتنی بھی احتیاط سے اٹھالیا جائے مگر وہ اپنے ٹوٹنے کا غصے کسی اور کے اندر چبھ کر ضرور نکلتا ہے مگر اس کا درد ظاہر کیے بغیر اسے روز بہ روز اندر سے کاٹتا چلا جارہا تھا جس کا خون بھی نکلے تو ظاہر نہ ہو بلکہ اندر ہی اندر جمع ہو کر ایک دن کسی سمندر کی مانند بہے نکلے، مگر اس میں اور شیشہ میں اس بات کا فرق تھا کے وہ اپنے مقابل شخص کے سامنے اپنے وجود کے اندر کی کھو کھلن ظاہر نہیں کیا کرتی تھی اور اس کے علاوہ اس میں اور ایک ٹوٹے شیشہ میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔۔۔

تم نے دیکھا ہے کبھی درد کا مارا چہرہ

آؤ دیکھو نہ یار کبھی ہمارا چہرہ !!

مجھ سے ٹوٹے ہوئے شیشے نے کہا تھا اک دن

!! کتنا ملتا ہے نہ مجھ سے یہ تمہارا چہرہ

وہ نظریں خود پہ گاڑھے ماضی کی نافراموش تلخ حقیقت میں کھوئی ہوئی تھی جب اچانک اسے اپنی ناک کے پاس کچھ گیلا سا احساس ہوا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتی سنسان نظروں سے اپنے ناک اور ہونٹوں کے درمیاں بہتی اس باریک خون کی لکیر کو دیکھنے لگی جو اس کی محویت سے فائدہ اٹھائے چپکے سے بہہ نکلی تھی۔۔۔

تو وقت آگیا ہے سمندر کے بہے جانے کا"۔۔۔ ٹیشو پیپر سے اس خون کی لکیر کو صاف کرتی وہ تلخی سے مسکراتی بولی، سرخ رنگ سے رنگے لب مسکراہٹ میں ڈھلے قیامت لگ رہیں تھے" ایک لمبی اور گہری سانس کمرے میں چھائی گھٹن بھری فضا میں بھرتے وہ اپنے شکن زدہ اصابوں کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جیسے آج کے بعد وہ کبھی اس کمرے اور یہاں چھائی گھٹن اور حبس زدہ فضا کو محسوس نہیں کر پائے گی، ٹیشو کو ٹریش میں پھینکتے وہ آخری، خاموش، اور حسرت بھری نگاہیں اپنے حسین سراپہ پہ ڈالے کمرے سے نکلتی چلی گی کبھی نہ واپس لوٹنے کے لیے۔۔۔۔

داستاں خاتم ہونے والی ہے
تم میری آخری محبت ہو !!!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہم جی رہے ہیں کوئی بہانہ کیے بغیر۔۔۔اس کے بغیر،اس کی تمنا کیے بغیر !

سفید فاطم ہاؤس سرخ اور سفید گلابوں سے سجا فیری ٹیل کا کوئی محل لگ رہا تھا، باہر سے بھی عمارت برقی قمقموں سے سجی ہوئی تھی جو دن کے باعث بجھائے ہوئے تھے، گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا، اک افر تفری سی پھیلی ہوئی تھی مسسز فاطم بیچاری گھن چکر سی بنی ادھر سے اودھر گھوم رہی تھی۔۔۔
ارے آپ لوگ باہر کیوں آگئی ؟؟ کیا کچھ چاہیے تھا؟؟۔۔۔ سڑھیوں سے اتر کر آتی دو لڑکیوں کو دیکھتے مسسز فاطم فورا سے ان کے قریب آتی پوچھنے لگی۔۔۔

برائیڈ نے روم سے نکال دیا ہے ان کا کہنا ہے وہ تیار ہر گز نہیں ہو گئی۔۔۔ان میں سے ایک لڑکی نے کڑے تیوروں کے ساتھ کہا جیسے اسے کمرے سے نکلا جانا بالکل پسند نہ آیا ہوں۔۔

سوری میں اس کی طرف سے معافی مانگتی ہوں آپ لوگ پلیز یہاں بیٹھے کچھ کھائے پیے تب تک میں اس سے بات کر کے آتی ہوں۔۔۔شرمندہ سی ہوتی وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑتی انھیں صوفے پہ بیٹھنا کا بولی تو وہ لڑکیاں نخوت سے سر جھٹکتی صوفوں کی طرف بڑھی اور وہ تن فن کرتی میرال کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

وہ آئینہ کے سامنے بیٹھی مسلسل اپنے عکس کو تکے جارہی تھی، ہاف وائٹ اور گولڈن رنگ کے گرارہ کرتی میں میں اس کی چاندی جیسی رنگت مزید دمک رہی تھی، بالوں کا جوڑا بنائے اس پر ڈوپٹہ کو پن کیے ہوئے تھا، سفید اور مرون نفیس سے سیٹ پہنے ماتھے پہ ٹیکا اور جھومر ٹیکائے وہ بغیر میک اپ کیے بھی حسین ترین لگ رہی تھی۔وہ ابھی خود کی ذات میں ہی گم تھی جب مسسز فاطم غصے سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔۔۔

اب کیا مسئلہ ہے میرال کیوں مجھے مہمانوں کے سامنے شرمندہ کروانا چاہتی ہو ۔۔۔وہ تن فن کرتی اس کے سر پہنچتے ضبط سے بولی تو وہ نظریں اٹھائے انھیں سنجیدگی سے دیکھنے لگی۔۔۔

کیا' کیا ہے میں نے۔۔۔اس نے آئیبر واچکائیں لاعلمی کا اظہار کیا۔۔۔

پارلر والی لڑکیوں کو کیوں نکالا ہے کمرے سے۔۔۔ضبط سے موٹھیاں بھینچتے انھوں نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔

نکالا نہیں تھا بس آرام سے گیٹ آؤٹ کہا تھا۔۔۔میرال نے سکون بھرے لہجے میں کہا تو مسسز فاطم اس ڈھیٹائی پہ خلس کر رہے گئی۔۔

وہی تو پوچھ رہی ہوں کہ کیوں کہا، بارات دو گھنٹے پہلے نکل چکی ہے سات بجے تک پہنچ جائے گی اور ابھی تمہارا میک اپ اسٹارٹ بھی نہیں ہوا۔۔۔ان کا بس نہیں چلا کہ وہ ایک رکھ کے لگاتی اس کے۔۔۔

مجھے میک اپ نہیں کروانا میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔ان پر سے نظریں پھیرتی وہ شیشہ میں خود کو دیکھتی اپنا ٹیکا صیح کرتی بولی۔۔

ایسے پھیکا منہ لے کر قبول ہے کہوں گی "لوگ کیا کہے گے کہ اتنے بھی پیسے نہیں تھے کہ بیٹی کو تیار کروا لیتے۔۔۔اس کی فضول منطق ان کی سوچ سے پرے کی تھی۔۔۔

افففف ہو ماما یہ آپ کی سوچ ہے کہ لوگ یہ سوچے گے حلانا کہ حقیقت میں کوئی کچھ نہیں سوچتا" اور ویسے بھی میری کونسی پہلی شادی ہے جو لوگ کچھ سوچے گے۔۔۔ان کو میک اپ نہ کروانے کی دلیل دیتے وہ آخر میں تلخ لہجے میں بولی تو مسسز فاطم تڑپ گئی۔۔۔

کتنی دفعہ منع کروں کے خوشی کے موقع پہ اس طرح کی جلی کٹی باتیں مت کیا کروں "میں بھیج رہی ہوں ان لڑکیوں کو شرافت سے تیار ہو جانا مجھے سختی کرنے پہ مجبور مت کرنا میرال۔۔۔دو ٹوک لہجے میں کہتی وہ اسے وران کر رہی تھی

۔۔۔

آپ پھر بھیجے گئی تو اس بار میں سچی انھیں ہاتھ پکڑ کر کمرے سے نکالوں گی اور رہی بات تیار ہونے کی تو لے۔۔۔اس سے پہلے وہ جاتی وہ شیشے میں ان کی پشت

کو دیکھتے باغی لہجے میں بولتی آخر میں ڈریسنگ پہ لپ اسٹک اٹھائے اپنے لبوں پہ نفاست سے لگانے لگی۔۔۔

یہ لے ہو گئی تیار بس۔۔۔ لپ اسٹک کو ڈریسنگ پہ پھینکتے وہ خود کو گھورتی مسسز فاطم کو دیکھتے یوں بولی جیسے ان کی ذات پہ احسان کیا ہو جبکہ وہ اس کی ہٹ دھرمی پہ خلستی ہوئی گیٹ کھولتی باہر نکل گئی تو پیچھے وہ اپنے چہرے کو شیشے میں دیکھتی مسکرانے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھ پل میں اس کی آنکھیں بھیگتی اس کے عکس کو دھندلا کرتی چلی گئی بالکل احد مرزا کی یادوں کی طرح مگر یہ دھند تو وقت کے ساتھ چھٹ جانی تھی مگر احد مرزا کی یادوں نے شاید لحد تک اس کے ساتھ جانا تھا !!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مُدت ہوئی یار کو مہماں کیے ہوئے !

جوشِ کدہ سے بزمِ چراغا کیے ہوئے !

کرتا ہو جمع پھر جگرِ لخت، لخت کو

عرصہ ہوا دعوتِ مہگاں کیے ہوئے

پھر وضعِ احتیاط سے رکنے لگا ہے دم

برسوں ہوئے ہیں چاکِ گریباں کیے ہوئے

مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پہ حواس زُلفِ

سیاہ رخ پہ پریشاں کیے ہوئے

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن

!! بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

غالب ! ہمیں نہ چھیڑ کے پھر جوشِ اشک سے

!!! بیٹھے ہیں ہم تحیہ ہے طوفاں کیے ہوئے

اندھیرا چاروں اوور پھیل چکا تھا، بارات مین اسلام آباد کے احطاطہ میں داخل ہو چکی تھی جہاں چاروں طرف صرف روشنیاں ہی روشنیاں بکھری ہوئی تھی، رونقوں سے آباد تھا وہ شہر مگر وہ نگاہیں سونی تھی جو ونڈو سے باہر ان رستوں کو تک رہی تھی۔۔

اتنی محویت سے کیا دیکھ رہی ہے میری بلوسم ؟؟۔۔۔اسے گاڑی کے باہر دوڑاتے منظروں کو تکتا دیکھ تراب نے نرمی سے اس کی ناک کی ٹپ کو دباتے پوچھا تو وہ ماضی کے جھرکوں سے باہر نکلی۔۔۔۔

کچھ نہیں"۔۔۔دھیمہ سے لہجے میں وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔گاڑی میں تراب روحی اور حیدر پیچھے بیٹھے تھے جبکہ حمزہ ڈرائیونگ کر رہا تھا اور نوال پیسینجر سیٹ پہ بیٹھی تھی چونکہ سفر لمبا تھا تو باری باری ان تینوں نے ڈرائیو کی تھی۔۔۔

یہ آج تم نے سفید رنگ کیسے پہن لیا تمہیں تو پسند نہیں ہے ؟؟۔۔۔تراب کے ساتھ بیٹھے حیدر نے سفید رنگ میں دمکتی اس کی رنگت کو دیکھتے کچھ پوزیسیو نیس لہجے میں کہا تھا کیونکہ بھائی جو تھا۔۔۔۔

کیوں اچھے نہیں لگ رہیں ؟؟۔۔اس نے الٹا مسکراتے سوال کیا۔۔

نہیں میری گڑیا بہت پیاری لگ رہی ہے بالکل ایلسا کی طرح"۔۔۔تراب نے فوراً اپنے دل کی بات بتائی تو وہ مسکراتی اس کے کندھے پہ سر رکھ گئی جیسے اس کی تعریف سے مطمین ہو گئی ہوں۔۔۔

کیا بات ہے روحی "طبعیت ٹھیک ہے نہ۔۔۔اسے تراب کے کندھے پہ سر رکھ کر آنکھیں موندتا دیکھ حمزہ نے فرنٹ مرر سے اسے دیکھتے فکر مند لہجے میں بولا

۔۔

نیند آرہی ہیں بھیا۔۔۔آنکھیں موندے ہی اس نے تھکن زدہ لہجے میں کہا۔۔۔

سونے کی ضرورت نہیں ہے بھنڈی وہ دیکھو پیلس آگیا ہے۔۔۔گاڑیوں کو لائن کی صورت میں پیلس کی پارکنگ میں داخل ہوتا دیکھ حیدر نے پیچھے سے ہاتھ لے جاتے اس کے سر پہ تھپڑ مارتے کہا تو وہ آئیی کرتی سیدھی ہوئی۔۔۔

اپنے یہ ہاتھ کنڑول میں رکھا کرو حیدر فرقان کسی دن ٹوٹے گے میرے ہاتھوں سے۔۔۔حیدر کے ہاتھ کو مڑوڑتے تراب نے اسے سرد نگاہوں سے گھورتے کہا ساتھ مرحا کے سائیڈ کا دروازہ کھولتے اسے نیچے اترنے کا اشارہ کیا تو وہ حیدر کی گھوریوں کو اگنور کرتی نیچے اتری تو ساتھ ہی تراب نکلا۔۔۔

گاڑیوں سے سبھی افراد ایک ایک کر کے اتارتے سب کے ساتھ چلنے کا ویٹ کر رہیں تھے،پہلی کار مطلب دولہے کی کار سے فرنٹ سے آغا فارذ اتارے تھے جبکہ پیچھے سے وہ چار خواتین،اس سے پچھلی گاڑی سے وہ تین بھائی اترے تھے

جبکہ تیسری کار سے فواد داؤد اور اس کے یار اور چوتھی کار حمزہ والوں کی تھی جبکہ اس کے پیچھے مہمانوں کی گاڑیاں تھی۔۔

آپ ہمارے ساتھ رہے گے یہ نہ ہو لڑکیاں اتنے ہینڈسم لڑکے کو اکیلے دیکھ کر لائینیں مارنے لگ جائے۔۔۔اپنے ساتھ چلتے ہوئے تراب کے بازو میں اپنا بازو ڈالتی وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔۔۔

ڈونٹ وری میں ہمیشہ اپنی گڑیا کے ساتھ ہی رہونگا!!۔۔۔اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے قریب کرتے تراب نے معنی خیزی سے کہاتو اس کے پیچھے چلتے حمزہ نے اسے ٹھوکا مارا۔۔۔۔

انسان کا بچہ بن کر چل۔۔۔۔حمزہ اس کے ہم شانے ہوتے بھینچے ہوئے لہجے میں بولا تو تراب اس کی پوزیسیونیس کو دیکھتے مسکرایا۔۔

محنت کر حسد نہ کر!!۔۔۔تراب اسے جلانے سے باز نہیں آیا تھا اور روحی کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑتا آگے کو تیز تیز قدموں سے بڑھا تو حمزہ اس کی چالاکی پہ خلس کر رہ گیا۔۔۔بارات کا استقبال بڑے شہانہ انداز میں کیا گیا تھا، پیلس بہت روئل اسٹائل سے بنا ہوا تھا ہر چیز اپنی قیمت منہ سے بتا رہی تھی مسسز فاطم کی

خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا وہ بار بار آتی سب سے دریافت کر رہی تھی کہ انھیں کچھ چاہیے تو نہیں جبکہ وہ خالی خالی نگاہیں لیے اسٹیج پہ بیٹھے شخص کو تکی جا رہی تھی جیسے آنکھوں کی قید میں مقید کر لینا چاہتی ہوں۔۔۔

تیری طلب بھی نہ آئی ہمارے حصے میں

!! کسی کے بخت میں لکھا گیا مکمل تو

کہاں جا رہیں ہے آپ ؟؟۔۔۔ تراب کو اپنے پہلو سے اٹھتا دیکھ وہ خیالوں کی دنیا سے فوراً چونکتی ہوئی سر اٹھائے اس کی طرف دیکھتی بولی۔۔۔

نکاح کا وقت ہو گیا ہے نہ گڑیا بابا بلا رہیں ہے۔۔ تراب نے اپنے اٹھنے کے پیچھے کی وجہ بتائی تو پل میں ان آنکھوں میں سناٹیں اترے، دل کی دھڑکن ماند پڑی جسے دیکھتے حمزہ نے فوراً اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ چونکہ فنکشن کمبائین تھا اس لیے جینٹس اپنی فیملیز کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

حمزہ آجاؤ روحی کو لے کر !!۔۔۔ جاتے ہوئے تراب نے حمزہ کو دیکھتے ساتھ مرحا کو بھی لانے کا کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا تو تراب اسٹیج کی طرف بڑھا جہاں پہلے ہی آغا گینگ نے قبضہ جمار کھا تھا۔۔۔

ہہ "ہم مزید"""" برداشت نہیں "اک" کر سکتے۔۔۔ نیچی نظریں کیے اس نے کپکپاتے ہوئے لبوں سے کہتے اپنے آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

میری جند جان میرا بچہ "بس تھوڑااور صبرانھیں دیکھادوں کہ تمہیں ان کے ہونے یانہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔اپنے ہاتھ میں موجوداس کے ہاتھوں کودباتے وہ اپنے ساتھ ہونے کااحساس دلاتا بولا۔۔

پڑتاہے """فرق"""بب' بہت پڑتاہے۔۔ بھیگی سرخ آنکھیں اٹھائے وہ بے بسی سے بولی توحمزہ کادل بے چین ہوا مگراس سے پہلے وہ کوئی لفظ تسلی کے لیے بولتا اپنی طرف آتی مہتاب مامی کودیکھتے فوراخاموش ہوا۔۔۔

ارے تم لوگ یہاں بیٹھو ہو وہاں نکاح شروع بھی ہوگیاہے چلوجلدی اٹھو!!

۔۔۔ان دونوں کوبیٹھادیکھ وہ مغرورنہ انداز میں بولی۔آج ان کی خوشی اور غرور دیدناتھا۔۔۔

جی مامی جان میں روحی کولینے ہی آیاتھا "لیٹس گوبچے۔۔۔ مہتاب مامی کودیکھ کر بولتاوہ روحی کوکھڑاکیے بولاتواس نے اپنے بھائی کی طرف شکوہ کن نگاہوں سے دیکھامگروہ مجبورتھایہاں کوئی میس کریٹ نہیں کرناچاہتاتھا۔۔۔

پلیززززز""""۔۔دھیمے سے لہجے میں اس کے قریب جھکتے اس نے سرگوشی کی تو وہ اپنے گھومتے سر کو تھامتی صوفے سے اٹھتی بے جان قدموں سے اس کی تقلید میں اسٹیج کی طرف بڑھی جہاں ابھی ایک بڑاامتحان اس کا منتظر تھا۔۔۔

آغا فارذولد آغا ابراہیم آپ کا نکاح میرال فاطم والد فاطم صاحب سے باعیوض حق مہر بیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے """۔۔۔میرال کا نکاح ہو چکا تھا اس نے رضامندی دے دی تھی جبھی قاضی صاحب بڑوں کی ہمراہی میں بیٹھے اب ان سے ان کی مرضی پوچھ رہیں تھے جو نظریں نیچے کیے گردن جھکا کر بیٹھے کسی مجرم کی طرح لگ رہیں تھے۔۔۔

قبول""""""۔۔۔قاضی صاحب کے پوچھنے پہ انھوں نے تھکے ہوئے انداز میں گردن اٹھاتے جیسے ہی کہنا چاہا سامنے سے حمزہ کی ہمراہی میں آتی اس لڑکی کو دیکھتے ان کے الفاظ لبوں پہ آتے ہی دم توڑ گیے۔وہ سفید رنگ سے نفرت کا پرچار کرنے والی لڑکی آج ان کی نفرت میں وہ سفید رنگ پہنے ان کے سامنے کھڑی تھی، چمک دار آنکھوں میں نمی اور سرخ پن لیے وہ اپنی یکطرفہ

محبت کے جنازے پہ ماتم کدہ تھی، گلاب رنگت زرد تھی" نازک وجود کانپ رہا تھا۔۔۔

بولو آغا! !۔۔۔انھیں سکتے کی حالت میں بیٹھا دیکھ مہتاب مامی نے ان کا شانہ ہلاتے کہا تو وہ ان کی آنکھوں میں چھایا سحر ٹوٹا اور وہ اس تلخ حقیقت میں واپس لوٹ آئے۔۔۔

ق" قبول' ہے۔۔۔اس پر نظریں جمائے آغا فارذ نے لرزتے لہجے میں کہا تو اناری رنگ سے مزاین لب طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھلے۔وہ ابھی بھی اسٹیج سے دور کھڑی تھی قریب جانے کا حوصلہ ہی نہیں تھا اس میں !۔۔

آغا فارذ ولد آغا ابراہیم آپ کا نکاح میرال فاطم ولد فاطم صاحب کے ساتھ باعیوض حق مہر بیس لاکھ سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے آپ کو یہ نکاح قبول ہے ۔۔۔ قاضی صاحب نے ہاتھ میں پکڑے کاغذ کے ٹکڑوں پہ نظریں جمائے پھر اپنا سوال دہرایا۔۔۔

قبول" ہے۔۔۔ مونچھوں کے نیچے چھپے لب دھیرے سے پھڑپڑائے تو مقابل کی کاجل سے لبریز آنکھوں سے آنسو پھسلتا گال پہ لڑھکا تو انھوں نے ضبط سے مُٹھیاں بھینچی۔۔۔

دھول اڑتی ہے یا تنہائی

ہر پل لڑپت من سودائی

دور میں تجھ سے ہوں

نہ رب لبیا نہ تو

پیرا وے پیرا وے پیرا

میں ہو جاؤں نہ باغی

آغا فارذ ولد آغا ابراہیم آپ کا نکاح میرال فاطم ولد فاطم صاحب کے ساتھ بیس لاکھ حقِ مہر کیا جاتا ہے آپ کو قبول ہے۔۔ قاضی صاحب نے تیسری بار اپنا فقرا دہرایا تو مرحا یوسف کو یوں لگا جیسے اس کے کانوں میں قیامت کی صور پھونک دی ہوں آج سے پہلے کبھی کوئی آواز اتنی اعصابوں کو چھبن زدہ نہیں لگی تھی

جتنی اس وقت اس قاضی کی لگ رہی تھی وہ آواز دماغ پہ ہتھوڑوں کی طرح برستی اس کے حواسوں کو مختل کر رہی تھی۔۔

قبول """""ہے """""""۔۔۔اس سفید حور پہ نظریں جمائے انھوں نے سنجیدگی سے کہا تو سب طرف مبارک کا شور اٹھا جبکہ وہ نادان لڑکی دل کھول کر طنزیہ درد بھری ہنسی ہنسی جیسے اپنی محبت کی ناقدری پہ ہنسی ہو جبکہ اچانک دماغ میں ایک سپارک ہوا اور ناک سے ایک پتلی سی لکیر بہتی اس کے ہونٹوں کو چھوتی نیچے کی طرف بڑھی۔۔۔

روحی ی ی !!!!اس کے ہنسنے پہ وہ جو اس کی طرف متوجہ ہوا تھا اس کی ناک سے خون نکلتا دیکھ وہ بدحواس ہوتا اس کی طرف لپکا مگر اس کے پہنچنے سے پہلی وہ چھوٹی سی لڑکی بے جان ہوتی حمزہ کی بانہوں میں گری تو وہ بھی ہر چیز بھاڑ میں جھونکتے تڑپ کر اس کی طرف بڑھے، پیلس میں شور سا مچ گیا تھا خوشیوں کا اختتام آنسوؤں پہ ہوا تھا !!!!!!

پھر کوئی آیا دلِ زار ؟؟

نہیں !!! یہاں کوئی نہیں

راہ اور ہو گا، کہی اور چلا جائے گا

ڈھل چکی رات،

بکھرنے لگا تاروں کا وہ باغ

لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ

سو گئی راستہ تک تک کر ہر راہ گزار

اجنبی خاک نے دھندلا دئے قدموں کے سراغ

گل کرو شمعے !!!

بڑھا دوں مہ و مینا اغیار

اپنے بے خواب کیواڑوں کو مقفل کر لوں

کہ اب یہاں کوئی نہیں !!!

کوئی نہیں آئے گا !!

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

آخری سیڑھی ''''

موت ‘ (Death)

""""" پانچ سال بعد

بجھادوں یہ تاروں کی قندیل
فانوس، ماہِ درخشاں،
تصور کی اس جھلملاتی ہوئی
جھیل کو تیرگی میں چھپادوں،
کے یہ روشنی میری آنکھوں کو خیرانہ کردے،
مجھے """" نیند سی آرہی ہے !

اسلام و علیکم""""۔۔۔۔وہ آفس سے تھکے ہارے گھر میں داخل ہوئے تھے تو سب سے پہلی نظر لاونج میں بیٹھی اپنی والدہ محترمہ پہ پڑھی جو عصر کی نماز ادا کیے اب تسبیحہ پڑھ رہی تھی،ان کو دیکھ کر سلام کرتے وہ ان کے قریب آئے۔۔۔

و علیکم السلام"۔۔۔۔تسبیح کے دانے ختم ہونے پر تسبیجی کو چوم کر ہونٹوں سے لگاتے انھوں نے شفقت سے گوندھے لہجے میں ان کے سلام کا جواب دیتے ایک گہری نظر ان کے خوبرو سنجیدہ چہرے پہ ڈالی جہاں تھکن کے واضح اثرارت نظر آرہیں تھے۔۔۔

آج لیٹ ہوگیے۔۔۔۔انھوں نے ہاتھ میں پکڑی سفید موتیوں کی تسبیح کو سینٹرل ٹیبل پہ ڈالتے ان کے پژمردہ چہرے پہ نظریں ٹیکائے پوچھا،وہ بلیک پینٹ پہ اوف وائیٹ شرٹ پہنے ہوئے تھے جس کے اوپری دو بٹن انھوں نے ابھی بیٹھتے ہوئے کھولے تھے،سیاہ بال گزرتے دن کے باعث اب پیشانی پہ بکھرے ہوئے تھے،خوبرو تنے نقوش،بیتِ گزشتہ سالوں میں وہ پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ اور کم گو ہوگیے تھے۔۔۔

جی کچھ فورن ہیٹینگز تھی'۔۔۔ مختصر سا جواب دیتے انھوں نے ایک نظر کیچن سے نکل کر آتی اپنی شریکِ حیات پہ ڈالی، چہرہ ہنوز سنجیدہ اور جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔۔۔

اسلام وعلیکم۔۔۔ ڈوپٹہ سلیقہ سے سر پہ ٹیکائے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے وہ خوشگوار لہجے میں سلام کرتی ان کے قریب آئی اور ڈش میں رکھا پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا جس پر انھوں محض سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔۔۔

شہزادی کہاں ہے میری۔۔۔ دو تین گھونٹ بھر کر گلاس ٹیبل پہ رکھتے انھوں ارد گرد نظر دوڑاتے اپنے چینِ دل کو ڈھونڈنا چاہا پر جب وہ نہ نظر آئی تو وہ اپنی والدہ سے مخاطب ہوئے۔۔۔

وہ باہر لان میں ہے'۔۔۔ جواب اس کی طرف سے آیا تھا جس کی موجودگی کو وہ نظر انداز کیے ہوئے تھے، وہ ہر بار یونہی تو کر کے اس نازک دل کی برداشت آزماتے تھے۔۔۔

چلیے میں آتا ہوں '۔۔۔کوٹ کو یونہی کندھے پہ ڈالے وہ صوفہ سے کھڑے ہوتے بولے اور ساتھ ماتھے پہ بکھرے بالوں میں انگلیاں پھیرتے انھیں سیٹ کیا۔۔۔

سنیں """ چائے۔۔۔انھوں نے قدم باہر کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ پیچھے سے ابھرنے والی اس معصوم آواز نے قدم زنجیر کیے تو لبوں کو سختی سے بھینچے انھوں نے گہرا سانس بھرا جانتے تھے وہ اس کی توجہ مانگ رہی ہے مگر وہ مجبور تھے۔۔۔۔

موڈ نہیں ہے "۔۔۔ہلکا سا مڑتے وہ چہرے پہ سپاٹ تاثرات سجائے بولے اور کندھے پہ لٹکتے کوٹ کو اتر کر اس کی جانب بڑھایا جسے وہ بنا کسی تاخیر کے ایک پل میں تھام گئی اور وہ بغیر اس پر غلط نگاہ ڈالے لمبے لمبے ڈھاگ بڑھتے باہر کی طرف بڑھے۔۔

۔وہ ٹھیک ہو جائے گا میرال۔۔۔ابھی تک اسے یونہی کوٹ سینے سے لگا کر اسے دروازے کی سمت حسرت بھری نگاہوں سے تکتا دیکھ مہتاب مامی ایک گہرہ سانس فضا کے سپرد کرتی بولی۔۔۔

پتہ نہیں آخر کب 'شاید میرے بعد زندگی کی طرف لوٹ آئے۔۔۔ وہ ٹھنڈی سرد ہوا خارج کرتی دکھی دل سے بولی، لہجہ ٹوٹا ہوا سا تھا جیسے وہ نازک پھولوں جیسی لڑکی اس مرد کی بے اعتنائی سے رفتہ رفتہ ختم ہو رہی تھی، جبکہ اپنی لاڈلی بھتیجی کے صبر پہ وہ صرف افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔۔

وہ عقبی لان کی طرف آئے تو چہرے پہ سنجیدگی کی بجائے ایک دھیمی مگر ٹھنڈی سی مسکان تھی جیسے دل پہ بہت جبر کیا ہونٹوں کی تراش میں مسکراہٹ ڈھالی ہو، گزرے ماہ و سال میں وہ مسکرانا بالکل بھول چکے تھے انھیں تو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ آخری بار کب مسکرائے تھے!! شاید تب 'جب وہ اس دنیا میں آئی تھی ۔۔۔ دماغ پہ کافی زور دینے کے بعد انھیں یاد آیا کہ ہاں وہ تب بہت دل سے مسکرائے تھے جب اس ننھی پری کے مومی نقوش دیکھے تھے، اس دن انھیں یقین ہوا تھا کہ ہاں!! کچھ لوگ واپس آتے ہیں اپنی ادھوری کہانیوں کو مکمل کرنے کے لیے۔۔۔

سوچوں کے بے رحم بھنور سے نکلتے انھوں نے نظریں اٹھائے اسے دیکھا جو سفید جھولے پہ گھٹنوں تک آتی پنک فراک پہنے گھنگریلے بالوں کو پشت پہ بکھیرے وہ

ننھی پری اپنے ہاتھوں میں پکڑی ڈول سے مسکراتی باتیں کر رہی تھی جسے دیکھتے ہی ان کے آنکھوں کے پردے پہ چھم سے کسی کا عکس لہرایا تو ان کی دھیمی مسکراہٹ غائب ہوتی دوبارہ سے سنجید گی در آئی۔۔

کیا کر رہا ہے میرا بچہ "۔۔۔اذیت سے لب کچلتے انھوں نے گہرہ سانس بھرتے اسے مخاطب کیا جو سفید جھولے پہ بیٹھی ان کی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی۔ ایک بار پھر انھوں نے مسکرانے کی کوشش کی تھی جو کہ ایک بہت مشکل امر تھا جو وہ اس وقت چاہے کر بھی نہیں کر پارہیں تھے۔۔۔

آدا ا ا"" دان۔۔۔۔وہ جو اپنی ڈول کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی ان کی آواز پہ جھٹ سر اٹھائے انھیں خوشی سے چمکتی اپنی گرے نگنیوں سے پٹر پٹر دیکھنے لگی کہ شاید وہ دن میں خواب دیکھ رہی ہے! پر جب یقین ہو گیا کہ ہاں وہ سچ میں ہے تو گود میں رکھی راپنزل کو جھولے پہ رکھتے وہ چہکتی ہوئی ان کی سمت بھاگی جسے دیکھتے وہ گھٹنوں کے بل گھاس پہ بیٹھتے اپنی بانہیں پھیلا گیے اور وہ ننھی کلی بھاگ کر آتی اس سایہ دار شجر میں سمائی۔۔۔

کیسا ہے میرا بیٹا؟ بابا کو مس کیا تھا۔۔۔اس کے معصوم چہرے کو ہاتھ کے پیالے میں بھرتے وہ چٹاچٹ اس کے پھولے گالوں کو چومتے پوچھنے لگے تو مقابل اپنے ننھے بازوان کی گردن کے گرد حائل کرتے زوروشور سے سراثبات میں ہلایا

۔۔۔

بابا نے بھی اپنے بچے کو بہت مس کیا"۔۔۔اس کے کمر تک اتے سنہری بالوں میں لگے بینڈ کو سنوراتے انھوں محبت سے اس کی ننھی روشن پیشانی چومتے کہا تو بدلے میں اس نے کھکھلاتے ان کے بئیرڈ زدہ گال پہ اپنے امرحی لب رکھے، اتنی سی عمر میں اس کے بال کمر کو چھونے لگے تھے جب تک اس نے اس کی عمر کو پہچنا تھا تب تک نجانے کتنے لمبے ہو جائے گے !! شاید اس سے بھی زیادہ۔۔۔ آدا 'دان 'فلینڈ پاش"" ۔۔۔وہ اپنی معصوم آنکھوں کو پٹپٹاتی ہوئی بولی جن میں صرف ان کا عکس تھا،ان کے بغیر نہ وہ کھانا کھاتی نہ سوتی تھی اور نہ ان کی موجودگی میں کسی اور کے پاس جاتی تھی حتی کہ اپنی ماں کے پاس بھی نہیں کیونکہ اسے پھر وہ چاہیے ہوتے تھے، جبکہ اس کے معصوم لہجے میں کہی بات کو سنتے تھے ان کی سیاہ سرد آنکھوں میں ایک کرب سا اترا۔۔۔

میرے پنک ریبٹ کو فرینڈ کی یاد آرہی ہے۔۔۔پنک فراک میں چمکتی اس کی سرخ وسفید رنگت کو دیکھتے انھوں نے بے اختیار جھک کر اس کی پیشانی چومتے دعا کی کہ خدا ان کی بیٹی کو ان کے گناہوں کی سزا کبھی نہ دے! کیونکہ وہ تو اسے کانٹا بھی چبھنے نہیں دیتے تھے قسمت کے درد وہ کیسے سہن کرئے گی!!! تکلیف تو وہ اس کی بھی کبھی برداشت نہیں کرتے تھے پر نا جانے کیسے وہ اسے بے رحم قسمت کی موجوں کے حوالے کر بیٹھے تھے۔۔۔

ہمممم۔۔۔ان کے پوچھنے پہ ایک بار پھر اس نے اتنے زور و شور سے سر ہلایا کہ اس کے بالوں میں لگا ہیر بینڈ پھسل کر ماتھے پہ آن گیرا جسے دیکھتے وہ مسکراتے سر نفی میں ہلانے لگے ان کا یہ پنک ریبٹ پوری اس کی شبیہہ تھا۔۔۔

بابا کا بے بی اتنا انوسینٹ ہے کہ بابا کا دل چاہتا ہے اپنی اس بے بی راپنزل کو اپنے دل میں چھپا لے۔۔۔ جھک کر اس کے ہیر بینڈ کو ٹھیک کرتے انھوں نے محبت سے اس کے دونوں گالوں کو چومتے کہا تو ہمیشہ کی طرح ان کے بوسہ پہ لان میں ایک ننھی سی کلقاری گونجی جسے سنتے انھیں یقین ہوتا تھا کہ ہاں ان کے جینے کی

ایک اور وجہ بھی اس دنیا میں موجود ہے جس کا ہونا ہر چیز سے زیادہ ضروری اور اہم تھا ان کے لیے۔۔۔

لیٹس گو۔۔۔اپنے بھاری کھردے ہاتھوں میں اس کا ننھا سا روئی جیسا ہاتھ تھامے انھوں نے پہلے اس کی پشت کو چوما جس میں گولڈ کے ایک ننھے سے بر سلیٹ پہ اس شہزادی کا نام کند تھا جسے پڑھتے انھوں نے جھک کر اس نام پر بھی لب رکھے اور پھر اپنی طرف آنکھیں پٹپٹا کر دیکھتی اپنی گڑیا کو مسکراتے ہوئے اپنی بانہوں میں بھرا اور پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھے۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیکھو اب تم مجھے میری جگہ سے مت ہٹانا

پھر تم مجھے ترتیب سے رکھ کر نہیں جاتے !

اب تم مجھے اتنی حیرت سے نہ دیکھو اس طرح

کچھ لوگ سنبھل بھی جاتے ہیں ! سب مر نہیں جاتے

وائٹ کرولا فراٹے بھرتی ہوئی ہے خالی پڑی سڑک پہ دوڑ رہی تھی، یہ علاقہ آبادی کے لحاظ سے قدرے گنجان اور سنسان تھا جیسے یہاں انسانوں کی آمد و رفت باقی علاقوں کے برعکس ہو، خالی خاموش شاہراہ کے دونوں جانب بڑے بڑے اور اونچے سایہ دار شجروں نے اپنے پر پھیلار کھے تھے جس کے باعث سورج کی تپش شاہراہ پر کم پڑتی تھی، ان میں کچھ شجر اب جوانی کی دہلیز عبور کرتے اپنے آخری مراحل میں تھے جن کے زرد اور خشک پتوں نے شاہراہ پر اپنی ایک دبیز تہہ بچھار کھی تھی جو گاڑی کے ٹائیروں کے نیچے کچلتے خاموش فضا میں ایک دلسوز سا ارتعاش پیدا کر رہیں تھے۔۔۔ منزل پہ پہنچتے ہی اندر موجود شخص نے یکدم بریک پہ پاؤں رکھا تو گاڑی ایک جھٹک کھا کر رکی اور ٹائیروں کی چرچراہٹ کی ایک عجیب سی آواز فضا میں بلند ہوئی۔

مے کین آئے ہیلپ یو میم""""۔۔۔ اپنا سیٹ بیلٹ کھولتے کی نظر جب اس کی طرف اٹھی تو وہ لب دبائے اس کی طرف جھکتے مودابانہ سے بولے جس کی سیٹ بیلٹ سے ورلڈ وار تھری چل رہی تھی ان کے پوچھنے پہ وہ جھٹ اپنے اگلے دو

دانتوں کی نمائش کرواتی مسکرانے لگی تو انھوں نے جھکتے پہلے اس کے چھوٹے سے ناک پہ اپنے لب رکھے پھر اس کا سیٹ بیلٹ کھولنے لگے۔اپنی طرف کا دروازہ کھولتے پہلے وہ نیچے اترے پھر اگے سے گھوم کر آتے اس کے سائیڈ کا دروازہ کھول کر اسے نیچے اترا، پھر بیک سیٹ کا دروازہ کھول کر اس میں سے ایک پیکٹ باہر نکلااور اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اس طرف بڑھے جس کے انٹرنیس پہ ایک بڑا سا سلاخوں زدہ گیٹ نسب تھا جس کا رنگ گزرتے وقت کے ساتھ اتر چکا تھا اب صرف زنگ آلودہ لوہے کی سلاخیں نظر آرہی تھی جس میں سے کچھ تو بیچ میں سے غائب تھی شاید کوئی ضرورت مند لے گیا تھا!

دروازے کا ایک پٹ بند تھا جبکہ ایک کھلا ہوا تھا شاید آنے جانے والوں کے لیے وہ کھول رکھا تھا"ایک گہری سانس بھرتے انھوں نے اپنے ہاتھ میں موجود ننھے سے ہاتھ پہ گرفت سخت کرتے وہ دروازہ عبور کیا جوان کے لیے کسی پل صراط سے کم نہ تھا۔اندر آئے تو وہاں کا ماحول باہری گیٹ کی حالت سے زیادہ ابتر اور خستہ تھا کئی جگہ گھاس تھی تو اتنی تھی کہ ان کی اوٹ میں پورا انسان چھپ جائے تو کہی سوکھی گھاس تھی جنہیں اکھاڑنے کی بھی کسی نے زحمت نہیں کی تھی،

چاروں طرف بڑے بڑے برگد اور نیم کے درختوں نے اجیب سی دہشت طاری کر رکھی تھی،ان کے موٹے کھردرے تنے اپنے زخموں کو چھپائے خود پہ سختی کا خول چڑھائے نظر آرہیں تھے کہ انسان ان کی وحشت سے خوف زدہ ہو جائے "وہ مضبوط چال چلتے پتھریلی روش پہ چل رہیں تھے،اس جگہ ایک انجانہ سا خوف چاروں سمت پھیلا ہوا تھا ایک موت سی خاموشی تھی "انھوں نے جھکتے ایک نظر اپنے ساتھ چلتی اس نازک شہزادی کو دیکھا جو بے خوف اشتیاق بھری نظروں سے چاروں سمت دیکھ رہی تھی،اس کے شفاف چہرے پہ ڈر یا خوف کا کوئی شعائبہ تک نہیں تھا۔

اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے انھوں نے چاروں طرف ایک گہری نظر ماری دور ایک کونے میں گورکن کی چھوٹی سی جھونپڑی نظر آرہی تھی جس کے باہر ایک لینٹین لٹک رہا تھا البتہ دن کے باعث وہ جل نہیں رہا تھا۔ نظر لینٹین سے ہوتی ان لوگوں پہ پڑی جو اپنی اچھی اور بری زندگی گزار کر اپنے اعمالوں کی جزا اور سزا لیے ابدی اور پر سکون نیند سو رہیں تھے،وہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ آباد تھے مگر پھر بھی وہاں دل کو چیر دینے والا ایک گہرا سکوت تھا،کچھ قبریں اجاڑ

اور یوں بیابان تھی جیسے سالوں سے یہاں ان سے ملنے کوئی نہ آیا ہو اور کچھ یوں تازہ پھولوں سے بھری پڑی تھی جیسے ابھی ابھی ان کے اپنے ان سے ملاقات کر کے گیے ہو اور کچھ کی تازہ گلی مٹی اس بات کی غمازی تھی کہ جیسے کچھ دیر پہلے ہی اس کے اپنے اسے منوں مٹی تلے تن تنہا اس اندھیری قبر میں چھوڑ کر چلے جھر جھری سی لی اور ان سب گیے تھے یہ سب دیکھتے ہی ان کے جسم نے ایک کے لیے دعائے مغفرت کرتے وہ اپنی مطلوبہ جگہ کی طرف بڑھے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ وہاں پہنچ چکے تھے جہاں سامنے کا منظر دیکھتے ان کے دل میں ایک درد سا اٹھا تھا آنکھوں میں ابھرتی سرخی کو دیکھتے انھوں نے اذیت سے اپنی آنکھیں میچی جیسے اپنی زندگی میں وہ یہ منظر دیکھنے کے کبھی خواہشمند نہ ہوئے ہو، پر پھر بھی بے رحم اور سنگدل قسمت کے ہاتھوں انھیں اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھنا پڑ رہا تھا (پلیز آغا جان ہمیں خود سے دور نہ کریں، ہم مر جائے گے آپ کے بغیر) کسی شناسا آواز کی باز گشت کانوں میں صور کی مانند گونجتی ہوئی محسوس ہوئی تو دل میں اٹھتے درد کے باعث ایک باغی آنسو آنکھ کے کونے سے پھسلتا ان کی بڑھی ہوئی داڑھی میں جذب ہوا۔

!! ایسی چپ تو لگ گئی ساری خوشیاں کھا کے گئی

"" پانچ سال قبل

سپتال کے سرد کوریڈور میں اس وقت موت سا سناٹا تھا، سفید ماربل سے بنے کوریڈور کی سرد سی ٹھنڈ نسوں میں دوڑتے خون کو منجمند کر رہی تھی مگر پھر بھی وہاں سنگی بینچ پہ بیٹھے نفوس اپنے اندر چلتی جنگ میں اس قدر مشغول تھے کہ انھیں اس ہڈیوں میں سرائیت کرتی ٹھنڈ سے بھی فرق نہیں پڑھ رہا تھا۔ وہاں بیٹھے نفوسوں کے باوجود کوریڈور میں ایک اجیب سی خاموشی تھی جیسے کوئی بہت اپنا بچھڑنے والا ہو، دھڑکتے دلوں اور کانپتے لبوں سے صرف ایک فریاد جاری تھی کہ وہ ٹھیک ہو جائے جس کے یوں بستر سے لگنے پہ ان سب کو یوں لگ رہا تھا جیسے آہستہ آہستہ ان کے قدموں سے جان نکل رہی ہو، ایسے میں چھائی گھمبیر خاموشی میں ڈاکٹر کی بھاری آواز گونجی تو سب ایک جھٹکے سے اپنی اپنی جگوں سے اٹھتے ڈاکٹر کو دیکھنے لگے لبوں پر دعا جبکہ دل میں ایک انجانہ سا ڈر سر اٹھا رہا تھا""""

!! آغا فارز

وہ جو بینچ پہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے اپنے نام کی پکار پہ انھوں نے بے چین نظروں سے ڈاکٹر کی سمت دیکھا کیا کچھ نہیں تھا اس وقت ان کی آنکھوں میں ڈر، کچھ قیمتی چھن جانے کا خوف، کسی اپنے کے بچھڑ جانے کا غم 'ڈاکٹر کی پکار پہ انھوں نے اپنے بکھرے دل کو سمیٹتے سرخ آنکھوں کو بند کرتے کھولا' الفاظ تو جیسے حلق میں پھنس سے گیے تھے۔۔۔

پیشنٹ آپ سے ملنا چاہتی ہے"۔۔۔ڈاکٹر نے ان کی غیر ہوتی حالت کے پیشِ نظر خود ہی اپنے مخاطب کرنے کا سبب بتایا تو انھوں نے ایسی بے یقین نظروں ڈاکٹر کو دیکھا جیسے انھیں اپنے قوت سماعت پہ شک ہوا ہو۔۔۔

مم 'مجھ سے۔۔۔لہجے میں اس وقت کیا کچھ نہ تھا کہ ایک پل کو وہاں موجود سب لوگوں نے انھیں ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ بے سختہ نظریں چرا گیے جبکہ ڈاکٹر بات کی تصدیق کرتے اپنے کیبین کی طرف بڑھے تو انھوں نے بھی اپنے من من کے بھاری ہوتے پاؤں کو بامشکل گھسیٹتے 'آئی سی یو' روم کی طرف بڑھے" جہاں وہ نازک گڑیا سیریس حالت میں موجود تھی نظریں اور سر شرمندگی سے جھکا ہوا تھا کہ وہ کیسے اس کا سامنا کرے گے جسے اس حال میں پہچانے والے بھی

وہی تھے ،وہ کیسے ان آنکھوں میں دیکھے گے جس میں ائی نمی کی وجہ ان کی اپنی ذات بنی تھی """ نہیں ! میں نہیں دیکھ سکتا اسے اس حال میں ! ! میں کیسے اسے مشنیوں اور سوئیوں میں جکڑا دیکھونگا جسے اگر کبھی غلطی سے سوئی بھی چبھ جاتی تھی تو وہ سر آسمان پہ اٹھ لیا کرتے تھے 'سوچوں کی بے رحم طغیانی میں پھنسے وہ جیسے خود میں اندر جانے اور اس ابھی تک ائی سی یو کا ہینڈل پکڑے کھڑے تھے کا سامنا کرنے کی ہمت مجتمع کر رہیں تھے جبکہ دور سبین مامی کے ساتھ کھڑی میرال نے تاسف سے سر ہلاتے انھیں آئی سی یو روم کے ہینڈل کو پکڑے دیکھا" وہ لڑکی ہر کسی کی ہی جان تھی اسے تکلیف میں دیکھ کر ہر کوئی تڑپ اٹھا تھا اسے خود بھی وہ چھوٹی بہنوں کی طرح عزیز تھی وہ تھی ہی اتنی معصوم اور پیاری کہ ہر کوئی اس سے محبت کرنے پہ مجبور ہو جاتا تھا پر شاید وہ اس بات سے غافل تھی کہ محض اس کی خوشیوں کی خاطر اس ننھی لڑکی نے کتنی بڑی قربانی دی تھی اپنی وہ محبت اس پہ وار دی تھی جو اس کی زندگی تھی اور اب وہی زندگی اس پر تنگ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

کیسے وہ یہ سب چپ چاپ برداشت کرتی رہی تھی جو ایک ہلکی سی خروچ پہ پورا گھر سر پہ اٹھا لیا کرتی تھی وہ برین ٹیومر جیسے مرض سے اکیلی تنہا لڑتی رہی تھی آخر کیسے!! کہاں سے آیا تھا مرحا یوسف میں یہ حوصلہ اور ہمت! جو ذرا سے سر درد پہ رو رو کر ہلکان ہو جایا کرتی تھی وہ کینسر جیسی بیماری کا کیسے چپ چاپ مقابلہ کرتی رہی تھی" کہتے ہیں کہ ماں بیٹی کے دل کی ہر بات جان جایا کرتی تھی ہے تو کیسے حورے بیگم جان نہ پائی کہ ان کی نازک پری اتنی بڑی بیماری سے تنہا لڑ رہی تھی! خود کو مرحا کی جگہ پہ رکھ کر امیجن کرنا ہی میرال فاطم کے لیے سوہنے روح تھا کجا کہ وہ کبھی اس کی جگہ پر ہوتی، ناممکن!! وہ تو کبھی مرحا یوسف جیسی ہو ہی نہیں سکتی تھی اس جیسا تو اعلیٰ ظرف کوئی تھا ہی نہیں" اتنی سی عمر میں اس نے اتنی تکلیفیں برداشت کرتے یہ بتایا تھا کہ ہاں! محبت پہ فاتح پڑھ کر صبر یوں بھی کیا جاتا ہے۔ اس نے محبت کو رسوا نہیں کیا تھا بلکہ وہ اس ہی محبت کو خود پر ختم شدہ کر گئی تھی کہ اس کے بعد نہ وہ محبت کرے گی اور نہ اس جیسی محبت کوئی کر سکے گا۔۔۔

اس کی تکلیف کو یاد کرتے اس کی پلکیں بھیگ اٹھی تھی اور پھر اس ہی دھندلاتی بصارت کے ساتھ اس نے آغا فارز کو دروازہ دھکیل کر اندر کی طرف بڑھتے دیکھا پر دور کھڑے ہونے کے باعث وہ بستر پہ پڑے مرحا کے وجود کو نہ دیکھ پائی تھی پھر ان کے اندر جاتے ہی دروازہ آٹو میٹک لوک کے باعث خود ہی بند ہوتا آغا فارز کے وجود کو بھی اپنی اوٹ میں چھپا گیا" پیچھے کوریڈور میں اب سبین مامی، زبیدہ مامی حورے بیگم اور میرال موجود تھیں، مہتاب مامی کھانے کی غرض سے داؤد کے ہمراہ کچھ دیر پہلے ہی گھر گئی تھی جبکہ تراب اور حمزہ بلڈ کی وجہ سے ہسپتالوں کی خاک چھانتے پھر رہیں تھے کیونکہ اس کے ریڈ بلڈ سیل کثرت سے کم ہوتے جا رہیں تھے۔ آنکھوں کے بھیگے گوشے صاف کرتی کی نظر حورے بیگم پہ پڑی جو تسبیح کے دانے گراتی ساتھ ساتھ رو بھی رہی تھی آخر کو ماں تھی اولاد کی تکلیف پہ تڑپ گئی تھی اور اولاد بھی وہ جو منتوں مرادوں سے مانگی گئی ہو !

پھپھو جان"۔۔۔ان کے قریب بینچ پہ بیٹھتے میرال نے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے انھیں پکارا! اپنے قریب سے ابھرتی آواز پہ انھوں نے اپنی سرخ متواتر نم ہوتی آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا جو آج جانے انجانے میں ان کی بیٹی کی جگہ لیے

بیٹھی تھی 'اگر آج مرحا اور فارذ ایک ساتھ ہوتے تو شاید وہ آج ٹھیک ہوتی پر شاید!! چاہے ہی آغا فارذ کا ساتھ اسے میسر آجاتا پر جو تکلیف اس کے مقدر میں لکھی تھی وہ تو اسے ہر حال میں مل کر رہنی تھی تو پھر وہ کیسے ذہن میں یہ بات لاسکتی تھی کہ میرال نے ان کی مرحا کی جگہ چھینی ہے، اضطرب بھری نظروں سے انھوں ایک نظر اس نئ نویلی دلہن کو دیکھا جو کہی سے بھی دلہن تو نہیں لگ رہی تھی ان کا دل ہول اٹھا اس بچی کے نصیب پہ۔۔

میری جان اس کے لیے دعا کرو کہ وہ ٹھیک ہو جائے، یہ عمر تھوڑی ہے اس کی یوں بستر سے لگنے کی۔۔۔پیار سے اس کے بائیں رخسار پہ ہاتھ رکھتے وہ آبدیدہ سے لہجے میں بولی، دل سوکھے پتے کی مانند لرزہ رہا تھا۔۔۔

میرال میری مرحا کو بد دعا نہ دینے کہ وہ تمہاری خوشیاں خراب کر گئی اسے تو خود بڑا چاہ تھا اپنے آغا جان کی شادی کا پر دیکھو اب وہ کک "کیسے۔۔۔۔۔وہ نم لہجے میں بولتی دانستہ بات ادھوری چھوڑ گئی یا شاید!! گلے میں اٹکتے آنسوؤں نے اجازت نہیں دی تھی۔۔۔۔

کیسی بات کر رہی ہے آپ پھپھو جان 'وہ میری بھی تو کچھ لگتی ہے اگر وہ فارذ کے لیے عزیز ہے تو میری بھی تو چھوٹی بہنوں کی طرح ہے 'آپ پریشان نہ ہوئے دیکھیں گا ہماری روحی بالکل ٹھیک ہو جائے گئ۔۔۔ان کے ہاتھ کو نرمی سے اپنے ہاتھوں میں لیتی وہ خود بھی آبدیدہ لہجا میں بولی تو حورے بیگم آسودہ سی مسکرا گئ۔۔۔

انشاءاللہ """۔۔۔اب یہ ہی تو آخری امید تھی جس کے ساتھ ان کی دعائیں اور مرحا یوسف کی زندگی جڑی تھی۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

! ایک دنیائے محبت تھی میرے پیشِ نظر۔۔۔اور میں خاک ہوا تجھ کو میسر آکر

! سرجری سے دو دن پہلے

اس وقت ڈاکٹر عثمان کے کیبین میں آغا ابراہیم، سکندر ماموں اور فرقان ماموں کے ساتھ ساتھ تراب اور حمزہ بھی موجود تھے مگر اتنے لوگوں کی موجودگی میں بھی کمرے میں اتنا گہرہ سکوت تھا کہ اگر سوئی بھی زمین پہ گرتی تو اس کی آواز بھی بجلی کے کڑکنے جیسی محسوس ہوتی! ان سب کی امید بھری نظریں اس وقت فائل ریڈ کرتے ڈاکٹر عثمان پہ ٹیکی تھی جو مرحا کے ٹیسٹ رپورٹس کا جائزہ لے رہیں تھے "سانس یوں خشک ہوا پڑا تھا جیسے وہ محض ایک کاغذ کا ٹکڑے نہ ہو بلکہ ان سب کی موت کا پروانہ ہو! یا صرف مرحا یوسف کی !!!

ڈاکٹر آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ہے؟۔۔۔ صبر جب حد سے بڑھا تو وہ بلا آخر جھنجھلاتا ہوا لہجا لیے بولا! کیا کچھ نہ تھا اس وقت ان آنکھوں میں ڈر، خوف، بے تابی، اضطراب ایک مرحا یوسف کی سانسوں کے ساتھ کتنے لوگوں کی سانسیں جڑی تھی کہ اگر وہ جان لیتی تو شاید ریکاور ہونے کی کوشش کرتی مگر جس کے ساتھ اس کی سانسیں جڑی تھی اب اس کے ساتھ ایک اور وجود جڑ چکا تھا اور شاید یہ ہی بات اس کی باقی بچی چند سانسیں بھی چھیننے کا سبب بن رہی تھی۔

دیکھیئے مسٹر حمزہ! میں آپ کی کنڈیشن سمجھ سکتا ہوں مگر اب جو بات میں کہنے جا رہا ہوں آپ سب سے گزارش کے اسے تحمل سے سنئے گا پینک نہ ہوئیں گا کیونکہ اس میں (ہاتھ میں پکڑی فائل کی طرف اشارہ کیے کہا) آپ کی بہن کی زندگی جڑی ہے! میڈیکل کے علاوہ میں دعاؤں اور معجزات پہ بھی یقین رکھتا ہوں اور امید ہے کہ اس وقت جتنی دعائیں 'آئی سی یو' میں پڑی لڑکی کے لیے ہو رہی ہے وہ انشاءاللہ جلد ریکاوار کرے گئ مگر!!!۔۔۔ڈاکٹر عثمان ٹھہر ٹھہر کر اپنے نرم لہجے میں بولتے کسی بڑی بات کی تمہید باندھ رہیں تھے۔

ڈاکٹر پلیز صاف الفاظوں میں بتائے""۔۔۔آغا ماموں اضطرابی کیفیت میں بولے، انجانِ سے خوف نے اس وقت سب کو ہی اپنے شکنجے میں لے رکھا تھا۔۔

بات یہ ہے مرحا کا ٹیومر سیر برم میں لوکیٹ ہوا ہے جو کہ دماغ کا ایک بڑا اور مین حصہ ہوتا ہے اس ٹیومر کی ٹائپ گیلیو بلاسٹوم ہے جو کہ دماغ کے خلیے اور اسپائینل کوڈ میں ہوتا جسے ایسٹروسائیٹس کہتے ہے، اور یہ بہت تیزی سے بڑھتا جسم کے ہیلتھدی ٹیشوز کو ڈسٹروئے کرتا، ہر سال کم از کم بارہ ہزار سے زائد لوگ اس ٹیومر کا شکار ہوتے ہے، یہ کینسر بہت ایگریسیو ہوتا ہے جو کہ بہت

تیزی سے بڑھتا اور پھیلتا ہے مگر ابھی تک اس کا مکمل علاج دریافت نہیں ہو سکا اور نہ اس ٹیومر کے لیے کوئی عمر کی حد مقرر ہوئی ہے یہ کسی بھی عمر کے انسان کو ہو سکتا ہے،

اگر اس کا کوئی پروپر علاج ہی نہیں ہے تو آپ پھر ہماری بچی کو پچھلے ایک ہفتے سے ٹریمینٹ کیا دے رہیں ہے ؟؟۔۔۔آغاماموں غصے میں آتے تلخیہ لہجے میں بولے۔۔۔

دیکھے ہمارے پاس کیا انٹرنیشنل ہسپتالوں میں بھی اس کا علاج موجود نہیں ہے کیونکہ ابھی تک اس کی کوئی میڈیکشن تیار ہی نہیں ہوئی "ٹریٹمینٹ سے ہم ٹیومر ختم نہیں کر سکتے پر اس کی گروتھ کو سلو ضرور کر سکتے ہیں تا کہ پیشنٹ آرام دہ حالت میں زندگی گزار سکے۔۔۔ڈاکٹر عثمان نے ان کے لہجے کی تلخی پہ تحمل سے بتایا۔۔۔

پر کوئی تو علاج ہو گا سرجری، ریڈیشن وغیر کچھ تو""""۔۔۔تراب بے چینی سے پہلو بدلتے بولا تو ڈاکٹر عثمان نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

نیوروسرجن جو کہ دماغ کی سرجری کرتے ہیں" ہم اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ جتنا ممکن ہو سکے ٹیومر ریموو کر دیا جائے پر یہ جو گیلیوبلاسٹوما ہے یہ ڈیولپ ہی دماغ کے صحت مند ٹیشیوز میں ہوتا اس لیے نیوروسرجنز کے لیے ناممکن ہوتا ہے کہ وہ ایک سرجری میں سارا ٹیومر ریموو کر سکے۔۔۔اور ریڈیو تھیرپی اور ریڈیشن یہ سرجری کے بعد کے اسٹیپ ہے، سرجری کے فورا بعد ریڈیشن نہیں لگائی جا سکتی پیشنٹ کو کیونکہ اس پروسیز میں کم از کم چھ ہفتوں کا وقفہ لیا جاتا ہے تاکہ پیشنٹ جسمانی طور پہ ریڈیشن کے درد کو برداشت کرنے کا اہل ہو جائے، ریڈیشن سے ہم باقی بچ چکے ٹیومر کے سیلز کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہے اور اس کی گروتھ سلو کرتے ہیں مگر کسی بھی پروسیز سے ٹیومر ایک ساتھ ختم نہیں کر سکتے۔۔۔وہ خاصا ڈیپ میں جاتے ٹیومر کی نوعیت ایکسپلین کر رہیں تھے۔۔۔

اسٹیج کونسی ہیں؟؟؟۔۔۔سکندر ماموں نے سنجیدگی سے استفسار کیا تو سب کے دلوں کی دھڑکنیں مشتعل ہوئی۔۔۔

ڈاکٹرز نے تمام کینسرز کو "گریڈز میں ڈیوائیڈ کر دیا ہے رینج ون سے لے کر فور تلک "اور ہر گریڈ کینسر سیلز کی شیپ پہ ڈیپینڈ کرتا ہے کہ وہ مائیکرواسکوپ میں کیسے دکھتے ہیں اور کتنی تیزی سے بڑھ رہیں ہے، گیلیو بلاسٹوما کو ریکانائیز کیا جاتا ہے گریڈ فور برین کینسر میں اس لیے کیونکہ وہ باقی ٹیومرز سے زیادہ ایگریسیو ہے اور اس کے کینسر سیل بہت تیزی سے بڑھتے ہیں !!

لائف ایکسپیکٹینسی کتنی ہے اس ٹیومر میں ؟؟

داایوریج لائف ایکسپیکٹینسی اوف سم ون ود گیلیو بلاسٹوما از ٹویلو ٹو ففٹین مانتھز ود ٹریٹمینٹ "اینڈ ود آوٹ ٹریٹمینٹ از فور ٹو فائیو مانتھ !!!۔۔۔حمزہ کے پوچھنے پہ انھوں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

اور مرحا کی ریپورٹس دیکھ کر پتہ چل رہا ہے کہ وہ پچھلے چار مہینوں سے اس ٹیومر میں مبتلا ہے مگر حیرت کی بات ہے کہ آپ لوگوں نے کوئی ایک سیمٹمز بھی نوٹ نہیں کیا "ہاؤ کوڈ ڈیٹ ؟؟؟۔۔۔اور اس ہی کے ساتھ وہ سر تاسف میں ہلاتے پریشانی بولے کہ وہ کیسی فیملی تھی کہ وہ ٹیومر کے ایک سیمٹمز کو بھی نوٹ نہیں کر پائے تھے جو کہ بہت حیران۔ کن بات تھی ان کے لیے۔۔۔

آپ فوری سر جری کرے جتنی جلدی ہو سکے !!۔۔۔ان کے یوں طنزیہ کہنے پہ آغاماموں شر مندہ سے ہوتے جھٹ سے بولے شر مندہ تو وہاں بیٹھے سبھی نفوس تھے کہ وہ آخر کیسے اس کی ذات سے اتنے غافل ہو گیے تھے کہ اس میں ہوتے بدلاؤ کو دیکھ ہی نہیں پائے۔۔۔

میں خود بھی اب جلد از جلدی سر جری کے حق میں ہوں کیونکہ پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہیں"" سر جری کے لیے مجھے مرحا کے بال کٹوانے پڑھے گے تو کیا آپ پرمیشن دیتے !!!۔۔۔ڈاکٹر عثمان تھوڑا سا اگے ہو کر بیٹھتے ان سے اجازت بھرے لہجے میں بولے تو سکندر ماموں نے فوراً ان کی بات کاٹی۔۔۔

!!!! آپ کو جو صیح لگے وہ کرے ہمیں بس ہماری بچی کی زندگی چاہیے

ٹھیک ہے جتنی جلدی موسیبل ہوتا ہے میں سر جری کی تیاری شروع کرواتا ہوں آپ لوگ دعا کیجیئے گا کیونکہ ایک تو سر جری بہت خطرناک ہے اور دوسری !! پیشنٹ کے اندر ختم ہوتی جینے کی اُمنگ ہے جو کہ خوش آئند بات نہیں ہے

مم" مطلب ؟؟۔۔۔تراب کا لہجا ڈگمگایا کسی انہونی کے احساس سے۔۔۔۔

ایز آ ڈاکٹر جہاں تک میں ان کی سائیکی کو سمجھا وہ شاید خود ریکور نہیں کرنا چاہتی کیا فیملی میں کچھ ایسا ہوا ہے کوئی انسیڈینٹ کوئی حادثہ یا کوئی بہت اپنا انھیں چھوڑ گیا ہوں جس سے وہ اب مزید جینا نہیں چاہتی اور ایسے میں ان کے لیے سرجری کی تکلیف کو برداشت کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ انٹرنلی اور مینٹلی وہ بہت ویک

بہت زیادہ !!!

آغا فارز """"مجھے تم سے نفرت ہے !! شدید نفرت !!!۔۔۔ڈاکٹر عثمان کے کہنے کے مطابق کے وہ مزید جینا نہیں چاہتی والی بات کو سنتے حمزہ نے تکلیف سے آنکھیں موندتے غصہ اور نفرت بھرے لہجے میں ان سے نفرت کا اظہار کیا اگر اس کا بس چلتا تو ابھی جا کر ان کا گریباں پکڑ کے پوچھتا کہ آخر اس معصوم کی غلطی کیا تھی صرف یہ کہ وہ تم جیسے انا پرست اور بے حس شخص کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی اس کی اتنی بڑی سزا تو نہیں بنتی تھی جتنی وہ برداشت کر رہی تھی۔۔۔

کک "کتنا 'وقت ہے "ہماری "رر "روحی کے "پاس۔۔۔فرقان ماموں نے نا جانے کتنے حوصلہ اور ہمت سے یہ سوال پوچھا تھا جس کے پوچھنے سے ہی ان کا

دل لرزا اٹھا تھا جبکہ ان کے اس طرح پوچھنے پر حمزہ اور تراب نے بیوقت بے یقینی بھری نظریں اٹھائے ان کی سمت دیکھا کہ وہ کیسے اتنی دلسوز بات اپنے لبوں پہ لا سکتے ہیں مگر انھوں نے ان کی سمت دیکھا ہی نہیں یا شاید وہ دیکھ کر بھی نظر انداز کر گیے تھے۔۔۔

دیکھئے مسٹر آغا میں یہ بات کرنا تو نہیں چاہتا تھا مگر آپ کے پوچھنے پہ بتا رہا ہوں تاکہ آپ لوگ مینٹلی تیار رہیں کیونکہ کسی بھی وقت آپ کو کوئی بھی خبر مل سکتی ہی "میں خدا نہیں ہوں معاذاللہ جو کسی کی زندگی اور موت کی پیشنگوئیاں کروں مگر ڈاکٹر ہونے کے ناطے اور جوان کی کنڈیشن ہے اس کے تحت بتا رہا ہوں کہ اگر وہ برداشت کرتی رہی ٹیومر جیسے ناسور سے لڑتی رہی تو زیادہ سے زیادہ دو ماہ اور اگر ان کی ہمت ٹوٹ گئی تو کم از کم دو دن اس سے زیادہ وہ سروائیو نہیں کر پائے گی کیونکہ ان کے ریڈ بلڈ سیلز اور وائٹ سیلز کثرت سے کم ہو رہیں ہیں اور اگر۔۔۔ڈاکٹر عثمان ابھی بول ہی رہیں تھے جب وہ جھٹکے سے کرسی سے اٹھا کیبن سے باہر نکل گیا کیونکہ اس سے زیادہ حمزہ یوسف برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تم سے لے جائیں گے چھین کر ہم وعدے اپنے
اب تو قسموں کی صداقت سے بھی ڈر جائیں گے
اک تیرا گھر تھا میری حدِ مسافت لیکن
اب یہ سوچا ہے کہ ہم حد سے گزر جائیں گے
اپنے افکار جلا ڈالے گے کاغذ کاغذ
سوچ مر جائیں گی تو ہم آپ ہی مر جائیں گے
اس سے پہلے کے جدائی کی خبر تم سے ملے
ہم نے سوچا ہے کہ ہم تم سے بچھڑ جائیں گے!!

ہسپتال کے اس کمرے کی در و دیوار میں ایک اجیب سی وحشت پھیلی ہوئی تھی
،ایک گھمبیر اور جان لیوا خاموشی میں ڈوبے اس کمرے میں وہ نازک وجود

ہسپتال کا یونیفارم پہنے بیڈ پہ چت لیٹا ہوا تھا اس کے ایک طرف سائیڈ پہ فروٹس کی باسکٹ پڑی ہوئی تھی جبکہ دوسری طرف بلڈ کی ڈرپ لگی ہوئی تھی جو اس کے بائیں ہاتھ سے اٹیچ تھی، ہسپتال کے وائیٹ اینڈ بلیک ڈوٹ سے ڈریس میں اس کی گلابی رنگت بھی سفید رنگ کی طرح سپید ہوئی پڑی تھی جیسے وہ سالوں کی بیمار مریضہ ہو، جبکہ چہرے کے گرد ہلکے بادامی رنگ کا حجاب باندھ رکھا تھا جس سے اس کے بال نمایاں نہیں ہو رہیں تھے۔۔۔

گڈ آفٹر نون میم"""۔۔۔۔یونیفارم میں ملبوس نرس ہاتھ میں، ہیلتھی ناشتے کی ڈش تھامے روم کے اندر داخل ہوتی باآوازِ بلند بولی تو وہ جو پلکیں موندے پڑی تھی نرس کی آواز پہ آنکھیں کھولے دھیمے مگر مسکراتے لہجے میں بولی۔۔

گڈ آفٹر نون کیتھرین"""""۔۔۔۔امرحی لبوں پہ مسکراہٹ سجائے وہ نرس سے مخاطب ہوئی جو سائیڈ ٹیبل پہ ناشتے کی ڈش رکھ رہی تھی۔وہ ایک ہفتے سے یہاں پر تھی اور اس کی اس نون مسلم نرس سے بہت اچھی دوست ہو گئی تھی۔۔۔۔

یو لو کز سو بیوٹیفل روحی""""۔۔۔۔ہر روز کی طرح کیتھرین نے اس کے حجاب کے ہالے میں مقید چہرے کو دیکھتے دل سے کہا تو وہ آنکھوں سمیت مسکرائی۔وہ

نون مسلم ہونے کے باوجود روزاس کے حجاب پہ کمینٹ پاس کرتی اسے سراہاتی تھی۔۔۔۔

اینڈ یو لوکز ڈیم ہوٹ 'بے بی۔۔۔اس کے لبوں پہ سجی لیپسٹک پہ نظریں جمائے مرحا نے بے باک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے کہا تو کرسی پہ بیٹھی کیتھرین نے خشمگین نظروں سے اسے گھورا جو اس کی بیٹی کی عمر کی تھی مگر حرکتوں اور باتوں سے وہ اسے محض سات دنوں میں اپنی سہیلی لگنے لگی تھی۔۔۔

وین یو گیٹ ویل اینڈ لیو ہیئر، یو وِیل نوٹ فور گیٹ می"۔۔۔۔بلیک پیپر اور لائیٹ سولٹ سے تیار کردہ سوپ کا چمچہ بھر کر اسے پیلاتے کیتھرین نے آس سے پوچھا، جیسے وہ چاہتی ہوں کہ وہ اسے کبھی نہ بھولے۔۔۔۔

یو تھینک آئی وِیل بی فائین؟؟"۔۔۔۔اس کے سوال کے جواب کے بجائے مرحا نے بھی معصویت سے بے رحم سا سوال پوچھا۔۔۔

وائے ڈو یو ٹالک سو ہو پلیسلی""۔۔۔۔اس کے سفاک سوال پہ کیتھرین نے خفگی بھری نظروں سے اسے دیکھتے کہا تو بدلے میں اس کی ہنسی پھوٹی جیسے کوئی مزاحیہ خیز جمعلہ چھوڑا ہو۔۔۔۔

اٹس مائے سیکس سینس""۔۔۔ کیتھرین کی خود کو گھورتی سبز آنکھوں کو دیکھتے روحی نے لب سکڑے کہا جبکہ مسکراہٹ لبوں کے کونوں پر مچل رہی تھی

۔۔۔۔

اینڈ واٹ ڈز یور سیکس سینز سے؟؟؟؟؟

شی سے 'زڈیٹ دیز آر یور لاسٹ ڈیز اوف دیز لائف""۔۔۔ گھمبیر سرد لہجا لیے وہ کرب سے آنکھیں میچتے ہوئے بولتی کیتھرین کو اپنی جگہ ساکت کر گئی، وہ نازک سی کمسن لڑکی کس جگرے سے اپنی موت کی باتیں کر رہی تھی۔۔

اینڈ آفٹر ڈیٹ، یور سفرینگ فیلڈ ایکسیز ٹینس اوف یور 'زوِیل فلائے فیریلی ان دا سکائے"""""۔۔۔اس کے جامد وجود کو بغیر دیکھے وہ بس آنکھیں موندے بول رہی تھی جیسے خود کو ان آزاد ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی ہوں۔۔۔

شٹ اپ"یوٹالک آلوٹ اوف نو سینز""""۔۔۔دل کی بڑھتی دھڑکن کو قابو کیے وہ اس کے سر پہ ایک چپت لگاتے ہوئے بولی تا کہ ماحول کچھ ہلکا پھلکا ہو سکے جبکہ اسکے ڈاپٹنے پہ مرحا بچوں کی طرح دانت نکالتی ہنس گئی اس سے پہلے

کیتھرین اسے غصے سے مزید لتاڑتی ڈاکٹر عثمان ہاتھ میں فائل پکڑے روم میں داخل ہوئے۔۔۔

ہاؤ از آور بریو اینجل""" ۔۔۔بیڈ کے قریب آتے ڈاکٹر عثمان نے لبوں پہ شفقت سے بھرا تبسم بکھیرتے اسے مخاطب کیا جواب شرافت کا مظاہرہ کرتی غصے سے منہ پھلا کر بیٹھی کیتھرین کے ہاتھوں سے سوپ پی رہی تھی۔۔۔

آل از ویل '۔۔۔۔نرم مسکراہٹ کے ساتھ اس نے بہادری سے کہا۔۔۔۔

آپ واقعی ہی بہت ہمت والی ہے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ آپ آگے بھی سبھی کچھ اس ہی ہمت سے فیس کرتی اپنے دشمن کو شکست سے دوچار کرے گی ۔۔۔۔ٹیبل سے اس کی میڈیکل رپورٹس اٹھا کر اس کا معائنہ کرتے ڈاکٹر نے اس کی ہمت کو سراہا جو لاسٹ اسٹیج پہ کھڑی بہادری اور دلیری کی مثال قائم کر رہی تھی۔۔۔۔

آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟؟؟۔۔۔ان کے بات کے پس منظر کو دیکھتے روحی نے سوپ کا چمچہ لیتے پوچھا۔۔۔

یس آپ سے ایک ضروری پرمیشن لینی ہے !!!

کیسی پرمیشن ؟۔۔۔آنکھوں میں ناسمجھی بھرے تاثرات سجائے اس نے ڈاکٹر کی سمت دیکھا۔۔۔

سرجری کے لیے """"آپ کے بال کاٹنے پڑے گے۔۔۔اس کے معصوم چہرے پہ نظریں جمائے ڈاکٹر عثمان نے بہت احتیاط سے لفظوں کا متعین کرتے بات کی کیونکہ ان کے کسی قسم کے بھی لفظ سے اس بہادر لڑکی کا دل ٹوٹ سکتا تھا

۔۔۔

پپ "پر کیوں۔۔۔سفید ہوتے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے بولتی آج کتنے دنوں بعد مرحا یوسف کا لہجا لڑکھڑایا تھا ورنہ جب سے سب کو اس کے ٹیومر کا پتہ چلا تھا وہ سب کو بہت تسلیاں دیتی اپنے ٹھیک ہونے کا۔احساس دلا رہی تھی جبکہ کینولا لگا ہاتھ سرکتا ہوا حجاب پہ جان رکا۔۔۔

بچے سرجری کے لیے ضروری ہے۔۔۔اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ اور جگر کرتی آنکھوں میں اترتا ہوا خوف محسوس کرتے ڈاکٹر نے ضبط سے لبوں کو دبائے کہا کیونکہ انھوں نے اس لڑکی کی ہمت ہی دیکھی تھی کتنے دنوں سے اب اس کا ٹوٹنا کیسے دیکھ سکتے تھے۔۔۔

پلیز 'پلیز ڈونٹ ٹرائے مائے پیشنس ڈاکٹر، آئے کین "بیر دا پین اوف سر جری 'اینڈ دا لائف تھریٹینگ رسک اوف کیمو'ز"بٹ "بٹ آئی کین نوٹ گیٹ آ ہئیر کٹ پلیز"""ڈاکٹر پلیز۔۔۔ حلق میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو بامشکل نیچے اتارتے وہ بہادر لڑکی ڈاکٹر کے سامنے منتوں پہ اتر آئی کیونکہ وہ ہر تکلیف برداشت کر سکتی تھی مگر اپنے بال جو اس کا غرور تھے ان کے ساتھ یہ ظلم نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

بچے "نتھینگ از مور امپورٹنٹ دین یور لائف ایٹ دز ٹائم """اور آئیم شیور آپ سمجھداری کا مظاہرہ کرتی اس بات سے ایگری کرئے گئی کیونکہ آپ کے گارڈین سے میں پرمیشن لے چکا ہوں انھیں صرف آپ کی زندگی محفوظ چاہیے ۔۔۔ڈاکٹر صاحب نے اس بار اس کے حجاب سے ڈھکے سر پہ نرمی سے ہاتھ رکھتے تسلی دئی تو جھکی پلکوں سے ٹپ ٹپ کر کے گرتے آنسوؤں اس کی جھولی بھگونے لگے۔۔۔۔

اوکے "بٹ آئے کانٹ """بی بلیڈ۔۔۔۔ ہتھلی سے آنسوپونچھ کر گہری سانس بھرتے وہ ضبط کی آخری منزل پہ کھڑی بول رہی تھی جسے پاس کھڑی بغیر آنسوؤں سے روتی کیتھرین سوچ کر ہی کانپ اٹھی۔۔۔۔۔

ڈونٹ وری بچے 'جسٹ آ باو دا آئیر لوب"'۔۔۔۔ڈاکٹر اسے تسلی دیتے اس کے سر تھکپتے باہر کی طرف بڑھے کیونکہ انھیں اب جلد از جلد اس کی سرجری شروع کروانی تھی کیونکہ اس بہادر لڑکی کے پاس ٹائم کم اور ہمت زیادہ تھی جبکہ باہر کھڑکی کے پاس کھڑا حمزہ کیتھرین کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی مرحا کو دیکھتے خود بھی پلکیں نم کر گیا خود کو بہت بے بس محسوس کیا تھا اس نے اس وقت۔۔۔۔

تم کو پتہ ہے،

تم سے بچھڑنے پہ کیا ہوا

ہم کو اکیلا چھوڑ کر ہمت چلی گئیں

کل ہم تلاش میں تھے کہ کوئی آئینہ ملے

آج آئینہ ملا ہے تو صورت چلی گئیں

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کہ راہ دیکھے گے تیری،

چاہے زمانے لگ جائیں، زمانے لگ جائیں

یا تو آجائے یا ہم ہی ٹھکانے لگ جائیں !!!

فروری کے مہینے کا آغاز ہوا تو سردی کی شدت کم پڑ گئی اور جو آسمان بدلوں سے ڈھکا رہتا تھا وہ نیلا شفاف نظر آنے لگا تھا، سورج ہر دن کی طرح آج بھی اپنے جوبن پر تھا دن البتہ عام تھا مگر آج فضاؤں میں کچھ اجیب سی بات تھی مرجھائی مرجھائی اور غمزدہ سی معلوم ہو رہی تھی، دن بھی بیزار سا طلوع ہوا تو سورج کی کرنیں ہسپتال کی کھڑکیوں سے اندر آتی سرد کوریڈور میں حدت بخش رہی تھی جہاں گھر کے سبھی افراد موجود آئی سی یو کے دروازے پہ اپنی اپنی بے چین

نظریں جمائے بیٹھے تھے کیونکہ اندر اس کی سرجری چل رہی تھی جو کسی بڑے خطرے سے کم نہیں تھی۔۔۔

صبح چھ بجے اس کی سرجری اسٹارٹ ہوئی تھی اور اب دن کے بارہ بج رہیں تھے مگر نہ آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا اور نہ اس کی کوئی خیر خبر آئی تھی، جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا ویسے ویسے ہمت ٹوٹتی چلی جا رہی تھی، دل کو دھڑکا سا لگا ہوا تھا انا جانہ سا خوف ناگن کی طرح اپنا پھن پھیلاتا ان سب کو اپنے زہر میں جکڑ رہا تھا، لبوں پہ دعائیں اور آنکھوں میں نمی لیے وہ سب اسکی صحت کے لیے دعا گو تھے جو اندر آئی سی یو کے دروازے کے پار موجود زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی کیونکہ ڈاکٹر نے سرجری اسٹارٹ کرنے سے پہلے ہی ان کے سگنیچرز لے لیے تھے کہ دوران سرجری کچھ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اس کنڈیشن میں تھی ہی نہیں کہ سرجری کا رسک لیا جا سکے مگر پھر اس کے علاوہ دوسرا کوئی حل بھی نہیں تھا۔۔۔

گھڑی کی سوئیاں رفتہ رفتہ کرتے وقت کا سفر طے کر رہی تھی مگر اس سفید ٹائیل والے سرد کوریڈور میں بیٹھے نفوسوں کے لیے جیسے وقت وہی تھم گیا تھا جب اسے سٹیچر پہ لٹائے آئی سی یو کی طرف لے کر جا رہیں تھے۔۔

میری روحی""میرا بچا۔۔۔سرجری سے پہلے وہ خود چل کر آئی تھی ان سب سے ملنے جب حورے بیگم اسے ہسپتال کے کپڑوں میں سر پہ حجاب باندھے دیکھ شدتِ گریا سے روتی اس کے سینے سے لگی تو سبین مامی اور زبیدہ مامی بھی آنکھوں پہ ڈوپٹہ رکھتی سسکی۔اس وقت وہاں سب موجود تھے ماسوائے مہتاب مامی اور آغا فارذ کے جو کہ گھر سے ناشتہ لینے گیے تھے کیونکہ ڈاکٹر نے پہلے سرجری کا ٹائم آٹھ بجے کا بتایا تھا پر اب اچانک چھ بجے کہہ دیا تھا۔۔

ماما""ماما کیا ہو گیا ہے"""اچھا چپ تو کرے۔۔۔لبوں پہ کھلتی مسکراہٹ لیے وہ خود سے لگی حورے بیگم کی کمر سہلاتی انھیں حوصلہ دینے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ اندر سے اس کے حوصلے خود پست ہو چکے تھے۔۔۔

تم ٹھیک ہو کر "آؤں گی" سمجھی""مجھے میری "روحی بالکل"" صیح سلامت چاہیے۔۔۔اس کے زدر چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتی وہ اس

کے چہرے کو بار بار چومتی اشکبار لہجے میں بولی تو گرے رنگ آنکھوں میں نمی چھلکی۔۔۔

ہماری جب چار چار مائیں ہمارے لیے دعائیں کرئے گئ تو کیا ہم ٹھیک نہیں ہو گے۔۔اپنی دونوں مامیوں کو خود کے لیے یوں روتا دیکھ وہ نم آنکھوں سمیت مسکراتی بولی۔۔۔۔

ڈونٹ ماموں جان۔۔۔فرقان ماموں کو اپنی آنکھیں پونچھتا دیکھ روحی خفگی سے منہ پھلا کر بولتی ان کی آنکھیں صاف کرنے لگی تو انھوں نے روتے دل کے ساتھ اس کے کمزور وجود کو اپنے حصار میں بھرا۔۔۔

میرا بچہ بہت بہادر ہے """اس منحوس ٹیومر کو داؤد سکندر سمجھنا جس سے تم ہر بار جیتی ہوں۔۔۔اس کے صبیحہ پیشانی کو چومتے فرقان ماموں نے بھاری لہجے میں کہا تو اس نے ایک ترچھی نظر اس پہ ڈالی جو دیوار سے کندھا لگائے سنجیدہ نظروں سے اس کی سمت دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہمیشہ کی طرح یہ اس بار بھی ہارے گا۔۔۔۔اس کی سنجیدہ نظروں میں اپنی مسکراتی نگاہیں گاڑھے اس نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔۔

پلیز ماما جان کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہے اگر ایسے رخصت کرئے کرے گے آپ لوگ ہمیں جنگ کے لیے تو ہم وقت سے پہلے ہار جائے گے!!!۔۔۔زبیدہ ماما کو اپنی طرف بے بسی بھری نظروں سے دیکھ کر روتا دیکھ وہ اس بار بینچ پہ بیٹھی زبیدہ ماما کی طرف بڑھتی مضبوط لہجا اپناتے بولی۔ان سب کے آنسو اس کی روح کو مزید زخمی کر رہیں تھے۔۔۔

اللہ نہ کرے!!!اللہ میری زندگی بھی میری بچی کو لگا دے۔۔۔اس کی بات پہ وہ تڑپ کر بولتی اسے خائف بھری نظروں سے دیکھنے لگی تو وہ ہنستی ہوئی اگے بڑھی۔۔۔

اوکے سوری"بٹ آپ لوگ یوں ایکٹ نہ کرے آپ کے انسو تکلیف دے رہیں ہمیں۔۔۔ان کی ناراضگی کو دیکھتی وہ ہنستی ہوئی ان کی پیشانی چوم کر بولتی آخر میں سنجیدہ سا بولی۔۔۔

اچھا دیکھو میں اب نہیں رو رہی بلکہ کوئی بھی نہیں رو رہا!!۔۔۔وہ فورا سے اپنے آنسو صاف کرتی بولی تو وہ ایک بار پھر مسکراتی ان کے گلے لگی۔۔

ڈیٹس لائک مائے پیاری مامی جان!!!۔۔۔ان کے معصوم سے ایکٹ کو دیکھ کر بولتی وہ اب اپنے بڑے ماموں کی طرف بڑھی، جسم بالکل بے جان تھا مگر ان سب کی تسلی کے لیے وہ خود کو گھسیٹ رہی تھی۔۔۔

آپ سب کو سنمبھال لے گئے نہ؟؟۔۔۔خاموشی سے ان کی طرف بڑھتی وہ آغا ماموں کے سینے سے لگتی مدھم سی آواز میں دل میں آتے خدشوں کے تحت بولی۔کیونکہ سرجری کا نتیجہ وہ اچھے سے جانتی تھی اور یہ بھی جانتی تھی کہ اس سے پیار کرنے والے بکھر جائیں گے۔۔۔

اپنے بوڑے ماموں کے کندھوں پہ اتنا بڑا بوجھ نہ ڈالنا روحی، خدا کا واسطہ ہے تمہیں مجھ میں اتنی ساکت نہیں ہے کہ بھانجی کے """"۔۔۔اس کے گرد اپنی گرفت سخت کرتے وہ اس کے سر اپنی تھوڑی ٹیکائے کانپتے لہجے اور سیاہ آنکھوں میں نمی لیے اس کی بات پہ تڑپتے ہوئے بولے جبکہ اس کے گرد حائل بازوں میں کپکپاہٹ ہوئی تھی۔۔۔

میڈم آجائیں!!۔۔۔ائی سی یو کے دروازے میں کھڑی نرس نے اسے دیکھتے کہا۔۔۔

اچھااب آپ نے رونا نہیں ہے 'او کے آپ روتے ہوئے بالکل اچھے نہیں لگتے مائے گبر سنگھ۔۔۔نرس کی آواز پہ وہ ان سے جدا ہوتی ان کے چہرے پہ ہاتھ پھیرتی بولتی ان کے ہاتھ کی پشت کو چوم گئی جس پر وہ مزید آبدیدہ ہوتے اس سے رخ موڑ گیے تاکہ اس کی ہمت نہ ٹوٹے۔۔۔۔

اوئے ایسے کیوں کھڑے ہو؟؟۔۔۔سکندر ماموں سے ملتی وہ اب داؤد کی طرف بڑھی جو زمین پہ نظریں ٹیکائے ناجانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

بھنگڑا ڈالوں؟؟۔۔۔اس کے سوال پہ اس نے نظریں اٹھائے سپاٹ انداز میں طنز کیا تو اس نے مسکراہٹ دبانے کو لب دبائے۔۔۔۔

نہیں بالکل نہ ڈالنا ہسپتال ہے یہ!!۔۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں ابھرتی سرخی کو دیکھ کر وہ سمجھ سکتی تھی کہ وہ خود پر کس طرح ضبط کیے کھڑا ہے۔اس کے سوال کا جواب دئے بغیر وہ چپ چاپ زمین کو گھورتا رہا۔۔۔

ویسے ہمارا آئی پیڈ، موبائل اور ہمارا کمرہ تم رکھ سکتے ہوں بٹ ہماری چیزوں کو نہ چھیڑنا ورنہ ہم اوپر سے بھی آواز لگائے گے "داؤد سکندر آئے وانا کیل یو !!!!!۔۔۔اسے خاموش دیکھے اس نے گلے میں اٹکتے آنسوؤں کے گولے کو

نیچے اتارتے لبوں پہ زخمی مسکراہٹ سجائے اسے چھیڑا تو داؤد نے پھٹی پھٹی نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا وہ کتنی سفاک بن گئی تھی کیسے اتنے آرام سے وہ اتنی دلسوز باتیں کرنے لگی تھی۔۔۔

ہمارا کمرہ """آباد رکھنا"""۔۔۔درد سے پھٹتے دل سے کہتی وہ داؤد کے ناقابل فہم تاثرات کو دیکھتے اگے بڑھی اور بہت خاموشی سے اس سینے پہ سر رکھ کر کچھ پل کے لیے آنکھیں موند گئی تو کئی باغی آنسوؤں ٹوٹ کر اس کی شرٹ میں جذب ہوئے جبکہ وہ ابھی تک صدمے کی حالت میں کھڑا تھا اس نے اس کے گرد اپنا حصار نہیں بنایا تھا شاید ہمت نہیں ہوئی تھی۔۔۔کچھ دیر وہ یونہی رہی مگر پھر اسے مجسمے کی مانند کھڑا دیکھ وہ سیدھی ہوتی اگے بڑھی پھر کچھ یاد آتے الٹے پاؤں مڑی """پھولوں کے گلدستے والا اپنا وعدہ بھولنا مت """""۔۔۔اسے ابھی تک یونہی کھڑا دیکھ اس آنسوؤں سے بھاری ہوتی آواز میں پکارا تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اسے دیکھنے لگا جس کے قدم اب تراب سکندر کی طرف بڑھ رہیں تھے۔

اس نے تو اسے اپنے سینے سے لگایا ہی نہیں تھا ابھی تو وہ اس کے گلے سے لگ کر

رونا چاہتا تھا،اپنی حرکتوں کی شرارتوں کی معافی مانگنا چاہتا تھا مگر شاید اس کا وقت ختم ہو رہا تھا۔۔

میرا بے بی ڈریگن بہادر ہے اور میں جانتا ہوں وہ یہ فائیٹ جیت جائے گا تبھی میں رو نہیں رہا۔۔۔اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے فواد نے مسکراتے لہجے میں کہتے اس کی تسلی بندھوانی چاہی جبکہ دل کا حال تو اس کا بھی سب کے جیسا ہی تھا۔۔۔

ان سب کو بھی کچھ سمجھائے""۔۔۔۔فواد سے ملتی وہ ان سب کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھ کر بولتی کی نظر جب اپنی عزیز جان دوست پہ پڑی تو دل دکھ سے بھرا اور وہ لرزتے قدموں سے اس کی جانب بڑھی۔اس کے سنگ تو ابھی اس نے اک نیا رشتہ بھی جینا تھا مگر ہائے یہ قسمت۔۔۔

روحی!!!۔۔۔اسے اپنے پاس آتا دیکھ نوال خود پر سے اختیار کھوتی اس کے گلے سے لگتی روتی ہوئی آواز میں بولی تو مقابل نے خود پر ضبط کرتے اس کے گرد اپنی باہیں حائل کی۔۔۔

نوی ماما"""اور بب" بھیا کو سنبھال لینا""""" پلیز۔۔۔اس کے کان کے قریب لب کیے اس نے دھیمی سی آواز میں سرگوشی کی تو ساتھ ہی پلکوں سے آنسو ٹوٹ کر نوال کے کندھے پہ گرا۔۔۔

روحی نن"""نہیں۔۔۔۔اس کے الفاظوں پہ وہ سیدھی ہوتی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی حیرت زدہ سی بولی۔۔۔

ہہ ہماری خاطر۔۔۔۔ گرے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیل کر بولتی وہ مزید اس کے پاس نہیں رکی تھی جانتی تھی اگر مزید کھڑا رہی تو رو دے گئی۔۔۔

وہ اب تراب سکندر کے سامنے کھڑی مسکراتی نظروں سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی جو بالکل سپاٹ تھا، سیاہ آنکھوں میں سرخ پانی تیر رہا تھا، وہ آنسو تھے مگر مرحا یوسف کو یونہی لگا جیسے وہ خون ہو۔۔۔

وائے یو کرائینگ لائک آ چائلڈ ؟؟؟۔۔۔ پھر آگے بڑھ کر وہ ایڑھیوں کے بل اونچی ہوئی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی آنکھوں کو صاف کرتی بھنوئیں اچکائے بولی تو تراب نے اس کی نزدیکی پہ ایک گہرا سانس بھرا جیسے یہ خوشبو اپنی سانسوں میں مقید کر لینا چاہتا ہوں۔۔۔

نہیں میں بالکل نہیں" رو رہا کیونکہ "میں جانتا ہوں میری بالبز فائیٹر ہے۔۔۔ زدر گالوں پہ ہاتھ پھیرتے تراب نے سر نفی میں ہلاتے کہا تو وہ مسکراتی اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔۔۔

آئی نو ہمارے بھیا بریو ہے اور ان کی بالبز ان سے بھی زیادہ۔۔۔ اس کے سینے پہ سر رکھے اس نے سر گوشی نماں آواز میں کہا جب اس کی نظر ساتھ کھڑے حیدر پہ پڑی جو منہ یوں بنائے کھڑا تھا جیسے نا جانے کیسے خود کو رونے سے روک رہا ہو۔۔۔

اوئے بندر ایسا منہ کیوں بنایا ہوا ہے؟؟ سیدھا کرو یوں لگ رہا ہے جیسے بندر کو قبض ہوئی ہوں۔۔۔ حیدر کے سر پہ چپت لگاتے اس نے گھوری سے نوازتے کہا تو حیدر اپنی آنکھیں پونچھتا مسکرایا تو وہ مسکراتی ہوئی اس کے گلے سے لگی تو باقی سب بھی اس کی بات پہ مسکرائے۔ وہ خوش نصیب تھی کہ اس کے لیے دعائیں کرنے والے اتنے تھے!! پر وہ پھر بھی خوش نصیب نہیں رہی تھی!!! حیدر سے الگ ہوتی وہ ائی سی یو کے دروازے کے قریب کھڑے حمزہ کی طرف بڑھی جو لمبے لمبے سانس بھرتا اپنا تنفس بحال کرنے کی کوشش کر رہا تھا اسے اپنی

طرف آتا دیکھ اس نے بانہیں واں کی تو وہ بھاگ کر آتی اس شجر کے سینے میں سمائی اور پھر جو سب کو تسلیاں اور چپ کرواتی پھر رہی تھی اس مرحا یوسف کا خود پر سے اختیار اٹھ گیا اور وہ حمزہ کی شرٹ کو موٹھیوں میں دبوچتی ہچکیوں کے ساتھ روئی

۔۔۔بس """بس میری جان """بھائی کو بے بس نہ کرو "میں اس وقت بہت مجبور ہوں۔۔۔لرزتے ہاتھوں سے اس کی پشت مسلتے حمزہ نے آبدیدہ لہجے میں کہا جب تک وہ مسکرا رہی تھی اس کا دل مطمین تھا مگر اب اسے یوں سسکیوں سے روتا دیکھ حمزہ یوسف خود کو بے بسی کی اتھا گہرائیوں میں اتارتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ کلیجہ شدتِ غم سے پھٹ رہا تھا۔۔

ہہ "ہم "ہمیں "ڈر "لگ "رہا 'ہے۔۔۔پھر بہادری کا مظاہرہ کرتی لڑکی کا دل موت کے ڈر و خوف سے کانپا تو حورے بیگم کے کلیجے کو ہاتھ پڑا۔۔۔

ڈرنا نہیں ہے 'بالکل نہیں "ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔اپنے ایموشنز پہ قابو پاتے حمزہ نے اس کو خود سے جدا کیے کہا تو وہ سرخ چہرہ لیے اسے بھیگی نظروں

سے دیکھنے لگی۔نہ جانے وہ اس وقت خود پر کتنے پھیرے بیٹھائے اس سے

مخاطب تھا۔۔۔

بالکل چھوٹی سی سرجری ہے میری جان کو پتہ بھی نہیں چلے گا"بس میرا بچا

بہادری کا مظاہرہ کرے گا اور ڈرے گا بالکل نہیں کیونکہ ہم سب ہے نہ دعا

کرنے کے لیے۔۔۔اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیے وہ انگھوٹے

سے اس کے آنسو پونچھتا ایک بار پھر اس کی ہمت باندھوانا چاہا رہا تھا جس کی ہمت

بہت چاہنے کے باوجود بھی ٹوٹ چکی تھی اپنوں کے آنسوؤں کو دیکھتے۔۔

چ'چھوٹی سی"سرجری ہے۔۔۔لبوں کو باہر نکالے اس نے کسی چھوٹے بچے

کی طرح کنفرم کرتے پوچھا تو پیچھے کھڑے تراب کا بس نہیں چلا کہ اپنی سانسیں

اس لڑکی کے نام کردے جس کے سنگ اس نے زندگی جینے کا خواب دیکھا تھا

۔۔۔

بالکل چھوٹی سی"""""۔۔۔سب کی اشک نم آنکھوں کو دیکھتے حمزہ نے ضبط سے

کہا۔۔گرے آنکھیں شدتِ گریہ سے سرخ ہو رہی تھی۔۔

درد نہیں ہو گا نہ ؟؟۔۔۔ معصومیت سے نم پلکوں کو جھپکتے وہ حمزہ سے یوں پوچھ رہی تھی کہ اگر وہ کہے دے گا کہ درد نہیں ہو گا تو پھر چاہیے ضبط سے باہر کا بھی درد ہوں مرحا یوسف کو نہیں ہو گا۔۔۔

وہ بیہوش کر کے کرے گا تو بالکل بھی نہیں ہو گا۔۔۔ معصوم چہرے کا بھولا پن اور گرے آنکھوں کی معصومیت کو دیکھتے حمزہ یوسف بہت بے بس ہوا تھا! بہت زیادہ!!۔۔۔

اگر'پھر ہوش نہ آیا تو؟؟؟۔۔۔ گرے آنکھوں کا محور خود سے مشہبات رکھنے والے چہرے کو بنائے مرحا یوسف نے پھر سفا کی بھرا سوال پوچھا تھا جسے سن کر وہاں موجود کھڑے تمام نفوسوں کے دل لرز اٹھے۔۔۔

اللہ نہ کرے!!!!اللہ میری زندگی میرے بچے کو لگا دے۔۔۔ حمزہ نے تڑپ کر کہتے اسے اپنے حصار میں جکڑا" اتنی شدت سے کہ کوئی اس کی نورِ زندگی کو اس سے چھین نہ لے جبکہ تراب دیوار پہ سر جمائے خاموش آنسو بہانے لگا۔۔۔

مرحانہ کرو"""اتنی ہولناک باتیں "تمہاری بدقسمت ماں سہن نہیں کر سکتی۔۔ حورے بیگم تڑپ کر کہتی منہ پہ ہاتھ رکھتی روئی تو زبیدہ مامی نے انھیں خود سے لگا یا۔۔۔

ارے بچے اپ ابھی تک اندر نہیں گئی ہم لیٹ ہو رہیں ہے۔۔۔ نیلا کوٹ، سر پہ نیلی کیپ اور ہاتھوں نیلے ہی گلوز پہنے سرجری کے لیے تیار جب ڈاکٹر عثمان آئی سی یو کے قریب آئے تو اسے وہی کھڑا دیکھ پوچھا۔۔۔

جج "جی جا رہیں ہے """"۔۔۔ ڈاکٹر کی آواز پہ وہ فورا کسماتی حمزہ سے دور ہوتی بولی اور ایک نظر اٹھا کر کوریڈور کے راستے کی سمت امید سے دیکھا کہ شاید ہی وہ آجائے! مگر وہ نہیں آئے تھے۔۔۔

بی بریو "نورِ جاں!! بھیا انتظار کر رہیں ہے اپنی گڑیا کی واپسی کا!!! اور یہ انتظار' انتظار نہ رہے جائے 'اس لیے تمہیں ہر قیمت پر میرے حصار میں واپس لوٹنا ہے ۔۔۔ شدت سے اس کی پیشانی پہ بوسہ لیتے حمزہ نے گلوگیر لہجے میں کہتے اس کی ہتھیلیاں چومی تو بدلے میں اس نے بھی اوپر ہوتے اس کی پیشانی چومی۔۔۔

نرس پیشنٹ کو لے کر جائیں اندر۔۔۔دروازے کے قریب کھڑی نرس جو کہ اس کے فری ہونے کا ویٹ کر رہی تھی ڈاکٹر عثمان کے پکارنے پہ فوری اس کی طرف بڑھتی اسے سہارا دئے اندر لے جانے کی لگی جبکہ ڈاکٹر عثمان حمزہ کی طرف آئے۔۔۔

خدا کے بعد میں نے اپنی بہن کی زندگی آپ کو سونپی ہے ڈاکٹر اس امید سے کہ آپ اسے پہلی والی مرحا یوسف بنا کر لوٹائیں گے۔۔۔ڈاکٹر عثمان سے ہاتھ ملاتے حمزہ نے امید اور آس بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

کیا ہوا میم""۔۔۔اسے دروازے میں رک کر پھر کوریڈور کے راستے کی سمت امید بھری نظروں سے دیکھتا دیکھ نرس نے پوچھا۔۔۔کچھ نہیں!!!۔۔۔

نظریں ناامید سی ہوتی پھر لوٹ آئی اور وہ زخمی مسکراہٹ سے سر نفی میں ہلاتی بولی(وہ آج زندگی اور موت کی شطرنج کھیلنے جارہی تھی مگر وہ نہیں آئے تھے تسلی کا ایک لفظ بھی بولنے"شاید!!!اب مرحا یوسف ان کی دعاؤں کی بھی حقدار نہیں رہی تھی)نرس اسے لیے آئی سی یو روم کے اندر داخل ہو گئ۔۔۔

موت کی راہ نہ دیکھوں کے بن آئے نہ رہیں

تم کو چاہوں کے کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے !

عشق پر زور نہیں کہ ہے وہ آتش غالب

کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے !!

انشاءاللہ """آپ سب دعا کیجئے گا۔۔۔ڈاکٹر عثمان سب پر ایک الوداعی مسکراہٹ اچھلتے ہوئے بولتے خود بھی ائی سی یو روم میں داخل ہو گیے پیچھے موجود لوگوں کو ایک کربناک وقت میں قید کیے۔۔۔۔ چھوٹی سوئی بارہ اور ایک کا ہندسا عبور کرتی اب دو کے سفر کو تیز رفتاری سے عبور کرنے کی کوشش میں لگی تھی اور جیسے جیسے وقت مزید بڑھتا جارہا تھا وہاں بیٹھے لوگوں کا ضبط جواب دیتا جارہا تھا۔۔۔

حمزہ کچھ پتہ کرو آٹھ گھنٹے ہونے کو آئیں ہے """میرا دل بند ہو رہا ہے """یا اللہ میری بچی پر اپنا رحم کرے میرے مالک اس کے حصے کی تکالیف تو مجھے دے دے ۔۔۔کوریڈور میں اضطراب بھری حالت میں ادھر سے اودھر ٹہلتے حمزہ کو دیکھتے حورے بیگم نے سینے پہ ہاتھ رکھتے آنسوؤں سے تر لہجے میں کہا تو وہ تیز تیز قدموں سے ان کی جانب آیا۔۔۔

حوصلہ کرے ماما اگر آپ یوں کرے گی تو روحی کو کون حوصلہ دے گا؟؟۔۔۔
ان کے آنسوؤں کو سمیٹتے حمزہ نے ان کی پیشانی کو چوم کر کہتے انھیں خود سے لگایا

۔۔

تھوڑی دیر رک جاتے حمزہ میرا انتظار کر لیتے میں تو اپنی بچی سے ملی بھی نہیں ۔۔۔ مہتاب مامی ہاتھ میں پکڑی تسبیح کے دانے کو گراتی شکوہ کن نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی بولی جبکہ آغا فارز سب سے الگ تھلگ خاموش سے کھڑے تھے جیسے اپنے اپ سے ہی نبرد آزما ہو۔۔۔

اس کی سرجری کامیاب ہو جائے تائی ماں پھر جی کھول کر ملتی رہیے گا۔۔۔ حیدر نے ان کے شکوہ کو دیکھتے کہا تو سب نے زیر لب آمین کہا کہ اتنے میں ہی ائی سی یو کا سرخ رنگ کا جلتا ہوا بلب بند ہوا اور دروازہ کھول کر بے حال سے ڈاکٹر عثمان باہر نکلے جنھیں دیکھ سب اجلت بھرے انداز میں کھڑے ہوئے پر آغا فارز جہاں تھے وہی تھامے رہیں جانتے تھے کہ اگر ایک بھی قدم اٹھایا تو گر پڑے گے۔۔۔

ڈاکٹر کیسی ہے میری بھانجی؟؟ وہ ٹھیک ہیں؟؟ سرجری کامیاب ہو گئی؟؟؟

میری بہن کیسی ہے ڈاکٹر کیا میں اس سے مل سکتا ہوں۔۔۔ بے چینی اور بے

قراری سے بھرے لہجے میں سب نے پے در پے سوال کرتے ڈاکٹر کو کنفیوژڈ کیا ۔۔۔

پلیز ریلیکس "اتنے پینک نہ ہوں ۔۔۔ ڈاکٹر عثمان نے ہاتھ اٹھاتے ان سب کو پرسکون کرنا چاہا۔ وہ جانتے تھے اس وقت ان سب کی کیا حالت تھی ۔۔۔

وہ ٹھیک ہیں نہ ؟؟؟ ۔۔۔ داؤد نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا جبکہ سیاہ آنکھوں میں خوف کے سائے تھے ۔۔۔

شی از نوٹ فائین انھیں اس وقت اپ سب کی دعاؤں کی شدید ضرورت ہے !! ۔۔۔ داؤد کے سوال پہ ڈاکٹر عثمان نے بغیر کسی لگی لپٹی اور جھوٹی تسلی دینے کے بجائے دوٹوک کہا تو آغا فارذ کے بینچ کو تھامے ہاتھ پہ گرفت سخت ہوئی جیسے خود کو گرنے سے سنمبھالا ہو ۔۔۔

مم "مطلب "سرجری ؟؟؟ ۔۔۔ حمزہ یوسف کا لہجا لڑکھڑایا ۔۔۔۔

سرجری کامیاب ہوئی ہیں بٹ مرحا از اون کرٹیکل اسٹیج "میں نے سرجری سے پہلے ہی بتایا تھا کہ کچھ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے جسم میں اتنی ساکت ہی نہیں ہے کہ وہ مزید کوئی تکلیف برداشت کر سکے سرجری کے دوران دو دفعہ ان کی

سانسوں کا تسلسل ٹوٹا ہے" وہ سانس ٹھیک طریقے سے نہیں لے پا رہی ہے اس لیے شی از اون وینٹی لیٹر" دو دن ان کے لیے بہت ڈینجر ہے اگر ان میں وہ سروائیو کر گئی تو امید کی کرن نظر آ سکتی ہے شاید۔۔۔۔

وہ 'ہوش میں" نہیں ہے ؟؟؟

وہ ہوش میں ہے !!۔۔۔ سکندر ماموں کے پوچھنے پہ ڈاکٹر عثمان نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

ہم "مل سکتے ؟؟؟۔۔۔۔ تراب نے اپنی سرخ ہوتی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے پوچھا جبکہ دل غم سے بھر گیا تھا اس کے متعلق سن کر جبکہ آغا فارذ کا وجود پل پل ریت کی طرح پھسلتا چلا جا رہا تھا اس نادان لڑکی کی محبت میں !!! ہاں اب اس ظالم کے دل نے اعتراف کیا تھا کہ اس کی محبت سچی تھی اس نے کہا تھا کہ وہ ان کے بغیر مر جائے گی اور پگلی اس وقت موت کے دہانے پہ کھڑی بھی تھی۔

آج انھوں نے خود سے یہ اعتراف کیا تھا کہ ہاں انھیں بھی اس نادان اور پاگل لڑکی سے محبت تھی، وہ تو اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے تھے مگر آہ اس ظالم شخص کا اعتراف آج اس لڑکی کے لیے فقط ایک جھوٹ تھا !!۔۔۔

نہیں جینٹل مین اگرچہ وہ ہوش میں ہے مگر آپ لوگ اس سے مل نہیں سکتے کیونکہ وہ بولے گی تو ان کی سانسیں اکھڑے گئی اسے ماسک لگا ہوا ہے۔۔۔ڈاکٹر عثمان نے افسردگی سر ہلا کر کہتے اپنے کیبن کی طرف بڑھے تو سب پھر سے غمگیں سے ہوتے کرسیوں پہ ڈھے سے گیے جبکہ خواتین کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہیں تھے۔۔۔

دل ہی تو ہے سیاستِ درباں سے ڈر گیا

میں اور جاؤں در سے تیرے بن صدا کیے

بے سر فا ہی گزرتی ہے وہ اگرچہ عمرِ خضر

حضرت بھی کل کہے گے کہ ہم کیا کیا کیے

الجھتے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ

جو تم سے شہر میں ہو ایک دو تو کیونکر ہو

مجھے جنوں نہیں غالب مگر بعقولِ حضور

فراقِ یار میں تسکین ہو تو کیونکر ہو

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کی میرے قتل کے بعد !!

اُس نے جفا سے توبہ ہائے !

اُس زود پیشماں کا پیشماں ہونا !!!!!

وہ ائی سی یو کا دروازہ دھکیلتے اندر داخل ہوئے تو ایک پل کو ان کے جسم نے جھرجھری سی لی کیونکہ اندر کا ماحول باہر کے ماحول سے بالکل برعکس اور سرد تھا، گہری خاموشی میں مانٹرینگ مشین کی بے رحم آواز ماحول میں تناؤ سا پیدا کر رہی تھی، سیاہ آنکھیں ان لائینوں پہ ٹکی تھی جو ہر گزرتے پل کے ساتھ اوپر نیچے ہو رہی تھی، اس پر سے نظر سرکتی جب بیڈ پہ پڑے وجود پہ پڑی تو بے ساختا انھوں نے قدم پیچھے کو لیے اور سر خو بخود سر نفی میں ہلنے لگا" یہ تو آغا فارذ کی گڑیا نہیں تھی محض کچھ دنوں میں کیا کچھ نہ ہو گیا تھا گلاب رنگت انڈے کی زردی کیطرح پیلی پھٹک ہو رہی تھی، لمبی مخروطی انگلیوں والے مومی گورے ہاتھ جن میں سے نظر آتی سبز نسیں آغا فارذ کو بے حد پسند تھی اب بڑی بے رحمی سے کسی نے

اس نس میں ڈریپ کی سوئی انجیکٹ ہوئی ہوں تھی جس کی وجہ سے ہاتھ کا وہ حصہ نیلا اور سوجن زدہ ہو رہا تھا ۔

سپید و سرخ چہرہ اپنی رنگت کھوتا بے رونق ہوتا چلا جا رہا تھا، لمبے گھنگریلے بال کان کی لو تک کاٹ دئے گیے تھے اور اتنے ہلکے کہ اس کی جلد نظر آ رہی تھی، اس کے ساتھ بہت بڑی انصافی ہوئی تھی مرحا یوسف تو اپنے بالوں کو لے کر بہت پوزیسیو ہوا کرتی تھی مگر اب اتنے بڑے ظلم کے بعد بھی وہ خاموش تھی بالکل خاموش!!۔۔۔اسے یوں بکھرا ہوا دیکھ کر آغا فارز کا خود کا وجود بھر بھری مٹی کی طرح ہاتھ سے پھسلتا چلا جا رہا تھا۔۔۔

کس جوانی میں اجڑا ہے تیری چاہت نے مجھے
!! ایسی رُت میں تو درختوں کو ثمر لگتے ہیں

آ'غا" جان۔۔۔ابھی وہ اپنے احتساب میں مشغول تھے جب اس کی نقاہت سے بھری بے رونق آواز انھیں اس سرد کمرے کی تلخ حقیقت میں کھینچ لائی تھی جہاں وہ اپنی خوبصورت آنکھوں میں مسکراہٹ لیے ان کی طرف دیکھ رہی تھی

مگر ہر بار کی طرح اب ان آنکھوں کی وہ چمک مفقود تھی جو ان کا خاصا ہوا کرتی تھی۔۔۔۔

آپ """ ملے بب "بغیر جا" نا چاہتے تھے۔۔۔۔ وینٹی لیٹر ماسک کو اپنے لرزتے ہاتھ میں پکڑے وہ گہری سانسیں بھرتی شکوہ کن انداز میں بولی تو وہ حیراں ہوئے کہ وہ کس طرح ان کے دل کی بات کو جاں گئی تھی۔ وہ واقعی ہی چپ چاپ چلے جانے کو آئے تھے یہ سوچ کر کہ کہی ان کی صورت دیکھ کر وہ مزید تکلیف سے دوچار نہ ہو۔۔۔

ات 'نے بر" برے تو نن "نہیں ہے۔۔۔ انھیں ہنوز خاموش اور اسٹل کھڑا دیکھ وہ کربناک لہجے میں بولی تو وہ تڑپ کے اگے بڑھے۔۔۔

نہیں میری جان "ایسا مت سوچوں۔۔۔ وہ تڑپ اٹھے تھے تبھی اگے بڑھ کر اس کے سرد ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے بولے وہ تو آج بس اسے دیکھنا اور سننا چاہتے تھے دل بھر کے۔۔۔۔

س 'سوری۔۔۔ لحظ بھر کا وقفہ لیتی وہ گہری سانس اندر کو کھینچتی بولی تو انھوں نے اچنبھی بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا جو ہسپتال کے ڈریس میں پرمژدہ

چہرہ لیے صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی اور وہ کیا جانے کہ اگر انسان کو محبت نہ ملے تو وہ یونہی صدیوں کا بیمار اور راستہ بھٹکا مسافر لگتا ہے۔۔۔

آپ "کی "خ 'خوشیاں خ" خراب ہو گئیں۔۔۔۔ان کی آنکھوں میں ابھرتے ناقابلِ فہم تاثرارت کو دیکھتے وہ بظاہر مسکراتی ہوئی بولی تھی مگر اس بات پر جو اس کے اندر توڑ پھوڑ شروع ہوئی تھی یہ بس وہی جانتی تھی۔۔۔

خوشیاں """"۔۔۔کھوئے کھوئے لہجے میں بولتے وہ طنزیہ مسکرائے اب وہ اسے کیا بتاتے کہ ان کی خوشیاں تو اس ہی دن روٹھ گئیں تھی جب ایک مصری شہزادی کی محبت کو دھتکارا تھا۔۔

اٗپ "خوش 'ہے 'ان کے ساتھ؟؟۔۔۔ایک لمبا سانس بھرتے اس نے بھاری لہجے میں پوچھا غالباً میرال کا نام۔لینے سے اجتناب برتا تھا، آغا فارذ کے نام کے ساتھ اپنا نام دیکھنے کی خواہشمند لڑکی کیسے کسی اور کا نام ان کے نام کے ساتھ جوڑنے کی حماقت کر سکتی تھی۔۔۔

تمھیں کیا لگتا ہے؟؟۔۔۔اس کے ڈریپ لگے ہاتھ کی نیلی سوجن زدہ حصے کو ہلکے ہلکے سے سہلاتے وہ سوال اس پر ہی ڈال گیے۔۔۔

ش 'شاید مرحا" یوسف کے آغا" جان صرف "اس کے سس 'ساتھ ہی خوش رہے سکتے تھے !! ۔۔۔ گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لبوں پہ مردہ سی مسکراہٹ سجائے حسرت سے بولی تو آغا فارذ نے اس کی طرف چونکتے ہوئے دیکھا جس کے لبوں پہ مسکراہٹ تھی مگر اندر سے وہ ٹوٹ رہی تھی بالکل اس عمارت کی طرح جو سرتان کے کھڑی ہوتی ہے مگر اپنی کمزور بنیادوں کے باعث ایک جھٹکے میں ہی مسمار ہو جاتی ہے ۔۔

طبعیت 'کیسی ہے ۔۔۔ وہ اس کے سوال کو اگنور کرتے بات بدل گیے صرف اس کی خاطر تاکہ وہ مزید دکھی نہ ہو مگر وہ جانتے نہیں تھے کہ ان کے یوں بات بدلنے سے سامنے موجود لڑکی کے گلے میں اک رسّا سا بندھا تھا ۔۔۔

ٹھیک " ۔۔۔ لفظی سا جواب دیتے وہ خاموش اور پیاسی نظروں سے ان کی سمت دیکھنے لگی جیسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ ان آنکھوں کو خود میں بسا لینا چاہتی ہو

۔۔۔۔

آغا جان کی گڑیا ٹھیک نہیں ہے ؟؟ ۔۔۔ سر نفی میں ہلاتے وہ اس کے بالوں کو چھوتے بولے تو گلے میں بندھی رسی کی اک گراہ مضبوط ہوئی ۔۔۔

اوو "اپنے نے ہہ 'ہمارے بال دیکھے ؟؟ کیا ہم "اچھے لگ "رہیں ہے ؟؟۔۔۔

لہجے اور آواز کو حتی الامکان نورمل رکھنے کی کوشش کرتے اس نے اشتیاق سے

پوچھا جبکہ حلق میں آنسوؤں کا ایک سیلاب امڈ آیا تھا۔۔۔

میری گڑیا تو ہر حال میں اچھی لگتی ہے۔۔۔ ہمیشہ کی طرح عقیدت سے اس کے

ماتھے پہ بوسا دیتے انھوں نے مان سے کہا تو رسی کی دوسری گراہ بھی مضبوط ہوئی

۔۔۔

یو نو "واٹ جج "جب ڈاکٹر عثمان نے """سر جری کے """ لیے بال کاٹنے کی بب '

بات کی تو ہم بب "بہت روئے اس لیے نہیں کہ سر جری """ سے ڈر "لگتا ہے

بلکہ """اس 'لیے روئے تھے 'کہ بال """عع 'عورت کا "حسن ہوتا ہے اور """ہ

'ہم اپنے """اس وقت م 'میں حسن "سے بے نیاز "نہیں ہو 'ہو سکتے تھے۔۔۔

'وہ اتنی اتنی بڑی باتیں نہ صرف بول رہی تھی بلکہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی

جو کہ وہ سن بھی نہیں پا رہیں تھے۔۔۔

مرحا""""۔۔۔وہ ابھی مزید کچھ اور بولتی جب ان کی گھمبیر آواز نے اسے پل کے لیے ساکن کیا،اس آواز کی تو دیوانی تھی مرحا یوسف پھر کیسے نہ خاموش ہوتی ۔۔۔

مجھے میری گڑیا لوٹا دوں؟؟وہی پرانی مرحا یوسف جو اپنے آغا جان کی جان ہوا کرتی تھی،جو مبین منزل میں تتلی کی طرح اڑتی پھرتی تھی جس کے قہقہے مبین منزل سے لے کر آغا ہاؤس کے میناروں تک میں گونجا کرتے تھے،وہ
جو خاموش ہوتی تھی تو یوں لگتا تھا جیسے فضا میں اکسیجن کی کمی ہوں گئی ہو،جو گھر بھر کی لاڈلی تھی،جو غلطی سے روٹھ جائے تو مبین منزل کے مکینوں کے لیے دنیا رک سی جاتی تھی،وہ مرحا یوسف جو اپنے آغا جان کی کوئی بات نہیں ٹالتی تھی !!!! مجھے وہ مرحا لوٹا دوں

وہ مرحا یوسف تو اس ہی دن مر گئی تھی جس دن آغا فارذ نے اسے بے حیا کہا تھا ۔۔۔اس نے اپنی پوری ہمت مجتمع کرتے یہ بات کہی تھی اور یہ عہد کیا تھا وہ اب لڑکھڑائے گئی نہیں اور وہ لڑکھڑائی بھی نہیں تھی۔۔۔

غلط کہا تھا!!! جھوٹ بولا تھا کہ تم اس محبت کے چکر سے نکل آؤ میں نہیں چاہتا تھا کہ میری گڑیا کے کردار پہ کوئی انگلی اٹھائے۔۔۔جب بات خود کی ذات پہ آئی تو وہ چیخ اٹھے اور اپنے کردار کی صفائی دینے لگے تو وہ یکطرفہ مسکرائی۔۔

اچھا تو """سچ""" کیا تھا؟؟؟

سچ!!!!۔۔۔وہ لمحہ بھر کے لیے سوچ میں پڑ گیے کہ وہ اسے کیسے سچ بتائے جس سے وہ خود بھاگتے آ رہیں تھے مگر آج ضروری تھا بے حد ضروری!!! سچ یہ ہے کہ آغا فارذ کو محبت نہیں عشق ہے مرحا یوسف سے اس دن سے نہیں جب تم نے اظہار کیا بلکہ اس دن سے جب ایک مخملی کمبل میں گوندھا وجود میری باہوں میں آیا تھا، تمہارا وجود میری دنیا ہے مگر عمروں کے اس فرق نے کبھی ہمت ہی نہ دی کہ اس متعلق سوچ سکتا، ہمیشہ تمہارے متعلق سوچا کے لوگ کیا کہے گے کہ خود سے کم عمر لڑکی سے شادی کر لی اور باخدا مجھے اپنی کبھی پرواہ نہ رہی تھی فکر تھی تو صرف مرحا یوسف کی کہ کہی اس کے کردار پہ انگلیاں نہ اٹھائے، لوگ اسے برا بھلا نہ کہے اور بس ان ہی فکروں کی دھند میں میری محبت دھندلا گئی۔

میرال سے شادی کرنا میری مجبوری تھی کیونکہ ماں کی وہ خوشی تھی شادی بھلے

درج ہے اور وہ ہے میری اس سے ہوئی ہے مگر میرے دل پہ بس ایک ہی نام گڑیا کا جو کہ تا قیامت تک درج رہے گا۔۔۔ مرحا یوسف محبت نہیں عشق تھا آغا فارذ کا مگر اظہار میں دیر کر دی تھی ان کے منہ سے یہ لفظ سننے کو وہ لڑکی ترس گئی تھی اور جو اظہار اکیا بھی تھا تو تب جب وہ موت کے دہانے پہ کھڑی تھی اب ایسے میں اظہار کر کے وہ اپنے دل کا اور ضمیر کا بوجھ ہلکا کر رہیں تھے پہلے بھی انھیں لوگ کیا کہے گے کی فکر تھی اور آج بھی وہ صرف اپنے دل کی سن رہیں تھے ان سب میں مرحا یوسف تو کہی نہیں تھی "کیا اسے کہتے ہیں محبت !! نہیں محبت تو وہ تھی جو اس نے کی تھی جس کے بعد صرف اسے ان کی خوشی عزیز تھی اپنی خوشیاں تو وہ ان پر قربان کر چکی تھی۔۔۔

یہ سب "کہہ کر ہہ 'ہماری موت """ مشکل نہ بنائے آغا جان "" ہہ 'ہم نہیں چاہتے کہ """ اس وقت خدا سے "رحم ما' نگنے کے بجائے "آپ کے سس 'ساتھ کے خو' ہشمند ہو جائیں جو کہ اب "ناممکن ہے۔۔ وہ بہت ضبط سے اپنے آنسوؤں پہ بندھ باندھے بول رہی تھی سانسیں سینے میں اٹک رہی تھی مگر وہ ماسک نہیں لگا رہی تھی۔۔۔

میں مر جاؤنگا اپنی گڑیا کے بغیر۔۔۔ موت کا لفظ سنتے وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے بولے، آخر کب انھوں نے اپنی گڑیا کے متعلق یوں سوچا تھا مگر اب جب دیکھنا پڑ رہا تھا تو برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

کوئی 'کسی کے بغیر نہیں مرتا" اور جو یہ کہتے ہے "حما 'قت کرتے ہیں آپ میرا" ل آپی کے سس "ساتھ خوش رہینگے" باقی سب بھی چار "دن کا سس "سوگ منا کر اپنی اپنی "زندگیوں کی طرف لوٹ "آئیں گے ایسے میں کسی کو 'یاد نہیں رہے گا کہ کوئی مرحا یوسف بھی تھی """سب کی زندگیوں میں خوشیاں لوٹ آئیں گی مگر مرحا یوسف ماضی کی یادوں کی طرح ایک دھندلی یاد بن کر رہ جائے گئی """مرحا یوسف کا" باب ختم ہو جائے گا """اپنی ادھوری کہانی کے ساتھ۔۔۔ اس کا ایک ایک لفظ اذیت و تکلیف کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا جبکہ سانسیں اب بری طریقے سے منتشر ہونے لگی تھی۔۔۔

ایسا نہ کہو """پلیز ززروحی """۔۔۔۔ وہ اس کی باتوں پر تڑپ اٹھے تھے، دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا۔۔۔

مگر"""" اٗ'آپ وو" وعد'ہ۔۔۔اپنا کینولا لگا لرزتا ہاتھ ان کی سمت بڑھاتے اس نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر اکھڑتے سانسوں کے باعث اس کی بات ادھوری رہے گئی ۔۔۔

گڑیا"""گڑیا میری جان کیا ہو رہا ہے """ادھر دیکھو۔۔۔اس کے اکھڑتے سانسوں کو دیکھتے وہ حواس بختہ ہوتے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے گھبراہٹ سے بولے۔۔۔

و'و"عد"""ہ آ"غا!!!!۔۔۔اپنی سرخ مومی ہتھیلی ان کے اگے پھیلا کر وہ شاید کوئی وعدہ لینا چاہتی تھی مگر سانسیں اتنی بھی مہلات نہیں دے رہی تھی جسے دیکھ انہوں نے فوراً اس کا ماسک اوپر کیا مگر پھر سانسوں کی روانگی بحال نہ ہوئی۔۔۔

وعدہ میری جان "نرس!!!نرس!!!۔۔۔اس کی بڑھے ہوئے ہاتھ کو اجلت بھرے انداز میں اپنے ہاتھ میں بھر کر اپنے لبوں سے لگاتے اٗئی سی یو کی نرس کو آواز دینے لگے جو فوراً بھگتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔۔۔

کال ڈاکٹر فاسٹ!!!!۔۔۔نرس کو اندر آتا دیکھ وہ ایک بار پھر چلائے تو نرس فوراً الٹے پیر بھاگی جبکہ وہ بار بار اس کے ہاتھ کو چوم رہیں تھے۔۔۔

روحی میری گڑیا!!ادھر دیکھو یوں نہ کرو"""اپنے آغا جان پر رحم کروں۔۔

سانسوں کی کمی کے باعث اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے وہ بے بسی سے بولے اس کی اس قدر تکلیف کو دیکھتے ان کی آنکھوں میں بھی انسو اتے مرحا کی گردن پہ گر رہیں تھے۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟۔۔۔حمزہ جو ڈاکٹر عثمان کے کیبن کی طرف بڑھ رہا تھا ائی سی یو کی نرس کو یوں بھاگتا دیکھ آتے اس کا ماتھا ٹھنکا تو خوف سے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔۔۔

وہ پیشنٹ کی"""حالت بگڑ۔۔۔اور وہ جو بہت بے چینی سے اس کے بولنے کا منتظر تھا اس کے لبوں سے ادا ہوتے لفظوں کو سنتے وہ بغیر اس کی بات مکمل ہونے کا ویٹ کیے کوریڈور میں سرپٹ بھاگا تو نرس ڈاکٹر عثمان۔کے کیبن کی طرف بڑھی۔۔وہ کوریڈور میں پاگلوں کی طرح بھاگ رہا تھا مگر محض کیبن سے آئی سی یو کا مختصر راستہ ختم ہی ہو کے نہیں دے رہا تھا اسے لگا جیسے وہ کسی بھول بھلیاں میں پھنس چکا ہو۔۔۔

حمزہ میری جان کیا ہوا؟؟۔۔۔اسے اپنی سمت یوں بھاگ کر آتا دیکھ سبین مامی فکر مند لہجے میں بینچ سے اٹھتی بولی پہلے نرس بھاگ کر گئی تھی اور اب حمزہ کو یوں بدحواس آتا دیکھ ان کا دل کانپا تھا۔۔۔

روحی!!!!!۔۔۔وہ اپنے خشک پڑتے حلق سے بس اتنا ہی کہا پایا تھا اور ائی سی یو کا دروازہ دھکیلتا وہ اجلت بھرے انداز میں اندر داخل ہوا تو سبین مامی سینے پہ ہاتھ رکھتی بینچ پہ گری۔۔۔

مامی جان""سنمبھالے خود کو!!۔۔۔نوال فوراً آگے آتی انھیں سنمبھالتی آبدیدہ لہجے میں بولی۔اس وقت وہاں سبین مامی نوال اور مہتاب مامی موجود تھی جبکہ زبیدہ مامی گھر گئی تھی اور حورے بیگم نفل ادا کرنے اور مرد حضرات میں کچھ ڈاکٹر عثمان کے کیبن میں موجود تھے اور کچھ فریش ہونے کی غرض سے گھر گیے ہوئے تھے۔۔۔

یااللہ رحم کر میری بچی پر!!۔۔۔سینے پہ ہاتھ رکھتی وہ پیچھے کو سر گرائے روتی ہوئی بولی تو مہتاب مامی بھی اٹھ کر ان کے قریب آئی۔۔۔

مامی جان حوصلہ رکھے """ ہماری روحی ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ نوال کے خود آنکھوں سے آنسو بہے رہیں تھے اپنی عزیزِ جان دوست کی حالت کا سوچ کر۔۔۔

اور نہیں تو کیا سبین صبر کرو انشاء اللہ وہ ٹھیک ہوں گئی۔۔ مہتاب بیگم نے بھی ان کا شانہ تھپتھپاتے تسلی کروانا چاہی۔۔۔

حورے مر جائے گئی بھابھی !!! روحی کو کچھ ہوا تو حورے بھی ساتھ ہی مر جائے گی """ رحم کر مولا ہمارے حالوں پر۔۔۔ وہ سر ہاتھوں میں گرائے مسلسل روتی خدا سے رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔۔

اللہ نہ کرے مامی جان !!!! ایسے نہ بولے۔۔۔ نوال کا کلیجہ منہ کو آیا تھا مرحا کے بارے میں یہ سب سن کر۔۔۔

اللہ رحم کرے گا انشاء اللہ 'تم ایسی باتیں نہ نکالو منہ سے۔۔۔ سبین مامی کی بات کو سنتے ان کا کلیجہ دہل اٹھا تھا۔۔

روحی """"" گڑیا۔۔۔ وہ اس کے بکھرتے سانسوں کو دیکھتے کرب سے پکار رہیں تھے جو کچھ کہنا چاہتی تھی مگر سانسوں کی تنگی آج بڑا ظلم ڈھا رہی تھیں اس ننھی جان پر۔۔۔

روحی!!!!۔۔۔وہ دروازہ زور سے دھکیلتا اندر داخل ہوتا بے قراری سے بولتا ہوا اس تک پہنچا جس کا چہرہ سانس کی تنگی کے باعث خون چھلکا رہا تھا، آنکھوں میں شدید نمی تھی۔۔۔

بب"ھیا!!۔۔۔اپنے دوسرے ہاتھ کو حمزہ کی طرف بڑھاتے اس نے لمبا سانس بھرا، آج اس کے لفظ بھائی میں زمانے بھر کی تکلیف تھی۔۔۔

بھیا کی جان صدقے"میری گڑیا بالکل ٹھیک ہو جائے گئ بس تھوڑا حوصلہ مزید""روحی تو فائیٹر ہے ہر تکلیف سے لڑ سکتی ہے بس بھیا کے لیے تھوڑی ہمت اور کر لو میری جان""بھیا بہت بے بس ہیں۔۔۔اس کے سرد پڑتے ہاتھ کی پشت پہ بوسہ دیتے وہ شکست خور لہجے میں بولا"بس یہاں آکر انسان بے بس ہو جاتا ہے جب کوئی اپنا بے حد عزیز جان کی بازی ہار رہا ہو اور محبتوں کے دعوے کرنے والے کچھ نہ کر پائے ساری زندگی جس 'میں' کی مالا جپتے انسان نہیں تھکتا آخر میں اس ہی 'میں' کے اگے مجبور اور لاچار پڑ جاتا ہے۔۔۔

ب 'بھیااور نن "نہیں اب""" نہیں """ت 'کلیف بر دا"""داشت ہو"تی۔۔

حمزہ کی بات پہ وہ سسکتے ہوئے بولی گرے رنگ آنکھیں کچھ سانسوں کے اکھڑنے اور کچھ اپنوں سے دور جانے کے غم میں سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

نن "نہیں روحی ماما کا تو سوچوں وہ تمہارے بغیر ٹوٹ جائے گئیں ان کا ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے" بابا کے بعد اب تم بھی دغا دے رہی ہو بھیا اکیلے کیسے سنمبھالے گے ؟؟ مجھے تنہا مت کرو" تمہیں تو بھیا نے دعاؤں میں مانگا ہے خدا سے 'اپنے بھائی کو چھوڑوں مت 'مجھے اکیلا نہ کرنا""" تھوڑی ہمت کر لو پلیز زز میرے بچے۔۔اس کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو اپنے پوروں سے صاف کرتے وہ ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولا، اتنا مجبور اور بے بس انسان کبھی نہیں دیکھا تھا جتنا اس وقت حمزہ یوسف لگ رہا تھا۔۔۔

ما 'ماسے کہیے "گ 'اان کی """روحی بہت "شر مندہ تھی """""انھیں ہہ 'ہمیشہ بب 'بہت ستایا ہے م "مگر ان "ان سے کہیے گ 'گا کہ مم 'معاف کر دے """ بھیا اللہ کک """کے یہاں پپ "پکڑ بب "بہت سخت ہے۔۔۔آج کتنے دنوں بعد مرحا یوسف کا ضبط چھلکا تھا دل کا غبار آنسوؤں کی صورت نکل رہا تھا۔۔

مم 'مر حایو 'سف کو 'آپ سس ''سب سے بب '' بے انتہا ! محبت تھی '''' اتنی کہ ان سس 'سب کی خ'' خوشیوں کک 'کی خا 'طر وہ '' اپ 'نی قربانی '' دے گئ ۔۔۔ان دونوں کی طرف اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے دیکھتے اس نے رونے کے باعث اٹکتے لہجے میں کہا اس کا نازک وجود اس قدر کپکپا رہا تھا کہ اس کے باعث ان دونوں کے ہاتھ بھی کانپ رہیں تھے جس نے انھوں نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ رکھا تھا۔۔۔

گڑیا'''''' ۔۔۔آغا فارذ نے کچھ کہنا چاہا پر وہ ٹوک گئ۔۔۔

ہہ ''ہمیں بھو لیے گا '''' مم 'مت ہہ ''ہمیشہ اپنی '''' دعاوں کے تت '' تحفے بب '' بھیجتے رر '' رہیے گا ہہ 'ہم اا 'نتظ '' ظار کیا کرینگے ۔۔۔سانس سینے میں مدغم ہونے لگی تھی۔ چہرہ سرخ اور آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔

ڈاکٹر ررر '''' ۔۔۔نرس بغیر پرمیشن لیے اندر داخل ہوتی حواس بختہ سی بولی تو آغا ماموں کے ساتھ ساتھ سکندر ماموں بور تراب بھی چونکنے ہوئے۔۔۔ڈاکٹر پیشنٹ کی حالت بگڑ رہی ہے انھیں سانس نہیں آرہا۔۔۔نرس نے پھولتے سانسوں کے درمیان کہتے سب کے پیروں تلے سے زمین کھینچی۔۔۔

اومائے گوڈ۔۔۔ڈاکٹر عثمان اجلت بھرے انداز میں کہتے باہر کی طرف بھاگے تو سب سے پہلے تراب ہوش میں آتا ان کے پیچھے لپکا۔۔۔

بھابھی کیا ہوا؟؟۔۔۔ڈاکٹر عثمان کو آئی سی یو میں بدحواس سا جاتا دیکھ حور رے بیگم جو نماز پڑھ کر آرہی تھی مہتاب مامی کو دیکھتے سوالیہ پوچھا۔۔۔

وہ"""وہ مرحا۔۔۔انھیں سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہے اور کس طرح۔۔۔

کیا ہوا میری روحی کو؟ اسے کچھ نہیں ہو سکتا ابھی تو اس کی عمر دارزی کے نفل ادا کر کے آرہی ہوا سے کیسے کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔ایک پل کو ان کے دل میں خوف آیا مگر پھر اپنے پڑھے گیے نفل یاد آئے تو پر سکون سی ہوتی بولی مگر صرف بظاہر اندر سے تو وہ اس کی تکلیف میں مر رہی تھی۔۔

آنٹی"""""۔۔۔انھیں کھڑا کھڑا ایکدم لڑکھڑاتا دیکھ نوال فوراً سے بھاگتی انھیں کندھوں سے تھامتی بولی۔۔۔

وہ"وہ ٹھیک نہیں ہے نوال"میری روحی کا سانس رک رہا ہے۔۔۔اپنے سینے کو اضطرابی کیفیت میں سہلاتے بے چینی سے بولی،جب اندر موجود لڑکی کا سانس ٹوٹ رہا تھا تو باہر بیٹھی ماں کو کیسے نہ پتہ چلتا۔۔۔

آپ سب باہر جائیں۔۔۔ڈاکٹر عثمان نے اندر آتے ان دونوں کو دیکھتے کہا جبکہ نرس جلدی جلدی انجیکشن تیار کرنے لگی۔۔

نن "نہیں پلیز" نہیں۔۔۔ان کے دونوں کے ہاتھوں پہ اپنی کپکپاہٹ والی گرفت مضبوط کرتے وہ ڈاکٹر کے اگے روہنسا سی ہوتی التجاعیہ ہوئی۔۔۔

سر پلیز آپ لوگ باہر جائیں۔۔۔نرس نے آکر آغا فارذ کے کندھے کو ہلاتے کہا جو آنکھوں میں نمی لیے اپنی گڑیا کی ٹوٹتی ہوئی سانسوں کو دیکھ رہیں تھے 'کتنا ہولناک منظر تھا وہ۔۔۔

مرنے کو تو مر جائیں مگر ایک شرط ہے
!! تم سامنے بیٹھ کر سانسوں کا تسلسل ٹوٹتے دیکھو

ہٹھو"""دور رہو میری گڑیا سے """اگر اسے کسی نے ہاتھ بھی لگایا تو میں جان سے مار دوں گا!!!۔۔۔نرس کو انجیکشن لے کر اس کی طرف بڑھتا دیکھ وہ حلق کے بل چلایا تو وہ سہم کر پیچھے ہوئی۔۔۔

ببب """بھیاااااا""""آ'غا"""۔۔۔۔ایک لمبا طویل سانس بھرتے اس نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھتے درد بھری آواز میں پکارا آنکھوں

سے کئی آنسوؤں موت کی اذیت و تکلیف برداشت کرتے پلکوں کی باڑ سے پھسلتے گالوں پہ بہے اور اس ہی کے ساتھ کب سے جاری زندگی اور موت کی جنگ بھی اختتام ہوئی، سانسوں کا بندھن بڑی بے رحمی سے ٹوٹا تھا کہ اسے ہچکی بھرنے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی، بند ہوتی گرے رنگ آنکھوں نے آخری بار ان دو چہروں کو دماغ کی میموری میں محفوظ کیا تھا اور اس کے بعد ہر طرف تاریکی سی پھیل گئی """ گہری اور مکمل تاریکی !!!

گڑیا!!!!!!!" ۔۔۔ وہ اس کی ٹوٹ چکی سانسوں اور بند ہوتی آنکھوں کو دیکھتے پاگلوں کی طرح چلاتے اس کے وجود کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑنے لگے ۔۔ مگر اس کے بے جان ہوئے وجود میں جنبش نہ ہوئی۔ آنکھیں کھولو """ روحی """"" گڑیا تم اتنی بڑی سزا نہیں دے سکتی اپنے آغا جان کو """ آنکھیں کھولو ۔۔۔ وہ اس کی بند ہو چکی آنکھوں کو دیکھتے چلاتے اس کی منتیں کرنے لگے جبکہ حمزہ بے یقین اور نم نظروں سے کبھی بیڈ پہ لیٹے نحیف وجود کو دیکھ رہا تھا تو کبھی مانٹرینگ مشین میں سیدھی ہو چکی دل کی دھڑکن کو ۔۔۔

آپ ہٹے پلیززززز"'"۔۔۔ڈاکٹر ہاتھ میں سی پی آر مشین کو لے کر آتے آغا غارذ پہ چلائے تو وہ بے جان قدموں سے پیچھے ہوئے جبکہ نگاہوں کا مرکز وہی وجود تھا جسے ڈاکٹر اب سی پی آر دے رہیں تھے۔۔۔

وہ سوری ہے نہ ؟؟!!۔۔۔حمزہ کی طرف سرخ نظروں سے دیکھتے انھوں نے جیسے خود کی تسلی دینی چاہی تھی مگر اس کی توجہ تو آغا فارز کی طرف تھی ہی نہیں اس کی نم نگاہوں کا مرکز تو مرحا کے جھٹکے کھاتے وجود پر تھی جو ہر جھٹکے پہ سر سے لے کر پاؤں تک پورا جھنجھوڑ دیا جاتا تھا مگر پھر بھی بے جان اور خاموش بستر پہ ڈھے جاتا۔۔۔

ڈاکٹر "پلیز اور""تت"تکلیف نہ دے میری روحی کو!!۔۔۔مردہ شکست خور قدموں سے بیڈ کی طرف بڑھتے حمزہ نے ڈاکٹر عثمان کا ہاتھ پکڑتے انھیں مزید سی پی آر دینے سے روکتے غمگیں بھرے لہجے میں کہا تو وہ جو آخری بار کوشش کر رہیں تھے کہ شاید سانسوں کا تسلسل پھر سے جڑ جائے وہ مایوس سے ہوتے ہاتھ میں پہلو میں گرا گیے۔۔۔

ائم سوری مسٹر حمزہ "۔۔۔اس کے جھکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے وہ افسردہ سے لہجے میں سر نفی میں ہلاتے بولے مگر ان کی بات پر کوئی رسپونس دیئے بغیر وہ جوان۔ مرد شکست خور انداز لیے بیڈ پہ اس کے قریب بیٹھتے اس کے بے جان وجود کو اپنے سینے میں بھینچ کر اس کے سر پر اپنا گال ٹیکائے بچوں کی طرح رو یا دیا تھا' ہچکیوں اور چیخوں کے ساتھ کہ اس کی درد بھری چیخوں سے آئی سی یو کے "" " درو دیوار لرزا ٹھے تھے

میں رسموں کی زنجیروں سے باندھی

اور سپنوں کی تعبیروں سے جاگی ہوں

کیوں اپنوں سے بیگانگی میں لاگی

نورِ ِ "جان "" "میری زز "زندگی "" " "میرا بچا" بھیا' کو اکیلا کر گئی "کہا تھا' میں نے کہا تھا نہ مجھے 'تنہا نہ "کرنا" بھیا مر جائے "گے روحی "" "خدارا رحم کرو" مجھ پر' بھیا اتنے " بہادر نہیں ہیں کہ تمہاری "جدائی برداشت کر جائے ایک بار "" " بب 'بس ایک بار آجاؤ" بھیا اپنی "" "زندگی اپنی بہن سس 'سے وار دے "" "ایک بار' آجاؤ واپس "" "روحی "۔۔۔اس کے مردہ وجود کو اپنی مضبوط بانہوں کے

حلقے میں بھرے وہ کانپتے لبوں سے اسے پکراتا بار بار اس کے سرد چہرہ کا بوسہ لے رہا تھا کبھی ماتھے کا تو وہ کبھی ان گرے نگینوں کا جو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موند چکی تھی، وہ بانہیں جو اسے ہر حال میں اپنے سینے میں چھپا لیا کرتی تھی آج ان مضبوط بانہوں سے مرحا یوسف کا وجود ریت کی مانند پھسل رہا تھا اور حمزہ یوسف کو جو اس کے ہر معمالے سنمبھال لیا کرتا تھا آج وہ اپنی بہن کے مردہ وجود سنمبھال نہیں پار رہا تھا آج اسے کسی کے سہارے کی شدید ضرورت محسوس ہوئی تھی !!!

ہٹھاؤ اسے میری گڑیا سے اسے سفید رنگ نہیں پسند """ ۔۔۔ نرس کو سفید چادر مرحا کی ٹانگوں پہ ڈالتا دیکھ آغا فارذ چیختے ہوئے بولے تو نرس بغیر کچھ کہے وہاں سے چلی گئی تو وہ بوڑھوں کی طرح کمر جھکائے اس کے قریب بیٹھتے اس کے مردہ ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں بھرے اسے سہلانے لگا ۔۔۔

چپ کر وہ سو رہی ہی !! دیکھو کتنی پر سکون ہے 'تم رومت اس کی نیند خراب ہو گی تو وہ اپنے آغا' جان سے روٹھ جائے گئی ! ۔۔۔ حمزہ کی رونے کی آواز پہ وہ پیشانی پہ بل ڈالے اسے نخوت سے جھٹکتے ہوئے بولے تو حمزہ نے سر اٹھائے

شدتِ سے گریہ سے نم نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا جو اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلاتے بار بار کچھ بول رہیں تھے، بکھرے بال، آنسوؤں سے تر چہرہ، سیاہ سوٹ پہن کر پاگلوں کی طرح باتیں کرتے وہ حمزہ یوسف کو پانچ ماہ پہلے کی اس ہی سیاہ رات کے اندھیرے قبرستان کی وحشت ناک حقیقت میں کھینچ لائے تھے۔۔۔

وہ کہتی تھی وہ مجھے روتا نہیں دیکھ سکتی پر اب دیکھو میں کئی گھنٹوں سے رو رہا ہوں مگر وہ نہیں اٹھ رہی، میرے آنسوؤں کو صاف نہیں کر رہی وہ جھوٹی نکلی ہاہاہاہا ""وہ جج ا جھوٹی نکلی"""""""۔۔۔وہ اس وقت ہنستے ہوئے کوئی نیم پاگل شخص لگ رہیں تھے جبکہ ان کے وحشت سے بھرپور قہقہے قبرستان کی دلسوز خاموشی میں گونجتے فضا کو سوگوار اور خوفناک بنا رہیں تھے،،اس سے پہلے وہ اپنا ذہنی توزان کھوتا" اس نے اگے بڑھ کر ان کا بازو پکڑتے انھیں پیچھے دھکیلا تو سب سے پہلی نظر پھولوں سے سجی اس قبر پہ پڑی جو نئی نویلی دلہن کی طرح سجی مہک رہی تھی ۔قبر سے نظریں اوپر کو سرکتی قبر پہ لگے کتبے پہ پڑی تو اس نے یکدم پیچھے کو قدم لیے، آنکھیں بے یقینی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی سر خو بخود نفی میں ہلنے لگا تھا" اور

لبوں سے کتبے پہ سجاوہ نام ادا ہوا جسے وہ اپنی زندگی میں کبھی اس مقام پر دیکھنے کا روادار نہیں تھا (مرحا یوسف)

ڈاکٹر کیا ہوا؟؟؟سب ٹھیک ہے نہ؟؟؟؟۔۔۔ڈاکٹر عثمان کو آئی سی یو سے نکلتے دیکھ سکندر ماموں نے اضطراب بھری کیفیت میں پوچھا دل کو ایک اجیب سا دھڑکا لگا ہوا تھا اور یہ ہی حالت وہاں موجود تمام نفوسوں کی تھی۔۔۔

آئم سوری"" شی از نو مور!!!!۔۔۔ڈاکٹر عثمان نے افسوس بھرے انداز میں سر ہلاتے پاس کھڑے تراب کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے کہا جس کا وجود ان کی بات پہ پتھرا سا گیا تھا جبکہ باقی لوگوں کے سروں پہ گویا آسماں ٹوٹا تھا بے یقینی سے بے یقینی تھی چاروں اوور "مرحا یوسف نہیں رہی تھی، ان کے گھر کی تتلی ان کے باغ کو تنہا چھوڑ گئی تھی"" مبین منزل کی لاڈلی اپنے ناز نخرے اٹھوائے چلی گئی تھی۔۔۔

مرحاااا""""۔۔۔ابھی وہ سب صدمے کی زد میں ہی تھے جب اچانک مرحا کے نام کی درد بھری چیخ ابھری تو ڈاکٹر سمیت سب کی نظریں دل پہ ہاتھ رکھے زمین پہ گری حورے بیگم پہ پڑی۔۔۔

حورے!!آنٹی!!۔۔۔سب ہوش میں آتے ان کی طرف بھاگے جبکہ تراب شاک کی عالم میں آئی سی یو کی طرف بھاگا""""ضرور اس کی بلوسم کوئی مذاق کر رہی ہوں گی وہ اتنی ظالم نہیں تھی جو اسے اتنا بڑا عذاب دے کر جاتی۔۔۔

حورے ہوش کرو""""میری بہن۔۔۔سبین مانی نے تڑپ کے روتے انھیں ہوش میں لانے کی کوشش کی،ہر کوئی انھیں پکار رہا تھا آوازیں دے رہا تھا مگر انھیں کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا ان کی آنکھوں کے اگے تو بس ایک منظر سا لہرا رہا تھا"یوسف صاحب اپنے روشن سے پر منور چہرے پہ مسکان لیے ان کی طرف دیکھ رہیں تھے،پھر اچانک انھوں نے اپنا ہاتھ ان کے اگے بڑھایا مگر ان کے بجائے کسی اور نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھما دیا"سفید پاؤں کو چھوتی فراک پہنے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت چہرے پہ مسکراہٹ سجائے وہ کوئی اور نہیں مرحا یوسف تھی جو ان کی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ماما آپ بالکل نہ رویا گا آپ کی مرحا بابا کے پاس بہت خوش رہے گئ !!۔۔۔اس کی آواز یوں لگ رہا تھا جیسے بہت دور سے ہوا کے دوش پہ اڑتی ہوئی آرہی ہو اور وہ حقیقت میں ہی ان سب سے دور !! بہت دور چلی گئ تھی۔وہ اب یوسف صاحب کے گلے سے لگ کر یوں کھڑی تھی جیسے صدیوں کے بچھڑے آپس میں ملے ہو منظر آہستہ آہستہ ہوا میں تحلیل ہوتا جا رہا تھا اور ان کے ذہن کے پردے پہ سیاہ تاریکی چھاتی گئ۔۔۔

نہ لکھنا تم کبھی میرے رنگ وروپ چال کے بارے میں

تم لکھنا """ تو لکھنا میرے کھلے آسمان کے بارے میں "

تم لکھنا """"" تو لکھنا میری سب سے الگ پہچان کے بارے میں

حال """"

آنکھوں سے متواتر آنسو بہتے ان کی بڑھی ہوئی داڑھی میں جذب ہو رہیں تھے، سیاہ سرخ آنکھیں آنسوؤں کے باعث دھندلاتی قبر کے کتبے پہ ٹکی تھی (مرحا یوسف) "آغا جان پلیز ہمارا نام" اپنے نام کے سس "ساتھ جوڑ لے ورنہ ہہ 'ہم مر جائینگے" نکاح نامہ پر اپنے نام کے ساتھ آغا فارذ کا نام دیکھنے کی خواہشمند لڑکی ان کی محبت میں اپنا نام قبر کے کتبے پہ سجا گئی تھی

(مرحا""یوسف) نام کو لبوں سے ادا کرتے انھوں نے ایک ہچکی بھری""آغا فارذ نے آخر کب سوچا تھا کہ وہ یہ نام کبھی یوں بھی دیکھے گے، انھیں عشق تھا اس نام سے اور اس نام والی سے بھی" دل میں درد کا طوفان اٹھ رہا تھا۔۔۔

سوری گڑیا! آج لیٹ ہو گیا کچھ ہہ ٹینگز تھی ضروری" پلیز ناراض نہ ہونا۔۔ قبر کے نزدیک دو زانوں بیٹھتے وہ قبر پہ سر والی سائیڈ کی مٹی کو سہلاتے یوں بولے جیسے وہ ان کے دیر سے آنے پہ شکوہ کر رہی ہوں۔۔۔

کیسی ہو؟؟ مجھے یاد کیا آج؟؟۔۔۔ قبر پہ پڑے سوکھی پتیوں کو ہاتھ کی مدد سے ایک سائیڈ پہ جمع کرتے حسرت بھرے لہجے میں بولے تو پاس کھڑی ننھی بچی نے اپنے بابا کو حیرت سے دیکھا۔۔

میں نے بھی بہت یاد کیا تھا اپنی گڑیا کو!!۔۔۔ کچھ دیر بعد وہ خود ہی مسرت بھرے لہجے میں بولتے سرخ گلابوں کے گلدستے کو بھی سائیڈ میں رکھ گیے جس کے پھول سوکھ چکے تھے نا جانے کون روز اس کی قبر پہ یہ گلدستہ رکھ کر جاتا تھا وہ بھی بلاناغا۔۔۔

یو نو گڑیا تمہاری یہ ننھی دوست تمہیں بہت مس کرتی ہیں!۔۔۔ قبر پہ تازو پتیوں کو بکھیرتے وہ اپنے پہلو میں کھڑی اپنی بیٹی کو دیکھتے بولے جو شاپر سے مٹھی بھر بھر کر خوشی ہوتی قبر پہ پھول پھینک رہی تھی اور وہ انھیں ہاتھ کی مدد سے پھیلا رہیں تھے۔۔۔

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمارا ساتھ اس فانی دنیا میں نہیں لکھا کیونکہ میری جان یہ تو عارضی دنیا ہے اور یہاں ہمارا ساتھ بھی عارضی ہوتا جبکہ مجھے تو تمہارا ساتھ اس ابدی دنیا میں چاہیے جہاں ہمیں کوئی جدا نہ کر سکے، جہاں کوئی موت نہ ہو ہمارے درمیان۔۔۔ مٹی کو اپنی کھردریوں انگلیوں سے سہلاتے وہ اس سے اپنے دل کی بات کر رہیں تھے مگر دوسری طرف سے ہمیشہ کی طرح کوئی میٹھی آواز نہ ابھری تھی نہ تسلی میں اور نہ محبت میں جسے دیکھتے وہ مزید غمزدہ

ہو گیے، ان کی ہر بات کا جواب دینے والی گڑیا ایسا روٹھی تھی کہ پانچ سال ہونے کو آئے تھے اس نے ایک لفظ نہ کہا تھا۔۔۔

تمھیں 'تو ڈر لگتا تھا نہ "اندھیرے سے روحی "تو اب کیسے اس منوں مٹی تلے دفن سکون سے سوئی ہو کیا اتنے سالوں میں کبھی ایک آواز بھی میری تم تک پہنچ نہیں پائی تھی یا تمہاری ناراضگی محبت پر بھاری پڑھ رہی تھی ""جواب دوں "" اپنے آغا جان کی بب 'بے بسی نہیں دیکھتی تم """ خ'خود تو چچ" چلی گئی ہو اپنی محبت """نبھا" کر ""ایک "ایک موقعہ دے کر میری محبت کو بب " بھی آزما لیتی ""پر اتنی بڑی سزا نہ دیتی ""میں تت "تھک چکا ہوں اپنا یہ وجود گھسیٹتے گھسیٹتے، ہجر کا یہ دردناک عذاب کاٹتے کاٹتے """ خدارا اب "تو رحم کرو"" تم 'تو قریب ہو نہ خدا کے ""تت 'تم بب "بولو کے میری یہ "" سس "سزا اب ختم کر دے ""میں مر "مر رہا ہوں گڑیا ""تمہارے آغا جان ""پل پل مر رہیں ہیں۔۔۔ قبر پہ سر ٹیکائے وہ آنسوؤں کے درمیاں بولتے اسے اپنا غم اور تکلیف بتا رہیں تھے جو آج بھی ان کے غم پر تڑپ اٹھتی تھی، وہ آج بھی

خود غرضی دیکھاتے اسے قبر میں بھی سکون نہیں لینے نہیں دے رہیں تھے

آدا""""اا'دا""ن۔۔۔اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ان کی قمیض کو پکڑ کر کھینچتی وہ ننھی پری پریشانی سے اپنے بابا کو روتا دیکھ خود بھی رونے والی ہوئی۔۔۔

اوو""نو نو بے بی""""ڈونٹ کرائینگ"""" بابا از فائین۔۔۔اس کے سرخ لب کو رونے کے لیے باہر نکلتا دیکھ وہ فوراً اپنی آنکھوں کو صاف کرتے بولے۔وہ بالکل اس جیسی تھی جیسے وہ انھیں درد میں نہیں دیکھ سکتی تھی بالکل ویسے ہی یہ بھی نہیں دیکھ پاتی تھی۔۔۔

اوکے بائے گڑیا!!کل پھر آؤنگا۔۔۔پھولوں سے ڈھکی قبر کو وہ پیار سے نہارتے بولے اور ساتھ جھک کر مٹی پہ بوسہ دیا بالکل ویسے ہی جیسے وہ جیتے جی اس کی پیشانی کا لیا کرتے تھے۔۔۔

چلے روحی!!!۔۔۔نیچے سے اٹھتے وہ اپنے برابر میں کھڑی پری کو دیکھتے مسکراتے ہوئے بولے تو اس ہیر بینڈ والی نے فوراً سر اثبات میں ہلایا تو ہیر بینڈ پھر

پھسل کر آنکھوں پہ آن گیرا جسے دیکھ انھوں نے مسکراتے ہوئے اس کا بینڈ درست کیا اور اس کے ننھے وجود کو بانہوں میں بھرے وہ سیدھے ہوئے۔۔۔ روحی بائے کرو فرینڈ کو!!!۔۔۔اس گرے نگنیوں والی پری کو دیکھ کر کہتے انھوں نے بائے کرنے کو کہا تو اس نے فورا اپنا چھوٹے سے ہاتھ کو اٹھائے قبر کی طرف دیکھتے بائے کیا تو وہ ایک آخری نظر قبر پہ ڈالتے واپسی کی راہ کی طرف بڑھے کل پھر واپس آنے کو"" کون کہتا ہے کہ کہانیاں انسانوں کے مر جانے سے ادھوری رہ جاتی ہے" کچھ کہانیوں کو مکمل کرنے کے لیے وہ ادھورے کردار واپس لوٹتے ہے اور مرحا یوسف بھی اپنی کہانی کو مکمل کرنے کے لیے واپس لوٹ آئی تھی مرحا فارذ کی شکل میں !!

"" میں تم سے پیار کرتا ہوں ""

میں اپنے دل کی سب سچائیوں کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں !!!

" میں تم سے پیار کرتا ہوں

مگر جو کہہ رہا ہوں میں بہت ممکن ہیں۔ !

پورے سچ کی آنچ اُس سے نہ گزری ہو

میرے ہونٹوں پہ جو لفظِ محبت ہے

بہت ممکن ہے وہ میری ضرورت ہو

محبت اور ضرورت "

اپنی اپنی سرحدوں میں قید ہیں

دونوں کی دنیائیں الگ ہیں "

میں اک دنیا میں ہوں،

اور دوسری دنیا کے خواب آتے ہیں, آنکھوں میں

ادھوری چاہتیں میری،

ادھوری داستاں میری !

میرے جذبے ادھورے ہیں !!

میری خواہش کے پیمانے ادھورے ہیں !!

محبت کے ہونٹوں پہ میرے افسانے ادھورے ہیں !

ادھورے پن کی اک دنیا میرے چاروں طرف ہے

پھر بھی اپنے دل کی سب گہرائیوں کے ساتھ

"""" سب سچائیوں کے ساتھ

میں اقرار کرتا ہوں

!!!!! میں تم سے پیار کرتا ہوں

ختم شدہ